سلسلہ تصوف نمبر ۱۲۲

اُردو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ

رکن اوّل و رکن دوم

از

تصنیف جناب خواجہ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ حسن احمد بن شیخ محمد ہادی بن امام الطریقت مروج الشریعت حضرت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت عروۃ الوثقی معصوم ربانی رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین

رکن اوّل

در احوال خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی معہ احوال فرزندان و خلفائے آنجناب رضی اللہ عنہم

رکن دوم

در احوال قیوم ثانی عروۃ الوثقی معصوم ربانی معہ احوال فرزندان و خلفائے آنجناب رضی اللہ عنہم

جسے

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زئیاں ——— بازار کشمیری

لاہور نے

بصرف زر کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر

سیوک اسٹیم پریس لاہور باہتمام گوکل چند پرنٹر کے چھپوایا

قیمت ... ہر دو رکن ... ۳ روپے

تصوف کی بے بہا رحمت اور بے نظیر کتابوں کا لاجواب سلسلہ

اردو ترجمہ رسالہ نقشبندیہ

اس رسالہ میں نقشبندیہ طریقہ کے ذکر اور لطائف قلبی و مراقبہ وغیرہ کا بیان ہے۔ اور اس کے ساتھ طریق مراقبہ بھی بتایا گیا ہے۔ اور دل کا نقشہ دکھلا کر ہر ایک لطیفہ کا مقام دکھلایا گیا ہے طالب مولیٰ کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ قیمت ـــــــــ ۱۴ر

اردو ترجمہ ہشت شرائط حضرات خواجگان نقشبندیہ

یعنی بزرگان عالیہ نقشبندیہ کے ہشت شرائط قابل دید نسخہ ہے اور خوش قلم اعلے درجہ کے کاغذ پر طبع ہوگیا ہے
قیمت ـــــــــ ۲ر

اردو ترجمہ کتاب نفحات الانس

یہ بے نظیر کتاب حضرت مولنا عبدالرحمن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی اعلے تصنیفات میں سے ہے حضرت موصوف کی تصنیف کسی تعریف کی محتاج نہیں۔ اس میں اکثر اولیا اور خاتونان باصفا کا جو اولیاء اللہ میں سے گذری ہیں ذکر ہے قابل دید ہے۔ قیمت ـــــــــ ۳ر

اردو ترجمہ کتاب ہدیۃ القلوب و تحفۃ الارواح

یہ کتاب بھی تصوف میں ایک بیش بہا جواہر اور سراپا برکت اور رحمت ہے۔ خدا سے رابطہ و اتحاد پیدا کرنیوالوں کو اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا ذکر اس میں نہ آیا ہو طالبان مولے کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے صوفیان صفا کیش اس کو حرز جان بنائیں اور سعادت دارین حاصل کریں قیمت ۱؏۲ر

اردو ترجمہ کتاب مقاصد السالکین

حضرت ضیاء اللہ نقشبندی کی قابل قدر تصنیف ہے۔ مسائل شرعیہ کے ساتھ ساتھ تصوف کے باریک باریک نکات بیان فرمائے ہیں۔ قیمت ـــــــــ ۱؏۲ر

عرض حال

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُہٗ اللّٰہَ الۡعَلِیَّ الۡعَظِیۡمِ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ ذَوِی الۡمَجۡدِ وَالتَّعۡظِیۡمِ

ہر قسم کی تعریف اور ہر صفت کی توصیف اس ذات متجمع الصفات کے لئے خاص ہے جسکی یافت حدِ ادراک سے بالا و اعلےٰ ہے اور اس کی دریافتِ حقیقت حدِ قیاس سے مبرہ و منزہ اسی کے ظلالِ اسما و صفات کا تمام عالم مظہر ہے۔ اور اسی کے پرتوِ شیون اور تجلیات سے کل جہان منور۔ اُسی کے رشحاتِ جود سے سب نے خلعتِ وجود پایا۔ اور اسی کے لمعاتِ کرم سے حضرتِ انسان کو خطاب وَلَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ آیا۔ اسی کی نوازشات سے خاصوں کو شرفِ خلافت و خلعت ملا۔ اُسی کی عنایت سے مقربوں کو رتبہ نیابت و قربت سرفراز ہوا۔ اسی کی تلاش و طلب میں عاشقونکی جان و دل مثل سیماب بے قرار و بے تاب ہیں۔ اور سوز و گداز ہجر سے مشتاقوں کے سینہ و جگر بریان مانند ماہی بے آب۔ اُسی کی مرحمت ازلی نے ان دلدادگان کو مرہم تسلی و تسکین عطا فرمایا۔ اور سینہ فگاروں کو رشحہ قرب و تمکین سے سرفراز کیا۔ اُسی کی بلند درگاہ کی جبہ سائی سے عبودیت نے شرف قبولیت پیشگاہ الوہیت پایا۔ اُسی کی محترم بارگاہ میں ناصیہ فرسائی سے مرتبہ کمال و خصوصیت ہاتھ آیا۔ اور درود غیر معدود اُس خواجہ اکرام افتخارِ آدم صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم پر جن کی ذات قدسی آیات

منبع اسرارِ قدم معدنِ انوار اتم اور مظہر تجلّی اعظم ہے۔ اُن ہی کے ظہور سے جلوۂ بطون ہویدا و آشکار ہوا۔ اور وجود وجود سے ہر ایک موجود پیدا و اظہار ہوا خلعتِ لَوۡلَاکَ لَمَا خَلَقۡتُ الۡاَفۡلَاکَ آپ ہی کے زیب بر ہوا۔ اور تاج وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ آپ ہی کے زیب سر کیا گیا۔ آپ ہی کی تصدیق پر معنی ایمان ثابت ہیں۔ اور آپ ہی کی اطاعت پر تکمیل ایمان پیوستہ۔ آپ ہی سے عالم امکان کا سر انجام ہے۔ اور ظہور قدم کا اہتمام۔ آپ ہی کے نقش قدم پر چلنے والوں کا تابعین و اصحاب نام ہے اور سب غوث و اقطاب عالم آپ ہی کے تابع احکام آپ ہی کی راہ راہ قرب و یقین ہے اور وہی ذریعہ حصول قرب و تمکین ہے

نہ کیوں اُن کی طرف اللہ سو سو پیار سے دیکھے
جو آنکھیں اپنی ملتے ہیں تمہی کے آستانے سے

تمہی مقصود ہو یا خود ہو ہم کو غرض مطلب
لگا یا اب تو بستر آپ ہی کے آستانے سے

تمہارے در کے ٹکڑوں پر پڑا پلتا ہے اک عالم
گزارہ سب کا ہوتا ہے اسی محتاج خانے سے

زمیں تھوڑی سی دیجے بہرِ مدفن اپنے کوچہ میں
لگا دیجے مرے آقا مری مٹی ٹھکانے سے

بلا لیجے درِ اقدس پہ اپنے اس گداگر کو
پھرے کب تک ذلیل و خوار در در بے ٹھکانے سے

بعد حمد و نعت کمترین عجز آگین ملک فضل الدین ککے زئی نقشبندی مجددی تاجر کتب قومی کشمیری بازار لاہور، اربابِ شریعت و طریقت و اصحابِ حقیقت و معرفت کی گرامی خدمات میں نہایت ادب کے ساتھ عرض پرواز ہے کہ اس ناچیز کو علم تصوف کی کتابوں کے ترجمے اشاعت کرتے ہوئے یہ دسواں سال ہے۔ اس عرض مدت میں ۱۲۵ سے زیادہ نایاب اور ضخیم کتب مثل ہر سہ دفتر مکتوبات شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور نفحات الانس، تحفۃ القلوب وغیرہ ضخیم کتب کے بامحاورہ ترجمے پیشکش ناظرین باتمکین کئے۔ اور بافضال الٰہی و عنایات لامتناہی سب مقبول انام بلکہ پسندیدہ ہر خاص و عام ہوئے ❖

سنہ ۱۹۱۳ میں جب میں مکتوبات شریف کے ترجمے کو چھاپ کر فارغ ہوا۔ تو ہر طرف سے شائقین کرام نے باہتمام یہ فرمائش کی کہ جہاں تک ہو سکے جلد کتاب "رَوضۃ القیومیۃ" کا ترجمہ شائع کرو۔ مجھ کو اس مبارک کتاب کے ترجمے کا خود بھی بہت شوق تھا۔ مگر افسوس کہ کتاب روضۃ القیومیہ میرے پاس نہ تھی۔ اور نہ کوئی

صاحب اس کے ہونے کی اطلاع دیتے تھے۔ ادھر دن رات اس کے ترجمہ کی دھن لگی رہتی
اور جابجا کتاب تلاش کر رہا تھا۔ آخر کار اللہ تعالےٰ کی عنایت اور رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی باطنی توجہ اور قیوم اربع کی روحانی امداد سے میرے عزیز دوست
[illegible]ی محمد برکت علی صاحب نے ہر چہار جلد روضۃ القیومیہ کا ایک قلمی نسخہ مجھے کہیں سے
منگوا دیا۔ جس کے لئے میں ان کا کمال مشکور ہوں۔ مگر افسوس کہ مطالعہ کرنے پر معلوم ہوا
کہ آدھی سے زیادہ کتاب کا مضمون اس میں نہیں۔ آخر کار میں وہ نسخہ لیکر اپنے قدیمی
کرم فرما اور سچے محسن جناب حضرت پیر عبد الغفار شاہ صاحب قادری سلمہ اللہ ربہ
کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (پیر صاحب موصوف اس سے پہلے بہت سی کتابوں کے
ترجمہ کے محرک ہو چکے ہیں) اور عرض کی کتاب "روضۃ القیومیہ" تو ملگئی۔ مگر افسوس کہ
نامکمل اور ناقص ملی ہے۔ حضرت پیر جی صاحب نے اس کتاب کو غور سے پڑھا اور
کئی مقام مطالعہ کرنے کے بعد مجھے فرمایا کہ عرصہ ۶ ماہ سے ایک قلمی کتاب مجھے کوئی
اللہ کا بندہ دے گیا ہے۔ اس میں اسی قسم کے مضامین ہیں۔ مگر میں پختہ طور پر یہ نہیں
کہہ سکتا کہ وہ یہی کتاب ہے یا کوئی اور کتاب۔ آخر کار حضرت پیر صاحب نے الماری
کھولکر ایک کتاب قلمی نکال میرے حوالے کی۔ میں نے جب اس کتاب کے آخیر صفحہ کو
دیکھا تو وہاں یہ عبارت تحریر تھی۔

"باختتام رسید نسخہ متبرکہ معظمہ روضۃ القیومیہ در احوال حضرات قیوم اربعہ
من تصنیف فضل العلما حضرت خواجہ محمد احسان رضی اللہ تعالےٰ عنہ
بروز تاریخ پنجم ذی الحجہ در روز یکشنبہ در ۱۳۰۱ھ ہجری در مدینہ منورہ
در مدرسہ احسانیہ بقلم حاجی اسرار خوقندی"

اس کے مطالعہ سے مجھ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔ اور میں نے نہایت زور کے ساتھ
جوش بھری آواز میں حضرت پیر جی صاحب کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ حضرت
یہ مکمل کتاب روضۃ القیومیہ ہے۔ حضرت نے نہایت خوشی سے فرمایا کہ تمہیں مبارک
ہو۔ کہ حضرات قیوم اربعہ نے تم سے اس کتاب کے ترجمہ کی خدمت لینی منظور
فرمائی ہے۔ سو یہ کتاب ہم نے تمہیں ہمیشہ کے لئے دیدی۔" پیر صاحب کا فرمانا تھا
کہ میں ادھر بیخود ہوا۔ اور حیران تھا کہ جس گوہر نایاب کی میں نے اس قدر تلاش کی۔

آج ایک دن میں اُس کے دو نسخے ملتے ہیں۔ اس میں یہی حکمت ہے کہ مجھے اس کتاب کے ترجمے کے چھاپنے کی خدمت اللہ تعالےٰ کی طرف سے بہ عنایت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و بامداد حضرت قیوم اربع سپرد ہوئی ہے اسی وقت جناب باری میں سجدہ شکر بجالایا۔ اور کتاب کا مطالعہ شروع کیا۔ دو تین دن کے مطالعے کے بعد اس گوہر نایاب کا ترجمہ شروع کر دیا۔ اللہ تعالےٰ کا ہزار در ہزار شکر ہے کہ ۵ ماہ کامل کے بعد یہ چاروں دفتر ترجمہ کے مکمل ہو گئے۔ اور نظر ثانی کے لئے یہ کتاب معہ اصل کے میں نے اپنے قدیمی کرم فرما زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت مولنا مولوی احمد حسین خاں صاحب نقشبندی مجددی قادری سلمہ ربہ کی خدمت مبارک میں امروہہ بھیجدی۔ حضرت موصوف اس کتاب کو معہ اصل کے حیدرآباد دکن لیگئے۔ اور کامل عرصہ ۶ ماہ بعد ملاحظہ تمام مسودات کے مجھے واپس فرمائی۔ جس کے لئے میں ان کا کمال شکر گذار ہوں +

اب اس کتاب کی تیاری کیلئے انتظام ہو رہا تھا۔ کہ ناگہانی ایک مصیبت مجھ پر نازل ہوئی۔ اور وہ وہ مصیبت ہے کہ اللہ کریم کسی دشمن کے نصیب نہ کرے اس کے لکھتے وقت میرے ہوش حواس گم ہو رہے ہیں اور وہ یہ روح فرسا حادثہ ہے کہ ۲۸۔ نومبر ۱۹۱۵ء کو میرا چھوٹا لڑکا ملک تاج الدین (جو تمام کاروبار دکان اور چھپائی کتب میں میرا زبردست بازو تھا) بیمار ہوا۔ اور ایسا بیمار ہوا کہ اُسکی بیماری نے مجھے حیران کر دیا۔ اس کے علاج کے لئے مجھے نہایت پریشان مقامات پر بھی اُسے لیجانا پڑا۔ کبھی شملہ میں تھا۔ اور کبھی دھرم پور شملہ کے ہسپتال میں کبھی کہیں اور کبھی کہیں۔ غرضیکہ ۶ ماہ ۳ روز بیمار رہ کر وہ نوجوان جسکی عمر ۲۷ سال کی تھی! اور جو اس عالم جوانی میں نہایت پاکباز خدا یاد اور بہت بڑا معتقد خاندان عالیہ نقشبندیہ کا تھا یکم شعبان ۱۳۳۴ھ ہجری مطابق ۳ جون ۱۹۱۶ء بروز شنبہ عالم جاودانی کی طرف روانہ ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ +

ناظرین آپ ذرا خود خیال فرمائیں کہ جس شخص کا نوجوان ہونہار لائق اور سچا تابعدار اللہ اور اُس کے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لخت جگر گذر جائے۔ اس کی کیا حالت ہوگی۔ اس کے مرنے کے بعد ۳ ماہ تک میں خود سخت بیمار رہا

جب قدرے میری طبیعت سنبھلی تو ارادہ کیا کہ کتاب روضۃ القیومیہ جلد شائع کر دیجائے۔ مگر یورپ کے عظیم جنگ کی وجہ سے کاغذ نہایت گراں ہو گیا۔ یعنی جو کاغذ ۲ ملے پر ملتا تھا اُس کی قیمت ۸ ہو گئی۔ جسکی وجہ سے مجھے پھر تامل ہوا۔ مگر شائقین کا تقاضا حد سے زیادہ ہوتا گیا +

خصوصاً اب کی دفعہ سنہ ۱۳۳۵ ہجری میں جب مَیں عرس شریف حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر حاضر ہوا۔ تو ہر طرف سے تقاضا ہوا کہ روضۃ القیومیہ کا ترجمہ جلد شائع کرو۔ خصوصاً حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے ایک بزرگ قندہار سے تشریف فرما تھے اُنہوں نے مجھے بہت تاکید فرمائی اور کہا جب ہم آیندہ سال آئیں تو تم نے ضرور ترجمہ روضۃ القیومیہ طبع کرا کر لانا۔ اور اس کے بعد پھر فارسی زبان اصل میں بھی طبع کرنا۔ چنانچہ ان بزرگوار نے روضہ اقدس حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہو کر میرے لئے دعا فرمائی۔ ناچار جب مَیں لاہور واپس آیا تو آتے ہی مہنگی قیمت پر اس کتاب مبارک کے ترجمہ کیلئے کاغذ خرید کیا اور اس کے ترجمہ کو لکھوانا شروع کیا +

بعض لوگ یہ خیال کرینگے کہ یہ ضخیم اور بڑی بھاری کتابیں اسی خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترجمہ کرا کر شائع کرتا ہے اس سے اُسکی کیا غرض ہے۔ لہذا مَیں اُن حضرات کی خدمت میں حسب ذیل عرض کرتا ہوں تاکہ انہیں میرے اغراض سے واقفیت تامہ ہو جائے :-

واضح ہو کہ مجھ کو زیادہ تر تصانیف خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے دلچسپی کا یہ سبب خاص پیش آیا ہے کہ زمانہ حال کی موجودہ رفتار اس طریقہ عالیہ کی تعلیم کی زیادہ ضرورت محسوس کر رہی ہے۔ کیونکہ اس طریق میں محض اتباع شرع شریف کی برکت اور پیران کبار کی توجہ اور عنایت سے طالبان خدا و سالکان راہ صدق و صفا بلا کسی محنت شاقہ اور بغیر ریاضت کثیرہ کے مراتب فنا و بقا سے مشرف ہو کر بہت جلد واصل الی اللہ ہو جاتے ہیں ؎

آنچہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین　　　طعنہ زند بر دمہ سجدہ کند بر چلہ

علاوہ ازیں اسی خاندان عالیہ میں اگرچہ تعلیم طریقۂ نقشبندیہ کی جاتی ہے لیکن بطور

شمول تمام خاندان کی نسبتیں اور جمیع طرق کے کمالات مجموع ہیں۔ صوفیائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ اس طریقہ کی نسبت سب نسبتوں سے بلند و ارفع ہے۔

نسبتش ارفع و قوی اثرش　　　اہل دل مے کند بیک نظرش

اس خاندان میں ابتدائے سلوک ہی میں سالکوں کو دوسرے طریقوں کے انتہائی مقامات حاصل ہو جاتے ہیں چنانچہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کا ارشاد صحیح ہے کہ

اوّل ما آخر ہر منتہی است　　　آخر ما جیب تمنا تہی است

اس مقام کو اندراج النہایۃ فی البدایہ کہتے ہیں۔ اب اس سے اس طریقہ کے انتہائی کمالات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کیا اور کیسے ہونگے۔ اور کیوں نہ ہوں کہ اس سلسلہ کے صاحب الطریق غوث یزدانی محبوب صمدانی قیوم زمانی حضرت بدرالدین خواجہ شیخ احمد سرہندی امام ربانی مجدد الف ثانی قدسنا اللہ بسرہ السامی ہیں جن کے حالات اور کمالات مشہور و آشکار فی نصف النہار ہیں۔ انہی کی یہ ایک ادنےٰ کرامت ہے کہ ہندوستان جیسے کفرستان میں لکھوکھا اولیاء اللہ اہل دل طریقہ نقشبندیہ کے مزارات سے خلائق فیوض و برکات سے مستفید ہو رہی ہے اور ہزارہا اولیاء اللہ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہو کر فیضان باطنی کے توجہ سے مالا مال کر رہے ہیں۔ دوسرے سلاسل میں اول تو ذکر جہر ہی اکثر لوگ بسبب محنت کے پابندی سے نہیں کرتے۔ اور ذکر کرتے بھی ہیں تو ذکر قلبی اور روحی تک نوبت نہیں پہنچتی۔ اور ہزاروں میں کسی ایک دو کو پہنچتی بھی ہے تو سالہا سال کی ریاضت اور محنت کے بعد بلکہ اکثر کی نسبت تحقیق سے یہی دریافت ہوا کہ فلاں وقت میں فلاں نقشبندیہ طریق کے بزرگ سے استفادہ توجہ کیا گیا تھا۔

آپ کے ظہور اور ولادت کے واقعات یہ ہیں کہ اکبر اور جہانگیر پادشاہان ہند کے عہد میں اسلام کی حالت ضعیف اور ناگفتہ بہ ہو گئی تھی۔ پادشاہان وقت نے کفر و شرک کی رسموں کو رواج دے دیا تھا۔ اکبر بادشاہ ہندو وزیروں کے ساتھ بتخانوں میں جا کر زنار پہنکر اہل ہنود کی مذہبی آئین میں شرکت کرتا تھا۔ داڑھی منڈا کر گاہے گاہے پیشانی پر قشقہ لگاتا تھا۔ شاہی مہر کا سجعہ جل جلالہ، و اکبر شانہ، تھا۔ اور درباری آداب سجدہ تھا۔ بہت سی مسجدیں منہدم کر دی گئیں تھیں۔ کوئی پرسان حال نہ تھا۔

قانون خلاف شرع شریف جاری کردئیے گئے تھے۔ ابوالفضل اور فیضی وزرا بادشاہی نے الحاد اور فلسفہ کی حقانیت پر کتابیں تحریر کی تھیں۔ بہرحال بشری طاقتیں بادشاہی مقابلے سے عاجز تھیں۔ دیندار سراسیمہ و پریشان تھے۔ اور گرداب حیرت میں سرگردان ہر شخص کو امداد غیبی کا انتظار تھا۔ اولیا وقت کو آپ کے ولادت کی بشارتیں ہوئیں۔ اور ظہور کے آثار نمایاں ہوئے ؎

مبارک ہو وہ شہ پردے سے باہر آنیوالا ہے — گدائی کو زمانہ جس کے در پر آنیوالا ہے
کہو پروانوں سے شمع ہدایت اب چمکتی ہے — خبر دو بلبلوں کو وہ گلِ تر آنیوالا ہے
چکوروں سے کہو ماہِ دل آرا جلوہ گر ہوگا — خبر ذرّوں کو دو ماہِ منور آنیوالا ہے
کہاں ہیں ٹوٹی امیدیں کہاں ہیں بے سہارے دل — کہ وہ فریاد رس بیکس کا یاور آنیوالا ہے
ٹھکانا بے ٹھکانوں کا سہارا بے سہاروں کا — غریبوں کی مدد بیکس کا یاور آنیوالا ہے
فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگیں گے پائینگے — کہ سلطانِ زمان محتاج پرور آنیوالا ہے
بر آئینگی مرادیں حسرتیں ہو جائینگی پوری — کہ وہ مختار دین دنیا کا رہبر آنیوالا ہے
یہ سامان ہو رہے تھے مدتوں سے جسکی آمد کے — وہ شاہ وقت با صد شوکت و فر آنیوالا ہے
وہ آتا ہے کہ ہے جس کا فدائی عالمِ بالا — وہ آتا ہے کہ دل عالم کا جس پر آنیوالا ہے
مبارک درد مندوں کو ہو مژدہ بیقراروں کو — قرار دل شکیب جان مضطر آنیوالا ہے

نہ کیوں ذرّوں کو ہو طلعت کہ چمکا اخترِ قسمت
سحر ہوتی ہے خورشید منور آنیوالا ہے

پس بتاریخ ۱۴ شوال المکرم ۹۷۱ھ ہجری وہ آفتاب جاہ و جلال باعزت و اقبال مطلع شہر سرہند سے جلوہ افروز ہوا۔ عالم و عالمیان میں آثار رشد و ہدایت نمودار ہوئے۔ آپ نے بہت جلد علم ظاہری کی تحصیل اور علم باطنی کی تکمیل سے فراغت پاکر ہدایت میں مشغولی فرمائی۔ قرب و جوار بلکہ دور دراز سے مثل مور و ملخ مخلوق چلی آرہی تھی۔ لکھوکھا آدمی مرید اور حلقہ بگوش ہوگئے۔ بڑے بڑے علماء و مشائخ وقت نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ دین کی اشاعت میں ہر بے دین سے مقابلہ کیا۔ درباری سجدہ اور کفر و شرک کی رسموں کو مسدود کیا۔ پادشاہِ وقت اور شاہزادگان مرید ہوئے اُمراء دولت اور ارکانِ سلطنت نے عقیدت پیدا کی دوسرے ملکوں کے بادشاہ اور علما

اور مشائخ داخل سلسلہ ہوئے۔ بالاتفاق آپ کو سب نے شریعت اور طریقت کا امام اور مجدد الف ثانی تسلیم کیا جب سے اب تک دنیا میں اس سلسلہ کو جو فروغ ہے اور کسی سلسلہ کو نہیں ہے۔

ایسے ہی بزرگوں کی نسبت حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالے عنہ فتوحات مکیہ جزو ثانی باب ۷۳ میں بہ ضمن معنی حدیث اِنَّ النُّبُوَّةَ وَالرِّسَالَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ (نبوّت اور رسالت قطعاً ختم ہو چکی ہے پھر بعد نہ اب کوئی رسول آئیگا اور نہ نبی) تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نبوت اور رسالت تشریعی مراد ہے۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول صاحب شریعت جدیدہ نہ آئیگا۔ اور آپ کی امت کو مراتب اور مقامات نبوت اور رسالت تا قیامت عطا ہوتے رہیں گے۔ جیساکہ دوسری حدیث صحیح ہے کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یعنی میری امت کے علما مثل انبیا بنی اسرائیل ہونگے +

آپ کے حالات سے یوں تو صفحات تواریخ عالم مملو ہیں۔ اور آپ کے کارنامے تابقاءِ عالم ارباب صدق و یقین کے پیش نظر رہینگے لیکن آپ کے حالات میں بہترین تاریخ رَوْضَةُ الْقَیُّوْمِیَّہ ہے جس میں آپ کے بزرگ صاحبزادہ مولانا ابوالفیض خواجہ کمال الدین شیخ محمد احسان مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کمال محنت اور جانفشانی سے حالات چشم دید کو بہت تحقیق سے اور واقعات سابقہ کو معتبر تواریخ سے نہایت ہی جامعیّت اور صحت کے ساتھ قلمبند کیا ہے۔ فی الحقیقت ایسی مفصل اور جامع کوئی اور تاریخ اس خاندان عالیہ کی نہیں ہے جو اس قدر قرب زمانہ میں اس التزام کے ساتھ تالیف کی گئی ہو +

اس کے فاضل مؤلف رح نے آپ کے ذاتی کمالات کے علاوہ خاندانی حالات بھی نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں۔ قرآن و حدیث سے آپ کے ظہور کے اشارات۔ اولیاء سابقین کے بشارات اور آپ کے مخصوص مدارج کمالات جو اور اولیاء اُمّت سے ممتاز ہیں۔ اور مقامات سلوک جو اور طریقوں سے شان امتیاز رکھتے ہیں نہایت ہی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ اگرچہ مؤلف علیہ الرحمۃ نے ظاہر بینوں کے شبہات کے کافی جواب دئے ہیں مگر بضمن دیگر حالات

میں اگر کسی شخص کو تخصیص اس بارے میں مکمل کتاب کے مطالعہ کی ضرورت ہو۔ تو میرے خیال میں بہترین رسالہ موسوم بہ اسم تاریخی گنجینہ مناظرہ مصنفہ حضرت احمد حسین خانصاحب قادری نقشبندی مجددی نہایت جامع ہے +

اس سے اندازہ ہو سکیگا کہ اس ناچیز کو اس کتاب کے انتظام طبع میں کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور بتائید خدائے مطلق اور بطفیل حضرت نبی برحق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب آسان ہو گئیں۔ اور بحمد اللہ کہ آج یہ موقعہ ملا کہ اس گوہر بے بہا اور جواہر نایاب کو تیار کر کے شائقین باتمکین کے ملاحظہ میں پیش کر سکا +

قبل اس کے کہ میں اس عرض حال کو ختم کروں ناظرین کتاب ہذا سے نہایت عجز اور ادب سے التماس ہے کہ جب وہ مطالعہ کتاب سے محظوظ ہوں تو محض خدا کے واسطے مجھ ناکارہ۔ گنہگار۔ بد اعمال کیلئے ضروری دعائے خیر فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ بتصدق اپنے محبوبوں کے میرا دنیا سے انجام بخیر کرے۔ اور عاقبت میں اپنے مقبولوں کے زیر سایہ رکھے۔ جس اعتقاد پر ہوں اُسی پر خاتمہ ہو۔ اور اسی پر حشر ہو۔ نیز میرے نوجوان مرحوم فرزند ملک تاج الدین کیلئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اُسے فردوس بریں میں جگہ دے۔ اور اُس کا حشر بھی پیران عظام کے ساتھ ہو +

قبل اس کے کہ ناظرین کرام عرض حال ختم کر کے کتاب کا مطالعہ شروع کریں ایک نہایت دلچسپ مدحیہ نظم پڑھ لیں۔ جو میرے مخدوم مکرم جناب حکیم محمد سلیمان صاحب انور متخلص بہ حسن نے جناب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں عرض کی ہے۔ پہلے خضوع و خشوع کے ساتھ پڑھکر پھر اس مقدس کتاب کا مطالعہ شروع کریں +

نیاز مند۔ روسیاہ۔ ملک فضل الدین تاجر کتب قومی بازار کشمیری

لاہور۔ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ ہجری

در مدحت حضور فیض گنجور حضرت امام ربانی محبوب یزدانی شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی فاروقی

رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از سیہ بختی بچشم حال دارم روز بد — چار سوئے دل گرفتہ فوج غم بیحد و عد
نیست ہنگام نوائب غیر ذاتت مستند — چشم دارم از نگاہ لطف تو بہر صمد

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

اے نگاہت قفل دشوارئی عالم را کلید — خود عیاں مے بینم آنجا لیکہ کس نتواں شنید
وادی غا بستہ شد از چار سو باب امید — خستگی از حد گذشت و چارہ ام شد ناپدید

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

تخم تدبیرے کہ اندر کشت عالم کاشتند — کاشتکاراں از نموئش یاسہا برداشتند
آخر الامر این مرض چوں لادوا پنداشتند — چارہ سازاں چارہ سازی را بتو بگذاشتند

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

داد و داد از دست بیداد حوادث داد داد — کشتیم در بحر غم اندر تلاطم اوفتاد

کشت امیدم ز پامال مصائب شد بباد	آمدم سوی تو بعرض حال و انجاح مراد

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

بندگانت را کمینه بنده ام قربان باشوم	از خطا و جرم بس آگنده ام قربان باشوم
از ندامت سر بپیش افگنده ام قربان باشوم	شد بدل از گریه یکسر خنده ام قربان باشوم

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

بستگیهارا کشاد از حق بدست پاک تست	آنکه همسر شد باوج چرخ پست خاک تست
مطمئن از هول محشر بندۂ بیباک تست	باد حاضر بباب عالیت غمناک تست

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

درد دل را خاک کوئے پاک تو خاک شفاست	ورد نام نامیت اعلال روحی را دواست
یک نگاه لطف تو صد عقدۂ مشکلکشاست	رو بتو آوردم و انجم مرا حاجت رواست

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

اے برون از حد دانش رتبۂ والائے تو	خلعت فضل الٰہی راست بر بالائے تو
ایستادہ بندۂ بی برگ و بے کالائے تو	ریزہ دارد ہوس از خوان پر آلائے تو

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

رو سپیدہ چشم دارم با سیہ کاری دریغ	آبروئے خویش خواہم باہمہ خواری دریغ

رہرو مفلس ناتوانم باگرانباری دریغ — دارم از نقشۂ تجلی چشم بیداری دریغ

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

اے من و صد ہمچو من بادا فدائے روئے تو — کیست در عالم کہ روئے دل ندارد سوئے تو

در طریق باست طوف کعبہ طوف کوئے تو — شد نتیجہ تم را برات از قوت بازوئے تو

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

مضمحل افسردہ خاطر بستۂ دام محن — آنکہ با سوئے گلہا نامزد شد با حسن

بیکس و بیچارہ پژمردہ جان خستہ تن — چارہ جو آمد ببابت بہر رب ذو المنن

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

تمت بالخیر

اطلاع

اردو ترجمہ کتاب

روضۂ قیّومیّہ

رکن اوّل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ اور حضرات قیوم اربعہ کی ارواح قدسیہ پر اللہ تعالےٰ کی بے انتہا رحمتیں نازل ہوں۔ ان میں سے:-

قیوّم اوّل اولیاے امت کے امام، اصفیاے ملت کے رئیس خزینۃ الرحمۃ محبوب صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ؎

بملکِ اولیا چوں او نزادہ ... محمد ثمرہ چوں او ندادہ [1]

ز تجدیدِ حدیثِ کہنہ نو شد ... کسے داند کہ در عشقش گرو شد

ہزار اندر چمن دستاں گذار است ... کہ ایں گل رونقِ باغِ ہزار است

ہمہ پیراں [1] بنزدش طفلِ راہ اند ... چو من لب تشنۂ نیمے نگاہ اند

قیوّم ثانی حضرت امام محمد معصوم [2] قطب الہدیٰ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ؎

زہے عزت کہ رب العزتش داد ... کہ بر سر تاجِ قیومیتش نہاد

---

[1] مراد ہمہ پیراں سے پیران آں زماں ہے ÷ [2] فرزند سومی حضرت قیوم اول ÷

جہاں قایم باو او باخداوند | زخود بگسستہ باحق کرد پیوند
کرم شد منصب قیومی اورا | علم شد نام در معصومی اورا

قیوم ثالث امام حزب اللہ حجۃ اللہ خواجہ محمد[۱] نقشبند رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ؎

امام اولیا شاہ ولایت | رئیس اصفیا ماہ امامت
چناں روشن زروے انور او | سر خورشید یک خشت در او
فقیران درش شاہان درویش | شکوہ مملکت را راندہ از پیش

قیوم رابع حضرت پیر دستگیر قیوم زماں خلیفۃ اللہ سلطان اولیا خواجہ محمد[۲] زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ؎

آں اختر رابع سموات | خورشید نہایت ولایات
آں شاہ طریقت معظم | آں ماہ شریعت مکرم
آں خاتم مظہر محمد | اتمام کمال دین احمد
آں صدر امامت ولایت | آں بدر خلافت جلالت
سلطان خلافتش وظیفہ | بر تخت خلیفہ بن خلیفہ

اور اُن کی اولادِ کرام اور خلفاے عظام پر بحق نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالےٰ کی بے انتہا رحمتیں نازل ہوں ✣

حمد و نعت کے بعد مسکین ابو الفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی بن امام الطریقت مروج الشریعت حضرت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت عروۃ الوثقی امام محمد معصوم بن حضرت خزینۃ الرحمۃ **مجدد الف ثانی** شیخ احمد سرہندی رضوان اللہ تعالےٰ علیہم، ناظرین کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ اسلام کے ان چاروں برجوں اور دین کے ان چاروں رکنوں کے اوصاف حمیدہ احاطۂ تحریر سے باہر ہیں، گویائی کی کیا مجال کہ ان کے جمال کے اوصاف بیان کرسکے حق تعالےٰ کے اسم ذاتی کے چاروں حرف ان کے کمالات پر دلالت کرتے ہیں اللہ اور رحمٰن میں جو کہ اسم ذاتی ہیں، چار چار حرف ہیں۔ محمد اور احمد

---

[۱] فرزند دومی حضرت قیوم ثانی ✣ [۲] فرزند اکبر شیخ ابو العلی و نبیرہ حضرت قیوم ثالث ✣

ہیں جو حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخصوص اسما ہیں، چار چار حرف ہیں۔ اسمائے الہی کے اُمہات یعنی اول و آخر و ظاہر و باطن چار ہیں +
کتب سماوی یعنی توریت و زبور۔ انجیل اور فرقان چار ہیں۔ ملائک مقرب چار ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفائے راشدین چار ہیں صاحب مذہب مجتہد امام چار ہیں۔ ارکان اسلام یعنی کتاب سنت۔ اجماع اور قیاس چار ہیں۔ قرب الہی کے مقام یعنی شریعت طریقت حقیقت اور معرفت چار ہیں۔ بیت اللہ شریف کی دیواریں چار ہیں۔ بہشت کی نہریں چار ہیں۔ عنصر جن سے مخلوق بنی ہے چار ہیں۔ پروردگار کے اسما و صفات میں طریقہ چار ہونے کا بکثرت ہے جن کا لکھنا باعث طوالت ہے۔ پس اسی طریق کے مطابق آخری زمانے میں بھی چار ہی شخص پیدا ہونے چاہئیں، جو خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے اسما و صفات کے پورے پورے کمالات کا مظہر ہوں۔ چنانچہ وہ چاروں شخص قیوم اربعہ ہوئے جن کے اسمائے گرامی اوپر لکھے گئے ہیں۔ اسی مناسبت سے لفظ قیوم میں چار لفظ ہیں۔ اور ان قیوم اربعہ کے اسمائے گرامی میں بھی چار چار حرف ہیں جو کمالات مذکورہ کی اربعیت کے مظہریت پر دلالت کرتے ہیں +
قیوم اول کا اسم شریف احمد ہے۔ جن میں جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات بطریق پیروی اور وراثت پائے جاتے ہیں۔ آنجناب کا مبداءِ تعین اسم رحمن ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنی تمام رحمت آنجناب کو عنایت فرمائی۔ اور خزینۃ الرحمۃ کا خطاب عطا فرمایا۔ رحمت۔ رحمن اور رحیم میں سے ہر ایک کے چار چار حرف ہیں۔ اسی مناسبت سے آنحضرت رضہ کے منصب یعنی مجدد میں چار حرف ہیں۔ اسی طرح سے حضرات قیوم ثانی، قیوم ثالث اور قیوم رابع کے اسما میں بھی چار چار حرف ہیں۔ چوتھے قیوم کے اسم مبارک میں جو محمد زبیر ہے، چار حرف ہیں۔ چاروں قیوم کے اسما گرامی میں چار چار حرف کا ہونا، اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کی مظہریت۔ اکملیت۔ اتمیت اور خاتمیت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی واسطے حق تعالےٰ نے دین و دنیا کا تمام کارخانہ

انہیں مرحمت فرمایا۔ شریعت ۔طریقت حقیقت اور معرفت کو ان سے زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور مجتہدین کے مذہب نے تقویت پائی۔ اور چاروں خلفا کے کمالات کا رواج ہوا +

ان کے زمانہ سے پہلے اولیا نے شریعت کی طرف کم توجہی کی تھی چنانچہ بعض رقص اور سماع کے مروج ، اور اکثر وحدت الوجود کے قائل تھے جب ان چاروں قیوم پر ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص کمالات منکشف ہوئے ۔اُن کمالات کے منکشف ہونے کا اصلی باعث شریعت کی پابندی تھی۔ اس واسطے انہوں نے شریعت کو تقویت دی۔ اور جو کام شریعت کے خلاف تھے اُنہیں بند کیا +

گذشتہ اولیا کے کمالات ولایت کے متعلق تھے لیکن قیوم اربعہ کو کمالات نبوی بدرجۂ انتہا نصیب ہوئے۔ جو ہزار سال کے بعد ظاہر ہوئے یہی وجہ ہے کہ اکثر اولیا نے حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کی بہت تعریف کی ہے ۔کیونکہ ان اولیا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام تک ترقی کی +

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ولایت کے بادشاہ ہیں۔ باقی تین خلفا کے مقام کمالاتِ نبوت میں ہیں ۔اگر ان اولیا کو نبوت کے کمالات ، حاصل ہوتے تو یہ بھی باقی خلفا کے مقام کی سیر کرتے ، اور ان کی تعریف کرتے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ کمالات نبوت کو پہنچنا تو درکنار ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتہائی مقام پر بھی نہیں پہنچے ۔کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کمالاتِ نبوت بھی پورے طور پر حاصل تھے ، لیکن ولایت میں سب کے سردار ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام کے تمام سلسلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہوئے +

جب کمالاتِ نبوت کا ظہور قیوم اربعہ پر ہوا۔ تو باقی تین خلیفوں کے مقام تک انہوں نے سیر کی ۔چونکہ انہیں چاروں خلفا کے مقامات معلوم ہوئے۔ اس لئے انہوں نے چاروں خلفا کی تعریف بڑی شرح و بسط کے ساتھ کی۔ چونکہ چاروں قیوموں کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اس واسطے ان پر کمالاتِ نبوت ظاہر ہوئے +

مجتہدین اربعہ کے چاروں مذاہب کو انہیں سے تقویت ہوئی - یہ تقویت شریعت کی تقویت سے وابستہ تھی - اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ قیوم اربعہ سے سنتوں کے کمالات کو کیا کچھ رواج ہوا - پس کسی کو کیا قدرت کہ ان کے کمالات کو بیان کر سکے، اور اگر بیان کرے بھی، تو کون ہے جو ان کمالات کو سمجھ سکے - بس وہ اپنے کمالات سے آپ ہی واقف ہیں +

میری خواہش ہے کہ ان بزرگوں، ان کے فرزندوں اور ان کے خلیفوں کے حالات قیوم اول سے لیکر آخر تک بیان کروں - تاکہ لوگ ان کے احوال کے کمالات سے مشرف ہوں - اور مجھے دعائے خیر سے یاد کریں +

میں نے اس کتاب کی تالیف کا ارادہ قیوم رابع خلیفۃ اللہ کے حضور میں کیا - جب آنجناب سے اس بارے میں عرض کی کہ اجازت ہو تو اس قسم کی کتاب تالیف کی جائے - آنجناب نے یہ التماس و عرض منظور فرمائی - اور اس کی تالیف کا حکم کیا چنانچہ چند ایک جزیں آنحضرتؒ کے حضور ہی میں تیار ہوئیں، جو آنجناب کی نظر کیمیا اثر سے گذریں - بعد ازاں قبلۂ زمین و زمان اس دار فانی سے رحلت فرما گئے اور ہم مہجوروں کے سینوں پر داغ ہجرت دے گئے +

آنجناب کے وصال کے بعد دو سال تک میں اس درجہ غم و الم میں مبتلا رہا - کہ قلم پکڑنے کی طاقت نہ تھی - جب قدرے ہوش آیا تو پھر طبیعت اس تالیف کی طرف مائل ہوئی - علیہ التکلان والمستعان +

اس کتاب کی ترتیب ارکان اسلام کے طریق کے مطابق چار رکن پر ہے

رکن اول، در احوال قیوم اول مجدد الف ثانی و احوال فرزندان و خلفائے آنجناب کہ تا امروز شدہ +

رکن دوم، در احوال قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ و فرزندان و خلفائے آنجناب تا بہ این روزگار +

رکن سوم، در احوال قیوم ثالث حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند و فرزندان و خلفائے آنجناب تا بہ این زمانہ +

رکن چہارم، در احوال قیوم رابع و فرزندان و خلفائے آں قیوم زماں۔ علاوہ ازیں سلطنت کے اُن حادثات اور واقعات کا ذکر ہے۔ جو ان سے بطور کرامت ظہور میں آئے۔ ان کو اس واسطے مفصل بیان کیا ہے تاکہ اہل زمانہ کے کام آئے ✢

آنجناب کے زمانے میں جس قدر مشائخ، علما اور شاعر تھے، اُن کے حالات بھی مجملاً بیان کئے ہیں ✢

چونکہ اس کتاب میں قیوم اربع، ان کے فرزندوں اور خلفا کا بیان ہے اس واسطے اس کتاب کا نام **روضۃ القیومیہ** رکھا ہے ✢

اس کتاب میں جس قدر احوال اور قصے لکھے گئے ہیں، وہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے معتبر فرزندوں سے نقل کئے ہیں ✢

قیوم اول کے حالات دو وسیلوں سے ہم تک پہنچے۔ اور قیوم ثانی و ثالث کے ایک وسیلہ سے۔ چوتھے قیوم کے حالات چشم دید ہیں ✢

اس کتاب کے اکثر حالات حضرت عروۃ الوثقےٰ کے ان دُھنوں سے منقول ہیں، جنہوں نے آنجناب سے تربیت پائی۔ نیز قیوم رابع اور مولف کتاب کے والد بزرگوار کی زبانی معلوم ہوئے۔ نیز اُن تاریخوں سے لئے گئے جو حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقےٰ اور اُن کے فرزندوں کے احوال میں لکھی گئیں ✢

وہ کتب تواریخ جن سے مدد لی گئی حسب ذیل ہیں:۔

۱ **تاریخ حضرات القدس** جو حضرت **مجدد الف ثانی** کے خلیفہ مُلّا بدر الدین کی تالیف ہے ✢

۲ **تاریخ زبدۃ المقامات برکات احمدیہ** جو حضرت **مجدد الف ثانی** کے دوسرے خلیفہ خواجہ ہاشم کشمی کی تصنیف ہے ✢

۳ **تاریخ کواکب دُرّیہ** جو میرے جد بزرگوار حضرت امام المحققین شیخ محمد ہادی کی تصنیف ہے۔ اور جس میں پانچ دفتر ہیں ✢

۴ **حجت الاحمدیہ** یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تصنیف ہے لیکن اس میں مجمل حالات مندرج ہیں ✢

۵ تاریخ شیخ محمد شانی الحال جو حضرت قیوم ثانی کے پوتے تھے +
۶ تاریخ سفر احمد جو حضرت قیوم ثانی کے دُہتے تھے +
۷ تجاریدیہ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے۔ اس میں آنحضرت کی تجدید الفکا حال خصوصیت سے درج ہے +
۸ نجم الہُدٰے یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے +
۹ تروبجیہ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے۔ لیکن اس میں مروج الشریعت کے احوال مفصل اور دوسرے مشائخ کے مجمل حالات مندرج ہیں۔ علاوہ ازیں
۱۰ معصومیہ
۱۱ طبقات معصومی
۱۲ مقامات معصومی
۱۳ یاقوت احمر حسنات حرمین تصنیف حضرت مروج الشریعت +
۱۴ لطایف مدینہ تالیف شیخ عبد الاحد +
۱۵ مقامات نقشبندی یہ حضرت قیوم ثالث کے فرزند ارجمند حضرت ابو العلی کی تالیف ہے۔ اور اس میں قیوم ثالث کے احوال مندرج ہیں +
۱۶ مناقب الحضرات جو شیخ آدم بنوری کے خلیفہ خواجہ محمد امین کی تالیف ہیں۔
ان کے علاوہ اور حسب ذیل تاریخوں میں ان کے حالات پائے جاتے ہیں:-
۱ مراۃ العالم جو سلطان عالمگیر کے حکم سے محمد رضا نے تالیف کی اور اس میں عالمگیر کی ابتدائی دہ سالہ سلطنت کے حالات قلمبند ہیں +
۲ مراۃ جہان نما جو محمد بقا نے سلطان عالمگیر کے حکم سے لکھی +
۳ کرامات الاولیا
۴ سفینۃ الاولیا
۵ سکینۃ الاولیا
} جو شاہزادہ دارا شکوہ کی تالیفات سے ہیں +

اب ہم گذشتہ اولیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سلوک کی اصطلاحات کو بیان کرتے ہیں۔ تاکہ آنجناب اور اُن کا باہمی فرق معلوم ہو جائے +

ذکر بیان اصطلاحاتِ سلوک

اولیائے سلف و حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

پہلے ہم گذشتہ اولیا کی اصطلاحات کا ذکر کرینگے اور بعد میں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اصطلاحات کا۔ تاکہ دونو مذاہب کا فرق معلوم ہوجائے +

گذشتہ اولیا نے تین سیریں مقرر کی ہیں یعنی سیر الی اللہ، سیر فی اللہ، سیر عن اللہ باللہ +

سیر الی اللہ سے مراد یہ ہے کہ عالم خلق سے عالم امر کی طرف جانا۔ واحدیت اور وحدت سیر الی اللہ میں داخل ہیں +

سیر فی اللہ احدیت میں سیر کرنا ہے +

سیر عن اللہ سے مراد احدیت حق سے کثرت خلق کی طرف آنا ہے +

احدیت سے مراد صفات باری کی تفصیل ہے۔ جو حقائق ممکنات کے لئے بمنزلہ اعیانِ ثابتہ ہے +

وحدت سے مراد صفات کا مجمل بیان جو حقیقت محمدی ہے +

احدیت ذات بحت ہے اور نسبت و اعتبار سے معرا +

سیر فی اللہ کو سیر نظری قرار دیا گیا ہے۔ نہ کہ سیر قدمی۔ بحت اور احدیت عالم مثال اور عالم شہادت ہیں۔ اس احدیت۔ وحدت و واحدیت عالم مثال اور عالم شہادت کو حضرات الخمس کہتے ہیں +

حضرات الخمس کا باہمی فرق محض اعتباری ہے۔ ورنہ درحقیقت احدیت سے لیکر کثرت خلق تک ایک ہی ذات اور ایک ہی وجود ہے +

ان اولیا کے منصب یہ ہیں۔ اول قطب الاقطاب اس سے دوسرے درجہ پر فرد پھر غوث اور پھر قطب مدار۔ لیکن وہ غوث اور قطب مدار کو ایک ہی جانتے ہیں۔ چار اوتاد ہیں۔ اور چالیس ابدال۔ ان کے بعد نجبا۔ نقبا شرفا اور رجال الغیب کا درجہ ہے۔ یہ اصطلاحات تو گذشتہ اولیا کی تھیں۔ لیکن

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقرر کردہ اصطلاحات یہ ہیں :-

جس چیز کو اولیائے سلف نے سیر الی اللہ - وحدت اور واحدیت مقرر کیا ہے - آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ولایت صغریٰ اور اسماء وصفات کا سایہ مقرر فرمایا ہے احدیت کا نام ولایت کبریٰ اور دائرہ اسماء وصفات جو خلق کی طرف متوجہ ہے، رکھا ہے - اور سیر فی اللہ کو سیر الی اللہ میں داخل فرمایا ہے ÷

جس مقام کا نام گذشتہ اولیا نے احدیت رکھا ہے، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے اوپر اور سولہ مقامات بیان فرمائے ہیں - اور ذات احدیت کو ان مقامات سے بھی پرے سے پرے یعنی ماوراء الوراء فرمایا ہے - اور وہ مقامات یہ ہیں کہ ولایت کبریٰ کے اوپر ولایت علیا ہے اس ولایت علیا کا تعلق علیم سے ہے - اور ولایت کبریٰ کا علم سے یعنی وہ اسم صفت تھا اور یہ اسم ذات، کیونکہ ذات میں دو علم ہیں - علم الگ ہے اور علیم جدا - ولایت علیا کے بعد کمالات نبوت ہیں - کمالات نبوت یعنی علم و قدرت وغیرہ صفات ہیں ÷

کمالات نبوت بلحاظ مرتبہ تینوں قسم کی ولایت (صغریٰ، کبریٰ، علیا) سے افضل ہے - اور ان کے مقابلے میں تینوں ولایتیں بمنزلہ قطرہ کے ہیں بلکہ کمالات نبوت کا ایک نقطہ سمندر سے بدرجہا بہتر ہے ÷

کمالاتِ نبوت کا انتہائی مقام قیومیت حقیقت کعبہ - حقیقت قرآن اور حقیقت نماز ہے - ان کے سلوک کا انتہائی مقام حقیقت نماز ہے - حتیٰ کہ ختم المرسلین صلعم کا انتہائی مقام بھی حقیقت نماز ہے اس کے بعد معبودیت صرف ہے کمالاتِ نبوت کے مقامات بہت ہیں، جن کا یہاں ذکر کرنا باعثِ طوالت ہے ÷

ولایتِ صغریٰ اولیا کی ولایت ہے - ولایتِ کبریٰ انبیا کی ولایت ہے - اور ولایتِ علیا فرشتوں کی ولایت ہے ÷

حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس ہزار سالہ کے عرصہ میں جس قدر اولیا گذرے ہیں، سب کے سب ولایتِ صغریٰ میں تھے -

اور اولیا کے مختلف منصب مثلاً قطب۔ غوث وغیرہ بھی ولایت صغریٰ میں ہیں
ولایتِ کبریٰ۔ ولایت علیا اور کمالات نبوت تک ان میں سے کوئی بھی نہیں پہنچا
البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ درجے عنایت ہوئے۔ ان کے بعد ہزار سال
گذرنے پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر ان مقامات کا ظہور ہوا۔ جن اولیا
نے شریعت کی مخالفت کی ہے، اسی وجہ سے کی ہے کہ وہ کمالاتِ نبوت کو
نہیں پہنچے ✣

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ ان کے فرزندوں اور خلیفوں کا
طریقہ بعینہ حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین
کا طریقہ ہے ✣

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اولیائے گذشتہ کے مقرر کردہ
منصبوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن غوث اور قطب میں امتیاز کرتے ہیں۔ ان کے
بالمقابل آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مختلف منصب خود تجویز فرمائے مثلاً خلافت
امامت۔ سابقیت۔ خالصیت۔ مخلصیت۔ اصالیت اور قیومیت وغیرہ ✣

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سوائے حضرت مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اور کوئی قیوم نہیں ہوا۔ کیونکہ قیومیت کی خدمت
کے لئے طینت محمدیہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ہونا ضروری ہے
آنجنابؓ کے بدن مبارک کا خمیر طینت محمدیہ سے ہوا ✣

تمام اولیا۔ قطب۔ غوث وغیرہ سبھی قیوم کے ماتحت ہوتے ہیں
چنانچہ قیومیت کی تعریف اپنے موقع پر کی جائیگی ✣

اِن تمام مقامات کا ذکر کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت میں
مفصل بیان کیا گیا ہے ✣

رُکنِ اوّل

دربیان احوال قیوم اول این امت یعنی حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ

ذکر بیان بشارات

بعد خبر دادن حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام واولیائے اُمت بوجود مسعود حضرت مجدد الف ثانی و بیان القا کردن حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نسبت خاص الخاص خود را بحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و وصیت کردن جناب نبوت مآب صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ را کہ این نسبت باہل آں برساند

جب یہ آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا۔ اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کردیں اور از روے دین تمہارے لئے اسلام پر راضی ہوا) تو حق تعالے نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا اختیار دیا کہ چاہو تو دنیا میں رہو، چاہو تو لقائے پروردگار حاصل کرو۔ یہ سنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اپنی اُمت کے حق میں بہت کریم تھے اس لئے مغموم ہوئے کہ کہیں یہ امت میرے بعد مرتد نہ ہو جائے۔ جیساکہ پہلی انبیا کی اُمتیں ہوتی آئی ہیں۔ حالانکہ انبیا اُن میں موجود رہے۔ پھر بھی وہ دین سے پھر گئے۔ جیساکہ سامری کا قصہ مشہور و معروف ہے۔

پس اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کی کہ یہ اُمت باقی اُمتوں سے افضل اور صالح ہے۔ اس امت کی محافظت کرنیوالا میں خود ہوں۔ اس اُمت کے مشائخ بہ سبب مرتبہ کی بلندی کے جو انہیں میری

بارگاہ میں حاصل ہے۔ گذشتہ اُمتوں کے انبیا کی طرح ہیں۔ چنانچہ یہ بات قرآنی آیات اور نبوی احادیث سے ثابت ہے:۔

قولہ تعالیٰ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (جتنی امتیں آج تک گذر چکی ہیں ان میں سے تم سب سے اچھے ہو)۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (بیشک ہم ہی نے قرآن اُتارا ہے اور بیشک ہم ہی اُس کے نگہبان ہیں)۔

نیز پروردگار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اطمینانِ قلبی کے لئے اُمّت کے تمام حالات سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واقف کیا۔ کہ اس قدر اولیا اور صالح مرد آپ کی اُمت سے ہونگے۔

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمّت کے آخری زمانہ پر نگاہ کی، تو دیکھا کہ اس زمانہ کے لوگ فسق و فجور اور حق تعالےٰ کی نافرمانبرداری میں کوشش کرینگے۔ اور بسبب عہد نبوت سے دُور ہونے کے تمام جہان میں ظلم و ستم پھیل جائیگا۔

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے تو یہ دستور تھا کہ ایسے وقت میں کوئی نبی مبعوث ہوکر نئی شریعت لاتا (چونکہ آنحضرت ختم المرسلین و النبییّن تھے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آنیوالا تھا۔ اس لئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نسبت خاص الخاص کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا منتہا تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا کر القا کی۔ اور انہیں اس نسبت کا مظہر بنا کر انبیا کو چھوڑ باقی تمام بنی نوع انسان سے افضل بنا دیا۔ اور ساتھ ہی یہ وصیت کی کہ یہ نسبت اہل امانت کے سپرد کرنا۔ اور ان سے عہد و پیمان لے لینا کہ وہ اس کی پوری پوری محافظت کریں۔ اور جو شخص یہ نسبت کسی اَور کے سپرد کرے، اُس سے بھی یہی عہد و پیمان لے۔

جب ہزار سال بعد لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہونگے اور جہان ظلم و ستم سے پُر ہو جائیگا اور لوگ گمراہی میں مبتلا ہو جائینگے۔ ایسے وقتوں میں تو پہلے زمانے میں کوئی پیغمبر اولوالعزم صاحب شرع پیدا ہوا کرتا تھا۔ اور نئے دین کو خلقت میں پھیلاتا

تھا لیکن اس اُمت میں ایک ایسا شخص مبعوث ہوگا۔ جو اس عزیز الوجود نسبت کا وارث کامل ہوگا۔ اور پیغمبر اولوالعزم کا قایم مقام ہوگا۔ جو دین و ملت کو از سرِ نو تازہ کریگا۔ کتاب و سُنّت کو تقویت دیگا۔ اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اُس کے وجود کے نور سے منوّر ہو جائیگا۔ اور مروّجہ بدعت و گمراہی مغلوب اور سرنگوں ہو جائیگی جہان میں فرحت کے آثار نمایاں ہونگے۔ لوگوں کو دین اسلام کی لذت آئیگی۔ شرعی احکام جو بدعت کے باعث ملیا میٹ ہو گئے ہونگے۔ از سرِ نو نوزینت حاصل کرینگے۔ اور شریعت۔ طریقت حقیقت اور معرفت ایک ہو جائینگی اس عزیز کی ہدایت و ارشاد کا نور اُس کے فرزندوں اور خلفا کے ذریعہ قیامت تک قائم رہیگا۔ اور اس عزیز کا طریقہ اور سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائیگا۔ اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس زمانہ کی بہت کچھ تعریف کی۔ اور اس عزیز کے بارے میں جو اس زمانہ میں اس نسبت علیا کا وارث ہوگا بہت کچھ فرمایا۔ انشاء اللہ عنقریب ہم سب کچھ بیان کرینگے ✣

ذکر ودیعت کردن حضرت صدیق اکبر رضے اللہ تعالےٰ عنہ

آں نسبت را کہ از رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یافتہ بود بہ سلمان فارسی رض در سیدن آں بتدریج بحضرت مجدّد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ

جو نسبت حضرت صدیق اکبر رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حاصل ہوئی وہ آپ نے سلمان فارسی رضے اللہ عنہ کو بلا کر انہیں سونپی۔ اور ان سے عہد و پیمان لیا کہ وہ اس نسبت کی محافظت کرینگے۔ اور جس کے سپرد کرینگے اس سے بھی محافظت کا عہد و پیمان لینگے۔ اور یہی سلسلہ جاری رہیگا۔ حتےٰ کہ اس نسبت کا وارث پیدا ہوگا ✣

سلمان فارسی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ نسبت حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ کے سپرد کی۔ اُنھوں نے اپنے دُہتے امام جعفر صادق رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے سپرد کی۔ اسی واسطے امام صاحبؓ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے ابوبکرؓ نے دو دفعہ جنا۔ امام جعفر صادقؓ تک اس نسبت کا ظہور رہا۔ بعد ازاں پوشیدہ ہو گئی ✣

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم سب سے اچھا زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر وہ لوگ ہونگے جو انحراف سے کام لینگے اور اسی طرح بتدریج انحراف کرتے جائینگے۔ ہزار سال بعد پھر اس نسبت کا ظہور ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ امتی اولها خیر واخرها خیر وسطها کدر میری امت کا شروع اور اخیر دونو اچھے ہیں اور درمیانی حصہ گدلا ہے +

چونکہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ کو اپنے آبائے کرام سے بھی نور حاصل تھا اس لئے وہ نور بھی آپ نے اس نسبت میں ملا دیا۔ اور آپ نے یہ نسبت اویسیوں کے طریق کے مطابق سلطان العارفین بایزید بسطامی کو پہنچائی۔ گویا یہ نسبت سلطان المشائخ کی پیٹھ پر رکھی گئی ہے۔ اور سلطان المشائخ کا رخ دوسری طرف ہے +

سلطان المشائخ سے یہ نسبت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی۔ ان سے شیخ علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان سے خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو، جو خواجگان کے حلقہ کے سردار ہیں۔ اس وقت اس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ نے اس نسبت میں ملا دیا تھا خواجہ صاحب پر ہوا +

لیکن حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کی نسبت اسی طرح چھپی رہی کیونکہ اس نسبت کا وارث اور شخص تھا +

خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے یہ نسبت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی۔ ان سے خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے شیخ علی رامتنی رحمۃ اللہ علیہ کو بطور ودیعت ملی شیخ علی رامتنی کو حضرت عزیزاں بھی کہا کرتے تھے ان سے یہ نسبت مولانا محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی ان سے امیر کلال علیہ الرحمۃ کو۔ ان سے خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو +

خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ پر اس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ سے پہنچا تھا بدرجہ اتم ہوا +

لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نسبت بدستور پوشیدہ رہی کیونکہ اس کے ظہور کا ابھی وقت نہیں آیا تھا۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت خواجہ علاؤ الدین عطار علیہ الرحمۃ کو۔ ان سے خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی۔ یہ درحقیقت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ لیکن انہیں یہ نسبت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی تھی۔ ان سے خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ اور خواجگی سے بعینہٖ وہ نسبت حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کو بطریق امانت پہنچی۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پورے طور پر وہ نسبت ۱۰۰۹ ہجری میں اس نسبت کے وارث یعنی قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی۔

اس وقت وہ نسبت جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالاتِ نبوت کا اخص خاصہ تھی حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر ہوئی۔ اور اس نسبت کے وہ علوم و اسرار حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر ہوئے۔ جن کا کسی اہل اللہ پر پرتو تک نہیں پڑا تھا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بدعت و گمراہی کو جو اس وقت سارے جہان میں پھیلی ہوئی تھی نیست و نابود کیا۔ شریعت اور طریقت کا جو دَور دورہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا، وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد میں ازسرِ نو تازہ ہوا۔ گذشتہ زمانوں میں ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی ہوا کرتا تھا۔ جو دین گذشتہ کو منسوخ اور نئے دین کو مروج کرتا تھا۔ چونکہ اس امت میں منسوخی اور تبدیلی نہیں۔ اس واسطے وہ سابقہ نسبت جو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھی وہ اس زمانہ میں ازسرِ نو تازہ ہوئی۔ اور صحابہ کرام اور مجتہدوں کے بعد جو بہر طاپن مذہب میں داخل ہو گیا تھا۔ اور شرعی امور میں جو مخالفت رائج ہو گئی تھی، ان سب کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جڑ سے اکھیڑ دیا۔ اور آنجناب رضی کی توجہ سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا۔

اور انشاء اللہ قیامت تک اسی طرح منور رہیگا۔ آنجناب نے اس وقت طبقۂ صحابہ سے
پوری پوری مشابہت پیدا کی۔ اسی واسطے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے مثل امتی کمثل المطر لا تدری اولها خیر ام آخرها خیر
میری امت بارش کی طرح ہے، نہیں معلوم اس کا شروع اچھا ہے یا اخیر +
بعد الف آں سر مخفی شد جلی از محمد شیخ احمد کابلی

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
عنہ کو نسبت علیہ حاصل ہونے اور اُن احادیث کا ذکر جو آنجناب کے حق میں
واقع ہوئیں عنقریب کیا جائیگا +

ذکر بیان احوال آبا و اجداد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

و بیان شرح احادیث کہ در حق حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ واقع شدہ اند

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ نسبت میں شریف ہیں
اور شریف اس شخص کو کہتے ہیں جو فاطمۃ الزھرا رضی اللہ تعالے عنہا کی اولادِ
مادینہ سے ہو۔ آنجناب چوبیسویں پشت میں امیر المومنین عمر فاروق اور امام حسن
رضی اللہ تعالے عنہما سے ملتے ہیں۔ چنانچہ عنقریب ہی مفصل بیان کیا جائیگا +

منقول ہے کہ ایک روز جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
قبیلۂ قریش کے ایک مجمع کے پاس سے گذرے۔ جس میں حضرت عمر بن خطاب
رضی اللہ تعالے عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی
پیشانی میں ایسا نور مشاہدہ کیا جو دین متین کی عزت و نصرت کا موجب ہو سکتا تھا
اس واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی اللّٰھم اعز الدین
من اسلام عمر بن الخطاب اے معبود! اس دین متین کو عمر بن الخطاب کے دین
اسلام قبول کرنے سے غالب کر +

یہی وجہ تھی کہ اس آخری زمانہ میں جب کہ دین بہت ہی کمزور ہو چکا تھا۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے فرزند کے ہاتھ سے اس دین کو عزت حاصل ہوئی +
اگر یہ کہا جائے کہ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے وقت کے لئے

مخصوص تھی۔ کیونکہ اِن سے دینِ متین کو رواج ہوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تو کلام نہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دین کو پُورے طور پر رواج دیا۔ لیکن اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے اور نتیجہ نکل سکتا ہے کہ چونکہ اس وقت خود جنابِ سالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہزارہا اصحاب بھی تھے۔ جن میں سے ہر ایک دین کو رائج کر سکتا تھا۔ لیکن اس آخری زمانہ میں جو فسق و فجور سے پُر اور ظلمت و عصیان سے لبریز تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے ہزار سال دُور ہو جانے کے سبب تمام جہان میں بدعت کا اندھیر تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو، جو بدعت کو دُور کر کے سُنّتِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو از سرِ نو تازہ کرے۔ اور اس کے وجُود سے دینِ متین منور ہو جائے۔ پس اس حدیث کے معنی ایسے شخص کے حق میں صادق ہیں ⁂

چونکہ جنابِ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام گذشتہ اور آیندہ سے واقف تھے۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نورِ نبوّت سے معلوم کر لیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد سے آخری زمانہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہو گا جس میں مذکورہ بالا اوصاف ہونگے۔ اور اس کے وجُود سے سارا جہان منور ہو جائیگا۔ اور بدعت مٹ جائیگی۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونو باپ بیٹوں کے حق میں یہ حدیث فرمائی ⁂

نیز جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَکَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا بھی تو عمر ہوتا ⁂

یہ حدیث بھی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر صادق آتی ہے کیونکہ خاتم المرسلین والنبییّن صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے پہلے ہر ہزار سال بعد ایک صاحبِ شرع نبی مبعوث ہوا کرتا تھا۔ جو نئے دین کو رائج کیا کرتا تھا۔ اس وقت میں بھی ایک شخص کا ہزار سال بعد پیدا ہونا ضروری تھا جو کمزور شدہ دین کو قوی کرتا۔ اور جو کام انبیا سے نکلتا تھا وہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے پیرو ہو کر نکلتا ۔

چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات نور نبوت کے ذریعہ معلوم تھی ۔ اس لئے یہ حدیث دونو کے حق میں فرمائی ۔

اللہ تعالے کا یہ قول یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ اے محمد! تیرے لئے اللہ تعالے اور مومنوں میں سے تیرا پیرو کافی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں وارد ہے ۔ نیز اس بات کی طرف اشارہ ہے ۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے تو صرف اس واسطے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو وحی اور کتاب کے موافق دیکھا ۔

حضرت مجدد الف ثانی کا طریقہ اور کلام عین قرآن اور حدیث کے مطابق ہے ۔ ان میں بال بھر کا فرق نہیں ۔ برخلاف اس کے دوسرے مشائخ کا طریقہ بالکل شرع کے خلاف ہے ۔ چنانچہ وہ وحدت وجود کے قائل ہیں سماع نغمہ سنتے ہیں ، جو کہ سراسر کتاب وسنت کے برخلاف ہے ۔ طریقہ مجددیہ میں پہلے کی ترک کو حرام سمجھتے ہیں ۔ یہ حدیث بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حق میں صادق آتی ہے ؎

مہیں فرزند فاروق است چوں آب	کنوں نطق از زبان او کت آب
سراپا نسخۂ اخلاق فاروق	بہ زہر منقضت تریاک فاروق

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ، امیر المومنین حضرت عمر خطاب کے بڑے بیٹے اور خلفاء ارشید ہیں ۔ آپ کی عمر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت بیس سال کی تھی ۔ عابدوں کے رئیس تھے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حق میں بہت سی بشارتیں فرمائی ہیں ۔ چنانچہ صحاح ستہ سے معلوم ہو سکتا ہے ۔ آپ امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر نیک اختر فاطمہ نام سے منسوب تھے ۔

خیر الانساب کتاب ہے جس میں سادات کے حالات دئیے ہیں اس وصیت کا ذکر بھی ہے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اولاد کو فرمائی ۔

اس وصیت کے بعد بڑے محدث ابو جعفر سے منقول ہے کہ اس نے وصیت رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نقل کنندہ ابو نصر بن یحییٰ سے پوچھا فاما العمریۃ فھل ید خلون فی ھذہ الوصیۃ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد بھی اس وصیت میں داخل و شامل ہے؟ تو ابو نصر یحییٰ نے کہا ینظر کل من ینسب الی الحسن والحسین ویتصل بھما ید خلون فی ھذہ الوصیۃ لانہ کان الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما ابنتہ زوجت لولا عمر رضی اللہ عنھما جس شخص کا سلسلہ نسب حسنؓ اور حسینؓ سے ملتا ہے۔ وہ اس وصیت میں داخل و شامل ہے۔ چونکہ حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر نیک اختر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند ارجمند سے منسوب تھی اس لئے حضرت عمرؓ کی اولاد اس وصیت میں داخل ہے*

خواجہ ناصر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بڑے تابعین سے تھے*

خواجہ ابراھیم بن ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی تابعین میں سے تھے*

خواجہ اسحاق بن ابراھیم رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ تبع تابعین میں سے سب سے بڑے تھے مجتہدوں میں بھی آپ کی شان نہایت اعلےٰ تھی*

خواجہ ابو الفتح بن اسحاق رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ بھی تبع تابعین میں سے تھے*

خواجہ عبد اللہ واعظ الاکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ خواجہ ابو الفتحؒ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے محدثین اور مجتہدین کے سردار تھے۔ وعظ بکثرت کیا کرتے تھے اسی واسطے آپ کا لقب واعظ اکبر ہو گیا*

خواجہ عبد اللہ واعظ اصغر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ واعظ اکبر یعنی خواجہ عبد اللہؒ کے فرزند ہیں علم ظاہری میں آپ کو بھی کمال تھا۔ اس زمانے کے اکثر علما آپ سے استفادہ کیا کرتے۔ باپ کی طرح آپ بھی وعظ کرتے تھے*

خواجہ مسعود بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو خلفائے بنی عباس نے بڑی منت وسماجت سے مکہ سے بلا کر بغداد میں رکھا۔ اور آپ کے بڑے معتقد تھے۔ آپ نے باطنی استفادہ بارہ اماموں اور اپنے والد بزرگوار سے بھی کیا تھا کیونکہ اس زمانے تک رسم تھی کہ باطنی استفادہ اپنے والد سے کیا کرتے تھے*

خواجہ محمودؒ بن سلیمانؒ آپ نہایت عزیز الوجود تھے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے باطنی استفادہ کیا۔ خلیفہ وقت نے آپ کو لشکر کا سردار مقرر کر کے ترکستان کی لڑائی میں بھیجدیا۔ جہاں سے آپ فاتح اور کامیاب ہو کر آئے۔ اور پھر غزنی کا قلعہ جا کر فتح کیا۔ خلیفہ نے اس قلعہ کی حکومت آپکے سپرد کر دی ✤

خواجہ نصیرالدین بن محمودؒ اپنے والد بزرگوار کے بعد آپ قلعہ غزنی کے مالک ہوئے۔ آپ ہمیشہ کابل پر چڑھائی کرتے اور لوٹ مار کر کے واپس چلے آتے۔ حتےٰ کہ آپ نے کابل کو آخر کار فتح کر کے اسے اپنا دارالخلافہ مقرر کیا اور وہیں رہنے سہنے لگے۔ آج تک اُن کی اولاد کو کابلی کہتے ہیں ✤

سلطان شہاب الدین علی معروف بہ فرخ شاہ کابلیؒ آپ ولی عہد خواجہ نصیرالدینؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ باپ کے بعد تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے موصوف تھے۔ آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں مذہب اسلام کو رواج دیا۔ اور ہندؤں کے بتوں کی توہین کی۔ آپ پہلے مسلمان بادشاہ ہیں جو ہندوستان میں آئے آپ نے بت خانوں اور مندروں کو گرا کر مسجدیں تعمیر کرائیں۔ اور ہندوستان کے تمام راجاؤں برہمنوں اور سرکشوں کو تہ تیغ کیا۔ اور تمام ہندوستان پر قابض ہو گئے۔ اور پھر کابل گئے۔ بعد ازاں ایران۔ خراسان۔ بدخشان اور توران پر حملہ کیا۔ اور ایران پر قابض ہو گئے وہاں کا انتظام کر کے آپ کابل لوٹ آئے ✤

بعد ازاں آپنے مغلوں اور پٹھانوں کے مختلف قبیلوں میں زمین کو تقسیم کر کے اُن کی حدیں مقرر کر دیں۔ اور ان سے قسم لی کہ اس حد سے آگے نہیں بڑھینگے۔ آج تک مغل اور پٹھان فرخ شاہ کی مقرر کردہ حدود پر قایم ہیں ✤

آپ نے آخری عمر میں سلطنت کو ترک کر کے اپنے بڑے بیٹے کو ولی عہد بنایا اور خود گوشۂ تنہائی اختیار کیا ✤

آپ کا مزار کابل سے چند ایک فرسنخ (تین میل کا ایک فرسنخ) کے فاصلہ پر درہ میں ہے جو درۂ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے ✤

آپ اس درجہ کے صاحب باطن تھے کہ عین سلطنت میں لوگ آپسے باطنی استفادہ کیا کرتے تھے ✤

خواجہ یوسف بن فرخ شاہؒ والد بزرگوار کے سلطنت کو ترک کر دینے کے بعد آپ خلیفہ بنے۔ آپ نہایت عادل اور صالح تھے۔ آپ بھی باپ کی طرح آخری عمر میں کاروبار سلطنت سے سبکدوش ہو گئے۔ اور بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد سے حاصل کیا۔

خواجہ احمد بن یوسفؒ آپ نہایت متقی اور صاحب حال بادشاہ تھے باپ کی طرح آپ نے بھی سلطنت چھوڑ دی۔ اور بیٹوں کو بھی اس کے چھوڑنے کا حکم دیا۔ تھوڑا سا اثاثہ اپنے بال بچوں کے لئے رکھ کر باقی تمام مال و اسباب فقیروں کو بانٹ دیا۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ دونو سے کیا۔

خواجہ شعیب بن احمدؒ باپ کے بعد خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ نہایت صاحب کشف و تصرف تھے۔

خواجہ عبداللہ بن شعیبؒ آپ اپنے والد کے مرید تھے۔ نیز حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا کی خدمت سے استفادہ کر کے خلافت حاصل کی۔

خواجہ اسحاق بن عبداللہؒ آپ مرد صاحب حال تھے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے۔

خواجہ عبداللہ بن اسحاقؒ آپ اپنے زمانہ کے متقی تھے۔

خواجہ اسحاق آپ اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ باطنی حصہ آپ نے اپنے والد سے حاصل کیا تھا۔

خواجہ یوسف بن اسحاقؒ آپ علوم ظاہری اور باطنی دونو کے جامع تھے۔ اور لوگوں کو دونو علوم کا فائدہ پہنچایا کرتے تھے۔

خواجہ سلمان بن یوسفؒ باپ کے بعد آپ کو خلافت ملی۔ بہت سی خلقت آپ سے مستفید ہوئی۔ آپ علم حلم ورع اور تقوے سے آراستہ و موصوف تھے۔

خواجہ نصیرالدین بن سلمانؒ آپ اپنے زمانے کے جیّد عالم تھے۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد اور مشائخ چشتیہ سے کیا۔

امام رفیع الدین بن نصیرالدینؒ آپ اپنے زمانے کے اعلےٰ مشائخ

سے تھے۔ باپ کے بعد خلافت انہیں ملی +

کہتے ہیں کہ آپ کو چار سو مشائخ سے خلافت ملی۔ سب سے آخر آپ سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاںؒ کے خلیفے بنے۔ آپ بہت مدت سید جلال الدین بخاریؒ کی خدمت میں رہے۔ آپ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی۔ دارالارشاد سرھند کی بنا بھی آپ ہی سے ہوئی +

ذکر و بیان ابتدائے بنائے عمارات دارالارشاد حضرت سرہند زاد اللہ شرفاً و کرماً

جس مقام پر آج کل شہر سرھند واقع ہے۔ وہاں قدیم زمانے میں ایک وحشتناک جنگل تھا۔ جس میں شیر اور درندے رہا کرتے تھے۔ اس جنگل کا نام ہندی زبان میں سہرند یعنی بیشۂ شیر ہے۔ سہ ہندی میں شیر کو کہتے ہیں۔ اور رند جنگل کو۔ اسی واسطے سکوں میں سہرنا ہی لکھتے ہیں۔ واقعی یہ سہرند ہے۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور آنجناب کے فرزندوں کے سے شیر جن میں سے ہر ایک شیر خدا تھا، اس شہر میں پیدا ہوئے +

اس جنگل سے کوئی تین کوس کے فاصلہ پر اس نام ایک شہر تھا۔ جہاں پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو انبیا کے مقبرے مکشوف ہوئے یہ بھی اسی شہر کی بزرگی و شرافت ہے۔ اور اسی واسطے حضرت مجدد الف ثانیؒ اسی شہر میں پیدا ہوئے۔ کیونکہ اس کے قرب و جوار میں انبیا کے مقبرے تھے۔ سلطان فیروز شاہؒ کے عہد سلطنت میں ایک دفعہ شاہی خزانہ پنجاب سے دلی جا رہا تھا۔ جب شاہی آدمی خزانہ لیکر اس جنگل میں پہنچے۔ انہیں آدمیوں میں ایک مرد خدا صاحب حال تھا۔ اس نے کشف سے معلوم کیا کہ اس جنگل میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو سرآورد ہ امت ہوگا۔ جو لوگ خزانہ لئے جا رہے تھے وہ سب اس مرد خدا کے معتقد تھے۔ ان پر اس کشف کا حال ظاہر کیا۔ اور کہا کہ اگر یہاں شہر بنایا جائے، تو بہت اچھا ہوگا۔ ان آدمیوں کو بھی وہاں کی آب و ہوا۔ ندیوں کی کثرت۔ ترو تازگی اور نظارے نہایت دلچسپ معلوم و محسوس ہوئے۔ اس لئے سب کو یہ بات پسند آئی +

علاوہ بریں اس گرد و نواح میں نزدیک کوئی شہر نہ تھا۔ صرف ایک سامانہ شہر تھا۔ جو سرہند سے چوبیس میل

کے فاصلہ پر تھا۔ لوگ دریا پہ داخل کرنے کے لئے سالانہ جایا کرتے تھے۔ جو لوگ خزانہ پہنچانے جارہے تھے۔ سب کے سب مخدوم جہانیاںؒ کی خدمت میں جو سلطان فیروز شاہ کے مرشد تھے آئے۔ اور عرض پرداز ہوئے کہ آپ سلطان سے درخواست کریں کہ یہاں شہر بنائیں۔ نیز اس مرد خدا کا مکاشفہ بھی عرض کیا۔ مخدوم جہانیاںؒ نے ان لوگوں کی التماس کو قبول کیا۔ اور اپنے وطن مالوف سے دہلی آئے۔ سلطان استقبال کر کے بڑی عزت سے آپ کو شہر میں لایا۔ پہلی ہی مجلس میں مخدوم جہانیاںؒ نے بادشاہ سے اس مطلب کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے منظور کر کے اسی وقت حکم دیا۔ کہ فلاں مقام پر شہر آباد کیا جائے۔

امام رفیع الدینؒ کا بڑا بھائی خواجہ فتح اللہ جو بادشاہ کا وزیر تھا، اس کام کے سرانجام دینے کے لئے مقرر ہوا۔ خواجہ صاحب دو ہزار آدمیوں کو ساتھ لیکر وہاں آکر عمارت کے کام میں مشغول ہوئے۔ پہلے قلعہ کی بنا اس ٹیلہ پر رکھی، جس میں جنگل تھا۔ قریباً ایک ہاتھ اونچی دیوار بنائی جب دوسرا دن ہوا تو دیوار گر گئی۔ ہر روز اسی طرح ہوتا تھا کہ جب ایک ہاتھ دیوار تیار کرتے تو رات کو گر پڑتی۔ جب اسکی یہ اطلاع بادشاہ کو دیگئی۔ تو بادشاہ نے اس کا علاج سید مخدوم جہانیاںؒ کے سپرد کیا۔

مخدوم جہانیاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلیفہ اعظم و امام نماز امام رفیع الدین کو جو اکثر شہر شام میں رہا کرتے تھے حکم دیا کہ وہاں جاکر حقیقت حال دریافت کر کے قلعہ بنوائیے۔ اس شہر کی ولایت و قطبیت بھی تمہارے متعلق ہے۔ اس مرد خدا کا مکاشفہ اغلباً تمہارے حق میں ہے۔ وہ سربرآوردہ امت شخص تمہاری نسل سے ہوگا۔

جب حضرت امام اس مقام پر آئے اور معلوم کیا کہ بادشاہی آدمی کسی دوست خدا کو زبردستی مزدوروں میں شامل کرتے ہیں اسواسطے وہ رات کو توجہ سے دیوار گرادیتا ہے۔ پھر امام صاحب نے توجہ کی وہ کونسا دوست خدا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ شاہ شرف بوعلی قلندرؒ ہیں۔ حضرت امام نے بہت کچھ معافی مانگی۔ شاہ شرفؒ نے امام صاحب کو فرمایا کہ یہ شہر اس شخص کے واسطے بنایا جارہا ہے جو تمہاری نسل سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی مزدوری پر لگایا ہے۔ پھر حضرت امام نے پوچھا کہ اگر ایسا ہے تو آپ اسے گرا کیوں دیتے ہیں؟ فرمایا کہ صرف اس واسطے کہ آپ

آجائیں۔ اب آپ آگئے ہیں۔ اب فارغ البالی سے اس قلعہ کو بنوائیں اور کسی قسم کا وسواس نہ کریں ⁂

بعد ازاں ایک اینٹ لیکر اس کا ایک سرا حضرت امام نے پکڑا اور دوسرا شاہ شرف نے اور بسم اللہ پڑھ کر قلعہ کے مغربی دروازہ کی بنا رکھی۔ بعد ازاں قلعہ اور شہر کی تعمیر حضرت امام کی توجہ شریف سے اختتام کو پہنچی ⁂

سُبحان اللہ! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا علو شان دیکھو کہ اللہ تعالےٰ نے شاہ شرف بو علی قلندر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسے بزرگ کو آپ کی خاطر مزدور بنایا ⁂

شہر سرھند کی آبادی بارہ کوس میں ہے۔ قریبًا تین کوس میں بڑا بازار ہے علاوہ اس کے کئی چھوٹے چھوٹے بازار جا بجا ہیں ⁂

شہر سرہند دار الخلافہ شاہجہان آباد سے شمال کی طرف سینتیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ اور لاہور سے مشرق کی طرف تیس ۳۰ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ لاہور اور شاہ جہان آباد کے وسط میں ہے کابل سے اس کا فاصلہ ایک سو بیس ۱۲۰ فرسنگ ہے ⁂

سُلطان فیروز شاہ نے حضرت امام کو بہت سے گاؤں بطور نیاز دئیے۔ اور سرہند کا انتظام بھی انہیں کے سپرد کیا۔ واقعی باطنی ریاست اللہ تعالےٰ کی طرف سے انہیں حاصل تھی۔ کیونکہ آپ وہاں کے قطب تھے ⁂

حضرت امام کا مزار شہر سرہند میں ہے۔ شہر اور گردونواح کے لوگ آپ کے مزار سے دینی و دنیوی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ ہر شخص مطلب براری کے لئے روضۂ مبارک کی ایک اینٹ لیجا کر گھر میں محفوظ رکھتا ہے۔ جب مطلب حاصل ہوجاتا ہے تو اس اینٹ کا وزن کر کے اتنی مٹھائی بطور نیاز دیتا ہے ⁂

ایک روز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت امام کی زیارت کو گئے۔ فاتحہ کے بعد قبرستان کی بخشش کے واسطے بارگاہ الٰہی میں التماس کی کہ اس قبرستان سے عذاب دفع ہوجائے۔ الہام ہوا کہ ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھالیا گیا ہے۔ آپ نے دوبارہ عرض کی کہ بار خدایا، تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں

اور زیادہ کر۔ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھالیا گیا ہے۔ پھر التجا کی تو حکم ہوا کہ ایک سال کے لئے عذاب دور کر دیا ہے۔ پھر عاجزی کی تو حکم ہوا کہ تمہاری خاطر قیامت تک اس قبرستان سے عذاب دور کر دیا ہے ؛

ایک دفعہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے والد بزرگوار مخدوم عبدالاحد رح کے مزار کی زیارت کے لئے گئے تو اس مشہور حدیث کے مضمون کا خیال آیا کہ جب کوئی عالم کسی قبر کے پاس سے گذرتا ہے۔ تو چالیس روز تک اس قبر سے عذاب دور رہتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپکے آنے کی خاطر اس قبرستان سے قیامت تک عذاب دور رہیگا ؎

بدیں خوبی و رعنائی تو از ہر در کہ باز آئی
در بے باشد کہ از رحمت بروئے خلق بکشائی

حضرت امام رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین اور آدمی بھی آکر اس شہر میں آباد ہوئے اس وقت اس شہر میں جو چار قبیلے رئیس شہر گنے جاتے ہیں۔ وہ ان چاروں عزیزوں کی اولاد ہیں۔ ایک حضرت امام اور باقی تین ہمراہی۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کابلی کے نام سے مشہور ہے۔ دوسرے کی فوضنداری، یہ حضرت امام کی بیٹیوں کی اولاد سے ہیں۔ اور باپ کی طرف سے صدیقی ہیں۔ تیسرے کروزی، یہ بھی صدیقی ہیں۔ فوضنداری اور کروزی خراسان میں شہر ہیں۔ چوتھے ماہر دوال، یہ بھی صحیح النسب شیخ ہیں۔ بخاری۔ قاضیخانہ۔ بنی اسرائیل بعد میں آکر اس شہر میں سکونت پذیر ہوئے لیکن دوسرے شرفا سے پھر بھی سابق ہیں۔ آج کل سرہند میں قریش کے قریبًا ستائیس ۲۷ صحیح النسب قبیلے آباد ہیں۔ علاوہ ازیں ہزارہا گھر پٹھانوں اور مغلوں کے آباد ہیں ؛

شہر سرہند تیسری ولایت میں مرکز عالم ہے۔ اور حرمین الشریفین بھی تیسری ولایت میں ہے ؛

سرہند کے مرکز عالم ہونے کی یہ دلیل ہے کہ تمام جہان کے دریا جو سرہند سے مشرق کی طرف واقع ہیں۔ ان کا رُخ مشرق کی طرف ہے۔ اور جو مغرب کی طرف واقع ہیں، ان کا پانی مغرب کی جانب بہتا ہے ؛

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے

مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ بخارا اور سمرقند سے بیج لاکر سرزمین ہند میں جس کو یثرب و بطحیٰ کی خاک سے سرمایہ حاصل ہے بویا گیا۔ پھر سالہا سال آب فضل سے اس کی تربیت کی گئی۔ جب وہ پھلا پھولا۔ تو ان علوم و معارف کے پھل اس میں لگے۔ یعنی آنجناب رضی اور آپ کے فرزند جو رئیس اُمت ہیں اس سرزمین میں پیدا ہوئے ✤

ایک اور جگہ آنجناب رضی تحریر فرماتے ہیں :-

عنایت الٰہی اور اُس کے حبیب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صدقے سے شہر سرہند میری جائے ولادت ہے۔ میری خاطر گھر سے اندھارے کنوئیں کو پر کرکے بلند صفہ بنایا۔ اور بہت سے شہروں اور مقاموں سے بلند کیا۔ اور اس سرزمین میں ایک نور سپرد کیا۔ جو نور بے صفتی و بے کیفی سے لیا ہوا ہے۔ اس نور کی رنگت بیت اللہ کی سرزمین پاک سے چمکتی ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ نور میرے ہی قلبی نور کی چند ایک شعاعیں ہیں۔ جو اس سرزمین پر پڑ رہی ہیں۔ رنگ میں اس طرح ہیں جیسے مشعل سے چراغ روشن کیا جاتا ہے۔ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اے محمد! (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کہدے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالٰی کے ہاں سے ہے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالٰی ہی زمین و آسمانوں کا نور ہے ✤

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالٰی عنہ جلد اوّل کے مکتوب ۸۰ میں اس شہر کی شرافت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

آج کل شہر سرہند فیوض و انوار کی کثرت اور اسرار کے ظہور کے سبب رشک ہندوستان اور غیرت ہندوستان بنا ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ ہند میں ہے۔ بلکہ ولایت کی کھڑکی ہے۔ وہاں کی خاک ولایت کے پانی سے ملی ہوئی ہے۔ اور اُس کی مٹی میں محبت کی شراب افیون سے ملی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مستی کا جوش اس کے طالبوں کے ہوش گم کئے ہوئے ہے۔ اور وہاں کے رقاصوں سے سر و دستار چھین لئے ہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

از اں افیوں کہ ساقی در مے افگند

حریفاں را نہ سر ماند و نہ دستار

باوجود اس بات کے جمع الجمع کے شربت سے بھی سیراب ہے۔ اور بلحاظ صحو و عوت

تروتازہ ہے۔ یہ سب ہدایت و ارشاد کا اثر ہے۔ اور یہ دید و داد اُس کا پرتو۔ کہاں تک اس مقام کی لطافت طیّبہ کو بیان کروں۔ اور یہاں کے فیوض۔ اسرار بخشش اور ایثار کو ظاہر کروں عقلمند طالبوں سے مخفی اور صفا کیش منصفوں سے پوشیدہ نہیں کہ بُخارا سے اسرار کا ایک گوہر لایا گیا۔ جو دوسروں کے گھروں میں چمک رہا ہے۔ اور خم خانہ سے مشتاقوں کے حلق میں وہ شراب اُنڈیلی جاتی ہے، جو انہیں جہان اور اپنے آپ سے بےخبر کردیتی ہے ؎

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است
بانگ دو کردم اگر در دِہ کس است

نظم
کنوں چوں ذکر ہندوستاں در افتاد — مرا عودِ جگر در مجمر اُفتاد
کزاں قند نجۂ شیریں تر ز جان است — کنوں در خطۂ ہندوستان است
بکے زیں تنگ شکر ہائے نیرنگ — سرایم گر شکیب آید دلم تنگ
الا سود ائیاں شہریست در ہند — کہ اندر پایۂ او بنہاد سر ہند
سوادش زلفِ رخسارِ فتوح است — غبارش توتیائے چشم رُوح است
ازاں شہر یکہ نامش مضمر آمد — بعہدِ ما عجب کلفے بر آمد
چو معدن معدنِ قندِ معانی — بہ شکر اوست ایں شکر فشانی
مسمّٰے خاتمِ اہل اشارت — باسمِ کز مسیحا شد بشارت
بود ہر حرف نامش رمزِ غایت — الف از راستی بگرفت رایت
بود قلّابہا در بحر نامش — کہ اوصافِ شما آمد بکامش
دہن شد میم تا باشد سخن گو — ز مدد گار عمرِ مرشد او
چہارم حرف کاں چار است و دال است — کہ دور از چار نعمت ذی نوال است
بہ سر و شتِ لایت چشمہ افراشت — پس از شمع نبوت نور برداشت
ز نامش اول و آخر شمردم — از انجا سوے رمزے اہ بردم
کسے شخصے نام بر اولے و آخرے — ز رحمتہا است نے یا ب ایں معما
ہمیں تنہا با حمد او صحیح نیست — چہ گویم با کسے کس محرمے نیست
ہزار اندر چمن دستاں گذار است — کہ ایں گل رونقِ باغ ہزار است

ولے گرزاں برودت و زکام است • چہ داند نافہ اشمم گرد مشام است
بہ تذکیرش ولے ہر ذرہ حاضر + فَذَکِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَکِّرٌ
اگر ظاہر کند زاں سر ار موئے • در اندازد بہ ہفت افلاک شورے
زعرفاں گرچہ صد دریا رواں کرد • یکے گفت و صد دیگر نہاں کرد
ہمہ پیراں بنزدش طفل راہ اند • چو من لب تشنۂ نیمے نگاہ اند
بملک اولیا چوں او نزادہ + محمدؐ ثمرۂ چوں او نداوہ
بہ صحرائے سمند انگیخت آں شاہ • کہ ماند ارشاد را حجانہ در راہ
جہاں در سایۂ احسان او باد • فلک قایم بہ فرزندان او باد
بزرگ و خورد ایں پاکیزہ رایاں • بہ خلوت گاہ عصمت پارسایاں
ملک را گرچہ در عصمت رسائی است • ازیشاں کردہ کسب پارسائی است
باسم پائے ہر مشہور گر ہند • زمین مقدمش گردید سرہند
فروتر طفلگان آں گذرگاہ • قدم بر مسلک پیران آگاہ
چہ گویم مدحت پیران آں در • کہ آمد طفل آں در پیر رہبر
بزرگئی بزرگانش ازیں داں • کہ با خورداں بزرگی داد یزداں
چرا گردش فلک را گشت پیشہ • کہ بر گرد سرش گردد ہمیشہ
جہاں روشن ز راہ انور او • سر خورشید یک خشت در او

ہدایت کار اہل ایں دکاں را
بود کار نہایت دیگراں را

شیخ حبیب اللہؒ آپ امام رفیع الدینؒ کے فرزندوں میں سے تھے۔ اور باپ کے بعد امام صاحب کی خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ اپنے زمانے کے ولی اور مشہور شخص تھے +

شیخ محمدؒ آپ حبیب اللہؒ کے خلف ارشد تھے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت کے لئے تیار ہوئے۔ سرہند کی ظاہری اور باطنی ریاست آپ کے سپرد ہوئی +

شیخ عبدالحیؒ آپ شیخ محمدؒ کے فرزند اور سجادہ نشین تھے باپ کی طرح لوگوں

کو نیکی کی راہ پر لاتے رہے علم ظاہری میں بھی جید عالم تھے +

شیخ زین العابدینؒ آپ شیخ عبدالحیؒ کے بڑے بیٹے اور خلیفہ مطلق تھے اور اپنے زمانہ کے شیخ اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ لوگ آپ سے دونو علوم کا فائدہ حاصل کرتے تھے +

مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ آپ شیخ زین العابدینؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ شہر سرہند کی ظاہری اور باطنی ریاست آپ کے سپرد تھی حضرت مخدوم ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے تھے +

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے لیکر مخدوم عبدالاحدؒ تک تمام عزیز اُمتِ محمدی کے بڑے اولیا سے تھے +

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے شروع جوانی میں ظاہری علوم حاصل کیا۔ پھر شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی خدمت میں جو کہ بڑے مشائخ چشتیہ میں سے تھے پہنچکر باطنی سلوک ختم کیا۔ گو آپ کو آبا و اجداد سے خلافت سہروردیہ حاصل تھی۔ پھر بھی سلوک چشتیہ شیخ کی خدمت سے حاصل کیا۔ ظاہری علم میں چند ایک کتابیں باقی رہگئی تھیں شیخ صاحب نے آپ کو حکم دیا کہ وہ بھی ختم کر کے آؤ۔ حضرت مخدومؒ نے عرض کی کہ اگر اس وقت تک آپ کی زندگی نے وفا نہ کی، تو میں کس کی طرف رجوع کرونگا +

شیخ صاحب نے اپنے خلیفہ اور قایم مقام بلکہ اپنے وقت کے قطب شیخ رکن الدینؒ کی طرف اشارہ کیا حضرت مخدومؒ ان کتابوں کو ختم کر کے شیخ رکن الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلوک باطنی میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا، وہ شیخ رکن الدینؒ سے پورا کیا +

حضرت مخدومؒ نے شاہ کمال کیتھلیؒ سے باطنی حصہ بہت کچھ حاصل کیا +

شیخ کمال کیتھلی اعلیٰ پایہ کے قادری شیخ تھے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان کی شان میں فرماتے ہیں کہ "جب طریقہ قادریہ کے حالات کا کشف ہوتا ہے تو غوث الثقلینؒ کے بعد شاہ کمالؒ جیسا کوئی شخص نظر نہیں آتا۔

حضرت مخدومؒ نے شاہ کمالؒ کی خدمت میں رہ کر قادری سلوک کو پورا کیا +

حضرت مخدومؒ اور شاہ کمالؒ کی کیفیتِ ملاقات یوں ہے کہ ایک دن حضرت مخدومؒ شیخ عبدالقدوسؒ کے خلیفہ شیخ جلال تھانیسریؒ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص

سیاہ لباس پہنے ہوئے خانقاہ میں آیا شیخ صاحب نے سمجھا کہ یہ سپاہی آدمی ہے اس سے بادشاہی فوج کے حالات پوچھنے شروع کئے۔ شاہ کمالؒ شیخ صاحب کے سوال سے ناراض ہوئے۔ اور فرمانے لگے کہ شیخ صاحب میں تو آپ کو درویش سمجھ کر آپ کے پاس آیا تھا لیکن آپ تو خود بادشاہ کے متصدی نکلے۔ شیخ جلال چونکہ نہایت حلیم وخلیق تھے، اس لئے شاہ کمالؒ سے معافی مانگنے لگے حضرت مخدومؒ نے جب شاہ کمالؒ میں جذبہ اور بے تعلقی کے آثار دیکھے۔ تو بے اختیار ان کی ہمنشینی کی طرف مائل ہوئے۔ اُٹھتے وقت مخدومؒ نے شاہ کمالؒ سے ان کا نام ومقام پوچھا۔ شاہ کمالؒ نے فرمایا کہ مجھے کمالؒ کہتے ہیں اور میں اکثر قصبہ پائل میں رہتا ہوں جو سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اگر ہماری مجلس کا شوق ہو۔ تو وہاں پر تشریف لائیں +

حضرت مخدومؒ چند روز بعد پائل میں شاہ کمالؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے شاہ صاحبؒ کی خدمت سے مخدومؒ نے بہت کچھ فوائد حاصل کئے۔ شاہ کمالؒ اور مخدومؒ میں بہت محبت ہوگئی۔ چنانچہ اکثر اوقات شاہ کمالؒ مع عیال سرہند میں آکر مخدومؒ کے گھر کئی کئی روز رہتے +

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مبدء معاد، میں فرماتے ہیں کہ "نسبت فردیت مجھے اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوئی اور انہیں ایک مرد خدا صاحب جذبہ سے حاصل ہوئی۔ جو خوارق عظیمہ کے سبب مشہور تھے۔ اس مرد خدا سے مراد شاہ کمالؒ ہیں +

حضرت قیومؒ رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اولیائے متاخرین میں سے اس قدر خوارق بہت کم کسی ولی سے ظاہر ہوئے۔ جتنے شاہ کمالؒ سے ظہور میں آئے +

شاہ کمالؒ اکثر اوقات جنگل اور بیابان میں رہتے۔ جب کھانے پینے کی ضرورت ہوتی تو اس وادی میں اچانک شہر نمودار ہو جاتا۔ وہاں کے باشندے آپ کو بڑی عزت کے ساتھ اپنے گھر لاکر کھانا کھلاتے۔ آپ کھانا کھا کر اسی شہر میں رات رہتے۔ جب دن ہوتا تو نہ شہر کا نام ونشان ہوتا نہ لوگوں کا +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات لکھنے والوں مثلاً خواجہ ہاشم کشمیؒ صاحب، زبدۃ المقامات برکات الاحمدیہ اور رسالہ بدرالدین صاحب حضرات القدس وغیرہ نے

حضرت مخدوم اور شاہ کمال کیتھلیؒ کی ملاقات اور شیخ عبدالقدوس اور ان کے فرزندوں
اور خلفا کے حالات اپنی تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھ دیئے ہیں ۔ اس واسطے مَیں نے
اس کتاب میں اُن کے حالات نہیں لکھے ÷

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے سیر و سیاحت بہت کی ہے ۔ کابل سے
لیکر بنگالہ تک کی سیر کی ہے ÷

شہر رُہتاس میں ایک نہایت عمر رسیدہ مرد خدا رہا کرتے تھے ۔ جنہوں
نے اپنے زمانے کے بہت سے مشائخ کی زیارت و ملاقات کی تھی حضرت مخدوم
کچھ عرصہ ان کے پاس رہے اور بہت سے فوائد حاصل کئے ÷

ایک دفعہ حضرت مخدومؒ جونپور گئے وہاں پر ایک مرد خدا سید علی قوام نام
رہتے تھے ۔ جو نہایت صاحب حال ۔ صاحب سکر ۔ صاحب وجد اور صاحب سماع
سے تھے ۔ آپ چشتیہ سلسلہ سے تھے اور تین واسطوں سے شیخ نصیر الدین محمود چراغ
دہلوی سے ان کا سلسلہ ملتا تھا حضرت مخدومؒ نے آپ کی خدمت سے بہت کچھ حاصل کیا ÷

نیز حضرت مخدومؒ نے بنگالہ میں شیخ برہانؒ سے ملاقات کی ۔ جو عموماً رات
کو جاگا کرتے ۔ اور رات کے وقت بسبب بے قراری گریہ وزاری میں مشغول رہتے
اور ساری ساری رات آہ و بکا میں گذار دیتے ۔ آپنے حضرت مخدومؒ سے بہت
خصوصیت ظاہر کی ۔ چونکہ اُن کے بعض افعال خلاف شرع تھے ۔ اس لئے حضرت
مخدومؒ ان سے پرہیز کرتے ÷

نیز حضرت مخدومؒ نے شیخ عبدالغنیؒ سے جو معتبر مشائخ سے تھے ملاقات کی اس
ملاقات کا اتفاق یوں ہوا کہ ایک روز حضرت مخدومؒ نے سنا کہ شیخ عبدالغنیؒ نے
ایک درویش کو معرفت کی کوئی بات بتائی جس کی تاب لاکر وہ مرگیا ۔ حضرت مخدوم
شیخ کی ملاقات کی جستجو میں تھے کہ ان سے ملکر پوچھیں کہ وہ راز کونسا تھا جس سے
درویش کا کام تمام ہوگیا ۔ آخر مدت بعد شیخ عبدالغنیؒ اتفاق سے کسی موقع پر سرہند
آ نکلے حضرت مخدومؒ کو جب شیخ صاحب کے آنے کی اطلاع ہوئی ۔ تو انہیں لاکر اپنے
مقام پر ٹھیرایا ۔ اور ان سے پوچھا کہ وہ کیا راز تھا جس نے درویش کا کام تمام کیا
شیخ صاحب نے فرمایا کہ مَیں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ یہ تمام دنیا جو دکھائی دیتی ہے ۔

حقیقی پروردگار کی ذات واحد ہے۔ جو وحدت سے کثرت میں آئی ہے۔ چونکہ وہ سادہ لوح تھا اس لئے اس بات کی تاب نہ لاکر مر گیا ۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری علم میں ید بیضا حاصل تھا۔ گویا اپنے زمانہ کے امام اعظم تھے۔ اُس زمانہ کے تمام علما نے آپ کو اپنا اُستاد مانا۔ آپ علم تصوف میں بھی زمانہ کے امام تھے۔ چنانچہ عوارف المعارف اور فصوص الحکم وغیرہ کتابیں اپنے شاگردوں کو نہایت شرح و بسط سے پڑھایا کرتے تھے ۔

عالموں اور نقیبوں کے پیشوا شیخ میرک جو شہزادہ دارا شکوہ کے اُستاد اور شطحیات اور سفینۃ الاولیا کے مؤلف تھے۔ علم ظاہری اور باطنی میں حضرت مخدوم کے شاگرد تھے ۔

سب سے تعجب کی بات تو یہ ہے کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا مشرب وحدت وجود تھا اور اس مقام کے سخت مغلوب الحال تھے۔ لیکن پھر بھی کتاب و سنتِ نبویہ (علیہ التحیۃ والتسلیم) سے بال بھر تجاوز نہیں کرتے تھے۔ اور جس کی بابت سُن پاتے کہ وہ ذرا بھی خلاف شرع ہے اُس کے ولی ہونیکا آپ اعتبار نہ کرتے ۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے بکثرت لوگوں کو ارشاد کیا۔ چنانچہ ہزارہا آدمی آپ کی خدمت سے مستفید ہوئے۔ تقریباً ہر وقت آپ کی خانقاہ میں سینکڑوں آدمیوں کا مجمع رہتا ۔

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ سے خوارق عادات اور کرامات اس قدر ظہور میں آئے کہ حیطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں فرماتے ہیں :۔

ہمارے والد بزرگوار کی خدمت میں بہت سے لوگ آیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم نے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے۔ کوئی کہتا میں نے بغداد میں دیکھا ہے۔ اور اپنی آشنائی جتلاتے تھے۔ لیکن والد صاحب فرمایا کرتے کہ یارو! میں تو کبھی اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا۔ اور تم کہتے ہو کہ ہم نے فلاں شہر میں دیکھا ہے اور آشنا بنتے ہیں۔ یہ کس قسم کی تہمت مجھے لگاتے ہو، یہ محض افترا پردازی ہے ۔

خواجہ ہاشم کشمی جنہوں نے زبدۃ المقامات برکات احمدیہ جمع کی ہے حضرت

قیوم ثانی معصوم ثانی امام الہدٰی عروۃ الوثقٰی سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت مخدومؒ کا ایک سچا مخلص جب آپ کے حجرے میں داخل ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت مخدومؒ کے تمام اعضا الگ الگ پڑے ہیں۔ اُس نے خیال کیا کہ شاید کسی دشمن یا چور سے یہ حرکت سرزد ہوئی ہے۔ روتا پیٹتا باہر آیا۔ دوسرے کو خبر کی۔ جب دونو ملکر پھر حجرے میں گئے تو دیکھا کہ حضرت مخدومؒ صحیح و سالم زندہ اپنی مسند پر مراقبہ کئے بیٹھے ہیں۔ وہ دونو بے اختیار روتے ہوئے آپ کے قدموں پر گر پڑے حضرت مخدومؒ نے انہیں فرمایا کہ جب تک ہم زندہ ہیں، یہ راز ظاہر نہ کرنا ✤

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ اکثر طریقۂ نقشبندیہ کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کشفی نگاہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ مرکز اور شاہراہ پر واقع ہے لیکن ہماری نگاہ میں کوئی اس طریقے کا صاحب نہیں۔ جس کی ہمنشینی سے اس طریقہ کی برکتیں حاصل کی جائیں ✤

حضرت قیوم اول مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت مخدومؒ کی یہ آرزو حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ظاہر کی۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمیں بھی اُن کی زیارت کا شوق تھا لیکن جب ہم نے سرہند پہنچکر دریافت کیا، تو معلوم ہوا کہ آپ اس وقت وہاں نہ تھے ✤

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے علم شریعت اور حقیقت میں نہایت معتبر کتابیں تالیف و تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے کنوز حقائق اور اسرار التشہد ہیں دیکھو ان میں کس قدر علوم و معارف بیان فرمائے ہیں ✤

حضرت مخدوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وصال ۲۷۔ جمادی الآخر ۱۰۰۷ھ سنہ ہجری کو شہر سرہند میں ہوا۔ جناب کا سن شریف اسّی سال تھا۔ جناب کے کوچ کے وقت حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حاضر خدمت تھے ✤

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ چشتیہ۔ قادریہ اور سہروردیہ کی نسبت جو آنجناب کو حاصل تھی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو القا کی اور اپنی خانقاہ کی خلافت بھی انہیں ہی عنایت فرمائی ✤

حضرت قیوم اول مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ

کے منجھلے فرزند تھے تین آپ سے عمر میں بڑے تھے اور تین چھوٹے حضرت مخدوم کے تمام فرزند تعداد میں چھ تھے۔ جو سب کے سب عالم اور کامل ولی تھے۔ ان کے دائرے کا مرکز حضرت قیوم اول ہیں جس طرح آفتاب چوتھے آسمان کا ستارہ ہے جو تمام آسمانی ستاروں کا بادشاہ ہے۔ اور الف بھی چوتھے مرتبے پر بحساب ابجد ہزار ہو جاتا ہے اس واسطے الف امت کی تجدید آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو عنایت ہوئی۔ جو گذشتہ اور آیندہ تمام اولیا پر بادشاہ ہوتا ہے۔ حضرت مخدوم کا مزار شہر کے شمالی کنارہ پر واقع ہے✤

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ زیارت سے فارغ ہو کر مزار کے ارد گرد کی قبروں پر جو لوگ وہاں یمن و برکت کے لئے اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں تاکہ رحمت الٰہی میں داخل ہوں۔ فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ عین فاتحہ کے وقت آپ کے مبارک دل میں خیال آیا کہ جب کوئی عالم شخص قبرستان سے گذرتا ہے۔ تو اُس کے قدموں کی برکت سے چالیس روز کے لئے اُس قبرستان سے عذاب اُٹھ جاتا ہے لیکن مجھ میں اس قدر قابلیت نہیں کہ میرے سبب سے عذاب رفع ہو جائے۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کی برکت سے ہم نے قیامت تک اس قبرستان سے عذاب اُٹھا لیا✤

کسی شخص نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال میں حسب ذیل قطعہ کہا ہے قطعہ

آں شیخ کہ بود اعلم اندر فن — جانش گہر سرّ ازل معدن

چوں شیخ زمانہ بود در علم و عمل — تاریخ وصال او بگو شیخ زمن

حضرت مخدوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات لکھنے والوں مثلاً مُلّا بدر الدین صاحب حضرات القدس اور خواجہ ہاشم صاحب برکات الاحمدیہ اور میرے اجداد بزرگوار جو کتب دُرّیہ کے مؤلف ہیں اور حضرت شیخ محمد ہادی قدس اللہ سرہم وغیرہ نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں لیکن اس کتاب میں مفصل لکھنے کی گنجائش نہیں اس واسطے مختصراً لکھے گئے ہیں تاکہ سننے والا اُکتا نہ جائے✤

ذکر بیان ارتداد سلطان ہند از دینِ اسلام و استیلائے کفر بر عالم و ضعیف شدن مسلمانان و اسلام

دسویں صدی ہجری میں سلطان جلال الدین اکبر دین اسلام سے پھر گیا اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ فیضی اور ابوالفضل دونو بھائی اس کے مقرب خاص تھے جنہیں ظاہری علم میں ید بیضا حاصل تھا خصوصاً علم منطق حکمت طبعی اور ریاضی کا مطالعہ انہوں نے خوب غور و خوض سے کیا تھا۔ ان علوم کا یہ کلیہ ہے کہ جو شخص ان علوم میں غور کرتا ہے۔ اگر وہ اہلسنت و جماعت ہے تو اس کے عقیدے میں ضرور بضرور فرق آجاتا ہے۔ ان دونو بھائیوں کی بھی یہی کیفیت ہوئی۔ بلکہ دین حق سے بالکل منحرف ہو گئے۔ چنانچہ ابوالفضل نے بنارس جا کر کفار کے علوم حاصل کئے اسی اثنا میں بادشاہ کو علم ہندی کی رغبت پیدا ہوئی۔ ابوالفضل ان علوم کو ہندی سے فارسی میں ترجمہ کر کے بادشاہ کو بتایا کرتا۔ اور اس طرح بیان کرتا کہ جاہل بادشاہ کو اس باطل علم کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ دن رات ابوالفضل سے مسائل پوچھتا۔ اور ابوالفضل بھی ہندی کی چندی کر کے بتاتا کسی اور شخص کو یہ قدرت نہ تھی کہ آکر حق بات سنائے۔ ایک روز ابوالفضل نے بادشاہ کو کہا کہ ہندوں کا ایک اوتار اور باقی ہے جو اس آخری زمانے میں پیدا ہو گا۔ اس کی علامتیں آپ کی ذات میں پورے طور پہ پائی جاتی ہیں +

کافروں کی اصطلاح میں اوتار اس شخص کو کہتے ہیں، جن میں ذات واجب تعالیٰ حلول کرے یعاذ اللہ اس قسم کے کلمات جو ان کے منہ سے نکلتے ہیں سراسر جھوٹ ہیں۔ یہ سنکر اس بیوقوف بادشاہ نے **نبوت** کا دعوے کیا +

شیخ سلطان کو جن کی دختر نیک اختر حضرت قیوم مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی منکوحہ تھیں، بادشاہ کے ہاں بڑا قرب و اعتبار حاصل تھا +

بادشاہ نے شیخ سلطان کو کہا کہ ہمارے لئے **قرآن** لکھو جس میں شریعت ہو شیخ صاحب قلم دوات پکڑ کبھی بادشاہ کی طرف دیکھتے اور کبھی آسمان کی طرف۔ بادشاہ نے پوچھا آپ کیا دیکھتے ہیں ؟ ہمارا **قرآن** لکھو بھی +

شیخ صاحب نے فرمایا۔ دیکھتا ہوں کہ جبرائیل علیہ السلام جو حامل وحی ہے

آسمان سے تمہارے لئے قرآن شریف لائے، تو میں لکھوں۔ بادشاہ یہ سنکر بہت شرمندہ ہوا۔ اور شیخ صاحب کو کہنے لگا کہ جاؤ میں نے لاہور اور وہاں کے درمیانی علاقے کی حکومت تمہارے سپرد کی۔ اس ملک کا بندوبست کرو شیخ صاحب بھی چاہتے تھے کہ اس ملعون کی خدمت سے دور رہیں۔ اس ملک میں جاکر وہاں کے محصول کو علماء و فقراء میں تقسیم کیا۔ چنانچہ بارہ سال تک ایک پیسہ بھی بادشاہ کو نہ دیا۔ بادشاہ نے بھی آپ سے کچھ نہ پوچھا آخر جب بارہ سال بعد بادشاہ کسی تقریب سے ادھر سے گذرا تو شیخ صاحب کو بلاکر بارہ سالہ خراج کی بابت پوچھا۔ شیخ صاحب بھی اپنے گھر سے مصمم ارادہ کرکے نکلے کہ آج ضرور شہید ہونا ہے۔ بادشاہ کو کہنے لگے کہ تو دین سے مرتد ہوگیا ہے۔ سو مرتد کا مال اڑا جانا جائز و مباح ہے۔ اس واسطے میں نے فقراء و مساکین کو تقسیم کردیا۔ یہ کہکر بغل سے ایک پتھر نکال بادشاہ کے چہرہ پر ایسا تاک کر مارا کہ پیشانی سے خون بہنے لگا شیخ صاحب کو سولی چڑھایا گیا +

ابوالفضل نے عربی زبان میں ایک کتاب تصنیف کرکے بادشاہ کو کہا۔ کہ یہ کتاب تیرے لئے آسمان سے نازل ہوئی ہے۔ میں فلاں جنگل میں سیر کو جارہا تھا اتفاقاً ہمراہیوں سے جدا ہوگیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فرشتہ نے آسمان سے اترکر یہ کتاب مجھے دی اور کہا کہ بادشاہ کو یہ کتاب پہنچا دینا۔ حق تعالیٰ نے یہ اس کے لئے بھیجی ہے +

ان بیوقوفوں کا کمینہ پن دیکھو کہ اگر بالفرض فرشتہ آتا بھی تو دوسرے کو بیچ میں ڈالکر کتاب دیتا۔ انبیاء حق کے پاس جو فرشتے آتے رہے وہ بلاواسطت پیغام پہنچاتے رہے۔ نہ کہ دوسرے کے وسیلے پیغام رسانی کا سلسلہ جاری ہوتا +
اس باطل کتاب کے احکام اس قسم کے تھے۔ یا ایھا البشر لا تسل بحج البقر و ان تذبح البقر فما ذلک فی السقر "او انسان! گائے ذبح نہ کرنا۔ اگر گائے کو ذبح کریگا۔ تو دوزخ میں ڈالا جائیگا + جو چیزیں قرآن شریف کی رو سے حرام تھیں وہ اس کتاب میں حلال قرار دیگئیں اور جو حلال تھیں وہ حرام کی گئیں۔ چنانچہ گائے کا گوشت حرام قرار دیا گیا اور سور کا گوشت حلال سمجھا گیا۔ اور علانیہ حکم دیا کہ کھلم کھلا بازاروں میں سور کا گوشت بکا کرے۔ گائے۔ بھیڑ کا گوشت

بالکل گم کر دیا شعار منابح سمجھی گئی مسجدوں اور مدرسوں کو گرا یا گیا۔ اگر گرانے سے کوئی باقی بچ رہا۔ تو حکم دیا کہ اس میں ہاتھی اور گھوڑے اور اونٹ وغیرہ باندھا کریں۔ جہاں کہیں مسلمانوں کو دیکھتے اُن پر بڑا ظلم و ستم کرتے۔ بہت سوں کو قتل کیا چنانچہ شاعر نے کہا ہے ؎

شاہِ ما امسال دعوائے نبوت میکند
سالِ دیگر گر خدا خواہد خدا خواہد شدن

واقعی ایسا ہی ہُوا۔ کچھ مُدت بعد خدائی دعوے کیا۔ چنانچہ اس بیدین بادشاہ کی مُہر کی یہ عبارت ہے "جل جلالہ است اکبر" دوسری مُہر کی عبارت یہ ہے "ما اکبر شانہ تعالیٰ" اور تخت پر بیٹھ کر لوگوں سے اپنے آپ کو سجدہ کرواتا۔ بادشاہی ملازم لوگوں کو زبردستی پکڑ کر لاتے اور سجدہ کرواتے۔ اگر سجدہ کرنے سے انکار کرتے تو سزا پاتے۔ اسلام اور اہل اسلام کے لئے بڑا نازک موقعہ تھا۔ عہد نبوت کو ہزار سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ اور دین متین بہت ہی کمزور ہو چکا تھا۔ اللہ تعالے کا طریق ہے۔ کہ ہزار سال بعد انبیا کا دین کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں کوئی نبی اُولوالعزم صاحب شریعت نیا دین پھیلاتا ہے۔ چونکہ اس امت کے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ختم المرسلین و النبیین ہیں۔ سو ایسے وقت میں پیغمبر تو پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ البتہ کوئی ایسا شخص ہونا چاہئے تھا جو پیغمبر اُولوالعزم کا قایم مقام ہو۔ اور اس دین کو از سرِ نو ترو تازگی بخشے ✤

ذکر دربیان اخبار و بشارات کہ از پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و اولیائے امتِ او

درحق قیوم اول مجدد الف ثانی وارد گشتہ اند

اُن حدیثوں کے بیان میں جو قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود پر دلالت کرتی ہیں

کتاب جامع الدرر میں یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے حق میں بیان کی ہے

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بعث اللہ رجلاً علےٰ راس احد عشر مائۃ سنۃ ھو نور عظیم اسمہ اسمی بین السلاطین الجابرین

ویدخل الجنۃ بشفاعتہ رجال الوفا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ گیارھویں صدی کے شروع میں میری اُمت میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ وہ
شخص نورِ عظیم ہوگا۔ اُس کا نام میرا ہی نام ہوگا۔ دو ظالم بادشاہوں کے درمیان
مبعوث ہوگا۔ اور اُس کی شفاعت سے قیامت کے دن ہزارہا لوگوں کو اللہ
تعالیٰ جنت میں داخل کریگا +

مُلا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جمع الجوامع میں یہ حدیث حضرت مجدد
الف ثانی رح کے حق میں لاتے ہیں۔ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یکون رجلاً
فی امتی یقال لہ صلھۃ تدخل الجنۃ بشفاعتہ کذا وکذا جناب پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جسے
خلقت صلہ کہیگی یعنی دو متفرق چیزوں کو ملانیوالا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رح
شریعت اور طریقت کو ملائینگے۔ اور اُس کی شفاعت سے میری امت میں سے
اس قدر آدمی جنت میں داخل ہونگے +

یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم اول دوسری جلد کے چھٹے مکتوب میں جو آنجناب
نے حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقےٰ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں
الحمد للہ الذی جعلنی صلھۃ بین البحرین ومصلح بین الفئتین اللہ
تعالےٰ کا شکر ہے جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا اور دو لشکروں میں
صلح کرانے والا بنایا +

آنجناب رضے اللہ تعالےٰ عنہ حسب ذیل وجوہ سے صلہ ہیں۔ ایک تو آپ نے
ملاحت و صباحت کو ملایا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقعہ بیان کیا جائیگا +

دوسرے یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا طریقہ شریعت
کے مطابق اور دوسرے سلسلوں کے مخالف تھا۔ چنانچہ دوسرے سلسلہ والوں نے
علمائے اہل حق کی مخالفت کی۔ وحدت وجود کے قائل تھے۔ سماع و نغمہ سنا کرتے
تھے۔ حضرت قیوم اول کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوشخبری ملی
کہ آپ کی طفیل قیامت کے دن اُمت محمدیہ علیہ التحیۃ والثنا کے ہزارہا آدمی جنت
میں داخل ہونگے +

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری اُمت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کا سا درجہ رکھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں ہزار سال بعد حضرت موسٰے وعیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام جیسے نبی پیدا ہوئے۔ جنہوں نے الٰہی علوم ومعارف کو ظاہر کیا۔ اس اُمت میں بھی ہزار ہا سال بعد کوئی ایسا شخص ہونا چاہئیے۔ جو حضرت موسٰے اور عیسٰے علیہما السلام کی طرح اُن علوم ومعارف کو تازہ کرے، جن کو کسی اور ولی نے ظاہر نہ کیا ہو۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الامتی اولها خیر واخرها خیر فی وسطها کدر (ترمذی) نے روایت کی کہ جناب فخر کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اول و اخیر حصہ اچھا ہے اور درمیانی گدلا۔ یہاں کدورت یا گدلا پن سے مراد اسما وصفات کا مقام وظلال ہے۔ جو اولیا اس ہزار سال کے اندر پیدا ہوئے، وہ توحید وجودی کے قائل اور سماع ونغمہ کی طرف مائل تھے۔ یہ ظلال صفات کی ابتدائی باتیں ہیں۔ اسما وصفات کی اصل کا ظہور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام۔ تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد میں ہوا۔ پھر ہزار سال بعد حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے عہد میں اس کا ظہور ہوا۔

شریعت کی استقامت یا تو صحابہ اور تابعین رضے اللہ تعالیٰ اجمعین کے زمانہ میں تھی۔ یا حضرت مجدد الف ثانی اور آنجناب کے فرزندوں یعنی قیوم ثلاثہ کے عہد میں شریعت اور طریقت نے از سر نو زیب و زینت حاصل کی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ جو اولیا اس ہزار سال کے عرصے میں پیدا ہوئے۔ ان میں اسما وصفات کی اصل کے کمالات نے کیوں ظہور نہ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان میں اسما وصفات کی اصل کے کمالات پائے جاتے۔ تو کبھی توحید وجودی کے قائل نہ ہوتے اور نہ ہی رقص وسماع کرتے۔ کیونکہ یہ باتیں اسما وصفات کی اصل کے کمالات میں داخل ہیں۔ صرف ان کے ظلال (سایہ) میں ہیں۔ اگر توحید وجودی رقص وسماع اسما وصفات کی اصل کے کمالات میں داخل ہوتے تو گذشتہ انبیا اور صحابہ کرام وغیرہ رضہ سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے۔ کہ

ہر ہزار سال بعد اصل الاصل کے خاص کمالات جو صرف ذات بحت سے تعلق رکھتے ہیں،
ظاہر ہوں۔ اور وہ ان کمالات کے علاوہ ہوں، جو ہزار سال میں ظاہر ہو چکے ہیں
کیونکہ یہ کمالات ظلال کے کمالات سے بدرجہا افضل ہیں۔ وہ کمالات ظل ظلال ہیں
اور یہ اصل الاصول جس طرح یہ کمالات ان کمالات سے افضل ہیں اسی طرح وہ شخص
جس میں یہ کمالات پائے جاتے ہیں، اُس شخص سے جس میں وہ کمالات پائے جاتے
ہوں، بدرجہا افضل ہے۔ جیسا کہ انبیاءِ اُولوالعزم جو ایک دوسرے سے ہزار
سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اُن انبیا سے افضل ہیں، جو اس ہزار سال کے عرصہ میں
پیدا ہوئے +

اس اُمت میں بھی اللہ تعالےٰ کے طریق کے مطابق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد اسما و صفات کی اصل کے کمالات ظاہر
ہوئے۔ اور ان کمالات کے رئیس حضرت مجدد الف ثانی رض اور آنجناب کے فرزند
ہیں۔ اسی واسطے شریعت کی استقامت امر معروف اور نہی عن منکر ان بزرگوں کا
پسندیدہ طریقہ رہا ہے +

وحدت وجود کا قائل ہونا سماع و نغمہ سُننا اور رقص کرنا وغیرہ امت محمدی
(صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ان تمام آدمیوں کے لئے جو ہجرت سے ہزار سال بعد
پیدا ہوئے مطلق منع ہیں +

انہیں کمالات کے سبب حضرات قیوم اربعہ جن سے مراد حضرت مجدد
الف ثانی رض اور اُن کے فرزند رضے اللہ تعالےٰ عنہم ہیں۔ انبیا اور خلفائے راشدین
سے اُتر کر تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا وغیرہ سے افضل ہیں + اسی واسطے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کمالات والوں کے حق میں فرمایا ہے۔ مثل امتی
کمثل المطر لا یدری اولھا خیر ام اخرھا رواہ ترمذی ترمذی نے روایت
کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت بارش کی
طرح ہے۔ کبھی اس کا پہلا حصہ بہتر ہوتا ہے اور کبھی پچھلا۔ معلوم نہیں میری امت
کا پہلا حصہ اچھا ہے یا پچھلا؛ کیونکہ وہی کمالات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میں تھے اس وقت ظاہر ہوئے۔ کیونکہ اُن بزرگوں کا اخیر اولیت کا سا ہے۔

بسبب غایت بزرگی دونو فریق میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دیسکتے حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی اُمت کے متاخرین بزرگوں کو نہیں دیکھا پھر بھی انہیں اپنے اصحاب کے برابر فرمایا ہے۔ اگر دیکھ لیتے تو کیا فرماتے +

حق تعالٰے نے جو قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ جو سابقوں کے سابق ہیں وہی اعلٰے بہشت میں مقرب ہیں۔ اولین میں سے بہت سے لوگ اور آخرین میں سے تھوڑے اس قسم کے ہیں +

ذکر در بیان خبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کہ از موسوی معلوم شد

حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی کے فرزند حضرت محمد اشرف کے دُہنے شیخ محمد عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار یعنی حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ کابل میں میرے والد بزرگوار محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک یہودی مشرف باسلام ہوا۔ اور آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوا۔ مرید ہونے کے بعد اُس نے بیان کیا کہ میرے اسلام قبول کرنے اور مرید ہونے کا یہ سبب ہے کہ مَیں توریت پڑھا کرتا تھا۔ اس میں جب یہ آیت پڑھی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد آخری زمانے میں ایک شخص امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اُن اوصاف سے موصوف مبعوث ہوگا جو پورے طور پر اس پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کا نائب ہوگا۔ جب آپ کے مریدوں میں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ کے اوصاف سُنے تو بعینہٖ وہ تھے جو مَیں نے توریت میں پڑھے تھے۔ حق تعالٰے نے اپنے فضل و کرم سے ہدایت کی۔ اور حقیقت اسلام مجھ پر واضح ہوگئی۔ آپ کو حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرزند اور خلیفہ سمجھ کر مَیں نے اسلام قبول کیا۔ اور مرید ہوگیا۔ الحمد للہ علٰے ذٰلک +

ذکر در بیان اخبار کردن اولیاے سلف و خلف بوجود مسعود حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

داؤد قیصری جو فصوص کے شارح ہیں قیصری کے مقدمہ کی فصل دوسری میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک اسم اور ستارے کا دورہ ہزار سال بعد ہوتا ہے۔ انبیاے اُولوالعزم کی شریعتیں بھی ہزار ہزار سال رہتی ہیں۔ پس اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک شخص مبعوث ہوگا جو دین کی تجدید کریگا اور انبیاے اُولوالعزم کا قایم مقام ہوگا۔

حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کی بابت خبر دینا:۔

شیخ الاسلام حضرت احمد جامؒ کے مقامات میں لکھا ہے کہ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میرے بعد سترہ ۱۷ آدمی احمد نام پیدا ہونگے۔ ان میں سے آخری شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ظاہر ہوگا۔ اور امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اولیا سے افضل ہوگا۔

احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند شیخ ظہیر الدینؒ رموز العاشقین میں لکھتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار شیخ الاسلام حضرت احمد جامؒ کے ہاتھ پر چھ ہزار آدمیوں نے توبہ کی۔ انہوں نے میرے والد سے پوچھا کہ ہم نے مشائخ کے مقامات سُنے ہیں۔ اور ان کی کتابیں دیکھی ہیں۔ لیکن آپ جیسے حالات کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو ریاضت اولیا نے فرداً فرداً کی۔ وہ مَیں نے بھی کی بلکہ اس سے زیادہ بھی کی۔ اس واسطے حق تعالےٰ نے جو کچھ فرداً فرداً انہیں عطا کر رکھا تھا وہ سب کچھ مجھ اکیلے کو عنایت کیا۔ لیکن میرے چارسو سال بعد ایک شخص احمد نام مبعوث ہوگا۔ اس کے حق میں وہ عنایات الٰہی ہونگی کہ تمام خلقت دیکھیگی۔ یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے۔ یعنی اس میں تمام گذشتہ اور آیندہ اولیا کے کمالات پائے جائینگے۔ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تک چارسو سال کا عرصہ گذرا۔ چنانچہ حضرت احمد جامؒ کا وصال چھٹی صدی ہجری میں ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت

دسویں صدی ہجری میں ہوئی - آنجناب نے الف ثانی ہجریہ کے بعد خلعت پہنی +

شیخ خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کی پیدائش کی بابت خبر دینا :-

شیخ خلیل اللہ بدخشی کے مقامات میں لکھا ہے کہ ایک روز شیخ صاحب نے فرمایا کہ سبحان اللہ! خواجگان کے سلسلہ سے ایک شخص ہندوستان میں پیدا ہوگا جو امت محمدی (صلوات اللہ وسلامہ) کے تمام اولیاء سے افضل ہوگا۔ لیکن افسوس کہ ہماری زندگی اُس وقت تک وفا نہ کریگی کہ ہم اُس کی خدمت کریں - بعد ازاں ایک خط اپنی نیازمندی اور عذر و معذرت کا لکھ کر اپنے بڑے خلیفے کو دیا کہ اسے سنبھال کر رکھنا اور جب حضرت مجدد الف ثانی مبعوث ہوں - یہ خط بڑی نیاز سے اُن کی خدمت میں پیش کرنا - تاکہ ہمارے حق میں دُعائے خیر کریں +

خواجہ عبدالرحمٰن بدخشیؒ نے اس مکتوب کو تجدید قیومیت کے دسویں سال حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں پیش کیا - حضرت قیوم اول نے شیخ صاحب کے حق میں دعائے خیر فرمائی - اور فرمایا کہ شیخ خلیل اللہ امت کے بڑے مشائخ سے نظر آتے ہیں +

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کی خبر دینا :-

ایک روز حضرت شیخ الجن والانس سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جنگل میں مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ آسمان سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا جس سے تمام جہان منور ہو گیا - اور دمبدم اس نور کی روشنی بڑھتی گئی - اس نور سے تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء نے نور حاصل کیا - آنجناب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ کس شخص کا نور ہے الہام ہوا کہ اس نور کا مالک تمام اولیائے امت سے افضل ہے جو آپ کے پانسو سال بعد پیدا ہوگا - اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کریگا - وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہوگا جو اس کی زیارت کریگا - اس کے فرزند اور خلیفے بارگاہ احدیت کے صدر نشین ہونگے +

بعد ازاں شیخ الجن والانس نے اپنا خاص خرقہ اُتار کر اپنی مخصوصہ نسبت ودیعت

کرکے بطور امانت اپنے بڑے خلیفہ کے حوالہ کیا۔ اور وصیت فرمائی کہ اسے پوری پوری حفاظت سے رکھنا۔ یہاں تک کہ ایک شخص پیدا ہوگا کہ اُس کا پیر اس سے فیض حاصل کریگا اور اُسے اپنے سے اونچا بٹھائیگا۔ اور مریدانہ سلوک کریگا۔ اسے ہمارا سلام پہنچانا اور یہ خرقہ بطور تحفہ اسے دینا۔ وہ خرقہ اس خاندان میں بطور امانت رہا۔ آخر شاہ کمال کے پیر شاہ سکندر نے تجدید کے دوسرے سال وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں پہنچایا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالے حسب موقعہ مفصل ذکر ہوگا۔

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کی خبر دینا:-

جب حضرت مخدوم حضرت شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے توجہ باطنی کے لئے التماس کی تو شیخ صاحب نے فرمایا کہ آپ تحصیل علوم کرکے آئیں حضرت مخدوم نے عرض کی کہ اگر آپ کی عمر نے اس وقت تک وفا نہ کی تو حضرت شیخ نے اپنے بڑے بیٹے کی طرف اشارہ کیا کہ اگر میں نہ ہوں۔ تو اس کے پاس آنا۔ پھر حضرت مخدوم کے دل میں خیال آیا کہ شاید اُس وقت تک میری عمر وفا نہ کرے۔ حضرت شیخ نے حضرت مخدوم کے اس خیال سے واقف ہوکر فرمایا کہ گھبرائیے نہیں۔ آپ جلدی ہی علوم کی تحصیل کرکے سلوک باطنی کو طے کرینگے۔ ہمارے کشف کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کی پیشانی میں ہمیں ایک نور دکھلائی دیتا ہے۔ جو ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے ہاں ایک فرزند نرینہ پیدا ہوگا۔ جس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائیگا۔ اور بدعت اور گمراہی ملیا میٹ ہو جائیگی اس کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائیگا۔ اس کے باطنی کمالات اس کے فرزندوں اور خلفاء کے وسیلے قیامت تک قایم رہینگے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اُس کی خدمت کرونگا اور اس کی خدمت کو قرب بارگاہ الٰہی کا وسیلہ بناؤنگا۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ دیکھنا جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی پیدائش پر دلالت کرتا ہے:-

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے والد بزرگوار حضرت

مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات نماز تہجد کے بعد مراقبہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی چھاگئی ہے۔ اور بندر۔ ریچھ اور سؤر تمام جہان میں پھیل گئے ہیں اور لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں میرے سینے سے ایک نور نکلا۔ جس سے تمام جہان منور ہوگیا ہے۔ اس نور سے ایک بجلی نکلی جس نے تمام بندروں ریچھوں اور سؤروں کو جلا کر خاکستر کردیا۔ اس نور میں سے ایک تخت نمودار ہوا۔ جس پر ایک نورانی مرد تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اور ہزارہا نورانی مرد اس کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں۔ آسمان سے اُس کے پاس فرشتے آکر بڑے ادب سے کھڑے ہیں۔ اور تمام جہان کے بے دین ظالم۔ مرتد اور جبار بادشاہوں کو پکڑ کر اُس کے روبرو لارہے ہیں اور انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ اور ایک شخص یہ آیت بآواز بلند پڑھ رہا ہے۔ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ه کہدے کہ حق آیا اور باطل جاتا رہا۔ واقعی باطل مٹنے والا ہی تھا +

حضرت مخدومؒ نے صبح کو رات کا واقعہ فرزمانہ شاہ کمالؒ کی خدمت میں بیان کیا۔ اور اس کی تعبیر پوچھی۔ حضرت شاہ کمالؒ نے توجہ باطنی کے بعد حضرت مخدوم کو فرمایا کہ بذریعہ کشف یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ایک فرزند نرینہ ہوگا کہ اُس کے وجود کے نور سے ظلمتِ بدعت، سنت محمدی علیہ التحیۃ والتسلیمات کی روشنی سے بدلجائیگی۔ اور زمانہ بھر کے جبار اور اکابر اس کی اطاعت کرینگے۔ اس کا ارشاد تمام جہان میں پھیلیگا۔ اور اس کا سلسلہ قیامت تک قایم رہیگا! اور وہ اس امت کے تمام اولیا کا سردار ہوگا +

حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی پیدائش کی خبر دینا:-

حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ ایک وقت مراقبہ میں مستغرق تھے، اس اثنا میں کیا دیکھتے ہیں کہ سرزمین سرہند سے ایک نور ظاہر ہوا۔ جس کی روشنی نے تمام زمین و آسمان کو گھیر لیا۔ شیخ صاحبؒ یہ دیکھ کر حیران رہگئے کہ الٰہی یہ کس کا نور ہے۔ غیب سے الہام ہوا کہ اُمت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک شخص اس شہر میں پیدا ہوگا۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا اور تمام خلقت اُس کے فیض سے

ہدایت پائیگی اور احکام شرعی اس کی طفیل از سر نو تازہ ہونگے +

حضرت شیخ نظام نارنولی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وجود مسعود کی خبر دینا:-

جب ہندوستان کا بادشاہ مرتد ہوا اور اسلام بہت کمزور ہو گیا۔ تو لوگ حضرت شیخ نظام نارنولیؒ کی خدمت میں جو کہ مقتدائے اہل اسلام تھے گئے۔ اور غلبۂ کفر کے دفعیہ کے بارے میں التجائے دعا کی۔ آپ نے بڑی توجہ کے بعد لوگوں کو خبر دی کہ قریب ہی ایک شخص پیدا ہوگا جو تمام اولیائے اُمت سے افضل ہوگا۔ اس کی توجہ سے کفر و بدعت کی ظلمت نور سُنت سے بدلجائیگی۔ اور اسلام کو رونق حاصل ہوگی۔ اور شریعت اور طریقت کو زیب و زینت حاصل ہوگی۔ اور شرع کے مخالف طریق منسوخ ہو جائینگے۔ اور اُس کے وجود کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائیگا۔ اور اس کے ارشاد کا سلسلہ قیامت تک قائم رہیگا +

حضرت شیخ عبداللہ علاؤالدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وجود مسعود کی خبر دینا:-

جب ہندوستان کے بادشاہ کا ظلم و ستم اور کفر کا غلبہ مسلمانان ہند پر حد سے بڑھ گیا۔ اور خلقت گھبرا اُٹھی۔ چنانچہ ہزارہا مسلمانوں کو ہر روز پکڑ کر بادشاہ کے پاس لاتے اور سجدہ کراتے۔ اگر انکار کرتے تو قتل کئے جاتے۔ تمام مسلمان جمع ہو کر شیخ عبداللہ علاؤالدین سہروردیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اپنے زمانہ کے شیخ و بزرگ تھے۔ اور اس بارے میں التجا کی کہ آپ اسلام کی مدد و اعانت فرمائیں شیخ صاحب نے توجہ باطنی کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ مجھے پروردگار کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ عنقریب ہی ایک شخص مبعوث ہوگا جو تمام گذشتہ اور آیندہ اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اس کی توجہ شریف سے جہان کی تنگی فرحت سے بدلجائیگی۔ اور دین اسلام میں رونق آئیگی۔ جہان میں طراوت اور تازگی ظاہر ہوگی۔ اس کے ارشاد اور ہدایت کے نور سے زمین و آسمان منور ہو جائینگے۔ اور وہ نور قیامت تک قائم رہیگا +

منجموں اور اختر شناسوں کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وجود مسعود کی خبر دینا:-

جب ہندوستان کے بادشاہ کے ظلم و ستم کی تکلیف ہندوستان کے
مسلمانوں پر بدرجہ کمال پہنچی۔ اور تمام جہان گھبرا اٹھا۔ اُس وقت بہت لوگوں۔ نے
نجومیوں اور رملیوں سے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ ہمیں کب تک اس آفت ہین و دنیا سے
نجات دیگا۔ ابھی اثنا میں خان اعظم جو رکن سلطنت تھا اور جسے جنون اسلام
حد سے زیادہ تھا۔ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور غلبہ کفر کی وجہ سے آتش حسرت
پر حرمل کے دانے کی طرح جلتا تھا اس نے سلطنت کے رمالوں اور منجموں کو بلا کر پوچھا
کہ اس معاملہ کی کیفیت بیان کرو۔ اُنہوں نے اس سے چالیس روز کی مہلت مانگی
کہ ہمیں اپنے علوم میں خوب غور و خوض کر لینے دو۔ پھر ہم اس کا جواب دینگے۔
اس نے یہ بات مان لی۔ چالیس روز بعد منجموں نے آکر کہا کہ ہم نے اپنے علم میں خوب
غور کی ہے۔ اوضاع فلکی سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب۔ ایک شخص پیدا ہوگا
کہ اس جیسا پہلے کوئی اس اُمت میں نہ پیدا ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس کی توجہ
شریف سے دین اسلام کو ترو تازگی ہوگی۔ اور کفر و بدعت مغلوب ہو جائینگے۔
اور ملحد لوگ بےعزت و خوار ہونگے۔ گمراہی اور بیدینی جڑھ سے اکھڑ جائیگی۔ اس کا
طریقہ بعینہ صحابہ کبارؓ کا طریقہ ہوگا۔ اور مشائخ گذشتہ کے مذاہب جو مخالف شرع
ہیں مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا سماع و نغمہ سُننا سب کا قلع قمع ہو جائیگا۔
ہزار سال بعد اسلام کو رونق ہوگی۔ شاہی اختر شناس جو سب منجموں سے لائق تھا۔ کہنے لگا
کہ تین روز سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے جو اس ہزار سال کے عرصے میں طلوع
نہیں ہوا۔ اگر خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے پہلے وہ ستارہ
طلوع کرتا تو کسی اولوالعزم نبی کی پیدائش پر دلالت کرتا۔ چونکہ اس اُمت میں پیغمبر کا
پیدا ہونا محال ہے۔ اس واسطے ضروری ہے کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو جناب
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اور قایم مقام ہو۔ اور تمام ٹیڑھے و گمراہ
مذاہب اور طریقوں کو برطرف کرے۔ اور جہان میں فرحت کے آثار پیدا ہوں۔
اور شریعت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از سر نو منور ہو۔ اور جہان بھر کے بادشاہ
اُس کی اطاعت کریں۔ اور تمام کے دل پر اُس کا رعب چھا جائے۔ اور اس کا طریقہ
سُنت سنیہ کے عین مطابق ہو۔ اس کے طریقے والے عبادت بکثرت کریں۔ پھر اس

نجومی نے خان مذکور کو کہا کہ آپ بھی اس سلسلہ میں شامل ہو نگے۔ اُس روز سے خانِ اعظم حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہوا۔ اور دن رات آنجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ تجدید کے دوسرے سال شرفِ زیارت و ارادت سے مشرف ہوا۔ انشاء اللہ حسبِ موقعہ یہ بیان کیا جائیگا۔

مولٰنا عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجودِ مسعود کی خبر دینا:۔

مولانا عبد الرحمٰنؒ جو اپنے زمانے کے جیّد عالم اور صالحین کے سردار تھے فرماتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ اکبرآباد سے دہلی آیا۔ اتفاقاً ایک منزل میں میرے پیٹ میں درد ہوا۔ مَیں جنگل میں ٹھہر گیا۔ اور میرے ہمراہی مجھے چھوڑ کر چلدیئے مَیں گھڑی گھڑی قضائے حاجت کے لئے جاتا تھا۔ اِتنے میں رات ہو گئی۔ اس جنگل میں قریب ہی ایک غیر آباد محل تھا۔ مَیں جاڑے کے مارے وہاں چلا گیا۔ کہ چلو رات یہیں بسر کروں۔ آدھی رات گذری تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی فوج نمودار ہوئی ہے۔ اور ہوتے ہوتے اس محل کے قریب آپہنچی ہے۔ پھر انہوں نے نہایت عالیشان فرش اس محل میں بچھایا۔ اور فرش پر ایک تخت لاکر رکھا۔ بعد ازاں ایک نوجوان آکر اس تخت پر بیٹھا۔ اور ہزارہا آدمی اُس کے گرداگرد بڑے ادب سے کھڑے ہو گئے۔ آخر مجھے معلوم ہوا کہ یہ جنّوں کے بادشاہ کی فوج ہے۔ یہ معلوم کر کے مَیں بہت ڈرا۔ اِتنے میں جنّوں کے بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر سوائے ہماری قوم کے غیر قوم کا کوئی فرد ہے۔ آخر مجھے پکڑ کر اُس کے پاس لے گئے۔ اس نے مجھے پوچھا تو کون ہے؟ مَیں نے کہا میں بنی آدم کی اولاد سے ایک مُلّا مرد ہوں۔ اس نے کہا۔ ہم بھی مسلمان ہیں۔ چند علمی کلمات بیان کرو۔ تاکہ تمہارے علم سے فائدہ اُٹھائیں۔ مَیں نے چند ایک حدیثیں فقہ اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کے متعلق بیان کیں۔ اور ساتھ ہی کہا کہ ان دنوں ہمارا یہ علم بہت کمزور ہو گیا ہے۔ اُس نے پوچھا کیوں؟ مَیں نے کہا ہمارا بادشاہ کافر ہے۔ اس نے کہا ہم بھی اس بارے میں اس پر سخت ناراض ہیں۔ اور ہمیں اپنے علم سے معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص مبعوث ہونیوالا ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کفر کی تاریکی کو

سُنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے بدلڈالیگا۔ اور اس کا طریقہ تمام ولیائے اُمّت سے افضل ہوگا۔ اس کے اوضاع واطوار اور اقوال و افعال سُنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہونگے۔ اس کا طریقہ مشرق سے مغرب تک پھیلجائیگا۔ اور قیامت تک رہیگا۔ آپ ضرور اُس شخص کی زیارت کرینگے۔ مولانا عبدالرحمٰن اُس روز سے حضرت مجدّد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے معتقد ہو گئے۔ حتّےٰ کہ تجدید و قیوّمیّت کے پہلے سال ہی آنجناب کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے ؛

نیک مردوں کے خواب اور واقعات جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود مسعود پر دلالت کرتے ہیں

شیخ سُلطان رحمۃ اللہ علیہ جو اکبر بادشاہ کے وقت میں سلطنت کے رُکن تھے۔ چنانچہ ان کا تھوڑا سا حال بادشاہ کے مرتد ہونے کے بیان میں لکھا جاچکا ہے۔ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور جہان میں کفر کے غالب آنے سے متفکر اور مغموم رہتے۔ اسی اثنا میں ایک رات انہوں نے واقعہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں اندھیرا چھا گیا ہے۔ اور بڑا قوی الجثہ ہاتھی لوگوں کو ہلاک کر رہا ہے۔ اِتنے میں ایک نورانی مرد خدا بہت سی فوج لیکر جن کے چہروں سے نور چمک رہا ہے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مشعل ہے۔ ظاہر ہوا ہے۔ جن کی روشنی سے جہان اور تمام اہل جہان عرش سے فرش تک منوّر ہو گئے۔ اس مرد خدا اور اس کی فوج کا وہ نور ساعت بساعت بڑھ رہا ہے۔ اور پے در پے اور فوجیں بدستور آرہی ہیں۔ حتّےٰ کہ تمام جہان اس فوج سے پُر ہو گیا۔ اس مرد خدا کے نور کی شعاعیں شیخ سلطان پر بھی پڑیں۔ اس مرد خدا نے غضب کی ایک نگاہ ہاتھی کی طرف کی۔ دیکھتے ہی ہاتھی زمین پر گر کر مر گیا ؛

شیخ صاحب نے رات کے واقع کا ذکر صبح معتبر لوگوں سے کیا۔ تو سب نے یہی جواب دیا کہ اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا جس کی توجہ کے نور سے کفر کی تاریکی جو جہان پر چھائی ہوئی ہے۔ اسلام کی روشنی سے بدلجائیگی۔ اور بدعت و گمراہی جہان سے بالکل اُٹھ جائیگی سُنّت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام

از سر نو تازہ ہوگی۔ اور یہ فوج جو اس کے ہمراہ ہے، وہ اس کے فرزند اور خلیفے ہیں جو سب کے سب بدعت اور گمراہی کو جڑ سے اکھیڑ پھینکینگے اور سنت و ہدایت کو زندہ کرینگے۔ دن بدن اس عزیز کا طریقہ ترقی کرتا جائیگا چنانچہ جہان اس سے پُر ہو جائیگا۔ اور قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہیگا۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور دن بدن زیادہ ہوتا جائیگا۔ وہ قوی الجثہ ہاتھی اکبر بادشاہ ہے۔ جسے حق تعالےٰ اس عزیز کی توجہ اور غضب کے سبب اس جہان سے اُٹھائیگا۔ آپ اس عزیز سے ملاقات کرینگے۔ بلکہ آپ کے قرب جوار سے ہی ظاہر ہوگا۔ اور آپ اُس کے قریبی اصحاب سے ہونگے اس روز سے شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے غائبانہ مخلص اور معتقد بنگئے ؀

بعد ازاں شیخ صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے حق میں اور واقعات بھی مشاہدہ کیے۔ حتےٰ کہ اپنی بیٹی کی شادی حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے کی۔ چنانچہ اس کی مفصل کیفیت انشاء اللہ تعالےٰ اپنے مقام پر بیان کیجائیگی ؀

خانِ اعظم کا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں خواب دیکھنا:۔

خان اعظم نے جو ایک مشہور رکن سلطنت تھا۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا جنگل ہے اور اس میں ایک دریا تاریکی سے پُر ہے اور اس دریا سے سانپ بچھو نکل رہے ہیں جس طرف اس دریا کی لہریں جاتی ہیں۔ اس طرف کی زمین سیاہ ہو جاتی ہے۔ درختوں کے پتے گر جاتے ہیں۔ اسی اثنا میں آسمان سے ایک آدمی نازل ہوا۔ جس کے نور کی شعاعوں سے تمام روئے زمین مشرق سے مغرب تک منور ہوگیا۔ جہاں پر اپنی ایڑی مارتا ہے۔ وہیں سے چشمہ جاری ہو جاتا ہے۔ ہزار ہا پرند اس چشمے سے پانی پیتے ہیں۔ نہاتے ہیں۔ نہانے اور پینے سے ان کی شکلیں اور رنگ روپ نکھر آتا ہے۔ وہ چشمہ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ تمام جہان اس کے پانی سے سیراب ہوگیا ہے۔ اور وہ سانپ اور بچھو اس سے ہلاک ہوگئے ہیں۔ اور درختوں کے پتے از سر نو تازہ ہوگئے ہیں اور وہ سیاہ دریا بالکل معدوم ہوگیا ہے ؀

خان اعظم نے صبح اس خواب کی تعبیر معبروں سے پوچھی تو انہوں نے بہت

سوچ بچار کے بعد کہا کہ اس سیاہ دریا سے مراد کفر کا غلبہ ہے۔ اور سانپ اور بچھو ملحد اور بیدین لوگ ہیں۔ جو شخص آسمان سے اُترا ہے۔ وہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا نائب اتم ہے جو عنقریب پیدا ہوگا اور اُس کے قدوم میمنت لزوم سے ہدایت وارشاد کا چشمہ جاری ہوگا۔ جس کے نور ہدایت سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہوجائیگا۔ تاریکی۔ بدعت اور گمراہی کا دریا نابود ہوجائیگا۔ اس کے نور ارشاد سے تمام بیدین اور ملحد مر جائینگے۔ دین اسلام کو رونق ہوگی مسلمانوں کو فرحت نصیب ہوگی۔ اور وہ شخص تمام مشائخ امت سے افضل ہوگا۔

یہ سُنکر خان اعظم حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا زیادہ معتقد ہوگیا۔ اور آنجناب کا انتظار کرنے لگا۔ ہر کسی سے آپ کے علامات پوچھا کرتا۔ یہاں تک کہ آنجناب کے جہان کو آراستہ کرنیوالے جمال سے مشرف ہوا۔

صدر جہان کا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں خواب دیکھنا:۔

سید صدر جہان، ایک صحیح النسب سید تھے۔ آپ سلطان کے مقرب بلکہ مدار المہام تھے لیکن بادشاہ کے بیدین ہوجانے سے ہمیشہ مغموم رہتے تھے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ سیاہ رنگ کے بگولوں نے تمام جہان کو تاریک کردیا ہے۔ اور ہوا کی تندی سے درخت اور عمارتوں کی بنائیں اُکھڑ گئی ہیں۔ اور ان بگولوں میں بچھو اڑتے چلے آرہے ہیں۔ اور لوگوں کو کاٹ رہے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ان کے کاٹے سے مر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں سرھند کی زمین سے ایک نور نکلا، جس سے تمام زمین و آسمان منور ہوگئے۔ اور وہ بگولے گم اور بچھو ہلاک ہوگئے۔ اس نور میں سے ہزارہا خوش رنگ و خوش وضع پرندے نکلکر فصیح زبان سے ذکر خدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ قل جاء الحق وزھق الباطل کہدے حق آگیا اور باطل جاتا رہا۔

صبح سید صدر جہان نے یہ خواب شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفے شیخ جلال کی خدمت میں بیان کیا اور تعبیر پوچھی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بگولوں سے مراد بدعت گمراہی اور کفر کا غلبہ ہے۔ جو ان دنوں پھیلا ہوا ہے۔ اور بچھوؤں سے

مجدد صد سالہ وہ شخص ہے۔ کہ سو سال کے عرصہ میں جو رشد و ہدایت ہو۔ اسی کے طفیل سے ہو۔ اس سو سال کے عرصہ میں جس قدر غوث قطب ولی وغیرہ ہوں اہل منصب سب مجدد کے فیض کے محتاج ہوں۔ لیکن مجدد صد سالہ اور مجدد الف میں وہی فرق ہے جو سو اور ہزار میں ہے۔ بلکہ مجدد الف، مجدد صد سالہ سے ہزار درجہ زیادہ ہوتا ہے +

مجدد الف، اور مجدد صد سالہ کی یہ تعریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اسی مکتوب میں نہایت گہرے علوم و معارف بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ان علوم کا اقتباس انوار نبوت کی مشکوٰۃ سے کیا ہے۔ جو تجدید الف ثانی رضہ کے بعد تبعیت اور وراثت سے از سر نو تازہ ہوتے ہیں۔ ان علوم و معارف کا صاحب موجود مجدد الف ہے چنانچہ مخفی نہیں ہے کہ جو علما ان علوم و معارف کو دیکھتے ہیں۔ جو ذات صفات۔ افعال۔ احوال۔ مواجید تجلیات اور ظہورات کے متعلق ہیں۔ تو وہ یہی جانتے ہیں۔ کہ یہ علوم و معارف علما کے علوم اور اولیا کے معارف سے پرے کے ہیں۔ بلکہ ان علوم کو اُن علوم سے وہ نسبت ہے۔ جو مغز کو پوست سے۔ وہ مغز ہیں اور یہ پوست ذات پاک رہنما ہے +

مکتوبات میں چند ایک اور مقامات پر بھی اپنی تجدید کی تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں جو اپنے بڑے فرزند ارجمند خواجہ محمد صادق کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ بیٹا! اب وہ وقت ہے کہ گذشتہ امتوں میں ایسے وقت میں جب کہ جہان میں بدعت و کفر کی تاریکی چھائی ہوئی ہو۔ پیغمبر اولوالعزم مبعوث ہوا کرتے تھے اور نئی شریعت لایا کرتے تھے۔ لیکن اس امت میں جو کہ تمام امتوں سے نیک اور افضل ہے۔ اور اس امت کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے علما کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کا سا مرتبہ دیا ہے انبیا کے وجود سے صرف اولیا کے وجود پر اکتفا کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سو سال بعد اس امت میں مجدد پیدا ہوتا ہے۔ جو شریعت کو زندہ کرتا ہے خصوصاً ہزار سال بعد پہلے وقتوں میں کوئی اولوالعزم پیغمبر صاحب شریعت جدید مبعوث ہوا کرتا تھا۔ لیکن اس زمانے میں ایک عالم۔ عارف۔ مکمل معرفت والا اس امت میں درکار ہے جو گذشتہ امتوں کے کسی اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو +

ایک مقام پر اس بارے میں فرماتے ہیں۔ یہ کمالیت جو ہزار سال بعد وجود میں آئی ہے
آخر نبی ہے جو اولیت کے رنگ میں نمودار ہوا ہے۔ شائد اسی واسطے جناب پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "اولھم خیر ام آخرھم خیر" پہلے اچھے ہیں یا
آخری۔ لیکن "اوسطھم ام اوسطھم" پہلے یا بیچ کے نہیں فرمائے۔ اول اور آخر کی
مناسبت زیادہ دیکھی۔ جو تردد کا مقام ہوا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اس امت
کا آغاز اور انجام دو تو اچھے ہیں۔ درمیان میلا ہے۔ واقعی اس امت میں اگرچہ علو نسبت
ہے۔ لیکن تھوڑی بلکہ بہت ہی تھوڑی۔ متوسط میں یہ نسبت ہرگز ہرگز ایسی بلند
تو نہیں۔ لیکن بکثرت ضرورت ہے۔ بلکہ بہت ہی زیادہ۔ اگرچہ متاخرین میں یہ نسبت
قلیل ہے۔ لیکن ہے بلحاظ کمیت وکیفیت بہت اعلےٰ درجہ کی لیکن سابقین سے
مناسبت دی۔ اسی واسطے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے۔
"الاسلام بدءغریبًا وسیعود کمابدء فطوبیٰ للغرباء" اسلام غریبی کی حالت
میں ظاہر ہوا اور عنقریب ایسا ہی ہو جائیگا۔ جیسے شروع ہوا تھا۔ سو غریبوں کے لئے
خوشخبری ہے۔ اسلام کے اخیر کی ابتدا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے
دوسرے ہزار سال کے بعد شروع میں ہوئی۔ کیونکہ ہزار سال کے عرصے کے بعد
مختلف امورات میں بین تبدیلی ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیل نہیں
رہی۔ اس واسطے ضرورتاً سابقین کی نسبت اسی تروتازگی سے متاخرین میں جلوہ گر
ہوئی۔ اور شریعت کی پابندی اور ملت کی تجدید دوسرے ہزار سال کے شروع میں ہوئی۔
اس بات کے سچے گواہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان ہیں۔ ۵

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

بھائی جان! یہ بات عام لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہ اسے پورے طور
پر سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن اگر انصاف کو کام میں لائیں۔ اور ایک دوسرے کے علوم ومعارف
کو جانچیں۔ اور احوال کی صحت وسقم کو دیکھیں کہ وہ شرعی امور کے مطابق ہیں۔ یا مخالف
اور پھر یہ دیکھیں کہ شریعت اور نبوت کی تعظیم وتوقیر کس میں زیادہ ہے۔ ایسا کریں تو
شائد اصل حقیقت سے واقف ہو کر "ہٹ دھرمی چھوڑ دیں"۔ شائد آپنے دیکھا ہی ہو
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے۔ کہ طریقت

اور حقیقت دونو شریعت کے خادم ہیں۔ اور یہ کہ نبوت ولایت سے افضل ہے۔ خواہ ولایت اسی نبی ہی کی کیوں نہ ہو۔ نیز لکھا ہے کہ نبوت کے کمالات کے مقابلہ میں ولایت کے کمالات کی کچھ حقیقت نہیں۔ کاش سمندر کے مقابلہ میں قطرہ ہی کی نسبت رکھتی اسی قسم کی اور باتیں بھی تحریر فرمائی ہیں۔ خصوصاً مکتوبات میں طریق کے بارے میں اس گفتگو کی اصلی غرض نعمت حق کا اظہار اور اس راہ کے طالبوں کو خوشخبری دینا ہے۔ نہ یہ کہ اپنے آپ کو اوروں سے فضیلت دیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی معرفت اس شخص پر حرام ہوتی ہے۔ جو اپنے آپ کو کافر فرنگ سے اچھا سمجھے۔ چہ جائیکہ اکابر دین کی نسبت اپنے آپ کو اچھا جانے ؎

ولے چوں شہ مرا برداشت از خاک سزد گر بگذرانم سر بر افلاک

من آں خاکم کہ ابر نوبہاری کند از لطف بر من قطرہ باری

اگر بر روید از تن صد زبانم چو سوسن شکر لطفش کے توانم

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تجدید الف ثانی کی خلعت کا نزول بروز جمعہ دسویں ماہ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ ہجری کو ہوا۔ شمسی حساب کے مطابق سورج برج کے حمل کے گیارہ درجے طے کر چکا تھا۔ اور اہل شام کے حساب کے مطابق تشرین اوّل کی دسویں تاریخ تھی۔

ذکر در بیان خلعت قیومیت ممکنات کہ حق تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ را عنایت کردہ است

ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نماز ظہر کے بعد مراقبہ کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ اور ایک حافظ آنجناب کے حضور میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ کہ اتنے میں آنجناب نے ایک نہایت اعلےٰ درجہ کی نوری خلعت اپنے آپ پر مشاہدہ کی اسی وقت الہام ہوا۔ کہ یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پیغمبر اولوالعزم کو عنایت کرتا ہے سو یہ خلعت آپ کو بلحاظ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کے وارث اور تابع ہونے کے عطا ہوئی ہے۔ آج سے تمام مخلوقات کا قیام آپ کی ذات سے وابستہ کر دیا ہے۔

بعدازاں حضرت سیّد المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف فرما ہوئے۔ اور اپنے دست مبارک سے حضرت قیوم اوّل رضے اللہ عنہ کے سر مبارک پر اپنی دستار مبارک باندھی۔ اور منصب قیومیت کی مبارکباد دی۔ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد یہ منصب کسی کو عطا نہیں ہوا تھا۔ صرف حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو عطا ہوا۔ جو اس امت کے قیوم اوّل ہیں *

قیوم اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے ماتحت تمام اسماء و صفات شیونات۔ اعتبارات اور اصول ہوں۔ اور تمام گذشتہ اور آیندہ مخلوقات کے عالم موجودات انسان۔ وحوش۔ پرند۔ نباتات۔ ہر ذی روح۔ پتھر۔ درخت۔ بر و بحر کی ہر شے۔ عرش کرسی۔ لوح۔ قلم۔ ستارہ۔ ثوابت۔ سورج۔ چاند۔ آسمان۔ بروج سب اس کے سائے میں ہوں۔ افلاک و بروج کی حرکت وسکون۔ سمندروں کی لہروں کی حرکت۔ درختوں کے پتوں کا ہلنا۔ بارش کے قطروں کا گرنا۔ پھلوں کا پکنا۔ پرندوں کا چونچ پھیلانا۔ دن رات کا پیدا ہونا۔ اور گردش کنندہ آسمان کی موافق یا ناموافق رفتار سب کچھ اُسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بارش کا ایک قطرہ ایسا نہیں جو اس کی اطلاع بغیر گرتا ہو۔ زمین پر حرکت وسکون اس کی مرضی کے بغیر نہیں۔ جو آرام و خوشی اور بے چینی اور رنج اہل زمین کو ہوتا ہے اُس کے حکم بغیر نہیں ہوتا۔ کوئی گھڑی۔ کوئی دن۔ کوئی ہفتہ کوئی مہینہ۔ کوئی سال ایسا نہیں جو اس کے حکم بغیر اپنے آپ میں نیکی بدی کا تصرف کر سکے۔ غلّہ کی پیدائش۔ نباتات کا اُگنا۔ غرضیکہ جو جو کچھ بھی خیال میں آسکتا ہے۔ وہ اس کی مرضی اور حکم کے بغیر ظہور میں نہیں آتا *

روئے زمین پر جس قدر زاہد۔ عابد۔ ابرار اور مقرب۔ تسبیح۔ ذکر۔ فکر۔ تقدیس اور تنزیہ میں۔ عبادت گاہوں۔ جھونپڑوں۔ کٹیوں پہاڑ اور دریا۔ کنارے۔ زبان قلب روح۔ سر خفی۔ اخفیٰ اور نفس سے شاغل اور معتکف ہیں۔ اور حق طلبی کی راہ میں مشغول ہیں۔ سب اسی کی مرضی سے مشغول ہیں۔ گو انہیں اس بات کا علم ہو یا نہ ہو۔ اور جب اُن کی عبادت۔ قیوم کے ہاں قبول نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتی

نظم
کارے جہاں بشر رو دبے رضائے او | در دست او ست بخشیئے نہ چرخ را مُہار
بر جملہ جا کدام روان است حکم او | چوں جادہ صحاری چوں موج در بحار

قیوم بمنزلہ جوھر اور ذات حق کو چھوڑ کر اور باقی جو کچھ ہے سب اس جوہر کا عرض ہے۔ وہ اللہ تعالٰے کا وزیر اعظم اور نائب اتم ہوتا ہے۔ اور اسے بیچونی سے ایک ذات مرحمت ہوتی ہے۔ جسے ذات موہوب کہتے ہیں۔ جس پر تمام ممکنات کے حقائق کا قیام منحصر ہوتا ہے۔ باوجود جوہر ہونے کے جوہریت کا اطلاق اسے زیب نہیں دیتا۔ اس کی ذات کو وہ قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے کہ جوہریت کا اطلاق ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ تمام جہان اس کے مقابلے بمنزلہ عرض ہے اس واسطے اُسے سوائے جوہر کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ جوہر بغیر عرض نہیں اور عرض بغیر جوہر نہیں۔ غوث قطب۔ فرد۔ ابدال اور اوتاد وغیرہ سب قیّوم کے نائب اور پیش کار اور خادم ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالٰے کا خلیفہ اکمل ہوتا ہے۔ تمام جہان کے افراد اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ جہان اور اہل جہان کی توجہ کا قبلہ ہوتا ہے خواہ اہل جہان کو یہ معلوم ہو یا نہ ہو +

ہزار سال بعد ایک قیّوم پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ انبیائے اولوالعزم مبعوث ہوتے آئے ہیں۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کچھ کم ہزار سال کا وقفہ تھا۔ چونکہ وہ جاہلیت کا زمانہ تھا۔ اور کوئی مسلمان دیندار نبی یا ولی اس زمانے میں پیدا نہ ہؤا۔ اور حضرت عیسٰے علیہ السلام کی امت بھی تند ہو گئی تھی۔ چنانچہ اُسے اللہ تعالٰے کا بیٹا کہا کرتی تھی +

جواھر میں لعل بھی ہزار سال بعد پہاڑ میں آفتاب کے فیض سے تیار ہو کر نکلتا ہے۔ اور جو لعل دو پہاڑوں سے نکلے وہ نہایت نادر الوجود ہوتا ہے گوہروں کا بادشاہ کہتے ہیں۔ جو جہان بھر کے لعل و جواہر سے یکتا ہوتا ہے۔ اور ایسا کبھی نہ پہلے پیدا ہؤا نہ بعد میں ہوگا۔ وہ لعل جو دو پہاڑوں سے نکلا ہے وہ حضرت قیّوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ ہیں۔ آفتاب سے مراد حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور دو پہاڑوں سے مراد حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ دونو دین اسلام کے سب سے بڑے پہاڑ ہیں +

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا سلسلہ طریقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور آنجناب کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے

جب آفتاب رسالت پناہ نے اِن دونو پہاڑوں پر سایہ ڈالا۔ اور ہزار سال کمالات نبوت اور انوار رسالت۔ فیضان قیومیت کی تربیت اویسیوں کی طرح ان پہاڑوں کے کانوں پر چمکتی رہی۔ اور جب وہ تربیت درجہ کمال کو پہنچی اور کھیتی بارہی اپنے اختتام کو پہنچی۔ تو گوہروں کے بادشاہ یعنی قیومیت کے جواہر اول خاتم المرسلین کے تربیت یافتہ آفتاب رسالت کے لعل ظاہر ہوئے ؎

چو خورشید رسالت شد ہویدا ۔ بزیر سایۂ ایں لعل پیدا
منور گشت چوں نقش زجبیں ۔ اشارت میکنم از ہر دو شخصین
بہا او را نباشد در بدخشاں ۔ بود در روشن برنگ لعل رخشاں
ازاں چوں الف ثانی شد مجدد ۔ بعالم گشت پیدا شیخ احمد
بنام او کہ اول چوں الف ہست ۔ دلیل خلقتش بعد از الف ہست
ہمہ روئے زمیں میگشت معدوم ۔ بعالم گر نبودے ہمچو قیوم
نہ قیومیکہ بعد از یک ہزار است ۔ چنیں دانم کہ تا ایں روزگار است
بعالم ہست فیض جاودانش ۔ بود تا ایں زمین و تا زمانہ

قیومیت کی ضروری شرط طینت اور اصالت ہے۔ یعنی جو شخص **قیوم** ہے۔ اس کی مٹی میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر ضرور ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کو خلعت و منصب قیومیت سنہ ہجری میں عنایت ہوئی۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس دنیا سے سفر کئے سات ہزار ترپن سال گذر چکے تھے۔ اور زمین و آسمان کو پیدا ہوئے دو ارب بتیس کروڑ ننانوے لاکھ ترپن سال ہو چکے تھے۔ ماہ رمضان کی ستائیسویں تاریخ بروز سوموار جب کہ بحساب شمسی پندرہیں میزان اور اہل شام کے حساب کے مطابق قیماع تھی۔ آنحضرت کو خلعت و منصب قیومیت عنایت ہوئے۔

ذکر در بیان طینت و اصالت و محبوبیت ذاتی کہ حق تعالے از کمال فضل خود بقیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ را عنایت کردہ ہست

طینت سے مراد جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر ہے۔

اصالت کا درجہ طینت سے اعلیٰ ہے۔ اور محبوبیت ذاتی کا درجہ تو اصالت سے بھی اعلیٰ وارفع ہے۔ محبوبیت بھی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ افعالی۔ صفاتی۔ ذاتی۔ افعالی محبوبیت امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اکابر اولیا کو حاصل ہے جو مستثنےٰ ہیں۔ صفاتی محبوبیت انبیا کو حاصل ہے۔ اور ذاتی محبوبیت حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے سبب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور آنجناب کے دو تین فرزندوں کو اس نعمت عظلےٰ سے مشرف فرمایا۔ اور یہ محبوبیت ذاتی طینتِ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور آپ کے دو تین فرزندوں کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی +

ایک رات حضرت **قیوم اوّل** رضے اللہ تعالےٰ عنہ عشا کی نماز کے بعد دعا میں مشغول تھے تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ آنجناب کا تمام بدن مبارک شمع کی طرح روشن ہو گیا ہے۔ اور آفتاب کی طرح چمکنے لگا۔ اور اس میں سے اس قسم کی شعاعیں نکلتی ہیں کہ جنکی تاب آنکھیں نہیں لا سکتیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا۔ کہ آپ کا یہ بدن حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے خمیر کے بقیہ سے ہے۔ ہم نے آپ کی خاطر رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے خمیر سے کچھ حصہ رکھ لیا تھا۔ کیونکہ قیومیت اور محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے +

حضرت **قیوم ثانی** معصوم ربانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مکتوبات کی جلد اوّل کے مکتوب بانوےٰ ۹۲ میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ فرماتے ہیں "جناب سرور دین و دنیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت کا کچھ بقیہ رہ گیا تھا۔ اسے پہلے ہی طور پر اپنی امت کی ایک دولتمند کو عطا فرمایا اور اس سے اس کی طینت کا خمیر کیا گیا۔ اس طریق پر اس فرد کو اصالت سے بھی بہرہ ور کیا۔ اس فرد کی طینت سے جو کچھ بچا۔ وہ قیوم ثالث اور قیوم رابعہ رضی اللہ عنہما کے نصیب ہوا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کو اصالت سے جو حصہ نصیب ہوگا۔ وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طینت کا ہے۔"

اسی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں "جب محفل عالی یعنی محفل انبیا کرام میں پہنچے تو وہاں

اس قدر بھیڑ تھی کہ بیٹھنے کو جگہ نہ ملتی تھی وہاں پر صرف انبیا ہی تھے۔ جن میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان خاص تھی۔ اُنہوں نے اہل مجلس کو فرمایا کہ جگہ فراخ کرو۔ جب جگہ ملی تو میں معہ اپنے فرزند محمد معصوم کے بیٹھ گیا" یہ مقام اصالت ہے۔ جو حق تعالےٰ نے انبیا کو عنایت کر رکھا ہے۔ یا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور جناب کے دو تین فرزندوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب نصیب ہوا۔ اِن فرزندوں سے مراد قیوم ثلاثہ ہیں +

کشفی نظر میں مقام اصالت کی شکل ایسی دکھائی دی جیسے کوئی اونچا سا چبوترہ ہو۔ جو سوائے انبیائے کرام کے کسی کو نصیب نہیں تھا۔ اس چبوترے کے چار زینے تھے اور ہر ایک زینے میں ایک اکابر دین میں سے تھا۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو طینت محمدی سے بہرہ حاصل تھا۔ اس واسطے انہیں اس چبوترے تک عروج نصیب ہوا۔ اس چبوترہ کے دائیں طرف وہ انبیا تھے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ انہیں ان انبیا میں جگہ دی۔ جو سرزمین ہند میں مبعوث ہوئے۔ نیز فرمایا کہ انبیا کا لباس ہماری نسبت اعلےٰ درجے کا تھا جب ہم وہاں بیٹھے تو تمام انبیا ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اور ہمارے حال پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ وہاں پر ایک دو اور آدمیوں کے لئے جگہ خالی تھی۔ الہام ہوا۔ کہ وہاں پر بھی آپ ہی کے فرزند بیٹھیں گے ان فرزندوں سے مراد قیوم ثالث و رابع مروج الشریعت ہیں +

اس چبوترے کے نیچے مقام ضمنیت ہے۔ اس میں بھی چار زینے ہیں۔ اور یہ شکل میں مربع ہے۔ انبیا کے چبوترے بھی چار ہیں۔ اس مقام کو حضرات سرہند کی اصلاح میں صفوف اربع کہتے ہیں۔ یہ صفوف اربع حقیقت صلوٰۃ کا منتہائی مقام ہے۔ بعد ازاں حق تعالےٰ نے حضرت قیوم اولؓ اور قیوم ثانیؓ کو حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص مقام میں جو ان صفوف اربع کے علاوہ ہے بطریق خادمیت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرف فرمایا +

یہ ہی مقام ہے جسکی نسبت حضور محبوب رب العلمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ مجھے ایسا وقت بھی ہے جس میں نہ کسی ملک مقرب اور نہ نبی مرسل کا دخل ہے +

یہ مقام حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت اور تبعیت کے طور پر اگر حاصل ہو۔ تو لازم نہیں آتا۔ کہ وہ شخص نبی ہوگیا ہے۔ یا نبی کے مساوی ہوگیا منصب نبوت کو حاصل کرلینا اور ہے۔ اور کمالات نبوت کو حاصل کرلینا اور بات ہے۔ آنحضرت کا تابعدار خواہ مقامات الٰہی کے انتہائی مقام تک پہنچ جائے۔ پھر بھی طفیلی ہے۔ لیکن انبیا تتبع او طفیل سے بری ہیں تبعیت کا ان میں نشان تک نہیں محض متبوع ہیں +

حدیث شریف میں آیا ہے۔ اکرموا عمتکم النخلۃ فانہا خلقت من بقیۃ طینۃ آدم علیہ السلام ”یعنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو۔ یہ آدم علیہ السلام کی بقیہ مٹی سے بنائی گئی ہے“ جب حضرت آدم علیہ السلام کے جسم مبارک کو خمیر کررہے تھے۔ تو بدن مبارک تیار ہوجانے کے بعد آپکے خمیر میں سے کچھ مٹی بچ رہی حکم الٰہی سے اس مٹی کا درخت بنایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کے سر کو کاٹا جائے۔ تو پھر ترو تازہ نہیں ہوتا۔ جس طرح انسان سر کٹ جانے کے بعد زندہ نہیں رہتا +

جب کہ کھجور کے درخت کو حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے بنایا گیا ہے تو یہ مناسب ہے کہ حضرت قیوم اربعہ رضی اللہ عنہما کو حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طینت سے بنایا جائے +

جن دنوں حق تعالےٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ان مقامات اور کمالات مثلاً تجدید الف طینت اور اصالت وغیرہ سے مشرف فرمایا۔ تو حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم اول پر ظاہر ہوکر فرمایا۔ کہ تم میرے حقیقی فرزند ہو۔ جیسا کہ قاسمؓ اور ابراہیمؓ تھے۔ جس قدر کمالات اور مراتب اللہ تعالےٰ نے تمہیں دئے ہیں اولیائے امت میں سے کسی کو نہیں دئے۔ تمہاری بعثت میرے ہزار سال بعد اس واسطے ہوئی۔ کہ ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی مبعوث ہونا چاہیئے تھا۔ جو دین کی تجدید کرتا۔ جیسا کہ پہلے وقتوں میں ہوتا آیا ہے۔ سو تم میرے حقیقی فرزند اس مطلب کے لئے مبعوث ہوئے ہو۔ جو پیغمبر اولوالعزم کے قائم مقام ہو۔ تم سے میرے دین کو از سر نو تر و تازگی ہوگی۔ زینت نصیب ہوگی۔ اور جو کام نبی اولوالعزم کرتے ہیں۔ تم سے بھی ہونگے۔ اور تمہیں میرے کمالات خاصہ مثلاً قیومیت طینت۔ اصالت وغیرہ بطریق ورثہ پدری نصیب ہونگے۔ چونکہ اسلام کے شروع میں میں خود اور میرے

اصحاب موجود تھے۔ اس لئے اُس وقت ایسے شخص کے مبعوث ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس وقت جب کہ تمام جہان بدعت و ظلمت سے پُر ہے۔ ضروری ہے کہ تمہاری توجہ کے نور سے منور ہو۔ اور دین اسلام کو از سرِ نو رونق ہو۔

بعد ازاں حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ ہمارا تمہارا فرزند ہے۔ اور قاسمؓ و ابراہیمؓ کا بھائی ہے۔ جو حق تعالےٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبرےٰ رض نے حضرت قیوم اولؓ کو بغل میں لیا۔ اور از راہ عنایت و شفقت فرمایا۔ کہ تم میرے فرزندوں میں سے افضل ہو۔ گویا گھر کا کوئی کام کر رہی ہیں۔ اور فرماتی ہیں۔ کہ بیٹا یہ کام کرنا جو حدیث شریف ہمارے سردار ابراہیم رضی اللہ عنہ کے حق میں وارد ہوئی ہے۔ لو عاش لکان نبیا۔ "اگر زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا"۔ ضروری ہے کہ جناب خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند سے وہی کام ہو۔ جو انبیائے اولوالعزم سے ہوتا آیا ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی اسی قسم کا کام ظہور میں آیا۔ یعنی جناب کی توجہ سے دوسرے ہزار سال میں دین اسلام کو تر و تازگی نصیب ہوئی۔ اور بدعت اور گمراہی زائل ہوئی۔ اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کا دینی و دنیوی کارخانہ اور رحمت الٰہی کا خزانہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو عنایت فرمایا۔

ذکر در بیان

سال اول تجدید الف ثانی و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانیؒ و خطاب یافتن از حق تعالےٰ "بخزینۃ الرحمت" و حوالہ شدن خزانۂ رحمت الٰہی بآنحضرت و آمدن کعبہ معظمہ برائے زیارت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و بیان متحقق شدن زمین خانقاہ آنحضرتؓ بزمین کعبہ معظمہ

اس سے پیشتر بھی ناظرین کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ کعبہ کی زیارت کا شوق رہا۔ لیکن بعض موانعات کی وجہ سے زیارت

کعبہ میسر نہ ہو سکی۔ اس سال وہ شوق بہت زیادہ ہو گیا۔ چنانچہ آنجناب اسی شوق میں بے قرار رہنے لگے۔ ایک روز اسی بے قراری کی حالت میں بیٹھے تھے۔ کہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ انسان۔ فرشتے۔ جن وغیرہ تمام مخلوقات نماز ادا کر رہی ہے۔ اور آنجناب کی طرف رُخ کر کے سجدہ کر رہی ہے۔ جب آنجناب رضؓ نے توجہ کی تو معلوم ہوا۔ کہ کعبہ معظمہ خود آنجناب کی ملاقات کے لئے آیا ہے اور آپ کو گھیر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص کعبہ کی طرف سجدہ کرتا ہے وہ آپ کو ہی کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اسی اثنا میں الہام ہوا۔ کہ تم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق تھے۔ ہم نے کعبہ کو تمہاری زیارت کے لئے بھیجا ہے۔ تمہاری خانقاہ کی زمین بھی کعبہ کا حکم رکھتی ہے۔ جو نور کعبہ میں تھا وہی نور ہم نے تمہاری خانقاہ کی زمین میں رکھ دیا ہے۔ بعد ازاں کعبہ نے آنحضرت رضؓ کی خانقاہ میں حلول کیا۔ اور خانقاہ کی زمین کعبہ کی زمین سے مل گئی۔ اور اس مسجد کو بیت اللہ کی زمین سے پوری پوری فنا و بقا حاصل ہوئی۔ اور آنجناب کی خانقاہ کی زمین میں تمام حقائق کعبہ متحقق ہو گئے۔ فرشتۂ غیب نے آواز دی۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی یہ مسجد تمام مسجدوں سے افضل ہے۔ جو ثواب ان تمام مسجدوں میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ اس ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے +

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وقت میں اس مسجد کو وسیع کیا گیا۔ اور اس متبرک زمین کو جہاں پر کعبہ نے حلول کیا تھا۔ تبرک کے طور حوض مسجد کے مشرقی کنارے کی طرف باقی زمین سے اونچا رکھا گیا۔ آج کل وہ صفہ عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ آنجناب کا روضہ مبارک اسی صفہ کے شمال کی طرف ہے اس صفہ اور روضہ مبارک کے درمیان قریباً چالیس ہاتھ یا بیس گز کا فاصلہ ہے +

جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہ معاملہ دیکھ چکے تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو "خزینۃ الرحمۃ" کے خطاب سے سرافراز فرمایا۔ اور اپنی رحمت کاملہ کا خزانہ آنجناب کو عنایت فرمایا۔ اس وقت آنجناب کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان سے لاانتہا فرشتے آکر آنجناب کے روبرو دست بستہ صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے ہیں۔ اور اس قدر خوبصورت ہیں کہ آنکھیں اُن کو دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتیں۔ انہوں نے آنجناب سے عرض کی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ آپ کی فرمانبرداری

کریں۔ ہم رحمت کے فرشتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے رحمت کا خزانہ آپ کو دیا ہے۔ الٰہی صفات کی اصل رحمت ہے۔ اس کے تقسیم کنندہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سو خزانہ رحمت اور اس کی تقسیم بہ طریق نیابت حضرت مجددؒ الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی۔ آنجناب رضؓ نے قیامت میں لوگوں کا بہشت میں داخل کرنا حضرت محمد سعید رضؓ کے سپرد کیا۔ جو شخص بہشت میں داخل ہو گا۔ آپ کی مُہر سے ہوگا۔ اسی واسطے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے آپ کو "خازن الرحمتہ" فرمایا ہے۔ رحمت کی باقی خدمات مثلاً گنہگاروں کو آگ سے بچانا۔ پلصراط پر سے آسانی سے گذارنا۔ بُرے اعمال کا حساب۔ میزان وغیرہ سے بچاؤ۔ جو رحمت کے متعلق ہیں۔ سب قیوم ثانی معصوم ربانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سپرد کیا۔

حضرت قیوم اولؒ مکتوبات کی پہلی جلد کے مکتوب تین سو گیارہ میں جو حضرت خازن الرحمت رضؓ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں ؎

ہائے دوچشمی است مربی ما	ہمچو الف ب حبیب خدا
میم ز تکلیم کلیم آگہ است	لام مربی خلیل اللہ است

اس میں ہائے دوچشمی کا اشارہ رحمت الٰہی کی طرف ہے۔ جو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ اپنے آپ سے منسوب کرتے ہیں۔ لیکن اس دوچشمی ہا کو شرح و بسط سے بیان کرنے کے لئے۔ ایک بڑی ضخیم جلد مطلوب ہے۔ کچھ تھوڑا سا حال "کشف الحقائق" میں جو مقامات قیومیت کے بارے میں لکھی ہے درج فرمایا ہے۔ اگر کسی کو ہائے دوچشمی کے کمالات کی تفصیل کا شوق ہو تو کشف الحقائق کا مطالعہ کرے۔

ذکر در بیان

دیدن حضرت خاتم الرسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را در واقع حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و بشارت رسالت باجتہاد حضرت قیوم اوّل و بیان بعضے مسائل اجتہادیہ آنحضرت و بیان سفر آنجناب از دارالارشاد سرہند بہ دہلی :-

مکتوبات کی پہلی جلد کے رسالہ مبدء و معاد میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مَیں نے اوائل حال میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو مجھے فرماتے ہیں۔ کہ تم میری امت کے ایک مجتہد ہو۔ اور ظاہری اور باطنی اجتہاد تم پر ختم ہے۔ اس روز سے علم ظاہری میں میری رائے نرالی ہے۔ لیکن عموماً میری رائے وہ ہے جو حنفیہ ماتریدیہ کی ہے +

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کی سیر کرتے ہیں تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کی طرف دو حصے حق معلوم ہوتا ہے۔ اور حضرت امام شافعی کی طرف ایک حصہ۔ آنجناب عموماً دونو مذاہب پر عمل کیا کرتے تھے +

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی جلد میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ فرمایا۔ کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تمام استادوں اور شاگردوں سمیت تشریف لائے۔ اور اپنا مذہب پیش کیا۔ حضرت امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ اور آپ کے استادوں اور شاگردوں میں سے ہر ایک کے نور نے مجھ میں اثر کیا۔ اور اس نور کی فنا و بقا مجھے حاصل ہوئی۔ ابھی ایک لمحہ بھی نہ گذرنے پایا تھا۔ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ معہ استادوں اور شاگردوں کے تشریف فرما ہوئے۔ اور ان کے نور نے مجھ میں اثر کیا۔ اگر آنجناب کے اجتہاد کی رائے حنفی مذہب کے مطابق ہوتی ہے۔ تو حنفی مذہب پر عمل کرتے ہیں۔ اور اگر شافعی مذہب کے مطابق ہوتی ہے تو شافعی مذہب پر۔ اور اگر دونو کے موافق نہ ہو۔ تو اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں +

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اجتہادیہ مسائل بہت ہیں جن کو آپ سے پیشتر کسی مجتہد نے بیان نہیں کیا۔ یہاں پر صرف دو ایک مسائل بیان کئے جاتے ہیں:۔

اوّل متکلمین کی رائے میں شاہق الجبل یعنی "وہ لوگ جو پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اور انہیں پیغمبر کی خبر نہیں پہنچی۔ اور وہ بُت پرستی کرتے ہیں" کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کافر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مومن ہیں۔

مذہب حنفیہ کے بڑے سردار ابو المنصور ماتریدی فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظمؒ

کی رائے ہے۔ کہ خداشناسی کے لئے عقل کافی ہے۔ پس شاہق الجبل کا فرمطلق نہیں اور خود ابو المنصور کی بھی یہی رائے ہے۔ اور اپنے اجتہاد کی یہ دلیل دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ "بے شک اللہ تعالےٰ مشرک کو نہیں بخشے گا۔ اس کے سوا باقیوں میں سے جسے چاہے گا بخش دیگا" پس ماتریدیہ کی رائے میں جنہیں نبی کی خبر نہیں پہنچی انہیں ہمیشہ کے لئے دوزخ کا عذاب ہوگا ؛

لیکن شافعی مذہب کے بڑے سردار ابو الحسن اشعری کی رائے ہے کہ "شاہق الجبل" جنتی ہیں۔ اور اپنے دعوے کی دلیل یہ بیان کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کہ "وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا"۔ یعنی ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ ان کے پاس پیغمبر نہ بھیج لیں" ؛

اب یہ دونو آیتیں ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ایک جگہ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ہم مشرک کو نہیں بخشینگے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ جب تک رسول نہ بھیجیں گے۔ عذاب نہیں دینگے۔ دونو مجتہدوں نے اپنی اپنی دلیل کیلئے ایک ایک آیت پیش کی ہے ؛

اس معاملہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ کی رائے یہ ہے کہ یہ تو ناگوارا معلوم ہوتا ہے۔ کسی شخص کو نبی کی وساطت بغیر بہشت میں داخل کر لیا جائے۔ لیکن یہ بھی انصاف نہیں کہ کسی کو اطلاع دئے بغیر عذاب دیا جائے۔ آنجناب کی یہ رائے ہے کہ ایسے شخصوں کو انہیں قیامت کے دن حشر کے بعد چوپاؤں کی طرح خاک کر دیا جائے گا ؛

آنجناب یہ مسئلہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔ کہ جب میں نے یہ معرفت غریبہ انبیا کے پیش کی۔ تو سب نے پسند فرمائی۔ اور قبول کی۔ آنجناب دار الحرب کے کافروں کے بچوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ بھی خاک کر دئے جائینگے۔ لیکن امام ابو حنیفہ کی یہ رائے ہے۔ کہ انہیں دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ کیونکہ وہ اسلامی ولایت میں نہیں۔ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان بچوں کو اہل ذمہ کے بچوں کی طرح داخل بہشت فرماتے ہیں کیونکہ وہ معصوم محض ہیں۔ عذر کے لائق نہیں ؛

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مسائل اجتہادیہ بکثرت ہیں۔ یہاں
پر بطور "مشتے نمونہ از خروارے" صرف انہیں دو مسائل پر اکتفا کی ہے۔ اگر کسی کو آنجناب کے
مسائل اجتہادیہ کے دیکھنے کا شوق ہو۔ تو آنجناب کے کلام مبارک "ہر سہ جلد مکتوبات"، و
ہفت رسائل کا مطالعہ کرے +

مُلا عبد الرحمٰنؒ جو اپنے وقت میں بڑے جید عالم تھے۔ اور جنہوں نے حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی حالات بھائیوں سے سنے تھے۔ اسی سال مرید ہوئے +

اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آنجناب کی طرف ایک مکتوب
لکھا۔ جس میں اُن یاروں کے حالات پوچھے جو آنجناب کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ نے
ہر ایک کا مفصل حال لکھ بھیجا +

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ "برکات الاحمدیہ" میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت
خواجہ باقی باللہؒ سے ایک مخلص نے نہایت عاجزی اور الحاح سے التماس کی کہ کمالات
الٰہی کا آخری درجہ عنایت ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ جب حضرت مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالےٰ عنہ سرہند سے تشریف لائینگے۔ تو اُن سے تمہارے واسطے التماس کی جائیگی۔
اور وہ تمہارے حق میں خاص توجہ کر کے تھوڑے عرصہ میں مقامات عالیہ پر پہنچا دینگے۔ اور جو
تمہارا مدعا ہے پورا ہو جائیگا۔ اسی طرح علوم طریقت کے حقائق اور دقائق اور تمام گذشتہ
اور آئندہ اولیا کے درجات و مقامات اور احوال بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے تحقیق کرایا کرتے تھے۔ جو کچھ آنجناب اس بارے میں فرمایا کرتے تھے خواجہ صاحب
اسے قبول کر لیا کرتے تھے۔ اور آنجناب تعریف و توصیف بدرجہ غایت کیا کرتی تھے۔
ذیل میں اس مکتوب کا ترجمہ جو خواجہ صاحبؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی طرف لکھا ہے درج کیا جاتا ہے:۔

مکتوب "ارشاد کی مسند زیادہ وسیع اور منور ہو۔ خواجگان کے طریقہ کے
بارے میں جو رسالہ لکھا ہے اس کا مسودہ تیار ہو چکا ہے خواجہ برہانؒ نے اُسے مشتاقوں کی
آنکھ کا سرمہ بنایا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر اور احسان ہے۔ کہ یہ رسالہ نہایت لطیف اور اعلےٰ پایہ کا
ہے۔ اب دلی منشاء یہ ہے کہ خواجہ احرار کے احوال کی تفتیش فرمائیں۔ شاید کچھ اور
باتیں ظاہر ہو جائیں۔ جب اس کا مطالعہ کیا تو خیال آیا کہ بائیں طرف یعنی عالم ارواح اُن کے

متعلق تھے۔ لیکن جب حاضر خدمت ہوا۔ تو بہ سبب کمزوئی قوت حافظہ متردد ہوا۔ کہ مشارٌ الیہ کون تھا۔ لیکن ظن غالب یہ ہے کہ اشارہ خواجہ صاحب کی طرف تھا۔ ایک تو طبقہ میں دیکھنا چاہیئے۔ تاکہ کوئی چیز ظاہر ہو جائے۔ دوسرے اُن کی باتوں سے عصمتی معنی مفہوم ہوتے ہیں۔ آپ کے بعض جوابات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ بحسب خلقت "نہایت در بدایت" مخلوق ہوئے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ وحدت علیا کے مقام تلے جو قابلیت مطلق ہے کوئی نقطہ علم مخلوق ہو۔ از راہ مہربانی وہاں بھی دیکھیں +

نیز حضرت فاروق رضی اللہ تعالے عنہ کے مقام پر بھی نظر ڈالیں کہ اس مقام میں داخل ہو کر نزول کیا ہے۔ یا کسی اور راہ سے کنارے پر آئے ہیں۔ شائد کہ اس نقطہ کے فوق کی مخلوقیت اس مقام کے علام تقریر کا سبب ہوئی ہو۔ از راہ عنایت بہت ہی تفتیش کریں کیونکہ اس بارے میں بڑی تشویش ہو رہی ہے +

اور التماس یہ ہے کہ فنائے بشریت کے بارے میں بھی توجہ فرمائیں کہ آیا اس میں فنا فی اللہ کے مقام کے بغیر کوئی اور مقام بھی ہے یا صرف اسی مقام میں داخل ہونے پر منحصر ہے۔ ان تمام لوگوں سے جو اس مقام سے اُپر مخلوق ہوئے ہیں۔ یہ ظاہر ہوا ہے کہ وہ اسی طرح محفوظ ہیں۔ اور فنائے بشریت کے ظہور میں کسب کی ضرورت نہیں ہوئی۔ نیز جو لوگ اسی مقام وحدت تلے محو ہوئے ہیں۔ خواہ وہ جذبہ کی راہ گئے ہوں یا غیر جذبہ کی بہر حال عود بشریت سے محفوظ ہیں +

نیز خانہ جبروت "جو مقام انبیاء علیہم السلام ہے" میں بھی ایک نظر ڈالیں۔ اس میں کوئی ایسا مقام ہوگا۔ جو عود مذکور سے بے کھٹکے کر دیتا ہوگا +

نیز مقام فنا فی اللہ پر بھی ایک نگاہ ڈالیں۔ شائد اس ظاہری راہ کے علاوہ کوئی اور راہ بھی اس کی ہو۔ شائد اللہ تعالے کے بعض پیارے اسی راہ سے داخل ہوئے ہوں میرے باقی حالات اللہ تعالے کو اچھی طرح معلوم ہیں۔ اور کیا لکھوں کیونکہ کئی ایک مقامات کے نہ نام معلوم ہیں نہ علامات۔ تغیرات کو کیونکر لکھوں۔ انشاء اللہ تعالے حسب مرضی کارروائی ہوگی۔ محمد صادق اور تمام بھائیوں کی طرف سے نیازمندی قبول فرمائیں +

حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پیر تھے لیکن حضرت مجدد صاحب سے سلوک طریقت اور احوال مشائخ اس طرح

پوچھتے ہیں جس طرح مُرید اپنے پیر سے پوچھا کرتا ہے۔ اس مکتوب میں متوقف جس کا ترجمہ میں (مترجم) نے لفظ میسر سے کیا ہے" سے مراد حضرت خواجہ صاحب ہیں جو اپنے احوال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھ رہے ہیں +

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ سرہند سے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے دہلی تشریف لائے۔ حضرت خواجہ صاحب آپ کی تشریف آوری کی خبر سُنکر تمام مریدوں اور خلفا سمیت استقبال کے لئے آئے۔ اور آنجناب کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لائے۔ اور آنجناب سے مریدانہ سلوک کیا چنانچہ انہیں مسند پر بٹھایا۔ اور خود اُن کے روبرو دست بستہ کھڑے ہوئے۔ اور اپنے تمام خلفا اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حوالے کرکے تاکیداً فرمایا کہ جو کچھ یہ (حضرت مجدد الف ثانی رضؓ) حکم کریں۔ اس پر عمل کرنا +

ذکر در بیان

سال دوم از تجدید الف ثانی و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ حوالہ نمودن حضرت بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ جمیع مریدان و خلفائے خود را بحضرت قیوم و داخل شدن حضرت خواجہ بحلقہ آنحضرت و مراجعت آنحضرت از دہلی بہ سرہند و آوردن شاہ سکندر خرقہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ را برائے آنحضرت کہ بہ طریق امانت پیش وے بود و اجتماع کردن و مناظرہ نمودن تمامی اولیائے امت کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ مروج سلسلہ ایشاں باشند

اس سال حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ جب بعض یاروں نے اس بارے میں حجت پیش کی تو خواجہ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر تم اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو۔ تو شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ علیہ کی خدمت میں چلے جاؤ۔ حضرت شیخ احمد رضے اللہ عنہ اس وقت ایسے آفتاب ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہم جیسے ہزاروں

ستارے ہاند ہیں۔ اسی امت میں سے جو چار شخص افضل ہیں۔ اسی پائے کے شیخ اجمل رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ کو مسند ارشاد پر بٹھا کر خود باقی تمام مریدوں سمیت مریدوں کی طرح آنجناب کے حلقہ میں داخل ہوئے۔ اور جب آنجناب کی مجلس سے اُٹھتے تو اُلٹے پاؤں واپس آتے کبھی اپنی پیٹھ آنجناب کی طرف نہ کرتے۔ ہر روز حضرت قیوم اوّل رضہ سے توجہ خاص کے لئے التماس کرتے۔ آنجناب بھی تواضع اور فروتنی سے پیش آتے تاکہ کہیں ترک ادب نہ ہو جائے۔ حضرت خواجہ صاحب اسی مطلب کے لئے ہر صبح شام یہی التجا کرتے +

جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ دہلی سے سرہند میں واپس تشریف لائے۔ تو اسی اثنا میں شاہ سکندر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ کا خرقہ آپ کی خدمت میں لائے۔ اس کی تفصیل یوں ہے۔ کہ ان کے دادا شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ نے جن کا ذکر اس سے پہلے لکھا گیا ہے اور جن کے پاس حضرت غوث الاعظم رضہ کا خرقہ بطور امانت تھا۔ کہ جب اس کا وارث ملے اسے دے دینا" اس دنیا سے رحلت کرتے وقت وہ خرقہ اپنے پوتے اور خلیفہ قائم مقام شاہ سکندر کے حوالے کیا۔ اور وصیت کی کہ جب اس خرقے کا وارث مبعوث ہو اُسے دے دینا۔ شاہ سکندر نے وہ خرقہ شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر رکھ چھوڑا۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے تجدید اور قیومیت کی خلعت پہنی اور آنجناب کا طنطنہ روئے زمین پر اور آسمان تک پھیل گیا۔ تو شاہ کمال رضہ نے خواب میں شاہ سکندر کو فرمایا کہ یہ خرقہ قیومیت مآب کو پہنچا دو۔ شاہ سکندر رضہ نے خرقہ کو دینے میں تامل کیا۔ کہ گھر کی نعمت غیر کو کیونکر دوں شاہ کمال رضہ نے دوبارہ تاکید کی کہ پرائے حق کو کیوں رکھ چھوڑا ہے۔ جلدی یہ خرقہ انہیں پہنچا دو۔ پھر شاہ کمال رضہ نے دیدہ و دانستہ غفلت کی۔ تو شاہ کمال رضہ نے نہایت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو۔ تو یہ خرقہ اس کے وارث کو دو۔ ورنہ نسبت سلب ہو جائیگی۔ شاہ سکندر رضہ مجبوراً وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں لائے۔ آنجناب صبح کی نماز کے بعد حلقہ میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے۔ کہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ خرقہ لائے۔ آنحضرت رضہ نے مراقبہ سے فارغ ہو کر وہ خرقہ پہنا۔ اور قادریہ نسبت کی طرف متوجہ

ہوئے۔ اتنے میں نسبت قادریہ نے اس قدر غلبہ کیا۔ کہ نقشبندیہ نسبت ڈھپ گئی۔ پھر نسبت نقشبندیہ نے اس قدر غلبہ کیا۔ کہ قادریہ نسبت مستور ہوگئی۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہؤا۔ کبھی وہ نسبت غالب آجاتی اور کبھی یہ۔ اتنے میں حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالےٰ عنہ تمام پیروں اور اپنے طریقہ کے تمام خلیفوں۔ مریدوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمیت تشریف فرما ہوئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بھی تمام پیروں اور اپنی طریقہ کے تمام خلیفوں اور مریدوں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سمیت تشریف لائے۔ اور حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ بھی۔ اور آپس میں مناظرہ کرنے لگے +

حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ اس مرد بزرگ یعنی قیوم اول رضے اللہ عنہ نے لڑکپن میں ہماری نسبت لی یعنی لڑکپن میں شاہ کمال ؒ کی زبان چوس کر تمام قادریہ نسبت لے لی (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے) پس سب سے ہمارا حق فائق ہے۔ اور مناسب ہے کہ یہ عزیز ہمارے سلسلے کو رواج دے۔ خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ نے فرمایا کہ اب وہ ہمارے سلسلہ ارشاد کا مسند نشین ہے۔ اور جو نسبت معہود جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطور امانت پہنچی ہے وہ اسے ہمارے وسیلے سے پہنچی ہے اس میں ہم حق بجانب ہیں کہ وہ ہمارے سلسلہ کو رواج دے۔ اتنے میں سلسلہ چشتیہ کے بزرگ تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ ہم بھی اس امر میں شریک ہیں۔ کیونکہ اس مرد خدا کے آباؤ اجداد ہمارے سلسلہ میں تھے۔ اسی طرح سلسلہ سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ کے مشائخ بھی تشریف لائے اور مناظرہ کرنے لگے۔ ہر سلسلہ کے مشائخ آنجناب کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔ تاکہ اُن کے سلسلے کو رواج دیں +

خواجہ ہاشم اور ملا بدرالدین علیہما الرحمۃ اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں۔ کہ اس قدر اولیائے امت کی روحیں سرہند شریف میں جمع ہوئیں کہ تمام گھر۔ کوچے۔ بازار بلکہ شہر کا گرد و نواح اور آس پاس کے گاؤں اور شہر پر ہوگئے۔ اور صبح سے ظہر کی نماز تک یہی مناظرہ و مذاکرہ ہوتا رہا۔ آخر سب نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از راہ لطف و کرم ہر ایک کی تسلی کی اور دلاسا دیا۔ کہ تم سب اپنی اپنی نسبت اس عزیز کو دے دو۔ جو شخص اس سلسلے میں داخل ہوگا اس کا اجر تمہیں مل جائیگا۔ اور اس کے ہاتھ سے سلسلہ علیہ نقشبندیہ کو زیادہ رواج ہوگا۔ کیونکہ

اسے نسبت معہودہ اسی سلسلے سے ہاتھ آئی ہے۔ اور اس سلسلہ کے سردار صدیق اکبرؓ ہیں۔ جو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اُتر کر باقی تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ نیز اس طریقہ میں سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور امور بدعت سے کنارہ کشی حد سے زیادہ ہے۔ اس سے دوسرے درجہ پر اس عزیز سے سلسلہ قادریہ کو فراج ہوگا۔ کیونکہ اس سلسلہ کا حق بھی اس پر ثابت ہے۔ باقی سلسلے مثلاً چشتیہ، سُہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ کو بھی اس سے کچھ فائدہ ہوگا۔ بعد ازاں تمام سلسلوں کے مشائخ نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنی اپنی نسبت حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی نظر کیمیا اثر میں گذاری۔ آنجنابؓ نے ان کی نسبتوں کو اپنے طریقہ میں ملا لیا۔ اور اپنی نسبت خاصہ کو جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ممتاز فرمایا تھا۔ ان نسبتوں پر ڈالا۔ جس کے سبب وہ ساری نسبتیں منور ہو گئیں پس حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سلسلہ میں آنجناب کی نسبت خاصہ اور باقی تمام سلسلوں کی نسبتیں ملی ہوئی ہیں۔ آپ کے طریق کا سالک تمام اولیاء اللہ کے سلسلوں سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اور مشائخ سلاسل کو بھی اس کا اجر ملتا ہے۔ حضرات قیوم اربعہؓ کو اختیار تھا کہ جس شخص کو جس سلسلہ میں چاہیں مرید کریں۔ لیکن ان کے بعد اُن کے خلفا کے لئے منع ہیں۔ کہ سوائے نقشبندیہ اور قادریہ سلسلہ کے کسی اور سلسلہ میں مرید کریں۔ کیونکہ ان دو سلسلوں کا حق باقیوں کی نسبت فائق ہے۔ حضرات قیوم اربعہ بھی کسی کو ان دو کے سوا باقی سلسلوں میں شاذ و نادر ہی مرید کیا کرتے تھے۔ گو سلسلہ علیہ احمدیہ میں تمام سلسلے پائے جاتے ہیں لیکن سوائے دو طریقوں کے اور کسی میں مرید نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے سلسلوں میں بدعتی امور بہت سے ہیں۔ مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا سماع و نغمہ سُننا۔ لوگ صرف اس خاطر دوسرے سلسلوں میں مرید ہوتے ہیں۔ کہ ان کے لئے مذکورہ بالا خلاف شرع باتیں مُباح ہو جائیں۔ اور اپنی گردن کو شریعت کے جوئے سے آزاد رکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات سرہند منع فرماتے ہیں۔ کہ دوسرے سلسلوں میں کسی کو مرید نہ کرو۔ البتہ حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خاطر قادریہ طریقہ میں مرید کرتے ہیں لیکن بدعتی امور مثل وحدت وجود اور سماع و نغمہ سے تاکیدًا منع فرماتے ہیں۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ کو نسبت معہودہ طریقہ نقشبندیہ سے حاصل ہوئی ہے۔ اس واسطے

سلسلہ نقشبندیہ کو بکثرت سے شائع کرتے ہیں۔ بعد ازاں تمام مشائخ نے اسی عہد کے مطابق فاتحہ کہا اور حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے رخصت ہوئے ✣

یہ واقعہ سوموار کے روز ۱۵ شعبان ۱۰۱۵ھ ہجری کو تجدید و قیومیت کی دوسرے سال عصر اور مغرب کے درمیان ظہور میں آیا۔ شمسی حساب کے مطابق دلو کی پندرہویں تاریخ تھی ✣

اسی سال سید صدر جہان اور خان اعظم جن کے خوابوں اور وقعات کا ذکر اس سے پیشتر ہو چکا ہے۔ آنجناب کے مرید ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اُن کے حق میں بہت مہربانی کی۔ اور بہت سے مکتوب انہیں دو کے نام لکھے ✣

نیز اسی سال حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی طرف لکھا۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی علو شان معلوم ہوتی ہے ✣

مکتوب:۔ حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ بحضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ کمال کے اعلےٰ درجے پر پہنچائے۔ زمین بزرگوں کے نصیبے کا ایک پیالہ ہے۔ اس میں سرِ مُو تکلف نہیں جو حقیقت ہی لکھی جاتی ہے۔ پیر انصاری رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مَیں گو ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کا مرید ہوں۔ لیکن اگر اس وقت خرقانی زندہ ہوتے۔ تو باوجود پیری کے میری مریدی کرتے۔ جب کہ ان بے صفتوں کی یہ صفت ہو۔ تو پھر کیونکر ان آثار و صفات کا گرفتار طلبگاری کے لوازمات پر جان کو فدا نہ کرے۔ اور جہان سے خوشبو دماغ میں آئے کیوں اس کے پیچھے نہ جائے۔ اب ہماری سستی اور دیر کوئی بے نیازی یا استغنا کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ حکم پر موقوف ہے ؎

گر طمع خواہد زمن سلطانِ دیں خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

ہم نے اپنی موجودہ حالت اور دلی خواہش ظاہر کر دی ہے۔ اب جو اللہ تعالےٰ کو منظور ہے اس کی ہدایت کرے۔ اور خود پسندی اور گمان سے چھڑائے ✣

دیگر مقصود یہ ہے کہ میر صالح نیشاپوری نے اظہار طلب کیا تھا۔ سو اُسے آنجناب کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اپنی استعداد کے مطابق بہرہ ور

ہوگا۔ اور کامل توجہ و عنایت حاصل کرے گا۔ والسلام" ۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکتوب کے جواب میں جو کچھ لکھا نہایت تواضع اور انکسار سے لکھا۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد سے معلوم ہو سکتا ہے۔ تین مہینے بعد پھر حضرت خواجہ صاحب نے ایک مکتوب نہایت عاجزی اور الحاح اور اشتیاق سے پُر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا۔ اور وہ یہ ہے:-

مکتوب اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی برکات سے عاجز فقرا اور مساکین کو منزل مقصود پر پہنچائے مدت سے میں نے درگاہ ولایت میں اپنی نیازمندی عرض نہیں کی۔ اس کلمے کو سچے نامہ بر حضور خدمت والا میں عرض کر دینگے۔ ایسی صورتیں خود ہی نکل آیا کرتی ہیں۔ اور کیا عرض کروں۔ کیونکہ درویشوں کی باتیں جناب کی خدمت میں لکھنا بڑی بے شرمی کی بات ہے! ورنہ دنیاوی اوضاع و اطوار کی حکایت بہت بیجا معلوم ہوتی ہیں۔ ہمیں اپنی حد کو مدنظر رکھ کر فضول باتوں سے بچنا چاہیئے۔ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق و تعطش یہاں تک ہے کہ حسب ذیل دو شعر ہمارے مدعا کے گواہ ہیں ؎

بس تشنہ و بس خرابم اے دوست	در حسرت یکدم آیم اے دوست
ہر جا کہ ترشحے تو بینم	در تعطش آیم و نشینم

یہ مکتوب پڑھ کر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ بے اختیار حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کیلئے دھلی روانہ ہوئے۔

ذکر و بیان

سال سوم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بیان سفر آنحضرت از سرھند بہ دھلی و استفادہ کردن حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ از حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ و بیان آدابیکہ خواجہ بجناب قیومیت مآب رضی اللہ عنہ کردہ اند

مذکورہ بالا مکتوب پہنچنے کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بے اختیار ہو کر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سُنی۔ تو پا پیادہ شہر سے باہر آئے۔ اور دروازہ کابلی تک آنجناب کا استقبال کیا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لائے۔ اور اپنے سامنے آنجناب کو مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور اپنے حلقے کا سردار آنجناب ہی کو بنایا۔ اور خود باقی مریدوں کی طرح حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ جب حلقہ یا مجلس سے" جس میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہوا کرتے" اُٹھتے۔ تو اُلٹے پاؤں واپس آتے۔ تاکہ آنجناب کی طرف پیٹھ نہ ہو جائے۔ بلکہ غائبانہ سلوک کیا کرتے تھے۔ کہ جس طرف آنجناب ہوتے اس طرف آپ پیٹھ نہ کرتے۔ اور یاروں کو بھی تاکید کیا کرتے۔ کہ جو آداب استقبال اور متابعت ہماری کرتے ہو آنجناب کی بھی کیا کرو۔ نیز فرماتے کہ اپنے باطن کو ہماری طرف متوجہ نہ کیا کرو۔ بلکہ آنجناب ہی کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوا کرو۔ حضرت خواجہ صاحب جو آداب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خاطر بجا لایا کرتے تھے۔ اور یہاں لکھی گئے ہیں۔ وہ خواجہ ہاشم کشمی اور ملا بدر الدین سرہندی کی تاریخوں سے نقل کئے ہیں۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے بھی سُنے ہیں +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ میرے مرشد میر محمد نعمان رحؒ نے فرمایا۔ کہ ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنے حجرے میں تخت پر اونگھ آگئی۔ کہ اتفاقاً حضرت خواجہ باقی باللہ تن تنہا درویشوں کی طرح آنجناب کی زیارت کے لئے حجرے تک آئے۔ خادم نے آنجناب کو جگانا چاہا۔ لیکن خواجہ صاحب رحؒ نے اُسے منع فرمایا۔ اور خود بڑے ادب و نیاز کے ساتھ کڑکڑاتی دھوپ میں آستانہ کے نزدیک کھڑے رہے۔ چنانچہ جب دیر بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے۔ اور آواز دی کہ باہر کون ہے؟ تو حضرت خواجہ صاحب رحؒ نے فرمایا کہ فقیر محمد باقی ہے۔ یہ سُنکر آنحضرت بڑے اضطراب کے ساتھ تخت پر سے اُچھلے اور بڑے افتقار و انکسار کے ساتھ خواجہ صاحب کی خدمت میں بیٹھے +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میر محمد نعمان رحؒ نے فرمایا کہ جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو فرمایا۔ کہ تم حضرت مجدد الف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ۔ اور وہیں یاد الٰہی میں مشغول ہو۔ اور جس شغل میں وہ تمہیں مشغول کریں اسی

میں لگے رہو۔ بلکہ اُن کے رُوبرو ہماری تعظیم بھی نہ کرو۔ یہاں تک کہ ہماری طرف توجہ بھی نہ کرو۔ تو اس وقت مجھے فرمایا۔ کہ شیخ احمدؒ ایسا آفتاب ہے۔ جس کے مقابلے میں ہمارے جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں۔ اس سے پہلے امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں کوئی ولی نہ ایسا پیدا ہؤا نہ آیندہ ہوگا۔ چنانچہ میر مذکور نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے خاص بیاض کی نقل کی ہے اس میں لکھا ہے کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہتیرا عرض کرتے کہ میں آپ کے اس سلوک سے بہت شرمندہ ہوتا ہوں۔ لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ میں ایسا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور ہوں +

حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمت نے اپنی ایک کتاب میں چار دائرے کھینچے۔ اور ہر ایک دائرہ میں انتہائی کمالات الٰہی درج فرمائے۔ جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئے۔ ایک دائرہ میں ولایت اور دوسرے میں ولایت لکھا۔ تیسرے میں کمال باطنی اور چوتھے میں کمال مطلق۔ ان چاروں دائروں میں سے ہر ایک میں کئی ہزار مشائخ کے نام لکھے۔ جو اولیائے امت میں سے افضل ہیں۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو چاروں دائروں کے حلقہ کے شروع میں لکھا ہے (سب کا سردار مانا ہے) یعنی وہ تمام اولیائے امت کے سردار ہیں +

ایک روز حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کو فرمایا کہ اب مجھ میں کمزوری کے آثار زیادہ ظاہر ہونے لگے ہیں۔ اب زندگی کی امید کم ہے پھر اپنے شیرخوار اور خوردسال بچوں خواجہ عبداللہؒ اور خواجہ عبیداللہؒ کو منگا کر آنجناب سے التماس کی۔ کہ ان دونو نُوردیدہ کے حق میں توجہ فرمائیں۔ آنجنابؓ نے حسب الارشاد اُن مخدوم زادوں پر ایسی توجہ کی۔ کہ اس کا اثر حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ پر بھی ظاہر ہؤا۔ نیز فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحبؒ نے غائبانہ آنجناب کے فرزندوں کی طرف توجہ کی۔ چنانچہ جلد اول کے مکتوب ۲۶۴ میں جو حضرت خواجہ صاحب کے فرزند کے نام لکھا ہے بیان فرمایا ہے۔ آنجنابؓ کے احوال لکھنے والوں نے بھی بیان کیا ہے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ کو فرمایا کہ ہم پر بھی توجہ کریں پہلے تو حضرت قیوم اولؓ نے بڑے ادب و انکسار سے معافی مانگی۔ کہ کہیں ترک ادب نہ ہو جائے

لیکن حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ ہماری باطنی ترقی اس وقت تک صرف وحدت وجودی کے مقام تک ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے فضل و کرم سے وہ مقامات عالیہ عنایت فرمائے ہیں۔ جو اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ معارف شرعیہ کے وہ علوم آپ پر ظاہر ہوئے ہیں۔ جو صرف انبیا کا خاصہ ہیں۔ بڑا ہی افسوس ہوگا اگر آپ ایسی نعمت کا مجھ سے دریغ کریں۔ جب حضرت خواجہ صاحب بہت درپے ہوئے۔ اور خطرہ تھا۔ کہ کہیں عدم تعمیل ارشاد کے مرتکب نہ ہو جائیں۔ اس واسطے مجبوراً حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے دعا اور توجہ باطنی یعنی اپنے کمالات کا خاصہ جس کے سبب اللہ تعالےٰ نے آپ کو تمام اولیائے امت سے افضل بنایا۔ اپنے پیر بزرگوار پر ان کی خواہش کے مطابق کی۔ حتیٰ کہ عنایت الٰہی سے ان کا مقصود حاصل ہوا خواجہ صاحبؒ نے اس موقع کو اپنے مریدوں کے لئے اشارتاً فرمایا ہے +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں یہ قصہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہؒ کے بڑے خلیفہ شیخ تاج رحمۃ اللہ علیہ کی "جن کا حال تھوڑا سا پہلے لکھا گیا ہے" زبانی سنا ہے۔ فرماتے تھے۔ کہ میں نے حضرت خواجہ صاحب سے سنا جو فرماتے تھے۔ کہ ہم حضرت شیخ احمدؓ کی توجہ مبارک سے ان مقامات میں پہنچے جو پہلے ہم نے کبھی دیکھے بھی نہ تھے۔ ان کی توجہ نے ہمیں توحید وجودی کے مقام سے کھینچ کر مقامات شرعیہ میں پہنچا دیا +

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر مجلسوں میں آشنا و بیگانہ و یار و اغیار کے روبرو فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی توجہ اور طفیل سے معلوم ہوا۔ کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے۔ اور یہ کہ شاہراہ اور ہی ہے +

مکتوبات کی پہلی جلد میں جو عرض داشتیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے پیر حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں لکھی ہیں۔ ان میں سے بعض میں لکھا ہے کہ میں نے "عزیز متوقف" کو فلاں مقام تک پہنچا دیا۔ اور فلاں مقام سے فلاں مقام تک ترقی کرائی۔ یہاں "عزیز متوقف" سے مراد آنجناب کے پیر بزرگوار یعنی حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں +

چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ بیٹھے تھے۔ کہ

اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عرض داشت آئی۔ اُس میں عزیز "متوقف" کے احوال درج تھے۔ جب پڑھی تو بعض یاروں نے جرأت کر کے پوچھا کہ "عزیز متوقف" سے کون شخص مراد ہے؟ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں ہی "عزیز متوقف" ہوں۔ مجھے اُنہوں نے اپنی توجہ سے مختلف مقامات پر پہنچایا ہے اور پھر اشارتاً عزیز متوقف لکھتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے اکیس عرضداشتیں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھی ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کا مطالعہ کرنا چاہے۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد دیکھے اس کتاب میں اُن کی گنجائش نہیں +

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے رخصت ہو کر دار الارشاد سرہند کی طرف لوٹ آئے۔ اس کے بعد ملاقات نصیب نہ ہوئی +

"مرأت العالم" اور "مرأت جہاں نما" میں جو سلطان اورنگزیب کے حکم سے تالیف کی گئی ہیں اور جس میں ابتدائے خلقت سے لیکر اورنگزیب کی پہلی دہ سالہ حکومت تک کے حالات مندرج ہیں۔ اور اس میں تمام واقعات اور حادثات جو جہان میں ہوئے لکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں انبیاء، اولیاء، بادشاہ، علماء، شعراء، اہل حرفہ وغیرہ سبھی کے حالات درج ہیں۔ اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحب کے آداب جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے واسطے بجا لایا کرتے تھے بطور عجائب روزگار درج کئے ہیں +

ذکر در بیان

سفر حضرت قیوم اول بہ بلدہ لاہور و بیان رتحال حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ و مراجعت آنحضرت رضی اللہ عنہ بدار الارشاد سرہند و مرید شدن خانخانان، و مرتضےٰ، و مولانائے طاہر لاہوری حاجی محمد و مولانا میر نصیر احمد رومی و خواجہ فرخ حسین و مولانا جمال تلوی کہ ہر یک از اکابر مشائخ عصر و اجلہ علمائے وقت خود بودہ اند

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سفر دہلی سے واپس آئے تو تھوڑا عرصہ دار الارشاد

سرہند میں رہکر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق شہر لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ لاہور کے تمام وضیع و شریف آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سُنکر سر کے بل استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لائے۔ اس شہر کے بڑے بڑے رئیس اور علما مثلاً مولانا طاہر۔ مولانا حاجی محمد، مولٰنا جمال تلوی وغیرہ صبح شام آنجناب کی خدمت میں رہنے لگے۔ یہ لوگ ان واقعات سے پہلے ہی واقف تھے۔ کیونکہ مشائخ علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بعثت کی خبر دے رکھی تھی۔ جب انہوں نے یہ سُنا کہ حضرت خواجہ صاحبؒ مریدوں کیطرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ادب بجالاتے ہیں۔ اور باطنی توجہ کا استفادہ بھی آپ ہی سے کرتے ہیں۔ تو اُن کا اعتقاد پہلے کی نسبت بدرجہا بڑھ گیا۔ اُن لوگوں کی پہلے ہی سے خواہش تھی۔ کہ کسی طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوں۔ سو اللہ تعالےٰ ان کی خوش قسمتی سے آنجنابؓ کو شہر لاہور میں لایا۔ انہوں نے آنجنابؓ کی تشریف آوری کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا۔ اور آنجناب کی خدمت کو دو نوجہان کی سعادت خیال کر کے بمعہ قبائل، قوم، تابعین، لواحقین، اور شاگردوں وغیرہ کے ہزار در ہزار مرید ہو گئے اور بن داموں غلام بن گئے۔ لاہور اور اس کے مفصلات کے ہزارہا آدمی آنجنابؓ کے حلقہ ارادت سے مشرف ہوئے +

خواجہ ہاشم "برکات الاحمدیہ" میں لکھتے ہیں۔ کہ مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بڑا شاگرد مجھ سے کہنے لگا۔ کہ ایک دن مولانا جمال تلویؒ نے کمال اعتقاد سے آنحضرت سے پہلے اُٹھ کر آنحضرت کی نعلین مبارک اُٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیں۔ جب آنحضرت اُٹھے تو پہنائیں۔ لیکن مولانا کا یہ تعظیم کرنا ہم شاگردوں کو ناگوار گذرا۔ کیونکہ ہمارا خیال تھا۔ کہ دونو صاحب علم میں یکساں ہیں۔ اور ورع اور صفائی باطن میں بھی مولانا آنحضرتؓ سے کچھ کم نہیں۔ جب ہم باہر آئے۔ تو دلیری کر کے مولانا سے پوچھا۔ کہ آپ جیسے عالم و متورع شخص کا اس طرح تواضع کرنا اور اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا غیر موجب معلوم ہوتا ہے۔ مولانا علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت عالم باللہ اور اسرار "لی مع اللہ" سے واقف و محرم ہیں۔ ان کی عزت کرنا ہمارے لئے لازم ہے۔ تاکہ ہم اُن کی تواضع کرنے سے اجر عظیم حاصل کر لیں +

ایک روز مولانا جمالؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ آنجناب علوم ظاہری و باطنی کے جامع ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ بہت سے کامل اولیا "مسئلہ وحدت وجود جو بظاہر شرع کے بالکل خلاف ہے" کے قائل ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آنجنابؓ نے مولانا کے کان میں چند ایک کلمات بیان فرمائے۔ جن کو سُن کر مولانا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور چہرے کی رنگت اس طرح بدل گئی جسطرح نشے والے کی ہوتی ہے زانو مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دیکر رخصت ہوئے۔ کسی کو معلوم نہ ہوا۔ کہ آنحضرتؓ نے زبان گوہر فشان سے کیا فرمایا۔ اور مولانا کے کان میں کیا پرو دیا ؎

ندانم چہ گفتی چہ انگیختی کہ گفتی و از دیدہ خوں ریختی

مولانا طاہرؒ اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ جب آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنجنابؓ نے آپ پر حد سے زیادہ مہربانی کی اور اپنی خدمت میں رکھا۔ حتےٰ کہ انہیں اپنے بڑے خلیفوں میں سے بنا دیا۔ اور لاہور کی قطبیت بھی عنایت فرمائی۔ انشاء اللہ تعالےٰ مولانا کا حال حسب موقع لکھا جائیگا +

خواجہ فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ بدخشان اور ماوراء النہر کے بڑے مشائخ سے تھے وہاں پر بعض مشائخ کی بشارتوں اور اپنے خواب کے ذریعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تجدید و قیومیت معلوم کر لی تھی۔ جب ولایت توران میں یہ خبر پھیل گئی۔ کہ حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سے توجہ باطنی لی ہے۔ کیونکہ اکثر مغل جو حضرت خواجہؒ کے ساتھ ہند میں آئے تھے۔ اُن میں سے بعض اپنے وطن گئے۔ انہوں نے ازراہ تعجب تجدید الف۔ طینت۔ اصالت۔ قیومیت اور حضرت خواجہ صاحب کا آنجنابؓ سے توجہ لینا وہاں کے لوگوں کو بتایا۔ چونکہ وہاں کے لوگوں نے شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حالات سُنے ہوئے تھے۔ اس لیئے آنجنابؓ کی بعثت کے منتظر تھے۔ یہ باتیں سُنکر انہیں کامل یقین ہو گیا۔ بعض نے آنجنابؓ کے دیدار سے مشرف ہونا چاہا۔ اُن میں سے سب سے پہلے خواجہ فرخ حسین کمر ہمت باندھ ہندوستان کی طرف آئے۔ جب لاہور پہنچے۔ تو ان دنوں حضرت قیوم اول بھی سرہند سے

لاہور میں تشریف فرما تھے۔ آنجناب کے دیدار فیض الانوار سے شرف سعادت حاصل کر کے مرید بنے۔ آنجناب کے مکتوبات میں کئی ایک مکتوب انہیں خواجہ فرخ حسین کے نام ہیں +

میر نصیر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ روم کے صحیح النسب سید اور بڑے شیخ تھے آپ ایک روز حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ سرزمین ہند میں ایک عزیز مبعوث ہوا ہے۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو۔ تو اُس کی خدمت میں چلے جاؤ۔ اور اُس سے دعا اور توجہ طلب کر کے اُسے اپنی لئے دین و دنیا کا سرمایہ بناؤ۔ میر مذکور حسب الارشاد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب منزلیں طے کر کے شہر لاہور میں آئے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رض کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ارادت سے مشرف ہوئے +

اسی اثنا میں حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی رحلت کی خبر آئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سُنکر بہت گھبرائے اور وطن کی طرف روانہ ہوئے جب سرہند پہنچے تو دو تین دن رہکر دہلی جانے کا ارادہ کیا۔ اتنے میں خانخانان اور مرتضےٰ خان جو ہندوستان کے اعلےٰ پائے کے امیر اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص مرید تھے۔ حضرت خواجہ صاحب کی وصیت کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور واپس آنے کے لئے عرض کی۔ کیونکہ جب حضرت خواجہ صاحب نے اپنے تمام خلیفوں اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حوالے کیا۔ تو ان دونوں یہ دو شخص دکن میں تھے۔ حضرت خواجہ نے ان کی طرف بھی خط لکھ دیا تھا۔ کہ تم نے بھی حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف رجوع کرنا۔ وہ اس خط کو دیکھتے ہی روانہ ہوئے۔ آخری وقت حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت تاکید سے فرمایا کہ تم سب قیوم زمان حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں جانا۔ اور اُن کی خدمت کو دین و دنیا کی سعادت کا سرمایہ سمجھنا۔ حضرت خواجہ صاحب کے وصال کے بعد خانخانان اور مرتضےٰ خاں دونو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے +

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۵۔ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۲ ہجری کو ہوا۔ اور شہر دھلی کے باہر شمال کی طرف آپ کا مزار نہایت زیب و زینت کے ساتھ آپ کے معتبر خلیفہ مرزا حسام الدین نے بنوایا۔ چونکہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مرضی تھی۔ کہ مرقد کے اوپر عمارت نہ بنوائی جائے۔ اس لیئے حسب منشا عمارت نہ بنوائی۔ صرف ایک وسیع اور بلند چبوترہ سا بنوایا۔ لیکن نہایت عمدہ اور نفیس +

عجیب تصرف یہ ہے۔ کہ موسم گرما میں عین دوپہر کے وقت اگر کوئی شخص زیارت کی خاطر چبوترہ پر قدم رکھتا ہے تو وہ جگہ پاؤں کو سرد معلوم ہوتی ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو گرمی کی تاب نہیں لاسکتا +

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انوار الٰہی کا مظہر ہے۔ آج کل حضرت خواجہ صاحبؒ کا مزار مبارک شہر شاہجہان کے عین مرکز میں ہے۔ اور آنجناب کے مرقد کے ارد گرد بڑا بھاری قبرستان ہے۔ امیر لوگ اس قبرستان میں اپنی قبر کے لیئے جگہ حاصل کرنے کی خاطر بہت سا روپیہ صرف کرتے ہیں لیکن پھر ہاتھ نہیں آتی۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شاہجہان آباد والوں کے لیئے بڑی بھاری زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے عرس کے روز حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ اور مراقبہ طویل کے بعد بہت سی مٹھائی منگا کر اُن کی روح پر فتوح کو ثواب بخشا کرتے تھے +

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند تھے۔ خواجہ عبد اللہؒ اور خواجہ عبید اللہؒ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ کے تین بڑے خلیفہ تھے شیخ تاج رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الہ داد رحمۃ اللہ علیہ یہی تینوں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجہیز و تکفین کے وقت حاضر تھے +

ذکر در بیان

سال چہارم از تجدید الف و قیومیت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آمدن آنحضرت از سرھند بدھلی برائے تعزیت حضرت خواجہ بیرنگ و انحراف ورزیدن یاران

خواجہ از حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ باز تنبیہ شدن و توبہ کردن از اعمال خود و عفو نمودن آنحضرت از تقصیرات آنجماعت

خواجہ ہاشم اور ملا بدر الدین، برکات الاحمدیہ اور حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماتم پرسی کے لئے دھلی تشریف لائے۔ تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے حسب دستور آنجناب کا استقبال کیا۔ اور آنجناب رضی اللہ عنہ کے حلقہ اور مراقبہ میں حاضر ہوئے اور حد سے زیادہ ادب بجالائے۔ اور از سرنو آنجناب سے بیعت کی اسی اثنا میں شیطان نے بہتوں کو ورغلا کر گمراہ اور قیومیت کا منکر بنا دیا۔ اور صحبت منغض ہو گئی۔ یعنی وہ لطف جاتا رہا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے بہتیرا انہیں سمجھایا۔ وعظ و نصیحت کی لیکن بے سود۔ نہ صرف اتنے پر اکتفا کی۔ بلکہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جا کر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہلاکت کے دعائیں کیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ان کی نسبت سلب کر لیں۔ پھر بھی وہ باز نہ آئے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے وطن مالوف کی طرف چلے آئے +

شیخ تاج جو ان لوگوں کے سردار تھے۔ ان کے دل میں بھی ان میں سے بعض کے ساتھ میل جول کرنے کے سبب کچھ شک سا آ گیا۔ وہ بھی اپنے وطن چلا گیا۔ اثنائے ختم میں ایک صاحب کشف اہل ختم نے خواب میں دیکھا۔ کہ ہر ایک درویش نے ایک ایک چراغ روشن کیا ہے۔ اچانک ایک بجلی کوندی جس سے تمام چراغ بجھ گئے۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی۔ کہ یہ چراغ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف درویشوں کی توجہات ہیں۔ اور وہ بجلی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ ہے +

جب شیخ تاج اپنے وطن پہنچا تو اپنے باطن کی طرف بہتیری توجہ کی۔ لیکن اپنے احوال کا نام و نشان تک نہ پایا۔ شیخ تاج بہت مغموم ہوا۔ جب متوجہ ہوا۔ تو خواب میں دیکھا۔ کہ اولیائے امت کی ایک بڑی بھاری مجلس منعقد ہوئی ہے۔ شیخ تاج بھی اس مجلس کے ایک کونے میں ہو بیٹھے۔ ان میں سے ایک نے شیخ تاج کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تم اولیائے امت میں سے سب سے افضل کے منکر ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس عزیز کا

منکر ہونا دینی و دنیوی تباہی کا موجب ہے۔ اور اس میں ایمان کا سلب ہونا یقینی ہے
اس انکار کو چھوڑ دو اور توبہ کرو۔ اس مجلس کے تمام اولیا نے فرداً فرداً شیخ تاج کو یہی
عتاب کیا۔ شیخ تاج حیران تھا۔ کہ یا الٰہی وہ کونسا بزرگ ہے جو تمام اولیائے امت سے
افضل ہے۔ میں کب اس کا منکر ہوا ہوں۔ کہ تیرے غضب و قہر کا مستوجب ہو گیا ہوں۔
ناگاہ شیخ صاحب کیا دیکھتے ہیں۔ کہ اس مجلس کے صدر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ اور تمام اولیائے امت کا رُخ آنجناب کی طرف ہے۔ اور اس مجلس کے
سردار خود آنجناب ہیں۔ بعد ازاں تمام اولیائے امت نے متفق ہو کر کہا کہ یہی تمام اولیائے
امت سے افضل ہیں۔ شیخ تاج نے گھبرا کر بڑی عاجزی کے ساتھ حضرت قیوم اول
رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے عرض کی۔ کہ چونکہ میں آپ کے مخالفوں میں بیٹھا۔ اِس لئے میرے
دل میں بھی شامت نفس اور اغوائے شیطان سے شک و شبہ آگیا۔ اب میں معافی کا
خواستگار ہوتا ہوں۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا تم جیسے شخص سے یہ بات
عجیب معلوم ہوتی ہے۔ تین مرتبہ آنجناب رضؓ نے شیخ کا کان پکڑ کر یہی فرمایا جب شیخ تاج نے
حد سے زیادہ عجز و زاری کی۔ تو آنحضرت رضؓ نے شیخ کی تقصیرات معاف فرمائیں +

شیخ تاج یہ واقعہ مشاہدہ کر کے سخت شرمسار ہوا۔ اس خطرہ سے جو آنجناب کی نسبت
اس کے دل میں تھا۔ سخت نادم ہوا اور توبہ کی۔ پھر جب اپنے احوال کی طرف توجہ
کی۔ تو اپنے احوال میں کامل رشد پایا۔ بعد ازاں ایک خط اپنے ہم پیروں خصوصاً مولانا
محمد تلیج کی طرف جو حضرت خواجہ صاحب کا سالا تھا۔ اور مرزا حسام الدین کی طرف
اس مضمون کا لکھا۔ کہ تم سب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت
میں عریضہ لکھو۔ اور اس عریضہ میں مجھ فقیر کا دعا و سلام بھی عرض کرو۔ کیونکہ اُنہوں نے
خواب میں میرے قصور کو معاف فرمایا ہے۔ اب امید کرتا ہوں کہ ظاہر میں بھی میرے
قصور کو معاف فرما دینگے۔ دوسرے دہلی کے یاروں کو واضح رہے کہ جس شخص نے
پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور اب آنجناب کا
منکر ہے۔ وہ مرتد ہے۔ اور جو بن رجوع منحرف ہو گیا ہے وہ بھی مرتد ہے۔ کیونکہ ایسے
شخص کا منکر جو تمام اولیائے امت سے افضل ہو۔ مرتد ہوتا ہے۔ یہ دو روزہ زندگی آسان
ہے۔ لیکن یاد رکھو جو اسی انحراف کی حالت میں فوت ہو جائیگا۔ آخری وقت میں

اس کا ایمان ضرور بالضرور سلب ہو جائیگا۔ تم سب اپنے ہم پیروں کو اطلاع دے دو۔ جب کچھ مدت بعد شیخ تاج دہلی میں آکر حاجی کے حجرہ میں ٹھیرے۔ اور ملا حسن۔ جعفر بیگ۔ اور خواجہ محمد صدیق آپ کی خدمت میں آئے۔ تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آیا جناب کی طرف سے اس مضمون کا ایک خط آیا تھا۔ یا یار لوگوں کی بنائی ہوئی بات ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا واقعی خط میری طرف سے تھا معاملہ کی حقیقت یوں ہے کہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا منکر ہو گیا تھا۔ سو آنجناب رض کے ہاتھ سے میری گوشمالی ہوئی۔ اور پھر میں معتقد بنا۔ اور دہلی کے یاروں کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اُن کے باطنی احوال میں رشد و ہدایت دکھائی نہ دی۔ بہتیری میں نے توجہ کی لیکن مقصد ہاتھ نہ آیا۔ انہوں نے جو خواب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں دیکھا تھا۔ بیان کیا اتنے میں خواجہ حسام الدین نے بھی خواب میں دیکھا تھا۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ثنا و ستائش کا خطبہ پڑھ رہے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فصیح کلمات سے حضرت مجدد الف ثانی رض کی مدح مترشح ہے۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم از روئے فخر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اس بات کا فخر حاصل ہے۔ کہ میری امت میں ایسا عزیز ظاہر ہوا ہے۔ جس نے میرے دین کی تجدید کی ہے۔ اور یہ عزیز تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ یہ سُن کر تمام یاروں نے توبہ کی۔ اور اپنے اپنے بدعقیدہ سے سخت نادم ہوئے۔

شیخ تاج نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ ان لوگوں کی سفارش اور طلب معافی تقصیرات کے بارے میں لکھا۔ اس عریضہ میں یہ حکایت بھی لکھی تھی۔ کہ کوئی بزرگ کسی مسجد میں مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔ کہ اتنے میں ایک سوداگر نماز ادا کرنے کے لئے اسی مسجد میں آیا۔ اس کی کمر پر پانسو دینار کی ہمیانی تھی وہ اُسے نہ ملی۔ اس نے خیال کیا۔ کہ شائد اسی بزرگ نے اُٹھائی ہے اس نے اپنے آدمیوں کو کہا۔ جنہوں نے اس بزرگ کو بہت مار پیٹ کی۔ آخر اس مرد عزیز نے چار و ناچار کہا کہ اچھا میں ہی ادا کر دیتا ہوں۔ بعد ازاں سوداگر کو وہ ہمیانی کسی دوسری جگہ سے ملی۔ جو تکلیف اس نے درویش کو دی تھی۔ اس کے بارے میں ڈرا۔ اور اس مرد بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر طرح طرح کی عاجزی کی۔ اس مرد خدا نے فرمایا۔ پیارے! تم اس قدر عاجزی کیوں

کرتے ہو۔ جس وقت مجھے تجھ سے تکلیف پہنچی تھی۔ اسی وقت اللہ تعالےٰ سے میں نے عہد کر لیا تھا کہ اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہونگا۔ جب تک تمہیں اپنے ساتھ نہ لے چلونگا۔ اس عرض سے غرض یہ ہے۔ کہ اسلاف ایسا کرتے ہیں۔ امید ہے کہ آنجناب بھی ان لوگوں کے قصور سے درگذر فرمائینگے۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے شیخ تاج کی سفارش سے ان لوگوں کے قصور کو معاف فرمایا +

جب حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے عرس کے موقعہ پر دہلی تشریف لائے۔ تو تمام یاروں نے آنحضرت کا استقبال کیا۔ اور تمام نے ننگے سر ہوکر پگڑیاں گردن میں ڈال لیں۔ اور اسی ہیئت کذائی سے آنحضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ تاج نے بھی حاضر ہوکر معافی مانگی۔ اور ان کی سفارش کی آنجنابؓ نے از راہ لطف و کرم سب کو معافی عنایت فرمائی۔ اور ان کے قصور بخش دیئے۔ انہیں دنوں خواجہ حسام الدین نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جو یار حضرت مجدد الف ثانیؓ کے منکر ہیں۔ ان پر بلائے عظیم نازل ہو گی۔ جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مستعملہ پانی پیئے گا وہ اس بلا سے بچ جائیگا۔ جب خواجہ حسام الدین علیہ الرحمۃ نے یہ خواب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آنحضرتؓ نے فرمایا کہ مستعمل پانی پینا مکروہ ہے۔ فقہ کی کتابیں دیکھنے پر اتنا نکتہ ہاتھ آیا کہ اگر چوتھی مرتبہ بغیر نیت قرب اعضاء دھوئے جائیں۔ تو وہ پانی مستعمل شمار نہیں ہوتا۔ اور اس کا پینا مکروہ بھی نہیں۔ اس واسطے چوتھی مرتبہ کا پانی کیا خواجہ صاحبؒ کے اصحاب اور کیا آنحضرتؓ کے یار سبھوں نے بڑے پکے اعتقاد سے پیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کی برکت سے انہیں بلا سے نجات دی +

ذکر در بیان

سال پنجم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اولؓ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ دعوت نمودن سلطان ہند علاتیہ برالوہیت خود و استغاثہ کردن خلائق بحضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ

از جور سلطان و غضب نمودن آنحضرت بر سلطان و مآل کار او۔ یدشدن خانجہان لودے و سکندر خاںؒ و دریا خاںؒ:-

پہلے لکھا گیا ہے کہ ہند کا بادشاہ (اکبر) دین اسلام سے مرتد ہو گیا تھا۔ اور اس نے نبوت کا دعوےٰ بھی کیا۔ تھوڑی مدت بعد اس نے خدائی دعوے بھی شروع کر دیا۔ لوگوں کو زبردستی لا کر سجدہ کرواتے تھے۔ کہ بادشاہ کو خدا مانو۔ ملعون بادشاہ فرعون کی طرح تخت نخوت پر بیٹھ کر خلقت سے سجدہ کرواتا۔ اور اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی "میں تمہارا سب سے اعلےٰ پروردگار ہوں" کا دم مارتا۔ اور نمرود مردود کی طرح رعونت کے تخت پر بیٹھ کر لِمَنِ الْمُلْکُ "کس کا ہے ملک" کا نقارہ بجاتا تھا۔ اسلام اور مسلم دونو کے لئے جہان بہت تنگ ہو رہا تھا۔ اگر لوگ بادشاہ کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے تھے۔ تو قتل کئے جاتے تھے۔ بہت سے من چلے مسلم اسی طرح قتل ہو گئے۔ لیکن سجدہ نہ کیا پر نہ کیا۔ اسی طرح ہزارہا آدمی ہر روز قتل ہوتے۔ جب خلقت بہت گھبرا گئی۔ تو سب جمع ہو کر حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ عالم پناہ میں فریاد لائے۔ اور زبان حال سے عرض کیا۔ کہ ہم اس قیوم کی قیومیت کی آمد کے منتظر تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس خیر اولیا کی بعثت کی برکت سے اس بلا سے بچائیگا۔ لیکن تعجب ہے کہ ہم سالہا سال سے اسی طرح دام بلا میں گرفتار چلے آتے ہیں۔ آنحضرت رضؓ نے غیرت میں آکر بادشاہ پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور اس کے دفعیہ کے لئے توجہ کی۔ خانخاناں۔ خان اعظم۔ اسم سید صدر جہان اور مرتضےٰ خاں وغیرہ کے ہاتھ "جو آنجناب کے مرید اور اکبر بادشاہ کے مقرب خاص تھے" حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے بادشاہ کی طرف نصیحت آمیز کلمات کہلا بھیجے۔ کہ اگر اس دعوےٰ سے باز آجاؤ۔ اور توبہ کرو اور مسلمانوں کو تکلیف نہ دو۔ تو بہتر ورنہ غضب الٰہی کے لئے منتظر رہو۔ انہوں نے بادشاہ کو بہتیرا سمجھایا لیکن بے سود۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ منت سے کام نہیں نکلتا۔ تو آنحضرت کا رعب اس کے دل میں بٹھایا۔ بادشاہ اس بارے میں وحشتناک خواب دیکھ چکا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے بزرگوں اور ستارہ شناسوں کے اخبار و اقوال جو آنحضرت قیوم اولؓ کے سبب سے بادشاہ کی سلطنت میں زوال آنے کے متعلق تھے۔ بادشاہ کو سنائے۔ اور بتائے۔ آخر بہت قیل و قال کے بعد صرف اتنی بات

قرار پائی۔ کہ لوگوں کو اختیار ہے۔ خواہ دین محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں رہیں۔ خواہ بادشاہ کے اختراع کردہ بُرے طریقہ میں آجائیں۔ جو ملازم لوگوں کو زبردستی بادشاہ کے پاس سجدہ کے لئے لایا کرتے تھے۔ انہیں تاکیداً منع کیا گیا۔ کہ آیندہ کسی کو زبردستی نہ لائیں۔ اس مطلب کے لئے ایک دن مقرر ہو گیا۔ جو خلقت کو دین حق اور دین باطل میں سے ایک کو اختیار کرنے کے لئے بلایا جائے۔ جب یہ خبر حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے سُنی تو فرمایا کہ کشف یوں ظاہر ہوا ہے کہ اس مقررہ دن بادشاہ پر غضب الٰہی بالضرور نازل ہوگا۔ جب وہ مقررہ دن آیا تو کافر و مرتد بادشاہ نے اپنے محل کے اوپر غرفہ میں بیٹھ کر محل کے تلے کے وسیع میدان میں دربار عام کیا۔ اس وسیع میدان میں دو بارگاہیں بنائیں۔ ایک تو زر و دیبا سے آراستہ اور جواہر اور یاقوت سے جڑاؤ اس کا نام بارگاہ اکبری رکھا۔ دوسری پرانی بارگاہ جس میں بسبب پرانا ہونے کے قائم رہنے کی بھی سکت نہ تھی۔ اور اُسے جابجا کیڑے نے کھا کر چھلنی بنا رکھا تھا۔ اس کا نام بارگاہ محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رکھا۔ بارگاہ اکبری میں قسم قسم کے لطیف نفیس اور پر تکلف کھانے اور میوے مہیا کئے۔ اور بارگاہ محمدیؐ میں بالکل نامرغوب طبیع بے مزہ طعام رکھا گیا۔ پھر عام اجازت دی کہ جو شخص چاہے بارگاہ اکبری میں داخل ہو۔ اور جو چاہے بارگاہ محمدیؐ میں آئے۔ بادشاہ کے بڑے بڑے عہدہ دار اور امیر و وزیر بارگاہ اکبری میں داخل ہوئے۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے تمام مرید مثلاً خان خانان مرتضےٰ خاں، سید صدر جہان، اور خان اعظم وغیرہ اور بہت سے غریب لوگ جن کے سر میں جنون اسلام جوش زن تھا۔ جناب سید الاولین و الآخرین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ کی طرف آئے۔ اتنے میں ایک سید مرد عہدہ دار بادشاہ کے خوف سے اکبری بارگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت قیوم اولؓ کے ایک پٹھان مرید نے جو بارگاہ محمدیؐ میں بیٹھا تھا۔ اسے کہا۔ اے سید! آج تو تُو اکبری بارگاہ میں جاتا ہے لیکن قیامت کے دن اپنے جد امجد حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کیا جواب دیگا۔ یہ سنکر وہ سخت شرمندہ ہوا۔ اور بارگاہ محمدی میں داخل ہوا۔ دونو فریق کھانا کھانے میں مشغول تھے۔ کہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے ایک شخص کو بھیجا۔ کہ بارگاہ محمدیؐ کے گردا گرد ایک لکیر کھینچ دو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ اور پھر مٹھی بھر خاک جو آنحضرتؓ نے اُسے دی

تھی۔ بادشاہ کی طرف پھینکی۔ اس کے پھینکتے ہی شمال کی طرف سے آندھی آئی جس نے اکبری بارگاہ کو تہ و بالا کر دیا۔ چنانچہ طعام کے رکاب خیموں کی میخیں اور رسیاں وغیرہ اکھاڑ دیں۔ جو اہل بارگاہ کے سروں پر پڑتی تھیں۔ حتیٰ کہ وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے جس غرفہ میں بادشاہ بیٹھا تھا۔ اس کے کواڑ بادشاہ کے سر پر لگے۔ چنانچہ اس کے سر میں سات زخم لگے۔ پھر بادشاہ زمین پر گر پڑا۔ جس سے اس کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ بگولا بارگاہ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد اگرد پھرتا رہا۔ لیکن اندر کے آدمیوں کو کسی طرح کی تکلیف نہ دی۔ یہ لوگ بڑی دلجمعی سے کھانا کھانے میں مشغول رہے سات روز بعد بادشاہ داخل فی النار اور دوزخ کے فرشتے کے سپرد ہوا۔

اس روز ہزارہا آدمی حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ خانجہان لودی اور سکندر خاں لودی اور دریا خاں اسی روز مرید ہوئے۔ آنحضرت رضؓ نے خانجہان لودی کے نام بہت سے مکتوب لکھے ہیں۔ جو آنجناب کے مکتوبات میں موجود ہیں۔ اور چند ایک مکتوب سکندر خاں کے نام بھی لکھے۔ بہادر خاں کا باپ دریا خاں اور شاہجہانپور شاہ آباد کا بانی دلیر خاں اور بہادر خاں بھی حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہجہانپور دہلی سے مشرق کی طرف چالیس فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہے۔ بہادر خاں بعد میں آنحضرت رضؓ کے خلیفہ شیخ آدم کا مرید بنا۔ اور دلیر خاں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مرید ہوا۔

ذکر و بیان

سال ششم از تجدید الف ثانی و قیومیت قیوم اول مجدد الف ثانی خزینۃ الرحمت رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ مریدان شدن شیخ طاہر بدخشی و شیخ احمد برکی و شیخ حسن برکی و خواجہ یوسف برکی و مولانا یار محمد قدیم طالقانی و مولانا صالح کولابی و شیخ عبد الحق شادمانی رحمۃ اللہ علیہم:۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا شہرہ خراسان اور ماوراء النہر اور بدخشان وغیرہ میں پورے طور پر ہو چکا۔ تو ان ملکوں کے تمام چھوٹے بڑے علماء آنجناب کے شیفتہ و دلدادہ بن گئے۔ ہر ایک کے دل میں یہی تمنا تھی۔ کہ

کسی طرح آنجناب کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہو۔

شیخ طاہر بدخشی بدخشان کے بادشاہ کا مقرب تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ خلفائے راشدین تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ تیرے لئے یہ زیبا نہیں۔ کہ تو بادشاہ کی خدمت میں رہے۔ بہتر ہے کہ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔ اسی دن صبح کو شیخ نے بادشاہ کی رفاقت چھوڑ دی اور ہند کا رُخ کیا۔ راستے میں مولانا صالح گولابی سے ملاقات ہوئی۔ مولانا نے بھی اس بارے میں خواب دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ بھی اس ارادے میں آپ کے رفیق ہو گئے۔ جب یہ دونو بزرگ شہر طالقان پہنچے۔ اور مدرسہ میں کسی رفیق راہ کی جستجو کی۔ ان دنوں طالقان کے بڑے جید عالم مولانا یار محمد مدرسے کے معلم تھے۔ جب آپ سے ان دونو کی ملاقات ہوئی۔ اور آپ نے ارادہ پوچھا تو دونو نے اپنے ارادے سے آگاہی دی۔ مولانا یار محمد نے بھی حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی صفت وثنا سُنی ہوئی تھی۔ بے اختیار ان دونو کے ہمراہ ہوئے۔ اب تین ہو گئے۔ شیخ عبد الحق شادمانی نے خواب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خوشخبری سنی ہوئی تھی۔ وہ بھی آنحضرت کی زیارت کے لئے تیار ہوئے۔ یہ بھی ان تینوں سے آملے شیخ صاحب بھی تنہائی سے تنگ آگئے تھے۔ جب تینوں نے شیخ صاحب سے ملاقات کی۔ اور ایک دوسرے کے ارادے سے واقف ہوئے۔ تو چاروں متفق ہو گئے۔ اور راہ ہو گئے جب شہر برک میں آئے۔ جو کہ کابل اور قندھار کے مابین واقع ہے۔ تو شیخ احمد برکی جس نے آنحضرت کے چند ایک مکاتیب کا مطالعہ کیا تھا۔ بہت سے اوصاف بھی سُن چکا تھا۔ اور دیدار فرحت آثار کا از حد مشتاق تھا۔ اور مدرسے کا اول معلم تھا۔ اُن کے ساتھ ہو لیا۔ وہاں کے بڑے شیخ مولانا یوسف کو بھی ساتھ لیا۔ شیخ یوسف نے پہلے اپنے احوال باطنی حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں بھیجکر پوچھ لیا تھا۔ کہ آیا یہی انتہا ہے یا کچھ اور بھی۔ اور آنحضرت نے جواب میں لکھا تھا کہ یہ ابھی ابتدائی احوال ہیں۔ چونکہ وہ عزیز آنحضرت کی زیارت کے لئے جا رہے تھے شیخ یوسف بھی ان کے ساتھ ہوئے۔ آخر منزلیں طے کر کرا کے دار الارشاد سرہند میں پہنچے۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے جمال جہان آرا سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت نے ہر ایک پر

بہت بہت مہربانیاں کیں۔ شیخ احمد برکی کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا اور خلافت دیکر وطن کو رخصت کیا۔ بلکہ اس ولایت کی قطبیت بھی عنایت فرمائی۔ وہاں پر شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی +

خراسان بدخشان اور توران کے ہزارہا آدمی شیخ صاحب کے معتقد ہو گئے۔ اس ولایت کے بڑے شیخ شیخ حسن بھی شیخ احمد کے مرید ہوئے ۔ اور شیخ صاحب کو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنجناب نے شیخ حسن کو بھی خلافت دیکر خراسان بھیجا ۔ اور شیخ احمد برکی کو لکھدیا کہ اگر تم ماوراء النہر جاؤ تو شیخ حسن کو خراسان میں رکھو کیونکہ یہ بھی تمہاری سلطنت کا ایک رکن ہے +

شیخ یوسف برکی کو بھی اسی سال خلافت دیکر خراسان بھیجدیا۔ جہاں شیخ مذکور کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ شیخ یوسف کئی مرتبہ خراسان گئے اور کچھ عرصہ شہر جالندھر میں بھی قیام کیا +

مولانا صالح گولابی کو کچھ عرصہ خدمت میں رکھ کر بدخشان کی خلافت عنایت کی اور رخصت فرمایا۔ مولانا مذکور کو بدخشان میں قبولیت تامہ حاصل ہوئی ۔ اس ولایت کے تمام چھوٹے بڑے آپکے معتقد ہو گئے +

مولانا یار محمد طالقانی کو بھی خلافت عنایت کر کے طالقان میں جو بدخشان کی سرحد پر واقع ہے بھیجدیا۔ اس گرد و نواح کے ہزارہا لوگ مولانا کے مرید ہوئے ۔ اور فوائد حاصل کئے +

مولانا قاسم علی کو جو آنحضرت کا قدیمی مرید تھا ۔ اسی سال خلافت عنایت کر کے ماوراءالنہر بھیجدیا۔ وہاں کے بیشمار لوگوں نے مولانا سے فوائد کثیر حاصل کئے +

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ علیہ احمدیہ کا رواج خراسان بدخشان اور توران میں اس قدر ہوا۔ کہ وہاں کا کوئی شہر۔ گاؤں یا قصبہ ایسا نہ تھا جہاں پر اس سلسلہ علیہ کے خلفا نہ ہوں ۔ اور وہاں کے بڑے بڑے آدمی ان کے معتقد نہ ہوں حتیٰ کہ عبداللہ خاں اوزبک جو تمام ولایت توران ، خراسان اور بدخشان کا بادشاہ تھا حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ایسا معتقد ہو گیا۔ کہ جو کام کرتا آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا کی اجازت سے کرتا ۔ اگر کسی کام کے لئے خلفا اجازت نہ دیتے تو اس سے

باز رہتا۔ کئی دفعہ اس نے آنجناب کی خدمت میں عریضے بھی لکھے۔ اور غائبانہ ہی آنجناب کا مرید ہوگیا۔ آنجناب کے تمام خلفا کی خانقاہوں کا خرچ جو اس کے ملک میں تھیں خود اپنے خزانے سے دیتا ❊

اسی سال میر محمد نعمان کو جو فرزندوں کے بعد پہلا خلیفہ تھا خلافت دیکر دکن بھیجا۔ اس علاقے میں میر مذکور کے ارشاد نے یہاں تک ترقی کی۔ کہ مراقبہ کے لئے خانقاہ میں چار سو سوار اور بے شمار پیادے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور ایسا ہجوم ہو گیا۔ کہ ہندوستان کے بادشاہ نے ڈر کر میر مذکور کو دکن سے بلوا اپنے پاس رکھا ❊

آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ علیہ کو اسی سال اپنی خلافت سے مشرف فرمایا ❊

ذکر در بیان

سال ہفتم از تجدید الف ثانی قیومیت حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ عرضداشت کردن عبد اللہ اوذبک تا بادشاہ توران بحضرت قیوم اول برائے استمداد و توجہ بر فتح ایران جنگ عبد اللہ خاں باشاہ عباس بادشاہ ایران و فتح یافتن بر ایرانیاں از توجہ شریف آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ

چونکہ سلطنت ایران میں مذہب رفض (شیعہ) کا پورے طور پر رواج ہو گیا تھا۔ اور اس ملک کے تمام شہر اور گاؤں رافضیوں سے پُر ہو گئے۔ اس فرقہ شیعہ کو یہاں تک ترقی ہوئی۔ کہ وہ سرزمین اس قوم شوم قدوم شامت لزوم سے پُر ہو گئی مسجدوں اور مصدوں میں علانیہ تینں خلفا اور عائشہ صدیقہ کو گالی گلوچ بکتے تھے۔ اس خبر سے اہل سنت و جماعت نہایت آزردہ خاطر تھے خاص کر ماوراء النہر کے لوگ اور وہاں کے علما جن میں مذہبی جوش بہت تھا۔ اس طرح جلتے تھے جیسے حرمل کا دانہ آگ پر جل جاتا ہے۔ ہر دم اپنے بادشاہ عبد اللہ خاں اوذبک کو ایران سے جہاد کرنے کے لئے کہتے۔ چونکہ عبد اللہ ایک مسلمان دیندار اور متقی پرہیزگار آدمی تھا اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ شرعی حجت بغیر کسی پر دست درازی کرے۔ اور کہتا تھا کہ میں کیونکر اہل قبلہ سے جہاد کروں۔ وہ کہتے تھے

کہ روافض سے جہاد کرنا جائز ہے۔ کیونکہ وہ تین خلفا کے دشمن ہیں۔ بادشاہ نے کہا مجھے یہ ثابت نہیں ہؤا۔ کہ آیا وہ فی الواقعہ تین خلفا کے دشمن ہیں۔ آخر یہ صلاح ٹھیری کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی جائے۔ اگر آنجناب ان لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیں۔ تو جہاد کرنا چاہیئے۔ عبداللہ خاں نے علما کی خواہش کے مطابق آنجناب کی خدمت میں عرضی لکھی۔ کہ اگر اجازت ہو۔ تو ایرانیوں سے جہاد کیا جائے۔ آنحضرتؓ نے حقیقت معلوم کر کے ایک خط اور ایک رسالہ جس میں خلفائے راشدین اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے فضائل اور اُن کے حق میں وارد شدہ احادیث مندرج تھیں" عبداللہ خاں کی طرف ارسال فرمایا کہ یہ رسالہ ایران میں بھیجدو۔ اگر مان جائیں تو بہتر ورنہ جہاد کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہاری مدد کریگا۔ اور فتح نصیب ہوگی عبداللہ خاں نے وہ رسالہ شاہ ایران شاہ عباس کی خدمت میں بھیجا۔ ایرانیوں نے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل کو تو قبول کیا لیکن باقی تین خلفا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اور تمام صحابہ کی تکفیر کی۔ جب ایلچی یہ خبر لائے۔ تو یہ وحشت ناک خبر سنکر عبداللہ خاں آگ بگولا ہوگیا۔ اور اس نے قسم کھائی۔ کہ جب تک میرا گھوڑا سبزوار بازار میں روافض کے خون میں تیرے گا۔ تلوار نیام میں نہ کرونگا۔ چنانچہ ایک لشکر جرار لیکر ایران کی طرف روانہ ہؤا۔ رستے میں جو گاؤں اور شہر آتا وہاں کے باشندوں کو تیغ بے دریغ سے قتل کرتا۔ جب یہ قیامت اثر خبر شاہ عباس والئے ایران نے سنی تو ایک بہت بڑے شکوہ لشکر کے ساتھ حرکت کی۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو عبداللہ خاں نے پہلے مذہب اہل سنت و جماعت شاہ عباس کے پیش کیا۔ اُس نے انکار کیا۔ اس واسطے مجبوراً عبداللہ خاں نے تلوار اُٹھائی۔ ایرانی بھی برسرپیکار ہوئے۔ اور سخت ہنگامہ برپا ہؤا۔ آخر میں فتح تورانیوں ہی کی ہوئی۔ شاہ عباس بھاگ نکلا۔ اور اُس کی ساری فوج قتل ہوگئی ✤

ایک روایت یہ ہے کہ لڑائی سے پہلے شاہ عباس نے عبداللہ خاں کو کہلا بھیجا کہ ہم تم پہلے اکیلے جنگ کرتے ہیں۔ کیونکہ اُسے خیال تھا کہ مَیں قوی ہیکل اور پرزور ہوں۔ اور عبداللہ خاں لاغر اور کمزور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ پیغام عبداللہ خاں نے اپنی بہادری ظاہر کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ بہرحال دونو اس بات پر متفق ہوگئے۔ اور لشکر سے ایک طرف

الگ آپس میں کشتی لڑنے لگے۔ آخر عبداللہ خاں نے شاہ عباس کو پچھاڑ کیا۔ شاہ عباس نے کہا کہ اب ہمیں فوج سے لڑائی کرنی چاہیئے۔ عبداللہ خاں نے یہ بھی منظور کر لی۔ اس لڑائی میں بھی خان توران ہی غالب آیا۔ عبداللہ خاں نے قتل عام کا حکم دے دیا۔ کہ جہاں کہیں کوئی ایرانی ملے اس کا سر قلم کر دو۔ چنانچہ ایران کے تمام شہروں، قصبوں اور گاؤں کے آدمی قتل کئے گئے۔ اور اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے کسی کو زندہ نہ چھوڑا۔ خون کے دریا بہنے لگے۔ لیکن مشہد شریف جہاں حضرت امام موسٰے علی رضا رضے اللہ تعالٰے عنہ کا مزار مقدس ہے۔ بالکل امن چین میں رہا۔ جو رافضی تلوار سے بچ گئے وہ مشہد کے اس مزار میں پناہ گزین ہو گئے عبداللہ خاں نے حضرت امام رضی اللہ عنہ کی خاطر انہیں امان دی۔ لیکن جب مزار مقدس کی زیارت کیلئے گیا۔ تو ایک شخص کو مزار کی دیوار پر بیٹھے دیکھا۔ جس کے تلووں پر تینوں خلفاء کے نام لکھے ہوئے تھے خان نے نیزہ لیکر اس ملعون رافضی کے تلوؤں پر وار کیا۔ جب وہ زمین پر گرا۔ تو اس کے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ اس کی پیٹھ سے پار ہو گیا۔ اور فی الفور داخل فی النار ہوا۔ باوجود یہ بات دیکھنے کے باقی پناہ گزینوں کو کچھ نہ کہا۔ عین فاتحہ کے وقت ایک رافضی نے جو گھات میں بیٹھا تھا خان مذکور پر تیر پھینکا۔ جو خان سے چوک کر مزار مبارک پر لگا۔ عبداللہ خاں نے کہا میں نے مزار مقدس کی حرمت ملحوظ رکھی تھی۔ لیکن ان بدبختوں نے کچھ خیال نہیں کیا۔ بلکہ الٹی گستاخی کی ہے۔ اس نے غصے میں آ کر حکم دیا۔ کہ کسی کو زندہ نہ چھوڑو چنانچہ مشہد میں بھی خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ عبداللہ خاں نے شاہ ایران کو بلوا کر کہا۔ کہ میں نے یہ جنگ اور خونریزی محض اللہ تعالٰے کی خاطر کی ہے۔ کوئی ملک لینے کی خاطر نہیں کی۔ اس واسطے تمہارا ملک تمہیں ہی واپس دیتا ہوں۔ لیکن اس شیعہ مذہب سے توبہ کرو۔ انہوں نے ڈر کے مارے کچھ نہ کہا۔ صرف منافقانہ طور پر توبہ کی۔ جب عبداللہ خاں توران میں چلا آیا۔ تو ایرانیوں نے کہا کہ اہل سنت و جماعت (عبداللہ خاں) جب علمی بحث میں مقابلہ کی تاب نہ لا سکے تو السیف آخر الحیل "تلوار آخری حیلہ ہوتا ہے" کے مطابق ہم پر تلوار اٹھائی۔ انہوں نے اپنے مذہب کی تقویت کے بارے میں ایک رسالہ لکھ کر توران میں عبداللہ خاں کے پاس بھیجا۔ عبداللہ خاں نے فتح کا شکرانہ اور ہدیۂ مع رسالہ کے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ کی خدمت میں بھیجے۔ اور درخواست کی۔ کہ ان شبہات کا رد تحریر فرماویں۔ ماوراء النہر کے علما نے بھی آنحضرت رض سے اس بارے میں التجا کی۔ آنحضرت

نے ان کی درخواست پر رسالہ ردّ شیعہ نہایت فصاحت و بلاغت سے پُر لکھ کر ماوراء النہر میں بھیجدیا۔ عبداللہ خاں نے وہ رسالہ ایران میں شاہ عباس کے پاس بھیجدیا۔ اس رسالے کو مطالعہ کرنے کے بعد علمائے شیعہ نے کہا۔ کہ حضرت شیخ نے جواب ایسا لکھا ہے کہ اب اس پر اعتراض کی گنجائش نہیں۔ واقعی جواب اسے کہتے ہیں۔ جس پر مخالف کیلئے اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ اس رسالہ کو مطالعہ کر کے ہزارہا شیعوں نے اپنے مذہب سے توبہ کی۔ اور اہل سنت وجماعت میں داخل ہوئے۔ ان میں سے اکثر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آنحضرت نے اس رسالہ کے مقدمہ میں حسب ذیل عبارت لکھی +

"چونکہ اس اثنا میں وہ رسالہ جو علمائے ایران نے محاصرہ مشہد کے وقت لکھ کر علمائے ماوراء النہر کو دیا" میرے پاس اس غرض سے بھیجا گیا۔ کہ اس کے جواب میں ایسا رسالہ لکھوں جس میں تکفیر شیعہ۔ رباحت قتل اور ان کے مال و اموال کو تاخت و تاراج کرنے کا ذکر ہو" اس رسالہ میں جو میرے پاس پہنچایا گیا۔ خلفائے ثلاثہ کی تکفیر ایسی دلائل سے مندرج تھی۔ جو محض بیوقوفوں کو دھوکہ دے سکتی ہیں۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا کی مذمت بھی لکھی ہوئی تھی ؎

ترسم ایں قوم کہ بر دردکشاں مے خندند
بر سر کار خرابات کنند ایماں را

اس لئے یہ رسالہ دیکھ کر میرے دل میں بھی خیال آیا۔ کہ ان شبہات کا حل اور رفقہ ناجیہ کے مذہب کی تحقیق کے بارے میں ایک رسالہ لکھنا چاہیئے۔ تاکہ کوئی سادہ لوح اس رسالہ کے لایعنی مقدمات سے غلطی میں پڑ کر سیدھی راہ سے منحرف نہ ہو جائے۔ میں اس رسالہ کو اللہ تعالٰے کی توفیق سے شروع کرتا ہوں۔" واللہ المستعان وعلیہ التکلان" +

آنحضرت رضی اللہ تعالٰے عنہ کے اس رسالہ کا رواج بہت ہو گیا۔ چونکہ ہندوستان کی سلطنت کے اکثر ارکان شیعہ مذہب تھے۔ حتٰی کہ وزیر اعظم بھی شیعہ تھا۔ اس لئے جب یہ لوگ رسالہ مذکور کو دیکھتے۔ تو آگ بگولا ہو جاتے۔ لیکن بے بس ہو کر رہ جاتے۔ آنحضرت بھی اس بات کی ذرا پرواہ نہ کرتے۔ ایک دن وزیر نے موقع پا کر بادشاہ سے آنحضرت کی چغلی کھائی۔ اور جو تکلیف آنجناب کو پہنچی۔ اس کا سبب یہی تھا۔ جیسا کہ انشاءاللہ تعالٰے حسب موقع مذکور ہو گا +

اس سال آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا مرض لاحق ہوا۔ کہ نصیب اعدا زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ اس لئے آنحضرتؓ نے اپنے صاحبزادوں خواجہ محمد صادق اور میر محمد نعمان کو بلا کر اپنے نسبت خاصہ کا القا کیا۔ اس وقت سوائے محمد صادق کے آنحضرتؓ کے باقی وارث بالکل بچے تھے۔ تھوڑی مدت بعد آنجناب کو پورے طور پر صحت نصیب ہوئی۔ اور اس نسبت کے وارث حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت خازن الرحمۃ رضہ ہوئے۔ اور خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا آنحضرت کی عین حیات ہی میں وصال ہو گیا +

ذکر در بیان

سال ہشتم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی خزینۃ الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بیان اذعان کردن شیخ فضل اللہ برہان پوری و شیخ حسن غوثی کہ از اکابر مشائخ وقت خود بودند بر تجدید الف و قیومیت آنحضرت رضی اللہ عنہ

جب شیخ فضل اللہؒ نے "جو اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتا تھا" سنا کہ ایک شخص نے سرہند میں تجدید الف و قیومیت کا دعوےٰ کیا ہے۔ تو آنجنابؒ کے بعض مخالفوں نے شیخ صاحب سے آنجنابؒ کے حق میں چند بناوٹی باتیں بیان کیں۔ مثلاً یہ کہ آنجناب اپنے آپ کو انبیا سے افضل بتاتے ہیں۔ چونکہ شیخ صاحب صاحب کمال تھے۔ اس لئے مخالفوں کی باتوں کو نہ سُنا۔ بلکہ اپنے ایک بلند فطرت صاحب استعداد مرید کو آنجناب کی خدمت میں بھیجا۔ اور اسے وصیت کی کہ تم جا کر آنحضرتؓ کے احوال اور اوضاع و اطوار کی دیکھ بھال کرو۔ اور چند مہینے تک وہیں رہو۔ اور رخصت ہوتے وقت یہ شبہات جو مجھے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے کلام سے پیدا ہوئے ہیں آنجناب سے پوچھنا۔ وہ شخص آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر خانقاہ میں رہنے لگا۔ آنحضرتؓ نے اس کے حال پر بہت بہت مہربانی اور عنایت فرمائی۔ وہ دن رات آنحضرت کے اوضاع و اطوار کا مطالعہ کرتا رہا دو تین مہینے خانقاہ میں رہا۔ اور آنجناب کا بڑا معتقد ہو گیا۔ رخصت ہوتے وقت اپنے شیخ کی وصیت کے مطابق شبہات عرض کئے۔ ان میں سے ایک شبہ یہ تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ اس کے جواب میں آنجناب نے فرمایا

کہ جس حالت میں ہم ایک ادب کو بھی ترک کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ تو جو چیز قرآن شریف حدیث اجماع اور قیاس کے سراسر خلاف ہو اس کے کیونکر مرتکب ہو سکتے ہیں۔ اس شخص نے بھی کہا۔ کہ یہ بات بعید از عقل معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے شیخ صاحب بھی باور نہیں کرتے تھے۔ بعد ازاں باقی شبہات عرض کیئے۔ آنجناب رضؓ نے ہر ایک کا تسلی بخش جواب دیا جب یہ شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو جو کچھ دیکھا تھا شیخ سے عرض کر دیا۔ اسی اثناء میں ایک عالم باعمل سرہند سے شیخ فضل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب شیخ کو معلوم ہوا کہ یہ ابھی ابھی سرہند سے آیا ہے تو پوچھا کہ کبھی تم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے ہو۔ اس نے کہا ہاں کئی دفعہ۔ پھر اس سے شیخ نے آنجناب کے اوضاع و اطوار کی بابت پوچھا۔ اس نے کہا مجھے احوال باطنی ظاہر کرنے کی تو طاقت نہیں۔ البتہ اُن کے ظاہر کو دیکھ کر میں اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ اگر امت کے سارے مشائخ بھی جمع ہوں۔ تو بھی اس کا عشر عشیر ادا کر سکتے۔ شیخ صاحب یہ سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ وہ قطب الاقطاب حقیقت کے جو اسرار بیان کرتا ہے مثلاً تجدید الف قیومیت وغیرہ تمام بالکل سچے اور صحیح ہیں۔ وہ شخص نہایت خوش نصیب ہے جو آنجناب کی خدمت سے شرف اندوز ہو۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت وغیرہ کمالات کا اعتراف کیا۔ اور دعا اور توجہ کیلئے التماس کی۔ ان دنوں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بعض دشمنان دین کے بہکانے سے بادشاہ ہند نے بلوا کر سجدہ کرنے کے لئے کہا لیکن آپ نے انکار کیا۔ اس لئے آپ کو قلعہ گوالیار میں نظر بند کیا گیا۔ شیخ فضل اللہ انجناب کی رہائی کیلئے پانچوں وقت نماز میں دعا مانگتے۔ جو شخص سرہند سے شیخ صاحب کی خدمت میں انابت و ارادت کے لئے آتا۔ اور شیخ صاحبؒ کو معلوم ہو جاتا کہ یہ سرہند کی طرف سے آیا ہے۔ تو آپ اُسے ہرگز مرید نہ کرتے بلکہ فرماتے۔ کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تمہارے علاقے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سا شخص موجود ہو۔ اور پھر تم کسی اور جگہ جاؤ۔ آفتاب کو چھوڑ ستاروں کی طرف رجوع کرتے ہو۔

شیخ محسن غوثی جو ہندوستان کے اعلےٰ پائے کے شیخ تھے۔ بعض مخالفوں کے کہنے سننے سے تجدید الف اور قیومیت کی نسبت شاکی ہو گئے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت ایک جگہ جمع ہیں۔ اور تمام متفق اللفظ ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت کا منکر ہو گا۔ مرتے وقت اس کا ایمان چھن جائیگا۔ شیخ صاحب یہ خواب دیکھکر بہت ڈرے۔ اور تجدید قیومیت کی بابت جو شک و شبہ اور انکار دل میں تھا۔ اس سے توبہ کی۔ اور آنحضرتؒ کے تمام کمالات کا اعتراف کیا۔ جو تذکرۂ اولیا کے احوال میں لکھا ہے۔ اس میں آنحضرتؒ کے احوال میں یہ عبارت لکھی ہے "بالانشین مسند محبوبیت۔ صدر آرائے محفل وحدانیت۔ خدیو مقام فردیت و قطبیت صاحب مرتبہ قیومیت و تجدید الف"

ایک بڑا جید عالم کسی تقریب سے ہندوستان کے بڑے امیر تربیت خان کے گھر میں گیا۔ جو کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تجدید الف اور قیومیت کی نسبت شاکی تھا۔ امیر نے اس عالم سے پوچھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اس عالم نے کہا کہ آنحضرت کے اوضاع و اطوار دیکھ کر گذشتہ اولیا کی نسبت میرا یقین زیادہ ہو گیا۔ کیونکہ جب میں گذشتہ اولیا کے حالات کتابوں میں پڑھتا تھا۔ تو مجھے خیال ہوتا تھا۔ کہ شائد مریدوں نے مبالغہ سے کام لیا ہے۔ لیکن جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اوضاع و اطوار دیکھے۔ تو یقین ہو گیا۔ کہ انہوں نے مبالغہ تو درکنار اصل سے بھی کم لکھے ہیں۔ اتنے میں ایک اور عالم باعمل اور پرہیزگار اس مجلس میں آگیا۔ اس نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات کے بارے میں کہا کہ لوگوں کی کتب و رسائل یا تصنیف ہوتے ہیں یا تالیف۔ تالیف یہ ہے کہ اپنے حاصل کردہ اسرار اور علوم کو لکھا جائے۔ مدت ہوئی جہان سے تصنیف کا سلسلہ گم تھا۔ صرف تالیف ہی تالیف رہ گئی تھی۔ گو میں آنجناب کا مرید ہوں لیکن انصاف یہ ہے کہ اس آخری زمانے میں جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مکتوبات اور رسائل ہیں۔ سب تصنیفات ہیں۔ نہ کہ تالیفات۔ اس واسطے کہ میں نے بہتیری غور کی ہے۔ کہیں آپ نے کسی اور کے کلام کا حوالہ نہیں دیا۔ بلکہ اپنے حاصل کردہ علوم و اسرار بیان فرمائے ہیں۔ اور یہ علوم و اسرار گذشتہ اولیا کے علوم و اسرار سے بدرجہا

بہتر ہیں۔ اور شریعت غرا کے مطابق ہیں۔ اسی اثنا میں ایک اور عالم نے "جو بہت سے اولیا کی خدمت میں سے حاضر ہو چکا تھا۔ اور جس نے اس طریقہ کی باتیں سنی ہوئی تھیں"۔ اس مجلس کی قیل و قال سُنی۔ اس وقت آنحضرت کے بہت سے دشمن وہاں موجود تھے۔ جو آنحضرت کے کلام پر واہی تباہی نکتہ چینی کر رہے تھے۔ تو غیرت میں آکر اُس نے کہا۔ کہ یارو! کچھ تو انصاف کرو۔ کہ جو شخص ایک ادب ترک کرنے کو حرام سمجھتا ہے کیا اس کا کلام عین شریعت کی حقیقت نہیں ہو سکتا۔ ان کے کلام اور شریعت میں بال بھر فرق نہیں۔ وہ کتب فقہ اور مجتہدین کے کلام کے عین مطابق ہے۔ لیکن بات یہ ہے۔ کہ اہل زمانہ کا مزاج اس بزرگ کے حقائق سمجھنے کے لائق نہیں۔ اگر یہ عزیز زمانہ گذشتہ میں ہوتا۔ تو اس کی قدر و منزلت بدرجہ کمال ہوتی۔ اور اس کا کلام نہایت معتبر سمجھا جاتا۔ اور متاخرین اس کے کلام کو بطور سند اور استدلال پیش کرتے۔ اور اپنی کتابوں میں نقل کرتے۔ آجکل کے لوگوں کی سمجھوں کا اُنکی باتوں کو سمجھنا اس زمانہ کے مقابلہ میں یہ حال ہے۔ جیسا اس کوتہ اندیش کا دانا کے مقابلہ میں۔ یہ حکایت یوں ہے"۔ کہ ایک دفعہ کسی دانا نے بادشاہ کی مجلس میں کہا کہ مَیں نے ایک ایسا جانور دیکھا ہے۔ جو آگ کھاتا ہے۔ جن اہل مجلس نے اُسے نہیں دیکھا تھا۔ باور نہ کیا۔ اور نہ اُن کی سمجھ میں آیا۔ اس لئے جھگڑنے لگے۔ اور اُسے جاہل اور بے وقوف کہا۔ جب جانور بادشاہ کے روبرو لایا گیا۔ اور اُس نے انگارے کھائے۔ تو سب کو یقین ہو گیا"۔ بعد ازاں وہ امیر معہ تمام حاضرین مجلس اپنے سابقہ اعتقاد سے تائب ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ تربیت خاں کی قبر حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں ہے ✤

ذکر دربیان

سال نہم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مکون و مزور آنحضرت بحضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و مرید شدن میرک شیخ کہ اعظم مشائخ وقت خود بود

"مکون" اور "مزور" اس شخص کو کہتے ہیں کہ جب شیخ کامل چاہیے کہ اپنے کمالات خاصہ

کو مرید میں القا کرے۔ تو فی الفور شیخ اپنے آپ سے غائب ہو کر مرید میں چلا جاوے اور مرید سر بہ سر شیخ کی رنگت اختیار کر جائے اور اس کے حقائق و دقائق سے متحقق ہو جائے۔ حتے کہ مرید کی صورت بھی شیخ کی صورت ہو جائے۔ سو حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ازراہ لطف و کرم حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنا مکوں و مزور بنایا *

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجتا ہے حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کا اجر مجھے عنایت فرماتے ہیں۔ اور جو شخص نعت اور مدحیہ قصائد پڑھتا ہے وہ بھی اپنی سے منسوب پاتا ہوں۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مکتوبات کی جلد دوسری کے مکتوبات پچپن میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی ساتویں درجے میں نصیب ہوئی۔ اور تمام اولیائے امت نے صرف تین درجے سے زیادہ کا بیان نہیں کیا۔ باقی چار درجوں کو صحابہ کرامؓ اور اپنے آپ سے منسوب کیا ہے آنحضرت رضے اللہ عنہ نے یوں مقرر فرمایا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تابع وہ ہے۔ جو تبعیت کے سات درجے طے کرے *

تبعیّت کے ساتویں درجے کے بیان میں فرماتے ہیں۔ کہ متبوع کے تمام کمالات بطریق تبعیت تابع میں حلول کرتے ہیں۔ اور تابع تبعیت کی کمالیت کی وجہ سے متبوع ہوجاتا ہے۔ فرق صرف اتنا رہ جاتا ہے کہ وہ تابع ہو جاتا ہے۔ اور وہ متبوع۔ یہ خادم ہوتا ہے اور وہ مخدوم۔ حق تعالےٰ کی طرف سے متبوع کو تین کمالات حاصل ہوتے ہیں۔ اور تابع کو متبوع کے طفیل صرف ایک "فنا فی الرسول" حاصل ہوتا ہے جو ابتدا میں ہر ایک سالک کو حاصل ہوتا ہے۔ تبعیت کا ساتواں درجہ یعنی "مکونؒ مزورؒ" ہونا سوائے حضرات قیوم اربعہ کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہؤا۔ جب مکون و مزور ہو چکے۔ تو اللہ تعالےٰ نے تاکیداً حکم کیا۔ کہ اس بات کو خلقت پر ظاہر کر دیا جائے۔ سو آنحضرتؓ نے حکم الٰہی کے مطابق اس کا اظہار فرمایا *

حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے اپنا مکون و مزور ہونا ظاہر کیا۔ تو بعض کے دلوں میں شیطان نے

وسوسہ ڈال دیا۔ ایک روز حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ صبح کی نماز کے بعد حلقہ میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے۔ اور تمام اہلِ شبہ بھی موجود تھے۔ اسی اثنا میں حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت قیوم اوّل رضے اللہ عنہ سے بغلگیر ہوئے۔ دونو صاحبان کی شکل مبارک ایک ہو گئی۔ ایک گھڑی بعد حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک حضرت قیوم اول کی سی ہو گئی۔ اور حضرت قیوم اول کی صورت مبارک حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی ہو گئی۔ پھر دونو صاحبان کی شکلیں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سی ہو گئیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد اپنی اپنی شکل میں نمودار ہوئے۔ یہ دیکھکر اُن لوگوں نے توبہ کی جن کے دل میں شبہ تھا اور اپنے خیال بد سے توبہ کی +

مُلا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان شبہ والوں لوگوں میں سے خواجہ محمد اشرف کابلی بھی تھے۔ لیکن جس مجلس میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب موجود نہ تھے۔ بلکہ ابھی تک مرید بھی نہ ہوئے تھے۔ صرف مرید ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے مکون و مزور ہونے کی خبر سُنی۔ تو دل میں شبہ سا پیدا ہو گیا +

خواجہ صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی جناب میں واپس آنے کیلئے استخارہ کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک نہایت وسیع جنگل ہے جس میں لوگ ایک عزیز کی زیارت کیلئے دوڑے دوڑے جا رہے ہیں۔ میں بھی بڑے شوق سے اس طرف متوجہ ہوا۔ ایک مجمع میں جو شامل ہوا۔ تو اُن سے پوچھا۔ کہ تم کس بزرگ کی زیارت کیلئے جا رہے ہو۔ ایک نے کہا۔ او بے خبر! یہاں حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ یہ فرحت اثر خبر سُنکر شوق پہلے کی نسبت بدرجہا بڑھ گیا میں نے بہت جلدی اپنے آپ کو اس مجمع میں پہنچایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ حلقہ کئے کھڑے ہیں۔ جب ایک حلقہ پورا ہو چکا۔ تو دوسرا شروع ہوا۔ میں بڑی کوشش سے پہلے دوسرے حلقہ میں اور بعد ازاں پہلے حلقہ میں شامل ہوا۔ اتنے میں خلقت کا ہجوم بکثرت ہو گیا۔ چنانچہ تیسرا حلقہ بھی پورا ہو گیا۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اس نیک مرد سے تحقیق کر لینا چاہیئے۔ تا کہ اطمینان ہو جائے۔ پھر ان لوگوں سے میں نے پوچھا کہ تم کس کی زیارت کیلئے آئے ہو۔ او۔ یہ مرد خدا کون ہے۔ سب نے کہا کہ جناب سرور کائنات

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اب تو شوق کی کوئی حد نہ رہی۔ مَیں بسبب اپنی پست قامتی کے انگوٹھوں کے بل کھڑا ہوا۔ جب میری نگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال پُرکمال پر پڑی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ ہیں۔ مَیں نے لوگوں کو کہا کہ یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ تم تو کہتے تھے کہ حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان سب نے متفق ہو کر کہا کہ یہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ مَیں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو بے اختیار رونے لگا۔ پھر میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی سعادت ارادت سے مشرف ہوا ✣

اسی سال میر کشیخ جو اپنے وقت کے جید علما اور بزرگ مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ شاہزادہ داراشکوہ سفینۃ الاولیاء میں لکھتا ہے کہ میرے علامۂ فہامہ میرے ارشاد و استاد فرماتے ہیں۔ کہ جب میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے حاضر ہوا۔ تو میرے دل میں تین خیال آئے۔ اور ٹھان لی۔ کہ اگر تینوں کا جواب شافی از خود دیں گے تو مرید ہو جاؤنگا۔ اوّل یہ کہ میرے باپ اور دادا کا نام بتائیں۔ دوسرے آنحضرت کے کلام میں جو ایک مقام پر مجھے مشکل پیش آئی ہے اسے حل کریں۔ تیسرے خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ نقشبندی کے حالات بتائیں ✣

الغرض جب میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ آؤ میر کشیخ ابن فلاں بن فلاں۔ جب مَیں بیٹھا تو اس مشکل مقام کا حل فرمایا جب مَیں اٹھا تو خیال آیا کہ تیسری بات رہ گئی۔ یہ خیال آتے ہی آنجناب نے فرمایا کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ ہیں۔ اور انہیں جذبہ موروثی حاصل ہے۔ پھر مَیں بڑے اعتقاد اور خلوص نیت سے آنجناب کا مرید ہو گیا۔ اور علم باطنی سے نہایت عجیب و غریب باتیں مشاہدہ کیں ✣

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَیں مراقبہ کئے ہوئے تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ تمام مخلوقات کے سر پر خیمہ تنا ہوا ہے اور تمام خلقت اس خیمہ تلے ہے۔ اور کارکنان کارخانہ بھی وہیں موجود ہیں۔ اس خیمہ کے مرکز پر اور نیچے دو سوراخ ہیں۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ

اس روزن میں سے دیکھتے ہیں۔ اور دوسرے سوراخ میں سے کارکنان کارخانہ کو اشارہ کرتے ہیں۔ جو آنجناب رضہ کے اشارہ کے مطابق کام کرتے ہیں۔ ہر دو فریق کیلئے مختلف معاملات کے لئے ایک ہی اشارہ کفایت کرتا ہے۔ چنانچہ اس اشارے سے اصلی مطلب سمجھ کر طرح طرح کے کام سرانجام دے رہے ہیں +

ذکر دربیان

سال دہم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ آوردن مکتوب شیخ خلیل اللہ بدخشی علیہ الرحمۃ را خواجہ عبدالرحمن بجناب آنحضرت و دیگر قضایا کہ دریں سال شدہ است

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی ہدایت و ارشاد کا شہرہ ولایت بدخشان میں ہوا۔ اور اس ملک کے تمام شہروں میں آنجناب رض کے خلفا پھیل گئے۔ تو ایک رات شیخ خلیل اللہ بدخشی کے بڑے خلیفہ خواجہ عبدالرحمن نے جن کے پاس شیخ خلیل اللہ کا وہ مکتوب موجود تھا۔ جو شیخ صاحب رح نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے نام لکھا تھا" خواب میں دیکھا۔ کہ شیخ خلیل اللہ انہیں فرماتے ہیں۔ کہ جس عزیز کی خاطر میں نے وہ مکتوب لکھا ہے۔ وہ ہند میں مبعوث ہوا ہے (اشارہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی طرف کیا) یہ مکتوب اُسے پہنچا دو +

جب بیدار ہوئے۔ تو شیخ خلیل اللہ کے ارشاد کے مطابق ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سرہند شریف میں آئے۔ تو اتفاق سے ایسے شخص کے گھر میں اترے جو حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کا مخالف تھا۔ خواجہ عبدالرحمن نے نیت کی۔ کہ صبح غسل کر کے نیا لباس پہنکر حاضر خدمت ہونگا۔ عشا کی نماز کے بعد مالک مکان نے پوچھا کہ خواجہ صاحب کس ارادے سے وارد سرہند ہوئے ہیں۔ خواجہ صاحب رح نے اصلی ارادہ سے مطلع کیا۔ تو اس بدبخت نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی اہانت کرنا شروع کی۔ جسے کہ خواجہ صاحب رح اپنے اس آنے سے سخت نادم ہوئے۔ اسی اثنا میں حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لائے اور اپنے عصا سے اُس شخص کا بند بند جدا کر دیا۔ اور پھر تشریف لے گئے +

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ یہ حالت دیکھ کر مارے ڈر کے کانپ اُٹھے۔ اور جو کچھ دل میں خیال پیدا ہوا تھا۔ اس سے توبہ کی اور نہایت عاجزی سے التجا کی کہ یا شیخ الاولیاء امت! آپ کی تجدید الف و قیومیت تو مجھے اچھی طرح تحقیق ہو چکی۔ لیکن اب اس معاملہ میں مجھے ملزوم گردانا جائیگا۔ آپ سے التجا ہے کہ پھر اس شخص کو زندہ کر دیں۔ تاکہ اس بلا سے میری رہائی ہو۔ اتنے میں پھر آنحضرت رضے اللہ تعالے عنہ تشریف فرما ہوئے۔ اور اُسے عصا مار کر فرمایا قُمْ بِاِذْنِ اللہ وہ فضل الٰہی سے زندہ ہو گیا۔ زندہ ہوتے ہی پھر اُس نے آنجناب کی توہین شروع کی۔ مَیں نے کہا۔ اے بدبخت! اسی خاطر تو آنجناب رض نے آکر تجھے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور جب مَیں نے بہت منت سماجت کی۔ تو تجھے دوبارہ زندہ کیا۔ اب بھی تو اپنے عقیدے سے باز نہیں آتا۔ اس نے کہا اس سے ایسی ایسی بہت سی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خواجہ صاحب نے اسی وقت اس مکان سے نکلکر ایک مسجد میں رات بسر کی۔ اور صبح غسل کر کے نئے کپڑے پہن حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت قیوم اوّل رضے اللہ عنہ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا "ما مضی فی اللیل لا یعید کو فی النہار" رات کے واقعہ کو دن کے وقت نہ بیان کرنا +

پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ خلیل اللہ علیہ الرحمت کے مکتوب کو پڑھا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ "کہ مجھے آنجناب کی تجدید و قیومیت کا یقین ہے اور یہ کہ میرے حق میں دعائے خاص اور توجہ مرحمت فرمائیں" +

حضرت قیوم اوّل رضے اللہ عنہ نے اس مکتوب کو پڑھ کر فاتحہ طویل کے بعد پوری پوری توجہ شیخ کے حق میں کی۔ اور اس سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ شیخ خلیل امت کے بڑے مشائخ سے معلوم ہوتے ہیں +

اسی سال ایک شیخ بلخی جو اپنے زمانہ کے مشائخ اکابر سے تھے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے مرید ہوئے +

ملا بدر الدین حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس شیخ بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید ہونے کا حسب ذیل سبب مجھے بتایا۔ اس نے کہا کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد خواجہ محمد زاہد بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ۔ خلیفہ صدر الدین کی روح پر فتوح کی طرف توجہ کی۔ خلیفہ صدر الدین مدت تک مشیخیت کی مسند پر سلسلہ کبرویہ میں طالبوں کی راہبری

کرتے رہے۔ اور میرے والد بزرگوار نے بچپن میں مجھے اُن کی خدمت میں بھیجا کر مرید بنا دیا) اور عرض کی "خلیفہ صاحب! آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔ اور میرا کام تا حال سر انجام نہیں ہوا۔ لوگ مجھے شیخ سمجھ کر مرید ہونے کیلئے آتے ہیں۔ اب آپ کسی ایسے بزرگ کا پتا دیں۔ جو اس زمانے میں سب سے فائق ہو" اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ خلیفہ صاحب کھڑے فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے تجھے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ کیونکہ وہ اولیائے اُمت میں سب سے افضل ہیں۔ صبح میں بڑے شوق سے قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مجھے آنجناب رضؓ نے قبول فرمایا +

شیخ بلخی کے قصہ سے ملتا جلتا یہ قصہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے تبع نام ایک بادشاہ عدالت اور صلاحیت میں بے نظیر تھا۔ بنی اسرائیل کے چار سو علما اس کی مجلس میں حاضر رہتے۔ اتفاقاً بادشاہ مدینہ کے نخلستان سے گذرا۔ جو علما اس کے ساتھ تھے۔ انہوں نے بادشاہ کو کہا کہ ہم اس نخلستان میں ٹھیرتے ہیں۔ اس نے ٹھیرنے کا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ آسمانی کتابوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اسی نخلستان سے ہوگی۔ یہ سُنکر وہ نہایت خوش و خورم ہوا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پر از نیازمندی ایک خط لکھ کر اُن علمائے کے سردار شامول کو دیا۔ کہ جس طرح مناسب سمجھو یہ خط اس آفتاب رسالت کو پہنچا دینا۔ شامول نے اپنی اولاد کو وصیت کی۔ کہ یہ خط حفاظت سے رکھو جب وہ آفتاب نبوت طلوع کرے۔ تو یہ اُسے پہنچا دینا۔ چنانچہ وہ خط ایوب انصاری کے ہاتھ لگا۔ انہوں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خط پڑھ کر اُس کے حق میں بہت بہت دعائیں دیں۔ اور فرمایا کہ تبع یا نبی تھا یا اپنے وقت کے اولیا میں سے سب سے صالح تھا +

ذکر دربیان

سال یازدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ بیان مباہلہ و طلب نمودن آنحضرت داعیان سلاسل را و تصرف خود برآنہا نمودن و بریان

شق شدن ستارہ قطب و برآمدن ازاں ستارہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مدعی تجدید الف و قیومیت آنحضرت شدن و بشارت دادن حضرت قیوم اول حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ را بہ قطب الاقطاب

جب لوگوں نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تازہ کمالات مثلاً تجدید الف، قیومیت، طینت، اور اصالت وغیرہ سنے۔ تو جن کی عقل رسا اور طبیعت ذکی تھی۔ انہوں نے تو ان کمالات کو قبول کیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید بن گئے۔ لیکن جو لوگ عقل معاد سے بہرہ ور نہ تھے۔ وہ نہ صرف منکر ہوئے بلکہ آنجناب کی اہانت اور خفت کے درپے ہوئے۔ اور کہا کہ اگر وہ فی الواقع قیوم اور مجدد الف ہیں۔ تو ہمیں ایسی علامت دکھائیں جو پہلے زمانے میں پیغمبر دکھاتے آئے ہیں۔ جب ان لوگوں کی واہیات باتیں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے سنیں۔ تو فرمایا کہ جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں۔ انہیں کہدو کہ اگر تمہارے دل یہی چاہتے ہیں۔ تو آؤ مباہلہ کرلو۔ اگر ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ تو اس شہر پر غضب الٰہی نازل ہوگا۔ "مباہلہ اسے کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے یہ دستور تھا۔ کہ جب کوئی نبی نبوت کا دعوےٰ کرتا اور لوگ اس کی نبوت کے منکر ہوتے۔ تو وہ نبی اُن سے کسی مقررہ مقام پر اپنے اپنے اہل وعیال سمیت آکر طہارت کرکے بارگاہ الٰہی میں ایک دوسرے کیلئے دعائے غضب کرتے۔ اگر نبی اپنے دعوے میں سچا ہوتا۔ تو ان لوگوں پر عذاب الٰہی نازل ہوتا۔ اس طرح اکٹھے ہوکر دعائے غضب مانگنے کو مباہلہ کہتے ہیں۔" جب اُن لوگوں نے آنجناب کی طرف سے سُنا۔ کہ آنجناب مباہلہ کیلئے تیار ہیں۔ تو اپنا مجمع بنایا اور اتفاق رائے سے یہ قرار پایا۔ کہ مباہلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ گمان غالب ہے۔ کہ اس مرد اور اس کے فرزندوں کی دعا حق تعالےٰ رد نہیں کریگا۔ بالضرور اس شہر پر بلائے عظیم کیا بلکہ اعظم نازل ہوگی۔ بہتر یہی ہے کہ کسی ایسی علامت کی درخواست کریں۔ جو محال ہو۔ چنانچہ ان ہی میں سے ایک معتبر شخص نے آنجناب سے درخواست کی کہ اگر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ زندہ ہوکر آئیں۔ اور آپکی تجدید الف

اور قیومیت کا اقرار کریں۔ تو ہم آپ کی تجدید الف اور قیومیت پر ایمان لائینگے۔ جب اس قسم کی درخواست حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں ہوئی۔ تو فرمایا کہ جس بات کو وہ لوگ محال سمجھتے ہیں اللہ تعالے قادر ہے۔ آسان کر دیگا۔

اسی اثنا میں ایک شخص جان محمد نامی رحمۃ اللہ علیہ شہر جالندھر سے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ میں مرید ہوا تھا۔ اور صبح شام آنجناب کی خدمت میں اس طرح حاضر رہتا تھا۔ کہ ایک گھڑی بھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آنجناب محل کے اندر تشریف فرما ہوتے۔ تو وہ باہر دست بستہ کھڑا رہتا۔

مُلا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں جان محمد مذکور کی زبانی نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک روز میں شام سے پہلے کھڑا ہوا تھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ میں ایک کام چاہتا ہوں۔ کیا کر سکو گے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میرے والدین آپ پر قربان جائیں۔ کیوں نہ کر سکونگا۔ آنجناب رضہ نے مجھے ایک اخروٹ دیکر فرمایا۔ کہ حافظ رحمت کے باغ میں چند ایک درویش ٹھیرے ہوئے ہیں۔ اُن کے پاس جاؤ۔ ان میں ایک درویش جن کے چہرے پر چیچک کے داغ ہیں۔ اُسے ہمارا سلام کہنا اور یہ اخروٹ دیکر بلا لانا۔ میں حسب الارشاد باغ میں گیا۔ تو دیکھا کہ چند قلندر بیٹھے ہیں۔ اُن سے تھوڑے فاصلے پر ایک درویش بیٹھا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو پوچھا کیا تمہیں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ نے میرے پاس بھیجا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر اخروٹ میں نے اُسے دیا۔ اور آنجناب کا سلام عرض کیا۔ اس نے کہا مجھے آنجناب نے بلایا ہے۔ اٹھ کر میرے ساتھ ہو لیا۔ آنحضرت محراب میں بیٹھے تھے وہ آکر دوسری طرف بیٹھ گیا۔ اتنے میں آنحضرت رضہ نے مجھے فرمایا کہ قہوہ لاؤ۔ میں دوڑ کر وہاں گیا جہاں قہوہ پکا رہے تھے۔ پیالہ لیکر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب رضہ نے فرمایا کہ اُن کے پاس لے جاؤ۔ جب میں اُدھر گیا۔ تو دیکھا کہ وہ شخص بھی آنجناب کی صورت کا ہوگیا ہے۔ اُس نے کہا حضرت مجدد الف رضی اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں لیجاؤ۔ جب اُدھر نگاہ کی تو دیکھا۔ کہ اُدھر بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ بیٹھے ہیں۔ اُس درویش نے پہلے حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ سے میرا حال پوچھا۔ آنجناب رضہ نے فرمایا کہ فلاں شخص کا بیٹا ہے۔ اس درویش نے کہا اس کا باپ

میرا آشنا تھا! اسے آپنے کس سلسلہ میں مرید کیا ہے۔ آنجناب نے فرمایا سلسلۂ قادریہ میں۔ اُس نے کہا میں اس بات کی سفارش کرتا ہوں۔ کہ حضرت غوث الاعظم سے اس کی ملاقات کراؤ۔ علاوہ ازیں یہ بات منکروں کے لئے دلیل ہوجائے گی۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے) اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اٹھ کر لوٹا اور چند ڈھیلے مجھ سے طلب فرمائے! اور بیت الخلا جاکر وہاں سے فارغ ہو مجھے فرمایا۔ کہ جان محمد! کیا قطب تارے کو پہچانتے ہو۔ کیا یہی ہے (اشارہ قطب کی طرف) پھر فرمایا کہ غور سے دیکھو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ستارہ آہستہ آہستہ سرخ ہونے لگا! اور بڑھنے لگا! اور حرکت کر رہا ہے۔ بعد ازاں وہ ستارہ پھٹا۔ چنانچہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اُن کے بیچ میں سے ایک شخص زندہ سیاہ پوش نکلا۔ اور فی الفور ایک لمحہ کے اندر یہاں آپہنچا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ ان کی ملازمت کرو۔ یہی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ مَیں نے حسب الارشاد حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ملازمت کی اِس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ستر مخالف حاضر تھے۔ یہ دیکھ کر سب کے سب حیران رہ گئے۔ بعد ازاں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے باواز بلند فرمایا۔ کہ جو کچھ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اُسے قبول کرنا چاہئے۔ کیونکہ دین و دنیا کی بہتری اسی میں ہے! اور یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اولیائے امت سے افضل ہیں۔ ان کا منکر ہونا ایمان کے چھن جانے کا موجب ہے۔ جو شخص اپنے ایمان کی سلامتی کا خواہاں ہے۔ وہ آنجناب کے تمام کمالات کو تہ دل سے قبول کرلے۔ تمام اہل مجلس نے حضرت غوث الاعظم رضے اللہ عنہ کی اس نصیحت کو اپنے کانوں سے سنا! اور آنحضرت رضے اللہ عنہ کے جمال مبارک کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ یہ نصیحت کرکے حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالےٰ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ سے رخصت ہو کر قطب ستارے کی طرف متوجہ ہوئے! اور پھر اس میں غائب ہوگئے! اور قطب ستارہ اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ مَیں نے اس روایت کو بارہا حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابعہ سلطان الاولیا کی زبان گوہر فشان سے سنا۔ انہوں نے حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ بذات خود اس مجلس میں

موجود تھے۔ شہر بھر میں جتنے منکر موجود تھے۔ سب نے توبہ کی۔ اور آنجناب کی خدمت میں آکر مرید ہو گئے +

حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جس عزیز کو جان محمد علیہ الرحمۃ باغ سے لایا تھا۔ وہ سلسلہ قادریہ کا دعوےٰ دار تھا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنا تصرف کیا۔ بعد ازاں حضرت شیخ کو بلا کر اپنی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کرا دیا۔ باقی فقرا جو اس باغ میں بیٹھے تھے۔ سب کے سب مشائخ امت کے سلسلوں کے مدعی تھے۔ بعد ازاں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان سب کو بلا کر ہر ایک پر اپنا تصرف کیا صبح کے قریب اس ہنگامے سے فارغ ہوئے۔ اور یہ معاملہ ۱۰۲۱ سنہ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی رات کو طے ہوا +

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو قطبیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اُس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔ کہ جب میری عمر چودہ ۱۴ سال کی تھی۔ تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں" کہ میرے بدن سے ایک نور نکلا ہے۔ جس سے تمام جہان منور ہو گیا ہے۔ اور وہ نور تمام جہان کے ہر ایک ذرے میں دھس گیا ہے۔ اور وہ نور آفتاب کی طرح ہے۔ اگر وہ نور جاتا رہے تو جہان میں اندھیرا پھیل جائے" +

جب یہ خواب مَیں نے حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت اشرف میں عرض کیا۔ تو فرمایا۔ کہ تم اپنے وقت کے قطب ہو گے۔ میری اس بات کو یاد رکھنا۔

چنیں گفت آں احمد نامدار	کہ اے ثانئے من دریں روزگار
تو آخر چو من قطب دوراں شوی	زمن ایں حکایت بیاد آوری
دریں لوح یک حرف نگذاشتی	ہر آنچہ نہادم تو بر داشتی

ذکر دربیان

سال دوازدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ۔ بشارت دادن حضرت قیوم اول

تمام سلسلۂ خود را تا قیامت مغفرت عام و مرید شدن مولوی عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی و شیخ حمید بنگالی صاحب و بیان سفر آنحضرت باکبرآباد و وفات میر یوسف - و مرید شدن سلطان جنیان

اس سال حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی - کہ آپکا تمام سلسلہ قیامت تک جتنا ہوگا - سب کا سب بخشا جائیگا - اور پھر اس کے اظہار کیلئے بھی آنجناب مامور ہوئے +

چنانچہ رسالہ "مبداء و معاد" میں تحریر فرماتے ہیں "وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" اپنے پروردگار کی عنایت کردہ نعمتوں کا اوروں سے بھی بیان کرو +

ایک روز یہ فقیر (حضرت مجدد الف ثانی رح) اپنے یاروں کے مجمع میں بیٹھا تھا اور اپنی خرابیوں پر اس قدر نگراں تھا - اور یہ دید اس قدر غالب آئی - کہ اس وضع موجودہ سے اپنے آپ کو بالکل بے مناسب پایا - اسی اثنا میں من تواضع لِلّٰہ و رفعۃ اللہ "جس نے اللہ تعالےٰ کی خاطر تواضع کی - اللہ تعالےٰ نے اس کا مرتبہ بلند کر دیا" کے مطابق اس افتادہ کو خاک مذمت سے اُٹھایا - اور یہ آواز دی - غفرت لک ولمن توسل بک الی یوسط او بوسط بغیر الی یوم القیمۃ "ہم نے قیامت تک تمہیں اور نیز ہر اس شخص کو جس نے تمہیں وسیلہ بنایا خواہ واسطہ سے خواہ واسطہ کے بغیر بخش دیا" - اور بار بار یہی فرمایا - حتّٰے کہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی - پھر حکم دیا کہ اس واقعہ کو لوگوں پر ظاہر بھی کر دو ؎

اگر بادشاہ بر سر پیرہ زن | بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

ان ربک واسع المغفرت "بے شک تیرے پروردگار کی بخشش بہت وسیع ہے" +

اسی سال مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی جو علمائے وقت کے بادشاہ اور تصانیف عالیہ کے مالک تھے - اور جنہوں نے ہر علم میں کوئی نہ کوئی کتاب ضرور تصنیف کی ہے جسے طالب تحصیل علم کے آخری درجہ میں پڑھتے ہیں - اور جنہوں نے ہر ایک کتاب پر حاشیہ لکھا اور شرح کی جس سے طلبا فوائد کثیرہ حاصل کرتے ہیں - بلکہ آپ کی شرح اور حواشی بغیر وہ کتاب حل نہیں ہو سکتی - حضرت قیوم اوّل رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوگئے +

آپ کے مرید ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ مولوی صاحب کا ایک شاگرد تمام شاگردوں سے لائق اور ذکی اور ذہین تھا۔ اس کی طبیعت ایسی رسا تھی۔ کہ مولوی صاحب کا کوئی شاگرد اس سے لگا نہیں کھاتا تھا۔ مولوی صاحب کو اس سے بڑا ہی پیار تھا۔ اتفاقاً وہ چند روز سبق کے لئے نہ آیا۔ مولوی صاحب نے کسی کے ہاتھ بلوا بھیجا۔ جب حاضر خدمت ہوا اور مولوی صاحب نے نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ تو عرض کیا۔ کہ چند ورق میرے ہاتھ لگے ہیں۔ ان کے مطالعہ میں مستغرق ہوں۔ کہ انہیں چھوڑ کر کسی اور کتاب کے مطالعہ کو جی نہیں چاہتا۔ پھر وہ ورق بغل سے نکالکر مولوی صاحب کو دئے۔ جب آپ نے ان ورقوں کا مطالعہ کیا۔ تو ایسا کلام پایا۔ جس کے علوم و معارف بالکل نئے تر و تازہ زیبا اور شریعت غرا کے عین مطابق تھے۔ یہ دیکھ کر مولوی صاحب حیران رہ گئے۔ کہ یہ کس بزرگ کا کلام ہے۔ ایک شخص نے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام مبارک سے مشرف ہو چکا تھا۔ اور اس وقت اس مجلس میں موجود تھا۔ کہا کہ یہ کلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ مولوی صاحب حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے علوم و معارف کے مطالعہ سے آنحضرت کے بڑے معتقد ہو گئے۔

اسی اثنا میں ایک رات مولوی صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو مولوی صاحب کو فرماتے ہیں۔ "قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون" "تو اللہ کہ اور چھوڑ دے انہیں اپنی خوض میں کھیلنے دے"۔

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرماتے ہی مولوی صاحب کا سینہ منور ہو گیا۔ اور دل ذکر کرنے لگا۔ بلکہ ذکر الٰہی نے سارے بدن میں اثر کیا۔ مولوی صاحب پر عجیب حالت طاری ہوئی۔ جب بیدار ہوئے۔ تو اپنے دل کو ذاکر پایا۔ اور حالت مذکور کا اپنے آپ میں مشاہدہ کیا۔ اسی وقت نیاز مندی اور دعا و توجہ کی التماس کے لئے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی۔ اور لوگوں کو کہنے لگے۔ کہ میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اویسی ہوں۔ بعد ازاں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آپ نے تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ مسمی بہ "دلائل التجدید" لکھا ہے واقعی اس میں نہایت ہی قوی دلائل و براہین بیان کی ہیں۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت

قیوم اول کی مجلس میں تمام مرید حاضر تھے۔ وہاں ذکر چھڑا۔ کہ آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت ہم لوگوں پر تو اظہر من الشمس ہے۔ لیکن اگر کوئی عالم جو علم میں اپنے وقت کا سردار ہو۔ اور جن کا قول خلقت کیلئے سند ہو۔ تجدید الف اور قیومیت کا مقر ہو۔ تو مخالفوں کیلئے قوی دلیل ہو جائے گی۔ یہ ذکر ہوئے ابھی ایک گھڑی گذری تھی۔ کہ تمام اہل مجلس آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو اس وقت آنحضرت خواب استراحت سے اٹھکر وضو کرنا چاہتے تھے۔ لیکن نور قیومیت سے وہ ذکر معلوم کرکے ان لوگوں سے پوچھا کہ مولوی عبدالحکیم اس وقت کیسے ہیں۔ سب نے عرض کی کہ آج کل معقول و منقول میں یکتائے زمانہ ہیں۔ بعد ازاں آنجناب نے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب نے میری طرف ایک خط لکھا ہے اسے دیکھو۔ آنجناب کے فرماتے ہی قاصد نے ایک خط آنجناب کو دیا۔ حاضرین نے عرض کی۔ یہ مولوی صاحب کا خط ہے۔ جب کھولکر پڑھا۔ تو اس میں آنحضرت کے بارے میں بہت سے مدحیہ فقرے لکھے تھے۔ ان میں ایک یہ ہے "اِمَامِ رَبَّانِی محبوبِ سبحانی مُجدّدِ الف ثانی" رضی اللہ عنہ۔ بعد ازاں اس میں اپنا خواب اور اپنی حالت سب کچھ عرض کیا۔ یہ مولوی عبدالحکیم صاحب کا پہلا خط تھا۔ جو آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا +

اسی سال حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے نورِ قیومیت سے معلوم کیا۔ کہ اکبر آباد میں ایک شخص کمالات الٰہی کے لئے کامل صاحب استعداد شیخ حمید نام رہتا ہے جن کے طفیل سے ہزارہا لوگ گمراہی کے بھنور سے نکلکر ساحل ہدایت پر لگینگے۔ اس واسطے آنجناب عین موسم گرما میں اکبر آباد تشریف لے گئے۔ شیخ حمید کی آمد و رفت آنجناب کے مرید مخصوص ملا عبدالرحمن مفتی سے تھی۔ لیکن آنجناب کے بعض مخالفوں کے کہنے سننے سے آنحضرت کی طرف سے شیخ حمید کے دل میں انکار پیدا ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ وہ انکار سخت دشمنی سے تبدیل ہو گیا۔ جب حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے ملا عبدالرحمن سے شیخ حمید کے حالات دریافت فرمائے۔ تو ملا نے عرض کیا۔ کہ وہ تو آنجناب کا سخت مخالف ہے۔ اتفاقاً آنجناب کا گذر اس مکان سے ہوا۔ جہاں شیخ حمید رہتا تھا حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے شیخ حمید کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا۔ بعد ازاں شیخ کو بلایا۔ آواز دیتے ہی شیخ کی عداوت اعتقاد سے بدل گئی۔ بڑے ادب سے اٹھ کر آداب قیومیت

بجالایا۔ اور آنجناب کے روبرو دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ اس کے کھڑا ہوتے ہی آنجناب دولت خانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ جب آپ گھر میں داخل ہوئے۔ تو لوگوں کو سخت تاکید کی۔ کہ شیخ حمید کو اندر نہ آنے دینا شیخ صاحب تین دن رات دروازے پر سرنگوں پڑے رہے۔ انہیں اپنے آپ کی سُدھ بُدھ نہ تھی۔ جب دوسرے یاروں نے آنجناب سے اس کی سفارش کی۔ تو فرمایا کہ ابھی اس کے نفس کی رعونت ٹوٹ لینے دو۔ تین روز بعد آنجناب رضی اللہ عنہ نے شیخ صاحب کو بلا کر ان کے حال پر مہربانی فرمائی۔ اور اُسے اپنا مرید بنایا۔ تھوڑی مدت اپنے پاس رکھ کر خلافت مطلق سے سرفراز فرما کر بنگالے کی طرف جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ رخصت فرماتے وقت آنجناب رضی اللہ عنہ نے اپنی نعلین مبارک شیخ صاحب کو عنایت فرمائیں۔ شیخ صاحب نے انہیں اپنے دانتوں سے اٹھایا۔ اور جب تک طاقت رہی دانتوں سے اٹھاتے رہے بعدازاں سر پر باندھی۔ جب آنجناب سے رخصت ہوئے۔ تو اُلٹے پاؤں واپس گئے۔ بلکہ اس شہر سے بھی اُلٹے پاؤں گئے۔ تاکہ پیٹھ کرنے سے بے ادبی نہ ہو +

شیخ حمید کو بنگالے میں شہرت عامہ نصیب ہوئی۔ آج تک شیخ حمید کا طریقہ اس ملک میں رائج ہے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے نعلین مبارک آج تک وہاں ہیں وہاں کے اکثر مریض ان نعلین کو پانی میں دھو کر پیتے ہیں۔ جس سے شفائے کلی اُن کے نصیب ہوتی ہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد شیخ حمید نے حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی رضی اللہ عنہ کی طرف آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تعزیت کے بارے میں ایک خط لکھا۔ اس میں آنجناب کی بہت سی تعریف کے بعد یہ کلمہ لکھا فمثلہ الشیخین ھواحمد بین المحمدین" وہ دو محمدوں کے مابین ایک احمد ہے" یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مابین +

اسی سال میر یوسف سمرقندی علیہ الرحمۃ فوت ہوئے۔ جب حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حوالے کیا۔ تو ان میں سے ایک میر یوسف بھی تھے۔ رخصت ہوتے وقت خواجہ صاحب نے خاص طور پر میر کی سفارش کی۔ کہ اس کا کام ضرور سر انجام کرنا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے سفارش کو قبول فرمایا۔ لیکن میر یوسف فقط مرید ہی تھے۔ سلوک سے انہیں کچھ بھی حاصل نہ تھا

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہکر بھی سلوک میں ترقی نہ کی۔ کیونکہ انہیں دنوں کسی کام کے واسطے ماوراء النہر میں چلے گئے تھے۔ اسی سال سفر سے واپس آئے۔ اور آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنجناب نے انہیں ذکر قلبی سکھلایا۔ انہیں دنوں وہ بیمار ہو گئے۔ حتیٰ کہ قریب المرگ ہو گئے۔ آنحضرتؓ کی خدمت میں اطلاع دی گئی۔ کہ میر یوسف نزع کی حالت میں ہے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ فی الفور تشریف لائے۔ اور حسب وعدہ توجہ خاص اور اپنی باطنی نسبت القا کی۔ توجہ کرتے ہی میر یوسف کے باطنی پردے کھل گئے۔ آنجنابؓ نے باطنی حالت پوچھی۔ جب میر یوسفؒ نے عرض کی۔ تو فرمایا۔ ابھی یہ ابتدائی حالات ہیں۔ پھر توجہ کی۔ توجہ کے بعد اس نے باطنی حالات بیان کئے۔ تو آنجنابؓ نے فرمایا۔ اوسط درجہ کے حالات ہیں۔ پھر توجہ مبذول فرمائی۔ اور میر یوسف نے باطنی حالات تیسری مرتبہ عرض کئے۔ تو فرمایا۔ کہ یہ باطنی انتہائی حالات ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ مجھ سے وعدہ پورا ہوا۔ جو میں نے حضرت خواجہ صاحبؒ سے کیا تھا بعد ازاں حضرت قیوم اوّل اُٹھے۔ آپ کے اُٹھتے ہی میر یوسف جہاں بحق تسلیم ہوئے +

اسی سال حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جنوں کو اپنی خانقاہ سے جہاں وہ چار ہزار سال سے سکونت پذیر تھے نکال دیا۔ اُن کے نکالنے کا باعث یہ ہوا کہ ایک رات حضرت محمد سعید خازن الرحمت رضی اللہ عنہ چھت پر کے حجرے میں سوئے ہوئے تھے۔ کہ جنوں نے آکر صحن میں کھیلنا شروع کیا۔ اُن کے شور و غوغا سے حضرت خازن الرحمت بیدار ہوئے۔ کیونکہ وہ دروازے کو کھٹکھٹاتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ اندر آکر انہیں تکلیف پہنچائیں۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی بیدار ہوئے۔ اور تنحنح فرمایا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ فرمانا تھا۔ کہ جن آپس میں کہنے لگے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جاگ اُٹھے ہیں۔ سب کو ہلاک کر دینگے۔ آؤ بھاگ چلیں۔ اتنے میں آنحضرتؓ نے آواز دی کہ محمد سعید! دروازہ نہ کھولنا۔ تمام جن یکبارگی بھاگ گئے۔ بعد ازاں حضرت قیوم اوّلؓ نے جنوں کے بادشاہ کو بلایا۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا۔ تو بہت بہت معافی مانگی۔ اور جو جن حضرت خازن الرحمت کو تکلیف دینے کیلئے آئے تھے اُن کو

جان سے مار ڈالا اور کئی ہزار جن جو مکان اور خانقاہ کے گرد و نواع میں رہتے تھے انہیں نکال دیا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ جب قوم جن کو ہم نے گھر سے نکالا تو سب وہاں سے روتے ہوئے نکلے۔ کیونکہ وہ چار ہزار سال سے وہاں رہتے تھے اور جو نکلتے تھے اپنا ساز و سامان ساتھ لیکر نکلتے تھے۔ بعد ازاں جنوں کے بادشاہ نے عرض کیا۔ کہ ہم مدت سے آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قدوم میمنت لزوم کے منتظر تھے سو اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہم آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے اب ہم امیدوار ہیں کہ آپ کے مرید ہوں اس بارے میں بہت منت و سماجت کی۔ تو آنحضرت رضے اللہ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو معہ اُس کے لشکر کے مرید کیا۔ جنوں کے بادشاہ نے اپنے ایک امیر کو کئی ہزار جنوں سمیت آنجناب کی خدمت میں بطور وکیل بھیجا اور ایک ہفتے بعد جمعہ کے روز خود بھی آنجناب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ یہ وہی جنوں کا بادشاہ ہے جس نے مولانا عبدالرحمٰن کو آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی بعثت کی خوشخبری دی تھی۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے) اکثر جن حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت سے باطنی سلوک حاصل کرتے رہے۔ جن جنوں کو جنوں کے بادشاہ نے آنجناب کی خدمت میں چھوڑا تھا سب کے سب آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید ہو گئے آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انہیں خانقاہ اور گھر کے ارد گرد جگہ دی۔ آجکل جو جن حضرات سرہند کے محلہ میں ہیں وہ انہیں جنوں کی اولاد ہیں جنہیں جنوں کے بادشاہ نے آنحضرت کی خدمت میں چھوڑا تھا وہ سب کے سب اُس محلہ کے پاسبان ہیں۔ محلہ میں نہ خود کسی پر دست درازی کرتے ہیں۔ نہ کسی اور جن کو کرنے دیتے ہیں ✣

ایک روز میرے (مصنف کے) والد بزرگوار نے فرمایا کہ میرے (مصنف کے) دادا بزرگوار میرے چچا کی شادی کے موقع پر چھت پر چڑھ گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سی عورتیں مل کر گا رہی ہیں اور خوشیاں منا رہی ہیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ جن عورتیں ہیں۔ پوچھا تم گاتی کیوں ہو۔ عرض کی مخدوم زادہ کی شادی ہے اس واسطے ہم خوشی منا رہی ہیں اس محلہ کے اکثر جن لوگوں کو دکھلائی دیتے ہیں لیکن کسی کو آج تک تکلیف نہیں دی۔ بہت سے صاحب حال اشخاص نے معلوم کیا ہے۔ کہ یہ جن سب کے سب حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے مرید ہیں حضرت قیوم اول اور حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہما کے روضوں کے

گرد و نواح بہت سے نیک جن رہتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے عبادت کی سعادت حاصل کرنے کی خاطر یہ جگہ اختیار کر رکھی ہے۔ بسا اوقات لوگوں نے انہیں عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔
حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبدأ و معاد کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ ایک روز اللہ تعالیٰ نے جنوں کا حال مجھ پر منکشف فرمایا۔ معلوم ہوا کہ تمام روئے زمین پر بالشت بھر زمین ایسی نہیں جو جنوں سے خالی ہو۔ لیکن ہر ایک جن کے سر پر ایک فرشتہ گرز لئے متعین ہے۔ اگر ذرا سر ہلائے تو فوراً اس کی سرکوبی کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف دینی چاہتا ہے۔ تو جن پر سے فرشتے کو ہٹا لیتا ہے۔ اور وہ جن شورش میں آکر لوگوں کو تکلیف دیتا ہے ✤

ذکر در بیان

سال سیزدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بشارت دادن آنحضرت قبرستان سرہند را تا قیامت ہر کہ دریں قبرستان مدفون شود مغفور ہست و مرید شدن شیخ بلخی و سجادہ نشین چشتی و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال ایک روز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ اپنے چھٹے دادا سرہند کے بانی حضرت امام رفیع الدین قدس سرہٗ کی زیارت کیلئے تشریف لیگئے فاتحہ کے بعد امام صاحب کے مزار پر قبرستان کی مغفرت کیلئے جناب الٰہی میں عاجزی و التجا کی۔ الہام ہوا ہم نے ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اُٹھا لیا۔ پھر التماس کی کہ اے پروردگار! تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں۔ مغفرت اور زیادہ کر۔ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے۔ اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیا ہے۔ آنحضرت نے پھر التماس کی تو الہام ہوا کہ اچھا ایک سال کے لئے اس قبرستان پر سے ہم نے عذاب اٹھا لیا۔ پھر التجا کی تو جناب باری سے بفضل و کرم حکم ہوا کہ ہم نے اپنے فضل سے تمہاری خاطر قبرستان سے قیامت تک عذاب اٹھا لیا ✤

اسی سال ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار مخدوم عبد الاحد قدس سرہٗ

کے مزار پر زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت آنجناب کے دل میں حدیث شریف کے مضمون کا خیال آیا۔ یعنی یہ کہ جب کسی عالم کا گذر قبر پر سے ہوتا ہے۔ تو چالیس روز تک صاحب قبر کو عذاب نہیں ہوتا۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے اس قبرستان سے قیامت تک عذاب اٹھا لیا۔ آئندہ بھی جو شخص اس قبرستان میں دفن کیا جائیگا۔ ہم اپنے فضل و کرم سے بخش دینگے۔ شہر سرہند کا تمام قبرستان اسی مقام پر ہے۔ جس کی بابت آنحضرت کو خوشخبری ملی تھی۔ اس قبرستان کے مرکز میں آنحضرت کے والد بزرگوار کا مزار مبارک ہے +

اسی سال ایک شیخ بلخ سے آکر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوا۔ مُلّا بدر الدین حضرات القدس میں لکھتے ہیں۔ کہ اس شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک باعظمت و جلالت جنازہ لایا گیا ہے۔ جس کے ساتھ بڑا ہجوم ہے بلکہ تمام گذشتہ و آئندہ اولیا بھی موجود ہیں۔ خصوصاً ماوراء النہر کے مشائخ مثلاً خواجہ غجدوانی سرحلقۂ خواجگان خواجہ بہاؤ الدین نقشبند۔ خواجہ عبد اللہ احرار اور اور بزرگ اس جنازے پر موجود کھڑے ہیں۔ اتنے میں میں نے ایک بزرگ سے پوچھا۔ کہ یہ کس بزرگ کا جنازہ ہے اور یہ لوگ کس کے منتظر ہیں۔ اس نے کہا یہ اس ملک کے قطب کا جنازہ ہے۔ اور یہ سب قطب الاقطاب کے منتظر ہیں۔ جو اولیائے امت سے افضل ہے۔ جب وہ تشریف لاوینگے تب نماز جنازہ ادا کی جائیگی۔ کیونکہ وہ امام بنینگے اور ہم سب مقتدی ہونگے۔ اتنے میں ایک سرو قد۔ گندم گون مائل بسفیدی۔ کشادہ چشم فراخ پیشانی۔ بلند بینی مربع ریش بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح حسین اور حسن محمدی کی طرح ملیح تشریف لائے۔ جن کی پیشانی پر سے ولایت کے انوار درخشاں تھے۔ اور شکل و ہیئت بڑی بارعب تھی۔ تمام اولیا نے تواضع کی اور سب کے سب دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر امامت کی۔ اور بعد ازاں جنازہ اٹھایا گیا۔ میں نے ایک سے پوچھا۔ کہ اس امام کا نام و مقام کیا ہے۔ اس نے کہا ان کا اسم مبارک حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کا وطن مالوف سرہند شریف ہے +

جب میں جاگا۔ تو اس بزرگوار کے دیدار فائض الانوار کی طلب میں بے قرار ہو گیا۔

سبح بلخ کو چھوڑ قطب الاقطاب کی طرف روانہ ہؤا جب سرہند پہنچا اور آنجناب کی زیارت سے مشرف ہؤا۔ تو جو حلیہ مبارک مَیں نے خواب میں دیکھا تھا۔ بعینہٖ وہی تھا مَیں نے اس درگاہ عرش اشتباہ پر روئے نیاز ملا۔ اور خانقاہ ملائک پناہ کے گرد چند مرتبہ پھرا۔ اور دیکھا جو دیکھا۔

حضرات القدس میں لکھا ہے کہ ایک سیدزادہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا مخلص مرید تھا اس نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک روز آنجناب کے ایک منکر نے مجھے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا بڑا دعوٰے ہے۔ کہ اگر خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ اس وقت زندہ ہوتے۔ تو میری خدمت کرتے۔ مجھے یہ سنکر تعجب ہؤا۔ مَیں نے کہا یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا طریقہ نہیں۔ کہ اس قسم کی باتیں زبان پر لائیں۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں مرض طاعون میں مبتلا ہو گیا۔ ایک رات شدت مرض میں کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتہ میری جان قبض کرنے کے لئے آسمان سے اترا ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ آموجود ہوئے ہیں۔ اور فرشتے کو فرماتے ہیں۔ کہ سیّد زادہ کو زندگی بخشی گئی ہے تم واپس چلے جاؤ۔ فرشتہ نے پوچھا کہ سبب کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ مرجاتا تو تین آدمی کافر ہو جاتے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے یہ بات جو اس منکر نے بیان کی ہے۔ نہیں فرمائی لیکن ان کی شان اس سے اعلےٰ و ارفع ہے۔ اسی سال سلسلہ چشتیہ کا ایک سجادہ نشین شیخ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مرید ہوا اس نے مرید ہونے کے بعد خود بیان کیا۔ کہ ایک رات میں نے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ کہ گویا لڑائی لڑنے کیلئے جا رہے ہیں اور آپ کے آگے آگے فوج جا رہی ہے۔ اور شاہانہ جھنڈے اٹھائے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص نے مجھے کہا کہ تیرے آباواجداد تو سلسلہ چشتیہ میں مرید تھے۔ تم کیوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ مَیں نے کہا کُتے کو جہاں کچھ ملتا ہے وہیں جاتا ہے۔ اس نے کہا تو نے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ میں کیا فرق دیکھا۔ کہ تو ان کے پاس گیا۔ مَیں نے کہا جو حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو فرق ہے وہی خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ میں ہے۔ اتنے میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ نے اس

شخص کو فرمایا۔ کہ اسے کچھ نہ کہو۔ کیونکہ وہ (حضرت مجدد الف ثانی رض) بھی ہماری امت سے افضل ہے۔ متشرع ہے۔ اور استقامت بدرجہ غایت اُسے حاصل ہے +

ذکر و بیان

سال چہاردھم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ۔ کبار اولیا خواجہ محمد صدیق و خواجہ محمد فرخ و محمد عیسےٰ و ام کلثوم وغیرہ ارتحال فرزندان آنحضرت وغیرہ و ازدواج کلثوم با یحیےٰ پیغمبر علیہ السلام و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شد اند

اس سال شہر سرہند میں وبائے طاعون کچھ ایسی طرح پھوٹ پڑی کہ ہر روز ہزارہا آدمی صفحہ حیات سے تختہ ممات پر پڑنے لگے۔ جب خلقت بہت تنگ آ گئی۔ تو لوگ متفق ہو کر حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی بارگاہ میں آئے۔ اور آنحضرت رض کے آستانہ مبارک پر جبین نیاز گھسائی۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ کی۔ اور بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی۔ دعا سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ حق تعالےٰ اس بلا کا جزیہ ہم سے مانگتا ہے ہم نے ان لوگوں کے عوض اپنا بیٹا دیا ہے۔ چنانچہ اُسی روز آنجناب کے فرزند رشید شیخ محمد عیسےٰ جن کی عمر گیارہ سال تھی۔ مرض طاعون سے فوت ہو گئے۔ آنجناب رض نے غسل دیکر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد حضرت مخدوم قدس سرہ کے مزار میں دفن کیا۔ لیکن وبا میں ذرہ بھر بھی تخفیف نہ ہوئی۔ مخدوم زادہ کی فوتیدگی کے تیسرے دن لوگ پھر حاضر خدمت ہوئے۔ اور وبا کی شکایت کی۔ حضرت قیوم اول رض نے پھر بارگاہ الٰہی میں خلاصی خلق کے لئے توجہ کی۔ الہام ہوا۔ کہ اپنے دوسرے فرزند کو خلقت کے واسطے فدا کرو۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا۔ کہ ہم نے دوسرا فرزند بھی خلقت کے واسطے فدا کیا۔ چنانچہ شیخ محمد فرخ جن کی عمر اس وقت دس سال تھی۔ مرض طاعون سے فوت ہو گئے۔ انہیں بھی حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ لیکن وبا بدستور رہی پھر لوگوں نے آ کر بڑی منت و سماجت اور آہ و زاری کی۔ اس مرتبہ آنجناب نے اپنی دختر فرخندہ اختر ام کلثوم اور حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی ترجہ کو خلقت کیلئے

فدیہ دیا حضرت ام کلثوم نزع کی حالت میں تھی۔ کہ فرشتوں نے آکر آنجناب کو مبارکبادی دی آنجناب حیران ہو گئے۔ کہ یہ مبارکباد اور خوشخبری کیسی ہے۔ بعد ازاں الہام ہوا۔ کہ ہم نے تمہاری بیٹی ام کلثوم کو اپنے رسول یحییٰ علیہ السلام سے جو حصور تھا دی۔ حصور اُسی کہتے ہیں۔ جس نے عورت کو چھوا تک نہ ہو۔ چنانچہ حق تعالٰے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ "سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ" اور یہ انبیا اور فرشتے اس واسطے آئے ہیں۔ کہ ام کلثوم کا نکاح یحییٰ علیہ السلام سے کریں حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ نکاح پڑھا۔ اور باقی تمام انبیا اور فرشتے گواہ بنے۔ نکاح سے فارغ ہوتے ہی ام کلثوم اس دنیا سے سدھاریں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالٰے عنہ نے لوگوں کو ماتم اور غم سے منع فرمایا اور خوشی منانے کے لئے حکم دیا۔ جب غسل دے کر جنازہ اٹھایا۔ تو آنجناب رض نے فرمایا کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام تمام انبیا اور فرشتوں سمیت اس جنازے کے ہمراہ اس طرح ہیں۔ جیسے کوئی بیاہ کے بعد دلہن کو لیجاتا ہے۔ ام کلثوم کو حضرت مخدوم کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ آنجناب رض نے فرمایا۔ کہ جب جنازہ قبر میں رکھا گیا۔ تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی روح نے آکر پکڑ لیا۔ نیز فرمایا کہ ام کلثوم کی قبر کے انوار و برکات ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ کسی ایک اولیا کے بھی نہ ہونگے۔ کیونکہ اس قبر پر نور نبوت کا ظہور ہے۔ ان دو پردہ نشینوں کے وصال کے بعد بھی وبا نہ تھمی۔ لوگ بکثرت مر رہے تھے اسی اثنا میں آنجناب کے سب سے بڑے فرزند اکابر اولیا خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ وبا کوئی ترلقمہ لیا چاہتی ہے۔ سو اس کا ترلقمہ مَیں ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رض کو جو الہام ہوا کہ اپنا بیٹا دو۔ اس بیٹے سے مراد مَیں ہی تھا۔ لیکن آنجناب رض نے بہ سبب شفقت پدرانہ جو انہیں مجھ پر تھی۔ مجھے محفوظ رکھکر دوسرے فرزندوں کو نثار فرمایا۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ فرزند میں تھا۔ سو مَیں اپنے آپ کو خلقت کے واسطے فدا کرتا ہوں یہ فرماتے ہی مرض کے آثار نمایاں ہوئے۔ اور دمبدم مرض غالب آتا گیا۔ حتیٰ کہ تین روز میں آپکا وصال ہو گیا۔ نزع کے وقت آپنے لوگوں کو خوشخبری دی۔ کہ اب اللہ تعالٰے نے لوگوں پر سے مصیبت وبا دور کر دی ہے۔ اگر میرے فوت ہونے کے بعد کوئی شخص اس مرض میں مبتلا ہو۔ تو میرا نام لکھ کر اس کے گلے میں لٹکا دینا۔ اور ایک چہدام میرے نام راہ خدا میں دے دینا۔ اللہ تعالٰے اپنے فضل و کرم سے شفائے کلی عنایت فرمائیگا۔ واقعی آپکے وصال کے بعد کوئی

لہ سردار، بچا ہوا عورتوں سے، اور نبی صالحوں میں سے۔ پ ۳ ع ۱۲

شخص اس مرض سے نہیں مرا۔ اگر کوئی شخص اس مرض سے بیمار بھی ہو جاتا۔ تو آپ کا اسم مبارک (خواجہ محمد صادق) لکھ کر جب اس کے گلے میں لٹکاتے تو فوراً صحتیاب ہو جاتا۔ حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا اسم مبارک وبا کیلئے مجرّب ہے +

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا خلیفۃ اللہ کے وقت میں ایک دفعہ طاعون کا بڑا زور رہا۔ تو آپ نے حضرت خواجہ محمد صادق کا اسم مبارک لکھ کر لوگوں کو دینا شروع کیا۔ جس کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے مریضوں کو شفائے کلی عنایت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد صادق کا اسم مبارک وبا کے لئے بہت مجرّب ہے +

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دیکر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس مکان میں دفن کیا۔ جو مسجد کے شمال کی طرف واقع ہے۔ اور اس سے پیشتر اس زمین کی بابت حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی تھی۔ کہ یہ زمین جنتی ہے اور اپنے مدفن کے لئے آنجناب نے یہی جگہ تجویز فرمائی تھی۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مدفن پر ایک عالیشان گنبد بنوایا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ ابھی حضرت خواجہ محمد صادق کے جنازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک شخص تھال میں روٹیاں رکھ کر لایا۔ اور عرض کی کہ یہ نیاز پیغمبر ہے۔ چونکہ آنجناب کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ اس لئے طعام میں سے لقمہ اٹھایا +

ذکر در بیان روضہ متبرکہ مبشرہ حضرت قیوم اوّل کہ آں روضہ را بشارات

زمین جنت دادہ اند و خبر دادن از ارتحال خویش ازیں جہان بر پیش و بیان

بودن مقابر انبیاء در سر زمین ہند

جو زمین آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی مسجد کے شمال کی طرف ہے اس کے حق میں حضرت قیوم اوّل نے زمین جنت ہونے کی خوشخبری دی ہے +

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زمین جنتی زمین ہے۔ چنانچہ اس بارے میں حدیث بھی ہے "بین القبری والمنبر روضۃ من ریاض الجنۃ" سو ہمارے روضہ کی زمین بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے

فضل و کرم سے بسبب اتباع پیغمبر جنتی بنائی ہے۔ اگر ہمارے مقبرے کی مٹھی بھر خاک کسی قبر میں ڈالی جائے۔ تو بہت کچھ امیدیں ہو سکتی ہیں۔ جو شخص اس جگہ دفن ہو اس کی تو بات ہی جدا ہے۔ جب سلطان اورنگ زیب نے اس خوشخبری کو سنا۔ تو حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی خاک کا ایک گھڑا بھر کر اپنے پاس شاہی خزانے میں رکھا جب اعظم شاہ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ تو اس بدبخت نے شقاوت ازلی کی وجہ سے اپنی بدبختی کے سر پر وہ خاک ڈالی اور کہا کہ یہ خاک ہمارے کس کام کی ہے۔ یہ بادشاہوں کے خزانے کے لائق نہیں۔ جب سلطنت کے بارے میں دونو بھائیوں میں جنگ ہوئی۔ تو معظم کی طرف سے ایسا گرد و غبار اٹھا۔ کہ اعظم شاہ کے لشکر کو شکست دی اس وقت غیب سے آواز آئی۔ کہ یہ وہی خاک ہے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ مبارک سے لی گئی تھی۔ اور تو نے پھینک دی تھی۔ اور یہی اعظم کی سلطنت کے زوال کا باعث ہوئی۔ جس زمین کی بابت جنتی ہونے کی خوشخبری دی گئی اس کا طول چالیس گز اور عرض تیس گز ہے۔ طول میں روضہ منورہ کے دروازہ سے شروع ہو کر گنبد کے شمال کی طرف چھ گز تک ہے۔ اور عرض میں آنجناب کے در دولت سے شروع ہو کر اس کنوئیں تک ہے جو مغرب میں ہے وہ کنواں بھی اسی جنتی زمین میں داخل ہے۔ آنجناب نے اس کنوئیں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو شخص تین دفعہ اس کنوئیں کا پانی پئے گا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو گی۔ اور بالضرور جنت میں داخل ہو گا +

جب آنجناب رضؓ کے فرزند اکبر اکابر اولیا خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا۔ تو اسی زمین مبشر میں مدفون ہوئے۔ چنانچہ آنحضرت ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی عنایت اور اس کے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے شہر سرہند کو جو میری جائے پیدائش ہے میری خاطر ایک گہرے تاریک کنوئیں کو پر کر کے بلند صفہ بنایا اور بہت سے شہر اور زمینوں سے اسے بلند کیا ہے۔ اور یہ کہ اس زمین میں وہ نور ودیعت کیا ہے۔ جو بے صفتی۔ بے رنگی۔ اور بے کیفی کے نور سے لیا گیا ہے۔ اور اس کی رنگت اس نور کی سی ہے۔ جو بیت اللہ شریف کی سرزمین سے چمکتا ہے +

میرے بڑے بیٹے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے چند مہینے پیشتر یہ نور مجھ پر ظاہر کیا گیا۔ یہ بھی بتلایا گیا۔ کہ اس کے ایک کونے میں فقرا ہیں۔ لیکن جو نور وہاں سے چمکا

اس کا علم کسی کو نہ تھا۔ وہ کیفیات سے منزہ ومبرا تھا۔ یہ نور دیکھ کر مجھے خواہش ہوئی۔ کہ مجھے اس زمین میں دفن کیا جائے۔ اور وہ نور میری قبر پر چمکے۔ یہ بات میں نے اپنے بڑے بیٹے (محمد صادق رضی) کو جو صاحب سر تھا بتائی۔ اور یہ بھی بتایا کہ میری یہ خواہش ہے خدا کی قدرت سے میرے اس فرزندار جمند کو یہ دولت مجھ سے پہلے نصیب ہوئی۔ اور خاک کے پردے میں اس دریائے نور میں مستغرق ہوگیا۔ صاحب نعمت کو نعمت مل ہی جاتی ہے یہ شہر اس واسطے بھی بزرگ ہے۔ کہ بڑا بیٹا جو بڑے اولیاء اللہ میں سے تھا۔ اس میں آرام کئے ہوئے ہے۔ موت بعد ظاہر ہوا۔ کہ وہ نور جو بطور ودیعت رکھا گیا ہے وہ میرے ہی قلبی نور کا لمعہ ہے۔ جو میرے دل سے دیکر وہاں اس طرح روشن ہوگیا ہے۔ جیسے مشعل سے چراغ۔ کہدے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے"۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے ✦

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ مجھے بڑے بیٹے کے محاذی مغرب کی طرف دفن کرنا۔ کیونکہ یہ زمین بھی جنت میں ایک روضہ ہے۔ یعنی روضہ قدیم کا صحن جو آنجناب کے وقت میں تھا کیونکہ آج کل روضہ مبارک کا صحن بہت وسیع ہے۔ جس زمین کی بابت جنتی روضہ ہونے کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اس کی حد مقرر کردی گئی۔ اور اسے باقی زمین کی نسبت اونچا کر دیا گیا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کے مرقد پر عالیشان گنبد بنایا گیا ✦

جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔ تو آنجناب رضی کی وصیت کے مطابق حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ اور خازن الرحمت آنجناب کے جنازہ کو گنبد میں لائے۔ اور دفن کرنا چاہا۔ حضرت خواجہ محمد صادق کا مرقد گنبد میں مغرب کی طرف زیادہ مائل تھا۔ جب کدال زمین پر ماری۔ تو آپ کا مرقد از روئے ادب ایک گز مشرق کی طرف ہٹ گیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کو اسی قبہ میں دفن کیا گیا ✦

جب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ انہیں بھی اسی گنبد میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اب یہاں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ بالضرور یہیں دفن کرو۔ لوگوں نے مجبوراً کدال زمین پر مارا۔ تو روضہ مبارک کی چاروں دیواریں پرے ہٹ گئیں۔ اور روضہ مبارک میں جو

فرش بنا یا گیا تھا۔ وہ غائب ہو گیا۔ اب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ مبارک میں بموجب سنت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تین مرقد ہیں۔ اور جو احاطہ روضہ مبارک کے گرد اگرد ہے اس پر تین گنبد ہیں۔ ایک حضرت شیخ محمد یحییٰ علیہ الرحمۃ کا جو آنحضرتؓ کی چھوٹے فرزند تھے دوسرے حضرت خازن الرحمۃ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولوی فرخ شاہؒ کا تیسرا آنجناب رضی اللہ عنہ کا۔

حضرت خواجہ محمد صادق رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ بہت غمگین ہوئے۔ کیونکہ ایسے فرزند کے لئے جو ستشنائے امت ہو ضرور غم ہوا کرتا ہے انشاء اللہ تعالےٰ اُن کے علم و فضل اور بزرگی کا مفصل حال حسب موقع لکھا جائیگا۔ ایک روز ماتم پرسی کے دنوں میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے۔ کہ میری عمر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق تریسٹھ سال ہو گی۔ اور میرے لئے اللہ تعالےٰ کی قضائے مبرم مقرر ہو چکی ہے اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ یہ سنت بھی مجھ سے فوت نہیں ہوئی۔ اب میری عمر کے دس سال اور باقی ہیں۔ میرے دوسرے فرزندوں کی عمریں بڑی دراز ہونگی۔

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ جنگل کی سیر کے واسطے باہر نکلے۔ شہر کے باہر جنوب مشرقی کونے میں۔ ایک بلند ٹیلہ تھا۔ اُسے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ ظہر کی نماز وہیں ادا کی۔ اور دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد لوگوں کو فرمایا کہ نظر کشفی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹیلے پر انبیا کے مقبرے ہیں۔ بلکہ ان بزرگوں نے مجھ سے ملاقات بھی کی ہے۔ اور مجھے کہا ہے کہ ہم اس مقام میں آرام کئے ہوئے ہیں۔

چنانچہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے پہلی جلد کا دو سو چھپواں مکتوب جو حضرت خازن الرحمۃؒ کے نام لکھا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ جو انبیا علیہم السلام ہند میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اور اسی جگہ میں آرام کئے ہوئے ہیں۔ مجھ پر ظاہر ہوئے میں دیکھتا ہوں کہ ان کی قبروں سے نور کے شعلے آسمان تک جا رہے ہیں۔ ہندوستان کے نبیوں کی پیروی کسی نے نہیں کی۔ بلکہ ایک شخص نے بعض کی دو نے بعض کی تین نے پیروی کی۔ نظر کشفی سے معلوم ہوا۔ کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کی پیروی چار شخصوں نے کی ہو۔ اگر میں چاہوں تو اُن کے نام اور قبروں کے نشان بتا سکتا ہوں۔ جو انبیا اس مقام پر آرام

کئے ہوئے ہیں۔ اُن کے شمار کی نسبت مختلف رائے ہیں۔ سب سے صحیح روایت یہ ہے۔ کہ تین پیغمبر مرسل یہاں پر مدفون ہیں۔ ایک روایت کے مطابق پچیس غیر مرسل نبی اور بھی مدفون ہیں ✢

میرے (مصنف ؒ) کے والد بزرگوار نے فرمایا۔ کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اس مقام کی زیارت کے لئے گئے۔ جہاں پیغمبر مدفون ہیں فاتحہ سے فارغ ہوکر لوگوں کو فرمایا۔ کہ اس مقام پر چالیس پیغمبر لیٹے ہوئے ہیں۔ لیکن اُن میں سے بعض طوفان نوح سے بھی پہلے کے مبعوث شدہ ہیں۔ اس مبارک ٹیلہ کی پائنتی کی طرف براس نام ایک گاؤں ہے۔ جو انبیا کی ہجرت گاہ ہے۔ اور یہ ٹیلہ بھی ان انبیا کے وقت میں آباد تھا۔ چونکہ لوگ ان انبیا کے گرویدہ نہ ہوئے۔ اس لئے حق تعالٰے نے اسے تہ و بالا کردیا۔ شہر سرہند سے چھ کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں سنگوتل نام ہے۔ یہاں بھی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں۔ لیکن وہاں کے لوگ اُن پر ایمان نہ لائے۔ حق تعالٰے نے اپنا غضب وہاں نازل فرمایا۔ چنانچہ پتھر آسمان پر سے ان لوگوں پر برسائے گئے۔ اور وہ سب کے سب ہلاک ہوگئے۔ پیغمبر وہاں سے ہجرت کرکے براس میں آگئے اور یہیں وفات پائی ✢

واضح رہے۔ کہ اس قدر انبیا جو یہاں مبعوث ہوئے ہیں۔ یہ ایک ہی وقت میں نہیں ہوئے۔ بلکہ ایک ایک یا دو دو مختلف وقتوں میں ہوتے آئے ہیں۔ اور خلقت کو خدا کی طرف بلاتے آئے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ کے سوائے کوئی اس بات کا قائل نہیں ہوا۔ کہ ہند میں بھی پیغمبر اور نبی مبعوث ہوئے ہیں۔ بلکہ اس کا انکار ہی کرتے آئے ہیں ✢

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالٰے عنہ اسی مکتوب میں "جس میں ہند میں انبیا کے مبعوث ہونے کا ثبوت بیان فرمایا ہے"۔ لکھتے ہیں۔ کہ یہ اللہ تعالٰے کی تقدیسات اور تنزیہات جو اہل ہنود بیان کرتے ہیں۔ وہ انہیں انبیا کے علوم سے چوری کی ہوئی ہیں۔ نہیں تو ان کے نامعقول اقوال الوہیت پر کیونکر دال ہو سکتے تھے۔ نبی۔ رسول اور پیغمبر یہ سب الفاظ عربی فارسی ہیں۔ نہیں معلوم قدیم[1] ہندی زبان میں ان کے لئے کیا لفظ تھے ✢

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد ختم ہوئی۔ اور اُس کی نقلیں ایران، توران اور بدخشان وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں۔ پہلی جلد میں تین سو تیرہ مکتوب ہیں۔ جو انبیائے مرسل۔ اصحاب بدر اور اصحاب طالوت کے عدد کے موافق ہیں۔ اس جلد کے

[1] قدیم ہندی زبان میں بسیٹھ کہتے تھے ۱۲

اخیر میں حضرت خواجہ محمد صادقؒ کی عرض داشتیں حسب الامر آنجناب داخل کی گئی ہیں اس جلد کے جامع شیخ یار محمد بدخشی طالقانی علیہ الرحمۃ ہیں۔ جو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلیفہ تھے۔

ذکر دربیان خلوت کردن حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

عروۃ الوثقےٰ معصوم ربانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و اظہار کردن مقطعات قرآنی

جب اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے قرآنی حروف مقطعات کے اسرار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر ظاہر کئے۔ جو سوائے انبیاء کے کسی پر ظاہر نہیں ہوئے۔ یا صحابہ کرام رضی بطفیل صحبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور یہ اسرار منصب قیومیت کا خاصہ ہیں۔ البتہ قیوم پر یہ اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے اکثر اصحاب اور خلفاء نے آنجناب سے التجا کی کہ ان اسرار سے از راہ عنایت ہمیں بھی آگاہ کیا جائے۔ لیکن آنجنابؓ نے فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے کے بعد سے لیکر آج تک یہ کسی پر ظاہر نہیں ہوئے۔ دوسرے تو درکنار میں اپنے رشتہ داروں میں سے صرف ایک شخص کو اس بات کے قابل پاتا ہوں۔ آنجناب کا اشارہ حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف تھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو بلا کر انہیں اسرار حروف مقطعات قرآنی کا القا فرمایا۔

خواجہ ہاشم کشمیؒ اور ملا بدالدینؒ اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اسرار مقطعات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ پر القا فرمائے۔ تو کسی غیر کو اس سے مطلع کرنا جائز نہ سمجھا۔ بلکہ خلوت میں بلا کر القا فرمائے۔ ہم نے خلوت میں حضرت قیوم ثانیؓ سے نہایت منت و سماجت سے عرض کی۔ کہ جو اسرار حروف مقطعات کے حضرت قیوم اولؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کو القا فرمائے ہیں ہمیں بھی اُن سے سرفراز فرمایا جائے لیکن آپ نے فرمایا۔ کہ اس سے پیشتر میں نے خود کئی مرتبہ حضرت قیوم اول رضی اللہ سے اس بارے میں التجا کی۔ تو آپ یہی فرماتے رہے کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں حق تعالےٰ نے یہ اسرار سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی پر ظاہر نہیں کئے۔ سو وہ بھی انہیں چھپاتے آئے ہیں البتہ حضرت خاتم النبیینؐ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے مخصوص اصحاب کو ان اسرار سے محرم فرمایا

شیطان بڑا زبردست دشمن ہے۔ کہیں چوری چوری سُنتا نہ ہو۔ مَیں نے پھر عرض کی کہ آنجناب کو یہ قدرت حاصل ہے۔ کہ شیطان کو دفع کریں۔ تاکہ چوری سے نہ سُن سکے۔ جب مَیں نے بہت ہی منت وسماجت کی۔ تو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ اور بارگاہ الٰہی سے اجازت طلب کی۔ جب ان اسرار کے اظہار کے لئے مامور ہوئے۔ تو جہان بھر کے جنوں اور شیطانوں کو دریائے شور میں قید کر دیا۔ اور مجھے کعبہ معظمہ کے مکان میں لیجا کر بٹھایا۔ اور گردونواح فرشتوں کی صفیں کھڑی کر دیں۔ حتی کہ فرشتوں نے ایک دوسرے پر کھڑے ہو کر آسمان تک حلقہ بنالیا۔ پھر آنجناب نے ان اسرار کا القا فرمانا شروع کیا۔ تین دن تک ایک ہی وضو میں ایک ہی جلسہ میں رہے۔ صرف نماز فرض، اور سنت موکدہ وقت پر ادا کرتے۔ اس کے سوائے کسی اور شغل میں مشغول نہ ہوتے۔ جب آنجناب ان اسرار کا اظہار فرماتے تھے۔ تو مَیں بیہوش ہو جاتا تھا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ محمد معصوم سمجھ گئے؟ تمہیں بڑا شوق تھا۔ کہ قرآنی حرف مقطعات کے اسرار معلوم کرو۔ مَیں ہوش میں آکر عرض کرتا۔ کہ جناب سمجھا ہوں۔ تین روز تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ بدھ کے روز صبح کی نماز کے بعد یہ معاملہ شروع ہوا۔ اور ماہ مذکور کی نویں تاریخ جمعہ کے روز غروب آفتاب کے وقت ختم ہوا۔ اس وقت آنجناب رض نے ان کے اظہار سے تاکیداً منع فرمایا۔ کہ اگر ذرہ بھر بھی بھید ظاہر ہوا۔ تو گلا کٹ جائیگا۔ اس کے واسطے قلم توڑے گئے کاغذ جلائے گئے۔ نزدیک والے دور ہو گئے طالب مہجور ہو گئے۔ ہاں جس شخص میں منصب قیومیت کی استعداد ہو۔ وہ ان اسرار کو برداشت کر سکتا ہے۔ تین روز تک صرف ایک حرف قاف کے اسرار بیان فرماتے رہے۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر تمام حروف مقطعات کے اسرار منکشف ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے انہیں اسرار کو بطریق توجہ باطنی حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو القا کیا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت حجۃ اللہ رض نے اپنے بعض علوم و معارف حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کئے۔ تو آنجناب نے فرمایا کہ مقطعات قرآنی کے اسرار یہی ہیں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے ان اسرار کو ہر نماز عشا کے بعد بالتمام حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رض کو القا فرمایا۔ ہر رات عشا اور تہجد کی نماز کے وقت حضرت قیوم رابع حجت اللہ پر ان اسرار کا ظہور ہوتا تھا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نہایت مہربانی سے مجھ فقیر حقیر محمد احسانؒ مؤلف کتاب کو حروف مقطعات قرآنی سے سرفراز فرمایا۔ جسے اللہ تعالےٰ چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے! اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ مَیں نے یہ علوم و اسرار "کشف الحقائق مقامات قیومیت" میں شرح و بسط کے ساتھ لکھ دئے ہیں۔ بلکہ اس کتاب کی تصنیف کا باعث بھی یہی علوم و اسرار ہوئے ہیں +

جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ تو فرمایا۔ کہ اس کتاب کے علوم و معارف بہت ہی عجیب ہیں۔ جو آج تک کسی نے نہیں لکھے! اللہ تعالےٰ نے تم پر ظاہر کیے ہیں! ان کا لکھنا تمہیں پر موقوف تھا۔ اس نعمت کا شکریہ بجا لاؤ۔ کہ پروردگار عالم نے تمہیں اپنے ابنائے جنس سے ممتاز فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ چونکہ اس کتاب میں مقامات قیومیت کے حقائق و معارف ہیں! اس واسطے ہم اس کا نام "کشف الحقائق مقامات قیومیت" رکھتے ہیں۔ حروف مقطعات کی تاویلات اور متشابہات بعض علمائے صوفیہ نے بیان کی ہیں۔ چنانچہ وجہ سے مراد ذات اور پدید (ظاہر ہونا) سے مراد قدرت لی ہے! آلف لام میم سے مراد الم بمعنی دردلی ہے۔ جو محبت کیلئے لازم ہے۔ اسی قسم کے بہت سے بیان تحریر کیے ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ یہ تاویلیں اسرار مقطعات کی شان کے لائق نہیں۔ وہ بیچارے بھی کیا کریں۔ معذور ہیں! انہیں خبر ہی نہیں۔ کہ ان اسرار سے واقف سوائے قیوم اربعہؓ کے کوئی نہیں۔ یا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صحابہ کرام تھے +

مَیں (مصنف کتاب) نے جو اسرار مقطعات لکھے ہیں۔ اگر کوئی انصاف کی نگاہ سے انہیں دیکھے۔ تو اُسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کیا نزاکت و لطافت بیان کی ہے! اور اسماء و صفات شیونات۔ اور اعتبارات ذات کے تمام علوم و معارف انہیں اسرار سے نکالکر لکھ دئے ہیں +

فرستادن حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ خلفائے خود باطراف و اکناف عالم وقضایا کہ آنہا را در ان ولایت روئے داد

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اللہ تعالےٰ کے حکم کی بموجب اپنے خلفا کو خلقت کی ہدایت کے واسطے اطراف و جوانب میں بھیجا۔ چنانچہ اپنے مخصوص یاروں میں سے ستر آدمی ترکستان اور دشت قبچاق کی طرف روانہ فرمائے! ان کا سردار مولانا محمد قلیم

طائفانی رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر فرمایا۔ اور چالیس آدمی عرب یمن۔ شام اور روم کی طرف بسر کردگی مولانا فرخ حسینؒ روانہ فرمائے۔ اور اپنے دس معتبر یار مولانا صادق کابلی کی تحت میں کاشغر کی جانب روانہ فرمائے۔ اور تنیس بڑے خلیفوں کو توران بدخشان اور خراسان کی طرف رخصت کیا۔ اور اُن کا سردار شیخ احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ مقرر فرمایا۔ جب یہ بزرگوار مذکورہ بالا ولائتوں میں پہنچے۔ تو لوگوں نے ان کی بڑی عزت کی۔ اور بہت سے مرید ہو گئے۔ ان ممالک میں ان بزرگوں سے بیشمار کرامات اور خوارق عادات ظہور میں آئے۔ اس واسطے وہاں کے اکثر لوگ ان کی طرف رجوع ہوئے۔ حتیٰ کہ ان ملکوں کے بادشاہ بھی مرید بن گئے +

کہتے ہیں کہ جب آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلفا ترکستان گئے۔ تو وہاں کے اکثر لوگ وحشی سیرت ہوتے ہیں۔ اس واسطے بعض نے رجوع کیا۔ اور بعض نہ صرف منکر ہوئے بلکہ سخت مخالف بن گئے۔ ایک روز یہ بزرگ جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بہت سے اور منکر بھی موجود تھے۔ اس وقت وہاں کا بادشاہ بھی اُن کی زیارت کیلئے آیا ہوا تھا۔ اُن کی زبان سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ بعض آدمی ہمارے منکر ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ معلوم نہیں کہ ہمارا منکر ہونا مضرت ایمان کا موجب ہے۔ بعد ازاں آدمیوں کے گھوڑوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اس بات کی گواہی دو۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور تمہیں لوگوں کی راہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اُن گھوڑوں نے فصیح زبان سے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ قیوم عالم ہیں۔ اور انہوں نے تمہیں ان لوگوں کی راہنمائی کے لئے بھیجا ہے اگر یہ لوگ ان بزرگوں کی اطاعت کرینگے۔ تو دنیا و آخرت کی بہتری حاصل کرینگے۔ اور اگر منکر رہینگے تو اُن کی دنیا و آخرت دونو تباہ ہو جائینگی۔ اسی اثنا میں جو پرندے اُڑ رہے تھے انہوں نے بھی صاف الفاظ میں یہی مضمون ادا کیا۔ ترک لوگ اس قسم کا تصرف دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور سب کے سب مرید ہو گئے وہاں کے بادشاہ بھی اُن کے مرید ہو گئے۔ ان بزرگوں سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔ اسی طرح باقی ولائتوں میں جو خلفا گئے۔ اُن سے بھی بڑی بڑی اور بے شمار کرامتیں ظہور میں آئیں۔ اگر انہیں مفصل لکھا جاوے تو الگ ایک دفتر درکار ہو۔ غرضیکہ ان ملکوں کے تمام چھوٹے بڑے امیر وزیر اور بادشاہ تک آنحضرت رضہ کے خلفا کی خدمت میں مرید ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی اپنی عرضیاں معہ ہدیوں اور تحفوں اور ارادت کے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجیں۔

اور بہت سے کڑی منزلیں طے کرکے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے ہر ایک اس کی قدر کے موافق عنایت اور مہربانی فرمائی۔ اور اپنے مریدوں میں داخل فرمایا +

ذکر در بیان

سال پانزدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ و بیان کثرت ارشاد و سلطنت آنحضرت و رجوع کردن تمام جہان و جہانیان و سلاطین ہفت اقلیم و مشائخ زمان و علمائے جہان وغیرہ اصاغر و اکابر خلق بجناب حضرت قیوم اول و خلافت دادن شیخ بدیع الدین را و فرستادن بہ لشکر سلطان ہند و قضایا کہ شیخ را آنجا دست دادہ اند و انحراف مزاج سلطان ہند از حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بزرگی شہرہ اور ارشاد کا غلغلہ جہان اور اہل جہان تک پہنچ گیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تجدید کی نوبت ساتوں ولایتوں میں بجنے لگی۔ اور قیومیت کی شہرت و خوشبو تمام جہان میں پھیل گئی۔ اور ان قبلہ ولایت کی ہدایت کا نقارہ آسمانوں پر بجنے لگا۔ اور جن و انس کے مرشد کا نور فیضان عرش و کرسی تک چمکنے لگا ؎

زارشاد او گشت روشن جہاں ... بسجدہ درآمد زمین و زماں

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ "جب اللہ تعالٰی کی فتح و نصرت آتی ہے تو لوگ گروہا گروہ دین الٰہی میں داخل ہونے لگتے ہیں"۔ کے مطابق مشرق مغرب اور شمال اور جنوب کے مختلف ملکوں اور شہروں کے لوگوں کو آنجناب کے شمائل مبارک بذریعہ خواب اشاروں اور واقعات کے معلوم ہوئے۔ اور نیز انبیا اور اولیا نے بھی انہیں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کی ترغیب دی تو خلقت ٹڈی دل کی طرح آنجناب کی خدمت میں دوڑی آتی تھی۔ اور جوق در جوق مشائخ زمانہ اپنی مشیخیت ترک کرکے صاحب قیومیت کی خدمت بابرکت و سعادت سے مشرف ہوتے تھے۔ اور اس زمانہ کے بڑے بڑے جید علما درس و تدریس ترک کرکے جناب

قطب الاقطاب کی ملازمت کو فخر سمجھتے تھے۔ ساتوں ولائتوں کے بادشاہوں نے آنجناب
کی غلامی کا غاشیہ اپنے کندھوں پر لیا۔ اور ارادت کا بالا کان میں پہنا۔ ؎

از جلوۂ او ہفت اقلیم — جنبید ہزار تخت و دیہیم

زمانہ بھر کے بڑے بڑے اولیا حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت کو پروردگار
کے پورے پورے قرب کا موجب سمجھتے تھے۔ اور تمام جہان کے چھوٹے بڑے وضیع شریف
بادشاہ و غلام۔ چاروں طرف سے اس طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ جیسے پروانے
شمع پر مائل ہوتے ہیں۔ کیونکہ آنجناب امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام گذشتہ و آئندہ
اولیا میں سے افضل تھے۔ اور تمام اہل جہان مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک
رزق۔ روزی۔ عمر۔ شفا۔ سالکوں کی باطنی ترقی۔ ہدایت و فیضان ولایت۔ ایمان اللہ
تعالےٰ کی طرح طرح کی نعمتیں فیض و ہدایت وغیرہ وغیرہ سب کا حاصل کرنا آنجناب ہی کے
طفیل اور وسیلے سے وابستہ ہے۔ آنجناب کا افاضہ آپ کی توجہ کا منتظر نہیں۔ اور
افادہ کے لئے آنجناب کے ارادہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ سورج اور چاند کی روشنی کی طرح خود
بخود تفضل کے طور پر موجودات کی ہر ایک چیز پر چمک رہا ہے۔ جناب کے طفیل ہزار در ہزار
خلقت دریائے غفلت سے نکلکر دائمی حضور کے ساحل پر پہنچی۔ اور آنجناب کی توجہ سے گمراہی
کے جنگل کے بے شمار سرگشتہ و آوارہ شاہراہ ہدایت پر آگئے۔ ہر روز ہزارہا آدمی توبہ
و انابت کر کے آنجناب کے مرید ہوتے تھے۔ اور آنجناب کی ایک ہی توجہ باطنی سے
تقلید کا لباس اتار کر پایۂ تحقیق سے مشرف ہوتے۔ اور ولایت کی فنائے اتم اور بقائے اکمل
حاصل کرتے تھے۔ اور پروردگار کے انتہائی قرب سے جس سے اوپر وہم و خیال میں بھی نہیں
آسکتا۔ اور جسے آیندہ اور گذشتہ اولیا میں سے کسی نے حاصل نہیں کیا۔ مشرف ہوتے
تھے۔ جب ان لوگوں نے آنحضرت کا اس قدر تصرف اپنے آپ میں مشاہدہ کیا
تو آنجناب کے صورت و معنی کے عاشق بن گئے۔ آنحضرت کے حضور میں گویا ان کی
کچھ ہستی ہی نہ تھی۔ فروتنی اور ادب و انکسار سے نقش دیوار کی طرح دور کھڑے رہتے۔
جب تک ان محبوب رب العلمین کا خطاب نہ ہوتا کسی کو ہمزبانی کی مجال نہ ہوتی تھی۔
آنجناب کی مجلس کی عظمت اور دبدبے کے یہ نشان تھے۔ کہ کسی امیر وزیر بادشاہ۔ قیصر
خاقان و خان وغیرہ کو بات کرنے کی مجال نہ تھی۔ بلکہ ایک دوسرے سے بات چیت

کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ جب آنجناب اُن کی طرف توجہ فرماتے۔ تو یہ ایسے سٹ پٹا جاتے کہ اُن سے جواب تک نہ دیا جاتا۔ اگر بیٹھے ہوتے۔ تو فی الفور کھڑے ہو جاتے۔ اور آنجناب کے حضور میں رکوع نماز کی طرح جھکتے۔ اور جب تک آنجناب پھر بیٹھنے کیلئے نہ فرماتے۔ بدستور جھکے رہتے۔ اور جب حسب الحکم بیٹھتے تو آداب بجالاکر ان قبلۂ اولیا کی مجلس میں بغیر اجازت کسی کو بیٹھنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اور آنحضرت عالم پناہ رضی اللہ عنہ نگاہ جس طرف کرتے لوگ سلام کرتے۔ اگر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاہ و جلال اور حشمت کو لکھا جائے۔ تو کئی دفتر چاہئیں۔ صرف اسی پر اکتفا کی جاتی ہے "القلیل یدل علی کثیر" +

غرضیکہ کامل اولیا۔ طالبان مولا۔ دوستان خدا۔ اور حق پرستوں کا ایسا مجمع جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے لیکر آج تک جہان میں ہوا اور نہ آئندہ قیامت تک ہوگا۔ جو طالبان حق حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھے۔ جو شخص انہیں دیکھتا۔ بے اختیار "ان ھذا الا ملک کریم" پکار اُٹھتا۔ آنحضرت رضؓ نے اپنے ہر ایک مرید کی تربیت کرکے خلافت دیکر دور و نزدیک کے شہروں اور ملکوں میں بھیجدیا حتیٰ کہ عرب عجم۔ ماوراء النہر۔ بدخشان اور ہندوستان میں سے کوئی ایسا قطع نہ تھا جو آنجناب کے خلفا سے خالی ہو۔ اور توران اور ہند کی ولایتوں میں سے کوئی جگہ ایسی نہ تھی۔ جہاں آنجناب نے اپنے مخصوص یار اور مرید کو خلافت دیکر مقرر نہ فرمایا ہو۔ آنجناب کے ہر ایک خلیفہ نے مکان ٹھیک ٹھاک کرکے بڑے استغنا سے مربع بیٹھ کر حق کی تسبیح وتہلیل کا غلغلہ اور اوراد کا طنطنہ بلند کرکے دین متین کا ہنگامہ گرم کیا ہوا تھا۔ چنانچہ بلخ اور بدخشان کے تخت نشین اور ایران و توران کے حاکم وغیرہ جہان بھر کے بادشاہ ولایت اور شہروں کو ہدایت فرما خلفا کی ملائک نشان آستان کی خاک پر سجدہ کرتے ہوئے۔ نہایت آرزو اور بدرجہ غایت تمنا سے پیشانی گھسکر دو نو جہان کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ اپنی نیازمندی اور ارادت کے بارے میں عرضیاں معہ تحفوں اور ہدیوں کے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کرتے۔ اور آنحضرت کی عنایت و مہربانی کے مورد بنتے +

اسی سال شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جو آنجناب کے مخصوص خلفا میں سے تھے سلطان ہند کے لشکر کی خلافت دیکر آنجناب رضؓ نے بھیجا۔ آپ کے بھیجے جانے کی وجہ یہ تھی۔ کہ جب سلطان جلال الدین داخل فنے لنا رہوا۔ تو ارکان سلطنت نے اس کے بیٹے جہانگیر کو تخت پر بٹھایا۔

اُس نے بھی باپ کی طرح اپنے آپ کو خلقت سے سجدہ کرایا۔ اور اپنے باپ کی دوسری رسوم باطل کو رواج دیا۔ اس کا وزیر اعظم اور وکیل مطلق بھی دین متین کا بڑا بھاری دشمن تھا۔ سلطان کے مزاج میں سوداوی خلط غالب تھی۔ اس واسطے جو کچھ چاہتے تھے۔ اسی پر اُسے مائل کر دیتے۔ اکبر بادشاہ کے مرنے پر مسلمان رعایا خوشیاں مناتی تھی۔ کہ شاید اللہ تعالے نے ہمیں غلبہ کفر سے رہائی دلوائی۔ لیکن جب دیکھا کہ حالت بدستور ہے۔ تو بہت گھبرائے اور حضرت قیوم اول کی خدمت میں آکر آہ و زاری کی۔ اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے لئے توجہ بلیغ کی درخواست کی۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ جب تک ہم اپنے نفس پر تکلیف گوارا نہ کرینگے۔ خلق خدا اس بلا سے خلاصی نہیں پائے گی۔ بعد ازاں شیخ بدیع الدینؒ کو خلافت عنایت کر کے جہانگیر کے لشکر میں بھیجا۔ رخصت کے وقت شیخ صاحب کو فرمایا۔ کہ تمہیں بادشاہی فوج میں قبولیت عامہ نصیب ہوگی اگر کسی باعث سے تمہیں تکلیف بھی پہنچے۔ تو مستقل مزاج رہنا۔ اور ہماری اجازت بغیر وہاں سے حرکت نہ کرنا۔ اگر مستقل مزاج نہ رہو گے۔ تو خود بھی تکلیف اٹھاؤ گے۔ اور ہمیں بھی تکلیف ہوگی۔ فی الواقعہ بادشاہ کے لشکر میں شیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اکثر ارکان سلطنت نے شیخ سے رجوع کیا۔ اور لشکر کے ہزارہا آدمی مرید ہو گئے۔ اور ہر روز اس قدر ہجوم ہوتا۔ کہ بڑے بڑے امیروں کو بڑی مشکل سے شیخ صاحب کی زیارت نصیب ہوتی۔ آنجناب کے مخالف حسرت اور حسد کی آگ میں اس طرح جلتے تھے۔ جیسے حرمل کا دانہ آگ پر۔ اسی اثنا میں شیخ صاحب نے کسی محتاج کیلئے آصف جاہ وزیر کے باپ اعتماد الدولہ کی طرف سفارش کی۔ لیکن القاب کچھ ہلکے رسیل کا تھا۔ جیسے کوئی ادنےٰ دوست کی طرف لکھتا ہے۔ لیکن اس نے شیخ صاحب کے لحاظ سے اس محتاج کی ضرورت کو پورا کر دیا۔ اتفاق سے اسی وقت آصف جاہ آنکلا۔ اُس نے شیخ صاحب کا رقعہ اٹھا کر پڑھا۔ تو پوچھا یہ کون ہے۔ جو ہمیں اس طرح سے معمولی القاب لکھتا ہے۔ حاضرین میں سے ایک نے بتایا۔ کہ شیخ صاحب نے لکھا ہے۔ پھر پوچھا یہ کسی کا مرید ہے؟ اُس نے کہا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا مرید ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک سن کر سانپ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگا۔ اور اُس کے دماغ سے آگ کا دھواں نکلا۔ اس سے پیشتر بھی اُسے آنحضرتؓ سے پوری دشمنی تھی۔ کیونکہ وہ خود دین متین کا دشمن تھا۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ سے روز بروز دین متین کو زیب و زینت حاصل ہوتی تھی۔ اس لیئے موقعہ پاکر اس نے بادشاہ کو کہا کہ آج کل شہر سرہند

میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے پاس ایک لاکھ جرار زرہ پوش جنگی سوار موجود ہیں۔ اور ایران توران اور بدخشان وغیرہ کے بادشاہ ان کے بہت نیازمند اور مرید ہیں۔ چنانچہ ان کا ایک خلیفہ اس لشکر میں بھی آیا ہے۔ آپکے تمام اراکین سلطنت اس کے مرید ہیں شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی رض) کے دل میں سلطنت کی خواہش ہے اگر آج لشکر جمع کرنا چاہے۔ تو اس قدر آدمی اکٹھے کر سکتے ہیں۔ کہ ماضی او رحال کے کسی بادشاہ نے نہ اکٹھا کیا ہو۔ اسی طرح شاہ اسمٰعیل پہلے فقیر تھا۔ اس نے بھی مریدوں کو ہی جمع کرکے بارہ ہزار اسوار کا مقابلہ کرکے سلطنت ایران پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب یہ شیخ صاحب اس قدر جمع کر لینگے۔ کہ تمہیں اس کے مقابلے کی تاب نہ رہیگی۔ تو پھر کیا علاج کیا جائیگا۔ بہتر ہے کہ اس کا انسداد پہلے ہی سے کر لیا جائے۔ اس کے لئے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ شیخ صاحب کے جو خلیفہ آپکے لشکر میں ہیں۔ ان کے پاس جو لوگ جاتے ہیں انہیں قطعاً منع کیا جائے۔ کہ وہ شیخ بدیع الدین سے آمدورفت نہ رکھیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی رض) کو بلاکر مطیع کرنا چاہیئے۔ اگر فرمانبرداری سے سر پھیرے تو قید کردینا چاہیئے۔ بے وقوف بادشاہ وزیر کی ابلہ فریب باتیں سُنکر ڈرا اور حکم دیا۔ کہ آیندہ کوئی شخص شیخ بدیع الدین سے آمدورفت نہ کرے۔ یہ حکم سُن کر بعض ضعیف الاعتقاد آمدورفت سے باز آئے۔ بعض خفیہ طور پر آتے جاتے رہے۔ اور بعض راسخ الاعتقاد علانیہ بلاتکلف شیخ صاحب کی خدمت میں آتے رہے۔ اب دن رات بادشاہ کے پاس حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالٰے عنہ کا ذکر ہوتا رہتا۔ تمام گلی کوچوں۔ بازاروں۔ گاؤں۔ شہروں بلکہ تمام ممالک محروسہ ہند میں بھی چرچا ہو گیا۔ بادشاہ نے جاسوس مقرر کئے۔ جو ہر وقت آنحضرت اور آپکے خلفا کی خبر پہنچاتے رہتے۔ آنحضرت رض کے بعض نازک معارف جنہیں عام لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے۔ شیخ صاحب ان معارف کو بیان فرماتے دین متین کے بعض دشمنوں نے ان معارف کو بادشاہ سے اس طرح بیان کیا۔ کہ شیخ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی رض) اپنے آپکو یہ اور وہ بتاتا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رض کے برابر کہتا ہے۔ اس واسطے ہر کمینہ اور دشمن دین آنجناب رض کے بارے میں واہی تباہی باتیں کرتا تھا۔ لشکر میں سے جو شخص شیخ بدیع الدین کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ مورد غضب شاہی ہوتا۔ شیخ صاحب لوگوں کو بارہا منع فرماتے کہ میرے پاس نہ آؤ

میرے پاس آنے سے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ شیخ صاحب نے حیران و پریشان ہو کر ایک عرضی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ جس میں سارا ماجرا عرض کر نیکے بعد التماس کی کہ مجھ سے کرامات صادر ہوں۔ اس کے جواب میں آنحضرت نے شیخ صاحب کو بہت تسلی اور دلاسا دیا اور مستقل مزاج رہنے کی سخت تاکید فرمائی۔ کہ میرے حکم بغیر شاہی لشکر سے نہ ہلنا۔ خواہ کسی قسم کی تکلیف ہی کیوں نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی دکھ نہ ہوگا۔ اور جو کرامات کی بابت لکھا ہے۔ سو کرامات کے لئے منتظر رہو۔ انشاء اللہ ہونگی۔ واقعی اس کے بعد شیخ صاحب سے بہت کرامات ظاہر ہوئیں۔ چنانچہ ایک روز کوئی امیر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شیخ صاحب نے اُسے فرمایا کہ اس فتنہ و فساد کو کسی طرح فرو کرو۔ اس سیہ بخت برگشتہ روزگار نے کہا مجھ سے یہ امید نہ رکھو۔ جو نا قابل بیان بات ہوگی میں چغلی کے طور پر ابھی جا کر بادشاہ سے کہونگا۔ شیخ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ اگر ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ الٰہی میں ایسا قرب حاصل ہے۔ جیسا کہ ہم خیال کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ تجھے بُری بات کرنے کی مہلت ہی نہ دے۔ قریب ہے کہ تو بلا و مصیبت میں گرفتار ہووے۔ جس سے تجھے رہائی ناممکن ہو۔ وہ نالائق جب بادشاہ کے پاس گیا۔ تو سجدہ کرنے کے بعد اُس نے بدگوئی کے لئے ابھی حضرت قیوم اول کا اسم مبارک لیا ہی تھا۔ کہ اس کے پیٹ میں ایسا درد پیدا ہوا۔ کہ اس کی رنگت بدل گئی۔ زبان بند ہو گئی۔ اور تخت کے آگے زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اور دونوں ہاتھوں سے سر پیٹتا تھا۔ اسی طرح تڑپ تڑپ اور سر پیٹ پیٹ کر ایک گھڑی بعد داخل فی النار ہوا۔

جب مخالفان دین نے یہ حال دیکھا تو شیخ صاحب کو جادوگر بنایا۔ علاوہ ازیں شیخ صاحب سے بہت بہت کرامات ظاہر ہوئیں۔ جن کا یہاں لکھنا موجب طوالت کلام ہے۔

بے تدبیر شیطان نظیر وزیر مخالفان دین اور منافقان بے یقین سے ملکر پوشیدہ ہی پوشیدہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بارے میں صلاح و مشورے کیا کرتا تھا۔ کہ ان سے کیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ بعض نے کہا نظر بند کرنا چاہیئے۔ وزیر کے متعلقین میں سے ایک شخص جو دل و جان سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا معتقد تھا۔ اس نے اس امر کی اطلاع شیخ بدیع الدین کو دی۔ شیخ صاحب نے آنجناب کی خدمت میں اس منصوبہ کے بارے میں عرضداشت بھیجنی چاہی۔ لیکن چونکہ سخت ممانعت ہو چکی تھی۔ کہ کوئی شخص لشکر سے سرہند میں کسی قسم

کی چٹھی پڑے جائے۔ اس واسطے آنحضرت رضے اللہ عنہ کو اطلاع دینے کی خاطر خود شیخ صاحب نے آنجناب کی زیارت کا ارادہ کیا۔ جب سرہند پہنچے۔ تو آنجناب شیخ صاحب پر سخت ناراض ہوئے۔ کہ مَیں نے تجھے تاکیداً منع کیا تھا۔ کہ وہاں سے میری اجازت بغیر نہ آنا۔ یہ خطا جو تجھ سے سرزد ہوئی ہے۔ اچھا جو ہوا بہتر ہوُا۔ اب تو واپس نہیں جائیگا۔ شیخ صاحب نے سمجھا کہ آنجناب نے بسبب غصہ واپس جانے سے منع فرمایا ہے۔ مصلحت یہی ہے کہ مَیں واپس جاؤں چنانچہ آنجناب کی اجازت بغیر پھر شاہی لشکر میں چلے گئے۔ لوگوں نے شیخ صاحب کے آنے جانے کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ مخالفوں نے بادشاہ کو یہ پٹی پڑھائی۔ کہ شیخ صاحب جو سرہند آئے گئے ہیں۔ وہ اس واسطے کہ لشکر کے اکثر ارکان سلطنت نے شیخ صاحب سے عہد و پیمان کیا ہوُا ہے۔ ان کا پیغام لیکر شیخ نے حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کو پہنچایا ہے اور اس حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کا پیغام اراکین سلطنت کو دیا ہے۔ اب جو تدبیر کرنی چاہیئے جلدی کرنی چاہیئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے شیخ صاحب کو بُری طرح جھڑکا کہ تم کسی طرح بھی لشکر شاہی کی خلافت کے لائق نہیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب کی حرکت کی طفیل جو کچھ آنحضرت رضؓ کے سر پر بیتی سو بیتی +

انہیں دنوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی دُختر فرخندہ اختر کی شادی میر صفر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی +

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ عید فطر کے روز شہر سامانہ کے خطیب نے خطبہ میں خلفاے راشدین رضؓ کے اسم گرامی نہیں لئے۔ اور یہ کہ دکن کے کسی شہر میں ایک شاعر ہے۔ جس نے اپنا تخلص کفری کیا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ازراہ عنایت سامانہ کے رؤسا کو لکھا کہ تم نے خطبہ میں سے خلفائے راشدین کے اسم گرامی کیوں نکال دئے۔ آیندہ ایسا نہ کرنا۔ اگرچہ خلفاے راشدین کے اسماے مبارک خطبہ میں داخل نہیں۔ لیکن چونکہ اس وقت مخالفانِ دین بکثرت ہیں۔ اور باطل مذہب بھی بہت پھیل چکا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے اسماے مبارک معہ وصف تمام خطبہ میں پڑھے جائیں۔ اس شاعر کی طرف تنبیہاً لکھا۔ کہ یہ تخلص چھوڑ کر اس کی بجاے اسلامی تخلص کرو۔ اس ضلع کے حاکم کو بھی لکھا کہ اس شاعر کو بلا کر اس سے یہ تخلص چھڑوا دو +

ذکر در بیان

سال شانزدہم از تجدید الف قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانیؒ وطلبیدن آنحضرت را سلطان ہند وتکلیف کردن سجدہ وابا نمودن آنجناب از سجدہ سلطان وحبس کردن والئے ہند حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ را

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو الہام ہوُا۔ کہ جب تک اپنے نفس پر تکلیف گوارا نہ کرو گے۔ دین متین کی تجدید نہ ہو گی۔ اور کفر کی تاریکی سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی سے مبدل نہ ہو گی۔ اور نہ ہی دین کو فروغ اور زینت حاصل ہو گی۔ اور خلقت ہدایت سے محروم ہوجائیگی۔ اگر یہ باتیں ملحوظ ہوں تو تکلیف برداشت کرلو۔ جیساکہ گذشتہ انبیا کفار سے تکلیفیں اٹھاتے آئے ہیں۔ تو اُن کے دین کو رواج ہوُا ہے۔ انبیاء اولوالعزم سے لازمی تھا کہ وہ کافروں سے جہاد کریں۔ اور اُن کی اذیتوں کو برداشت کریں۔ تمہیں معلوم ہے کہ خاصکر حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار سے کیسی کیسی صعوبتیں اٹھائیں۔ علاوہ ازیں حق تعالےٰ کی عظمت وجلالت کے بعض اسمائ ایسے ہیں۔ کہ اُن کی سیر بغیر تکلیف اٹھائے ہو نہیں سکتی۔ تمہارے لئے ضروری ہے۔ کہ پیغمبری سنت کا استعمال اپنے حق میں کرو +

حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ اس الہام کے بعد قضائے پروردگار پر راضی ہوئے۔ اور مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے پورے طور پر مستعد ہوئے۔ صبر کو اپنا شعار بنا لیا۔ اور اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو اس امر کی اطلاع دے دی۔ اور سب کو صبر وتحمل کے واسطے تاکید کی +

القصہ جب وزیر کے بہکانے سے جہانگیر حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی طرف سے سخت بدظن ہو گیا۔ جیساکہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اور وزیر بے تدبیر معہ مخالفان دین متین دن رات اسی فکر میں تھا۔ کہ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو کس قسم کی تکلیف پہنچائی جائے ایک روز تمام مخالفوں نے قلعہ میں بادشاہ کے روبرو یہ تجویز پیش کی۔ کہ ایک لشکر جرار بھیجکر اچانک شیخ صاحب کو معہ مریدوں کے قتل کروا دینا چاہیئے۔ وزیر نے کہا۔ یہ

بودی تدبیر ہے۔ کیونکہ لشکر اور فوج کے بہت سے ارکین شیخ صاحب کے مرید ہیں۔ اور ہر روز ہماری خبروں کی جستجو کرتے رہتے ہیں۔ اور فوج شاہی کا اکثر حصہ ان کے حکم میں ہے اگر ہم شیخ صاحب کے لئے لشکر مقرر بھی کریں۔ تو انہیں اس امر کی اطلاع ہو گی۔ وہ ضرور شورہ پشت ہو جائینگے اور فساد برپا کرینگے۔ جس سے تمام ممالک محروسہ میں خلل اور فساد برپا ہو جائیگا اندیشہ ہے۔ بعض کی یہ رائے ہوئی۔ کہ انہیں ہندوستان سے نکالدینا چاہیئے۔ وزیر نے کہا یہ تدبیر بھی درست نہیں۔ کیونکہ شیخ صاحب میں خوش بیانی اور روانی اس قدر ہے۔ کہ جہاں کہیں جاتے ہیں۔ لوگ ان کے شیفتہ و فریفتہ ہو جاتے ہیں اور جہان کے اکثر بادشاہ اُن کے مرید ہیں۔ اور اُن کے خلفا تمام جہان میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہزارہا ان کے طریقہ میں داخل ہیں۔ جب وہ دیکھینگے کہ ہم نے اُن کے پیشوا کو ملک بدر کیا ہے۔ تو ضرور ہم سے بدلہ لینے کے لئے کمربستہ ہو جائینگے۔ اور توران خراسان کے بادشاہ جو اُن کے مرید ہیں۔ وہ اپنے شیخ کے ننگ و ناموس کے لئے ضرور بالضرور اُٹھ کھڑے ہونگے۔ اور ہندوستان کے امیر بھی باغی ہو کر اُن سے ملجائینگے۔ اور تمام جہان ہماری دشمنی پر کمربستہ ہو جائیگا۔ اس وقت بڑی مشکل ہو گی اور ہندوستان والوں کیلئے بڑا نازک موقعہ آجائیگا۔ اور اس مصیبت کا دور کرنا احاطہ امکان سے خارج ہو گا۔ بادشاہ نے پوچھا تو پھر کیا کرنا چاہیئے۔ وزیر نے کہا۔ اس کا علاج اس کے سوائے اور کوئی نہیں۔ کہ پہلے ان ارکان سلطنت اور لشکریوں کو جو شیخ صاحب کے مرید ہیں دور دراز علاقے میں بھیجدینا چاہیئے۔ اور بعد ازاں شیخ صاحب کو معہ خلفا بلا کر شاہ اکبر کی موضوعہ رسم و آئین کی اطاعت کے لئے کہنا چاہیئے۔ اگر مان جائیں تو بہتر (یعنی سجدہ کریں اور اطاعت کریں) لشکر میں رکھو۔ اور اگر سجدہ نہ کیا اور اطاعت نہ کی۔ اور رسوم آئین بجا نہ لایا۔ تو بڑی احتیاط سے اسے قید کر دینا چاہیئے۔ تاکہ اس کے مخلص اور مرید اس تک پہنچ نہ سکیں۔ اور بڑی سختی سے قید کرنا چاہیئے۔ جب سختی پہنچیگی۔ خود بخود اطاعت کریگا اور رسم آئین کی بابت جو کچھ ہم کہینگے۔ ضرور مان لیگا۔ ایسا کرنے سے اگر ہند کے امرا اور اس کے مرید شور کریں گے۔ کہ کہیں ہمارا شیخ قتل نہ کیا جائے۔ اگر بالفرض شورش کریں بھی۔ تو پہلے شیخ کو معہ خلفا کے قتل کریں گے اور بعد میں باغیوں سے سمجھ لیں گے جب اُن کا پیشوا قتل ہو جائیگا۔ تو پھر ان میں مقابلے کی طاقت نہ رہیگی۔ اور نہ ہی پھر اُن کے

خلفا ہونگے۔ جو اُن کے جانشین ہوسکیں۔ مجبوراً تتر بتر ہوجائینگے۔ اور شیخ کی ماتم پرسی پر
بیٹھ جائینگے۔ اتنے میں جب دوسرے ملکوں کے خلفا آئینگے۔ ہم بھی ان کے ساتھ ماتم پرسی
میں شریک ہوجائینگے۔ اور عذر وحیلہ کرینگے۔ اور کہینگے کہ شیخ صاحب کو دوسرے مخالفوں
نے شہید کردیا ہے۔ ہم اس میں بالکل بے گناہ ہیں۔ ہم چند ایک واجب القتل اشخاص کو لاکر
شیخ صاحب کے عوض میں قتل کرینگے۔ اور شیخ صاحب کا مزار پرتکلف بنوا دینگے۔ اور
ان کی موت پر اظہار رنج والم کرینگے۔ اور شیخ صاحب کے دوسرے مریدوں کو بہت سا
روپیہ اور جاگیر دینگے۔ اور جو خلفا دوسرے ملکوں میں ہیں۔ اُن کو معہ اُن ولایتوں کی تحفے
تحائف بھیجدینگے۔ اور ساتھ ہی تعزیت نامہ شیخ صاحب کی بابت ارسال کرینگے۔ اور اس
تعزیت نامے میں حیلے عذر اور افسوس کا اظہار کرینگے۔ جب وہاں کے لوگ شیخ صاحب کے
فاتحہ کیلئے آئینگے۔ تو جونہی ہماری حد میں داخل ہونگے۔ ہم بڑی آؤ بھگت کرینگے۔ اور
ہر منزل پر سامان ضیافت و مہمان نوازی مہیا کرینگے۔ جب یہاں پہنچینگے۔ تو ہر ایک
کے مرتبے کے موافق اس سے نیک سلوک کرینگے۔ جب وہ ہماری طرف سے اس قدر سلوک
دیکھینگے۔ تو ضرور عداوت کو دل سے دور کرینگے۔ اور اس طرح کرنے سے اُن کے دل
میں محبت کا پودا لگ جائیگا۔ اور بے اختیار خلاص سے پیش آئینگے۔ اور فساد مٹ جائیگا
تمام حاضرین مجلس اور بادشاہ نے اس تدبیر کو پسند کیا۔ اور وزیر کی بہت تحسین وآفرین کی
دوسرے دن بادشاہ نے ان تمام ارکان سلطنت کو جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
عنہ کے مرید تھے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ ارکین سلطنت حسب ذیل تھے۔ خانخانان
خان اعظم۔ خانجہان لودہی۔ سکندر خاں لودہی۔ تربیت خاں۔ سید صدرجہان۔ اسلام خاں
قاسم خاں۔ جباری خاں۔ مہابت خاں۔ دریا خاں اور مرتضے خاں وغیرہ۔ ان میں سے
ہر ایک کے نام ممالک محروسہ کی سرداری کا پروانہ جاری ہوا۔ کہ تم مقرر کردہ اپنے اپنے
علاقے میں چلے جاؤ۔ چنانچہ خانخانان کو دکن۔ سید صدر جہان کو مشرقی ممالک خانجہان
لودہی کو ملک مالوہ۔ خان اعظم کو گجرات اور مہابت خاں کو کابل کا حاکم مقرر کرکے بھیجدیا
غرضیکہ ہر ایک کو کسی نہ کسی علاقے کا سردار کرکے روانہ کردیا۔ جب یہ اپنے اپنے علاقوں
میں پہنچ گئے۔ تو بادشاہ نے حضرت قیوم اول کی خدمت میں ایک عرضی لکھی کہ ہمیں
جناب اور جناب کے خلفا کی زیارت کا اشتیاق ہے۔ امید ہے کہ جناب قدم رنجہ فرماکر ممنون

احسان اور اپنے دیدار فرحت آثار سے مشکور فرمائینگے۔ اور ساتھ ہی حکم سرہند کے حاکم کے نام لکھا کہ جس طرح ہو سکے شیخ صاحب کو یہاں بھجوادو۔

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہ خط پہنچتے ہی سفر کے اسباب کی تیاری کرنے لگے۔ اور اپنے فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو پوشیدہ طور پر پہاڑ میں بھیجدیا۔ کیونکہ بادشاہی آدمیوں نے تاکید کی تھی۔ کہ آپ اپنے متعلقین میں سے کوئی شخص بھی شہر میں نہ چھوڑ جائیں۔ سب سمیت لشکر میں تشریف لے چلیں۔ بادشاہ نے بھی یہی تاکید کر رکھی تھی۔ لیکن آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرزندوں کو ساتھ لیجانے میں مصلحت نہ سمجھی۔ رخصت کے وقت اہل و عیال اور دوسرے آدمیوں نے گھبراہٹ اور بےچینی ظاہر کی۔ لیکن آنجناب نے سب کو تسلی دی۔ اور وصیت کی کہ صبر و تحمل سے کام لینا۔ اور فرمایا کہ صرف ایک سال یہ تکلیف مجھ پر رہے گی۔ بعد ازاں یہ مشقت آرام سے بدل جائیگی۔ تم لوگ خاطر جمع رکھو۔ پھر اہل و عیال کو رخصت فرماکر اپنے صرف پانچ مریدوں کو "حالانکہ آنجناب رض کے خلفا ایک ہزار چھ سو تھے" لیکر روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سُنی۔ تو اپنے تمام امرا کو آنجناب کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ اور اپنے خاص خیمہ کے پاس آنجناب کی خاطر خیمہ نصب کروایا۔ اور خلفا اور مریدوں کے لئے بھی الگ الگ خیمے لگوائے۔ وزیر بدضمیر نے بادشاہ اور آنجناب رض کی ملاقات کا وہ وقت مقرر کیا جب کہ بادشاہ خمار میں تھا۔ اور کچھ ناراض بھی تھا۔ بادشاہ کے دو وقت ہُوا کرتے تھے۔ ایک خوشی کا جس وقت شراب پیتا۔ اور لوگوں کو انعام و اکرام دیتا۔ دوسرا خمار کا جس وقت ناراض ہوتا تھا۔ اس وقت خلقِ خدا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتا۔ جب آنجناب تشریف فرما ہوئے اس وقت بادشاہ انانیت کے تخت پر بیٹھکر انا ربکم الاعلےٰ کا دم مار رہا تھا۔ اس وقت جو اُسے دیکھتا سجدہ کرتا۔ لیکن حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کسی قسم کا ادب بجانہ لائے۔ حتیٰ کہ سلام علیک بھی نہ کیا۔ وزیر کو امید تھی۔ کہ اب بادشاہ ضرور آنجناب کے قتل کا حکم دیگا۔ کیونکہ اُس کی عادت تھی۔ جو شخص ادب میں سرِ فرق کرتا۔ اسی وقت اُسے قتل کروا دیتا۔ آنجناب رض کے خلفا اور مریدوں نے ٹھانی ہوئی تھی کہ اگر خدا نخواستہ آنجناب کو تکلیف پہنچی۔ تو جس طرح بھی بن پڑیگا۔ ہم بادشاہ اور وزیر کا تو ضرور صفایا کردینگے۔ لیکن بادشاہ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے احوال کا ذرا بھی معترض نہ

ہوا۔ یہ دیکھکر وزیر حیران رہگیا۔ پھر اور فتنہ برپا کرنا چاہا۔ چنانچہ بادشاہ کو کہا۔ کہ یہ وہ شخص ہے کہ جو اپنے آپ کو تمام انبیا سے افضل بتاتا ہے۔ اس کے جواب میں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہ جو چوتھے خلیفہ ہیں ان کے پیرو یعنی رافضی لوگ انہیں حضرت صدیق اکبر رضے اللہ عنہ جو انبیا کے بعد تمام بنی نوع انسان سے افضل ہیں پر فضیلت دیتے ہیں۔ ہزار سال سے ہم ان بدبختوں کے منہ پر نجاست بھری جوتیاں مار رہے ہیں۔ دراصل یہ گالی آنجناب نے وزیر کو دی۔ کیونکہ وہ بھی شیعہ تھا۔ اور وہ آنجناب کے مصنفہ رسالہ رد شیعہ کا مطالعہ کر چکا تھا۔ دراصل وزیر کو جو آنجناب سے دشمنی ہوئی۔ اس کا باعث وہی رسالہ تھا۔ بعد ازاں آنجناب نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو ایک ادب کا ترک کرنا گناہ کبیرہ کی طرح ہے۔ پس میں ایسی بات کیونکر کر سکتا ہوں جو صریحاً کتاب و سنت کے خلاف ہو۔ یعنی میں کس طرح اپنے آپ کو انبیا کے برابر یا ان سے بہتر کہ سکتا ہوں اللہ تعالٰے کی اکثر نعمتیں جو میرے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ انہیں میں نے حسب الامر الٰہی ظاہر کیا ہے۔ جو میرے لئے ابنائے جنس سے ممتاز ہونے کا ذریعہ ہے۔ سو انبیا ہمارے ابنائے جنس ہیں۔ یہ بات عقل سلیم والا تو کوئی نہیں باور کریگا۔ بادشاہ نے کہا واقعی ہمارا خیال بھی ایسا ہی تھا۔ کہ آپ ایسے ہی بزرگ صالح اور متقی ہیں۔ آپ سے کیوں اہل حق کی مخالفت ظاہر ہوگی۔ جب وزیر لعین نے دیکھا کہ یہ داؤ بھی نہ چلا۔ تو بادشاہ کو کہا کہ شیخ صاحب کوئی آداب سلطنت بجا نہیں لائے۔ اس پر بادشاہ نے حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالٰے عنہ کو کہا کہ آپ کوئی آداب بجا نہیں لائے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب تک میں سوائے خدا اور رسول کے کسی کا آداب بجا نہیں لایا۔ ہمارے دین اسلام کا طریق ہے کہ جب ہم لوگ آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو سلام علیک کہتے ہیں۔ سو اس کی نسبت مجھے معلوم تھا۔ کہ تم اس کا جواب نہیں دوگے۔ اس واسطے میں نے سلام علیک بھی نہ کی۔ بادشاہ نے کہا مجھے سجدہ کرو۔ آنحضرت نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ میں نے سوائے خدا کے نہ کسی کو سجدہ کیا اور نہ کرونگا۔ ایسی بری بات مجھے نہ کہو۔ بادشاہ نے کہا مجھے سجدہ کرو اور میں کرالونگا۔ آنحضرت نے فرمایا تم ہرگز ہرگز مجھ سے سجدہ نہیں کرواسکتے ملا عبد الرحمٰن مفتی نے جو آنحضرت کا قدیمی مخلص و مرید تھا۔ عرض کیا۔ کہ چونکہ جان بچانا فرض ہے۔ اس لئے میں فتوے دیتا ہوں کہ اس وقت آپ کے لئے سجدہ کرنا ضروری ہے۔

آنحضرتؓ نے فرمایا ملا یہ فتوٰے تیرے لئے ہے۔ میرے لئے نہیں۔ ہزارہا انبیا اور ان کے
صحابہ نے راہ خدا میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔ سو میں بھی ان کی سنت کو حاصل کرنے
کے لئے راہ خدا میں جان دونگا۔ لیکن سجدہ نہیں کرونگا پر نہیں کرونگا۔ جب بادشاہ کو
معلوم ہو گیا۔ کہ وہ کسی طرح مجھے سجدہ نہیں کرینگے۔ تو کہا ان کا سجدہ صرف اتنا ہے کہ
ذری سر کو خم کر دیں۔ باقی کے آداب میں نے معاف کر دئے۔ کیونکہ مجھے اُن سے
شرم آتی ہے۔ چونکہ یہ میری زبان سے نکل گیا ہے اس واسطے۔ کیونکہ ابھی تک میرا
کوئی حکم ٹلا نہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات کیلئے کبھی سر نہیں
جھکاؤنگا۔ بادشاہ نے اپنے چند خاص مقربوں کو کہا کہ شیخ صاحب کے سر کو پکڑ کر ذرا
جھکا دو۔ اور پھر انہیں تحفے اور زر دیکر رخصت کر دو۔ کیونکہ مجھے ان سے شرم آتی
ہے۔ بڑے بڑے قوی ہیکل دس امیر اُٹھے۔ اور انہوں نے آنحضرتؓ کے سر مبارک کو
خم کرنا چاہا۔ بہتیرا زور مارا کہ قدرے خم کریں لیکن میسر نہ ہؤا۔ حالانکہ آنحضرت بہت
نازک اندام تھے۔ اور جناب کی گردن مبارک بہت باریک تھی۔ امرا نے اس قدر زور کیا
کہ آنجناب کی ناک سے خون بہ نکلا لیکن آنجناب کی نگاہ جو آسمان کی طرف لگی ہوئی تھی
اُسے نہ پھرا سکے۔ بعد ازاں بادشاہ نے کہا کہ شیخ صاحب کو اس چھوٹے سے دروازے سے
جو بادشاہ کے روبرو تھا۔ لاؤ۔ اس سے گذرتے وقت تو ضرور سر جھکائینگے۔ کیونکہ یہ
دروازہ قد آدم سے چھوٹا تھا۔ آنحضرتؓ نے اس دروازہ سے گذرنے کیلئے پہلے اپنا
قدم مبارک اندر رکھا۔ اور پھر سر کو پچھلی طرف جھکا کر اندر داخل ہوئے۔ جب وزیر نے
یہ حالت دیکھی۔ تو بادشاہ کو کہا۔ کہ دیکھئے شیخ صاحب کیا اشارہ کرتے ہیں۔ اس
اشارے کا یہ مطلب ہے۔ کہ تمہیں معہ تاج و تخت اور سلطنت اپنے پاوں سے پائمال کرونگا
جب آپکے حضور میں اس قدر تکبر کرتے ہیں۔ تو اندازہ کر سکتے ہیں کہ باہر نکلکر کس قسم
کی شورش کا موجب ہونگے۔ امید ہے کہ جہان میں ہزارہا فتنے برپا ہونگے۔ اسی صورت
میں علاج محال ہو جائیگا۔ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آئیگا۔ ابھی شیخ صاحب کو قید کر لینا چاہئے
ورنہ بڑی ندامت اٹھانی پڑیگی۔ اور بعد میں پچھتانا کچھ مفید نہیں پڑیگا۔ بادشاہ بھی وزیر کے
کہنے پر مجبور ہو کر آنحضرتؓ کے محبوس کرنے پر راضی ہؤا +
ہندوستان کا ایک بڑا راجا جو بت پرست تھا اس مجلس میں حاضر تھا جب اُس نے

آنحضرت کی استقامت اور استقلال کا مشاہدہ کیا۔ تو اس کے سینے میں کفر کی تاریکی نور سلام سے بدل گئی اُس نے وزیر کو کہا۔ کہ شیخ کو میرے پاس قید کردو۔ وزیر نے جانا کہ چونکہ وہ مخالف دین ہے ضرور ہے کہ وہ شیخ صاحب سے قید میں بُرا سلوک کرے۔ اس لئے اسی کے حوالے کیا۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے۔ تو نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس رکھا۔ اور خود معہ متعلقین کے مرید ہو گیا۔ اور صبح شام حلقہ۔ مراقبہ اور دوسرے سالکوں کو توجہ دینا بدستور اوقات مقررہ پر ہونے لگا۔ اور گرد ہا گروہ لوگ آکر مرید ہونے لگے۔ اور ارشاد کا ہنگامہ گرم ہوا۔ جب اس امر کی اطلاع وزیر شیطان نظیر کو ہوئی۔ تو بادشاہ کو کہا قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو شیخ کو کسی ایسے قلعے میں نظر بند کرنا چاہیئے جو حصانت و متانت میں بے نظیر ہو۔ بادشاہ بھی یہ بات مان گیا۔ اور قلعہ گوالیار جو چھاؤنی سے چوبیس میل کے فاصلے پر ایک نہایت اونچی پہاڑی پر واقع تھا۔ اور ہندوستان کے تمام قلعوں سے مضبوط تھا۔ وہاں راتوں رات آنحضرتؓ کو معہ خلفا و مریدوں کے پہنچا دیا۔ اور وہاں کے نگہبانوں اور پاسبانوں کو تاکید کردی۔ کہ کسی کو قلعہ کے اندر جانے کی اجازت نہ دینا۔ اور جہاں تک ممکن ہو شیخ اور اس کے خلفا کو سختی سے رکھو۔ بلکہ وزیر لعین نے اس بات کیلئے اپنے ایک رشتہ دار کو جو نہایت بدخلق اور شقی القلب تھا بھیجا۔

ذکر در بیان واقعات حادثات کہ در ایام حبس حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ را در قلعہ گوالیار واقع شدہ اند

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ قلعہ گوالیار میں پہنچے۔ تو حاکم قلعہ اور پاسبان وزیر اور بادشاہ کے حکم کے مطابق بڑی سختی سے پیش آئے۔ اسی اثنا میں جو خلفا آنجناب کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے سخت ناراض ہو کر پاسبانوں کو کہا کہ تمہاری ایسی تیسی تم خیال کرتے ہوگے۔ کہ بادشاہ نے ہمیں قید کر کے بھیجا ہے۔ یاد رکھو ہم حکم الٰہی سے یہاں آئے ہیں۔ اور ہمارے مدنظر اور کام ہیں۔ یہ کہکر اچھلے اور قلعہ کی دیوار پر ہو بیٹھے اور کہنے لگے۔ کہ دیکھو ہم ابھی دیوار پھاند جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض خلفا نے اور کرامتوں کا اظہار کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑک کر فرمایا کہ گیا جھ میں اظہار کرامت کی قدرت نہیں۔ جو تم کرنے لگے ہو۔ بات یہ ہے کہ ہم اس جفا کو برداشت کرنے کے لئے مامور ہیں

جب پاسبانوں نے یہ حالت دیکھی۔ تو سب سٹ پٹائے اور توبہ کی۔ اور آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور عرض کی۔ کہ ہمیں اس معاملہ کی اطلاع نہ تھی۔ بعدازاں وہ سب کے سب مرید ہو گئے۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ ایام حبس میں اللہ تعالےٰ کا شکر یاد کرتے اور فرماتے۔ کہ یہ مصیبت ہماری شامت نفس کا نتیجہ ہے۔ اس سے بہت کچھ ہماری باطنی ترقی اور عروج ہوگا۔ قلعہ والوں میں سے ایک نے قید کی وجہ دریافت کی۔ تو آنجناب رضؓ نے فرمایا۔ کہ ہماری شامت اعمال۔ اور یہ آیت پڑھی۔ وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ۔ جو کچھ تمہارے ہاتھوں نے کیا اسی کی وجہ سے تم پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہ قصور عمل کی دید آنجناب پر پورے طور پر غالب تھی۔ اور یاروں کو بھی فرماتے تھے۔ کہ نیک عمل کو خود پسندی اس طرح ملیامیٹ کر دیتی ہے۔ جیسے لکڑی کو آگ۔ جن دنوں آنجناب نظر بند تھے۔ آنحضرت اور آپ کے دو فرزندوں کے سوا تمام سالکوں اور اولیاءاللہ کی باطنی ترقی مسدود ہو گئی۔ آنجناب کے مخالف آپ کے نظر بند ہونے پر بغلیں بجاتے۔ اور آنجناب رضؓ کے حق میں طعن و ملامت کرتے تھے۔ چنانچہ انہیں دنوں آنجناب رضؓ کے ایک مصاحب نے آپ کی خدمت میں ایک عرض داشت ارسال کی جس میں قبض حال باطنی اور ملامت خلق کی شکایت درج تھی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں یہ لکھا:۔

الحمد للہ وسلام علےٰ عبادہ الصّٰلحین۔ صحیفہ شریفہ جو آپ نے خلقت کی ملامت اور جفا کے بارے میں لکھا تھا۔ پہنچا۔ یہ ان لوگوں کا محض خیال ہی خیال ہے۔ اور ان کے زنگار کیلئے بمنزلہ مصقلہ ہے۔ یہ قبض و کدورت کا باعث کیوں ہونا چاہئے مجھے اس قلعہ میں بھیجا گیا۔ تو شروع شروع میں ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ شہروں اور گاؤں کے لوگوں کی ملامت کو نورانی لفافوں میں لپیٹ کر پے در پے مجھے بھیجتے ہیں۔ اور کام پستی سے بلندی کو پہنچ رہا ہے۔ میں نے کئی سال جمالی تربیت میں بسر کئے اور کئی منزلیں طے کیں۔ اب جلالی تربیت کی نوبت آئی۔ کہ میں اس سے منزلیں طے کروں۔ تو میرے لئے ضروری ہوا کہ صبر کیا بلکہ رضا کو اختیار کروں۔ اور جمال و جلال دونو کو یکساں خیال کروں۔ آپ نے جو لکھا ہے کہ جب سے نظر بندی وقوع میں آئی ہے۔ نہ ذوق رہا نہ حال۔ ضروری تو یہ تھا۔ کہ ذوق اور حال پہلے کی نسبت دوگنا ہوتا۔ کیونکہ محبوب کی جفا اس کی وفا کی نسبت زیادہ لذت بخش ہوتی ہے۔ آپ نے تو عوام کے رنگ میں بات کی ہے۔ اور محبت ذاتیہ سے دور جا پڑے ہو

جلال کی قدر بہ نسبت جمال کے زیادہ ہوتی ہے۔ اور تکلیف کو رحمت سے زیادہ نمو کرتے ہیں۔ کیونکہ جمال اور انعام میں محبوب کی مراد کے ساتھ اپنی مراد بھی ملی ہوئی ہے۔ اور جلال اور تکلیف میں خالص محبوب کی مراد ہوتی ہے۔ جو محب کی مراد کے خلاف ہوتی ہے۔ یہاں پر جو وقت اور حال وارد ہے۔ وہ سابقہ وقت اور حال سے مختلف ہے۔ ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے ؀

انہیں دنوں ایک مکتوب آنجناب نے میر محمد نعمانؒ کی طرف ارسال فرمایا وہ یہ ہے :۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفےٰ۔ مخفی نہ رہے۔ کہ جب تک میں عنایت الٰہی سے کہ وہ عنایت اللہ تعالےٰ کے غضب اور جلال کی صورت میں متجلی ہوئی۔ قید خانے میں نظر بند نہ ہوتا۔ تو ایمان شہودی کے تنگ کوچے سے کبھی نہ گذرتا۔ ظلال خیال و مثال کے کوچوں سے نہ نکلتا۔ ایمان بالغیب کی شاہراہ میں مطلق السنان نہ ہوتا۔ حضور سے غیب میں۔ عین سے علم میں۔ اور پورے طور پر استدلال کو نہ پہنچتا۔ دوسروں کے عیبوں کو ہنر اور ہنروں کو عیب بڑے کامل ذوق اور وجدان سے حاصل نہ کرتا۔ بے ننگی و بے ناموسی کے خوشگوار شربت اور خواری و رسوائی کے مزے دار مربےّ نہ چکھتا۔ خلقت کی ملامت و طعن کے جمال کا حظ نہ اٹھاتا۔ لوگوں کی جفا و بلا کی حس سے محظوظ نہ ہوتا۔ اور مردے کی طرح غسال کے ہاتھ میں پڑ کر بالکل ترک ارادہ و اختیار نہ کرتا۔ اور آفاق و انفس کے سررشتہ اور تضرع۔ التجا۔ انابت۔ استغفار۔ ذل اور انکسار کی حقیقت کو حاصل نہ کر سکتا۔ اور اللہ تعالےٰ کی بے پرواہی کے بلند مرتبہ قنطاس کو جو عظمت اور کبریائی کے پردوں میں محفوظ ہے۔ نہ دیکھ سکتا۔ اور اپنے آپ کو ایک خوار و ذلیل۔ بے اعتبار بے ہنر۔ بے اقتدار۔ محتاج۔ اور مفتقر معلوم نہ کر سکتا۔ "وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ" اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو۔ جی تو سکھاتا ہے برائی۔ مگر جو رحم کیا میرے رب نے بیشک میرا رب ہے بخشنے والا مہربان ؀ اگر اس مصیبت کے گھر (محبس) میں اللہ تعالےٰ کا فضل محض۔ متواتر فیوض واردات اور پے در پے عطیات و انعامات اس مسکین شکستہ بال کے شامل حال نہ ہوتے۔ تو قریب تھا کہ میں ناامید ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ جس نے مجھے عین مصیبت کے وقت آرام میں رکھا جفا کی وقت

۱۴ع

مجھے عزت سے رکھا۔ قضا کی حالت میں مجھ سے نیکی کی۔ اور خوشی غم۔ رنج اور تکلیف کے وقت شکر کی توفیق دی۔ اور مجھے انبیا کی متابعت پر رکھا۔ اور مجھے اولیا و صلحا کے آثار اور ان کی محبت پر قائم رکھا۔ اللہ تعالےٰ کا درود اور سلام انبیا علیہم السّلام پر ہو؂

انہیں دنوں آنجناب کے خلفا اور مرید اور اہل و عیال بہت گھبرائے۔ کہ اس نظر بندی سے آنجناب کی کب رہائی ہوگی۔ جب اُن کی گھبراہٹ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اُن کی تسلی و تشفی کی۔ کہ خاطر جمع رکھو کہ جس کام کے لئے میں نے اس قید کو اختیار کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُسے سرانجام کر دیا ہے۔ اب عنقریب ہی اس قید سے رہائی ہوگی۔ لوگوں نے یہ خوشخبریاں سُنکر بہت خوشیاں منائیں؂

اسی سال آنجناب کے بڑے خلیفہ شیخ احمد برکی کا وصال ہوگیا جب اس کی اطلاع آنجناب کو ہوئی۔ تو بہت افسوس کیا۔ اور فاتحہ پڑھا؂

میر سید احمد علیہ الرحمۃ جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مقبول تھے۔ فرماتے ہیں۔ کہ جن دنوں بادشاہ نے آنجناب رضؓ کو تکلیف دی۔ مَیں دکن میں تھا۔ مجھے اس معاملے کی کوئی خبر نہ تھی۔ کہ مَیں نے اچانک سُنا کہ بادشاہ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو زبردستی بلا کر شہید کر دیا۔ اس وحشت اثر خبر کو سنکر میں بہت گھبرایا۔ اور حیران و پریشان رہ گیا۔ بازار میں آیا کہ معلوم کروں۔ یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ۔ دیکھا۔ کہ بازار کے ایک کونے میں چند سوداگر اترے ہوئے ہیں۔ مَیں اُن کے پاس گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اُن میں سے ایک نے میرا چہرہ غمگین دیکھ کر وجہ پوچھی۔ مَیں نے وہ وحشت ناک خبر سُنائی۔ اُس نے پُر درد دل سے آہ سرد بھری۔ اور اُس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں مجھے کہا۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ زندہ ہیں۔ لیکن ہیں قید۔ مجھے اس کے مراقبہ کرنے اور غیب کی خبر دینے سے حیرت ہوئی۔ مَیں نے پوچھا کیا تم نے آنحضرت رضے اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ اُس نے کہا مَیں آنجناب فیض مآب کا ادنےٰ مرید ہوں۔ یہ سنکر میں اُسے بڑی منت و سماجت سے گھر لیگیا۔ اور اس کی ہمنشینی سے اپنے دل کو تسلی دی۔ میں نے پوچھا کہ تم کتنا عرصہ آنجناب کی خدمت میں رہے۔ اور کیا کچھ حاصل کیا۔ اور تم کیونکر مرید ہوئے۔ اس نے کہا مَیں پنجاب کا رہنے والا ایک سوداگر ہوں

میرے دل میں حضرت غوث الاعظم عبد القادر جیلانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی محبت بکثرت تھی چنانچہ ہر روز نماز کے بعد ان کی روح پر فتوح کے لیئے فاتحہ پڑھا کرتا۔ اور بڑی عاجزی سے اپنی ضرورتیں اُن سے عرض کیا کرتا تھا۔ اور سلسلہ قادریہ کے وظائف و اذکار کیا کرتا تھا +

ایک رات حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو نیند اور بیداری کی بینی حالت میں دیکھا۔ مَیں نے آپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں بھی کوئی پیر ہونا ضروری ہے۔ مَیں نے عرض کیا مشائخ زمانہ میں سے جو سب سے کامل ہو جناب فرمائیں۔ مَیں اُن کی خدمت میں حاضر ہو جاؤنگا۔ آنجناب نے فرمایا کہ سرھند میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ جو ظاہری اور باطنی علوم کے جامع اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں +

میں نے حسب الارشاد علے الصباح سرہند کی راہ لی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حقیقت واقع عرض کی۔ آنجناب نے میرے حال پر عنایت فرمائی۔ اور جذبہ و سلوک سے مجھے سرفراز فرمایا۔ اور تھوڑی مدت میں میرا کام سنوار دیا +

جن دنوں حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ نظر بند تھے۔ آنجناب کے ایک مخلص نے بتایا۔ کہ رات مَیں نے خواب میں دیکھا۔ کہ لوگ ہر طرف سے گروہ گروہ دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ مَیں نے پوچھا خیر ہے کیوں دوڑتے ہو؟ اُنھوں نے کہا حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اس سنگین قلعہ میں نظر بند ہیں۔ اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم معہ اصحاب آنجناب کی خبر پرسی کیلئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اس لیئے لوگ اُن کی زیارت کو دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ میں بھی ان میں شامل ہو گیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا شوق دیدار مجھ پر غالب آیا۔ جب میں اس قلعہ کے دروازہ کے قریب پہنچا۔ تو لوگوں کا شور و غل تھا۔ اور خلقت صفیں باندھ کر کھڑی ہو گئی۔ ایک گھڑی بعد شہر میں شور مچ گیا۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو حبس سے رہا فرما دیا۔ اور جس کام کیلئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اس قید کو اختیار کیا تھا۔ وہ کام اللہ تعالےٰ نے سرانجام کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں میری نگاہ ایک سوار پر پڑی۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ سوار حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما

ہیں۔ اور اُن کے پیچھے پیچھے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آ رہے ہیں۔ میں نے حضرت عثمان رضے اللہ عنہ کے زانوے مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دیا۔ اور مارے شوق کے میں رونے لگا۔ حضرت عثمان رضے اللہ عنہ نے مجھے فرمایا۔ کہ جب مجھے یاد کرو گے میں حاضر ہو جاؤنگا۔ جب میں جاگا تو دیکھا۔ کہ میری آنکھوں سے چشمہ کی طرح آنسو جاری ہیں ❖

ذکر در بیان

سال ہزار ہفتم از تجدید الف قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ بغی کردن امرایان ہند بر سلطان خود و نگونسار انگندن آنحضرت سلطان را از تخت و خلاص شدن آنجناب از حبس و مرید شدن سلطان ہند بخدمت حضرت قیوم اول و منع شدن سجدہ سلطان را و بنا ر مساجد و مدارس و ترویج یافتن دین اسلام از توجہ شریف آنجناب رضے اللہ تعالیٰ عنہ

جب ہند کے امرا مثلاً خانخانان، خان اعظم۔ سید صدر جہان۔ اسلام خاں مہابتخاں مرتضےٰ خاں۔ قاسم خاں۔ تربیت خاں۔ خاں جہان لودہی۔ سکندر لودہی۔ حیات خاں اور دریا خاں وغیرہ جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مرید تھے آنجناب کے حبس کی وحشت اثر خبر سُنکر بہت غمگین ہوئے۔ اور جنگ کی تیاریوں کے لئے باہمی خط و کتابت کی۔ آخر سب کی یہ صلاح ٹھیری کہ کابل کے حاکم مہابتخاں کو اپنا سردار مقرر کیا جائے۔ اور باقی کے امرا جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ فوج اور خزانے سے اس کی مدد کریں۔ علاوہ ازیں بلخشان خراسان اور توران کے بادشاہوں سے جو کہ آنحضرت رض کے مرید ہیں۔ مدد طلب کرنی چاہیئے مذکورہ بالا امرانے پوشیدہ طور پر خزانے اور فوجیں کابل بھیجدیں۔ مہابت خاں نے بھی اس بڑی مہم کو اپنے ذمے لیا۔ اور ہمہ تن اس میں مشغول ہو گیا دوسری ولایتوں کے بادشاہ بھی آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے محبس سپرد ہونے کی خبر سُنکر نہایت غمگین ہوئے۔ حتی المقدور سب نے مہابت خاں کی مدد کی۔ چنانچہ ہزارہا سپاہی ہر روز ان کی طرف سے کابل میں داخل ہوتے تھے کابل اور پشاور کے گرد نواح کے مغل اور پٹھان جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مرید تھے وہ بھی مہابت خاں سے آملے۔ جب مہابت خاں کے پاس کافی فوج ہو گئی۔ تو بادشاہ

کی اطاعت سے سر پھیرا۔ تو خطبے اور سکے میں سے بادشاہ کا نام نکال دیا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر بہت گھبرایا۔ آدھر وزیر ابلیس نظیر و بد تدبیر اور دوسرے امرا سے صلاح و مشورہ کیا۔ بعض نے رائے دی۔ کہ پہلے شیخ صاحب کو مطلقاً قتل کرو۔ اور پھر باغیوں کی بیخ کنی کرو۔ وزیر نے کہا یہ مصلحت وقت نہیں۔ کیونکہ یہ ہمیں تحقیق ہو چکا ہے کہ ہندوستان کے سارے لشکر اس بات پر آمادہ ہیں۔ اور خراسان۔ بدخشان اور توران کے بادشاہ بھی اُن کی مدد پر تلے ہوئے ہیں۔ بلکہ ہر روز ان کی طرف سے انہیں مدد پہنچ رہی ہے۔ اور بہت سے مغل پٹھان بھی اُن سے آملے ہیں۔ اگر موقع آن پڑے اور دشمن بھی بہ سبب کثرت غالب آجائے۔ تو ہمارے لشکر میں جتنے شیخ صاحب کے مرید ہیں۔ سب اُن سے ملجائینگے اور ہمارے دشمن بنجائینگے۔ اور شیخ صاحب کے بیٹوں کو جو ہماری قید میں نہیں۔ انہیں شیخ صاحب کا جانشین مقرر کرلیں تو یہ معاملہ لاعلاج ہو جائیگا۔ اس سے اچھی تدبیر اور کوئی نہیں کہ پہلے ہم اُن مخالفوں کو پیغام بھیجیں۔ اگر تم نے فساد برپا کیا۔ تو یاد رکھو کہ تمہارے شیخ صاحب کو قتل کردیا جائیگا۔ اگر اس ڈر سے سب شورش سے باز آجائیں تو بہتر ورنہ اپنے معتبر آدمیوں کو قلعہ گوالیار میں مقرر کر دینا چاہیئے۔ اور جو میرا بھائی وہاں پہلے سے موجود ہے۔ اُسے سخت تاکید کی جائے۔ کہ شیخ صاحب کو بڑی احتیاط سے رکھے۔ اور کسی کو نہ قلعہ کے اندر جانے دے۔ اور نہ قلعہ سے باہر نکلنے دے۔ اور ہم مخالفوں سے جنگ میں مشغول ہو جائیں۔ اور اپنا کار آزمودہ لشکر منتخب کرکے لڑائی کے لئے بھیجدیں۔ اور ان کی مدد کے لئے خود بادشاہ کو بھیجیں۔ اگر فتح ہمیں ہوئی۔ تو پھر نہ ہندوستان میں اور نہ کسی اور ولایت میں مقابلہ کی جرأت ہوگی۔ اگر ہمیں شکست ہوئی۔ تو ہم میں بھی مقابلہ کی طاقت نہ رہیگی۔ اس صورت میں ہم شیخ صاحب کو حبس سے نکال اُن سے خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن شریف کی قسم لینگے۔ کہ ہمارے برخلاف لوگوں کو نہ اکسائیں۔ اور شیخصاحب کے وسیلے سے ہم مخالفوں سے صلح کرلیں گے۔ اور شیخ صاحب کو ہمیشہ عزت کیساتھ اپنے لشکر میں رکھینگے تاکہ فساد کا اندیشہ ہی نہ رہے۔ بادشاہ اور دوسرے امرا نے اس تجویز کو پسند کیا۔ وزیر نے اپنے ایک ہزار معتبر آدمی قلعہ پر مقرر کئے۔ اُن میں سے اکثر اس کے رشتہ دار تھے۔ انہیں بھی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالے عنہ کی محافظت کی سخت تاکید کی۔ سو مقلب القلوب نے ان کے دلوں کے قفل بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی توجہ سے کھول دئے۔ چنانچہ

وزیر کا بھائی معہ اپنے متعلقین کے آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید بن گیا۔ لیکن اپنے مرید ہونے کو شاہی لشکر پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ بلکہ بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ آپ خاطر جمع رکھیں کہ میں احتیاط میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرونگا۔ بادشاہ نے باغی سرداروں کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر تم نے شورش کی۔ تو ہم شیخ صاحب کو قتل کر دینگے۔ انہیں آنحضرت رضی کے فرمان کے مطابق یقیناً معلوم تھا۔ کہ بادشاہ اور کسی قسم کی تکلیف آنحضرت رضی اللہ عنہ کو نہیں پہنچا سکتا۔ علاوہ ازیں قلعہ بھی آنحضرت کے قبضہ میں تھا اور قلعے والے سب کے سب آنجناب کے مرید ہو چکے تھے۔ اگر بادشاہ سالہا سال بھی کوشش کرتا۔ تو بھی قلعہ ہاتھ نہ آتا۔ اس واسطے انہوں نے بادشاہ کے کہنے کی ذرا پرواہ نہ کی۔ بادشاہ ایک جرار لشکر لے کر لڑائی کے ارادے سے کابل کی طرف بڑھا۔ مہابت خاں کا بھی بے شمار لشکر مقابلے کے لئے تیار ہوا جس وقت بادشاہ روانہ ہوا۔ تو جو امیر ہندوستان میں تھے۔ سب باغی ہو گئے۔ اور بادشاہی آدمیوں کو اپنے اپنے علاقوں سے نکال دیا۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں۔ کہ آنحضرت قلعہ سے نکلکر تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوں۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ تم جو اس قدر شورش کرتے ہو۔ مجھے سلطنت کی خواہش نہیں۔ مجھے اور ہی کام ملحوظ تھا۔ جس کے واسطے میں نے برضا و رغبت یہ نظر بند ہونا منظور کیا جب وہ کام ہو چکے گا تمہاری کوشش کے بغیر ہی اس قید سے رہا ہو جاؤنگا۔ بہتر یہ ہے۔ کہ اس شورش سے باز آجاؤ۔ اور اپنے بادشاہ کے فرمانبردار بنے رہو۔ خاطر جمع رکھو میں بھی انشاء اللہ عنقریب رہا ہو جاؤنگا +

یہ فرحت اثر خبر سنکر تمام امیر بغاوت سے باز آگئے۔ جب بادشاہ منزلیں طے کر کے دریائے جہلم پر پہنچا۔ تو ادھر سے مہابت خاں نے بھی دریائے مذکور کے دوسرے کنارے پر آکر خیمے نصب کر دیئے۔ مہابت خاں نے اپنے لشکر کو تتر بتر کر دیا۔ اور ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ لشکر اب اس کے بس میں نہیں رہا۔ صرف تھوڑے سے سوار اس کے پاس رہ گئے۔ بادشاہ کے لشکر میں جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے انہوں نے مہابت خاں کے اشارے سے مہابت خاں پر حملہ کیا۔ مہابت خاں بھاگ اُٹھا بادشاہ نے اس کا پیچھا کیا۔ تو مہابت خاں نے سارا لشکر یکبارگی اکٹھا کر کے بادشاہ کو گھیر کر پکڑ لیا۔ وزیر بد تدبیر باقی لشکر سمیت اور بند دبست میں مشغول تھا۔ بادشاہ کے گرفتار

ہو جانے کی خبر سُنکر بہت حیران ہوُا۔ بہتیرا گھبرایا۔ لیکن ایک پیش نہ گئی۔ آخر جاکر مہابتخاں سے معافی مانگی۔ مہابت خاں وزیر پر سخت ناراض ہوُا۔ اور گوُہ کا توبرا اُس کے منہ پر چڑھا دیا۔ اور کہا یہ ساری شرارت تیری ہے۔ کہ تو نے آنحضرت رضے اللہ عنہ کو قید کرایا۔ اَور اب معافی مانگتا ہے۔ اس نے توبہ کی۔ اور بادشاہ نے بھی معافی مانگی۔ اور کہا کہ مَیں نے آنحضرت رضے اللہ عنہ کی قدر نہ کی۔ جہالت کے سبب مجھ سے یہ گستاخی سرزد ہوئی۔ اب مَیں اپنے کئے سے سخت نادم و پشیمان ہوں +

اسی اثنا میں مہابت خاں کو خانخاناں وغیرہ امرا کی طرف سے خط پہنچا جس میں لکھا تھا۔ کہ فتنہ وفساد کو فرو کردو اور بادشاہ کی اطاعت کرو۔ کیونکہ آنحضرت رضؓ نے ایسا فرمایا ہے"۔ مہابت خاں نے بادشاہ سے آنجناب رضؓ کی رہائی کے لئے عہد وپیمان لیا۔ اور اس کی جان بخشی کی بادشاہ نے تہ دل سے اس بات کو منظور کیا۔ مہابت خاں نے بادشاہ کو چھوڑدیا۔ اور تخت سلطنت پر بٹھاکر خود دست بستہ سامنے کھڑا ہوگیا۔ اَور سوائے سجدہ کے باقی تمام آداب سلطنت بجالایا۔ اور اپنے قصوروں کی معافی مانگی۔ اور بادشاہ کو بتایا کہ حضرت **قیوم اول** رضی اللہ عنہ نے آپ کی اطاعت کیلئے حکم بھیجا ہے بادشاہ نے اس کے قصور معاف کرکے شاہانہ مہربانیوں سے سرفراز فرمایا +

بادشاہ تین دن اور بقول بعض سات دن تک مہابت خاں کے پاس نظر بند رہا بعض کہتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ عرصہ رہا۔ بعض مؤرخوں نے جنہوں نے بادشاہوں کے حالات لکھے ہیں۔ بادشاہ کا دریا سے عبور کرنا اور مہابت خاں کے ہاتھ میں گرفتار ہونا۔ اَور طرح سے بیان کیا ہے لیکن یہ اقوال معتبر آدمیوں سے سنکر یہاں لکھے گئے ہیں +

بعدازاں بادشاہ نے کشمیر کارخ کیا۔ بادشاہ ہرروز حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی رہائی کے لئے حکم کرتا۔ لیکن وزیر ابلیس نظیر اپنے خبث باطنی کی وجہ سے اس حکم کے بجالانے میں دیر کردیتا۔ شاہزادہ شاہجہان اور بادشاہ کی بیگم نور جہان دونو نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی رہائی کے لئے بڑی کوشش کی۔ بلکہ شاہزادہ نے تو بارہا باپ کو کہا۔ کہ مَیں دیکھتا ہوں۔ عنقریب ہی اس سلطنت پر بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے۔ کیونکہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو جو تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ قید کر رکھا ہے۔ یہ وزیر بڑا منحوس ہے شیخ صاحب کے بارے میں اس کی

بات پر یقین نہیں کرنا چاہیئے۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی سیر عظمت و جلالت کے اسماء و صفات سے ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ اور علاوہ ازیں بعض امور جو دین اسلام کو رواج دینے کے متعلق تھے۔ انکی خاطر آنجناب نے اپنے واسطے قید اختیار کی چونکہ یہ باتیں حاصل نہ ہو چکی تھیں۔ اس لئے شاہزادہ کی کوشش کارگر نہ ہوتی تھی۔ شاہزادہ شاہجہان کو محض اسی کوشش کے واسطے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں داخل کیا۔ اور اُسے ظاہری سلطنت بھی عنایت فرمائی۔ چنانچہ آج تک یہ سلطنت اس کی اولاد میں قائم ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم شاہجہان کے حقوق ادا نہیں کر سکتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے تمام سلسلہ علیہ پر اس کا حق ہے +

القصہ جب الٰہی جلالی تربیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے روبزوال ہوئی۔ اور پرورش جمالی کا اظہار نمودار ہوا۔ تو اب وہ وقت آگیا کہ اللہ تعالےٰ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حنفی مذہب کو زیب و زینت بخشے۔ اور دین اسلام کو رواج ہو۔ ظلمت و بدعت اور کفر نگونسار ہوں۔ مذاہب اور سلاسل کی تمام کجیاں دور ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کو رونق اور فرحت ہو۔ تو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو الہام ہوا۔ کہ جس کام کیلئے تم نے اپنے واسطے قید کو اختیار کیا تھا۔ وہ ہم نے اپنے فضل و کرم سے سرانجام کر دیا ہے۔ اور جو تمہارا مقصود تھا۔ وہ ہم نے عطا کر دیا۔ اب اس قید سے اپنے آپ کو رہا کرو۔ آنحضرت رضہ نے دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور یہ خوشخبری اپنے خلفا اور مریدوں کو سنائی۔ یہ سنکر سب کے سب نہایت ہی خوش ہوئے سب اللہ تعالےٰ کا شکر بجالائے +

اسی اثنا میں ایک رات بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور خاص ندیم اور مخصوص یار حاضر تھے۔ اور مجلس عیش و نشاط گرم تھی۔ کہ اچانک بادشاہ نے اپنے ندیموں کو کہا۔ کہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ آرہے ہیں۔ لوگوں نے متعجب ہو کر کہا کہ شیخ صاحبؒ تو گوالیار میں ہیں۔ اور آپ کشمیر میں ان دونو شہروں کے درمیان کوئی دو مہینے کا رستہ ہے۔ بادشاہ نے کہا دیکھو ابھی آئے۔ اتنے میں آنحضرت رضہ شاہی مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ آنحضرت کی تشریف آوری سے تمام حاضرین مجلس

حیران رہ گئے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے بادشاہی تخت مع بادشاہ اُٹھایا اور بڑے وزن سے زمین پر پٹک کر غائب ہو گئے۔ بادشاہ کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ لوگوں نے اٹھایا۔ دیر تک غشی کی حالت میں رہا۔ جب ہوش آیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ طرح طرح کی بیماریاں لاحق ہو گئی ہیں۔ چنانچہ بول بند ہو گیا۔ شاہزادہ شاہجہان نے باپ کو ملامت کی۔ کہ میں نے نہیں کہا تھا۔ کہ تم کسی بلائے عظیم میں گرفتار ہو گے۔ اس منحوس وزیر کی بدولت تمہیں اور بھی تکلیف اٹھانی ہو نگی۔ بادشاہ سخت شرمندہ و پشیمان ہوا۔ اسی وقت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ جس میں اپنی خطاؤں کی بہت بہت معافی مانگی۔ اور عرض کر بھیجی کہ جناب قلعہ گوالیار سے لشکر میں تشریف لائیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا۔ کہ میرا آنا چند شرطوں سے ہوگا۔ اگر وہ شرطیں تمہیں منظور ہوں۔ تو میں آؤنگا۔ ورنہ نہیں۔ اوّل یہ کہ سجدہ کرانا موقوف کرو۔ دوسرے یہ کہ ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں جو مسجدیں گرائی گئی ہیں انہیں از سر نو تیار کرواؤ۔ اور اپنے دربار عام کے دروازے پر ایک مسجد بنواؤ۔ تاکہ مسلمان آکر اُس میں نماز ادا کریں۔ تیسرے یہ کہ اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرو۔ اور حکم دیدو کہ تمام ممالک محروسہ میں ہر گاؤں اور قصبہ میں گاؤ کشی ہو۔ چوتھے تمام اہل خدمات شرع مثلاً قاضی۔ محتسب مفتی وغیرہ مقرر ہوں۔ پانچویں کافروں سے جزیہ لیا جائے۔ چھٹے تمام احکام شریعت کو کما حقہٗ رواج ہو۔ اور باطل رسوم و آئین کو ترک کیا جائے۔ بدعت دور کی جائے۔ ساتویں تمام قیدی رہا کئے جائیں÷

ادھر بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ یہ تیرے امراض حضرت قیوم اول رضؓ کی دعا کے سوا دور نہیں ہونگے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کی توجہ کے بغیر تیری سلطنت بھی قائم نہیں رہیگی۔ اس واسطے بادشاہ نے ان تمام شرطوں کو منظور کیا۔ اور اپنے بہت سے عمدہ عمدہ امرا کو آنحضرت رضؓ کی خدمت میں بھیجا۔ تاکہ انہیں نہایت تعظیم و تکریم سے لشکر شاہی میں لائیں۔ جب امیر پہنچے تو آنحضرت بھی امر الٰہی کے مطابق قلعہ سے باہر آئے۔ اور جو قیدی مدتوں سے اس قلعہ میں پڑے سڑ رہے تھے۔ انہیں بھی رہا کیا۔ انہوں نے عرض کی کہ اب اس در کو چھوڑ کر اور کہاں جائیں۔ اس واسطے وہ بھی

آنجناب کے ہمراہ ہو گئے۔ چنانچہ اب تک ان کی اولاد سرہند میں موجود ہے۔ ہندوستان کے باقی تمام قیدی بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق رہا کیے گئے۔ اثنائے راہ میں جس شہر قصبے یا گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں مسجدیں اور مدرسے تعمیر کراتے۔ اور اہل خدمات شرع مقرر فرماتے۔ اور جابجا گاؤکشی کیلئے قصاب مقرر فرماتے۔ حسب الارشاد سرہند میں پہنچے۔ تو سرہند کے تمام چھوٹے بڑے خوشیاں مناتے آنجناب کے استقبال کو آئے۔ اکثر شعراء نے اس خوشی میں مدحیہ قصائد بڑی خوش الحانی اور دلکش آواز سے پڑھے +

ایک روایت ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خود فرمایا۔ کہ ضرور پڑھو اور خوشی مناؤ۔ کیونکہ خوشی کا دن ہے۔ آنحضرت سرہند میں تین دن اور بقول بعض زیادہ دن رہکر شاہی لشکر کی طرف جو اس وقت کشمیر میں تھا روانہ ہوئے۔ لیکن بڑے لڑکوں کو آنجناب رضہ نے سرہند میں چھوڑا۔ بادشاہ نے آنجناب کے استقبال کے لئے اپنے بیٹے اور وزیر کو بھیجا۔ جو آنحضرت کو نہایت تعظیم و تکریم سے لشکر میں لے آئے۔ بادشاہ بیماری کے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اس میں اٹھنے کی بھی طاقت نہ تھی۔ جب آنحضرت رضہ بادشاہ کے بستر کے قریب تشریف لے گئے۔ تو بادشاہ نے دعائے شفا کے لئے التماس کی آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ تمہاری شفا شرعی کام کے اجرا پر موقوف ہے۔ عرض کی جو شرطیں جناب رضہ نے فرمائیں تھیں۔ وہ تو میں نے قبول کر لیں +

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے وضو کیلئے پانی منگایا۔ تاکہ نماز ادا کرکے بادشاہ کی شفا کیلئے دعا کریں۔ وضو کیلئے سنہری لوٹا اور تھال لائے۔ آنحضرت نے فرمایا سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا حرام ہے۔ بادشاہ نے پوچھا حرام کسی کہتے ہیں۔ آنجناب رضہ نے فرمایا حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منع فرمایا ہو۔ بادشاہ کو دین اسلام سے یہ مناسبت کہ اتنا نہیں سمجھتے کہ حلال حرام کسے کہتے ہیں۔ بادشاہ کی بیگم نورجہان جو پس پردہ بیٹھی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ کمال درجہ کی فہیمہ اور عقیلہ تھی۔ اُس نے بلوری لوٹا اور تھال وضو کیلئے بھیجا۔ آنجناب نے وضو کرکے نماز ادا کی۔ اور نماز سے فارغ ہوکر بادشاہ کی شفا کیلئے تیار ہوئے تو بادشاہ کو فرمایا میں دعا کرتا ہوں۔ اور تم رؤو۔ تاکہ حق تعالےٰ تم پر رحم کرے۔ بادشاہ نے

کہا مجھے رونا تو نہیں آتا۔ ہاں مَیں اپنے سر کو نگون کرتا ہوں۔ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا دعا کرنا تھا۔ کہ بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ اٹھ کر آنجناب کی خدمت میں ہو بیٹھا۔ اور توجہ کی۔ آنجناب رضؓ نے اُسے اپنا مرید بنایا۔ اسی وقت بادشاہ نے قطعی حکم دیدیا کہ تمام ممالک محروسہ کے ہر شہر۔ قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں۔ اور کھلم کھلا بازاروں اور گلیوں میں گائے کا گوشت فروخت ہو۔ اور تمام شہروں میں قاضی اور محتسب مقرر ہوں۔ اور تاکیدی حکم دیا۔ کہ ہر قسم کی بدعت ملک سے دور کی جائے۔ کافروں سے لڑا۔ اور اپنے آپ کو سجدہ کرانے سے لوگوں کو منع کیا اور اس بُرے فعل سے توبہ کی۔ اور ایک گائے منگا کر اپنے ہاتھ سے اُسے ذبح کیا۔ باقی امیروں نے بھی دربار عام کے دروازے پر گاؤکشی کی۔ اور گائے کے گوشت کی کباب بادشاہ نے وزیروں سمیت لیکر کھائے۔ دربار عام کے دروازے کے قریب مسجد بنوائی۔ بادشاہ امرا سمیت اس مسجد میں آیا اور حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو امام بنا کر نماز باجماعت ادا کی مسلمان خوش ہوئے۔ اور دین اسلام کو زیب و زینت حاصل ہوئی۔ شریعت کو رواج ہؤا۔ رونق پائی۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چرچہ ہؤا ظلمت و بدعت مٹ گئی۔ ملک ہند کے تمام حامی اسلام باشندے آنحضرت رضؓ کے ممنون احسان ہوئے۔ اور اس نعمت عظمےٰ کا شکریہ بجالائے۔ اور حسب ذیل شعر گانے لگے ؎

بسیط روئے زمیں بازگشت آبادان | بہ لطف خارق آں قطب مسند عرفاں
تو وادی منبر اسلام اشکست صلیب | تو برگرفتی ناقوس را بجائے اذاں
ز بازوئے تو قوی گشت بازوئے اسلام | کہ از تصادم کفار گشتہ بُد ویراں

تمثیل۔ معارج النبوۃ اور اور کتابوں میں جو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات میں لکھی گئی ہیں مندرج ہے۔ کہ جب طنطنہ محمدی کا شہرہ تمام جہان میں ہو گیا۔ اور دن بدن دین اسلام کو ترقی اور رونق ہونے لگی۔ تو کفار قریش دیکھکر جلنے لگے۔ وہ دن رات اسی فکر میں تھے۔ کہ کسی قسم کی تکلیف جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائیں۔ چنانچہ ایک روز مسجد الحرام میں جمع ہو کر مشورہ کیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مع صحابہ کرام رضے اللہ عنہم کسی خاص جگہ قید کیا جائے۔

اور خرید و فروخت اور لین دین ان سے بند کر دیا جائے۔ اور شہر کے باقی آدمیوں کو بھی منع کیا جائے کہ ان سے لین دین نہ کریں۔ اور عرب کے تمام قبیلے ان سے صلہ رحم کو قطع کر دیں۔ اس بارے میں ایک کاغذ لکھ کر کعبہ معظمہ کے دروازے پر لٹکا دیا۔ اور حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو معہ بنی ہاشم اور دوسرے صحابہؓ کے شعب میں جسے شعب ابو طالب کہتے ہیں۔ نظر بند کر دیا۔ اور اس کے گرد و نواح پہرہ بٹھا دیا۔ کہ اُن میں سے کوئی باہر نہ آنے پائے۔ ان میں سے اگر کوئی بیچارہ ضرورت کے واسطے نکلتا بھی تو اُسے بہت بہت تکلیفیں پہنچائی جاتیں۔ شہر کے کسی باشندے کو قدرت نہ تھی۔ کہ ان سے خرید و فروخت کرے۔ جب کوئی سوداگر آتا تو یہ شعب سے نکل کوئی چیز اُن سے خریدتے لیکن قریش مسلمانوں کو تکلیف دینے کیلئے۔ اس چیز کی چوگنی قیمت دیکر خرید لیتے۔ اور وہ بیچارے خالی ہاتھ واپس چلے جاتے مسلمانوں کے لئے بڑا نازک موقعہ تھا۔ ہفتہ کے بعد بصد مشکل ایک آدمی کو ایک کھجور کھانے کیلئے ملتی۔ اور بسا اوقات یہ بھی ہاتھ نہ آتی۔ بیچاروں کے پاس لباس بھی نہ تھا۔ اور جو تھا بھی وہ بھی پھٹا پرانا اور میلا کچیلا۔ بھوک سے قریب المرگ ہو چکے تھے۔ تین سال یہی کیفیت رہی۔ بعثت کے ساتویں سال شعب میں داخل ہوئے۔ اور دسویں سال تک ان کے بعض رقیق القلب رشتہ دار چوری چوری ان کے لئے کھانا بھیجتے۔ جب دوسرے قریش مثلاً عمر ابن ہشام اور ابو جہل وغیرہ کو اس امر کی اطلاع ہو جاتی۔ کہ کسی نے کوئی چیز شعب میں بھیجی ہے۔ تو وہ اس سے لڑتے +

ایک روز حکیم بن حزام نے اپنے یار کو کہا۔ کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ ہم تو نعمت و راحت میں زندگی بسر کریں اور ہمارے بھائی۔ بہن اور ماں۔ باپ شعب میں فاقہ مست ہوں۔ اس نے کہا میں بھی اس سے سخت ناراض اور رنجیدہ ہوں آؤ کسی اور کو بھی اس معاملے میں اپنا طرفدار بنالیں۔ دونو متفق ہو کر ابو سفیان کے پاس آئے۔ اور یہ تجویز پیش کی۔ اس نے کہا اوروں کو بھی اس میں شریک کر لینا چاہیے اتفاقاً ابو البختری نے بھی یہی تجویز پیش کی۔ یہ تینوں ملے اور مذکورہ بالا مشورہ کیا۔ اور آخر قرار پایا۔ کہ جس طرح ہو سکے کل وہ کاغذ پھاڑ دو۔ جو قطع صلہ رحم کے بارے میں کعبہ معظمہ کے دروازے پر ہے۔ ابن حزام نے کہا میں بات شروع کرونگا۔ اور تم نے میری

تائید کرنا۔ دوسرے دن جب قریش مسجد الحرام میں اکٹھے ہوئے۔ تو حکیم ابن حزام نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو کہا۔ مَیں نے سُنا ہے تو نے اپنے رشتہ داروں کو شعیب میں کھانا بھیجا ہے۔ اُس نے کہا ہاں میں نے بھیجا ہے۔ پھر حکیم نے کہا تو نے خوب کیا۔ صلہ رحم کا حق ادا کیا۔ اتنے میں ابو جہل لعین بھڑک اٹھا۔ اور بڑے غصے سے کہنے لگا۔ تو نے کیوں بھیجا۔ حکیم ابن حزام اور ابو البختری نے کہا اس صلہ رحم سے کیونکر منع کرتے ہو بخدا ہم بھی ایسا ہی کرینگے۔ اور صلہ رحم بجالائینگے۔ اور اس کاغذ کے پُرزے پُرزے کردینگے۔ ابو سفیان نے بھی بہت سے قریش سے اُن کی مدد کی۔ اور ابو جہل سے مناظرہ کیا۔ ابو جہل نے کہا۔ تم یہ سارا منصوبہ پکا کر آئے ہو۔ اسی اثنا میں ابو طالب نے شعب میں سے آکر کہا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اس کے معبود نے خبر دی ہے۔ کہ یہ کاغذ جس میں صلہ رحم کی قطع کی بابت لکھا گیا ہے۔ اس پر ایک کیڑا مقرر کیا ہے۔ جو خدا کے نام کے سوا باقی تمام حروف کھا گیا ہے۔ اگر محمد اس خبر میں سچا ہے۔ تو اُسے معہ صحابہ رہا کردو۔ اور اگر جھوٹا ہے۔ تو مَیں محمدؐ کو تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ جو تمہارے دل میں آئے کرنا۔ سب قریش اس بات کو مان گئے۔ اور اس کاغذ کو وہاں سے اتار کر کھولا۔ دیکھا تو واقعی بسمک اللّٰھم جو زمانہ جاہلیت کی بسم اللہ تھی" کے سوائے باقی تمام حروف کیڑا کھا گیا ہے۔ اور کاغذ پر سیاہی کا نام و نشان تک نہیں۔ یہ دیکھ کر قریش نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رہا کیا۔ چونکہ حکیم ابن حزام اور ابو سفیان وغیرہ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رہائی میں مدد کی تھی۔ اللہ تعالٰی نے اس مدد کی خاطر انہیں مسلمان بنایا۔ اور وہ بھی آنحضرت صلعم کے صحابہ میں شامل ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قدر تکلیف برداشت کی۔ تو آنجناب کا دین تمام جہان میں پھیلا۔ اور مشرق مغرب۔ جنوب اور شمال کو گھیر لیا۔ معراج بھی شعب سے نکلنے پر حاصل ہوا۔ چونکہ پروردگار کے قرب کا انتہائی درجہ اور کلی امتیاز و فضل ہے ؛

چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب اکمل اور مظہر اتم ہیں۔ اس واسطے یہ سنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے پوری ہوئی۔ یعنی نظر بند رہے۔ اور دین متین محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو کمزور ہو گیا تھا۔ زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور بدعت و ظلمت کا قلع و قمع ہو گیا ؛

اللہ تعالےٰ کا یہ طریق ہے کہ ہزار سال بعد دین ضرور کمزور ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے ہر ہزار سال بعد اولو العزم پیغمبر صاحب شریعت تازہ مبعوث ہوا کرتا تھا۔ اور نئے دین کو رواج دیتا تھا۔ چونکہ حسب دستور ہزار سال بعد اس دین میں بھی کمزوری آئی۔ تو ضروری تھا کہ کوئی پیغمبر اولو العزم پیدا ہوتا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبی کا مبعوث ہونا محال تھا۔ اس واسطے اسی امت میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے تھا۔ جو اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو۔ اور ان علوم ومعارف کو ظاہر کرے۔ جو ذات بحت حق تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسا کہ گذشتہ انبیا کرتے آئے ہیں۔ اور انہیں علوم کے سبب تمام گذشتہ انبیا سے افضل شمار ہوتے آئے ہیں۔ سو اس کام کیلئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مبعوث ہوئے۔ اور وہ تمام علوم ومعارف آنجناب پر منکشف ہوئے۔ اور یہ علوم ومعارف اس ہزار سال کے اندر جتنے اولیا گذرے ہیں۔ ان کے علوم ومعارف کے علاوہ ہیں۔ اُن میں سے کسی پر بھی اِن کا کشف نہیں ہوا۔ کیونکہ گذشتہ اولیا کو جن علوم ومعارف کا کشف ہوا۔ وہ صفات الٰہی کے ظل ظلال کے متعلق ہیں جو اور شرعی کے خلاف ہیں۔ اور جو آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ پر منکشف ہوئے۔ یہ خاص انبیا کے علوم ومعارف ہیں۔ جو ذات بحت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اِن علوم کا خاصہ ہے کہ جس پر منکشف ہوتے ہیں۔ اس پر شریعت کی حقیقت کے کمالات بھی ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ انبیا پر ہوتے آئے ہیں۔ انہیں کی وجہ سے انہوں نے شریعت کو ترتیب دیا۔ بلکہ انبیا محض شریعت پر مبعوث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے انہیں علوم ومعارف سے دین متین کو زینت اور تروتازگی بخشی۔ چونکہ انبیائے اولو العزم صعوبتیں۔ اور تکلیفیں برداشت کرتے آئے ہیں۔ اس لئے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی تکلیف گوارا فرمائی۔ اور جو حدیث جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کہ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" میری امت کے اولیا بنی اسرائیل کے انبیا کا رتبہ رکھتے ہیں۔ وہ بھی آنجناب پر صادق آتی ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں مبعوث ہوئے +

القصہ جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ قید سے رہا ہوئے۔

اور دین اسلام کو رونق ہوئی۔ مسلمانوں کی حالت آسودہ ہوگئی۔ اور بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ تو بادشاہ نے بڑی منت وسماجت سے آنجناب رضؓ کو اپنے پاس ہی رکھا۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ اس سے جدا ہو جائینگے۔ تو وہ ہلاک ہو جائیگا۔ اِدھر اللہ تعالٰے کی طرف سے بھی آنحضرت رضے اللہ تعالٰے عنہ لشکر میں ٹھیرنے پر مامور تھے تاکہ اہل لشکر کو ہدایت اور ارشاد نصیب ہو۔ اس واسطے آنحضرت کچھ عرصہ وہیں رہے۔ بادشاہ گذشتہ گستاخیوں کی بابت بہت شرمندہ تھا۔ ہر روز اپنے خاتمہ بالخیر اور مغفرت کیلئے آنجناب رضؓ سے التجا کرتا۔ آنحضرت رضؓ فرماتے کہ خاطر جمع رکھو۔ میں اس وقت بہشت میں داخل ہونگا جب تمہیں اپنے ساتھ لیلونگا؛

اسی اثنا میں ایک روز حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالٰے عنہ نے فرمایا۔ کہ کیا دیکھتا ہوں کہ حشر قائم ہے۔ لوگ جزع وفزع کر رہے ہیں۔ اتنے میں چند آدمیوں کو مَیں نے دوزخ میں دیکھا۔ کہ طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہیں۔ اور آگ کی بیڑیاں اور طوق انہیں پہنائے ہوئے ہیں۔ اور انہیں کھینچے لیجا رہے ہیں۔ دوزخ کے سانپ بچھو انہیں کاٹے کھا رہے ہیں۔ الہام ہؤا کہ یہ آپ کی تجدید اور قیومیت کے منکر ہیں۔ مَیں نے عذاب کے فرشتوں سے پوچھا کہ ہمارا بادشاہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا دوزخ میں مجھے ایک گڑھا دکھلایا جسمیں ایک صندوق تھا صندوق کو منگا کر دیکھا تو اُس میں ایک جوہا تھا۔ فرشتوں نے کہا یہی آپ کا بادشاہ ہے۔ اسے اللہ تعالٰے نے آپ کی خاطر اس عذاب میں گرفتار کر رکھا ہے۔ مَیں نے اُسے صندوق سے نکال بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ کہ اے پروردگار! مَیں نے اسے معاف کر دیا ہے اب تو بھی اسے بخش۔ بعد ازاں حق تعالٰے نے اسے بخش دیا؛

جب بادشاہ نے آنحضرت رضے اللہ تعالٰے عنہ سے یہ خوشخبری سُنی۔ تو بہت خوش ہؤا۔ اور بہت سا روپیہ فقرا ومساکین کو بانٹا۔ جب حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ مَیں نے تجدید الف اور قیومیت کے منکروں کو دوزخ میں دکھلایا ہے۔ تو شیطان نے بعض کے دل میں وسوسہ ڈالا؛

اسی اثنا میں میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضے اللہ تعالٰے عنہ کھڑے فرماتے ہیں کہ محمد نعمان! لوگوں کو کہدو۔ کہ جو شخص شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا مقبول ہے وہ ہمارا مقبول ہے۔

اور جو ہمارا مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے۔ جو شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا مردود ہے وہ ہمارا بھی مردود ہے۔ اور جو ہمارا مردود ہے وہ مردودِ خدا ہے۔ میر نعمان نے کہا اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ مَیں تو آنجناب کا مقبول ہوں۔ اتنے میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو تمہارا مقبول ہے وہ شیخ احمد کا مقبول ہے۔ اور جو تمہارا مردود ہے وہ شیخ احمد کا بھی مردود ہے۔ اور لوگوں نے بھی اس بارے میں مختلف خواب دیکھے۔ کہ جو شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا منکر ہے۔ اسے ضرور دوزخ میں عذاب ہوگا۔ کیونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بزرگی احادیث سے ثابت ہے۔ اور حدیث کا انکار گویا اسلام کے دوسرے رکن کا انکار ہے۔

اسلام کے چار رکن ہیں۔ اوّل قرآن دوسرے حدیث۔ تیسرے اجماع چوتھے قیاس۔

علاوہ احادیث کے مشائخ امت کے اقوال آنجنابؓ کی بزرگی کے بارے میں متواتر پہنچے ہیں۔ جیساکہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔ ایک یہ ہے۔ کہ منصب قیومیت کمالات نبوت کی انتہا ہے۔ اور کمالات نبوت کا انکار گناہ کبیرہ ہے۔ جو سراسر دوزخ کے لائق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنجناب کا منکر دوزخ میں جھونکا جائیگا۔ اگر کوئی پوچھے کہ یہ کیونکر معلوم ہوا۔ کہ منصب قیومیت کمالات نبوت میں داخل ہے۔ تو اُس کا جواب یہ ہے:۔

کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ میری بزرگی احادیث سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں آنجناب کے پیرو آپ کے مرید ہوئے قطب ستارہ شق ہوا۔ اور اس میں سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نمودار ہوئے۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی قیومیت اور تجدید الف کے معترف ہوئے۔ اور لوگوں میں بھی اس کا اعلان کیا۔

علاوہ ازیں مولوی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی جو اپنے زمانہ میں تمام علما کے سردار تھے۔ آنجنابؓ کے مرید ہوئے۔ پس آنجناب کا فرمان کلی سند ہے۔ اور خلقت کیلئے واجب ہے کہ آنجنابؓ کے ارشاد کی تعمیل کریں۔

ذکر دربیان

سال ششم دہم از تجدید الف ثانی و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ۔ طلبیدن نور اللہ شستری را کہ سرآمد علمائے شیعہ بود از برائے ابتلائے سلطان و قتل کردن سلطان نور اللہ را بارشاد آنحضرت رضے اللہ عنہ

جب دین اسلام کو حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی توجہ شریف سے زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رواج ہوا۔ اور ظلمت و بدعت ملیامیٹ ہوئی۔ اور مذہب کو پورا پورا رواج ہوا۔ اور حق اپنے مرکز پر آٹھیرا جیسا کہ آیہ کریمہ سے ظاہر ہے "قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا"، تو ہر ایک شہر قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے گئے۔ اور ہر ایک مسجد میں ہزارہا لوگ عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ بادشاہی لشکر کے ہزارہا آدمی آنجناب رضؓ کے مرید بن گئے۔ اور وہ تقلیدی لباس اُتار پایہ تحقیق سے مشرف ہوئے۔ ہر صبح و شام کوئی بیس ہزار سے زیادہ آدمی آنجناب رضؓ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ دین متین کی خوب گرم بازاری ہوئی۔ اور رشد و ارشاد کو ترقی ہوئی۔ یہ حالت دیکھ کر وزیر ابلیس نظیر جلا بھنا جاتا تھا۔ لیکن اس بارے میں اُس کی کوئی پیش نہ گئی۔ چنانچہ اس کے گذشتہ سب منصوبے خاک میں ملگئے۔ اس واسطے اس نے مجبور ہو کر علمائے شیعہ کے سردار نور اللہ شستری کو ایران سے بڑا روپیہ دے کر منت و سماجت سے منگوایا۔ جب وہ لشکر کے قریب آیا۔ تو وزیر نے بادشاہ کو کہا کہ اس لشکر میں ایک آدمی آرہا ہے۔ جو ظاہر اور باطنی علوم میں اپنے زمانے کا سردار ہے۔ مَیں نے بڑی منت و سماجت سے اُسے ایران سے منگایا ہے۔ اس کی اس قدر تعریف کی۔ کہ بادشاہ اس کا معتقد ہو گیا۔ وزیر لشکر سمیت اس کے استقبال کے لئے گیا۔ اور بڑی عزت کے ساتھ اُسے لایا بادشاہ بھی نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ لیکن جس مجلس میں بادشاہ اور حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ ہوتے وہاں نہ جاتا۔ مگر بادشاہ کے پاس عموماً رہتا۔ بادشاہ کو وزیر کے کہنے سننے سے نور اللہ پر ایسا اعتقاد ہوا۔ کہ جو کچھ وہ دینی معاملات میں کہتا بادشاہ اُسے بطور سند جانتا۔ جب نامبارک وزیر نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ کے دل پر گہرا اثر کرتی ہے۔ تو

اس نے منصوبہ باندھا۔ کہ کل بادشاہ جس وقت خوشی کی حالت میں ہوگا۔ تو اس وقت مذہب شیعہ کے رواج کے لئے۔ اس سے حکم لکھوا لینگے۔ کہ تمام ممالک محروسہ میں اس کا رواج ہونا چاہیئے۔ حضرت قیوم اول کا ایک خاص مرید اس وقت وزیر کے پاس موجود تھا۔ اُس نے وزیر کا یہ منصوبہ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنحضرت رضؓ نے اپنے ایک مرید کو جسے بادشاہ کو لباس پہنانے کی خدمت سپرد تھی۔ فرمایا۔ کہ کل جس وقت بادشاہ لباس پہنے تو اس وقت ہماری طرف سے یہ پیغام دینا۔ کہ ہماری ملاقات کیئے بغیر دربار عام نہ کرے۔ بلکہ کسی کو بھی اپنے پاس نہ آنے دے۔ بادشاہ کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر خوشی میں ہوتا تو سفید لباس پہنتا۔ اور لوگوں کو انعام واکرام دیتا۔ اور اگر ناراض ہوتا تو سُرخ لباس پہنکر لوگوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتا۔ اور ظلم وستم کرتا +

جب آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید لباس پہنانے کے واسطے گیا۔ تو بادشاہ نے سفید لباس طلب کیا۔ اس مرید نے ٹھنڈا سانس لیا۔ بادشاہ نے پوچھا آج تو خوشی کا دن ہے۔ تم کیوں غمگین ہو۔ اُس نے کہا اس سے بڑھکر اور کیا غم ہوگا۔ کہ آج ہمارا بادشاہ دین حق سے منحرف ہوکر دین باطل کو اختیار کرتا ہے تیمور صاحب قرآن کے مذہب کو چھوڑکر شاہ عباس کا مذہب اختیار کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا ذرا اُس کی مفصل کیفیت تو سمجھاؤ۔ اُس نے وزیر کا نور اللہ شستری سے مشورہ بیان کیا۔ اور آنحضرت رضؓ کا پیغام پہنچایا۔ بادشاہ اسی وقت آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تخلیہ میں حاضر خدمت ہونے کی وجہ پوچھی۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ وزیر نے نور اللہ کو ایران سے محض اس خاطر منگوایا ہے۔ کہ تمہیں اس دین حق سے منحرف کرکے اس باطل مذہب میں لیجائے۔ یہ ساری کیفیت مفصل بیان فرمائی۔ سلطان سنتے ہی سخت طیش میں آیا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت سے جاکر فوراً سُرخ لباس پہنا۔ دربار عام کیا۔ اور نور اللہ شستری کو بلوایا۔ اور مست ہاتھی منگوا کر اس کے پاؤں تلے رندوا ڈالا۔ اور جو لوگ نور اللہ کے ساتھ ایران سے آئے تھے۔ سب کو قتل کروادیا۔ وزیر اس وقوعہ کے بعد سخت پریشان ہوا۔ اور جل بھن گیا۔ شیطان نے اُسے ورغلایا۔ اور اُس نے اپنی کوتہ اندیش عقل پر بھروسہ کرکے دین محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انحراف کیا۔ اور اپنی سُبکی کو دور کرنے کیلئے لوگوں کو کہا کہ لوگ مجھے ناحق شیعہ کہتے ہیں۔ اگر امام حسین رضؓ

کو میرے سامنے ذبح کریں۔ تو مجھے رحم نہ آئے۔ لیکن جب کبھی اسلام کے متعلق کوئی بات ہوتی۔ تو اپنے آپ کو شیعہ ہی کا طرفدار ظاہر کرتا۔ اس چال سے ناکام رہکر اُس نے عیسائیوں کو یورپ سے منگایا۔ تاکہ ان کی شعبدہ بازی سے بادشاہ دین اسلام سے منحرف ہو جائے۔

ذکر و بیان مناظرہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ با نصارےٰ

فرنگ در دین اسلام و الزام دادن آنحضرت آں اشقیا را و بقتل رسانیدن آنہا را

جب نوراللہ شستری مارا گیا۔ تو وزیر غم و غصہ اور رنج و الم اور بے عزتی و سبکی کی وجہ سے اسلام سے منحرف ہوا۔ اور اس نے یورپ کے پادریوں کو بلوایا۔ تاکہ بادشاہ بھی دین حق سے پھر جائے۔ جب پادری لوگ آئے۔ تو وزیر نے بادشاہ سے ان کی بڑی تعریف کی۔ اور بڑی عزت سے ملاقات کرائی۔ انہوں نے ایسی شعبدہ بازی اور سحر بازی کی۔ کہ بے وقوف بادشاہ بے اختیار ان کا شیفتہ و فریفتہ ہو گیا۔ اور منسوخ شدہ دین و ملت کی تصدیق کی اور کمینہ پن چاہا۔ کہ نصرانی دین قبول کرے۔ چنانچہ ایک روز اس نے ٹھان لی۔ کہ اب نصاریٰ کا دین اختیار کرنا چاہیئے۔ اور اسی کا رواج کرنا چاہیئے۔

جب یہ خبر آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے سُنی۔ تو سخت ناراض ہوئے اور آکر بادشاہ کو فرمایا تیری حالت پر سخت افسوس ہے۔ یہ کیسی شقاوت انگیز عقل ہے سخت گمراہی کی بات ہے۔ کہ تو منسوخ شدہ دین کو اختیار کرنے پر مائل ہے۔ ابھی وہ برائیاں جو باپ سے تو نے سیکھی وہ دور نہیں ہوئیں۔ اور گذشتہ برائیوں کی تلافی نہیں کی کہ ایک اور برائی کرنے لگا ہے۔ اور گناہ پر گناہ کرنے کیلئے آمادہ ہوا ہے۔ یہ بدبختی کی راہ طے کرنا عقل سے بعید ہے۔

چہ دین است اینکہ کفرش رہنموں شد چہ عقلست اینکہ سرشار جنوں شد

ہم اب تک بارگاہ الٰہی میں دعائیں مانگتے ہیں۔ کہ تمہیں معاف کیا جائے۔ اور تم پھر زبردستی ایسی مصیبت میں پھنستے ہو۔ جس سے رہائی محال ہے۔ بادشاہ نے عرض کی انہوں نے مجھے کرامات دکھائی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ یہ کرامت نہیں۔ بلکہ شعبدہ بازی اور سحر سازی ہے۔ جو سب کا سب استدراج ہے۔ اب انہیں بلاؤ۔ دیکھوں

اُن سے کیونکر کرامت ظاہر ہوتی ہے۔ بادشاہ نے ان پادریوں کو بلایا۔ آنحضرتؓ نے ان کی ساری شعبدہ بازی سلب کر لی۔ پادریوں نے کہا حضرت عیسٰے علیہ السلام کو آپ بھی مانتے ہیں اور ہم بھی۔ فرق اتنا ہے کہ آپ حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ اور ہم نہیں مانتے۔ پس ایسے دین کو جسے دونو فریق مانتے ہیں وہ سچا ہے۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ تم یہودی دین اور توریت مانتے ہو۔ اور یہود تمہارے دین کو اور تم انجیل کو مانتے ہیں۔ پس جو جواب یہودی تمہیں دے سکتے ہیں۔ وہی ہمارا جواب ہے۔ پادریوں نے کہا اللہ تعالےٰ نے ہمارے پیغمبر کو ایسا معجزہ عطا کیا۔ کہ وہ مردہ کو زندہ کر سکتا تھا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے ہزار سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اب اس وقت اس امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے غلام موجود ہیں۔ کہ اگر کہیں تو ایک اشارے سے آسمان زمین پر آ گرے ⁂

میرے (مصنف کتاب) والد بزرگوار نے اپنے والد بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے جد امجد حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے سُنا۔ جو فرماتے تھے کہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے اس وقت فرمایا۔ کہ مجھے قیومیت کا اس قدر جوش آیا ہے۔ کہ اگر یہ پادری کہیں تو مَیں آسمان کو زمین پر پھینک دوں۔ بادشاہ ڈرا کہ ایسا ہونے سے ہم پر طرح طرح کی مصیبتیں نازل ہونگی۔ آپ کی کرامات وخوارق عادات وتصرفات میں کسی کو کلام نہیں۔ جو کچھ بھی آپ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ ہمیں ایسی کرامات سے معاف فرمایا جاوے۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے آدھے پادریوں کو اپنے پاس بلا کر نگاہ غضب سے انہیں دیکھا۔ تو سب کے سب زمین پر گرے اور مر گئے۔ باقی کے پادریوں کو آنجناب نے فرمایا کہ دیکھو یہ مردہ ہیں یا زندہ۔ جب انہوں نے دیکھا بھالا۔ تو کہا مردہ ہیں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا۔ کہ اگر تم چاہو تو مَیں پھر انہیں بحکم خدا زندہ کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر "قم باذن اللہ" فرمایا سب زندہ ہو گئے۔ لیکن اپنی نصرانیت پر اڑے رہے۔ باقی دوسروں سے بھی ایسا ہی معاملہ کیا۔ پہلے مردہ کیا اور پھر زندہ۔ لیکن وہ باوجود ایسی کرامت دیکھنے کے راہ راست پر نہ آئے۔ بلکہ اُسی اپنے مذہب پر اڑے رہے ⁂

یہ دیکھکر بادشاہ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ سب کو تیغ بے دریغ سے قتل کیا گیا
اور قطعی حکم دے دیا۔ کہ ممالک محروسہ میں کوئی عیسائی نہ رہنے پائے۔ باقی عیسائی جو ہند
میں تھے۔ بعض مسلمان ہو گئے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید بنے۔ بعض نے
آنحضرت کی پناہ لی۔ اور عرض کی کہ اس بارے میں ہمارا کوئی قصور نہیں جن کا تھا انہوں
نے اُس کا خمیازہ اُٹھا لیا۔ آنحضرتؓ نے ان کی حالت پر رحم فرما کر چھوڑ دیا۔ لیکن ان سے
عہد و پیمان لیا۔ کہ آیندہ کسی کو اور بالخصوص مسلمان کو اپنے مذہب میں شامل نہ کرینگے خواہ
وہ عیسائی ہونے پر قائل ہی کیوں نہ ہو +

اس بات کو میں (مصنف) نے معتبر عیسائیوں سے تحقیق کیا ہے بالکل ٹھیک ہے۔
اس واقعہ کے بعد وزیر سخت شرمندہ ہوا۔ اور پھر ایسی حرکت نہ کی۔ بادشاہ نے بھی توبہ
کی۔ اور آنجناب سے معافی مانگی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بھی اُس کی خطائیں معاف فرمائیں۔
اور درگاہ الٰہی سے بھی اس کے لئے التماس کی جو مقبول ہو گئی +

ذکر در بیان

سال نوزدہم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کشی کردن شاہزادہ شاہجہان بر پدر خود
و ہزیمت یافتن او و استدعا کردن شاہزادہ و مرید شدن از حضرت
قیوم اول رضی اللہ عنہ برائے سلطنت خود و بشارت دادن آنحضرت
بسلطنت شاہجہان را

اس سال شاہزادہ شاہجہان بعض فتنہ برپا کرنے والے آدمیوں کے بہکانے پر باپ سے
باغی ہو گیا۔ اور بہت سا لشکر جمع کر کے آمادہ جنگ ہوا۔ بادشاہ نے بھی ادھر خوب تیاری
کے ساتھ جنگ کی۔ آخر سخت معرکہ کے وقت بادشاہی اگلی فوج اور بہت سے امیر شاہزادے
سے جا ملے۔ قریب تھا کہ بادشاہ کو سخت نقصان پہنچے۔ کہ بادشاہ بے اختیار حضرت قیوم اول
رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور نہایت عاجزی سے التماس کی۔ کہ اس کام میں
توجہ فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے فتح و نصرت عطا فرمائے آنحضرتؓ نے فرمایا یہ
عیسائیوں کے اخلاص کی شامت ہے۔ جو تو نے اُن کے حق میں کہا۔ بادشاہ نے کہا میں اپنے

کئے سے پچھتاتا ہوں ۔ شرمندہ ہوں اور توبہ کرتا ہوں ؎

کنوں در توبہ ام باصد ندامت قیامت دیدہ ام پیش از قیامت

جب بادشاہ نے حد سے زیادہ آہ و زاری اور منت و سماجت کی ۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا خاطر جمع رکھو ۔ کہ ہم نے اللہ تعالےٰ سے عہد کر لیا ہے ۔ کہ جب تک ہم زندہ ہیں ۔ تو ہی ہند میں بادشاہ رہیگا ۔ ہم کسی اور کو سلطنت نہیں کرنے دینگے ۔ جاؤ مخالف کی فوج پر حملہ کرو ۔ اللہ تعالےٰ تمہیں فتح دیگا ✦

بادشاہ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق رہی سہی فوج کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا ۔ شاہزادہ بھاگ گیا ۔ اور اس نے دوبارہ لشکر جمع کر کے بزرگوں اور مشائخ سے اس کام کے لئے توجہ کی التماس کی ۔ سب نے فتح کی خوشخبری دی ۔ بعد ازاں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی ۔ کہ مجھے تمام بزرگوں نے اپنی اپنی کشف کے ذریعہ فتح کی خوشخبری دی ہے ۔ آنجناب کی نظر عنایت اس بندے پر شروع سے ہے ۔ امیدوار ہوں کہ اس معاملہ میں بھی توجہ فرما کر فتح کی خوشخبری عنایت فرمائینگے ۔ تاکہ دین کے دشمن اور راہ یقین کے مخالف رسوا ہوں ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان لڑائیوں میں شاہزادہ کی فتح تو نظر نہیں آتی ۔ لیکن کام کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہے ۔ شاہزادہ نے دوسرے مشائخ کے کہنے پر بھروسہ کر کے باپ سے لڑائی شروع کر دی ۔ بادشاہ نے بھی دوسرے شاہزادوں کو اس کے مقابلے پر بھیجا ۔ کئی سخت معرکے ہوئے جن میں شاہجہان کو ہی نیچا دیکھنا پڑا ✦

ملا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں لکھتے ہیں ۔ کہ شکست کے وقت جب شاہجہان نے سُنا کہ اس گرد و نواح میں ایک درویش صاحب خوارق و کرامات رہتا ہے ۔ اور اس کی کشف نہایت اعلےٰ درجہ کی ہے ۔ تو اس نے جا کر اس سے پوچھا کہ وجہ کیا ہے کہ باوجود ایسے بھاری جرار لشکر کے مجھے فتح نہیں ہوتی ۔ حالانکہ میرے باپ کے اکثر امیر بھی مجھ سے ملے ہوئے ہیں ۔ اس شیخ نے اس بارے میں توجہ کی ۔ اور کشف و فراست کے بعد فرمایا ۔ کہ اس زمانے میں چار شخص ہیں ۔ جن کے مشورے پر یہ کام منحصر ہے تین تو تمہاری فتح پر راضی ہیں ۔ لیکن چوتھا جو سب سے بزرگ ہے اس بات پر راضی نہیں ۔ پوچھا وہ کون ہے ؟ فرمایا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تمہاری سلطنت

پر راضی نہیں۔ شہزادے نے رات کو چوری چوری آکر حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میں قدیم الایام سے جناب کا غلام ہوں۔ چنانچہ ایام حبس میں مَیں آنجناب کے مخالفوں سے لڑتا جھگڑتا رہا۔ اور باپ سے کئی مرتبہ ناراض ہوا۔ تعجب ہے کہ آنجناب میری سلطنت پر راضی نہیں۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالےٰ سے عہد و پیمان کرلیا ہے۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں تیرے باپ کی سلطنت رہیگی۔ سو اب میری عمر کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ قریب ہے کہ مَیں اس دار فانی سے کوچ کر جاؤں۔ اور قیومیت محمد معصومؓ کو دے جاؤں۔ خاطر جمع رکھو میرے بعد سلطنت تمہارے ہاتھ ہی آئیگی۔ باطنی سلطنت محمد معصومؓ کے ہاتھ ہوگی۔ اور ظاہری تمہارے ہاتھ بلکہ ملک ہند کی سلطنت باطنی میری اولاد میں رہیگی۔ اور ظاہری تمہاری اولاد میں۔ لیکن خبردار میری اولاد اور طریقہ کی عزّت و حرمت اور ادب آداب اسی طرح ملحوظ رکھنا۔ شاہجہان اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ اور آداب بجالاکر اسی وقت مرید ہوا۔ شاہجہان نے آنحضرتؓ سے متبرک کے طور پر کچھ مانگا۔ آنحضرتؓ نے اپنی دستار مبارک عنایت فرمائی آج تک وہ دستار شاہانِ ہند کے خزانوں میں موجود ہے۔ دوسرے عرض کی کہ آنجناب کوئی ایسی علامت فرمائیں۔ جسے میں اپنی سلطنت میں رائج کروں۔ تاکہ بطور یادگار باقی رہے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنے سرخ جھنڈوں کو سبز کردو اور خیموں کو سرخ۔ اس سے پیشتر شاہان ہند کے خیموں میں سُرخ اور سفید رنگ دھاریوں میں ہوتے تھے۔ ہم نے تمہارا نام شاہجہان رکھا۔ اصل نام شاہزادہ خرم ہے۔ بعد ازاں آنحضرتؓ نے شاہجہان مقرر فرمایا۔ اب تک ہندوستان کی سلطنت اسی کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ اور جہان کی قطب الاقطابی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں ہے اور قطبیت زمانہ کا منصب آنحضرت کی خوشخبری کے بموجب انشاء اللہ آنحضرت کی اولاد میں قیامت تک رہیگا۔

شاہجہان کے عہد سلطنت میں اس کے بڑے بیٹے دارا شکوہ نے بہتیرا چاہا۔ کہ کسی طرح حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تکلیف پہنچائے لیکن شاہجہان کی وجہ سے کوئی پیش نہ گئی۔ جب وہ اس بارے میں شاہجہان سے مشورہ کرتا تو وہ سخت ناراض ہوکر اُسے منع کرتا۔

اسی سال مکتوبات کی دوسری جلد ختم ہوئی۔ اور تیسری شروع ہوئی۔ تیسری جلد کے شروع میں آنحضرت رضے اللہ عنہ نے توقف فرمایا۔ کہ مَیں جو اس قدر علوم و معارف لکھ رہا ہوں۔ آیا مرضی حق بھی ہے یا نہیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا۔ کہ تمہارے یہ تمام علوم و معارف ہم نے ہی لکھے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ان میں ہماری مرضی ہے۔ ایسے بلند معارف لکھو +

نیز آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ان علوم و معارف کے لکھتے وقت فرشتے شیطانوں کو دور کر دیتے تھے۔ کہ کہیں ان معارف میں غمازی نہ کریں۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد میں آنحضرت رضؓ نے خود تحریر فرمایا ہے +

اسی سال حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے اپنے معزز فرزندوں حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی۔ اور حضرت خازن الرحمت رضے اللہ تعالےٰ عنہما کو سرہند سے طلب فرمایا +

ذکر در بیان

سال ہشتم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ سیر آنحضرت ہمراہ سلطان ہند و واقعاتے کہ دراں سیر واقع شدہ

خواجہ ہاشمؒ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ بادشاہ ہند کے ساتھ آنحضرت کا بعض شہروں قصبوں اور گاؤں سے گذرنا حکمت سے خالی نہ تھا۔ کیونکہ وہاں کے باشندے آنجناب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر آنجناب کی نظر کیمیا اثر کی برکات سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک سفر کا واقعہ ہے۔ جس میں مَیں بھی آنجناب کی خدمت میں تھا۔ کہ ایک روز بادشاہی لشکر دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں میں پہنچا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے خادموں نے اس گاؤں کے قریب خیمے لگائے۔ اتنے میں مَیں نے آنجنابؓ کو دیکھا کہ اکیلے پیادہ پا اس گاؤں کے کوچے میں آئے۔ مَیں آنجناب کے پیچھے دوڑا۔ جب مجھے دیکھا۔ تو فرمایا۔ کہ دل میں آتا ہے۔ کہ اس گاؤں میں کوئی مسجد ہو گی۔ وہاں چلکر تازہ وضو کریں۔ اور نماز ادا کریں۔ ابھی چند قدم نہ گئے تھے۔ کہ ایک نہایت مصفا مسجد نمودار ہوئی۔ آنحضرتؓ نے وہاں وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اس گاؤں کے ایک فقیر نے

مجھ سے پوچھا۔ کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ مَیں نے بتایا تو وہ دوڑ گیا۔ اور ایک ضعیف العمر آدمی کو جو وہاں کا نمبردار تھا۔ اور مسجد کے پاس ہی اس کا مکان تھا۔ بلا لایا۔ اگرچہ اُس میں چلنے کی طاقت نہ تھی۔ لیکن آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے اوصاف سنکر اشتیاق زیارت سے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جناب کے قدموں پر سر رکھ دیا ۔

ہمائے اوجِ سعادت بدامِ ما افتد   اگر ترا گذرے بر مقامِ ما افتد

اس رات اس نے آنحضرتؓ کی معہ تمام مریدوں کے ضیافت کی اور معہ تمام متعلقین مرید ہؤا۔ اس گاؤں میں آنحضرتؐ کی مبارک توجہ سے صاحب حضور و آگاہی ہوئے۔ رخصت کی وقت ایک منزل تک وہ سب آنحضرت کو وداع کرنے آئے ÷

جب حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ لاھور پہنچے۔ تو اس شہر کی قطبیت شیخ طاھو کو عنایت فرمائی۔ اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب شاہی خیمے سرہند میں نصب ہوئے۔ تو حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے بادشاہ کی ضیافت کی۔ کھانا کھانے کے بعد بادشاہ نے کہا کہ ایسا لذیذ کھانا مَیں نے کبھی نہیں کھایا۔ پھر آنجنابؓ سے التماس کی کہ جناب اپنے باورچیوں کو فرمائیں۔ تاکہ وہ ہمارے باورچیوں کو کھانا پکانے کی تعلیم کریں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ تمہارے باورچیوں سے ایسا کھانا نہیں پک سکیگا۔ پھر التماس کی کہ اگر یہ نہیں ہو سکتا۔ تو جناب میرے لئے کھانا اپنے باورچی خانہ سے عنایت فرمایا کریں۔ یہ بات آنجنابؓ نے منظور فرمائی۔ اور آنجناب کے باورچی خانے سے ہر روز بادشاہ کیلئے کھانا جانے لگا ÷

ایک روز بادشاہ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے در دولت سے اٹھ کر لشکر سمیت واپس آرہا تھا۔ رستے میں لوگوں کے مکانوں کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ گھر کیسے بیجا واقع ہوئے ہیں۔ ہمارے شیخ صاحب کی سواری کی آمد و رفت میں دقت ہوتی ہو گی۔ ان مکانوں کو گروا دو۔ چنانچہ اسی وقت مکان گرائے گئے۔ جب آنجناب کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ تو بادشاہ کو بہت جھڑکا۔ کہ ہم درویش اور غریب آدمی ہیں۔ ہمیں آمد و رفت میں کوئی تکلیف نہیں۔ یہ دقت تو بادشاہوں کو ہؤا کرتی ہے۔ بادشاہ نے آنجناب کی خاطر مکانات کے مالکوں کو بہت سا روپیہ دیا۔ تاکہ کسی اور جگہ مکان بنالیں ÷

جہانگیر بادشاہ کی طبیعت کی افتاد بھی عجیب تھی۔ چونکہ سوداوی مزاج تھا

اس سے کام بھی سودائیوں کے سے ظہور میں آتے تھے۔ چنانچہ انہیں دنوں سرہند میں ایک دفعہ آدھی رات کے وقت حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ بادشاہی مجلس سے اٹھ کر اپنے دولت خانہ کی طرف تشریف لیجارہے تھے۔ کہ آنجناب رضؓ نے اثنائے راہ میں دیکھا کہ شہر سرہند۔ کے دو رئیسوں کو ننگے سر پس پشت ہاتھ باندھے لیجا رہے ہیں۔ آنجناب نے پوچھا انہیں ایسی بے عزتی سے کہاں لئے جاتے ہو۔ انہوں نے عرض کی۔ کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ انہیں سخت بے عزتی سے قتل کردو۔ اب ہم قتل کیلئے لیجارہے ہیں۔ آنحضرت رضؓ نے انہیں وہیں ٹھیرایا۔ اور خود بادشاہ کی طرف لوٹ گئے۔ بادشاہ بیگم سمیت ننگا اپنے بستر پر پڑا تھا۔ کہ آنجناب رضؓ نے جاکر خوابگاہ کا پردہ ہلایا۔ بادشاہ نے پوچھا کون ہے؟ جو اس وقت پردے کو ہلاتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا میں ہوں احمد، بادشاہ حیران رہگیا۔ کہ آنحضرت کیونکر تشریف لائے۔ عرض کی کہ جناب تو ابھی یہیں تشریف فرما تھے۔ اس وقت تکلیف کا موجب کیا ہے۔ آنحضرت رضؓ نے ان دو رئیسوں کی سفارش کی۔ بادشاہ نے عرض کی کہ یہ دونو میرے استقبال کیلئے نہیں آئے تھے۔ اس واسطے میں نے ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔ لیکن ابھی تک میرا کوئی حکم نہیں ٹلا۔ آنحضرت نے فرمایا انہیں معاف کردو۔ بیگم نے جو آنحضرت کی معتقد تھی۔ بادشاہ کو کہا۔ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ جلدی معاف کردو۔ نہیں تو اور مصیبت میں پھنسو گے۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے جناب کی خاطر انہیں بخشا۔ لیکن ان کے ہاتھ ضرور کاٹنے چاہیئں۔ تاکہ میرا حکم خالی نہ جائے۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا معاف کر۔ بادشاہ نے عرض کی میں نے یہ بھی معاف کیا۔ لیکن سو سو کوڑے ضرور لگوائے جائیں۔ آنحضرت نے فرمایا ایسی باتیں مت کہو۔ بالکل معاف کردو۔ عرض کی میرا حکم کبھی رد نہیں کیا گیا۔ لیکن جناب کی خاطر انہیں بالکل معاف کرتا ہوں۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا وہ شہر میں معزز تھے۔ تم نے انہیں بے عزت کیا۔ اب انہیں خلعت اور زر دو۔ تاکہ پھر انہیں عزت حاصل ہو۔ بادشاہ نے عرض کی۔ میں نے آنجناب کے حکم سے انکی جان بخشی کی اب ان کے لئے آنجناب اور چیزوں کے لئے فرماتے ہیں۔ اس وقت خزانوں اور خلعتوں کا تحویلدار معلوم نہیں کہاں ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو خاص خلعتیں خوابگاہ میں موجود ہیں یہ دیدو۔ اور تم بادشاہ ہو جس وقت چاہو اور منگا لینا۔ بیگم نے بادشاہ کو کہا جو کچھ بھی آنجناب فرماتے ہیں جلدی دیکر رخصت

کرو۔ کہ کہیں اور آفت نہ آئے۔ بادشاہ بھی ڈرا ہوا تھا۔ جو کچھ آنجناب نے فرمایا۔ فوراً مہیا کیا۔ دو خاص خلعتیں اور دو ہزار روپے دئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ خلعتیں اور روپیہ لیکر جہاں سپاہیوں کو کھڑا کر آئے تھے۔ پہنچے۔ اور دونوں رئیسوں کو رہا کیا۔ اور خلعت اور روپیہ دے کر بڑی عزت سے شہر میں لائے +

جب بادشاہ نے سرہند سے دہلی جانا چاہا۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اب سرہند ہی رہنے دو۔ بادشاہ نے عرض کی۔ مَیں جناب سے جدا نہیں ہو سکتا لیکن جناب کی خاطر اور تھوڑا عرصہ شہر سرہند میں بسر کر لیتا ہوں۔ چنانچہ چار مہینے شہر سرہند میں رہا۔ بعد ازاں دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ اور آنحضرت کو بھی ہمراہ لیا۔ چنانچہ آنحضرت نے فاس تک بادشاہ کے ساتھ سیر کی۔ جس گاؤں سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں کے لوگ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت بابرکت سے مشرف ہو کر مرید ہوتے اور فنا۔ بقا اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے +

ایک روز شاہی لشکر دریائے گنگا پر پہنچا۔ آنجناب نے فرمایا کہ اس دریا کا پانی ہمارے استعمال کے واسطے نہ لانا۔ کیونکہ یہ ہندؤں کا معبد گاہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اس گردونواح میں کوئی کنواں نہیں۔ فرمایا جہاں سے بھی ہو سکے کنوئیں کا پانی لاؤ۔ بڑی جستجو کے بعد معلوم ہوا۔ کہ لشکر سے نو میل کے فاصلے پر کنواں ہے۔ چنانچہ وہاں سے آنجناب کی خاطر پانی لایا گیا۔ اور جب تک شاہی لشکر وہاں رہا۔ اُسی کنوئیں سے پانی لاتے رہے۔ یاروں کو بھی منع فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے اس دریا کے پانی کو تم بھی استعمال نہ کرو۔ بعد ازاں بادشاہ اجمیر کی طرف روانہ ہوا۔ اور اجمیر ہی میں تھا کہ آنجناب اس سے رخصت ہوئے +

ذکر در بیان

سال بست و یکم از تجدید الف و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ سوال کردن شیخ نور الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بہ سر گرفتاری حضرت یعقوب علیہ السلام بحضرت یوسف علیہ السلام و بشارت دادن پیغمبر علیہ الصلوٰت والسلام حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ را کہ چندین ہزار عالم بشفاعت تو بروز قیامت در بہشت داخل خواہند شد و مرید شدن

شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سال اپنے معزز و محترم فرزندوں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضہ اور خازن الرحمت رضہ کو سرہند رخصت فرمایا۔ لیکن زاد راہ دینا بھول گئے۔ جب مخدوم زادے پہلی منزل پر جا کر اُترے۔ تو انہیں معلوم ہؤا کہ زاد راہ نہیں لائے حیران تھے کہ کیا کریں۔ اسی اثنا میں ایک خادم نے آکر خبر دی کہ اس شہر کے باہر شاہی لشکر پڑا ہے۔ دونو مخدوم زادے حیران رہ گئے۔ کہ بادشاہ کا لشکر یہاں کیونکر آگیا لیکن سمجھ گئے۔ کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا تصرف ہے۔ دونو بھائی اپنے والد بزرگوار کی زیارت کو گئے۔ اس وقت آنحضرت وضو کر رہے تھے۔ آنحضرت رضہ نے فرمایا کہ ہم تمہیں زاد راہ دینا بھول گئے۔ یہ لو زاد راہ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ زاد راہ لیکر آنجناب کے حکم کے مطابق منزل پر آگئے۔ اور فوج غائب ہو گئی +

اسی سال شیخ عبد الحق دہلوئی کے بیٹے شیخ نور الحق نے جو دہلی کے علمائے کبار سے تھے اپنے باپ کے کہنے سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سے حضرت یعقوب ؑ کا حضرت یوسف ؑ پر اس قدر مبتلا ہونے کا بھید پوچھا۔ آنحضرت ایک گھڑی خاموش رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ انشاء اللہ عنقریب ہی یہ بھید ظاہر ہو جائیگا۔ اور میں مفصل لکھدونگا +

خواجہ ہاشم برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ جب شیخ نور الحق مجلس سے اٹھے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا۔ کہ یاروں نے بارہا یہ بات مجھ سے پوچھی ہے لیکن چونکہ مکشوف نہیں ہؤا اس واسطے میں خاموش رہا۔ جب اس جوان نے سوال کیا۔ تو توجہ ادھر ہوئی اور یہ بھید ظاہر ہو گیا۔ سو کاغذ قلم دوات موجود رکھنا۔ اس دوسرے روز آنجناب نے قلم دوات اور کاغذ منگا کر فرمایا۔ کہ آج رات تہجد کے بعد اس کی مفصل کیفیت مجھ پر منکشف ہوئی اب دل سے زبان پر اور زبان سے قلم پر آتا ہے۔ یہ فرما کر لکھنے میں مشغول ہوئے۔ اور صحیفہ کو بوستان بنادیا۔ چنانچہ وہ مکتوب دوسری جلد کے اخیر میں ہے +

جب وہ رسالہ سائل کو دیا۔ تو ایک مخلص نے مجھے کہا کہ اس مکتوب میں اعلیٰ پایہ کے حقائق مندرج ہیں۔ اور نیز اس میں آنحضرت کے اعلیٰ خصائص بھی درج ہیں۔ اور شیخ نور الحق آنجناب کے مخالفوں سے میل ملاپ رکھتا ہے ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کو سُنادے جو بعد میں قیل و قال کا موجب ہو۔ میں نے یہی بات آنجناب سے عرض کی۔

آنحضرت نے پوچھا وہ کونسی معرفت ہے جو میرے دل میں نہیں۔ کوئی ایسا راز تو میں نہیں لکھ بیٹھا ہیں نے عرض کی۔ کہ قصہ نحلہ یعنی خمیر طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم جو آنجناب نے اپنے لئے فرمایا ہے! آنحضرتؒ نے مسکرا کر فرمایا البتہ اس کا ذکر یہاں ہوا ہے۔ پھر مراقبہ کے بعد یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا ؎

یارب آں غنچہ خنداں کہ سپردی بمنش سپارم بتو از چشم حسود چمنش

یہ مکتوب مختلف مخالفوں میں پھرا لیکن اس معرفت کے بارے میں کسی نے بات نہ کی۔ جب یہ مکتوب شیخ نور الحق نے اپنے باپ شیخ عبد الحق کو دکھایا۔ تو اُس کے مطالعہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا بہت معتقد ہوگیا! اسی اثنا میں شیخ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت جمع ہیں۔ اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ چند عورتوں کو توجہ دے رہے ہیں۔ اور تمام اولیائے امت آنجناب سے توجہ دعا کیلئے التماس کرتے ہیں صبح کو شیخ حیران و پریشان ہو کر حضرت قیوم اولؓ کی خدمت میں حاضر ہوا! اور آنجناب کی تجدید الف اور قیومیت کو تسلیم کیا۔

انہیں دنوں شیخ مذکور نے حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شیخ حسام الدین کی طرف ایک مکتوب لکھا۔ جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شیخ مذکور آنجناب کی تجدید اور قیومیت کا معترف ہے۔

مکتوب شیخ عبد الحق دہلوی (یہ مکتوب حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے خلف الرشید حضرت خواجہ کلاںؒ کے کلیات سے نقل کیا گیا ہے۔ یہ ان مکتوبات میں سے ہے جو خواجہ حسام الدینؒ کی طرف مختلف اشخاص نے لکھے۔ اور حضرت خواجہ کلاں نے جمع کئے) اس مکتوب کا اردو ترجمہ یہ ہے۔ "اللہ تعالے آپ کو زندہ اور سلامت رکھے۔ اور محبین کے سر پر آپکا سایہ عاطفت رہے۔ آپنے ان دو دنوں میں اپنے حالات کی اطلاع نہیں بخشی۔ یا تو اس واسطے کہ بشریت کا تقاضا ہے۔ یا اس واسطے کہ آلائش ضعف سے پاک رہیں۔ امید ہے کہ آنجناب اپنی صحت و عافیت سے مطلع فرما کر مسرور و مشکور فرماوینگے۔ آج کل محبت کی آنکھ حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد رضے اللہ عنہ کے فرحت آثار اخبار کے وصول ہونے کی منتظر ہے امید ہے کہ محبوں کی دعا قبول ہو کر اثر عظیم پیدا کریگی۔ ان دنوں آنحضرتؓ سے مجھے بدرجہ غایت محبت ہے

اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے طفیل صفائی باطنی بھی حاصل ہے۔ بشریت کا کوئی پردہ اور جبلولہ کا کوئی حجاب درمیان نہیں رہا۔ مجھے معلوم نہیں یہ بات کیوں اور کہاں سے نصیب ہوئی۔ طریقہ کے لحاظ سے قطع نظر کرکے بھی دیکھا جائے۔ تو عقل سلیم یہی کہیگی کہ ایسے عزیزوں اور بزرگوں کے حق میں بدظن نہیں ہونا چاہیئے۔ میرے باطن میں ذوق وجدان اور غلبہ حال میں سے کچھ ایسی پڑ گئی۔ جس کو زبان پورے طور پر ادا نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیرنے والا اور احوال کو بدلنے والا پاک ہے۔ ممکن ہے کہ بعض ظاہربین کوتاہ اندیش اس بات کو دور از عقل سمجھیں لیکن مجھے معلوم ہے کہ اصلی حالت کیا ہے اور کیونکر ہے۔ زیادہ کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ حقیقت احوال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے"۔

خواجہ ہاشمؒ لکھتے ہیں کہ آنحضرتؓ نے اسی سال کے ماہ رمضان کے آخری عشرے میں فرمایا۔ کہ آج عجب معاملہ ہوا۔ کہ میں اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا تھا مجھے محسوس ہوا۔ کہ اسی تخت پر میرے ساتھ کوئی اور آکر بیٹھ گیا ہے کیا دیکھتا ہوں۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جو فرماتے ہیں۔ کہ میں تمہارے واسطے اجازت نامہ لکھنے کیلئے آیا ہوں۔ جو آج تک میں نے کسی کے واسطے نہیں لکھا۔ میں نے دیکھا کہ اس اجازت نامے کے متن میں وہ الطاف عظیم درج تھے۔ جو اس جہان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اُس کی پشت پر وہ عنایات کثیرہ رقم تھیں جو عالم آخرت کے متعلق ہیں۔ چنانچہ یہ امر آنحضرتؓ نے مکتوبات کی تیسری جلد میں تحریر فرمایا ہے۔

نیز اسی سال حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی۔ کہ قیامت کے دن آپ کے طفیل ہزار در ہزار مخلوقات بخشی جائیگی۔ اور آپ کا سلسلہ بہ سبب کثرت وفضل دوسرے اولیائے امت سے زیادہ ہوگا اور حق تعالیٰ میری امت آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل کریگا۔ حضرت قیوم اول نے جب یہ خوشخبری سنی۔ تو شکرانہ میں آنحضرت کی نیاز کے طور پر طعام پکایا۔ اور یہ خوشخبری لوگوں کو بھی سنائی۔ اور یہ بات عام لوگوں میں بھی مشہور ہوگئی۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دنوں ایک عالم نے مجھے کہا کہ واللہ! ایسا بڑا معاملہ ضرور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ مہدی موعود کے واسطے واقع ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی

رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں ایک حدیث واقع ہوئی ہے۔ لیکن تمہیں ہر حدیث کا علم کہاں
اُس نے کہا ملا جلال سیوطی کی کتاب جمع الجوامع جو انہوں نے احادیث میں لکھی ہے
میرے پاس ہے۔ اس نے کوئی شاذ و نادر ہی حدیث چھوڑی ہے ورنہ سب کی سب
اس میں ہیں۔ آؤ دیکھیں کہ اس امت کے فضائل میں کیا کچھ لکھا ہے۔ اس عالم نے کتاب
ہاتھ میں لیکر کہا اے پروردگار! اگر یہ آدمی جو اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رح
خزینۃ الرحمت اور صاحب قیومیت و طینت محمدی کہتا ہے۔ اپنے دعوے میں سچا ہے
تو اس کے حق میں کوئی حدیث نکلے۔ یہ کہکر اس نے کتاب کھولی۔ صفحہ کے شروع میں
ایک حدیث نکلی۔ جو مدعا پر دلالت کرتی تھی۔ اور وہ یہ تھی "یَکُوْنُ رَجُلاً فِیْ اُمَّتِیْ
یُقَالُ لَہٗ صِلَۃٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ کَذَا وَکَذَا" کہ میری امت میں
ایک شخص ہوگا جسے صلہ کہینگے اور جس کی شفاعت سے اتنے آدمی جنت میں داخل
ہونگے۔ میں نے کہا کہ آنجناب آپ کو صلہ کہتے ہیں۔ یعنی آنجناب رض نے شریعت اور
طریقت کو ایک کردیا ہے۔ دوسرے صلہ اس واسطے کہ ملاحت اور صباحت
کو ملایا ہے۔ جیسا کہ انشاءاللہ عنقریب ذکر کیا جائیگا۔ میں نے اس عالم سے کہا کہ
یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں ہے اُس نے بھی
اس بات کو مان لیا۔ کہ واقعی یہ آنجناب کے حق میں ہے +

اسی مجلس میں ایک اور عالم بیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ شیخ بزرگوار
نے مکتوبات اور رسائل لکھے ہیں۔ لیکن میرے دیکھنے میں ابھی تک نہیں آئے۔ میں (خواجہ
ہاشم رح) نے وہ مکتوب نکال کر اُسے دیا جس میں آنحضرت رض نے لکھا ہے۔ کہ حقیقت و طریقت
دونو شریعت کی خادم ہیں۔ جب اس عالم نے پڑھا تو نہایت لطف اٹھایا۔ اور آسمان کی طرف
رخ کرکے دونو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ اللّٰھم سلّم ھذا الشیخ المعظم اے پروردگار!
اس شیخ معظم کو سلامت رکھیو! اور مجھے کہنے لگا۔ کہ اکثر مشائخ کے کلام اور رسائل کو
سنکر جو زنگ میرے دل کو لگا تھا۔ وہ جناب کے کلام بلند سے دور ہوگیا۔ اللہ تعالےٰ
کا شکر ہے کہ دل میں سے وہ رنج والم جاتا رہا۔ واقعی یہ مرد مجدد والف ثانی رض ہے۔ اور
جو کچھ کہتا ہے۔ سب سچ اور حق ہے۔ اس مجلس کے تمام حاضرین حضرت قیوم اول کے
معتقد ہوگئے! اور آنجناب رض کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید بن گئے +

اسی سال شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ جو آنحضرت رض کے بڑے خلفا میں سے ہیں۔ آنحضرت رض کے مرید ہوئے۔ آپکے مرید ہونے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ آپ شروع میں شاہی لشکر میں ملازم تھے۔ اتفاقاً شاہی فوج کافروں کے ایک گاؤں پر حملہ آور ہوئی۔ آپ بھی اس وقت شامل فوج تھے۔ وہاں کے تمام باشندوں کو قتل کر دیا گیا۔ آپ اُن کے معبد میں گئے۔ اور اسے مسمار کرنا چاہا۔ تو دیکھا وہاں بت کے سامنے ایک شخص پرستش میں مشغول ہے۔ اور ایسا مستغرق ہے۔ کہ اسے قتل کا کوئی خوف و ڈر نہیں آپنے اس کے سامنے ہو کر اُسے تلوار دکھائی۔ اور کہا۔ کہ یا تو مسلمان ہو جاؤ نہیں تو ابھی سر اُڑا دونگا۔ اُس نے آپ کی بات کی ذرا پروا نہ کی۔ حتٰے کہ آپنے اُسے قتل کر دیا۔ اس وقت سے آپ نے متنبہ ہو کر ملازمت شاہی ترک کی اور فقرا کی خدمت اختیار کی۔ اس زمانے کے بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی خدمت کی۔ لیکن کسی سے باطنی کشائش نصیب نہ ہوئی۔ حتٰے کہ ایک روز آپنے ایک گوشہ نشین فقیر سے پوچھا کہ سبب کیا ہے میں کوشش تو بہتیری کرتا ہوں۔ لیکن یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ اس نے کہا تمہارا نصیبہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہے۔ جو اس وقت تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ انہیں سے تمہیں کشائش باطنی نصیب ہوگی۔ اور انہیں کی توجہ سے بہت سی نعمتیں حاصل ہونگی۔ آپنے یہ خوشخبری سنکر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی عالم پناہ بارگاہ کا رخ کیا۔ اثنائے راہ میں حضرت قیوم اول کے خلیفہ حاجی حضرہ سے ملاقات ہوئی۔ آپ کو چونکہ خواہش بدرجہ غایت تھی۔ اس واسطے انہیں سے طریقہ علیہ کے خواستگار ہوئے۔ اور کچھ مدت حاجی حضرہ ہی کی خدمت میں رہے۔ اور مقامات عالیہ سے مشرف ہوئے۔ چونکہ آپ کی استعداد کہیں بڑھکر تھی۔ اس لئے حاجی صاحب سے پوری تسکین نہ ہوئی۔ تو حاجی صاحب نے آپ کو اجمیر میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنحضرت نے آپ کو قبول کیا۔ اور توجہ اور اپنی نسبت خاصہ کے القا سے مشرف فرمایا۔ جس سے شیخ صاحب کی بالکل تسلی و تشفی ہو گئی۔ اور اس طریقہ کی فنا و بقا سے مشرف ہوئے +

چنانچہ "نکات الاسرار" میں شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ کی آخری توجہ

ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے اسی نے ہمیں قرب پروردگار کے انتہائی مقامات پر پہنچایا۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ تجھ پر اللہ تعالےٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے۔ کہ تو ان کمالات کو پہنچ گیا۔ آج کل شاذ و نادر ہی کوئی ایسے مقامات پر پہنچا ہے۔ یہ جو کچھ ہے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی توجہ کی برکت سے ہے۔ اجمیر میں مجھے آنجنابؓ نے محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدمت پر مامور فرمایا۔ اجمیر ہی میں حقیقت قرآن کی بھی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور سرہند میں خلافت سے مشرف فرمایا۔ بعد ازاں آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ اور ہم مہجوروں کے سینوں پر داغ ہجرت دے گئے +

غسل کے وقت آنجناب سے کرامت ظاہر ہوئی۔ وہ یہ کہ اکثر یاروں نے آنحضرتؓ کو وصال کے وقت نماز میں دیکھا۔ مَیں (ملا ہاشم) دو سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر رہا۔ اور کمالات کا تتمہ وہیں سے حاصل کیا +

ایک دفعہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے شیخ صاحب (شیخ بنوریؒ) کو مخدوم زادوں کے لئے بہت سے تحفے دے کر سرہند بھیجا۔ اور احتیاطاً اپنے مرید دریا خاں کے سو سوار شیخ صاحب کے ساتھ گئے۔ جب شیخ صاحب سرہند سے واپس آئے۔ تو شیخ صاحب کی گرمئے مجلس کا اثر ان لوگوں پر ہوا۔ گو وہ مرید نہ ہوئے تھے لیکن مجلس میں بالکل خاموش بیٹھے۔ وہ شیخ صاحب کے بہت معتقد ہو گئے۔ اور دریا خاں سے شیخ صاحب کی بڑی تعریف کی۔ چنانچہ دریا خاں بھی شیخ صاحب کا معتقد ہو گیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے شیخصاحب کو لوگوں کی تربیت کے قابل پایا۔ تو خلافت سے مشرف فرمایا۔ پہلے پہل جو شیخصاحب کے مرید ہوئے۔ وہ وہی سو سوار تھے۔ شیخ صاحب زیادہ تر دریا خاں کے لشکر میں رہتے۔ چونکہ ان دنوں دریاں خان پٹھانوں کا سردار تھا۔ جو پٹھان وطن سے آتے وہ دریا خاں کے پاس آتے۔ اور دریا خاں شیخصاحب کا معتقد تھا۔ اس لئے وہ بھی شیخصاحب کے معتقد ہو جاتے۔ اور مرید بنجاتے۔ اور انکی دیکھا دیکھی اور پٹھان بھی مرید ہوتے۔ اور شیخصاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ بادشاہ نے ڈر کر شیخصاحب کو لشکر سے نکال دیا۔ جیسا کہ انشاءاللہ حسب موقع ذکر کیا جائیگا۔ اس سے پہلے شیخصاحب کا نام آدم خان تھا جب حضرت قیوم اول

رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے خلافت عنایت فرمائی۔ تو خانی کو حذف کر کے شیخ آدم مقرر فرمایا +

ذکر و بیان

سال بست و دوم از تجدید الف و قیومیت حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ۔ عرض داشت کردن اکابر علما مشائخ ماورالنہر و خراسان و بدخشان کہ مشتمل بود بر قبول تجدید و قیومیت وغیرہ کمالات آنجناب و ارادت آوردن آنہا بحضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

ملا بدر الدینؒ اور خواجہ ہاشمؒ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت کے بعض مخلص حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد بدخشان خراسان اور ماوراالنہر میں لے گئے۔ اگرچہ پہلے دفتر میں بمقابلہ دوسرے دفتروں کے ابتدائی حالات درج ہیں۔ لیکن پھر بھی آنجناب کا کلام بمقابلہ دیگر مشائخ امت بدرجہا اعلےٰ و افضل ہے

ع آسماں نسبت بعرش آمد فرود ورنہ بس عالیست پیش خاک تو

اس وقت وہاں کے علما و مشائخ اپنے وقت کے سردار تھے۔ اور ابھی تک آنجناب کے مرید نہ ہوئے تھے۔ جب انہوں نے مکتوبات کی پہلی جلد کا مطالعہ کیا۔ تو بہت کچھ دعا و ثنا کی۔ اور معتقد اور مرید ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ سبحان اللہ و بحمدہ کہ ہندوستان کے ملک میں اس قسم کا بزرگ جو مشائخ امت کا سردار ہے ظاہر ہوا ہے اور منصفانہ یہ مصرعہ پڑھا۔ ع

بتاریکی دراں آب حیات است

اس ملک کے مشائخ اکابر مثلاً ارشاد و سیادت پناہ میر کشاہ۔ شیخ المشائخ کبروی میر محمد۔ مومن بلخی۔ اور علمائے جید مثلاً مولانا ربانی حسن قنادانی اور اقضی القضاۃ مولانا تولک نے ایک صالح مرد کے ہاتھ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نیازمندانہ عرضیاں بھیجیں۔ اس صالح مرد نے وہ عرضیاں اجمیر میں آنحضرت کی خدمت میں پیش کیں اور ان بزرگوں کی طرف سے فور محبت و عقیدت

کا اظہار کیا۔ ان بزرگوں نے عرض کر بھیجا تھا۔ کہ اگر بعض امور۔ کبر سنی۔ ضعف بدنی اور
بُعد مسافت مانع نہ ہوتے۔ تو آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوکر باقی عمر جناب کے
در دولت پر ہی بسر کرتے۔ اور ان انوار و حالات سے جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ
کانوں نے سُنا۔ اقتباس کرتے +

چونکہ مذکورہ بالا رکاوٹیں سدراہ ہیں۔ اس لئے التماس یہ ہے کہ ہم نیاز مندوں
کو اپنے مخلصوں اور مریدوں میں شمار کرکے غائبانہ افاضت سے ان محبوں کے احوال پر توجہ
فرمائیں۔ گو ہم لوگ بظاہر مہجور ہیں۔ لیکن بباطن حضور ہیں۔ اس مرد صالح نے زبانی عرض
کی۔ کہ مجھے ان بزرگوں نے اس مطلب کے لئے بھیجا ہے۔ کہ اُن کے لئے جناب سے انکی
ارادت کا اظہار کروں۔ چنانچہ وہ ہر ایک کی طرف سے آنجناب کی خدمت میں
مرید ہوا۔ رخصت ہوتے وقت التماس کی۔ کہ وہاں کے بزرگوں نے آنجناب کے بلند معارف
سُن کر مکتوبات کے دوسرے دفتروں کے بارے میں التماس کی ہے۔ کہ اگر کوئی مکتوب
مشتمل بر حقائق عالی ارسال فرمائیں۔ تو عین عنایت ہوگی۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ
عنہ نے اپنے دست مبارک سے چند دعائیہ کلمات تحریر فرمائے۔ اور مکتوبات کی تیسری
جلد کی ایک جزو اس مرد صالح کو عنایت فرمائی +

اس ملک کے بعض بزرگ جو بعد میں ہندوستان آئے وہ کہتے تھے کہ جس وقت
آنحضرت رضے اللہ عنہ کے معارف وہاں پہنچے۔ ہم سید قدوۃ العرفا شیخ المشائخ وعلما
میر مومن وغیرہ مشائخ اور علما کی خدمت میں تھے۔ ان کے مطالعہ سے حضرت میر وغیرہ مشائخ
اور علما ذوق وخوشی میں آکر رقص کرنے لگے۔ اور فرمایا کہ اس مرد بزرگ کی قدر آج کے
لوگوں کو کیا ہے۔ اگر سلطان العارفین بایزید بسطامی اور سید الطائفہ جنید بغدادی
وغیرہ تمام اولیائے امت اس وقت ہوتے۔ تو آنجناب کی غلامی اختیار کرتے۔ اور جان و دل
سے مرید ہو جاتے +

سید میر گشت سمرقندی علیہ الرحمۃ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت
مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے قدسی آیات مکتوبات کا مطالعہ کر رہا تھا جب میں
اس مکتوب پر پہنچا۔ جو آنجناب نے ان اولیا کے بارے میں لکھا ہے جو اس ہزار سال میں ہوئے
اور توحید وجودی کے قائل تھے۔ آنجناب ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان بیچاروں کو

اصل حقیقت کیونکر معلوم ہو۔ کیونکہ یہ تاریکی کے بھنور سے نکلکر ساحل پر پہنچے ہی نہیں۔ یہ مطالعہ کر کے حسب ذیل شعر خود بخود دل سے زبان پر آئے ؎

مجدد و شیخ ما سرشار عرفاں	کہ سلطان ہزاراں بایزید است
مریدان مریدان مریداں	جنید و شبلی و شیخ فرید است
خمیرۂ طینتش ذاتی کراز چیست	باواز سید عالم رسید است
کمینہ صوفیانے چرخ نیلی	کرحق و آں آفتابش آفرید است

اسی سال ایک خدا طلب حق پرست صالح مرد جس نے بہت سے بزرگوں کی زیارت کی تھی۔ اور ان سے فوائد حاصل کئے تھے آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ جیسے وہ خود بتاتا ہے۔ کہ میں اکبر آباد میں تھا۔ کہ بعض عورتوں نے کہا کہ فتح پور سیکری میں ایک درویش آیا ہے۔ جو کبھی غایب ہو جاتا ہے اور کبھی نمودار۔ اب مدت لبعد ظاہر ہوا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ چلو اس بزرگ کی خدمت میں چلکر طلب حق کریں۔ چند اور اہل مروت عورتیں میرے ساتھ ہولیں۔ ہم شام کے وقت اس باغ میں پہنچے۔ جہاں وہ بزرگ رہتے تھے۔ میں نے عورتوں کو کہا کہ تم جوان ہو ایسا نہ ہو تم سے کوئی بےادبی ہو جائے۔ جس سے بجائے فائدے کے نقصان ہو۔ جب ہم وہاں گئے تو دیکھا۔ کہ سیاہ لباس پہنے بیٹھا ہے۔ اور دو تین خادم ہمراہ ہیں۔ ہم سلام کر کے دور بیٹھ گئے۔ اور میں ان عورتوں سے بھی فاصلے پر ہو بیٹھا تا کہ اگر وہ ہنسیں بھی تو فقیر مجھ پر اعتراض نہ کر سکے ایک گھڑی گذرنے نہ پائی تھی۔ کہ ان عورتوں نے آپس میں اس کے سیاہ لباس کا اشارہ کیا۔ اس نے دور سے ہی سخت ناراض ہو کر کہا۔ کہ فقیروں سے ہنسی مخول ٹھیک نہیں۔ وہ حیران رہ گئیں۔ کہ تاریک رات میں دور بیٹھے ہوئے کیونکر سمجھ لیا۔ سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہ ہوا۔ کہ اس نے بذریعہ کشف معلوم کیا ہے۔ ڈر سے نیم جان سی ہو گئیں۔ درویش کا غصہ تھما۔ تو میں نے خدا طلبی کا اظہار کیا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ قطب وقت قیوم زماں اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جب تو انکی خدمت میں حاضر ہو کر سمندر سے سیراب ہوا۔ تو چھوٹی ندیوں سے کیونکر ہو گا۔ میں نے دیدہ و دانستہ کہا۔ کہ بےشک وہ بزرگ ہیں۔ میں نے بڑی تعریف سنی ہے۔ اور زیارت کا ارادہ بھی ہے لیکن ابھی تک

حاضر خدمت نہیں ہو سکا۔ اس نے کہا کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ فلاں مقام فلاں دن دوپہر کے وقت تم آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ یہ باتیں ہوئیں۔ جو کچھ ہم میں گفتگو ہوئی تھی۔ اس نے لفظ بلفظ دہرائی۔ حالانکہ جس وقت مجھ میں اور آنحضرت میں گفتگو ہوئی ہوئی تھی۔ اس وقت کوئی شخص تیسرا پاس نہ تھا۔ اس واسطے میں نے اقرار کیا۔ کہ ہاں میں آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس بزرگ نے کہا۔ میں نے اس اولیا کے سردار کی زیارت کی ہے! اور انشاءاللہ ایک دفعہ اور کرونگا۔ جو شخص اعتقاد سے آنجناب کی زیارت کرتا ہے۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ تم بھی آنجناب کی خدمت میں جاؤ۔ جو تمہارا مدعا ہے حاصل ہو جائیگا۔ جو عورتیں اس بزرگ کے ساتھ تھیں انھوں نے بھی ماجرا اسی طرح لفظ بلفظ سنایا۔ بعد ازاں وہ شخص صدق اعتقاد سے آنجناب کا مرید ہوا۔

ذکر دربیان بعہد کردن حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

حضرت عروۃ الوثقے معصوم بانی رضی اللہ عنہ را خلعت قیومیت

پوشانیدن ونشانیدن بر مسند ارشاد قائم مقام خود وبشارت دادن

محبوبیت ذاتی وطینت واصالت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم

اس سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے فرزندوں کے فراق میں جو کہ سرہند میں تھے۔ بارہا مضطرب ہو کر انہیں یاد فرماتے۔

چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں آنجناب کی خدمت میں تھا۔ میں نے بارہا اس بات کا مشاہدہ کیا۔ کہ جب کبھی کوئی اعلےٰ درجے کی نعمت یا معرفت جناب کو حاصل ہوتی۔ تو بڑے شوق سے اپنے ان دونو فرزندوں کو یاد فرماتے۔ انہیں دنوں آنجناب رضؓ نے حسب ذیل کلمات جو میرے قول کی تائید کرتے ہیں۔ اپنے فرزندوں کی طرف لکھے:-

مکتوب۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ۔ میرے پیارے بیٹو! بیشک تم بھی ہماری صحبت کے مشتاق اور خواہاں ہو گے لیکن یہ دہر سے میں بھی تمہارے دیکھنے کا آرزو مند ہوں۔ لیکن کیا کروں ساری آرزوئیں کبھی پوری نہیں

ہوئیں۔ اس لشکر میں بے اختیار ہوں۔ یہاں پر ایک گھڑی رہنے کو اس جگہ پر کئی گھڑی
ٹھیرنے پر ترجیح دیتا ہوں۔ کیونکہ جو کچھ یہاں میسر ہے معلوم نہیں کہ کسی اور جگہ کچھ ہو۔
اس مقام کے علوم معارف ہی جدا ہیں۔ اور یہاں کے مواجید و مقامات کا مجموعہ
نرالا ہے۔ بادشاہ جو جانے سے منع کرتا ہے۔ اس میں اپنے مولا کی رضامندی اور عنایت
کا دریچہ خیال کرتا ہوں۔ اور اس حبس کو دونو جہان کی خوش قسمتی جانتا ہوں۔ خصوصاً
ان پراگندگی کے دنوں میں کاروبار کچھ عجیب ہی ہے۔ اور ان تفرقہ کے دنوں میں
عجیب و غریب غمزے اور اشارے ہوتے ہیں۔ دن بدن جو تازہ اور عجیب نعمت
حاصل ہوتی ہے۔ اس وقت فرزندوں کا خیال آجاتا ہے۔ اور ان کے نہ پانے سے
جگر کباب ہوجاتا ہے۔ میرا شوق تمہارے شوق کی نسبت زیادہ ہے۔ کیونکہ امر مسلمہ
ہے۔ کہ جس قدر باپ کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے۔ اتنی بیٹے کو باپ سے نہیں ہوتی۔
گو اصل اور فروع کے لحاظ سے معاملہ برعکس ہے۔ کیونکہ جڑھ کو شاخوں کی ضرورت نہیں
ہوتی۔ لیکن شاخوں کو جڑھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن مشیت ایزدی اسی بات کی
مقتضی ہے۔ اور شوق اگر بدرجہ غایت ہوجائے۔ تو اصل کو بھی کھینچ لیتا ہے۔ واقعی

مصرعہ: درخانہ بکار خدائی ماند ہمہ چیز — والسلام

اسی سال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے دونو
فرزندوں کو لکھا۔ کہ اب عمر ختم ہونے آئی لیکن فرزند دور ہیں

نیز اسی سال آنجناب نے اپنے دونو فرزندوں حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقی
رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد سعید خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ کی طرف حسب ذیل مکتوب لکھا

"دل ہمیشہ تمہارے احوال کی طرف متوجہ اور تمہارے کمال کا خواہاں رہتا ہے۔ کل صبح کی
نماز کے بعد میں خاموش بیٹھا تھا۔ کہ ظاہر ہوا۔ کہ یہ خلعت (قیومیت) جو میں پہنے ہوئے
ہوں۔ مجھ سے جدا ہوگئی ہے۔ اور خلعت مجھے عطا ہوئی ہے۔ دل میں خیال آیا
کہ دیکھئے یہ خلعت زائدہ کسی کو ملتی ہے یا نہیں۔ میری دلی آرزو تھی کہ یہ خلعت زائدہ
میرے فرزند ارجمند محمد معصوم کو ملے۔ ایک لمحہ بعد میں نے دیکھا۔ کہ میرے فرزند کو
مرحمت ہوئی۔ اور وہ ساری کی ساری خلعت اسے پہنائی گئی۔ اس خلعت زائدہ سے
مراد منصب قیومیت ہے۔ جو بلحاظ تربیت اور تکمیل تمام جہان سے متعلق ہے

اور اسی کی وجہ سے میں اس عرصہ مجتمع سے مربوط رہا۔ اور جب یہ خلعت جدید کا معاملہ اخیر کو پہنچ جائیگا۔ تو یہ اتر جانے کی مستحق ہو جائیگی۔ جو بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میرے پیارے فرزند محمد سعید کو عطا فرمائیگا۔ مَیں نے اس بارے میں التجا کی جو منظور ہو گئی ہیں دونو فرزندوں کو اس منصب کے قابل پاکر انہیں آمادہ کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں۔ لکھا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ اے آل داؤد شکر کرو۔ حال یہ ہے۔ کہ میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے بہت کم ہیں ۞ ۲۲ع ۸

اس مکتوب کے پہنچتے ہی دونو مخدوم زادے حضرت قیوم اول کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوئے۔ شرف زیارت سے مشرف ہونیکے چند روز بعد دونو صاحبزادوں کو خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ اب مجھے اس جہان سے کسی قسم کی وابستگی اور نظر نہیں رہی۔ اور یہ منصب قیومیت محمد معصوم کو عطا ہوا ہے۔ اب مجھے اُس جہان میں جانا چاہیئے۔ اب چلنے کی علامتیں بھی نمایاں ہو رہی ہیں۔ چنانچہ حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضؓ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں اس مجلس کا حال یوں تحریر فرمایا ہے:۔

مکتوب جس وقت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اس بندہ کو خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا اس وقت آنحضرتؓ اور ہم دونو بھائی موجود تھے آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس مجمع گاہ سے میل جول کا باعث قیومیت تھی جو تجھے عطا ہوئی ہے اب سے تمام خط و کتابت دینی و دنیاوی معاملہ میں تمہیں سے ہوگی۔ اس لئے اب اس جہان میں میرے رہنے کی کوئی ضرورت مجھے معلوم نہیں ہوتی۔ جب میں نے آنجناب کی زبان مبارک سے آپکے اس جہان سے وادی قرب میں کوچ کر جانے کی بابت سنا۔ تو گو مجھے آنجنابؓ نے قیومیت کی خوشخبری دی تھی لیکن وہ خوشی فوراً زائل ہو گئی۔ جگر کباب ہو گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور مارے غم کے زبان بند ہو گئی۔ سننے کی طاقت زائل ہو گئی۔ جب آنحضرتؓ نے میری طبیعت میں یکایک۔ تبدیلی دیکھی تو ازراہ لطف و کرم فرمایا کہ غم مت کرو اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہی یوں ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلاتا ہے دوسرے کو اس کی جگہ قائم مقام کرتا ہے ۞

جب جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وصال ہوا۔ تو بعد ازاں حضرت ابو بکر صدیق رضے اللہ عنہ جانشین ہوئے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضؓ انکے بعد حضرت عثمان رضؓ اور اُن کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔ چونکہ بندہ اپنے آپ میں اس کام کی قابلیت نہیں پاتا تھا۔ اور علاوہ بریں رنج وغم کا بڑا سخت اثر ہوا تھا۔ اس واسطے کچھ بول نہ سکا۔ اور جو جو امورات آنجناب سے پوچھنے تھی۔ اس وقت ان میں سے ایک بھی نہ پوچھ سکا۔ واقعی کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

وحشی گذشتہ یاکہ نکردہ حکایتے　　　اے خانماں خراب زبانِ تو بستہ بود

آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تیری قیومیت پر میری قیومیت کی نسبت زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ جب آنحضرت رضے اللہ عنہ نے دیکھا کہ میرا رنج والم بدرجۂ غایت ہے۔ تو فرمایا ابھی میرے کوچ میں کچھ عرصہ ہے لیکن دیکھتا ہوں کہ تعلق کیا ہے۔ ایک لمحہ کی توجہ کے بعد فرمایا کہ بات یہ ہے۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں تمہارا قیام مجھ سے ہے۔ اور افراد عالم کا قیام تم سے اس سے میرے غمزدہ دل کو گونہ تسلی ہوئی +

اس واقعہ کے ایک سال تین ماہ اور چند روز بعد آنجنابؓ کا وصال ہوا۔ کیونکہ یہ معاملہ ماہ ذالحجہ ۱۰۳۲ھ ہجری کے پہلے عشرے کا ہے۔ اور آنجنابؓ کا وصال ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو ہوا۔ منصب قیومیت کی تعریف اس سے پہلے لکھی گئی ہے۔ یہاں پر اس کی بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ قیومیت کیلئے ضروری شرط طینت پیغمبری ہے۔ یعنی حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خوشخبری بھی عنایت فرمائی۔ یہ منصب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ سے پہلے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ شرط ہو چکی تھی کہ قیوم ہزار سال بعد ہو گا۔ یہ شرط اولالعزم پیغمبر کی ہے۔ اس کے قیام کے بعد پھر اسی قیومیت پر اور انبیاء اور رسول آئے۔ چونکہ آنحضرت جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے تابع تھے۔ اس واسطے انہیں یہ مقام نصیب ہوا۔ دوسرے یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو ایسا کام درپیش تھا۔ جو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خاطر خلوت کے متعلق تھا۔ جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب بیان ہو گا۔ اس واسطے آنجنابؓ نے یہ منصب اپنی فرزند کو عنایت فرمایا +

ایک اور وجہ یہ ہے کہ چونکہ قیامت نزدیک ہے! اس لئے جو چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ اسے زیادہ مضبوط کرتے ہیں۔ اس واسطے دین متین کو مضبوط کرنے کیلئے پے درپے چار قیوم ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی تسلی کیلئے خلفائے راشدین کے اسما نقل فرمائے۔ اس سے مراد یہ تھی۔ کہ پے درپے چار قیوم ہونگے۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پے درپے چار خلیفہ ہوئے +

مختصر یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے خلعت قیومیت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کو پہنائی۔ اور محبوبیت ذاتی بھی جو طینت محمدیؐ پر موقوف ہے عنایت فرمائی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ محبوبیت ذاتی جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ یا ان کے فرزندوں کے کسی ولی کو عنایت نہیں فرمائی +

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ معصوم زمانی رضے اللہ عنہ کو اپنے حضور میں خود مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور تمام خلیفوں اور مریدوں کو حکم دیا۔ کہ ان سے بیعت کریں۔ سب نے حسب الارشاد حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ سے بیعت کی۔ خانقاہ کے تمام معاملات آپ کے سپرد ہوئے۔ اور خلیفے اور مرید بھی اُن کے حوالے کئے گئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام خاص و عام یاروں کو حکم دیا۔ کہ قیوم ثانیؓ کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔ جو شخص حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے آتا۔ آپ اُسے قیوم ثانی کی خدمت میں بھیج دیتے۔ خود مرید نہ کرتے +

جب سرہند شریف میں آئے تو آنحضرت رضے اللہ عنہ نے خلوت مطلق اختیار فرمائی۔ سالکوں کو توجہ دینا۔ خلقت کا ارشاد کرنا۔ خانقاہ کی امامت کرنا۔ سب کچھ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ بذات خود سرانجام فرمایا کرتے۔ آنحضرت صرف جمعہ کے روز خانقاہ میں تشریف لایا کرتے۔ تاکہ لوگ آنجنابؓ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوں۔ باقی دنوں میں کسی کو مجال نہ تھی۔ کہ خلوت میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو۔ صرف فرزندوں کو اجازت تھی۔ باقی تمام مرید اور خلفا حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ اور جو سلوک حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں کیا کرتے تھے وہ اب حضرت قیوم ثانیؓ کی خدمت میں بجا لاتے +

ذکر دربیان

سال بست و سوم از تجدید الف و قیومیت حضرت مجدد الف ثانی رض مراجعت آنحضرت از لشکر سلطان ہند بدار الارشاد و خلوت اختیار کردن آنجناب از خلق و امتزاج ملامت و صباحت کہ خلق ابراہیمی و محبوبیت محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم است و بشارت دادن آنحضرت سعید عصر خلیل و خازن الرحمت بخلعت خلت و ضمنیت خود و تقسیم نمودن آنحضرت خدمات الٰہی بر فرزندان خویش

جب آنحضرت رضے اللہ تعالے عنہ کا سن شریف باسٹھ سال ہوا۔ تو لوگوں کو فرمایا کہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مطابق تریسٹھ سال ہوگی۔ سو اس حساب سے زندگی کا ایک سال او باقی ہے اس واسطے آنجناب اس بات کی کوشش کرتے تھے۔ کہ بادشاہ سے رخصت ہو کر سرہند تشریف لیجائیں۔ اتفاقاً ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کے روضہ مبارک کی زیارت کیلئے گئے ہوئے تھے۔ دیر تک مرقد مبارک کے محاذی مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ جب وہاں سے اٹھے تو فرمایا کہ خواجہ صاحب نے حق مہمانی ادا کیا۔ اور طرح طرح کی ضیافتیں کیں! اور بہت سے اسرار کی باتوں کا ذکر ہوا +

چنانچہ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ مجھے فرمایا کہ اس لشکر سے جانے کیلئے اتنی محنت نہ کرو۔ اُسے اللہ تعالے کی رضامندی پر چھوڑو۔ جب چاہیگا۔ خود ہی یہاں سے رخصت مِلجائے گی۔ اتنے میں اس مزار کے خادموں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کا متبرک قبر پوش ”جو ہر سال نیا چڑھایا جاتا تھا اور پرانا بادشاہوں کو دیا جاتا تھا۔ جسے وہ جواہرات کی طرح صندوقوں میں رکھتے تھے“ آنحضرت کی خدمت میں لائے! اور عرض کی کہ آپ سے اچھا اس قابل اور کون ہوگا۔ آنحضرت رض نے قبول کیا اور اُسے اپنے خادم کے سپرد کر کے آہ سرد بھری اور فرمایا۔ چونکہ اس سے اچھا کوئی لباس بارگاہ میں نہ تھا۔ اس واسطے مجھے عنایت فرمایا۔ اور فرمایا کہ اسے ہمارے کفن کیلئے سنبھالکر رکھو +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دنوں ایک رات تہجد کے وقت میں آنجناب کے حجرہ خاص کے نزدیک آ کر کھڑا ہوا۔ تو مجھے اندر سے رونے کی آواز حزین سنائی دی۔ جب حجرہ کے سوراخ پر کان رکھ کر سنا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ بڑی رقت سے حسب ذیل شعر پڑھ رہے ہیں! اور رو رہے ہیں ؎

باو راز زندگی جامے شد سیر از عمت چہ خوش بودے کہ عمر جاودانی یافتی

آخر بڑی کوشش کے ساتھ بادشاہ سے رخصت لی۔ بادشاہ نے بھی مجبور ہو کر آنجناب کو وطن جانے کی رخصت دی۔ جب اس سفر سے دار الارشاد سرہند میں تشریف لائے۔ تو وہاں کے رہنے والوں نے آنجناب کا استقبال کیا! اور مارے خوشی کے جاموں میں نہ سماتے اللہ تعالے کا شکر بجالاتے تھے ؎

دیوار درش سجود کردند شکرانہ این ورد کردند

اس سرزمین کے رہنے والے "العود احمد" ہی پکارتے تھے۔ اپنے دردولت کے قریب ایک عمدہ جگہ اپنی خلوت کیلئے اختیار فرمائی۔ جس سے سوائے جمعہ کی نماز کے باہر تشریف نہ لاتے! اس خلوت میں سوائے فرزندوں اور دو تین مخصوص خادموں کے اور کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ شیخ کریم الدین حسن ابدالی اور خواجہ ہاشم کو بھی خدمت کیلئے اس خلوت میں جانے کی اجازت تھی۔ باقی ہنگامہ ارشاد خلق مرید کرنا۔ سالکوں کو توجہ دینا۔ خانقاہ کی امامت کرنا حضرت عروۃ الوثقے معصوم زمانی قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کے سپرد تھا۔ آنحضرت نے اپنے تمام مریدوں کو حکم دے دیا۔ کہ حضرت عروۃ الوثقے رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں۔ اور انہیں کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔ چونکہ بعض کمالات ان سے باقی رہ گئے۔ اس واسطے آنحضرت نے فرمایا کہ محمد سعید! تم امامت کیا کرو۔ تاکہ میں تمہیں کمالات الہی کے انتہائی مقام پر پہنچا دوں۔ خلوت کے شروع میں ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا۔ کہ جب بو علی دقاق کا مشرب بہت عالی ہو گیا۔ تو اس کی مجلس کو خلقت سے خالی کر دیا گیا ؛

خواجہ ہاشم "برکات الاحمدیہ" میں لکھتے ہیں۔ کہ آخری عمر میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کا مشرب اس قدر عالی ہو گیا تھا۔ کہ آنجناب کے بڑے بڑے اور کامل سے کامل خلفا اور اصحاب بھی نو وارد طالبانِ الہی سے مل گئے تھے ان دنوں جو بعض

دوستوں کی طرف مکتوب لکھتے۔ تو اُن میں دنیاوی بیزاری کا اندراج فرماتے۔ اور بعض مکتوبات میں تو صریحاً تحریر فرماتے کہ اب عمر آخر ہونے پر آئی۔ دیکھئے کیا پیش آئے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کی کہ ملک دکن میں آج کل سلطنت کے امور میں سخت بدنظمی ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اپنے بال بچے کو لے آؤں۔ آنجناب نے چاروناچار اجازت عنایت فرمائی۔ پھر میں نے عرض کی۔ کہ جناب دعا فرمائیں۔ تاکہ پھر آستان بوسی جلدی نصیب ہو۔ فرمایا ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ آخرت میں اکٹھے ہونگے۔ تب سے خواجہ ہاشم کو اس دنیا میں آنجناب کی زیارت نہ ہوئی۔ کیونکہ خواجہ صاحب کے رخصت لینے کے سات مہینے بعد آنحضرت رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو رات کے وقت حضرت امام معصوم ثانی کی والدہ نے دعائے مستغیث اور اس رات کی برکت کیلئے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سے التجا کی۔ اچانک زبان مبارک سے نکلا کہ آج کی رات اجل و امید کی ہے۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ کس کا نام دفتر ہستی سے مٹایا گیا ہے اور کس کا قائم رکھا گیا ہے جب آنحضرت رضی نے یہ سُنا تو فرمایا کہ تم تو شک و شبہ میں یہ بات کہتی ہو۔ اس شخص کی کیا حالت ہو گی۔ جو بچشم خود دیکھتا ہو۔ کہ اس کا نام صحیفہ ہستی سے مٹایا گیا ہے اور ٹھنڈی سانس لی۔ بعض مخصوص محرموں اور متعلقین نے التماس کی کہ آنجناب کے خلوت اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا کہ اب اس جہان سے کوچ کر جانے میں بہت تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سب سے قطع تعلق کر کے تنہائی اختیار کروں۔ اور استغفار میں مشغول ہو جاؤں۔ اور یہ کہ ہر ایک دم ظاہری اور باطنی عبادت میں صرف کرنا نہایت ضروری اور لازمی ہے اور یہ کہ عام مجمع میں نصیب نہیں ہو سکتی۔ پس تم مجھ سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور مجھے اللہ تعالےٰ کے سپرد کرو۔ لیکن دراصل خلوت اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ملاحت و صباحت کو ملا دیا تھا۔ صباحت کا یہ مطلب ہے کہ انسان خوش شکل ہو یعنی آنکھ، ابرو، ہونٹ، ناک وغیرہ عمدہ ہوں۔ باقی اعضا متناسب اور پسندیدہ ہوں۔ رنگ سرخی لئے سفید ہو۔ اور ملاحت یہ ہے کہ مذکورہ بالا صفات نہ ہوں۔ بلکہ کوئی ایسی چیز ہو۔ جو بے اختیار دلوں کو مائل و گرویدہ بنا لے۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں۔ کہ گو کیسے ہی خوش شکل ہوں لیکن دلربا نہیں ہوتے۔

بہت سے ایسے ہیں کہ خوش شکل نہیں ہوتے لیکن دلربا ہوتے ہیں پس صباحت سے ملاحت بدرجہا بہتر ہے۔ لیکن اگر دونوں مل جائیں تو نورٌ علٰی نور ہیں ؎

از ان افیوں کہ ساقی در مے افگند ۔ حریفاں را نہ سر ماند و نہ دستار

ملاحت کو حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی محبوبیت سے مناسبت ہے، اور صباحت کو خلّت ابراہیمی علیہ الصلٰوۃ والسلام سے +

چنانچہ حدیث شریف ہے "انا املح واخی یوسف اصبح"، میں سب سے ملیح ہوں۔ اور میرے بھائی یوسف ع صبیح ہیں +

حضرت ابراہیم کی صباحت کا مظہر حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس صباحت کو طلب فرمایا ہے +

چنانچہ امت کیلئے حکم کیا ہے کہ نماز میں درود کے وقت کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ پڑھیں۔ اور یہ بات خلوت پر موقوف تھی۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ہزار سال تک خلوت میسر نہ ہوئی۔ کیونکہ ہر ایک اُولو العزم قیومیت کی خاطر ہزار سال رو بخلق رہتا ہے۔ ہزار سال بعد جب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ تو جناب سرِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے منصب قیومیت اور مخلوق کے متعلقہ باقی خدمات مثلاً شفاعت۔ رحمت وغیرہ سب آنجناب کو عنایت فرمائیں اور اس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو خلوت خاص حاصل ہوئی۔ اور یہ مقام جو خلوت پر موقوف تھا حاصل ہوا۔ علاوہ بریں بعض کمالات الٰہی اسم آخر کے متعلق تھے۔ ان کمالات میں جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی روح مبارک سیر کرتی تھی۔ وہ سیر ہزار سال کے عرصہ میں ختم ہوئی +

نیز یہ ضروری تھا۔ کہ امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں کوئی ایسا شخص ہو جس پر ان تمام کمالات کا ظہور ہو۔ سو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر ان کمالات کو ختم کیا۔ اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کو تمام کمالات الٰہی کا مظہر اتم بنایا۔ صفات کا اجمال جناب سرِ کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے متعلق ہے۔ اور ان صفات کی تفصیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مناسبت رکھتی ہے۔ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تفصیل اجمال طلب

فرمائی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت تفصیل سے اوپر ہے۔ جس سے نیچے آنا معلوم۔ پس امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے تھا۔ جو حقیقت اور تحت تفصیل ہو۔ تاکہ تفصیل کے کمالات اس پر ختم کئے جائیں۔ اور ان کمالات کو تحت سے فوق تک پہنچائے۔ پس حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے لیکر ہزار سال تک کمالات تفصیل جو اسم آخر کے مناسب تھے ظاہر ہونے لگے۔ اور وہ ہزار سال بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالےٰ نے پورے کئے۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے ان کمالات کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ جنہوں نے دنیا و آخرت کے تمام مقدمات مثلاً قیومیت، شفاعت رحمت وغیرہ سب کچھ آپ کے سپرد کیا۔ اور حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے یہ خدمت اپنے فرزندوں کے سپرد کی۔ اور خود جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت خاص سے مشرف ہوئے۔ اور یہی وجہ تھی جناب نے خلوت اختیار کی ✤

کشف الحقائق مقامات قیومیت میں ملاحت وصباحت کی آمیزش اور تمام سوال وجواب مفصل درج ہیں۔ اس مقام پر مفصل درج کرنے کی گنجائش نہیں ✤

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت سعید عصر اور خازن دہر کو خوشخبری دی۔ کہ قیامت کے دن جو شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ اس کے کاغذ پر تمہاری مہر ہوگی جبتک تمہاری مہر نہ ہوگی بہشت میں داخل نہ ہوسکیگا۔ اسی واسطے آنجناب کا خطاب خازن الرحمۃ ہوا۔ اور باقی تمام خدمات مثلاً قیومیت۔ گنہگاروں کو دوزخ کی آگ سے بچانا۔ پلصراط پر سے آسانی کے ساتھ گزارنا۔ حساب میزان وغیرہ سب حضرت امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کے سپرد کیں۔ اسی واسطے آنحضرت کو عروۃ الوثقےٰ کا خطاب دیا۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے حضرت خازن الرحمت کو وہ خلعت پہنچائی۔ جو آپ نے قیومیت کے بعد پہنی تھی۔ اور ساتھ ہی خوشخبری دی کہ تمام کمالات الٰہی جو اللہ تعالےٰ نے اپنی فضل وکرم سے مجھے مرحمت فرمائے۔ ان سب انتہائی مقام پر میں نے محمد سعید رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو پہنچا دیا۔ اور پوری قوت سے دقیق اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو تمام کمالات الٰہی بالاصالت عنایت

فرمائے۔ اور اسالت طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے +

ذکر در بیان بعضی کرامات و خوارق عادات حضرت قیوم اول

خزینۃ الرحمۃ مجدد الفثانی رضے اللہ تعالے عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی ذات مبارک اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے کہ آنجناب کی کرامات اور خوارق عادات بیان کرکے جناب کا وصف کیا جائے۔ لیکن چونکہ مورخوں کی عادت ہے۔ کہ اولیا اور انبیا کے احوال میں ایک علیحدہ فصل میں اُن کے معجزات اور کرامات بیان کرتے ہیں۔ اس واسطے میں بھی آنجناب کی چند ایک کرامات اور خوارق عادات جو آنجناب رضؓ کے معتبر تابعین سے سنیں اس کتاب میں لکھتا ہوں۔ دراصل تو کرامت یہی ہے۔ کہ مرید کو ایک حالت سے دوسری حالت میں لیجائیں۔ اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچادیں۔ سو اس قسم کی ہزارہا کرامتیں آنحضرت کے سلسلہ کے مریدوں اور خلیفوں سے اب تک ظاہر ہوچکی ہیں۔ اور انشاء اللہ قیامت تک ان کا ظہور اسی طرح ہوتا رہیگا۔ دوسری قسم کرامات کی جو کونیات سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ کرامت اور ولایت میں داخل نہیں بلکہ ریاضت اور مجاہدے پر موقوف ہے۔ کیونکہ سچ اور جھوٹ دونو شامل ہیں۔ چنانچہ یونان کے حکما اور ہند کے برہمنوں سے بھی ایسی باتیں بطور استدراج ظہور میں آتی ہیں۔ اولیاء اللہ سے جو کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ آخری عمر میں وہ اس ظہور کرامات کی بابت بڑے شرمسار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقولہ ہے۔ کہ انبیا علیہم السلام کا عذاب وحی کا بند ہونا اور اولیا کا عذاب کرامات کا ظاہر ہونا اور مومن کا عذاب اطاعت میں کوتاہی اور کمی کرنا ہے۔ صحابہ کرام رضے اللہ عنہ سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوئی۔ حالانکہ ان کی ولایت باقی اولیا کی ولایت سے کہیں بڑھ کر ہے +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی سعد الدین سے سُنا۔ جو فرماتے تھے۔ کہ میں چند روز حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی عالم پناہ خانقاہ میں رہا۔ آنحضرت کی صحبت شریف کی برکت سے نہایت عجیب و غریب احوال منکشف ہوئے۔ بسا اوقات سجدہ کی حالت میں زمین و آسمان کے طبقات کے حالات

اور ان ہیں کا سب کچھ دکھائی دیتا ❖

اسی اثنا میں اتفاقاً خیال آیا۔ کہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ اتنے بڑے بزرگ ہیں۔ لیکن کوئی کرامت یا خوارق جو عالم کون کے متعلق ہو۔ آنجناب سے ظاہر نہیں ہوا۔ یہ خیال آتے ہی میرے احوال پر قبض اور تنگی سی آگئی۔ جب میں قبض سے عاجز آگیا۔ تو میں سمجھا کہ یہ اس خیال فاسد کی شامت ہے میں نے توجہ کی اور اپنی پگڑی گلے میں ڈالکر آنحضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آنحضرت نے میرا سر اٹھا کر فرمایا۔ تم طلب کرامت کرتے ہو۔ اور یہ فلاں شخص کی صحبت کا نتیجہ ہے ❖

یاروں کو واضح رہے کہ جو شخص اس قسم کی کرامات کی توقع رکھتا ہے وہ کسی اور شیخ کی تلاش کرے۔ اور جو شخص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت فنا و بقا کا اقتباس اور ذات وصفات کی معرفت کا خواہاں ہے۔ وہ چند روز میرے پاس گذارے نیز فرمایا کہ کرامت بھی ایک طرح سے پیغمبر کے معجزے ہیں۔ اولیاء اللہ بھی کرامات کے اظہار پر مامور ہوئے ہیں۔ بشرطیکہ دین کو تقویت ہو۔ اور ایسے وقت میں جب دشمن اسلام کا غلبہ ہو۔ اور پھر بھی ولایت کے ظاہر کرنے پر فخر کرنے کے واسطے نہیں۔ بلکہ کافروں کو معتقد بنانے کے واسطے ❖

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے اپنے فضل وکرم سے مجھے یہ قدرت عطا فرما رکھی ہے کہ اگر اس خشک لکڑی پر توجہ کروں تو ایک جہان اس سے منور ہو جائے اور فیض حاصل کرے۔ لیکن اب نہ زمانہ ہے۔ نہ پروردگار کی مرضی۔ اور نہ ہی میرا دل اسکے ظاہر کرنے کو چاہتا ہے۔ جوں جوں قیامت نزدیک آتی جاتی ہے۔ اللہ تعالٰی اپنے اولیا کو چھپاتا جاتا ہے۔ اور کرامت اظہار ولایت کا سبب ہو جاتا ہے۔ اور اولیاء اللہ صاحب عشرت بھی اپنے آپ کو گوشہ نشینوں کی طرح چھپاتے ہیں لیکن اس میں اللہ تعالٰی کی مرضی نہیں۔ کیونکہ اگر وہ گوشہ نشینی نہ اختیار کریں تو بہت سی خلقت کو معرفت الٰہی حاصل ہو سکتی ہے آج کل کی معرفت بہت اعلٰے واشرف ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق ذات بحت سے ہے۔ جو چیز اعلٰے درجہ کی ہوگی وہ بہت کم شخصوں کو ملا کرتی ہے۔ اور ایسی معرفت میں کرامت بہت کم ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ انبیاء سے جو اس معرفت کے اہل ہیں۔ معدودے چند معجزات

ظہور میں آئے ✤

چنانچہ حق تعالے حضرت موسے علیہ السلام کی شان میں جو کہ انبیا میں سے سب سے بڑے ہیں فرماتا ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ "یعنی ہم نے موسٰے کو نو ظاہر نشانیاں دیں۔ یعنی نو معجزے عنایت فرمائے ✤

لیکن جو ولایت حضرت مجدد الفثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ سے پہلے اولیا کو حاصل تھی۔ اس کا تعلق اسما و صفات کے ظلال (سایہ) سے تھا۔ اس لئے اس میں اکثر کرامات کا ظہور ہوا کرتا تھا۔ جیسا کہ عام اولیا کی نسبت مشہور ہے۔ ہزارہا لوگ ظلال کے کمالات سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور جو چیز عام ہوا کرتی ہے۔ وہ بہت سے لوگوں کو ملتی ہے اور خاص نعمت چند ایک آدمیوں کو عنایت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزار سال سے پہلے اولیا نے بہت کچھ ظہور کیا۔ اور ہزار سال بعد کم۔ اب یہاں ہم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی چند ایک کرامات کا ذکر کرتے ہیں ✤

کرامت ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ کی پہلی کرامت تو آنجناب کا کلام ہے کہ اس میں جنابنے ذات و صفات الٰہی کے معارف و حقائق تازہ اور نئے بالکل شریعت کے مطابق بیان فرمائے ہیں۔ جو گذشتہ اولیا کے بیان کردہ حقائق و معارف سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ یہ بھی سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔ جس وقت جس چیز کا رواج ہو۔ اسی قسم کا معجزہ انبیا کو عطا کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس مروجہ شے پر غالب آجائے ✤

چنانچہ حضرت موسے علیہ السلام کے عہد میں جادو کا بہت رواج تھا سو اللہ تعالٰے نے موسے علیہ السلام کو عصا عنایت فرمایا جس نے اس وقت کے تمام جادوؤں کو ہڑپ کر لیا۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے وقت میں طبیبوں کا بڑا زور تھا۔ چنانچہ تمام حکیم مثلاً افلاطون۔ اوسطاطالیس اور جالینوس وغیرہ اس زمانے میں تھے۔ اس لئے حکیم مطلق نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ عنایت فرمایا۔ جس سے وہ حکیم عاجز آگئے ✤

حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد مبارک میں فصاحت و بلاغت کا بڑا دور دورہ تھا۔ چنانچہ عرب کے شعرا نے اپنے اپنے قصائد کاغذ پر لکھ کر کعبہ کے آستانہ پر

چھپاں کر دئے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف جو فصاحت بلاغت کی کمالیت کا نمونہ ہے۔ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عنایت فرمایا جسے دیکھکر تمام شاعروں نے اپنے قصائد کے تمام کاغذ پھاڑ ڈالے +

اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے وقت میں حقائق و معارف کا عام رواج تھا چنانچہ مشائخ زمانہ کی مجلسوں میں انہیں کا تذکرہ رہتا۔ اور اسی علم کی کتابیں بکثرت تصنیف ہوتیں۔ سو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ پر سنت نبوی کے مطابق و موافق وہ وہ حقائق و معارف منکشف فرمائے جو ہزار سال کے عرصہ میں کسی ولی اللہ سے ظہور میں نہیں آئے تھے یہی حقیقت شریعت ہے جس کے لئے انبیا مبعوث ہوئے۔ اور یہی کلام مجید کی معرفت ہے جو اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر ظاہر فرمائی۔ برخلاف اس کے دوسرے اولیا کے حقائق و معارف سراسر شریعت کے مخالف ہیں۔ چنانچہ وہ وحدت وجود کے قائل تھے +

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی تصنیفات دربارہ حقائق و معارف تین جلد مکتوبات اور سات رسالے ہیں۔ پہلی جلد میں انبیا کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ ۳۱۳ مکتوب ہیں۔ دوسری جلد میں اسمار حسنٰے کے شمار کے موافق ننانوے ۹۹ ہیں۔ اور تیسری جلد میں قرآن شریف کی سورتوں کے عدد کے برابر ایک سو چودہ مکتوب ہیں۔ رسالے سات ہیں۔ اول مبداء و معاد دوم معارف لدنیہ سوم مکاشفات غیبیہ چہارم اثبات نبوت پنجم رد شیعہ ششم تہلیلیہ شرح کلمہ طیبہ۔ ہفتم شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز +

کرامت۔ ایک رات حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی توجہ سے قطب ستارہ شق ہوا۔ اور لوگوں کی درخواست کے مطابق اس میں سے حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالےٰ عنہ نمودار ہوئے۔ اور لوگوں میں تشریف لے آئے۔ جنہیں حاضرین نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور آنحضرت کی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کیا۔ اور پھر قطب ستارے کی طرف واپس تشریف لے گئے۔ اور قطب اپنی اصلی جگہ پر آگیا۔ جیسا کہ تجدید کے پندرھویں سال میں اس کا مفصل ذکر لکھا گیا ہے +

کرامت میرے (مولف کتاب) والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ

ایک کیمیاگر مرد خدا حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اکسیر کا ڈبا بل
نکال آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کیا۔ کہ اس سے اس قدر سونا
بن سکتا ہے۔ جو ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ کے لگان کے برابر ہو۔ یہ خانقاہ
کے یاروں کے اخراجات کے کام آئیگا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایک
کام تجھے بتاتا ہوں۔ بشرطیکہ تو کرے پھر میں تجھ سے یہ بل لے لونگا۔ اس نے عرض کی
قربان جاؤں جناب یہ حکم کیوں نہ بجالاؤں۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے خادم کو حکم دیا۔ کہ
جس وقت ہم بیت الخلاء (ٹٹی) سے باہر نکلیں۔ تو ہمارا بول و براز سب کچھ اس
شخص کو دے دینا۔ اور اسے کہنا کہ شہر سے باہر جاکر دیکھے۔ اس نے حسب الارشاد
بلا کراہت وہ بول و براز بغل میں لے لیا۔ اور جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ جب شہر سے
نکل کر اُسے دیکھا۔ تو تمام خالص سونا تھا۔ یہ دیکھکر حیران ہوا۔ آنجناب کا مرید ہوگیا
اور باقی عمر آنجناب ہی کی خدمت میں بسر کردی ٭

کرامت۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سید مرد رحمت اللہ
نام کا بیان ہے "میں نے دکن میں ایک بتخانہ دیکھا۔ ایک روز میں نے حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زبان مبارک سے سُنا تھا۔ کہ مسلمان سے جس قدر
ہو سکے بتوں کی توہین کرے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اُسے راہ خدا میں غازیوں کا سا
ثواب ملیگا۔ اس نصیحت پر عمل کرنے کے لئے میں اس بتخانے میں آیا۔ اور سارے
بتوں کو توڑا۔ اتنے میں یہ خبر ایک ہندو جاٹ نے دیکھی۔ اور بتخانہ کے عابدوں کو
اطلاع دی۔ اطلاع کا دینا تھا۔ کہ ایک ہزار آدمی ہزار ہاتھوں میں لٹھ میرے مارنے
کیلئے نکلے۔ میں حیران رہگیا۔ اب وہاں سے بھاگنا بھی دشوار تھا۔ میں نے شہید ہونے
کی ٹھان لی۔ اور باطن میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی۔ کہ میں
نے جناب کے فرمان کے مطابق یہ کام کیا ہے۔ اب آپ مجھے ان کافروں سے رہائی
دلوائیں۔ اسی آہ وزاری میں میرے کان میں آواز پڑی (جو حضرت مجدد الف ثانی
رضی اللہ عنہ کی تھی) کہ خاطر جمع رکھو۔ دیکھو ابھی تمہاری حمایت کیلئے لوگ آتے ہیں۔
جب کافر نزدیک آپہنچے۔ تو ایک ٹیلہ پر سے چالیس سوار نمودار ہوئے۔ جنہوں نے
گھوڑوں کو ایڑی لگاکر ان موذیوں کو پسپا کردیا۔ وہ ان سواروں کو دیکھتے ہی دُم دبا

بھاگ گئے ❖

کرامت خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے خاص مرید سید جمال نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک وادی میں شیر میرے سامنے آیا۔ جسے دیکھکر میں بہت ڈرا۔ مجبوراً حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی طرف توجہ کی۔ میرا التجا کرنا ہی تھا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے آئے۔ اور پوری طاقت سے اس شیر کو عصا مارا۔ جس سے وہ شیر لومڑی کی طرح دم دبا بھاگ اُٹھا۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ بھی نظر سے غائب ہو گئے ❖

نوٹ۔ واضح رہے۔ کہ جن کرامات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کی مولفہ کتاب "برکات الاحمدیہ" میں سے لی گئی ہیں ❖

کرامت۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے خلیفہ شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز میں ایک دوست کی منت وسماجت سے ایسے شیخ کی قبر کی زیارت کو گیا۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ ناراض تھے۔ کیونکہ اس سے بعض باتیں خلاف شرع ظہور میں آئی تھیں۔ جانے کو تو میں گیا۔ لیکن دل آنجناب کی طرف سے ڈرتا تھا۔ مگر یار کی موافقت بھی لازمی تھی۔ آخر جب میں نے اس شیخ کی تربت پہنچکر مراقبہ کیا۔ تو فی الفور ایک غضبناک شیر مجھے دکھلائی دیا۔ جو میری طرف بڑے غضب کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جب میں نے غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہؤا کہ اس کی آنکھیں حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی سی ہیں۔ پھر ہوتے ہوتے اس شیر کا تمام چہرہ حضرت قیوم اول رضؓ کا سا ہو گیا۔ اور بڑے قہر سے میری طرف متوجہ ہؤا۔ مَیں نے ڈر کر مراقبہ چھوڑ دیا۔ اور جلدی ہی اٹھ کر توبہ کی ❖

کرامت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک یار کو مرض جزام (کوڑھ) کا غلبہ ہؤا۔ لوگوں نے اس سے ملنا۔ جلنا۔ اٹھنا۔ بیٹھنا ترک کر دیا اور کنارہ کشی کی۔ حتےٰ کہ ایک روز اس کے ایک مخصوص یار نے بھی کھانے سے صاف انکار کیا۔ جس سے وہ سخت شرمسار ہؤا۔ اور حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں التجا کی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے از راہ لطف و کرم توجہ فرمائی

اور وہ بیماری اس سے زائل کر کے اپنے پر لے لی۔ چنانچہ اس مرض کا داغ آنجناب کے پاؤں پر نمودار ہوا۔ لیکن اس شخص پر نام ونشان بھی نہ رہا۔ یاروں اور فرزندوں نے یہ حالت دیکھکر غمزدہ ہو کر اس مرض کے دفعیہ کے لیئے عرض کی۔ تو آنجناب رضہ نے فرمایا کہ چھوڑ دو۔ مجھے مجذوم ہونے دو۔ جب لوگوں نے بہت منت وسماجت کی۔ کہ برائے خدا اس مرض کو اپنے آپ سے دفع فرمائیں۔ تو آنحضرت رضہ نے ان کی خاطر یہ بیماری ایک درخت کفار پر ڈالی۔ جس سے وہ خشک ہو گیا +

کرامت۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ جنگل اور بیابان کی سیر کیلئے تشریف لیگئے۔ اثنائے راہ میں گرمی کی شدت۔ لُو۔ گرد وغبار اور پیاس کا غلبہ آنحضرت رضہ کے بزرگ فرزندوں عالی مرتبہ یاروں اور باقی لوگوں پر ہوا۔ جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں پیادہ پا جا رہے تھے۔ لیکن بسبب ادب کوئی شخص عرض کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اتنے میں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خود ہی مولنا محمد یوسف سمرقندی سے فرمایا کہ دھوپ کی شدت اور غبار کی کثرت یاروں کو تکلیف دے رہی ہے۔ مولانا نے عرض کیا کہ جب آنجناب پر خود روشن ہے۔ پھر کسی کے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے مسکرا کر گوشہ چشم سے آسمان کی طرف دیکھا۔ اور لبوں میں کچھ پڑھا۔ ابھی چند ایک قدم گئے ہونگے کہ بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ اور آنجناب اور اصحاب کے برابر آ کر سایہ کیا۔ اور صرف اس قدر بارش ہونے لگی۔ جس سے غبار بیٹھ جائے۔ نہ کہ کیچڑ ہو جائے۔ پھر شمالی معتدل ہوا چلنی شروع ہوئی۔ حالانکہ یہ کوئی برسات کا موسم نہ تھا +

کرامت ایک نوجوان سیّد نے بیان کیا۔ کہ مجھے ان آدمیوں سے سخت دشمنی تھی۔ جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ کی۔ خصوصًا معاویہ سے۔ ایک رات حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کر رہا تھا۔ وہاں پر لکھا دیکھا۔ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضے اللہ عنہ کو۔ اور یہ کہ جو عذاب حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہنے والے کو ہو گا۔ وہی حضرت معاویہ رضہ کو برا بھلا کہنے والے کو ہو گا۔ میں یہ نقل

دیکھ کر سخت ناراض ہوا۔ اور کہا کہ یہ کیسی بے مزہ نقل ہے جو اس شخص (حضرت قیوم اول رح) نے یہاں بیان کی ہے۔ میں نے مکتوبات کو زمین پر پھینک دیا۔ اور سرہانے پر سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ بڑے غضبناک ہو کر تشریف لائے ہیں۔ اور میرے دونو کان پینٹھ کر فرماتے ہیں۔ اے نادان لڑکے! تو ہمارے لکھے ہوئے پر اعتراض کرتا ہے۔ اور ہمارے کلام کو زمین پر پھینکتا ہے۔ اگر یہ بات میرے کہنے سے تجھے دل میں کھبی۔ تو آ تجھے تیری جد حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے پاس لیچلوں۔ کہ تو غلطی سے ان کے بھائیوں کا منکر و دشمن ہے آنحضرت رضے اللہ عنہ مجھے کھینچکر ایک باغ میں لیگئے جہاں ایک نورانی صورت مرد بیٹھا تھا۔ آنحضرت نے اس نورانی مرد سے کچھ کہا۔ تو دونو نے میری طرف دیکھا اور اشارہ کیا۔ بعد ازاں آنجناب مجھے اس بزرگ کے نزدیک لیگئے۔ اور فرمایا کہ یہ بزرگ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ ہیں۔ ان سے سنو کیا فرماتے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ آنحضرت کرم اللہ وجہہ نے زبان گوہر فشان سے فرمایا۔ کہ خبردار۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کا منکر و دشمن نہ ہونا نہ زبان سے انہیں ملامت کرنا۔ ہم جانیں اور ہمارے بھائی۔ کہ ہم نے کس نیت سے تنازع کیا۔ پھر حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کا اسم مبارک لیکر فرمایا۔ کہ ان کے فرمان سے بھی سر نہ پھیرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اس سید نے مجھے بیان کیا۔ کہ باوجود نصیحت کے میرے دل سے دشمنی نہ گئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ بات معلوم کرکے سخت ناراض ہو کر حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ ابھی اس شخص کا دل صاف نہیں ہوا۔ پھر مکا مارنے کا اشارہ کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے بڑے زور سے میری گردن پر ایک مکا رسید کیا۔ مکا کھا کر میں نے کہا کہ اب ان کی عداوت میرے دل سے نکل گئی ہے۔ جب میں جاگا تو مکے کا نشان میری گردن پر موجود تھا۔ بعد ازاں میں نے اس عقیدے سے توبہ کی۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہو گیا ؛

کرامت۔ ایک امیر کبیر جو آنحضرت رضے اللہ عنہ کا مرید تھا۔ جب سنا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کسی وزیر کے گھر تشریف لے گئے ہیں۔ تو دل سے کڑھا۔ اور

کہنے لگا۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے لئے مناسب نہیں کہ دنیاداروں کے گھر تشریف فرما ہوں۔ آنحضرت رض کے ایک مخلص درویش نے جو موجود تھا۔ کہا کہ وہ مسلمانوں کی کسی بہتری کے واسطے تشریف لے گئے ہونگے۔ یا کوئی اور نیت ہوگی۔ لیکن تیرا اعتراض بہرحال اچھا نہیں۔ وہ خاموش ہوگیا۔ اس دولتمند جوان نے خواب میں دیکھا۔ کہ بہت سے کوتوال سخت ناراض ہوکر اسے لپٹ گئے ہیں۔ جیسا کہ کوئی گنہگاروں اور مجرموں پر آگرتا ہے اور چھری نکالکر اس کی زبان کاٹنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتا ہے۔ اس نے بڑی عاجزی سے معافی مانگی اور توبہ کی۔

کرامت۔ بڑے جید عالم حاجی عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں علما کی ایک مجلس میں موجود تھا۔ اس میں کسی تقریب سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا۔ اس عالم نے آنحضرت کے حق میں ملامت آمیز باتیں شروع کیں۔ میں نے اُسے کہا کہ میں اس عزیز کی خدمت میں حاضر ہوچکا ہوں۔ علاوہ ازیں میں نے بہت سے اولیا اور عارفوں کو دیکھا ہے۔ اور کتابوں میں ان کے حالات پڑھے ہیں۔ جو صفائی اور پیروی نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آنجناب میں دیکھی ہے۔ وہ کسی اور میں نہ دیکھی نہ سُنی۔ میرے خیال کے مطابق تو یہ مرد خدا ہے۔ یہ سُنکر اس عالم نے بڑے طول طویل مقدمات بیان کئے۔ بہت قیل وقال کے بعد میں نے کہا۔ کہ یہ رہا قرآن شریف آؤ ہم تم وضو کرکے دوگانہ ادا کرکے قرآن شریف کھولیں۔ جو آیت صفحہ کے شروع میں نکلے وہی اس شخص کے حال کی گواہی ہوگی۔ اس نے بھی مان لیا۔ چنانچہ ہم دونو نے وضو کرکے دوگانہ ادا کیا۔ اور قرآن شریف کھولا۔ تو صفحہ کے شروع میں یہ آیت نکلی رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ" اللہ تعالےٰ کے ایسے بندے بھی ہیں۔ جن کو تجارت خرید و فروخت یاد الٰہی سے باز نہیں رکھ سکتی۔ یہ دیکھ کر وہ عالم حیران رہ گیا۔ اور صدق دل سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا معتقد ہوگیا۔

کرامت۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی مدح میں رباعی کہی۔ جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے ع

اے آنکہ ملائک بمَس قند تو اند

تو آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ کسی تعریف میں دوسرے کی مذمت نہیں

ہونی چاہیئے۔ فرشتوں کو گڑ کی مکھی کہنا ترک ادب ہے۔ کیونکہ فرشتے عام و خاص کے نزدیک انسانوں سے خواہ وہ اولیا ہی کیوں نہ ہوں۔ بہرحال افضل ہیں۔ اس وقت مجھے مولانا روم رح کا حسب ذیل شعر یاد آیا ؎

بے عنایت حق و خاصان حق گر ملک باشد سیاہستش ورق

لیکن بسبب ادب عرض نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس میں بھی ترک ادب تھی۔ یہ خیال آتے ہی آنجناب رض نے فرمایا کہ تم نے مولانا روم رح کے شعر پر بھروسہ کیا۔ یا تو میں اور مولوی صاحب خاصان حق اور انبیا سے ہونگے۔ یا مولوی صاحب نے ازروئے شکر فرمایا ہوگا۔

کرامت۔ ایک سفر کی اثنا میں حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے باطنی نگاہ کر کے فرمایا۔ کہ مجھے دکھائی دیا ہے۔ کہ آج بلائے عظیم نازل ہوگی۔ دوبارہ فرمایا کہ باقی یاروں کو اطلاع دے دو۔ کہ یہ دعا پڑھیں۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم و بکلمات المقامات من شر ما خلق۔ اور بار بار پڑھیں تاکہ تمہارا دل و جان اس بلا سے محفوظ رہیں۔ دو تین گھڑی بعد بعض گھروں میں آگ لگی۔ اور اس قدر بھڑکی کہ لوگ اسے بجھا نہ سکے۔ اور اکثر آدمیوں کے گھر معہ مال اسباب جلکر خاکستر ہو گئے۔ جو آگ سے بچا وہ چوری ہو گیا۔ آنجناب کے مخلص مولانا عبدالرحمن کا اسباب بھی جل گیا۔ وہ بڑی مشکل سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب رض نے فرمایا کہ تم نے دعائے مذکورہ کیوں نہ پڑھی۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے کسی نے اطلاع نہ کی۔ آنجناب رض نے یاروں کو سرزنش فرمائی۔ کہ تم نے اسے کیوں اطلاع نہ کی جس جس نے وہ دعا پڑھی وہ بفضل خدا صحیح و سلامت رہا۔

کرامت۔ ایک فقیر دکن میں رہا کرتا تھا۔ ابھی وہ آنحضرت رض کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا۔ لیکن قدمبوسی کا اشتیاق بدرجہ غایت رکھتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے آنجناب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں اپنے اشتیاق کی مفصل کیفیت عرض کی۔ آنحضرت رضے اللہ تعالے عنہ نے اس کی طرف لکھا۔ تمہارا خط مطالعہ کرتے وقت تمہارے اردگرد بہت نورانی انبساط دکھائی دیا۔ آنحضرت

کا یہ مکتوب دیکھ کر حاضر خدمت ہؤا - اور تھوڑی مدت خدمت میں رہا - آنحضرت نے اُسے خلافت عنایت کر کے رخصت فرمایا - اس گرد نواح میں اس سے ہزارہا لوگوں نے فائدہ اٹھایا - اور فنا و بقا حاصل کی - اس کے نور سے تمام گرد نواح منور ہو گیا - اور آنحضرت کا قول حرف بحرف سچ نکلا +

کرامت - خان خانان جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مخلص مرید تھا - مدت سے دکن کا حاکم تھا - اچانک وزیر کے ناراض ہو جانے سے وہاں سے معزول ہؤا - وہ شیطان سیرت وزیر خان خانان اور اس کے فرزندوں کے حق میں بدگمان ہو گیا - خطرہ تھا - کہ کہیں قتل نہ کرا دے - اس بارے میں اس نے حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے مدد کیلئے التماس کی - آنجناب رضؓ نے جواب میں لکھا کہ خاطر جمع رکھو تمہارا کام پہلے سے بھی اعلےٰ ہو جائیگا - خان خانان نے میر محمد کو جو اس کے پاس ہی تھے - کہا - کہ عقل نہیں مانتی - کہ بادشاہ کے غضب سے بچ جاؤں - کیونکہ وزیر کے کہنے سننے سے چاروں طرف سے لوگوں نے چغلیاں کھائیں - لیکن شان الٰہی دیکھو - کہ ایک ہی ہفتہ کے اندر آنحضرت کی توجہ سے ملک دکن کی سرداری کا حکم شاہی خان خانان کے نام صادر ہؤا - اور بادشاہ نے پہلے کی نسبت بڑھ کر اس پر مہربانیاں کیں +

کرامت ایک سجادہ نشین شیخ دور کی راہ طے کر کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہؤا - آنجناب کا طریقہ تھا - کہ ہر ایک وضیع و شریف پر مہربانی کرتے لیکن اس سجادہ نشین پر ذرا توجہ نہ کی - لوگوں نے عرض کی کہ وہ تو بڑے مشائخ سے ہے - اور جناب کی بہت سی مہربانی کا امیدوار ہے - آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا واقعی ایسا ہی ہے - لیکن کیا کروں - اس کی پیشانی پر جلی قلم سے لفظ انکار لکھا ہے تمام یار حیران رہ گئے - کچھ مدت وہ خانقاہ میں رہا - بعد ازاں منکر ہو گیا اور آنجناب کا مرید نہ ہؤا - اور آنجناب کی کشف حرف بحرف درست نکلی +

کرامت - ایک فقیر نے جو ابھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف نہیں ہؤا تھا - ایک عریضہ آنجناب کی خدمت میں ارسال کیا - کہ کیا وجہ ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں تمام اولیا سے افضل ہو جایا کرتے تھے - آنحضرت نے فرمایا کہ اس کا جواب ہم نشینی پر موقوف ہے

جب وہ حاضر خدمت ہؤا۔ تو اس نے کہا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہلی دفعہ حاضر ہونے سے مجھ پر وہ حالت طاری ہوئی۔ جو بیان سے باہر ہے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمہارے خط کا جواب ہے۔ اب سمجھ گیا ہے۔ میں نے سر جناب کے قدموں پر رکھ دیا۔ اور عرض کیا کہ سمجھ گیا +

کرامت۔ ایک دن ایک صاحب دل سید حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ اس کا قلبی ذکر اس قدر جبار ہی تھا۔ کہ جو شخص اس کے پاس بیٹھتا۔ اس کے ذکر کو سنتا۔ اس نے اکثر مشائخ سے خلافت حاصل کی تھی۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت سے بھی اس بات کی امید رکھتا تھا۔ لیکن حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا یہ غلبہ ذکر اور مشائخ کی خلافت دینا اس کے لئے غرور کا باعث ہوگیا ہے۔ جس سے اس کی ترقی کی راہ بند ہوگئی ہے۔ پہلے اس کے ذکر قلبی کو سلب کرنا چاہیئے۔ اگر آنجناب سلب کرتے تو وہ شکایت کرتا۔ اور یہ مصرعہ کہتا۔ ع

ہر چہ اندر خانہ بود آں طرہ طرار برد

جب چند روز گذر گئے۔ تو آنحضرت رضؓ نے اسے بلا کر مخفی بلند احوال سے مشرف فرمایا۔ اور نصیحت کی کہ باطنی معاملہ مخفی ہونا چاہیئے +

کرامت۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی شیخ محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ کسی کام کی خاطر قندہار گئے۔ انہیں دنوں آنحضرت رضؓ نے لوگوں کو فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے کہ جب میں محمد مسعودؒ کے احوال کی طرف متوجہ ہؤا تو بہتیرا ڈھونڈا لیکن نہ پایا۔ بلکہ تمام روئے زمین پر نہ دیکھا۔ جب پھر توجہ کی۔ تو اس کی قبر مجھے دکھلائی دی۔ چند روز بعد اُس کے ہمراہیوں نے آکر خبر دی کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے +

کرامت۔ جن دنوں آنحضرت رضے اللہ عنہ اجمیر میں تھے۔ رمضان مبارک موسم برسات میں آیا۔ آنحضرت حسب عادت قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ پہلی رات تراویح کے وقت بہ سبب بارش مسجد کے اندر نماز ادا کی ہوا کی گرمی اور تعفن کی وجہ سے آنحضرت رضؓ اور یاروں کو بڑی تکلیف ہوئی۔

نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالٰے سے درخواست کی ہے۔ کہ رات کو
بارش نہ ہو تاکہ مسجد کے باہر دلجمعی سے نماز ادا کر سکیں۔ امید ہے کہ ماہ رمضان کے اخیر
تک رات کے وقت بارش نہ ہو گی۔ ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ ۲۹۔ ماہ رمضان تک رات کو
بارش نہ ہوئی۔ عید کی رات سے لیکر پھر بارش شروع ہو گئی +

کرامت۔ جس مسجد کی دیوار شکستہ ہو گئی۔ اور اس قدر ٹیڑھی ہو گئی کہ
اب گری اب گری لوگوں کو یقین ہو گیا۔ کہ ابھی گر جائیگی۔ کوئی اس کے پاس بھی نہ آتا
تھا۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ جب تک ہم یہاں ہیں نہیں گریگی۔ آنجناب کے اصحاب
اسی ٹیڑھی دیوار تلے نماز ادا کرتے اور مراقبہ کرتے اور ذکر و شغل میں مشغول ہوتے۔
وہ بدستور کھڑی رہی۔ جب آنحضرت رضؓ نے وہاں سے کوچ کیا۔ تو وہ بھی گر پڑی +

کرامت۔ لاہور میں ایک دفعہ آنحضرت رضؓ نے نماز عشا ادا کرنے کے بعد
ایک اچھی خاصی صحیح سلامت عمارت کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ آج رات اس مکان کے
پاس کوئی نہ آئے۔ حالانکہ ظاہری علامت اس کے گرنے کی نظر نہ آتی تھی۔ لوگوں نے دل
میں کہا کہ اس سے بڑے خستہ حال مکان تو بہت ہیں۔ اس میں کونسی کسر ہے۔ آدھی
رات کا وقت تھا۔ کہ وہ مکان یکایک زمین پر آرہا۔ ایک لڑکی جو اس مکان میں
سوئی ہوئی تھی بفضل خدا صحیح و سلامت رہی۔ لیکن جو لوگ اس مکان کے قریب تھے۔
ان پر اینٹیں ڈھیلے وغیرہ پڑے۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ کیا میں نے نہیں
کہا تھا۔ کہ آج رات کوئی شخص اس مکان کے قریب نہ آئے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اس لڑکی
کو لاؤ۔ وہ زندہ ہے۔ جب اسے مکان تلے سے نکالا تو بالکل صحیح سلامت تھی +

کرامت ایک حاکم نے غنیم پر چڑھائی کرنی چاہی۔ اس مطلب کے لئے اس نے
ایک فقیر سے استخارہ کروایا۔ فقیر نے اسے فتح کی خوشخبری دی۔ چنانچہ وہ امیر اس
فقیر کی خوشخبری کی وجہ سے اس مہم کیلئے آمادہ ہوا۔ لیکن پیشتر اس کے کہ وہ دشمن سے
دوچار ہو۔ اس فقیر مرد نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ کہ
میں نے فلاں حاکم کو فتح کی خوشخبری دی ہے۔ آنحضرت اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔
آنحضرت رضؓ نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ تمہاری کشف میں خطا ہوئی ہے۔ میری
دانست میں معاملہ برعکس ہے۔ اسے جلدی سے اطلاع دو۔ کہ واپس آجائے۔ درویش نے

اسی وقت آدمی اس امیر کی طرف روانہ کیا۔ کہ غنیم پر چڑھائی نہ کرے۔ لیکن چونکہ امیر دور نکل گیا تھا۔ اس واسطے آدمی وہاں پہنچ نہیں سکتا تھا۔ دو چار روز بعد سننے میں آیا۔ کہ اس امیر کو شکست ہوئی۔ اور نہایت خستہ حالی سے واپس آیا۔ چنانچہ نشان و نقارہ تک سب لٹوا بیٹھا *

ذکر در بیان مکاشفات حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے مکاشفات مکتوبات کے دفتروں اور رسالوں میں مثل مکاشفات علینیہ وغیرہ بہت لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں ان تمام مکاشفات کے درج کرنے کی گنجائش نہیں۔ البتہ چند ایک مکاشفات تیمناً وتبرکاً یہاں درج کئے جاتے ہیں *

مکاشفہ۔ ایک روز حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ہمارے گھر اور خانقاہ کے گرد و نواح میں بادشاہ کا ایک بڑا بھاری لشکر پڑا ہے۔ اور عین خانقاہ میں بادشاہی بارگاہ منعقد ہے۔ الہام ہؤا کہ یہ شریعت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو تمہاری خانقاہ میں آئی ہے۔ اور اب قیامت تک یہیں رہیگی *

مکاشفہ۔ ایک روز آنجناب اپنے معمورہ باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ تو فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بارگاہ احدیت کی کبریائی اور احدیت کے سراپردے اس میں نصب ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی خاص رحمت کا ظہور ہو رہا ہے *

مکاشفہ۔ مکاشفات علینیہ میں لکھا ہے۔ کہ بلحاظ صفات حق سبحانہ وتعالےٰ کی ذات کافی ہے۔ بلکہ نفسی صفات سے مستغنی ہے۔ یعنی جو کچھ صفات سے ہو سکتا ہے ان صفات سے ذات مجرد انکی ترتیب کیے ہوئے کافی ہے۔ مثلاً جو امور کہ حیات۔ قدرت علم اور ارادہ وغیرہ صفات سے وابستہ ہیں۔ اگر یہ صفات متحقق نہ بھی ہو سکیں۔ تو بھی صرف ذات ہی سے یہ کام ظہور میں آ سکتے ہیں۔ اس میں یہ لحاظ نہیں ہو گا کہ صفات موجود ہیں۔ اعلم میں موجود ہیں۔ نہ کہ خارج میں۔ کیونکہ یہ بات اہل سنت کی مخالف ہے

باوجود استغنائے ذاتی صفات موجود ہیں۔ جو ذات پر بمنزلہ زائد کے ہیں۔ اُسے میں مثال سے واضح کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ پانی بالذات بلندی سے پستی کی طرف مائل ہوتا ہے اسی کو طبعی میلان کہتے ہیں۔ پس پانی کی ذات علم قدرت۔ حیات اور ارادہ کا کام دیتی ہے۔ اگر علم ہوتا۔ تو پستی کی طرف نہ آتا۔ الخ +

مکاشفہ۔ نیز مکاشفات عینیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ قابلیت اولے جسے حقیقت محمدیؐ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وہ قابلیت ذات ہے۔ جو کمالات شان کلام بلکہ قرآن مجید میں مفصل بیان ہوئے ہیں۔ یہ ان کا اجمال ہے! اور یہی قابلیت حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قابلیت ہے۔ الخ +

مکاشفہ۔ مکاشفات عینیہ میں یہ بھی درج ہے۔ کہ قرآن شریف کا ہر حرف تمام کمالات کا جامع ہے لیکن مجمل طور پر۔ اور یہ کہ جو خاص فضیلت کسی لمبی سورت میں ہے۔ وہی چھوٹی سورت میں ہے۔ اس بارے میں چھوٹی بڑی ہونیکا کوئی لحاظ نہیں۔ البتہ ہر ایک سورت ہر ایک آیت بلکہ ہر ایک کلمہ میں ایک خاص فضیلت ہے جیسا کہ شیون الٰہی میں ہر ایک شان تمام شیون الٰہی کی جامع ہے لیکن مجمل طور پر۔ علاوہ ازیں ایک خاص خاصیت اور تاثیر مخصوص ہے۔ پس قابلیت اولے میں جو کہا ہے کہ اس مرتبہ میں ہر ایک شان تمام شیون کی جامع ہے۔ اس مرتبہ میں ظل کا اعتبار ہے نہیں تو تمام شیون دائرہ اصل میں داخل ہیں +

مکاشفہ۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ جب طریقہ قادری میں کشفی نظر کی جاتی ہے۔ تو جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد شاہ کمال قدس سرہ کا سا اور کوئی دکھائی نہیں دیتا +

مکاشفہ نیز فرمایا کہ سورج کو بے تکلف دیکھ سکتے ہیں لیکن شاہ کمال کے پوتے شاہ سکندر علیہ الرحمت کے دل پر نگاہ نہیں ٹھیرتی۔ کیونکہ اس میں سے نور کی شعاعیں بہت تیز نکلتی ہیں +

مکاشفہ۔ کشفی نظر میں ایسا معلوم ہوا۔ کہ تمام جہان کو بدعت نے ایک تاریک بھنور کی طرح گھیر لیا ہے۔ جس میں نسبت و ولایت کا نور جگنو کی طرح دکھائی دیتا ہے +

مکاشفہ۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے اکثر مکتوبات اور رسائل میں لکھا ہے

کہ خاص اور اصل نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تھی۔ جس کا پر تو تابعین پر پڑا۔ پھر وہ اصل
نسبت غائب ہو گئی۔ اور ولایت ظلی کے کمالات غالب آ گئے۔ لیکن ہزار سال بعد وہی
نسبت جو صحابہؓ کے وقت تھی۔ ظاہر ہوئی۔ یہ اشارہ اپنے اور اپنے خلف کی طرف ہے
باقی تمام اولیا ظلال میں تھے +

مکاشفہ نیز مکتوبات شریف میں لکھا ہے۔ کہ سلسلہ نقشبندیہ سلوک کی
شاہراہ پر واقع ہے۔ اور باقی سلسلے اس کے دائیں بائیں ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ کہ
یہ سلسلہ افضل اعلےٰ۔ اولےٰ۔ حق اور ذات حق کی طرف سب سے سابق ہے۔ اور جناب
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خاص بھی اسی سلسلہ میں ہے۔ جیسا کہ پہلے
لکھا گیا ہے +

ذکر در بیان احوال عبادات و عادات شب و روز و ماہ و سال

و بیان شمائل و لباس و عقائد حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا عمل عادت و عبادت میں عین سنت
نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھا +

چنانچہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ
فرمایا کرتے تھے۔ کہ عمل اور کام کیا چیز ہے۔ جو کچھ ہمیں عنایت فرمایا ہے۔ محض فضل و
کرم ہے۔ اگر کوئی کام اس فضل و کرم کیلئے بہانہ ہے۔ تو وہ متابعت پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ہم تو اپنے کام کا دار و مدار اسی متابعت پر سمجھتے ہیں۔ اسی موقع پر
فرمایا کہ میں استحباب کو بھی اسی پر ملحوظ رکھتا ہوں۔ کہ چہرہ دھوتے وقت یہ ارادہ کرتا ہوں
کہ پہلے دائیں رخسارے پر پانی پڑے +

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ معارف کے لکھنے میں
مشغول تھے۔ بول کے واسطے جو جلدی سے اُٹھے تو بیت الخلا میں داخل ہوتے ہی جلدی سے
باہر نکل آئے۔ لوگوں کو حیرت ہوئی۔ کہ کیوں اتنی جلدی چلے آئے۔ نکلتے ہی آنجناب نے پانی منگا کر
انگوٹھے کو دھویا۔ اور پھر بیت الخلا میں گئے جب وہاں سے نکلے تو فرمایا۔ کہ جب میں بیت الخلا

میں داخل ہوا۔ تو دیکھا کہ میرے انگوٹھے پر سیاہی کا داغ ہے۔ جو حرف قرآنی کی کتابت کا سامان ہے۔ اس واسطے مناسب نہ سمجھا کہ سیاہی سمیت وہاں بیٹھوں۔ گو بول کی اشد ضرورت تھی۔ لیکن ترک ادب کے مقابلہ میں آنجناب نے اُسے روک رکھا +

اسی طرح ایک روز جو بیت الخلا میں داخل ہوئے۔ تو غلطی سے پہلے دایاں پاؤں اندر رکھ دیا۔ اس روز احوال بند رہے +

ایک دفعہ مولانا صالح جیلانی علیہ الرحمۃ کو فرمایا کہ تھیلی میں سے چند ایک لونگ نکال لاؤ۔ وہ چھ دانے نکال لائے۔ آنجناب نے جھڑک کر فرمایا۔ کہ دیکھو یہ بھی صوفی ہے اتنا نہیں اُس نے سنا کہ "اللہ وتر یحب الوتر" وترکی رعایت مستحب ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے پسندیدہ عمل کے عوض تمام دنیا و آخرت بھی دیدیں۔ تو بھی سمجھو کچھ نہیں دیا +

ایک روز اپنے تخت پر تکیہ لگائے تھے۔ کہ جھٹ پٹ نیچے اُترے اور فرمایا کہ مجھے تخت تلے ایک کاغذ دکھائی دیا ہے۔ معلوم نہیں اس میں کچھ لکھا ہے یا نہیں۔ پھر تو اتنی دیر بھی آپ نے تخت پر بیٹھنا جائز نہ سمجھا کہ کسی کو حکم دیں کہ تخت تلے سے کاغذ نکالے۔ گویا آنجناب نے ایسی صورت میں تخت پر بیٹھنا بے ادبی سمجھا +

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک حافظ جس کے تلے فرش تھا۔ قرآن شریف پڑھنے میں مشغول ہوا۔ جب آنجناب نے نگاہ کی تو دیکھا کہ جہاں پر خود تشریف رکھتے ہیں وہاں فرش زیادہ ہے۔ جھٹ اپنے تلے سے نکال دیا۔ تاکہ اس حافظ سے اونچے نہ بیٹھیں۔ آنجناب حتی المقدور عزیمت کے مطابق کام کرتے تھے۔ اور یاروں کو بھی حکم دے رکھا تھا۔ کہ کام عزیمت کے مطابق کیا کرو۔ اجازت کو دخل نہ دو +

نیز فرمایا۔ کہ دنیا دار لعل ہے اور آخرت کی کھیتی۔ حضور باطنی کے متعلق کاموں میں آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ نہایت توجہ سے مشغول ہوا کریں +

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دن رات کے احوال کو معہ ورد وظائف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اور دوسرے خلفا نے بڑی شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے لیکن میں یہاں مجملاً بیان کرتا ہوں۔ وھو ھذا :-

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خاص خادم کی زبانی جس کے متعلق وضو۔ مصلے اور عبادت کے متعلقہ دیگر سامان کا بندوبست تھا۔ بیان

فرماتے ہیں۔ کہ اس خادم نے یوں بیان کیا۔ کہ مجھے یا تو اُس وقت فرصت ملتی ہے۔ جب آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب قیلولہ فرماتے ہیں۔ یا رات کے دوسرے تہائی حصہ میں۔ ان وقتوں میں مجھے اپنے کاموں کیلئے موقع ملتا ہے باقی وقت آنحضرت کی طاعات کی تیاری کے سبب مجھے فرصت نہیں ملتی۔ اور یہی حال آنحضرت رض کے اعمال کا بیان کیا۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا عمل یہ تھا۔ کہ تہائی رات لیکر بیدار ہوتے یا کبھی آدھی رات کو۔ اس وقت ادعیہ مسنونہ پڑھتے۔ کمال احتیاط سے رو بقبلہ ہو کر وضو کرتے لیکن اعضا دھوتے وقت شمال کی طرف رخ کر لیتے۔ مسواک ہر وضو کے وقت ضروری استعمال کرتے۔ ہر ایک عضو کو تین مرتبہ دھوتے۔ اور ہر دفعہ اس عضو کا پانی ہاتھ سے صاف کر دیتے۔ غسالہ کو نہ رہنے دیتے۔ عمل روایت صحیحہ پر کرتے تھے ہر عضو دھوتے وقت کلمہ شہادت مع ان دعا کے پڑھتے جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ اور وضو سے فارغ ہو کر آسمان کی طرف گوشہ چشم سے دیکھتے۔ اور اس وقت کی دعائے ماثورہ پڑھتے۔ جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سو مرتبہ سورہ یٰسین پڑھتے۔ اور تہجد کے بعد مراقبہ کرتے۔ اور صبح سے دو تین گھڑی پہلے سنت کے مطابق سو لیتے۔ تاکہ "تهجدا بين والنومين" دو نیندوں کے درمیان جاگنا، ہو۔ پھر صبح کو بیدار ہو کر فجر کی سنتیں گھر میں ادا کر کے چند مرتبہ بطریق خفی "سُبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ" پڑھ کر مسجد میں آکر فرض ادا کرتے بعد ازاں اشراق تک اصحاب سمیت حلقہ بنا کر مراقبہ کرتے۔ اور روئے مبارک پر باریک کپڑا اوڑھ لیتے۔ جب سورج اچھا نکل آتا۔ تو چار رکعت نماز اشراق دو سلام سے لمبی قرآءت کے ساتھ ادا کرتے۔ بعد ازاں اس وقت کی تسبیحات اور ادعیہ ماثورہ پڑھ کر گھر تشریف لے جاتے۔ اور بال بچوں کی خبر گیری کرتے۔ اور معاش کے متعلقہ امور میں حکم احکام صادر فرماتے۔ بعد ازاں خلوت میں جا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ اور تلاوت کے بعد طالبوں کو بلا کر ان کے حال پر توجہ فرماتے۔ اور انہیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچاتے۔ علوم معارف اور اسرار خاصہ

کو بیان فرماتے۔ اور معارف کے سناتے وقت نسبت القا اور نعمت عطا فرماتے
کبھی یاروں میں سے ہر ایک کی استعداد اور حال کے مطابق کسی امر کے لئے ارشاد
فرماتے اور جو حالات اس پر وارد ہوتے اس کی اطلاع بخشتے۔ اور تمام یاروں کو
عالی ہمتی۔ سنت کی پیروی۔ دائمی ذکر حضور۔ مراقبہ اور حال کے چھپانے کی تاکید
فرماتے۔ اور فرماتے کہ اگر کوئی ایسا فعل تم سے ہو جو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق
ہو۔ تو ایسا فعل تمام دنیا و مافیہا چھوڑ کر بھی کر لو۔ اور ساری دنیا کے بدلے ہاتھ آئے۔ تو
بھی غنیمت سمجھو۔ کہ تم نے ٹھیکریوں سے نفیس موتی خرید لئے۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ کے بار بار پڑھنے کی ترغیب دلاتے۔ اور فرماتے کہ
کاش ساری دنیا اس کلمہ کے مقابلہ میں ایسی ہی ہوئی جیسے قطرہ سمندر کے مقابلہ میں
اس کلمہ میں ولایت و نبوت کے تمام کمالات پائے جاتے ہیں۔ اگر اس کلمہ کے ایک دفعہ
کہنے سے تمام جہان بخش دیا جائے۔ اور بہشت میں داخل کیا جائے۔ تو بھی گنجائش ہے
اگر اس کلمہ کے کمالات کو تقسیم کیا جائے۔ تو تمام جہان ابد الآباد تک معمور اور سیراب ہو جائے
اس کلمہ کی عظمت و برکت حاصل ہونے کہنے والے پر منحصر ہے۔ جتنا کہنے والا بڑا ہوگا
اس کی برکتوں کا ظہور زیادہ ہوگا۔ اس سے زیادہ اور کوئی آرزو نہیں کہ کوئی شخص
کسی کونے میں گھس کر یہ کلمہ کہے۔ آنجناب اپنے اصحاب کو فقہ کی کتابوں کا مطالعہ
کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے۔ کہ علمائے دین سے شرع متین کے احکام کی تحقیق کرو۔
جو اچھا ہو اس پر عمل کرو۔ کیونکہ عہد نبوت سے بہت دور ہو جانے کے سبب زمانہ میں
ظلمت و بدعت کا غلبہ ہے۔ اس زمانہ میں سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
نور سوا نجات نہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی صحبت کا اکثر وقت خاموشی میں
گذرتا۔ کبھی مسلمانوں کی غیبت و عیب جوئی کا ذکر تک نہیں ہوتا۔ آنحضرت رض کی
یاروں اور حاضرین مجلس پر ایسا رعب ہوتا۔ کہ کوئی بات تک نہ کر سکتا۔ آنجناب کی
تمکین کی یہ کیفیت تھی۔ کہ باوجود اس قدر حالات عظیم وارد ہونے کے تلون مزاجی
کے آثار جناب پر ظاہر نہ ہوتے تھے۔ کبھی کسی قسم کا جوش و خروش یا چیخنا۔ چلانا ظہور
میں نہ آیا۔ حتی کہ آہ تک نہ بھری ❖

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جناب کے چہرہ مبارک پر کبھی آنسو بہتے تھے۔

یا بعض اوقات معارف عالیہ بیان کرتے وقت آنکھوں اور رخساروں پر سرخی جھلکتی تھی
اور لوگوں میں حرارت سی معلوم ہوتی۔ جب ان باتوں سے فارغ ہوتے۔ تو خلوت میں
آٹھ رکعت نماز ضحےٰ ادا کر کے محل کے اندر تشریف لیجا کر اپنے فرزندوں میں بیٹھکر کھانا
تناول فرماتے۔ اگر کوئی فرزند یا درویش موجود نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ اس کا حصہ رکھ چھوڑو
طعام سے فارغ ہو کر اس وقت کی ادعیہ ماثورہ پڑھتے۔ آخری دنوں میں جب کہ آنجناب نے
خلوت اختیار کی تھی۔ اور اکثر روزے سے ہوتے تھے۔ خلوت خانہ ہی میں کھانا تناول فرماتے
تھے۔ آنجناب جیسا کہ عام لوگ کہتے ہیں۔ طعام کے بعد سورۃ فاتحہ نہ پڑھتے تھے۔ کیونکہ
صحیح احادیث میں ایسا کرنے کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ ہر روز ایک دفعہ دوپہر سے پہلے
کچھ تناول فرماتے۔ اور وہ بھی بہت ہی تھوڑا۔ پھر بھی آنجناب فرماتے کہ کیا کروں
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے تھوڑا کھانے کی عادت
ڈالتا ہوں لیکن نہیں پڑتی۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ یہ کھانا ہی ہے۔ جو عارف کو ملکیت سے
بشریت میں لاتا ہے۔ تہجد کے وقت اس کی مثالی صورت دیکھا کرو۔ آنحضرت نے
دو چپاتیوں سے بھی کچھ کم تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور چپاتیاں بھی وہ جو سیر کی ساٹھ
بنائی جاتی ہیں۔ آنجناب کو بھیڑ بکری اور دنبے کے گوشت سے زیادہ رغبت تھی۔
چنانچہ اس کے کباب دستر خوان پر موجود ہوتے تھے۔ کھانا آپ بڑے خشوع و خضوع سے
تناول فرماتے۔ اور یاروں کو بھی ایسا کرنے کی تاکید کرتے۔ کھانا کھاتے وقت بائیں
گھٹنے کو زمین پر ٹیک کر دایاں پاؤں اس پر رکھتے۔ یا کھڑا رکھتے۔ بعض دفعہ غیر مجلس میں
دونو زانو اٹھا کر کھانا تناول فرماتے تھے۔ دوپہر کا کھانا کھا کر سنت نبوی صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے مطابق تھوڑی دیر سو جاتے۔ آنجناب کی مسجد میں مؤذن پہلے وقت
اذان دیتا۔ آنجناب اذان سنتے ہی فی الفور وضو کر کے چار رکعت نماز فے الزوال
ادا کرتے۔ اور فرماتے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بعثت سے
رحلت تک نماز "فی الزوال" کو کبھی ترک نہیں فرمایا۔ شروع شروع میں اشراق، ضحےٰ
اور فے الزوال ادا کرتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ بعد از ال
چار رکعت سنت اور بھی ادا کرتے۔ پھر نماز ظہر ادا کر کے حافظ سے ایک جزو
یا اس سے کم قرآن شریف سنتے۔ قرآن شریف سننے کے بعد سبق پڑھاتے۔ اور پھر

عصر کی نماز اول وقت میں جب کبھی شے کا سایہ اس کی اونچائی کے دو چند کے برابر ہوتا ادا کرتے۔ آنجناب نے عصر کی چار رکعت نماز سنت کو کبھی ترک نہ کیا عصر کے بعد سے لیکر غروب آفتاب تک اصحاب سے ملکر مراقبہ کرتے۔ فجر اور عصر کے حلقوں میں مریدوں کے احوال پر توجہ فرماتے +

یہی وجہ ہے۔ کہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ میں یہ دستور آج تک چلا آتا ہے کبھی کبھی حلقہ سکوت میں مراقبہ کرتے ہیں۔ لیکن حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالی عنہ نے عصر کا مراقبہ موقوف کر دیا ہے۔ اس کی بجائے ارشاد بکثرت کیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عروۃ الوثقے قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے طریقہ میں حلقہ اور مراقبہ کے بغیر بھی مریدوں کو بہت توجہ دیتے ہیں۔ یعنی سالکوں کو اپنے پاس زانو بزانو بٹھا کر ہر ایک کو جدا جدا نسبت خاصہ کا القا کرتے ہیں اگر بادل وغیرہ نہ ہوتے تو نماز مغرب بھی اول وقت میں ادا کرتے۔ اور سنت اور فرض کے درمیان اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ سے زیادہ وقفہ نہ دیتے شام کی نماز سے فارغ ہو کر دس مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ وَاِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھتے اور اس وقت کی ماثورہ دعائیں بھی پڑھتے۔ بعد ازاں چھ رکعت اوابین ادا کرتے۔ کبھی چار رکعت نماز اوابین ادا کیا کرتے تھے +

بعض نے جو حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ اوابین میں چھ رکعت ہیں۔ سو ان میں دو رکعت سنت نماز شام بھی داخل ہیں۔ نماز اوابین میں سورہ **واقعہ** پڑھا کرتے تھے عشا کی نماز سفیدی غائب ہو جانے کے بعد کہ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ اس سے مراد شفق لیتے ہیں ادا کیا کرتے تھے۔ عشا کے بعد چار رکعت نماز قیام اللیل اس طرح ادا کرتے۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ دوسری میں سورہ ملک تبارک تیسری میں سورہ حم دخان اور چوتھی میں سورہ قیامت اور کبھی کبھی قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد اور چاروں قل پڑھا کرتے تھے لیکن عموماً سورہ الم سجدہ تبارک قیامت حم دخان نماز قیام اللیل میں پڑھا کرتے تھے اور وتر کے بعد بھی یہی پڑھا کرتے تھے۔ اصحاب کو تاکید فرمایا کرتے تھے کہ رات کو بھی سوتے میں

پڑھا کرو۔ وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم دوسری میں قل یا ایھا الکافرون تیسری میں قل ھو اللہ پڑھا کرتے تھے۔ اور قنوت شافعی کو قنوت حنفی کے ساتھ ملا لیتے تھے۔ وتر کے بعد دو رکعت نماز بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں اذا زلزلت اور دوسری میں قل یا ایھا الکافرون پڑھتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں یہ دو رکعت بہت کم ادا فرماتے تھے۔ کیونکہ بعض علما نے اس کی کراہیت کا فتویٰ دیا ہے۔ وتر کبھی تو رات کے پہلے حصہ میں ادا کرتے اور کبھی تہجد کے بعد اگر پہلی رات ادا کر لیتے تو پھر دوبارہ نہ پڑھتے۔ اور فرمایا کرتے کہ جب نمازی سو جائے۔ تو اُسے نیت کرنی چاہیئے۔ کہ وتر کو رات کے آخری حصہ میں اُٹھ کر ادا کرونگا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اس کے اعمالنامے میں اس وقت تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جب تک کہ وہ وتر ادا نہ کرے +

نیز فرماتے تھے کہ لوگوں کو اجازت نہیں کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برخلاف وتر یا بعض سنتوں میں دیر۔ جلدی۔ یا تبدیلی میں سے کام لیں۔ جو لوگ ساری رات جاگتے ہیں۔ وہ کوتہ اندیش ہیں۔ ہمارے خیال میں تو ہزار راتیں جاگنا جَو بھر متابعت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر نہیں +

آنجناب رمضان کے آخری دس دنوں میں معتکف ہوا کرتے تھے۔ اور یاروں کو بلا کر فرماتے تھے۔ کہ سوائے متابعت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کی نیت نہ کرو۔ ہمارا قطع تعلق حقیقت ہی کیا رکھتا ہے +

آنجناب مبداء و معاد میں لکھتے ہیں "کہ میں اللہ تعالےٰ کو اس واسطے پیار کرتا ہوں کہ وہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پروردگار ہے" +

عشا اور وتر کے ادا کرنے کے بعد آنجناب جلدی بستر استراحت پر لیٹ جاتے۔ سونے سے پہلے ادعیۂ آیات ماثورہ پڑھتے۔ خصوصاً جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن۔ سوموار کی رات اور سوموار کے دن آخر میں یاروں کو جمع کر کے ہزار مرتبہ درود پڑھتے۔ بعد ازاں ایک گھڑی مراقبہ کر کے نہایت انکساری سے دعا کرتے تھے۔ کیونکہ ایسا کرنے کیلئے مامور تھے +

رسالہ صلوٰۃ ماثورہ جو ایک جزو سے زیادہ ہے یا وہ رسالہ اردو جس کو

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتب فرمایا ہے، پڑھا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے وقت جامع مسجد میں اور دو نو عیدوں کے وقت عیدگاہ میں حاضر ہوا کرتے۔ ظہر کو بھی بڑی احتیاط سے ادا کرتے تھے۔ عید الضحےٰ کے دن راہ میں بلند آواز سے تکبیریں کہتے اور کبھی کبھی فتوے کے بموجب خفی طور پر بھی۔ ذی الحجہ کے آخری عشرے کو روزے، شب بیداری، خلوت اور کثرت عبادت میں صرف کرتے تھے۔ اور اس عشرے میں نہ ناخن لواتے نہ سر کے بال منڈاتے۔ تاکہ حاجیوں سے ایک گونہ مشابہت ہو جائے۔ کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے۔ لیکن عرفہ کے روز اہل عرفات کی باقی رسوم نہیں ادا کرتے تھے۔ باقی عشرہ میں دن رات سورۂ والفجر پڑھا کرتے۔

نماز کسوف و خسوف ادا کیا کرتے تھے۔ تراویح کی نماز سفر و حضر میں باجماعت ادا کرتے۔ ماہ رمضان میں تراویح کی نماز میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ہر تراویح کے درمیان مراقبہ کرتے اور درود اور دوسری ماثورہ دعائیں پڑھتے۔ ماہ رمضان میں علاوہ تراویح کے اور ہر مہینہ میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب آنجناب قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ تو جناب کی پیشانئے مبارک سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ آنجناب پر اسرار قرآنی منکشف ہو رہے ہیں۔ آنجناب فرمایا کرتے تھے۔ کہ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے کیا کیا راز قرآن شریف میں درج فرمائے ہیں۔ جن کا علم صرف اس کے کامل تابع قیوم ہی سے مخصوص ہے۔ بعض آیات کو یہاں تک لیجاتا ہے۔ جو وہم و فہم سے باہر ہیں۔ نماز کے وقت خوف و رجا کی آیات اس طرح ادا فرمایا کرتے تھے۔ کہ لوگوں کو ڈرا اور امید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تلاوت میں راگ کو دخل نہیں دیتے تھے۔ سفر کے وقت ڈولی میں بیٹھ کر اس پر کپڑا ڈال لیتے۔ اور پھر قرآن شریف پڑھتے جب سجدہ کی آیت پر پہنچتے۔ تو ڈولی سے اتر کر سجدہ کرتے۔ چہرے پر کپڑا اس واسطے اوڑھتے تھے۔ کہ لوگوں کی عورتوں پر نگاہ نہ پڑے۔ جب اکیلے نماز ادا کرتے۔ تو رکوع و سجود کے وقت پانچ سات۔ نو یا گیارہ مرتبہ تسبیح پڑھتے۔ اور فرماتے کہ شرم آتی ہے کہ اکیلے نماز پڑھتے وقت تسبیح تین مرتبہ پڑھیں۔

نیز فرماتے تھے۔ کہ نماز میں تمام سنن و آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اور دل کی حضوری ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہی عاشقین ذکر کی ہیں۔ ذکر کا امر ہوا ہے لوگ نفلوں کی ہوس کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ کوئی ریاضت یا مجاہدہ آداب نماز کو ملحوظ رکھنے کی برابری نہیں کرسکتا۔ نماز میں فرض واجب سنت وغیرہ کو کما حقہٗ ملحوظ رکھنا بہت مشکل ہے اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ" تحقیق وہ البتہ بڑی ہے مگر اوپر عاجزی کرنے والوں کے + پ ۱ ع ۵

نیز فرماتے تھے کہ میں نے بہت سے ریاضت کرنے والے اور متورع آدمیوں کو دیکھا ہے۔ جو اور ریاضتوں کے آداب تو بہت ملحوظ رکھتے ہیں لیکن نماز کے آداب بجالانے میں غفلت کرتے ہیں آنجناب رضؓ نے مکتوبات میں اس بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اور دو رکعت نماز تحیۃ الوضو اور مسجد کو سنن کے رنگ میں روایت فرمایا ہے آنجناب سفر و حضر میں برابر اسے ادا کرتے رہے۔ فعل و عمل میں کمی بیشی نہ کرتے تھے۔ احتیاط بہت فرمایا کرتے۔ تراویح کی نماز کے سوا کوئی نماز نافلہ با جماعت ادا کرنا داخل مکروہ اور لوگوں کو عاشورہ۔ شب برات۔ شب قدر وغیرہ میں باجماعت نماز نافلہ ادا کرنے سے منع فرمایا۔ اس بارے میں آنجناب رضؓ نے ایک خاص مکتوب لکھا ہے۔ بعض بزرگوں نے جو نماز تہجد باجماعت ادا کی ہے۔ آپ اس سے بھی لوگوں کو منع فرماتے تھے۔ کسی کام کو شروع کرتے وقت نماز استخارہ ضرور ادا کرتے۔ کبھی دل کو حاضر پاتے۔ اور دعائے مسنون پر ہی اکتفا فرماتے لیکن ہر مہم میں استخارہ کو لازم قرار دیتے۔ کئی دفعہ چند ایک مہمات کیلئے ایک ہی استخارہ کافی سمجھتے۔ تشہد کے وقت سبابہ سے اشارہ نہ کرتے۔ جو امر حل و کراہت کے درمیان ہو۔ آپ اسی ترک کرتے ادائے فرض کے بعد دینی و دنیاوی مہم کیلئے فاتحہ جیسا کہ عموماً لوگ کرتے ہیں۔ آپ نہ پڑھتے۔ صرف فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد ایسا کرتے۔ ہر نیک و بد کے پیچھے نماز ادا کرنے کو جائز قرار دیتے۔ فاجر کی نماز جنازہ بھی پڑھتے۔ مریض کی بیمار پرسی کو تے۔ اور بعض پر ماثورہ دعائیں پڑھتے تھے۔ رفع مرض کے لئے توجہ کرتے۔ چنانچہ ہزارہا مریض جناب کی توجہ سے صحتیاب ہوئے۔ قبروں کی زیارت کیلئے جاتے۔ استغفار اور دعوات ماثورہ سے انکی مدد فرماتے۔ اور فوت شدہ آدمیوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوتے۔ شروع شروع

میں جب اپنے والد بزرگوار اور پیر کے مزار پر جاتے۔ تو قبر پر ہاتھ پھیرتے۔ آخر کو وہ سمجھ کر ترک کر دیا۔ قبروں کو چومنے سے منع فرماتے تھے۔ لیکن اہل قبور سے مدد طلب کرنے کو جائز قرار دیتے تھے دعوت قبول فرمایا کرتے لیکن ایسی مجلس میں تشریف نہ لیجاتے۔ جہاں پر کوئی خلاف شرع کام ہوتا۔ سوائے چند ایک مقامات کے ذکر جہر سے منع کرتے۔ مثلاً تشریق کی تکبیریں وغیرہ ان موقعوں پر ذکر جہر کو جائز سمجھتے تھے۔ جس شخص کی حالت شرع کے بال بھر بھی مخالف ہوتی۔ آپ اُسے قبول نہ کرتے۔ اور فرماتے کہ اب احوال شریعت کے تابع ہیں نہ کہ شریعت احوال کی تابع ہے۔ اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔

نیز فرماتے تھے۔ کہ اوصوئے اور غیر مکمل درویشوں پر مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ وہ اپنی کشف پر اعتبار کر کے شریعت سے مخالفت کرتے ہیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام اس وقت موجود ہوتے۔ تو اس شریعت کی پیروی کرتے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو آنے والے ہیں وہ بھی اسی شریعت کے پیرو ہونگے۔ ان خالی ہاتھ بے سروپا لوگوں کی کیا مجال کہ علمائے ماتریدیہ و اشعریہ کی مخالفت کریں یہ بزرگ قرب نبوت کی بہ نسبت اور اولیا کے نزدیک تھے۔ اور بشر کے خواص کو خواص ملک سے افضل کہتے اور نبوت کو ولایت سے افضل سمجھتے تھے۔ خواہ ولایت اسی نبی کی کیوں نہ ہوتی۔ صحو کو سکر پر ترجیح دیتے۔ اصحاب کے باہمی تنازع کو نیکی پر محمول کرتے۔ جو کہتے اجتہاد سے کہتے حرص و ہوا سے دور رہتے۔ اس بارے میں آنجناب نے کئی ایک مکتوب لکھے ہیں۔ نقشبندیہ طریق کو باقی تمام طریقوں سے افضل و اعلےٰ جانتے تھے۔ اس طریقہ کی بابت فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ بعینہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ دوسرے سلسلوں میں جو بات انتہا پر نصیب ہوتی ہے وہ اس طریقہ کی ابتدا ہی میں حاصل ہو جاتی ہے۔ اور یہ کہ اس طریقہ کی نسبت باقی تمام طریقوں سے افضل ہے۔

خواجہ علاؤالدین عطار، خواجہ محمد پارسا۔ اور خواجہ احرار قدس اللہ سرہم العزیز کی بعض نو پیدا کردہ باتوں کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت ہی بزرگ خیال فرمایا کرتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ گو مجھے شیخ صاحب سے بہت محبت ہے لیکن آپ کے بعض کشفی علوم کو میں پسند نہیں کرتا کیونکہ اصل معاملہ اس کے

خلاف ہے لیکن چونکہ کشفی خطا ہے۔ اس لئے ماخوذ نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اجتہادی خطا قابل مواخذہ نہیں لیکن مقلد مخطی قابل مواخذہ ہے کیونکہ ایک کا کشف دوسرے کیلئے حجت نہیں ہو سکتا۔ آنجناب بعض دینی کتابوں مثلاً صحیح بخاری مشکوٰۃ۔ بزودی۔ ہدایہ۔ اور شرح مواقف و عوارف پڑھایا کرتے تھے۔ اور طلبہ کو تحصیل علم کی رغبت دلایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ تحصیل علم سلوک صوفیہ سے مقدم ہے لیکن اسلام کے ضروری مسائل یعنی مسائل متعلقہ نماز روزہ وغیرہ۔ اور سلوک باطنی کو فرض جانتے تھے جب آنجناب سفر کرتے۔ تو ان دنوں میں کرتے جن میں حدیث کے موجب کرنا جائز ہے۔ لیکن کسی خاص گھڑی کو روانہ ہونے سے پرہیز کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بعد تمام گھڑیوں کی نحوست جاتی رہی ہے سفر کے بارے میں جو ادعیہ ماثورہ ہیں پڑھا کرتے تھے۔ الحمد للہ اور استغفار بکثرت پڑھا کرتے تھے تھوڑی سی نعمت کا بہت سا شکر ادا کرتے تھے۔ اور تھوڑے سے ادب کے بھی ترک ہو جانے سے بہت استغفار کرتے تھے۔ اگر بلا نازل ہوتی تو شکریہ ادا کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ یہ ہمارے نفس کی شامت ہے۔ انہیں اعمال کی یاروں کو بھی تاکید فرماتے۔ ریا اور خود پسندی کو پاس نہ پھٹکنے دیتے۔ کیونکہ ریا اور خود پسندی اعمال کو اس طرح نیست و نابود کر دیتی ہے۔ جیسے آگ ایندھن کو *

نیز فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو مصیبت تم پر نازل ہو اسے باطنی ترقی کا رہبر خیال کیا کرو۔ دوسرے مؤرخوں نے آنجناب کے دن رات کے احوال مفصل لکھے ہیں۔ بلکہ ان حالات میں الگ رسالے ہیں لیکن اس کتاب میں ان احوال کی گنجائش نہیں۔ صرف تھوڑا سا حال بطور یمن و تبرک نقل کیا ہے *

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کا طریقہ بعینہ صحابہ کرام رضے اللہ تعالے عنہم کا طریقہ تھا۔ آنجناب کا لباس بھی صحابہ کرامؓ کا سا تھا۔ چنانچہ ایک بڑا عمامہ سر مبارک پر ہوتا۔ مسواک دستار کی کور میں۔ شملہ دونو کندھوں کے بیچ تک۔ قمیص کے گریبان کا شگاف دونو کندھوں شرعی پاجامہ ٹخنوں سے اوپر تک بلکہ نصف پنڈلی تک کفش مبارک پاؤں میں۔ عصا ہاتھ میں۔ سجادہ کندھے پر۔ سجدے کا نشان پیشانی مبارک پر تھا۔ رخساروں پر نور چمکتا تھا۔ جو باطنی نورانیت پر دال تھا۔ آنحضرتؐ کا

قد خاصہ - بدن مبارک نازک - رنگ گندم گوں - آنکھیں بڑی بڑی سرخی مائل اور ناک اونچی تھی - پیشانی مبارک پر بھوں کے بیچ سے لیکر تمام سجدہ تک ایک سرخ خط تھا - جو ستارہ کی طرح چمکتا تھا - جناب کی ریش مبارک میں سپیدی غالب تھی دست مبارک بڑے بڑے - انگلیاں باریک - پاؤں بہت ہی لطیف تھے - آنجناب کے بدن مبارک پر سوائے سر داڑھی اور سینے پر تھوڑے ، کے سوائے اور کہیں بال نہ تھے - نزاکت اس قدر تھی - کہ آنجناب کا کمربند آج کسی نازک سے نازک اور لاغر سے لاغر کی کمر پر نہیں آتا - غرضیکہ لطافت و نزاکت بدرجہ غایت تھی - آنحضرت کی لباس و شمائل کو ملا بدر الدین علیہ الرحمۃ نے حضرات القدس میں مفصل لکھ دیا ہے - اس میں سے دیکھ لینا چاہئیے ✢

ذکر در بیان خصائص حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہ امتیاز دارند از تمامی اولیائے اولین و آخرین ایں امت

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص کا بیان تو ناممکن ہے - البتہ چند ایک مشہور خصائص یہاں پر لکھے جاتے ہیں :-

خاصہ - آنحضرت رضی اللہ عنہ کو حق تعالےٰ نے مجدد الف ثانی بنایا ✢

خاصہ - آنجناب قیوم عالم ہوئے جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے بعد کوئی نہیں ہوا تھا ✢

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو "خزینۃ الرحمت" بنایا - اور رحمت کا تمام کارخانہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل عنایت فرمایا ✢

خاصہ - آنحضرت کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طینت کے بقیہ خمیر سے بنایا ✢

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو محبوبیت ذاتی جو طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے - عنایت فرمائی - جو اس سے پہلے کسی ولی کو عنایت

نہ ہوئی تھی ✤

خاصہ۔ آنجناب کو خلعت ابراہیمی حاصل ہوئی ✤

خاصہ۔ آنجناب رضہ نے ملاحت و صباحت کو ملایا۔ جو آج تک کسی نے نہ کیا ✤

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو سابقین کے زمرہ میں داخل فرمایا۔ والسابقون السابقون اولٰئک المقربون ✤

خاصہ۔ باوجود ضمنیت کے اللہ تعالےٰ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل آنجناب کو اصالت عطا فرمائی ✤

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر مقطعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے۔ جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہ ہوئے تھے ✤

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب سے بے واسطہ کلام کیا۔ جیسا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کیا ✤

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو کئی ایک مناسبتیں مثلاً تجدید الف، قیومیت، محبوبیت ذاتی، اصالت، طینت، خلت، خلافت، امامت، قطبیت اور فردیت وغیرہ عنایت فرمائیں ✤

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو حق الیقین سے مشرف فرمایا۔ نیز جسے اولیا نے حق الیقین کہا ہے۔ وہ علم الیقین کا انتہائی درجہ ہے ✤ آنجناب لکھتے ہیں کہ حق الیقین کی بابت کیا کہہ سکتا ہے۔ اور کیا سمجھ سکتا ہے۔ یہ معارف ولایت کے احاطہ سے خارج ہیں۔ صحابہ کرام کے سوا باقی بڑے بڑے اولیا بھی علمائے ظاہری کے رنگ میں ان معارف کے ادراک سے عاجز ہیں بہ علوم مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس ہیں۔ جو تجدید کے بعد بطور تبعیت ظاہر ہوئے ہیں ✤ خاصہ۔ آنجناب نے اس قدر عجیب و غریب اور نادر و عالی علوم و معارف بیان فرمائے ہیں۔ جن کا آپ سے پہلے کسی ولی اللہ نے ذکر تک نہیں کیا ✤

خاصہ۔ حق تعالےٰ نے آنجناب کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سات درجے عنایت فرمائے۔ یہ سات درجے سوائے صحابہ کرام رضہ کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ باقی اولیاء اللہ کو صرف دو درجے حاصل ہوئے ✤

خاصہ - آنجناب کے علوم و معارف شریعت کے موافق ہیں - لیکن دوسرے اولیا کے مخالف شریعت ہیں +

خاصہ - آنجناب پر حق تعالیٰ نے اولیا - انبیا اور فرشتوں کی ولایات و درجات ظاہر کئے جو علے الترتیب ولایت صغرٰے، ولایت کبرٰے اور ولایت علیا ہیں - باقی تمام اولیا سوائے صحابہ کرامؓ کے ولایت صغرٰے میں ہیں +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر نبوت و رسالت کے کمالات جو ولایت کے کمالات سے بڑھکر ہیں ظاہر کئے +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر کعبہ، قرآن شریف اور نماز کی حقیقت جو کمالات کا انتہائی درجہ ہے - ظاہر فرمائی +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے مریدوں کو تین ولایتوں (صغرٰے، کبرٰے، علیا) کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ (حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن، حقیقت نماز) سے مشرف فرمایا +

خاصہ - برابر آج تک آنجناب کے مرید مذکورہ بالا کمالات حاصل کر رہے ہیں +

خاصہ - حق تعالیٰ نے آنجناب کے حق دنیا بمنزلہ آخرت کر رکھی تھی +

خاصہ - آنجناب کی ولایت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم خاص ولایت ہے +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو مقام رضا سے جو کہ ولایت کا آخری مقام ہے، مشرف فرمایا +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر سلوک اور معرفت ذات و صفات کے تمام طریقے منکشف فرمائے - اور اس راہ کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جہاں سے آنجناب کا گذر نہ ہوا ہو +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے سیر انفسی و آفاقی اور جذبہ و سلوک کے علاوہ ایک خاص طریقہ آنجناب پر ظاہر کیا - جسے آنجنابؒ نے اپنے مکتوبات میں طریق اقتباس نبوت، سے تعبیر فرمایا +

خاصہ - آنجناب کو اللہ تعالےٰ نے علم لدنی، عنایت فرمایا +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اقرار کیا - کہ جو شخص قیامت تک

آنجناب کے طریقہ میں داخل ہوگا۔ وہ بخشا جائیگا ✦

خاصہ۔ آنجناب کا روضہ مبارک زمین جنت میں واقع ہے۔ اگر آنجناب رضؓ کے روضہ کی تھوڑی سی مٹی کسی شخص کی قبر میں ڈالدیں تو وہ بھی بخشا جاتا ہے ✦

خاصہ۔ آنجناب کی زیارت کیلئے کعبہ معظمہ سرہند میں آیا۔ اور آنجناب کی خانقاہ میں قرار کیا۔ آنجناب کی خانقاہ کی زمین فی الواقع کعبہ کی زمین ہے خاصکر آنجناب کا بدن مبارک طینت پیغمبری صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر کے بقیہ کا ہے ✦

خاصہ۔ اللہ تعالے نے حضرت یحیےٰ علیہ السلام کو آنجناب کا داماد بنایا۔ جیساکہ پہلے بیان ہوچکا ہے ✦

خاصہ۔ حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام نے آنجناب سے ملاقات کی اور اپنی حقیقت حیات آنجناب سے بیان کی ✦

خاصہ۔ تمام سالکوں کے مشارب اور ولایات آنجناب پر روشن وظاہر ہوئے ✦

خاصہ۔ تمام انبیا و فرشتوں کے حقائق اور اصحاب سلوک اور اولیائے امت کے سلوک کو آنجناب نے بیان فرمایا ✦

خاصہ۔ آنحضرت رضؓ نے لکھا ہے کہ میں ایسے مقام پر پہنچا۔ جہاں ازل و ابد ایک ہی تھے۔ اور یہ کہ وہاں پر گذشتہ احوال اس طرح دکھائی دیتے تھے۔ گویا اب ہو رہے ہیں۔ اور جو حادثات آیندہ ہونے والے ہیں۔ وہ اس وقت موجود ہیں۔ ماضی اور استقبال دونو کو موجود پایا ✦

خاصہ۔ ایک مقام پر آنجناب لکھتے ہیں کہ قیامت تک جس قدر مرید زن و مرد۔ بچے بوڑھے میرے سلسلہ میں ہونگے وہ اللہ تعالے نے مجھے دکھادیے۔ اگر میں چاہوں۔ تو اُن کے نام و مقام بتا سکتا ہوں ✦

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے آنجناب کے طریقہ کو باقی طریقوں سے افضل بنایا۔ اور اس طریقے والے باقی طریقے والوں کی نسبت بہشت میں پہلے داخل ہونگے ✦

خاصہ۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اکثر نیک مردوں کا حشر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں ہوگا ✦

خاصہ۔ شروع شروع میں حضرت علی المرتضےٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے آنجناب پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ میں تمہیں آسمانی علم سکھانے آیا ہوں ✢

خاصہ۔ آنحضرت رض کے تمام کمالات و خصائص جو مذکور ہوئے ہیں۔ حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے سوائے تجدید کے باقی تمام آنجناب کے فرزند صلبی کو معہ قیومیت عنایت فرمائے۔ چنانچہ آنجناب کی اولاد میں تین قیوم ہوئے یعنی قیوم ثانی رض، قیوم ثالث رض اور قیوم رابع رضے اللہ عنہ ✢

خاصہ۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام بھی آنجناب کے سلسلہ میں ہونگے۔ اور آنحضرت رض کے سب سے بڑے خلیفوں میں شمار ہونگے۔ چنانچہ خود آنجناب نے لکھا ہے کہ مہدئیے موعود ہمارے عزیز الوجود نسبت پر مبعوث ہونگے ✢

خاصہ۔ قیامت تک تمام خلقت کو فیض۔ رشد۔ ہدایت۔ ایمان۔ عمر۔ شفا۔ رزق۔ روزی غرضیکہ تمام دینی و دنیوی امور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے طفیل و وسیلہ سے نصیب ہونگے ✢

خاصہ۔ تمام اولیائے امت نے جن مخالف شرع امور مثلاً وحدت وجود۔ رقص اور سماع وغیرہ کو رواج دیا تھا۔ آنجناب رض نے سب کو منسوخ کر دیا یعنی کسی کو آنجناب کے وقت سے لیکر ان باتوں سے باطنی ترقی نصیب نہ ہوگی ✢

خاصہ۔ آنجناب کے تصرف سے قطب ستارہ شق ہوا۔ اور اس سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نکلے۔ اور آنجناب کی تجدید الف اور دیگر کمالات کا لوگوں کو یقین دلایا ✢

خاصہ۔ آنجناب امت محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آخری مجتہد تھے۔ اور آنجناب رض نے اجتہادیہ مسائل اس قسم کے بیان فرمائے۔ جو آنجناب سے پہلے کسی مجتہد نے بیان نہ کئے تھے ✢

خاصہ۔ تمام اہل مذہب مجتہدوں نے آنجناب سے مناظرہ کیا۔ اُن میں سے ہر ایک کا نور آنحضرت میں آگیا ✢

خاصہ۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آنجناب کے مبعوث ہونے کی خبر دی تھی۔ جیسا کہ ان احادیث سے ظاہر ہے جن کا بیان پہلے ہو چکا ہے ✢

خاصہ۔ دوسرے اولیائے امت نے بھی آنجناب کے وجود مسعود کی اطلاعیں دیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ✦

خاصہ۔ آنجناب کے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آنجناب کے مرید بنے۔ اور آنجناب سے فیض اخذ کیا ✦

خاصہ۔ آنجناب کو دیکھنے سے پہلے آنجناب کا قطب الاقطاب ہونا معلوم ہو چکا تھا۔ اور آنجناب کو ایک شمع عظیم کی صورت میں آنجناب کی ولادت سے کئی سال پہلے دیکھ چکے تھے ✦

خاصہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آنجناب کی ملاقات سے پہلے معلوم کر چکے تھے کہ آنجناب تمام اولیائے امت کے سردار ہیں ✦

خاصہ۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مخصوص دوست کو فرمایا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سرہند سے تشریف لائینگے۔ تو میں تمہارے بارے میں ان سے التماس کرونگا۔ وہ چھ روز میں تمہارا کام سنوار دینگے ✦

خاصہ۔ آنجناب رض کے پیر نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو آنجناب کے حوالے کیا۔ اور خود کھلم کھلا آ کر آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوئے ✦

خاصہ۔ آنجناب کے مرشد نے آپ کی خدمت میں لکھا۔ کہ میں نے درگاہ ولایت میں نیازمندی عرض نہیں کی ✦

خاصہ۔ آنجناب کے پیر مرشد نے آنجناب کی خدمت میں لکھا کہ مجھے آنجناب کی خدمت میں درویشوں کی باتیں لکھنے سے شرم آتی ہے ✦

خاصہ۔ نیز آنجناب کے پیر و مرشد نے آنجناب کی طرف لکھا۔ کہ ہمیں اپنی حد کو ملحوظ رکھنا اور فضول سے بچنا چاہیئے ✦

خاصہ۔ آنحضرت رض کے پیر و مرشد نے آپ کی طرف لکھا۔ "و الارض من کاس الکریم نصیب" زمین کو بھی سخی کے پیالہ سے حصہ ملتا ہے ✦

خاصہ۔ آنجناب رض کے پیر نے آنجناب کی طرف لکھا۔ "شیخ الاسلام کہتا تھا۔ اگرچہ میں خرقانی کا مرید ہوں۔ لیکن اگر اس وقت خرقانی زندہ ہوتے تو باوجود پیر ہونے کے میرے مرید بن جاتے"۔ مطلب یہ کہ وہی حال ہمارا اور تمہارا ہے ✦

خاصہ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پیر نے لوگوں کو فرمایا۔ کہ حضرت شیخ احمد رضی اللہ عنہ ایسا آفتاب ہے کہ ان کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں چنانچہ یہ قصہ مفصل بیان ہو چکا ہے ❖

خاصہ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیر نے اپنے یاروں کو فرمایا۔ کہ مجھے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے طفیل معلوم ہوا۔ کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے۔ اور یہ کہ شاہراہ اور ہے ❖

خاصہ۔ تمام سیر و سلوک آنحضرت کو صرف دو مہینے میں حاصل ہوا۔ آنجناب کے خصائص اس قدر نہیں کہ انہیں کوئی شمار کر سکے۔ اس واسطے ایک اور لکھ کر القلیل یدل علی الکثیر پر عمل کرتا ہوں ❖

خاصہ۔ زمانے کے بڑے بڑے علما اور مشائخ نے آنجناب کے کمالات قیومیت اور تجدید الف وغیرہ کا لوگوں کو یقین دلایا۔ چنانچہ مولوی عبد الحکیم صاحب سیالکوٹی وغیرہ جید علما آنحضرت کی تجدید کے مقر ہوئے۔ جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے ❖

ذکر در بیان وصایائے حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلق را و بشارت دادن جناب اولاد خود را کہ نسبت خاصۂ من قطبیت عالم تا قیامت در ایشان خواہد ماند و مہدی موعود در سلسلہ من مبعوث خواہد شد۔ بیان شروع مرض و فات آنحضرت

رضی اللہ عنہ

ناپائدار زمانے کا مدار بے وفائی پر ہے۔ اور بے وفا و کج رفتار آسمان کی وضع بے بقائی پر ہے ؎

گنج اماں نیست دریں خاکداں	مغز وفا نیست دریں استخواں
آنچہ دریں مائدہ حرکتے ہست	کاسۂ آلودۂ دست تہی است

تجدید الف کے تیئسویں سال کے آخر میں عید الضحےٰ کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا میں نے پہلے ہی تمہیں اطلاع دے دی ہے۔ کہ میں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں

اور قضائے ہے سرِ سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تریسٹھ ۶۳ سال ہوگی - اب تریسٹھواں ۶۳ سال ختم ہونے کو ہے - میں بہت جلدی تم لوگوں سے غائب ہو جاؤنگا! اور اللہ تعالٰے کا دیدار حاصل کرونگا - خدا کے بندو! جو کچھ مجھے اللہ تعالٰے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ملا وہ مَیں نے تم تک پہنچایا - یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ تجدید الف! اور ملت محمدی ؐ کے رواج دینے میں مَیں نے کس قدر کوششیں کیں - کس قدر ظلم وستم سہے - بادشاہ کی قید منظور کی - بادشاہ کے لشکر میں رہنا اختیار کیا - اب میں تم سے جدا ہوتا ہوں اور تمہیں اللہ تعالٰے کے سپرد کرتا ہوں - میری تمہاری ملاقات اب قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حضور میں حساب کے وقت ہوگی - تم اس بات کے گواہ رہنا کہ مجھ سے اس بارے میں کوئی کمی نہیں رہی - کیونکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم تم سے پوچھینگے کہ مجدد الف ثانی نے تم سے کیونکر زندگی بسر کی"۔ سب نے یکزباں ہو کر عرض کیا - "یا امام الاولیا! یا نائب اتم خاتم الانبیا!! واقعی آپ نے شریعت کو رواج دینے اور مذہب کی تجدید میں بدرجہ غائت کوشش کی! اور اس کوشش کے دوران میں جو جو تکالیف و مصائب آپ کو پیش آئے اُن پر آپنے صبر کیا اور شکر الٰہی بجا لائے - ہمیں سیدھی راہ دکھلائی - تمام جہان کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ دکھائی - شریعت و طریقت کو زینت بخشی - دینِ اسلام کو وہ تقویت دی - جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت تھی! اللہ تعالٰے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے - اور انہیں الفاظ میں ہم قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں گواہی دینگے"*

بعد ازاں آنجناب رضی اللہ عنہ نے حاضرین کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا "اللہ تعالٰے تمہیں کمالیت کا انتہائی درجہ عنایت فرمائے - دنیا میں تمہاری زندگی آسودگی سے گذرے - مَیں تمہیں وصیت کرتا ہوں - کہ قرآن شریف اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا - دین حق کے مجتہدوں کی فرمانبرداری کرنا - اس میں سر مو فرق نہ لانا کیونکہ ایسا کرنے سے ایمان میں خلل آتا ہے - خلاف شرع مشائخ سے بچنا - جو فقرا وحدت وجود کے قائل ہیں اور رقص و سماع کو کام میں لاتے ہیں - وہ جھوٹے مدعی ہیں - کیونکہ جو احوال سالک

پر ان امور سے وارد ہوئے ۔ میں نے انہیں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش کیا ۔ انہوں نے اس سے منع فرمایا ۔ اس لئے میں نے لوگوں کو ایسا کرنے سے روکا ۔ آئندہ یہ احوال کسی پر ظاہر نہ ہونگے ۔ اس سے فائدہ تو تھوڑوں کو پہنچتا ہے لیکن نقصان بہتوں کا ہو جاتا ہے ۔ شریعت اور طریقت پر ثابت قدم رہنا عمل عزیمت پر کرنا ۔ کراہت اور رخصت کو اعمال میں داخل نہ کرنا ۔ ذکر شغل اور مراقبہ بکثرت کرنا ۔ عبادت بہت ہی کیا کرنا ۔ اپنا سارا وقت یاد الٰہی میں صرف کرنا تاکہ باطنی احوال کشادہ ہو جائیں ۔ اس وقت سے لیکر قیامت تک باطنی ترقی شریعت پر ثابت قدم رہنے اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے بغیر محال ہے اگر کوئی شخص شریعت کا مخالف ہو اور اس سے خوارق عادات یا کرامات ظاہر ہوں تو انہیں کرامات نہ سمجھنا ۔ وہ دراصل استدراج ہے ۔ اور حقیقت میں ایسے شخص کو معرفت الٰہی کا مس تک نہیں ۔ سراسر محروم ہے ۔ بلکہ دین اسلام میں خلل ڈالنے کا موجب ہے ۔ ایسی باتیں میں نے اپنے کلام میں بہت لکھی ہیں ۔ اسی واسطے یہ باتیں میں نے مفصل لکھ دی ہیں ۔ میں اپنا کلام تمہارے لئے چھوڑے جاتا ہوں ۔ اس پر عمل کرنا تاکہ تمہیں نجات نصیب ہو ۔ اور علم باطنی سے تمہیں حصہ ملے ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان تمام مریدوں کا حال مجھ پر منکشف فرمایا ہے ۔ جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل ہونگے ۔ اگر میں چاہوں تو ان میں سے تمام مردوں ۔ عورتوں ۔ بچوں اور بوڑھوں کے نام ومقام تک بتا سکتا ہوں ۔ امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر نیک لوگ مجھے اپنے سلسلے میں معلوم ہوئے ۔ اگر حساب کیا جائے تو قیامت کے دن نیک آدمیوں میں سے نصف سے زیادہ ہمارے سلسلے میں ہونگے ۔ اور قیامت تک علم وفضل ولایت معرفت قطبیت اور فردیت وغیرہ ہمارے سلسلہ میں رہینگے ۔ میرے فرزندوں کی عزت کرنا ۔ اُن سے دعا وتوجہ کیلئے التماس کرنا سختی اور مصیبت میں اُن سے مدد طلب کرنا ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انہیں پوری پوری معرفت اور مکمل قرب عطا کر رکھا ہے ۔ وہ تمام جہان سے شریف وکریم ہیں ۔ اللہ تعالےٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہماری نسبت خاصہ اور تمام جہان کی قطبیت قیامت تک ہمارے فرزندوں میں رہیگی ۔ ہر زمانے میں وہ بلحاظ علم وفضل ۔ ولایت ۔ معرفت خدا اپنے زمانے میں سب سے افضل

ہونگے"۔

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جو فرزند ہماری نسبت خاصہ اور قطبیت زمان کا عہدہ رکھینگے وہ تمہاری نسل سے ہونگے۔ پھر فرمایا کہ محمد معصوم تمہارے بیٹے میری طرح ہونگے۔ خصوصاً میرے انتقال کے بعد اسی سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو کمالات اور بزرگی میں بعینہٖ مجھ جیسا ہوگا۔ واقعی حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند ایسے ہی ہوئے۔ خصوصاً حضرت حجت اللہ و مروج الشریعت رضی اللہ عنہما گویا دوہ مجدد الف ثانیؒ تھے اور یہ جو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اسی سال تمہارے ہاں لڑکا ہوگا۔ اس سے مراد حضرت حجۃ اللہؒ ہیں۔ جو اسی سال پیدا ہوئے۔

بعد ازاں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کمالات جو اللہ تعالےٰ نے ہمیں عنایت فرمائے ہیں۔ چار قرن تک رہینگے۔ اور کچھ کچھ ان کا بقیہ دو قرن تک اور رہینگے۔ وہ کمالات بارہویں صدی ہجری کے اخیر تک ختم ہو جائینگے۔ ان کمالات سے مراد طینت۔ اصالت۔ قرآن شریف کے مقطعات کے حقائق اور قیومیت ہیں۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے وصال سے لیکر حضرت قیوم چہارمؒ تک چار قرن گذرے۔ ان کمالات کا کچھ بقیہ دو قرن تک قیوم چہارم رضی اللہ عنہ کے بعض اصحاب میں رہیگا۔ پھر بالکل چھپ جائیگا۔ پھر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنے فرزندوں کی اور تمام سلسلہ کی سختی اپنے پر جھیلی ہے۔ یعنی جتنا عرصہ میں شاہی قید میں رہا۔ اس عرصہ میں اولاد اور سلسلہ کی ساری آیندہ سختی میں نے اپنے اوپر برداشت کر لی ہے۔ آیندہ تم پر کوئی سختی نہ ہوگی۔ یعنی سلوک کی سختی اس میں جوں جوں آنجناب سختی برداشت کرتے۔ توں توں باطنی کمالات میں ترقی ہوتی جاتی۔ اب بغیر تکلیف کے نہایت آسانی سے قرب الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بادشاہ یا حاکموں کی طرف سے بھی کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچیگی۔ واقعی ایسا ہی ہوا چنانچہ شاہزادہ داراشکوہ نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچانے کیلئے بہتیری منصوبہ بازیاں کیں۔ لیکن تمام بے سود۔ حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مخالفوں نے ضرر پہنچانا چاہا۔ لیکن کچھ پیش نہ گئی۔ اس کا مفصل حال انشاء اللہ آیندہ

لکھا جائیگا÷

بعد ازاں حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ نے لوگوں کو اطلاع دی۔ کہ تیرھویں صدی میں فتنے برپا ہونگے۔ اور جہان پُر آشوب ہوجائیگا۔ لیکن تم سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو رہنا۔ شریعت اور طریقت پر پورے طور سے کاربند رہنا۔ اور جہانتک ہوسکے فساد کو مٹانا اور بدعت کو دور کرنا۔ انشاء اللہ تم بدعت کنندوں پر غالب آوگے۔ اور تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچیگی۔ حتےٰ کہ دجال کو بھی ہمارے خانقاہ میں آنے کی جرأت نہ ہوگی۔ فساد و بدعت کو مٹانے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالے نے اس سلسلہ کے بزرگوں کو جو ہمارے فرزند اور خلفا ہیں۔ رئیس عالم بنایا ہے وہ خلقت کی طرف متوجہ ہیں۔ ہمارے اس سلسلہ کو اس قدر رواج ہوگا۔ کہ تمام جہان مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک ہمارے سلسلہ والوں سے بھر جائیگا۔ اگر ہزار مسلمان جمع ہونگے تو ان میں سے چھ سات سو ہمارے سلسلہ کے مرید ہونگے۔ باقی ہمارے معتقد ہونگے۔ دوسرے سلسلے کمیاب ہونگے۔ عرصہ دراز کے بعد امام مہدی علیہ السلام پیدا ہونگے جو ہمارے طریقہ میں بد ہونگے۔ یہ تمام کمالات پھر مہدی علیہ السلام پر منکشف ہونگے۔ وہ ہمارے نسبت خاصہ کو رواج دینگے۔ اور ہمارے کمالات کا یقین کرینگے۔ بلکہ اپنی امامت میں پہلی بات جو کرینگے۔ وہ ہمارے کمالات کی تصدیق ہوگی۔ ہمارے فرزندوں میں سے ایک شخص احمد نامی مہدی علیہ السلام کا وزیر اعظم ہوگا۔ مَیں کہاں تک اس سلسلہ کی تعریف کروں۔ کہ اس کے شروع میں مَیں وسط میں محمد معصومؒ اور اس کے فرزند اور اخیر پر امام مہدی ہیں÷

ایک روایت ہے۔ کہ آنجناب ؓ نے یہ بھی فرمایا کہ مہدی موعود علیہ السلام حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی بیٹی کی اولاد سے ہونگے۔ اور اس کے وزیر اعظم احمد نام آنحضرت رضے اللہ عنہ کی اولاد نرینہ سے ہونگے÷

حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضے اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ وہ وزیر اعظم ہمارے اولاد سے ہوگا÷

میرے (مصنف کتاب) والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کی اولاد نرینہ اور حضرت خازن الرحمت رضے اللہ عنہ کی اولاد مادینہ سے ہونگے÷

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ عزیز میری اور میرے بھائی مروج الشریعت کی اولاد سے ہوگا*

خواجہ محمد پارسا اپنے والد بزرگوار کی بابت بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ قطبیت عالم کا منصب مہدی موعودؑ تک حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت رضی اللہ عنہما کی اولاد میں رہیگا۔ واللہ اعلم بالصواب*

اکثر مقامات پر حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے کمالات لکھنے کے بعد تحریر کیا ہے۔ کہ اُس کے سچے گواہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام آنے والے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر و باطن میں ہمارے طریقہ کو رواج دینگے*

مذکورہ بالا وصیتوں کے بعد آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ یارو! اب مَیں تم سے وداع ہوتا ہوں۔ یہ سنکر لوگوں نے واویلا مچایا۔ اور آنحضرت خلوت میں تشریف لیگئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی وصیتیں تو بہت ہیں لیکن یہاں مجملاً نقل کی گئی ہیں*

جب آنحضرت رضے اللہ عنہ خلوت خانہ میں تشریف لے گئے۔ تو تھوڑی دیر دوپہر کو سو کر اُٹھے اور اپنے فرزندوں اور اہلبیت کو فرمایا کہ دو ماہ بعد جو موسم سرما آنے والا ہے۔ اُس میں مَیں نہیں سوؤنگا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ کیا آپ مکان بنوانا چاہتے ہیں۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا نہیں بلکہ مَیں اس جہان میں نہیں رہوں گا۔ ماہ ذوالحجہ کے وسط یعنی ماہ خزان کے شروع میں آنحضرت کو ضیق النفس کا عارضہ لاحق ہوا۔ چند روز اس مرض کا غلبہ رہا۔ انہیں ایام مرض میں ایک روز آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ آج حضرت غوث الاعظم تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ لوگ میرے اس شعر کے معنوں کی بابت حیران ہیں ؎

افلت شموس الاوّلین و شمسنا
ابداً علےٰ افق العلےٰ لا تغرب

ترجمہ۔ گذشتہ لوگوں کے آفتاب غروب ہو گئے لیکن ہمارا آفتاب بلند افق پر

چمکتا رہیگا۔ کبھی غروب نہیں ہوگا۔

اگر آپ اس کا حل لکھیں تو آپ کو اس مرض سے صحت ہو جائیگی۔ لیکن چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو لقائے پروردگار کا شوق بہت تھا۔ اس لئے بسبب کثرت شوق آپ آبدیدہ ہوئے۔ اور یہ دعا اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ، بار بار پڑھتے اور فرماتے۔ کہ اگر طبیب کہدے کہ تم لاعلاج ہو تو میں بہت سا روپیہ راہ خدا میں صرف کروں۔ مرض موت میں آنحضرت رض نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رض کو وصیت فرمائی۔ کہ مذکورہ بالا شعر کا حل ضرور لکھنا۔ اور خود زبان مبارک سے اس کی تشریح کردی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجناب کی اس وصیت کو آپ کی عزاداری کے دنوں میں پورا کیا۔ اور مکتوبات کی تیسری جلد میں داخل کردیا۔ چنانچہ اس جلد کے اخیر میں بھی درج ہے جو مکتوب شیخ نور محمد بہاری کے نام لکھا گیا ہے۔ اس جلد کے مکتوبات کی تعداد سورہ قرآنی کی تعداد کے موافق ایکسو چودہ ۱۱۴ ہیں۔ اس جلد کو خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا۔ آنحضرت رض کو چند روز کے لئے صحت ظاہری نصیب ہوئی۔ تو فرمایا کہ مرض کی شدت کے دنوں میں وہ ترقی اور نعمت نصیب ہوئی۔ جو صحت میں بھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ ان دنوں آنجناب خیرات و صدقے کرتے۔ لوگوں نے پوچھا کیا آپ رفع مصیبت کیلئے صدقہ دیتے ہیں؟ فرمایا شوق وصال سے۔ عاشورہ کے روز مذکورہ بالا وصیتیں پھر لوگوں کو فرمائیں۔ بارہویں محرم کو لوگوں کو فرمایا۔ کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ چالیس پچاس دن بعد مجھیں اس جہان سے اُس جہان میں جانا ہوگا۔ اور مجھے میری قبر دکھائی گئی ہے۔ یہ خبر سنکر لوگ رونے لگے۔ ان دنوں خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی بہت رویا کرتے تھے۔ سعید دہر جلیل عصر حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے رونے کا سبب پوچھا۔ تو فرمایا کہ حضرت ذوالجلال کا شوق وصال غالب ہے۔ پھر انھوں نے عرض کیا کہ جب اللہ تعالےٰ نے آپ کی زندگی کا اختیار آپ کو دے رکھا ہے تو اور تھوڑا عرصہ اس جہان کی سیر کیوں نہیں کر لیتے۔ آنجناب رض نے فرمایا میں زندگی کی نسبت بحالت وفات تمہاری زیادہ مدد کر سکونگا۔ کیونکہ یہاں پر بشری تعلقات ہیں۔

جو مدد کو بعض وقت مانع ہوتے ہیں۔ لیکن مرنے کے بعد محض فراغت اور تجرد ہوتے
انہیں دنوں میں ایک روز آنجناب اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کو گئے
دیر تک مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ بعد ازاں اٹھ کر فاتحہ پڑھا۔ اور قبرستان کے
حق میں دیر تک دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ حتیٰ کہ حاضرین نے عرض کیا کہ
کاش ہم بھی اس وقت اہل قبور سے ہوتے۔ تاکہ یہ دعا ہمارے حق میں ہوتی۔
آنحضرت ان قبرستان والوں سے رخصت ہونے کے لئے گئے تھے۔ پھر
اپنے جد اکبر حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے اور دیر تک
مراقبہ کرنے کے بعد دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ بعد ازاں پھر اپنے پہلے مقام
پر واپس تشریف لائے اور مقررہ دن کا انتظار کرنے لگے۔ بائیسویں صفر کو
آنجناب نے اصحاب کے مجمع میں فرمایا۔ کہ آج اس میعاد سے چالیس دن ختم ہو گئے
ہیں۔ دیکھئے ان سات آٹھ دنوں میں کیا پیش آئے۔ اپنے فرزند گرامی حضرت
عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ چند روز مجھے صحت ہوئی۔ ان میں جو جو کمالات
انسان کے لئے حاصل کرنے ممکن ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے طفیل جناب
سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عنایت فرمائے۔ فرزند یہ سنکر غمگین ہوئے۔
کیونکہ اس کلام میں ایک رمز تھی۔ جیسے آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ کے نازل ہونے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ تاڑ گئے تھے۔ کہ اب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے وصال کے دن قریب آ گئے ہیں۔ کیونکہ دین مکمل ہو چکا تھا۔ اسی طرح حضرت
قیوم اول رضی اللہ عنہ سے بھی وقوع میں آیا۔ جمعرات کے روز تئیسویں ماہ صفر کو
اپنے کپڑے خود دست مبارک سے تقسیم کئے۔ چونکہ آنجناب رضؓ کے بدن مبارک
پر کوئی روئی دار کپڑا نہ تھا۔ اس لئے ہوا کی سردی کے سبب پھر بخار ہو گیا۔
اور صاحب فراش بنے۔ جس طرح جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایام مرض میں تھوڑے دن صحتیاب ہوئے۔ اور بعد میں عود مرض سے آناً فاناً
آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ اسی طرح آنجناب رضؓ سے ہوا۔ چنانچہ یہ سنت بھی
آنجناب سے ترک نہ ہوئی۔ انہیں دنوں میں تعین حُبی جو تعین علمی اور تعین وجودی سے بڑھ کر

ہے۔ بیان فرمائی۔ اور ہر روز انہیں معارف کے لکھنے میں مشغول رہتے تھے کہ دن رات بخار ہونے لگا۔ آخر چھٹے روز آنجناب کا وصال ہو گیا۔

ذکر در بیان صعوبت مرض و انتقال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالے عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کا مرض عود کر آیا۔ تو آنجناب کو بہت تکلیف ہوئی۔ اور اس قدر حرارت ہوئی کہ کوئی شخص آنجناب کے بدن مبارک کو چھو نہیں سکتا تھا۔ ۲۳ صفر کو آنجناب دوبارہ بیمار ہوئے۔ اس سے پہلے آنجناب رضہ نے خادم کو فرمایا۔ کہ اتنے کوئلے لے آؤ۔ ایک گھڑی بعد فرمایا۔ کہ جتنے کہ میں نے کہے ہیں۔ اس سے آدھے کوئلے لانا۔ پھر فرمایا کہ فرشتۂ غیبی نے آواز دی ہے۔ کہ اس قدر کوئلے جلانے کی فرصت کہاں۔ پھر فرمایا کہ اچھا اسی قدر لاؤ۔ کسی اور کام آ جائینگے۔ جب لایا تو آنجناب رضہ نے مقررہ مقدار رکھ کر باقی اپنے فرزندوں کے استعمال کیلئے بھیجدئے۔ جس قدر آنجناب رضہ نے الگ کر کے رکھے۔ وہ روز انتقال تک کافی ہوئے۔ جمعہ کے روز باوجود بدرجہ غایت کمزوری کے نماز کیلئے جامع مسجد میں تشریف لائے۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا۔ کہ یہ ہمارا آخری جمعہ ہے۔ اس کے بعد مجھے جمعے کا دن نصیب نہیں ہو گا۔ یہ فرما کر مذکورہ بالا وصیتیں دوبارہ فرمائیں۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ۔ اور تاکیداً فرمایا کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ضرور بالضرور خیال رکھنا۔ اس کی بابت سخت باز پرس ہو گی۔ اور فرمایا کہ میری تجہیز و تکفین سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہونی چاہیئے۔ کوئی شخص میرے ستر کو نہ دیکھے۔ میرے غسل کے وقت میرے فرزندوں اور دو بڑے خلفا کے اور کوئی میرے پاس نہ ہو۔ میری قبر کسی گمنام مقام پر بنانا۔ فرزندوں نے عرض کیا کہ آنجناب رضہ نے پہلے فرمایا تھا کہ جو بڑے بھائی کیلئے روضہ بنایا گیا ہے۔ وہاں بنانا۔ نیز فرمایا تھا کہ اس زمین میں مرقد ہو گا۔ اور مقام دفن بھی آنجناب رضہ نے مقرر کر دیا تھا۔ فرمایا واقعی ایسا ہی تھا۔ لیکن اب مجھے شوق ہے۔ جب دیکھا کہ فرزندوں کو ایسا کرنے میں تامل ہے۔ تو فرمایا مجھے میرے والد بزرگوار کے قریب دفن کرنا یا شہر کے باہر باغ میں میری قبر بنانا۔ لیکن

قبر کچی ہو۔ تاکہ تھوڑے عرصے میں اس کا نام و نشان تک مٹ جائے +

خواجہ ہاشم رحمتہ اللہ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ آنحضرت رضے اللہ عنہ الوہیت کی بے نشانی کے مظہر اتم تھے +

پھر خواجہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت رضے اللہ کا وصال ہوگیا ہے! اور مَیں روتا چلاتا ادھر اُدھر پھر رہا ہوں۔ کبھی اَیْنَ اَحْمَد کبھی اَیْنَ اللّٰہ پکارتا ہوں۔ اتنے میں کسی نے مجھے کہا کہ یہ رہی بڑی مسجد میں ان کی قبر جب مَیں مسجد میں آیا۔ تو دیکھا کہ قبر کا نشان تو ہے۔ لیکن زمین کے برابر۔ اسی طرح کا خواب میر شیخ عارف رحمتہ اللہ علیہ نے بھی دیکھا +

انہیں دنوں ایک اور شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا درخت ہے جس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ گویا تمام جہان پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ یکبارگی وہ درخت زمین پر گر پڑا! اور تمام خلقت چلا اُٹھی۔ مَیں یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرا۔ اس کے چند روز بعد آنجناب کا وصال ہوگیا۔ یہ خواب اس آیہ کریمہ کے موافق ہے۔ "کشجرۃ طیبۃ اَصْلھا ثابتٌ و فرعھا فی السّماء" پاکیزہ درخت کی طرح جس کی جڑھ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ چونکہ آنحضرت رضے اللہ عنہ شریعت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے درخت تھے اس واسطے یہ خواب آنجناب کے وصال کے دنوں میں دکھائی دیا +

جب آنحضرت رضے اللہ عنہ نے دیکھا کہ دو تین جگہ جو ہم نے قبر کے لئے مقرر کی ہیں۔ فرزندانِ گرامی کو اِن میں تامّل ہے۔ تو فرمایا "اچھا جہاں تمہاری مرضی ہو دفن کر دینا"۔ اِن وصیّتوں کے بعد لوگ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ اور آنجناب آخری مرتبہ لوگوں سے وداع ہو کر خلوتخانہ میں تشریف لائے۔ آنجنابؒ کی یہ آخری وصیت تھی۔ اس کے بعد خلق اللہ کو آنجناب کا دیدار بحالت حیات نصیب نہ ہوا۔ کیونکہ خلوت میں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ صرف فرزند اور دو تین مخصوص خادم جا سکتے تھے۔ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے اہلبیت کو بلا کر فرمایا۔ کہ میرا کفن اپنے مہر کے روپیہ سے بنانا۔ صرف اتنا فرما کر رخصت کر دیا۔ اُس کے بعد عورتوں کو رخصت

کر دیا۔ اس شدت مرض اور ضعف میں بھی بہت سے معارف و حقائق اور علوم اپنے گرامی فرزندوں کو بتائے +

ایک روز جب معارف کے ظہور کمال کا بیان فرمایا۔ تو سعید عصر خلیل دہر حضرت خازن الرحمت رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا۔ کہ آنجناب اس قدر کمزور و لاغر ہو گئے ہیں۔ کسی اور وقت پر ان معارف کا بیان ملتوی فرمائیں۔ فرمایا۔ بیٹا! کہاں کا وقت اور کس کی فرصت۔ اب تو تھوڑی دیر بعد گفتگو کی طاقت بھی نہیں رہے گی۔ وصال سے دو تین دن پیشتر غشی زیادہ ہو گئی۔ حضرت خازن الرحمت رضے اللہ عنہ نے پوچھا۔ کہ یہ غشی ضعف کی وجہ سے ہے۔ یا معارف میں مستغرق ہونے کے سبب۔ کیونکہ بعض معاملات عظیم درپیش ہیں۔ امید ہے کہ کما حقہٗ مکشوف و مشہور ہو جائینگے۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے مجمل طور پر اپنے بڑے فرزندوں کو ان سے مطلع فرمایا۔ چنانچہ اس میں سے بہت تھوڑا سا حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے تراسیویں مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت رضے اللہ عنہ کے نام لکھا ہے درج فرمایا ہے +

جس صبح آنجناب کا وصال ہوتا تھا۔ اس سے پہلی رات میں بڑے بھائی حضرت محمد سعید رضے اللہ عنہ حاضر خدمت تھے۔ آنحضرت رضہ نے کمال ضعف کی حالت میں فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ۔ میں نے آنجناب کو اپنی گود میں بٹھایا۔ آنجناب کا بوجھ مجھ پر تھا۔ امید ہے کہ مجھے اسرار سے مستفیض فرمایا جائیگا۔ آنحضرت رضہ نے فرمایا۔ وصال لایزال کے داعی نے مجھے آواز دی ہے۔ کہ بادشاہ تمہیں بلا رہا ہے۔ میرے بلند پرواز مرغ ہمت نے آستان قدس کا رخ کیا۔ جب ایک خاص مقام تک پہنچ چکا۔ تو بارگاہ عالی سے آواز آئی۔ کہ بادشاہ گھر میں نہیں۔ معلوم ہوا۔ کہ یہ مقام کعبہ ربانی کی حقیقت کا مقام ہے۔ اس سے اوپر گیا۔ حتیٰ کہ ان صفات و حقیقت کے مقام تک پہنچا۔ جو وجود سے موجود ہیں۔ یہ مقام صور علمیہ صفات سے پرے ہے جو بمنزلہ تعین علمی کافی ہے۔ اس کے پرے صفات کی صورتیں ہیں۔ جو بمنزلہ تعین جبی ہیں۔ اس مقام سے بھی اوپر میں ذاتی صفات شیونات اور اعتبارات کے اصول تک جا پہنچا۔ پھر اس سے اوپر ذات بحت تک پہنچا۔ جو نسبت اور اعتبارات

سے معرا ہے۔ اس مقام میں تم دونو بھائی میرے ساتھ تھے۔ آنحضرت رضؓ نے میرے بڑے بھائی کو فرمایا کہ تم یہاں پر میرے امام بننے کے سبب میرے ساتھ تھے۔ کیونکہ ایام مرض میں آنحضرت رضؓ کی امامت وہی کرتے تھے۔ یعنی اپنی ضمنیت سے حضرت خازن الرحمت رضؓ کو اس مقام پر پہنچ گئے! اور مجھے فرمایا۔ کہ یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کرو! اور امامت کرو۔ میں آنجناب کے حکم کے مطابق یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کرکے باقی وقت آنجناب کی خدمت میں حاضر رہتا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ تم اس مقام پر بطریق اصالت پہنچے ہو۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں اس درجہ کمال اور مرتبہ متعال پر قرآن شریف کے وسیلے پہنچا ہوں۔ مجھے قرآن شریف کا ہر ایک حرف سمندر معلوم ہوتا ہے۔ جو کعبہ مقصود سے ملا ہوا ہے۔ اسی خوشخبری کی وجہ سے حضرت خازن الرحمت کو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے مساوی سمجھا جاتا ہے لیکن ضمنیت اور اصالت کے فرق کو بیان نہیں کیا جاتا۔ یہ نہیں جانتے کہ طفیل اور اصل میں بڑا فرق ہے۔ گو آنحضرت پر ضعف غالب آگیا تھا۔ لیکن عبادت و وظائف کے اوقات میں سرمو فرق نہ آیا۔ بدستور ذکر شغل۔ مراقبہ۔ دن رات کے اوراد نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ اور شریعت اور طریقت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ منگل کے روز ۲۸۔ صفر کو جو آنجناب کا روز وصال تھا آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ نے ان خادموں کو جو راتوں آنجناب کی خدمت کرتے رہے۔ فرمایا کہ تم نے بہت محنت کی۔ صرف آج کی رات اور محنت ہے۔ کل تمہاری خلاصی ہو جائیگی۔ اس رات آنجناب بار بار یہ ہندی مصرعہ پڑھتے تھے ع

اج ملا واکہ سوئی سکھی سب جگ دیہوں وار

ترجمہ (اے محرم! آج روز وصال ہے میں اس خوشی میں سارا جہان قربان کرتا ہوں)

اسی رات آنجناب رضؓ نے وہ تمام دعائیں پڑھیں۔ جن کا ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے رات کے آخری تیسرے حصہ میں اٹھ کر وضو کیا۔ تہجد کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی۔ اور فرمایا کہ یہ ہماری آخری نماز تہجد ہے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ کہ طلوع آفتاب کے بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ رات کا چوتھا حصہ ابھی باقی تھا۔ بلکہ فجر تک آنجناب یہی فرماتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ اور حسب عادت مراقبہ کیا

بعد ازاں نمازِ اشراق بڑی دلجمعی سے ادا کی۔ اور اس وقت کی ادعیہ ماثورہ پڑھیں۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ بول کے واسطے تھال لاؤ۔ خادم نے تھال حاضر کیا لیکن اس میں ایک ریت نہ تھی۔ آنجناب رضؓ نے فرمایا۔ کہ تھال میں ریت نہیں احتمال ہے کہ پیشاب کے قطرے لباس پر گریں۔ اس وقت بھی آنجناب رضؓ نے بڑی احتیاط سے کام لیا جب تھال میں ریت ڈالکر حاضر کیا۔ تو آنجناب رضؓ نے فرمایا کہ اب اتنی فرصت نہیں کہ بول کروں اور تازہ وضو کروں۔ اب تو میں وضو سے ہوں۔ اس تھال کو لے جاؤ۔ اور مجھے فرش پر لٹا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب آنجناب بستر پر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق لیٹے۔ یعنی سر شمال کی طرف رخ مبارک قبلہ کی طرف اور دایاں ہاتھ رخسار مبارک کے تلے تھا۔ اس حالت میں ذکر الٰہی میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا۔ کہ سانس جلدی آ رہا ہے۔ تو پوچھا کہ مزاج مبارک۔ فرمایا۔ اچھا ہے۔ دو رکعت نماز جو ہم نے پڑھی وہ کافی ہے۔ یہ آخری الفاظ تھے۔ جو آنجناب رضؓ نے فرمائے۔ اس کے بعد پھر کسی سے بات نہیں کی۔ صرف ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ انبیا کی آخری بات بھی نماز کے بارے میں ہوئی تھی۔ ایک لمحہ بعد حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اللہ اللہ کہتے ہوئے وصال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؁

فغاں از عالم بالا بر آمد | خروش از عرصۂ غبرا بر آمد
غبار از ساحت آفاق برخاست | پیام قبۂ خضرا بر آمد
بسے دودہاے آتش بار از غم | بجائے موج از دریا بر آمد
دراں وقتے مجدد شد ز عالم | غریو از یثرب و بطحے بر آمد

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی تاریخیں مختلف لوگوں نے کہی ہیں۔ چنانچہ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؁

یا ایہا الانام لقد سافر الامام | من کل اہل دافت عروۃ القبول
قطب الذی تفوض دب السماء لہ | حال التی خیر فی شانہا العقول
ما الموت کان بلد کمال قد انطلق | من مشرق الظہر الی غرب الافول
لما اصاب شار رسول تحیۃ | اکنف لعالم دحلت و امرنا الرسول

مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث بطور تاریخ کہی الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب"۔

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے آنجناب کی عمر کے مطابق تریسٹھ تاریخیں کہی ہیں۔ جن میں سے چند ایک فقرے یہ ہیں۔ جان شریعت، شہبار طریقت، معرفت ظل محمد، خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے اس تاریخ کے مضمون کو نظم میں یوں بیان کیا ہے ؎

آں قطب کہ ہم عاشق و معشوق است	بر جوہر اسرار نبی صندوق است
آں سایہ کہ از احمد مرسل بنہفت	ظاہر شدہ کیں احمد فاروق است

لوگوں نے کوئی پانسو کے قریب آنجناب کی تاریخ وصال کہی ہیں۔ جن میں سے اکثر ملا بدرالدین نے حضرات القدس میں لکھی ہیں ؎

فریاد ز گردش زمانہ	بیداد ز دست جور ایام
قطب ارشاد شیخ احمد	بخلق بود فیض او عام
در ماہ صفر بہ بست و ہشتم	بگذشت ز دہر بے سر انجام
از رفتن او نرے دلاں رفت	یکبار قرار و صبر و آرام
او قلعہ دین برج ایمان او	او بود بدہر ہمز و دام
شد روز وصال عاشقاں شب	شد صبح امید طالباں شام
تاریخ وصال او بر آمد	افسوس فتادہ برج اسلام

آنجناب رضی اللہ عنہ کے بہت سے مرثیئے بھی لکھے گئے ہیں۔ جن کا یہاں درج کرنا باعث طوالت ہے۔ آنجناب کا وصال منگل کے دن ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۴ ہجری کو اشراق کے بعد ہوا۔ ایک روایت کے مطابق ۲۹۔ صفر سنہ ۱۰۳۴ ہجری کو ہوا۔ اسی دن چاند کی انتیسویں تاریخ تھی ۔ ماہ ربیع الاول کی پہلی تھی ۔ شمسی حساب کے مطابق جدی کی دسویں تھی یا اور اہل شام کے حساب کے مطابق دسویں پر رہا ۔ آنجناب اپنی عمر کے سالوں کے مطابق تریسٹھ دن بیمار رہے ۔ اور اس حدیث کا مضمون آنجناب پر صادق آیا۔ کہ "یوم کفارت سنۃ" ایک دن کا تپ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ جس روز آنجناب کا وصال ہوا۔ اس دن اطراف آسمان نہایت سرخ تھیں علمائے اکابر

اِس سُرخی کو دوستانِ خدا کی قبر پر آسمان کے رونے سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ شرح الصدر میں لکھا ہے۔ بلغنی ان السمٰوٰت والارض یبکیان علی المومن وبکاء السماء حمرت اطرافہا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مومن کی موت پر آسمان و زمین روتے ہیں۔ آسمان کا رونا اُس کی اطراف کا سُرخ ہو جانا ہے؛

ذکر دربیان کیفیت غسل و تجہیز و تکفین و دفن حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بیان واقعاتے کہ بعد از ارتحال آنحضرت روداده اند:-

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو تختۂ غسل پر لایا گیا۔ تو تمام حاضرین نے دیکھا کہ آنحضرت اس طرح دست بستہ ہیں۔ جس طرح نماز کے وقت باندھا کرتے ہیں یعنی دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ آنجناب کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہما نے آنجناب کے دست مبارک سیدھے کر دئے تھے غسل کے وقت آنجناب مسکرا رہے تھے۔ دفن کرنے کے وقت تک مسکراتے تھے۔ آنحضرت کے غسل کے وقت لوگ آنجناب کی وصیت کو بھول گئے۔ اور حسب ذیل شعر خوش الحانی سے پڑھنے لگے ؎

یاد داری کہ وقت آمدنت	ہمہ خنداں بدند و تو گریاں
ہمچناں زی کہ وقت رفتن تو	ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

آنجناب کے دست مبارک کھول کر سیدھے کئے۔ اور بائیں کروٹ لٹایا۔ اور دائیں جانب کو غسل کیا۔ جب دائیں جانب لٹایا تاکہ بائیں جانب کو غسل دیں۔ تو پھر لوگوں نے دیکھا کہ دست مبارک خود بخود متحرک ہو کر پہلے کی طرح بندھ گئے ہیں۔ وایاں ہاتھ بائیں پر حسب دستور تھا۔ حالانکہ آنجناب کو دائیں پہلو لٹایا گیا تھا۔ لازمی تھا کہ دایاں ہاتھ بائیں پر نہ ٹھہرتا۔ پھر لوگوں نے کھولے تین مرتبہ ایسا کیا گیا۔ جب تیسری مرتبہ جدا کرنا چاہا۔ تو بہتیری کوشش کی لیکن نہ کر سکے۔ حالانکہ آنجناب کے دست مبارک نہایت لطیف اور پھول کی پتی سے بھی نازک تھے۔ لیکن اس مضبوطی سے بندھ گئے۔ کہ پھر لوگ انہیں نہ کھول سکے۔ جب معلوم کیا کہ اس میں کوئی بھید ہے۔ تو حضرت عروۃ الوثقےٰ

رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ آنجناب کی مرضی ہاتھ کھولنے کی نہیں کفن پہناتے اور دفن کرتے وقت آنجناب کے دست مبارک بدستور بندھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مضمون کو سچ کر دکھلایا۔ کہ "کما تعیشون تموتون" جس طرح زندگی بسر کرتے ہیں اسی حالت میں مرتے ہیں ✤

حضرت قیوم ثانی اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالےٰ عنہما "جو اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور فقیہ تھے" کے علاوہ اور بھی علمائے وقت موجود تھے۔ تین سفید کپڑوں کا کفن دیا گیا۔ لفافہ قمیص اور تہ بند، قمیص مفتی کی روایت کے مطابق کندھوں پر سے چاک کی ہوئی تھی۔ عمامہ نہیں پہنایا گیا۔ کیونکہ علما کا اتفاق رائے ہے۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہیں دیا گیا۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ کیونکہ یہی آنجناب کے منتخب کردہ امام تھے۔ نماز کے بعد دعا کیلئے توقف نہ کیا۔ کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اقتضا نہیں کرتی۔ علاوہ ازیں معتبر کتابوں میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جنازہ کے بعد کھڑے ہو کر دعا کرنا مکروہ ہے۔ پھر آنحضرت کو اس روضہ میں جس کی زمین کی نسبت آنحضرت نے جنتی زمین ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے۔ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے مغرب کی طرف آنجناب کو دفن کیا گیا۔ دراصل یہ قبہ خواجہ محمد صادق کیلئے بنوایا گیا تھا اس قبہ کے مرکز بلکہ ذرا مغرب کی طرف آنجناب کے بڑے فرزند کی قبر بنائی گئی۔ حضرت آنحضرت کا جنازہ اندر لیگئے تو حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر قریباً ایک ہاتھ از راہ ادب مشرق کو سرک گئی۔ آنحضرت کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت کو وصال کے بعد جو جو نعمتیں اللہ تعالےٰ نے عنایت فرمائیں وہ بیان فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ قبلہ عالم! کسی کو مقام شکر سے حصہ ملا ہے۔ فرمایا ہاں ملا ہے۔ چنانچہ مجھے شاگردوں میں سے شمار کیا گیا ہے پھر میں نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں جو فرمان ہے "وقلیل من عبادی الشکور" میرے شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں، اسی سے تو ظاہر ہوتا ہے وہ لوگ صرف انبیا ہی ہیں۔ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ آنحضرت نے فرمایا واقعی ایسا ہی ہے لیکن مجھے اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں میں شامل کر لیا ہے ✤

حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

مَیں نے آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کے بعد خواب میں آنحضرت رضے اللہ عنہ سے پوچھا۔ کہ منکر اور نکیر کے سوالوں سے معاملہ کیونکر ہوا۔ فرمایا پہلے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا۔ کہ اگر اجازت ہو تو یہ دو فرشتے تمہاری قبر میں آئیں میں نے عرض کیا۔ کہ الٰہی یہ دو فرشتے بھی تیری ہی بارگاہ میں ہیں۔ میرے پاس نہ آئیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان دو فرشتوں کو میرے پاس نہ بھیجا۔ پھر میں نے عذاب قبر کی بابت پوچھا۔ تو فرمایا کہ مجھے تو نہیں ہوا +

حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب مَیں حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے حجرہ مبارک میں سوتا۔ اور تہجد کیلئے اُٹھتا۔ تو دیکھتا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ روضہ مبارک کے صحن میں ٹہل رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے خوف سے مَیں لوگوں میں اس بات کا اظہار نہ کرتا تھا۔ ایک رات آنحضرت رضے اللہ عنہ خود دروازے سے اندر آئے۔ اور میرے پاس بیٹھکر مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اور اس قدر دبایا کہ میرا بدن کانپ اُٹھا۔ پھر آنجناب نظر سے غائب ہو گئے +

شیخ پیر محمد رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے منظور نظر تھے۔ فرماتے ہیں۔ کہ ظہر کی نماز میں جب کہ حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ تعالےٰ عنہ امام تھے تو مَیں نے ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ میرے پاس کھڑے ہیں۔ چونکہ صف پر میرے اور آنحضرتؓ کے درمیان فاصلہ تھا۔ آنجناب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ نماز کے اخیر تک میں آنجناب کو دیکھتا رہا۔ چنانچہ آنجنابؓ نے دستار مبارک درست کی پائے مبارک پر مسح کیا۔ مَیں دیر تک تو حیران رہا۔ اور غور سے دیکھتا رہا۔ کہ شائد وہم خیال ہی ہو لیکن شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ زندگی کی حالت میں آنجناب کو دیکھا کرتا تھا۔ بعینہٖ اسی طرح دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے نماز سے فارغ ہو کر بائیں طرف سلام کیا۔ تو آنحضرت کو نہ دیکھا +

خراسان کے کسی شہر میں آنجناب کا ایک مخلص رہتا تھا۔ ابھی آنجناب کے وصال کی خبر وہاں نہ پہنچی تھی۔ کہ اس مخلص شخص کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ اس درویش مرد نے بیٹے کو کہا کہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی صورت حاضر کر کے التجا کرو۔ جب اس نے آنجناب کی صورت حاضر کی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ آنحضرت تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ ہم

اللہ تعالےٰ کے دربار میں پہنچ چکے ہیں۔ اور اس وقت بہشت بریں میں ہیں۔ پہلے دایاں پاؤں بہشت میں رکھا بعدازاں سر اندر رکھا۔ اور پھر بایاں پاؤں اٹھا کر اندر رکھا۔ تو لقائے پروردگار سے مشرف ہوئے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ مجھے بھی بہشت میں لیجاؤ اور دیدار الٰہی سے مشرف کراؤ۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا ابھی تیرا اور ہمارے فرزندوں کا وہ وقت نہیں آیا۔ جب وہ مریض بیدار ہوا۔ تو بالکل تندرست تھا۔ اس کے دس روز بعد آنجناب کے وصال کی خبر وہاں پہنچی +

ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ آنجنابؒ کے وصال کے بعد آنجناب کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ خواجہ حسام الدینؒ کی طرف خط لکھ رہے ہیں۔ جس کا عنوان یہ ہے۔ "ماخود بخود نگاہبان اینجا نیم ما ازیں جہاں گذشتیم و دراں جہاں نشستیم۔ انا للہ و انا الیہ راجعون" +

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مَیں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار فائض الانوار پر دو سال تک رہا۔ بعدازاں آنجناب نے ظاہر ہو کر مجھے رخصت عنایت فرمائی۔ اور جو میرا مقصود تھا۔ پورا ہوا۔ جس قسم کا باطنی افادہ بحالت زندگی آنجناب سے ہوا کرتا تھا۔ ویسا ہی آنجناب کے مزار سے ہوا۔ واقعی مَیں (مصنف کتابؒ) نے بھی اس معاملہ کو معلوم کیا ہے۔ جب آنحضرت رضؓ کے مزار پر جاکر متوجہ ہوتا۔ تو ایسا ہی افادہ ہوتا جیسے کسی کامل شیخ کی صحبت سے ہوتا ہے۔ یہ بات حضرت عروۃ الوثقےٰ نے اپنے مکتوبات میں جابجا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ منورہ کی تعریف میں مفصل لکھی ہے +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کے تیسرے دن تمام خلفا اور مرید حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں از سر نو مرید ہوئے۔ تین سال کے عرصہ میں آنحضرت کے تمام خلفا مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک سارے کے سارے اپنے مقامات سے چلکر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور از سر نو بیعت کی۔ اور آنجناب کی فرمانبرداری کا غاشیہ کندھوں پر رکھا +

جب بادشاہ ہند (جہانگیر) کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کی اطلاع ملی تو بہت گھبرایا۔ کیونکہ اسے یقیناً معلوم تھا۔ کہ میرے مال و جان اور سلطنت کی خیریت حضرت

قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے طفیل تھی۔ اس کے ہوش و حواس میں پورا پورا خلل آ گیا
کچھ پہلے ہی اس کی عقل شراب سے گئی تسپر آنحضرت رضؓ کے وصال کی خبر نے رہی سہی
بھی بگاڑ دی۔ مصرعہ

یکے بود مجنوں دگر خور دمے

آنجناب کے فاتحہ کے لئے سرہند آیا۔ آنحضرت کے مزار مبارک پر فاتحہ کہنے کے بعد
زار زار رویا۔ اور رسم تعزیت بجالایا۔ پھر پوچھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
عنہ کے قائم مقام اور خلیفہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ
رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ اس نے کہا آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ میرے حال پر بہت
مہربان تھے۔ مجھے مرید کیا۔ کئی سال میرے ساتھ رہے۔ مجھے توجہات کثیرہ عنایت
فرمائیں۔ اپنی نعمت خاصہ سے مجھے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے تمام خلفا سے مجھے بلحاظ
عنایت ممتاز فرمایا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ولیعہد میں ہوں۔ اپنے تمام امرا
و وزرا کو کہا کہ آؤ میرے مرید بنو۔ میری بیعت کرو تمام اس کے مرید ہوئے۔ پھر اس
نے حکم دیا۔ کہ اپنی اپنی مہروں میں "مرید سلطان جہانگیر" لکھا کرو۔ انہوں نے ایسا ہی
کیا۔ اب جہاں کہیں جہانگیر کے عہد کی لشکری مہر ہے۔ اس میں "فلاں مرید سلطان
جہانگیر لکھا ہوا ہے۔ حضرت قیوم اول کے خلفا کو معلوم تھا۔ کہ بادشاہ کو جنون
ہو گیا ہے۔ اس واسطے انہوں نے کچھ نہ کہا۔ آنحضرت رضؓ کے خلفا جنہیں ہندوستان
میں قبولیت عامہ نصیب تھی۔ ان میں سے اکثر کو بادشاہ نے بلا کر اپنے لشکر میں
رکھا۔ اور کہا کہ خلیفہ ولیعہد میں ہوں۔ میرے پاس ہو۔ میر محمد نعمان رحؒ کو دکن سے
بلوا اپنے پایہ تخت اکبر آباد میں رکھا۔ لیکن آنحضرت کے ہر ایک خلفا کی بڑی عزت
و حرمت رکھتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ یہ میرے پیر کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت کی عمر ۶۳ تریسٹھ
سال اور مدت قیومیت تیس سال تھی ؁

ذکر در بیان اولاد و امجاد حضرت خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد بلا واسطہ تعداد میں نو سے

سات بیٹے اور دو بیٹیاں۔ بیٹوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت خواجہ محمد صادقؒ
حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمت۔ حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ حضرت
خواجہ محمد یحییٰ۔ حضرت خواجہ محمد عیسےٰ حضرت خواجہ محمد فرخ اور حضرت خواجہ
محمد اشرف رضے اللہ تعالےٰ عنہم ان میں سے چار صاحب اولاد ہیں باقی تین یعنی
خواجہ محمد عیسےٰ، خواجہ محمد فرخ، حضرت خواجہ محمد اشرف رضے اللہ عنہم حالت
طفولیت میں اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے +

آنجناب کی بیٹیاں دو تھیں ایک حضرت خدیجہ بانو رضی اللہ عنہا دوسری
ام کلثوم رضے اللہ عنہا۔ حضرت خدیجہؓ کی اولاد اب تک ہے۔ لیکن ام کلثومؓ
حالت طفولیت ہی میں اس جہان سے رحلت فرما گئیں +

میرا (مصنفؒ) دل چاہتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ
کی تمام اولاد جو اس وقت سے لیکر اب تک ہو گذری ہے یا موجود ہے) حالات
بیان کروں۔ لیکن چونکہ میں لڑکپن ہی میں شہر سرہند سے چلا آیا تھا۔ اس واسطے
مجھے آنحضرت کی اولاد کی اس قدر واقفیت نہیں۔ بعد ازاں ایک دفعہ جو سرہند
جانے کا اتفاق ہوا۔ تو صرف دس پندرہ روز رہا۔ پھر شاہجہان آباد چلا آیا سو
جو کچھ حالات اس کتاب میں آنحضرت کی اولاد کے درج کئے جاتے ہیں۔ وہ
حضرت عروۃ الوثقےٰ کے فرزند حضرت محمد اشرف کے دوہتے شیخ محمد عبد اللہ معصوم کی
زبانی جو بہت عالم۔ عامل اور سالک ہیں۔ معلوم ہوئے ہیں۔ انہوں نے آنجنابؒ
کی اولاد کے تمام معہ مختصر حالات لکھ کر مجھے عنایت فرمائے۔ جو بجنسہ بلاکم و کاست
یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ "والعہدہ علی الراوی" +

حضرت اکابر اولیا خواجہ محمد صادق رضے اللہ تعالےٰ عنہ :۔ آپ حضرت
مجدد الف ثانی رضے اللہ کے فرزند اکبر ہیں ۱۰۰۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن
ہی میں سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار آنجناب کی پیشانی مبارک سے نمایاں
تھے۔ آپ کے جد بزرگوار نے لڑکپن ہی سے آپ کو اپنے دامن تربیت میں رکھا۔
حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ تمہارا بیٹا ہم سے مختلف چیزوں
کی بابت عجیب و غریب سوال پوچھتا ہے۔ جن کے جوابات مشکل سے دئے جاتے

ہیں۔ رجب ۱۰۰۸ہجری کو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ باقی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ تو حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو اپنے ساتھ لائے ذکر کا طریقہ حضرت خواجہ صاحب سے اخذ کیا۔ اسی آٹھ سال کی عمر میں فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں کمالات نبوت تک تربیت حاصل کی اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مخصوصہ حالات عظیمہ سے مشرف ہوئے۔ علم ظاہری کو بھی انتہائی درجے تک تحصیل کیا۔ مولویت کا فاتحہ پڑھا۔ ان دنوں بسبب مستی اور غلبہ جذبہ کے سر پاؤں سے ننگے۔ جدھر جی چاہتا نکل جاتے۔ اور سبق یاد کرتے رہے ایک دن عین بارش میں ننگے سر اور پریشان کھڑے تھے۔ کہ حضرت خواجہ ادھر سے گذرے۔ تو فرمایا۔ کہ ہمارے مجذوب کو دیکھو۔ ایک درویش سلوک ختم کر کے شیخ کامل سے خلافت لیکر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات بیان کئے۔ حضرت خواجہؒ نے خواجہ محمد صادقؒ کو بلا کر احوال پوچھے۔ تو حضرت مخدوم زادہ نے آٹھ سال کی عمر میں اپنے وہ حالات بتائے۔ جو بعینہ ایک اسی سالہ شیخ کے تھے۔ حضرت خواجہ تخفیف جذبہ کے لئے آپ کو مشکوک کھانا کھلایا کرتے +

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے جو خط حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا ہے اس میں لکھتے ہیں۔ کہ محمد صادق کو ظاہری و باطنی برخورداری نصیب ہوگی۔ اس کے ظاہری احوال قابل تعریف ہیں۔ انہیں پر اپنا حضور ہے۔ اور غیبت و استغراق کا اندیشہ نہیں۔ انشاء اللہ سکر سے صحو کی حالت میں آئیگا +

حضرت خواجہ محمد صادق لڑکپن ہی سے کشف قلوب اور کشف قبور میں نہایت عالی نظر تھے۔ چنانچہ آنجناب انہیں بلا کر مقدمات کونیہ (ہونے والی باتوں) کی نسبت پوچھا کرتے۔ تو وہ اسی وقت اپنے کشف کے ذریعہ جواب دیتے۔ اور جب مقبروں پر لیجا کر مردوں کے حالات پوچھتے۔ تو صاف صاف بتا دیتے۔ اکثر امراء جو آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوتے ہیں۔ کہتے تھے کہ جب ہم اس جوان کو دیکھتے ہیں۔ تو دنیا کی محبت ہمارے دل سے بالکل اٹھ جاتی ہے +

ایک روز ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ فلاں فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ آپ انہیں تنبیہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس جھگڑے میں

آؤں۔ اور انہیں تنبیہ کروں۔ تو پھر مجھ میں اور اُن میں کیا فرق رہا۔ اور اس طرح اس کو ادا کیا۔ کہ حاضرین پر رقت طاری ہوگئی +

ظاہری علم میں قوت تبحر اور قوت مدرکہ یہاں تک زبردست تھی۔ کہ ایک دفعہ شیراز کا ایک عالم ہندوستان آیا۔ جو کہ علم معقول میں بےنظیر تھا۔ آپ نے اپنے طبع زاد چند دقائق علوم اس سے بیان کئے۔ وہ سنکر کہنے لگا۔ کہ جب تک میں نے اس جوان کو نہیں دیکھا تھا۔ میرا خیال تھا کہ ہندوستان میں کسی عالم کو عقلی علوم کے دقیق مسائل سمجھنے کیلئے قوت مدرکہ ہے ہی نہیں +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف لکھی ہے :-

چنانچہ مکتوب ۲۷ میں لکھتے ہیں۔ کہ میرا فرزند میرے معارف کا مجموعہ ہے۔ اور مقامات جذبہ و سلوک کا نسخہ ہے۔ میرا فرزند محرم اسرار اور خطا و غلطی سے محفوظ ہے +

مکتوب ۲۴۴ میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ مقام میرے فرزند کو عنایت ہوا ہے اور انکی ولایت میں داخل کیا ہے۔ میں اس ولایت میں فقیروں کی طرح بیٹھا ہوں یعنی سرہند کی قطبیت خواجہ محمد صادق کی تھی +

مکتوب ۳۱۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں نے مولوی کی ولایت سے جو استفادہ کیا ہے وہ اسی ولایت کے جمال کے وسیلے سے ہوا ہے۔ اور جو استفادہ میرے فرزند نے کیا ہے۔ وہ اس ولایت کے تفصیل سے کیا ہے۔ میری ولایت جسے مولوی کی ولایت سے فائدہ پہنچا ہے۔ وہ مومن بندے کی ولایت کے مشابہ ہے۔ اور میرے فرزند کی ولایت فرعونی سحر کی ولایت کی طرح ہے +

نیز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد ایک شخص کو لکھا۔ کہ میرے بڑے فرزند رضی اللہ عنہ نے اپنے دو بھائیوں محمد فرخ، اور عیسےٰ علیہما السلام سمیت آخرت کا سفر اختیار کیا۔ میرا مرحوم فرزند حق جل وعلا کی آیت اور رب العلمین کی رحمت تھا۔ چوبیس سال کی عمر میں اُس نے وہ کچھ حاصل کیا۔ جو کسی کو کم نصیب ہوا۔ علوم عقلی و نقلی کی تدریس میں موت کا درجہ حاصل کیا۔ کہ اس کے شاگرد بیضاوی اور شرح مواقف کی سی کتابیں باسانی پڑھا

سکتے ہیں۔ آپ کے شہود کشف کی حکایات اور قصے محتاج بیان نہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں ایسے مغلوب الحال تھے، کہ ہمارے خواجہ صاحب ان کے حال کا علاج بازار کے شکوک کھانے کھلا کر کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو محبت مجھے محمد صادق سے ہے۔ اور کسی سے نہیں۔ موسوی علیہ السلام ولایت کو آخری درجہ تک حاصل کیا۔ اور اس ولایت کے عجائبات وغرائبات بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ منکسر المزاج اور خشوع وخضوع کی حالت میں رہتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر ایک ولی اللہ نے اللہ تعالیٰ سے کچھ نہ کچھ مانگا ہے۔ میں نے عاجزی کی خواہش کی ہے۔

آپ کے چچا صاحب شیخ محمد مسعود تجارت کے واسطے خراسان کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ بھی اُن کے ساتھ اپنے جد بزرگوار کے مزار تک وداع کرنے کیلئے گئے۔ مزار مبارک پر ایک گھڑی مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے دادا جان چچا صاحب کو اس سفر سے منع فرماتے ہیں۔ چونکہ اس وقت آپ کم سن تھے اس واسطے محض ایک بچہ سمجھ کر آپ کی بات کا کچھ خیال نہ کیا۔ آخر شیخ مسعود اسی سفر میں راہیٔ ملک عدم ہوئے۔ جب سرہند میں مرض طاعون کا زور ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وبا کوئی تر لقمہ چاہتی ہے۔ جب تک میں نہ جاؤنگا۔ یہ فرو نہ ہوگی۔ آپ کو بخار ہو گیا اور سوموار کے روز ۹۔ ربیع الاول کو آپ کا وصال ہو گیا۔ بعض رشتہ داروں نے کہا کہ جد بزرگوار کے مزار میں دفن کرنا چاہیئے۔ لیکن حضرت قیوم اولؓ نے آپ کو مسجد کے قریب ایک مقام پر دفن کروایا۔ چنانچہ اس سرزمین کی کیفیت تجدید الف کی چودہویں سال کے حالات میں لکھی گئی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد جسے بخار ہوتا۔ وہی خواب میں دیکھتا۔ کہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ آکر مریض کو مؤکلوں کے ہاتھ سے نجات دلواتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم نے اس بلا کو اٹھا لیا ہے تو پھر تم خلقت کو کیوں اس میں پھنساتے ہو۔ بعض نے خواب میں دیکھا کہ جو شخص حضرتؓ اکابر اولیا خواجہ محمد صادق کا اسم شریف لکھ کر گلے میں باندھیگا۔ وہ مرض طاعون سے بچ جائیگا۔ اکثر آدمیوں نے ایسا کیا اور شفا پائی۔ وبا کیلئے حضرت محمد صادق کا اسم شریف نہایت مجرب ہے۔

ایک دفعہ حضرت قیوم چہارم رضی اللہ عنہ کے عہد میں وبا کا زور ہوا۔

آنحضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک لکھ کر مریض کو دیتے۔ تو گلے
میں باندھتے ہی مرض زائل ہو جاتا۔ حضرت قیوم اول ہر جمعہ کی نماز کے بعد اُن فرزند اول
کے روضہ مبارک کو دیکھنے جایا کرتے۔ اور مدت تک مراقبہ کیا کرتے تھے۔ کبھی
صبح کو حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر مع اصحاب حلقہ مراقبہ
کرتے۔ اور خواجہ صاحب کے بعض اخروی بلند معاملات بیان فرمایا کرتے۔ اور جو لاانتہا
ترقیات آنحضرت کی توجہ عالی سے حاصل ہوئیں۔ اور عنایت الٰہی وارد ہوئیں۔
اُن پر ظاہر کرتے۔ ایک روز فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ محمد صادق ہر لحظہ خاص انوار اور
آثار عجیبہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور ساعت بساعت بڑھ رہا ہے۔ اور عجیب و غریب
اسرار جو رحمت الٰہی کے متعلق تھے۔ بڑی شگفتگی سے بیان کرتے ہیں۔ اور عمدہ
عمدہ عرائض آنحضرت کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے حکم دیا۔ کہ
ان کی عرضیوں کو ہمارے مکتوبات میں داخل کر دو۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد کے
اخیر پر ان کی تین عرضیاں مندرج ہیں ؎

آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند رہا ہے۔ یعنی شیخ محمد ولد
خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ (شیخ محمد) بچپن ہی سے مجذوب اور
مغلوب الاحوال تھے۔ غلبہ جذبہ کی وجہ یہ تھی۔ کہ ایک روز شاہ کمال (جن کو حضرت
قیوم اول رضی نے صاحب جذبہ قوی لکھا ہے) کے پوتے شاہ سکندر علیہ الرحمۃ نے
حضرت مجدد الف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر التماس کی۔ کہ اپنا ایک فرزند
مجھے عنایت فرمائیں۔ اس وقت حضرت شیخ محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنحضرت نے
فرمایا کہ اسے لو۔ شاہ سکندر نے ایک ہی نگاہ سے اپنا جذبہ قوی اس پر ڈالا
اور فرمایا کہ اس کا نام شاہ رکھو۔ اس روز سے شیخ محمد یحییٰ کو شاہ جیو کہنے لگے
بعد ازاں ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ سکندر والا جذبہ
شاہ جیو سے شیخ محمد پر منتقل کر دیا۔ جس کے سبب شیخ محمد ہمیشہ گوشہ تنہائی میں رہنے
لگے۔ اور اہل و عیال سے رغبت آپ کی بہت کم ہو گئی۔ بلکہ بالکل نہ رہی۔
یہاں تک کہ خود کھانا پینا بھی ترک کر دیا۔ چنانچہ آپ کی والدہ کبھی کبھی کھانا لیجا کر
خود اُن کے منہ میں لقمے دیتیں۔ شیخ محمد یحییٰ کے چار فرزند ہوئے لیکن یہ حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا کمال تصرف تھا۔ کہ شیخ محمد یحییٰ کے ہاں اولاد ہوتی ورنہ صاحب اولاد ہونے کے کوئی سامان نظر نہیں آتے تھے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی منشا یہ تھی کہ خواجہ محمد صادق کی اولاد جہان میں رہے۔ سو اب تک ان کی اولاد موجود ہے +

شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ۔ آپ شیخ محمد کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح متقی اور پرہیز گار تھے۔ سلوک باطنی کو اپنے مشائخ سے حاصل کیا تھا۔ محمد ابراہیم کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں :۔

محمد اسحاقؒ۔ آپ شیخ محمد ابراہیمؒ کے بڑی بیٹے ہیں۔ بڑے پرہیزگار اور نیک تھے۔ اپنے مشائخ کے طریقہ کے پورے پابند تھے۔ محمد اسحاقؒ کے دو بیٹے تھے۔ محمد معاذؒ، اور محمد فاروقؒ دونو بھائی شائستگی اور بجتگی میں اپنے زمانے میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ محمد معاذ کی ایک لڑکی صالح بیگم تھی۔ جو حضرت محمد اشرف کے پوتے شیخ محمد عبداللہ معصوم سے منسوب تھی۔ محمد فاروقؒ لاولد گئے +

شمس الدین علیہ الرحمۃ آپ شیخ محمد ابراہیمؒ کے دوسرے بیٹے تھے اپنے آباد اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے +

محمد زکریا۔ آپ محمد ابراہیمؒ کے تیسرے بیٹے تھے۔ نہایت ہی عبادت و ریاضت کرنے والے تھے۔ دنیا سے لاولد گئے +

زینت النسا۔ آپ شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ کی بیٹی ہیں۔ آپ حضرت شیخ سیف الدین خاتمی کے فرزند شیخ محمد اعظم کی منسوبہ تھیں +

شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شیخ محمدؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔ ورع و تقویٰ سے آراستہ تھے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف تھے۔ آپ نے آنجناب کے فرزندوں سے باطنی سلوک حاصل کیا۔ اور حضرت حجۃ اللہؓ کی خدمت سے بھی اس طریقہ کی بشارات حاصل کیں۔ آپ کا صرف ایک لڑکا تھا یعنی شیخ بہاؤالدین عرف شیخ کلاں۔ جسے علم ظاہری میں ید بیضا حاصل تھا۔ نہایت ذکی الطبع اور دانا تھا۔ چنانچہ عقلی اور نقلی علوم کا کوئی دقیق مسئلہ فروگذاشت نہ کرتا تھا۔ شیخ بہاؤالدین کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں +

محمد شجاعؒ آپ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ ایک پکے متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے سلوک باطنی شیخ محمد زکی سعیدیؒ سے حاصل کیا۔ اور پورے طور پر حضرات احمدیہ کے طریقہ پر کاربند تھے +

محمد ابو بکرؒ۔ آپ شیخ بہاؤ الدین کے دوسرے فرزند اور صلاحیت اور پرہیز گاری میں موصوف تھے۔ آپ نے بھی سلوک باطنی شیخ زکی سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے +

محمد ظہیر آپ شیخ بہاؤ الدین کے تیسرے فرزند تھے۔ نہایت متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے بھی باطنی سلوک شیخ محمد زکی سے حاصل کیا۔ اپنے ذکر و شغل میں مشغول رہتے۔ اب اس وقت حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی اولاد نرینہ میں سے صرف تینوں عزیز موجود ہیں +

شیخ بہاؤ الدین علیہ الرحمۃ کی دو بیٹیاں تھیں عین النساء و زین النساء جن میں سے عین النساء حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے خلیفہ محمد نعمان کے پوتے میر صالح کے بیٹے سے منسوب ہیں۔ اور زین النساء حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے دوہتے شیخ عبد اللطیف کے بیٹے سے منسوب ہیں +

شیخ محمد زاہد شیخ محمد کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ورع و تقوے سے موصوف تھے باطنی سلوک اپنے مشائخ سے حاصل کیا تھا۔ اور اپنے آباء و اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے محمد زاہد کی ایک لڑکی تھی۔ جو شیخ ابراہیمؒ کے بیٹے شمس الدین سے منسوب تھی۔ شمس الدین کے بیٹے کے ہاں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکا تو کفار کے غلبہ میں شہید ہو گیا اور بیٹوں میں سے ایک شاہدرہ کے قاضی زادہ سے جو کہ قدیم سے اس خاندان کے رشتہ دار چلے آتے ہیں۔ منسوب ہے۔ اس لڑکی سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک میر احمد، دوسرے میر الحمد، دوسری لڑکی حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے محمد روشنؒ سے منسوب تھی۔ شیخ محمد کی صرف ایک لڑکی رابعہ نام ہے شیخ محمد عبید اللہ نے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی اسی قدر اولاد کے حالات مجھے بتائے۔ جو میں نے یہاں درج کر دئے ہیں +

ذکر در بیان احوال سعید عصر خلیل و خازن الرحمت حضرت

خواجہ محمد سعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ ماہ شعبان ۱۰۰۵ھ ہجری کو پیدا ہوئے ؎

بخوانم کہ اکنوں مدح آں شاہ را | کہ چشمش ندیدہ جز اللہ را
سعید از ازل آمدہ نام او | سعادت بود اولیں کام او
تفحص نمودم دریں شہ ورق | بفرماں نہ بردہ کسے زو سبق

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے فرزند محمد سعیدؒ کو بچپن میں ایک مرض لاحق ہوا۔ جب اس سے پوچھا گیا۔ کہ کیا چاہتے ہو۔ تو کہا۔ میں حضرت خواجہ کو چاہتا ہوں۔ جب یہ بات حضرت خواجہ نے سنی۔ تو فرمایا محمد سعیدؒ بڑا رند ہے اُس نے غائبانہ ہی ہم سے نسبت لے لی ہے۔ حضرت سعید عصر محمد سعیدؒ نے ظاہری اور باطنی علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجہ حاصل کئے۔ دس سال کی عمر میں دونو علموں کی تحصیل سے فارغ ہو چکے +

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میرے فرزند محمد سعید بڑے پکے عالم ہیں حضرت خازن الرحمت کا علم ظاہری اس درجے کا تھا۔ کہ اگر آپ کو مجتہد وقت کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اس زمانے کے بڑے بڑے علما مثلاً مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی۔ ملا سعد اللہ وزیر سلطان ہند۔ وغیرہ اُن کے شاگردوں کی طرح تھے۔ ایک روز ملا سعد اللہ نے بادشاہ کے روبرو ایک لاینحل مسئلہ آپ سے پوچھا آپ نے فی الفور اس مسئلے کا ایسا جواب دیا کہ ملا سعد اللہ حیران ہو گیا۔ سرہند کے مفتی ابو الخیر نے جو اپنے زمانے کے علما کا سردار تھا اپنے خبث باطنی کی وجہ سے آپ کو زک دینی چاہی لیکن نہ دے سکا چھ مہینے کی غور و فکر کے بعد چند لاینحل مسائل سوچے جن کی نسبت وہ کہہ چکا تھا۔ کہ اگر ابو حنیفہ بھی قبر سے نکل آئیں۔ تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں جب آپ سے اس نے یہ مسائل بر سر عام پوچھے۔ تو آپ نے فی الفور ان مسائل کا جواب دیا۔ لوگوں نے مفتی صاحب سے پوچھا۔ کیوں صاحب آپ تو فرماتے تھے کہ اگر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی قبر سے نکل آئیں۔ تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں۔ اب کہئے ؟ کہا کہ محمد سعیدؒ نے مجھے اس طرح رفع شکوک کیا۔ کہ میں حواس باختہ ہو گیا +

حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ابوالخیر آدھی رات کے وقت عین بارش میں دونو بھائیوں خازن الرحمۃ رضہ اور عروۃ الوثقیٰ رضہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں وہ رقعہ تھا۔ جو ان دونو بھائیوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کی دعوت کے بارے میں لکھا تھا۔ کہنے لگا کہ اس میں ایک یہ بات بیجا ہے۔ حضرت خازن الرحمت رضہ نے فرمایا۔ کہ یہ رقعہ ہم نے نہیں لکھا اس کے لکھنے والے اور ہیں۔ جنہوں نے ہمارے حکم سے لکھا ہے۔ لاؤ دیکھوں کونسی بات بیجا ہے جب اس نے حضرت خازن الرحمت رضہ کو رقعہ دیا۔ تو اگر بیجا بھی تھا۔ تو اپنے تصرف سے بجا کر دیا۔ اور فرمایا کہ بجا ہے۔ تم کس طرح بیجا کہتے ہو۔ جب اس نے دیکھا تو واقعی بجا تھا۔ شرمندہ ہو کر کہنے لگا۔ کہ مجھ سے غلطی ہوئی حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آدھی رات کو عین بارش میں کیوں تکلیف اٹھائی کل لوگوں میں بر سر عام ہمیں زک دینی تھی۔ کہا مجھے رات کیونکر کل پڑتی میرے (مصنفؒ کے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضہ فرماتے تھے کہ ابوالخیر علمائے سور سے تھے)؟

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ شروع احوال میں ایک رات لاہور میں ایک بڑی مجلس منعقد ہوئی جس میں اس وقت کے اکثر علما و مشائخ تھے۔ اتفاق سے حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ سجدہ تحیت اور سجدہ عبادت کی گفتگو شروع ہوئی۔ اور اور علمی دقائق کا تذکرہ ہوا۔ یہ دونو بھائی ایک طرف تھے۔ اور باقی تمام حاضرین مجلس ایک طرف۔ ان دونو بھائیوں نے ہر علم سے اپنے مدعا کو ثابت کر دکھایا۔ تمام حاضرین مجلس آپ کی قوت علمی کو دیکھکر حیران رہ گئے۔ بعض نے جو واقف نہ تھے۔ پوچھا کہ یہ دونو صاحب کون ہیں؟ جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ تو کہنے لگے واقعی اس صدف ولایت سے ایسے ہدایت کے موتی کیونکر پیدا نہ ہوں؟

حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ علم ظاہری میں بڑی اعلیٰ پایہ کی کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً تعلیقات مشکوٰۃ۔ جن میں ان حدیثوں کی تقویت اور توضیح معتبر کتابوں کے احوال اور دلائل سے درج فرمائی ہیں۔ جن پر حنفی مذہب کا دار و مدار ہے۔ علاوہ ازیں ایک رسالہ تشہد نماز میں رفع سبابہ کے منع کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ بھی حنفی مذہب کے مطابق ہے۔ ایک جلد مکتوبات کی تحریر فرمائی ہے۔ جس میں بڑے بلند

حقائق اور ذات و صفات کی تحقیق و تدقیق لکھی ہے۔ جو عرضیاں آپ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں اپنے باطنی احوال کے بارے میں لکھی ہیں ان میں سے ایک فقرہ یہ ہے "حضرت سلامت درشاہا باد و مشغول بود روح را از بدن جدا و یا ظاہر شد کہ این مقام حیرت ہست"۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں لکھا ہے کہ محمد سعید نے جو اپنے احوال لکھے ہیں۔ بدرجہ غایت اصیل و شریف ہیں۔ یاروں میں سے کسی پر یہ احوال اس خصوصیت سے ظاہر نہیں ہوئے! انشاء اللہ تعالیٰ وہ ولایت سے بھی مشرف ہوگا۔ اس کی ولایت ابراہیمی تھی۔ ولایت خاصہ یعنی ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوگا۔ چنانچہ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی توجہ سے ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے +

نیز حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک قطب کے دو امام ہوتے ہیں۔ سو تم دونو بھائی میرے امام ہو +

نیز فرمایا کہ محمد سعید نے تواضع کر کے دایاں دوسرے کو دے دیا اور بائیں طرف رجوع کیا۔ قطب بائیں طرف ہوتا ہے۔ یعنی دائیں طرف حضرت قیوم ثانی رض کو دی +

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے دو شخصوں کو ولایت احمدی تک پہنچایا۔ نیز لکھا ہے کہ دو شخصوں کو دائرہ غضب سے نکالا۔ اور دو شخصوں سے مراد عروۃ الوثقیٰ اور خازن الرحمت ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خلعت خُلّت عنایت کی۔ آنحضرت رض فرماتے تھے۔ کہ یہ سفر محض محمد سعید کی خاطر ہے۔ چنانچہ اسی سفر میں آنحضرت رض نے حضرت محمد سعید کو خلعت خلت کی بشارت دی۔ اور رحمت کی کنجی بھی عنایت فرمائی۔ جو شخص جنت میں داخل ہوگا۔ وہ اُن کی مُہر سے داخل ہوگا اسی واسطے آپ کو خازن الرحمت کا خطاب دیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رض نے اپنی ضمنیت میں نبوت و ولایت کے تمام کمالات اور حقائق ثلاثہ وغیرہ کی سیر کرائی۔ اور ان کمالات میں مستقل کر دیا۔ چنانچہ حضرت خازن الرحمت رض اپنے فخر میں کہتے ہیں ع

"الیوم نسبتی کتیب الجد" جب آپ اپنے بھائی سمیت حج کیلئے تشریف

لیگئے۔ تو حج کی رسومات ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے متوجہ ہوئے پہلے مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک سے آواز آئی "العجل العجل انا الیک مشتاق" جلدی کرو جلدی کرو میں تمہارا مشتاق ہوں۔ آپ جلدی جلدی نماز ادا کر کے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آٹھ مرتبہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ مکہ شریف میں آپ اس قدر ضعیف ہو گئے۔ کہ زندگی کی امید نہ رہی حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے کعبہ معظمہ میں آپ کی شفا کیلئے دعا کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری موافقت کرتے ہوئے۔ تمام مخلوق دست بدعا ہوئی۔ تمام ممکنات دعا کرنے لگے۔ حتےٰ کہ عرش کرسی۔ لوح وقلم یہانتک کہ الٰہی اسماء وصفات وشیونات زاری اور عاجزی کرنے لگے۔ قبولیت دعا کا اثر ظاہر ہوا۔ اور انہیں کامل شفا نصیب ہوئی۔ آپ کے فرزند رشید شیخ عبد الاحد نے "لطائف مدینہ" میں ان مکاشفات کا مفصل ذکر کیا ہے جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں حضرت خازن الرحمۃ پر مکشوف ہوئے ؞

میرے (مصنف کے) والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ حضرت خازن الرحمت کا ایک ہندو مخلص مر گیا۔ آپ اُس پر نہایت مہربان تھے۔ جب اُس کے احوال کی طرف توجہ کی۔ تو دیکھا کہ عذاب دوزخ میں مبتلا ہے۔ بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اسے بخش دے۔ الہام ہوا کہ وہ بے دین تھا۔ اُسے کیونکر بخشا جائے۔ آپ نے بارگاہ الٰہی میں پھر منت وسماجت کی۔ تو حکم الٰہی ہوا۔ کہ اس کو کافروں کے گروہ سے نکال کر رافضیوں کے جرگہ میں داخل کر دو۔ میرے (مصنف کے) والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ وہ ہندو پوشیدہ طور پر ضرور مسلمان ہو گا ؞

کرامت۔ مؤلف کتاب کے والد بزرگوار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ بادشاہی لشکر میں ایک فقیر تھا۔ جو بے تکلف لوگوں کے گھروں میں جا گھستا۔ آتے جاتے اُسے کوئی آدمی نہ دیکھتا گھر کے مالک کو جرأت نہ ہوتی۔ کہ اُسے کچھ کہے۔ لشکر میں حضرت خازن الرحمت کا ایک مخلص بھی تھا۔ اس کے گھر میں بھی وہ فقیر گھس گیا۔ وہ مخلص اُسے گتھ گیا۔ وہ فقیر اس مخلص کو گرا کر اس کی چھاتی پر ہو بیٹھا۔ اس نے متوجہ ہو کر حضرت خازن الرحمت رضی

کی طرف توجہ کی۔ اسی وقت آپ نے ظاہر ہو کر فقیر کو جھڑک کر گھر سے نکال دیا۔ اور اپنے مخلص کو اس کے نیچے سے ہٹا دی ✤

کرامت۔ حضرت خلیفۃ اللہ قیوم چہارم رضے اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت کے ایک دولتمند نوجوان مخلص نے ایک روز آپ سے عرض کیا کہ اب میں باغ کی سیر کو جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ یہیں تمہیں باغ کی سیر کرا دیتے ہیں۔ اس کا چہرہ اپنی آستین سے چھپایا۔ اور فرمایا دیکھ۔ اس آستین میں اس نے باغ دیکھا۔ جو بہشتی باغ کی طرح تھا۔ ایسا باغ اس نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ دیر تک اس باغ کی سیر کرتا رہا۔ بلکہ دوپہر سے لیکر شام تک رہا۔ بعد ازاں اُس کے چہرے پر سے آستین اٹھائی تو ابھی صرف ایک گھڑی گذری تھی ✤

کرامت۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت خازن الرحمت کی مجلس میں اصحاب کا ذکر ہو رہا تھا۔ اسی اثنا میں ابوسفیان کا بھی تذکرہ ہوا۔ تو آنجناب کے فرزند شاہ لطیف اللہ کے دل میں ابوسفیان کے مراتب کو سنکر کراہت پیدا ہوئی۔ بلکہ کچھ کہنا بھی چاہا۔ یہ خیال آتے ہی حضرت خازن الرحمت نے فرمایا۔ بابا ابوسفیان کے حق میں کچھ نہ کہنا۔ پہلے کچھ معاملہ ٹھیک نہ تھا لیکن بعد میں درست ہو گیا ✤

حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت صبح سے شام تک شاگردوں کو سبق پڑھایا کرتے تھے۔ ہر روز ایک فاختہ آپ کے درس کے مقابل درخت کی شاخ پر بیٹھی رہتی۔ ایک روز حضرت خازن الرحمت نے فرمایا کیا کروں یہ جانور ہے۔ اگر انسان ہوتا۔ تو اس کی استعداد اس قسم کی تھی۔ کہ اپنے وقت کے بڑے اولیا سے ہوتی ✤

ذکر دربیان وفات حضرت خازن الرحمت رضے اللہ تعالے عنہ

اس خاندان کے فدائی سلطان عالمگیر نے بڑی منت و سماجت سے حضرت خازن الرحمت رضے اللہ تعالے عنہ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد میں بلایا۔ آنجناب بھی اس کے اخلاص کو مدنظر رکھکر تشریف لے گئے۔ ابھی شاہجہان آباد ہی میں تھے۔ کہ بیماری

شروع ہوئی۔ اور دن بدن ترقی پر تھی۔ بہتیرا علاج معالجہ کیا لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا جب مرض کی شدت زیادہ ہو گئی۔ تو متعلقین اور لواحقین بہت گھبرائے طرح طرح کے علاج کئے۔ دعائیں کیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ دو تین گھڑی کے شور و فغاں کیلئے مجھے اس قدر کیوں تکلیف دیتے ہو۔ جب معلوم کیا۔ کہ ایام وصال نزدیک ہیں تو بادشاہ سے رخصت لیکر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب شاہجہان آباد سے چھتیس میل کے فاصلہ پر سنبھالکہ میں پہنچے۔ تو داعی اجل کو لبیک کہکر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات ۲۷۔ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ ہجری ہے تجہیز و تکفین کر کے پالکی میں ڈال کر سرہند لائے +

شیخ سعد الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ اثنائے راہ میں ایک رات میں نعش مبارک کی پاسبانی کر رہا تھا۔ اور ہر گھڑی بہ سبب بیقراری آنجناب رضی کے روئے مبارک کو دیکھتا تھا۔ ایک دفعہ جو چہرہ مبارک پر سے چادر کا کونا اٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہوں آپ نہیں خالی چادر ہی چادر ہے۔ پالکی میں ادھر اُدھر ہاتھ مارا۔ لیکن وہاں سوائے کفن کے اور کچھ نہ تھا۔ میں نے آنجناب رضی کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا۔ کہ یہ تو مجھے یقین ہے کہ آنجناب کا بدن مبارک بھی بہشت میں گیا ہو گا۔ لیکن اس بارے میں ہم بہت شرمندہ ہونگے۔ ایک گھڑی بعد جب پھر چادر کا کونا اٹھایا۔ تو دیکھا کہ آپ بدستور پالکی کے اندر موجود ہیں +

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کی رحلت کی خبر سنی تو سخت غمگین ہوئے۔ اور حکم دیا کہ خازن الرحمت کو بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قبہ مبارک میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ قبہ مبارک میں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے تاکیداً فرمایا کہ نہیں ضرور قبہ میں دفن کرنا چاہیئے لوگوں نے حسب الارشاد کدال زمین پر مارا۔ تو قبہ کی دیوار چاروں طرف پرے ہٹ گئی۔ اور فرش غائب ہو گیا۔ جب حضرت خازن الرحمت رضی کو لحد میں رکھا گیا تو آپ نے آنکھیں کھولکر حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ دیر تک دونو بھائی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ آخر حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا۔ کہ آنکھیں بند کر لو۔ بھائی نے آنکھیں بند کر لیں اور دفن کئے گئے۔

آج کل اس قبر کی لحد بارش کے پانی کے سبب ننگی ہوگئی۔ جب دوبارہ درست کرنے لگے۔ تو دیکھا کہ آنجناب رضؓ کا کفن تک میلا نہیں ہوا اور بدن مبارک بدستور قائم ہے اور قبر سے اس قسم کی خوشبو نکلی جس سے سارا شہر معطر ہوگیا۔ حضرت خازن الرحمت کے کمالات اور کرامات حیطہ تحریر سے زیادہ ہیں۔ میں نے تبرکاً صرف چند ایک کا ذکر مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر کیا ہے۔ آنجناب کا سن شریف پینٹھ سال تھا آپ کی بلاواسطہ اولاد تعداد میں تیرہ ہے جن میں سے آٹھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ فرزندوں کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

شاہ عبداللہ، شاہ لطف اللہ، مولوی فرخ شاہ، شیخ سعد الدین، شیخ عبدالاحد، شیخ خلیل اللہ، شیخ محمد یعقوب، شیخ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین +

لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ صالحہ، فاطمہ، شاکرہ، شرف النساء، فخر النساء، زینب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین +

شاہ عبداللہ شاہ سعیدیؒ:۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ایام زندگی ہی میں پیدا ہوئے۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ اجمیر میں تھے۔ تو آپؓ نے سلوک باطنی اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کیا۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بڑی بیٹی آپ سے منسوب تھیں۔ شاہ عبداللہ نے چوری چوری ایک اور عورت سے نکاح کرلیا۔ جب آپ کی منسوبہ نے سنا۔ تو سخت غمگین ہوئی۔ اور تمام عورتوں نے ملکر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شکایت کی۔ آنجناب کی زبان مبارک سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ مرجائیگی۔ عورتوں نے عرض کیا۔ کہ مرنے سے محفوظ رہے صرف اسے تکلیف پہنچے۔ تین روز بعد فوت ہوگئی۔ مرتے وقت کہا کہ مجھے میرے چچا نے ایسا زخم لگایا ہے۔ جس سے جانبر ہونا دشوار ہے۔ شاہ عبداللہ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں +

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شاہ عبداللہ علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں رہکر حاصل کیا۔ آپ بڑے متقی اور پرہیز گار تھے۔ شاہ عبداللہ کی دو بیٹیاں ایک ذاکرہ اور دوسری

جاتی رہتھیں۔ جن میں سے جانیؒ خواجہ محمد صادقؒ کے پوتے خواجہ ابراہیم علیہ الرحمۃ کی منسوبہ تھیں۔ اور ذاکرہ کی کوئی اولاد نہ تھی شیخ عبدالحق کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی +

شیخ احمدیؒ۔ آپ شیخ عبدالحق کے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے اپنے مشائخ سے باطنی استفادہ کیا۔ شیخ عبدالحق کی بیٹی صلاح النسا کی شادی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے شیخ اہل اللہ سے ہوئی۔ شیخ احمدیؒ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی +

سراج الدینؒ۔ آپ شیخ احمدیؒ کے فرزند شیخ محمد زکی کے مرید ہیں نہایت صالح مرد تھے۔ شیخ احمدی کی بیٹی سراج النساؒ شیخ محمد پارسا کے پوتے شیخ حمید کی منسوبہ تھیں۔ سراج الدینؒ کا صرف ایک بیٹا تھا +

شاہ لطف اللہؒ۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے زمانے کے صالح اور عارف تھے۔ باطنی سلوک اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیٹی آپ کی منسوبہ تھیں۔ جب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کیلئے گئے۔ شاہ لطف اللہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ دنیا سے لاولد گئے +

مولوی معنوی فرخ شاہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ حضرت حجت اللہؒ قیوم ثالث رضؓ۔ حضرت مروج الشریعت رضؓ اور مولوی فرخشاہ رضؓ ہم سبق تھے مولوی صاحب اپنے وقت کے بڑے جیّد عالم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اکثر اولاد مولوی صاحب کی شاگرد رہے۔ مولوی صاحب نے علوم ظاہری کی اکثر کتابوں پر شرحیں اور حاشئے لکھے۔ مخالفوں نے جو اعتراف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام مبارک پر کئے ہیں۔ اُن کے جواب میں کشف الغطا نام ایک کتاب لکھی ہے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار اور چچا سے حاصل کیا اور خلافت سے مشرف ہوئے +

میرے (مصنفؒ) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک روز جب میں مولوی صاحب

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے۔ لیکن زبان بدستور ذکر الٰہی میں متحرک تھی۔ میں حیران رہگیا۔ کہ یہ کس قسم کی نیند ہے۔ میں نے آپکے جگانے کی تدبیریں کیں۔ کھانسا۔ چھینکا۔ لیکن معلوم ہوا کہ واقعی آپ سوئے ہوئے ہیں۔ آپ اعلےٰ درجے کے متقی اور اپنے آباواجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا آپکا شعار تھا۔ ۱۲ شوال ۱۱۱۸ھ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے روضہ منورہ میں قبہ مبارک سے جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپکے مرقد شریف پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد کی تعداد سات ہے۔ چار لڑکے اور تین لڑکیاں +

علی رضا۔ آپ مولوی فرخ شاہ کے بڑے بیٹے اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رحؒ کے مرید ہیں۔ ایک روز آنجناب اپنے مریدوں کو توجہ دے رہے تھے۔ علی رضا بھی ہیں تھے۔ جب انہیں توجہ دی۔ تو مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کو فرمایا۔ کہ اِس لڑکے میں شورش عظیم اور ابتلائے فخیم ظاہر ہوتی ہے۔ واقعی آنحضرت رضے اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد علی رضا بڑی مصیبت میں گرفتار رہا۔ چنانچہ ایک فقیر سے اس نے دعوت سیفی سیکھی۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے منع فرمایا ہے اور جو اشغال اس طریقہ کے خلاف تھے۔ کرنے شروع کئے۔ سماع و نغمہ کی مجلس منعقد کرتا۔ اور نماز تراویح میں ہر ترویح کے بعد مجلس بدعت و سماع و نغمہ قائم کرتا۔ رقص کرتا۔ اور بے ریش خوبصورت بچوں۔ عورتوں۔ اور گائیوں کے راگ و ناچ سُنتا اور دیکھتا۔ اس کے باقی افعال و اقوال بھی شریعت اور طریقت کے خلاف تھے۔ بلکہ وہ دین اسلام کے برخلاف ہو گیا۔ مشائخ سرہند اس کے یہ اطوار دیکھ کر سخت بیزار ہوئے۔ اور اسے عذاب دینا چاہا۔ لیکن وہ یہ بات معلوم کرکے بھاگ گیا۔ بلکہ ہندوستان سے نکلکر جزیروں میں پھرنے لگا۔ اور وہاں کے عجیب و غریب علوم سیکھے۔ اور سخت سخت ریاضت و مشقت اُٹھائی علم تکسیر۔ تسخیر۔ کیمیا۔ سیمیا ریما وغیرہ حاصل کرکے اکثر جنوں کو اپنے قابو میں کرلیا +

حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جو سختیاں اور مصیبتیں

اُس نے ان علوم کے حاصل کرنے میں اُٹھائیں۔ وہ سب مجھ سے بیان کیں۔ اُن میں سے ایک یہ بتائی۔ کہ میں چالیس روز ٹکٹکی لگائے سورج کی طرف دیکھتا رہا۔ اور آنکھ تک نہ جھپکی۔ لیکن تمام حضرات احمدیہ علی رضا کے ایسے دشمن ہو گئے۔ کہ اس کی تکفیر کا فتوےٰ دیا۔ اور جو ان کے سامنے اس کا نام بھی لیتا۔ اس سے بھی بیزار ہو جاتے۔ مولوی صاحب نے اسے عاق کر دیا۔ وہ بھی بڑی گستاخی سے پیش آیا۔ چنانچہ ایک دفعہ اپنے باپ کو خط لکھا۔ جس میں یہ آیت درج کی۔ یٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا اے باپ! شیطان کی پرستش نہ کرو۔ کیونکہ شیطان رحمان کا نافرمانبردار تھا۔ آخر اکثر فقرا نے اُسے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے طریقہ کی مخالفت دین ایمان میں خلل کا باعث ہے۔ جو جن اس کی تابع تھی انہوں نے بھی کہا کہ ہم قیوم وقت کے حکم میں ہیں۔ ہم اس کے حکم کے بغیر کسی کے فرمانبردار نہیں ہوتے۔ اُس نے پوچھا کہ قیوم وقت کون ہے؟ انہوں نے کہا حجت اللہ قیوم ثالث ہیں۔ اور کئی ایک مقامات سے بھی اُسے معلوم ہوا۔ کہ دین و دنیا کے کام حضرات سرہند کی اطاعت بغیر سرانجام نہیں ہونگے +

علی رضا کے بھائی شیخ ضیاء اللہ کا بیان ہے۔ کہ میرے بھائی نے مجھ سے کہا۔ کہ جہاں کہیں جاتا ہوں وہیں حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کا نور دیکھتا ہوں حتٰے کہ سارے جہان میں کوئی جگہ حجت اللہ رضی اللہ عنہ کے نور سے خالی نظر نہیں آتی۔ اس واسطے مجبور ہو کر حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ میری تقصیرات کو معاف فرمایا جائے۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے ازراہ کرم اسکی تقصیریں معاف فرمائیں۔ لیکن دوسرے مشائخ نے اس سے ہرگز صلح نہ کی۔ بلکہ بدستور قدیمی عداوت پر رہے اس نے سرہند آکر بہتیرے عذر کئے۔ لیکن کسی نے بھی قبول نہ کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد نے متفق ہو کر اس سے قطع تعلق کر لیا حتٰے کہ برادری سے خارج کر دیا۔ کوئی رشتہ ناطہ وغیرہ اس سے نہ رکھا۔ وہ سرہند سے نکلکر گجرات میں آبسا۔ اور وہیں مرگیا۔ اب اس کی اولاد گجرات میں ہے لیکن اب بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد اُسے کافر ہی سمجھتی ہے +

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب سرہند میں علی رضا

کو تمام لوگوں نے طعن کی۔ اور تمام حضرات احمدیہ نے اس سے قطع تعلق کر لیا
تو میرے پاس آکر کہنے لگا کہ میں اپنے سابقہ افعال سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ کے جد
قیوم ثالث رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے میری توبہ قبول فرمائی ہے۔ آپ گواہ رہیں۔
کہ میں سابقہ افعال سے تائب ہوں۔ اور جو کچھ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے فرمایا ہے
اسے میں قبول کرتا ہوں۔ بعد ازاں جب تک جیتا رہا۔ نیازمندانہ عرضیاں دعا
و توجہ کی التماس کیلئے آنحضرت کی خدمت میں بھیجتا رہا۔ اور طریقہ مجددیہ احمدیہ
پر کاربند رہا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے فرزند بھی باپ کی طرح آنحضرت
کی خدمت میں نیازمندانہ عرضیاں بھیجتے رہے۔ خاصکر محمد شاہ نے تو کئی مرتبہ
چاہا۔ کہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر از سر نو بیعت کرے۔ لیکن بسبب
بعض رکاوٹوں کے حاضر خدمت نہ ہو سکا۔ غائبانہ مرید رہا ✣

رضا علی کے بیٹے پانچ ہیں۔ محمد شاہ۔ وجہ اللہ۔ محمدی۔ بدعالم وغیرہ
اور تین لڑکیاں فرسہ وغیرہ ہیں ✣

مولوی محمد ارشد علیہ الرحمۃ۔ آپ مولوی فرخ شاہ کے دوسرے خلف ارشد
ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم تھے۔ علم ظاہری کو بدرجہ کمال حاصل کیا
چنانچہ تمام کتب متداولہ درس یاد تھیں۔ کتاب دیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔
اس کے علاوہ علوم غریبہ سے بہرہ مند تھے۔ مثلاً علم طبعی۔ علم ریاضی۔ علم حکمت
ہیئت۔ ہندسہ۔ حساب۔ طبابت۔ رمل۔ نجوم وغیرہ اکثر احمدیہ قبائل نے
آپ سے ظاہری علم سیکھا۔ اس وقت ہندوستان میں کوئی عالم ظاہری علوم میں
آپ کا ثانی نہ تھا۔ اس زمانہ کے اکثر علما آپ کو اپنے آپ سے افضل و برتر
سمجھتے۔ اور آپکا لوہا مانتے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار
سے حاصل کرکے خلافت لی۔ اور اپنے آبا و اجداد کے طریقے پر پورے پورے
کاربند تھے۔ آپکے چار لڑکے اور ایک لڑکی تھی ✣

محمد راشد علیہ الرحمۃ۔ آپ مولوی محمد ارشدؒ کے بڑے بیٹے موزون
قابل اور خوش طبع جوان تھے۔ جو شخص آپ کی مجلس میں بیٹھتا آپ کا شیفتہ
بنجاتا۔ محمد مرشد رحمۃ اللہ علیہ آپ مولوی محمد ارشدؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔

آپ نے ظاہری علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجے تک حاصل کئے۔ باطنی سلوک بھی اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور احمدیہ طریقہ پر پورے پورے کاربند رہے۔ آپ صالح اور متقی تھے۔ محمد ارشاد آپ مولوی محمد ارشد کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ایک وجیہ نوجوان صالح اور قابل آدمی تھے۔ لیکن افسوس کہ جوانی ہی میں آپکا انتقال ہوگیا۔ محمد رشید آپ مولوی محمد ارشد کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ نے علم ظاہری اپنے والد بزرگوار سے انتہائی درجے تک حاصل کیا آپ اعلےٰ درجہ کے قابل اور ذکی الطبع تھے۔ چاروں بیٹے اپنے والد ہی کے مرید ہیں مولوی محمد ارشد کی بیٹی تیرہ سال کی عمر میں فوت ہوگئی۔

شیخ ضیاء اللہ علیہ الرحمۃ۔ آپ مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے سلوک باطنی اپنے بھائی مولوی محمد ارشد سے حاصل کیا۔ دن رات خانقاہ میں رہے خانقاہ کا تمام انتظام آپ کے متعلق تھا۔ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے ورع تقویٰ صلاحیت۔ شریعت اور طریقت پر ثابت قدمی آپکا شعار تھا۔ آپکے دس بیٹے تھے لیکن اس وقت صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

عطاء الٰہی۔ آپ شیخ محمد ضیاء اللہؒ کے بیٹے ابھی چھوٹے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کی عمر دراز کرے شیخ ضیاء اللہ کی لڑکی بھی ابھی چھوٹی ہے۔

محمد سعید۔ آپ مولوی فرخ شاہ کے چوتھے بیٹے جوانی میں لاولد فوت ہوگئے۔ مولوی فرخ شاہ کی تین بیٹیاں ہیں۔ مکرمت النسا جو حضرت شیخ یحییٰ کے پوتے شیخ محمد رضا کی منسوبہ ہیں۔ دوسری فاضلہ جو مولوی صاحب کے بھتیجے شیخ عبدالحق کی منکوحہ ہیں۔ تیسری سیفہ جن کی شادی شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ ضیاء الدین سے ہوئی۔

شیخ سعدالدین سعیدی قدس سرہٗ۔ آپ حضرت خازن الرحمتؒ کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کی خدمت سے اور بعد ازاں حضرت مروج الشریعت رضے اللہ عنہ سے حاصل کیا۔ اور حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ کی خدمت سے بھی استفادہ کیا۔ آپ طریقہ علیہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے صلاحیت اور پرہیزگاری میں بے نظیر تھے۔ آپ حضرت

قیوم رابع کے نانا تھے۔ آپ کے ہاں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں ✤

شیخ محمد قطبؒ ۔ آپ شیخ سعد الدین علیہ الرحمۃ کے بیٹے ہیں۔ پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجے کے صالح اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی ✤

محمد غوثؒ ۔ آپ شیخ محمد قطبؒ کے فرزند حضرت قیوم ثالث کے مرید۔ صالح۔ متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کے دو لڑکے تھے۔ محمد عظیمؒ اور جمال اللہؒ جو دونوں ہی مجذوب الحال تھے۔ محمد غوث کی لڑکیاں تین ہیں۔ ایک عزیز الحق سے منسوب ہے دوسری محمد مرشد سے اور تیسری سید محمود سے۔ شیخ قطبؒ کی لڑکی حضرت قیوم ثانیؒ کے پوتے شیخ محمد سے منسوب ہے۔ شیخ سعد الدین کی لڑکیاں دو ہیں۔ ایک شمس النسأ جو اپنے زمانے میں سب سے صالح اور عابدہ ہیں۔ اگر رابعہؒ اور رضیۃ الوقت ہوتیں۔ تو آپ کی غلامی کرتیں۔ واقعی آپ شمس النساء عالم تھیں۔ ایک اور شرف جو آپ کو حاصل ہوا۔ وہ یہ تھا۔ کہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بطن سے ہوئے۔ آپ حضرت قیوم رابع کے والد بزرگوار حضرت ابو العلیؒ سے منسوب تھیں۔ دوسری سید النسا جو حضرت شیخ سیف الدین کے فرزند شیخ محمد حسین کی منسوبہ تھیں ✤

شیخ عبد الاحد مشتہر بہ شاہ گل سعدی قدس سرہٗ۔ آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ پہلے اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا۔ اور خلافت پائی۔ ایک دفعہ شیخ عبد الاحد علیہ الرحمۃ نے اپنے قصور کی وجہ کے بارے میں ایک عرضی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ کہ میں اپنے آپ کو خاصوں میں سے نہیں جانتا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا۔ کہ میں تو آپ کو خاصوں میں سے جانتا ہوں۔ اور آپ کے قرب کو پہلے سے زیادہ خیال کرتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے باطنی استفادہ کیا۔ حضرت قیوم ثالثؒ

آپ کے حال پر ایسے مہربان تھے۔ کہ کسی اور پر نہ تھے۔ شیخ بھی مریدی، تواضع اور کسر نفسی سے اس طرح کام لیا کرتے۔ کہ باوجود چچازاد بھائی ہونے کے حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت بجالاتے۔ چنانچہ آپ کی رکاب کو پکڑ کر پاپیادہ چلتے۔ اور بعض وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ کا عصا اور نعلین مبارک اٹھاتے۔ حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث نے اس طریقہ کی تمام بشارات مثلاً ولایت ثلاثہ۔ کمالات نبوت۔ اور حقائق ثلاثہ وغیرہ شیخ صاحب کو عنایت فرمائی۔ اور سرہند کی قطبیت کا منصب بھی شیخ صاحب کو عنایت فرمایا۔ آپ کی بعض اولاد اس بات سے انکار کرتی ہے۔ کہ شیخ صاحب نے قیوم ثالث عنہ سے استفادہ کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ شیخ صاحب کا آداب بجالانا اور تواضع کرنا۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید تھے +

میرے (مصنفؒ) والد بزرگوار اور دادا جان کو شیخ عبدالاحد سے بہت اخلاص اور خصوصیت حاصل تھی۔ اور یہ دونو صاحب شیخ صاحبؒ کے محرم اسرار تھے بارہا فرمایا کرتے تھے کہ شیخ عبدالاحد نے بہت کچھ باطنی استفادہ حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ سے کیا ہے۔ جیسا کہ شیخ صاحب کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے ؎

در گل از رنگ تو یک گونہ اثر یافتہ ایم	بلبل از بوئے تو جو شنید خبر یافتہ ایم
سر پا سوختہ یک داغ دل افروختہ ایم	آبرو ریختہ چوں شمع گہر یافتہ ایم
نالہ ہا میکند از شوبت فریاد ہنوز	یار شیرین و تہا طرفہ اثر یافتہ ایم
دل بہ ہر نفس نہ بندیم برنگ حدث	نقشبندے ست کہ فیض نظر یافتہ ایم

میرے مصنفؒ کی والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ عبدالاحدؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں حضرت محمد نقشبند قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے برابر جانتا ہوں۔ شیخ صاحب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں سے تھے۔ آپ کی کشف و کرامات بے شمار ہیں +

ایک روز ایک منکر آپ کی سواری کے ساتھ تھا۔ اتنے میں ہندوؤں کا ایک گروہ سوانگ بھرے جا رہا تھا۔ اس منکر نے آپ سے پوچھا۔ کہ اس کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بابا۔ جب اس نے اس مجمع کا رخ کیا۔ کہ ان سے جا کر نام پوچھے

تو شیخ صاحب نے اُسے اپس بلا کر فرمایا۔ کہ اس کا نام باما نہیں راما ہے۔ جب وہ
اس مجمع میں گیا۔ اور نام پوچھا۔ تو پہلے انہوں نے کہا اس کا نام باما ہے جب تھوڑی
دور نکل آیا۔ تو پھر بلا کر کہا کہ نہیں اسے راما کہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ منکر آپ کا معتقد
بن گیا شیخ صاحب نے ظاہری علم بھی انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔ اور شعر بھی عمدہ
کہتے تھے۔ آپ کا تخلص وحدت تھا۔ آپ کا ایک دیوان اور مثنوی چار چمن مشہور
ومعروف ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کی اور بھی بہت سی تصانیف ہیں۔ مثلاً
شواہد التجدید، لطائف مدینہ، اور جنود اللہ وغیرہ۔ آپ اپنے زمانے کے سب سے
بڑھکر صالح۔ عابد اور متقی تھے۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ کے بڑے سخت کار بند تھے۔
آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار کئے جاتے تھے۔ جس سال کافر سرہند پر
حملہ آور ہوئے ہیں۔ آپ نے اُن کی آمد کی اطلاع دو تین مہینے پیشتر دے دی
تھی۔ آپ لوگوں کو اطلاع دینے کے بعد شاہجہان آباد چلے آئے۔ اور وہیں رہنے
سہنے لگے۔ آخر جمعہ کے روز ۲۷۔ ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ ہجری کو اس جہان فانی سے
رخصت ہوئے۔ جب حضرت قیوم رابع رضے اللہ تعالے عنہ کو شیخ صاحب کی وفات
کی اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا "گل بجنت رسید" پھول بہشت میں پہنچ گیا۔ پھر آپ کی
نماز جنازہ ادا کی۔ اور آپ کی نعش کو سرہند بھیجدیا۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رض
کی خانقاہ میں حوض کے اوپر صفہ متبرک کے جنوب کی طرف دفن کیا گیا۔ آپ کے
مرقد پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں +

شیخ ابو حنیفہ رح۔ آپ شیخ عبد الاحد کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ پہلے حضرت
حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ بعد میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سلوک
حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ اپنے وقت کے صالح اور متقی تھے۔ ایک دفعہ
آپ نے بلی کے ڈربے میں ایک طوطا ڈال دیا۔ طوطا بلی کے سر پر ٹھونگے مارتا تھا
اور بلی اُسے کچھ نہ کہتی تھی۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔
آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی +

شیخ محمد زکی رح۔ آپ شیخ ابو حنیفہ رح کے بڑے بیٹے عالم، عامل، صالح،
متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رض کے مرید ہوئے۔ اور باطنی سلوک

اپنے دادا جان اور والد بزرگوار کی خدمت میں رہکر حاصل کیا۔ آج کل ان نیکبختوں کے خاندان میں شیخ محمد زکیؒ جیسا اور کوئی نہیں۔ اعتبار سے بے پرواہ شریعت کے پورے پورے پابند اور طریقت احمدیہ کے پکے کاربند تھے۔ آپ سرہند شریف کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ قوم سعیدیہ کے بعض لوگ آپکے مرید ہیں۔ اور شہر کے کچھ اور لوگ بھی آپکے مرید ہیں۔ آپ صبح شام حلقہ کرتے ہیں۔ اور دن رات ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ غرضیکہ آپ بہت عزیز الوجود ہیں۔ آپکا صرف ایک ہی لڑکا ہے یعنی محمد بے مثل مشہور بہ بھیکھ۔ بھیکھ ہندی زبان میں دریوزہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ پہلے شیخ محمد زکیؒ کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ اس واسطے جب یہ فرزند ہوا۔ تو اُسے بھیکھ کہنے لگے۔ یعنی خدا سے مانگا ہوا۔ آپ صالح اور قابل جوان تھے۔ آپ کی طبیعت رسا ہونے کے باعث دادا کی طرح فارسی شعر کے مناسب تھی۔ آپ حضرت مروج الشریعتؓ کے پوتے شاہ محمد پارسا کی دختر سے منسوب تھے۔ آپکے ہاں ایک چھوٹا لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکے کا نام احمد۔ اور لڑکیوں کے نام احمدیہ، سعیدیہ ہیں +

محمد میرؒ۔ آپ شیخ ابو حنیفؒ کے دوسرے فرزند ہیں دنیا سے لاولد گئے شیخ ابو حنیفؒ کی دختر ستارہ خانم ہے۔ جو حضرت شیخ محمد یحیےٰ کے پوتے شیخ نوالا کی منسوبہ ہیں +

شیخ محمد تقیؒ۔ آپ شیخ عبدالاحد کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت حجۃ اللہؓ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک بھی آنجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثالثؓ نے شیخ محمد تقیؒ کو قطبیت ہند کی خوشخبری دی آپ طریقہ احمدیہ نیز شریعت و طریقت کے بڑے پابند ہیں۔ شعر بھی اچھا کہتے ہیں۔ ایک دن شیخ عبدالاحد بادشاہ کے پاس گئے۔ جو سنہری لباس جس میں جواہر اور یاقوت لگے ہوئے تھے پہنے بیٹھا تھا جب اس نے شیخ صاحبؒ کو دیکھا تو لجھا گیا۔ اور کہنے لگا کہ میں اس بلا کو پہنے ہوئے ہوں۔ معلوم نہیں قیامت میں میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ شیخ محمد تقیؒ نے فی البدیہہ کہدیا ؎

ملوث کے کند اسباب دنیا اہل عرفاں را　　کجا آلودہ سازد آب زر داماں قرآں را

بادشاہ سنکر بہت خوش ہؤا۔ اور کہنے لگا۔ خلف رشید ایسا ہی ہونا چاہیئے! آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالےٰ کی دختر نیک اختر سے منسوب ہیں۔ شیخ محمد تقی کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ محمد اظہر۔ آپ شیخ محمد تقی کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ اعلےٰ درجے کے قابل ہیں۔ آپ کی قابلیت دیکھ کر بادشاہ نے آپ کو اپنا امیر بنایا۔ محمد اظہر کے بیٹے بھی ہیں۔ جو باپ کی طرح بادشاہ کے ہاں صاحب منصب ہیں محمد اظہر کی بیٹیاں عائشہ، فاطمہ وغیرہ ہیں۔ ان میں سے ایک شاہ محمد پارسا کے بیٹے فیض سے منسوب ہے۔ محمد ظہور اللہ۔ آپ شیخ محمد تقی کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ مجذوب الاحوال اور بے اولاد ہیں۔ شیخ محمد تقی کی چار بیٹیوں میں سے خدیجہ بیگم حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شاہ احمد کی منسوبہ ہیں۔ اور لاڈلی بیگم حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ الاسلام کی منکوحہ ہیں۔ اور تیسری پیاری بیگم کی شادی شاہ محمد پارسا سے ہوئی۔ اور چوتھی اولیا بیگم کا ازدواج شیخ محمد یعقوب کے پوتے میر الٰہی سے ہؤا۔

شیخ محمد جواد۔ آپ شیخ عبد الاحد کے تیسرے فرزند ہیں۔ بہت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپکا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔

محمد انوار۔ آپ شیخ محمد جواد کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ نہایت قابل مرد تھے۔ آپ کے تین بیٹے تھے۔ یعنی نور الابصار۔ نور الاخبار۔ اور غلام احمد۔

شیخ نور الحق۔ آپ شیخ عبد الاحد کے چوتھے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور قابل مرد تھے۔ آپ کی قابلیت اور ظاہری علم اس درجے کا تھا۔ کہ بادشاہ نے آپ کو لشکر کا اعلےٰ قاضی بنا دیا۔ شیخ نور الحق کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔

ضیاء الحق۔ آپ شیخ نور الحق کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ آپکا صرف ایک بیٹا جمال الحق ہے۔ جو نہایت صالح مرد ہے۔

عزیز الحق۔ آپ شیخ نور الحق کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار ہیں۔ آپکا صرف ایک بیٹا معز الحق نام ہے۔

سعید الحق۔ آپ شیخ نور الحق کے تیسرے اور لاولد فرزند ہیں۔

ثناء الحق۔ آپ شیخ نور الحق کے چوتھے اور لاولد فرزند ہیں۔

جمیل الحق ۔ آپ شیخ نور الحق کے پانچویں فرزند ہیں۔ عطاء الحق۔ آپ شیخ نور الحق کے چھوٹے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور مسکین ہیں ✣

شیخ نور الحق کی ایک لڑکی شیخ نور الاحد کے بیٹے شیخ برہان سے منسوب ہوئی ہے۔ شیخ عبد الاحد کی ایک بیٹی صدیقہ شیخ محمد یحییٰ کے بیٹے شیخ فقیر اللہ سے منسوب ہے۔ دوسری عطر خانم جو عابدہ وقت ہے اور کوئی نماز جماعت بغیر ادا نہیں کرتی شیخ محمد یعقوب کے بیٹے شیخ عصمت اللہ سے منسوب ہے۔ تیسری آفتاب خانم کی شادی سید اہل اللہ سے ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں نے شیخ صاحب علیہ الرحمۃ سے خلافت حاصل کی ہے ✣

شیخ محمد عابدؒ۔ شیخ عبد الاحد کے خلیفہ ہیں۔ آپ نہایت عزیز الوجود ہیں۔ اکثر لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا ✣

شیخ جیون ۔ آپ شیخ عبد الاحدؒ کے خلیفہ ہیں۔ انبالہ میں آپ کے مرید بکثرت ہیں ✣

حاجی محمد امینؒ ۔ آپ بھی شیخ عبد الاحد کے خلیفہ ہیں لاہور میں بہت لوگ آپ کے مرید ہیں ✣

شاہ گلشن ۔ آپ شیخ عبد الاحد کے خلیفہ ہیں۔ شعر بہت عمدہ کہتے ہیں چنانچہ اکثر شعرا آپ کے ہی شاگرد ہیں۔ باطنی حالات بھی آپ کے اعلےٰ تھے ✣

شیخ مرادؒ ۔ آپ بھی شیخ عبد الاحد کے خلیفہ ہیں۔ ان کے علاوہ شیخ عبد الاحد کے خلیفہ بیشمار ہیں۔ جن کا یہاں درج کرنا موجب طوالت کلام ہے ✣

شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہٗ ۔ آپ حضرت خازن الرحمت رضے اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ پہلے حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی بھی آنحضرت ہی کی خدمت میں رہکر حاصل کیا۔ باقی جو کچھ رہگیا۔ وہ حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ و حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ نے آپ کے حق میں بہت بہت خوشخبریاں دیں ✣

چنانچہ ایک روز حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نو مسلم بوڑھا کھڑا کہ رہا ہے۔ کہ میں شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہٗ کا نفس ہوں

اب میں مسلمان ہو گیا ہوں - نیز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خوشخبری دی کہ شیخ خلیل اللہ اوتاد عالم ہیں - شیخ صاحب علم - حلم - ورع - اور تقوے سے بدرجہ کمال آراستہ تھے شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے ۱۱۳۱ ہجری میں اس دنیا فانی سے سفر کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں قبہ کے محاذی مغرب کی طرف مدفون ہوئے - حتے کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اور آپ کی قبر میں صرف ایک دیوار کا فرق ہے دیوار قبر کے اندر باہر واقع ہیں +

میرے مصنفؒ ، والد بزرگوار فرماتے تھے - کہ جو تین قبریں قبہ کے اندر ہیں بزرگی میں اُن سے چوتھے درجہ پر یہی قبر ہے آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے +

محمد نور القدسؒ - آپ شیخ خلیل اللہؒ کے بڑے بیٹے ہیں - آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالے عنہ کے مرید تھے - اور سلوک باطنی بھی آنجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا - اور کچھ اپنے والد بزرگوار سے +

مجھے (مصنفؒ) سے کہا کرتے تھے - کہ مجھے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالے عنہ نے حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دی ہے - آپ نہایت صالح اور متقی تھے - اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے آپ کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے - چھ بیٹے حسب ذیل ہیں - جو اپنے جد بزرگوار شیخ خلیل اللہؒ کے مرید تھے - نور العلی - شاہ میر - شیخ میر - میر مجتبے - غلام مصطفے اور میر مرتضے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین +

محمد مراد اللہؒ - آپ شیخ خلیل اللہ کے دوسرے بیٹے ہیں آپ نہایت قابل اور صالح تھے آپ کا ایک بیٹا - اور دو بیٹیاں تھیں +

ید اللہؒ - آپ محمد مراد اللہ کے فرزند صالح ہیں آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے - محمد محبوبؒ - ید اللہؒ کے بیٹے ہیں - آپ کے دو بیٹے ہیں - لڑکیوں میں سے ایک خاتون خانم مروج الشریعت کے پوتے شیخ نور الصمدؒ سے منسوب ہے دوسری صبا جی محمد نور القدس شیخ خلیل اللہ کے بیٹے نور العلے کی منسوبہ ہے تیسری فیض النسا شیخ محمد تقی کے بیٹے میر نجیب کی منسوبہ ہے - شیخ خلیل اللہ کے مرید اور خلیفے بکثرت ہیں ان میں سے ایک اخون شاہ مراد ہے - جو پٹھانوں کا شیخ ہے +

شیخ محمد یعقوب سعیدی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ

کے ساتویں فرزند ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے مرید تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ اور اپنے بھائی شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی ✤

شیخ محمد عصمت اللہؒ۔ آپ شیخ محمد یعقوب کے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی اپنے چچا شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ آپ اعلےٰ درجہ کے صالح اور متقی تھے اور شریعت او طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے ✤

شاہ صنعتؒ۔ آپ شیخ عصمت اللہؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ سلوک باطنی اپنے نانا شیخ عبدالاحدؒ سے حاصل کیا۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ آپ دنیا سے لاولد گئے ✤

سلطان مشائخؒ۔ آپ شیخ عصمت اللہؒ کے دوسرے فرزند ہیں شیخ عبدالاحدؒ کے مرید ہوئے۔ اعلےٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے ✤

شاہ ولی اللہ۔ آپ شیخ عصمت اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ اپنے نانا کے مرید تھے۔ نہایت صالح پرہیزگار تھے۔ اور ساتھ ہی لاولد بھی تھے ✤

میر الٰہیؒ۔ آپ شیخ عصمت اللہ کے چوتھے بیٹے ہیں۔ شیخ عبدالاحد کے مرید تھے۔ اعلےٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان چاروں بزرگوں نے اپنی والدہ سے بھی باطنی استفادہ کیا۔ میر الٰہی کا صرف ایک بیٹا غلام امام ہے۔ اس کی والدہ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر ہیں۔ شیخ عصمت اللہ کی دختر جاناں بیگم سید اہل اللہ کے بیٹے میر خسرو سے منسوب ہے۔ شیخ محمد یعقوب کی بیٹی جمیلہ نام حضرت مروج الشریعت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند شیخ محمد سالمؒ کی منسوبہ ہیں ✤

شیخ محمد تقی سعیدیؒ۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ کے آٹھویں فرزند ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ ہیں تو سے بدنی بدرجہ غایت تھی۔ چنانچہ اس وقت کا کوئی پہلوان آپ کا مقابلہ

نہیں کرسکتا تھا۔ آپ کی شاہزوری کی یہ کیفیت تھی۔ کہ ایک دو شاخوں والا درخت تھا جس کی شاخیں ہاتھی کے پاؤں سے بھی موٹی تھیں۔ آپ نے دونوں شاخوں کو پکڑ کر دو ٹکڑے کر دیا۔ اسی طرح آپ کی قوت کے متعلق اور بہت کہانیاں ہیں۔ آپ کا ایک لڑکا اور سات لڑکیاں تھیں +

میر نجیب اللہؒ۔ آپ شیخ محمد تقی کے فرزند ارجمند تھے۔ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ تعالے عنہ کے مرید ہوئے۔ اپنے زمانے کے نہایت قابل آدمیوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ ہمت و شجاعت میں بے نظیر تھے۔ آپکے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

سلام اللہؒ۔ آپ میر نجیب اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ کی صرف ایک ہی لڑکی تھی +

محمد حسن اللہؒ۔ آپ شیخ میر نجیب اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ کو آپکے نانا خلیل اللہؒ نے متبنےٰ بنا لیا تھا۔ جس کے آثار ظاہر ہیں۔ چنانچہ بچپن سے لیکر اب تک آپ سے سوائے پرہیزگاری کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ نور الصمد کی بیٹی سے منسوب تھے۔ جس سے دو بیٹے ہوئے +

عرفان اللہ و ثناء اللہ۔ آپ محمد حسن اللہؒ کے فرزند ہیں۔ ابھی بچے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کی عمر دراز کرے +

میر نجیب اللہؒ کی لڑکیوں میں سے ایک فائق نام شیخ میر کی منسوبہ ہے دوسری درویش نام حضرت شیخ سیف الدین رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے پوتے محمد مبہج اللہ کی منسوبہ ہے۔ شیخ محمد تقی کی لڑکیاں یہ ہیں۔ ایک شاہ بیگم جو مولوی محمد ارشد کی منسوبہ ہے۔ دوسری حسن علی المشہور بہ شاہ چراغ یا شاہ باقی سے منسوب ہے۔ آپ کی باقی لڑکیاں بھی حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد سے منسوب ہیں۔ جن کا بیان کرنا طوالت کلام کا موجب ہے +

حضرت خازن الرحمتؒ کی ایک بیٹی صالحہ نام حضرت مجدد الف ثانی رض کے ایام زیست میں پیدا ہوئی۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے بھائی کی اولاد میں سے شریف محمود سے منسوب کی گئی۔ اُن کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی +

شیخ بدیع الدین - آپ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالے عنہ کی دختر فرخندہ اختر صالحہ کے بیٹے ہیں - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کے مرید ہوئے - اور سلوک باطنی آنحضرت سے اور نیز قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں ایک سال قرآن شریف کی ورق گردانی کی خدمت پر مامور رہے - آپ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے آپکے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں +

شیخ کلیم اللہ آپ شیخ بدیع الدین کے بڑے بیٹے ہیں - آپ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے - بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے رجوع کیا آپ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے - آپکے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی +

محمد یونس - شیخ کلیم اللہ کے بیٹے ہیں - نہایت صالح اور متقی تھے - آپ کے دو فرزند محمد عاشق اور فخر الدین ہیں - جو دونوں کے دونو صالح متقی اور پرہیزگار ہیں اور شیخ نور الاحد کے مرید ہیں +

علیم اللہ المشہور بہ بڈھا - بڈھا ہندی زبان میں پیر فرتوت کو کہتے ہیں - یہ لفظ دعائیہ ہے - کہ اللہ تعالے بڑی عمر کرے - آپ کلیم اللہ کے دوسرے فرزند ہیں - نہایت صالح مرد تھے - شیخ کلیم اللہ کی بیٹی حضرت صبغۃ اللہ رضہ کے دوہتے محمد امام کی منسوبہ تھی +

شہاب الدین آپ شیخ بدیع الدین کے دوسرے فرزند ہیں - بہت ہی صالح اور متقی تھے - ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کی بیٹی سے منسوب تھے - لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی شیخ بدیع الدین کی لڑکیوں میں سے ایک صفورہ حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے بھانجے شیخ عبد اللطیف کی منسوبہ تھیں - دوسری فخر النسا شیخ بہاؤ الدین معروف بہ شیخ کالا سے منسوب تھیں - تیسری صالحہ عابدہ نام حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بھتیجے شیخ عبد القادر کے فرزند شیخ غلام محمد سے منسوب تھی - حضرت خازن الرحمۃ کی دوسری بیٹی فاطمہ خواجہ محمد صادق کے پوتے شیخ ابراہیم سے منسوب تھیں - اور تیسری بیٹی شرف النسا جو مریم زمان تھیں - اور جنھوں نے سلوک باطنی حضرات

قیوم ثانی و ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں انتہائی درجہ تک حاصل کیا تھا۔ حضرت مروج الشریعت کی منسوبہ تھیں۔ اور چوتھی بیٹی فخر النساء زینب تھیں۔ جن کی نسبت مولوی فرخ شاہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر میں کسی کی ایمان کی سلامتی کی قسم کھا سکتا ہوں۔ تو فخر النسا کے ایمان کی کھا سکتا ہوں۔ آپ کی شادی محمد اشرف سے ہوئی تھی۔ اور پانچویں بیٹی شاکرہ کی شادی میر عبدالرحیم سے ہوئی۔ جس سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی۔ سید اہل اللہ اسی شاکرہ کے فرزند ہیں +

امیر خسرو۔ سید آگاہ۔ دونو سید اہل اللہ کے فرزند ہیں۔ دونو صالح متقی اور پرہیزگار ہیں۔ میر خسرو کے دو بیٹے ہیں ایک اسد اللہ اور دوسرے کا نام معلوم نہیں۔ سید اہل اللہ کی لڑکیوں کی کوئی اولاد نہیں۔ شاکرہ کے دوسرے بیٹے کی بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ شیخ محمد عبداللہ نے حضرت خازن الرحمۃ کی اولاد کا ذکر صرف یہاں تک مجھ سے بیان کیا +

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقے رضی اللہ عنہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ انشاء اللہ تعالے آپ کے تفصیل احوال معہ آپ کے خلفاء و فرزندوں اور مریدوں کے حالات کے اس کتاب کے دوسرے حصہ میں بیان کئے جائینگے +

خواجہ محمد فرخ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کے چوتھے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ گیارہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ اس چھوٹی سی عمر میں آپ سے عجیب و غریب باطنی احوال اور کشف و کرامات ظہور میں آئے۔ چنانچہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ محمد فرخ کی بابت کیا لکھوں۔ کہ گیارہ سال کی عمر میں طالب علم ہوا۔ اور ہمیشہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا رہتا۔ اور یہی دعا کرتا رہتا کہ کسی طرح میں دنیا سے لڑکپن میں گذر جاؤں۔ تاکہ آخرت کے عذاب سے رہائی ہو۔ مرض موت کے وقت جب لوگ بیمار پرسی کیلئے آتے تو وہ اس سے عجیب و غریب باتوں کا مشاہدہ کرتے +

خواجہ محمد عیسیٰ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت فرمائی۔ آپ کی پیدائش کے وقت

حضرت عیسے علیہ السلام نے خواب میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا کہ اس بیٹے کا نام میرے نام پر ہونا چاہئے۔ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے فرمان کے مطابق محمد عیسے نام رکھا۔ آپ کے باطنی احوال نہایت اعلےٰ درجہ کے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں +

چنانچہ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ جو کرامات اور خوارق عادات آٹھ سال کی عمر میں محمد عیسے رح سے ظاہر ہوئے۔ اُن کی نسبت فقط اتنا لکھنا کافی ہوگا۔ کہ وہ جواہر نفیسہ تھے۔ ان دونوں مخدوم زادوں کے کشف کی یہ کیفیت تھی۔ کہ جو لوگ سفر کو جاتے۔ آپ اُن کے رخصت ہوتے وقت ان کے پیش آیندہ واقعات بتا دیا کرتے۔ جو بعد میں بجنسہٖ وقوع میں آتے مسجد میں دوزخیوں اور بہشتیوں کی جوتیاں پہچان لیتے +

خواجہ محمد اشرف رح۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ دو سال کی عمر میں وفات پائی۔ حالت شیر خوارگی میں آپ سے عجیب و غریب معاملات ظاہر ہوا کرتے تھے +

حضرت شیخ محمد یحییٰ مشہور بہ شاہ جیو۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں۔ آپ سنہ ۱۰۲۴ ہجری میں پیدا ہوئے آپ کی ولادت کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ پر اس آیت کا الہام ہوا۔ "اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ يَحْيٰى" ہم تجھے ایک یحییٰ نام لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے اس اشارہ کے موجب آپ کا نام محمد یحییٰ رکھا۔ آپ کو شاہ جیو اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ ایک روز شاہ کمال کے پوتے شاہ سکندر نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ سے التماس کی کہ اپنا ایک بیٹا مجھے عنایت فرمائیں۔ اتفاقاً اس وقت حضرت شیخ محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنحضرت نے فرمایا اسی کو لے لو۔ شاہ سکندر نے اپنی نسبت کا القا آپ پر کیا۔ اور فرمایا کہ انہیں شاہ کے نام سے پکارا کرو۔ اس روز سے آپ کو شاہ جیو پکارا جاتا تھا چنانچہ اس کا مفصل حال پہلے شیخ محمدؒ کے احوال میں لکھا گیا ہے +

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ اس فرزند پر بہت ہی مہربان تھے۔

ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس کی استعداد بہت بلند ہے ✤

ایک دفعہ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ سفر اجمیر سے واپس آئے لوگوں نے دو تین منزل تک آنجناب کا استقبال کیا۔ جب معلوم کیا کہ دو تین روز بعد سرہند تشریف لیجائینگے۔ تو عرض کیا۔ کہ آپ مجھے رخصت عنایت فرمائیں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا کہ اتنی جلدی رخصت لینے کیا ضرورت ہے عرض کیا۔ کہ میرے سبق میں ناغہ ہوتا ہے۔ میرے ہم سبق مجھ سے بڑھ جائینگے۔ آنجناب نے بہت شاباش دیکر رخصت فرمایا۔ آنجناب رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتی تھے کہ میں محمد بچے کو اس کے بھائیوں کا سا بنانا چاہتا ہوں۔ لیکن کیا کروں ایک تو اسکی عمر چھوٹی ہے۔ دوسرے اب میری زندگی میں تھوڑے دن باقی ہیں۔ آنحضرت کے وصال کے وقت آپ کی عمر صرف نو سال کی تھی۔ بعد ازاں اپنے بھائی حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا۔ اور ظاہری علم بھی انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ حد سے زیادہ آپ کی رعایت کرتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے تمام خصائص کی بشارات انہیں عنایت فرمائیں۔ حضرت شاہ جیو علیہ الرحمۃ کو علم ظاہری میں ید بیضا حاصل تھا ✤

میرے (مصنف) جد بزرگوار نے کتاب موطیٰ (جو حدیث میں ہے) کی سند آپ سے کی۔ اور شاہ جیو نے شیخ عبد الحق دہلوی سے۔ اس علم میں حضرت شاہ جیو رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف نہایت اعلےٰ پایہ کی ہیں۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے۔ اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کاربند تھے دو مرتبہ حج کیلئے گئے۔ ایک دفعہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کے ساتھ۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرصع سرپیچ مرحمت کرایا ✤

اورنگزیب بادشاہ نے آپ کو مدد معاش کے طور پر بہت کچھ دیا ہوا تھا۔ چنانچہ آج تک سرہند میں ضرب المثل ہے "املاک صلابۃ و املاک لیجئے" آپ نے سرہند میں ایک نہایت عالیشان مسجد بنوائی جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے روضہ منورہ سے شمال کی طرف تقریباً تین تیر پرتاب کے فاصلے پر ہے۔ اس مسجد کے

تین گنبد اور دو چھوٹے مینار ہیں۔ اس مسجد کے مقابل حوض حمام اور مدرسہ بھی تعمیر کرایا ہے۔ آپ نے حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس اللہ سرہ العزیز کے فرزند خواجہ عبید اللہ عرف خواجہ کلاں کی بیٹی سے شادی کی۔ آپ کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے۔ آپ ۲۷۔ جمادی الثانی سنہ ۱۰۹۶ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قبہ کے محاذی مغرب کی طرف مدفون ہوئے آپ کے مرقد پر ایک عالیشان گنبد بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں سے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے +

شیخ ضیاء الدین مشہور بہ شیخ جیو۔ جیو ہندی زبان میں دعائیہ کلمہ ہے جس کے معنے ہیں تو زندہ رہ۔ آپ شاہ جیو کے بڑے لڑکے ہیں۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک آپ نے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ آپ پر بہت مہربان تھے۔ طریقہ احمدیہ کی بشارات آپ کو سنائیں۔ آخری عمر میں حضرت قیوم ثالث رضؓ نے خانقاہ کے اکثر کام آپ کے متعلق کر دئے تھے۔ آپ بھی انہیں دل و جان سے سرانجام دیتے۔ آخری عمر میں یہ کیفیت ہو گئی تھی۔ کہ جو شخص آپ کا اسم مبارک یاد کرتا۔ فوراً آبدیدہ ہو جاتا حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے پوتوں میں سے آپ نے سب سے اخیر دنیا سے رحلت فرمائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد آپ کی فرمانبردار تھی۔ آجکل تمام خلقت کا رجوع آپ کی طرف ہے۔ آپ جمعہ کے روز گھر سے نکلتے ہیں۔ اور سرہند کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی زیارت کو آتے ہیں۔ آپ شریعت و طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ جب اجل قریب آگئی۔ تو آپ نے شاہجہان آباد جانیکا ارادہ کیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اس بڑھاپے میں اب سفر کرنا مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا اب میرے تھوڑے دن باقی ہیں۔ اور مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں قطب وقت اور قیوم عالم کی زیارت کروں جب آپ شاہ جہان آباد پہنچے۔ تو حضرت قیوم رابع کی زیارت کر کے مریدانہ سلوک کیا۔ اور عرض کیا۔ کہ میں اس بڑھاپے میں صرف جناب کی زیارت کیلئے آیا ہوں۔ حضرت قیوم رابع رضؓ نے بھی آپکا بہت

کچھ ادب ملحوظ رکھا۔ کیونکہ آپ بلا واسطہ حضرت مجددؒ الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ بعد ازاں آپ سرہند واپس تشریف فرما ہوئے۔ تو چند روز بعد آپکا وصال ہوگیا آپ نے ۱۱۴۶ھ ہجری میں رحلت فرمائی۔ اپنے والد بزرگوار کے گنبد میں مدفون ہوئے۔ آپکے دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں ✣

حسن علی معروف بہ شاہ چراغؒ۔ آپ شیخ ضیاء الدینؒ کے بڑے بیٹے ہیں بہت متقی صالح اور پرہیزگار آدمی تھے۔ آپکا کلیہ تھا۔ کہ ہر روز بلا ناغہ خواہ کیسے ہی موقعات کیوں نہ ہوتے۔ عصر کے وقت بالضرور حضرت مجددؒ الف ثانی رضہ کے مرقد شریف کے قریب آکر بیٹھتے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آنجناب بھی آپ کی غور و پرداخت فرماتے تھے۔ آپکے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں ✣

غلام یحیےٰ المشتہر بہ محمدیؒ۔ آپ حسن علی کے بڑے بیٹے ہیں آپنے سلوک باطنی اپنے جد بزرگوار سے حاصل کرکے ان کی وفات کے بعد حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ خلافت پائی۔ آپ طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے۔ آجکل آپکے جد بزرگوار کی خانقاہ آپ سے منور ہے۔ آپ کے باقی حالات انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصے میں حضرت خلیفۃ اللہؓ کی خانقاہ کے بیان میں لکھے جائینگے۔ 'مواہب احمدیہ' نام کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ آپکا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں ✣

غلام نقشبندؒ۔ آپ محمدیؒ کے بیٹے ہیں۔ نہایت جوان صالح اور پرہیزگار ہیں۔ اپنے ہی والد بزرگوار کے مرید ہیں۔ شیخ محمدیؒ کی ایک بیٹی حضرت صبغۃ اللہ عنہ کے دوہتے فدا احمد سے منسوب ہے۔ اور دوسری ابھی چھوٹی ہے ✣

محمد باقر مشہور بہ حاجیؒ۔ آپ حسن علی رحمۃ اللہ کے دوسرے فرزند ہیں نہایت قابل جوان ہے۔ آپکا ایک بیٹا نثار احمد ابھی بچہ ہے ✣

سعادت اللہ۔ آپ حسن علیؒ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ آزاد وضع اور بے تعلق مرد ہیں۔ حسن علی کی بیٹیوں میں سے ایک شیخ عبد الاحد کے محمد انوار سے منسوب ہے۔ اور دوسری شاہ صفت سے اور تیسری بھی اپنے ہی قبیلہ میں ہے ✣

شاہ احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شیخ ضیاء الدین یوسف کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت مرد صالح اور قابل ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں۔ آپکی صرف دو لڑکیاں ہیں۔ جن میں سے گمانی بیگم محمد باقر مذکور سے منسوب ہے۔ اور دوسری امانی بیگم شیخ محمد پارسا کے پوتے محمد نور الاسلام سے۔ شیخ ضیاء الدین یوسف رح کی بیٹیوں میں سے نجم النسا شیخ خلیل اللہ رح کے بیٹے محمد مراد اللہ رح سے منسوب ہے۔ اور مہر النسا خواجہ محمد صادق کے پوتے محمد زکریا سے اور تیسری وجیہہ شیخ عبدالاحد کے پوتے شیخ محمد زکی سے منسوب ہے۔ اور چوتھی نجیب النسا کا ایک نواسہ محمد پناہ نام ہے +

شیخ زین العابدین مشہور بہ شیخ فقیر اللہ علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت شاہ جیو رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپنے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورا کیا۔ حضرت حجۃ اللہ نے آپ کو عمدہ عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ آپ کے باطنی احوال بہت عمدہ پایہ کے تھے۔ ظاہری علم بھی آپنے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اکثر لوگ آپ سے ظاہری و باطنی استفادہ کرتے تھے۔ سنہ ۱۱۲۰ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے قبر میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سے سات لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں +

شیخ نور الاحد رح۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپنے باطنی سلوک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ دن رات لوگوں کو نیکی کی طرف مائل کرنے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ نور الاحد ہر وقت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہتے۔ آپ کے دو بیٹے ہیں +

محمد برہان اللہ رح۔ آپ نور الاحد کے نور العین ہیں۔ نہایت صالح اور متقی ہیں۔ دن رات مسجد سے کام ہے۔ اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے۔ آپکے دو بیٹے ہیں۔ صفی اللہ اور رضوان اللہ دونوں ہی جوان صالح حافظ اور طالب علم ہیں۔ اور وہ دونوں شیخ محمد زکی رح کے مرید ہیں +

محمد محفوظؒ۔ آپ شیخ نور الاحد کے دوسرے بیٹے ہیں۔ نہایت قابل زیبا اور خوش طبع ہیں۔ آپ کی ایک لڑکی ہے۔ جو شیخ فقیر اللہ کے دوسرے بیٹے رضوان اللہ سے منسوب ہے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ نہایت متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک ضیاء الحق سے منسوب تھی۔ دوسری محمد راشد سے تیسری محمد برہان اللہ سے +

محمد رونق ضمیرؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ اپنے زمانہ کے صالح اور متقی تھے آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ آپکے دو لڑکے ہیں اور تین لڑکیاں۔ دونو بیٹے غلام احمد اور شیخ محمد صالح اور قابل ہیں۔ آپ کی بیٹیوں میں سے ایک محمد ابوبکر سے منسوب ہے اور دوسری حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دہتے عبد الخالق کی منسوبہ ہے۔ یہ تینوں بچے شیخ عبد الاحد کی بیٹی کے بطن سے ہیں۔ اور حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ کی اولاد میں شمار ہوتے ہیں۔ گویا یہ سعیدیہ ہیں۔ اور سعیدیہ اور شاہ جیو کی اولاد میں قدیم سے تنازع چلا آتا ہے +

ایک روز میں (مصنف کتابؒ) نے شیخ محمد ؒ کو کہا کہ تمہارے بھائیوں کو سعیدی لے گئے۔ تو انہوں نے کہا ہم نے بھی اُن کے بدلے ان سے لئے ہیں یعنی شیخ عبد الاحد کے پوتے محمد انوار کے لڑکے جو شاہ جیو کے دہتے ہیں۔ ہم نے لئے ہیں۔ محمد انوار کے لڑکے بھی اُن میں گھل مل گئے ہیں۔ گویا وہ شاہ جیو کی اولاد ہیں۔ میں نے یہی بات مولوی فرخ شاہ کے بیٹے شیخ ضیاء اللہ کو سنائی۔ تو اُس نے کہا کہ ہم نے جو اُن سے لئے وہ ان میں سے سب سے صالح ہیں۔ اور جو ہم میں سے انہوں نے لئے وہ سخت فاسق ہیں +

محمد درویشؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے چوتھے فرزند ہیں حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ آپ نہایت صالح متقی اور پرہیز گار تھے آپکے دو لڑکے ہیں اور ایک لڑکی +

کمال الدینؒ۔ آپ محمد درویش کے بیٹے ہیں۔ جوان صالح اور متقی ہیں شیخ ضیاء الدین یوسف کے مرید ہیں۔ آپکے دو چھوٹے لڑکے ہیں +

وجیہ الدینؒ - آپ محمد درویش کے دوسرے بیٹے ہیں - آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابعہ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا - آپ کے حالات انشاءاللہ اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفا میں لکھے جائینگے - آپ کا ایک چھوٹا سا بیٹا سراج معصوم نام ہے - اور محمد درویش کی لڑکی اس کے بھتیجے سعید احمد سے منسوب ہے +

شاہ گداؒ - آپ شیخ فقیر اللہ کے پانچویں بیٹے اور حضرت حجت اللہؒ کے مرید ہیں - آپ نے سلوک باطنی حضرت حجت اللہ اور اپنے والد بزرگوار کی خدمتوں سے حاصل کیا - شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں - آپ کا صرف ایک لڑکا ہے +

سعید احمدؒ - آپ شاہ گدا کے فرزند ارجمند ہیں - جوان صالح قابل زیبا اور خوش مجلس ہیں - اپنے باپ کے ہی مرید ہیں اور آپ کا صرف ایک لڑکا ہے +

شریف احمدؒ آپ سعید احمد کے فرزند ہیں - آپ کی پیشانی میں قابلیت اور صلاحیت کے آثار پائے جاتے ہیں +

ضیاء احمدؒ - آپ شیخ فقیر اللہ کے چھوٹے فرزند ہیں آپ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع ہیں - علم ظاہری آپ نے انتہائی درجے تک حاصل کیا - اور باطنی سلوک اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا - شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں - گوشہ نشینی اور قطع تعلق آپ کا شیوہ مرضیہ ہے - آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں +

یحییٰ احمدؒ و زین العابدینؒ - دونو ضیا احمد کے بیٹے ہیں - دونو ہی صالح اور قابل ہیں - ضیا احمد کی لڑکیوں میں سے ایک کمال الدین کی منسوبہ ہے - اور دوسری ابھی چھوٹی ہے +

رضی الدینؒ - آپ شیخ فقیر اللہؒ کے ساتویں فرزند ہیں - بہت صالح اور متقی ہیں - آپ اپنے والد بزرگوار اور چچا کے مرید تھے - اپنے آبا و اجداد کے طریقے پر کاربند ہیں - آپ کا صرف ایک بیٹا ہے +

غلام شرفؒ - آپ رضی الدینؒ کے جوان اور قابل بیٹے ہیں شیخ فقیر اللہ کی

لڑکیوں میں سے ایک خاتمی محمد یونس سے دوسری جانی محمد معظم کے چچا زاد بھائی فقیر احمد سے منسوب ہے +

محمد امام ؒ - آپ حضرت شاہ جیو کے تیسرے فرزند ہیں - آپ دنیا سے لاولد گئے شاہ جیو کی بیٹی زیب النساء مشہور بہ مجھی - شیخ عابد کی منسوبہ ہے +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین بیٹیاں تھیں - ایک رقیہ جو حالت شیر خوارگی میں فوت ہو گئیں - دوسری ام کلثوم جو چودہ سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے چل بسیں - تیسری خدیجہ زمان - واقعی آپ اپنے وقت کی خدیجہ تھیں - آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا - آنحضرت رضہ نے آپ کو ولایت اور کمالات نبوت کے انتہائی درجہ کے حاصل ہونے کی آپ کو خوشخبری دی - آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے عبد القادر کی منسوبہ تھیں - حضرت خدیجہ کے تین حسب ذیل بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں +

غلام محمد ؒ - آپ حضرت خدیجہ کے بیٹے اور حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے نواسے ہیں - نہایت صالح اور متقی آدمی تھے - آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضہ کی خدمت سے حاصل کیا - آپ کا صرف ایک بیٹا تھا - جو بچپن ہی میں فوت ہو گیا +

شیخ عبد اللطیف ؒ - آپ حضرت خدیجہ دختر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں - آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضہ سے حاصل کیا - بعد ازاں حضرت شیخ سیف الدین کی خدمت سے بھی استفادہ کیا - شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے - علم ظاہری بھی بدرجہ کمال حاصل کیا - ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا شیخ عبد اللطیف کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں +

محمد موسیٰ ؒ - آپ شیخ عبد اللطیف کے فرزند ہیں - نہایت صالح مرد تھے اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے - آپ کا ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی +

سراج الدین ؒ - آپ محمد موسیٰ کے فرزند ہیں - آپ دنیا سے لاولد گئے - لڑکی سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی +

شیخ عبد الحق ؒ آپ شیخ عبد اللطیف کے فرزند ہیں - باطنی سلوک حضرت قیوم رابع رضہ

کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ امام رفیع الدین اور فدا احمد دونو نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابع رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے حاصل کیا۔ اُن کے حالات انشاءاللہ اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفا کے حالات میں مفصل لکھے جائینگے۔ رفیع الدین کے دو چھوتے لڑکے ہیں۔ اور ایک لڑکی اعز النسا شیخ عبد الحی سے منسوب ہے۔ زین الدینؒ۔ آپ شیخ عبد اللطیف کے تیسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اپنے مشائخ کے مرید تھے۔ شیخ عبد اللطیف کی لڑکی راشدہ حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ برکت اللہ سے منسوب ہے ❖

حاجی فضل اللہؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر حضرت خدیجہ کے نور چشم ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثانی رضہ و حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی خدمات میں پورا کیا۔ اور حضرت قیوم رابع رضہ سے بھی فائدہ اٹھایا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ پہلے پہل جس شخص نے میری قیومیت کو مانا وہ حاجی فضل اللہ تھا۔ آپ نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند۔ عمل پر عزیمت اور بدعت سے سخت متنفر تھے۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی دختر نیک اختر سے منسوب تھے جس سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں ❖

حسام الدینؒ۔ آپ حاجی فضل اللہ کے دوسرے لڑکے ہیں۔ آپ اعلےٰ درجہ کے پرہیزگار تھے۔ آپ کی ایک لڑکی ہے اور تین لڑکے۔ نظام الدینؒ۔ جلالؒ اور وجیہ الدینؒ۔ تینوں حسام الدین کے بیٹے ہیں۔ اور تینوں ہی صالح مرد تھے۔ لیکن تینوں لاولد۔ حسام الدین کی لڑکی نور الحق کے بیٹے سے منسوب تھی ❖

میر صفدر احمدؒ۔ آپ حاجی فضل اللہ کے تیسرے بیٹے ہیں۔ حضرت حجت اللہ رضہ کے مرید اور شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ لیکن اپنے مشائخ میں بہت مصروف تھے۔ چنانچہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات میں مقامات معصومی نامی ایک تاریخ لکھی ہے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مکتوبات کو خوب سمجھتے ہیں۔ آپ کے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں ❖

محمد معشوقؒ۔ آپ میر صفدر احمدؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ مجذوب لاحوال ہیں۔

آپ کی صرف ایک لڑکی ہے +

نیاز احمدؒ - آپ میر صفر احمدؒ کے دوسرے لڑکے ہیں - نہایت ہی صالح اور متقی ہیں - آپ اپنے نانا حضرت صبغتہ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں - اور قابلیتیں بھی آپ میں اچھی ہیں - مثلاً تاریخ دانی - شعر فہمی وغیرہ - آپ ہر دلعزیز ہیں - جو شخص آپ سے ملتا ہے آپ کا شیفتہ ہو جاتا ہے - آپ کا ایک بیٹا ہے - اور دو بیٹیاں +

فدائی معصوم - آپ نیاز احمد کے بیٹے ہیں - لیکن کم سن ہیں - اللہ تعالےٰ آپ کی عمر دراز کرے - نیاز احمد کی دونوں لڑکیاں روشن بیگم - فہیم النسا چھوٹی ہیں +

میر صفر احمد کی تین لڑکیاں ہیں - معز النسا - عزیز النسا اور ہدایت النساء - حاجی فضل اللہ کی لڑکیوں میں سے پہلی حفصہ حضرت محمد اشرفؒ کے بیٹے شیخ روح اللہ سے منسوب ہے - دوسری اسماء حضرت شیخ سیف الدینؒ کے بیٹے محمد عثمان کی منسوبہ ہے - حضرت خدیجہ کی سات بیٹیاں تھیں - پہلی خاتم جیو حضرت صبغتہ اللہ کی منسوبہ تھیں - دوسری رشیدہ حضرت حجۃ اللہ سے منسوبہ تھیں - تیسری ام سلمہ جن کے حق میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں - کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کا نور چوتھے آسمان تک پہنچا ہے - اور اور بھی عمدہ عمدہ بشارات اُن کے حق میں فرمائی ہیں - محمد صادق سے منسوب تھیں - اُن کی صرف ایک لڑکی تھی - جو حضرت محمد اشرف کے بیٹے شیخ محمد جعفر سے منسوب تھی - چوتھی شیخ سلطان سے منسوب تھی +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بھائی کا صرف ایک بیٹا ابو الحسن نام تھا - جو نہایت صالح مرد تھا - ابو الحسن کا ایک ہی بیٹا عبد الہادی تھا - جو عالم جید تھا - عبد الہادی کے تین بیٹے تھے +

شیخ محمد عبید اللہ علیہ الرحمۃ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد کے سوا صرف اسی قدر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کا ذکر کیا ہے +

میں (مصنفؒ) نے اور جگہ سے تحقیق کیا ہے - فی الواقع آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اتنی ہی اولاد تھی - یہاں پر آنحضرت کی اولاد کے اسمائے گرامی درج کرنے کی یہ وجہ ہے - کہ اور لوگ بھی اپنے فخر کے لئے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اولاد میں داخل ہوتے ہیں - چونکہ کسی نے آنحضرت کی اولاد کے حالات قلمبند نہیں کئے - اس لئے معلوم

نہیں ہوتا۔ کہ مدعی جھوٹا ہے۔ یا سچا۔ اسواسطے ہم نے مفصل حالات بیان کر دئے ہیں تاکہ اور کوئی غیر شخص آنحضرت رضے اللہ عنہ کی اولاد میں شامل نہ ہو سکے۔ آنحضرت کو حق تعالے نے یہ شرف عطا فرمایا ہے۔ کہ آنجناب کی اولاد تمام جہان سے افضل ہے آنجناب کے وصال کو ایک سو تیس سال ہونے آئے۔ لیکن آنجناب کی اولاد میں علم فضل۔ بزرگی۔ شریعت و طریقت کی پابندی۔ ولایتی قوت۔ معرفت۔ احدیت میں ثابت قدمی حقیقت میں استقلال۔ ارشاد مستحب عزہ کما حقہ اب تک ہر ایک میں فرداً فرداً موجود ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔ چنانچہ اس بارے میں خود آنحضرت رضے اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں۔ کہ مسلمانو! حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی اولاد سے دعا اور توجہ کیلئے التماس کرو۔ اور جو ان میں سے فوت ہو گئے ہیں۔ ہر نماز کے بعد فاتحہ پڑھکر ان سے دینی اور دنیاوی مطلب کے لئے درخواست کرو۔ جو ان میں سے زندہ ہیں ان کی خدمت کرو۔ اور ان کی خدمت کو دونو جہان کی نیک بختی سمجھو۔ تاکہ اللہ تعالے تمہارے دینی اور دنیاوی کام ان کی توجہ کی برکت سے آسان کرے۔ آنحضرت کی صرف ایک خاتون تھی یعنی شیخ سلطان کی بیٹی زہرا۔ اسی خاتون سے تمام اولاد ہوئی +

ذکر دربیان احوال بعضے از خلفاء عظام و مریدان کرام حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے خلفا اس قدر ہیں کہ اگر ان کے حالات کا ایک شمہ بھی لکھنا چاہے تو کئی دفتر درکار ہیں۔ ان میں سے صرف بہت ہی مشہور خلفا کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ آنجناب رضؓ کے تمام خلفا جنہیں خلافت اور اجازت عنایت ہوئی۔ پانچ ہزار ہیں۔ بعض نے ان کی تعداد کم بتائی بعض نے زیادہ۔ خلفا مرید اور فرزندوں کے علاوہ قریباً نو لاکھ ایسے شخص ہیں۔ جو آنحضرت رضؓ کے مرید ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب +

میر محمد نعمان بدخشی رحؒ۔ آپ فرزندوں کے بعد آنحضرت رضؓ کے پہلے خلیفہ ہیں آپ میر سید شمس الدین رحؒ کے باپ ہیں۔ آپ کا وطن مالوف بدخشان ہے۔ آپ سید بزرگ

کے نام سے مشہور تھے۔ اور بدخشان کے بڑے مشہور شائخ سے تھے ۹۷۲ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پیشتر امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں آپ کے والد بزرگوار کو فرمایا۔ کہ تمہارے ہاں ایک بڑا بزرگ بیٹا پیدا ہونے والا ہے۔ اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ جب میر صاحب ہندوستان آئے۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے مرید ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحب آپ پر نہایت مہربان تھے۔ جب آنجناب رضی نے اپنے خلفا کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔ تو اُن میں ایک یہ میر صاحب بھی تھے۔ میر صاحب کو حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جانے میں تامل تھا۔ حضرت خواجہ نے سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ حضرت شیخ احمد اس وقت ایسا آفتاب ہے۔ جس کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں۔ پھر آپ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دیکھا جو کچھ دیکھا۔ آپ تجدید کے ساتویں سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ اسی سال آنحضرت رضی بیمار ہوئے۔ تو احتیاطاً خواجہ محمد صادق اور میر محمد نعمان کو بلوا کر اپنی نسبت خاص کا القا فرمایا۔ لیکن بعد ازاں آنجناب کو صحت ہوگئی۔ پھر آنجناب رضی نے میر صاحب کو خلعت دیکر دکن روانہ فرمایا۔ لیکن میر صاحب کے طریقے کو وہاں چنداں رواج نہ ہوا۔ کیونکہ وہاں شاہ فضل اللہ اور شاہ عیسےٰ جیسے بڑے بڑے مشائخ موجود تھے۔ جن کے ہزارہا مرید تھے۔ اس لئے میر صاحب واپس آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے دوبارہ میر صاحب کو دکن روانہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اس سفر کو پہلے سفر کی طرح خیال نہ کرنا۔ واقعی اس سفر میں میر صاحب سے حد سے زیادہ ارشاد ہوا۔ چنانچہ ان گنت پیادے اور چار سو سوار آپ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے۔ دوسرے مشائخ کے مرید بھی میر صاحب کی خدمت میں آنے لگے۔ لوگ اس قدر کثرت سے جمع ہونے لگے۔ کہ بادشاہ ہند نے ڈر کر آپکو دکن سے بلا کر اپنے پاس رکھا۔ آنحضرت نے میر صاحب کے اجازت نامہ میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں "آں عارف باللہ السید الکامل" حتےٰ کہ ایک دفعہ یہ مکتوب لکھا۔ کہ آج صبح خواہی نخواہی تمہاری طرف توجہ ہوئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمہارے کمال کا ہلال آفتاب کے مقابلہ میں کمال کا بدر ہوگیا ہے اور قضاء قدر نے جو کچھ آفتاب ہدایت میں بطور امانت رکھا تھا۔ اس تمام کا عکس اس بدر پر پڑا۔ اور کمال میں اب

کوئی اور کسر نہیں رہگئی حسب دلخواہ کمال حاصل ہوا ہے ہاں اتنا ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق اس سے العکاس ہدایت لے سکیگا۔ دیر تک اُس کی مثالی صورت آنکھوں کے سامنے رہی حتیٰ کہ پورا یقین ہوگیا۔ کہ یہ دولت اس خواب کا نتیجہ ہے جو تم نے دیکھا تھا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ تمہارا قرضہ سب کا سب بیباق ہوگیا وعدہ ایفا ہوا۔ امید ہے کہ تکمیل اس کمال کے اندازہ کے مطابق ہوگی۔ اور اس گرد و نواح کے جنگل و بیابان سب تمہارے وجود شریف سے منور ہو جائینگے۔" اس علاقے کی قطبیت بھی آنجناب نے میر صاحب کو عنایت فرمائی +

خواجہ ہاشم کشمیؒ فرماتے ہیں۔ کہ کسی ایک شخص نے میر صاحبؒ کی دعوت کی۔ آپ نے طعام کے احتیاط کے بارے میں تاکید فرمائی۔ ایک گھڑی بعد غوغا مچ گیا۔ کہ ذبح کرتے ہی برہ میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اور ایسے سخت کہ ایک گھڑی میں گوشت سے ہڈی تک پہنچ گئے ہیں۔ میر صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ برہ حلال کی کمائی نہ تھا۔ تفتیش کے بعد معلوم ہوا۔ کہ اس شخص کے ایک دوست نے جو حاکم تھا رعایا سے زبردستی چھین کر بھیجا تھا +

ایک رات میر صاحب تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک برات ڈھول۔ نقارے اور باجے گاجے کے ساتھ گاتی بجاتی آپ کے مکان کے پاس سے گذری آپ کے حضور قلبی میں جو فرق آیا۔ تو فوراً سلام پھیر سامنے پڑے ہوئے ایک برتن کو اوندھا کر دیا۔ اس کو اوندھا کرنا تھا کہ وہ برات معہ ساز و سامان غائب ہوگئی آپ پر سہو کی حالت طاری تھی۔ صبح کو رات والا معاملہ بھول گئے۔ اور خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کیلئے سرہند روانہ ہوئے چھ مہینے آنحضرت کی خدمت میں رہے۔ پھر دکن آئے تو وہاں چرچا تھا کہ برات غایب ہوگئی۔ جب آپ نے سنا تو فرمایا۔ کہ یہ میرا ہی قصور ہے۔ اٹھکر وہ برتن سیدھا کر دیا۔ برتن سیدھا کرتے ہی وہ غائب شدہ برات عین بعین نمودار ہوئی اور اسی شور و شغب سے گاتی بجاتی روانہ ہوئی +

تربیت خاں نے اپنے بیٹے سیف خاں کو میر صاحب کی نذر کیا ہوا تھا بچپن میں اس لڑکے کو چیچک نکل آئی۔ حتیٰ کہ مرنے کی نوبت آگئی۔ جب وہ میر صاحب کے

پاس لایا گیا۔ تو آپ نے وہ بیماری اپنے پر لی۔ چنانچہ اس کے دانے آپ کے چہرے پر نکل آئے۔ لڑکے کو تو شفا ہو گئی۔ لیکن میر صاحب اس مرض سے لاچار ہو گئے۔ آخر آپ نے اسی بیماری کو ایک دیوار پر ڈالا۔ جو اسی وقت گر گئی؁

ایک روز جناب میر صاحبؒ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص شیخ احمد کا مقبول ہے۔ وہ میرا بھی مقبول ہے۔ اور جو میرا مقبول ہے وہ اللہ تعالےٰ کا مقبول ہے۔ اور جو شخص شیخ احمد کا مردود ہے۔ وہ میرا بھی مردود ہے۔ اور جو میرا مردود ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔ میر صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ میں آنجناب کا مقبول ہوں۔ پھر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو تیرا مقبول ہے وہ میرا مقبول ہے۔ اور جو میرا مقبول ہے وہ مقبولِ خدا ہے۔ اور جو تیرا مردود ہے وہ شیخ احمد کا مردود ہے۔ اور جو میرا مردود ہے اور اللہ تعالےٰ کا مردود ہے؁

ایک روز میر صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ مجھے ایک مقام کی آرزو تھی اتنے میں میں ایک بلند جگہ سے گرا۔ گرنا ہی تھا کہ وہ مقام مجھے حاصل ہو گیا۔ اس شکریہ میں میں نے حلوا بنایا۔ اسی وقت مجھے الہام ہوا۔ کہ جو شخص یہ حلوا کھائیگا۔ بہشت میں جائے گا؁

آپ کا مزار اکبر آباد میں عام وخاص کی زیارت گاہ ہے۔ شیخ ابو العلیؒ نے جو اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ سے استفادہ باطنی کیا میر ابو العلی صاحب جذبہ میں تو اچھے تھے لیکن ان کے طریقہ میں بدعتی امور زیادہ تھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے طریقہ کے مخالف تھی اس واسطے حضرات سرہند میر ابو العلی کے طریقہ سے خوش نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے پیر کے مخالف چلتا ہے۔ میر ابو العلی کے دو خلیفے تھے۔ ایک سید محمد کالفویؒ دوسرے سید جلالؒ؁

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع رضے اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضہ کے پہلے خلیفہ خواجہ محمد حنیف کابلی میر محمد نعمان کے وسیلے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس واسطے خواجہ محمد ہمیشہ میر صاحب کے شکر گذار رہے۔ اور اکثر ان کی زیارت کیلئے دکن جایا کرتے۔ ایک دفعہ حسب معمول دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی سرہند سے پہلی منزل ہی طے کی تھی۔ کہ شیخ آدم بنوریؒ سے ملاقات ہوئی۔ شیخ صاحب کی عادت

بیت ۱ جالات مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۲۲۶

تھی۔ کہ جو شخص ملتا۔ اس سے اپنے علوم معارف بیان کرتے۔ خواجہ محمد حنیفؒ سے بھی اپنے علوم معارف کا ذکر کیا۔ پھر پوچھا کہ کدھر کا ارادہ ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا دکن جاتا ہوں۔ میر محمد نعمانؒ سے بھی ملو گے۔ کہا۔ جاتا ہی اس غرض سے ہوں کہا تو پھر ان علوم و معارف کا تذکرہ میر صاحب سے نہ کرنا۔ کہا بہتر۔ جب خلیفہ خواجہ محمد اور میر صاحب کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ تو ایک روز میر صاحب باغ کی سیر کو گئے۔ دونو ایک ہی سواری میں تھے۔ اور بہت سے مرید ہمراہ تھے۔ میر صاحبؒ نے خواجہ صاحبؒ سے پوچھا کہ پہلی منزل آپنے کہاں کی؟ کہا بنور میں پوچھا شیخ آدم سے ملاقات کی؟ کہا ہاں۔ پوچھا باہمی کیا گفتگو ہوئی تھی۔ کہا اس کے اظہار سے شیخ صاحبؒ نے منع کیا تھا۔ میر صاحبؒ نے فرمایا۔ اس نے اپنے معارف بیان کئے تھے۔ اور وہ یہ تھے۔ چنانچہ میر صاحبؒ نے حرف بحرف اعادہ کر دیا۔ اور پھر سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ یہی اُس کے معارف ہیں جن پر اُسے اتنا ناز ہے اُسے اپنی قدر و قیمت معلوم نہیں۔ وہ نہیں جانتا کہ ہم حضرت مجدد الف ثانیؓ کے حضور میں کیونکر تھے۔ وہ بڑا بڑھ چلا ہے۔ مخدوم زادوں سے برابری کرتا ہے۔ غیرت خداوندی سے نہیں ڈرتا۔ بعد ازاں میر صاحبؒ نے اپنے مریدوں کی طرف اشارہ کیا۔ کہ یہ معارف جن پر شیخ آدم کو فخر ہے۔ میرے فلاں مرید اور فلاں یار میں ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا حالات مریدوں پر وارد ہوئے۔ اور میر صاحبؒ بھی جذبہ میں آئے۔ جتنے آدمی ساتھ تھے سب کے سب بیخود ہو گئے۔ حتیٰ کہ گھوڑے بیل ٹٹو وغیرہ سب از خود رفتہ ہو گئے۔ دیر تک پڑے رہے۔ کسی کو اپنے آپ کی سُدھ بدھ نہ تھی۔ بعد ازاں افاقہ ہوا۔ تو میر صاحبؒ نے وہ ذکر چھوڑا اور تذکرہ شروع کیا +

خواجہ ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ کشم بدخشان کے علاقے میں ایک شہر ہے۔ خواجہ ہاشم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ آنحضرت کے محرم اسرار تھے۔ پہلے آپ میر محمد نعمان کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ دن رات سفر و حضر میں آنجنابؓ کی خدمت میں رہتے اس خدمت بابرکت سے جو کچھ حاصل کیا سو کیا۔ سلوک کو کمالات کے انتہائی درجہ

تک پہنچایا۔ اجمیر میں جس وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے دونو فرزندوں کو کمالات کے انتہائی درجے پر پہنچایا۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ ان کے تیسرے تھے۔ آنجناب کو حکم ہوا۔ کہ اچھا اسے بھی ہم نے قبول کیا۔ اور اپنے مقربوں کا سر حلقہ بنایا۔ بعد از دو یار ثالث ہنوز داغ سیاہی دارد۔ میں یار ثالث سے مراد خواجہ ہاشم ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ یار ثالث کی وہ سیاہی کا داغ بھی دور ہو گیا۔ اور اسے بھی قبول کر لیا ❖

مصنف کتاب کا قول ہے۔ کہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کی شان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ وہ حضرت عروۃ الوثقےٰ اور خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہما کے یار ثالث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ حضرات سرہند کی یہ رائے ہے کہ میر محمد نعمان کے بعد خواجہ ہاشم کا درجہ ہے زبدۃ المقامات برکات الاحمدیہ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے احوال میں لکھی گئی ہے۔ وہ خواجہ ہاشم ہی کی تصنیف ہیں۔ آپ شعر بھی اچھا کہا کرتے تھے چنانچہ آپ کے اشعار مشہور معروف ہیں لیکن سب کے سب اپنے پیر کی مدح میں ہیں۔ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ پیری و مریدی سے قطع نظر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی صورت مبارک پر عاشق تھا۔ حضرت قیوم اول رضؓ کے وصال کے بعد آپ نے قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف باطنی رجوع کیا۔ اور بہت فائدہ اٹھایا۔ جیسا کہ حسب ذیل مکتوب سے جو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضؓ نے خواجہ ہاشم کو لکھا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے ❖

بھائی صاحب! آپ خوف زوال سے نجات پا کر مدلول حقیقی تک پہنچ گئے ہونگے۔ اور جز سے کل تک اور وہاں سے اوپر تک مل گئے ہونگے۔ اور قوسین سے او ادنےٰ تک پہنچ گئے ہونگے۔ خالص کو مخلوط سے الگ کر لیا ہو گا۔ دائرہ صباحت سے گذر کر ملاحت کو بھی ہاتھ مارا ہو گا۔ بلکہ المرء مع من احب، "انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے" کے مطابق لفظ مذکور کے مرکز تک پہنچ گئے ہونگے۔ علم سے نادانی اور گفتگو سے خاموشی تک آ گئے ہونگے نفی کے معاملہ کو پس پشت ڈال کر ہمہ تن اثبات کو دیکھتے ہونگے۔ بلکہ وہاں سے مجہول الکیفیت تک پہنچے ہونگے۔ اور وہاں قرار کیا ہو گا۔ اور خلیل۔ اے نجیب کا رخ

کیا ہو گا۔ یہ اشارہ جو خواجہ صاحب کو ولایت ابراہیمی کی طرف کیا گیا ہے یعنی ہم نہیں ولایت ابراہیمی سے ولایت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں لے آئے۔ اور ہم نے مذکورہ بالا کمالات تک پہنچایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کی ✣

میرے مصنف کے والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز خواجہ صاحب ایک مجمع میں بیٹھے تھے۔ اور اولیاے سلف کی کرامتوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ گذشتہ اولیا سے بہت سی کرامات ظاہر ہوتی تھیں۔ اس وقت وہ کرامتیں کسی سے ظاہر نہیں ہوئیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اب بھی اولیا سے بڑی بڑی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر چاہیں تو اس خیمہ کو جس میں ہم بیٹھے ہیں۔ زمین سمیت کسی اور جگہ لیجائیں۔ یہ فرمانا تھا کہ وہ خیمہ معہ زمین و مجلس حرکت کرنے لگا۔ حتےٰ کہ ایک تیر کا فاصلہ طے کر چکا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے اسے ساکن کیا۔ اور فرمایا کہ ہمارا یہ ارادہ نہ تھا۔ کہ تو حرکت کرے۔ بلکہ ہم نے اولیا کی کرامت کی نقل کی تھی۔ یہ دیکھ کر تمام حاضرین مجلس خواجہ صاحب کے معتقد ہو گئے آپ کا مزار برہان پور میں ہے ✣

شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ حالات باطنی بہت بلند تھے علم ظاہری بھی انتہائی درجے کا حاصل کیا تھا۔ قرآن شریف حفظ تھا۔ تجوید و قرأت سے پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ کو خدا طلبی کا شوق دامنگیر ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ شرع کے پابند تھے۔ اس واسطے آپ پیر بھی متشرع چاہتے تھے۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اتباع سنت میں تمام اولیا کے سردار تھے۔ اس واسطے آنجناب کی خدمت میں بڑے ذل و انکسار سے مدت تک رہے۔ حتیٰ کہ کئی دفعہ خانقاہ کا کوڑا کرکٹ اپنے دست مبارک سے صاف کرتے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ اور حضرت خازن الرحمۃ رضی نے آپ سے علم ظاہری حاصل کیا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ آخری عمر میں فرماتے تھے۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ محمد یحییٰ کو بھی حوالے کروں۔ لیکن اب شیخ صاحب کا دماغ اور سر تعلیم کے سبب کافی خرچ ہو چکا ہے۔ شیخ صاحب آنحضرت رضی سے اس قدر ڈرا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ

آنحضرتؓ نے شیخ صاحب کو امامت کا حکم دیا۔ تو شیخ صاحب کا رنگ زرد پڑ گیا! ور قرأت بڑی لکنت سے ادا کی ؛

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ آنحضرت نے صبح کے حلقہ سے اٹھ کر فرمایا کہ آج ہم نے یاروں میں سے ایک کی پیشانی پر لفظ شقی لکھا دیکھا ہے۔ تمام اصحاب ڈر گئے وہ شخص شیخ طاہر تھے۔ چنانچہ بدبختی کے آثار شیخ صاحب پر نمودار ہوئے۔ اور زنار اور تملک اختیار کیا۔ آنجناب اپنی توجہ سے انہیں راہ راست پر لائے۔ پھر وہ اسی میں مشغول ہو گئے۔ تین دفعہ ایسا ہی ہؤا۔ آخر معلوم ہؤا کہ یہ اٹل قضا ہے۔ اس واسطے آنجناب نے بارگاہ الٰہی میں خشوع و خضوع سے التجا کی۔ کہ پروردگار! مجھے لوح محفوظ کا تصرف عنایت کر۔ جناب باری نے عنایت فرمایا تو آنحضرتؓ نے لوح محفوظ پر دیکھا کہ وہاں پر شیخ صاحب کا نام اشقیا میں درج ہے۔ آنجنابؓ نے وہاں پر سے لفظ شقی مٹا کر سعید لکھ دیا۔ چنانچہ یہ قصہ تواریخ اور آنحضرتؓ کے مکتوبات میں درج ہے۔ اور ان شکوک کی تردید لکھ دی ہے۔ جو اس پر وارد ہو سکتے ہیں۔ مدلل اور شافی جوابات لکھے ہیں۔ شیخ صاحب کے اجازت نامہ میں بھی یہ قصہ لکھا ہؤا ہے۔ پھر شیخ صاحب نے ان مصیبتوں کے بعد سلوک ختم کر کے خلافت حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ عین سلوک میں یہ مصیبت نازل ہوئی تھی۔ آنحضرت نے آپ کو نقشبندیہ، قادریہ، اور چشتیہ، سلسلوں کی اجازت عنایت کر کے لاہور روانہ فرمایا۔ اور اس ولایت کی قطبیت بھی انہیں مرحمت فرمائی۔ آپ ہر سال درویشوں سمیت پا پیادہ حضرت قیوم اوّل کی خدمت میں حاضر ہؤا کرتے۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی خلقت سے قطع تعلقی اور باخدا ہونے میں آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔ آپ کسی سے نیاز یا فتوح نہ لیتے۔ حلال کی روزی کما کر کھاتے۔ اہل دنیا سے دور بھاگتے۔ کسی سے آشنائی نہ کرتے۔ چنانچہ والئے لاہور نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بہتیری چارہ جوئی کی۔ لیکن آپ نے نہ مانا ؛

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مناقب جو شیخ آدمؒ نے تصنیف کئے ہیں۔ اُن میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد شیخ آدم شیخ طاہر لاہوری کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان سے سلسلہ قادریہ اور چشتیہ کی اجازت

حاصل کی۔ شیخ طاہر کا مزار لاہور میں ہے ✦

شیخ بدیع الدین شہباز پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ پہلے پہل آپ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے علم ظاہری پڑھا کرتے تھے۔ اور درویشوں کے چنداں معتقد نہ تھے۔ بلکہ نماز کے بھی اتنے بڑے پابند نہ تھے۔ ایک روز آنحضرت رضؓ نے معلوم کیا۔ تو آپ سے وجہ پوچھی عرض کیا کہ اگر آنجناب توجہ باطنی سے مجھے راہ راست پر لائیں تو ممکن ہے۔ ورنہ صرف نصیحت سے کچھ نہیں بنتا۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا۔ کہ بہتر کل اسی نیت سے ہمارے پاس آنا۔ جب دوسرے روز حاضر خدمت ہوئے۔ تو آنحضرت رضے اللہ عنہ نے آپ کو خلوت میں لیجا کر ذکر قلبی کی تعلیم دی۔ اور آپ کے دل پر توجہ فرمائی۔ اس سے آپ بیخود ہو گئے۔ لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لائے۔ دوسرے دن جب ہوش آیا۔ تو آپ نے آنحضرت کی خانقاہ میں رہکر آنحضرت سے سلوک باطنی شروع کیا آخر اسے ختم کر کے خلافت پائی آنحضرت رضؓ نے آپ کو بادشاہ ہند کے لشکر میں بھیجا۔ پھر جو کچھ شیخ صاحبؒ کے سر پر بیتی۔ اور شیخ صاحب کی حرکات کے سبب آنحضرت سے سلوک ہوا۔ وہ پہلے مفصل لکھا گیا ہے۔ آخر آپ لشکر سے اپنے وطن سہارنپور میں آکر گوشہ نشین ہوئے۔ اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے قرآن مجید حفظ کیا۔ اور اس بڑھاپے میں ڈیڑھ مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آنحضرت کی خدمت میں حسب ذیل مضمون کی عرضی بھیجی:۔

کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر ہو کر بہت سی عنایات اس بندے کے حق میں فرمائی۔ اور عبادت کا امر فرمایا۔ نیز فرمایا "انت سراج اللہ" تو اللہ تعالےٰ کا چراغ ہے ✦

آنحضرت رضے اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ واقعات دل خوش کن ہیں۔ گو تاؤل ہیں لیکن منوّر ہیں۔ چونکہ تمہیں عمل کا امر ہوا ہے اس لئے جس قدر ہو سکے غنیمت ہے۔ آپ دن رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتے آپ کا مزار سہارنپور میں ہے ✦

شیخ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے

بڑے خلفا میں سے تھے۔ اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت پائی۔ چنانچہ آپ کے سلوک کی تعریف آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھی ہے +

ایک دفعہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ دھلی میں سبق پڑھا رہے تھے کہ شیخ نور محمد اور شیخ طاہر کے دل میں خیال گذرا۔ کہ جس طرح ہمیں معلوم نہیں اس طرح آنجناب فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان کے خیال سے باطنی طور پر آگاہ ہو کر دونو کو خانقاہ سے نکال دیا۔ لوگوں نے بہتیری سفارش کی۔ لیکن بے سود۔ آخر خواجہ حسام الدین ؒ نے ان کے واسطے عرض کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چھوڑ دو۔ اُن کے نفس ابھی موئے نہیں۔ یہ دونو ہر روز دن کے وقت جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتے۔ اور رات کو خانقاہ کے دروازے کے باہر پڑے رہتے۔ خواجہ حسام الدین ؒ نے پھر عرض کیا۔ کہ اگر حکم ہو۔ تو مسجد تلے کا مدتوں سے جمع شدہ کوڑا کرکٹ صاف کریں۔ اس سے اُن کے نفس کی رعونت بھی جاتی رہے گی۔ اور آنحضرت کی خدمت بھی ہو جائیگی۔ آنحضرت اس بات پر راضی ہوئے۔ چنانچہ ان دو نوجوانمردوں نے تھوڑی مدت میں سالہائے دراز کا پڑا ہؤا کوڑ کرکٹ صاف کیا۔ بعد ازاں انہیں بلوا کر اُن کے حال پر مہربانی کی +

چنانچہ شیخ نور محمد ؒ کو خلافت دیکر ہندوستان کے مشہور شہر پٹنہ میں بھیجدیا لیکن شیخ صاحب وہاں پہنچکر جنگلوں، غاروں اور ویرانوں میں رہتے۔ لوگوں سے دور بھاگتے جب آپ کی یہ کیفیت آنحضرت ؓ نے سُنی۔ تو ایک تہدید آمیز حکم انکی طرف لکھا۔ کہ شہر میں رہو۔ آپ نے آنحضرت ؓ کے ارشاد کے مطابق دریائے گنگا کے کنارے شہر کی طرف گھانس پھونس کی ایک کٹیا بنائی۔ اور ایک چھوٹی سی مسجد درست کر کے وہاں رہنا سہنا اختیار کیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی اطاعت و عبادت اور خلق خدا کی ہدایت اور ارشاد میں مشغول ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ نور محمد بڑے اولیا میں سے ہے +

شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

کے اعظم ترین خلفا میں سے ہیں۔ اس سے پہلے آپ کے مرید ہونے کا حال درج ہو چکا ہے۔ جب آپ مرید ہوئے۔ تو تمام پابندیوں سمیت سلوک ختم کر کے خلافت پائی۔ آپ اس سے پیشتر وحدت وجود کے منکر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ان تمام اولیا کے منکر تھے۔ جو وحدت وجود کے قائل تھے۔ آنحضرت رضؓ نے پہلے شیخ حمید کی تربیت وحدت وجود میں فرمائی۔ چنانچہ ایک روز ایک راستے جا رہے تھے۔ کہ ایک مرده گائے کو پڑے ہوئے دیکھکر کہا۔ اے پروردگار! تو نے اپنے آپ کو کس لباس میں ڈال رکھا ہے۔ بعد ازاں آنحضرت رضؓ نے شیخ صاحب کو اس مقام سے نکالا۔

ملا عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک بڑے امیر نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ میں کونسی کرامت دیکھی۔ کہ تو اُن کا مرید ہو گیا۔ مَیں نے شیخ حمید کا قصہ سُنا دیا۔

حضرت قیوم اول رضؓ نے شیخ حمید کو انہیں کے وطن کی خلافت دیکر روانہ فرمایا۔ رخصت ہوتے وقت شیخ صاحبؒ نے عرض کیا۔ کہ مجھے آنحضرت رضؓ پاؤں مبارک کی پاپوش عنایت فرمائیں۔ آنجناب نے آپ کی درخواست کو منظور فرمایا۔ شیخ صاحبؒ نے اس پاپوش کو سرہند کی طرف نہ کیا۔ اور وہ آج تک ملک بنگالہ کے منگل کوٹ میں موجود ہے۔ اس علاقے کے تمام مریض اس کفش مبارک کو دھو کر وہ پانی پیتے ہیں۔ جس سے صحت کلی نصیب ہوتی ہے۔ آپ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ آپ کا سلسلہ ملک بنگالہ میں اب تک پورے طور سے رائج ہے آپ کا مزار منگل کوٹ میں ہے۔

شیخ مزمل رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قدیمی خلفا سے ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی بہت خدمتگاری کی۔ اور پوری پابندیوں اور شرائط سے سلوک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کے سلوک کا وصف حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لکھا۔ نیز ایک اور کو اس بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ تمہارے لئے شیخ مزمل علیہ الرحمۃ کی صحبت کافی ہے۔ اس قسم کے عزیز الوجود سرخ گندھک کی طرح نایاب ہوتے

ہیں۔ شیخ مزمل پہاڑ کی سیر کو گئے۔ اتفاقاً ایک پہاڑ پر سے پاؤں پھسل جائے تو
غار میں گر کر راہی ملک بقا ہوئے۔ کیونکہ اس غار سے باہر آنا دشوار تھا۔ اور
نہ ہی آپ کے گرنے کی کسی کو خبر ہوئی۔ ایک روز حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے
فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ شیخ مزمل ایک غار میں پڑے ہوئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں
لیکن کوئی شخص اُن کی فریاد رسی نہیں کرتا۔ ایک جنگلی نے جس نے یہ واقعہ دیکھا تھا
آنحضرت کو آکر خبر دی۔ آنجناب رض نے شیخ صاحب کے فوت ہونے کا افسوس کیا
اور فاتحہ پڑھا۔ شیخ صاحب ورع اور تقوے سے موصوف تھے +

شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے بڑے
خلفا سے ہیں۔ آپ نے تمام شرائط کے مطابق سلوک حاصل کیا۔ اور خلافت پائی
کہتے ہیں کہ آپ کو خلوت میں ہمیشہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت
مبارک دکھائی دیتی تھی۔ لیکن شیخ صاحب ایسے سادہ لوح تھے۔ کہ جب آنحضرت رض
علوم و معارف بیان فرماتے۔ تو آپ اس طرح آرہے۔ اور نعم کہکر سر ہلاتے۔
کہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے۔ کہ ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ یہ علوم و معارف ابھی شیخ طاہر پر وارد ہوئے ہیں۔ آنحضرت رض نے آپ کو خلافت دیکر
جونپور میں بھیجا۔ لیکن شیخ صاحب نے نشست و برخاست گفتگو اور طرح وضع ایسی
اختیار کی۔ کہ لوگ انہیں ملامتی کہتے تھے۔ بہت کم لوگوں کا رجوع آپ کی طرف ہوا
چنانچہ آپ نے آنحضرت کی خدمت میں اس بارے میں لکھا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ
نے فرمایا عجب سادہ لوح ہے۔ انسان کو اپنے ایمان کی فکر چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی برائے خدا
آئے تو اس کی تعلیم و تربیت کر دینی چاہیئے۔ نیز لوگوں کے دلوں کو ہاتھ میں لانے کے
لئے ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ ملامت نہ ہو سکے اس بارے میں آنحضرت رض نے
آپ کی طرف ایک مکتوب بھی لکھا۔ آپ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پورے
پورے پابند تھے +

مولانا یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ
کے مخصوص یاروں میں سے تھے۔ آپ ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت
خواجہ بیرنگ قدس سرہ نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ آپ آنحضرت

کے ساتھ سرہند آئے۔ آپ کے بارے میں حضرت خواجہ قدس سرہ نے سفارش کی تھی۔ کہ اس کا کام ضرور سرانجام کرنا۔ اثنائے سلوک میں اجل نے آدبایا۔ آنحضرت عین نزع کے وقت تشریف لائے۔ آپ نے عرض کیا۔ کہ میرا کام سرانجام نہیں ہوا۔ آنحضرت نے آپ کے حال پر توجہ فرمائی۔ اور کام سرانجام فرمایا۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کا شکریہ بجا لائے۔ سر قدموں پر رکھا۔ اور راہیٔ ملک بقا ہوئے +

مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ۔ برک علاقہ خراسان میں ایک قصبہ ہے۔ مولانا احمد برکی علیہ الرحمۃ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ کے مرید ہونے کی کیفیت پہلے لکھی گئی ہے۔ آپ کو ایک ہفتہ میں باطنی سلوک ختم کرایا گیا۔ اور خلافت عنایت کر کے خراسان بھیجا گیا۔ ایک مکتوب میں آنحضرت نے آپ کی تعریف لکھی ہے۔ کہ مولانا کی بزرگی میرے نزدیک اظہر من الشمس ہے اس ولایت کی قطبیت بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مولانا کو عنایت فرمائی۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اس علاقے کے ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کے طفیل اس علاقہ میں اس طریقہ کا پورا پورا رواج ہوا۔ ۱۰۲۶ھ سنہ ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کے فوت ہونے کا بڑا افسوس کیا۔ اور فاتحہ مغفرت پڑھا +

مولانا حسن برکی علیہ الرحمۃ۔ آپ مولانا احمدؒ کے مخصوص یار ہیں۔ چنانچہ آنحضرت نے ایک مکتوب میں مولانا احمد کو لکھا تھا کہ شیخ حسن تمہارے ارکان دولت میں سے ہیں اگر تمہیں ہندوستان یا ماوراءالنہر کا سفر درپیش آئے۔ تو مولانا حسن تمہارے قائم مقام ہونگے۔ بعد ازاں مولانا حسن آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے انہیں خلافت دیکر خراسان روانہ فرمایا۔ آپ اس ولایت کے بڑے مشائخ میں سے شمار ہوتے تھے +

مولانا صالح رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ خلافت پائی۔ اور آپ کے وسیلے سے بہت لوگوں نے فنا و بقا حاصل کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ میں فقرا کے پیچھے مارا مارا پھرتا

تھا۔ میں سرہند کی جامع مسجد میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کو دیکھکر بے اختیار آنجناب کا شیفتہ ہو گیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن ترقی نہیں ہوتی تھی۔ ایک رات آنحضرت رض کے وضو کا غسالہ تھال میں پڑا دیکھا۔ تو فوراً پی لیا۔ پیتے ہی میرے باطنی پردے کھل گئے۔ آپ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دن اور رات کے مختلف ورد و وظائف کو ایک رسالے کی صورت میں لکھا ہے۔

خواجہ محمد صدیق بدخشی علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ اور ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ نے آنحضرت رض کے حوالے کیا۔ آنحضرت نے آپ پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ آپ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کیا۔ اور خلافت پائی۔ جو مکتوب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مولانا صالح کو لکھا ہے اس میں خواجہ محمد صدیق کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ مولانا محمد صدیق ولایت خاصہ سے مشرف ہوئے۔ آپ ۱۰۳۰ھ کو حج کیلئے گئے۔ اور واپس آئے۔ آپ شعر بھی اچھا کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کی مثنوی مشہور ہے حسب ذیل شعر اسی مثنوی میں سے ہیں ؎

بہ تنہائی چنیں میل دلم چیست	ازیں تنہا نشستن حاصلم چیست
سگم من در سگی معذور باشم	بدیں عذر از خلائق دور باشم
غلط کردم کہ سگ داند ازیں راز	کہ خود را کردہ ام نسبت بگو باز
زننگ ایں سخن فغاں بر آرد	کہ بد عہدے ز ما خود را شمارد
سگاں خود صاحب خود را شناسند	پسے از ناشناسائے ہراسند
نہ خود را مے شناسد نے خدا را	چرا بدنام سازد خیل ما را
دریں مدت کہ عمر من بسر شد	نہ از دین و نہ از کفرم خبر شد
ندانم ہرچہ مدت زیستم من	نہ سگ نے آدمی پس کیستم من

حضرت شیخ عبدالحی شادمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شادمان اصفہان کے علاقے میں توران سے اوپر کی جانب ایک قلعہ ہے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رض کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بشرائط پورا کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت رض نے آپ کو تلنبہ بھیجا۔ جہاں پر آپ کو

قبولیت عام نصیب ہوئی - ہزارہا لوگ آپکے مرید ہوئے - آنحضرت ؓ نے اس علاقے کی قطبیت بھی آپ کو عنایت فرمائی - اس شہر کی ایک طرف شیخ نور محمدؒ تھے اور وسط میں شیخ عبدالحیؒ - حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے پہلے مکتوب میں لکھا ہے - کہ ان دو عزیزوں کا وجود اس شہر میں قران السعدین سمجھو - آنحضرت نے جو مکتوب شیخ نور محمد کی طرف لکھا ہے - اس میں شیخ عبدالحی کے حالات یوں تحریر فرمائے ہیں - کہ شیخ عبدالحی تمہارے شہر میں آیا ہے - اور تمہارے پڑوس میں بھی - یہ شخص عجیب و غریب علوم و معارف کا نسخہ ہے - اس راہ کی ضروری چیزیں اس کے پاس کافی ہیں - دور افتادہ یاروں کیلئے اس کی صحبت غنیمت ہے - کہ نو وارد ہے اور نئی چیزیں لایا ہے - فنا و بقا بھی اس کے پاس ہے - اور جذبہ و سلوک بھی بلکہ فنا و بقا سے بھی پرے تک کی اُسے خبر ہے - اور جذبہ اور سلوک سے بھی آگے اس کا مقام ہے - بلکہ کہ سکتے ہیں کہ وہ اس کی گذرگاہ ہے - مکتوبات کی بہت سے معارف غریبہ اس نے سنے اور جہاں تک ہوسکا اُس نے پوچھے - حاصل کئے - شیخ عبدالحی نے حضرت قیوم اول ؓ کے مکتوبات کی دوسری جلد حضرت قیوم ثانیؒ کے حکم سے جمع کی ✣

شیخ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ - آپ شیخ عبدالحی کے خلیفہ ہیں نہایت عزیزالوجود مرد تھے - سلوک باطنی آپنے شیخ عبدالحی کی خدمت میں ختم کیا - خلافت پائی - آپ حضرات سرہند کے طریقہ پر راسخ القدم تھے ✣

شیخ عطاء اللہ علیہ الرحمۃ - آپ شیخ جان محمد کے خلیفہ ہیں - اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے طریقہ کے بڑے پابند تھے - آپ کا فرزند ارجمند غلام نقشبند اعلے درجے کا سالک اور علم ظاہری میں اکمل تھا - اب غلام نقشبند کے فرزند موجود ہیں - جو علم ظاہری و باطنی کے ماہر ہیں خصوصاً شیخ احمد جو باپ کی بجائے سجادہ نشین ہیں - میں (مصنفؒ) نے آپ کو دیکھا ہے - آپ صاحب انکسار اور متواضع ہیں - شہر لکھنو میں دریا کے کنارے سکونت اختیار کی ہوئی ہے - طریقہ چشتیہ کا سلوک بھی قدرے حاصل کیا ہے ✣

مولانا یار محمد قدیم طالقانی رحمۃ اللہ علیہ - طالقان بدخشان کے علاقے میں

ایک شہر ہے مولانا آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ختم کیا۔ اور خلافت حاصل کی۔ آپ مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ حسن ظاہری بھی آپ کو بہت حاصل تھا۔ چنانچہ اپنے وقت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اپنے حسن کیلئے اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں۔ کیونکہ جو شخص مجھے دیکھتا ہے۔ درود پڑھتا ہے۔ جب آپ حج کو گئے۔ تو آپ اس ہووج میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال مبارک سے مشرف ہوئے۔ جو عرفات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے لایا جاتا ہے۔ بیہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا۔ تو رقص کرنے لگے۔ لوگ دیکھکر حیران رہ گئے۔ اہل عرب کہنے لگے کہ یہ عجمی مجنوں ہو گیا ہے۔ مولانا یہ شعر پڑھنے لگے ؎

گر این لیلےٰ از خیمہ بیروں شود بسا کوہ و صحرا کہ مجنوں بود

مولانا یار محمد جدید طالقانی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلفا سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رض کی خدمت میں پورے طور پر حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ نے آنحضرت رض کے مکتوبات کی پہلی جلد جمع کی ہے +

شیخ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رض کے قدیمی اصحاب سے ہیں۔ آپ سترہ سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے۔ سلوک باطنی بدرجہ کمال حاصل کر کے خلافت پائی۔ علوم ظاہری اور دیگر علوم مثلاً تاریخ وغیرہ میں کامل دسترس تھی۔ حضرات القدس نام کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ اس میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزندوں اور خلفا کے حالات مفصل مندرج فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں سنوات الاتقیا جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اپنے زمانے تک کے تمام حالات درج کئے ہیں تصنیف فرمائی۔ اور بھی بہت سی کتابیں تالیف کیں +

مولانا قاسم علی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ آنحضرت رض کے معتبر یاروں میں سے ہیں آپ ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ العزیز نے آنحضرت رض

کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کرکے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے +

شیخ عبدالہادی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں حاصل کرکے خلافت پائی۔ آپ کے سلوک کی تعریف آنحضرت رضی اللہ عنہ نے حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں لکھی +

شیخ یوسف برکی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے درج ہوچکا ہے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں پورا کرکے خلافت حاصل کی۔ شریعت وطریقت کے بڑے پابند تھے۔ اور اکثر شہر جالندھر میں رہتے تھے +

سید محبت اللہ مانک پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ نے پہلے شاہ فضل اللہ برہانپوری سے خلافت حاصل کی۔ بعدازاں میر محمد نعمانؒ کی خدمت میں رہے۔ پھر میر صاحب کی وساطت سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ یہاں سلوک باطنی پورے طور پر حاصل کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو خلافت دیکر آپ کے وطن مانک پور کی طرف روانہ فرمایا۔ لیکن آپ کو وطن میں آپ کے رشتہ داروں نے سخت اذیتیں پہنچائیں۔ اس بارے میں آپ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ کہ مجھے کسی اور جگہ بھیجا دیا جائے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے پھر آپ کو الہ آباد بھیجدیا۔ یہاں آپ کو قبولیت حاصل ہوئی۔ اور بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کا مزار الہ آباد میں ہے +

حاجی خضر افغان رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مقبول ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں پورا کرکے خلافت پائی۔ آپ دن رات گریہ وزاری میں مشغول رہتے۔ آپ صاحب مواجید وولولہ تھے۔ بہت لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ اُن میں سے ایک شیخ آدم بنوریؒ بھی ہیں۔ یہ ابتدا میں حاجی خضر افغان کے مرید تھے۔ بعدازاں حاجی صاحب انہیں آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ سرہند کے باہر ایک گاؤں میں رہے۔ کچھ چند روز بعد آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک روز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے شیطان سے پوچھا کہ کیا تجھے

ہمارے یاروں پر بھی تصرف ہے۔ عرض کیا۔ نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ عزیمت سے رخصت پر لے آتا ہوں۔ لیکن حاجی خضر پر اتنا بھی قابو نہیں +

شیخ احمد دینیؒ۔ آپ پہلے شاہ فضل اللہ برہانپوریؒ کے خلیفہ تھے۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کیا۔ مدت تک میر صاحبؒ کے ساتھ رہے۔ پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس دفعہ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خلافت عنایت فرمائی۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے +

شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمۃ اللہ علیہ۔ حسن ابدال لاہور اور کابل کے درمیان ایک گاؤں ہے۔ شیخصاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہکر پورے طور پر حاصل کیا۔ آنحضرتؓ نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔ آپ سے اس طریقہ کو بہت کچھ رواج ہوا۔ چنانچہ ہزارہا آدمی آپکے مرید ہوئے۔ اس ولایت میں آپکا طریقہ اب تک شائع ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ آپ پر ازبس مہربان تھے۔ آخری عمر میں جب آنحضرتؓ نے خلوت اختیار فرمائی۔ تو وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن شیخ کریم الدینؒ کو حکم تھا کہ بے روک ٹوک آیا کریں۔ شیخ اسحاق تمام ایک عالم جو ملک سندھ کا مقتدا تھا شیخصاحب کا مرید ہوا۔ اس واسطے اس ملک کے تقریباً تمام باشندے آپکے مرید ہو گئے۔ مرید ہونے کے بعد شیخ صاحبؒ نے پوری اکیس دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ ہر دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شیخ صاحب پر خاص عنایت فرماتے۔ شیخصاحبؒ نے اس بارہ میں ایک عرضی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت لکھی۔ آنحضرتؓ نے تصدیق واقعات میں ایک مکتوب آپکی طرف تحریر فرمایا +

مولانا عبد الواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

کے حوالے کیا تھا۔ آپ عبادت و مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے ایک عالم سے پوچھا۔ کہ بہشت میں نماز ہے یا نہیں۔ اُس نے کہا نہیں۔ یہ سنکر آپ نے ٹھنڈا سانس لیا۔ اور رو دئے۔ کہ وہاں بغیر نماز کیونکر زندگی بسر ہوگی۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے آپ کو بخارا بھیجدیا۔ آپ وہاں جاکر ایک مسجد میں بیٹھ گئے۔ مسجد کا خادم سختی سے پیش آیا۔ آپکو وہاں بیٹھنے نہ دیتا تھا۔ اسی رات خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ نے اس شہر کے قاضی کو خواب میں فرمایا۔ کہ فلاں مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا خلیفہ عبدالاحد ہمارا مہمان ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو۔ تو اس کی خدمت کرو۔ صبح قاضی صاحب نے اپنا خواب تمام بڑے آدمیوں سے بیان کیا۔ لوگ آکر مولانا عبدالاحد کو اپنے گھر لیگئے اور مرید بن گئے +

مولانا امان اللہ علیہ الرحمۃ۔ آنحضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے کامل خلفا سے ہیں۔ سلوک باطنی باقاعدہ آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا اور خلافت پائی۔ سنہ ۱۰۲۰ ہجری میں حج کیلئے گئے۔ آپ کبھی کسی سے کچھ نہ لیتے۔ رشتہ دار اور دولت مند آپ کو کچھ دینے کیلئے بہت منت و سماجت کرتے لیکن آپ پھوٹی کوڑی کے روادار نہ تھے۔ ٹاٹ پہن سر پاؤں سے ننگے بیت اللہ شریف کی زیارت کو گئے۔ وہاں سے مدینہ پہنچے۔ بعد ازاں حضرات انبیا علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کیلئے شام گئے۔ اور وہیں آپکا وصال ہو گیا +

مولنا امان اللہ فقیہ علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے نہایت ہی مستقیم الاحوال خلیفہ تھے +

شیخ داؤد سالکی علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے خلیفہ اور صاحب انکسار و نیستی تھے +

شیخ سلیم بنوری علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے اکمل خلفا سے تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے +

شیخ محمد چتری علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے بڑے اجل خلفا سے تھے۔ آپ نے باقاعدہ سلوک باطنی آنحضرتؓ کی خدمت میں

رہکر حاصل کیا۔ اور خلافت پائی۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے مشہور خلیفہ تھے۔ سب سے پہلے جس شخص کو آنحضرتؓ نے خلافت عطا فرمائی۔ وہ آپ ہی تھے +

شیخ نور محمد تہاری علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ تیسری جلد کا آخری مکتوب آپ کے نام لکھا گیا ہے جس میں مرض موت کے وقت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے شعر کی جو شرح بیان فرمائی مندرج ہے +

صوفی فرمان قدیم علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں صاحب حال و ذوق تھے۔ اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بڑے پابند تھے +

مولنا صادق کابلی علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے کامل خلفا سے تھے مستقیم الاحوال تھے۔ آپ سے لوگوں کو باطنی علم کے بہت کچھ فوائد پہنچے + مولنا ہاشم خادم علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرت کے مخصوص خلفا سے ہیں آنحضرتؓ کی خدمت خاص آپ کے سپرد تھی۔ اس واسطے آپ کا لقب خادم ہوا آنحضرتؓ آپ پر بہت مہربان تھے سلوک باطنی ختم کر کے خلافت پائی +

مولنا غازی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی کی طرف سے اجازت حاصل تھی۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے +

صوفی فرمان جدید۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مخصوص یاروں میں سے تھے آپ بھی خلافت سے مشرف ہوئے +

سید باقر سارنگپوری علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرتؓ کے قدیم الخدمت ہیں آپ کو آخری عمر میں خلافت عطا ہوئی +

مولنا فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ آنحضرتؓ کے قدیم خلفا سے ہیں آپ نے حسب قاعدہ سلوک آنحضرتؓ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث پہلے بیان ہو چکا ہے +

مولنا صفر احمد رومی علیہ الرحمۃ۔ آپ روم کے بڑے صاحب مشائخ سے تھے پھر آنحضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور باطنی سلوک پورا کر کے خلافت

پائی - آپکے مرید ہونے کا قصہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے - آپ کی لڑکی حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی منکوحہ تھی - حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی موجودہ اولاد اسی خاتون سے ہے +

مولٰنا حمید احمدی علیہ الرحمۃ - آپ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے کامل اصحاب سے ہیں - سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی +

حاجی حسین رح - آنحضرت رضے اللہ عنہ کے خلیفہ اور صاحب خوارق ظاہرہ وکرامات باہرہ تھے +

شیخ عبدالرحیم پھرکی رح - آپ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے اکمل خلفاسی تھے - صاحب انکسار و نیستی اور قوی جذبہ تھے +

خواجہ محمد اشرف کابلی رحمۃ اللہ علیہ - آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ کے خاص اصحاب میں سے تھے - آنحضرت رض نے آپ کو فناے اتم کی خوشخبری دی - آپ نے سلوک باطنی انتہائی مقام تک حاصل کیا +

مولٰنا حاجی محمد زکی علیہ الرحمۃ - آپ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی مخصوص یاروں میں سی تھے - سلوک باطنی مقام ولایت کی انتہا تک ختم کیا +

مولٰنا عبدالغفور سمرقندی - آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رض کے اجل اصحاب سی تھے - آپ نے آنحضرت رض سے باقاعدہ اور مکمل سلوک حاصل کیا +

حافظ محمود گجراتی علیہ الرحمۃ - آپ بھی حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی معتبر یاروں سے ہیں - آنحضرت رض نے آپ کو مقام ولایت کے انتہائی درجہ کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی +

خواجہ کلاں، خواجہ عبداللہ رح و خواجہ خورد عبیداللہ رح - دونو صاحب حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے فرزند ارجمند ہیں حضرت خواجہ صاحب رح ان دونو مخدومزادوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں لائے اور فرمایا کہ ان پر توجہ کرو - آنحضرت رض نے ان دونو عزیزوں پر ایسی توجہ کی کہ اسی وقت اس توجہ کا اثر ظاہر ہوا حضرت خواجہ صاحب رح کے انتقال کے بعد جب دونو عزیز بالغ ہوئے - تو سرہند میں آنحضرت رض

کی خدمت میں حاضر ہوئے ابھی سرہند سے باہر ہی تھے۔ کہ آنحضرت نے کہلا بھیجا۔ کہ اگر والد بزرگوار کی وصیت کے مطابق آتے ہو۔ تو آؤ۔ اور اگر اپنی پیرزادگی کے لحاظ سے آتے ہو۔ تو میں پیرزادگی والے آداب و استقبال بجالاؤں۔ دونو نے عرض کر بھیجی کہ ہم مرید ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے انہیں بڑی عزت سے خانقاہ میں رکھا۔ اور سلوک ختم کرکے خلافت عنایت فرمائی۔ خواجہ خورد پیر پر آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر عنایت زیادہ تھی چنانچہ اپنی نسبت خاص کا القا بھی فرمایا +

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواجہ خورد کے حق میں فرماتے تھے۔ کہ وہ محمدی مشرب ہے۔ محبوب ہے۔ خواجہ خورد نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا پہلی جلد کا دو سو چھیالیسواں مکتوب جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مسائل اجتہادیہ مندرج ہیں۔ اور جو تمام مکتوبات سے لمبا ہے۔ خواجہ خورد محمد عبید اللہ کے نام لکھا گیا تھا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد کا مکتوب ۵۵ جو وجود باری کے مسئلہ کی تحقیق میں لکھا گیا ہے۔ وجود باری کو حکما عین ذات کہتے ہیں۔ اور متکلمین زائد کہتے ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اس سے اور ہی مراد لیتے ہیں۔ اور جس میں تعین وجود اور تعین حسی کا بیان ہے وہ بھی بڑا لمبا چوڑا مکتوب خواجہ خورد ہی کے نام لکھا گیا ہے +

جن لوگوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بڑے خلفا تھے۔ اُن میں سے ہر ایک کا نام آنحضرت نے مکتوبات اور فنا و بقا، ولایت، قرب، معرفت حضرتِ احدیت کی بشارات لکھی ہیں۔ ہر ایک کا مفصل حال لکھنا موجب طوالت ہے۔ اس واسطے مجملاً بیان کیا گیا ہے آنحضرت کے تمام خلفاء کے حالات لکھنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ بہت سے خلفا اس وقت گذر گئے اس وقت صرف چند ایک مشہور خلفا کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں +

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ۔ بنور سرہند سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا میں سے

تھے۔ آپ ہندوستان کے بڑے مشہور شیخ ہیں۔ پہلے حاجی خضر افغان کے مرید تھے
پھر انہیں کے وسیلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔
ملا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ "حضرات القدس" میں لکھتے ہیں کہ شیخ آدم ماں کی طرف سے
سیّد ہے۔ لیکن اُن کا دادا پٹھان تھا۔ القصہ جب شیخ صاحب حاجی خضر کی خدمت میں
احوالات عالیہ اور واردات متعالیہ حاصل کر چکے۔ تو جو کچھ حاجی صاحب کے پاس تھا۔
وہ انہوں نے القا کر دیا۔

میرے مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جد بزرگوار کو اکبر دیہ میں لکھتے ہیں۔
حاجی خضر کے بیٹے نے مجھے کہا۔ کہ جب میرے والد بزرگوار نے نسبتہائے علیہ عطا
فرمائیں۔ تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ جو کچھ میرے پاس تھا میں نے سب تمہیں پلا دیا۔
اس سے زیادہ میرے پاس نہیں۔ اب میں تمہیں بحر زخار کے پاس لے چلتا ہوں
پھر حاجی صاحب شیخ صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی عالم پناہ
خانقاہ میں لائے۔ یہاں پر پھر جو کچھ ملا سو ملا۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ
حاجی صاحب کی خدمت میں حالات عالیہ سے مشرف ہوا۔ اور اپنے حالات ان سے
عرض کئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے زیادہ مجھے خود حاصل نہیں۔ اب تم حضرت
امام ربانی مجدد الف ثانی کی محفل قصویٰ و ذروہ علیا پر حاضر ہو جاؤ۔ سو میں حاجی
صاحب کی اجازت سے قبلہ دہستان حضرت مجدد الف ثانی کی عرش نشان آستان
پر حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات خدمت اقدس میں عرض کئے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ
یہ شروع شروع کے حالات ہیں۔ ابھی دلی دور ہے۔ مجھے خیال آیا کہ شائد مجھے
مرید ہونے کا شوق دلاتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا کمال ہوگا۔ لیکن چونکہ میرا
اعتقاد اچھا تھا۔ اس واسطے میں آنحضرت کی خدمت میں مشغول رہا۔ مدّت بعد
مجھے معلوم ہوا۔ کہ جو کچھ مجھے اویسی روحانی محبوب ربانی خلیفہ صمدانی مجدد الف ثانی
رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل ہوا۔ اس کے مقابلہ میں سابقہ حالات واردات
میں ابتدا ہونے کی قابلیت بھی نہ تھی۔ چند ماہ بعد مجھے خلوت میں بلا کر ارشاد و خلافت
کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور بنور جانیکے لئے حکم فرمایا۔ میں نے محض جناب کی

تعمیل ارشاد کے طور پر چند ایک آدمیوں کو طریقہ کی تعلیم دی۔ لیکن میرا دل مسند نشین اور شیخیت پر مائل نہ تھا۔ جب کچھ مدت بعد میں حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرت رضؓ نے میرے دلی ارادے سے بذریعہ نور باطنی واقف ہو کر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ تم سے ضرور پوچھے گا۔ تم نے باوجود قدرتِ ہدایت اپنے آپ کو معاف کیوں رکھا ہے؟ جب آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاکیداً فرمایا۔ تو میں نے مجبوراً یہ کام سرگرمی سے شروع کیا +

شیخ صاحب "برکات الاسرار" میں لکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جن کی ایک توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بہتر ہے جب میں کمالات کے انتہائی مقامات پر پہنچا۔ تو آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے کہ تمہیں یہ کمالات نصیب ہوئے۔ جو اس وقت کسی کو کم نصیب ہونگے۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ مجھے حاصل ہے سب جناب کی توجہ مبارک کے طفیل حاصل ہے۔ چنانچہ اجمیر میں مجھے خدمت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مامور فرمایا۔ اجمیر ہی میں حقیقت قرآنی کی بشارت عنایت فرمائی۔ سرہند میں مجھے خلافت سے مشرف فرمایا۔ جب آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ تو ہم مہجوروں کے سینے پر داغ حسرت چھوڑ گئے۔ غسل کے وقت آنحضرت سے خوارق عظیمہ کا ظہور ہوا۔ اکثر یاروں نے آنحضرت کے وصال کے بعد آنجناب کو اپنے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد دو سال تک آنجناب کے مزار مبارک سے فیض حاصل کرتا رہا۔ اور کمالات کا تتمہ آنحضرت رضؓ کے روضہ مبارک سے اس طرح حاصل کیا جیسے کوئی زندگی حالت میں کرتا ہے۔ جیسے زندگی میں آنحضرت سے فیض حاصل ہوتا تھا بجنسہٖ آنجناب کے وصال کے بعد آنجناب سے ہوا +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مناقب میں شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ (حاجی خضر افغان رحؒ) نے آنحضرت کے خلیفہ شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بعض کمالات اخذ کئے۔ چنانچہ قادریہ اور چشتیہ طریقہ ان سے اخذ کیا"

القصد شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو قبولیت عامہ و تامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ ہر طرف سے طالبوں کے گروہ پر گروہ آتے اور آپ کے مرید ہوتے۔ اور مشاہدات سے مشرف ہوتے۔ اور آپ کے خلیفہ بنکر مسند ارشاد اور تکمیل پر بیٹھتے آپ کے خلفا سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اور شریعت کی پابندی میں مشہور ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی کے طریقہ سبحانی اور سلسلہ رحمانی کے ارکان ہیں۔ خود شیخ صاحب بھی صاحب استقامت ورع اور تقوٰے تھے۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کا پسندیدہ شیوہ تھا۔ آپ کے مرید لاکھ سے بھی زیادہ ہیں شیخ صاحب بادشاہوں سے وہ سلوک کرتے تھے۔ جو شائد کوئی غلاموں سے بھی نہ کرتا ہوگا۔ آپ کی نظر میں اعلےٰ ادنےٰ۔ چھوٹا۔ بڑا۔ وضیع شریف سب ایک تھا۔ بلکہ آپ کی مجلس میں امرا کی مٹی زیادہ پلید ہوا کرتی تھی +

چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ بادشاہ ہند کا وزیر سعد اللہ خاں آپ کی زیارت کیلئے آیا۔ لیکن آپ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ آپ کی خانقاہ میں باورچی لوگ باوضو کھانا پکایا کرتے۔ اور برابر بانٹا کرتے +

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ حکمت کا چراغ روشن ہے اور جس طاق میں رکھا ہے۔ اس کی چھت پختہ ہے۔ جب میری والدہ نے یہ خواب میرے والد بزرگوار کو بتایا۔ تو انہوں نے یہ تعبیر فرمائی۔ کہ تمہارے ہاں ایک نورانی لڑکا ہوگا +

نیز شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آنحضرت صلعم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر کچھ چیز نکالکر عنایت فرمائی۔ کہ اسے کھالو۔ جسے میرے والد بزرگوار نے کھالیا۔ بعد ازاں میری والدہ حاملہ ہوئی۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ میرا وجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطیہ سے ہے +

میرے (مصنفؒ) جد امجد "کواکب دریہ" میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ فرماتے تھے کہ شیخ آدم ولایت کے انتہائی مقام تک پہنچا ہے۔ اور حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ نزہات کے شروع تک

پہنچ چکا ہے لیکن شیخ صاحب کے مرید آپ کے حق میں اس قدر افراط بلکہ غلو سے
کام لیتے ہیں۔ جس قدر رافضی لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں۔ چنانچہ
شیخ صاحب کو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے تمام خلفا سے افضل جانتے ہیں۔ حتیٰ کہ
آنحضرت کے فرزندوں سے بھی وہ خدا سے نہیں ڈرتے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ
امام معصوم ربانی پر جو قیوم ثانی اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ولیعہد
اور وصی مطلق ہیں۔ یہ شیخ صاحب کو ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی
رضے اللہ عنہ نے اپنے حین حیات میں اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔
اور فرزندوں کے بعد اول خلیفہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو قرار دیا۔ چنانچہ یہ باتیں
آنحضرت نے خود مکتوبات میں مفصل و مشرح بیان فرما دی ہیں۔ اور مکتوبات
کی تینوں جلدیں آنحضرت رضے اللہ عنہ کی زندگی میں جمع ہوئیں +

حضرات القدس، اور برکات الاحمدیہ تاریخیں جن میں آنحضرت رضے اللہ
عنہ اور اُن کے خلفا اور ان کی اولاد کے حالات درج ہیں۔ ان میں بھی صاف طور
پر لکھا ہے۔ اور اُن کے مصنف بھی آنحضرت کے خلفا ہیں۔ بلکہ حضرات القدس،
تو آنجناب کے سامنے تصنیف ہوئی ہے۔ اس کتاب میں جہاں پر آنحضرت کے
مناقب کا ذکر ہے وہاں پر صاف لکھا ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رہ نے
اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا ہے۔ اور قطب الاقطاب اور قیومیت کا
عہدہ حضرت معصوم ربانی عروۃ الوثقےٰ کو عنایت فرمایا ہے۔ اسی جگہ پر یہ بھی لکھا ہے
کہ ہمارے شیخ حضرت معصوم ربانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی
رضے اللہ عنہ کی جا بجا سمجھتے ہیں۔ اور بہت ادب و تواضع سے پیش آتے ہیں مریدانہ
سلوک کرتے ہیں۔ اور اُن کے حلقہ میں بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے تمام مریدوں کو چھوڑ کر
اکیلے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اکثر اپنے مریدوں کو کہا کرتے تھے کہ میں
ایک اُمی آدمی ہوں۔ اور مخدوم زادہ کی خدمت میں علم ظاہری بھی ہے اور علم
باطن بھی۔ جو شخص طالب ہو ان کی خدمت میں حاضر ہو اگر مجھ سے شرم کرتا ہے
تو اس کی سفارش کرتا ہوں۔ چنانچہ شیخ صاحب نے اپنے بعض مریدوں کو تربیت
کیلئے حضرت معصوم ربانی کی خدمت میں چھوڑا۔ میں نہیں جانتا کہ شیخ صاحب کے

سلسلہ والے پھر کس دلیل سے شیخ صاحب کو آنحضرتؐ کے فرزندوں کے برابر یا اُن سے افضل سمجھتے ہیں ؎

تسلیم این قوم کہ بر در گشتاں بخندند ۔ بر سر کار خرابات کند ایماں را

لیکن بات یہ ہے کہ یہ لوگ حقیقت کی معرفت سے محروم ہیں۔ اور وہ اس واسطے کہ وہ حضرت عروۃ الوثقی رضے اللہ عنہ کے منکر ہیں۔ کیونکہ اُن کا منکر ہونا گویا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا منکر ہونا ہے اور یہ خبر بذریعہ تواتر ہمیں موصول ہوئی ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے اپنے تمام کمالات حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کو عنایت فرمائے۔ پس جو شخص کسی اور کو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ پر ترجیح دیتا ہے۔ وہ صریحاً حضرت مجدد الف ثانی رضہ کا منکر ہے۔ اور آنحضرتؐ کا منکر ہونا ایمان کی مضرت ہے۔ اگر مخالفین یہ کہیں کہ چونکہ شیخ صاحب ہمارے پیر ہیں۔ اس واسطے ہم انہیں حضرت عروۃ الوثقی سے افضل جانتے ہیں۔ تو اس کی وہی مثال ہے۔ کہ چشتیہ و قادریہ وغیرہ سلسلوں کے سید جن کا سلسلہ مریدی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے کہدیں کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس واسطے باقی تین خلفاء سے ترجیح دیتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے جد اور پیر ہیں۔ یہ بات بعینہ رافضیوں کے قول کی طرح ناقابل شنید اور باطل ہے کوئی شخص قیوم کی برابری نہیں کر سکتا۔ قیومیت کا ماننا واجب ہے۔ کیونکہ قیوم کو کمالات نبوت کا انتہائی درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور کمالات نبوت کا انکار دینی نقصان کا باعث ہے۔ اس واسطے اصحاب کا منکر ہونا دین و ایمان کے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ تمام اصحاب کمالات نبوی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بہرہ ور تھے۔ بعد ازاں کمالات نبوت پوشیدہ ہو گئے۔ ہزار سال بعد پھر ان کمالات کا ظہور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ پر ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند ایک حدیثیں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی تعریف میں فرمائی ہیں۔ چنانچہ ان احادیث کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے کمالات نبوت کی تعریف اور ان کے ظہور اور وصف قیومیت کا بیان حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مکتوبات میں مفصل مندرج ہے ؛

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک لاہوری مخلص نے شیخ صاحب کو لاہور میں آنے کی تکلیف دی۔ ان دنوں بادشاہ ہند بھی لاہور میں تھا۔ شیخصاحب اس مخلص کی دعوت کو قبول کر کے پانچہزار پٹھانوں سمیت لاہور کی طرف روانہ ہوئے جب سرہند پہنچے۔ تو مریدوں کا لشکر باہر چھوڑ کر اکیلے اپنے پیر بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اور آنجناب رضؓ کے فرزندوں کے مزار کی زیارت کیلئے شہر میں آئے۔ جب آنجناب رضؓ کے فرزند حضرت عروۃ الوثقٰے اور حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔ تو عرض کیا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ ہند کے لشکر میں جاکر طریقہ علیہ احمدیہ کی اشاعت کروں۔ آنجناب اس بارے میں توجہ فرمائیں اور استخارہ کریں۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے اسی وقت اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے جانے سے طریقہ کی سُبکی ہو گی۔ دوسرے دن جب شیخصاحب نے اس بارے میں جواب مانگا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے توجہ نہ فرمائی۔ اور خاموش رہے۔ لیکن حضرت خازن الرحمت رضؓ نے فرمایا کہ جو کچھ شیخصاحب نے دل میں نیت کی ہے۔ اُس کے برعکس ظاہر ہوا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ نہ جائیں لیکن شیخصاحب نے اس بات کا خیال نہ کیا۔ اور لاہور روانہ ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ شیخ صاحب رحؒ سے ناراض ہو گئے۔ کیونکہ اوّل تو شیخصاحب رحؒ نے کہا تھا۔ کہ بادشاہ ہند کے لشکر میں طریقہ احمدیہ کی اشاعت کرنا چاہتا ہوں دوسرے اس واسطے کہ انہوں نے آنجناب رضؓ کے فرمان پر عمل نہ کیا۔ شیخ صاحب اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے تمام خلفا سے افضل جانتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ مجھے حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی پرواہ نہیں۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے بے پرواہ بنا دیا ہے۔ مجھے کسی اور کی ضرورت نہیں۔ اور جو کمال میرے نصیب میں تھا۔ وہ مجھے عنایت فرما دیا گیا ہے۔ پھر میں کسی کی التجا کیوں کروں۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ شیخصاحب رحؒ کی یہ باتیں سُن کر ناراض تھے۔ جب اس سفر میں شیخصاحب سرہند کے قریب پہنچے۔ تو حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ کو شیخصاحب رحؒ کے پاس بھیجکر دریافت فرمایا کہ کیا تم نے یہ باتیں کہی ہیں۔ انہوں نے صاف انکار کیا کہ میں نے نہیں کہیں جنہوں نے یہ باتیں حضرت

قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے عرض کی تھیں۔ انہوں نے اس کے ثبوت میں گواہ پیش
کئے۔ شیخ صاحبؒ نے آکر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے معافی مانگی۔ اور عرض
کیا۔ کہ میں جناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے سمجھتا ہوں۔ اور
اپنے پیر کا قائم مقام جانتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے یہ سنکر خاموشی
اختیار کی۔ اور شیخ صاحب کو کچھ نہ فرمایا۔ لیکن چونکہ شیخ صاحب کو اپنے کشف پر
پورا بھروسا تھا۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے حکم پر عمل نہ کیا۔ اس سے
آنحضرت رضی اللہ عنہ اور بھی خفا ہو گئے کہ اول تو اُسے پوچھنا نہیں چاہئے تھا۔
اور اگر پوچھا تھا۔ تو اس پر عمل کرنا چاہئے تھا۔ القصہ جب شیخ صاحب لاہور پہنچے۔
تو بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ ہر روز افغانستان سے تین تین چار چار ہزار پٹھان
شیخ صاحبؒ کی زیارت کیلئے آتے۔ آپ کے پاس اس قدر خلقت آتی۔ کہ بازاروں اور
گلی کوچوں میں سے گذرنا مشکل تھا۔ جب بادشاہ نے سُنا کر لاہور میں ایسا شیخ آیا ہے
تو اُسے دیکھنا چاہا۔ اس مطلب کیلئے پہلے ملک العلما مولوی عبدالحکیم اور اپنے
وزیر سعد اللہ خاں کو بھیجا۔ جب وہ شیخ صاحبؒ کے پاس آئے۔ تو شیخ صاحب نے انہیں
خلوت میں آنے کی اجازت نہ دی وہ خلوت کے باہر خانقاہ میں بیٹھے رہے دیر بعد
جب آپ خلوت سے نکلے۔ تو پھر بھی اُن کی چنداں پرواہ نہ کی۔ مولوی صاحب اور
وزیر دونو جید عالم تھے۔ جب علمی مباحثہ شروع ہوا۔ تو شیخ صاحب اول تو ان کی باتوں
کو سنتے نہ تھے۔ اور اگر سنتے بھی تو جواب اور طرح ہی کا دیتے۔ مولوی صاحب نے
شیخ صاحب سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بعض معارف جو علم کلام کے متعلق
تھے۔ اور آنحضرتؓ کے چند ایک اجتہادیہ مسائل پوچھے۔ شیخ صاحب نے اُن کا جواب
کسی اور وقت پر ٹال دیا۔ صرف آنحضرتؓ کے دو تین تصرفات اور بزرگی کا ذکر کیا۔
بعد ازاں خود مولوی صاحبؒ نے ان معارف کی تحقیق بیان فرمائی۔ اور کہا۔ کہ شیخ صاحبؒ!
جہاں سے آپ کو یہ کمالات حاصل ہوئے ہیں۔ میں نے بھی اسی بارگاہ سے کسب سلوک کیا ہے
میں بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کا منظور نظر تھا۔ میں تو آپ کو اپنی جنس سمجھ کر آیا تھا
ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ سعد اللہ خاں سے بھی شیخ صاحب سرد مہری سے پیش آئے۔
دونو شیخ صاحبؒ سے رخصت ہو کر بادشاہ کے پاس گئے۔ تو سعد اللہ خاں نے بادشاہ کو

کہا۔ کہ یہ جاہل ہے پٹھان بہت اکٹھے کر رکھے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہیں فتنہ و فساد برپا کرے۔ لیکن مولوی صاحب نے اس بارے میں بادشاہ سے کچھ نہ کہا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ والا معاملہ شیخ صاحب پر بھی وارد ہوا۔ یعنی وزیر نے چغلی کھائی۔ یہ باتیں سن کر بادشاہ کا مزاج شیخ صاحب کی طرف سے منحرف ہو گیا۔ لیکن چونکہ بادشاہ خود حضرت مجدد الف ثانی رضہ کا مرید تھا۔ اس واسطے شیخ صاحب کو کوئی تکلیف نہ دی۔ صرف اتنا حکم دیا کہ شیخ صاحب حج کو چلے جائیں۔ شیخ صاحب کی نیت پہلے ہی سے حج کی تھی۔ بادشاہ کے کہنے سے حج کیلئے روانہ ہوئے۔ آپ کے مریدوں نے کہا کہ ایسے وقت میں تصرف کا اظہار کرنا چاہیئے۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بادشاہ میرا ہم پیر ہے۔ میں اس پر تصرف نہیں کرونگا۔ نیز اس طریقہ پر بادشاہ کا حق ہے جب اس بادشاہ کے باپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضہ کو تکلیف دی۔ تو اس نے آنجناب کی رہائی کیلئے بڑی کوشش کی۔ علاوہ بریں حضرت مخدوم زادہ یعنی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا باطن مبارک اس کا حامی ہے۔ ایک روز حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ سرہند کے باہر ایک باغ میں محل کی چھت پر بیٹھے تھے کہ دور سے ایک ڈولی معہ بہت سے آدمیوں کے نمودار ہوئی۔ ایک گھڑی بعد ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ کہ شیخ آدم آرہے ہیں۔ اگر حکم ہو تو حاضر خدمت ہو جائیں۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلالاؤ۔ شیخ صاحب نے حاضر خدمت ہو کر آداب قیومیت بجا لانے کے بعد معافی مانگی۔ کہ انسان سہو و خطا کا پُتلا ہے۔ اگر مجھ سے سہو و خطا سرزد ہوئی ہو جس سے جناب کی خاطر عاطر پر ملال آگیا ہو۔ تو للہ معاف فرمادیں۔ پہلے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے معاف کیا۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ نے بھی معاف فرمایا۔ اور حج کی اجازت عنایت فرمائی۔ شیخ صاحب دکن کی راہ حجاز پہنچے۔ عرب میں بھی آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ جب آپ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ پر بہت سی عنایات فرمائیں اور فرمایا یا ولدی انت فی جواری۔ بیٹا! تم میرے پڑوس میں ہو۔ نیز فرمایا۔ یَاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ اے آدم! معہ اپنی بیوی جنت میں رہو سہو۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا۔ کہ شیخ صاحب مدینہ میں فوت ہوں۔ واقعی ایسا ہی ہوا

کہ شیخ صاحبؒ نے مدینہ میں وفات پائی۔ اور حضرت خلیفہ ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے روضہ کے پاس مدفون ہوئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گنبد مبارک کا سایہ شیخ صاحب کے مرقد پر پڑتا ہے آپ کا مزار عرب میں شیخ الہدیٰ کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے۔ "یاقوت احمر" نام کتاب میں حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ حج کیلئے تشریف لے گئے تو اس وقت شیخ آدم رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو چکے تھے۔ جب کبھی آنجناب اس بقعہ میں تشریف لیجاتے۔ تو شیخ صاحبؒ کی قبر پر دیر تک کھڑے رہتے اور فاتحہ پڑھتے اور ان پر بہت بہت مہربانی کرتے۔ اور ان کی مدد کرتے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ دو دفعہ حج کیلئے گئے۔ تو شیخ صاحبؒ کی قبر پر دیر تک ٹھہر کر فاتحہ پڑھتے شیخ صاحبؒ سے کرامات کا بہت کچھ ظہور رہا۔ حتےٰ کہ چند مرتبہ مُردوں کو بھی زندہ کیا۔ آپ بنود سے سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے پا پیادہ آیا کرتے۔ تین کوس سے ننگے پاؤں چلکر آتے۔ ایک روایت یہ بھی ہے آپ بنور سے ہی ننگے پاؤں روانہ ہوتے۔ اور جنگل سے مٹی کے ڈھیلے لیکر انہیں اپنے چہرے اور داڑھی سے صاف کرکے اہل خانقاہ کے استنجے کیلئے لاتے +

اب ہم شیخ آدم بنوریؒ کے خلفا کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کی نسبت خود شیخ صاحب نے نکات الاسرار میں فرمایا ہے۔ کہ مجھے تہجد کے بعد الہام ہوا کہ اگر خواجہ قطب الدینؒ اور شیخ فرید الدین اور نظام الدین قدس سرہم العزیز اس وقت ہوتے تو مشیخت چھوڑ میرے مریدوں سے آکر فیض حاصل کرتے +

میر علیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شیخ آدم بنوریؒ کے خلیفہ ہیں نہایت متشرع اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے سخت پابند تھے۔ کہ اولیائے گذشتہ میں اُس کی مثال محال ہے۔ حتیٰ کہ جب آپ نے اپنی لڑکی کی شادی کرنی چاہی۔ تو عرب میں جا کر تحقیق کیا۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جہیز میں کون کونسی چیزیں دی تھیں۔ بعینہٖ اسی قسم کی چیزیں آپ نے بھی دیں۔ ایک رات اورنگزیب بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ جناب

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا ہے۔ بادشاہ نے وہ رات اور وہ تاریخ
لکھ رکھی۔ چند روز بعد میر علیم اللہؒ کے فوت ہونے کی خبر پہنچی۔ تو تاریخ ملانے سے معلوم
ہؤا کہ آپ اسی رات فوت ہوئے جس رات بادشاہ نے وہ خواب دیکھا تھا۔ آپ نے
حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی صحبت کا شرف بھی حاصل کیا تھا +

سید محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ میر علیم اللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ بھی والد بزرگوار
کی طرح سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پکے پیرو اور شریعت اور طریقت کے
سخت پابند تھے۔ ایک روز آپ نے صبح کی نماز کے بعد آسمان کی طرف دیکھکر فرمایا۔
کہ آج جہان میں کوئی بڑا حادثہ ہونے والا ہے۔ چند روز بعد حضرت قیوم رابع رضے اللہ
عنہ کے وصال کی خبر پہنچ گئی۔ اندازہ لگانے سے معلوم ہؤا۔ کہ آنحضرت کا وصال ٹھیک
اسی تاریخ کو ہؤا۔ جب سید محمدؒ نے فرمایا تھا۔ کہ آج جہان پر مصیبت عظیم نازل ہونیوالی
ہے + محمد صابر علیہ الرحمۃ۔ آپ میر علیم اللہؒ کے پوتے ہیں۔ آپ اپنے جد بزرگوار
کی قبر پر رہتے ہیں۔ اور اُن کے چچا سید احمد شہر میں ہیں۔ محمد صابر اپنے جد بزرگوار کے
طریقہ پر ہیں۔ آپ نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کے فرزند حضرت
محمد صدیق رضے اللہ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے +

شیخ زینؒ۔ آپ میر علیم اللہؒ کے خلیفہ مستقیم الاحوال ہیں۔ بعض آدمیوں نے آپ سے
فوائد حاصل کئے۔ اب آپکا صرف ایک بیٹا گل محمد نام ظاہری علم میں اچھا ہے اُس نے
سلوک باطنی بھی اپنے باپ سے حاصل کیا ہے +

عبد الحلیمؒ۔ آپ میر علیم اللہؒ کے مخصوص یاروں میں سے ہیں۔ شریعت اور
طریقت کے بڑے پابند ہیں +

ابو القاسمؒ۔ آپ میر علیم اللہؒ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت متشرع اور صاحب حال تھے
آپ نے حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے +

شیخ سلطانؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں فنا وبقا میں راسخ قدم تھے +

محمد عمرانؒ۔ آپ شیخ سلطانؒ کے فرزند ہیں۔ اپنے باپ کے طریقے پر کاربند تھے +

شیخ الہدیؒ۔ آپ شیخ سلطان کے خلیفہ ہیں۔ بڑے پٹھان مشائخ سے تھے۔
پہلے آپ حافظ سعد اللہ وزیرآبادی کے مرید تھے۔ بعد ازاں شیخ سلطان کے پاس آئے۔

شیخ صاحبؒ نے آپ کا نام پوچھا۔ تو کہا۔ الہدا۔ شیخ صاحب نے کہا اللہ تعالٰے کی
ہدایت تم پر ہو۔ یہ کہتے ہی شیخ الہدا پر احوال کشف ہوئے۔ شیخ الہدا مستقیم الاحوال
تھے اور باطنی توجہ اور تصرف بھی اچھا تھا۔ بہت سے پٹھانوں نے آپ سے
باطنی استفادہ کیا۔ اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
نے انہیں اجازت دی +

محمد ریاضؒ۔ آپ شیخ الہداؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ سلوک باطنی شیخ عبد الاحدؒ
سے حاصل کیا۔ پھر ڈل جان سے طریقہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالٰے عنہ میں مصروف
ہوئے۔ اپنے ذکر و شغل میں مشغول ہیں۔ میں (مصنفؒ) نے ان کی زیارت کی ہے
فی الواقعہ آپ کی حالت اچھی ہے۔ حضرات سرہند کے طریقہ احمدیہ کے خوب
پابند ہیں +

حاجی عبد اللہ کوہاٹیؒ۔ آپ حاجی بہادر کے نام سے مشہور ہیں۔ کوہاٹ کابل
کے گرد و نواح میں ایک شہر ہے۔ حاجی بہادر شیخ آدمؒ کے معتبر یاروں سے تھے۔ سلوک
باطنی اپنے شیخ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید
ہوئے۔ اور آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حاجی یار محمد پائینیؒ۔ پائین کابل کے گرد و نواح میں ایک گاؤں ہے۔ حاجی صاحب
شیخ آدمؒ کے بڑے خلفا سے تھے۔ سلوک باطنی انتہائی درجے شیخ صاحب سے حاصل کر کے
خلافت پائی۔ طریقہ احمدیہ کے پابند ہیں۔ آپ کا مزار بھی پائین میں ہے۔ جنگل کے تمام
درخت آپکے مزار کی طرف جھک کر سجدہ کرتے ہیں +

دوست محمدؒ۔ آپ حاجی یار محمد کے بھائی اور مرید ہیں۔ واقعی آپ عزیز الوجود مرد ہیں +

میر علی اکبرؒ۔ آپ دوست محمد کے خلیفہ اور طریقہ احمدیہ۔ شریعت اور طریقت
کے پکے پابند ہیں +

شیخ ماموںؒ۔ آپ حاجی محمد کے یار ہیں۔ طریقہ احمدیہ کے پورے پورے پابند ہیں +

اخون محبتؒ۔ شیخ ماموں کے خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں +

شیخ سعدی لاہوریؒ۔ آپ شیخ آدم کے خلیفہ ہیں۔ احوال باطنی کے پکے ہیں +

شیخ یحیٰیؒ۔ آپ شیخ سعدیؒ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت صاحب استقامت و

کرامت تھے۔ استغراق اور غیب بھی اچھا رکھتے تھے +

محمد عمرؒ - آپ شیخ یحییٰؒ کے مرید و مختار اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے + حافظ سعد اللہ وزیر آبادیؒ - آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ سنت نبویؐ کے پکے پابند اور طریقہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے +

اخون احمدؒ - آپ حافظ صاحبؒ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں + اخون سعادتؒ - آپ اخون احمد کے خلیفہ ہیں - نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے طریقہ پر ورع و تقوےٰ آپ کا شعار تھا پہلے آپ اخون احمد کے خلیفہ ہوئے۔ بعد ازاں جب وہ ناراض ہوئے - تو آپ نے شیخ سلطان کے بیٹے محمد عمرؒ سے سلوک حاصل کیا +

شیخ امیر علیؒ - آپ شیخ آدم کے خلیفہ ہیں - شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے +

شیخ نورؒ - آپ اخون درویزہ کے فرزند اور شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی شیخ صاحب سے حاصل کر کے خلافت پائی حضرات سرہند کے طریقہ کے پابند ہیں +

شیخ عربؒ - آپ شیخ نورؒ کے مخصوص مرید ہیں۔ شیخ عرب یار اخون عبدالحکیم فرماتے تھے کہ شیخ عرب بہت مستقیم الاحوال تھے - صبح شام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کے درس میں مشغول رہتے تھے +

شیخ فتح محمدؒ - آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں - شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں + شیخ میاں دادؒ - آپ شیخ فتح محمد کے خلیفہ ہیں صاحب استقامت و کرامت تھے - جذبہ بھی قوی تھا - بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا +

شیخ عبدالرسولؒ - آپ شیخ میاں داد کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی آپ نے اپنے والد اور شیخ امیر علیؒ دونو سے حاصل کیا - طریقہ احمدیہ کے پابند تھے +

غلام نقشبندؒ - آپ شیخ عبدالرسولؒ کے فرزند ہیں - اپنے والد کی طرح شریعت اور طریقت کے پابند ہیں +

محمد ظاہرؒ آپ شیخ عبدالرسول کے دوسرے فرزند ہیں - اپنے وقت کے ایک مشہور عالم تھے - اپنے والد کے مرید تھے +

محمد طاہرؒ - آپ شیخ عبدالرسولؒ کے تیسرے فرزند ہیں - آپ بھی اپنے عہد کے بڑے جید عالم تھے - چنانچہ معقول و منقول اور فروع و اصول کے جامع تھے - علوم عربیہ میں آپ کو خاص دسترس تھی - آپ نے بہت سی کتابوں پر حاشیے اور شرحیں لکھی چنانچہ کتاب مسلم کی شرح نہایت خوبی و وضاحت سے لکھی اور اُس کے اکثر مسائل بطور تصنیف بطریق فردیت بیان فرمائے آپ اپنے والد کے مرید تھے +

شیخ عثمان شاہجہان پوریؒ - آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں - جب بہادر خاں نے شاہجہان پور بنانا چاہا - تو شیخ آدم سے جن کا وہ مرید تھا - عرض کیا - آپ اپنے کسی خلیفہ کو حکم دیں کہ اس شہر میں بود و باش اختیار کرے - تاکہ اس کے قدم کی برکت سے شہر آباد ہو جائے - شیخ آدمؒ نے شیخ عثمان کو اس کے ساتھ کیا - تب سے شیخ عثمانؒ نے شاہجہان پور میں رہنا اختیار کیا - آپ کا مزار بھی وہیں ہے - آپ کی اولاد بھی اسی شہر میں رہتی ہے - آپ کے فرزندوں میں سے ایک کو میں (مصنفؒ) نے دیکھا ہے - جس کا نام محمد طاہر تھا اور جو نہایت عزیز الوجود تھا +

شیخ حبیبؒ - آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں - نہایت مستقیم الاحوال تھے +

حافظ عبدالغفورؒ آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں +

حافظ محمد مرادؒ - آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں - طریقہ احمدیہ کے پابند ہیں +

اخون نعیم کامہؒ - آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں ورع و تقوے آپ کا شعار تھا - میرویس کا بیٹا سلطان محمود قندھاری جو ایران کا بادشاہ ہو گیا تھا - آپ کا مرید تھا +

حاجی ولی خانؒ - آپ اخون نعیمؒ کے خلیفہ تھے - جب محمود نے ایران پر چڑھائی کرنی چاہی - تو اخون صاحب سے درخواست کی کہ جناب بھی میری مدد فرمائیں - اخون صاحب نے اپنی جگہ حاجی ولی خانؒ کو اُس کے ساتھ کیا +

شیخ عبدالرحیم و شیخ محمد رضاؒ - دونو شیخ آدم کے معتبر خلفا سے ہیں نہایت

مستقیم الاحوال تھے صاحب کرامت خوارق تھے۔ اپنے وقت کے مشہور مشائخ خیال کئے جاتے تھے حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی اُن کی بہت تعریف کی ہے اب اُن کا سلسلہ بہت جاری ہے۔ اُن کے مرید ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ اُنکی اولاد کا سلسلہ دو جگہ پر ہے۔ ایک پُرانی دلّی میں دوسرا شاہجہان آباد کے قریب پھلت نام قصبہ میں +

شیخ ولی اللہؒ۔ آپ شیخ عبدالرحیمؒ کے فرزند ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں۔ عموماً پھلت میں رہتے ہیں +

حاجی شریفؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کی پابندی اور ورع وتقوے میں مشہور تھے +

شیخ عبدالنبیؒ۔ آپ حاجی شریفؒ کے خلیفہ ہیں۔ اپنے وقت کے مشہور شیخ تھے۔ ہزارہا آدمی آپکے مرید ہوئے لاہور کا حاکم بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا بہت لوگوں نے آپسے فائدہ اٹھایا۔ بلکہ خلافت حاصل کی اس وقت شیخ آدمؒ کے طریقہ میں شیخ عبدالنبی جیسا اور کوئی نہیں۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں۔ آپ کے یار بھی مستقیم الاحوال ہیں +

شیخ بایزیدؒ۔ آپ شیخ آدم کے مشہور خلفاء سے ہیں سلوک باطنی باقاعدہ شیخ صاحب سے حاصل کرکے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کی پابندی آپکا پسندیدہ رویہ تھا آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ مرید ہوئے امر معروف اور نہی منکر آپکا شعار تھا۔ چنانچہ ایک روز جامع مسجد میں آپنے بادشاہ کو کہا تو نے اپنے لڑکیوں کو کیوں بٹھا رکھا ہے۔ کیوں اُن کا نکاح نہیں کرتا۔ شائد تو اپنے آپ کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا خیال کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اب میں ضرور اُن کا نکاح کردونگا حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ بایزید کی وفات کے بعد اُن کے مزار پر خلقت کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے۔ کہ دہلی کے اولیا مثل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کے مزار پر بھی اتنا ہجوم نہیں ہوتا +

شیخ فیروز خواجہ مکیؒ۔ آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے +

خواجہ محمد امین مکیؒ - آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں - آپ نے بیس سال تک شیخ صاحب کی خدمت کی طریقہ علیہ احمدیہ پر نہایت مستعدی اور استقامت سے کاربند تھے - حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت سے بھی مشرف ہوئے - آپ نے ایک کتاب لکھی ہے - جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ - آنحضرتؒ کے خلفاء و فرزندوں کے حالات خصوصاً شیخ آدم کے حالات نہایت شرح و بسط سے لکھے ہیں - بلکہ اس کتاب کی تصنیف سے اصل غرض شیخ آدم کے حالات کا لکھنا تھا - ضمناً آنحضرت رضے اللہ عنہ اور اُن کے فرزندوں اور خلفا کے بھی حالات لکھے ہیں +

حافظ محمد شفیعؒ - آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں - محمد رحیمؒ جو جو اپنے زمانے کے جید عالم تھے - فرماتے ہیں کہ میں لڑکپن میں تحصیل علم میں مشغول تھا - تو اکثر حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا - حافظ صاحبؒ نے مجھے نگاہ لطف سے دیکھا - جب میں نے اُستاد کی خدمت میں جا کر سبق پڑھنا چاہا - تو مجھ پر ایک خاص حالت طاری ہوئی - جس کی کیفیت میں اس وقت کچھ نہ سمجھ سکا - لیکن میرے اُستاد جنہوں نے بزرگوں کی خدمت کی تھی - مجھ سے پوچھتے تھے - کہ تم پر کس بزرگ کی نظر عنایت ہے - جب سن تمیز کو پہنچا اور فقرا کی خدمت میں آنے جانے لگا - تو اس وقت مجھے مذکورہ بالا حالت کی کیفیت اور مجھ پر نگاہ لطف کرنے کی غرض معلوم ہوئی +

ذکر در بیان مشائخ و علما و شعرا و سلاطین کہ ہمعصر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بودہ اند

شاہ سکندر قادریؒ - آپ شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں - انہیں کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے فرمایا ہے - کہ آفتاب پر تو بے تکلف نگاہ ڈال بھی سکتے ہیں لیکن شاہ کمالؒ کے پوتے شاہ سکندرؒ کے قلب پر بسبب نور کی شعاعوں کے نگاہ ڈالی نہیں جا سکتی - حضرت غوث اعظم رضے اللہ عنہ نے جو خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے واسطے چھوڑا تھا - وہ شاہ سکندرؒ نے ہی آنحضرتؒ کو پہنچایا جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے +

شاہ فضل اللہ برہانپوریؒ۔ آپ اپنے وقت کے مشہور شیخ اور حضرت مجدد الف ثانی کے ہمعصر تھے۔ نہایت مستقیم الاحوال۔ صاحب کرامات ظاہرہ و خوارق باہرہ تھے آپ نے بھی آنحضرت رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قیومیت کا اقرار کیا تھا جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔

شاہ عیسٰی برہانپوریؒ۔ آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں اپنے وقت کے مشہور شیخ تھے۔ آپ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات کو برضا و رغبت قبول کیا۔

شیخ نظام نار نولیؒ۔ ہندوستان کے مشہور شیخ اور آنحضرتؓ کے ہمعصر تھے۔

شیخ نظام تھانیسریؒ۔ آپ شیخ جلال تھانیسریؒ کے خلیفہ اور آنحضرتؓ کے ہمعصر تھے۔ نہایت صاحب تصرف و کرامات تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دو تین مکتوبات آپ کے نام تحریر فرمائے ہیں۔

شاہ قاسم سلیمانیؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہمعصر نہایت عزیز الوجود اور صاحب جذبہ قوی تھے۔ آپ سے بکثرت کرامات ظاہر ہوئیں خلقت کا رجوع آپ کی طرف بہت تھا۔ حتٰی کہ بادشاہ نے ڈر کر آپ کو قلعہ چنار میں قید کر دیا۔ وہیں آپ نے وفات پائی اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔

خواجہ خاوند محمود لاہوریؒ۔ آپ ماوراء النہر کے بزرگزادوں میں سے ہیں لیکن لاہور میں آکر سکونت اختیار کی اور یہیں وفات پائی۔ اب آپ کا مزار لاہور میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ آپ کے حق میں فرماتے ہیں کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ ہیں۔ اور جذبہ موروثی انہیں حاصل ہے۔ چنانچہ اس کا حال تجدید الف و قیومیت کے نویں سال میں لکھا گیا ہے۔

شاہ فتح اللہ سنبھلیؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر اور شیخ سلیم چشتیؒ کے خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں۔

سید میرکشاہ بلخیؒ۔ آپ بلخ کے بڑے مشائخ سے تھے۔ جب آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا شہرہ سنا۔ تو بے اختیار ہو کر آنحضرتؓ کی خدمت

میں عرضی لکھی۔ جس میں آنحضرت رضے اللہ عنہ کے کمالات کا اقرار اور طلب توجہ غائبانہ کی التماس مندرج تھی +

میر مومن بلخی ؒ۔ آپ خراسان کے مشائخ اکابر سے تھے۔ آنحضرت رض کے غائبانہ مرید ہوئے۔ آپ کا مفصل حال تجدید الف کے بائیسویں سال میں لکھا گیا ہے +

مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی ؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر بلکہ مرید تھے۔ معقول منقول اور فروع وصول کی تمام متداولہ کتابوں پر آپکے حاشئے ہیں۔ اور آپ نے اُن کی شرحیں لکھی ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح بغیر ان کتابوں کے مسائل کا حل نہیں ہوسکتا۔ آپکے مرید ہونے کا حال پہلے مفصل لکھا گیا ہے +

مولوی عبدالحق دہلوی ؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر اور ہندوستان کے بڑے مشہور اور جید عالم تھے مدارج النبوت، جذب القلوب، دیار المحبوب، تاریخ مدینہ، تکمیل الایمان، شرح مشکوٰۃ وغیرہ کتابیں آپ ہی کی تصنیف ہیں۔ آپنے اپنے بیٹے کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجکر پوچھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جو حضرت یوسف علیہ السلام پر اتنے فدا تھے اس میں بھید کیا تھا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے اس کا مفصل جواب لکھکر عنایت کیا۔ چنانچہ اس کا ذکر بھی تجدید الف کے اکیسویں[21] سال میں لکھا گیا ہے۔ مولوی صاحب ؒ اس جواب کو دیکھکر دنگ رہ گئے۔ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے معتقد اور آپکے کمالات کے مقر ہوئے +

مولٰنا جمال لاہوری تلوی ؒ۔ آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر اور مرید تھے۔ ہندوستان کے بڑے جید عالموں میں شمار ہوتے تھے۔ بلکہ جب اکبر کے وزیر ابوالفضل نے تفسیر بے نقط لکھنے کیلئے تمام علماے ہندوستان کو بلایا۔ تو اُن میں مولٰنا جمال ؒ اول نمبر پر تھے۔ آپکے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے +

مولٰنا حسن قبادانی ؒ۔ آپ خراسان کے بڑے جید عالم اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ آپ آنحضرت رض کے غائبانہ مرید ہوئے +

مولٰنا نولک ؒ آپ ماورالنہر کے بڑے علما سے تھے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ آپ نے جب آنحضرت رضے اللہ عنہ کے کمالات اور کلام کو سُنا۔

تو بہت معتقد ہوئے۔ اور غائبانہ مرید ہو گئے۔ چنانچہ ان دونو عالموں کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے وقت میں عرفی، ظہوری، شیدہ، طالب، کلیم، طالب املی، شوکت بخاری، اور قاسم انوری وغیرہ شعرا تھے۔ قصائد عرفی اور ساقی نامہ ظہوری مشہور ہیں۔ ساقی نامہ کے حسب ذیل دو قطعے مجھے (مصنف) پسند آئے۔ قطعہ

اگر خامہ چوں لب نمی پر کند — گذر بر خیابان مسطر کند
حرف نقطہ وجملہ از بوے ہم — سیہ مست رفتند بر روئے ہم

قطعہ

خبر دہ زیک رنگی دوستاں — کہ بودند چوں گل دریں بوستاں
چمن اتر و تازہ آراستند — چو شبنم نشستند و برخاستند

کلیم کی ایک غزل بھی پسند آئی جس کا ایک شعر یہ ہے

ہنوز اندک شعور دارم ز من مگذر
بچشم مست خود تکلیف دہ ایں جام خالی را

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد میں حسب ذیل بادشاہ تھے۔ ہندوستان میں جلال الدین اکبر بادشاہ تھا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی ابتدا اسی بادشاہ کے عہد میں ہوئی۔ اور انتہا اس کے بیٹے جہانگیر کے عہد میں ہوئی۔ اکبر دین سے مرتد ہو گیا تھا۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ اور جہانگیر بھی آخری عمر میں آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا مرید ہوا۔ آنحضرت رضؓ نے اسے نجات ومغفرت کی خوشخبری سنائی۔ توران میں ان دنوں عبداللہ خان اوزبک حکمران تھا۔ وہ بھی غائبانہ آنحضرت رضے اللہ عنہ کا مرید تھا۔ ایران میں اس وقت شاہ عباس کی حکومت تھی۔ جو شیعہ مذہب تھا۔ عبداللہ خان اوزبک شاہ توران نے حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے حکم سے شاہ عباس والئے ایران سے جنگ کی۔ کیونکہ اُسے مذہب سنت وجماعت پر لانا چاہتا تھا جس میں شاہ عباس کو شکست ہوئی۔ چنانچہ یہ سار قصہ تجدید الف کے

ساتویں سال میں مفصل لکھا گیا ہے ✤

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق

✤

قصیدہ

در شان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

از نتائج طبع حافظ فتح محمد فاروقی دہلوی حنفی قادری چشتی نظامی فخری نیازی المتخلص بہ حقیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہوا ہوں جب سے دیوانہ مجدد الف ثانی کا ۔ میں ہوں مشہور مستانہ مجدد الف ثانی کا

چلو اے تشنگانِ بادۂ وحدت یہ چل کر ۔ رواں ہے فیض میخانہ مجدد الف ثانی کا

وہ فاروقی نسب ہیں مشرب اُن کا نقشبندی ہے ۔ طریقہ ہے شریفانہ مجدد الف ثانی کا

وہ شمع دین احمد ہیں اور احمد نام ہی اُن کا ۔ دلِ عالم ہے پروانہ مجدد الف ثانی کا

محبت جن کو اہل اللہ سے ہو گئی ہی دل سے ۔ سنا کرتے ہیں افسانہ مجدد الف ثانی کا

سلاسل چار ہیں جو سب کے سب آپس میں یکدل ہیں ۔ نہیں ہے کوئی بیگانہ مجدد الف ثانی کا

خودی سے دور رہے ہر دم رہا کرتا ہے وہ بے خود ۔ پیا ہے جس نے پیمانہ مجدد الف ثانی کا

خدا اور مصطفےٰ کا اور وہ ہے اصحاب کا پیرو ۔ بجا لاوے جو فرماتا مجدد الف ثانی کا

حقیر اہل قیامت سب کہینگے دیکھ کر مجھ کو
وہ دیکھو آیا دیوانہ مجدد الف ثانیؓ کا

تمام شد

اُردُو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ رُکن دوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

در بیان احوال حضرت ایشاں عُروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی معصوم زمانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر ولادت باسعادت آنحضرت و احوال ایام صبا و شباب و تربیت یافتن در علم ظاہر و باطن از والد بزرگوار خود و بیان بشارات کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ در حق حضرت عروۃ الوثقےٰ فرمودہ اند و رسیدن آنجناب بہ منصب قطب الاقطابی و قیومیت :-

نظم

کنوں گویم از قبلۂ اولیا ۔۔۔ امامِ جہاں سرورِ اصفیا
چو معصوم بود از خطا و خطر ۔۔۔ بِسفتند در نامِ او ایں گہر
نبی نیست لیکن برنگِ نبی ۔۔۔ بجو شد زکوئش ہزاراں ولی
یزید از نگاہش شود بایزید ۔۔۔ شقی گر در آید بر آید سعید
سرشتند از نورِ حق خاکِ او ۔۔۔ بود چوں نبی طینتِ پاکِ او
جہاں را بذاتش چہ در سر بود ۔۔۔ عرض را چہ نسبت بجوہر بود
بوے گفت آں احمدِ نامدار ۔۔۔ کہ اے ثانئے من دریں روزگار
تو آخر چو من قطبِ دوراں شوی ۔۔۔ زمن ایں بشارت بیاد آوری
دریں لوح یکحرف نگذاشتی ۔۔۔ ہر آنچہ نہادم تو برداشتی

حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

کے تیسرے فرزند ہیں۔ جناب کی ولادت باسعادت بروز سوموار ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ ہجری کو ہوئی۔

واقعہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سے منقول ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب میرا فرزند حضرت محمد معصومؒ پیدا ہوا۔ تو مجھ پر بے خودی طاری ہوئی۔ اس بیخودی میں کیا دیکھتی ہوں کہ مشرق سے مغرب تک تمام جہان روشن ہو گیا ہے۔ اور ہزارہا فرشتے اور نبی ہمارے گھر میں جمع ہوئے ہیں۔ اور مجھے مبارکباد دیتے ہیں کہ یہ نور جس سے تمام جہان روشن ہو گیا ہے۔ تیرا فرزند ہے۔ جس کے وجود کے نور سے جہان اور اہل جہان دونوں روشن ہو جائینگے۔ اور اس کی ہدایت و ارشاد کا نور اُس کے خلفا اور فرزندوں کے ذریعہ سے قیامت تک قائم رہیگا۔

واقعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے فرزند محمد معصومؒ کے پیدا ہونے کے دن خواب میں دیکھا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام دوسرے انبیاء اولیا اور اصحاب سمیت شہر سرہند میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اور تمام انبیاء اولیا اور اصحاب حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبارکباد دے رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے فرماتے ہیں کہ تمہارا یہ فرزند میری امت کے تمام اولیا سے افضل ہے۔ اور کمالات اور قرب الٰہی کے تمام مدارج میں تمہارے ساتھ ساتھ ہے۔

پدر نور و پسر نور است مشہور — ازیں جا فہم کن نور اً علےٰ نور

اور میرے تمام کمالات اور اسرار کا وارث کامل اور حامل ہوگا۔ میری امت کا ارشاد۔ ہدایت اور فیض اسی کی طفیل سے ہوگا۔ اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔ اس کے فرزند بھی اس کی طرح ہادی و مہدی خلق ہونگے۔ اور میری امت کے تمام اولیا سے افضل ہونگے اور اس کی آمد تمہارے حق میں بہت مبارک ہے۔ کیونکہ اب عنقریب تمہیں وہ کمالات عنایت ہونگے۔ جو اس سے پہلے کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئے۔ اور پھر وہ کمالات اس فرزند کے وسیلے سے جہان میں پھیل جائینگے۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے فرمایا۔ کہ حضرت محمد معصومؒ کی ولادت ہمارے حق میں ازبس مبارک ہوئی۔ کہ اسکی پیدائش کے بعد انہیں دنوں حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہ العزیز ماوراء النہر سے ہندوستان آئے۔ اور میں نے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ دیکھا سو دیکھا۔

چنانچہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت معہود سے مشرف ہوا۔

خلعت تجدید الف و قیومیت پہنی۔ یہ تمام کمالات محمد معصومؒ کے آنے کی برکت سے حاصل ہوئے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فرزند اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے ابتداء سے انتہا تک بلکہ ابدالاباد تک معصوم ہیگا۔ اس واسطے اس کا نام محمد معصوم رکھنا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق محمد معصوم نام ابو الخیرات کنیت اور مجدد الدین لقب مقرر فرمایا ؎

مرشدے کز عصمتش کلکِ قضا   نام پاکش زد بمعصومی رقم

آنکہ در سایہ نشیند آفتاب   قدر او آنجا کہ افراز د علم

مے سزد گرے بزر احسان او   کاسۂ دریوزہ گردد جام جم

حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی بچپن میں عام بچوں کی طرح نہیں رویا کرتے تھے۔ اور بول و غائط کا کپڑوں پر کہیں نشان نہ ہوتا تھا۔ اگر کبھی اتفاقاً ننگے ہوجاتے تو جھٹ پٹ اپنے آپکو ڈھانپ لیتے۔ آپ دایہ سے کبھی دودھ نہ مانگتے وہ خود ہی آپکے دہن مبارک میں پستان رکھتی۔ ماہ رمضان میں دن کے وقت ہرگز دودھ نہ پیتے تھے دایہ بہتیرا پستان آپ کے دہن مبارک میں رکھنا چاہتی لیکن آپ منہ پھیر لیتے۔ نماز مغرب کے بعد پیٹ بھر دودھ پیا کرتے۔ ایک دفعہ ماہ رمضان میں لوگوں کو شبہ ہوا۔ کہ شائد چاند نکلا ہے یا نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ دریافت کرو کہ آج محمد معصوم نے دودھ پیا ہے یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ نہیں پیا۔ حضرت قیوم اوّل نے فرمایا کہ آج سے ماہ رمضان شروع ہے۔ نیز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ جب محمد معصوم نے بات کرنا شروع کی تو پہلے توحید فنا اور بقا کے بارے میں باتیں شروع کیں۔ تجلّی ذات کی حقیقت جامعہ کی بابت خبر دیتا اور کہا کرتا تھا۔ کہ میں آسمان ہوں۔ میں زمین ہوں میں عرش ہوں۔ میں کرسی ہوں۔ میں لوح ہوں میں قلم ہوں۔ میں فلاں ہوں میں فلاں ہوں وغیرہ وغیرہ ✤

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے فرزند محمد معصومؒ کی عمر ابھی تین سال کی تھی۔ کہ حق تعالٰے نے اپنے فضل و کرم سے اولیائے امت کے تمام کمالات اسے عنایت فرمائے۔ اور تجلی ذات کا مرحلہ طے کر کے ذات بحت تک پہنچ گیا۔ اور قیومیت کے آثار اور محبوبیت کے اطوار لڑکپن ہی سے ظاہر ہونے لگے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ یہ فرزند قیوم زمانہ اور پروردگار کا محبوب خاص ہوگا ✤

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو شیر خوارگی کی حالت میں مجلسوں اور محفلوں میں لایا جاتا۔ تو لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے۔ "السلوک السلوک"۔ اور جب کسی کو دیکھتے تو سلام علیک کی بجائے سلوک کی باتیں بیان کرتے۔ اسی وقت لوگوں کے باطن پر اثر ہو جاتا۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی ان باتوں کا بچپن میں مشاہدہ کیا۔ تو فرمایا کہ قرب راہ خدا میں بوڑھے جوان، بچے اور عورتیں سب برابر ہیں۔ اور ہر ایک پر فیض کے انوار مختلف ہیں۔ یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے۔ اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف مع قرأت و تجوید حفظ کر لیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات کے ظہور کا منتظر تھے۔ کیونکہ آنجناب سے ہر روز عجیب و غریب امورات ظہور میں آتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ علم ظاہر ضروری ہے اس سے جلدی جلدی فارغ ہو جاؤ کیونکہ مجھے تم سے بہت سے کام لینے ہیں۔ حضرت قیوم ثانی نے معقول و منقول کی تمام کتابیں خوب تحقیق و تدقیق سے پڑھیں۔ اور گیارہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو گئے۔ ابھی آنجناب کی عمر تیرہ سال کی تھی کہ حضرت قیوم اول رضؓ نے آپ کو قطب الاقطابی کی خوشخبری سنائی جب آنجناب بالغ ہوئے تو حضرت قیوم اول رضؓ نے آپ کی شادی کرنی چاہی۔ اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو نکاح کا اذن نہ ملا۔ مدت تک اس بارے میں ملتجی رہے۔ ایک روز آپ پیشاب کرنے کے لئے چھت پر گئے۔ بیٹھنے کے بعد دیکھا کہ گیہوں کے چند دانے وہاں پڑے ہیں۔ بہ سبب ادب وہاں پیشاب نہ کیا۔ ویسے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ گیہوں کے دانے ناپاک مقام پر پڑے تھے۔ آپ نے انہیں وہاں سے اٹھا کر پاک کر کے کھا لیا۔ اسی اثنا میں آپ کو الہام ہوا۔ کہ تمہیں تمہارے فرزند کے نکاح کی اجازت ہم نے دے دی۔ اور ساتھ ہی منکشف فرمایا۔ کہ اس کام سے ہم نے اس واسطے روکا تھا۔ کہ ہمیں غیرت آتی تھی۔ کہ محمد معصوم کا تعلق دنیا سے ہو۔ چونکہ اس کے ارادہ میں تھا۔ کہ آنجناب کے فرزند بارگاہ الٰہی کے مقرب ہونگے۔ اور دین و دنیا کا کارخانہ اس کے حوالے ہوگا۔ اس واسطے نکاح کا حکم جناب الٰہی سے صادر ہوا۔ حضرت قیوم ثانی کا نکاح حضرت قیوم اول کے خاص خلیفہ میر صغیر احمد رومی

کی دوسری بیٹی رقیہ سے ۲۷ ذوالحجہ ۱۰۲۱ھ ہجری کو ہوا آنجناب کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے +

ذکر در بیان

پوشیدن خلعت قطب الاقطابی وقیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی امام المعصوم و بر مسند ارشاد نشاندن و قائم مقام خود کردن حضرت مجدد الف ثانی عروۃ الوثقیٰ را و بیان معاملات بزرگ و کلمات مدحیہ سترگ کہ حضرت قیوم اول در حق قیوم ثانی معصوم ربانی فرمودہ اند:-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس بندہ نے جب کہ اس کی عمر تقریباً چودہ سال کی تھی حضرت قیوم اول کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنے آپ سے ایسا نور نکلتا ہوا دیکھتا ہوں جس سے تمام جہان منور ہے اور وہ تمام موجودات کے ذرے ذرے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اگر وہ نور غائب ہو جائے۔ تو جہان تاریک ہو جائے آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خوشخبری دی۔ میری اس بات کو یاد رکھنا۔ کہ تم اپنے وقت کے قطب ہو گے +

پھر ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جو وعدہ کیا گیا تھا پورا ہوا اور خوشخبری کے آثار ظاہر ہوئے +

خواجہ ہاشم کشمیؒ اور ملا بدر الدینؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؓ فرماتے تھے کہ ہماری نسبتوں کا اقتباس محمد معصومؒ نے اس طرح کیا ہے جس طرح صاحب شرح وقایہ نے وقایہ کو پڑھنے اور حفظ کرنے میں کیا۔ چنانچہ وہ شرح وقایہ کے خطبہ میں لکھتا ہے کہ جوں جوں مجھے میرے جد امجد نے پڑھایا میں ساتھ ساتھ اسے حفظ کرتا گیا +

نیز حضرت عروۃ الوثقیٰ ایک سو بانویں مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جناب سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم کی خلقت کا کچھ بقیہ رہ گیا تھا سو وہ بقیہ آنحضرت کی امت کے ایک صاحب نصیب کو عطا ہوا اور اس کی طینت کا خمیر اسی بقیہ سے کیا گیا اور اسی بقیہ کے مطابق اصالت سے بھی اسے حصہ ملا اس فرد کی طینت کے خمیر سے جو کچھ باقی بچا وہ

اس فرد کے فرزندوں میں سے ایک کو نصیب ہوا۔ اصالت کا جو حصہ مہدئ موعود کے نصیب ہے وہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی وساطت سے ہے۔ اس صاحب دولت فرد اور اُس کے فرزند سے مراد حضرت قیوم اوّل اور حضرت قیوم ثانی ہیں یعنی حضرت مجدد الف ثانی اور آنجناب کے فرزند ارجمند امام معصوم رضؓ خود حضرت قیوم اوّل نے قیوم ثانی کو طینت اور اصالت کی خوشخبری سُنائی حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی نے مجھے فرمایا کہ اصالت سے کچھ حصہ تمہیں نصیب ہے۔ محبوبیت تمہارے وجود میں ودیعت ہے۔ یعنی فرمایا کہ محبوبیت ذاتی اور کمال انفعالی دونو قیوم ثانی میں ہیں۔ محبوبیت ذاتی سوائے حضرت مجدد الف ثانی کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئی +

محبوبیت کی تین قسمیں ہیں۔ افعالی۔ صفاتی۔ ذاتی۔ کامل اولیائے محبوبیت انفعالی تک پہنچتے ہیں۔ اور صفاتی اکمل اولیا کو نصیب نہیں ہوتی ہے۔ لیکن ذاتی صرف حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلّم سے مخصوص ہے۔ یا حضرات قیوم اربعہ رضی اللہ عنہم بہ سبب وراثت و پیروی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سے مشرف ہوئے۔ محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلّم پر موقوف ہے۔ سو طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلّم سوائے قیوم اربعہ رضؓ کے اور کسی کو نصیب نہیں +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے سنہ ۳۲ ہجری میں حضرت عروۃ الوثقٰے کو اپنا قائم مقام بنایا اور اپنے سامنے مسند ارشاد پر بٹھا کر خلعت قیومیت پہنائی۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں اس کا مفصل ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ اجمیر میں تھے کہ حضرت عروۃ الوثقٰے کو لکھا۔ کہ جو خلعت مجھے حاصل تھی وہ مجھ سے جدا کی گئی۔ اس وقت میرے دل میں خواہش ہوئی کہ خلعت مذکور میرے فرزند محمد معصوم کو ملے۔ ایک لحہ بعد میں نے دیکھا کہ وہ خلعت میرے فرزند محمد معصوم کو عطا ہوئی۔ اس خلعت زائلہ سے مراد قیومیت ہے۔ جس کا تعلق تربیت اور ارشاد سے ہے اس عرصہ میں ارشاد و ارتباط کا باعث وہی خلعت قیومیت تھی۔ یہ پڑھکر حضرت عروۃ الوثقٰے رضؓ بہت جلدی اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت قیوم اوّل رضؓ نے آپ پر بہت مہربانی کی اور خلوت میں بلا کر خلعت قیومیت عنایت فرمائی +

جیسا کہ حضرت عروۃ الوثقٰے مکتوب ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ جس وقت حضرت قیوم اوّل رضؓ نے

مجھے خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ تو خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ میرا اس جہان سے تعلق کا سبب صرف یہی معاملہ قیومیت تھا۔ جو تمہیں عنایت کیا گیا ہے۔ اب اس جہان فانی میں میرا رہنا لاحاصل ہے۔ سو میں عنقریب یہاں سے رخصت ہونے والا ہوں۔ گو مجھے خلعت قیومیت سے گونہ مسرت ہوئی۔ لیکن یہ بات سنکر جگر کباب ہو گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ جب آنحضرت نے میری یہ حالت دیکھی۔ تو از راہ لطف و کرم فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا طریقہ یہی ہے کہ ایک کو اپنی طرف بلاتا ہے اور دوسرے کو اس کا قائم مقام بناتا ہے ؛

جب جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف بلایا تو آنحضرت کا قائم مقام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بنایا اور جب انہیں اپنے پاس بلایا تو اُن کی جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بٹھایا۔ اور جب اُن کا وصال ہوا تو ان کا جانشین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ اور جب وہ دار البقا میں تشریف لے گئے تو اُن کا قائم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مقرر کیا ؛

چونکہ مجھے اس بات کی قابلیت اپنے آپ میں معلوم نہ ہوتی تھی۔ اور علاوہ ازیں رنج والم بھی دل میں بکثرت تھا۔ اس واسطے ہاں یا نہیں کچھ نہ کہ سکا۔ اور جن امور کا انکشاف ضروری تھا۔ اُن میں سے بھی کسی کا ذکر نہ کر سکا جب آنحضرتؓ نے فرمایا کہ میری قیومیت کی نسبت تمہاری قیومیت پر چنداں زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ تو پھر بھی بکثرت رنج والم میں اُس کی وجہ نہ پوچھ سکا۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مجھے حد سے زیادہ غمگین دیکھا۔ تو فرمایا کہ ابھی میرے کوچ میں تھوڑی مدت باقی ہے۔ لیکن دیکھتا ہوں کہ اب مجھے کس واسطے دنیا میں ٹھہرانا ہے۔ متوجہ ہو کر ایک لمحہ بعد فرمایا کہ تمہارا قیام مجھ سے اور افراد عالم کا قیام تم سے ہے۔ اس سے مجھے ایک گونہ تسلی ہوئی اس واقعہ کے کچھ دن کم ایک سال تین ماہ بعد آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ چنانچہ یہ واقعہ ذوالحجہ سنہ ۱۰۳۲ ہجری کے پہلے عشرے کا ہے۔ اور آنجناب کا وصال ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۴ ہجری کو ہوا ؛

واضح رہے کہ قیوم اس جہان میں خلیفہ حق اور اس کا نائب مناب ہوتا ہے جہان اور اہل جہان کا قبلہ توجہ وہی ہوتا ہے۔ خواہ انہیں معلوم ہو یا نہ ہو۔ غوث قطب اور فرد تمام اس کے اردلی اور خادم ہوتے ہیں۔ تمام اولیا اُس کے زیر سایہ ہوتے ہیں۔ اہل جہان کا قیام اُس کی ذات سے وابستہ ہوتا ہے۔ کیونکہ افراد عالم اس کے اسماء وصفات کے مظاہر ہوتے ہیں۔ کوئی اور ذات ہونی چاہیئے تاکہ تمام اعراض و اوصاف اس سے قائم ہوں ؛

اللہ تعالےٰ کا یہ طریقہ ہے کہ عرصہ دراز کے بعد کسی عارف کو ذات سے کچھ عنایت کرتا ہے۔ جسے ذات موہوب کہتے ہیں۔ جو بطور خلافت و نیابت جہان کا قیوم ہوتا ہے۔ اور تمام چیزیں اسی سے قائم ہوتی ہیں۔ یوں سمجھو کہ قیوم پروردگار کا وزیر اعظم۔ نائب اتم اور خلیفہ اکبر ہوتا ہے۔ قیومیت کی خدمت طینت اور اصالت پر موقوف ہے۔ قیومیت کی تعریف اس کتاب کے پہلے حصہ میں مفصل درج ہو چکی ہے تمام اولیائے امت میں سوائے قیوم اربعہ کے اور کسی کو یہ خدمت میسر نہیں ہوئی۔ جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات سرور عالمیان صلے اللہ علیہ وسلّم کے عہد مبارک سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ ہر ہزار سال بعد ایک پیغمبر اولوالعزم آیا کرتا تھا۔ لیکن اس آخری زمانہ میں آنحضرتؐ کی تبعیت و وراثت سے یکے بعد دیگرے چار ہوئے۔ کیونکہ قیامت قریب تھی۔ اور استحکام دین نہایت ضروری تھا۔ "کشف الحقائق مقامات قیومیت" میں قیوم اربعہ کا یکے بعد دیگرے مبعوث ہونا معہ اسباب و وجوہ مفصل بیان کیا گیا۔ اگر کچھ شک و شبہ ہو تو وہاں سے دیکھ لیں +

نیز حضرت عروۃ الوثقےٰ ایک مکتوب میں قیومیت کا بیان یوں تحریر فرماتے ہیں "کہ قیوم ایک عارف کامل لقائے ذاتی سے مشرف اور علم کے آئینے میں اس کے جمال کا مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے اُس کی ذات کو کلی اور اجمالی طور پر دیکھتا ہے۔ جہان کی تمام چیزیں اس کی مظاہر تفصیل اور اس کی ذات کی معائن ہوتی ہیں۔ تمام افراد جہان کو اس طرح گھیرے ہوتا ہے جیسے کل اپنے جزو کو۔ بعض ذات کو بذریعہ صفات احاطہ کئے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ذات و صفات ہر دو کا مظاہر ہوتا ہے۔ یہ آخری قسم افراد سے مخصوص ہے۔ اور یہ عنقا صفت ہوتے ہیں۔ اگر ہزار ہا سال بعد بھی ایک ایسا پایا جائے تو بھی غنیمت ہے" +

نیز حضرت عروۃ الوثقےٰ لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے خواجہ محمد صادق کو فرمایا کہ حق تعالےٰ نے جو سابقین کے زمرے کی بابت فرمایا ہے ثلۃ من الاوّلین وقلیل من الاٰخرین۔ جب میں نے ان کے بارے میں غور سے نگاہ کی تو اپنے آپ کو قلیل من الاٰخرین میں پایا۔ اور اپنے ایک فرزند محمد معصوم کو بھی وہاں دیکھا +

مؤلف کتاب کہتا ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی کے فرزند بھی قلیل من الاٰخرین میں شامل ہیں۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد معصوم کو فرمایا تھا۔ کہ تمہارے فرزند بھی تمہاری طرح ہونگے۔ اور تیری مجلس میں میری طرح بیٹھیں گے۔ اور تجھ سے توجہ باطنی کے خواستگار ہونگے۔

یہاں پر یہ خیال نہیں کرنا چاہیے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند عین حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں فرق ہوتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی کے فرزندوں کے کمالات حضرت مجدد الف ثانی کے کمالات کی طرح ہونگے۔ یعنی طینت اصالت قیومیت وغیرہ اُن میں ہونگی۔ حضرت قیوم اول کے باقی مخصوص کمالات بھی اللہ تعالےٰ نے آپ کے چھ فرزندوں کو عطا فرمائے۔ حضرت مجدد الف ثانی ؒ نے حضرت قیوم ثانی رضہ کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن اُمت محمدی صلے اللہ علیہ وسلّم کے گنہگاروں کو دوزخ سے رہائی تمہارے وسیلہ سے نصیب ہوگی۔

حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام معصوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار کے خلوت خانہ میں سوئے ہوئے تھے۔ اس اثنا میں آنحضرت رضہ تشریف لائے۔ تو خادم نے خلوت خانے کا دروازہ کھول کر حضرت قیوم ثانی کو جگانا چاہا۔ لیکن حضرت قیوم اول نے بمبالغہ دروازہ کھولنے سے منع فرمایا۔ باہر دھوپ میں اس وقت تک انتظار کرتے رہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی بیدار ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی بیدار ہونے کے بعد بڑی جلدی سے باہر آئے۔ اور آداب بجالائے۔ جب حضرت قیوم اول اندر تشریف لائے تو فرمایا کہ ہم اس واسطے باہر کھڑے رہے۔ کہ کہیں دروازہ کھولنے یا آواز سے محمد معصوم جو پروردگار کا خاص محبوب ہے۔ جاگ نہ پڑے۔ اور حق تعالےٰ کی مرضی کے خلاف ہم سے سرزد نہ ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔ کہ محمد صادق کو ہم ولایت موسوی سے ولایت محمدی میں لائے۔ اور محمد سعید کو ولایت ابراہیمی سے ولایت محمدی میں لانا چاہتے ہیں۔ اپنے فرزند محمد معصوم کی نسبت کیا لکھوں وہ بالذّات محمدی مشرب ہے۔ حضرت قیوم اول نے جن مقامات اور کمالات کو اپنے سے منسوب فرمایا ہے ان میں حضرت قیوم ثانی کو بھی اپنا شریک بتایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تمام کمالات حق تعالےٰ نے محمد معصوم کو بالاصالت عنایت فرمائے ہیں۔ اس میں کسی طرح سے وسیلہ نہیں ہوا۔

حضرت قیوم اول ؒ نے حضرت قیوم ثانی سے جب قرآنی مقطعات کے اسرار بیان فرمائے۔ تو تمام شیطانوں اور جنوں کو خشکی پر سے اٹھا کر سمندر کی تہ میں قید کر دیا۔ اور فرشتوں نے اس مجلس کے گرد حلقہ باندھا اور آسمان تک اپنے پر پھیلائے تاکہ کوئی شیطان یا جن

وغیرہ چوری چوری سن لئے۔ تین دن اور تین رات ایک ہی جلسہ میں صرف حرف قاف کے اسرار بیان فرمائے۔ بعد ازاں باقی حروف مقطعات کے اسرار حضرت قیوم ثانی کو مسند ارشاد پر خود بخود منکشف ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اسرار مقطعات تمہارے باطن میں تھے لیکن تمہیں معلوم نہ تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے سفر اجمیر سے واپس آکر خلوت اختیار فرمائی۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مسند ارشاد پر بٹھایا اور اپنے تمام خلفا و مریدین کو آپ کے حوالے کیا۔ حضرت قیوم اوّل کے تمام اصحاب حضرت قیوم ثانی کے حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے! ور انہیں کی بیعت کرتے تھے! ور انہیں سے باطنی توجہات حاصل کرتے تھے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ صرف جمعہ کے روز خلوت سے باہر تشریف لاتے۔ اور لوگ آنجناب کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہوتے۔ حضرت قیوم اوّل رضؓ لوگوں کو حضرت قیوم ثانی کی اطاعت! ور ادب کی سخت تاکید کرتے۔ اور فرماتے کہ محمد معصومؒ کو تمام اولیائے امت سے افضل جانو۔ جو استعداد حق تعالےٰ نے میرے فرزند محمد معصومؒ کو عنایت کی ہے اگر مجھے مرحمت ہوتی تو میں اس پر فخر کرتا۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی حضور میں ایک سال تین ماہ سات روز قیومیت کی۔ آنجناب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی حضور میں آپ کو قطب الاقطابی اور قیومیت کا منصب حاصل ہوا۔ اب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد کے سال بسال حالات لکھے جاتے ہیں۔

ذکر بیان

احوال سال اول قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی، امام معصوم زمانی، تجدید بیعت نمودن جمیع مریدان و خلفا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ با آنحضرت و ولادت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضؓ:۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وصال کے تیسرے دن آنجناب کے تمام مریدین اور خلفا نے حضرت قیوم ثانی سے بیعت کی اور آنجناب کے حلقہ میں آئے۔ حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ارشاد و قیومیت کی مسند پر اشراق کے وقت پنجشنبہ کے روز یکم ربیع الاول ۱۰۳۴ھ سنہ ہجری کو

جلوہ افروز ہوئے شمسی حساب کے مطابق ۱۷ - دلو ہوتی ہے۔ اس روز پچاس ہزار آدمیوں نے
آپ سے بیعت کی - جن میں دو ہزار تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بڑے خلفا تھے
حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے باقی تمام خلفا جو مختلف ممالک میں تھے۔ سب کے سب
حضرت عروۃ الوثقےٰ کی بیعت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور سرہند میں حاضر خدمت ہو کر شرف
بیعت سے مشرف ہوئے۔ ماوراء النہر - خراسان - بدخشان وغیرہ ممالک کے بادشاہوں نے
اپنے اپنے وکیل معہ تحائف و ہدایا اور عرائض دوبارہ بیعت و اذعان قیومیت حضرت عروۃ الوثقےٰ
کی خدمت اقدس میں روانہ کئے - جہانگیر بادشاہ بھی حضرت قیوم اوّل کے وصال کی خبر سن کر
تعزیت کے لئے سرہند میں آیا - روضہ منورہ کی زیارت سے فارغ ہو کر پوچھا کہ حضرت
مجدد الف ثانیؓ کا ولیعہد کون ہے - لوگوں نے حضرت عروۃ الوثقےٰ کی طرف اشارہ کیا۔ بادشاہ
نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے تمام خلفاء و مریدوں کی نسبت مجھ پر زیادہ مہربان
تھے۔ اور عرصہ دراز تک میرے ساتھ رہے - مجھے خلوت میں بلا کر توجہ باطنی سے مشرف فرمایا کرتے
تھے - میں ہی آنجناب کا مرید خاص ہوں - کیونکہ مجھے خرقہ عنایت ہوا ہے - چونکہ وہ بادشاہ
تھا۔ اس لئے حضرت قیوم اوّل نے ان لوگوں کی ترغیب اطاعت کے لئے جو اس سے متنفر ہو گئے
تھے - (چنانچہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں اس کا مفصل ذکر ہو چکا ہے) اس کے حال پر بہت مہربانی
فرمایا کرتے تھے۔ اور رخصت کے وقت اُس کے دل کی تسلی اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کیلئے
تبرک کے طور پر اپنا جامہ اسے عنایت فرمایا تھا - بادشاہ جو کہتا تھا کہ مجھے خلوت میں بلا کر
توجہ باطنی سے مشرف فرمایا کرتے تھے - یہ معمولی بات ہے - کیونکہ جو کسی کو مرید کرتا ہے وہ
خلوت میں لے جا کر طریقت کے بعض امور بیان کرتا ہے۔ اس سے بادشاہ نے سمجھ لیا کہ سب
جو عنایت اور خصوصیت مجھ سے تھی کسی اور سے نہ تھی۔ اسی بنا پر اس نے نہایت جہالت
حماقت اور کمینہ پن سے خلیفہ اعظم اور نائب اکبر ہونے کا دعوے کیا۔ اور آنحضرتؓ کا خرقہ
پہن کر آنجناب کی خانقاہ میں آ بیٹھا - اور اپنے امیروں اور سپاہیوں کو کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی کا
سب سے بڑا خلیفہ میں ہوں - میری بیعت کرو - تمام لشکر نے خوف و ڈر کے سبب اُس کی بیعت
کی - پھر اُس نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنی انگشتریوں اور مہروں میں مرید سلطان جہانگیر لکھا کریں
سب نے ایسا ہی کیا۔ اب جہاں کہیں جہانگیر کے وقت کی مُہر ملتی ہے اُس میں مرید سلطان جہانگیر
لکھا ملتا ہے - پھر حضرت قیوم اوّلؓ کے تمام خلفاء کو اپنی بیعت کی تکلیف دی۔ تمام حیران رہ گئے

آخر مشورے کے بعد یہ قرار پایا۔ کہ بادشاہ کو یہ کہنا چاہئیے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے دین و دنیا کا کارخانہ حضرت مجدد الف ثانی کو عنایت فرمایا۔ جو امور دنیاوی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں ان کی خلافت بادشاہ کو حاصل ہے۔ اور جو باتیں دین کے متعلق ہیں۔ ان کی خلافت۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم رضؓ کو حاصل ہے۔ کیونکہ بادشاہ کو اتنی فرصت کہاں کہ لوگوں کو توجہ دے سکے بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی۔ چنانچہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام خلفائ نے بیعت سلطنت تو بادشاہ سے کی اور بیعت قیومیت اور قطبیت حضرت قیوم ثانی سے کی اور بادشاہ نے لشکر کو حکم دیا کہ بیعت قیومیت حضرت قیوم ثانی رضؓ سے کرو۔ چنانچہ ہندوستان کے تمام امرا مع اپنی فوج کے علانیہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ گو پہلے بھی مرید ہو چکے تھے۔ لیکن پھر دوبارہ بادشاہ کے روبرو ہوئے۔ بادشاہ نے سرہند میں ڈیرے جمائے اور اطراف و جوانب سے جو امرا و بادشاہ یا خلفا وغیرہ حضرت قیوم اوّل کی ماتم پرسی کے لئے آتے تھے اُن کے لئے مہمان نوازی کا سامان مہیّا کرتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا میں سے سب سے پہلے میر محمد نعمان ماتم پرسی اور قیوم ثانی کی بیعت کے لئے آئے۔ بادشاہ نے اپنے خاص آدمیوں کو آپ کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ جو بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو شہر میں لائے میر صاحب نے پہلے مزار فائض الانوار پر فاتحہ پڑھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضؓ سے بیعت کی۔ اسی طرح حضرت قیوم اوّل رضؓ کا جو خلیفہ آتا۔ پہلے مزار مبارک پر فاتحہ پڑھکر پھر بیعت ہوتا بادشاہوں میں سے جو پہلے پہل حضرت قیوم ثانی رضؓ کی بیعت سے مشرف ہوا۔ عبد اللہ خاں اورنگ بادشاہ توران تھا اس نے اپنے امیروں کو تحفے اور ہدیے دیکر حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت بابرکت میں بھیجا۔ بادشاہ ہند نے اپنے امرا کو ان کے استقبال کے لئے بھیجا اور اُن کی شان کے مطابق مہمانداری کا ساز و سامان کیا۔ عبد اللہ خاں کا بھائی اور اُس کے اُمرا نے پہلے حضرت قیوم اوّل کے روضہ منوّرہ کی زیارت کی۔ پھر حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے بادشاہ کی طرف سے بھی بیعت کر کے تحفے اور ہدیے پیش کئے۔ آنحضرت رضؓ نے بادشاہ توران کے حق میں دعائے خیر کی اور تحفوں اور ہدیوں کو قبول فرمایا۔ بعد ازاں خراسان بدخشان اور ترکستان کے بادشاہوں کے امرا مع تحائف و ہدایا آنحضرت رضؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اپنے اپنے بادشاہ کی طرف سے آنجناب کی خدمت میں بیعت کر کے مورد عنایت بنے۔ اسی طرح اور ممالک کے

اُمرا اور بادشاہ معہ تحائف و ہدایا حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوتے تھے ٭

لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد تین سال کے عرصہ میں آنحضرت کے تمام خلفاء اور دنیا بھر کے بادشاہ امراء وغیرہ سرہند پہنچکر حضرت قیوم ثانی رح کی خدمت میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ یہاں تک کہ تمام جہان کے اکثر مشائخ۔ علما صلحاء۔ فقراء۔ امراء۔ بادشاہ۔ غلام۔ وضیع و شریف۔ اور چھوٹے بڑے حاضر ہو کر معتقد و مرید ہوئے۔ اور جناب کی غلامی اختیار کی۔ مرأت العالم۔ اور مرأت جہان میں لکھا ہے کہ آنجناب سے پہلے کوئی ایسا شخص نہیں گذرا جس کی خدمت میں اس قدر معتقدوں اور مریدوں کا مجمع ہو۔ یا اس قدر ارشاد اور مشیخیت کا اس سے ظہور ہؤا ہو۔ یا اس شان و شوکت سے کوئی ولی ارشاد و مشیخیت کی مسند پر جلوہ افروز ہؤا ہو ٭

اسی سال حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے قیوم ثانی کو فرمایا تھا۔ کہ میرے وصال کے بعد اسی سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو کمالات اور قرب الٰہی میں مجھ جیسا ہوگا ٭

حضرت عروۃ الوثقےٰ رض اس فرزند ارجمند تاج قیومیت کے موتی۔ سپہر قطبیت کے آفتاب کے تولد سے بہت ہی خوش خورم ہوئے۔ دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر پڑھی اور مولود مسعود کا اسم مبارک محمد نقشبند۔ کنیت ابو القاسم۔ اور لقب شرف الدین مقرر فرمایا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ تمام انبیا و ملائک اس بچے کے تولد کی مبارک دینے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے از راہ شفقت اس فرزند سعید کو گود میں لیکر اپنی نسبت کا القا کرنے کے بعد حضرت عروۃ الوثقےٰ کو فرمایا کہ یہ وہی فرزند ہے جس کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ یہ فرزند کمالات الٰہی میں میری طرح ہوگا۔ واقعی یہ ایسا ہی ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اسے اپنے قرب کے تمام مراتب عنایت فرمائیگا۔ اور یہ اپنے باپ دادا کی طرح تمام اولیاء امت سے افضل ہوگا۔ منصب قیومیت تمہارے بعد اسے نصیب ہوگا ٭

حضرت عروۃ الوثقےٰ رض نے یہ خوشخبری سُنکر دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کی نیاز کے طور پر بہت سا طعام فقرا کو تقسیم کیا حضرات قیوم اربعہ رض کے طریقہ میں اس سال کو سال قیومیت مطلق کہتے ہیں۔ کیونکہ ایک قیوم نے وفات

پائی۔ دوسرا مسند ارشاد منصب قیومیت پر بیٹھا۔ اور تیسرا قیوم پیدا ہوا۔ یعنی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کا وصال ہوا۔ حضرت قیوم ثانی رضہ مسند قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے اور قیوم ثالث حجت اللہ پیدا ہوئے +

ذکر بیان

احوال سال دوئم از قیومیت حضرت ایشان امام معصوم قیوم ثانی بوقوع آمد در رفتن آنحضرت ہمراہ سلطان ہند وخطاب یافتن آنجناب از حق تعالے عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ :۔

جب بادشاہ ہند کو سرہند رہتے ہوئے ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا۔ تو شاہزادہ شاہجہان نے جو پہلے بھی باپ سے باغی ہو چکا تھا۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر پھر دکن میں شورش کی۔ بادشاہ اس کے دفعیہ کے لئے سرہند سے دکن کی طرف روانہ ہوا۔ اور حضرت قیوم ثانی کو تفریح طبع اور والد بزرگوار کے غم فراق کو دور کرنے کے لئے ساتھ لیا۔ جس گاؤں قصبہ یا شہر سے آنجناب کا گذر ہوتا وہاں کے لوگ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ و انابت سے مشرف ہوتے اور کمالات الٰہی سے کامل حصہ حاصل کرتے تمام شاہی لشکر آنجناب کا مرید ہو گیا۔ چنانچہ صبح شام ہزارہا آدمی آنجناب کے حلقہ میں حاضر ہوتے رشد و ارشاد کی گرم بازاری ہوئی۔ وزیر بدضمیر بدتدبیر ابلیس نظیر نے جو اس خاندان کا قدیمی دشمن تھا۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں بیان ہو چکا ہے۔ اس وقت بھی اپنی عادت قدیمہ کے بموجب آنجناب کی نسبت بادشاہ کی خدمت میں چغلخوری کی۔ اور بادشاہ کے مزاج کو آنجناب سے منحرف کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ بادشاہ آنجناب کا اعلےٰ درجہ کا محب و مخلص تھا۔ اس واسطے اس کی بات کی ذرا پرواہ نہ کی۔ بلکہ سخت ناراض ہو کر اپنے پاس سے اُسے دور کر دیا +

الغرض جب بادشاہ دکن کے قریب پہنچا۔ تو شاہزادہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر بغیر لڑے بھاگ گیا۔ اور دولت آباد کے قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔ بادشاہ نے اسے اسی قلعہ میں نظر بند کر کے اس ملک کا بندوبست کیا۔ جو لوگ آمادہ فساد اور شاہزادہ کے حامی تھے سب کو تنبیہ کی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے پہلے خلیفہ میر محمد نعمانؒ آنحضرتؓ کے حکم کے مطابق دکن میں سکونت پذیر تھے شاہزادہ اُن کا بڑا معتقد تھا۔ اور اکثر آپ کی خدمت میں

اُس کی آمد و رفت تھی۔ وہاں کے تمام چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف آپکے مرید تھے مخالفوں نے موقع پاکر میر صاحب کی نسبت بادشاہ کی خدمت میں چغلی کھائی۔ چونکہ بادشاہ میر صاحب کا معتقد اور پیر بھائی تھا۔ اس واسطے آپکے احوال کا متعرض ہوا۔ صرف آپکو بلاکر اتنا کہا۔ کہ میر صاحب ہمارا ساتھ دیجئے اور ہمارے ساتھ رہئے۔ دکن میں رہنا چھوڑ دیجئے۔ میر صاحبؒ نے بھی اس بات کو منظور کر کے بادشاہ کے ساتھ رہنا اختیار کیا۔ اسی اثنامیں شاہزادہ نے پوشیدہ طور پر حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے خوشخبری سنائی تھی۔ کہ میرے بعد تم کو تخت سلطنت ہاتھ آئیگا۔ سو اب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کو قریباً دو سال گذر چکے ہیں۔ اور میں نے بھی بہتیری کوشش کی ہے لیکن تعجب ہے کہ اب تک گوہر مقصود ہاتھ نہیں آیا۔ میں آنجناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضہ کا قائم مقام اور تمام جہان اور اہل جہان کا قیوم یقین کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آنجناب اس بارے میں توجہ خاص فرمائینگے تاکہ کسی طرح مراد کی چابی ہاتھ آئے۔ اور شاہد مقصود بغل میں۔ اور شریعت و طریقت کو حسب دلخواہ رونق ہو۔ اور سلسلہ علیہ احمدیہ کو مدعا کے موافق رواج ہو ✤

آنحضرتؒ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ خاطر جمع رکھو عنقریب ہی عروس سلطنت بلامحنت و مشقت ہاتھ آئے گی۔ کیونکہ تمہارے باپ کی عمر اب ختم ہو چکی ہے صرف اتنی دیر اور صبر کرو۔ کہ ہم سرہند پہنچ جائیں ✤

شاہزادہ یہ فرحت اثر خبر سُنکر نہایت خوش ہوا۔ بادشاہ دکن کا بندوبست کر کے واپس آتا ہوا جب اکبر آباد پہنچا۔ تو میر محمد نعمانؒ نے حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر بادشاہ کی مرضی ہو۔ تو میں اس شہر میں بود و باش اختیار کر لوں آنحضرتؓ نے بادشاہ سے میر صاحب کی خواہش کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ شہر بھی میرے پایہ تخت کا ہم پلہ ہے۔ یہیں رہے۔ میر صاحب نے اکبر آباد میں سکونت اختیار کی۔ بادشاہ نے کئی ایک گاؤں بطور مدد معاش میر صاحب کے حوالے کئے۔ اور پھر بادشاہ اکبر آباد سے سرہند آیا۔ چند مہینے یہاں ٹھہر کر لاہور روانہ ہوا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضہ کو ساتھ لیجانا چاہا۔ لیکن آنجناب نے نہ مانا۔ اور بادشاہ پھر مرتے دم تک لاہور ہی میں رہا ✤

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اس سفر سے واپس آکر ایک روز فرمایا کہ آج میں صبح کے حلقہ میں بیٹھا تھا کہ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو کر

مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اور فرمایا کہ حق تعالٰے نے آپ کو عروۃ الوثقٰے کا خطاب دیا ہے۔ اس نعمت عظمٰے کا شکر بجالاؤ۔ اسی اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالٰے کے تمام مقرب فرشتے انبیا اولیا نے آکر میرے گرد حلقہ بنایا اور کہتے ہیں السلام علیکم یا محمد معصوم عروۃ الوثقٰے! اور پھر ہر ایک نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ میں نے سنہری خط سے عرش مجید کے گرد "محمد معصوم عروۃ الوثقٰے" لکھا ہوا دیکھا اور منادی ہو رہی ہے۔ کہ پروردگار عالم نے اپنے کمال فضل و کرم سے محمد معصوم کو عروۃ الوثقٰے کا خطاب عنایت فرمایا ہے۔ لوگوں کو آنجناب کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ حکم الٰہی یوں ہے کہ جو شخص اس کی اطاعت کریگا۔ نجات ابدی حاصل کریگا۔ اور جو اس کی مخالفت کریگا۔ عذاب و غضب الٰہی میں گرفتار ہو گا٭

زہے علیا عشق نقش عروۃ الوثقٰے ماست
جنت الماوٰے و صلش نقصہ الاقصائے ماست

اسی طرح اسی دن سات آدمیوں نے اسی قسم کا خواب دیکھا٭

ذکر و بیان

سال سوم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقٰے امام معصوم زمانی قیوم ثانی وفات یافتن سلطان جہانگیر و آمدن شاہجہان از دکن و جلوس نمودن بر تخت سلطنت ہند از توجہ شریف حضرت ایشاں:۔

جب بادشاہ لاہور پہنچا۔ تو طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہوا۔ ایک مرض کا علاج دوسری مرض کے واسطے مضر پڑتا تھا۔ یہ حالت دیکھکر بہت گھبرایا انہیں دنوں ایک رات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ دنیا میں تیری محافظت کرنے والا میں تھا۔ اب تو میرے پاس چلا آ۔ تاکہ یہاں تجھے اُخری عذاب سے بچاؤں یہ خواب دیکھکر بادشاہ کو اپنی موت کا یقین ہو گیا! ارکان سلطنت کو بلاکر یہ ماجرا اُن سے بیان کیا! اور اپنے بڑے بیٹے شہریار کو ولیعہد اور قائم بنایا۔ بعد ازاں وفات پائی! اور دریائے راوی کے شمال کی جانب مدفون ہوا۔ اب اس مقام کو جہاں پر جہانگیر کا مقبرہ اور باغ ہے۔ شاہدرہ کہتے ہیں۔ لاہور اور شاہدرہ کے درمیان دریائے راوی ہے جہانگیر کی وفات کے بعد شہریار تخت پر بیٹھا اور سلطنت ہند پر قابض ہوا٭
جب جہانگیر کی وفات اور شہریار کی تخت نشینی کی خبر حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقٰے رض

نے سنی تو جہانگیر کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور اس کی مغفرت کی خوشخبری دی۔ بعدازاں فرمایا کہ شہریار کا تسلط چند روزہ معلوم ہوتا ہے۔ آخر صاحب تاج و تخت شاہجہان ہوگا۔ جب شاہجہان نے دولت آباد کے قلعہ میں باپ کے مرنے کی خبر سنی۔ تو اس سے پہلے ہی وہ بیمار تھا۔ یہ خبر سنکر اہل قلعہ کو بلا کر کہا کہ اب میں تو کوئی دم کا مہمان ہوں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد مجھے وہاں دفن کرنا۔ جہاں میرے باپ کی قبر ہے یہ کہکر تھوڑی دیر بعد دم بند کر لیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ مر گیا ہے۔ چنانچہ اُسے غسل دیکر تابوت میں بند کر کے لاہور بھیج دیا۔ شاہجہان نے پہلے ہی سے ہمراہیوں کو اس حیلہ سے آگاہ کر رکھا تھا کہ جب میرا تابوت قلعہ سے نکلے تو مجھے ایک کونے میں تابوت سے نکال لینا۔ جب شاہجہان اس حکمت سے قلعہ سے نکلا۔ تو اُس کے ہمرازوں نے کونے میں لیجا کر اسے تابوت سے نکالا ہاتھی پر سوار کیا۔ لیکن ہودج کو چاروں طرف سے بند کر دیا اور تابوت میں آلات اور اور چیزیں رکھدیں تاکہ کسی کو خیال نہ گذرے کہ شہزادہ تابوت میں نہیں۔ جب شاہزادہ سرہند پہنچا۔ تو پوشیدہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں آکر سلطنت کے لئے دعا اور توجہ کا خواستگار ہوا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری سلطنت تو حضرت مجدد الف ثانی رض کے کشف سے ثابت ہو چکی ہے۔ ہماری کشفی نظر میں بھی اظہر من الشمس معلوم ہوتی ہے +

شاہزادہ یہ خوشخبری سنکر باغ باغ ہو گیا۔ آنحضرت رض سے رخصت ہو کر لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ جب شہریار کو خبر ہوئی کہ شاہجہان کا تابوت آرہا ہے تو لوگوں کو بھیجا کہ خوب تفتیش کرو۔ کہ واقعی شاہجہان مرا ہے یا کوئی مکر و فریب بنایا ہے لوگوں نے تابوت کو دیکھکر اسے اطلاع دی شہریار نے وزیر کو بھیجا کہ تابوت کو کھول کر شاہجہان کی صورت دیکھ آؤ۔ وزیر پہلے ہی شاہجہان کا مخلص اور مکر و فریب سے واقف تھا۔ آکر صورت حال معلوم کی اور شہریار کو کہا۔ خاطر جمع رکھو۔ شاہجہان فی الواقعہ مر گیا ہے میں اُس کی صورت دیکھکر آیا ہوں۔ پھر بھی شہریار نے اُس کی بات کا یقین نہ کیا وزیر نے قرآن شریف ہاتھ پر رکھکر قسم کھائی کہ شاہجہان مرا ہوا ہے۔ تب شہریار کو پورا یقین آیا۔ بعدازاں وزیر نے شاہجہان کو ہاتھی پر بٹھا کر چوری چوری بادشاہی لشکر میں بھیجدیا اور خود بادشاہ کو کہا کہ شاہجہان کا مال و اسباب اور اُس کی بیگمات آئی ہیں حکم ہو تاکہ محل میں داخل ہوں اور بادشاہ اُن کی تسلی کرے انہیں دلاسا دے۔ شہریار نے یہ بات مان لی۔ اور شاہجہان کے بعض متعلقین شاہی حرم سرائے میں داخل ہوئے۔ شہریار اُن کی دلجوئی کیلئے محل میں گیا اس وقت شاہجہان نے بادشاہی تمام کارخانوں۔ خزانوں اور مال و اسباب پر اپنے

آدمی مقرر کر دئے تھے۔ اور خود تخت پر جلوہ افروز تھا۔ شہریار کو محل ہی میں قید کر لیا۔ اور لشکر کا بندوبست کر کے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ اور شہریار کو قید سے نکال کر قتل کیا۔ اور پھر دوسرے بھائیوں اور بھتیجوں مثلاً خسرو پرویز وغیرہ کو تہ تیغ کیا۔ جب شہریار کے لڑکوں کو قتل کیا۔ تو ان لڑکوں کی ماں شہریار کی بیوی روتی پیٹتی حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ شاہجہان نے میرے بیٹوں کو ناحق قتل کیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس کی اولاد بھی اسی طرح ناحق قتل ہوگی۔ شاہجہان یہ سنکر اپنے کئے سے سخت نادم ہوا۔ جب اورنگ زیب نے اپنے بھائیوں کو قتل کیا تو شاہجہان نے کہا کہ حضرت قیوم ثانی کی دعا سے اللہ تعالےٰ نے مجھ سے شہریار کے بیٹوں کا بدلہ لیا +

جب شاہجہان تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اور تمام ممالک محروسہ پر قابض ہوگیا۔ تو سرہند میں حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت کا شکریہ ادا کیا۔ اور بہت سے تحفے اور ہدیے آنحضرت کی خدمت میں پیش کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کی روح پر فتوح کی نیاز کے طور پر سات روز تک فقیروں کو کھانا کھلاتا رہا۔ شاہجہان کو حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں بڑا رسوخ اور اعتقاد تھا۔ دوبارہ آنجناب سے بیعت کر کے صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہوتا۔ آنحضرت بھی اُس پر بدرجہ غایت مہربان تھے +

چنانچہ سلطنت کی نیابت کا حکم جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے اُسے دلایا۔ شاہجہان نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے حضرت قیوم اول نے فرمایا تھا کہ اپنی سلطنت میں جھنڈوں کو سبز اور خیموں کو سرخ بنوانا۔ گذشتہ بادشاہوں کے عہد میں جھنڈے عموماً سرخ رنگ کے ہوا کرتے تھے۔ اور خیموں میں سرخ و سبز رنگ کی دھاریاں ہوا کرتی تھیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کے فرمان کے مطابق آج تک تمام بادشاہ جھنڈے سبز اور خیمے سرخ بنواتے آئے ہیں۔ شاہجہان نے ان بعض بدعتوں کو جو جہانگیر کی سفاہت و حماقت کے سبب باقی رہ گئی تھیں بالکل دور کر دیا چنانچہ حکم دیا کہ سنہری اور روپہری سکے پر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارک ضرب کئے جائیں۔ اور یہ کہ تمام گاؤں قصبوں اور شہروں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں +

چنانچہ تخت نشینی کے پہلے سال ہی تین لاکھ مسجدیں اور ایک لاکھ مدرسے تعمیر کرائے اور جابجا علما فقرا اور محافظوں کے وظائف مقرر کئے۔ دین اسلام کی ترویج میں بدرجہ غایت کوشش کی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پہلے خلیفہ میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ کو بلا کر اپنے پاس رکھا اور حد سے زیادہ ادب و حرمت کرنے لگا۔ مسند پر اپنے برابر بٹھاتا۔ اور ہر کام میں اُن کے مشورے کو مقدم سمجھتا پہلے ان سے اجازت حاصل کر کے پھر کوئی کام کرتا۔ جس طرح میر صاحب فرماتے اسی طرح کرتا۔ وزیر جو اس خاندان کا قدیمی دشمن تھا۔ یہ حالت دیکھ کر آتش حسرت پر کباب اور دانے کی طرح جلتا تھا۔ آخر ایک روز موقعہ پاکر شاہجہان کی خدمت میں حضرت قیوم ثانی رضہ کے بارے میں چغلی کھائی۔ چونکہ بادشاہ آنحضرت کا بہت ہی معتقد تھا۔ اس لئے چغلی سُنکر سخت ناراض ہوا۔ اور وزیر چلتا بنا۔ انہیں دنوں ایک دن شاہجہان سلطنت کے احوال کے کاغذات کی جانچ پڑتال کر رہا تھا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ ملک کا اکثر حصہ وزیر کے قبضے میں ہے۔ وزیر کو کہا کہ ہماری سلطنت میں کسی کا منصب ہفت ہزاری سے زیادہ نہیں۔ ہم نے تجھے نُہ ہزاری بنایا ہے اس لئے حساب کر کے نُہ ہزاری اُسے رہنے دیا۔ باقی ملک اس سے لے لیا۔ ہفتے میں دو دن یعنی منگل اور پنجشنبہ شکار کے لئے مقرر کئے اور سواری کی آمد و رفت کا رستہ وزیر کے گھر کے پاس سے بنایا۔ اس واسطے اسے مجبوراً جواہرات اور روپیہ بطور نذرانہ دینا پڑتا تھا۔ علاوہ بریں جو مشکل کام پیش آتا اُس کا خرچ بھی وزیر سے لیتا حتےٰ کہ تھوڑی مدت میں اس کے سارے خزانے خرچ کر دئے +

ایک روز وزیر نے بادشاہ کو کہا کہ میں نے تمہاری سلطنت کے لئے اس قدر کوشش کی کہ جھوٹی قسم کھائی قرآن شریف سر پر اُٹھایا۔ دین کو تمہاری خاطر برباد کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ تو نے خواہ مخواہ دین کو میری خاطر ضائع کیا۔ اگر تجھ میں دین کی کچھ بھی حمیت ہوتی۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور اُن کے فرزندوں کا معتقد ہوتا۔ وزیر یہ سنکر سخت پشیمان ہوا۔ اور سر جھکالیا جب سے اُس نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی چغلی کھائی۔ لُنجا ہو گیا۔ چند روز بعد اُس کی زبان بھی بند ہو گئی۔ اور تھوڑے دن بعد مر گیا۔ مصرعہ

بادر دکشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

ذکر در بیان

سال چہارم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ ولادت حضرت مروج الشریعت مرید شدن خواجہ محمد حنیف کابلی رح

اس سال جب کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت اور فیض ہر رو دیوار سے برس رہے تھے حضرت امام الطریقت

مروج الشریعت ۱۱- شعبان پیر کے روز متولد ہوئے +

حضرت قیوم رابعہ رضہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ فرماتے تھے کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی ولادت کے دن حضرت عروۃ الوثقے فرماتے تھے کہ آج میں دیکھتا ہوں کہ آسمان سے اس قدر فرشتے زمین پر آئے ہیں کہ تمام روئے زمین اُن سے پُر ہو گیا ہے اور اس مولود مسعود کے حق میں اس قدر معصومیت کا بیان کرتے ہیں جو پروردگار نے حضرت یحیےٰ پیغمبر کے حق میں فرمایا۔ "یوم ولد ویموت ویوم یبعث حیا" اور مبارک دیتے ہیں۔ اور جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیا سمیت تشریف فرما ہو کر اس بچے کو گود میں لیا دایئں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر پڑھی اور بہت بہت مہربانیاں کیں۔ اور فرمایا کہ یہ فرزند اپنے باپ دادا کی طرح صاحب طینت اور اصالت ہوگا +

اور حضرت مجدد الف ثانی رضہ نے جو فرمایا تھا کہ محمد معصوم! تمہارے فرزند میری طرح ہونگے۔ اور اُن سے مراد یہی دو فرزند تھے یعنی حجۃ اللہ اور مروج الشریعت۔ حضرت قیوم ثانی رضہ نے اس مولود مسعود کا اسم مبارک محمد عبداللہ، لقب بہاؤ الدین، اور کنیت ابو العباس مقرر فرمائی ؎

ہمہ اسرارِ عالم بندہ او ———— عبید اللہ ش فخر جہان است

ابو العباس شد خورشید این کاخ ———— رسیدہ بر فلک گلبانگ گستاخ

حضرت قیوم ثانی رضہ کو اس فرزند سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ چنانچہ اس طرح پیار کرتے جیسے حضرت یعقوب حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک دم کے لئے بھی جدا نہ کرتے تھے +

حضرت قیوم رابعہ رضہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضہ رات کے وقت اپنی پلنگ کے پاس حضرت مروج الشریعت کی چارپائی بچھاتے تھے! اور فرماتے تھے کہ بیٹا! جب تک میں تمہیں نہیں دیکھ لیتا مجھے آرام و قرار نہیں آتا آپ اس فرزند کو بسبب کثرت محبت حضرت جیو صاحب کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مروج الشریعت سرہند میں حضرت صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت مروج الشریعت کی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ مجھ پر حضرت جیو صاحب کا بڑا بھاری احسان ہے وہ یہ کہ اُن کی پیدائش کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ تو نے ایسا بچہ جنا ہے کہ اب میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیرے ہوتے میں کسی اور عورت سے شادی نہ کرونگا چنانچہ ایسا ہی کیا۔ ایک لونڈی تھی اُسے بھی جواب دے دیا +

اسی سال خواجہ محمد حنیف کابلی علیہ الرحمۃ جو کابل کے اکابر سے تھے حضرت قیوم ثانی کی خدمت

میں مرید ہوئے۔ آپکے مرید ہونے کا باعث یہ تھا۔ کہ خواجہ صاحب نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت شہر سرہند میں جمع ہیں اور اُن کے بیچ میں ایک عزیز تخت پر بیٹھا ہے۔ اور تمام صف باندھے اس کے سامنے باادب کھڑے ہیں۔ خواجہ صاحب نے پوچھا کہ یہ کون ہیں کہا یہ حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں۔ جو قیوم وقت ہیں۔ انہیں حق تعالےٰ نے اپنے والد بزرگوار کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے +

خواجہ محمد حنیف اس سے پہلے میر محمد نعمان رضی کے آشنا تھے۔ صبح یہ خواب اُن سے بیان کیا میر صاحب رضی نے خواجہ صاحب کو آنحضرت کی خدمت میں لاکر مرید کرایا۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب پر بہت مہربانی کی۔ حتےٰ کہ فرزندوں کے بعد خلفا میں سے اوّل درجہ پر انہیں مقرر فرمایا۔ اور خلافت دیکر کابل بھیج دیا۔ خواجہ صاحب کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی۔ اور ہزارہا لوگ آپکے مرید ہوکر صاحب حال ہوئے +

ذکر در بیان

احوال سال پنجم از قیومیت حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی ومرید شدن خواجہ محمد صدیق پیشاوری رضی وشیخ ابو المظفر برہانپوری رضی :۔

اس سال خواجہ محمد صدیق جو توران کے بڑے خواجہ زادوں میں سے تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بلخ سے سمرقند آرہا تھا۔ ہر منزل پر گروہ در گروہ ہزارہا آدمی ہندوستان کو آتے ہوئے دیکھتا تھا۔ جس سے میں پوچھتا کہاں جاتے ہو وہی کہتا کہ ہم قطب جہاں قیوم زماں حضرت ایشاں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے جاتے ہیں۔ میں حیران رہگیا۔ کہ ایسے وقت میں ایسا شیخ پیدا ہوا ہے۔ جس کے پاس اس قدر ٹڈی دل لوگ جاتے ہیں۔ یہ دیکھ سُن کر میرے دل میں بھی حضرت قیوم ثانی کی محبت پیدا ہوئی۔ اس بات کے لئے مَیں نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ فرشتے آسمان سے اُتر کر کہتے ہیں کہ ہم عروۃ الوثقےٰ کی زیارت کیلئے جاتے ہیں۔ کیونکہ پروردگار کا حکم اسی طرح ہے کہ جو شخص خالص اعتقاد سے عروۃ الوثقےٰ کی زیارت کریگا۔ مَیں اُسے قیامت کے دن بہشتوں میں داخل کرونگا۔ جب میں جاگا تو اپنے آپ کو اس جماعت میں داخل کیا۔ جو آنحضرت کی زیارت کو جارہے تھے۔ اور جو کام مجھے درپیش تھا اُسے

چھوڑ سرہند میں آکر آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا۔ پھر جو کچھ دیکھا سو دیکھا خواجہ محمد صدیق حضرت عروۃ الوثقےٰ کے دوسرے خلیفہ ہیں آنجناب نے انہیں خلافت دیکر پیشاور بھیجدیا وہاں آپ کو قبولیت عظیم حاصل ہوئی ✤

اسی سال شیخ ابوالمظفر جو دکن کے رؤسا میں سے تھے حضرت ایشان کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت مکہ میں جمع ہو کر ایک عزیز کا انتظار کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا ہندوستان کی طرف سے نمودار ہوا۔ تمام مشائخ اُس کے تخت کے پاس باادب کھڑے ہو گئے۔ اس کا تخت خانہ کعبہ کے اندر لایا گیا۔ اور تمام اولیائے اُمت دروازے کے باہر کھڑے ہیں۔ ایک گھڑی بعد تخت بیت اللہ شریف سے باہر آیا۔ اور ہزارہا فرشتے اُس کے گرد ہیں۔ اور نور کے تھال اس پر نچھاور کر رہے ہیں۔ اور تمام اولیائے امت تخت کو چوم رہے ہیں۔ اور جو بزرگ تخت پر ہے وہ ہر ایک پر مہربانی کرتا ہے۔ اور تخت پر سے اٹھا کر کچھ نہ کچھ عنایت کرتا ہے۔ شیخ صاحب نے حیران ہو کر لوگوں سے پوچھا کہ یہ تخت پر کون شخص ہے سب نے کہا۔ کہ یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں ✤

یہ خواب دیکھ کر شیخ صاحب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور بہت عرصہ آنحضرت کی خدمت میں رہکر بہت سے فوائد اور نعمتیں حاصل کیں۔ پھر آنحضرت نے شیخ صاحب کو حضرت مروج الشریعت کی سفارش سے خلافت مطلق عنایت فرمائی۔ اور دکن بھیجدیا۔ دکن میں شیخصاحب کو قبولیت تامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور سینکڑوں نے خلافت حاصل کی۔ اور اس ملک میں شیخ صاحب کے وسیلے سے آج تک طریقہ علیہ احمدیہ کا رواج ہے۔ شیخ صاحب قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ حضرت قیوم ثانی کی وفات کے بعد شیخ صاحب نے مروج الشریعت کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور آنجناب سے فیض حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے جس کو ملتے یہی کہتے کہ میں حضرت صاحب مروج الشریعت کا کمترین غلام ہوں ✤

ذکر در بیان

احوال سال ششم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی

و مرید شدن اخون موسے ننگرہاری خواجہ عبد الصمد:-

اس سال ننگرہار کے بڑے سید اخون سید موسے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ایک روز اخون صاحب ایسی مجلس میں گئے جہاں پر حضرت ایشان کے اکثر مخالف بھی موجود تھے۔ جب اتفاقیہ آنحضرت رض کا ذکر خیر ہوا۔ تو ہر ایک مخالف نے آپ کے حق میں مخالفانہ باتیں شروع کیں۔ اور آپ کے حق میں لعن طعن کرنے لگے۔ اُس مجلس میں ایک شخص موجود تھا۔ جو اس مجلس میں سب سے حقیر خیال کیا جاتا تھا۔ اور وہ آنحضرت کا مرید تھا۔ اُس نے کہا او منافقو! دین کے دشمنو!! اللہ تعالٰے تمہارے منہ کو توڑے اور تمہارے چہروں کو سیاہ کرے۔ تمہاری زبانیں کٹ جائیں۔ یہ کمینہ پن ایسے شخص کے حق میں کرتے ہو جو ایک ادب کے ترک کرنے کو بھی حرام سمجھتا ہے اور جس کے تمام افعال اقوال اور اعمال کتاب و سنت کے موافق ہیں۔ اور جو شریعت غرا سے بال بھر ادھر اُدھر نہیں چلتا۔ اور دین متین کو اس سے کامل رواج ہے۔ شریعت، طریقت، حقیقت، اور معرفت، نے اس کی طفیل جلا پائی ہے بدعت اور گمراہی کا نام و نشان نہیں رہا۔ بدعتی اور ملحد اس کے سبب سرنگوں خوار اور شرمندے ہیں۔ اس کے نور سے تمام جہان عرش کرسی تک منور رہے ہے۔ عنقریب تم ایسی بلا میں پھنسو گے جس سے تمہیں رہائی نصیب نہ ہو گی +

بعد ازاں آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ اے پروردگار! اگر حضرت عروۃ الوثقےٰ رض حق پر ہیں۔ تو ان لوگوں کو کوئی نشانی دکھا۔ اس کے اس کلام سے حاضرین پر رعب چھا گیا۔ چنانچہ سب کانپنے لگے۔ اور بات کرنے کی سکت نہ رہی۔ یہ عزیز بدستور غصے میں بھرا بیٹھا تھا۔ مارے غصہ کے لال پیلا ہو رہا تھا۔ ایک گھڑی بعد ایک بگولا آیا۔ جس سے تمام جہان پر تاریکی چھا گئی۔ اور زلزلہ اس شدت سے آیا کہ درخت جڑھ سے اُکھڑ گئے۔ اور مکان گر گئے۔ صبح سے عصر کی نماز تک یہی کیفیت رہی۔ لوگوں کو یقیناً معلوم ہو گیا۔ کہ یہ غضب الٰہی صرف اسی واسطے نازل ہوا ہے۔ کہ ہم نے حضرت قیوم ثانی رض کے حق میں واہی تباہی بکواس کی ہے سب شرمندے اور تائب ہوئے۔ اور بارگاہ الٰہی میں عجز و زاری کی۔ اللہ تعالٰے نے خلقت پر سے یہ عذاب اُٹھا لیا۔ لیکن جنہوں نے گستاخی کی تھی۔ اُسی دن طوفان کے بعد کچھ تو گونگے ہو گئے۔ کچھ بہرے اور کئی بیمار۔ اور کئی ایک کے اعضا خشک ہو گئے۔ اور بہت سے پاگل ہو گئے۔ اس ولایت کے تمام باشندے حضرت قیوم ثانی کی قیومیت کے کامل معتقد ہو گئے +

کہتے ہیں اس روز اسی ہزار آدمی غائبانہ مرید ہوئے جس میں سے چار ہزار آدمی دارالارشاد سرہند میں پہنچکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اُن میں سے ایک اخون موسیٰ بھی تھے جب آپ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرتؓ نے اخون صاحب پر نہایت شفقت و عنایت فرمائی۔ اور اپنی خلافت سے مشرف فرما کر ان لوگوں کا سردار بنا کر ننگرہار کی طرف روانہ کیا ننگرہار قابل کے گرد و نواح میں ایک علاقہ ہے۔ وہاں پر اخون صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آج تک اس گرد و نواح میں آپ کا طریقہ جاری ہے۔ آپ کے خوارق میں سے ایک یہ ہے۔ کہ جس شخص کو سانپ نے ڈسا ہو اگر وہ اخون موسےٰ کا نام لے تو زہر اثر نہیں کرتا ÷

اسی سال خواجہ عبد الصمد کابلی جو کابل کے بڑے خواجہ زادوں میں سے تھے حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ جب میں نے آنحضرت کا شہرہ سنا۔ تو بے اختیار آنحضرت کی زیارت کا مشتاق ہوا۔ جب اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو خواب میں دیکھا کہ ہزارہا اولیا جمع ہیں۔ میں بھی ان میں جا گھسا۔ اور اُن سے کہا کہ مجھے حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں پہنچاؤ۔ دو شخص مجھے پکڑ کر روانہ ہوئے۔ ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ ایک تخت پر ایک مرد خدا بیٹھا نظر آیا جس کے سامنے تمام اولیا دست بستہ کھڑے ہیں۔ ان دو شخصوں نے مجھے کہا کہ تمہارا مطلوب یہ ہے۔ میں بھی باادب سلام کر کے تخت کے پاس کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت نے مجھے اپنے پاس بلا کر اپنا دست مبارک میرے سینے پر پھیرا اور میرا دل نکالکر اس پر نظر عنایت کی پھر میرا دل میرے ہاتھ میں دیا جب میں نے اُسے پکڑا تو دیکھا کہ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور اس سے ایک جہان روشن ہے ÷

صبح میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ جب حاضر خدمت ہوا تو دیکھا جو کچھ دیکھا۔ جو کچھ خواب میں دیکھا تھا وہی علانیہ دیکھا۔ آنحضرتؓ نے خواجہ صاحب کو از راہ عنایت خلافت عطا فرما کر کابل روانہ کیا۔ اس علاقے میں خواجہ صاحب سے اس طریقہ کا رواج ہوا۔ اب تک خواجہ عبد الصمد کا طریقہ وہاں جاری ہے۔ بلکہ کابل کی حکومت بھی آپ کے فرزندوں کو نصیب ہے ÷

ذکر دربار

سال ہفتم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی

مرید شدن مولانا شیخ بدر الدین سلطان پوری و دیگر واقعات کہ دریں سال بوقوع آمدند :-

اِس سال شیخ بدر الدین جو اپنے وقت کے بڑے عالم تھے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ آپ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لوگوں کو مار پیٹ کر کے دوزخ میں لیجا رہے ہیں دوزخ کے کنارہ کے قریب ایک مردِ خدا ہاتھ میں عصا لئے کھڑا ہے۔ اور لوگوں کو عذاب کے فرشتوں کے ہاتھ سے چھوڑا رہا ہے۔ شیخ صاحب نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ہیں جن کے سپرد اللہ تعالےٰ نے امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنہگاروں کو عذاب سے بچانا کیا ہے۔ اتنے میں شیخ صاحب کو بھی پکڑ کر دوزخ میں جھونکنا چاہا۔ کہ آنحضرت رضؓ نے فرشتوں کو فرمایا۔ کہ یہ شخص ہمارے پڑوس میں رہتا ہے۔ ملائک نے آپ کا فرمان سُنتے ہی شیخ صاحب کو چھوڑ دیا +

بعد ازاں شیخ صاحب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اپنے اس خواب کو آنحضرت کی خدمت میں بیان کیا۔ آنحضرت رضؓ نے آپ پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ اور خلافت دیکر سرہند سے اکاون میل مغرب کی طرف شہر سُلطان پور میں بھیج دیا وہاں کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور اب تک اس ضلع میں شیخ صاحب کا طریقہ جاری ہے۔ شیخ صاحب کا ایک خاصہ ہے کہ آپ آنحضرت رضؓ کے تمام فرزندوں کے اُستاد ہیں +

اِسی سال شیخ انور لورسرائی حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آنحضرت رضؓ نے شیخ صاحب کو چند مہینے اپنی خدمت میں رکھکر خلافت عطا فرمائی۔ اور سرہند سے چھتیس میل مغرب کی طرف نور محل میں بھیج دیا +

اِسی سال حضرت قیوم ثانی کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ اور حضرت قیوم اوّل رضؓ کے روضہ منورہ میں آنحضرت رضؓ کے قبہ سے سات ہاتھ مغرب کی طرف مدفون ہوئیں۔ ان کے مرقد کے گرد نواح پختہ جالی دار احاطہ بنایا۔ حضرت قیوم ثانی کو والدہ ماجدہ کے گذر جانے کا بڑا غم ہوا چنانچہ چند روز کے لئے مریدوں کو توجہ بھی نہ دی۔ آنحضرت رضؓ نے والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد فرمایا۔ کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی مجلس منعقد ہے جس میں تمام شریف بیبیاں مثلاً عائشہ صدیقہ رضؓ فاطمۃ الزہرا رضؓ۔ خدیجۃ الکبریٰ رضؓ۔ مریم رضؓ وغیرہ جمع ہیں وہاں پر میری والدہ ماجدہ بھی بیٹھی ہیں۔ اور کوئی شخص مجھے کہتا ہے کہ حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے تمہاری والدہ کو بھی زمرۂ

کی افضل عورتوں میں شمار کیا ہے ✣

اسی سال میر سفر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اصحاب خاص تھے۔ اور جن کی دختر نیک اختر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی منکوحہ تھیں۔ جو حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت کی والدہ ہیں ✣

ذکر دربیان

سال ہشتم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رض
و آمدن علما و مشائخ اہل شام و ارادت آوردن ایشاں بحضرت ایشاں رض

ملک شام کے علماء و مشائخ محض حضرت قیوم ثانی رض کی زیارت و ارادت کے واسطے شام سے سرہند تشریف لائے۔ اور آکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے ان سب کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ شیخ عبداللہ دمشقی جو مشائخ شام کے سردار تھے ایک رات بیت المقدس کی مسجد اقصےٰ میں گئے۔ عشا کی نماز کے بعد جب آدمی چلے گئے۔ تو شیخ صاحب ایک کونے میں بیٹھ گئے ابھی ایک گھڑی بھی نہ گذری تھی کہ نورانی چہروں والے لوگ گروہ باگروہ مسجد میں آئے۔ اور وضو کر کے بیٹھ گئے۔ اس کثرت سے آئے کہ مسجد پر ہوگئی۔ ایک عزیز کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک بزرگ تخت پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا۔ سب نے استقبال کیا اور تخت صدر مسجد میں لایا گیا۔ بعد ازاں ایک جوان کو لاکر اس مرد بزرگ کے فرمان سے خلعت فاخرہ پہنائی گئی۔ اور اس بزرگ نے اپنے دست مبارک سے دستار اس جوان کے سر پر رکھی۔ شیخ عبداللہ نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ تخت پر کون بزرگ ہیں۔ اور یہ جوان کون ہے حاضرین نے کہا یہ لوگ اولیاء اللہ اور اہل خدمت باطنی ہیں۔ اور تخت پر کے بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند عروۃ الوثقےٰ شیخ محمد معصوم رض ہیں جو اس زمانہ کے قطب الاقطاب اور قیوم ہیں۔ آج اس ملک کا قطب فوت ہوگیا تھا۔ یہ اولیاء اللہ اس واسطے یہاں آئے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ اس کی جگہ کسی اور کو مقرر فرمائیں۔ سو اس جوان کو اس علاقے کی خلعت قطبیت پہنائی گئی ہے۔ صبح کے قریب تمام اولیاء اللہ کو رخصت کر کے خود بہت سے مشائخ کے ساتھ ہندوستان لوٹ آئے۔ علے الصبح شیخ عبداللہ شام کے تین ہزار بڑے بڑے مشائخ سمیت حضرت عروۃ الوثقےٰ کی زیارت کے لئے مستعد ہوئے۔ جب شیخ عبدالسلام نے جو کہ علمائے شام کے سردار اور بیت المقدس کی

مسجد اقصٰے کے متولی تھے۔ صبح آکر دیکھا کہ وضو کے واسطے جو پانی ڈالا گیا تھا وہ نہیں ہے۔ تو حیران ہو کر سقوں کو جھڑکا۔ کہ تم نے آج رات پانی کیوں نہیں ڈالا۔ سب نے قسم کھا کر کہا کہ ہم نے عشا کے بعد پُر کیا۔ معلوم نہیں کونسی اتنی بڑی فوج آئی۔ جو سارا پانی خرچ کر گئی۔ جب دیکھ بھال کی۔ تو مسجد کے گرد وضو کا غسالہ بکثرت پایا۔ اور بہت سے آدمیوں کے پاؤں کے نشان بھی موجود پائے۔ شیخ صاحب یہ دیکھ کر حیران تھے۔ کہ اتنے میں شیخ عبد اللہ نے مسجد میں آکر رات والا قصہ مفصل سنا دیا۔ شیخ عبد السلام نے یہ سنکر اور اس کی علامات دیکھ کر بے اختیار حضرت قیوم ثانی کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اور سات سو بڑے مشہور علما کو ساتھ لاکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ ان دونو کے ساتھ ہزارہا لوگ شام کے روانہ ہوئے۔ جب سب کے سب حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت رضؓ نے اُن کے حال پر نہایت شفقت فرمائی۔ اور فرمایا کہ تم لوگ پاک زمین سے آئے ہو۔ اللہ تعالٰے نے شام میں بہت خیر و برکت رکھی ہے۔ اکثر بڑے بڑے پیغمبر وہیں مبعوث ہوئے ہیں۔ خلقت کے لئے لازم ہے کہ تمہاری عزت کریں۔ تمام مشائخ و علما آنحضرت کے مرید ہوئے +

اہل شام نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کے بہت سے لوگ جناب کی قیومیت و قطبیت کے معتقد ہیں۔ لیکن بسبب بعض کاوٹوں کے حاضر خدمت ہو کر مرید نہیں ہو سکے۔ اُنہوں نے عرض کر بھیجا تھا کہ ہمیں غائبانہ مرید کریں۔ آنحضرت نے ان سب کو غائبانہ مرید کیا +

ذکر و بیان

سال نہم قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقٰے قیوم ثانی امام معصوم زمانی رضؓ عرض داشت کردن خنگارِ روم مرید شدن او غائبانہ۔ بخدمت ایشاں رضؓ :-

اس سال بادشاہوں کے بادشاہ نے جس سے مراد خنگار روم ہے ایک عرضی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ جس میں ارادت کی خواہش اور قیومیت کا اقرار و اعتقاد درج تھا۔ اُس کے مرید ہونے کا قصہ یوں ہے کہ والی شام نے وہ تمام ماجرا جو شیخ عبد اللہ نے مسجد اقصٰے میں دیکھا تھا خنگار روم کو لکھا۔ علاوہ ازیں یہ بھی لکھا کہ شیخ عبد السلام ہزار مشائخ و علما سمیت حضرت قیوم ثانی رضؓ کی زیارت کے لئے سرہند روانہ ہوئے ہیں۔ خنگار شیخ عبد اللہ و شیخ عبد السلام کا بڑا معتقد تھا۔ سلطنت کا کوئی کام اُن کے مشورے بغیر نہ کرتا تھا۔ اور ہمیشہ اُن سے دعا اور توجہ کی درخواست

کیا کرتا تھا۔ اور ان کو ظاہر و باطن میں اپنی سلطنت کا ممد و معاون جانتا تھا۔ ان کے جانے سے
حیران و متعجب رہ گیا۔ پوچھا کہ جس بزرگ کی خدمت میں یہ دونوں گئے ہیں وہ کون ہیں ارکان سلطنت
نے کہا۔ ہم نے سُنا ہے کہ وہ عزیز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کے فرزند ہیں۔ پھر پوچھا کہ
اُن کا کوئی مرید یا خلیفہ یہاں ہے لوگوں نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ بہت سے رومی اُن کے
مرید ہیں۔ خنگار نے کہا جو اُن میں سے ان کے طریقہ اور مذہب سے واقف ہو اُسے لاؤ۔ اتفاقاً ان
دنوں شیخ حامد جو حضرت قیوم ثانی رضہ کے خلیفہ خاص تھے بغرض تجارت روم گئے ہوئے تھے۔
لوگوں نے خنگار کو کہا کہ ایک عظیم الشان تاجر ہندوستان سے آیا ہے۔ اغلب ہے کہ اُس کے
ساتھ کوئی ایسا شخص ہو۔ خنگار نے اُس کے لانے کا حکم دیا بادشاہی آدمی شیخ حامد کو بادشاہ کے
پاس لے گئے۔ اُس نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ کیا تم حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند شیخ محمد معصوم
عروۃ الوثقیٰ کو جانتے ہو۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ میں اُن کا کمترین مرید ہوں۔ خنگار نے پوچھا کیا
تمہارے ساتھ کوئی ایسا آدمی ہے جو تمہارے پیر کے علوم و معارف اور طریقہ و مذہب سے بخوبی واقف
ہو۔ شیخ صاحب نے فرمایا جو کچھ آپ نے پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لیجئے گا۔ میں جواب شافی دونگا
خنگار نے پوچھا کہ تمہارا مقتدا خلقت کو کس چیز کی دعوت دیتا ہے شیخ صاحب نے فرمایا
کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب۔ خدا و سُنت نبوی اصحاب کرام کی پیروی اور اہل حق آئمہ مجتہدین کے
مذہب کی دعوت کرتے ہیں۔ اور بعد ازاں ذکر قلبی کی تعلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ
سے ظاہر ہے "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" دلوں کو ذکر الٰہی ہی سے اطمینان ہوتا ہے
اور اپنے مریدوں کو بدعت سے تاکیداً روکتے ہیں۔ کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ
سُنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری پیروی کرو۔ تاکہ قیامت کے دن تم جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو سکو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی پیروی کی اپنی ترقی
باطن کا سبب جانو۔ اور جو کچھ اہل حق علماء و مجتہدین نے مقرر کیا ہے اس پر عمل کرو تاکہ نجات
پاسکو۔ اور جو حالت کتاب سنت۔ اجماع اور قیاس کے خلاف ہو اسے منظور نہ کرو۔ کیونکہ
کشف میں عموماً غلطی ہو جایا کرتی ہے۔ وحدت وجود کے مطلق قائل نہیں رقص سماع اور نغمہ
سے بالکل منع فرماتے ہیں۔ شریعت سے بال بھر بھی مخالف نہیں چلتے سوائے متابعت سنت
نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کسی اور بات کو اپنے طریقہ میں جائز نہیں سمجھتے۔ غرضیکہ آنجناب کا
سلسلہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قدم بقدم ہے ✢

خنگار یہ باتیں سُنکر بہت خوش ہوا۔ اور پوچھا کہ تمہارے شیخ نے حقائق و معارف کی کونسی اصطلاحات مقرر کی ہیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ آنحضرت ولایت اولیا کو ولایت صغرے کہتے ہیں۔ اور تمام اولیائے سلف و خلف کی اصطلاحات ولایت صغرے میں مندرج ہیں۔ اور وہ چیز جو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے آنحجناب کو عنایت کر رکھی ہے اور جس کے سبب وہ باقی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں وہ ولایت کبرٰے ہے۔ جو ولایت انبیاء ہے اور ولایت علیا ہے جو ولایت ملائکہ ہے۔ ان کے علاوہ کمالات نبوت حقیقت کعبہ حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ وغیرہ ہیں۔ آنحضرت کے نزدیک نبوت ان تینوں ولایتوں سے بدرجہا افضل ہے حتےٰ کہ تینوں ولایتیں نبوت کے مقابلے میں اتنی بھی نہیں جتنا سمندر کے مقابلے میں قطرہ۔ ہمارے حضرت صاحب کے کمالات ولایت صغرے کے علاوہ ہیں۔ جن کا ذکر گذشتہ اولیا نے کیا ہی نہیں۔ اولیاء اللہ کی تمام خدمات اور مناسب مثلاً قطبیت اور غوثیت وغیرہ سب کی سب ولایت صغرے میں شامل ہیں۔ سب سے بڑا منصب جو عروۃ الوثقےٰ کو حاصل ہے۔ وہ قیومیت ہے جو کمالات نبوت کا انتہائی مقام ہے۔ شیخ صاحب نے قیومیت کے تمام خصائص بیان کئے۔ اور کہا کہ ہزار سال بعد حق تعالےٰ نے منصب قیومیت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا۔ اور بعد ازاں حضرت قیوم ثانی کو عنایت کیا۔ اور اپنے سامنے مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور اپنا ولیعہد مقرر کیا خنگار یہ سنکر حضرت قیوم ثانی کا بہت معتقد ہوا۔ پھر پوچھا کہ آنجناب کے مریدوں کی کیا حالت ہے شیخ صاحب نے کہا۔ سب کے سب عالم۔ صالح۔ متقی۔ عارف اور کامل ہیں۔ پھر پوچھا کہ لوگ بکثرت مرید ہوتے ہیں یا خال خال۔ شیخ صاحب نے فرمایا ہر روز ہزار ہا آدمی اطراف و جوانب سے آکر مرید ہوتے ہیں۔ چنانچہ تمہارے ملک سے بھی گئے ہیں۔ اسی طرح دوسرے ملکوں سے قیاس کر لو۔

اسی اثنا میں شام سے ایک اور قافلہ آیا جنہوں نے شب مذکور کا قصہ اور وہاں کے علما و مشائخ کا سرہند میں پہنچنا اور فیض حاصل کرنا مفصل بیان کیا۔ ان کے کہنے سے خنگار کا اعتقاد اور بھی بڑھ گیا۔ چنانچہ اُس نے ایک عرضی معہ تحف و ہدایا اپنے وکیل کے ہاتھ آنحضرت کی خدمت میں بھیجی۔ جس میں ارادت کی خواہش قیومیت کا اقرار تھا جب خنگار بذریعہ وکیل غائبانہ مرید ہو گیا۔ تو بعد ازاں ہر سال آنحضرت کی خدمت میں عریضہ نیاز مندی معہ ہدایا و تحائف بھیجا کرتا تھا۔

ذکر دربیان

سال دہم قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ و مرید شدن شیخ حبیب اللہ بخاری :-

میرے (مصنفؒ) جد بزرگوارؒ کوکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ شیخ حبیب اللہ نے مجھے کہا کہ میں آنحضرت کا مرید یوں ہوا کہ ایک روز میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گیا۔ اور رات کو وہیں سو رہا۔ جب آدھی رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ شمال کی طرف سے بہت سی فوج نمودار ہوئی ہے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مشعل ہے اس فوج کے بیچ میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور ہزارہا اولیائے امت ساتھ ہیں اتنے میں خواجہ قطب الدینؒ و نظام الدین اولیاؒ وغیرہ جو دہلی کے گرد نواح میں آرام کئے ہوئے ہیں۔ معہ مریدوں کے قبروں سے نکلکر صفیں باندھ اس عزیز کے منتظر کھڑے ہیں۔ جب اس مرد خدا کا تخت ان قبروں کے پاس سے گذرا۔ تو یہ سب بھی ساتھ ہو لئے۔ میں حیران رہگیا۔ کہ اس تخت پر کون ہے۔ ہمراہیوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں۔ صبح آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ اور دیدار فرحت آثار سے مفتخر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ اور کمالات الٰہی اور نعمتہائے نامتناہی مشاہدہ کیں۔ یہ شیخ حبیب اللہ حضرت قیوم ثانی کے بڑے خلیفوں میں سے ہیں۔ اُن کا خلافت حاصل کر کے بخارا جانا انشاء اللہ عنقریب ہی مفصل بیان ہوگا۔

اسی سال مولانا شریف کابلی اور حضرت قیوم ثانیؒ کے دوسرے خلیفہ خواجہ محمد صدیق پشاوری کے مابین نزاع کلی واقع ہوئی۔ جس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ مولانا شریف خواجہ محمد صدیق کے خاص مرید تھے۔ خواجہ صاحب نے انہیں تربیت کر کے خلافت دیکر کابل بھیجا۔ مولانا کو وہاں قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ ہزارہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اور ہر صبح شام پانسو آدمی آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے اتفاقاً شیطانی وسوسے نے مولانا کے دل میں گھر کیا۔ اور خود پسندی و تکبر سما گیا۔ خواجہ صاحب سے اپنے آپ کو لاپرواہ اور بڑا سمجھنے لگے۔ اور جو آداب خواجہ صاحب کے پہلے بجا لایا کرتے تھے سب کو چھوڑ دیا بلکہ ملاقات تک ترک کر دی۔ خواجہ صاحب نے اس بات پر سخت ناراض ہو کر نسبت سلب کر لی تھی۔ جب آپ کے مریدوں میں مشہور ہو گیا۔ کہ خواجہ صاحب نے مولانا شریف سے نسبت سلب کر لی ہے تو مولانا یہ سن کر بہت گھبرائے اور حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ادھر خواجہ صاحب نے بھی

ایک شکایتی عرضی آنحضرت کی خدمت میں لکھی آنحضرت بھی مولانا سے ناراض ہو گئے۔ اور فرمایا کہ ہماری رضا خواجہ صاحب کی رضا کی شاخ ہے۔ تعجب ہے کہ تمہارا ایمان سلامت رہے مرید وں سے میل جول رکھنا تو اور بات ہے جس طرح ہو خواجہ صاحب کو راضی کرو۔ اور خواجہ صاحب ہماری طرف لکھیں کہ فلاں شخص سے راضی ہوں۔ اس وقت ہم بھی راضی ہونگے۔ اس کے علاوہ اور وعظ و نصیحت بھی فرمایا۔ جب مولانا نے دیکھا کہ خواجہ صاحب کی رضامندی بغیر آنحضرت بھی توجہ نہیں فرماتے بلکہ بیزار ہیں۔ تو مجبوراً خواجہ صاحب سے معافی مانگی۔ حتے کہ اپنا چہرہ سیاہ کر کے پگڑی گلے میں ڈال خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں تک کہ خواجہ صاحب آپ سے راضی ہو گئے +

ذکر دربیان

سال یازدہم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند و بیان عمارات دار الخلافت شاہجہان آباد +

اس سال بعض مخالفین نے بادشاہ کی خدمت میں آنحضرتؓ کی طرف سے شکایت کی کہ آنجناب تمہاری سلطنت پر راضی نہیں۔ اور آنحضرت کی خدمت میں ظاہر کیا۔ کہ بادشاہ آپ سے بدظن ہیں۔ حالانکہ یہ دونو باتیں سراپا جھوٹ تھیں۔ انہیں دنوں ایک رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عظیم الشان پر نزاکت و لطافت شہر ہے کہ اس قسم کا شہر بادشاہ نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس شہر میں ایک سرخ رنگ کا قلعہ ہے جس میں سونے اور جواہرات کے طرح طرح کے محل جنت کی طرح بنے ہوئے ہیں۔ بہشت کی طرح وہاں چشمے اور نہریں جاری ہیں۔ کہ فِیْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اُن پر صادق آتا ہے۔ ان نہروں اور ندیوں پر دیبا کا جواہرات اور یاقوت سے جڑاؤ ایک بڑا خیمہ ہے جس کے اندر جواہرات سے ایک تخت رکھا ہے اور پھر اس پر تخت طاؤس کی شکل ہے۔ جو زمرد کی بنی ہوئی ہے۔ طاؤس کے سر پر ایسا لعل جڑا ہے جس کی روشنی سے تمام خیمہ جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ بادشاہ اس شہر قلعہ۔ محلات۔ ندیوں۔ خیمے اور تخت وغیرہ کو دیکھ کر دنگ رہ گیا سمجھا کہ یہ دنیاوی مکان تو ہے نہیں۔ شہر والوں سے پوچھا کہ یہ شہر کونسا ہے اور قلعے کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ شہر اور جو کچھ اس میں ہے سب حضرت عروۃ الوثقےٰ کا ہے پوچھا آنجناب کہاں تشریف فرما ہیں؟ کہا بہشت میں بیٹھے ہیں بادشاہ آنحضرت کی زیارت کے لئے

گیا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ آنحضرتؓ کے گرد ہزارہا اولیاءاللہ دست بستہ صف باندھیں کھڑے ہیں۔ اور وہ برج آٹھ پہلو سارے کا سارا سونے کا بنا ہوا ہے جالی دار ہے جن میں تمام لعل زمرد الماس اور یاقوت جڑے ہیں۔ اس کی ایک طرف دریا ہے اور دوسری طرف باغ۔ اور اس میں آنحضرتؓ بادشاہ کی طرح جلوہ افروز ہیں۔ بادشاہ سلام کر کے باادب کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت نے بادشاہ کو فرمایا کہ ہم نے بڑی کوشش سے تمہیں بادشاہ کیا۔ اور اب بھی تمہاری سلطنت کے ممد و معاون ہیں۔ بعض سخن چینیوں نے ہماری طرف سے تمہیں سکھلایا۔ اور تمہاری طرف سے ہمیں۔ سو یہ و نوباتیں ہی بے بنیاد اور محض افترا ہیں۔ یہ قلعہ اور قلعہ کی تمام چیزیں۔ ہم نے تمہیں بخشیں عرصہ دراز تک سلطنت تجھ سے نہیں جائے گی۔ بعد ازاں بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت طاؤس پر بٹھایا +

اتنے میں بادشاہ جاگ پڑا جاگتے ہی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا پیشتر اس کے کہ بادشاہ کچھ عرض کرے آنحضرتؓ نے فرمایا اب تو تمہاری تسلی ہوئی ہے دیکھا ہم نے کیسا جنت نشان مقام رات کو تمہیں عنایت کیا۔ بادشاہ نے آنحضرتؓ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آنحضرتؓ نے فرمایا جس طرح کی عمارت رات کو تم نے دیکھی تھی ویسی ہی بنواؤ۔ عرض کیا جہاں ارشاد ہو فرمایا وہیں کی شمال کی طرف۔ پھر عرض کیا کہ مجھے اس شہر اور قلعہ کی ترتیب یاد نہیں رہی۔ آنحضرتؓ نے ایک آدمی کو قلم دوات لانے کا حکم دیا جب لایا تو اسے بلا کم و کاست رات والے قلعہ اور شہر کی ترتیب سمجھائی۔ اور اس نے کاغذ پر لکھ دی۔ بادشاہ یہ دیکھ کر اور بھی معتقد ہو گیا۔ اور عرض کیا بالکل سچ اور درست ہے۔ اسی قسم کا شہر اور قلعہ میں نے خواب میں دیکھا تھا +

بادشاہ نے آداب بجا لا کر وہ کاغذ لیا اور اس مقام پر پہنچا۔ جہاں اب شاہجہان آباد کا قلعہ آباد ہے۔ تمام حکما نے بادشاہ کو کہا کہ جیسی معتدل آب و ہوا اس مقام کی ہے سارے ہندوستان میں کسی مقام کی نہیں۔ سلطان نے پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ آنجناب خود دست مبارک سے بنیاد کی پتھر رکھیں۔ تاکہ یہ عمارت مبارک ہو اور آفات سے محفوظ رہے +

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بپاس خاطر سلطان بہ نفس نفیس وہاں قدم رنجہ فرما کر بنیاد کی پتھر رکھا۔ حق تعالیٰ نے آنحضرت کے دست مبارک کی برکت سے اس عمارت کو اختتام تک پہنچایا اور زمانے کے حادثات سے محفوظ رکھا چنانچہ آج تک وہ قلعہ جسے تقریباً تین سو سال ہونے آئے بدستور قائم ہے۔ بادشاہ نے پہلے دریا کے کنارے سرخ قلعہ بنوایا۔ اور اس میں نقشہ کے مطابق محل وغیرہ بنوائے۔ اور تمام محلوں کو سنہری کیا۔ پھر اس میں آٹھ پہلو برج خواب کے مطابق جالی دار دریا کنارے

بنوایا۔ جن میں بیش قیمت جواہر لعل۔ زمرد۔ اور یاقوت جڑوائے۔ اس برج کے شمال کی طرف
ایک باغ لگوایا جس کی دیوار سنگ رخام کی ہے۔ اس کی تمام دیواروں پر یمنی عقیق جڑا دئیے۔
اور اس کے اندر طرح طرح کے پھولدار اور پھلدار درخت لگوائے۔ محل بنوائے نہریں جاری کرائیں
اور اس کے کنارے پر ایک سنہری مسجد بنوائی۔ اس باغ کے دروازے پر یہ شعر لکھ دیا۔

اگر فردوس بر روئے زمین است ہمین است و ہمین است و ہمین است

اس باغ کا نام حیات بخش رکھا اس باغ کے محاذی دار السلطنت جو بادشاہ کے جلوس کا مقام
ہے۔ اور جسے دیوان خاص کہتے ہیں جس میں سوائے ارکان سلطنت کے اور کسی کو آنے کی اجازت
نہیں۔ سنہری بنوایا۔ اس کے مغرب کی طرف دربار عام جس میں چالیس ستون تھے۔ جس کے
اکثر مقامات پر سنہری کام ہوا تھا۔ بنوایا۔ اور دربار عام کے سامنے ایک نہایت وسیع میدان
رکھا اس میدان کے گرداگرد سو محراب بنوائے ہر ایک محراب میں دس گز مربع حجرہ بنوایا۔ جو
طرح طرح کے نقش ونگار سے آراستہ تھا اس قلعہ کے چار دروازے بنوائے۔ ایک دریا کی طرف
دوسرا قلعہ سلیم کی طرف جو دریا کے بیچ واقع ہے ایک مغرب کی طرف اور ایک جنوب کی طرف
ان دونوں دروازوں سے لوگ آتے جاتے ہیں۔ اس قلعہ کے گرد ایک اور بڑا قلعہ بنوایا جس
میں چھ دروازے ہیں۔ اور جس کا مجموعہ اضلاع سات کوس ہے ان دروازوں کے نام یہ ہیں۔
اوّل کشمیری دروازہ۔ دوسرا کابلی دروازہ۔ تیسرا لاہوری دروازہ۔ چوتھا اجمیری دروازہ
پانچواں ترکمانی دروازہ۔ چھٹا دہلی دروازہ۔ ان کے علاوہ آٹھ چھوٹے دروازے ہیں۔ دو چھوٹے
دروازے لاہوری دروازے کی دونو طرف ہیں۔ ایک اجمیری دروازے کے قریب اور باقی پانچ
متفرق مقامات پر ہیں۔ اس قلعہ کے اندر ایک ٹیلے پر ایک جہاں نما جامع مسجد سنگ رخام
اور سنگ موسے کی بنائی۔ اور ایک اور مسجد لاہوری دروازہ کے مقابل حضرت قیوم ثانی کے
نام پر بنوائی۔ جس کا نام سرہندی مسجد رکھا گیا۔ اس گرد نواح میں ایک باغ بھی آنحضرت کے
نام پر بنوایا گیا۔ جس کا نام سرہندی باغ رکھا۔ قلعہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک نہایت
عالیشان باغ بنوایا۔ جس کا نام شالامار مقرر کیا۔ اور دریا سے نہر نکال کر شہر میں لائے۔
جس کی شاخیں ہر کوچہ و بازار میں جاری تھیں۔ تاکہ ہر شخص اپنے مکان کے پاس سے اس کی
چھوٹی شاخ گذار سکے۔ اس نہر کی وجہ سے شہر کی تر و تازگی سو گنا ہو گئی۔ لاہوری دروازے
کے باہر چند تیر پرتاب کے فاصلہ پر ایک نہایت عالیشان اور وسیع مسجد جمعہ اور عیدگاہ کی نمازوں کے لئے

بنوائی لیکن عالمگیر بادشاہ نے اس مسجد کو چھوڑ کر ایک بغیر چھت کی اور عیدگاہ بنوائی۔ شاہجہان آباد کا طول بارہ میل اور عرض چھ میل اور گرداگرد چھتیس میل ہے ایک لاکھ کے قریب مسجدیں اور تئیس ہزار تمباکو کی دکانیں ہیں اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس شہر کی وسعت و رونق کس قدر ہوگی۔ اس کے بازار ایک تیر پرتاب کے فاصلے کے برابر چوڑے ہیں۔ جواہرات کے علاوہ دس لاکھ روپیہ اس شہر اور قلعہ پر صرف ہوا۔ اور ایک لاکھ طلائی مہر ثمن برج پر خرچ ہوئی۔ دس لاکھ روپیہ سے مسجد جہاں نما تیار ہوئی۔ شہر اور قلعہ کی عمارات سے فارغ ہو کر بادشاہ نے حکم دیا کہ جس قسم کی بارگاہ اس نے خواب میں دیکھی تھی بنائی جائے کہتے ہیں کہ اس قسم کی بارگاہ گذشتہ بادشاہوں میں سے کسی نے نہ بنوائی تھی۔ اور شاہجہان کے سوا اسے کوئی قایم نہ کر سکا۔

ایک دفعہ شاہ عالم بادشاہ نے لاہور میں ایسی بارگاہ بنوائی تو اس کے کھڑا کرنے میں چار سو مزدور ہلاک ہوئے۔ پھر وہ تخت بنوایا جو اس نے خواب میں دیکھا تھا۔ جتنا روپیہ سارے شہر اور قلعے پر خرچ ہوا تھا۔ اتنا اکیلے تخت پر صرف ہوا۔ اس کے قبے پر زمرد کا طاؤس بنایا اور دس ہزار روپے سے زیادہ قیمت کا لعل اس طاؤس کے سر پر رکھا۔ اور یہ بارگاہ بارعالم کے سامنے قائم کی گئی۔ اس کے تمام محراب دیباکے اور سنہری تھے۔ ان محرابوں پر لعل جواہر یاقوت اور مروارید ٹانکے گئے۔ بارگاہ کے اندر اس تخت کو رکھا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو معہ خلفا مدعو کیا۔ آنحضرت تشریف فرما ہو کر اس ثمن برج میں بیٹھے اور بادشاہ کو فرمایا کہ تم نے خواب میں دیکھا تھا۔ بادشاہ نے عرض کیا گویا وہی خواب ہے جسے جناب کی طفیل حالت بیداری میں دیکھ رہا ہوں۔

بعد ازاں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بادشاہ فرمایا کہ جاؤ تخت پر بیٹھیو۔ اللہ تعالے یہ تخت یہ قلعہ یہ شہر اور یہ ملک تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے مبارک کرے۔ بادشاہ ارشاد کے مطابق تخت پر بیٹھا۔ اور دوگانہ شکر ادا کر کے بلند آواز سے کہا کہ فرعون نے ہڈی کے تخت پر بیٹھ کر خدائی کا دعوے کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمت عظمے اعطا کی ہے تو بھی اس کی بندگی کا طوق میری گردن میں ہے۔ آنحضرت نے بادشاہ کے حق میں دعا کی۔ بادشاہ ہر سال اسی طرح جشن کرنا۔ آج تک بادشاہ بدستور سال میں ایک دفعہ جشن کرتے ہیں۔ پھر بادشاہ نے اکبر آباد اور لاہور میں بھی از سر نو عمارات عالی بنوائیں۔ اور لاہور میں ایک شالامار باغ بنوایا۔ تخت طاؤس نادر شاہ کے آنے تک ہندوستان میں ہا بعد ازاں اسے وہ ایران لے گیا۔

ذکر دربیان

سال دوازدہم از قیومیت حضرت ایشان امام معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رض
تعمیر خانقاہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بار دوم بیان عمارات حضرات
مخدوم زادہا و بیان بناہائے قصر سلطانی در سرہند و بشارت یافتن آنحضرت
از پروردگار بخدمت تخلیص تمام عاصیان امت از آتش دوزخ و دیگر قضایا کہ
دریں سال واقع شدہ :-

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی کثرت ہوئی ۔ اور ہزارہا آدمی پانچوں وقت نماز میں شامل ہونے لگے تو مسجد قدیم جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بنوائی تھی ۔ مکتفی نہ تھی ۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رض نے ایک اور وسیع مسجد بنوانی چاہی ۔ آنجناب کی اس خواہش سے تربیت خاں نے جو اس بارگاہ کا خاص مرید تھا عرض کیا ۔ کہ میری خواہش ہے کہ یہ سعادت عظمےٰ میں ہی حاصل کروں ۔ آنحضرت نے اس کی درخواست کو منظور فرمایا ۔ اور خانقاہ بنانے کی اجازت عنایت فرمائی ۔ تربیت خاں نے نہایت عالیشان اور وسیع خانقاہ بنوائی اور قدیمی مسجد کی علامت کی طور پر ایک صفہ اس مسجد کے صحن میں کعبہ کی طرح چھوڑ دیا ۔ کیونکہ وہ مقام بہت متبرک ہے اس واسطے کہ کعبہ معظمہ نے یہیں نزول کیا تھا ۔ اور اس زمین کو کعبہ کی زمین کے ساتھ فناء و بقا حاصل ہے ۔ حضرت قیوم اول حضرت قیوم ثانی رض کو اسی مقام پر مقطعات قرآنی کے اسرار سے مطلع کیا تھا ۔ اس صفہ سے مغرب کی طرف ایک حوض بنوایا ۔ اس کے اوپر مچھلی کی پیٹھ کی طرح کا ایک آبشار بنوایا ۔ مسجد کی جنوب کی طرف سالکان سلوک کے لئے چند حجرے بنوائے ۔ مسجد قدیم کا حوض اور بہت سی زمین حضرت قیوم اول کے روضہ منورہ کے صحن میں داخل کر کے روضہ متبرکہ کے گردنواح کو وسیع کر دیا ۔ اس مسجد کی ایک یہ فضیلت آنحضرت پر منکشف ہوئی ۔ کہ یہ مسجد الحرام ، مسجد النبی ، اور مسجد الاقصےٰ سے اُتر کر باقی تمام جہان کی مسجدوں سے افضل ہے ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بھی مسجد قدیم کی بابت جو اس وقت موجودہ مسجد کا صحن ہے یہی فضیلت منکشف ہوئی تھی ۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں لکھا گیا ہے حضرت قیوم اول کے روضہ منورہ کے مغرب و شمال کی طرف ایک باغ تھا جس کا طول اور عرض ایک ایک کوس تھا ۔ اور جو باغ ملک احمد کے نام سے مشہور تھا ۔ اس باغ کے مالک نے حضرت قیوم ثانی رض کی خدمت میں بطور نذر یہ باغ پیش کیا ۔ آنجناب نے اپنے فرزندوں پر تقسیم کیا

ہر ایک نے اپنے رہنے کے لئے اس باغ میں عالیشان عمارت بنوائی۔ اور اس باغ کے اردگرد کی زمین بھی لیکر اس میں عالیشان مکانات بنوائے۔ اس باغ کے شمال اور مغرب کی طرف ایک وسیع میدان تھا اس میں نہایت عمدہ اور خوبصورت بازار بنوایا جس میں ہر ولایت کی چیز موجود رہتی ہے۔ چونکہ ان عمارتوں کا مہتمم آنحضرت کا صندل نام خواجہ سرائے مہتمم تھا اس واسطے یہ بازار صندلپورہ کے نام سے مشہور ہے اس بازار کے مشرق کی طرف باغ کے کنارے کے قریب حضرت قیوم ثانی رضہ کے لئے محل بنائے گئے جن میں آنحضرت حلقہ و مراقبہ کیا کرتے تھے۔ آنحضرت نے عمر کے آٹھ سال یہیں بسر کئے +

اسی سال بادشاہ ہند آنحضرت کی زیارت کے لئے سرہند آیا۔ اور چند ماہ یہیں رہا۔ اپنے ارکان سلطنت کو کہنے لگا۔ کہ یہ شہر میرے دو دار الخلافوں کے مابین ہے اکثر اس شہر میں سے ہو کر جانا پڑتا ہے۔ اور آنحضرت کی زیارت کے لئے میں یہاں ٹھہرتا ہوں علاوہ ازیں یہ پاکیزہ شہر نہایت متبرک اور ہندوستان کا سر ہے ؎

الاسودائیاں شہر یست در ہند   کہ اندر پائے او نہاد سر ہند

بہتر یہ ہے کہ اس شہر میں عالیشان عمارت بنوائی جائے چنانچہ وہاں اس قسم کے محل بنوائے۔ جیسے شاہجہان آباد کے قلعہ میں بنوائے تھے +

اسی سال آنحضرت کو الہام ہوا کہ آپ کو ہم نے اپنے فضل و کرم سے امت محمدی کے گنہگاروں کو دوزخ سے نجات دینا سپرد کیا۔ جسے چاہیں دوزخ سے بچائیں۔ جسے چاہیں دوزخ میں جھونکدیں۔ اس سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بھی آنحضرت رضہ کو یہ خوشخبری سنائی تھی +

ذکر دربیان

سال سیزدہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی رضہ عرضداشت کردن عبدالعزیز خاں بادشاہ توران وغائبانہ مرید شدن او بجانب قیومیت مآب آنحضرت رضی اللہ عنہ :-

اس سال عبدالعزیز خاں بادشاہ توران نے حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں معہ تحف و ہدایا دنیا ایک عرضی بھیجی۔ جب عبداللہ اوزبک توران کا انتقال ہو گیا۔ تو ارکان سلطنت نے

عبدالعزیز خان کے بھائی کو تخت پر بٹھایا۔ اور اُسے قتل کرنا چاہتے تھے۔ یہ اس بات سے واقف ہو کر سمرقند بھاگ گیا۔ شاہی فوج نے اس کا تعاقب کیا۔ اس نے آنحضرت کے خلیفہ خواجہ کلاں کی خانقاہ میں پناہ لی۔ اور خواجہ صاحب سے توجہ اور مدد کی درخواست کی خواجہ صاحب نے فرمایا میں بھی آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اور تم بھی ہو۔ امید ہے کہ آنحضرت کے طفیل سے تمہاری مشکل آسان ہو جائے گی۔ عبدالعزیز خاں عشا کی نماز کے بعد آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہوا۔ اور بہت ہی عاجزی کی عین عاجزی کرتے کرتے اُسے نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ ہزار ہا سوار فاخرہ لباس پہنے صفیں باندھے کسی شخص کے منتظر کھڑے ہیں اتنے میں ایک۔ اور بزرگ جن کی پیشانی سے نور چمکتا تھا۔ ابلق گھوڑے پر سوار ظاہر ہوئے۔ تمام درختوں اور پتھروں نے اس بزرگ کو سجدہ کیا۔ میں نے حیران ہو کر ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں جن کو صفیں دیکھتے ہی سربسجود ہو گئیں؟ کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں۔ عبدالعزیز نے آنحضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور اپنا مطلب عرض کیا۔ آنحضرتؒ اُس کے حال پر بہت مہربانی کر کے فرمایا "خاطر جمع رکھو" ہمارا تمہاری طرف خیال ہے۔ انشاءاللہ عنقریب ہی بفضل خدا اپنے مقصود میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اب قندھار جاؤ وہاں پر ہمارے مرید ہیں۔ تمہاری رفاقت کریں گے خواجہ کلاں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا۔ دوسرے روز خواجہ کلاں اور عبدالعزیز خاں دونوں قندھار روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو وہاں پر کے آنحضرت کے خلفاء نے معلوم کر لیا تھا کہ ہمیں عبدالعزیز خاں کی مدد کرنی چاہیئے۔ سو وہ اُس سے مل گئے۔ چنانچہ بارہ ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادوں کا ایک لشکر بخارہ کی طرف روانہ ہوا۔ علاوہ بریں جہاں کہیں آنحضرتؒ کے خلفاء و مرید تھے سب نے عبدالعزیز کا ساتھ دیا۔ راستے میں جو شہر یا قلعہ آتا وہاں سے موجودہ لوگوں کو نکال اپنے آدمیوں کو وہاں بٹھاتے۔ جب بخارا کے قریب پہنچے تو بادشاہ اور ارکان سلطنت کے دل پر رعب طاری ہوا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت کے تمام خلفا اور مرید اس کے ساتھ ہیں۔ تو چونکہ وہ بھی آنحضرت کے مرید تھے انہوں نے سمجھ لیا کہ آنحضرت اس کے بادشاہ ہونے پر راضی ہیں۔ اور جو خوشخبری آنحضرت نے سلطنت کے بارے میں اُسے دی تھی وہ بھی سن چکے تھے اس لئے انہوں نے عبدالعزیز خاں کو پیغام بھیجا۔ کہ آپ بلا تکلف تشریف لائیں۔ ہم موجودہ بادشاہ کو پکڑ کر آپ کے حوالے کر دینگے۔ جب بادشاہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہاں سے بھاگ گیا۔ عبدالعزیز خاں نے دوسرے روز بخارا میں جا کر آنحضرت کی توجہ کی برکت سے

بلا مزاحمت غیرے توران کے تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ اور ایک عرضی معہ تحف و ہدایا آنحضرت رضی کی خدمت میں بھیجی جس میں ارادت غائبانہ کا اظہار کیا تھا۔ ہر سال پھر اسی طرح آنحضرت کی خدمت میں ہدئے اور تحفے بھیجتا رہا۔ جب اس کی عرضی آنجناب کی خدمت میں پہنچی۔ تو آنجناب نے از راہ عنایت اُسے غائبانہ مرید کیا۔ اور جو لوگ اس کی عرضی لائے تھے۔ اُن سے عین کمال شفقت سے پیش آئے۔

ذکر در بیان

سال چہاردہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانیؒ مرید شدن شاہزادہ محمد اورنگزیب :۔

اس سال شاہزادہ محمد اورنگزیب آنحضرت کا مرید ہوا۔ وہ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بتلاتا ہے کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور خلقت ہرج ومرج میں ہے عذاب کے فرشتے لوگوں کو کھینچکر لئے جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کا عذاب پہنچاتے ہیں مجھے بھی پکڑ کر دوزخ میں لیجانا چاہا۔ اس اثنا میں حضرت معصوم تخت پر بیٹھے ہوئے ظاہر ہوئے تو میدان قیامت میں شور مچ گیا۔ کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصومؒ آگئے ہیں جن کے سپرد حق تعالےٰ نے گنہگاروں کو عذاب دوزخ سے چھڑانا کیا ہے۔ آنحضرتؒ نے پہلے ان آدمیوں کو چھوڑایا۔ جنہیں عذاب کیا جا رہا تھا۔ بعد میں اس احاطے کی طرف متوجہ ہوئے۔ جہاں تمام جہان کے گنہگار قید تھے۔ سب کو وہاں سے رہائی دلوائی۔ اور ہر ایک کو خلعت فاخرہ دیکر بہشت میں بھیجدیا۔ لیکن جنہیں بخشش نصیب ہوئی وہ دو قسم کے تھے ایک گروہ کو تو فقط خلعت عنایت ہوئی۔ اور دوسرے کو خلعت معہ جنتی براق اور ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جن پر اس قدر رحمت الٰہی ہوتی ہے کہا یہ گذشتہ انبیا کی اُمتیں ہیں۔ اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ ہے اس امت مرحومہ میں میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ نور اور روشنی کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ اور آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں۔ اور بہشت کے فرشتے اُن کے ساتھ ہیں۔ میں نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں ؟ کہا یہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے مرید ہیں۔ اتنے میں آنحضرتؒ نے میری طرف توجہ کرکے فرمایا کہ اسے بھی تخت اور نوری لباس دو۔ کیونکہ یہ ہمارا مرید ہے۔ بعد ازاں مجھے زمرد کا تخت اور نور کا لباس عنایت ہوا۔

یہ خواب دیکھکر صبح حاضر خدمت ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوا حضرت عروۃ الوثقےٰؒ

نے اس سے پہلے فرمایا تھا۔ کہ شاہجہان کے بیٹوں میں سے جو سب سے پہلے آکر مرید ہوگا۔ ہم تاج سلطنت اس کے سر پر رکھینگے۔ چونکہ شہزادہ اورنگزیب پہلے مرید ہوا۔ اس واسطے آنحضرتؓ نے سلطنت کی خوشخبری اُسے عنایت فرمائی۔ اور پیشتر اس کے کہ شاہزادہ خود خواب کو عرض خدمت کرے۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ جس طرح تو نے خواب میں دیکھا ہے انشاء اللہ اسی طرح قیامت کے دن تو ہمارے ساتھ ہوگا ❖

جب دوسرے شاہزادوں نے سُنا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ نے اورنگزیب کو سلطنت کی خوشخبری دی ہے۔ تو کڑھے۔ اور جو ارادہ دل میں تھا کہ آنحضرت کے مرید بنینگے۔ توڑ دیا اور اور جگہ جا کر مرید ہوئے ❖

کہتے ہیں کہ جب اورنگزیب مرید ہوچکا تو داراشکوہ بھی آنحضرت کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے حاضر ہوا۔ آنحضرتؓ نے فرمایا ہم جانتے ہیں کہ تم خدا کی خاطر ہمارے پاس نہیں آئے۔ بلکہ سلطنت کیلئے آئے ہو۔ سو وہ اورنگزیب ہم سے لے گیا ہے داراشکوہ مایوس ہوکر آنحضرت کی خدمت سے اُٹھا۔ اور جاکر شاہ میر لاہوری کا مرید ہوگیا اُس دن سے آنحضرتؓ سے دشمنی کرنے لگا۔ ہر روز اس سلسلہ کو تکلیف پہنچانے کے درپے رہا۔ حتےٰ کہ اللہ تعالےٰ نے اُسے اُس دشمنی اور ایذا کا بدلہ دیا۔ اور اورنگزیب کو ہند کی سلطنت عنایت کی۔ آج تک سلطنت اس کی اولاد میں ہے ❖

اِسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ❖

ذکر دربیان

سال پانزدہم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن روشن آرائے دختر سلطان ہند بخدمت آنحضرت رضی اللہ عنہ ❖

جب اورنگزیب آنحضرتؓ کا مرید ہوا تو اُس نے اپنی بہن روشن آرائے کو جو تمام بھائی بہنوں سے خوبصورت تھی۔ آنحضرتؓ کا مرید ہونے کیلئے کہا۔ دوسرے بھائی اور فقیروں کے اوصاف اُس سے بیان کرتے تھے تاکہ کسی اور فقیر کی مرید بنے۔ ایک رات اُسنے استخارہ کیا کہ مجھے

کس بزرگ کی مرید ہونا چاہئے ؟

اس کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک عظیم الشان محل ہے جو طرح طرح کے نقش و نگار سے منقش ہے اور اس طرح چمک رہا ہے کہ دیکھکر آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور اُس کے نقوش ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ چاروں طرف چار سنگ رخام کے برج بنے ہوئے ہیں اور ان چاروں پر گنبد ہیں۔ اور اس محل کے اوپر ایک سنہری بڑا عظیم الشان گنبد ہے جو سورج کی طرح چمکتا ہے۔ اس محل پر حضرت امام معصوم عروۃ الوثقےٰ گنبد سے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں اور محل کے نیچے تمام اولیائے امت آنحضرتؐ کے منتظر کھڑے ہیں آنحضرت خربوزہ کھاکر اُس کے چھلکے نیچے پھینک رہے ہیں۔ جنہیں اولیائے اُمت بڑی خواہش اور رغبت سے کھاتے ہیں اور ان کے لینے میں بڑی جد و جہد کرتے ہیں۔ آپس میں جھگڑتے اور ایکدوسرے سے چھینتے ہیں اور ان چھلکوں کے کھانے پر فخر کرتے ہیں۔ اس اثنا میں غیب سے کوئی پکار کر کہتا ہے۔ کہ جو شخص آنحضرت کے پس خوردہ خربوزے کے چھلکے کھائیگا اللہ تعالیٰ اسے صدیقوں میں داخل کرے گا اور دوزخ کی آگ اُس پر حرام ہو جائے گی ؛

جب صبح اُس نے یہ خواب اپنے بھائی اورنگزیب سے بیان کیا۔ تو وہ اُسے آنحضرت کی خدمت میں لایا اور مرید بنایا۔ اور خواب کا واقعہ آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ روشن آرا نے آنحضرت کے انتقال کے بعد اُسی قسم کا روضہ منورہ بنوایا۔ جیسا کہ اُس نے خواب میں دیکھا تھا ؛

ذکر و بیان

سال شانزدہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی۔ مرید شدن گوہر آرائے دختر دوم سلطان ہند ؛

بادشاہ ہند کی لڑکی گوہر آرا دانائی، عقلمندی، سمجھ، اور فہم، علم، اور حلم آراستگی، اور شائستگی میں اپنی نظیر آپ ہی تھی۔ دن رات عبادتِ خدا میں مشغول رہتی۔ اور صبح شام خوف خدا سے روتی۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے سر مو تجاوز نہ کرتی ؛

اُس نے ایک دن اپنے بھائی اورنگزیب کو کہا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ ایک باغ ہے جس کی دیواریں سُرخ یاقوت کی ہیں۔ درخت زمرد کے ہیں اور زمین سنہری ہے

اس باغ کے اندر مروارید کا ایک محل ہے۔ اس محل کے اوپر جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں۔ اس محل کے ایک طرف تمام اولیائے امت کے مرد ہیں۔ اور دوسری طرف تمام عورتیں مثلاً عائشہ صدیقہ رضہ اور فاطمۃ الزہرا رضہ اور خدیجۃ الکبرٰے رضہ وغیرہ ہیں۔ جو عورت آتی ہے وہ عورتوں میں داخل ہوتی ہے۔ اور جو مرد آتا ہے وہ مردوں میں داخل ہوتا ہے۔ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی محل پر کھڑا ہے۔ اور آنحضرت اس کی طرف بار بار متوجہ ہوتے ہیں۔ اور کسی کام کیلئے حکم دیتے ہیں۔ اور وہ شخص تمام جہان کے مطالب ومقاصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ کبھی مردوں کی طرف جاتا ہے۔ کبھی عورتوں کی طرف۔ اور ان کی مہمات آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق سرانجام کرتا ہے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دین و دنیا کا کارخانہ اُن کے سپرد کر رکھا ہے +

یہ خواب دیکھنے کے بعد گوہر آرا آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئی حضرت عروۃ الوثقےٰ نے اس کے حال پر نہایت مہربانی فرمائی۔ اُس نے بھی آنحضرت کی خدمت میں سلوک کا انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔ بلکہ آنحضرت نے اُس کے حق میں نہایت اعلےٰ درجے کی خوشخبری دی۔ اور وہ یہ کہ جنت میں گوہر آرا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات میں داخل ہو گی +

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضہ کے وصال کے بعد گوہر آرا نے باقی سلوک حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور ولایت ثلاثہ۔ اور کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی خوشخبری پائی۔ نیز حضرت قیوم رابع رضہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ گوہر آرا بہشت میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت میں شامل ہو گی۔ حضرت خلیفۃ اللہ ہر جمعہ کو نماز کے بعد باغ کی سیر کو تشریف لے جاتے۔ تو سرہندی باغ میں گوہر آرا کی قبر پر دیر تک فاتحہ پڑھتے رہتے اور پھر فرماتے کہ اس قبر پر نور عظیم کا عجب ظہور ہے جو اکثر اولیا کی قبر پر بھی نہیں ہوتا +

ذکر دربیان

سال ہفتدہم از تولیت حضرت عالیشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی رضہ

طلب کردن دعا سلطان ہند برائے فتح قندہار از آنحضرت وبشارت دادن آنجناب بر فتح آندیار و فرستادن شاہزادہ اورنگ زیب را بر آں مرزبوم وظفر یافتن شاہزادہ از توجہ آنجناب رضی اللہ عنہ

اس سال بادشاہ ہند نے ایران پر چڑھائی کی۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ والئے ایران نے اپنی مجلس میں کہا کہ سلطان ہند میں اہل ایران سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ اگر ہم چاہیں تو ایک مہینے میں تمام ہندوستان کو اپنے قبضے میں لا سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ زمانہ قدیم سے ہم میں اور ان میں برادری کا سا تعلق ہے اس واسطے ہماری کبھی خواہش نہیں ہوئی۔ جب شاہجہان نے سنا۔ کہ شاہ ایران کا یہ خیال ہے اور علاوہ بریں برسرعام خلفاء ثلاثہ کے حق میں غیر مناسب کلمات استعمال کرتا ہے۔ تو سانپ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگا۔ اسی وقت ایک جرار لشکر لے کر ایران کی طرف متوجہ ہوا۔ سرہند پہنچکر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس مہم کے لئے دعا اور توجہ کی درخواست کی۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ ہم آج رات اس بارے میں توجہ کرینگے جو کچھ معلوم ہوگا اس کے موافق جواب دینگے۔ دوسرے روز جب بادشاہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ ہم نے اس مہم کے بارے میں توجہ بلیغ کی ہے فضل الٰہی سے امید غالب ہے کہ حق تعالےٰ تمہیں فتح و نصرت عطا فرمائیگا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے باغ باغ ہوگیا اور خوشی خوشی ایران کی طرف روانہ ہوا۔ آخر منزلیں طے کرکے جب کابل کے گرد نواح میں پہنچا۔ تو شاہزادہ محمد اورنگ زیب کو آگے بھیجا۔ شاہزادہ نے ایک عریضہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دوبارہ مدد و اعانت باطنی کے لئے لکھا۔ آنحضرت رضؓ نے اس کے جواب میں ایک مکتوب لکھا۔ جس میں جہاد اصغر و جہاد اکبر کے فضائل اور ان کے متعلق احادیث مندرج فرمائیں۔ اس میں ان حدیثوں کا ذکر بھی فرمایا جو رافض کی تکفیر کے بارے میں آئی ہیں۔

یہ مکتوب آنجناب کے مکتوب کی پہلی جلد کا چونسٹھواں [۶۴] مکتوب ہے۔ تکفیر روافض کے متعلق حسب ذیل احادیث کا اقتباس کیا۔ حدیث:۔

اخرج ابو درداالذھبی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما مرفوعا یکون فی اٰخر الزمان قوم یسمعون الرافضہ یرفضون الاسلام فقتلوھم	ابو درداء میں لکھا ہے کہ ابن عباس رضؓ سے روایت کی کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ ہونگے جن کو روافض کہیں گے اور جو اسلام کی توہین کرینگے ان کو قتل کرنا

فانھم مشرکون ◆

حدیث واخرج الدارقطنی

عن علی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال سابق من بعدی قوم یقال لھم الرافضۃ فان ادرکتموھم فاقتلوھم فانھم مشرکون قال قلت یارسول اللہ ما العلامۃ فیھم قال یفرطونک بما لیس فیک ویخالفون عن السلف واخرجہ عن طریق اخر نحوہ وکذلک من طریق اخر وادعندہ ینحلون عنا اھل البیت یسوء کذلک ذلک انھم یسبون ابابکرؓ وعمرؓ ◆

کیونکہ یہ مشرک ہونگے ◆

دار قطنی میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے لوگ بھی ہونگے جنہیں رافضی کہا جائیگا اگر وہ تمہیں ملیں تو انہیں ضرور قتل کرنا کیونکہ وہ سراسر مشرک ہونگے۔ آنجناب نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ ان کی پہچان کیا ہے؟ فرمایا جو باتیں تم (حضرت علیؓ) میں نہیں پائی جاتیں۔ انہیں اصل سے بھی بڑھا کر بیان کرینگے۔ گذشتہ لوگوں کی مخالفت کرینگے۔ یہی حدیث اسی مطلب کی بالفاظ دیگر بھی آئی ہے ایسے لوگ اہلبیت سے باہر نکل جائینگے لیکن وہ ایسا کرنے میں سرِ بسر برائی پر ہونگے۔ کیونکہ وہ حضرت ابابکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں برا بھلا کہینگے ◆

ان احادیث کے بعد لکھا۔ "رجعلنا من جہاد الاصغر الی جہاد الاکبر" ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف ہوئے ◆

حدیث قدسی میں آیا ہے "عاد نفسک فانھا اغضب بمعاد۔" تو اپنے نفس سے عداوت کر کیونکہ وہ معاد کے لئے سخت نقصان دہ ہے ◆

انسانی نفس امارہ باوجود تصدیق قلبی اور اقرار لسانی اپنے کفر و انکار پر اڑا رہتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے احکام پر عمل درآمد نہیں کرتا۔ یہی چاہتا ہے کہ سب اس کے فرماں بردار ہو جائیں۔ اور وہ کسی کا مطیع و ماتحت نہ ہو۔ چونکہ خودی پر قائم ہے۔ اور انا ربکم کی ندا اس کے وجود سے نکلتی ہے۔ اس واسطے اس سے عداوت کرنا عین اللہ تعالےٰ کی رضامندی ہے اور اس سے مخالفت اور جہاد کرنا عین شریعت غراکے مطابق ہے۔ غزا جہاد اکبر ہے جو بیرونی دشمنوں سے کبھی کبھی کرنا پڑتا ہے اندرونی دشمن سے تو ہر وقت جہاد کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ وہ بادشاہ تھا غرور و تکبر بادشاہوں کا خاصہ ہے۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اس سے جہاد کرنا مناسب اور ضروری خیال فرمایا۔ پھر حضرت قیوم ثانیؓ

نے شاہزادہ کے قاصد کو قندھار کی فتح کی خوشخبری دیکر رخصت فرمایا۔ شہزادہ اس مکتوب کے پہنچنے پر قندھار کی طرف روانہ ہوا۔ آخر قریب پہنچکر شہر اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے حاکم نے حرکت مذبوحی کی۔ اور بھاگ اُٹھا۔ اور قندھار پر شاہزادہ قابض ہو گیا +

شاہجہان نے اس فتح سے بہت خوش ہو کر شکریہ کے طور پر تحفے اور ہدیئے آنحضرت کی خدمت میں روانہ کئے۔ شاہزادہ نے بھی آنحضرت کی خدمت میں عریضہ مع اس ولایت کے تحفوں کے بھیجا +

ذکر دربیان

سال شزدہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی
نہضت نمودن شاہزادہ اورنگ زیب بسوئے خراسان بموجب امرعالی و فتح
گردان آں مرزبوم از توجہ حضرت معصوم رضی اللہ عنہ :-

جب والئے ایران نے سُنا کہ قندھار پر سلطان ہند قابض ہو گیا ہے۔ اور اصفاہان کی طرف آرہا ہے تو بہت ست پٹایا۔ اور ایک عاجزانہ عریضہ بادشاہ ہند کی خدمت میں لکھا کہ ہم میں اور آپ میں قدیم زمانہ سے اخلاص اور خصوصیت چلی آتی ہے۔ بلکہ سلطان ہمایوں اس علاقے میں آیا۔ تو جس قدر ہم سے ہو سکا ہم نے اُس کی خدمت کی۔ بلکہ تمام سلطنت ایران اس کے حوالے کی اب باعث معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کس خاطر ادھر آرہے ہیں۔ قندھار پر جو آپ قابض ہو گئے ہیں بہتر ہوا۔ آپ اسے اپنی قلمرو میں شامل کر لیں۔ کیونکہ ہم نے ابتدا ہی سے یہ ملک آپکو دے رکھا تھا اب آپ اپنے ارادے کی باگ ہندوستان کی طرف موڑیں۔ اور اگر کچھ اور ارادہ ہے۔ تو اس سے مطلع فرما دیں۔ تاکہ اُس کا فکر کیا جائے۔ والئے ایران نے جو لکھا کہ ہم نے ایران ہمایوں بادشاہ کے حوالے کیا۔ اس کی اصلیت یوں ہے کہ شاہجہان کے باپ کا دادا ہمایوں شیر خان افغان سے شکست کھا کر ہند سے ایران پہنچا۔ تو شاہ ایران نے اُس کی بہت کچھ آؤ بھگت کی۔ حتےٰ کہ تمام ملک ایران اس کے حوالے کیا۔ اُس نے لیکر پھر اسی کے حوالے کیا۔ اور خود ہندوستان جا کر اُسے دوبارہ فتح کیا۔ جب والئے ایران کا خط شاہجہان نے دیکھا تو اُسے رحم آیا۔ کہا کہ قندھار ہم اس سے بطور جزیہ لیتے ہیں۔ اور شاہزادہ اورنگ زیب کو لکھا کہ ایران کی طرف سے واپس چلے آؤ۔ جب شاہزادہ نے باپ کا حکم پڑھا تو بہت ناراض ہوا اور ایک عریضہ

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا۔ کہ آنجناب کی توجہ مبارک سے میں نے قندھار کو فتح کر لیا ہے۔ اب سننے میں آیا ہے کہ خراسان کے شہروں میں رفضی لوگ علانیہ شیخین کو گالی گلوچ کرتے ہیں۔ اگر اجازت ہو۔ تو اس طرف کا رُخ کروں اور انہیں ہلاک کروں آنحضرت نے اُس کے جواب میں فرمایا کہ ہم تمہارے احوال کی طرف متوجہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے امید غالب ہے کہ جدہر کا رخ کروگے فتح پاؤگے۔ جہاں کہیں رفضیوں کو پاؤ قتل کر ڈالو۔ کیونکہ یہ دین کے دشمن ہیں۔ شاہزادہ نے آنحضرت کی خوشخبری کے بموجب خراسان کا ارادہ کیا۔ اور اس تمام کے علاقے کو تہ و بالا کر دیا۔ ہزارہا روافض کو قتل کیا۔ اور مرو اور ہرات کے گرد نواح پر قبضہ کر لیا۔ اور ایرانیوں کا قافیہ تنگ کر دیا۔ ؎

زشمشیر ہندی شدہ چاک چاک ... بلا نہائے ایران در خون و خاک

وزاں روئے پیکار پیوستہ شد ... از ایراں سپہ مرد خستہ شد

جو تلوار سے بچ رہے وہ بھاگ کر عراق پہنچے۔ جب یہ اصفہان گئے تو ایرانی لشکر بہت گھبرایا۔ اکثر لشکری بھاگ گئے بادشاہ بھی یہ دیکھکر حیران و پریشان ہو گیا۔ پھر ایک خط شاہجہان کی طرف اور ایک شاہزادہ کی طرف لکھا۔ کہ مَیں نے تم سے بہت اچھے اچھے سلوک کئے ہیں لیکن تمہارے دل پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ ایران کے بعض فتنہ برپا کرنے والوں کو جن کی حالت حسب ذیل اشعار کے مطابق ہے۔ فساد مٹانے کی خاطر ؎

عیب شمار ند ز بہر ہنر ... بے خردے چند ز خود بے خبر

دود شوند ار بد ماغے رسند ... باد شوند ار بہ چراغے رسند

سزا دی گئی۔ اس لئے وہ ایران سے نکل ہند میں گئے۔ اور از راہ دشمنی خلاف واقع باتیں ہماری طرف سے تمہارے پاس بیان کیں۔ اور نہیں ہم سے ناراض کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تم نے ہمیں رفض کی تہمت لگائی۔ حالانکہ یہ بیان بہتان عظیم ہے۔ جب کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کی زبان سے نہ بچ سکے تو ہم کیونکر بچ سکتے ہیں۔ چنانچہ خلقت نے اللہ تعالےٰ کو صاحب اولاد اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کاہن کہا۔ ہمارا خدا و رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے۔ اصحاب کے دوست دار ہیں۔ البتہ اہلبیت کی محبت ہمارے دلوں میں بہت ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہماری طرف سے کہا گیا ہے۔ محض جھوٹ ہے اور شاہزادہ کی دعوت کے لئے پانچ لاکھ تومان بھیجے۔ شاہجہان نے اورنگزیب کو لکھا۔

کہ ہندوستان واپس چلے آؤ۔ شاہزادہ بھی والئے ایران کی تواضع کو مدِنظر رکھتے ہوئے مجبور
ہوکر ہندوستان لوٹ آیا۔ واپس آتے وقت بلخ کے پاس سے گذر ہوا وہاں کے بادشاہ نے
تھوڑی سی فوج لیکر مقابلہ کیا۔ لیکن شکست کھائی۔ اور قید ہوگیا۔ ہندوستان کے وزیر اعظم
کے بیٹے شہزادہ سعداللہ خاں کو اس شہر اور قلعہ کے بندوبست کے واسطے بھیجدیا۔ شاہزادہ
نے شاہی قلعہ پر قبضہ کیا۔ بلخ کے تمام علما مشائخ۔ اور چھوٹے بڑے سعداللہ خاں کو مبارکباد
دینے آئے۔ وہاں کا وزیر بھی اپنے وقت کے عالموں کا سردار تھا اپنی امارت اور علم پر تکبر کرتے ہوئے
علما کا امتحان کرنے کے واسطے جیسا کہ طلبہ علم کا دستور ہے۔ کہ آپس میں بحث کرتے ہیں علما
سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے دلائل کیا ہیں۔ اُنہوں نے جنون اسلام
اور حرارت دین کی وجہ سے نہایت غصہ سے کہا کہ جائز ہے۔ کہ نواب کو کافر قرار دیا جائے
اُس نے کہا۔ یہ حواس باختہ کیوں ہوگئے ہیں۔ اور اُن کے مُنہ سے اونٹ کی طرح جھاگ کیوں
نکلتی ہے۔ اُنہوں نے اُس کی تکفیر کا فتوٰے دیا۔ سعداللہ خاں اپنے کہنے سے سخت
شرمندہ ہؤا۔ کہا میں تو تمہارے علم کا امتحان کرنا چاہتا تھا۔ مجھے اس میں شبہ بالکل نہ تھا
پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو بذریعہ دلائل ثابت کیا۔ لیکن وہ اس طرح بے خود
ہوئے کہ بے اختیار بار بار یہی کہتے تھے کہ نواب کو کافر قرار دینا جائز ہے۔ آخر سعداللہ خاں
نے سر ننگا کر کے اُن کے پاؤں پر رکھ دیا۔ کہ برائے خدا میری خطا درگذر کرو۔ میں اپنے کہے سے
توبہ کرتا ہوں۔ پھر ایک لاکھ روپیہ ان کی نذر کیا۔ شاہزادہ اُن علما پر بہت خوش ہؤا۔ اور
ان کو اپنے پاس بُلاکر ہر ایک کے مناسب حال رعایت کی۔ اور فاخرہ خلعت عنایت
کی۔ بعدازاں شاہزادہ نے اس ملک کا بندوبست کیا۔ اور وہاں کے بادشاہ عبدالرحمٰن کو
اپنے ساتھ لیکر ہندوستان گیا۔ اس وقت خراسان کے بادشاہ نے بھی ڈر کر بہت سا روپیہ
معہ اس ملک کے تحائف و ہدایا بطریق ضیافت شاہزادہ کے پیش کئے۔ اور عاجزی ظاہر کی۔
شاہزادہ نے اُس کی ضیافت اور عاجزی کو قبول کیا۔ اور پھر اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہؤا
شاہجہان نے بیٹے کو گلے لگایا۔ اور اس کا سر منہ چوما۔ اور کہا واقعی تخت و تاج کے لائق تو ہی ہے
اور سلطان عبدالرحمٰن کو بڑی عزت سے اپنے پاس رکھا۔ اور اُسے مجلس میں اپنے فرزندوں کے
برابر بٹھاتا تھا۔ اور شاہزادوں کی طرح اُس سے سلوک کرتا تھا۔ امرا کو تاکید کر دی کہ جس
طرح شاہزادوں کا ادب بجالاتے ہو اسی طرح اس کا بھی ادب بجالایا کرو۔ کیونکہ وہ بھی اپنے

ملک کا بادشاہ ہے۔ جب شاہزادہ حاضر خدمت ہو گیا۔ تو بادشاہ شاہجہان آباد میں آیا لیکن پہلے سرہند حضرت قیوم ثانی کی آستان بوسی سے مشرف ہو کر ان فتوحات کے شکریہ میں ہدایا و تحائف پیش کئے۔ آنحضرت بکمال لطف و کرم سے شاہزادہ اورنگزیب سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا کہ حق تعالےٰ تمہیں دین و دنیا میں خوش رکھے۔ شاہزادہ بھی آداب قیومیت بجالایا۔

ذکر در بیان

سال نوزدہم حضرت قیومیت حضرت ایشان امام معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن سلطان عبدالرحمٰن بلخی و بادشاہ خراسان بجناب آنحضرت رضی اللہ عنہ:۔

جب بادشاہ ہند قندھار خراسان اور دوسرے ممالک کی فتح سے فارغ ہو کر حضرت قیوم ثانی کی آستان بوس سے مشرف ہوا۔ تو سلطان عبدالرحمٰن کو اپنے بیٹوں کے ساتھ آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ شاہزادہ محمد اورنگزیب نے سلطان عبدالرحمٰن کو آنحضرت کا مرید ہونے کیلئے کہا سلطان پہلے ہی سے غائبانہ معتقد تھا۔ لیکن ان دنوں بسبب بعض اہل غرض کے کہنے کے کہ تیری سلطنت میں زوال صرف حضرت قیوم ثانی کی توجہ کے سبب آیا ہے۔ قدرے بد اعتقاد ہو گیا تھا۔

اسی اثنا میں اُس نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے بعض لوگوں کو طوق و زنجیر پہنائے مارتے پیٹتے دوزخ میں لیجا رہے ہیں۔ سلطان نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جنہیں دوزخ میں لیجا رہے ہیں۔ کہا یہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے مخالف ہیں۔ اتنے میں ایک فرشتہ نے آکر اُسے بھی پکڑ دوزخ میں لے جانا چاہا۔ کہ کسی نے آواز دی۔ کہ اس کو چھوڑ دو کیونکہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کا خاص مرید ہے۔ اور آنحضرت رضؓ نے اُسے دائمی سلطنت عطا فرمائی ہے۔ سلطان نے اسی وقت اپنے سابقہ برے عقیدے سے توبہ کی اور ٹھان لی کہ میں ضرور آنحضرت کا مرید ہونگا۔

دوسرے روز یہ خواب اورنگزیب کو بتایا اُس نے لاکر آنحضرت کا مرید کرایا۔ اور اُس کا خواب آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ سلطان عبدالرحمٰن آنحضرت کا خاص الخاص مرید ہے۔ شاہ توران کی لڑکی ایلو بیگم نے بھی جو سلطان عبدالرحمٰن کی منکوحہ تھی اس بارے

میں خواب دیکھا تھا۔ وہ بھی آنحضرت کی مرید ہوئی۔ بادشاہ نے بڑے اعتقاد سے اس پردہ نشین کو آنحضرت رض کی خدمت میں لا کر مرید کرایا۔ اُس نے آنحضرت رض سے بالکل پردہ نہ کیا۔ سلطان عبد الرحمن کی قبر حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ منورہ کے صفہ کے جنوب میں سنگ رخام کی بنی ہوئی ہے "شرف المکان بالمکین"۔ اس کے حق میں صادق آتا ہے۔ حضرت قیوم ثانی اس پر نہایت مہربان تھے۔ حتےٰ کہ سلطان ہند نے بڑے زور و شور سے بلخ کی سلطنت اُسے دینی چاہی لیکن اُس نے صاف انکار کر کے حضرت امام معصوم کی خدمت کو اختیار کیا۔ اور اپنی سلطنت اپنے بھائی کو دے دی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال تک سلطان آنحضرت کی خدمت میں رہا۔

اس سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت شیخ سیف الدین رض پیدا ہوئے۔

ذکر دربیان

سال بستم از قیومیت حضرت ایشان امام معصوم زمانی قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن بادشاہ بدخشان غائبانہ بجناب حضرت ایشان:۔

جب شاہ بدخشان نے شاہزادہ اورنگ زیب سے ڈر کر بہت سا روپیہ اُس کی ضیافت کے لئے بھیجکر اظہار عجز کیا۔ جیسا کہ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے تو بعض مخالفوں نے موقع پا کر اُسے کہا کہ اورنگ زیب صرف حضرت قیوم ثانی کے اشارے سے ادھر آیا ہے گذشتہ بادشاہ جو آنحضرت کا معتقد اور مرید تھا۔ فوت ہو چکا تھا۔ اور یہ اس کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھا تھا۔ ابھی پورے طور پر آنحضرت کے کمالات سے واقف نہ تھا چونکہ نوجوان اور نو دولت تھا۔ اس لئے لوگوں کے بہکانے سے آنحضرت رض کے اُن خلفاء کے آداب و تواضعات کو جو بدخشان رہتے تھے ترک کر دیا۔ اور ہر سال جو تحفے آنحضرت کی خدمت میں ارسال ہوتے تھے وہ بھی بند کر دئے۔ بدخشان کے رئیسوں۔ علماء اور مشائخ نے ان حالات کے سبب اس سے ناراض ہو کر اُسے وعظ و نصیحت کی کہ آنحضرت رض نے اورنگ زیب کو صرف ایران کے واقف کے لئے بھیجا تھا۔ نہ کہ بدخشان اور توران پر۔ تم آنحضرت کے حق میں بد عقیدہ نہ ہو۔ ورنہ دین و دنیا میں نقصان اُٹھاؤ گے۔ کیونکہ آنحضرت قیوم زمانی ہیں۔ اور غم و الم رنج

وراحت، شادی غمی۔ اور بادشاہوں کی موقوفی اور بحالی سب آنحضرت کے اختیار میں ہے ؎

کارے جہاں بسر نرود بے رضائے او
در دست او ست بخششے نہ چرخ را مُہار

بر جابہ خاک دان و انست حکم او
چوں جادہ صحاری چوں موج در بحار

لیکن اُس نے نصیحت نہ سُنی۔ اسی اثنا میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک عزیز تخت پر بیٹھا ہے اور ہزارہا اولیاء اللہ تخت کے پاس دست بستہ باادب کھڑے ہیں۔ بدخشی بادشاہ نے ایک سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں۔ کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں۔ بادشاہ نے دیکھا کہ آنحضرت بادشاہوں کی طرح مہمات ملکی میں مصروف ہیں بعض کو انعام و اکرام دیتے ہیں۔ اور بعض کو مار پیٹ ہوتی ہے۔ پھر جہان بھر کے بادشاہوں کو آنحضرت کے روبرو لایا گیا۔ بعض پر مہربان ہو کر خلعت فاخرہ عنایت فرمائی۔ اور جڑاؤ تاج مرحمت فرمائے اور خاص خاص ملک سپرد کئے۔ اور بعض پر سخت ناراض ہوئے۔ اور سلطنت سے علیحدہ کر دیا اتنے میں بدخشی بادشاہ کو بھی آنحضرت کے روبرو لایا گیا۔ آنحضرت رضؓ نے سخت ناراض ہو کر اُسے فرمایا کہ تو ہی ہے۔ جس نے ہمارے خلفا کی حرمت کو ترک کیا ہے اور ہم پر بداعتقاد ہو گیا ہے۔ ہم نے اپنی توجہ سے تجھے بادشاہ کیا اور تیری سلطنت کے ممد و معاون ہم ہیں۔ اور اپنے خلفا کو ہم نے تیری حفاظت کے لئے اس ملک میں رکھا ہوا ہے۔ یہ فرما کر بڑے زور سے اُس کی گدی پر مُکا مارا۔ جس پر اُس نے کہا۔ میں توبہ کرتا ہوں اور آنحضرت کی مریدی قبول کرتا ہوں آیندہ آنجناب کے خلفا کی حرمت کما حقہٗ کروں گا۔ تین مرتبہ آنحضرت رضؓ نے انہیں الفاظ کا اعادہ کیا اور مُکا مارا۔ اور اُس نے بھی تینوں مرتبہ توبہ کی۔ بعد ازاں آنحضرت رضؓ نے اُس کے کان کو زور سے اینٹھ کر فرمایا خبردار بھول نہ جانا۔

کان اینٹھنے پر بادشاہ جاگ پڑا تو کان درد کر رہا تھا اور مُکّے کا نشان اور درد دونو موجود تھے۔ اُسی وقت اُٹھ کر حضرت امام معصوم کے خلفا مثل خواجہ محمد امین بدخشی وغیرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنے سابقہ بدعقیدے سے توبہ کی غائبانہ آنحضرت کا مرید ہوا۔ اور ایک عرضی معہ تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کی۔ کہ میرے گذشتہ قصوروں کو معاف فرمایا جائے۔ اور مجھے اپنا مرید بنایا جائے۔ آنحضرت نے اُس کے قصور معاف فرمائے۔ اور اُس کے وزیر نے آنحضرت کی خدمت میں اس کی طرف سے بیعت کی۔ اس طرح شاہ بدخشان غائبانہ مرید ہوا اور آنحضرت نے اپنی کلاہ مبارک بطور تبرک اُسے ارسال فرمائی۔ جو آج تک بدخشان کے بادشاہوں

کے ہاں موجود ہے۔

ذکر و بیان

بیست و یکم سال از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقٰے امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ عرض داشت کردن خان ترکستان و سلاطین قبچاق و غائبانہ مرید شدن ایشاں بجناب حضرت ایشان رضی اللہ عنہ:-

حجت الاحمدیہ میں لکھا ہے۔ کہ جب ترکستان میں آنحضرت کے خلفا کی تعداد حد سے زیادہ ہوگئی۔ اور ترکوں پر اُن کا تصرف اس قسم کا ہوگیا۔ کہ وہ اپنا کوئی کام آنحضرت کے خلفا کے اذن بغیر نہ کرتے تھے۔ اور وہاں کے خان بھی اسی طرح محکوم تھے (ترکستان اور توران میں بادشاہ کو خان کہتے ہیں) اگر وہاں کے خان کوئی کام آنحضرت کے خلفا کی خلاف مرضی کرنا چاہتے تو نہ کر سکتے۔ لیکن خلفا خانوں کے خلاف مرضی کر سکتے تھے۔ یہ دیکھ کر اکثر جاہل خان ان سے ناراض تھے۔ جو آنحضرت کے مرید تھے۔

دوسرے خان جو ابھی ابھی اپنے اپنے قبیلے کے سردار ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی کے کمالات سے چنداں واقف نہ تھے اس لئے وہ آنحضرت کے خلفا سے ناراض ہوئے۔ آنحضرت کے مخالفوں نے جو دین کے دشمن تھے۔ موقعہ پاکر ان خانوں کو کہا کہ شاہزادہ اورنگ زیب جو تمہارے نیست و نابود کرنے کے لئے ادھر آیا تھا۔ صرف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کہنے سے آیا تھا۔ لیکن جب دیکھا کہ تمہارے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتا۔ تو واپس چلا گیا۔ وہ یہ سنکر بے اعتقاد ہوگئے۔ اور اُنہوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا کو تکلیف پہنچانی چاہی۔ سب سے پہلے لوغ خان نے شورش مچائی۔ جو ترکمان قبیلے کا سردار تھا۔ اُس نے باقی خرگاہ نشین خانوں کو اپنے ساتھ گانٹھ لیا۔ ان خانوں کو خرگاہ نشین اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ وہ گھوڑوں پر سوار رہتے ہیں۔ بھیڑ بکریاں ان کے پاس ہوتی ہیں۔ جن کے دودھ دہی پر گذارہ کرتے ہیں اور اُن کی پشم کا لباس اور خیمہ و خرگاہ بناتے ہیں۔ جہاں کہیں پانی گھاس دیکھتے ہیں وہیں ڈیرہ جما لیتے ہیں۔ اس سارے ملک میں عمارت کا کہیں نام و نشان نہیں۔ ترکستان کے اکثر خان اور دشت قبچاق کے تمام سلطان صحرا نشین اور خانہ بدوش ہیں۔ جو ہمیشہ خیموں میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس واسطے ملک قبچاق کو دشت قبچاق کہتے ہیں۔ کیونکہ وہاں کسی قسم کی عمارت نہیں پائی جاتی

تمام وضیع وشریف اور اعلے اور ادنے بادشاہ اور رعایا آسمانی ستاروں کی طرح حرکت میں رہتے ہیں اور خانہ بدوش ہیں۔ آج یہاں ہیں تو کل وہاں +

تاریخ شہر حجی میں لکھا ہے۔ کہ دشت قبچاق کا طول وعرض اٹھارہ لاکھ میل ہے اسی دشت کے دوسرے سرے پر قطب شمالی واقع ہے۔ وہاں پر آسمان چکی کی طرح پھرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس جنگل میں ایک مقام ایسا بھی ہے۔ کہ وہاں صبح صادق شفق کے غائب ہونے سے پہلے ہی نمودار ہوتی ہے۔ اسی واسطے علمائے ماوراالنہر کہتے ہیں۔ کہ وہاں پر عشا کی نماز فرض نہیں۔ کیونکہ عشا کی نماز شفق کے غائب ہوجانے پر شروع ہوتی ہے اس جنگل میں سات سو بادشاہ ہیں۔ جن میں سے ہر ایک ہند کے بادشاہ کی طرح ہے۔ سدِ سکندری بھی اسی جنگل میں ہے۔ اس سے پہلے دشت قبچاق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا گئے تھے۔ اور وہاں کے بادشاہ مرید ہوئے تھے۔ اور ہر طرح سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ اور قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتقد و مرید تھے +

لیکن جب ترکستان کے خان حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئے۔ تو دشت قبچاق کے خان بھی انھوں نے اپنے ساتھ شامل کرلئے۔ جن میں سے بعض تو اُن سے مل گئے لیکن توقمش خاں بادشاہ۔ قرا آسمان قلیچ خاں سلطان سادوق اوذون قرائیمو والئے عرقوی واکنم خاں حاکم بالغ داغ۔ اور بالیغر خاں قورق کول وغیرہ اسّی بادشاہوں نے اس بات پر آمادگی ظاہر نہ کی۔ اور جو سرکشی پر آمادہ تھے اُنہیں سرزنش کی۔ کہ ایسے بُرے ارادے سے باز آجاؤ۔ اور توبہ کرو کیونکہ قیومیت کی مخالفت کرنا دین و دنیا کو برباد کرنا ہے۔ اُنھوں نے مصلحت وقت کے مطابق تو منافقانہ توبہ کی۔ لیکن در پردہ اسی فکر میں رہے۔ اور یہ قرار پایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے عرس کے روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا پر ہاتھ صاف کرنا چاہئے۔ اعز خاں نے دشت قبچاق کے قریب ترکستان کے علاقے میں دریائے وشق کے کنارے مقام عرس قرار دیا۔ اور ترکستان اور دشت قبچاق میں جس قدر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا تھے۔ سب کو مدعو کیا۔ اور نیز علاقوں کے تمام وضیع وشریف چھوٹے بڑے اور خاقان۔ خان اور سلطان وغیرہ سب کو بُلایا۔ تمام کے تمام ماہ صفر میں مقرر کردہ مقام پر جمع ہوئے۔ دریائے وشق کے قریب سمور پہاڑ کی چوٹی پر بارہ ہزار قلماق مقرر کردیئے۔ کہ عین عرس کے وقت آکر تم نے خلفائے قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا صفایا کردینا

اِسی اثنا میں اللہ تعالےٰ نے خلیفہ خواجہ یوسف اور خلیفہ عبدالرحمٰن کو ان لوگوں کے مکر کی اطلاع دے دی۔ ان کو جب کشف تصدیق ہو چکی۔ تو انہوں نے باقی خلفا کو اطلاع دی۔ سب نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو سب کو اس مکر کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ خواجہ عبدالرحمٰن نے اعزخاں کو فرمایا کہ تو نے ہماری دعوت کی ہے یا قتل کرنے کے واسطے بلایا ہے۔ اُس نے انکار کیا اور قسم کھائی۔ خواجہ صاحب نے لوگوں کو کہا کہ جو قلماق کوہ سمور کی چوٹی پر ہیں انہیں بلالاؤ۔ جب وہ آئے تو خواجہ صاحب نے انہیں فرمایا۔ سچ بتاؤ تم کو ہمارے قتل کے لئے کس نے مقرر کیا ہے۔ انہوں نے کہا اعزخاں اور فلاں فلاں خاں نے۔ پھر انہوں نے کہا۔ کہ ہم اس بُرے کام سے شرمسار ہو کر توبہ کرتے ہیں۔ جب اُنہوں نے ہمیں ایسا کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ کسی فرد بشر کو خبر نہ تھی۔ اب لوگوں کو جو خبر ہو گئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو بارگاہ الٰہی میں قرب و منزلت حاصل ہے۔ وہ سارے قلماق حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا کے مرید ہوئے۔ اعزخاں وغیرہ سخت نادم ہوئے۔ بیچاروں کو منہ کو جگہ نہ ملتی تھی۔ بعد ازاں تمام خلفا سخت ناراض ہوئے۔ اور خانوں کو کہا کہ تمہارا یہ دین اور آئین اچھا ہے۔ ہم نے تم سے کونسی بدسلوکی کی تھی۔ جو تم ہمارے قتل کے درپے ہوئے۔ صبح شام ہم تمہاری سلطنت کے حامی ہیں۔ اور تمہیں ہم اپنی دعا کے ضمن میں لئے ہوئے ہیں۔ اور تمام مکروہات کا بوجھ ہم نے اپنے اوپر لیا ہوا ہے۔ کیا ان سب بھلائیوں کا عوض یہی ہے کہ تم ہمیں قتل کرو۔

چہ سوداست کیں قوم ناحق شناس — کنند آفریں را بہ نفریں قیاس

بجائیکہ بدخواہ خونی بود — تواضع نمودن زبونی بود

اللہ تعالےٰ تم سے اس کا بدلہ لیگا۔ جو منصوبہ تم نے ہمارے لئے باندھا۔ وہ تمہیں پر عائد ہو گا۔ کیونکہ جو اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود ہی اس میں گرتا ہے۔ پس ہمیں معلوم ہو گیا کہ تم اب حضرت قیوم ثانی کے معتقد نہیں رہے ہے۔ یہ ہمارا جوش خروش اور غیظ و غضب صرف اسی خاطر ہے نہ کہ اپنی خاطر بعد ازاں آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اے پروردگار! اگر حضرت امام معصوم قیوم حق ہیں تو انہیں کوئی علامت دکھا جو آنحضرتؓ کی قیومیت پر کامل دلیل ہو۔ اس وقت خلفا مارے غصے کے کانپ رہے تھے۔ اور لال پیلے ہو رہے تھے۔ اور سروں کو ننگا کر کے دعائیں کرتے تھے۔ ابھی ایک گھڑی بھی گذرنے

نہ پائی۔ اور دعا کرہی رہے تھے۔ کہ آسمان سے بجلی کڑکی جس سے زمین اور پہاڑ کانپ اُٹھے۔ پھر ایسی آندھی آئی کہ درخت جڑھوں سے اُکھڑ گئے۔ اور خیمے خرگاہ معہ آدمیوں کے ہوا میں اُڑنے لگے۔ اور پہاڑ پر اور دریا میں گرنے لگے۔ دریا اس قدر جوش میں آیا۔ کہ تین نیزے پانی چڑھ گیا۔ اور دشت قبچاق اور ترکستان کا تمام لشکر درہم برہم ہو گیا۔ بعض دریا میں غرق ہو گئے۔ اور بعض پہاڑ سے ٹکرا ٹکرا کر ہلاک ہوئے۔ بعض کو ہوا اُچھال کر زمین پر پٹکتی تھی۔ چنانچہ اغز خاں وغیرہ مخالف خانوں کو سات بار زمین پر دے پٹکا۔ سب کے سب بیہوش ہو گئے۔ بجلی کی آواز ایسی خوفناک تھی۔ کہ پتھر پھٹے جاتے تھے ؛

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء معہ مریدوں معتقدوں اور دوسرے مخلص خانوں کے اور قلماق کے جو اب مرید ہوئے تھے اپنے اپنے خیموں میں آرام سے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں پر اس مصیبت کا نام و نشان تک نہ تھا۔ مختصر یہ کہ جب ترکستان اور دشت قبچاق کے تمام خان معہ اپنے لشکروں کے پامال طوفان ہوئے ؎

تیر قضیب اں چو کشا واز کمال بگذر واز نہ سپہر آسماں

اُن کے لشکروں کا اکثر حصہ ہلاک ہوا۔ جو باقی رہے وہ بھی قریب المرگ تھے کیونکہ طوفان دم بدم زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ اسی اثنا میں توقمش خاں وغیرہ ننگے سر خلفاء کے قدموں پر آگرے۔ اور بہت کچھ عاجزی اور آہ وزاری کی۔ خلفاء کو بھی اُن کے حال پر رحم آیا۔ تازہ وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور اس آفت کے دفعیہ کے لئے دعا کی۔ دعا کرتے ہی اللہ تعالےٰ نے اس بلا کو ٹالا۔ بیہوش شدہ آدمی ہوش میں آئے۔ اور اپنے فعل سے توبہ کر کے سب مرید ہو گئے۔ اغز خاں ہوش آنے پر کہنے لگا۔ کہ اس بیہوشی میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ اس لشکر میں کھڑے فرماتے ہیں۔ کہ تم نے ہمارے حقوق کو فراموش کر دیا۔ اب تمہیں اس بلا سے نجات دینے والا کون ہے۔ مَیں نے بہت عاجزی کی اور دل سے توبہ کی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے میری توبہ کو قبول فرمایا۔ اور اس بلا سے نجات بخشی ؛

کہتے ہیں چالیس بادشاہوں نے اس بیہوشی میں ایسا ہی واقعہ دیکھا۔ سب نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا سے اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ بعد ازاں ترکستان اور دشت قبچاق کے تمام خان اور سلطان اپنے اپنے لشکر سمیت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور حضرت

قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے غائبانہ مرید ہوئے۔ کہتے ہیں اس دن چار سو بادشاہ مرید ہوئے۔ جنہوں نے اپنی اپنی عرضیاں معہ تحف و ہدایا آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیں۔ ہر ایک بادشاہ نے اپنی طرف سے ایک ایک ایلچی بھیجا۔ تاکہ غائبانہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوں۔ جب وہ ایلچی سرہند میں آئے۔ تو آنحضرت نے ہر ایک پر شفقت و عنایت کی اور مرید کیا اور غائبانہ دعا و توجہ کی۔

ذکر در بیان

سال بست و دوم قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقٰے امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ عرض داشت کردن و ارادت آوردن شاہ سلیمان بادشاہ ایران بجناب حضرت ایشان رضی اللہ عنہ:۔

اس سال شاہ سلیمان بادشاہ ایران کی عرضی ارادت اور نیازمندی کے بارے میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچی۔ اسکے مرید ہونے کی کیفیت یہ ہے۔ کہ جن دنوں بادشاہ ہند نے ایران پر چڑھائی کی تھی۔ ایران کے بادشاہ کو متواتر خبریں پہنچیں کہ ایران پر ہند کے بادشاہ کا چڑھائی کرنا حضرت عروۃ الوثقٰے کے ایما سے ہوا۔ اس واسطے آنحضرت سے سخت ناراض تھا علاوہ ازیں ایران کے بادشاہوں کو حضرات سرہند سے قدیمی عداوت تھی کیونکہ ان کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر سے ملتا ہے۔ جن سے ان رافضیوں کو سخت دشمنی ہے۔ عبداللہ خاں اوزبک نے جو ایران میں خون ریزی کی وہ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حکم سے کی۔ چنانچہ اس کا مفصل حال اس کتاب کے پہلے حصہ میں تجدید کے ساتویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے۔ علاوہ مذکورہ بالا عداوتوں کے ایک روز خود شاہ سلیمان نے اپنے ارکان سلطنت سے مشورہ کیا۔ کہ ہم ان سرہندی مشائخ سے بہت تنگ آگئے ہیں۔ وہ ہمیشہ ہمارے دکھ دینے میں درپے رہتے ہیں۔ عبداللہ خاں اوزبک کو بھی انہوں ہی نے بھیجا۔ اب بادشاہ ہند کو بھی انہوں ہی نے ورغلایا۔ کوئی ہے جو ان کی طرف سے ہمیں مطمئن کرے۔ سبزوار کے سات رافضی اس بات پر آمادہ ہوئے۔ کہ جس طرح ہو سکیگا ہم جا کر حضرت قیوم ثانی رضہ کو قتل کر دینگے شاہ ایران نے انہیں ہزارہا تومان دئیے۔ اور وعدہ کیا کہ جب تم اس مہم میں کامیاب ہو جاؤ گے تو میں تمہیں سبزوار مع مفصلات بطور انعام دونگا جب وہ سرہند

کی طرف روانہ ہوئے۔ تو رستے میں ان سے ایک نے خواب میں دیکھا۔ جو یوں بیان کرتا ہے
کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جنگل میں کھڑے ہیں۔ مَیں نے وار کرنا چاہا۔ تو میرا ہاتھ سوکھ گیا۔
پھر آسمان سے آواز آئی کہ جو شخص حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کا
قائل و معتقد نہیں۔ اُس کا دین اور دنیا دونو خراب ہیں۔ بعد ازاں مَیں نے دیکھا کہ ہزارہا فرشتے
آسمان سے اُتر کر آنحضرت کے گرداگرد صف بستہ ہوتے ہیں۔ اور سخت ناراض ہو کر مجھے
کہتے ہیں۔ کہ تو ہی ہے جو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے چلا ہے۔ یہ کہکر فرشتوں
نے مجھے مارنا پیٹنا شروع کیا۔ مَیں نے دل سے توبہ کی۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرشتوں کو
فرمایا کہ اسے اب چھوڑ دو۔ اُس نے توبہ کرلی ہے۔ اُس پر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا ۔

جب مَیں جاگا تو مار پیٹ کے نشان بدستور موجود تھے۔ مَیں نے یہ خواب اپنے ہمراہیوں
کو بتایا اور کہا کہ جس کام کے لئے تم جارہے ہو اُس سے میں باز آیا۔ بلکہ مَیں نے تو نیت کرلی
ہے کہ جاکر آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید ہو جاؤنگا تمہیں بھی اس ارادے سے منع کرتا ہوں
کیونکہ اگر باز آجاؤگے تو دین و دنیا کی نجات تمہیں نصیب ہوگی۔ انہوں نے کہا ہم نے بھی
اس بارے میں خواب دیکھے ہیں۔ اور توبہ کرلی ہے۔ بعد ازاں ہر ایک نے اپنا اپنا خواب
بتلایا جن کا یہاں لکھنا باعث طوالت ہے۔ پھر ساتوں مرید ہونے کے ارادے سے آنحضرت
رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ اور حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔
انہیں دنوں شاہ ہند کا ایلچی معہ تحف و ہدایا شاہ ایران کے پاس آیا۔ وہ ایلچی حضرت قیوم ثانی
رضی اللہ عنہ کا مخصوص مرید تھا۔ شاہ ایران کو اس ایلچی سے خاص طور پر محبت ہوگئی حتیٰ
کہ ایک دم بھی اُسے جدا نہ کرتا۔ ایلچی صبح شام حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کرتا۔ ایک
روز بادشاہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ ہم سے کیا تقصیر ہوئی ہے۔ کہ آنحضرت رضہ ہمیشہ
ہمیں دکھ دینے پر کمربستہ رہتے ہیں۔ اور ہند اور توران کے بادشاہوں کو ہم پر حملہ آور
کرتے ہیں۔ ایلچی نے کہا بات یہ ہے کہ آنحضرت میں دینی جوش و حرارت بکثرت ہے
انہوں نے متواتر یہ خبر سُنیں۔ کہ تم لوگ باقی تین خلفائے سے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے
دشمنی کرتے ہو اس واسطے وہ لِلّٰہ تم سے ناراض ہیں۔ ورنہ ذاتی غرض کو اِس میں
ہرگز ہرگز دخل نہیں۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں ایک کوّا درخت پر آبیٹھا
بادشاہ نے تیر کمان سے تیر پھینکنا چاہا۔ کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ کہتے ہیں کہ کوّے کی

عمر ہزار سال سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ممکن ہے اس کوّے نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی زیارت کی ہو۔ بادشاہ نے تیر و کمان ہاتھ سے پھینک دی۔ ایلچی نے بادشاہ کو کہا۔ کہ ایک کوا جو نجاست کھاتا ہے اور جس کی نسبت احتمال ہے کہ اس نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا ہو۔ لیکن جو لوگ صبح و شام آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہے رفاقت کی جانفشانی کی۔ اور موت کے بعد بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدفون ہوئے۔ اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہزاروں حدیثیں جن کی شان میں ہیں۔ اُن پر تم لوگ طعن کرتے ہو۔ تمہارا مذہب بھی عجب قسم کا ہے۔ جس مذہب میں گالی دینا عبادت میں داخل ہو۔ وہ مذہب ہی کیا۔ بادشاہ یہ سُن کر اپنے بدعقیدے اور رفض سے تائب ہوا +

اسی اثنا میں ایک شخص نے ہندوستان سے آکر بتایا۔ کہ جن سات شخصوں کو بادشاہ نے شیخ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے قتل کے لئے بھیجا تھا۔ اُن کو مَیں نے سرہند میں دیکھا ہے کہ شیخ صاحب کے باورچیخانے کے لئے سر پاؤں سے ننگے سروں پر ایندھن کے گٹھے ڈھو رہے ہیں۔ جب اظہار افسوس کر کے اُن سے احوال پوچھا۔ تو ہر ایک نے اپنے واقعات بیان کئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ اور ہم ایسے بدراہ سے تائب ہوئے اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہو گئے۔ جو آنحضرت کا دشمن ہوگا۔ ہم اُسے قتل کرینگے پھر میں نے اُن سے پوچھا کہ تم ایران میں تو شاہانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اب ذلت میں گرفتار ہو۔ انھوں نے کہا یہ ذلت اُس دولت سے بدرجہا افضل ہے۔ بادشاہ کو ہمارا سلام دینا اور کہنا کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو حضرت قیوم ثانی کے مرید ہو جاؤ ورنہ تم پر ایسی بلا نازل ہو گی جس سے تمہیں رہائی نصیب نہ ہو گی۔ بادشاہ نے یہ کلمات سُنکر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مرد خدا کو تائید غیبی حاصل ہے۔ اتنے میں بادشاہ نے جو خواب دیکھا تھا وہ ایلچی سے یوں بیان کیا۔ کہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ مع بارہ اماموں کے ایک باغ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ مَیں نے جا کر سلام کیا تو سلام قبول نہ کیا۔ بلکہ سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ تو وہی ہے جس نے حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ وہ قیوم وقت محبوب پروردگار ہے۔ تو کبھی بھی اس ارادے میں کامیاب نہیں ہو گا بہتر ہے کہ اُس سے معافی مانگے اور رفض سے باز آئے۔ تاکہ تیری خطا معاف ہو۔ ورنہ ایسی

مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ کہ نہ تو رہیگا! اور نہ تیری سلطنت! میں نے اسی وقت نقض سے توبہ کی۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کی نسبت جو مجھے بد اعتقادی تھی! اُس سے استغفار کی! اور آنحضرت کی طرف رجوع کیا! ایلچی نے کہا میں نے تو پہلے آنحضرتؓ کے کمالات آپ کی خدمت میں عرض کیئے تھے! اللہ تعالٰے کا شکر ہے کہ خود آپ نے مشاہدہ کرلیا بادشاہ نے اُسی وقت اپنے وکیل کو معہ تحائف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا اور ایک عرضی در بارہ ارادت و نیاز ارسال کی۔ جب وکیل آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اور تحفے پیش کئے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اُس کے عریضہ کو پڑھکر اُس پر بہت بہت مہربانی کی! اور بادشاہ کے حق میں دعائے خیر کی۔ بعد ازاں وکیل اپنے بادشاہ کی طرف سے آنحضرت کا مرید ہوا۔ ہزار ہا شیعہ اس روز تائب ہوئے! اور آنحضرت کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں شاہ سلیمان ہر سال تحف و تحائف معہ عریضہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کرتا رہا +

ذکر و بیان

سال بیست و سوم قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقٰے امام معصوم زمانی قیوم ثانیؓ مرید شدن بادشاہ کاشغر غائبانہ بجناب حضرت ایشانؓ :-

اس سال کاشغر کا بادشاہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا غائبانہ مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا قصہ یوں ہے۔ کہ ایک ہندوستانی سوداگر جو حضرت قیوم ثانی کا مرید خاص تھا۔ کاشغر گیا اس سے پہلے بھی کاشغر میں حضرت مجدد الف ثانیؓ کے خلفا موجود تھے! اور وہاں کا بادشاہ ان کا معتقد تھا بلکہ حضرت قیوم اولؓ کے وصال کے بعد حضرت قیوم ثانیؓ کا بھی مرید ہوا تھا۔ لیکن ان دنوں بعض مخالفان دین کے بہکانے سے اس کے اعتقاد میں فرق آگیا تھا۔ جب مذکورہ بالا سوداگر ہندوستان کے تحفے لیکر بادشاہ کے پاس گیا۔ تو بادشاہ اُس کی فصاحت و بلاغت سے خوش ہوا اور اُسے اپنے ندیموں میں شامل کرلیا! ایک روز بادشاہ اُس سے ہندوستان کے بڑے مشہور مشہور آدمیوں کے حالات پوچھ رہا تھا! اُس نے حضرت قیوم ثانیؓ کا ذکر خیر بھی کیا! اور آنحضرت کے کمالات کو بڑی شرح اور بسط کے ساتھ بیان کیا۔ بادشاہ نے کہا لوگ تو اس کے خلاف کہتے ہیں۔ سوداگر نے کہا معاذ اللہ آنحضرت کی طرف سے ایسا خیال تک بھی دل میں نہ لانا۔ کیونکہ آنجناب اس وقت قیوم وقت

اور خلیفہ روزگار ہیں۔ آنجناب کا منکر ہونا دین وایمان کو برباد کرنا ہے۔ بادشاہ کو اس بات سے بڑی تنبیہ ہوئی۔ اُسی وقت دو رکعت نماز ادا کر کے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ کہ پروردگار! مجھے اس بات کی حقیقت سے اطلاع دے۔ کہ آیا فی الواقع حضرت عروۃ الوثقٰے قیوم وقت ہیں یا نہیں۔ ابھی دعا ہی کر رہا تھا کہ بیہوشی سی ہوئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ تمام اولیائے امت جمع ہیں۔ جن کے بیچ میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہے۔ اور تمام اولیا اُس کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں۔ حیران ہو کر پوچھا یہ بزرگ کون ہے؟ کسی نے کہا یہ شیخ محمد معصوم ہیں۔ جو قیوم وقت ہیں۔ بعد ازاں تمام اولیا نے جھڑک کر کہا۔ کہ تو آنحضرت کی قیومیت کا شک و انکار کرتا ہے۔ یہ کہکر اُس کے کان اینٹھے۔ اُس نے توبہ کی۔ بادشاہ نے یہ خواب دیکھکر توبہ کی۔ اور ایک عرضی درباره تجدید بیعت عجز و نیاز اور عذر خواہی معہ تحف و ہدایا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کی۔ آنحضرت نے بھی اس پر بہت مہربانی کر کے اس کے حق میں دعائے خیر کی +

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت خدیجہ کی بیٹی سے ہوئی۔ حضرت خدیجہ رشتے میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ اسی سال حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کے چھٹے فرزند حضرت محمد صدیق رضہ متولد ہوئے +

ذکر دربیان

سال بیست و چہارم قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقٰے امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ عرض داشت فرستادن امام یمن بجناب حضرت ایشان رضی اللہ تعالےٰ عنہ:۔

اس سال امام یمن نے ایک عریضہ درباره ارادت و نیازمندی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا۔ جس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضہ کے کچھ خاص مرید حج کے لئے گئے۔ تو اثنائے راہ میں علاقہ یمن کے شہر مخہ سے اُن کا گذر ہوا۔ وہاں کا حاکم امام یمن کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ کیونکہ یمن میں بادشاہ کو امام کہتے ہیں۔ جب اُس نے اُن مریدوں کا ڈھنگ دیکھا۔ اور انہیں شریعت کا کامل پابند اور طریقت پر ثابت قدم پایا

اور ہر طرح سے صالح دیکھا۔ تو اُن کا بہت ہی معتقد ہو گیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں
اس امام یمن کی بیوی کچھ ایسی بیمار ہوئی۔ کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ تمام طبیبوں نے لاعلاج
کر دیا۔ ایک روز تو ایسا غش آیا کہ قریب المرگ ہو گئی۔ بلکہ نبض کی حرکت بالکل بند ہو گئی
امام یمن نے اُن سے دعا و توجہ کی درخواست کی۔ انہوں نے تھوڑا پانی دم کر کے اُسے دیا۔ کہ
مریضہ پر چھڑک دو انشاء اللہ بفضلِ خدا آرام ہو جائیگا۔ پانی کا چھڑکنا ہی تھا کہ اُس کو
اس قسم کا افاقہ ہوا۔ کہ گویا کبھی کسی قسم کی بیماری نہ ہوئی تھی۔ یہ کرامت دیکھ کر امام مذکور
کا اعتقاد پہلے سے سو گنا ہو گیا۔ اور مرید بن گیا۔ اور اُن کی تعریف والئے یمن کو لکھی۔ والئے
یمن بھی ان کی زیارت کا مشتاق ہوا۔ اور بڑی منت و سماجت سے انہیں اپنے پاس بلایا امام
یمن نے انہیں بلا کر ان کے سلسلے کی بابت پوچھا۔ انہوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ
کا اسم شریف بتایا۔ کہ ہم آنحضرت کے مرید ہیں۔ امام مذکور نے کہا۔ میں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ
کی پہلے ہی سے بہت کچھ تعریف سُنی ہے۔ آپ لوگ بھی جناب کے حالات سے مطلع فرما دیں
اُنہوں نے کہا آنحضرت رضی اللہ عنہ قیوم وقت ہیں۔ اور آنحضرت کا بدن مبارک جناب
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ کے خمیر کی بقیہ طینت سے ہے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ
کے اور کمالات بھی بیان کئے۔ امام یمن آنحضرت کے کمالات کو سُن کر حیران رہ گیا۔ اور
کہنے لگا کہ سبحان اللہ اس زمانے میں ایسا بزرگ موجود ہے +

اِس اثناء میں امام مذکور نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں تمام اولیائے اُمت
جمع ہیں۔ اس مجمع میں سنہری کُرسیاں رکھی ہوئی ہیں۔ ہر ایک کُرسی پر فاخرہ لباس پہنے ہوئے
بیٹھے ہیں۔ ان کُرسیوں کے بیچ میں دو تخت جواہرات اور یاقوتوں سے جڑاؤ رکھے ہیں۔
جن پر دو بزرگ تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ اور زمرد اور مروارید کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ اُن
کی پیشانیوں سے اس قسم کا نور چمک رہا ہے۔ کہ تمام جنگل جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ تمام
اولیا اور کُرسی نشین بڑے ادب سے اُن دونو بزرگوں سے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور
ان کی عنایت و مہربانی کے منتظر ہیں۔ امام نے کہا۔ میں نے حیران ہو کر لوگوں سے پوچھا کہ یہ لوگ جو کرسیوں
پر اور جو تخت پر ہیں۔ کون ہیں۔ انہوں نے کہا یہ سب اولیائے اُمت ہیں۔ جو کرسیوں پر ہیں۔ وہ
قطب الاقطاب وقت ہیں جن کی ماتحت تمام اولیائے اُمت ہیں۔ اور یہ دونو بزرگ جو تخت نشین ہیں
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ ہیں جو قیوم زمانہ ہیں۔ دونو اولیائے اُمت کے سردار ہیں۔

ایک کا اُن میں سے وصال ہوگیا ہے۔ اور ایک اس وقت موجود ہیں۔ امام نے یہ خواب آنحضرت کے خلفا سے بیان کیا اور بعد ازاں ایک عرضی دربارہ ارادت و نیاز مندی معہ تحف و ہدایا آنحضرت رضؓ کی خدمت میں ارسال کی۔ اور غائبانہ مرید ہوا۔ جب امام یمن کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچی۔ تو اُس کے حق میں دعا و توجہ باطنی فرمائی +

اسی سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت خازن الرحمت رضؓ کی بیٹی سے ہوئی +

ذکر دربیان

سال بیست و پنجم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ فرستادن آنحضرت شیخ حبیب اللہ را بہ بخارا دبیان قضایا کہ شیخ را دراں ولایت دست دادہ اند :-

اِس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ حبیب اللہ کو جو آنحضرت کے یار مخصوص تھے خلافت عنایت کر کے بخارا بھیجا۔ بھیجنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ آنحضرت رضؓ نے سُنا کہ بخارا میں مخالف علما کا غلبہ ہے۔ اور دین میں سُستی کرتے ہیں۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ کی اہانت اور خفت کے درپے ہیں۔ رخصت کرتے وقت شیخ صاحب نے عرض کیا۔ کہ میں ایک اُمّی شخص ہوں۔ ماوراء النہر کے علما سے کیونکر مقابلہ کرونگا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے۔ مجھے یاد کرنا۔ میں وہاں پہنچ جاؤنگا۔ ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ شیخ صاحب کو بھیجا۔ پہلی دفعہ کامیابی نہ ہوئی۔ جب دوسری مرتبہ بھیجا تو اُس وقت یہ سوال و جواب ہوئے۔ اب کی مرتبہ جب شیخ صاحب بخارا پہنچے۔ تو وہاں کے اعلےٰ اور ادنےٰ اور چھوٹے بڑے عزت سے پیش آئے۔ اور وقتاً فوقتاً شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ بادشاہ بھی ہر جمعہ شیخ صاحب کے پاس آیا کرتا۔ مخالفوں کے سرغنہ اخون شریف نے یہ افترا پردازی کی کہ شیخ صاحب نے انبیاء کی اہانت کی ہے۔ اور چند ایک جھوٹے گواہ بھی بنائے۔ اور بارہ ہزار کا جتھہ لیکر شیخ صاحب کے مکان کو گھیر لیا۔ اس وقت شیخ صاحب کے پاس صرف بارہ مرید حاضر تھے۔ جب شیخ صاحب نے سُنا۔ تو آنحضرت کی طرف توجہ کی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو تمہیں تکلیف

نہ ہو گی۔ شیخ صاحب نے اس مکاشفہ کا ذکر حاضرین سے کیا۔ شیخ صاحب کا ایک خاص مرید جو سرائے بادشاہ کا مقرب تھا۔ اُس نے اس بات سے واقف ہو کر اس کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ بادشاہ اُسی وقت سوار ہو کر شیخ صاحب کی خدمت میں آیا۔ جس کے آنے پر مخالفین تتر بتر ہو گئے۔ اخون شریف بھی کترا گئے۔ بادشاہ نے اخون شریف کو بلا کر تنبیہ کی۔ لیکن اخون شریف عداوت سے باز نہ آئے۔ ہر مجلس میں شیخ صاحب کی شکایت کرتے۔ اور اپنے آپ کو شیخ صاحب سے اچھا ظاہر کرتے۔ اور کہتے کہ شیخ صاحب کو علم بالکل نہیں +

ایک رات اخون شریف نے خواب میں دیکھا کہ شیخ صاحب چھت پر کھڑے ہیں۔ اخون شریف تمام کتب تحصیل تلے اوپر رکھ کر سب سے اوپر کھڑے ہو کر شیخ صاحب سے کچھ عرض کرتے ہیں۔ لیکن شیخ صاحب توجہ ہی نہیں کرتے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ تم میں اور شیخ صاحب میں یہی فرق ہے۔ اخون شریف نے دوسرے روز شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی اور اپنا خواب بیان کیا +

ایک روز باقی مخالفوں نے شیخ صاحب سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کریں اور آنحضرت کے مرید ہوں۔ ہم میں وہاں جانے کی طاقت نہیں۔ اگر آنحضرت یہاں تشریف لائیں تو بہت ہی اچھا ہو۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ انشاء اللہ کل ظہر کی نماز کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ یہاں تشریف فرما ہونگے۔ تم مہمانی کا فکر کرو۔ چونکہ شیخ صاحب کو آنحضرت کے فرمان پر پورا پورا یقین تھا۔ اس واسطے لوگوں سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کا وعدہ کیا۔ جب بادشاہ نے تشریف آوری کی خبر سُنی۔ تو شیخ صاحب سے خود آ کر پوچھا شیخ صاحبؒ نے فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ کل آنحضرت تشریف لائینگے۔ بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ دوسرے روز بادشاہ امرا وزرا اور تمام چھوٹے بڑے شیخ صاحب کی مسجد میں جمع ہوئے۔ اور طرح طرح کے کھانے پکائے گئے۔ میوے لائے گئے اور آنحضرت کا انتظار کرنے لگے۔ کہ اتنے میں آنحضرت ایک پرانے حجرے سے جو سالوں سے بند پڑا تھا۔ اور جو اس وقت خود بخود کھل گیا۔ تشریف لائے۔ شیخ صاحب اور سنجار اگے وہ لوگ جنہوں نے آنحضرتؓ کی زیارت کی تھی اُٹھ کر آنحضرتؓ کے قدموں پر گر پڑے۔ اور کہنے لگے یہی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ بعد ازاں بادشاہ اور باقی تمام چھوٹوں بڑوں نے قدمبوسی کی۔ آنحضرتؓ کی تشریف آوری پر سبھی حیران تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے

بادشاہ اور باقی لوگوں کو چند ایک نصیحتیں کر کے تاکیداً فرمایا۔ کہ شیخ صاحب کی عزت حرمت کیا کرو بعد ازاں قدرے طعام تناول فرمایا اور کچھ میوے چکھ کر فرمایا۔ کہ باقی میوے ہمارے خانقاہ کے یاروں کے لئے رکھ دو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ جہاں ارشاد ہو وہیں رکھ دیں۔ فرمایا اس چھت پر رکھ دو۔ انہوں نے وہیں رکھ دئے۔ بعد ازاں عصر کی نماز باجماعت ادا کی۔ پھر تھوڑی دیر مراقبہ کیا۔ اور جن لوگوں نے مرید ہونا تھا انہیں مرید کیا۔ بادشاہ بھی پھر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ آنجناب ہواخوری اور تفریح طبع کے لئے چھت پر تشریف لے گئے جب بہت دیر ہو گئی۔ تو لوگ آپ کو دیکھنے چھت پر گئے تو وہاں نہ آنحضرت رضی اللہ عنہ تھے۔ نہ میوہ جات جو وہاں رکھے تھے۔ یہ کرامت دیکھکر مخالفین دل و جان سے آنحضرتؓ کے مرید و معتقد ہوئے اور شیخ صاحب سے رجوع کیا۔ مخالفوں کا اعتقاد زیادہ ہو گیا +

جب وہ میوے سرہند لائے گئے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں تقسیم کئے۔ تو چند ایک دانے بادشاہ ہند کو بھی بھیجے۔ ان میووں کو دیکھکر تمام حیران رہ گئے کہ بخارا کے یہ تر و تازہ میوے ہندوستان میں پہلے کبھی نہیں آئے۔ اور نہ آسکتے ہیں۔ یہ کہاں سے آگئے۔ بادشاہ نے بھی کہا کہ یہ میوے ہماری خاطر کوئی نہیں لاتا۔ لوگوں نے کہا یہ میوے بہ سبب لطافت بخارا سے یہاں پہنچ نہیں سکتے۔ یہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا تصرف ہے۔ اگر آزمائش کرنا چاہتے ہو۔ تو تھوڑے دن ان کو رکھ چھوڑو۔ جب رکھے گئے تو تیسرے دن خراب ہو گئے۔ جب مدت بعد بخارا کے لوگ ہندوستان آئے تو انہوں نے بخارا میں حضرت قیوم ثانیؓ کی تشریف آوری کا قصہ مفصل سنایا۔ ہند کے لوگ سنکر پہلے سے زیادہ معتقد ہو گئے۔ اور بہت سے مخالف آنحضرت کا یہ تصرف دیکھ کر مرید ہو گئے +

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد تیار ہوئی۔ جسے حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے جمع کیا۔ اور جس میں دو سو چالیس ۲۴۰ مکتوب ہیں +

ذکر در بیان

سال بیست و ششم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ انحراف مزاج مبارک آنحضرت از شیخ آدم بنوری خلیفہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ بہ گفتہ بعضے مردم و عذر خواہی کردن او و عفو

نودن آنجناب و رفتن شیخ آدم بحرمین الشریفین زادہما اللہ شرفاً

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بعض لوگوں کے کہنے سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مشہور خلیفہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے ناراض ہو گئے جس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ نے اپنے حضور میں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حکم دیا کہ ان کی بیعت کرو۔ اور ان کے حلقہ میں شامل ہوا کرو۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بعد آنجناب کے تمام خلفا اور مریدوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے تجدید بیعت کی۔ اور صبح شام آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔ جیسا کہ پہلے بھی لکھا گیا ہے۔ شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ ان دونو بیعتوں میں شامل تھے۔ اور ہر صبح شام آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں داخل ہوا کرتے تھے۔ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے باقی خلفا مختلف ممالک میں گئے۔ اور مسند مشیخت پر بیٹھے تو حضرت قیوم ثانی رضؓ کے بھی مرید و معتقد رہے شیخ آدم بنوریؒ اپنے شہر بنور میں جو سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے رہنے لگے۔ ایک ہفتہ بنور میں رہتے اور ایک ہفتہ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں۔ جب شیخ صاحب کے مرید تعداد میں زیادہ ہو گئے۔ چنانچہ ہزارہا پٹھان آپ کے مرید ہو گئے۔ تو آنحضرت رضؓ کی اطاعت سے سر پھیر لیا اور علانیہ کہنے لگے کہ جو کچھ میرے نصیب میں تھا مجھے حضرت قیوم اول رضؓ سے مل چکا ہے مجھے اب کسی اور کی ضرورت نہیں۔ شیخ صاحب کے مرید بھی انہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا نائب مناب خیال کرتے۔ اور انہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے تھے۔ جب حضرت قیوم ثانی کی خانقاہ والوں نے یہ سنا۔ تو شیخ صاحب کو بہت لعن طعن کی۔ کہ افسوس تم قیوم کے منکر ہوتے ہو۔ تم اپنا دین و دنیا برباد کر دو گے۔ قیامت کے دن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ کہ تم آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ولیعہد کی مخالفت کرتے ہو۔ اسی اثنا میں بعض نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت عرض کیا۔ کہ شیخ آدم بنوری اپنے آپ کو قطب الاقطاب بتلاتا ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے برابر جانتا ہے۔ یہ سن کر آنجناب کا مزاج شیخ صاحب کی طرف سے برگشتہ ہو گیا۔ اور سخت ناراض ہوئے۔ جب شیخ صاحب حسب عادت آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنجناب نے ذرا توجہ نہ کی۔ بلکہ سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ بعد ازاں جب کبھی شیخ صاحب حاضر خدمت ہوتے تو آنحضرت ذرا بھی پرواہ نہ کرتے۔ لیکن شیخ صاحب بدستور زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہے شیخ آدمؒ کے

خلیفہ خواجہ محمد امینؒ "مناقب الحضرات" میں لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے شیخ صاحب حضرت معصوم ربانی کو اپنے پیر کا قائم مقام جانتے اور مریدانہ سلوک کرتے ہیں۔ اور اپنے تمام مریدوں کو کہتے ہیں کہ میں ایک اُمّی شخص ہوں۔ اور حضرت معصوم ربانیؒ دونو علم کے عالم ہیں۔ علم ظاہر بھی ہے اور باطنی بھی۔ اُن کی خدمت میں جاؤ تاکہ دونو علوم سے مستفید ہو سکو۔ اور اگر کوئی مجھ سے شرم کرتا ہے۔ تو میں خود اُس کی سفارش کرنے کو تیار ہوں۔ چنانچہ آپ نے بعض کی سفارش آنحضرتؒ سے کی۔ لیکن جواب کا شرف حاصل نہ ہوا +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ناراض ہونے کی دوسری وجہ یہ ہوئی۔ کہ ایک دفعہ حضرت شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بیٹے۔ جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ابھی چھوٹے تھے) سیر کے لئے بنور جا نکلے۔ تو شیخ آدمؒ نے علانیہ مجلس میں کہا کہ یہ مخدوم زادے اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں چھوٹے تھے۔ اس واسطے آنحضرت رضی اللہ عنہ سے سلوک باطنی حاصل نہ کر سکے۔ اور یہ نعمت جو مجھے حاصل ہے یہ بھی انہیں کے والد بزرگوار کی عطا کردہ ہے۔ اس بات کے کہنے سے یہ مطلب تھا کہ شاہ جیو مجھ سے فیض حاصل کریں۔ اسی بات کو بہت لمبا چوڑا کر کے اور کچھ اور باتیں ملا کر لوگوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو لکھیں۔ آنحضرت سخت ناراض ہوئے۔ حتےٰ کہ آنجناب کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔ حضرت شاہ جیو کو لکھا کہ بعض ناتمکمل اور ادھورے سالک اپنے خواب اور واقعات پر گمان کر کے اکابر دین کی برابر کرتے ہیں۔ لیکن برابری کہاں۔ اُن سے برابری کی خواہش ایک خیال محال ہے۔ جو محض نادانی اور خام خیالی ہے۔ بہت سے نادان از روئے جہل مرکب اپنے واقعات پر بھروسہ کر کے خیالات فاسدہ میں خود بھی مُبتلا ہیں۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ ایسے لوگ گمراہ ہیں گمراہ ہیں۔ اُنہوں نے ضائع کیا۔ کھویا۔ اور گنوایا۔ اصل تو درکنار ابھی شاخ کے خیال تک کو نہیں پہنچے۔ محض خواب میں ہیں۔ اُن کی مثال چوہے کی سی ہے جو ہلدی کی گانٹھ پر پنساری بن بیٹھتا ہے +

حضرت شاہ جیو اس خط کے دیکھتے ہی بنور سے سرہند چلے آئے۔ اور شیخ صاحب بھی بہت سٹ پٹائے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر جا کر معاملہ باطن میں اپنے والد بزرگوار سے شیخ آدم کی شکایت کی کہ اس شخص (شیخ آدم) نے آپ کی وصیت کو فراموش کر دیا ہے۔ بلکہ اُس کے برخلاف

عمل کرتا ہے۔ میں صرف اس بات کا لحاظ کرتا ہوں کہ یہ آنجناب کا مرید ہے ورنہ میں اس کی نسبت کو سلب کر لوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا تمہاری خاطر ہم نے اُسے ملک بدر کیا۔ میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جدامجدؒ کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ نے اپنی اور شیخ آدم کی نسبت کا مقابلہ کر کے فرمایا۔ کہ میری نسبت اور شیخ کی نسبت سیمرغ اور چڑیا کی سی ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری مثال سات ولایتوں کے بادشاہ کی سی ہے اور اس کے مقابلہ میں شیخ آدم ایک گاؤں کے مالک ہیں اسی اثنا میں شیخ آدمؒ کو خواہش ہوئی کہ بادشاہ ہند اور اُس کے لشکر کو مطیع کرے۔ چنانچہ اس ارادے سے پانچہزار پٹھانوں کو ساتھ لے بنور سے روانہ ہوا۔ اور سرہند آ کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی۔ پھر حضرت عروۃ الوثقےٰ اور خازن الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ بادشاہی لشکر میں اس طریقہ علیہ احمدیہ کی ترویج کرنا چاہتا ہوں آپ اس بارے میں استخارہ کر کے حکم فرماویں۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ نے اس وقت اپنے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے وہاں جانے سے اس طریقہ کی سبکی ہو گی۔ دوسرے دن جب شیخ صاحبؒ نے جواب مانگا۔ تو حضرت عروۃ الوثقےٰ نے توجہ نہ فرمائی۔ لیکن حضرت خازن الرحمۃ نے فرمایا بہتر یہ ہے۔ آپ شاہی لشکر میں نہ جائیں۔ کیونکہ سوائے تکلیف کے اور کچھ نظر نہیں آیا۔ لیکن شیخ اپنے کشف پر بھروسہ کر کے شاہی لشکر کی طرف روانہ ہوا جن دنوں شیخ صاحب ابھی سرہند میں تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ نے ملّا بدر الدین علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ ہم نے سنا ہے تم اپنے آپ کو ایسا ایسا بتلاتے ہو شیخ صاحبؒ نے مذکورہ بالا باتوں سے صاف انکار کیا۔ کہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا۔ جنہوں نے جناب کو اطلاع دی ہے وہ گواہ پیش کریں۔ گواہوں نے صاف صاف کہہ دیا۔ تو شیخ صاحبؒ نے معافی مانگی۔ اور عرض کیا کہ میں جناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے سمجھتا ہوں۔ اور اپنا پیر جانتا ہوں میری طرف سے بعض حاسدوں کے کہنے سے بدظن نہ ہوں لیکن آنحضرت رضی اللہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ جب شیخ صاحبؒ شاہی لشکر میں پہنچے۔ تو اوّل اوّل وہاں آپ کو قبولیت عام نصیب ہوئی۔ لیکن بادشاہ کو حاسدوں نے بہت کچھ سکھا کر شیخ صاحب کی طرف سے بدظن کر دیا جس نے آپ کے ملک بدر کرنے کا حکم دیا۔ (اس کی مفصل کیفیت اس کتاب کے رکن اوّل میں شیخ آدم کے حالات میں لکھی گئی ہے) ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

سرہند سے تین میل مغرب کی طرف باغ میں محل کی چھت پر بیٹھے تھے۔ کہ دور سے ایک ہو فوج معہ انبوہ کثیر نظر آیا۔ ایک گھڑی بعد ایک شخص نے آکر خبر دی کہ شیخ آدم آرہے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو حاضر خدمت ہوں۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے اجازت دی۔ جب حاضر خدمت ہوئے تو عرض کیا کہ میں آنجناب کا ادنےٰ چاکر ہوں۔ اگر مجھ سے سہواً کچھ خطا ہو گئی ہے جو آنجناب رضی اللہ عنہ کے ملال خاطر کا باعث ہوئی ہو۔ تو معاف فرمادیں۔ پہلے حضرت خازن الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم نے معاف کیا۔ پھر حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے بھی معاف فرمایا اور بہت کچھ عنایت و شفقت فرما کر رخصت کیا۔ شیخ صاحب آداب بجا لاکر حج کو روانہ ہوئے۔ اور وہیں وفات پائی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے روضہ کے محاذی میں مدفون ہوئے۔ جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ حج کو گئے تو (جیسا کہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ یادنوٹ میں لکھتے ہیں) جب کبھی بقیعہ کی زیارت کو جاتے شیخ کی قبر پر بیٹھ کر فاتحہ پڑھتے اور باطن میں اس کے ممد و معاون ہوتے اور فاتحہ کے بعد فرماتے کہ شیخ آدم ہم سے بہت الجھاتا ہے لیکن ہم نے اُسے بالکل معاف کیا ہے۔ اور اس کی الجھاوٹ کو دور کر دیا ہے +

ذکر وربیان

سال بست و ہفتم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرستادن آنحضرت خواجہ ازغون را بہ خطا و چین و قضایا کہ خواجہ را در آنجا رو دادہ اند :۔

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے خواجہ ازغون رحمۃ اللہ علیہ کو جو آنجناب کے بڑے خلفا میں سے تھے ملک خطا میں بھیجا +

طبقات معصومی میں لکھا ہے کہ خواجہ صاحب کے بھیجنے کا باعث یہ ہوا۔ کہ نو چین نور نجف قاآن خطا و چین کا بادشاہ جو چنگیز خاں کی نسل سے تھا۔ اور زمانہ قدیم سے توران اور ترکستان کے تمام بادشاہوں کا بادشاہ تھا۔ اور وہاں کے تمام خان اُس کے مطیع تھے نہایت تعظیم کے باعث اُسے قاآن کہتے تھے۔ قاآن کے معنی ہیں تمام جہان کا بادشاہ۔ ایک دفعہ اس قاآن نے ایک بڑا جلسہ کیا۔ جس میں توران اور ترکستان کے اکثر بادشاہوں کو بلایا۔ بہت سے بادشاہ خان اور خاقان خان بالغ میں جو قاآن کا دارالخلافہ تھا جمع ہوئے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ تین ہزار

بڑے بڑے مشہور بادشاہ شریک جلسہ ہوئے۔ یقمش خاں اور اعز خاں بھی ترکستان کے بادشاہ جن کا حال اکیسویں سال کے واقعات میں لکھا گیا ہے اس جلسہ میں آئے۔ اور یہ دونوں آنحضرتؓ کے بعض خلفا کو اپنے ساتھ لائے۔ چونکہ اس ملک میں بتخانے بکثرت تھے۔ اس لیئے خلفاء نے ان بتوں کو توڑا۔ اور کئی ایک بتخانوں کو ویران کر دیا۔ جب یہ خبر قاآن نے سُنی تو نہایت غضبناک ہو کر کہا۔ وہ کون ہیں جو ہمارے ملک میں آکر شورش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو پکڑ لاؤ۔ تاکہ انہیں سزا دوں۔ جب ترکستان کے بادشاہوں کو اس بات کی اطلاع ہوئی۔ تو سب کے سب قاآن کے پاس آکر کہنے لگے۔ کہ اگر اپنی اور اپنے ملک کی خیریت چاہتے ہو۔ تو ان بزرگوں کی عزت کرو۔ ورنہ نہ تم رہو گے نہ تمہارا ملک رہیگا۔ یہ لوگ اُس شخص کے خلیفے ہیں۔ جو اس وقت تمام اہل جہان سے افضل ہے سب کا قبلۂ توجہ اور تمام مخلوقات کا قیوم ہے۔ جہان کی خوشحالی و بدحالی اللہ تعالےٰ نے اُس کے سپرد کر رکھی ہے۔ روئے زمین کے بادشاہوں کی بحالی اور معزولی کا اختیار اُسے دے رکھا ہے۔ اگر تمہارے دل میں کچھ اور خیال آیا۔ تو ایسی بلا میں پھنسو گے کہ رہائی محال ہو جائے گی۔ پھر دشت قبچاق کے بادشاہوں اعز خاں وغیرہ کا قصہ بیان کیا۔ کہ یہ بادشاہ بہ سبب بدگمانی و بدنیتی ایسی ایسی بلا میں گرفتار ہوئے تھے۔ قاآن نے پہلے بھی یہ ماجرا سنا ہوا تھا۔ ان باتوں کے سُننے سے اس کے دل پر آنحضرتؓ کا رُعب چھا گیا۔ کہا اس شخص کے خلفا کو بلاؤ۔ تاکہ اُن سے دعا کی درخواست کروں یقمش خاں آنحضرت کے خلفاء کو قاآن کی خدمت میں لے گیا۔ قاآن نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا سُنہری کرسیوں پر بٹھایا۔ اور عرض کیا۔ کہ میں آپ لوگوں کی دعا کا امیدوار ہوں کیونکہ بادشاہوں کی سلطنت کا استقلال آپ لوگوں کی دعا کی برکت سے ہے۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے حالات پوچھے۔ خلفائے نے جیسا کہ مناسب اور ضروری تھا۔ آنحضرتؓ کا ذکر خیر کیا۔ اور بہت سی کرامات بیان کیں۔ یہ حالات و کرامات سُنکر قاآن آنحضرت رضی اللہ عنہ کا بہت ہی معتقد ہو گیا۔ اور خلفا کو ملک خطائے کے عمدہ عمدہ تحفے اور ہدئے دیکر رخصت کیا*

اسی رات قاآن نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت عالیشان باغ ہے جس کے اندر ایک محل پر ایک نورانی عزیز بیٹھا ہے۔ اور اس کے گرد ہزارہا لوگ کھڑے ہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ یہ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو شخص دین و دنیا کی خیریت چاہتا ہے۔

وہ ان کی اطاعت کرے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے غضب میں گرفتار ہوگا۔ اس آواز کی ہیبت سے قاآن جاگ پڑا۔

اسی وقت اعز خاں اور لقمش خاں کو بلا کر خواب سُنایا۔ اور پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا کو بلا کر دوبارہ تحفے اور ہدیئے دئیے۔ اور عرض کیا۔ کہ آپ لوگ میری طرف سے آنحضرت کی خدمت میں ایک عرضی دربارہ نیازمندی اور التماس دعا و توجہ لکھیں۔ اور بہت سی اعلےٰ درجہ کی چیزیں جو خطا میں مہیا ہو سکتی تھیں۔ آنحضرت کے واسطے بطور تحفہ و ہدیہ خلفاء کے سپرد کیں۔ خلفا لقمش خاں اور اعز خاں وغیرہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ بھیجا۔ جس میں یہ تمام واقعات عرض کئے۔ ساتھ ہی ایک خلیفہ کے لئے درخواست کی۔ کہ آکر قاآن کو راہ راست پر لائے۔ اور خطا و چین میں دین اسلام کو رواج دے۔ جب اُن کے عرائض معہ تحائف و ہدایا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت پہنچے تو آنحضرت نے ان کی درخواست کے مطابق اپنے ایک بڑے خلیفہ خواجہ ارغون کو تین سو سالک اور صاحب حال یاروں سمیت روانہ فرمایا۔ اور تصرفات اور کرامات کی بہت سی قوت خواجہ صاحب کو عنایت فرمائی۔ کیونکہ دور دراز کا فاصلہ اور کفرستان تھا۔ تاکہ وقت ضرورت ان تصرفات اور کرامات کا اظہار کر سکیں۔ جب خواجہ صاحب خطا کی طرف روانہ ہوئے تو پہلے ہی لقمش خاں اور اعز خان نے قاآن کی طرف لکھا۔ کہ خواجہ صاحب تشریف فرما ہو رہے ہیں۔ قاآن نے سنتے ہی اپنے تمام ماتحتوں کو جو خواجہ صاحب کی راہ میں تھے لکھا کہ خبردار خواجہ صاحب کو رستے میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ ہر طرح سے خاطر و مدارات کرنا۔ خواجہ ارغون پہلے کشمیر میں آئے۔ جو سرہند سے بیس منزل ہے۔ پھر بیس روز میں کشمیر سے تبت خورد میں اور ایک مہینے میں تبت خورد سے تبت کلاں میں ایک مہینے میں تبت کلاں سے کاشغر پہنچے۔ یہاں کا بادشاہ لوازمات مہمانی پورے طور پر بجالایا۔ پھر آپ چالیس روز میں کاشغر سے چلکائے یلدوز میں پہنچے۔ وہاں کے حاکم نے بھی حسب حیثیت مہمانداری کی۔ پھر ایک مہینے میں چلکائے یلدوز سے بیابان شبیر بہرام میں پہنچے۔ یہاں پر لقمش خان وغیرہ ترکستان کے خانوں کے آدمی خواجہ صاحب کی تعظیم و تکریم اور مہمان نوازی کے لئے آئے۔ اور چالیس روز میں بیابان شبیر بہرام سے شہر بہرام میں پہنچے۔ یہاں پر بھی اعز خان وغیرہ خانان ترکستان کے حاکموں نے خواجہ صاحب کی ضیافت کا سامان مہیا کیا۔ یہاں سے بیس روز

میں شہر ختن میں پہنچے۔ اس شہر میں دشت قبچاق کے خرگاہ نشین سلاطین کے اکثر آدمی مہمانداری کے
لئے آپہنچے۔ کیونکہ ختن خانہ بدوش سلاطین کی سرحد پر ہے۔ ختن سے خان بالغ تک جو
قاآن کا دارالخلافہ ہے کچھ کم نو مہینے کا رستہ ہے۔ مختصر یہ کہ تمام خانہ بدوش سلاطین نے
خواجہ صاحب ازغون کو ملک قراخواجہ تک چالیس روز میں پہنچا دیا۔ وہاں کا حاکم کما حقہٗ لوازمات
مہمانداری بجالایا۔ قراخواجہ سے سعاول تک جو ملک خطا کی سرحد میں واقعہ ہے ایک مہینے میں
پہنچے۔ اس شہر سے آگے ایک پہاڑ سے لیکر دوسرے پہاڑ تک بہت اونچی اور چوڑی دیوار
کوئی ساٹھ میل لمبی ہے۔ اس دیوار پر دروازے بنا رکھے ہیں اور وہاں بہت سی فوج محافظت
کے لئے رہتی ہے۔ اس دیوار سے کجاقو تک جو ملک خطا میں واقعہ ہے دو مہینے میں پہنچے یہاں
کے حاکم نے ضیافت کے سامان بوجہ احسن مہیا کئے۔ وہاں سے ملتائے تک جو خطا میں ایک
بڑا شہر ہے پچاس روز میں پہنچے۔ کہتے ہیں کہ اس راہ کے علاوہ ایک اور رستہ بھی ہے۔
جہاں سے ہوکر شہر خان بالغ میں ساٹھ روز میں پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن اس رستے میں کہیں پانی
یا آبادی نہیں۔ اگر کہیں پانی ہے بھی تو ایسا کہ پیتے ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس سے
بھی تعجب کی بات یہ ہے کہ اس زمین میں دو کنوئیں ہیں۔ جن کے درمیان آٹھ روزہ راہ کا
فاصلہ ہے۔ اگر ایک پانی زہر ہے تو دوسرے کا آبحیات اور کبھی خاصیت اُس کے برعکس
ہو جاتی ہے الغرض خواجہ صاحب ملتائے سے اقاقاش میں دس روز کے بعد پہنچے اور
تین دن میں اقاقاش سے قراقاش میں۔ پھر پندرہ روز بعد قاصوقی میں پہنچے۔ اسی اثنا میں
لقمش خان اور اغرخان وغیرہ بادشاہ احتیاطاً خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے کہ
کہیں خطا والے شورش کریں۔ کیونکہ وہ مخالف دین ہیں وہاں سے پچیس روز میں شہر قطاس
میں پہنچے۔ کہتے ہیں کہ اس علاقے میں ایک عظیم الجثہ گائے ہوئی ہے ایک دفعہ ایک سوار کو
زین پر سے ایک ہی سینگ پر اُٹھا لے گئی۔ جس پر وہ سوار کئی دن تک رہا۔ پھر وہاں سے
پانچ روز میں شہر سوکچو میں پہنچے۔ اور یہ خطا کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اہل خطا خواجہ صاحب
کی تشریف آوری کی خبر سُن کر قاآن کے حکم کے مطابق استقبال کے لئے آئے۔ اور مہمانداری
کے لوازمات مہیا کئے۔ پھر پندرہ روز میں قلعہ قراول میں پہنچے۔ جو نہایت مضبوط قلعہ ہے
جس کے گردو نواح تمام بلند اور دشوار گذار پہاڑ واقعہ ہیں۔ یہاں سے خان بالغ تک
ایکسو ساٹھ گھر آباد ہیں۔ اور گھروں کی چھتوں کے مابین قرعو بہت قوی ہے۔ قرعو سے

مراد وہ گھر ہے۔ جس کی بلندی معمولی ساٹھ گھروں کے برابر ہو۔ اور وہ ساٹھ گز ہے۔ اس میں ہمیشہ بارہ آدمی رہتے ہیں۔ یہاں سے دوسرا قرعو دکھائی دیتا ہے جب کوئی حادثہ ہوتا ہے۔ تو آگ جلاتے ہیں۔ تاکہ دوسرے قرعو والوں کو اطلاع ہو جائے۔ اسی طرح چوبیس گھنٹے کے اندر یعنی ایک دن رات میں چار مہینے کی راہ کے فاصلہ پر خبر پہنچ جاتی ہے۔ کہ کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔ پھر اس واقعہ کی حقیقت لکھتے ہیں۔ بارہ بارہ میل کے فاصلہ پر ڈاک چوکی ہوتی ہے۔ جو ایک دوسرے کو دست بدست خط پہنچاتے ہیں۔ ہر ایک قرعو میں دس آدمی دس روز تک رہتے ہیں۔ پھر وہ اپنے گھروں میں آ جاتے ہیں۔ اور ان کی جگہ اور آدمی چلے جاتے ہیں۔ لیکن ڈاک چوکی ہمیشہ وہی رہتی ہے زراعت کرتی ہے۔ الغرض جب خواجہ صاحب ایک ماہ بعد شہر سکجو میں پہنچے۔ اور بعد ازاں پندرہ روز میں شہر قمجو میں پہنچے۔ یہ دونو شہر ملک خطا کے بڑے شہر ہیں۔ اور دونو شہروں کے مابین بارہ گھر ہیں۔ دونو شہروں کے حاکموں نے خواجہ صاحب کی مہمانداری کے لوازمات پورے طور پر مہیا کئے۔ اور اچھی طرح خدمات بجا لائے۔ شہر قمجو میں ایک کوکب آبدی نام ایک محل ہے۔ جسے فارسی میں چرخ فلک کہتے ہیں۔ وہ ایک آٹھ پہلو عمارت ہے جس کے اکیس طبقے ہیں۔ ہر ایک طبقے میں خطا کے اچھے اچھے منظر تیار کئے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ نقش و نگار ہیں۔ اُن کے نیچے دیووں کی شکلیں بنائی ہیں۔ گویا وہ دیو اس محل کو کندھوں پر اُٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ محل تیس گز اونچا بیس گز چوڑا ہے سب کا سب سنہری ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سونے کا بنا ہوا ہے۔ اس میں ایک سردآبہ بنایا ہے اور اس کے بیچ میں لوہے اور قلعی کا ایک ستون نصب کیا ہے۔ یہاں پر ایک اور محل بنایا ہے جو سردآبہ کی تھوڑی سی حرکت سے چکر کھانے لگتا ہے۔ یہاں سے ایک ماہ بعد شہر حسن آباد میں پہنچے۔ اس شہر کے لڑکے لڑکیاں نہایت ہی خوبصورت ہوتی ہیں۔ اسی واسطے اُسے حسن آباد کہتے ہیں۔ اس شہر تلے ایک دریا بہتا ہے جس کا پاٹ بارہ میل کا ہے۔ یہاں سے چلکر دس روز میں شہر صدین قور میں پہنچے۔ یہ بہت بڑا شہر ہے جس میں بہت سے بُتخانے ہیں۔ ایک بتخانہ میں ایک بُت اسی گز قد کا ہے۔ اس بُت کے ہزار ہاتھ ہیں اور ہر ہاتھ میں ایک اور بُت بنایا ہوا ہے۔ اس بُت کا نام ہزار دست (ہزار ہاتھ والا) ہے اس بت کو جس پتھر پر رکھا گیا ہے وہ نہایت بڑا اور خوبصورت سنگ رخام کا ہے۔ پتھر کے

ٹکڑوں کو اس طرح آپس میں ملایا ہے۔ کہ ایک ہی ٹکڑا معلوم ہوتا ہے۔ اس بُت کی چوڑائی
میں کئی چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ اس بُت کے قدم سے لیکر سر تک ہال
ہیں۔ اور ہال کے ساتھ کوٹھڑیاں جو نہایت آراستہ اور منقش ہیں۔ اس بُت کے دو پاؤں
پندرہ پندرہ گز لمبے ہیں۔ اور سر میں بہت سی کوٹھڑیاں بنی ہوئی ہیں۔ خاصہ ایک پہاڑ
معلوم ہوتا ہے۔ یہاں سے چلکر ایک ہفتے بعد شہر خان بالغ میں پہنچے۔ اس شہر کے باہر
بھی چرخ فلک ایک محل بنا ہوا ہے۔ جیسا کہ شہر قمچو میں تھا۔ جو قد میں پہلے سے بھی دُگنا
ہے۔ یہ بڑا وسیع شہر ہے۔ اس میں چار قلعے ہیں۔ جن کا باہمی فاصلہ تین تین کوس کا ہے
شہر کے باہر پھر اور فصیل بنائی گئی ہے۔ چین کا سب سے بڑا شہر یہی ہے اس کا گرد اسّو
میل ہے۔ اس میں بارہ لاکھ فوج رہتی ہے۔ تین لاکھ چوبی مکانات ہیں۔ جن میں سے
ہر ایک میں کئی کئی گھر آباد ہیں۔ باقی اہل حرفہ وغیرہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ
اس شہر کی حفاظت کے لئے اسّی ہزار پولیس ہے۔ شہر کے اندر دریا بہتا ہے جس میں
پندرہ دریا آکر ملتے ہیں۔ اس شہر میں تین ہزار کشتیاں ہیں۔ حالانکہ شہر اس قدر بڑا
ہے۔ پھر اس کی گلی کوچوں کا فرش اینٹ پتھر کا ہے۔ بارش کے وقت کیچڑ بالکل نہیں
ہوتا۔ القصہ جب خواجہ صاحب اس شہر کے قریب پہنچے۔ تو قاآن نے اپنے وزیر اعظم
کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا جو خواجہ صاحب کو بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لایا۔
جب قلعہ کے قریب پہنچے۔ تو دیکھا کہ شاہی دروازہ کے سامنے ایک میدان تقریباً تین میل
حلقے کا سنگ رخام سے فرش کیا ہوا ہے۔ اور جس میں اس وقت پانچ لاکھ آدمی لباس
فاخرہ پہنے مسلح کھڑے ہیں۔ اور دروازے پر بارہ ہاتھی سونڈ اُٹھائے اور دس شیر کھڑے
ہیں۔ اس قلعہ کے اندر سنگ رخام کا ایک نہایت وسیع میدان بنایا ہوا ہے۔ اس اندرونی
میدان میں تین لاکھ سے زیادہ مسلح آدمی تھے۔ جو لباس زرین پہنے ہوئے تھے۔ اس
میدان میں ایک چبوترہ چالیس گز اونچا خاصہ ٹیلہ نظر آتا تھا۔ اس پر ایک اسّی گز سنہری
محل بنا ہوا تھا جس کا طول ایک سو گز اور عرض نوّے گز تھا۔ اس چبوترہ کے سامنے
ایک اور چبوترہ تھا۔ جس پر نقارہ طبل۔ نفیری وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔ جب کبھی قاآن
اُن کے بجانے کا حکم دیتا ہے۔ تو ایک ہزار آدمی اُن کے بجانے کے لئے آتے ہیں۔
اس محل کے اندر ایک جڑاؤ تخت رکھا ہوا ہے۔ اس میدان کے گرد نواح سنہری اور

منقش کمرے اور محل بنے ہوئے ہیں۔ تیسرے محل میں ایک پانچ گز اونچا خالص سونے کا تخت بنا ہوا ہے ایک لاکھ آدمی اُس کے گرد مسلح ہو کر کھڑے تھے۔ دس ہزار کے ہاتھ میں ننگی تلواریں۔ دس ہزار کے ہاتھ میں تیر و کمان۔ دس ہزار کے ہاتھ میں گرز۔ دس ہزار کے ہاتھ میں کلہاڑیاں علےٰ ہذالقیاس سب کے سب مختلف آلاتِ حرب سے مسلح تھے۔

جب خواجہ صاحب تیسرے محل میں گئے تو آپ کے آتے ہی بادشاہ تخت پر بیٹھ کر نکلا اور نقارے وغیرہ بجنے لگے۔ اور خطائی زبان میں قاآن کی ثنا و دعا کے گیت گائے قاآن نے خواجہ صاحب سے بغلگیر ہو کر آپ کو سُنہری کرسی پر بٹھایا اور حضرت عروۃ الوثقےٰ کے حالات پوچھے۔ خواجہ صاحب نے بھی آنحضرت کی طرف سے دعا پہنچائی۔ اور فرمایا کہ آنجناب تجھ پر بہت مہربان اور تمہاری سلطنت کے ممدُ معاون ہیں۔ قاآن اس خوشخبری سے بہت خوش ہوا۔ آداب قیومیت بجالایا۔ اور پھر ایک عالیشان محل خواجہ صاحب کے رہنے کے لئے مقرر کیا۔ اور مناسب طور پر ضیافت کا سامان کیا۔ جب دوسرے روز خواجہ صاحب نے قاآن کو دعوتِ اسلام کی۔ تو قاآن سوچ میں پڑ گیا۔ دوسرے ارکان سلطنت شورش کرنے لگے۔ اور انہوں نے خواجہ صاحب کو تکلیف پہنچانی چاہی۔ ادھر لقمش خان وغیرہ خانہ بدوش بادشاہ بھی لشکر سمیت لڑائی کے لئے تیار کھڑے تھے۔ اعز خاں نے ہر دو فریق کی تسلّی کی۔ اور کہا کہ یہاں لڑائی سے کام نہیں نکلے گا۔ یہاں تو کوئی بڑی کرامت کام دیگی۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے اہل خطا کو فرمایا کہ جن بتوں کی تم پرستش کرتے ہو۔ وہ میرے فرمانبردار ہیں۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے بتوں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے بتو! اگر ہمارا دین سچا ہے اور ہمارا پیر فی الواقعہ قیوم ہے۔ تو میرے پاس آجاؤ اور میری فرمانبرداری کرو۔ یہ آواز سنتے ہی سارے بت اپنی جگہ سے حرکت کر کے خواجہ صاحب کے پاس آکھڑے ہوئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا ہتھیار لے کر خطا والوں سے جنگ کرو۔ تمام بت ہتھیار لے کر خطا والوں پر ٹوٹ پڑے اور ہزارہا کو قتل کیا۔ جب خطائی اُن پر وار کرتے تو اُن کے ہتھیار ٹوٹ جاتے۔ کیونکہ بُت تو کانسی اور لوہے کے بنے ہوئے تھے۔ قاآن یہ حالت دیکھکر بہت پریشان ہوا۔ اور دوسرے خطائی بھی گھبرائے۔ سب کو اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ اُنھوں نے ننگے سر پگڑیاں گلے میں ڈال خواجہ صاحب کے پاس آکر معافی مانگی۔ اور عاجزی ظاہر کی۔ اور توبہ کی۔ یقمش خان وغیرہ بادشاہوں نے بھی سفارش کی۔ خواجہ صاحب نے اُن کی عاجزی پر رحم فرما کر ان بتوں کو جنگ

سے باز رکھا۔ نقش خاں اور اغز خاں وغیرہ نے قاآن کو کہا۔ کہ ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ
ان بزرگوں کی رضامندی پر چلنا چاہئے۔ نہیں تو جان و مال اور ملک کی خیر نہیں۔ اب بھی
دل سے توبہ کرو۔ اور مسلمان ہو جاؤ۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے۔ قاآن نے یہ بات مان
لی۔ اسی طرح قاآن نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو سخت ناراض
ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے خلیفہ کو تیرے پاس بھیجا۔ اور تو نے اس کے کہے پر عمل نہ
کیا۔ قاآن نے صبح دربار عام کیا۔ اور تمام خطایوں کے حاضر ہونے کا حکم دیا جب سب
جمع ہو گئے تو انہیں مخاطب کر کے اعلان کیا۔ کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ اگر تم بھی مسلمان
ہو جاؤ تو بہتر ورنہ سب کو قتل کرا دونگا۔ خطائیوں نے کہا آپ ہمارے پیشوا ہیں۔ جب
آپ مسلمان ہو گئے ہیں تو ہم بھی ہوتے ہیں۔ اسی وقت قاآن معہ تمام خطائیوں کے مسلمان
ہو کر غائبانہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کا مرید ہوا۔ تمام بتخانوں کو توڑا۔ اور ہزار دست
بُت کو گرا دیا۔ بعد ازاں چین اور خطا کی نفیس چیزیں ایک لاکھ مُہر اور پانچ لاکھ روپیہ بطور
ہدیہ و تحفہ معہ ایک عریضہ کے جس میں اظہار عجز و نیاز اور ارادت کیا تھا حضرت عروۃ الوثقےٰ
رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ اور خواجہ ارغون کے ہاتھ بیعت کی۔ تین سو یار جو خواجہ صاحب
کے ساتھ آئے تھے انہیں چین اور خطا کے مختلف شہروں میں بھیجدیا۔ اُن میں سے ہر ایک نے
ہزارہا آدمیوں کو مرید کیا۔ سینکڑوں کو خلافت عطا کی۔ چنانچہ خطا و چین کے تمام شہروں
میں اُن کے خلیفے اور مرید بکثرت ہو گئے۔ اور اُس ملک میں طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ خوب
طور پر رائج ہوا۔ اور اب تک خطا و چین میں اس سلسلے کا رواج ہے۔ خواجہ ارغون نے
شہر خان بالنع میں سکونت اختیار کی۔ اور ہزارہا لوگوں نے خواجہ صاحب کی طفیل سے ہدایت
حاصل کی۔ اور کئی ہزار آدمی ہر صبح و شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے ❊

کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے ایک ہزار آدمی کو خلافت عنایت
فرمائی۔ خواجہ صاحب شہر خان بالنع میں فوت ہوئے۔ اور موضع قراق میں مدفون ہوئے۔
آپ کا مزار خطا و چین میں خاص و عام زیارت گاہ ہے۔ خواجہ صاحب کی اولاد
اور آپکے مرید اب تک خان بالنع میں موجود ہیں ❊

ذکر در بیان

سال بیست و ہشتم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقے امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ خلافت دادن آنحضرت شیخ مراد را و فرستادن او بشام شریف و قضایا کہ شیخ را آنجا دست دادہ اند :-

اس سال ہندوستان کے ایک بڑے آدمی شیخ مراد حضرت عروۃ الوثقے رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپکے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ ایک رات آپنے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت ایک مقام پر جمع ہیں۔ اور حضرت عروۃ الوثقے رضی اللہ عنہ ان کے صدر نشین ہیں۔ تمام بزرگ آنحضرت کے سامنے دست بستہ بیٹھے ہیں۔ اور ایک شخص کہ رہا ہے۔ کہ یہ محمد معصوم عروۃ الوثقے قیوم وقت اور خلیفہ روزگار ہیں۔ جو شخص اُن کی اطاعت کریگا نجات پائیگا۔ بعد ازاں شیخ صاحب حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) والد ماجد روایت فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ مراد کو ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا اور خلافت دیکر ملک شام میں روانہ فرمایا۔ حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے تین ہفتے بعد شیخ مراد کو روانہ کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلافت ایک ہفتہ میں عنایت فرمائی اور رخصت تین ہفتے بعد۔ شیخ صاحب دونو پاؤں سے معذور تھے۔ چنانچہ آپکے پاؤں میں ہڈی وغیرہ نہ تھی۔ صرف تسمہ کی طرح تھے۔ اس واسطے رخصت کے وقت عرض کیا کہ میں ایک کمزور اور بے پا آدمی ہوں۔ اور علاوہ ازیں میرے پاس سرمایہ علمی بھی نہیں وہاں پر مجھ سے اس طریقہ کا رواج کیونکر ہو گا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنے تمام خواجگان کی رائے سے تمہیں رخصت کیا ہے۔ کسی قسم کا فکر نہ کرو۔ بعد ازاں فرمایا کہ پہلے ماوراء النہر جا کر چند روز شیخ حبیب اللہ کے پاس جانا۔ اور پھر ایران کی راہ ملک شام میں پہنچ جانا۔ اور وہاں پہنچکر بیت المقدس میں قیام کرنا۔ شیخ صاحب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق پہلے ماوراء النہر جا کر شیخ حبیب اللہ کے پاس رہے۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ شیخ صاحب نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق شیخ حبیب اللہ سے استفادہ بھی کیا۔ بعد ازاں ایران کی راہ شام پہنچے وہاں کے علما اور مشائخ نے جو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے

جیسا کہ قیومیت کے آٹھویں سال میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ آپ کا استقبال کیا۔ اور بڑی عزت سے شہر بیت المقدس میں لائے۔ ہر صبح شام تمام مشائخ و علماء آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے اور شام کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ شیخ صاحب کا ارشاد اس درجہ زیادہ ہوا کہ والئے شام نے ڈر کر آپ کو تکلیف پہنچانی چاہی۔ اسی اثنا میں اس نے خواب میں دیکھا کہ تمام پیغمبر مثلاً حضرت ابراہیم اور آپ کے تمام فرزند علیہم الصلوٰۃ والسلام جو شام میں آرام کئے ہوئے ہیں جمع ہیں۔ اور سخت ناراض ہو کر اسے فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائب اتم محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ کو تکلیف دینا چاہتا ہے حالانکہ وہ ہمارے حکم سے یہاں آئے ہیں۔ اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے تو توبہ کر اور اس سے معافی مانگ ورنہ ایسی مصیبت میں مبتلا ہوگا۔ کہ اس سے تجھے رہائی نصیب نہ ہوگی۔ والئے شام نے یہ خواب دیکھ کر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور تہِ دل سے مرید ہوا۔ جب خنگار روم نے سنا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک خلیفہ ملک شام بھیجا ہے تو ایک امیر کو ایک لاکھ دینار دیکر شیخ صاحب کی مہمانداری کے لئے بھیجا۔ اور آپ کی خانقاہ کے اخراجات کے لئے تین لاکھ دینار سالانہ مقرر کئے۔ آپ کی خانقاہ کا سالانہ خرچ پانچ لاکھ سرخ دینار تھا جن میں سے دو لاکھ تو فتوح پہنچ جاتی۔ اور تین لاکھ خنگار روم بھیجدیتا۔ شیخ صاحب اپنے وقت میں ملک شام کے مشہور شیخ تھے جب کبھی آپ حج کے لئے آتے تو ہزار اونٹ آپ کے ساتھ ہوتے۔ جب آپ پہلی مرتبہ حج کو آئے۔ تو شریف مکہ نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے مسجد الحرام میں آ کر کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ کل اس مسجد میں اللہ تعالےٰ کا ایک دوست آئیگا۔ شریف! تم نے اس کا استقبال کرنا۔ اور اسے تخت پر سوار کر کے مسجد الحرام میں لانا۔ چونکہ شیخ صاحب پاؤں سے معذور تھے اس واسطے تخت پر بیٹھکر مسجد الحرام میں آئے۔ اور یہ شرف اس سے پہلے کسی ولی اللہ شیخ۔ امیر یا بادشاہ کو حاصل نہیں ہوا۔ کہ سوار ہو کر مسجد الحرام میں آئے۔ صرف شیخ صاحبؒ کو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی طفیل یہ شرف حاصل ہوا۔ بہت سے اہل عرب آپ کے مرید ہوئے۔ حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضؓ کے بعد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ دو مرتبہ حج کو گئے۔ تو ہر دفعہ شیخ مراد شام سے آ کر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور جب تک آنحضرت وہاں رہتے تمام خرچ شیخ صاحب کے ذمے ہوتا۔ حالانکہ آنحضرتؓ کے ساتھ تقریباً ایک ہزار

آدمی ہوتا اور ایک سال تک عرب میں رہتے۔ آج کل ملک شام میں شیخ کے فرزند موجود ہیں۔ ایک کا نام شیخ محمدؒ ہے۔ جو شیخ صاحب کے قائم مقام اور خانقاہ کے متولی ہیں۔ اور دوسرے شیخ مصطفےٰ ہیں۔ حاجی سعادت اللہ جو حضرت قیوم رابع رضؓ کے مخصوص یار ہیں۔ ایک دفعہ ملک شام میں گئے تو واپس آکر انہوں نے بیان کیا کہ شیخ صاحب کے فرزند کی خانقاہ میں اس وقت بھی ہزار آدمی موجود ہیں۔ اور تین لاکھ دینار سرخ جو خنگار روم نے خانقاہ کے اخراجات کی بابت مقرر کر رکھے تھے۔ بدستور ملتے ہیں۔ اور فتوح اس کے علاوہ ہے۔ حاجی سعادت اللہؒ نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ شیخ صاحب کے فرزند کی آرزو ہے کہ جس طرح حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حج کو تشریف لائے تھے۔ اور میرے والد بزرگوار آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اگر حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ تشریف لائیں تو میں بھی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا کروں۔ وہ ہر سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحفے اور ہدیے بھیجا کرتا تھا۔

ذکر دربیان

سال بست و نہم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقیٰ امام معصوم مانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ مرید شدن شیخ میر و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند:۔

اس سال ارکان سلطنت میں سے شیخ میر نام حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ پہلے شیخ میر بعض دشمنان دین کے بہکانے سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے سخت مخالف تھے ایک روز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر ایک مجلس تھی جس میں آنحضرتؓ کے مخالف و منافق حاضر تھے وہاں پر آنحضرتؓ کا ذکر خیر ہوا۔ تو مخالفوں نے آنجناب کی اہانت شروع کی۔ مخلص اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔ پہلے زبانی گفتگو ہوتی رہی۔ آخر دست و گریبان ہونے تک نوبت پہنچی۔ دشمنی جب زیادہ ہو گئی تو دوسرے روز باقاعدہ جنگ کے لئے مستعد ہو گئے۔ شیخ میر نے اپنی فوج کا بہت سا حصہ مخالفوں کی مدد کے لئے بھیجا۔ جب دونوں فریق بالمقابل ہوئے تو ایسا گرد و غبار اٹھا کہ گھٹا ٹوپ اندھیرا

چھا گیا۔ مخالفوں کی آنکھوں کانوں ناکوں اور منہ میں گرد پڑنی شروع ہوئی جس سے وہ اندھے بہرے اور گونگے ہو گئے۔ حق تعالےٰ نے اُن کے سر پر بدبختی کی خاک ڈالی۔ شکست کو غنیمت سمجھ کر بھاگ اُٹھے لیکن آنحضرتؓ کے مخلص جناب کی توجہ کی برکت سے اپنی جگہ کھڑے رہے اُن پر گرد و غبار کا نام و نشان تک نہ تھا۔ کیونکہ بگولا اُن کی پیٹھ کی طرف سے اُٹھا اور مخالفوں پر چلا +

اسی اثنا میں شیخ میرؔ نے خواب میں دیکھا کہ بعض لوگوں نے اُسے پکڑ کر خوب مار پیٹ کی ہے اور طرح طرح کی تکلیف پہنچا کر کہتے ہیں۔ کہ تو ہی نے آنحضرتؓ کے مخالفوں کی مدد کی تھی۔ اور تیرے دل میں آنحضرت کی طرف سے نفاق ہے جب وہ جاگا۔ تو مار پیٹ کے نشان اس کے بدن پر موجود تھے۔ اور سارے اعضا درد کر رہے تھے۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور بہت معتقد بن گئے آپ کے دو بیٹے مکرّم خاں اور محتشم خاں آنحضرتؓ کے خاص الخاص مریدوں میں سے تھے باوجود امارت و ریاست آنحضرتؓ کی پالکی کو کندھوں پر اُٹھا شاہجہان آباد میں لے جاتے۔ آنجناب بھی اُن پر بدرجہ غایت مہربان تھے +

اسی سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند شیخ محمد ہادیؓ جو مؤلف کتاب کے جد شریف ہیں۔ پیدا ہوئے۔ اُس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ ایک روز حضرت امام معصومؓ محل کے اندر بیٹھے تھے۔ اور اہلبیت اور بہو بھٹیاں حاضر تھیں آنحضرت اس وقت خربوزہ کھا رہے تھے۔ ایک پھانک خربوزہ اپنے اہلبیت کو دیکر فرمایا کہ یہ ملا جیون کی والدہ کو دیدو۔ آنحضرت کی بڑی بیٹی خازن الرحمت کے فرزند رشید شاہ عبداللہ کی منکوحہ حاملہ تھیں۔ وہ سمجھیں شائد اپنی بیٹی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ اُنہوں نے بیٹی کو وہ پھانک دینی چاہی۔ لیکن آنجناب نے حضرت خازن الرحمت کی بیٹی شرف النسا کی طرف اشارہ کیا۔ جو حضرت مروج الشریعت کی منکوحہ تھی۔ زقیہ زمان نے وہ پھانک مریم مکانی کو دی۔ اُس پھانک کے کھانے بعد حاملہ ہو گئیں۔ اور وقت مقررہ گذرنے پر ۱۲۔ رمضان ۱۰۶۰؁ھ میں ہادی زمان پیدا ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی۔ اور حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ یہ فرزند اعلےٰ درجہ کا ولی اللہ ہوگا امید غالب ہے کہ اپنے وقت کا مقتدا ہوگا۔ واقعی آنجناب کی توجہ شریف سے یہ فرزند اپنے

وقت میں ممتاز ہوا۔ عقیقہ کے روز حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے محمد حسن نام مقرر کیا۔ اور حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ نے محمد ہادی اور سب سے آخر پر یہ قرار پایا۔ کہ کنیت ابوالحسن۔ لقب تاج الدین۔ اور نام محمد ہادی رکھا جائے۔ آخر اسی کو پسند کیا گیا۔ آپ کو بچپن میں حضرت قیوم ثانی کی بشارت کے بموجب مُلّا جیون کے نام سے پکارا کرتے تھے جیون ہندی لفظ ہے جس کے معنے ہیں جیتا رہ۔ علم ظاہری میں آپ اپنے عہد میں بےنظیر تھے۔ آپ کی جس قدر تصنیفات ہیں۔ بڑے بڑے عالم بدقت اُنہیں سمجھتے ہیں +

ذکر دو بیان

سال سی ام از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقٰے امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ آمدن سلطان ہند شاہ جہان بزیارت حضرت ایشان و تقسیم نمودن ممالک محروسہ بر اولاد خود ولیعہد کردن داراشکوہ و اورنگ زیب :۔

اس سال بادشاہ ہند شاہجہان سرہند میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے آیا۔ قدمبوسی کے بعد عرض کیا۔ کہ دنیاوی زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں میں چاہتا ہوں کہ جیتے جی اولاد کو ملک بانٹ دوں۔ تاکہ میرے بعد شہزادے آپس میں نہ لڑیں آنجناب کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ضرور ایسا کرنا چاہئے لیکن اورنگ زیب کو ولیعہد بنانا کیونکہ یہی تمام شہزادوں سے لائق ہے۔ ورنہ بڑا بھاری فساد برپا ہوگا شاہجہان نے بھی اس بات کو منظور کر لیا۔ دوسرے روز جب اورنگ زیب کو ولیعہد بنانا چاہا اور ملک دکن داراشکوہ کے حوالے کرنا چاہا۔ تو داراشکوہ جو بڑا بیٹا تھا اُس نے دکن لینے سے انکار کیا۔ سلطان شاہجہان اُس کے اختیار میں تھا۔ جو وہ کہتا مان جاتا اس واسطے مجبوراً دکن اورنگ زیب کو دیا۔ اور ہندوستان داراشکوہ کو۔ اورنگ زیب نے انکار کیا۔ اور کہا مجھے سلطنت درکار نہیں۔ میں ایک فقیر آدمی ہوں۔ میں آنحضرت کی خدمت میں رہونگا۔ دکن اور ہند دونو داراشکوہ کو دیدو۔ بادشاہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت عرض کیا۔ کہ میں نے تو بہتیرا حیلہ کیا کہ کسی طرح داراشکوہ دکن لینے پر راضی ہو۔ لیکن وہ نہیں ہوتا۔ اور وہ میرے بس میں بھی نہیں۔ اگر ہندوستان

اورنگ زیب کے سپرد کیا۔ تو فساد عظیم کا اندیشہ ہے بلکہ یقین واثق ہے۔ لڑائی ہوگی اور مسلمان مارے جائینگے۔ اور ملک میں کھلبلی مچ جائیگی۔ اورنگ زیب آنجناب کا مرید ہے۔ آنجناب کے فرمان کو قبول کرلے گا۔ اُسے دکن لینے پر راضی کریں۔ آنجناب نے اورنگ زیب کو بلاکر فرمایا۔ کہ تسلی رکھو آخر تم ہی دکن اور ہندوستان دونوں کے بادشاہ ہوگے تمہاری سلطنت کا ہند میں ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اس وقت باپ کے فرمان کو قبول کرو۔ اور دکن لینے پر راضی ہوجاؤ۔ اورنگ زیب آنحضرتؑ کے فرمان سے مجبور ہوکر دکن لینے پر راضی ہوا۔ بعد ازاں آنجناب نے بادشاہ کو فرمایا کہ ہم نے اورنگ زیب کو دکن لینے پر راضی تو کرلیا ہے لیکن داراشکوہ کو سمجھا دینا کہ شریعت محمدیؐ کو رواج دینے کی کماحقہٗ کوشش کرے اور شریعت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ تاکہ اس کی سلطنت قائم رہ سکے۔ اگر دین میں ذرا بھی سُستی کی اور امور شرعی کے اجرا میں غفلت کی۔ تو نہ وہ رہیگا نہ اس کی سلطنت۔ بلکہ شامت اعمال کا خمیازہ تمہیں بھی بھگتنا پڑیگا۔ بادشاہ نے اس بات کو قبول کیا۔ اور داراشکوہ کو آنحضرت کی خدمت میں لاکر مذکورہ بالا نصیحت کی۔ داراشکوہ نے بھی اس نصیحت کو قبول کیا۔ بعد ازاں بادشاہ نے ملک کو اس طرح تقسیم کیا۔ کہ شاہجہان آباد۔ اکبرآباد۔ الہ آباد۔ بہار۔ اودھ۔ مالوہ۔ اجمیر۔ سرہند۔ لاہور۔ ملتان ٹھٹھہ۔ کشمیر۔ اور کابل داراشکوہ کو دیا۔ اور برہانپور۔ اورنگ آباد۔ بیدر۔ کرناٹک۔ اور ارکاٹ وغیرہ دکن کے تمام ممالک اورنگ زیب کے سپرد کئے۔ اور انہیں دونوں کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اور یہ قرار دیا۔ کہ اورنگ زیب اورنگ آباد میں رہے۔ اور داراشکوہ شاہجہان آباد میں۔ اور دونوں کی سرحد دریائے نربدا قرار پائی۔ دونو کو تاکید کی کہ اپنی اپنی حد پر قائم رہنا۔ اور اپنے ملک کی حفاظت کرنا۔ اور بھائیوں کی طرح آپس میں رہنا۔ لڑائی نہ کرنا۔ ملک بنگالہ شجاع کو دیا جو تیسرا بیٹا تھا۔ اور ملک گجرات مراد بخش کو جو چوتھا بیٹا تھا۔ دیا۔ چاروں سے قسم لی۔ کہ اپنی اپنی حدود پر قائم رہنا۔ اس بارے میں ایک عہدنامہ لکھا۔ پہلے ابن حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ خازن الرحمت رضی اللہ عنہ اور آنجناب کے فرزندوں اور خلفا کی گواہی لکھی۔ بعد ازاں ارکان سلطنت اور ہند کے مشہور آدمیوں کی دوسرے روز جب کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کا عرس مبارک تھا۔ اور ملک کے مختلف حصوں سے بڑے بڑے لوگ حاضر تھے۔ شاہجہان بھی چاروں بیٹوں سمیت وہاں حاضر ہوا۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کے بعد تمام امراء وزراء وغیرہ کے روبرو وہ عہدنامہ ایک شخص کو دیا کہ پڑھکر سنائے۔ اُس نے شاہی حکم کے مطابق برسرعام اس عہدنامے کو پڑھا اور اس بارے میں حاضرین کو گواہ بنایا۔ اس معاملہ کے تین روز بعد بادشاہ نے اُس محل میں جو سرہند بنوایا تھا۔ ایک بڑا جشن کیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ سے بھی التماس کی کہ تشریف آور ہوں آنجناب رضہ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس محل کو مشرف فرمایا۔ بادشاہ نے چاروں بیٹوں کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ تاکہ خود دست مبارک سے ہر ایک کے سر پر تاج رکھیں۔ آنحضرت نے ایسا ہی کیا۔ شاہزادے آداب قیومیت بجالائے۔ بیٹھتے وقت تینوں شاہزادوں کے تاجوں میں سے جواہرات گر کر ٹوٹ گئے صرف اورنگ زیب کے سر پر سے نہ گرے لوگوں نے اُسی وقت کہہ دیا۔ کہ ان تینوں کی سلطنت کو بقا نہیں ہوگی۔ واقعی تھوڑے دنوں میں ان تینوں کی سلطنت برباد ہوگئی! اور اورنگ زیب مستقل بادشاہ ہوا۔ اب تک سلطنت اس کی اولاد میں ہے۔ بادشاہ نے شہزادہ داراشکوہ کو کہا کہ حضرت عروۃ الوثقے رضی اللہ عنہ تمہاری ولایت میں ہیں۔ اس امر کو غنیمت سمجھکر اللہ تعالےٰ کا شکر بجالانا۔ اور آنحضرت کی رضامندی کی کوشش کرنا۔ ایسا نہ ہو آنحضرت کسی طرح تم سے ناراض ہوجائیں ورنہ میں آنجناب سے سخت شرمسار ہونگا۔ اس وقت پھر نہ تم رہوگے نہ تمہاری سلطنت۔ اس قسم کی بہت سی نصیحتیں کیں! اور پھر آنحضرت سے رخصت ہوکر شاہجہان آباد آیا۔ پہلے اورنگ زیب کو دکن روانہ کیا۔ شجاع کو بنگالے میں۔ اور مرادبخش کو گجرات میں۔ بعدازاں داراشکوہ کے سر پر تاج رکھکر اُسے اپنا ولیعہد بنایا +

اسی سال حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوالعلیٰ جو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں سب سے افضل تھے حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے گھر پیدا ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضہ نے آپکے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی۔ اور حضرت حجت اللہ کو فرمایا کہ یہ فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبت کا کامل وارث ہوگا۔ اور اس کی طفیل ہزار در ہزار لوگ گمراہی کے بھنور سے نکل ساحل نجات پر پہنچینگے واقعی حضرت ابوالعلیٰ کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضہ خواجہ محمد زبیر کے ارشاد سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منوّر ہوگیا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا فرمان لفظ بلفظ پورا ہوا +

ذکر در بیان

سال سی و یکم و سی و دوم از قیومیت حضرت
عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ
ارتداد تاج محمود کہ موسوم بتاج مردود شد و قتل
کردن آنحضرت اورا و دیگر قضایا کہ دریں سال
واقع شدہ اند:-

اس سال شہر سامانہ جو سرہند کے مضافات میں ہے سلطنت کے ایک رئیس تاج محمود نام سے دین اسلام کی اہانت سرزد ہوئی جس سے خلقت پر واجب ہو گیا - کہ اُسے قتل کیا جائے - جب یہ خبر حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے سُنی - تو آنحضرت بہ سبب حمیت اسلامی سخت ناراض ہوئے - آنحضرت رضی اللہ عنہ کے یار اُسے پکڑ لائے - اور اُس کا نام تاج مردود رکھا - اور اُس کے قتل کے بارے میں ایک حکم شرعی مرتب کیا - جس میں تمام علماء فقہاء صدر اور قاضی کی مہریں ثبت تھیں - صرف اِس پر سرہند کے مفتی ابوالخیر نے مُہر نہ لگائی - کیونکہ تاج مردود نے اُسے بہت سا روپیہ چڑھا دیا تھا - کہ جس طرح ہو سکے - یہ جرم مجھ پر ثابت نہ ہونے دینا - اُس نے بہتیری منطق چھانٹی - لیکن ایک پیش نہ گئی - کیونکہ اُس کی والدہ اور چچی دونو کا شاہی محل میں رسوخ زیادہ تھا - بلکہ اُس کی والدہ نے تو دارا شکوہ کو دودھ بھی پلایا تھا - اس واسطے دارا شکوہ نے سرہند کے حاکم کی طرف لکھا - کہ جس طرح ہو سکے تاج محمود کو قتل سے بچانا - میں تم پر نہایت مہربان ہونگا - جب یہ خبر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے سُنی - تو بادشاہ کی طرف لکھا کہ تاج محمود تاج مردود ہے اُس کا قتل کرنا ہم پر اور

تم پر لازم اور واجب ہے۔ بادشاہ نے آنحضرت کے مخصوص مُرید عضد والدولہ خان دوران کو سرہند بھیجا تاکہ علماء سے فتوے لیکر تاج محمود کو قتل کر دے۔ جب خان دوران آنحضرت کی خدمت میں شرفِ آستان بوسی سے مشرف ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ منورہ میں اجلاس کیا۔ جس میں سرہند کے تمام علماء و فقہاء کو بُلایا۔ سوائے مفتی ابوالخیر کے سب نے تاج محمود کے قتل کا فتوے دیا۔ خان دوران نے اُس کی مہر کو لیکر اس فتوے پر ثبت کر لیا۔ اور فتوے بادشاہ کی خدمت میں بھیجدیا۔ ابوالخیر نے سرہند کے حاکم کو کہا کہ خان دوراں نے مجھ سے مہر زبردستی لی ہے۔ اور اس محضر پر لگادی ہے۔ سرہند کے حاکم نے یہ معاملہ بادشاہ کی طرف لکھدیا۔ لیکن اس عریضہ کے پہنچنے سے پہلے وہ محضر بادشاہ کو پہنچ چکا تھا۔ اور اس نے تاج مردود کے قتل کا حکم دے دیا تھا۔ آنجناب اُسے قتل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حاکم سرہند نے اُسے دارا شکوہ کے پاس بھیجدیا۔ جب آنحضرت کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو بہ نفسِ نفیس شاہجہان آباد گئے۔ جب بادشاہ کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو ارکانِ سلطنت کو آپ کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ اور خود بھی چھ میل تک استقبال کیا اور بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لایا۔ آنحضرتؓ نے پہلی ہی مُلاقات میں بادشاہ کو فرمایا کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا۔ کہ دارا شکوہ کی عملداری میں دین محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں ضرور سستی ہوگی۔ اب وُہی بات ہوئی۔ از روئے شریعت تاج محمود کا قتل واجب ہے۔ اسے حاضر کر کے شرعی کارروائی کرنی چاہیئے۔ اتنے میں دارا شکوہ کے اشارے سے ابوالخیر بادشاہ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ اس پر شرعی جرم ثابت نہیں ہوتا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ وہ بالضرور واجب القتل ہے۔ اور جو اس کی حمایت کرے گا وہ بھی واجب القتل ہے۔ سعد اللہ خاں

وزیر اعظم بھی اس وقت موجود تھا۔ اور تاج مردود کے معاملہ سے واقف تھا۔ آنحضرت م نے فرمایا۔ کہ اس معاملہ کی خبر سعد اللہ خاں کو بھی ہے۔ اس سے پوچھنا چاہئے۔ سعد اللہ خاں دارا شکوہ کے اشارے سے خاموش رہا۔ بلکہ آہستہ سے شاہزادے کو کہا۔ میں نہیں جانتا کہ قیوم وقت کیوں جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ بات ایک شخص نے آنحضرت کے گوش گذار کردی۔ آپ سخت ناراض ہوئے۔ حتے کہ مارے غصہ کے لال پیلے ہو گئے۔ اور سعد اللہ خاں کو فرمایا۔ کہ تو حق کو پوشیدہ کرتا ہے اور قطب وقت کو جھٹلاتا ہے۔ بہت جلدی تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہو گا۔ اور ساتھ ہی بادشاہ کو فرمایا۔ کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو۔ تو تاج مردود کو حاضر کر کے قتل کرو۔ ورنہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہو گے۔ کہ اس سے رہائی ناممکن ہو گی۔ بادشاہ بہت پریشان ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ جو آنجناب فرماتے ہیں حق ہے۔ میں م سے حاضر خدمت کرتا ہوں جو خاطر عاطر میں آئے۔ کیجئے گا۔ اور مجھ عاجز سے ناراض نہ ہوجئے گا۔ بادشاہ نے تاج مردود کی تلاش میں اِدھر اُدھر آدمی دوڑائے۔ اور آنحضرت اپنی خوابگاہ میں تشریف لائے۔ جب سعد اللہ خاں وزیر بادشاہ سے رخصت ہوا۔ تو اسی وقت اس کے پیٹ میں ایسا درد شروع ہوا۔ کہ وہ بیقرار ہو کر سواری سے گر گر پڑتا تھا۔ لوگ بار بار اسے سوار کرتے لیکن وہ ہر بار گر پڑتا۔ آخر جب گھر پہنچا۔ اور قریب المرگ ہوا۔ تو اپنے بیٹے فتح اللہ خاں کو آنحضرت کی خدمت میں بھیج کر معافی مانگی۔ کہ میں توبہ کرتا ہوں۔ میری خطا معاف فرمائی جائے۔ جب اس کا بیٹا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور باپ کا پیغام عرض کیا۔ تو آنحضرت رض نے فرمایا۔ کہ اب موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔ آج وہ زندہ نہیں رہیگا۔ چونکہ اس نے توبہ کرلی ہے اور معافی مانگی ہے۔ اس واسطے

ہم دعا کرتے ہیں۔ تاکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اگر معافی نہ مانگتا۔ تو جان اور ایمان دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ ایک روایت یہ ہے۔ کہ آنحضرتؒ نے اُس کے حق دعائے شفا کرنی چاہی۔ تو زبان مبارک سے نکلا اے اللہ اُسے بخش۔ جب فتح اللہ خاں گھر آیا تو دیکھا کہ باپ مرا پڑا ہے۔ سعد اللہ خاں کے مرنے پر بادشاہ بہت گھبرایا اور دارا شکوہ کو لعنت ملامت کی۔ کہ تیرا حشر بھی سعد اللہ خاں کا سا ہوگا۔ نہیں تو تاج مردود کو تلاش کر کے لاؤ۔ دارا شکوہ نے ڈر کر تاج مردود کو حاضر کر دیا۔ آنحضرت نے شرع کے مُطابق اُسے قتل کیا۔ اور جو لوگ اُس کے حامی تھے۔ اُنہیں بھی سزا دی۔ ابوالخیر بھی انہیں میں سے تھا۔ بادشاہ نے اس کے قتل کا بھی حکم دیا۔ ابوالخیر نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ آنحضرت نے قتل سے بچایا۔ ابوالخیر شروع شروع میں سرہند میں صابن بیچا کرتا تھا۔ اور خانقاہ میں میں آکر پڑھا کرتا تھا۔ جب تحصیل علم سے فارغ ہوا تو آنحضرت نے سفارش کر کے بادشاہ سے اُسے سرہند کا مُفتی بنوایا۔ لیکن وہ بدطینتی کے باعث ہمیشہ اسی فکر میں رہتا۔ کہ کسی طرح حضرت عروۃ الوثقےٰ اور حضرت خازن الرحمت پر کسی طرح الزام لگا دے۔ لیکن خود خانقاہ کے بچوں سے قائل ہو جاتا۔

میرے (مصنفؒ) جد امجد کوکب دریہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت رضؓ فرماتے تھے۔ کہ ابوالخیر اُمت محمدی کے بڑے علماء سے ہے۔ جب وہ مرگیا۔ تو اس کا جنازہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ ابوالخیر سخت عذاب میں مبتلا ہے اُس کے عذاب کی کمی کے لئے بہتیری توجہ کرتا ہوں۔ لیکن اثر بہت کم ہوتا ہے۔ القصہ آنحضرت تاج محمود کے قتل کے بعد سرہند تشریف

لائے ؛

اسی سال حضرت مروج الشریعت کے دوسرے فرزند خواجہ محمدؐ پارسا پیدا ہوئے اور اسی سال سرہند کا ایک رئیس فوت ہوگیا ۔ بعض امور کی مخالفت کی وجہ سے آنجناب؁ اس کی عزاداری پر نہ گئے ۔ حتےٰ کہ اُس کے لڑکے نے بھی آکر عاجزی کی ۔ لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا ۔ جب اُس کا بیٹا ناامید ہوکر واپس چلا گیا ۔ تو جناب الٰہی سے الہام ہوا ۔ کہ اگر تم اُس کے جنازے میں شامل ہو تو ہم اُسے بخش دینگے ۔ آنحضرت اُس کی قبر پر تشریف لے گئے ۔ جاتے ہی آنجناب؁ کو الہام ہوا کہ ہم نے اُسے بخش دیا ہے ۔ اُس کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر دولت خانہ میں تشریف لائے ؛

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوب کی دوسری جلد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے نام سے حاجی عاشور علیہ الرحمۃ نے جمع کی ؛

ذکر در بیان

سال سی وسوم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ۔ تسلّط دارا شکوہ در مملکت ہند وضعیف شدن دین اسلام وسوء مزاج شدن آنحضرت از سلطان و دارا شکوہ وعزم نمودن آنجناب بحرمین الشریفین ؛

اس سال ہند میں بدعت کا بہت غلبہ ہوا ۔ اور دینِ اسلام کو بہت ضعف ہوا ۔ اس واسطے کہ دارا شکوہ ولیعہد اور بادشاہ

کا وصی عصر تھا۔ وہ بدعتیوں کی صحبت میں رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بدعتیوں اور ملحدوں کا ملک ہند میں دَور دَورہ تھا۔ لیکن اس بات کے سبب دارا شکوہ اورنگ زیب سے ڈرتا تھا۔ کہ کہیں شورش نہ کرے۔ کیونکہ ایک تو اُس کی بہادری اور دلیری کی دھاک سارے ہند میں تھی۔ دارا شکوہ کیا سارے بھائی اُس سے کانپتے تھے۔ دوسرے یہ کہ چونکہ دارا شکوہ اہل بدعت کا ہم صحبت تھا جو آنحضرت کے طریقہ کے سراسر برخلاف ہے۔ اس لئے بھی ڈرتا تھا۔ کہ چونکہ اورنگ زیب آنحضرت کا مُرید ہے کہیں طیش میں آکر فساد برپا نہ کرے۔ اس لئے ایک روز باپ کو کہا کہ میرے کام کو راجگانِ ہند کی مدد سے مضبوط بنا۔ بادشاہ نے ہند کے راجاؤں کے سردار کو بلاکر دارا شکوہ کا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دیا۔ کہ اِس کی ہر طرح سے مدد کرنا۔ اُس نے بڑی خوشی سے قبول کیا دارا شکوہ نے اُس کے راضی کرنے کے لئے کافروں سے جزیہ لینا بند کر دیا۔ پھر دارا شکوہ کے پاس برہمنوں اور جوگیوں کا جمگھٹا رہنے لگا۔ اور وہ اُن سے ہندی کی تعلیم حاصل کر کے ہندی کتابوں کو فارسی میں ترجمہ کرنے لگا۔ اور کہنے لگا۔ کہ کافروں کے طریق پر چلنے سے بھی انسان اللہ تک پہنچ جاتا ہے جیساکہ دین اسلام میں اولیاء اور اصفیاء ہیں۔ ان میں بھی ہیں اور یہ سراسر جھوٹ تھا۔ اس واسطے ہندوستان میں کافروں کا غلبہ ہوگیا۔ جو ہر طرح سے مسلمانوں کو دُکھ دینے لگے۔ اہل اسلام کی جرأت نہ تھی۔ کہ کافروں کے آگے دم ماریں۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت سخت نازک تھی۔ کوئی اُن کی فریاد نہیں سُنتا تھا۔ دارا شکوہ نے بادشاہ کو نظربند کر رکھا تھا۔ اور اپنے آدمی بطور پہرہ بٹھا دئے تھے کہ کسی کو بادشاہ سے مُلاقات کرنے نہ دی جائے۔ اور کوئی بات خلاف مرضی دارا شکوہ بادشاہ تک نہ پہنچائی جائے۔ ہر ایک حکم اپنی مرضی کے موافق

لکھتا۔ اور بادشاہ کی طرف سے لوگوں میں نافذ کرتا۔ حالانکہ بادشاہ کو ان حکموں کی بالکل خبر بھی نہ ہوتی۔ ہر روز ان ملحدوں اور بدعتیوں اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفاء میں جنگ ہوتی۔ کیونکہ اُن کے طریق عمل سے سخت ناراض ہوتے تھے۔ اور انہیں منع کرتے تھے۔ اور جب وہ باز نہ آتے۔ تو اُن سے جنگ کرتے۔ اور بفضلِ خدا کامیاب ہوتے۔ دارا شکوہ انہیں خُون آلودہ حالت میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر کرتا کہ دیکھو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہم کے مرید احکامِ سلطنت کی پیروی نہیں کرتے بلکہ اِس لئے بادشاہی آدمیوں کو تکلیف دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت کے دل میں سلطنت کی خواہش ہے۔ بادشاہ دارا شکوہ کی اِن باتوں کی ذرہ پرواہ نہ کرتا۔ ایک روز موقعہ پاکر پھر بادشاہ سے کہا کہ جہان بھر کے بادشاہ اپنی اپنی فوجیں لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہیں۔ اور لشکر شاہی سے سارے افسر بھی اُنکے مرید ہیں۔ جس شخص کے پاس اس قدر جمعیت ہو۔ اس سے فتنہ و فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔ علاوہ ازیں میں نے معتبر آدمیوں سے سُنا ہے کہ آنحضرت کا دلی ارادہ ہے کہ کسی طرح سلطنت ہند ہاتھ آئے۔ چنانچہ اُس کے آثار بھی ظاہر ہیں۔ کہ آپ کے مُرید ہر روز شاہی آدمیوں سے جنگ کرتے ہیں۔ اور بادشاہی احکام کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ ایسا نہ ہو کہ فسادِ عظیم برپا ہو۔ جس کا علاج بعد از وقت محال ہو۔ اس کا بندوبست ابھی سے کرنا چاہئے۔ بہتر ہے کہ شیخ صاحب کو بیچ سے اُٹھا ہی دیا جائے۔ تاکہ یہ آئے دن کا فساد مِٹ جائے۔ نہیں تو سلطنت ضرور اس خاندان کے ہاتھ سے نکل جائیگی۔ بادشاہ نے سخت جھنجلا کر دارا شکوہ کو کہا۔ ارے بدبخت! تو قیومِ زمان اور قطب جہان کے بارے میں ایسی نیت کرتا ہے۔ تجھ پر خدا کی پھٹکار۔ بس معلوم ہو گیا کہ تو سلطنت کے لائق نہیں۔ اور بادشاہی تیرے نصیب میں نہیں۔ کیونکہ تمام جہان کے بادشاہ قُطب وقت کے حکم سے سلطنت کرتے ہیں۔ تیرے اِس خیال کی شامت مجھ پر بھی عائد ہو گی۔ اور جو خناس تیرے دِل میں سمایا ہوا ہے۔ کہ آنحضرت کو اُٹھا دیا جائے یہ ناممکن ہے کیونکہ تو خود قائل ہے کہ شاہی لشکر کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف آنجناب کے مُرید ہیں۔ جب اُن کا پیشوا مارا جائیگا۔ تو کیا وہ انتقام کے لئے کمر بستہ نہ ہونگے۔ اور

ہم سے ناراض نہ ہونگے۔ بلکہ جس طرح ہو سکا ہمیں ضرور قتل کریں گے۔ سلطنت و جان کو کھو کر ہم عذاب و غضب الٰہی میں گرفتار ہونگے۔ اس سے بچو۔ ڈرو۔ اگر تم اپنی جان ایمان کی خیریت چاہتے ہو۔ تو اس خیال بیہودہ سے توبہ کرو۔ پھر داراشکوہ نے بادشاہ سے اس قسم کے خیال کا اظہار نہ کیا۔ ضعف اسلام کو دیکھ کر آنحضرت کا دل بہت کڑھتا تھا۔ چنانچہ آپ کا ارادہ تھا کہ ہندوستان چھوڑ کر کسی ملک میں تشریف لیجائیں۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ یاقوت احمر میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آج فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے میں مراقبہ میں بیٹھا تھا کہ مجھ پر ظاہر ہؤا۔ کہ تمام جہان اہل جہان جن آدم وغیرہ ساری مخلوقات مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ آخر یہ بھید کھلا کہ کعبہ میری ملاقات کو آیا جس نے مجھے گھیر لیا۔ اس واسطے جو شخص کعبہ کو سجدہ کرتا تھا۔ مجھے ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجھے سجدہ کر رہا ہے۔

یہ دیکھ کر حضرت رضی اللہ عنہ کو کعبہ کی زیارت کا اشتیاق بدرجہ غایت ہؤا۔ حتےٰ کہ بے قرار ہو گئے۔ اور حج کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اکثر مخلصوں اور دوستوں نے اس ارادے سے باز رکھنا چاہا۔ لیکن بے سُود۔ آپ نے ذرا پرواہ نہ کی۔ ایک روز حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نماز صبح کے بعد آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ تو آنحضرت کو بہت خوشی کی حالت میں پایا۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ آج میں اس سفر کی کیفیت کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے اپنے آپ کو تمہیں اور تمام بھائیوں کو عین طواف کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ لوگ جو رکاوٹیں اور دقتیں اس سفر کی بیان کرتے ہیں میں نے کوئی بھی نہیں دیکھی۔

اسی اثناء میں آنحضرت پر ظاہر ہؤا۔ کہ آنجناب کے چلے جانے کے بعد سلطنت ہند میں فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ جب آنحضرت ہندوستان سے باہر سمندر طے کر چکے۔ تو ہندوستان میں جابجا فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہو گئی۔ وبا بھی ایسی بے ڈھب پھوٹ پڑی۔ کہ ہزارہا آدمی روزمرہ مرنے شروع ہوئے۔ صرف شہر سرہند سے ایک ہزار آدمی ہر روز وبا سے ہلاک ہوتے۔ آپ کی غیر حاضری میں اہل سرہند نے طرح طرح کی صعوبتیں جھیلیں۔ ملک ہند میں قتل عام مچ گیا۔ سلطنت میں پوری پوری کھلبلی مچ گئی۔

سخت قحط پڑا۔ اِس واسطے بے شمار لوگ بے خانمان ہو گئے۔ اور رہے سہے ہلاک ہوئے۔ اور اُن کا نام و نشان تک مٹ گیا*

مختصر یہ کہ جب آنحضرتؓ نے حج کا عزم بالجزم کر لیا۔ تو رخصت ہونے کے لئے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ مبارک پر گئے۔ حضرت قیوم اولؓ نے بکمال انبساط سے رخصت کر کے فرمایا کہ دارا شکوہ دنیا سے عنقریب رخصت ہو گا۔ اور سلطنت تمہارے مرید اورنگ زیب کے ہاتھ آئے گی۔ تم اب آ دگے تو اُس کی سلطنت میں ہو گے۔ آنحضرت نے یہ خوشخبری لوگوں کو سنائی۔ تو سب کے سب پھُولے نہ سمائے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ معہ اپنے دونو بھائیوں حضرت خازن الرحمۃؒ اور حضرت شیخ محمد یحییٰؒ اور سات ہزار خاص مریدوں کے جن میں سے دو ہزار آنجناب کے خلفاء۔ اور سات سو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے جن میں سو بڑے خلیفے تھے۔ حرمین الشریفین زادہم اللہ شرفاً کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ جب اکبر آباد پہنچے۔ تو بادشاہ نے استقبال کیا۔ لیکن آنحضرتؓ نے توجہ نہ فرمائی۔ بادشاہ تاڑ گیا۔ کہ آنحضرت ناراض جاتے ہیں۔ اس لئے بہت منت و سماجت کی۔ کہ جانا ملتوی کر دیں۔ لیکن آنحضرت نے اس کی التماس کو شرف قبولیت نہ بخشا۔ جب بادشاہ مایوس ہو کر پھرا۔ تو سخت ناراض ہو کر دارا شکوہ کو کہا۔ کہ مَیں نے نہیں کہا تھا کہ آنحضرت کی مرضی کے خلاف نہ کرنا ورنہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہو گا جو ہر طرح سے لا علاج ہو گی۔ اب موقعہ ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ نہ تو رہیگا نہ تیری سلطنت جہاں تک ہو سکے یہ کوشش کرنا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ملک سے باہر نہ جائیں۔ ورنہ بلا کا منتظر رہو۔ دارا شکوہ نے باپ کے کہنے کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بہتیری منت و سماجت بلکہ صبح شام آنحضرت کی خدمت میں رہکر غایت درجہ کی کوشش کی کہ کسی طرح آنحضرت اس سے راضی ہو جائیں۔ اور اپنا جانا موقوف کر دیں۔ لیکن اس کی عاجزی اور حاضری مفید نہ پڑی۔ اِس لئے جو قدرے قلیل اخلاص تھا بھی وہ بھی نفاق سے بدل گیا۔ نہایت کمینہ پن سے گھر میں بیٹھ کر کہنے لگا۔ کہ کوئی شیخ کو اتنا نہیں سمجھاتا کہ کیوں ڈوبنے جاتا ہے۔ ایک شخص نے اس کی اطلاع آنحضرت کو دی۔ آپ نے سخت ناراض ہو کر فرمایا دیکھا جائیگا چند روز میں کون غرق ہوتا ہے آیا میں۔ یا وہ۔ ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا

کہ تیرے غرق کرنے کو جاتا ہوں ۔

بعد ازاں آنحضرت رضی اللہ عنہ حرمین الشریفین کی زیارت کو روانہ ہوئے۔ بادشاہ اور دارا شکوہ دونوں آنجناب کو رخصت کرنے آئے۔ اور بہت سا روپیہ بطور زاد راہ نذر کیا۔ لیکن آنحضرتؓ نے قبول نہ فرمایا۔ آخر جب بہت منت وسماجت کی تو بادشاہ کے پیش کردہ روپے میں سے تھوڑا سا لیا۔ لیکن دارا شکوہ کے روپے میں سے پھوٹی کوڑی بھی منظور نہ فرمائی۔ اس سے تمام آدمیوں کو یقین ہو گیا۔ کہ اب دارا شکوہ کے ہاتھ سے سلطنت ضرور نکل جائے گی۔ اور مصیبت میں گرفتار ہوگا ۔

ذکر دربیان

سال سی وچہارم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ بیان وقعات کہ در اثنائے راہ حرمین الشریفین آنحضرت را روئے داده اند و عنایت کردن آنجناب تاج سلطنت باورنگ زیب :۔

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اکبر آباد سے دکن کا رخ کیا۔ تو جس گاؤں یا شہر سے آپ کا گذر ہوتا وہاں کے رہنے والے اور حاکم آنجناب کے استقبال کے لئے آتے اور بڑی تعظیم وتکریم اور خاطر و مدارات سے اپنی دوسری سرحد تک وداع کر آتے۔ اور بہت سے گھر بار چھوڑ کر آنجناب کے ہمراہ ہو لیتے۔ پھر دوسری حدود کے لوگ حاضر خدمت ہو کر آگے پہنچا آتے۔ سمندر کے کنارے تک یہی کیفیت رہی۔ سرہند سے لیکر ساحل سمندر تک چالیس ہزار آدمی حج کے ارادے سے آنجناب کی خدمت میں جمع ہو گیا۔ چونکہ اورنگ زیب سینے میں تھا۔ اور دارا شکوہ ڈرتا تھا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو آنحضرت اورنگ زیب کو مجھ پر چڑھائی کرنے کا حکم دیں۔ اس واسطے بادشاہ کی طرف سے اُسے لکھوا دیا کہ فلاں مقام پر شورش ہے اُسے جاکر فرو کرو۔ اور وہ مقام آنحضرت کی راہ سے بہت دور تھا۔ جب اورنگ زیب نے آنحضرت کی تشریف آوری کی بابت سُنا کہ دکن تشریف لا رہے ہیں۔ تو اس موقع کو غنیمت سمجھ کر سر کے بل دریائے نربدہ سے عبور کر کے شرف ملازمت حاصل کیا۔ آنحضرت نے ازراہ لطف وکرم تاج سلطنت اُس کے سر پر رکھا۔ اور اپنی خاص ٹوپی اُسے عنایت کر کے

فرمایا۔ کہ ہم نے اللہ تعالٰے سے عہد کر لیا ہے کہ اب ہم اس وقت ہند میں داخل ہونگے۔ جب سارے ہند کی سلطنت تمہارے ہاتھ میں آ جائے گی۔ جاؤ جا کر ہند سے تاریکی اور گمراہی دور کرو۔ اللہ تعالٰے تمہیں گمراہوں اور بدعتیوں پر فتح دیگا۔ اور تم شاہجہان آباد وغیرہ تمام ہندوستان کی بادشاہی حاصل کرو گے۔ جب ہم واپس آئینگے۔ اس وقت تمام ہندوستان میں تمہارا راج ہوگا۔ اورنگزیب اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ اور اداب قیومیت بجا لا کر عرض کیا۔ کہ اگر اپنے ایک فرزند کو میرے ساتھ رہنے کی اجازت عنایت فرماویں تو میری تقویت کا باعث ہوگا۔ آنحضرت رضنے اُس کی التماس کے مطابق حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ سعد الدین رض کو جو حضرت قیوم رابع رض کے نانا ہوئے ہیں۔ اُس کے پاس چھوڑا۔ اُس نے دوبارہ عرض کیا کہ آنجناب کے اپنے صلبی فرزندوں میں سے بھی ایک میرے ساتھ ہونا چاہیئے۔ آنحضرت نے از راہ لطف و کرم اپنے چوتھے فرزند حضرت محمد اشرف کو اس کا رفیق بنایا۔ دارا شکوہ پر غالب آ جانے کے بعد حضرت محمد اشرف اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پہنچ گئے۔ بعد ازاں آنحضرت اورنگزیب کو ہندوستان کی طرف رخصت کر کے خود جہاز پر سوار ہوئے دس جہاز اورنگزیب نے آنحضرت کے مریدوں کے لئے دیئے۔ اور پانچ خود آنحضرت نے کرایہ پر لئے۔ جو غربا اور فقرا کو مفت تقسیم کئے۔ اور جو صاحب مال و دولت آنحضرت کے ساتھ تھے انہوں نے اپنے واسطے خود بندوبست کیا۔ کہتے ہیں ہندوستان کے امرا اور رؤسا سوداگر اور مشہور آدمی مل ملا کر تین ہزار آدمی آنجناب کے ساتھ تھے۔ اُن میں سے سو ایسے تھے۔ جنہوں نے سینکڑوں آدمی اپنے ساتھ لئے تھے۔ تین ہزار علما اور مشائخ آپکے ساتھ تھے۔ اُن سب میں سے پانسو آدمی ایسے تھے جن کے ہزار ہا مرید اور شاگرد تھے روایت ہے کہ جتنے جہاز بندر سورت میں تھے سب آنحضرت کے ساتھ گئے۔ جب آنحضرت جہاز پر سوار ہوئے۔ تو فرمایا کہ کعبہ معظمہ کے انوار معلوم ہو رہے ہیں۔ آنحضرت کو جہاز میں درد مفاصل ہوا۔ اور یہ مرض پہلے بھی کبھی کبھی غلبہ کیا کرتا تھا۔ ایک روز جب بیماری سے افاقہ ہوا۔ تو دیر تک مراقبہ کیا۔ اور آنجناب کے چہرہ مبارک پر فرحت اور خوشی کے آثار نظر آئے۔ اور شوق کے مارے آنحضرت رونے لگے۔ حضرت قیوم ثالث حجت اللہ اور مروج الشریعت وغیرہ بڑے فرزندوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آنحضرت رض نے تھوڑی خاموشی کے بعد فرمایا کہ اس مراقبہ میں وہ عنایت الٰہی معلوم ہوئی۔ جو بیان سے باہر ہے

وہ یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی آخری عمر میں فرمایا تھا۔ لیکن اس وقت مجھے خیال نہ آیا۔ یہ خوشخبری ذات بحت کے وصول کے متعلق ہے۔ جو نسبت اور اعتبارات سے بالکل معرا ہے۔ اور اس مقام پر سوائے صحابہ کرام کے کوئی نہیں پہنچا۔ اب مجھے الہام ہؤا کہ جو قرب و منزلت تمہیں ہماری درگاہ میں حاصل ہے اس سے پہلے سوائے تمہارے والد بزرگوار کے اور کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ نیز جن دنوں حضرت قیوم ثانی رضؓ جہاز میں سوار تھے تو آنحضرت فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اکثر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور آج مراقبہ میں مشہود ہؤا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں۔ اور میرے بڑے بھائی عارف ربانی خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ ہمراہ ہیں۔ میں اور زبدۃ العارفین خواجہ محمد سعید خازن الرحمت بھی موجود ہیں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے پہلے ہم تینوں بھائیوں کو پشمینے کی تین چادریں عنایت فرمائی تھیں۔ خواجہ محمد صادق رضؓ نے اپنی چادر لپیٹ کر رکھ دی۔ خواجہ خازن الرحمت رضؓ نے تھوڑی سی اوڑھی اور باقی لپیٹ کر رکھ دی۔ میں نے اپنی چادر خوب کھولکر اوڑھی۔

مؤلف کتاب عرش پرواز ہے کہ چادر سے مراد ارشاد ہے۔ چنانچہ جیسا ارشاد کو آنحضرت رضؓ سے رواج ہؤا کسی سے نہ ہؤا۔ بلکہ اس کا عشر عشیر بھی کسی گذشتہ ولی سے ہؤا۔

اور جب جہاز یمن کی بندرگاہ مخّہ پر پہنچا۔ تو والئے یمن نے ارکان سلطنت کو آنجناب کے استقبال کے لئے بھیجا۔ آنجناب مخّہ سے حرم محترم کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرماتے تھے کہ تمام جنگل بیابان اور نشیب و فراز انوار میں مستغرق ہیں۔ اور میں بھی اُس بحر پُر نور میں غرق ہوں۔ آنحضرت ۲۳ شعبان جمعہ کی رات کو اونٹ پر سوار ہوئے کجاوے کی ایک طرف آنحضرت تھے اور دوسری طرف حضرت عروج الشریعت۔ فرماتے تھے کہ آج کل کعبہ کے انوار بہت ظاہر ہوتے ہیں۔ جب سے جہاز پر سوار ہوئے ہیں۔ اب تک یہی کیفیت ہے۔ اور آج تو پہلے دنوں کی نسبت زیادہ ظاہر ہو رہے ہیں۔ معلوم ہؤا کہ کعبہ معظمہ اپنے مکان شریف سے حرکت میں ہے۔ ایک ساعت بعد معلوم ہؤا۔ کہ کعبہ میری طرف آرہا ہے اس وقت کعبہ کی ہیئت یہ تھی کہ بڑی بشاشت سے مسکراتا ہؤا سفید رنگ دراز قد شخص کی صورت میں سرخ لباس پہنے ہوئے ظاہر ہؤا۔ نماز مغرب کے وقت نور اسم ظاہر ہؤا بلکہ بات کرتے وقت تک اُسی شکل و ہیئت میں نظر آتا رہا۔

یہ مکاشفہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفہ سے ملتا جلتا ہے جو اِس رسالے میں درج فرمایا ہے۔ جس میں اس گفتگو کا ذکر کیا ہے۔ جو کعبہ اور آپکے درمیان ہوئی آپ لکھتے ہیں کہ جن دنوں میں کعبہ میں رہتا تھا۔ ایک رات چاند کی چاندنی تھی اور کچھ کچھ کہیں بادل کے ٹکڑے بھی نظر آتے تھے۔ مَیں طواف کے لئے نکلا جب حجر اسود کے پاس پہنچا۔ (اس سے پہلے میں اپنے آپ کو کعبہ سے اچھا سمجھا کرتا تھا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ حقیقت انسانی حقیقت حجری (پتھر) سے افضل ہے) تو اس رات مَیں نے کعبہ کو ایک نہایت خوبصورت لونڈی کی صورت میں کہ اِس سے پہلے کبھی ایسی شکل مَیں نے نہ دیکھی تھی دیکھا۔ کہ دامن چنے ہوئے ہاتھ میں آلہ حرب لیکر مجھ پر حملہ آور ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ کب تک تم میری قدر کو کم خیال کرتے رہو گے۔ بخدا میں تمہیں اپنا طواف نہیں کرنے دونگی۔ اگر میں حطیم میں پناہ گزین نہ ہوتا تو وہ ضرور مجھ پر وار کرتی۔ اس حکایت کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ مجھے ہوش آگیا +

ذکر ورِ بیان

(واقعاتے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ را در مکہ روئے دادہ اند)

جب آنحضرت رضی اللہ عنہ جہاز پر سے اُترے تو عرب و یمن کے لوگ خصوصاً کعبہ کے رہنے والے۔ شریف مکہ اور بادشاہ یمن آنجناب ؓ کے استقبال کے لئے آئے اور آنجناب کے خلفا جو گرد و نواح میں رہتے تھے وہ بھی حاضر خدمت ہوئے۔ اور شیخ مراد جسے آنجناب نے اپنا خلیفہ بنا کر ملک شام میں بھیجا تھا۔ کئی ہزار شامیوں کو ہمراہ لیکر حاضر خدمت ہوا خنگار روم جو مدت سے آنجناب کا فدوی تھا معہ ارکان سلطنت اور تحفہ و ہدایا قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ صبح شام شریف مکہ۔ روم۔ شام اور عرب کے امرا و بادشاہ یمن اور عرب یمن۔ روم۔ اور شام کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے۔ جب عرفات میں پہنچے۔ تو تمام حاجی کیا چھوٹے اور کیا بڑے سب آپکے ہمراہ تھے۔ اور آپ اس قافلہ کے سردار تھے۔ عرب کے لوگ کہتے تھے کہ صحابہ کرام کے زمانے کے بعد کوئی ایسا بزرگ حج کو نہیں آیا۔ جو بھیڑ بھاڑ حاجیوں کی اس سال ہوئی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی +

یاقوت احمر میں لکھا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب ہم نے مکہ میں آکر طواف کیا۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ نہایت حسین مردوں اور عورتوں کی جماعت طواف میں ہماری شریک ہے۔ لیکن وہ طواف بڑے اشتیاق سے کر رہے ہیں۔ اُن کا طواف ہم لوگوں سے نہیں ملتا۔ ہر وقت شوق میں کعبہ سے بغلگیر ہوتے ہیں۔ اور چومتے ہیں اور اُن کے قدم بھی زمین سے اوپر ہیں۔ اور سر آسمان پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اور کعبہ بھی اُن کے ساتھ آسمان پر پہنچا ہوا ہے۔ بعد ازاں ظاہر ہوا کہ مذکورہ بالا آدمی فرشتے ہیں۔ اور عورتیں حوریں +

آنحضرت فرماتے تھے کہ جب عرفات کے ارادے سے نکلے تو نماز کیلئے مسجد خیف میں گئے۔ اس مسجد میں ایک قبہ ہے جس کے نزدیک کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیمہ نصب کر کے اُسے منزل قرار دیا تھا۔ نیز یہ پیغمبروں کا مقام ہے۔ انہیں میں سے حضرت موسےٰ علیہ السلام اور اُن کے بھائی ہارونؑ ہیں۔ اسی مسجد میں ایک منارہ ہے جس کے تلے حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہے۔ مسجد مذکور میں ہم بیٹھے تھے کہ الوہیت اور بہت جلالی سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ہوا۔ تمام چیزیں انوار میں مستغرق ہو گئیں +

روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تشریف آوری لشکر خدا کے مشاہدہ کے لئے تھی۔ اور نیز اس واسطے کہ آنحضرت کا مکان و مرتبہ معلوم ہو جائے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ایام تشریق میں منزل منےٰ میں گئے۔ جب زیارت کے لئے شہر میں آئے تو فرمایا کہ جب ہم طواف سے فارغ ہوئے۔ تو ظاہر ہوا کہ فرشتہ نے حج کی قبولیت اور اجر کا مہر شدہ کاغذ ہمیں عنایت کیا۔ اگرچہ کچھ کچھ رسومات باقی تھیں۔ لیکن ارکان کے ادا کرنے کی وجہ سے دراصل حج ختم ہو چکا تھا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جن دنوں مکہ میں تھے اکثر طواف کعبہ میں مشغول رہتے۔ اور ان دنوں اسی طواف کو ہی بہترین عبادات خیال کرتے اور فرماتے کہ عجیب و غریب باتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔ اکثر اوقات دیکھتا ہوں کہ کعبہ مجھ سے گلے ملتا ہے۔ اور بڑے اشتیاق سے چومتا ہے۔ انہیں دنوں ایک دن ظاہر ہوا کہ مجھ سے انوار و برکات اس کثرت سے نکل رہے ہیں۔ کہ انہوں نے تمام چیزوں کو گھیر لیا ہے۔ اور جنگل و بیابان ان انوار و برکات سے پُر ہو گیا ہے اور اُن کے مقابلے میں حق کے انوار چھپ گئے ہیں۔ جب اُس کی حقیقت کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ مجھ سے میری حقیقت دور کر کے کعبہ کی حقیقت سے مشرف فرمایا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مجھ سے یہ انوار

ظاہر ہوتے تھے۔ مَیں نے دیکھا کہ بہت سے فرشتے کعبہ کا طواف اس طرح کر رہے ہیں۔ جیسے کوئی بادشاہوں کی خدمت کرتا ہے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ محرم کی تیسری تاریخ کو اہل معلےٰ کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے۔ آنجناب فرماتے تھے کہ یہ مقبرہ بسبب بلندی درجہ اور کثرت انوار تمام مقبروں سے افضل ہے۔ جب عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر جو کہ وہیں واقع ہے پہنچے تو توقف کے بعد فرمایا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوس ہونے کی وجہ سے اس قبر کے انوار موجزن ہیں۔ بعد ازاں جناب ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے روضہ مبارک پر پہنچکر معہ تمام اصحاب مراقبہ طویل کرکے فرمایا کہ مادرم خدیجہؓ نے اس قدر مہربانی فرمائی ہے۔ جس کا میں بیان نہیں کرسکتا۔ معلوم ہوا کہ جنابہ از روئے کمال اہتمام اور کثرت اعتنا جو مجھ غریب کی حالت پر آپ کو ہے۔ سرادقات حجاب سے نکل کر باہر کھڑی ہوئی ہیں۔ اور انعام واکرام کے لئے فرماتی ہیں۔ کہ فلاں شخص کو یہ عطیہ دو۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ جب ہم فاتحہ سے فارغ ہوئے۔ تو ام المومنینؓ سرادقات میں تشریف لے گئیں۔

بعد ازاں فضیلؒ بن عیاضؒ، اور سفیانؒ، عتبہؒ وغیرہ وغیرہ مشائخ کے مرقدوں پر جو وہاں پر واقع ہیں فاتحہ پڑھا۔ اور ان کے حق میں تعریفی کلمات فرمائے بعد ازاں اُس شخص کی قبر پر گئے۔ جو ہند میں آنجناب کا مرید ہوا تھا۔ لیکن بعد میں شیطان نے اُسے ورغلا کر آنجناب سے مردود کر دیا تھا۔ اور وہ دوسرے لوگوں سے مِل گیا تھا۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ اس پر بہتیری توجہ کی گئی ہے لیکن کچھ اثر نہیں ہوا۔ وہ بدستور عذاب میں مبتلا رہا۔ بعد ازاں آنحضرت ایک شیخ کی قبر پر گئے۔ جو ہندوستان سے آکر یہاں آباد ہوا تھا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا مخصوص یار تھا۔ لیکن حضرت قیوم اوّلؓ نے اُسے خلاف شرع امور کے ظہور کے باعث ہندوستان سے نکال دیا تھا۔ اور اپنے یاروں سمیت فاتحہ پڑھکر فرمایا۔ کہ فلاں شخص عجب حالت میں ظاہر ہوا ہے۔ شرمندگی کے مارے سر نہیں اٹھا سکتا۔ اور نہ میری طرف دیکھ سکتا ہے۔ اُس سے مَیں نے سبب پوچھا تو کہا کہ میری یہ حالت حضرت مجدد الف ثانیؓ کی عدم توجہ سے ہوئی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام میں حقیقت کعبہ کو حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضیلت دی ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اس بارے میں غور فرماتے تھے۔ کہ ایک روز اثنائے اقامت مکہ میں فرمایا کہ جب ہم نے اس بارے

میں خوب غور فکر کیا۔ تو کعبہ کی حقیقت کو تمام حقائق سے فائق پایا۔ اور محسوس ہوا۔ کہ تمام چیزیں اسے سجدہ کر رہی ہیں۔ عبودیت کے تمام مراتب حتّٰے کہ نبوّت اور رسالت بھی اس سے نیچے ہیں۔ اس سے پرے معبودیت صرف ہے۔ کیونکہ حقیقت کعبہ سے مراد آٹھوں طرف کی صفات کا مقام ہے اور پہلا نور جوان صفات سے ذات بحت پر قرار پکڑے ہوئے ہے۔ اور جس میں حدوث و امکان کی ملاوٹ نہیں اُسے حقیقت کعبہ کہتے ہیں۔ سو اس لحاظ سے ضروری ہے کہ یہ حقیقت حقیقت مکان سے اوپر ہو۔ اگرچہ حقیقت کعبہ حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے افضل ہے۔ لیکن حقیقت کعبہ کو اپنے مقام سے اوپر عروج حاصل نہیں۔ مگر حقیقت محمدیؐ کو وہ عروج ہو سکتا ہے۔ کہ حقیقت کعبہ اس سے کئی درجے نیچے رہ جاتی ہے ✣

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ پہلے پہل عاشورہ کے روز بیت عتیق میں داخل ہوئے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ اس گھر کے اندر وہ عجیب غریب اسرار ظاہر ہوئے جن کا اس کے باہر نام و نشان تک نہ تھا۔ حضرت قیوم رابعؒ اپنے جد امجد حضرت حجّت اللہ قیوم ثالث کی زبانی بیان کرتے ہیں۔ کہ جن دنوں حضرت خازن الرّحمۃ رہ مکہ میں تھے۔ تو ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں جا کر دفع مرض کے لئے توجہ کی اور نہایت عاجزی سے دست بدعا ہوئے۔ آپ فرماتے تھے کہ اس وقت مَیں نے دیکھا کہ ممکنات کی ہر ایک چیز خشوع و خضوع سے میرے ساتھ دست بدعا ہے۔ مختلف قسم کی اَن گنت مخلوق فرشتے جن انسان آسمان زمین عرش کرسی سبھی عاجزی کر رہے ہیں۔ بلکہ تمام چیزوں کی حقائق اسما۔ صفات۔ اصول۔ ظلال۔ شیونات اور اعتبارات تک میرے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں۔ حتیٰ کہ قبولیّت کا اثر ظاہر ہوا۔ اور انہیں شفا ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ دعا سے فارغ ہو کر مَیں نے طواف کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ کعبہ میرے گلے ملتا ہے اور شوق سے مجھے بغل میں لیکر دباتا ہے ✤

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت سیف الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ طواف کے بعد رکن یمانی کے مقابل اس مقام پر جہاں حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نماز پڑھی تھی۔ وتر کی نماز

پڑھ رہے تھے ۔کہ فرمایا کہ رکن یمانی کے نزدیک بہت سے فرشتے موجود ہیں ۔چنانچہ حدیث بھی وارد ہے ۔کہ ستر ہزار فرشتے رکن یمانی میں رہتے ہیں ۔دیکھنے میں آیا کہ وہ فرشتے اپنی جگہ سے سرک کر میرے گرداگرد جمع ہو گئے ۔اور ان کے ہاتھوں میں قلم دوات ہے میری حقیقت لکھ کر چلے گئے ۔آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ سحر کے وقت میں نے بعض کمالات کے واسطے التجا کی ۔تو ایک گھڑی بعد آواز آئی ۔کہ تمہارا قرب تمام گذشتہ اور آیندہ اولیا سے زیادہ ہے ۔پھر مجھے ایک نہایت عالیشان خلعت عطا فرمائی ۔معلوم ہوا کہ یہ خلعت عبودیت ہے ۔حضرت عروۃ الوثقےٰ ایک روز حلقہ ذکر میں بیٹھے تھے ۔کہ مراقبہ کے بعد فرمایا ۔کہ آج مجلس سکوت میں ارشاد کی نہایت عالیشان خلعت عنایت ہوئی ہے ۔اور اپنے آپ کو ارشاد کے اس قدر مناسب پایا ہے ۔کہ اس سے زیادہ وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا ۔لیکن بمقتضائے وقت اور قرب قیامت کی وجہ سے میں اسے بیان نہیں کر سکتا نیز اسی مجلس میں فرمایا کہ مجھے قلم دوات عنایت ہوئی ۔گویا مجھے منصب وزارت عطا ہوتا ہے ۔اور مجھے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت سے تمام مخلوقات پر وزیر اعظم بنایا ۔آنجناب دوبارہ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے ۔تو فرمایا اس گھر میں اللہ تعالےٰ کی لا انتہا عنایت میرے حق میں ہوئی ۔اور سبز رنگ کی خاص خلعت عطا ہوئی ۔آنحضرت فرماتے تھے کہ میں اس گھر کے ارد گرد فرشتوں کا مجمع دیکھتا ہوں اور طواف میں عموماً حضرت مجددالف ثانی رضی اللہ عنہ اور بھائی خواجہ محمد صادق رحؒ اور بعض انبیائے کرام کو دیکھتا ہوں ۔ساتویں صفر کو آنجناب باب ابراہیم علیہ السلام کے قریب بیٹھے تھے ۔اور اپنے فرزندوں کو شرک خفی سے بچنے اور فنا اتم کی تحقیق کے بارے میں چند کلمات فرما رہے تھے ۔اسی اثنا میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ۔کہ کسی شخص کی تسبیح اللہ تعالےٰ تک نہیں پہنچتی واپس اسی پر پھینکی جاتی ہے ۔گویا وہ اپنی تسبیح کرتا ہے ۔کیونکہ گو وہ شرک کے وقائق سے تو نکلا ہے لیکن ابھی اس کا نفس درمیان میں ہے ۔اس لئے اس کی تسبیح جناب الٰہی کے لائق نہیں ہوتی ۔بعد ازاں فرمایا ۔کہ جب میں نے کشفی نظر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سوا صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے اور کوئی اس درجہ پر نہیں پہنچا ۔کہ اس کی تسبیح جناب الٰہی کے لائق ہو ۔میری تسبیح بھی ذات بحت تک پہنچتی تھی ۔بعد ازاں ازروے لطف وکرم مجھے یہ درجہ

عطا ہوا۔ اب جو تسبیح میں پڑھتا ہوں ذات باری تک پہنچتی ہے۔ اس وقت میں کلمہ طیبہ کے ذکر میں مشغول تھا۔ محسوس ہوا کہ کعبہ اپنی صورت اور حقیقت سے میری طرف متوجہ ہوا ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ اس مقام میں اس کا نشان تک نہیں۔ چھت دیوار وغیرہ آکر مجھ سے بغل گیر ہوئے۔ اور مجھے بوسے دئے۔ اور جب میں ذکر کرتا مجھے بوسہ دیتا چونکہ کعبہ پروردگار کے مقام اجب سے ناخوشی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ میری تسبیح ضرور جناب باری تک پہنچتی ہے گیارہویں ربیع الاول کو آنجناب فرماتے تھے۔ کہ آج چاہ زمزم کے قریب ارشاد کے بارے میں بارگاہ الٰہی میں ملتجی ہوا۔ کہ اس بارے میں اللہ تعالٰے کی کیا مرضی ہے۔ الہام ہوا۔ کہ تمہیں محض خلقت کے ارشاد کے لئے پیدا کیا گیا ہے +

ذکر و بیان

سال سی و پنجم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ رفتن آنحضرت از مکہ معظمہ بہ مدینہ منورہ و وقائعے کہ آنجناب را در آنجا رو دادہ :۔

حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ماہ ربیع الاول میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے آنحضرت مدینہ کی راہ میں صحابہؓ کے مزارات۔ اور مساجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش کرتے اور جہاں کہیں سُن پاتے زیارت کے لئے جاتے جب وادئے انوار میں پہنچے۔ تو راستے سے منحرف ہو کر جنگ بدر کے شہید عبیدہ ابن حارث کی زیارت کے لئے گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں اُس کی قبر کے پاس بیٹھا۔ تو اُس نے قبر سے نکلکر نہایت بشاشت سے ملاقات کی۔ جب مدینہ کے نزدیک پہنچے۔ تو اس رات کثرت شوق اور ظہور انوار کے سبب تمام رات بیٹھے رہے۔ صبح مدینہ میں آکر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کے آداب بجالائے۔ فرمایا۔ کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روضہ مبارک سے تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوئے۔ تین چار روز بعد اہل مدینہ نے آنحضرتؒ کا مرید بننا چاہا۔ لیکن آنحضرتؒ کو بپاس ادب جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام میں تامل تھا۔ اسی اثنا میں جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ میری خاص

امت تو وہی ہے جو تمہاری مربا ہے۔ پھر خلعت ارشاد پہنائی۔ بعد ازاں حضرت شیخین رضؓ نے بھی بہت سی مہربانی کی۔ چند روز بعد بقیع کی زیارت کے لئے گئے۔ تو فرمایا کہ حضرت عثمان رضؓ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے بہت بہت مہربانی فرمائی۔ آنجناب فرماتے تھے کہ اگرچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مدفون البقیعہ میں ہے لیکن جناب رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حجرہ مبارک آپ کا گھر ہے۔ اکثر اوقات میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ حجرہ میں دیکھا ہے۔ آنجناب نے ایک کام میں شیخین کی سفارش کرائی۔ تو اُس کی قبولیت کا اثر ظاہر نہ ہوا۔ لیکن جب اس معاملہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے مدد کی درخواست کی۔ تو جناب سنتے ہی جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ بلکہ اپنے آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال کر وہ کام منوا ہی لیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ اس وقت حضرت فاطمۃ الزہرا جنت خاتون رضی اللہ عنہا نے معہ تمام اہلبیت ظاہر ہو کر مجھ پر حد سے زیادہ مہربانی فرمائی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو معہ صحاب کثیر روضہ مبارک کے اندر جانے کی اجازت ملی۔ روضہ منورہ کے اندر جا کر بیخودی طاری ہوئی۔ ایک طویل مراقبہ کیا۔ بعد ازاں کمال انکسار سے سر اور چہرہ پردہ خاص کے اندر ملکر اپنا معراج سمجھکر باہر آئے اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے روضہ مبارک پر جو جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کے قریب ہے بیٹھے آپ فرماتے تھے۔ کہ جب ہم اس مقام عالی سے نکلے۔ تو جناب سرور کائنات حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خلعت عطا فرمائی۔ جس میں جواہرات ٹنکے ہوئے تھے۔ جوں جوں روضہ منورہ سے میں دور جاتا تھا اس خلعت کا نور زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ ایک روز مدینہ میں کسی شخص نے آنجناب کے سامنے بعض مشائخ کا ذکر کیا تو مجھے ان سے معزز ہونے کا خیال آیا۔ اسی وقت الہام ہوا۔ کہ اس نسبت والے کو شایاں نہیں۔ کہ وہ کسی سے اپنے آپ کو معزز خیال کرے۔ ایک روز آنجناب رضؓ نے شافعی جماعت سے عشا کی نماز ادا کی۔ اسی وقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آکر خوشی و سرور کا اظہار کیا۔ اس موافقت سے آنجناب رضؓ نے تین دن رات روضہ منورہ میں اعتکاف کیا۔ جب عشا کی نماز سے فارغ ہوئے۔ تو تمام وضیع و شریف کو وہاں سے باہر کر دیا۔ جیسا کہ دستور ہے۔ پھر آنحضرت رضؓ نے تن تنہا جا کر بالموجہ بیٹھکر مراقبہ کیا۔ آنجناب رضؓ فرماتے تھے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ازراہ لطف و کرم حجرہ سے تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوئے۔ اور مجھے خاص طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملنا میسر ہوا جمادی الاول کے شروع میں بقیعہ کی زیارت کو گئے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ حضرت امام حسن اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی نسبت کمال ابہت میں ظاہر ہوئی۔ ہر ایک نے مجھے خلعت عنایت فرمائی۔ جب بقیعہ سے واپس آئے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت نے ظہور کیا! اور مجھے اپنی طرف کھینچا۔ بعد ازاں حضرت فاطمۃ الزہرا جنت خاتون رضی اللہ عنہا کی نسبت ظاہر ہوئی اور مجھے اپنی طرف کھینچا بعد ازاں ہر دو نے ظاہر ہو کر مجھے اپنی اپنی طرف کھینچا حضرت فاطمۃ الزہراؓ دائیں طرف تھیں۔ اور اُن کی نسبت سفیدی مائل تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ بائیںؓ طرف تھیں۔ اور اُن کی نسبت سرخی مائل تھی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزندوں کو فرمایا کہ اب تک تو اسی قسم کا معاملہ ہے کہ میں ان دونوں کی کثرت عنایات سے فرح و سرور میں ہوں۔ جمعہ کے بعد آنجناب جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلام کے واسطے گئے۔ وہاں سے آکر فرمایا کہ روضہ کے بالمقابل مجھے سُرخ رنگ کی خلعت عطا ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عطیہ ہے۔ بعد ازاں اس خلعت پر ایک نئی خلعت دکھائی دی۔ ظاہر ہوا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عنایت ہے واپس آتے وقت ایک نہایت گہرے سبز رنگ کی خلعت عطا ہوئی۔ معلوم ہوا۔ کہ یہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مرحمت کردہ ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ باوجود استغنائے محبوبیت جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت عرش سے فرش تک تمام مخلوقات ملائک جن انسان اور تمام ممکنات کو ہے سبھی آنحضرت کے محتاج ہیں۔ اور ہر فرد بشر کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ سے فیض پہنچتا ہے۔ منگل کی رات یکم جمادی الاول کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند ارجمند کو فرمایا۔ کہ آج ہم پر وہ اسرار ظاہر ہوئے ہیں کہ اگر ان میں سے کچھ بھی بیان کیا جائے۔ تو گلا کٹ جانے کی نوبت آجائے مگر البتہ بعض میں تمہیں اشارتاً بتلاتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ بعض مشائخ نے کمون و بروز مقرر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب کامل شیخ چاہے کہ اپنے بعض کمالات مرید صادق میں القا کرے۔ تو وہ اپنے آپ سے غائب ہو جاتا ہے۔ اور مرید کے نقل میں ظاہر ہوتا ہے

اس وقت مرید بالکل شیخ کا ہم رنگ اور اس کے دقائق وحقائق سے متحقق ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی صورت بھی شیخ کی صورت ہو جاتی ہے +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے یہی معاملہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے میں منسوب فرمایا ہے اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو نعتیہ اشعار پڑھے جاتے ہیں یا درود بھیجے جاتے ہیں۔ اُن میں سے مجھے بھی حصہ ملتا ہے۔ حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کہ کیا کمون و بروز یہی فنا اور بقا ہے یا کچھ اور؟ فرمایا یہ معاملہ فنا وبقا کے علاوہ ہے۔ یہ ان خصائص سے ممتاز ہے جو فنا وبقا میں نہیں پائے جاتے۔ یہ بات سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ آنجناب اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر روحانی اہل سمٰوات وغیرہ الٰہی لشکر دیکھے جاتے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے خفیہ اسرار کی سیر کرائی۔ اور اسرار اپنے آپ میں مجھے معلوم بھی ہوتے تھے۔ لیکن کبھی کبھی ان کے بارے میں طبیعت کو تردد ضرور ہوتا تھا۔ سو وہ تردد بھی جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے حضور میں دور ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ مطلوب تک پہنچنے کے دو رستے ہیں۔ ایک اصالت جو خاص نبیوں کا حصہ ہے۔ دوسرا ضمنیت۔ ان میں سے پہلا بہت قریب ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ۶۔ جمادی الثانی کو اہل بقیع کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے وہاں سے واپس آکر فرمایا کہ اصحاب میں سے جس کی قبر پر میں بیٹھتا دوسرے صاحب میرے آنے کے منتظر رہتے۔ بلکہ اپنی قبروں سے آکر میرے واسطے کھڑے رہتے۔ اور وہ میری ملاقات کو اس طرح اکٹھے ہوتے۔ جیسے کسی عزیز مہمان کے لئے۔ ایک غیر متوقعہ عنایت میں پاتا تھا۔ تمام صحابہ اہل قبور کہتے تھے۔ کہ جب سے ہمیں دفن کیا گیا ہے۔ اب تک کوئی ایسا عزیز بزرگ حق تعالے کا مقرب ہمارے فاتحہ کے لئے نہیں آیا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت سے فارغ ہوئے۔ تو آنجناب کو خلعت عنایت ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ بعد ازاں میں سیدنا ابراہیم ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے گیا۔ دیکھا۔ کہ آنحضرت روضہ منورہ

سے تشریف لاکر مجھ سے بغل گیر ہوئے ہیں۔ آنجناب محض نور معلوم ہوتے تھے۔ کیونکہ آنجناب کے حق میں وارد ہے۔ کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا۔ تو ابراہیم ہوتا۔ بعدازاں میں دوسرے اصحاب کی قبروں کی زیارت کو گیا تمام نے آکر مجھ پر بہت مہربانی کی۔ جب میں اُمہات کی قبروں پر گیا۔ تو سب نے مجھ پر اس طرح شفقت کی جیسے مائیں بیٹوں پر کرتی ہیں۔ بعدازاں حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مرقدوں پر گیا۔ تو ان دونوں صاحبوں نے کمال مہربانی سے ملاقات کی۔ پھر میں نے امام مالک بن انس رح اور خواجہ پارسا کی قبر پر جاکر فاتحہ پڑھا۔ امام مالک کی شان نہایت اعلےٰ ہے۔ اور خواجہ پارسا بھی ولایت قدیم میں راسخ ہیں۔ بعدازاں آپ حضرت مجدد الف ثانی رح کے خلیفہ شیخ آدم کی قبر پر گئے۔ جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے روضہ کے برابر ہے۔ تو دیر تک کھڑے رہکر مراقبہ کیا۔ پھر فاتحہ پڑھکر اس کے حق میں توجہ باطنی کی۔ اور جب کبھی آنجناب بقیع میں جاتے۔ تو شیخ آدم کی قبر پر دیر تک کھڑے رہتے۔ اور فاتحہ پڑھکر فرماتے۔ کہ شیخ ہم سے بہت شرم کرتا ہے لیکن ہم نے شیخ کی الجھاوٹ کو توجہ باطنی سے رفع کردیا ہے۔ اب ہم اس کے باطن کے ممد و معاون ہیں۔ جب قلعہ میں گئے۔ تو امام اسمٰعیل بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر پر فاتحہ پڑھا۔ اور ان کے حق میں کلمات مدحیہ فرمائے۔ بعدازاں فرمایا کہ اصحاب کرام کے مزارات میں میری نسبت نے عجب ظہور کیا۔ مجھے جو قرب و منزلت بارگاہ الٰہی میں ہے۔ اُس کا مشاہدہ کیا۔ معلوم ہوا کہ عرش سے فرش تک تمام جہان میرے نور سے پُر ہے اور تمام مخلوقات صفیں باندھ کر میرے پیچھے کھڑی ہے۔ اور میں اُن کا امام ہوں اور اللہ سے جو برکات و فیوض مخلوقات کو پہنچتے ہیں۔ وہ میرے وسیلے سے پہنچتے ہیں اور تمام گذشتہ موجودہ اور آیندہ اولیا مجھ سے ترقیات و برکات کے حصول کے خواہشمند ہیں۔ اکثر اوقات قلم دوات اپنے پاس موجود پاتا ہوں۔ تاکہ اس سے فرمان ٹھیک کروں جیساکہ بارگاہ سلطانی کے وزیراعظم کیا کرتے ہیں۔ گویا میں بارگاہ الٰہی کا وزیراعظم ہوں۔ اس خدمت کے علاوہ اصالت و محبوبیت وغیرہ مراتب بھی مجھے مرحمت فرمائے ہیں۔ ان کا کیا بیان کروں۔ بعدازاں الہام ہوا کہ جو قرب و منزلت ہم نے تمہیں دی ہے وہ تمہارے باپ کے سوائے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

جوں جوں میری نسبت کا ظہور ہوتا۔ میں مسیحی ہوتا جاتا۔ کیونکہ صحابہ کے حضور میں اور کی گنجائش نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ نسبت ان بزرگوں کی برکات و کمالات کا ایک شمہ ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جبل اُحد کے قریب مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر سیدنا حمزہ اور دوسرے شہدا کی زیارت کے لئے دو مرتبہ گئے۔ ان کی نسبت کا ظہور آنجناب پر ہوا۔ ہر ایک نے آپ پر مہربانی کی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونو فرزندوں حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ اور مروج الشریعت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تم دونو کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے اعلےٰ درجے کی خلعت جواہر اور یاقوتوں سے جڑی ہوئی عطا ہوئی ہے۔ آنجناب ہر روز فجر کی نماز کے بعد جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حلقہ مراقبہ کرتے۔ ایک روز مراقبہ کے بعد فرمایا کہ آج جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم مع حشم و خدم روضہ منورہ سے نکل اس حلقہ میں تشریف لائے چند ایک خاص مقرب جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ اُن کے سردار میرے فرزند محمد عبداللہ مروج الشریعت تھے اسی اثنا میں جناب سید الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ محمد معصوم! فرزند محمد عبداللہ ان خواص کا سردار ہے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا فرماتے تھے۔ کہ جب کبھی میں حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو حضرت مروج الشریعت کو پہلے ہی وہاں موجود پاتا +

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت فرمایا کہ وداع کے وقت غم و گریہ مجھ پر غالب آئے۔ اسی غم میں تھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روضۂ مبارک سے نکلکر نہایت لطف و کرم سے ایک خلعت اور ایک شہانہ تاج مجھے عنایت فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس تاج پر ایک طرّہ ہے اور طرّہ پر ایک لعل ہے۔ جس کی روشنی سے تمام جہان منور ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ خلعت خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک کی ہے۔ یہ اور خلعتوں کی طرح نہیں بعد ازاں آنجناب کے دونو فرزندوں کو بھی اسی قسم کی خلعتیں عطا ہوئیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت ایک بھائی میرے پہلو میں کھڑا تھا۔ اُس کے لئے التجا کی تو قبول نہ ہوئی۔ دوبارہ جب التماس کی۔ تو ایک سرپیچ عنایت ہوا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ خلعت جو مجھے عطا ہوئی۔ وہ ایک گذشتہ

خواب کی تعبیر تھی۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک رات مَیں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نماز میں امام بنے ہوئے ہیں۔ اور تمام خلقت آپ کے پیچھے صف بستہ کھڑی ہے۔ میں اور میرے دو بھائی خواجہ محمد صادق اور خواجہ محمد سعید پہلی صف میں کھڑے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی عین نماز میں فرماتے ہیں۔ کہ محمد معصوم سے ہمیں یہ ملا اور کچھ گن رہے ہیں۔ اور دونو بھائی بھی کہتے ہیں کہ محمد معصوم سے حضرت مجدد الف ثانیؓ کو یہ یہ چیز ملی۔ اسی اثنا میں حق تعالےٰ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خطاب ہوا۔ کہ محمد معصوم کی آرائش کرو۔ آنحضرتؓ نے پوچھا کس قسم کی آرائش۔ حکم ہوا کہ اس کے سر پر تاج رکھو۔ اور اس تاج میں ایک لعل ٹانک دو۔ جس کی روشنی سر سے قدم تک پہنچے۔ اور جس سے یہ ہمہ تن نور ہو جائے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ خلعت جو عطا ہوئی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے جو مجھے نسبت خاص اور معاملہ مخصوص کا فیض عطا ہوا ہے۔ کشف میں وہ خلعت ہی معلوم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مخصوص خلعتیں آنحضرت کے فرزندوں کو عنایت ہوئیں۔ اور فیض و برکت دوسرے یاروں کو +

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے بہ سبب غلبہ محبت مدینہ میں اقامت کا ارادہ کیا۔ تو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہندوستان جاؤ کیونکہ وہ تمہارے گئے بغیر ظلماتی رہے گا۔ اسی اثنا میں خبر آئی کہ دارا شکوہ نے اورنگزیب کو قتل کر دیا ہے اور خود سارے علاقوں کا بادشاہ ہو گیا ہے۔ یہ سنکر آنحضرت بہت حیران ہوئے۔ اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں التجا کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک میں ننگی تلوار پکڑے ہوئے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ دارا شکوہ کو حاضر کرو۔ جب حاضر کیا گیا تو خود دست مبارک سے اس کا سر قلم کیا۔ اور فرمایا کہ محمد معصوم! مَیں نے تمہاری خاطر اُسے قتل کیا ہے اب بفراغ خاطر جاؤ۔ کیونکہ تمہارا مرید بادشاہ ہے۔ بعد ازاں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے سر مُنہ پر بوسہ دیا۔ اور رخصت فرمایا +

ذکر در بیان

مراجعت حضرت ایشان از مدینہ سکینہ بمکہ معظمہ و وقعاتے کہ آنجناب را روئے دادہ اند:-

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں آنجناب کو وجع المفاصل کا عارضہ لاحق ہوا۔ ایک روز شدت مرض میں فرمایا کہ مجھ پر حضرات عالیات۔ بتول۔ صدیقہ۔ حبیبہ وغیرہ نے بہت کچھ مہربانیاں کیں۔ جب وادی صفرا میں پہنچے تو ابو ذر غفاری رضے اللہ عنہ کے مزار پر جا کر فاتحہ پڑھا۔ ابو ذر نے آپ کو خلعت دی۔ جب تخلیص میں پہنچے۔ تو فرمایا کہ یہ ساری جگہ کعبہ کے انوار سے پُر ہے! وریہاں پر ملائک اور روحانیوں کا ہجوم معلوم ہوتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ کعبہ ہمارے استقبال کیلئے آیا ہے۔ جب خانہ کعبہ کے قریب پہنچے۔ تو فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تشریف فرما کر نہایت مہربانی فرمائی۔ اور مجھ سے بغلگیر ہو کر خاص خلعت عنایت فرمائی ہے۔ جب آپ مدینہ منورہ سے دوبارہ مکہ معظمہ میں آئے۔ تو آپ کو کعبہ کے اندر داخل ہونے کا موقعہ ملا۔ یہ داخلہ وداعی تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم اپنے حق میں لاانتہا دیکھتا ہوں۔ اور مجھے ایک نہایت فاخرہ اور جواہرات سے جڑی ہوئی خلعت عطا ہوئی ہے معلوم ہوا کہ یہ خلعت الوداعی ہے۔ بعد ازاں آپ کے فرزندوں کو بھی خلعت فاخرہ عنایت ہوئی۔ آپ فرماتے تھے کہ میں مسجد الحرام میں بیٹھا تھا کہ مجھے ایک خلعت فاخرہ پہنائی گئی۔ جسے ہم کثرت نور و روشنی کے باعث کسی سے تشبیہ نہیں دے سکتے۔ گویا وہ محض نور تھی۔ ساتھ ہی مجھے الہام ہوا۔ کہ حق تعالےٰ یہی لباس پہنتا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری۔ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند ہے ٭

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مکہ سے جدہ میں پہنچے۔ تو فرماتے تھے کہ جس قدر انوار و اسرار حرم کے اندر دکھائی دیتے تھے اس سے کہیں زیادہ باہر نظر آتے ہیں کیونکہ حضور میں غلبہ انوار کی وجہ سے آنکھ کام نہیں کرتی۔ اسی اثنا میں آنحضرت ایک جنگل میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں سر پاؤں سے ننگا! اور بکھرے بالوں والا ایک درویش آکر کھڑا ہوا ایک گھڑی بعد بیٹھکر مراقبہ کرنے لگا۔ آنجناب بھی اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور مراقبہ کیا

جب ویر بعد مراقبہ سے فارغ ہؤا۔ تو آنحضرت سے رخصت ہؤا۔ فرزندوں نے آنجناب سے اس درویش کے بارے میں پوچھا تو فرمایا۔ کہ یہ مرد بحرین کا ولی ہے۔ وہاں کا قطب فوت ہو گیا تھا۔ اس واسطے آیا تھا۔ کہ میں کس کو اس آسامی کے لئے تجویز کروں سو میں نے کر دیا اور وہ مجھ سے رخصت ہؤا۔ اتنے میں امام یمن یعنی بادشاہ یمن نے جو آنحضرت کا مرید تھا۔ حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ کہ ملک یمن یہاں سے اب بہت قریب ہے۔ امید ہے کہ جناب چند روز اس ولایت میں اقامت فرما کر اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمائینگے۔ آنجناب نے اس کی التماس کے مطابق چند روز یمن میں قیام کیا۔ بعد ازاں ہندوستان کا رخ کیا۔ اب اِن حادثات سلطنت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن میں آنحضرت کی کرامات کا اظہار ہؤا *

ذکر و بیان

توجہ اورنگزیب از دکھن بہ ہند و جنگ کردن برادان داراشکوہ وشجاع و فتح برآں ہر دو :-

جب داراشکوہ ہند پر پورے طور پر غالب آگیا۔ تو شاہجہان کے پاس سلطنت اور رعایا کی خبریں پہنچنے کو بند کر دیا۔ اور نہ بادشاہ کی خبر رعایا کو دیتا۔ حتّٰی کہ شاہزادوں کے خطوط بھی بادشاہ تک نہ پہنچنے دیتا۔ بلکہ اپنی طرف سے ہی حسب منشا احکام جاری کر دیتا۔ اُس کے غلبہ کے باعث جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اسلام میں سخت ضعف آگیا۔ اورنگزیب یہ حالت دیکھ کر سخت ناراض ہؤا۔ علاوہ ازیں حضرت قیوم ثانی رضہ نے اسے فتح ہند کی خوشخبری دے رکھی تھی۔ اِس واسطے مراد بخش کو اپنے ساتھ ملا۔ چالیس ہزار سوار لے کر ہند کا رخ کیا۔ مراد بخش بھی گجرات سے آکر اس کے ساتھ مل گیا۔ دونو دریائے نربدا پار ہو گئے۔ جب اُن کی آمد کی خبر دارشکوہ نے سُنی تو بادشاہ کی طرف سے اُن کو حکم امتناہی لکھا۔ لیکن اورنگزیب نے کہلا بھیجا کہ تم اتنی مدت باپ کی خدمت میں رہے ہو۔ اب ہمیں اس کی خدمت میں رہنے دو۔ اور تم کسی اور ولایت میں چلے جاؤ۔ داراشکوہ نے دوبارہ حکم بھیجا۔ لیکن اورنگزیب نے پرواہ نہ کی۔ اور اکبر آباد کا رخ کیا۔ جہاں بادشاہ رہتا تھا۔ داراشکوہ نے جب دیکھا کہ اورنگزیب نہیں رُکتا۔

تو مجبوراً ہند کے راجگان کے رئیس راجہ کو کہا - کہ جس طرح ہو سکے اورنگزیب کو ہندوستان
نہ آنے دو - مہاراجہ نے ایک کثیر التعداد لشکر لے کر دکن کا رخ کیا - داراشکوہ نے قاسم خاں
نامی ایک رکن سلطنت کو ایک فوج کثیر دیکر مہاراجہ کے ساتھ کیا - ابھی یہ دونو مالوہ پہنچے
تھے - کہ اورنگزیب دکن سے آپہنچا - مہاراجہ نے اُسے کہلا بھیجا کہ بادشاہ کا حکم ہے -
کہ واپس چلے جاؤ - ورنہ مَیں تمہیں آگے نہیں بڑھنے دونگا - اورنگزیب آمادہ جنگ
ہؤا - مہاراجہ نے بھی جنگ کی تیاری کی - اور جنگ کے دو ستون کھڑے کئے -
جنہیں ہندی میں رن کھمبت کہتے ہیں - یعنی لکڑی کے دو لمبے ستون میدان جنگ میں
کھڑے کر کے اُن کے تلے جنگ کرتے ہیں - جب تک فریقین میں سے ایک کو نمایاں
فتح نہ ہو - لڑائی بدستور جاری رہتی ہے - اورنگزیب حضرت قیوم ثانیؓ کے فرزند
حضرت محمد اشرف کی خدمت میں - جنہیں آنحضرت اس کی تسلی کے لئے اس کے ہاں
چھوڑ گئے تھے - ملتمس توجہ ہؤا - آپ نے توجہ باطنی کے بعد فرمایا کہ انشاءاللہ فتح
تمہاری ہے - اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا باطن مبارک تمہاری طرف متوجہ ہے -
اِس لئے نہ صرف یہ فتح بلکہ اور بہت سی فتوحات کی امید قوی ہے - اورنگزیب
یہ خوشخبری سُن کر نہایت خوش و خورم ہؤا - فاتحہ پڑھکر جنگ کے لئے سوار ہؤا - اس
طرف سے مہاراجہ بھی لشکر لے کر اس کے مقابلے پر آیا - دونو طرف سے بدرجۂ غایت
کوشش ہوئی - ہنگامہ گرم ہؤا - اور اقبال کی چنگاری بھڑک اُٹھی ؎

دہادہ خروش آمد و دادگیر | ہوا دام کرگس شدہ از بہ تیر
فسردہ زخوں پنجۂ دست تیغ | چکاں قطرۂ خوں چو تاریک میغ
تو گفتی زمیں موج خواہد زدن | دِرے موج بر اوج خواہد زدن
زہر سو چکاچاک تیغ و تبر | چو اندر دریں چرخ نیلی سپہر

آخر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی توجہ کی
برکت سے فتح و نصرت کی نسیم اورنگزیب ہی پھریرے پر چلی - اور مہاراجہ کا تمام لشکر تہ تیغ
ہؤا - خود راجہ بیک بینی و دوگوش میدان جنگ سے بھاگا - اورنگزیب شکر الٰہی
بجا لایا - جب اورنگزیب دکن سے آیا تھا - تو اس وقت شجاع بھی بنگالے سے روانہ
ہؤا تھا - داراشکوہ نے اُس کے مقابلے پر اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کو روانہ کیا تھا -

اتفاقاً سلیمان شکوہ اس پر غالب آیا اور شجاع بھاگ گیا جب اس شکست کی خبر دارا شکوہ نے سنی۔ تو باپ کو کہا کہ حکم ہو تا کہ خوشی کا نقارہ بجایا جائے۔ کیونکہ سلیمان شکوہ نے شجاع پر فتح پائی۔ شاہجہان نے کہا۔ تمہارے بیٹے کو فتح نصیب ہوئی ہے۔ تم خوشی کے نقارے بجاؤ۔ میرے بیٹے کو تو شکست ہوئی ہے۔ میں کیونکر خوشی کے نقارے بجاؤں اتنے میں اورنگزیب کی فتح اور راجہ کی شکست کی خبر پہنچ گئی۔ تو دارا شکوہ بہت گھبرایا۔ چاروں طرف سے لشکر جمع کیا۔ جب اورنگزیب اکبر آباد کے قریب آ پہنچا تو ادھر سے دارا شکوہ نے بھی تمام فوجوں سمیت اس کا مقابلہ کیا۔ شاہجہان نے دارا شکوہ کو کہا کہ تمہارا اورنگزیب کے مقابلے پر جانا مناسب نہیں۔ کیونکہ وہ تم سے ضرور لڑیگا۔ اس واسطے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کی توجہ باطنی اس کے شامل حال ہے اور اغلب ہے کہ وہ تجھ پر فتح پائے۔ مجھے اُس کے مقابلے پر جانے دو۔ مجھ سے جنگ نہیں کرے گا اور میں اسے دم دلاسا دیکر تیرا مطیع بنا دونگا۔ دارا شکوہ نے کہا کہ آپ اس بات سے نہ ڈریں کہ مَیں تمہارے بیٹے کو قتل کرونگا۔ خاطر جمع رکھیں مَیں اُسے گوشہ کمان سے زندہ پکڑ کر لاؤنگا۔ شاہجہان نے بہتیرا منع کیا۔ لیکن بے سود دارا شکوہ تمام لشکر اور ارکان سلطنت کو لیکر مقابلہ پر آیا اور اورنگزیب نے اپنے لشکر کو تاکید کر رکھی تھی۔ کہ خبردار جنگ کی ابتدا تمہاری طرف سے نہ ہو۔ جب مخالف تم پر ہاتھ اٹھائیں تو تم بھی پھر کسر نہ اُٹھا رکھنا۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو دارا شکوہ کی طرف سے ابتدا ہوئی۔ پھر اورنگزیبی لشکر بھی مشغول جنگ ہوا۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا ؎

خروش سواران آواز کوس	ہوا قیر گوں شد زمیں آبنوس
ز دو لشکر آواز سنبور قائے	بر آمد ز دہلیز پردہ سرائے
شدہ روئے میداں چو باغ جناں	گل روسر غنچۂ دہستاں
چمنہائے او شد صف کارزار	ہمہ دار او مردم جنبہ دار
ہمہ میوہ اش خنجر و تیغ و تیز	بہ بر باغ بود آں یکے رستخیز
جہاں گشتہ چوں روئے دیگ سیاہ	در آمیختہ یک بدیگر سپاہ
دو لشکر چو مور و ملخ تاختند	بنزد جہاں در جہاں ساختند

بہ شمشیر و خنجر بگرز و کمند گذرگاہ کردند بر مور تنگ
شد از سم اسپاں زمیں لعل رنگ زتیرہ ہوا شد چو پشتِ پلنگ
زبس کشتہ افتاد بر خاکِ راہ شدہ عرصۂ رزمگہ قتل گاہ

کہتے ہیں اس قدر کشت خون ہوا کہ چشم فلک نے آج تک نہیں دیکھا تھا اسی گھمسان میں اورنگزیب کے لشکر کی طرف سے ایک بارود کا گولہ داراشکوہ کے ہاتھی پر پڑا جس سے فیل بان جل گیا۔ اتنے میں ایک اور گولہ لگا جس سے فدائی جو فیلبان کے پیچھے تھا۔ مرا۔ تیسرا ہاتھی کی عماری پر پڑا۔ جب داراشکوہ نے یہ حالت دیکھی تو مجبور ہو کر ہاتھی پر سے اترا اور گھوڑے پر سوار ہو لیا۔ جب اس کے لشکر نے اُسے ہاتھی پر نہ دیکھا تو خیال کیا کہ وہ مر گیا ہے اس لئے اس کا سارا لشکر بھاگ اُٹھا۔ جب داراشکوہ نے دیکھا کہ تمام لشکر کو شکست ہوئی۔ تو خود بھی بھاگا۔ اورنگزیب نے اس کے پیچھے لشکر روانہ کیا۔ آخر وہ شاہجہان آباد سے بھی بھاگ گیا۔ اورنگزیب نے فتح کے بعد باپ کی ملاقات کے بارے میں عرضی لکھی۔ اور ملاقات کے لئے ایک دن مقرر ہوا۔ اسی اثنا میں ایک جاسوس شاہجہان کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط اورنگزیب کے پاس لایا جو اس نے داراشکوہ کی طرف اس مضمون کا لکھا تھا۔ کہ تو شاہجہان آباد کے گرد نواح میں رہ۔ فلاں روز اورنگزیب میری ملاقات کو آئیگا۔ تو میں اُسے پکڑ کر قید کر لونگا۔ اور تجھے بلا کر تخت پر بٹھاؤں گا اورنگزیب نے یہ خط دیکھکر باپ کی ملاقات کو جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا جب مقررہ دن آیا تو شاہجہان نے تمام شہر سجوایا۔ اور قلعہ کی آرائش کروائی۔ اور بیٹے کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن جب اورنگزیب نہ گیا۔ تو شاہجہان کو بڑا تعجب ہوا دوسرے دن اپنی بڑی بیٹی جہان آرا بیگم کو اُس کے پاس بھیجکر نہ آنے کی وجہ پوچھی اورنگزیب نے اس کے جواب میں شاہجہان کا وہی خط پیش کر دیا خط کو دیکھکر جہاں آرا بیگم اپنا سا منہ لے کر واپس آئی۔ اور باپ سے سارا حال بیان کیا۔ بعد ازاں اورنگزیب نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو شاہجہان کے پاس بھیجا۔ اور نصیحت کی کہ دادا جان کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجالانا۔ اور اپنا بند و بست کرنا۔ تمام شہر اور قلعہ میں اپنے آدمی بٹھانا۔ وہ جا کر آداب بجالایا۔ اور شہر و قلعہ پر اپنے آدمی مقرر کر گیا گو اورنگزیب نے شاہجہان کو باہر نکلنے سے روکا لیکن وہ بدستور تخت پر بیٹھتا اور

بڑے بڑے اُمرا آکر اُسے شاہانہ سلام کرتے اور ہر کام کے متعلق وہ حکم احکام جاری کرتا۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے مراد بخش کی فتنہ انگیزی اورنگ زیب پر ظاہر کردی اس واسطے اورنگ زیب نے مراد بخش کو گرفتار کر لیا۔

اب ہم شجاع کا قصہ بیان کرتے ہیں جب اُس نے سلیمان شکوہ سے شکست کھائی تو دوبارہ لشکر لے کر چڑھ آیا۔ اورنگ زیب نے بھی کافی لشکر سے اس کا مقابلہ کیا۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے اور تیر و تلوار کی نوبت آئی۔ تو بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ طرفین کے بے شمار آدمی میدان میں کام آئے۔ اسی اثنا میں وہ مہاراجہ جو پہلے اورنگ زیب سے شکست کھا چکا تھا۔ دوبارہ بے شمار لشکر لے کر پیچھے سے حملہ آور ہوا۔ مخالفین نے اورنگ زیب کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اس کی فوج کا اکثر حصہ قتل ہوا اور بعض بھاگ بھی گئے۔ صرف گنتی کے آدمی اُس کے پاس رہ گئے

چو گردند دشمن برو دست برد	رخ نامداران او گشت زرد
دگر بارہ چرخش چہ بازی نمود	جہانش چہ نیرنگ سازی نمود
نبود است در لشکر او شکیب	کہ دست از عنان رفت و پا از رکیب

قریب تھا کہ اورنگ زیب کی جان پر آبنے۔ اس وقت حضرت خازن الرحمت کے فرزند سعد الدین کو کہا۔ کہ یہ کیا حالت ہے۔ آپ کے چچا صاحب نے تو فتح و سلطنت کی خوشخبری دی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ چچا جان نے فرمایا ہے حق ہے۔ تم قائم رہو۔ اور آنحضرت نے جو کلاہ تمہیں عنایت کی ہے وہ مخالفوں کو دکھاؤ۔ اورنگ زیب باطن میں حضرت عروۃ الوثقےٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور آنجناب کی کلاہ دشمنوں کو دکھائی دشمن دیکھتے ہی تتر بتر ہو گئے۔ اُن کی شکست کا باعث بھی دارا شکوہ والا ہوا یعنی ہاتھی سے اتر جب گھوڑوں پر سوار ہوئے تو فوج پراگندہ ہو کر بھاگ گئی۔ اور آخر خود بھی بھاگ اُٹھے۔ اورنگ زیب نے اپنے بیٹے سلطان محمد کو اُنکے پیچھے بھیجا لیکن شجاع ایسا گم ہوا کہ آج تک اُس کا پتہ نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے کابل میں آکر سکونت اختیار کی۔ شجاع نعمت اللہ ولی کا مرید تھا۔ شکست کے وقت ایک شخص نے اُسے کہا کہ تم شاہ نعمت اللہ ولی کے مرید تھے اور اورنگ زیب حضرت عروۃ الوثقےٰ کا

مرید تھا۔ اورنگ زیب کو اپنے پیر کی توجہ سے سلطنت ملی۔ لیکن تمہارے پیر کی توجہ نے تمہیں کچھ فائدہ نہ دیا۔ شجاع نے کہا سلطنت تو مجھ سے چھن گئی۔ اب میرے دین میں کیوں خلل ڈالتے ہو۔ میں خدا کی خاطر مرید ہوا تھا۔ کچھ سلطنت کی خاطر تو نہیں ہوا تھا۔

ذکر در بیان

جنگ دوم اورنگ زیب و داراشکوہ و فتح یافتن و بر تخت نشستن اورنگ زیب:۔

جب داراشکوہ اورنگ زیب سے شکست کھا کر پنجاب گیا۔ تو دوبارہ لشکر کے جمع کرنے کی فکر میں ہوا۔ اس بارے میں ایک خط راجہ کی طرف لکھا۔ راجہ نے جواب میں لکھا۔ کہ اگر آپ میرے ملک میں آئیں تو حتے المقدور جانفشانی کی جائے گی داراشکوہ اپنی جمع کردہ فوج لے کر اجمیر گیا۔ جہاں سے مہاراجہ کا ملک قریب تھا۔ اس اثنا میں راجہ کے بعض دوستوں نے اُسے سمجھایا کہ اس بھگوڑے کا کیا ساتھ دیتے ہو۔ مستقل بادشاہ تو اورنگ زیب ہو گیا ہے۔ جب سارے ہندوستان کا لشکر جمع تھا۔ تو اس اکیلے نے سب کو شکست دی۔ اور دو دفعہ تم خود اس سے شکست کھا چکے ہو۔ اب یہ فوج جو اُس کی فوج سے نیچا دیکھ چکی ہے اس کے مقابلے کی تاب کیونکر لا سکتی ہے اگر اب کی مرتبہ جاؤ گے۔ تو اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ پھر بھاگ آؤ گے۔ ادھر جہاں جاؤ گے شاہی آدمی تمہیں تلاش کر کے ذلیل و خوار کریں گے۔ اور بادشاہ کے پاس لے جا کر تمہیں قتل کر دینگے۔ تیری اولاد کا نام و نشان تک نہیں رہے گا۔ بہتر یہی ہے کہ جس طرح ہو سکے اورنگ زیب سے اپنے گذشتہ قصور معاف کرائے مہاراجہ نے اس بات کو قبول کیا۔ اور ایک عرضی معافی تقصیرات کے بارے میں اورنگ زیب کی خدمت میں بھیجی۔ بادشاہ نے اُس کے گذشتہ قصور معاف کئے جب اورنگ زیب نے سُنا۔ کہ داراشکوہ لشکر جمع کر کے اجمیر پہنچ چکا ہے۔ تو یہ بھی لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ جب شیخ سعد الدین نے اورنگ زیب کو فرمایا کہ اس جنگ کا مہتمم اور سپہ سالار کوئی اور شخص مقرر کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں سپہ سالار

پر سخت مصیبت آئے گی۔ تو اورنگ زیب نے اپنے ایک رکن سلطنت شیخ میر کو اپنی فوج کا افسر مقرر کر کے دارا شکوہ سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ اور خود بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا۔ جب دارا شکوہ کو معلوم ہوا کہ اورنگ زیب خود لڑائی کے لئے آرہا ہے۔ تو اپنے دوسرے بیٹے سپہر شکوہ کو مہاراجہ کے پاس بھیجکر مدد کی درخواست کی۔ لیکن راجہ نہایت سرد مہری سے پیش آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میری فوج کا اکثر حصہ قتل ہو چکا ہے۔ اور کچھ متفرق ہو گئی۔ سر دست مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ سپہر شکوہ نا امید ہو کر واپس آیا۔ اور حقیقت حال سے باپ کو آگاہ کیا۔ دارا شکوہ اپنی جمع کردہ فوج ساتھ لے کر آمادہ جنگ ہوا۔ اورنگ زیب نے مہاراجہ کو حکم دیا۔ کہ وہ بھی شیخ میر کی فوج کے ساتھ مل جائے۔ چنانچہ وہ آملا۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے اور لڑائی کا بازار گرم ہوا ؎

سپہ ہر دو در خروش آمدند	دو دریائے آتش بجوش آمدند
ز سم ستوران ہر دو سپاہ	تزلزل در آمد بہ ناوردگاہ
رواں کرد دریائے چوں موج جنگ	شناور ہزاراں در آنجا نہنگ

طرفین کے ہزارہا آدمی ہلاک ہوئے۔ اس وقت دارا شکوہ کی فوج نے اورنگ زیبی لشکر میں گھس کر بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ حتی کہ شیخ میر کے ہاتھی کے قریب پہنچکر اس پر تیروں کی بوچھاڑ کی۔ جب تیروں کے سبب قریب المرگ ہو گیا اور اُسے اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ تو تکیہ منگا پیٹھ کو سہارا دیا۔ تاکہ لوگوں کو یہی معلوم ہوا کہ شیخ میر زندہ ہے۔ جو فدائی پیچھے کی طرف بیٹھا تھا۔ اسے کہدیا۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرے ہاتھ کو پکڑ کر اس سے اشارہ کرتے رہنا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم رہے۔ کہ میں زندہ ہوں۔ اس فدائی نے شیخ میر کے مرنے کے بعد ایسا ہی کیا۔ سب کو معلوم ہو گیا۔ کہ شیخ میر ابھی زندہ ہے۔ اس واسطے خوب جان توڑ کر لڑے اتنے میں اور فوج بھی مدد کے لئے آپہنچی۔ پھر کیا تھا۔ اورنگ زیب کو فتح نصیب ہوئی۔ دارا شکوہ حسب عادت بھاگ کھڑا ہوا۔ اورنگ زیب نے اس کے پیچھے لشکر بھیجا۔ دارا شکوہ شہر بہ شہر اور گاؤں بہ گاؤں مارا مارا پھرتا تھا۔ ملتان کے ایک سوداگر کے ہاں جو اس کا مخلص تھا اور جس کی آشنائی پر اُسے بھروسہ تھا

جا نکلا۔ پہلے تو وہ اس کی مدد پر آمادہ ہوا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ بادشاہی آدمی اس کے تعاقب میں آ گئے ہیں۔ تو خود شاہزادہ کو اُن کے حوالے کیا۔ اور کہا کہ مَیں نے بڑی تلاش سے اسے پکڑا ہے۔ کہ بادشاہ کے سپرد کردوں۔ جب تاجر خوشی خوشی انعام واکرام کی امید پر اورنگ زیب کے پاس آیا۔ تو بادشاہ نے سوداگر کو کہا کیا تیرے لئے مناسب تھا۔ کہ وہ تجھ پر بھروسہ کرکے تیرے پاس پناہ لے اور تو اُسے پکڑ کر میرے حوالے کردے تو نے سخت بے وفائی کی ہے۔ بخدا مَیں تجھے کچھ نہیں دونگا۔ سوداگر شرمندہ ہو کر بادشاہ کے ہاں سے نکلا۔ لوگوں نے بادشاہ کے اشارے سے اسے پتھروں سے ہلاک کیا۔ دارا شکوہ کو ایک مضبوط مقام پر نظر بند کیا گیا۔ اورنگ زیب نے اُسے کہلا بھیجا کہ اپنے باطل عقیدے سے توبہ کرو۔ دارا شکوہ نے کہا مَیں تمہارے کہنے سے توبہ نہیں کرونگا۔ جن عقائد حق پر ہوں ہوں اورنگ زیب نے علما کو بلا کر اس کے عقائد باطلہ سے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے انہیں واقف کیا۔ اور فتوے کی درخواست کی۔ تمام علما نے اُس کے قتل کا فتوےٰ دیا۔ اورنگ زیب نے ایک امیر کو اس کے قتل کے لئے بھیجا۔ کہتے ہیں اس وقت وہ قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا۔ پہلے قرآن شریف کو اُس کے پاس سے اُٹھا لیا۔ اور پھر اس کے بیٹے کو اس سے جدا کیا۔ جب دارا شکوہ کو معلوم ہوا کہ وہ اس کے قتل کرنے کے واسطے آئے ہیں۔ تو ایک چھوٹی سی چھری سے قاتلوں پر تین مرتبہ حملہ کیا۔ اور اپنے بیٹے کو کہا بابا سپہر شکوہ یہ ہمیں قتل کرنے کو آئے ہیں۔ بعد ازاں اُسے قتل کرکے اس کا سر اورنگزیب کے پاس لائے۔ جو بادشاہ کے حکم سے دفن کیا گیا +

ایک روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے حضور میں عرض کیا کہ دارا شکوہ مر گیا ہے آنحضرتؓ نے فرمایا ایمان لے گیا۔ مراد بخش بھی کسی کے دعوے کی وجہ سے قتل ہوا۔ بعد ازاں اورنگ زیب نے اپنی لڑکیاں دارا شکوہ اور مراد بخش کے لڑکوں کو دیکر اُن سے ان کے باپوں کے خون معاف کرائے۔ شاہجہاں نے اپنے فرزندوں کے قتل کی خبر سنکر سخت افسوس کیا اور کہا۔ یہ حضرت قیوم ثانی کی بد دعا سے شہریار کے بیٹوں کا بدلہ لیا گیا ہے +

بعد ازاں اورنگ زیب بے دھڑک ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔ تخت پر جلوس کیا۔ اپنا خطاب عالمگیر مقرر کیا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لایا۔ اور تمام ملحدوں اور بے دینوں کو جنہیں

داراشکوہ کے وقت میں رواج تھا قتل کیا۔ سرمد کو بھی قتل کیا۔ سرمد بالکل مادرزاد ننگا رہا کرتا تھا۔ بادشاہ نے ملا عبدالقوی کے ہاتھ کہلا بھیجا۔ کہ ستر ڈھانپو سرمد نے کہا شیطان قوی ہے۔ ملا نے بادشاہ کو کہا کہ اُس نے کفر کا کلمہ کہا ہے! اس لئے واجب القتل ہے بادشاہ اس کے قتل کے لئے راضی ہو گیا۔ کہتے ہیں جب جلاد نے سرمد پر تلوار کا وار کیا تو اس نے ابھی صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا تھا۔ جب اس کا سر جدا ہو کر زمین پر گرا تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا۔ بادشاہ کو اس کے قتل کا بڑا افسوس ہؤا! اورنگزیب نے تمام شرعی احکام جاری کئے! اور بدعت اور گمراہی کو جڑھ سے اکھاڑ دیا۔ تمام سرکشوں اور گمراہوں کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا*

ذکر در بیان

سال سی و ششم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ و مراجعت آنحضرت از حرمین الشریفین بہ ہندوستان :۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے عرب۔ یمن۔ روم اور شام کے تمام آدمیوں کو رخصت کیا۔ اور اپنے بڑے بڑے خلفا مثلاً شیخ مراد شامی اور شیخ عبداللہ حجازی وغیرہ کو بھی واپس جانے کی اجازت عنایت فرمائی! اور خود ہندوستانی آدمیوں سمیت جہاز پر سوار ہوئے آنحضرتؓ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی عنایات اس قدر ظاہر ہوتی ہیں۔ جن کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ نیز اللہ تعالےٰ نے تم بھائیوں کو تمام اولیائے امت سے ممتاز فرمایا ہے! اور مجھے الہام ہؤا ہے کہ تیرے فرزند اولیائے امت سے مستثنٰے ہیں اور تیرے خلفا ہمارے بڑے مقرب ہیں۔ آنحضرت سمندر سے عبور کر کے بندرگاہ سورت میں پہنچے۔ تو ہر روز ہزارہا آدمی مرید ہونے لگے صبح شام قریباً تیس ہزار آدمی حلقہ میں شامل ہوتے۔ ایک روز اپنے فرزندوں کو فرمایا کہ آج صبح کی نماز کے بعد مراقبہ میں میں اس فکر میں تھا۔ کہ اس قدر بندگان خدا پر تصرف کرنا پسندیدہ حق ہے۔ یا نہیں۔ چنانچہ میں نے اس سلسلے کو حتے کہ تمہیں بھی چھوڑنا چاہا اتنے میں عنایت الٰہی سے غیب سے آواز آئی! اور حق تعالےٰ کا فضل و کرم ظاہر ہؤا الہام ہؤا کہ ہم خود

اپنے بندوں کو تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ اور ارشاد کا ہنگامہ ہم خود برپا کرتے ہیں تمہارے سارے مرید ہمارے مقبول ہیں۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ جب کبھی کلاہ اور شجرہ طالبوں کو دیتے ہیں۔ تو اُسے بھی حق تعالےٰ سے منسوب پاتے ہیں +

جب عالمگیر کو جناب کی واپسی کی خبر ملی۔ تو اُس نے حکم دیا کہ ہندوستان کے تمام علما مشائخ اور امرا وغیرہ آنحضرت کے استقبال کے لئے جائیں۔ آنحضرت جس گاؤں یا شہر میں آتے تھے وہاں کے تمام اعلےٰ اور ادنےٰ اور چھوٹے بڑے جناب کے استقبال کیلئے آتے تھے۔ اسی طرح اکبر آباد تک پہنچے۔ تو شاہجہان نے ضیافت کے لوازمات کماحقہٗ مہیا کئے اور دارشکوہ کی سابقہ حرکات سے شرمندہ ہو کر عرض کیا کہ اگر جناب دوبارہ مجھے تخت سلطنت پر بٹھائیں۔ تو جو کچھ جناب کی مرضی ہے اسی طرح عمل میں لاؤں۔ اور جو باعث فساد ہو اس کو بیچ سے نکال دوں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا اب موقع ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔ عالمگیر شاہجہان آباد سے اکبر آباد تک آنحضرتؓ کے استقبال کو آیا۔ اور شرف قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ آنجناب نے بھی اس پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور اُس کے ساتھ شاہجہان آباد تشریف لائے۔ کہتے ہیں جس وقت آنحضرت شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ علاوہ ان آدمیوں کے جو صرف استقبال کے لئے آئے تھے پچاس ہزار آدمی آپؓ کے مرید اس وقت حاضر خدمت تھے جن میں سے تین ہزار سات سو خلفؓ تھے۔ اُن کی سواری کے لئے ایک ہزار اونٹ۔ چار ہزار گھوڑے خچر ٹٹو۔ چند ایک پالکیاں اور سات سو رتھ اور بہلیاں ساتھ تھیں۔ عالمگیر نے عرض کیا کہ آنجناب مجھے خود دست مبارک سے تخت پر بٹھائیں۔ آنحضرت بنفس نفیس قلعہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور عالمگیر کا ہاتھ پکڑ کر اُسے تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ نے تحفے اور ہدیے پیش کئے۔ اور سرہند معہ مضافات بطور اخراجات خانقاہ نذر کیا۔ لیکن آنحضرت نے قبول نہ فرمایا حضرت خازن الرحمت نے بھی منظور نہ فرمایا۔ آنحضرتؓ کے فرزندوں نے بھی انکار کر دیا۔ لیکن آنحضرتؓ کے چھوٹے بھائی حضرت شیخ محمد یحییٰ نے اُس میں سے تھوڑا سا لے لیا بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ دار الارشاد سرہند کی طرف روانہ ہوئے جب شہر کے قریب پہنچے۔ تو سرہند کے تمام لوگ استقبال کے لئے آئے شہر کی آرائش کی گئی۔ خوشیاں منائی گئیں اور اہل شہر مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے آنحضرت

پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کو گئے۔ بعد ازاں تھوڑی خانقاہ میں ٹھیر کر محل میں تشریف لے گئے +

اسی سال ایک روز آنحضرت خانقاہ میں بیٹھے تھے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان سے اُترے جس سے تمام جہان منور ہوگیا۔ نہایت لطف و کرم سے آنجناب کے سر اور چہرہ پر بوسہ دیکر پھر آسمان پر چلے گئے +

اسی سال آنحضرت نے مراقبہ میں دیکھا کہ جناب اشرف انبیاء سرور کائنات خلاصہ موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں کھڑے ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بھی کھڑے ہیں۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونو باپ بیٹوں یعنی حضرت قیوم اول اور حضرت قیوم ثانی کے حق میں فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ اس شہر میں حق تعالے نے اپنے دو ایسے بندے پیدا کئے ہیں کہ فرشتے آسمان پر سے ان کے پاس آتے ہیں۔ لیکن وہ اُن کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے +

عرب ہند کے اکثر آدمیوں کی التماس کے مطابق آنحضرتؒ کے الہامات اور مکاشفات عربی زبان میں جمع کئے گئے۔ اور اس کتاب کا نام حسنات الحرمین یاقوت احمر رکھا گیا۔ یاقوت احمر نام مقرر کرنے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ میں اس کتاب کو حضرت مجدد الف ثانیؓ کے روضہ مبارک میں لیجاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آنحضرتؓ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ جب یہ سالہ آنحضرت کے روضہ مبارک میں لے گئے تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے بڑی دیر تک مراقبہ کیا۔ مراقبہ کے بعد فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کمال بشاشت و عنایت ظاہر کرکے فرمایا کہ جس قسم کا فضل ربی تم پر ہوا ہے۔ کسی پر کم ہوا ہے اور یہ مکاشفات بالکل سچے اور صحیح ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت قیوم اولؓ کمال مرحمت سے میرے گرد پھرتے ہیں اور خوشی اور سرور کا اظہار کرتے ہیں۔ بعد ازاں دو آدمی دو خواں ہاتھ میں لئے ہوئے آئے ایک کی حقیقت تو معلوم نہ ہوئی۔ دوسرے نے ہمارے سامنے تھال لا رکھا جس میں نہایت آبدار جواہر اور یاقوت تھے جن کی روشنی سے تمام مجلس روشن ہوگئی۔ الہام ہوا

کہ یہ یواقیت وجواہرات تمہارے مکاشفات ہیں۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے آکر جواہرات اور یاقوت کا جڑائی تاج میرے سر پر رکھا۔ اس واسطے حضرت مروج الشریعت نے حسنات الحرمین کا نام یاقوت احمر رکھا۔

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ملا بدالدین کے فرزندارجمند محمد شاکر نے اس یاقوت احمر کا ترجمہ عربی سے فارسی میں حضرت مروج الشریعت کے ایما سے کیا۔ جن مکاشفات کا ذکر "روضۃ القیومیۃ" میں ہے وہ یاقوت احمر سے لئے گئے ہیں۔

ذکر دربیان

سال سی وہفتم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ آمدن سلطان عالمگیر برائے زیارت حضرت ایشان در سرہند وقضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند:۔

اس سال عالمگیر بادشاہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ آنجناب اپنے کسی فرزند یا بھائی کو بھیجدیں۔ اور ایک خط حضرت خازن الرحمت کے نام لکھا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی سے فرمایا کہ بادشاہ نے اس مضمون کا ایک خط لکھا ہے۔ سو حضرت خازن الرحمت بادشاہ کی التماس اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق شاہجہان آباد کو روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے بڑے بڑے امیروں کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا۔ جو آپ کو بڑی عزت سے شہر میں لائے۔ آپ مدت تک شاہجہان آباد میں رہے۔ بعد ازاں ایک مرض لاحق ہؤا۔ جو روز بروز غالب آتا گیا۔ حتےٰ کہ زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ تو رخصت لیکر وطن کی طرف لوٹے۔ اثنائے راہ میں سنبھالکہ مقام پر داعی اجل کو لبیک کہکر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ آپ کی وفات کا حال سنکر بہت غمگین ہوئے۔ جب لاش سرہند میں آئی تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے قبہ میں دفن کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس میں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے سخت تاکید فرمائی کہ ضرور قبہ کے اندر دفن کرو تو لوگوں نے مجبوراً قبہ کے اندر خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے برابر گڈال

زمین پر مارا۔ پڑتے ہی قبہ کی دیوار چاروں طرف پیچھے ہٹ گئی۔ اور قبہ کے اندر کا فرش گم ہو گیا۔ اور قبر کے واسطے جگہ نکل آئی۔ حضرت خازن الرحمت کو قبہ کے اندر دفن کیا گیا۔ جب قبر میں رکھا۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔ انہوں نے بھی آنکھیں کھول لیں۔ دیر تک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ اسی اثنا میں آدمیوں میں شور مچ گیا۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے حضرت خازن الرحمت کو آنکھیں بند کرنے کا اشارا کیا۔ پھر مٹی ڈال دی گئی ۔

آج کل ایک روز کسی طرح قبر کا دہانہ کھل گیا۔ تو دیکھا کہ حضرت خازن الرحمت کا بدن و کفن بدستور سلامت ہیں۔ گویا ابھی دفن کئے گئے ہیں۔ آپ کی قبر سے اس قسم کی خوشبو نکلی جس سے سارا شہر معطر ہو گیا۔ حضرت خازن الرحمت کے فرزند اپنے والد بزرگوار کے وصال کے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ مولوی فرخ شاہ نے اپنی مریدی کے لئے اذن کے واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں جا کر مراقبہ کیا۔ تو حضرت خازن الرحمت نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ جا کر اپنے چچا کے مرید ہو جاؤ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قائم مقام ہیں ۔

حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ اپنے ایام زندگی میں فرمایا کرتے تھے کہ شیعہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ امام معصوم کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے۔ سو ہمیں امام معصوم مل گیا ہے۔ انہیں کہدو کہ آکر اس امام کے مقتدی بنیں ۔

نیز حضرت خازن الرحمت فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرے بھائی کے کمالات لاانتہا ہیں۔ جب حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں نے آنحضرت سے رجوع کیا تو آنجناب نے انہیں شروع سے سلوک سکھایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے اس قدر تو اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر لیا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری عادت ہے کہ میں شروع سے کراتا ہوں۔ سب نے اس بات کو قبول کیا۔ اور ابتدا سے سلوک شروع کیا ۔

اسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بعض مخالفوں نے اپنی طرف سے ایک خط لکھ کر آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ کہ سنا جاتا ہے۔ تم جب عورتوں کو مرید کرتے ہو۔ تو ان کے پستانوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں قلبی ذکر سکھاتے ہو ۔

جب یہ خط آنحضرت رضی اللہ عنہ کو ملا تو سخت ناراض ہوئے چنانچہ چہرہ مبارک کا

رنگ سُرخ ہوگیا۔ اس کے جواب میں بادشاہ کو لکھا۔ کہ ہم ایسا نہیں کرتے کسی نے تمہیں جھوٹ کہا ہے۔ کیا خدا کے غضب سے تم نہیں ڈرتے ہم نے تمہارے واسطے کس قدر کوشش کی ہے۔ حق تعالٰے نے تمہیں سارے ہند کا بادشاہ کیا ہے تمہارے دشمنوں کو ذلیل و پائمال کیا ہے۔ اسی طرح دارا شکوہ تخت سلطنت سے پایہ ذلت کو پہنچا تھا تو بھی دارا شکوہ کی طرح بننا چاہتا ہے۔ بادشاہ یہ خط دیکھکر بہت گھبرایا قسم کھائی کہ مجھے اس خط کی خبر بھی نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کس نے یہ خط لکھا ہے جو آنحضرت کی ناراضگی کا باعث ہوا ہے۔ مَیں آنجناب کا سب سے ادنٰے مرید ہوں۔ میری کیا ہستی کہ ایسی گستاخی کروں۔ یہ محض افترا ہے۔ برائے خدا مجھ پر ناراض نہ ہوں۔ ورنہ میری دنیا اور دین دونو خراب ہو جائینگے۔ آنحضرت بھی سمجھ گئے کہ بادشاہ اس معاملہ میں بالکل بے قصور ہے۔ یہ یار لوگوں کی افترا پردازی ہے۔ بادشاہ نے ان مفتریوں کی تفتیش کر کے سزا دی۔ اور خود عذر خواہی کے لئے آنحضرت کی خدمت میں سرہند پہنچا۔ اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے قصر قدیم کو جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے بطور ورثہ ملا تھا چھوڑ کر صندل پورہ کے نئے محل میں جو آپ نے بنوایا تھا۔ آباد ہوئے۔ اب وہ محل آنجناب کے روضہ مبارک کے برابر ہے اور وہیں اپنے فرزندوں کو محل تقسیم فرمائے۔ اور وہ پرانا محل شیخ سیف الدین کو عنایت فرمایا۔ لیکن پانچوں وقت نماز فریضہ اسی خانقاہ میں آکر پڑھتے۔

ذکر و بیان

سال ہفتم و ششتم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقٰے امام معصوم ربانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ آمدن سلطان عالمگیر برائے زیارت حضرت ایشان در سرہند و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ است۔

جب سلطان عالمگیر کو معلوم ہوا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ مذکورہ بالا خط کی وجہ سے ناراض ہیں۔ تو بہت گھبرایا اور معافی مانگنے کے لئے سرہند میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب قیومیت بجا لایا۔ اور عرض کرنے لگا۔ کہ میں جان و دل سے آنجناب کا مرید اور فدوی ہوں۔ مجھے اس خط کی بالکل خبر نہیں جنہوں نے

وہ خط لکھا ہے۔ میں نے انہیں سزا دی ہے۔ آنحضرتؓ نے اس پر بہت مہربانی کی اور فرمایا کہ معلوم ہوا کہ واقعی تمہیں اس کا علم نہیں تھا۔ خاطر جمع رکھو ہم تم سے ناراض نہیں جن لوگوں نے یہ خط لکھا تھا۔ انہیں کیوں سزا دی۔ ہم درویش آدمی ہیں۔ ہمیں کسی سے کیا دشمنی۔ بادشاہ اس محل میں اُترا جو شاہجہان نے یہاں بنوا رکھا تھا۔ فجر کے حلقہ کے وقت اکثر آنحضرت کی خدمت حاضر ہوتا۔ طرح طرح کے عجز و انکسار سے پیش آتا۔ آنحضرت بھی کبھی کبھی شاہی محل میں تشریف فرما ہوتے۔ ایک روز آنحضرت بادشاہ کے پاس شاہی محل میں تشریف فرما تھے۔ چاروں طرف سے ہدیئے تحفے اور نظر و نیاز کی آمد تھی۔ ہزار ہا روپیہ نقد اور مال و اسباب آنجناب کی خدمت میں لوگ لا رہے تھے اس وقت مستحق لوگ بھی بیٹھے تھے۔ ایک ان میں سے اکیلا ہی سارے تحفے اور ہدیئے سمیٹتا گیا۔ دوسرے خالی بیٹھے تھے۔ حتیٰ کہ اس قدر روپیہ اُس نے لیا کہ اس سے اٹھایا نہیں جا سکتا تھا۔ آنجنابؒ نے بھی کچھ نہ فرمایا۔ لیکن وہ باوجود اتنا روپیہ لینے کے بھی سیر نہ ہوا۔ اتنے میں ایک شخص دو ہزار اشرفی بطور نذر لایا وہ بھی اس شخص نے لینی چاہی۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ اے عزیز! ابھی تک سیر نہیں ہوئے اتنا لے چکے ہو اب یہ روپیہ اوروں کا حق ہے۔ بعد ازاں آنحضرت نے وہ روپیہ دوسرے مستحقوں کو تقسیم کیا +

ابھی بادشاہ سرہند ہی میں تھا کہ بعض کور باطن مخالفوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ پر ایک جھوٹا مقدمہ بنایا اس کا سبب یہ تھا کہ بادشاہ نے آپ کے مکان کے قریب کی زمین آپ کو عمارت کے لئے دے رکھی تھی۔ جس میں پہلے کھیتی باڑی ہوا کرتی تھی۔ اس زمین کا مالک بعض مخالفوں کے ورغلانے سے اس زمین کے دینے میں ٹال مٹول کرتا تھا۔ آپ نے آدمیوں کو بھیجا۔ جو اُسے پکڑ لائے۔ اتنے میں مخالفوں نے ایک شخص کو کہا کہ زمین کا مالک مار ڈالو۔ اور کہو کہ شاہ جیو نے مارا ہے۔ ایک شخص نے اس وقت آگر اُس کے پیٹ میں خنجر گھونپ دیا جب کہ اُسے شاہ جیو کے آدمی اُسے پکڑ کر کھینچ رہے تھے۔ وہ مر گیا اور قاتل غائب ہو گیا۔ مخالفین جو اس وقت موجود تھے کہنے لگے کہ شاہ جیو کے آدمیوں نے اُسے قتل کیا ہے۔ حالانکہ شاہ جیو کے آدمیوں میں سے

ایک کے پاس بھی اس وقت کوئی چھری یا چاقو وغیرہ نہ تھا۔ مخالفوں نے اس کے وارثوں کو بھڑکایا۔ کہ تم دعوے کرو۔ اُس کے وارث اس وقت فریاد دے کر آئے۔ جب کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ اور بادشاہ دونو اکٹھے بیٹھے تھے۔ انہوں نے دعوے کیا۔ کہ شاہ جیو نے فلاں شخص کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اس وقت شاہ جیو میرے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ بادشاہ نے ناراض ہو کر حکم دیا کہ ان کو نکال دو۔ آنحضرت نے فرمایا کیوں نکالتے ہو۔ ان کی حق رسی کرو۔ اور شریعت کے مطابق کارروائی کرو۔ بادشاہ نے یہ بات مان لی۔ چنانچہ اس مقدمہ کیلئے ایک دن مقرر ہو گیا۔ اس روز تمام ارکان شرع۔ قاضی۔ مفتی وغیرہ جمع ہوئے۔ آنحضرت نے حضرت مروج الشریعت کو فرمایا۔ کہ اس مجلس میں بیٹھکر اس مقدمے کا فیصلہ کرو۔ حضرت مروج الشریعت اور حضرت شاہ جیو دونو وہاں تشریف لے گئے۔ بادشاہ کا وکیل بھی آیا۔ جو مخالفوں سے ملا ہوا تھا۔ مقتول کے وارث بھی آئے۔ بہتیرا غور کیا۔ لیکن کسی طرح جرم ثابت نہ کر سکے۔ اتنے میں چند آدمیوں نے آکر گواہی دی کہ اسے تو فلاں شخص نے قتل کیا ہے۔ جب قاتل کو بلایا گیا۔ تو اُس نے کہا مجھے فلاں فلاں آدمی نے ایسا کرنے کیلئے کہا تھا۔ بادشاہ نے ان سب کو قتل کرا دیا +

انہیں دنوں ایک دن بادشاہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت مروج الشریعت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات پڑھ رہے تھے۔ بادشاہ نے جب حضرت مروج الشریعت کا رنگ ڈھنگ دیکھا اور اُن کے پڑھنے کا طرز ملاحظہ کیا تو بے اختیار شیفتہ و فریفتہ ہو گیا۔ آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ میں چند روز حضرت مروج الشریعت کی ہمنشینی سے مشرف ہوں۔ آنحضرت نے آپ سے پوچھا کہ بادشاہ کی یہ خواہش ہے آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ عرض کیا کہ اگر جناب کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر۔ اگر میری مرضی دیکھو تو میں اُس کی شکل تک دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ آنحضرت اِس بات سے بہت خوش ہوئے۔ اور بادشاہ کو فرمایا کہ ان کا دل مجھ سے جدا ہونے کو نہیں چاہتا۔ بعد ازاں بادشاہ آنحضرت سے رخصت ہو کر کشمیر گیا۔ چند روز وہاں رہ کر پھر لوٹا۔ لوٹتے وقت آنحضرت بیمار تھے اس واسطے بادشاہ پھر سرہند میں اترا۔ اور تا صحت وہیں رہا۔ بعد ازاں رخصت لیکر شاہجہان آباد میں گیا +

ذکر دربیان

سال سی و نہم قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ ومناظرہ شدن معصومیان و سعیدیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال معصومیوں اور سعیدیوں میں مناظرہ ہوا۔ اس قصہ کی اصل یوں ہے کہ ایک روز حضرت خازن الرحمۃ کے فرزند مثلاً شیخ عبدالاحد وغیرہ بادشاہی محل واقع سرہند میں تھے۔ اس وقت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پوتے حضرت صبغۃ اللہ کے بیٹے شیخ ابوالقاسم معہ کو احقین وہاں گئے۔ وہاں پر حضرت امام معصوم عروۃ الوثقےٰ اور حضرت خازن الرحمۃ کا ذکر خیر ہوا۔ تو اس پر شیخ ابوالقاسم سعیدیوں سے ناراض ہو گئے حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ کہ اتنے میں شیخ ابوالقاسم نے آکر عرض کیا۔ کہ آپ اپنے بھتیجوں کو بیٹوں کے برابر عزیز جانتے ہو۔ اور وہ آپ کے مرید بھی ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ آپ کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اور اپنے باپ کو آپ سے بدرجہا افضل کہتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا اچھا اگر یہ بات ہے تو مجھ سے کچھ نہیں حاصل کریں گے خاصکر شیخ عبدالاحد پر سخت ناراض ہوئے۔ جب کبھی شیخ عبدالاحد آتے آپ بالکل پرواہ نہ کرتے۔ میرے (مؤلف کے) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالاحد نے مجھ سے کہا۔ کہ مجھ سے اور تو کوئی قصور نہیں ہوا۔ صرف اتنا ہوا ہے کہ شیخ ابوالقاسم حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی تعریف کر رہے تھے۔ تو میں نے حضرت خازن الرحمۃ کے اوصاف بیان کئے۔ سعیدی حضرت خازن الرحمت کو حضرت عروۃ الوثقےٰ کے برابر جانتے ہیں۔ اس واسطے معصومی ان سے جھگڑتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم ثانی کو اپنا ولیعہد مطلق بنایا۔ اور ان کے حق میں فرمایا کہ انہیں تمام کمالات الٰہی بطریق اصالت عطا ہوئے ہیں۔ اور حضرت خازن الرحمۃ کو بطریق ضمنیت اصالت اور ضمنیت کا فرق ظاہر ہے دوسرے یہ کہ حضرت خازن الرحمت کے تمام فرزند حضرت قیوم ثانی رضہ کے مرید ہیں۔ مرید کو لازم ہے کہ اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ حضرت خازن الرحمت بھی ہمارے پیر ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آخری پیر پہلے پیر کی نسبت معتبر ہوتا ہے۔ چنانچہ شروع شروع میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کئی جگہ مرید ہوئے۔

لیکن آخری پیر آپ کے شیخ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سو شجرے میں شیخ ابو سعید مخزومیؒ کا اسم مبارک لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پہلے اپنے باپ کے مرید تھے۔ بعد ازاں خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ سو آنحضرت رضؓ کے معتبر پیر خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور یہی سلسلہ اب تک چلا آتا ہے اسی وجہ سے معصومیوں اور سعیدیوں میں نزاع چلی آتی ہے +

جب حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کا مزاج شیخ عبد الاحد سے پھر گیا۔ تو شیخ صاحب بہت گھبرائے۔ صبح شام آنحضرتؓ کی خانقاہ کے گرد روتے پھرتے تھے۔ حضرت مروج الشریعت کو شیخ صاحب سے خصوصیت تھی۔ ایک روز آنحضرت سے عرض کیا۔ کہ شیخ عبد الاحد کے حق میں ایک لڑکے کی بات کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ شیخ صاحب کو کئی مرتبہ تہجد کے وقت آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ اور حد سے زیادہ سفارش کی۔ حتےٰ کہ آنحضرت شیخ صاحب پر پھر مہربان ہوئے۔ آنحضرت اس مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عبد الاحد بہت مقید ہے اور خانقاہ میں ایک حجرہ بھی اس نے اپنے واسطے لیا ہے۔ آنحضرت شیخ صاحب پر حضرت مروج الشریعت کی طفیل سے نہایت مہربان تھے۔ اُن کے حق میں عمدہ خوشخبریاں سُنائیں۔ ایک سال تک آنحضرت شیخ صاحب سے ناراض رہے +

اسی سال ایک دفعہ شیخ ابو القاسمؒ اور شیخ سعد الدینؒ آپس میں جھگڑے حتےٰ کہ دونو کی مدد پر بہت آدمی جمع ہو گئے۔ قریب تھا کہ ہنگامہ برپا ہو۔ لیکن حضرت مروج الشریعت نے جا کر دونو کو ٹھنڈا کیا۔ اور شیخ سعد الدین کی تقصیر آنحضرت سے معاف کرائی +

اسی سال توران کے بادشاہ نے اپنے ایلچی کو معہ تحفہ ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کیا۔ جب وہ ایلچی سرہند میں حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرتؓ نہایت شفقت سے پیش آئے۔ بخارا کا حال پوچھا تو ایلچی کے ہمراہیوں نے نہایت افسوس سے عرض کیا کہ تمام بخارا رافضی ہو گیا ہے۔ آنحضرتؓ نے غمگین ہو کر پوچھا کہ وہ کیونکر۔ عرض کیا بخارا کے بازاروں میں علانیہ پنیر اور خربوزہ جو رافضیوں کی خوراک ہے فروخت ہوتے ہیں۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ اس خوراک سے کوئی رافضی نہیں ہو جاتا +

اسی سال بادشاہ نے آنحضرتؓ سے التماس کی۔ کہ کوئی خلیفہ ارسال فرمائیں۔

تاکہ اُس کی صحبت سے مستفید ہوسکوں۔ آنحضرتؓ نے اپنے بڑے خلفا میں سے حافظ صادق کو بھیجا۔ تھوڑے دنوں بعد شیخ صاحب بھی شاہجہان آباد جانکلے۔ ایک روز شیخ صاحب بادشاہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ کہ حافظ صادق آکر شیخ صاحبؒ کے پاس بیٹھ گئے۔ اس پر شیخ ابوالقاسم سخت ناراض ہوئے۔ کہ میری اجازت بغیر میرے برابر بیٹھ گیا ہے آپ نے یہ گلہ آنحضرت کی خدمت میں لکھا۔ آنحضرتؓ نے حافظ صاحب کو جھڑکا کہ تم نے ابوالقاسم کا ادب کیوں ملحوظ نہ رکھا۔ کیونکہ وہ میرا فرزند ہے اُس کا ستانا میرا ستانا ہے۔ حافظ صاحب نے شیخ صاحب سے بہت بہت معافی مانگی۔ اور کئی ہزار روپیہ نذر کیا۔ شیخ ابوالقاسم حافظ صاحب پر مہربان ہوئے۔ اور آنحضرت کی طرف لکھا کہ اب میں اُس سے راضی ہوں۔ آپ اس پر مہربانی فرمائیں۔ آنحضرتؓ نے شیخ ابوالقاسم کو لکھا۔ کہ تم بھی عجیب قسم کے آدمی ہو۔ کہ پہلے اس کی شکایت لکھی۔ اب اس کی سفارش کرتے ہو۔ پہلے اس کا کام بگڑوا دیا۔ اب بنوانے کے لئے کہتے ہو۔ آیندہ کبھی ایسا نہ کرنا +

ذکر دربیان

سال چہلم از قیومیت حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ بیان کثرت ارشاد و سلطنت حضرت ایشان و رجوع کردن عالم و عالمیان سلاطین تمام جہان و علمائے و مشائخ زمان و دیگر اصاغر و اکابر وضیع و شریف کائنات بجناب قیومیت مآب ایشان عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ۔ و مرید شدن شیخ محمد یوسف سجادہ نشین مخدوم بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی کثرت ارشاد و مشیخیت بیان سے باہر ہے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اصحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد کسی ولی اللہ کو اس قدر ارشاد اور مشیخیت نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ تاریخ مرات العالم و جہان نما میں جو عالمگیر کے حکم سے لکھی گئی ہیں۔ اور جن میں تمام جہان کے انبیاء۔ اولیاء۔ بادشاہ۔ حکما اور شعرا وغیرہ کے حالات ابتدائے خلقت سے لیکر عالمگیر کی ابتدائی دہ سالہ

حکومت تک کے مندرج ہیں۔ لکھا ہے کہ مشیخیت کی مسند پر کوئی ایسا شیخ نہیں بیٹھا۔ جیسا کہ شیخ محمد معصوم رضی اللہ عنہ۔ جہان کے تمام اطراف و جوانب کے بادشاہ۔ علما۔ مشائخ۔ چھوٹے بڑے وضیع و شریف مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک کے آنحضرتؓ کے مرید تھے۔ لاانتہا خاص و عام بندگان خدا صبح شام پروانوں کی طرح آنجناب پر جان فدا کرتے۔ ہندوستان۔ توران۔ ترکستان۔ بدخشان۔ دشت قبچاق۔ کاشغر۔ خطا۔ روم۔ شام اور یمن کے بادشاہ آنجناب کے مرید ہوئے۔ اور اس وقت کے بڑے بڑے شیخ اور علما گروہا گروہ اپنی اپنی مشیخیت ترک کر کے آنجناب کے مرید ہوئے۔ روئے زمین کے مختلف حصوں کے لوگ آنحضرت کو خواب میں دیکھ کر اور انبیاء اور اولیاء سے خوشخبری پاکر حاضر خدمت ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوتے مختلف ملکوں میں آنجنابؓ کے خلفا کی خدمت میں ہزارہا آدمیوں کا مجمع رہتا۔ ہر روز سینکڑوں نئے مرید حاضر خدمت ہوتے۔ اور فنا و بقا اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے آنحضرت کی مجلس کا رعب اور دبدبہ اس قدر تھا کہ مجلس اقدس میں بڑے بڑے بادشاہ آپس میں گفتگو نہ کر سکتے تھے۔ بغیر اجازت بات نہ کرتے۔ اگر بڑا ضروری کام ہوتا۔ تو کاغذ پر لکھ کر آنحضرت کی خدمت میں پیش کرتے۔ عالمگیر بادشاہ پر اگرچہ آنحضرت بدرجہ غایت مہربان تھے لیکن پھر بھی بہ سبب غایت ادب اُس نے آنجناب کے حضور میں کسی سے کبھی گفتگو نہ کی۔ اور بغیر اذن نہ بیٹھا۔ امرا و سلاطین کے آداب بالکل ادا نہ فرمایا کرتے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ کا جاہ و جلال اگر میں لکھوں تو ایک علیحدہ جلد درکار ہے صرف اسی قدر لکھنے پر اکتفا کی گئی ہے۔ سفر حج سے واپس آکر آنحضرت کے ارشاد اور ہجوم خلق کی یہ کیفیت ہوئی۔ کہ امرا اور سلاطین کو جناب کی زیارت بہزار وقت نصیب ہوتی۔ کیونکہ آنجنابؓ کے حضور میں اعلےٰ و ادنےٰ سبھی برابر تھے۔ ہر روز ہزارہا آدمی مختلف ممالک سے جناب کی زیارت کو آتے۔ آپ کی عادت تھی۔ کہ براہ راست کسی کو آپ سے ملاقات نصیب نہ ہوتی۔ بلکہ آپ کے کسی فرزند کے وسیلہ سے زیارت نصیب ہوتی۔ اور وہی لاکر مرید کرواتے۔ اور جو مخدوم زادہ جس کو اس طرح مرید کرواتا۔ وہ اسی کے مریدوں میں شامل ہوتا +

ایک دفع کوئی مہینہ بھر یہ حالت رہی کہ صرف شیخ سیف الدین فرزند خاص ہی

لوگوں کو مرید کرانے کے لئے لاتے۔ دوسرے فرزند بالکل بے کار تھے۔ ایک روز آنحضرت نے پوچھا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ محمد سیف الدین لوگوں کو مرید کرانے کے لئے لاتے ہیں اور باقی فرزند کسی کو نہیں لاتے۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ حضرت شیخ سیف الدین کے مرید شہر کے باہر چاروں طرف بیٹھے رہتے ہیں۔ اور جو لوگ آنحضرت کی زیارت کو آتے ہیں۔ انہیں وہ مرید کہتے ہیں۔ کہ آنجناب کی زیارت بلا وساطت جناب کے فرزندوں کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزند چھ ہیں۔

(۱) حضرت صبغۃ اللہ وہ اکثر سیر میں رہتے ہیں شاذونادر والد بزرگوار کی خدمت میں رہتے ہیں۔ (۲) حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ اکثر مریض رہتے ہیں یہ بھی والد بزرگوار کی خدمت سے مہجور رہتے ہیں (۳) حضرت خواجہ محمد عبداللہ معروف بہ حضرت جیو صاحب خانقاہ اور اہل و عیال کا تمام کارخانہ ان کے متعلق ہے سو اس واسطے آنحضرت ان کی طرف کم توجہ کرتے ہیں (۴) حضرت محمد اشرف یہ بہت عیاش ہیں۔ (۵) حضرت محمد صدیق ابھی خورد سال ہیں (۶) حضرت محمد سیف الدین ہیں +

جو کمال ہے وہ حضرت سیف الدین میں ہے آؤ ہم تمہیں ان کے پاس لے چلیں۔ وہ تمہیں آنحضرت کی خدمت میں پہنچا دینگے۔ جو تمہارا مطلب ہے اللہ تعالےٰ پورا کریگا آنحضرت یہ سُنکر سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا کہ محمد نقشبند کی نسبت جو کہتے ہیں کہ وہ بیمار رہتے ہیں اور اُن میں کمالات الٰہی کم ہیں۔ اور محمد عبداللہ کی نسبت جو کہا ہے کہ ان سے اس واسطے توجہ کم کرتے ہیں کہ خانقاہ کا کاروبار اُن کے متعلق ہے۔ بخدا! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات ان دونو بھائیوں میں ہیں اس بھید کے کھلنے پر حضرت شیخ سیف الدین چند روز محجوب رہے۔ آنحضرت کی خدمت میں اس قدر مرید آئے۔ کہ اتنا بڑا شہر ہونے کے باوجود شہر کے باہر خیموں میں رہنے لگے۔ خصوصاً اس سال تمام روئے زمین پر کے خلفا معہ اپنے مریدوں کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ اور امیر اپنی اپنی سلطنت اور امیری چھوڑ کر جناب کی زیارت کو آئے۔ چنانچہ خانانِ توران و ترکستان۔ والیانِ دشت قبچاق و بدخشان فرمانروایان خطا و خراسان۔ تخت نشینان کاشغر و طبرستان۔ حاکمان۔ قہستان و گرجستان سب کے سب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار کے واسطے شہر سرہند میں حاضر

ہوئے۔ شہر کے گرداگرد ایک ایک میل تک لشکر پڑا تھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا مجمع نہیں ہؤا۔ اور بعد میں بھی ایسا کبھی نہیں ہؤا۔ نماز کے وقت اس قدر ہجوم ہوتا کہ ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرتے۔ بلکہ کھڑا ہونے کو بھی کافی جگہ نہ ملتی۔ ہندوستان کا وزیر اعظم جعفر خان آنجناب کی زیارت کے لئے آیا۔ بہ سبب ادب اپنے آدمی چھوڑ آیا تھا۔ کثرت ہجوم کے باعث زیارت نہ کرسکا۔ دوسرے دن آیا تو بھی زیارت نصیب نہ ہوئی۔ تیسرے دن آیا تو بھی یہی حالت دیکھی۔ چوتھے روز زیارت نصیب ہوئی۔ لیکن بیٹھنے کے لئے جگہ نہ ملی۔ اسی طرح کھڑا رہا۔ کیونکہ آنحضرت رضی اللہ عنہ امرا وغیرہ کی چنداں پرواہ نہ کیا کرتے تھے۔

چنانچہ ناصر علی شاعر کہتا ہے ؎

چراغ ہفت محفل خواجہ معصوم ۔ منور از فروغش ہند تا روم
رود جائے کہ جا آنجا نہ گنجد ۔ نظر بیکار ماند پا نہ گنجد
ردائے ماہتابی شرع بر دوش ۔ چو صبح از پاکیٔ باطن قطب پوش
دو عالم کرد خود را فرش راہش ۔ کہ شاید زیر پا افتد نگاہش
فقیران درش شاہاں درویش ۔ شکوہ مملکت را راندہ از پیش
گدائیش خندہ بر ظل ہما زد ۔ ہمہ روئے زمیں بر پشت پا زد
بہ بالا گر شود زیں نہ دوایر ۔ کز دو پایان بال نسر طایر
بدایت کار اہل دین اکانرا ۔ بود کار نہایت دیگرانرا
سر بر معرفت را پادشاہی ۔ بفرق از فرق درویشے کلاہی
حیات صدق را صدیقؓ ثانی ۔ ز نخل باغ فاروقؓ ارمغانی
ز علم و حلم فضل نسیل عثمانؓ ۔ خمیرش کاشف اسرار قرآں
ز روئے جود و احسان و کرامت ۔ قبائے حیدریؓ بر قد و قامت
ستون بارگاہ شرع اسلام ۔ بہ افعال پیغمبرؐ گام برگام
زہے عزت کہ رب العزتش داد ۔ کہ بر سر تاج قیومیش بنہاد
جہاں قائم باو و با خداوند ۔ ز خود بگسستہ با حق کردہ پیوند
گرم شد منصب قیومی او را ۔ علم شد نام در معصومی او را

جہاں روشن زرائے انور او — سر خورشید بکخشت در راو
چرا گردش فلک را گشت پیشہ — کہ بر گردِ سرش گردد ہمیشہ
فروتر طفلکان آں گذرگاہ — قدم بر مسلکِ پیرانِ آگاہ
چہ گویم مدحت پیرانِ آں در — کہ آمد طفلِ آں در پیر رہبر
بزرگئے بزرگانش ازیں داں — کہ باخود آں بزرگی داد یزداں
علی اے بی ادب زیں حرف بس کن — دعا را با اجابت ہم نفس کن
جہاں در سایہ احسانِ او باد — فلک قائم بہ فرزندانِ او باد
بزرگ و خورد ایں پاکیزہ رویان — بخلوتگاہ عصمت پارسایان
زصاحبزادہ ہائے پاک گوہر — چہ گویم چوں ہر وصف اندر تر
فلک را گرچہ در عصمت رسائی ست — ازیشاں کردہ کسب پارسائی ست

خواجہ محمد پارسا کے فرزند شاہ محمد رسا اپنے والد بزرگوار کی نسبت فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز کسی شخص نے آپ کی خدمت میں کاغذ پیش کیا۔ جس میں اُس نے لڑکی کی شادی کا تمام ساز و سامان درج کیا تھا۔ آنحضرتؒ نے فرمایا کہ کل جو کچھ آئے وہ سب اسی کو دینا۔ عصر کے وقت وہ سائل پھر آیا۔ آنحضرتؒ نے پوچھا تمام چیزیں مل گئیں ہیں۔ یا کچھ باقی ہے۔ عرض کیا اور تو سب کچھ مل گیا ہے۔ مہندی نہیں آئی فرمایا دیکھ بھال کرو۔ ضرور آئی ہو گی۔ آخر معلوم ہوا۔ کہ مہندی بھی نیاز میں آئی تھی۔ لیکن تحویلدار اس کا دینا بھول گیا۔ وہ بھی سائل کو دی گئی۔ سائل کا بیان ہے کہ ان اشیا سے میں نے پر تکلف شادی کی۔ اور اتنی باقی بچیں کہ انہیں فروخت کر کے اس قدر روپیہ حاصل کیا کہ میری ساری عمر کے لئے کافی تھا۔ اس سے آنحضرت کے ارشاد کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہر روز بطور نیاز اس قدر چیزیں آنجناب کی خدمت میں لائی جاتی تھیں۔ نقدی اس کے علاوہ تھی ؞

میرے (مؤلفؒ) دادا جانؒ کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ ہم چار آدمیوں نے ٹھانی کہ آج جس قدر نیاز آئے۔ اس کا اندازہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ہم نے صرف نقدی کا اندازہ اس طرح کیا کہ ہر نیاز کے بدلے ایک ایک کنکر رکھتے گئے۔ صبح سے عصر تک اس قدر کنکروں کا ڈھیر لگ گیا جن کا شمار کرنا مشکل تھا۔ ورنہ معلوم تھا

کہ ہر نیاز میں سو روپیہ تھا یا ہزار - اکثر نیازیں سینکڑوں روپیہ کی تھیں - ہر صبح و شام پانچ ہزار آدمی آنحضرت کی خانقاہ سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور کھانا بھی نفیس ہوا کرتا - چنانچہ ہر ایک کو پیٹ بھر گیہوں کی روٹی - بکرے اور مرغ کا گوشت ملتا - بڑے بڑے خلفاء کیلئے دو ہزار خوان تیار ہوتے - جن میں طرح طرح کے کھانے حلوے اور میوے وغیرہ ہوتے +

کہتے ہیں کہ خلفا اور فرزندوں کی وساطت کے بغیر براہ راست نو لاکھ آدمی آنحضرت کے مرید ہوئے - آنحضرت کے خلفا کی تعداد سات ہزار ہے جو سب کے سب صاحب کمالات ہیں۔ اور جن میں سے ہر ایک کا ارشاد آنجناب کی طرح روشن تھا۔ اور جن کا سلسلہ آج تک موجود ہے +

اسی سال مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین شیخ محمد یوسفؒ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے - آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا - کہ اپنے جد بزرگوار کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں - کہ محمد یوسف ! تم قیوم وقت خواجہ محمد معصومؓ کی خدمت میں جاؤ - وہاں تمہیں بہت سی نعمت ملیگی - ہمارے حق میں بھی اُن سے دعا کے لئے التماس کرنا - آپ دوسرے روز اپنی مشیخیت کو ترک کر کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے آپ پر بدرجہ کمال مہربانی کی +

ذکر و بیان

سال چہل و یکم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ - بشارت دادن آنحضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ را منصب قیومیت و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند:-

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے دوسرے فرزند حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو منصب قیومیت عنایت فرمایا - حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ اپنے جد بزرگوار قیوم ثالث کی بابت فرماتے ہیں - ہمیں (قیوم ثالثؓ) نے جب بعض علوم و معارف و اسرار حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کئے - تو فرمایا کہ یہ علوم و معارف جو تم بیان کرتے ہو - وہ مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں - حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے خلوت میں فرمائے تھے - بعد ازاں دوسرے دن مجھے خلوت میں بلا کر

منصب قیومیت کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا کہ جو تاج مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عنایت فرمایا تھا۔ اب وہی تاج تمہیں عنایت ہوا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ وہ تاج طینت اصالت قیومیت اور محبوبیت ذاتی پر مشتمل تھا۔ فرمایا بعینہٖ وہی تاج ہے۔ جو مجھے عنایت ہوا تھا۔ اب وہی تمہیں دیا گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے بھائی میری قیومیت کے قائل نہ ہونگے۔ تو میں حضرت قیوم ثانی سے عرض کرتا کہ یہ خوشخبری بھائیوں کے روبرو مجھے عنایت فرمائے +

اسی سال ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس مضمون کی ایک عرضی لکھی کہ حضرت سلامت! آج کل مجھے عجیب و غریب الہامات اور خطابات سے سرفراز فرمایا جاتا ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے 'انت من اولیائی'۔ تو میرے اولیا سے ہے۔ کبھی 'انت من عبادی الصالحین'۔ تو میرا صالح بندہ ہے۔ کبھی 'انت لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون'۔ تو اُن لوگوں سے ہے جنہیں کوئی ڈر نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ اور کبھی یہ کہ جو قرب تجھے حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں۔ کل میں بالاخانہ پر بیٹھا تھا۔ ایک طرح کی غنودگی ہوئی کہ کعبہ مقصود پر نظر جا پڑی۔ دیکھا کہ میں جناب مقدس میں بلاواسطہ غیرے پہنچ گیا ہوں۔ اسی اثنا میں با خیر و برکت نزول ہوا معلوم ہوا کہ اجابت دعا کا وقت ہے۔ پہلے میں نے آنجناب کے لیئے دعا مانگی۔ تو آنجناب کی صورت مبارک ظاہر ہوئی۔ اپنے آپ کو اور آنجناب کو ایک پایا۔ الہام ہوا کہ آج تجھے باپ سے ملا کر ایک کر دیا ہے۔ کل سے آج تک برابر توجہ کرتا ہوں لیکن اس واقعہ کو خلاف نہیں پاتا امیدوار ہوں کہ آنجناب اس معاملہ کی تصدیق فرمائینگے۔ آنحضرت ؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ کیا لکھوں کہ مجھے اس واقعہ شریفہ کے مطالعہ سے جس میں الہامات عجیبہ اور خطابات غریبہ مندرج تھے۔ کیا کچھ خوشی ہوئی۔ کام نے یہاں تک ترقی کی۔ کہ معاملات میں شراکت پیدا ہو گئی۔ ہمارے روبرو یہ الہام ہوا ہے۔ پھر ہماری تصدیق کی کیا ضرورت ہے باوجود اس کے میں تصدیق اور تصدیق کرتا ہوں۔ یہ مکتوب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد کے اخیر میں ہے +

حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے فرزند محمد نقشبند ؒ کو

آتے دیکھتا ہوں۔ تو اُس کی تعظیم کو دل چاہتا ہے۔ لیکن باپ کو بیٹے کی تعظیم کرنا ہندوستان میں معیوب خیال کیا جاتا ہے۔ اس واسطے نہیں کرتا۔ محمد نقشبند وہ شخص ہے جس کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ محمد معصوم! اس سال میرے وصال کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا جو کمالات الٰہی میں میری طرح ہوگا +

اسی سال شیخ ابو القاسم کی شادی حضرت حجۃ اللہ کی بیٹی سے ہوئی۔ اور میرے بھائی شیخ اسمٰعیل کی شادی حضرت مروج الشریعت کی لڑکی سے ہوئی۔ کہتے ہیں شیخ اسمٰعیل کی شادی کے دنوں میں ہر روز شام کے وقت بارش ہوتی تھی۔ جب برات کا دن آیا تو صبح کے وقت لوگوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آج کل شام کے وقت ہر روز بارش ہوتی ہے۔ اگر آج شام بھی بارش ہوئی۔ تو برات کا لطف نہیں آئیگا آنحضرت رضؓ نے لوگوں کی التماس کے موجب دعا کے لیئے ہاتھ اُٹھائے۔ ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ ایک کالی گھٹا اُٹھی۔ اور اس قدر برسی جتنی ہر روز شام کو برسا کرتی تھی۔ بعد ازاں مطلع صاف ہو گیا۔ اور شام تک تمام گلی کوچے خشک ہو گئے۔ اور برات وغیرہ بفراغ خاطر روانہ ہوئی۔ اور شب نکاح بھی بخیریت گذری +

اسی سال شیخ آدم بھکری رحمۃ اللہ علیہ بہت آدمیوں سمیت آکر مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی پھیل گئی ہے۔ ایک شخص لوگوں کو تاریکی سے نکال راہ روشن پر لاتا ہے۔ آپ نے کسی سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ اُس نے کہا یہ حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضؓ ہیں دوسرے دن آپ نے یہ خواب لوگوں کو سُنایا۔ اور کہا میں چاہتا ہوں کہ اس بزرگ کی خدمت میں جاؤں۔ بہت سے لوگ آپ کے ساتھ ہو لیئے۔ سب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے +

اسی سال عالمگیر بادشاہ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حکم سے متھرا کا بت خانہ جو کفار کا سب سے بڑا تیرتھ ہے گرایا۔ اُس کے گراتے وقت بے شمار کفار نے مقابلہ کیا۔ لیکن بادشاہ نے سب کے قتل کا حکم دیا۔ اس واسطے کفار نے بھی تلوار اُٹھائی۔ چنانچہ بارہ ہزار بڑے بڑے برہمن غازیوں کی تلوار کے گھاٹ جہنم میں داخل ہوئے۔ جب کفار کو شکست ہوئی تو اہل اسلام نے مندر کو مسمار کرنا چاہا اتنے میں ایک شخص نے پانچ سیر اکسیر

کی ڈبیا بادشاہ کے پیش کی کہ یہ لے لو اور بتخانہ کو مت گراؤ۔ بادشاہ نے وہ ڈبیا برہمن سے لیکر دریا میں پھینک دی۔ اور بت خانہ کو گرا کر عالیشان مسجد بنوائی۔ اور اُس کا نام متھرا اسلام آباد رکھا۔ ایک برہمن تخلص کافر شاعر نے اس مسجد اور بتخانہ کے بارے میں حسب ذیل شعر کہا ؎

بہ بیں کرامتِ بتخانۂ مرا اے شیخ کہ چوں خراب شود خانۂ خدا گردد

روحی تخلص ایک مسلمان شاعر نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل شعر کہا ؎

بہ بیں کرامتِ شیخ مرا کہ بتخانہ بیمنِ پیر منش خانۂ خدا گردد

ذکر و بیان

سال چہل و دوم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ بشارت دادن آنجناب حضرت خواجہ محمد عبداللہ مروج الشریعت را بہ طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم والقا جنت نمودن و بشارت دادن حضرت ایشان بنیرہ ہائے کبار خود را:۔

اِس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے تیسرے فرزند حضرت خواجہ محمد عبداللہ مروج الشریعت کو طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خوشخبری دی چنانچہ جناب مروج الشریعت اپنے بیاض میں لکھتے ہیں کہ ظہر کی نماز کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو جو حق تعالےٰ نے تمام اولیائے امت پر فضیلت دی ہے اس کا سبب بھی محمدی طینت و اصالت ہے۔ کہ آنجناب کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طینت کے بقیہ خمیر سے بنا۔ اسی واسطے حضرت قیوم ثانی کو مقام اصالت نصیب ہوا۔ اور تمام اولیائے امت پر فضیلت عنایت ہوئی۔ مجھے بھی طینت و اصالت سے مشرف کیا گیا۔ اب اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ کمالات تمہیں عنایت فرمائے ہیں یعنی طینت و اصالت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عطا فرمائی ہے تمہارے بدن کے بعض اعضا طینت محمدی ص کے بنے ہوئے ہیں۔ اِس نعمت کا شکر بجا لاؤ۔

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے معزز پوتوں کو جن میں سے ہر ایک اپنے زمانے کا بڑا صالح اور متقی تھا۔ القائے نسبت کے لئے بلایا۔ سب سے پہلے حضرت حجت اللہ کے فرزند ابو العلی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے نسبت خاص کا القا کر کے فرمایا۔ کہ جن کمالات کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ممتاز تھے۔ وہ تمہیں مل گئے ہیں۔ بعد ازاں دوسرے پوتے حاضر خدمت ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے سب پر مہربانی کر کے توجہ دی۔ دوسرے روز آنحضرت قصر سلطانی میں تشریف فرما تھے۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا فرماتے ہیں۔ کہ ہم تینوں بھائی شیخ محمد ہادی شیخ محمد صالح اور میں اور ہمارے چچوں کے بیٹے حضرت ابو العلی شیخ محمد ابو القاسم۔ شیخ محمد اسمٰعیل۔ شیخ محمد اعظم شعیب۔ شیخ محمد قطب بن شیخ سعد الدین۔ اور علی رضا بن مولوی فرخ شاہ وغیرہ سب حاضر تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ہم سب کو توجہ دی۔ اور ہر ایک کو نسبت خاص القا فرمائی۔ توجہ سے فارغ ہو کر سب کو کمال قرب حق کی خوشخبری دی۔ حضرت ابو العلی کے حق میں فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی کی نسبت اور کمالات مخصوصہ اس فرزند میں معلوم ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ کسی وقت اُن کا ظہور ہوگا۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ یعنی اس نسبت اور کمال کا ظہور حضرت ابو العلی کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ میں ہوا۔ جن کے ارشاد سے تمام جہان مغرب سے مشرق تک منور ہو گیا۔ حضرت شیخ محمد ہادی کو فرمایا کہ یہ ہمارے کمالات کا وارث کامل ہوگا محمد قطب کی ٹھوڑی کو پکڑ کر تین مرتبہ قطب قطب قطب فرمایا۔ مجھے کچھ فرمایا جس کو میں بیان نہیں کرتا۔ علی رضا کے حق میں فرمایا۔ کہ اس میں شورش عظیم معلوم ہوتی ہے مولوی صاحب کو فرمایا کہ بیٹے کی خبر رکھنا یہ بلائے عظیم میں گرفتار ہوگا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد علی رضا بلائے عظیم میں گرفتار ہوا۔ چنانچہ بدعتوں اور گمراہیوں میں پڑ کر گمراہ ہو گیا۔ اور تمام حضرات سرہند اس سے بیزار ہو گئے۔ باپ نے اس کو عاق کر دیا۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔

اسی سال خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ علیہ (آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پہلے خلیفہ) نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی بھیجی۔ جسے پڑھتے ہی آنحضرت سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ خواجہ محمد حنیف کو کہدو کہ جو کچھ ہم سے حاصل کیا ہے۔ وہ دے

اور اپنا کام کسی اور جگہ سے درست کرالے۔ حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت سے پوچھا کہ اس عرضی میں کیا لکھا ہے۔ جس کی وجہ سے جناب اس قدر خفا ہوئے ہیں۔ اس عرضی میں لکھا تھا کہ میں آج رات حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے اسرار کی طرف متوجہ ہوا۔ تو معلوم ہو گئے بعد ازاں خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ العزیز کے اسرار کی طرف متوجہ ہو۔ تو وہ بھی ظاہر ہوئے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اسرار کی طرف توجہ کی تو دیکھا کہ آنحضرت کے اسرار بدرجہا افضل و اعلےٰ ہیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاں حضرت مجدد الف ثانی کا اسم مبارک ہو۔ وہاں دوسرے کی کیا گنجائش ہے اس سبب سے ناراض ہوئے۔ جب خواجہ محمد حنیف کو آنحضرت رض کے عتاب کی خبر ملی۔ تو گھبرایا۔ اپنا منہ کالا کر کے سرہند آیا حضرت مروج الشریعت نے سفارش کی۔ آخر آنحضرت نے خواجہ صاحب کا قصور معاف فرمایا ؛

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند شیخ محمد صدیق ہانسی حصار میں جہاں جمال ہانسوی کی اولاد رہتی ہے اور جو ہند میں چار قطب سے مشہور ہے منسوب ہوئے۔ آنحضرت رض نے حضرت مروج الشریعت کو حضرت محمد صدیق کے ہمراہ شادی کے واسطے بھیجا۔ رخصت کے وقت آنحضرت رض نے حضرت محمد صدیق کو فرمایا کہ میں حضرت جیو صاحب محمد عبد اللہ کو تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں۔ خبردار ان سے برادرانہ سلوک کرنا کیونکہ وہ بجائے باپ ہیں۔ جو ادب میرا بجا لاتے ہو وہی ان کا بجا لانا چاہیے۔ حضرت مروج الشریعت حضرت محمد صدیق کو ساتھ لے کر ہانسی پہنچے۔ اور بڑی دھوم دھام سے شادی کی ؛

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ اسی سال ایک دفعہ حضرت امام معصوم رض عشا کی نماز کے بعد خانقاہ کے گوشہ میں تنہا نفل ادا کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک برقعہ پوش آکر مقتدی بنا۔ نماز سے فارغ ہو کر اس برقعہ پوش نے جانا چاہا۔ تو آنحضرت رض نے برقعہ پوش کا پتہ پوچھا۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں آنحضرت رض آداب بجا لائے حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مجھے مقتدی بننے کا بڑا شوق تھا۔ لیکن آپ کو اکیلا نہیں پاتا تھا۔ آج تنہائی میں پاکر مقتدی بنا ہوں۔

ذٰلک فضل اللہ ؛

ذکر دربیان

سال چہل وسوم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ تشریف فرمودن آنحضرت از سرہند بہ شاہجہان آباد و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند:۔

اِس سال شاہجہان بادشاہ فوت ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ اسکی لڑکی جہاں آرا بیگم جو باپ کی خدمت میں رہتی تھی۔ اور دارا شکوہ دونو بھن بھائی اورنگ زیب کے جانی دشمن تھے اور آپس میں ان کی بڑی محبت تھی۔ چنانچہ دارا شکوہ کو ولیعہدی اُس کی طفیل نصیب ہوئی۔ جب اورنگ زیب تخت نشین ہوا۔ تو جہان آرا نے شاہجہان کے پاس رہنا شروع کیا۔ جب شاہجہان کی موت کا وقت قریب آگیا۔ تو جہاں آرا نے اُسے کہا کہ اَب میں تیرے بعد کیا کرونگی۔ باپ نے کہا اب میرے اختیار میں کچھ نہیں جہاں آرا نے کہا۔ میری سفارش سے اورنگ زیب کا قصور معاف کر دو۔ تاکہ میرا احسان اس پر ثابت ہو جائے۔ شاہجہان نے عین جان کنی کے وقت کاغذ قلم دوات منگا اپنے ہاتھ سے لکھا کہ مَیں نے جہاں آرا بیگم کے کہنے سے اورنگ زیب کی تمام تقصیرات معاف کیں۔ اور یہ کہا کہ اب میں اُس سے راضی ہوں۔ بعد ازاں مر گیا۔ جب اورنگ زیب کو باپ کے مرنے کی خبر پہنچی۔ تو ماتم پرسی کے لئے شاہجہان آباد سے اکبر آباد گیا جہاں آرا بیگم نے وہ کاغذ اورنگ زیب کو دیا۔ جس سے اورنگ زیب اس کا ممنون و احسانمند ہوا۔ اور اُسے اپنے ساتھ شاہجہان آباد لا کر بڑی عزت سے رکھا۔

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو شاہجہان کے فوت ہونے کی اطلاع ملی۔ تو اُس کی بخشش کے لئے فاتحہ پڑھا۔ اور فرمایا کہ مجھ پر کشف ہوا۔ دیکھا کہ روز قیامت شاہجہان دارا شکوہ کے افعال شنیعہ کی حمایت کی وجہ سے طرح طرح کے عذاب میں گرفتار رہے۔ مَیں نے اُسے چھڑا کر دار الامان میں پہنچا دیا۔ شاہجہان کہتا ہے کہ میری دستار میں چار لعل تھے۔ جن میں سے تین گر کر ٹوٹ گئے۔ صرف ایک رہ گیا اُسے آنحضرت کے قدموں پر رکھ دیا۔ اُن چار لعل سے مراد اُس کے چار لڑکے ہیں۔ جن میں سے تین قتل ہوئے۔ اور اورنگ زیب سلامت رہا۔

اسی اثنا میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ آکر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ بادشاہی آدمیوں نے چالیس مختلف مقامات پر مجھ سے محصول لیا ہے اور ہندؤں سے جزیہ لینے میں وہ تغافل کرتے ہیں۔ بلکہ بادشاہ کا پسخوردہ جو امرا کو دیا جاتا ہے وہ مسلمانوں کے مال سے لیا جاتا ہے۔ اس کے عوض نقد روپیہ دیتے ہیں۔ آنحضرت یہ سُنکر نہایت خفا ہوئے۔ آخر جب آنحضرت شاہجہان کی ماتم پرسی اور بادشاہ کو چند نصیحتیں کرنے کے لئے سرہند سے شاہجہان آباد روانہ ہوئے۔ تو بادشاہ نے مطلع ہوکر اپنے ارکانِ سلطنت کو استقبال کے واسطے بھیجا۔ کہ ہر ایک منزل پر سامان مہیا کریں +

کہتے ہیں کہ آنحضرت چالیسویں سال قیومیت میں جس قدر خلفا اور مرید آئے تھے۔ سب کو لے کر شاہجہان آباد روانہ ہوئے۔ ہر منزل پر امرا اور شاہی فوجیں استقبال کو آئیں۔ گویا شہر کے شہر آنحضرتؒ کے ہمراہ تھے۔ کئی کوس تک جنگل آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ جب شاہجہان آباد سے بیس کوس کے فاصلہ پر موضع سنپت میں پہنچے۔ تو بادشاہ خود بھی استقبال کیلئے حاضر خدمت ہوا۔ روایت ہے کہ سنپت سے قلعہ تک بیس کوس کے اندر تمام آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ پانچہزار سات سو خلفا صاحب ارشاد ہمراہ تھے۔ اسی سے دوسرے مریدوں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ آنحضرت شاہجہان آباد میں خانجہان بہادر کے محل میں جو ایک نہایت وسیع عالیشان خوبصورت اور عدیم المثال عمارت ہے اُترے۔ اور خلفا اور مرید مختلف مسجدوں اور مدرسوں میں جاگزین ہوئے تمام مسجدیں اور مدرسے آنجناب کے مریدوں سے پُر ہو گئے۔ آنجناب دوسرے روز شاہجہان کے فاتحہ کے لئے بادشاہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ تعزیت کی رسومات ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ بادشاہی آدمی سوداگروں سے محصول زیادہ لیتے ہیں اسے روکنا چاہئے۔ بادشاہ نے اسی وقت حکم دیا۔ کہ جب سوداگر سے ایک جگہ محصول لیا جاوے دوسری جگہ نہیں لینا چاہئے پھر فرمایا کہ تم میں نہ اسلامی محبّت ہے نہ شاہی کہ کفار تمہارے کھانے کو مکروہ سمجھ کر نہیں لیتے۔ تم اس کے عوض روپیہ دیتے ہو۔ عرض کیا دارا شکوہ ایسا کیا کرتا تھا۔ میں نہیں کرتا۔ پھر فرمایا جزیہ لینے میں عمال کیوں تغافل کرتے ہیں۔ تعجّب ہے کہ جو چیز واجب ہے اس کے لینے میں سُستی کرتے

ہیں۔ اور جو منع ہے وہ لیتے ہیں۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ میں نے جزیہ لینے کے بارے میں سخت تاکید کی ہے۔ میں نہیں جانتا کیوں اُس کے لینے میں سستی کرتے ہیں۔ اور جو چیز منع ہے وہ لیتے ہیں۔ اُسی وقت حکم کیا کہ جزیہ بڑی سختی سے وصول کیا جائے +

جن دنوں آنحضرتؓ شاہجہان آباد میں تھے۔ ایک امیر کا بیٹا بیمار تھا۔ اس امیر کا ایک نوکر اُس بچے کو اٹھا ہر روز آنحضرت کی خدمت میں دعائے شفا کے لیئے لاتا ایک روز رستے میں وہ بچہ مرگیا۔ وہ نوکر امیر کے ڈر کے مارے لڑکے کو آنحضرت کی خدمت میں لایا۔ آنحضرتؓ نے ابھی چند ایک آیتیں پڑھ کر دم کی تھیں۔ کہ بچہ زندہ ہوگیا۔ وہ شخص اُسے لیکر خوشی خوشی گھر گیا۔ اور امیر سے سارا حال بیان کیا +

اِن دنوں آنحضرتؓ کے پاس خلقت کا اِس قدر ہجوم تھا۔ کہ شاہزادہ اعظم شاہ باریاب نہ ہوسکا۔ کیونکہ وہ ازراہ ادب اپنے نوکر چاکر چھوڑ کر آتا۔ جب پہلے دن آدمیوں کی کثرت دیکھی تو واپس چلا گیا۔ دوسرے روز بڑی تکلیف سے آدمیوں میں گھسا اور جاکر شرف زیارت حاصل کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ شاہجہان آباد میں گیارہ روز رہکر سرہند واپس تشریف لے آئے۔ ان گیارہ دنوں میں تین دفعہ سوار ہوئے۔ ایک دفعہ بادشاہ کے ہاں جاتی مرتبہ۔ اور دو دفعہ جمعہ کی نماز کے لیئے۔ تیرہویں بادشاہ آنحضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہوا رخصت کے وقت بارہ کوس تک آنحضرتؓ کے ساتھ گیا۔ آنجناب نے بادشاہ کو فرمایا کہ یہ ہماری آخری رخصت ہے۔ پھر قیامت کو ملاقات ہوگی۔ بعدازاں کچھ وصیتیں فرمائیں۔ بادشاہ یہ خبر سُن کر بہت غمگین ہوا +

اسی سال خواجہ محمد حنیف کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں دوبارہ حاضر خدمت ہونے کی پہنچی۔ آنحضرتؓ نے اُس کے جواب میں لکھا۔ کہ لوگ حاضر خدمت اس واسطے ہوتے ہیں کہ مقامات قرب الٰہی حاصل کریں۔ سو تمہیں عنایت کیئے گئے ہیں +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دوسرے خلیفہ خواجہ محمد صدیق نے بھی ایک عرضی آنجناب کی خدمت میں لکھی۔ اور مقامات اصالت کی خواہش ظاہر کی۔ آنحضرت نے جواب میں لکھا۔ کہ تم نے کس اصالت کی بابت سوال کیا ہے آیا وہ اصالت چاہتے ہو جس کے حاصل کرنے میں خواجہ نقشبندؒ نے اپنی عمر صرف کر دی اور جس کے لیئے مولانا عارفؓ نے کئی دفعہ سفر حج کیا۔ تاکہ اصل کی بُو ہی حاصل کر سکے۔ سو وہ اصالت مدت سے خود تمہیں

حاصل ہے۔ اگر اس اصالت سے مراد طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے۔ تو یہ خیال خام ہے۔ یہ اصالت تمام امت میں صرف دو تین شخصوں کو میسر ہوئی ہے۔ مہدی موعود کو اصالت عیسوی علیہ السّلام نصیب ہوگی +

ذکر در بیان

سال چہل وچہارم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقٰے امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ توجہ دادن آنجناب حضرت خواجہ محمد اشرف وحوالہ کردن وتقسیم نمودن تمام مریدان وخلفاء خود را بفرزندان بزرگوار وفرستادن آنحضرت خلفاء را باطراف واکناف عالم :۔

اِس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے چوتھے فرزند خواجہ محمد اشرف پر توجہ قسری کی۔ توجہ قسری کا یہ مطلب ہے کہ ایک توجہ میں شیخ کامل سالک کو ابتدا سے لیکر انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ حضرت خواجہ محمد اشرف اپنے بیاض میں خود اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ محل میں بیٹھے تھے مجھے فرمایا کہ اب میری زندگی کا صرف ایک سال اور ہے۔ آؤ میں تم پر ایسی توجہ کروں کہ اب تک کسی نے اپنے مرید پر نہ کی ہو۔ اور نہ آیندہ کوئی کرے۔ پھر مجھے القائے نسبت کیا۔ اور کامل توجہ دیکر فرمایا۔ کہ ہم نے تمہیں کمالات الٰہی کے انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ جس کے آگے وہم خیال میں نہیں آسکتا۔ آنحضرت رضؓ نے ولایت صغرٰے۔ کبرٰے۔ علیا۔ اور کمالات نبوّت وکمالات رسالت۔ حقیقت کعبہ۔ حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ۔ اور صباحت وملاحت وغیرہ سب کچھ ایک ہی وقت میں مجھے حاصل کروا دئے۔ چنانچہ ان تمام مقامات کا احساس مَیں اپنے آپ میں کرنے لگا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ +

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدوں اور خلفا کو حسب ذیل طور پر اپنے فرزندوں کے سپرد کیا۔ حضرت محمد صبغۃ اللہؒ کو کابل اور اس کے گرد نواح کے تمام پٹھان اور مغل مرید دئے۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجت اللہؒ کے سپرد بدخشان۔ ترکستان۔ دشت قپچاق۔ کاشغر۔ خطا۔ روم۔ شام۔ یمن کے تمام مرید اور ہند کے بعض آدمی سپرد کئے۔ حسب ذیل خلفا بھی ان کے سپرد ہوئے۔ خواجہ محمد حنیف کابلی۔ خواجہ محمد صدیق پشاوری

خواجہ عبدالصمد۔ اخون موسےٰ ننگرہاروی۔ شیخ مراد شامی۔ خواجہ ارغون خطائی وغیرہ شاہزادہ اورنگ زیب بھی آنجناب کے سپرد ہؤا۔ جب حضرت حجت اللہؓ کابل گئے تو کابل کے تمام آدمیوں نے آپ سے رجوع کیا۔ حضرت خواجہ محمد عبیداللہ مروج الشریعت کو خراسان ماوراء النہر۔ توران۔ دارگنج۔ غورسد۔ اندراب۔ قہستان۔ طبرستان اور سجستان کے علاقے سپرد کئے۔ اور حسب ذیل خلفا آپ کے ماتحت کئے۔ شیخ ابوالمظفر برہان پوری شیخ حبیب اللہ بخاری۔ صوفی پائندہ طلا۔ شیخ ابوالقاسم بلخی وغیرہ۔ اور ہند کے اکثر امرا۔ اور شاہزادہ معظم شاہ بھی آپکے سپرد ہؤا۔ آخر انہوں نے بھی حضرت حجت اللہؓ سے رجوع کیا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد مروج الشریعت اور حضرت خواجہ محمد اشرف اور دکن اور پنجاب کے اکثر مرید اور خلفا کو حوالہ کیا۔ حضرت شیخ محمد سیف الدین کے سلطان اورنگ زیب۔ اعظم شاہ جعفر خاں وزیر شائستہ خان۔ مکرم خاں۔ محتشم خاں۔ سلطان عبدالرحمن سپرد کئے۔ اور حسب ذیل خلفاء حوالے کئے۔ اخون میر محمد محسن سیالکوٹی۔ صوفی پائندہ ملاس۔ شیخ ابوالقاسم بھکری وغیرہ۔ سلطان ہند نے آخر حجت اللہ سے رجوع کیا۔ حضرت محمد صدیق کو عرب بحرین اور مشرقی ہند کے اکثر شہر سپرد کئے ✣

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام خلفا کو جہان کے مختلف حصوں میں بھیجا۔ چالیسویں سال قیومیت میں دنیا کے مختلف حصوں سے جو مرید خلفا حاضر خدمت ہوئے تھے سب کے سب موجود تھے تمام کو رخصت کیا۔ ایک ہزار سات سو خلفاء ترکستان اور دشت قبچاق میں بھیجے۔ ان کا سردار خواجہ محمد امین اور خواجہ عبدالرحمن کو بنایا۔ پانچسو خلیفے کاشغر اور خطا کی طرف بھیجے۔ اُن کا سردار خواجہ ارغون کو مقرر فرمایا۔ چارسو خلفا شام اور روم کی طرف بھیجکر اُن کا سردار شیخ مراد کو بنایا۔ سات سو خلفا خراسان۔ بدخشان۔ اور توران میں شیخ حبیب اللہ کے ماتحت کرکے بھیجے۔ ایک سو خلفا کابل میں اور ایک سو خلفا نواح پشاور میں بھیجے۔ بیس خلفا ننگرہار میں اُن سب کا سردار خواجہ محمد حنیف۔ خواجہ محمد صدیق۔ اور اخون موسےٰ کو مقرر فرمایا۔ باقی خلفا کو ہندستان کے مختلف شہروں میں بھیجا۔ اس سال حضرت مروج الشریعت کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کی شادی حضرت محمد اشرف کی بیٹی سے ہوئی ✣

—✣—

ذکر دربیان

سال چہل و پنجم از قیومیت حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ فرستادن آنحضرت شیخ صبغۃ اللہ بہ کابل حضرت شیخ محمد سیف الدین را بہ لشکر ہند و قضایا کہ در آنجا شیخ را رو دادہ اند:-

اِس سال خواجہ محمد حنیف نے اس دارفانی سے کوچ کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کو اُن کی وفات کا بہت افسوس ہوا۔ اپنے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ کو کابل بھیجا۔ وہاں کے تمام وضیع و شریف آپ کے مطیع و مرید ہوئے۔ آپ کچھ مدت وہاں رہ کر واپس سرہند حاضر خدمت ہوئے +

اِسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے پانچویں فرزند حضرت شیخ سیف الدین کو سلطان ہند کی تربیت کے لئے شاہجہان آباد روانہ کیا۔ بادشاہ نے آپ کی تشریف آوری کی اطلاع پاکر استقبال کیا۔ اور نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لاکر قلعہ میں اپنے ساتھ رکھا۔ داراشکوہ نے قلعہ کے اندر سنہری اور روپہری ہاتھی بنوائے ہوئے تھے! ور قلعہ کے دروازے پر بھی رنگ برنگ کی تصویریں بنوا رکھی تھیں۔ جب قلعہ میں داخل ہوتے وقت شیخ صاحب کی نگاہ اُن تصویروں پر پڑی تو فرمایا کہ ہم اس بتخانے میں نہیں جاتے۔ بادشاہ نے حکم دیا تو اُسی وقت تمام تصویریں تیروں سے مٹائی گئیں۔ چنانچہ آج تک اُن کے نشان موجود ہیں۔ ان ہاتھیوں کو بھی دور کیا۔ بعد ازاں آپ قلعہ میں داخل ہوئے۔ بادشاہ صبح شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوتا! ور مریدانہ سلوک کرتا۔ توجہ باطنی حاصل کرتا +

ایک روز حضرت شیخ نے سُنا۔ کہ بادشاہ کا علم ظاہری کے استاد سید محمد قنوجی نے جو سلسلہ چشتیہ میں مرید تھا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرّہ کے مزار پر مجلس قائم کی ہے اور طریقہ چشتیہ کے مطابق اس مجلس میں گوئیے مطرب گاتے ہیں! ور چنگ رباب ڈھولک اور طنبور وغیرہ بجاتے ہیں۔ اور لوگ رقص و سماع کرتے ہیں۔ اس وقت شہر کے اکثر گوئیے اور قوال وہاں حاضر تھے۔ حضرت شیخ امر معروف کے اجتناب کے لئے معہ بارہ ہزار مریدوں کے اس طرف روانہ ہوئے۔ لوگوں کے اجتناب کے لئے ہر روز آپ کی سواری میں

سات سو لوہے کی لاٹھیاں ہوتیں۔ جب سید محمد قنوجی نے سُنا کہ حضرت شیخ محمد سیف الدین اجتناب کے لئے آرہے ہیں۔ تو خود اکیلا وہاں سے کسی طرف کو نکل گیا۔ باقی اہل مجلس بھی کھسک گئے۔ آپ کے مریدوں نے بدعت کے تمام ساز چنگ رباب ڈھولک اور طنبور وغیرہ توڑ ڈالے۔ اور جس کو وہاں پایا مار پیٹ کی ؎

گروہے اہل بدعت فتنہ اندیش نشستہ ہر یکے فارغ زتشویش
چو روئے فوج شیخ از دور دیدند ہمہ لاحول خواں از جا رمیدند
درآمد آں بکار شرع ممتاز شکیبے ساز بدعت کرد آغاز

بعد ازاں جب تک حضرت سیف الدین رضی اللہ عنہ زندہ رہے شاہجہان آباد کے مزارات میں ایسی مجلس کبھی منعقد ہونے نہ پائی۔ بادشاہ نے سید محمد کو بہت ملامت کی۔ کہ تم نے عالم ہو کر ایسی بدعت کی اور مجھے شیخ صاحب سے شرمندہ کرایا۔ سید محمد نے شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ کسی نے یونہی میرا نام لے دیا ہوگا میں تو وہاں موجود نہ تھا۔ آپ نے فرمایا ہاں ہم بھی جانتے ہیں۔ کہ تم عالم ہو کر کیوں ایسا کرنے لگے۔ شیخ صاحب نے بادشاہ کو حکم دیا کہ تمام قوالوں مطربوں۔ گویوں اور اہل بدعت کو اپنے ملک سے نکال دو۔ بادشاہ دین پناہ نے اُسی وقت قطعی حکم دے دیا کہ تمام گویوں مطربوں۔ گائنوں اور بے ریش ناچنے والے لڑکوں اور تمام اہل بدعت کو ہندوستان کے ممالک محروسہ سے نکال دیا جائے۔ تمام حکام نے شاہی حکم کے مطابق عمل کیا۔ اہل بدعت کو دور کیا۔ اور ان کے ساز توڑ ڈالے۔ غیر شرع فقرا نے توبہ کی۔ مخالف شرع آدمیوں کو ملک بدر کیا گیا۔ اور جو باقی بچے وہ شرع کے پابند ہو گئے +

ایک روز بادشاہ شکار کے لئے نکلا تو جنگل میں تمام مطربوں اور گویوں نے ملکر یہ شعر گایا ؎

در کوئے نیکنامی مارا گذر نہ دادند گر تو نمے پسندی تغییر کن قضارا

بادشاہ نے کہا کہ حضرت شیخ سے جا کر کہو۔ انہوں نے جب شیخ صاحب کا نام سُنا تو نا امید ہو کر چلے آئے۔ ہزاروں ڈھولک۔ طنبور۔ چنگ۔ رباب وغیرہ ساز بدعت لا کر توڑے گئے۔ جب مطربوں اور گویوں کو کامل یقین ہو گیا۔ کہ اب بادشاہ بدعت کا کوئی کام نہیں کرتا۔ تو ایک جنازہ بنا بادشاہ کی سواری کے آگے آگے نکالا۔ بادشاہ

نے پوچھا۔ کس کا جنازہ ہے کہا سرود اور نغمہ مر گیا ہے۔ اُسے دفن کرنے جاتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا ایسا دفن کرنا کہ قیامت تک نہ نکلے ؛

دکن میں بادشاہ کے ایک امیر نے پوشیدہ مجلس سرود قائم کی۔ لیکن اپنے ہمنشینوں کو کہا۔ کہ اگر حضرت شیخ صاحب کو اطلاع ہو گئی۔ تو میری سخت بے عزتی ہو گی۔ یہ کہکر گویوں کو رخصت کیا ؛

انہیں دنوں اعظم شاہ کی شادی دارا شکوہ کی لڑکی سے ہوئی شیخ صاحب نے فرمایا کہ اس مجلس میں کوئی خلاف شرع کارروائی ہوئی۔ تو میں ناراض ہو جاؤنگا۔ شاہزادہ نے ڈر کے مارے کوئی بدعت کا کام نہ کیا۔ حتّٰے کہ ایک لاکھ روپیہ کے صرف سے آتشبازی کا سامان تیار ہوا تھا۔ اُسے بھی استعمال نہ کیا۔ بادشاہ شاہزادہ کو لئے ایک مقام پر بیٹھا تھا۔ کہ ابھی شیخ صاحب آکر اپنے ہاتھ سے سہرہ باندھتے ہیں۔ جب شیخ صاحب تشریف لائے۔ اور ایک اور جگہ ہو بیٹھے۔ تو بادشاہ اور شاہزادہ دونو وہیں حاضر خدمت ہوئے۔ آنجناب نے خود دست مبارک سے سہرہ باندھا۔ شیخ صاحب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف ان تمام امور کی شکر گذاری لکھی۔ اور بادشاہ کے بعض باطنی امور بھی عرض کئے۔ آنحضرت نے شیخ صاحب کی طرف لکھا جس میں بادشاہ کی حالت یوں بیان فرمائی۔ کہ بادشاہ فنائے قلب میں جو ولایت کا پہلا قدم ہے پہنچ چکا ہے بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ حق تعالےٰ کا شکر بجالایا۔ پھر شیخ صاحب سرہند تشریف لائے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے فائض الانوار سے مشرف ہوئے ؛

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ صاحب کے لئے سرہند میں دیبا کا ایک خیمہ جواہرات اور مروارید سے ٹکا ہوا۔ نصب ہوتا جس کی چوبوں پر یاقوت جڑے ہوتے اس خیمہ کے اندر ایک جڑاؤ کرسی رکھی جاتی جس پر آنجناب جلوہ افروز ہوتے۔ اور جن کے گرداگرد نقیب اور چوبدار ہاتھوں میں سنہری اور روپہری عصا لئے ہوئے کھڑے ہوتے بادشاہ۔ شاہزادے اور امرا حاضر خدمت ہو کر کھڑے رہتے۔ جب تک حکم نہ ہوتا نہ بیٹھتے ؛

اسی سال ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت رضی

کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کو القائے نسبت خاص اور توجہ سے سرفراز فرماکر حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ یہ فرزند جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میرسامان ہوگا۔ قیامت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں یہی اہتمام کریگا۔ اور باقی تمام اہل اہتمام اُس کے ماتحت ہونگے +

اسی سال حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے اس جہانِ فانی سے اپنے ارتحال کے قریب ہونے کی خبر دی۔ لوگ یہ سُنکر سخت غمگین ہوئے +

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد میر شرف الدین حسین نے حضرت شیخ سیف الدین کے نام سے جمع کی +

ذکر دربیان

برخے کمالات وتصرفات حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ :۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی جلالت وقدرت اس قدر نہیں کہ میں چند ایک کرامتیں بیان کرکے اُسے ادا کرسکوں۔ میں نے تاریخ نویسوں کے قاعدہ کے مطابق جو اکثر اولیا۔ انبیا کے حالات لکھتے وقت ان کی کرامتوں اور معجزوں کا ذکر کرتے ہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی چند ایک ان کرامتوں کا ذکر لکھ دیا ہے۔ جو آنجناب کے معتبر فرزندوں سے سُنیں ہیں +

کرامت۔ میرے (مصنفؒ) کے جد بزرگوار حضرت شیخ محمد ہادی رضی اللہ عنہ کو اکسیر دریہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص کو مالوہ کے جنگل میں رات آگئی۔ جہاں کوسوں تک آبادی کا نام ونشان نہ تھا۔ بہت گھبرایا اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضؓ کی طرف متوجہ ہوا۔ اتنے میں ایک لشکر عظیم دکھائی دیا۔ لشکر کے دیکھنے سے قدرے تسلی ہوئی۔ جب لشکر میں آیا تو لوگوں نے بڑی آؤبھگت کی۔ بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ اٹھکر بغلگیر ہوا۔ اور خوب ضیافت کے سامان کئے۔ ان میں سے ایک شخص نے کسی کام کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ تو اس کا ہاتھ کئی گز لمبا ہوگیا۔ جسے دیکھ کر وہ شخص ڈرا جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ ڈر گیا ہے تو اس سے پوچھا کیا تم ڈر گئے

ہو۔ کہا ہاں۔ بادشاہ نے کہا میں جنوں کا بادشاہ اور حضرت عروۃ الوثقےؓ کا مرید ہوں اس ملک میں رہتا ہوں۔ آنحضرتؓ نے اس وقت مجھے حکم دیا ہے کہ میرا فلاں مرید جنگل میں ہے اس کی خبر گیری کرو۔ اس واسطے میں نے تمہیں بلایا ہے۔ تم میرے پیر بھائی ہو۔ آج رات ہمارے پاس رہو۔ کسی قسم کا وسواس نہ کرو۔ کل جہاں چاہو گے تمہیں پہنچا دینگے۔ وہ رات بھر عیش و عشرت میں رہا۔ صبح انہیں کہا کہ مجھے شہر سرونج میں کچھ کام ہے۔ مجھے وہاں پہنچا دو۔ جنوں کے بادشاہ نے کہا۔ تمہاری مہمانداری میں ہم سے کوتاہی ہوئی ہے۔ یہ لو روپیہ تمہارے کام آئیگا۔ اور آنکھیں بند کرو اس نے بدرہ ہاتھ میں لے آنکھیں بند کیں۔ تو ایک گھڑی بعد جب آنکھیں کھولیں تو سرونج کے پاس تھا۔ بدرہ کھولکر جب روپیہ گنا تو پانچ ہزار اشرفی تھی جس سے وہ فارغ البال ہو گیا +

کرامت۔ طبقات معصومی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ خانقاہ میں بیٹھے تھے۔ کہ اچانک جناب کا دست مبارک اور آستین تر ہو گئے۔ لوگ حیران رہگئے۔ جب وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میرا ایک سوداگر مرید غرق ہونے کو تھا اُس نے میری طرف توجہ کی۔ اور اپنی نجات کے لئے مجھ سے مدد طلب کی میں نے اپنے ہاتھ سے اس کے جہاز کو غرقاب سے نکال ساحل پر پہنچایا ہے۔ مدت بعد وہ سوداگر نذر لیکر حاضر خدمت ہوا۔ تو اس غرقابی سے اپنے بچنے کا حال بیان کیا +

کرامت۔ خواجہ عبدالرحمن ترمذی فرماتے ہیں کہ ترمذ کے بہت سے لوگ آنحضرتؓ کی زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے میں بھی اُن کے ساتھ تھا۔ آنحضرتؓ نے ہر ایک کے حال پر مہربانی کی۔ اور سب کو بطور تبرک کچھ نہ کچھ عنایت فرمایا۔ لیکن مجھے تبرک کچھ بھی نہ دیا۔ میرے دل میں تبرک کی آرزو ہی رہی۔ جب ہم وطن کو لوٹے۔ تو مجھے اس بات کا بہت قلق تھا۔ کہ اوروں کو تو تبرک ملگیا۔ اور میں محروم رہگیا۔ شائد میں بدنصیب ہوں۔ اتنے میں شہر میں شور مچ گیا کہ حضرت عروۃ الوثقےؓ تشریف لائے ہیں۔ لوگ آنجنابؓ کے استقبال کے لئے جارہے تھے۔ میں بھی انکے ساتھ ہو لیا۔ شہر کے باہر آکر دیکھا کہ آنحضرت ابلق گھوڑے پر سوار آرہے ہیں آنجنابؓ نے ازراہ لطف و کرم مجھے فرمایا کہ عبدالرحمن! کیوں خفا ہو۔ یہ لو کلاہ

جب میں نے کلاہ لی۔ تو آپ نظر سے غائب ہو گئے۔ اور جو آدمی ہمراہ تھے اُن میں سے بھی کوئی نظر نہ آیا ؛

کرامت۔ شیخ محمد شاہ کی تاریخ میں لکھا ہے کہ آنحضرت کی سواری کے وقت ایک سید بپاس ادب پاپیادہ جا رہا تھا۔ انبوہ کے باعث وہ سید ایک کوچے میں جا پڑا۔ اور دل میں کہا۔ کہ میں سید ہو کر آنحضرت کی سواری میں ایسا ذلیل ہوں۔ یہ خیال آتے ہی حضرت نے فرمایا۔ سید صاحب میں نے آپ کو کب کہا تھا کہ ضرور میری سواری میں پیدل چلو اور ذلیل بنو اُس نے اپنے خیال سے توبہ کی ؛

کرامت۔ مقامات معصومی میں لکھا ہے کہ آنحضرت کا ایک مخلص امیر الیس ہوگیا۔ جسے تمام اطبائے ہند نے لاعلاج قرار دیا۔ مرض دن بدن ترقی پر تھا زندگی کی کوئی امید نہ تھی۔ آخر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میں اطبا کے علاج کی وجہ سے زندگی سے ناامید ہو چکا ہوں۔ اگر جناب توجہ فرماویں تو زیست کی امید قوی ہے۔ آنجناب نے فرمایا خاطر جمع رکھو اس مرض سے شفائے کلی نصیب ہو گی۔ اپنے وضو کا پانی اُسے پینے کے لئے دیا۔ جس کے پیتے ہی کامل شفا پائی اور توانا و تندرست ہو گیا ؛

کرامت۔ آنجناب کا ایک خاص مرید بیان کرتا ہے کہ میں حد درجے کا مفلس ہوگیا۔ حتیٰ کہ نان شبینہ کا محتاج ہوگیا۔ روٹی کھانے کو نہ ملتی میں نے اپنی حالت آنحضرت سے عرض کی۔ کہ مجھے اس افلاس سے بچایا جائے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے پوچھا دنیاوی جمعیت چاہتے ہو یا دینی۔ میں نے عرض کیا۔ دینی اور دنیاوی دونو۔ مسکرا کر میرے حق میں دعا کی۔ اور پھر خوشخبری دی کہ حق تعالےٰ نے تجھے دین و دنیا کی جمعیت عطا فرمائی ہے۔ ابھی ایک مہینہ نہیں گذرنے پایا تھا۔ کہ دنیاوی مال و اسباب بکثرت ملگیا امید ہے۔ کہ قیامت کے دن بھی مجھے جمعیّت حاصل ہو گی ؛

کرامت۔ آنجناب کے ایک عزیز مخلص نے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ میری آنکھ میں درد ہوا۔ بہتیرا علاج کیا لیکن بے سود۔ ایک شخص ایک دوائی لایا جس کی اُس نے بڑی تعریف کی۔ جب وہ میری آنکھ میں ڈالی گئی۔ تو میں اندھا ہوگیا۔ چند روز اسی حالت میں رہا۔ انہی دنوں آنحضرت سفر حج سے واپس تشریف لائے۔ ایک شخص میرا ہاتھ پکڑ کر آنحضرت کی خدمت میں لے گیا۔ اور حال بیان کیا آنحضرت نے سخت افسوس کیا اور اپنا

لعاب دہن میری آنکھوں پر لگا کر فرمایا۔ کہ دونو ہاتھوں سے آنکھیں بند کر کے گھر جا کر کھولنا
حسب الحکم گھر جا کر آنکھیں کھولیں۔ تو دونو بالکل روشن تھیں +

کرامت۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے خاص مرید حافظ حامد بیان
کرتے ہیں کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا۔ تو مجھے بھی حج کا حد سے زیادہ
شوق ہوا۔ سفر کی تیاری کی۔ اور ضروریات سفر بہم پہنچائیں۔ اسی اثنا میں ایک روز آنحضرت
نے فرمایا۔ کہ حامد ہم تو حج کو جاتے ہیں لیکن تمہارا جانا نہیں معلوم ہوتا۔ اچھا ہم حج سے ہو آئیں
اتنے میں تم قرآن شریف حفظ کر لو۔ میں حیران رہ گیا۔ کہ ہر طرح سے ساز و سامان کر چکا ہوں
پھر میرا جانا کیونکر نہ ہوگا۔ چند روز بعد میں ایسا بیمار اور لاغر ہو گیا۔ کہ چلنے کی طاقت نہ
تھی۔ آنحضرتؒ حج کے لیئے روانہ ہو گئے! اور میں بسبب ضعف کے پیچھے رہ گیا۔ جب
اس مرض سے افاقہ ہوا تو آنحضرت سمندر پار تھے۔ میں نے قرآن شریف حفظ کرنا شروع
کیا۔ آنجنابؒ نے فرمایا کہ ہم حج سے فارغ ہوئے اور تم قرآن شریف کے حفظ سے +

کرامت۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی
رضی اللہ عنہ نماز کے وقت قرأت پڑھتے تو آنجناب کے پیچھے بعض اوقات سفر یا سیر
میں سو سو صف بھی ہوتی۔ لیکن آواز اس قسم کی تھی کہ جتنی اونچی آواز پہلی صف والوں کو
سنائی دیتی۔ اتنی ہی آخری صف والوں کو +

کرامت۔ ناصر علی شاعر کا بیان ہے کہ مجھے شعر کہنے کا از حد شوق تھا۔ لیکن
کہنا نہیں آتا تھا۔ ایک روز میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت
آنجناب وضو کر رہے تھے۔ از راہ عنایت مجھے فرمایا کہ علی جو چاہو مانگو۔ میں نے عرض کیا
زبان چاہتا ہوں۔ فرمایا ارے کم ہمت! اچھا یہ لو میرے وضو کا پانی پی لو۔ کافی ہوگا
میں نے حسب الارشاد وضو کا پانی پیا۔ پیتے ہی میرا سینہ معرفت الٰہی سے منور اور میرا
دل مظہر فیض الٰہی ہو گیا۔ میری زبان سے اس قسم کے شعر نکلنے لگے کہ جن سے بڑھ کر وہم
و قیاس میں بھی نہیں آسکتے۔ میرا شعر بلحاظ فصاحت و بلاغت اور نزاکت و لطافت کے
تمام جہان کے شاعروں سے بڑھ کر تھا۔

بایں شوخی غزل گفتن علی از کس نمے آید
بیاراں مے فرستم تا کہ مے گوید جوابش را

حسب ذیل دو شعروں میں اپنے عرفان کا اظہار کیا ہے ؎

بترس از من کہ مقبول الہم | نیم شاعر گدائے بادشاہم
زتیغ غیبہ تم جاں را نگہدار | سپر کن شرم و ایماں را نگہدار

کرامت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ایک مرید کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ بہتیرا علاج کیا۔ لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا۔ مرض دن بدن ترقی پر تھا۔ ماں باپ ناامید ہو کر لڑکے کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے۔ لڑکا مر گیا۔ اور باپ بھی بے قراری کی وجہ سے زمین پر گر پڑا۔ اور قریب المرگ ہو گیا۔ جب آنحضرت رضؓ نے آ کر لڑکے کو مرا ہوا۔ اور باپ کو بھی مُردوں کی طرح پڑا ہوا دیکھا۔ تو اس کے حال پر رحم آیا۔ اس لڑکے پر توجہ فرمائی۔ اور دیر تک کھڑے رہ کر اس لڑکے پر مراقبہ کیا۔ دیر بعد تھوڑا سا پانی لے کر کچھ آیتیں پڑھ کر دم کیں۔ اور وہ پانی لڑکے پر چھڑکا۔ جس کے چھڑکتے ہی لڑکا اُٹھ بیٹھا۔ گویا مرض کا نام و نشان تک نہ تھا۔ حاضرین یہ حال دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور پہلے کی نسبت اُن کا اعتقاد زیادہ ہو گیا +

کرامت۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ایک بھتیجا نے جو آنجناب کا داماد بھی تھا۔ پوشیدہ طور پر ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ آنجناب کی بیٹی ناراض تھی۔ اُس نے دوسری بہنوں کو اکٹھا کر کے آنحضرت رضؓ سے خاوند کی شکایت کی آنجناب کی زبان مبارک سے بے اختیار نکل گیا ضرور مر جائیگی۔ اب اُس کے لئے دعاے خیر کرو۔ تاکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اس بات کے تیسرے روز مر گئی +

کرامت ایک دفعہ کاشغر کا بادشاہ جو آنحضرت کا مرید تھا۔ غزغزکے کافروں سے سخت لڑائی لڑا۔ جس میں شاہ کاشغر مغلوب ہوا۔ فوج بھاگ گئی۔ صرف چند ایک آدمی رہ گئے۔ غنیم بہت قریب آ گیا۔ اور قریب تھا کہ اُسے پکڑ کر لے جائے۔ اس وقت اُس نے آنحضرت کی طرف توجہ کی۔ اور مدد کا خواستگار ہوا۔ اسی اثنا میں ایک فوج نمودار ہوئی لوگوں نے کہا۔ کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ سلطان کاشغر کی مدد کے لئے آئے ہیں۔ آنحضرت فوج میں گھوڑے پر سوار ہیں۔ اس فوج کو دیکھتے ہی دشمن بھاگ اٹھا۔ بادشاہ نے اُس کا تعاقب کیا۔ اور ان کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ غزغزیوں کو قتل کیا۔ جب فتح کر کے لوٹا اور آنحضرت کی زیارت کرنے کے لئے فوج کے قریب آیا تو فوج مذکور

غائب ہوگئی +

کرامت - ایک دفعہ والئے لاہور سے کوئی خطا سرزد ہوئی - دارا شکوہ ولیعہد اُس پر سخت ناراض ہوا - شاہی آدمیوں کو بھیجا - کہ اسے پکڑ کر لے آؤ - جب آدمی اُسے لاہور سے بادشاہ کے پاس لیجارہے تھے - تو اثنائے راہ سرہند پہنچکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا - اور اپنی حالت عرض کی - آنحضرت رضؓ نے فرمایا خاطر جمع رکھو تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی - اُس نے عرض کیا کہ دارا شکوہ نے میرے قتل کی ٹھان لی ہے آنحضرت نے فرمایا تمہیں ذرہ بھر تکلیف نہیں پہنچا سکیگا - بلکہ تیرا قرب اور بھی زیادہ ہو جائیگا آنجناب کے فرمانے سے اس کی تسلی ہوئی - جب اُسے دارا شکوہ کے پاس لے گئے - تو دارا شکوہ نے کہا گو میں نے اس کے قتل کا ارادہ کر لیا تھا - لیکن اب جو میں نے اُسے دیکھا تو بے اختیار میرے دل میں اس کی محبت پیدا ہوگئی ہے - اس وقت مہربان ہو کر ملتان اور لاہور کی حکومت اُسے سپرد کر کے رخصت کیا - جب وہ سرہند پہنچا تو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کامل اعتقاد سے مرید ہوا +

کرامت - آنحضرت کے ایک مرید کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی - ایک روز اُس نے اس بارے میں آنحضرت سے التماس کی - کہ میں نے عورت بھی کی لونڈیاں بھی رکھیں - لیکن کسی سے اولاد نہیں ہوئی - آنحضرت نے فرمایا جاؤ اس سال تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا - جو صاحب معنی ہوگا - اسی سال اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا - جب وہ سن رشد و تمیز کو پہنچا - تو آنحضرت کا مرید بنا - اور سلوک حاصل کر کے اعلےٰ مقامات حاصل کئے - واقعی جیسا آنحضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا +

کرامت آنحضرت کے ایک مرید نے بیان کیا - کہ مجھے افلاس نے تنگ کیا تو میں نے گھبرا کر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا - کہ افلاس کے ہاتھوں سخت لاچار ہوں - آنحضرت نے مجھے روپیوں کا بدرہ دیا - اور فرمایا کہ اسے گننا مت جس قدر چاہو خرچ کئے جاؤ - میں حسب ضرورت اس میں سے وقتاً فوقتاً خرچ کرتا رہا حتے کہ ایک لاکھ روپیہ میں اُس میں سے صرف کر چکا لیکن وہ اتنے کا اتنا ہی تھا - ایک روز میری بیوی نے وہ روپیہ گنا - تو سات سو نکلا - اس کے بعد جب ہم نے خرچ کیا - تو ختم ہوگیا +

کرامت ایک دفعہ آنحضرت کو مرض لاحق ہوا۔ بادشاہ نے آنحضرت کے واسطے انگور بھیجے۔ جب آنحضرت رض نے انگور دیکھے۔ تو فرمایا کہ یہ انگور بارگاہ الٰہی میں عاجزی اور منت وسماجت کرتے ہیں۔ کہ ان میں شفا رکھی جائے حقتعالے نے اپنے فضل و کرم سے ان دانوں میں شفا رکھ دی ہے۔ جو مریض ان دانوں کو کھائیگا شفا پائیگا۔ پہلے چند دانے آنحضرت رض نے تناول فرمائے۔ بعد میں باقی اور مریضوں کو تقسیم کئے۔ جس جس نے کھائے وہی تندرست گیا +

کرامت ایک شخص نے آنحضرت کے حضور میں ایک شیعہ کے بعض بدعقیدوں کا بیان کیا۔ کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتا ہے۔ آنحضرت سنکر سخت ناراض ہوئے۔ خربوزہ کھا رہے تھے۔ آپ نے چھری ہاتھ میں لیکر خربوزے پر رکھ کر فرمایا۔ کہ لو ہم اس رافضی کا سر کاٹتے ہیں۔ خربوزے کو دو ٹکڑے کیا۔ اسی روز رافضی مرگ مفاجات سے مرگیا +

کرامت۔ ایک مجلس میں آنحضرت کا ذکر خیر ہوا۔ تو آپ کا ایک دشمن جو اس مجلس میں موجود تھا۔ آپ کے حق میں نامناسب کلمات کہنے لگا۔ جنہیں آپکے ایک موجود مخلص نے سن کر سخت ناراض ہو کر کہا کیا تو اللہ تعالٰے کے قہر و غضب سے نہیں ڈرتا۔ کہ حضرت امام معصوم کے حق ایسی باتیں کرتا ہے۔ اسی رات تجھ پر مصیبت نازل ہوگی۔ اسی رات اس مخالف نے گوز بکثرت کھائے جس سے اس کا پیٹ پھول گیا۔ دونو ہاتھوں سے سر پیٹنا شروع کیا۔ ابھی صبح نہ ہوئی تھی۔ کہ اس دنیا سے چل بسا +

کرامت۔ آنحضرت کے ایک مرید نے کسی امیر کو دوائی دی۔ جو اتفاقیہ مخالف پڑی۔ وہ امیر اس کے دکھ دینے کے درپے ہوا۔ اس نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں طبیب ہوں۔ میں نے یہ دوا کسی شخص کی زبانی سن کر اُسے دی۔ جو اس کے مزاج کے موافق نہیں آئی۔ اب مجھے وہ تکلیف دیتا ہے۔ آنحضرت نے مسکرا کر فرمایا۔ تو پہلے طبیب نہ تھا۔ اب ہمارے کہنے سے طبیب ہوا ہے۔ اسے جا کر دوا دو۔ تندرست ہو جائیگا۔ اور جسے جو دوائی بھی دوگے شفا پائیگا۔ اُس نے بازار سے دوائی لیکر اُسے دی۔ جس سے وہ بفضل خدا و بہ توجہ

آنحضرت صحت یاب ہوا۔ اس روز سے جو دوا وہ کسی مریض کو دیتا۔ شفا کامل نصیب ہوتی +

کرامت آنحضرت رضؓ کے ایک مرید کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ہند و تُوران کے میوے کھا رہے تھے۔ اورنگزیب بادشاہ ان میوؤں کو اپنے ہاتھ سے صاف کر کے آنحضرت رضؓ کے دست مبارک میں دے رہا تھا۔ بے اختیار میرے دل میں خیال آیا۔ کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ بارگاہ الٰہی کے مقرب ہیں۔ انہیں دنیاوی میوے کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ میوے جو بادشاہ انہیں دے رہا ہے۔ اگر مجھے عنایت کریں تو بادشاہ کے ہاں میری عزت زیادہ ہو جائے گی۔ یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ جو کچھ مَیں کھاتا ہوں یا پہنتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق کرتا ہوں۔ نہ کہ اپنے نفس کی رضامندی کے لئے۔ بعد ازاں جو میوے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے آنجناب کی خاطر صاف کئے تھے۔ مجھے مرحمت فرمائے۔ اور فرمایا کہ دنیاوی بادشاہوں کے ہاں عزت کی کیا خواہش کرتے ہو۔ کوشش یہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت پاؤ +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی کرامات اس قدر نہیں کہ حیطۂ تحریر میں آسکیں۔ یہ چند ایک کرامتیں بطور تبرک و تیمناً لکھ دی ہیں۔ بہت سی کرامات آپ کے حالات سنوات میں لکھ دی ہیں +

ذکر در بیان

بعضے مکاشفات حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ کشف میں ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس آخری زمانے میں باطنی احوال میں شریعت غرا کے تابع ہیں۔ اس بات کی کوشش کرو۔ کہ سرمو شرع کی مخالفت نہ کرو۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ جو کچھ علمائے مجتہدین نے مقرر کیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ تمام علمائے مجتہدین بہر وجوہ تمام اولیا سے افضل ہیں۔ عہد نبوت کا

قرب ان کے حق میں ثابت ہے +

اس بارے میں حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وارد ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم سب سے اچھا زمانہ میرا ہے اس سے کم ان کا جو مجھ سے ملتے ہیں۔ اس سے کم ان کا جو ان سے ملتے ہیں +

اکثر مجتہد تابعین اور تبع تابعین میں داخل ہیں۔ اس واسطے اُن کا کہنا سند کلی اور حجت کامل ہے۔ اور اس کا قبول کرنا خلقت پر واجب ہے جس نے قیامت تک شریعت کی مخالفت کی ہے۔ انھوں نے مجتہدین کے کہنے پر عمل نہ کیا۔ وہ گمراہ ہوئے اور باطن سے محض بے نصیب ہے۔ اگر ایسے شخصوں سے بطور خرق عادات کچھ ظاہر ہو۔ تو اُسے استدراج سمجھو +

مکاشفہ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جلد اوّل کے دسویں مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عجیب معاملہ ہے ظاہر ہیں باطنی خدمات کی کوشش کرتا ہے اور اس کی ترقی کے کوشاں رہتا ہے۔ لیکن باطن اس سے محض بیگانہ رہتا ہے اسکی وجہ یہ ہے۔ ظاہری طاعت اور مجاہدات سے حسن وطراوت زیادہ ہوتے ہیں نہ کہ اس کی معشوقیت کا وصف جو ناز اور استغنا ہے کمال کو پہنچتا ہے۔ یہی سبب ہے۔ کہ انتہا میں نسبت باطنی کا ادراک نہیں ہوسکتا۔ یہ معاملہ اس وقت تک رہتا ہے۔ جب تک بدن عنصری موجود ہے جب روح بدن سے جدا ہوتی ہے تو پھر باطن بڑی آب وتاب سے پردہ خلوت میں ظہور کرتا ہے اس وقت اس کا ادراک بھی ہوجاتا ہے۔ کیونکہ پہلے ظاہر اس کے لئے بمنزلہ حجاب ہوتا ہے چونکہ موت قیامت کے مقدمات سے ہے اس لئے مشہود وہاں پر اتم واکمل ہے۔ چونکہ موت اور نیند آپس میں بہنیں ہیں۔ اس لئے بعض کمالات نیند کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ جو موت کی حالت کے مشابہ ہوتے ہیں +

مکاشفہ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں کہ حق تعالےٰ کی طرف سے فیض وانعام دائمی ہے۔ بندے پر اگر صوری اور معنوی فیض ایک گھڑی یا ایک لمحہ کے لئے منقطع ہوجائیں۔ تو بندے کا نام ونشان تک مٹ جائے۔ کیونکہ وجود اور کمالات اس کے وجود کی تابع ہیں۔ اس واسطے انسان کو

لازم ہے کہ ایک لحظہ بھی اللہ تعالےٰ سے غافل نہ ہو۔ بلکہ دوام حضور سے موصوف ہو۔ نہایت نقصان اور شرمندگی ہے۔ کہ منعم حقیقی تو نعمت دینے کے درپے ہو اور نعمت لینے والا اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ بلکہ اس سے منہ پھیرلے +

مکاشفہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ عوام کا ایمان غیب ظلماتی اور نورانی پردوں کے پیچھے ہے۔ چند ایک خواص کا ایمان ظلماتی حجاب سے بالکل مبرا ہے۔ لیکن نورانی پردوں سے بالکل نہیں نکلا سو وہ اسی میں گرفتار رہتے ہیں۔ اور وہ اس کے شہود کو شہود مطلوب تصور کر لیتے ہیں اور جو عاشقی نفس مطلوب سے ہو سکتی ہے کرتے ہیں۔ اخص الخاص نے دوسرے گروہ کے مشہود کو بھی پس پشت ڈال رکھا ہے اور وراء الورا میں گرفتار ہیں یقین کیا ہے۔ یقیناً انہیں اس نشہ میں مرتبہ مقدسہ سے سوائے ایقان کے اور کچھ نصیب نہیں۔ کیونکہ رویت کا وعدہ آخرت کا ہے۔ اگرچہ کسی قسم کا حجاب حائل نہیں۔ لیکن ضعف بصیرت و بصر مانع درک و شہود ہے ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے +

مکاشفہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ جو زندگی دنیا کے متعلق ہے۔ اس کے لئے دو چیزیں مطلوب ہیں۔ حرکت اور حس۔ اور جو نشاء برزخ کے متعلق ہے حس بغیر حرکت کے ہے حق تعالےٰ نے ہر مقام کے موافق زندگی دی ہے برزخ میں حس ضروری ہے تاکہ درد اور لذت نہ ہو۔ حرکت کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن دنیاوی اور اخروی نشاء میں دونو درکار ہیں +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مکاشفات کو کہاں تک لکھوں۔ ان کے لکھنے کے لئے دفتر درکار ہیں۔ صرف اتنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ بعض مکاشفات حج کے دنوں میں زیادہ لکھے گئے ہیں۔ اگر آنحضرت کے مکاشفات دیکھنا چاہو تو آنحضرت کے مکتوبات کا مطالعہ کرو۔ آنحضرت کے مکتوبات کی تین جلدیں ہیں۔ پہلی جلد کو حضرت مروج الشریعت نے جمع کیا ہے۔ دوسری جلد کو حاجی عاشور نے حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث کے نام سے جمع کئے ہیں۔ تیسری جلد میر شرف الدین حسین نے حضرت شیخ سیف الدین کے نام سے جمع کئے ہیں +

ذکر در بیان

شب و روز و ماہ و سال و عادات و عبادات و بیان لباس، و شمائل حضرت ایشان عروۃ الوثقٰے امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ:۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا عمل سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق تھا۔ نہایت محتاط روایت کے مطابق عمل کرتے تھے۔ رخصت کو اعمال میں ہرگز دخل نہ دیتے تھے۔ مریدوں کو بھی اس بات کی سخت تاکید کرتے تھے۔ کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ اور بال بھر بھی بدعت کو دخل نہ دو۔ آنحضرت کا تقوےٰ طاقت بشری سے بڑھ کر تھا +

کتاب نجم الہدےٰ میں لکھا ہے۔ کہ ایک روز ایک شخص نے آنجناب کی عالم پناہ خانقاہ سے استنجا کیا۔ ابھی ہاتھ نہ دھو چکا تھا۔ کہ ڈول پکڑ کر کنوئیں میں ڈالا۔ اور پانی نکالکر وضو کیا۔ تین چار روز تک لوگ اس کنوئیں کا پانی استعمال کرتے رہے۔ بعد میں جب آنحضرت کو اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا ممکن ہے کہ اس کے ہاتھ پر بول کی چھینٹیں ہوں۔ اس واسطے ڈول اور کنواں دو تو ناپاک ہو گئے۔ جن جن لوگوں نے اس کنوئیں کا پانی استعمال کیا ہے۔ ان کے بدن برتن اور لباس ناپاک ہو گئے ہیں۔ سب غسل کریں اور برتنوں اور کپڑوں کو پاک کریں۔ ہمارے کپڑے اور برتن بھی صاف کریں آنحضرت کے حکم کے مطابق عمل کیا گیا خود آنحضرت نے غسل کیا۔ اور نیا لباس زیب تن فرمایا۔ کہتے ہیں۔ کہ اس دن نصف سے زیادہ شہر نے غسل کیا۔ تمام شہر میں جابجا کنوئیں پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ جو غسل کے لئے کھڑے تھے۔ اس دن اس کنوئیں سے پانی بھرنا موقوف کیا۔ جوق در جوق بیرونی کنوؤں پر غسل کے لئے گئے۔ جہاں جہاں پانی تھا وہاں ہزاروں کا ٹھٹھ موجود تھا۔ مشتبہ کنوئیں کی نسبت آنحضرت نے فرمایا کہ اس کنوئیں کا سارا پانی نکال دو۔ اس بات سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تقوےٰ کا اندازہ ہو سکتا ہے +

سفر و حضر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کا یہ طریقہ تھا۔ کہ تیسرا حصہ رات لیکر بیدار

ہوتے۔ کمال احتیاط سے جس سے زیادہ ممکن نہیں وضو کر کے تہجد ادا کرتے۔ اور اس نماز میں سورۂ یٰسٓ پڑھتے۔ بعد ازاں تھوڑی دیر بعد سو جاتے تا کہ دو خواب کے درمیان تہجد ہو۔ نماز تہجد میں آنحضرتؓ پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوتے۔

فجر کی نماز بہت سویرے ادا کر کے اصحاب سمیت حلقہ کر کے مراقبہ کرتے جب دن اچھی طرح نکل آتا۔ تو مراقبہ سے فارغ ہو کر دو سلام سے چار رکعت نماز پڑھتے بعد ازاں خاص مریدوں کو القائے نسبت اور توجہ باطنی فرماتے۔ ایک ایک کو بلا کر زانو سے زانو ملا کر بٹھاتے۔ اور مراقبہ کرتے۔ اور مراقبہ کے بعد ہر ایک کو اس کے کمالات باطنی کی خوشخبری دیتے۔ چاشت کے وقت آٹھ رکعت نماز چار سلام سے ادا کر کے قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ تلاوت کے وقت آنجناب پر عجیب ظہورات ہوتے تھے کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ جس وقت آنحضرت قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ اُس وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ پر تمام قرآن شریف کے اسرار اور معانی منکشف ہوتے۔ ایک آدمی آنحضرتؓ کے سامنے تکیہ لگائے ورق گردانی کرتا رہتا اور آنجناب بڑے وقار سے تلاوت کرتے۔ اُس وقت تمام مرید آنجناب کے اردگرد مراقبہ کیے بیٹھے رہتے۔

آنحضرت کی منازل تلاوت یہ ہیں۔ منزل اوّل تا آیت کنتم خیر امۃ ۲ دوم سورہ انعام ۳ سوم تا آیت وقالت الیھود عزیر ابن اللہ ۴ چہارم سورہ ابراہیم ۵ پنجم سورۂ انبیاء ۶ ششم سورہ قصص ۷ ہفتم سورۂ حم ۸ ہشتم سورہ محمد ۹ نہم سورہ ملک ۱۰ دہم اخیر تک۔

تلاوت کے بعد تقریباً آدھا دن محل کے اندر تشریف لے جاتے۔ اور اہل و عیال سے مل کر کھانا تناول فرماتے۔ آنحضرتؓ کے دسترخوان پر بادشاہوں کی طرح کھانے چنے جاتے۔ آنحضرت کو مٹھائی اور حلوے وغیرہ میٹھی چیزوں کا بہت شوق تھا۔ آنحضرت رضؓ کے باورچی خانے میں دن رات کھانا پکتا رہتا۔ لوگ جو کھانا تقسیم کرنے پر مقرر تھے وہ صبح سے ظہر تک طعام تقسیم کرتے۔ رات کا کھانا شام سے آدھی رات تک تقسیم کرتے رہتے کہتے ہیں۔ کہ ہر صبح و شام آپ کے باورچی خانے سے پانچہزار آدمی کھانا کھاتے ہر ایک کو پیٹ بھر گیہوں کی روٹی چاول اور گوشت ملتا۔ آنحضرت رضؓ کے

خلفا کے لئے دو ہزار دستر خوان جاتے جن میں طرح طرح کے کھانے۔ میوے اور حلویات ہوتے تھے۔ روایت ہے کہ چالیس آدمی صرف برتن جمع کرنے پر مقرر تھے +

آنحضرت رضی اللہ عنہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق دوپہر کے وقت تھوڑی دیر خواب قیلولہ کرتے۔ بعد ازاں اٹھ کر وضو کرتے چار رکعت نماز فے الزوال ادا کر کے نماز ظہر پڑھتے۔ ظہر کے بعد خاص مریدوں کو القائے نسبت فرماتے بعد ازاں کبھی فقہ کلام۔ حدیث اور تفسیر کی کتابوں کا سبق پڑھاتے اور کبھی چار رکعت طویل عصر کی نماز تک پڑھتے۔ عصر کے بعد دربار عام ہوتا۔ عصر اور مغرب کے مابین لوگوں کو عمدہ عمدہ وعظ ونصیحت فرماتے۔ پھر نماز مغرب ادا کر کے چھ رکعت نماز تین سلام سے ادا کرتے۔ اس نماز میں سورہ واقعہ بار بار پڑھتے۔ بعد ازاں یاروں کو بلا کر صحبت سکوت میں ان کی احوال پرسی کرتے جب رات کا تیسرا حصہ گذر جاتا۔ تو عشا کی نماز ادا کرتے۔ سنت کے بعد چار رکعت نماز قیام الیل ادا کرتے: پہلی رکعت میں سورۃ الم سجدہ پڑھتے۔ دوسری میں سورہ حٰم، دخان تیسری میں سورۂ ملک اور چوتھی میں سورۂ قیامت پڑھتے۔ بعد ازاں وتر ادا کر کے بلند آواز سے سبحان الملک القدوس پڑھتے پر دیر تک فاتحہ پڑھتے +

بعد ازاں محل کے اندر تشریف لیجا کر کھانا تناول فرماتے۔ طعام کے بعد وظائف پڑھ کر آرام کرتے۔ آنحضرت کے مختلف اوقات کے وظائف مثلاً وضو کرنا۔ کھانا۔ سوتا اور اور دن رات کے درود وظائف الگ ایک کتاب کی صورت میں لکھ کر اس کا نام "وظائف معصومی" رکھا ہے۔ جسے آنحضرت رض کے وظائف دیکھنے کا شوق ہو وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے +

آنحضرت منتہی سالک کو کلمہ طیبہ کے تکرار کی تاکید کرتے تھے اور خود بھی پڑھا کرتے تھے۔ فجر کی نماز فریضہ اور مغرب کی سنتوں کے بعد التحیات کے جلسہ پر بیٹھے دس مرتبہ کلمہ تمجید پڑھتے۔ اور مریدوں کو بھی اس کے پڑھنے کا حکم کرتے۔ آنحضرت رض نے سات ورد جمع کئے ہیں۔ جسے درود ہفتہ کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر روز ایک پڑھتے ہیں۔ ذکر۔ وظائف اور تسبیحات کو کبھی جہر نہ کرتے۔ جمعہ کی نماز اپنی مسجد میں ادا کرتے۔ سنت احتیاط کو بھی ادا کرتے۔ نماز جمعہ کے پہلے سورہ کہف۔ سورۂ

ہود۔ اور سورۂ آل عمران پڑھتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد شہر کے باہر سیر کیلئے
تشریف لے جاتے۔ اور وہاں پر لوگوں کو طرح طرح کے میوے اور مٹھائیاں تقسیم کرتے۔
باغ کی سیر کے لئے بکثرت جایا کرتے۔ دونو عیدوں کی نماز کیلئے ہزاروں آدمیوں کے ساتھ
عیدگاہ میں جاتے۔ عید الضحےٰ کو خود دوست مبارک سے اونٹ اور بھیڑ بکری کو نہر پا
ذبح کرتے۔ ماہ رمضان میں نماز تراویح میں تین مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے۔ پہلے
دس دن اپنی مسجد میں خود پڑھتے۔ تیسرے عشرے میں حضرت مروج الشریعت پڑھتے
اور آنحضرت سنا کرتے۔ آنحضرت ہر نماز کے وقت خود امام بنتے اور رمضان مبارک
کے آخری عشرے میں معتکف ہوتے +

آنحضرت رضی اللہ عنہ مریض کی بیمار پرسی اور مردہ کی تعزیت کے لئے تشریف
لے جایا کرتے۔ ہر سال دو عرس کرتے۔ ایک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا اور دوسرا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا۔ ان دونو عرسوں پر حافظ لوگ
قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ طرح طرح کے کھانے حلوے میوے اور مٹھائیاں لوگوں
کو بانٹی جاتیں +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا قد خاصہ تھا۔ اور بدن مبارک پر گوشت رنگ گندمی
ابرو کشادہ۔ ناک اونچی۔ آنکھیں بڑی بڑی۔ داڑھی سفید اور تمام اعضا نہایت
متناسب اور خوش شکل تھے۔ آنحضرت کا لباس نہایت لطیف بلکہ الطف ہوتا عمامہ
سر پر ہوتا۔ کبھی ہندی لباس زیب تن فرماتے +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دن رات کے حالات اور اوضاع و اطوار
بجنسہٖ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اوضاع و اطوار کی طرح تھے۔ جو اس کتاب کے
پہلے حصے میں لکھے گئے ہیں۔ اس واسطے اس حصہ میں مجملاً اور مختصراً لکھے گئے ہیں +

ذکر و بیان

خصائص حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خصائص بے شمار ہیں۔ یہاں پر صرف مشہور

مشہور لکھے جاتے ہیں +

خاصہ - آنحضرت رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم کے خمیر طینت کے بقیہ سے بنایا گیا +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو تمام مخلوقات کا قیوم بنایا +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو محبوبیت ذاتی جو حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے عطا فرمائی +

خاصہ - آنحضرت کو خلعت ابراہیمی علیہ السلام مرحمت ہوئی +

خاصہ - آنحضرت کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کون و بروز نصیب ہوا +

خاصہ مقطعات قرآنی کے اسرار آنجناب پر منکشف ہوئے +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو "والسابقون اولٰئک المقربون" کے زمرہ میں داخل کیا +

خاصہ - باوجود ضمنیت آنحضرت کو اصالت بھی عطا ہوئی +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو اس قدر مناصب اور کمالات باطنی عطا فرمائے +

خاصہ - سالک آنحضرت کی خدمت میں صرف ایک ہفتہ رہنے سے فنا حاصل کر لیتا اور ایک ماہ میں باطنی سلوک ختم کر کے خلافت لے لیتا +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو حق الیقین سے مشرف فرمایا +

خاصہ - آنحضرت کو ولایت صغرےٰ کبرےٰ علیا - کمالات نبوت و رسالت حقیقت کعبہ - حقیقت قرآن - حقیقت صلوٰت عطا ہوئیں +

خاصہ - تمام کمالات - مقامات اور مناصب آنحضرت کے فرزندوں کو عنایت ہوئے اب تک وہ کمالات اُن کے مریدوں میں پائے جاتے ہیں +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آپ کی دنیا کو بمنزلہ آخرت بنایا +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو ولایت کے انتہائی مقام مقام رضا سے مشرف فرمایا +

خاصہ - آنحضرت کی ولایت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور آپ خالص

محمدی المشرب ہیں +

خاصہ - آنحضرت کو علم لدُنی حاصل ہُوا +

خاصہ - کعبہ شریف آنحضرت کی زیارت کے لئے سرہند میں آیا +

خاصہ - کعبہ شریف آنحضرت کے استقبال کے لئے آیا +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب کے فرزندوں کو تمام اولیاء امت سے افضل بنایا +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنجناب کے فرزندوں کو قیومیت اصالت اور محبُوبیت ذاتی عنایت فرمائی +

خاصہ - آنحضرت کا ارشاد اس قدر ہوُا کہ اس سے پہلے کسی ولی یا بزرگ کا نہیں ہوُا - چنانچہ سات لاکھ آدمی آپ کے مرید ہوئے - اور سات ہزار خلفاء صاحب ارشاد ہوئے +

خاصہ - مہدئے موعود آنجناب کے طریقہ میں مبعوث ہونگے +

خاصہ - حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجناب کے حق میں فرمایا ہے کہ حقائق اشیاء میری قیومیت کی نسبت آنجناب کی قیومیت پر زیادہ راضی ہیں +

خاصہ - حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجناب کے حق میں فرمایا ہے کہ جو استعداد میرے فرزند محمد معصوم کو عطا ہوئی ہے - اگر مجھے مرحمت ہوتی - تو میں اس پر فخر کرتا +

خاصہ - حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو فرمایا کہ تمہارے فرزند میری طرح ہونگے +

خاصہ - حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو فرمایا کہ میرے جیسے تمہارے ہم نشین ہونگے +

خاصہ - حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کے بارے میں فرمایا - کہ محمد معصوم میں اس دولت کی ذاتی قابلیت ہے +

خاصہ - حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرتؓ کے حق میں فرمایا - کہ محمد معصوم نے ہماری نسبتوں کا اس طرح اقتباس کیا - جیسے شرح وقایہ والے نے وقایہ کے حفظ و تعلیم میں کہ اس کے دادا تصنیف کر کے اُسے پڑھاتے تو وہ ساتھ ساتھ

حفظ کرتا جاتا۔ حتیٰ کہ اتنے میں اُنہوں نے تصنیف کیا۔ اتنے میں اُس نے حفظ کر لیا +

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عروۃ الوثقےٰ کا خطاب دیا +

خاصہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کا انتظار دیر تک دھوپ میں کھڑے رہکر کیا +

خاصہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو آنجناب کے بارے میں بسبب محبوبیت ذاتی نکاح کا حکم نہ ہوا +

خاصہ۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو بارہ سال کی عمر میں قطبیت کی خوشخبری دی +

خاصہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو خلعت قیومیت پہنائی۔ اور طینت و اصالت اور محبوبیت ذاتی کی خوشخبری دی۔ اور اپنے تمام یدوں اور خلفا کو آنجناب کا تابع کیا +

خاصہ۔ پہلے پہل جب آنحضرت نے بات چیت کرنی شروع کی۔ تو توحید۔ فنا۔ اور بقا کی گفتگو کی۔ اور حقیقت جامع اور تجلی ذات کی خبر دی +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو تین سال کی عمر میں اولیائے امت کے تمام کمالات عنایت فرمائے +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت پر ظاہر کیا کہ جہان کی قطبیت قیامت تک آنجناب کی اولاد میں رہے گی +

خاصہ۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے حضور میں آنجناب قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہوئے +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو امام معصوم کا خطاب اور اسم باسمی عنایت فرمایا +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنہگاروں کو دوزخ سے چھڑانے کی خدمت سپرد کی +

آنحضرت کے خصائص کہاں تک لکھوں۔ قلم ان کی تحریر سے عاجز ہے +

ذکر در بیان

وفات حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ :-

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو قدیم سے وجع المفاصل کا مرض تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے +

قیومیت کے پینتالیسویں سال اس مرض کا بہت غلبہ ہو گیا۔ بہتیرا علاج معالجہ کیا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ مرض دن بدن بڑھتا گیا۔ جب لوگ علاج کرتے تھے۔ تو آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ اس مرض کو کوئی دوا فائدہ نہیں دیگی۔ اللہ تعالےٰ نے ان سے اثر اٹھا لیا ہے۔ اور یہ میری آخری بیماری ہے۔ میں عنقریب اس جہان فانی سے عالم بقا کو سدھارونگا۔ کیونکہ دنیا میں میرے رہنے کی غرض صرف ارشاد تھی۔ سو اب ارشاد کا معاملہ آخری حد تک پہنچ گیا ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک تمام دنیا میں پھیل چکا ہے۔ جہان بھر کے سرکش اور سردار اس سلسلہ کے مطیع ہو چکے ہیں۔ ساتوں ولایتوں کے بادشاہ مرید ہو چکے ہیں۔ تمام بڑے بڑے علما مشائخ۔ وضیع و شریف بادشاہ اور اہل جہان غلام بن چکے ہیں۔ اب مجھے الہام ہوا ہے کہ تمہارے ارشاد کا سلسلہ انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ اس قسم کا ارشاد نہ اس سے پہلے کسی کو نصیب ہوا۔ اور نہ اس کے بعد کسی کو ہوگا۔ ہم نے تمہیں اس بات کا اختیار دیا ہے کہ اگر چاہو تو آجاؤ۔ اگر چاہو تو حسب منشا دنیا میں رہ لو۔ سو میں نے لقائے پروردگار اختیار کیا ہے + یہ سُن کر تمام لوگ رونے چلانے لگے اور بہت پریشان ہو گئے +

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات فرمانے کے بعد اپنا تمام کُتب خانہ چھ فرزندوں کو بانٹ دیا۔ کتب خانہ کی تقسیم سے سب کو یقین ہو گیا۔ کہ آنجناب کا وصال اب قریب ہے۔ نہایت غمگین ہوئے +

جب آنحضرت کو گھٹنے کا درد بشدت ہوا۔ تو تپ بھی ہو گیا تمام طبیب حاضر خدمت ہو کر علاج کرنے لگے۔ لیکن کوئی علاج بھی مفید نہ پڑا۔ اورنگزیب نے

فرنگستانی ڈاکٹروں کو علاج کے لئے بلایا۔ انہوں نے حتی المقدور تدبیریں کیں حتےٰ کہ زانوئے مبارک چیر پھاڑ کر اس میں دوائی رکھی۔ آنحضرت اس قدر تکلیف کے باوجود بڑے وقار و تمکین سے بیٹھے وظیفہ پڑھتے رہے۔ کسی کو معلوم نہ ہوا۔ کہ آنحضرت کو اس چیر پھاڑ کا درد محسوس ہوا ہے۔ آخر آنجناب فرنگیوں کی ہمنشینی سے بیزار ہوگئے لیکن لوگوں کی خاطر کچھ نہ فرمایا۔ حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت کی اس بیزاری کو تاڑ کر فرنگیوں کو جواب دے دیا۔ کہ آئندہ علاج کے لئے نہ آنا۔ آنحضرت نے اُن کے حق میں دعا کر کے فرمایا۔ کہ سوائے حضرت میانجیو صاحب کے کوئی مرض شناس اور میرا مُحب نہیں۔ بعد ازاں حضرت مروج الشریعت نے تمام اطبا کو فرمایا کہ آنحضرت رضہ کا علاج جیسا کہ اللہ تعالےٰ کو منظور رہے ہو جائیگا۔ آئندہ کوئی شخص علاج کے لئے نہ آئے۔

عاشورہ کے دن دسویں محرم کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اشراق کی نماز کے بعد لوگوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ شہر اور مفصلات کے تمام وضیع و شریف آنحضرت کی خانقاہ میں جمع ہوئے۔ آنحضرت نے نہایت عمدہ وعظ و نصیحت کے بعد فرمایا کہ مَیں نے پہلے بھی تمہیں کہا تھا۔ کہ اب میں دنیا سے جانے والا ہوں۔ سو اَب میرے ارتحال کے دن قریب آگئے ہیں۔ میں تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ قرآن حدیث اجماع اور اقوال مجتہدین پر عمل کرنا۔ خلاف شرع فقرا سے بچنا کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اَوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ جو شخص بال بھر بھی شرع کے خلاف ہو۔ اسے نہ مانو۔ کیونکہ اگر اس کی پیروی کروگے۔ تو تمہارے دین کو نقصان ہوگا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات مثلاً تجدید الف۔ قیومیت۔ طینت۔ اصالت وغیرہ کے قبول کرنے کو واجب جانو۔ جو شخص آنحضرت رضی اللہ عنہ کے کمالات کو قبول نہیں کریگا۔ وہ گمراہی اور غضبِ خدا میں گرفتار ہوگا۔ کیونکہ حق تعالےٰ نے قیامت تک دین و دنیا کا کارخانہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا ہے۔ مہدئے موعود بھی آنحضرت کے طریقہ میں مبعوث ہونگے۔ عرفان الٰہی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔ اگر آنحضرت کی امداد کی ضرورت ہو تو قیوم وقت کو مانو۔

بعد ازاں فرزندوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ قیامت تک جتنے اقطاب

ہونگے۔ سب تمہاری اولاد سے ہونگے +

حضرت محمد پارسا کے فرزند شاہ محمد پارسا اپنے والد بزرگوار کی زبانی بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت کی اولاد سے قطب وقت ہوا کرینگے بعد ازاں لوگوں کو فرمایا کہ اب میں تو تم سے جاتا ہوں لیکن اپنے چھ فرزندوں کو جن میں سے ہر ایک بزرگی اور قرب حق میں میری طرح ہے تمہارے پاس چھوڑتا ہوں یہ چھیئوں تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ تم ان کی متابعت کرنا۔ تاکہ نجات پاسکو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کی عزت وحرمت کرنا۔ کیونکہ حق تعالےٰ نے انہیں تمام اہل عالم پر شرف دیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر کاربند رہو گے۔ تو تمہیں کسی قسم کی دینی یا دنیاوی تکلیف نہ ہوگی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی وصیتیں بکثرت ہیں۔ یہاں پر صرف تھوڑی سی بیان کی گئی ہیں۔ تاکہ کلام طویل نہ ہو جائے +

یہ باتیں سن کر لوگ زار وزار رونے لگے۔ اور آنحضرت محل کے اندر تشریف لیگئے۔ دوسرے دن حضرت مخدوم کی زیارت کیلئے گئے۔ دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے اور دوسرے مقبروں پر بھی متوجہ ہوئے۔ فرمایا کہ ان قبروں والوں کو اللہ تعالےٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی طفیل بہت نعمت عطا فرمائی ہے۔ بعد ازاں حضرت امام رفیع الدین کے مزار مبارک پر گئے۔ وہاں بھی یہی معاملہ ہوا۔ حضرت قیوم ثانی رض ان دنوں اکثر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں رہتے۔ اور فرماتے کہ حضرت قیوم اولؓ بار بار ظاہر ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ آجاؤ۔ ان دنوں آنحضرت نے بہت سے مشائخ کو رقعے لکھے۔ جن میں لکھا تھا۔ کہ تم لوگ میرے ایمان کے لئے دعا کرو۔ سب نے آنحضرت کی خدمت میں لکھا کہ ہمارے واسطے دعا کریں کہ ہمارا خاتمہ بالخیر ہو۔ ایک نے آنحضرت کے رقعہ کے جواب میں لکھا ؎

یقیں میداں کہ شیران شکاری — دریں راہ خواستند از مور یاری

ماہ صفر کے اخیر میں جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے عرس کا موقعہ آیا تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حسب سابق عرس کیا۔ طرح طرح کے کھانے میوے اور حلویات حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کے لئے لوگوں کو تقسیم کئے۔

عین عرس کے موقعہ پر آنحضرت رضؓ نے پھر لوگوں کو وصیت فرمائی۔ کہ ہمارا دل بے اختیار اس بات پر مائل ہے۔ کہ ربیع الاول کے پہلے ہفتے ہم جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ امید ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے اس مدعا کو پورا کریگا۔ عرس کے بعد آنحضرت پر مرض کا زیادہ غلبہ ہوگیا۔ اورنگ زیب صبح شام آنحضرت کی صحت کی خبر منگاتا۔ اس خبر رسانی کا سلسلہ اس طرح قائم تھا کہ شاہجہان آباد سے سرہند تک ہر ایک کوس پر ایک ایک آدمی بیٹھا تھا۔ جو ایک دوسرے کو اطلاع دیتے تھے۔ اسی طرح ہوتے ہوتے بادشاہ کو خبر پہنچتی تھی۔ بادشاہ آنحضرت کی بیماری کے سبب سخت بے قرار تھا۔ کئی مرتبہ آنحضرت کی بیمار پرسی کے لئے آنا چاہا لیکن آنحضرت نے منع فرمایا۔ بادشاہ نے اپنے تمام ارکانِ سلطنت کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ تپ اور دیگر امراض کا آنحضرت پر اس قدر غلبہ ہوا۔ کہ ہاتھ پاؤں میں حرکت کی سکت نہ رہی۔ لیکن آنحضرت بدستور عبادت قدیم و وظائف میں مشغول رہے۔ فریضہ نماز باجماعت ادا کرتے۔ اس شدت مرض میں کبھی بے قرار نہ ہوئے۔ کبھی اُف تک نہ کیا بلکہ بڑے وقار سے عبادات میں مشغول رہے۔ کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ آنحضرت بیمار بھی ہیں یا نہیں*

بیسویں ربیع الاول روز جمعہ کو مسجد میں نماز جمعہ پڑھکر فرمایا۔ کہ امید نہیں کہ ہم کل اس وقت تک دنیا میں رہیں۔ پھر چند ایک نصیحتیں کرکے خلوت میں تشریف لیگئے اس اثنا میں سخت آندھی آئی۔ اور اس شدت کا زلزلہ ہوا۔ کہ درخت جڑھوں سے اکھڑ گئے۔ اکثر عمارتیں گر گئیں۔ "ان زلزلۃ الساعۃ لشئ عظیم" کا ظہور ہوا لیکن یہ زلزلہ کبھی زیادہ ہوتا تھا کبھی کم۔ شام تک یہی کیفیت رہی۔ مغرب کے وقت عین زلزلہ کی شدت کے وقت کوچہ بکوچہ اور گھر بگھر ایک شخص منادی کرتا تھا کہ لوگو خبردار ہو جاؤ۔ قطب وقت اور قیوم زمان دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ اس کے جانے کے سبب زمین کانپ رہی ہے لوگوں نے اُسے پکڑنا چاہا۔ لیکن کسی کے ہاتھ نہ آیا۔ جب آنحضرت رضؓ نے یہ خبر سُنی تو فرمایا کہ کیوں معترض ہوتے ہو۔ وہ فرشتہ ہے تمام رات زلزلہ رہا جب صبح ہوئی۔ تو آنحضرت نے صبح کی نماز تعدیل ارکان سے ادا کی۔ بعد ازاں مراقبہ کیا۔ نماز اشراق بڑے خشوع و خضوع سے ادا کی پھر آنحضرت پر

سکرات موت کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ سانس اس قدر جلدی آتا تھا کہ بات بھی ٹھیک طور پر نہیں کر سکتے تھے +

کواکب دریہ میں میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جد امجد لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک آخری وقت بڑی تیزی سے حرکت کرتی تھی۔ جب میں نے کان لگا کر سُنا۔ تو آنحضرت سورۃ یٰس پڑھ رہے تھے +

مرأت جہاں نما میں لکھا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں "السلام علیک یا نبی اللہ" فرمایا +

صحیح روایت ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت مروج الشریعت نے اپنے وصال کے وقت یہی کہا۔ ممکن ہے کہ دونو بزرگوں سے ایک ہی بات ظہور میں آئی ہو +

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری نماز ادا کی تو فرمایا کہ اس وقت مجھ پر عرش کا انکشاف ہوا ہے۔ میری اور میرے موجودہ یاروں کی نماز عرش پر واقع ہوئی ہے۔ آنحضرت کی نماز از روئے باطن ہمیشہ عرش پر ادا ہوا کرتی تھی۔ لیکن یہ بشارت اس وقت اور یاروں کے حق میں بھی فرمائی +

آنحضرت رضی اللہ عنہ پیر کے دن دوپہر کے وقت ۹۔ ربیع الاول ۱۰۹۷ھ کو اس جہان سے فردوس اعلےٰ میں تشریف فرما ہوئے۔ وصال کے وقت آنحضرت مسکرا رہے تھے۔ چاروں طرف سے آہ وفغاں ہونے لگا ؎

فغاں افتاد در عالم ز ہر سو　　کہ ختمِ اولیا از اولیا رفت
در ارشاد بستہ شد ہدایت　　چو آں راہِ حقیقت رہنما رفت
نجاتِ طالباں چوں بود مقصود　　ہماناں بہرِ ایں نزد خدا رفت
دل اندر سینہ ام دیوانہ اش بود　　ز دستِ غم نمے دانم کجا رفت
ز ختمِ اولیا نہ سال افگند　　پس آنگہ گفت ختمِ اولیا رفت
ہمیں فرزند احمد خواجہ معصوم　　نسیم آسا باں گلشن سرا رفت
چراغِ صبح قیامت بر نیاید　　کزیں ظلمت کدہ شمعِ ہدا رفت

بقا باللہ فانی بود فی اللہ — ازیں دار الفنا سوئے بقا رفت
بسال تسع تسعین ز الف ثانی — چنیں فرزند شاہ اولیا رفت

لوگوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کی بہت سی تاریخیں کہی ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہاں لکھی جاتی ہیں:-

تصف شبنہ نہم ربیع الاول مسیح دنیا رحلت نمود۔ بخدا بپوست۔ بجنت خوابید خلوت بگزید۔ از صحبت مایان ملول شد ماہ باخلوت۔ آہ بگہ شد مقام قیومیت۔

حضرت مروج الشریعت نے یہ تاریخ کہی "ہو عند ملیک مقتدر"۔

عالم گیر بادشاہ نے یہ تاریخ کہی ہے "نور عالم برفت۔ عالم تاریک شد"۔

میر مفاخر حسین نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے:-

مرشدے گر عصمتش کلک قضا — نام پاکش را بمعصومی رقم
اے کہ در سایہ نشیند آفتاب — قد او آنجا کہ افراز د علم
بیسزد گرے بروئے احسان او — کاسۂ دریوزہ گردد جام جم
چشم ہمت را ز دنیا بست و زد — چوں فزائے گلبن رضواں قدم
خواند تاریخش زوال ام الکتاب — نوبہاری شد بہ گلزار ارم

ناصر علی شاعر نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے:-

چراغ خاندان شرع اسلام — فروغ دین احمد خواجہ معصوم
بسوئے گلشن جنت قدم زد — ازیں ویرانہ آباد کہن بوم
دلم ار گفتم از سال وصالش — ندا آمد ز عالم رفت معصوم

شیخ عبد الاحد نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے:-

قیوم زماں خلیفۃ اللہ — دانندۂ سرہائے مکتوم
در دائرہ وجود نابود — بودش بجہاں مثال معدوم
نقاش ازل بصفحۂ کون — نقشے بہ از و نکردہ مرقوم
اسرار صفات ذات والا — حقا کہ بجز او نکردہ مفہوم
خورداد بربیع اول ماہ — چوں شاہ رسل رحیق مختوم
چابک قدم بکوہ وحدت — ہرگز بہ از و نگشتہ معلوم

تاریخ وصالِ او خرد گفت رفتہ زجہاں امام معصوم

ذکر در بیان

تجہیز و تکفین حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانیؒ و در بیان واقعاتے کہ بعد دفن آنحضرت روے دادہ اند و ذکر ردِ آفتاب:۔

آنحضرت کے ارتحال کے بعد موسلادھار مینہ برسا۔ اس مینہ برستے ہی میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کو اُسی محل میں غسل دیا گیا۔ جس کے اندر آپ کا وصال ہوا۔ فوت ہوتے وقت بھی آنحضرت مسکرا رہے تھے۔ غسل کے وقت بھی آنجناب کی مبارک لبوں پر تبسم تھا۔ آنحضرت کے غسل کے وقت حاجی عاشور۔ خواجہ عبدالرحمٰن صوفی احمد اور شیخ انور وغیرہ پانی ڈالتے تھے۔ اور بدن مبارک پر ہاتھ سے ملتے تھے۔ لیکن بدن پر کسی قسم کا میل نہ تھا۔ کسی کی نگاہ آنحضرت کے ستر پر نہ پڑی پہلے ناف سے لیکر زانو تک چادر باندھ کر پھر لباس دور کیا۔ آنحضرت کے کفن میں تین سفید چادریں تھیں۔ لفافہ۔ تہ بند۔ اور قمیص۔ قمیص کندھوں پر سے پھاڑی ہوئی تھی۔ پھر نعش مبارک اٹھا علین بارش میں نماز کے لئے لیگئے ÷

کہتے ہیں جس وقت آنجناب کا جنازہ اُٹھایا گیا۔ تمام چھوٹے بڑوں امیروں بادشاہوں اور وضیع وشریف نے گریبان چاک کئے۔ سر پاؤں سے ننگے سر پیٹتے تھے۔ بسبب کثرت گریہ وزاری اور شور وفغاں زمین وزمان میں تھلکہ مچ گیا تھا بعض تو شدت غم سے بیہوش ہوگئے تھے۔ جنہیں اپنے آپ کا ہوش بھی نہ تھا۔ مردے کی طرح پڑے تھے۔ بعض مرغ نیم بسمل کی طرح بارش کے کیچڑ میں تڑپ رہے تھے۔ بعض درد والم کی وجہ سے حواس باختہ ہو کر دیوانہ وار جنگل میں نکل گئے۔ بعض قطب عالم قیوم زمان کے حادثہ سے بنات النعش اور فرقدان کی طرح منفرق اور پراگندہ ہوگئے۔ اس حادثہ کی کیفیت خارج از بیان ہے۔ شائد ایسا سخت ماتم اس سے پیشتر کبھی نہ ہوا۔ اگرچہ مشائخ کا ماتم سخت ہوتا ہے۔ لیکن خلقت کا اس قدر ہجوم اور ان کی اس قدر بے قراری کبھی نہیں ہوئی۔ ظن غالب ہے کہ آیندہ بھی کبھی ایسا نہ ہوگا شیخ عبدالاحد نے اس ماتم

کے احوال کا ایک شمہ حسب ذیل نظم میں بیان کیا ہے ؎

ازیں زندانِ فانی در گذشتہ　　شہے کیں نہ طبق را بود سرپوش
غریو از ششجہت برخاست آندم　　کہ مرغ گلشن حق گشتہ خاموش
ز داغ غم بہ صحرا رو نہادہ　　چو لالہ نازنینان خانہ بردوش
جہاں را آتش اندر خرمن افگند　　خود اندر خلوت وصلش ہم آغوش
بساکیں خانماں بر باد دادہ　　بساکیں رفتہ رفتہ رفتہ از ہوش
پے تابوت آں قطب زمانہ　　چو رعد نعرہ زن احباب در جوش
بنات النعش شد امروز ہیہات　　ہماں مجمع کہ سر این دیدمش دوش
در پیرمغاں بستند افسوس　　کنوں کو رند کو میخانہ کو نوش

کواکب دریہ میں میرے (مصنف) جد امجد تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرتؒ کی نعش مبارک آدمیوں کے کندھوں کے اوپر اوپر خود بخود چلتی تھی۔ لوگ بہتیرا پکڑنا چاہتے لیکن کسی کے ہاتھ نہ آتی۔ قصر معصومی کے شمال کی طرف کے میدان میں جو نہایت وسیع تھا۔ اور جہاں اب عمارات بکثرت ہیں۔ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ صفوں کی لمبائی قلعہ آباد شاہی سے لے کر ملک حیدر آباد تک تھی۔ جن کا باہمی فاصلہ تقریباً دو کوس ہے۔ پھر بھی لوگ تنگ کھڑے تھے۔ بہت سے آنحضرت کی نماز جنازہ کے شرف سے محروم رہ گئے۔ حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت کی نماز جنازہ کی امامت کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اتنے میں بارش بھی تھم گئی۔ مطلع صاف ہو گیا اور سورج نکل آیا۔ ایک ٹکڑا بھی بادل کا آسمان پر دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جہاں پر آنحضرت کی نعش مبارک نماز کے واسطے رکھی گئی وہاں پتھر اور چونے کا ایک چبوترہ بنا دیا۔ اور قبلہ کی طرف بطور مسجد ایک دیوار بنائی۔ اب وہ چبوترہ صندل پورہ کے بازار میں ہے۔ جو عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ بعد ازاں آنحضرت کی نعش مبارک کو لا کر اس زمین میں جو آنحضرت کے قصر کے جنوب کی طرف حضرت مروج الشریعت کی ملکیت ہے۔ دفن کیا گیا۔ آنحضرتؒ کے فرزندوں نے آنجناب کے جسد مبارک کو مرقد میں رکھا۔ جب دفن کر چکے تو ناصر علی شاعر دیدار کے لئے آیا۔ شیخ عبدالاحد نے کہا

ع　بے خبر دیر رسیدی در منزل

اُس نے کہا مخدوم زادہ! یہ مصرع میرا ہے۔ سو میں نے ایسے موقع پر آپ کا نیاز کیا۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کا وصال دوپہر کے وقت ہوا تھا۔ تجہیز و تکفین میں شام کا وقت ہو گیا۔ لوگوں کی نماز عصر قضا ہو گئی۔ حضرت مروج الشریعت نے آسمان کی طرف رخ کر کے حسب ذیل شعر پڑھا ؎

اے فلک آہستہ رَو کارے کہ بر ما کردۂ

ماہِ سیمینِ مرا در خاکِ پنہاں کردۂ

یہ شعر پڑھتے ہی آفتاب پھر نکل آیا لوگوں نے نماز عصر کی ادا کی +

غروب آفتاب کے بعد دوبارہ سورج کا نکلنا اس سے پیشتر دو دفعہ ہوا ہے۔ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد مبارک میں جب کہ آنحضرت ع گھوڑوں کو دیکھ رہے تھے۔ کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ آنحضرت نے خفا ہو کر گھوڑوں کے پر کاٹ دئے۔ چنانچہ گھوڑوں کے زانوؤں پر اب تک نشان قائم ہے۔ اللہ تعالےٰ نے پھر آفتاب نکالا +

دوسرے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے واسطے۔ امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے واسطے کوئی کام کر رہے تھے۔ کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو سورج پھر نکل آیا۔ حضرت علی کرم وجہہٗ نے نماز ادا کی +

تیسرے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت چونکہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اتم و وارث کامل تھے۔ اس واسطے سنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق آنحضرت کی وفات کے بعد آفتاب دوبارہ نکلا +

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے وفات کے دوسرے روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے منکر نکیر کی بابت سوال کیا۔ کہ اُن سے کیونکر معاملہ ہوا فرمایا نہایت خوبصورت فرشتے جو خوبصورتی اور رعنائی میں عدیم المثال تھے۔ نہایت پرتکلف لباس میں میرے پاس آکر نہایت ادب سے کھڑے ہوئے۔ لیکن مجھ سے کوئی سوال نہ کیا۔ ایک گھڑی بیٹھ چلے گئے۔ پھر حضرت مروج الشریعت نے پوچھا کہ کیا پہلی رات

اولیائے اکمل کو قبر میں خفگی ہوتی ہے۔ فرمایا مجھے تو سوائے رحمت اور خوشی کے اور کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ جب میں دنیا سے دارالبقا میں آیا۔ اسی وقت مجھے الہام ہؤا۔ کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر مجھے اختیار دیا گیا۔ کہ چاہو تو گھر چلے جاؤ۔ سو اگر میں چاہوں تو تمہارے ساتھ اس طرح گھر چلا جاؤں جیسا بحالت زندگی جایا کرتا تھا۔ لیکن ایسا کرنے سے امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فتنہ عظیم پیدا ہونیکا اندیشہ ہے۔ کیونکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہؤا +

حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ وصال کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مجھ پر ظاہر ہوئے۔ میں نے پوچھا۔ کہ کارخانہ خدائی کی کیفیت آنجناب نے کیا دیکھی فرمایا تمام کارخانہ الٰہی میں سوائے رحمت کے اور مجھے کچھ نہیں ملا! ایک روز حضرت مروج الشریعت رح اپنے والد بزرگوار کے فراق میں آنحضرت کے روضہ منورہ میں جاکر روتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے ؎

بگرد روضہ ات گشتیم گستاخ ... دلم چوں پنجرہ سوراخ سوراخ

بعد ازاں روضہ مبارک کو کھولکر اندر گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں روضہ میں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت کی قبر شق ہوگئی ہے اور قبر سے نکل کر مجھ سے بغل گیر ہوئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تم اس قدر غمگین کیوں ہو۔ اگر کہو تو میں ابھی تمہارے ساتھ گھر چلا جاؤں۔ لیکن ایسا کرنے سے امت محمدیؐ میں فساد برپا ہوگا اس واقعہ کے بعد مجھے تسلی ہوئی۔ یہ واقعہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے۔

حضرت مروج الشریعت فرماتے ہیں کہ میں ایک روز آنحضرت رضی اللہ تعالٰے عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے گیا۔ جب اندر گیا تو دیکھا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ قبر پر سوار ہیں اور فرمارہے ہیں "الانبیاء یمیلون الیّ والاولیاء یقبلون اقدامی" انبیا میری طرف مائل ہیں اور اولیا میرے قدم چومتے ہیں۔ یہ معاملہ بھی میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے +

حضرت محمد اشرف فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں بیٹھا تھا کہ آنحضرت نے روضہ مبارک سے نکل کر روضہ مبارک کے محراب میں پڑے ہوئے کوزوں کے پانی پر دم کرکے فرمایا کہ یہ فلاں فلاں مریض کو

دے دو۔ اگر پئینگے تو شفا پائینگے۔ صبح میں نے وہ کوزے مریضوں کو بھیجے اور خوشخبری سنائی۔ انہوں نے پانی پیا۔ تو پیتے ہی انہوں نے کامل شفا پائی۔ اُس روز سے لوگ پانی کے کوزے بھر کر روضہ مبارک کے محراب میں رات کے وقت رکھ دیتے۔ صبح وہ پانی مریضوں کو پلاتے۔ مشہور ہے کہ آنحضرتؒ ہر رات ان کوزوں پر دم کرتے ہیں +

شیخ عبدالاحد نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اپنے بیاض میں دس سوال لکھ کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجے آنحضرتؓ نے ان میں سے نو کا جواب لکھا۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ جناب نے نو سوالوں کا جواب لکھا ایک کا نہیں لکھا۔ تو آنحضرتؓ نے فرمایا کہ غلطی سے رہ گیا ہے۔ بیاض بھیج دینا اسے بھی لکھ دونگا۔ بیاض کے بھیجنے کا اتفاق نہ ہوا۔ کہ اتنے میں آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ تو شیخ صاحب مُنہ دیکھتے ہی رہ گئے۔ سخت افسوس ہوا۔ آنحضرت کی طرف متوجہ ہو کر التجا کی۔ کہ اس دسویں سوال کا جواب مطلوب ہے۔ ایک رات آنحضرت کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ عبدالاحد! مَیں نے اب تمہارے دسویں سوال کا جواب لکھ دیا ہے۔ اپنے بیاض میں دیکھو۔ جب صبح کو دیکھا تو بیاض میں دسویں سوال کا جواب بھی اسی قلم سے لکھا تھا۔ جس سے پہلی نو کے جواب لکھے تھے شیخ صاحب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ لوگوں میں یہ واقع عام طور پر مشہور ہو گیا۔ آنحضرت کے ایک امیر مخصوص مرید کئی ہزار اشرفیاں بطور نیاز شیخ صاحب کی خدمت میں لایا کہ وہ بیاض جس میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دستخط ہیں مجھے عنایت فرما دیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ اگر تمام دنیا مجھے دو گے تو بھی مَیں آنحضرت کے دستخط نہیں دونگا۔ پھر وہ حضرت شیخ سیف الدین کی خدمت میں گیا۔ جو آنحضرت کے ہمراہیوں میں سے تھے حضرت شیخ نے خود آ کر بیاض شیخ صاحب کے حوالے کیا +

شیخ محمد تقی سعیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَیں شاہجہان آباد میں بادشاہ کے پاس سے اٹھ کر ابھی آیا ہی ہوں۔ کہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ حضرت قیوم ثانی رضؓ کا وصال ہو گیا ہے۔ اور وہی وقت تھا جب سرہند میں آنحضرت کا وصال ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے وہ خبر دینے والا شخص فرشتہ تھا۔ میں یہ خبر سُن کر گھبرایا ہوا

بادشاہ کے پاس گیا - اور اطلاع دی - بادشاہ نے کہا میرے آدمی کوس بکوس بیٹھے ہیں اگر ایسا ہوتا تو پہلے مجھے اطلاع ہوتی - رات کے وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر بادشاہ کو پہنچی - بادشاہ کی زبان سے بے اختیار نکلا "نور عالم بر رفت" جہان کا نور جاتا رہا "عالم تاریک شد" جہان سیاہ ہو گیا - دونوں ہی سے آنحضرت کی تاریخ وفات نکلتی ہے - بادشاہ آنحضرت کی ماتم پرسی کے لئے سرہند آیا - پہلے آنحضرت کے روضہ مبارک پر فاتحہ پڑھا - بعد ازاں آنحضرت کے فرزندوں کے پاس جُدا جُدا ماتم پرسی کی - فرزندوں نے قطب الاقطابی اور ولیعہدی کا دعوےٰ کیا - کیونکہ آنحضرت نے حضرت حجت اللہ کو خلوت میں قیومیت اور قطبیت کی خوشخبری دی تھی - اس واسطے بھائیوں میں اختلاف ہوا - مناظرہ اور مذاکرہ کی نوبت پہنچی - آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جو جو آدمی اپنی زندگی میں اپنے فرزندوں کو سپرد کئے تھے - وہ انہیں قطب الاقطاب اور آنحضرت کا قائم مقام مانتے تھے - آنحضرت کے مرید اور خلفا جو جہان کے اطراف وجوانب میں پھیلے ہوئے تھے - سب آنحضرت کے فاتحہ اور ماتم پرسی کے لئے تمام ملکوں کے بادشاہوں نے مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک جو آنحضرت کے مرید تھے اپنے اپنے وکلاء کو معہ تحف و ہدایا نیاز تعزیت اور فاتحہ کے واسطے سرہند بھیجے - ہزارہا امیر بادشاہ خان - بادشاہوں کے وکیل چھوٹے بڑے - بوڑھے - جوان فاتحہ کے واسطے آتے تھے - جس جس فرزند کے ماتحت تھے اُسی سے تجدید بیعت کی - کہتے ہیں کہ کئی سال تک آنحضرت کے مرید اور خلفا بادشاہ اور ان کے وکلا آنحضرت کی ماتم پرسی کے لئے آتے رہے ؂

کہتے ہیں کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں اختلاف ہوا - اور مناظرہ عظیم ہوا - تو آنحضرت کے خلیفہ اخون میر محسن سیالکوٹی نے سرہند جانا ترک کیا لوگوں نے اخون صاحب سے وجہ پوچھی کہ آپ سرہند کیوں نہیں جاتے - تو فرمایا وہاں شیروں کی لڑائی ہے میں ڈرتا ہوں کہ کسی شیر سے مجھے تکلیف نہ پہنچ جائے - آنحضرت کے فرزند حضرت حجت اللہ اور حضرت مروج الشریعت دونو اپنے آپ کو قیوم اور قطب کہتے تھے دوسرے چاروں قیومیت کا انکار کرتے تھے - لیکن اپنے آپ کو قطب بتلاتے تھے - آخر حضرت مروج الشریعت اور حضرت محمد اشرف نے حضرت

حجت اللہ کی قیومیت کا اقرار کر لیا۔ ان دونوں بزرگوں کی اولاد حضرت حجت اللہؓ
کی مرید ہوئی۔ اب بھی وہ آنجناب ہی کے مرید ہیں۔ لیکن باقی تین بزرگ تادمِ مرگ
اپنے آپ کو قطب کہتے رہے۔ ان کی اولاد اور ان کے مرید تادمِ حال اسی اعتقاد
پر ہیں۔ لیکن اس بات پر سب متفق ہیں کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے چھیوں فرزند
تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس کتاب کے تیسرے
حصہ میں اس کا حال لکھا جائیگا ؛

ذکر دربیان

بنائے روضۂ منورہ حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی
قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ :-

جہاں پر اب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک ہے وہ جگہ حضرت
مروج الشریعت کی ملکیت تھی۔ جب آنحضرت کا وصال ہوا تو حضرت مروج الشریعت
نے آنحضرت کو اپنی جگہ میں دفن کر کے نہایت عالیشان روضہ بنانا چاہا۔ شاہجہان کی
لڑکی روشن آرا نے عرض کیا کہ یہ سعادت عظمےٰ میں حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ آنجناب
نے اُسے منظور فرمایا۔ اور تعمیر روضہ کا اذن دیا۔ اس پر دہ بیگم نے ایران سے نہایت
اعلےٰ درجے کے معمار اور اُستاد منگائے۔ اس خاتون نے مرید ہونے سے پہلے عجیب
قسم کا محل خواب میں دیکھا تھا۔ جس پر آنحضرت کھڑے تھے وہ محل اسے بڑا دلچسپ
معلوم ہوا۔ اسی کا نقشہ کاغذ پر بنا کر معماروں کو دیا۔ کہ اس قسم کا محل بناؤ۔ پہلے پتھر
اور چونے کا ایک چبوترہ قدِ آدم کے برابر اونچا بنایا مرقد شریف پر جو چبوترہ میں
تھا مٹی ڈالکر چبوترہ کے برابر کر دیا۔ آنحضرت رضؓ نے حضرت مروج الشریعت پر ظاہر
ہو کر فرمایا کہ اس قدر مٹی تم نے میرے سینے پر کیوں رکھی ہے اس کو دور کر دو۔
اسی وقت حضرت مروج الشریعتؒ نے حسب الارشاد صفہ کے درمیان سے جگہ خالی
کرائی۔ اور تہ خانہ میں مرقد اعلےٰ بنایا۔ اس کے مقابلہ میں چبوترے پر بھی ایک
مرقد بنایا پھر اس چبوترے پر نہایت عالیشان محل بنایا۔ جو آئینہ کی طرح چمکتا تھا اور
جو طرح طرح کے نقش و نگار سے منقش تھا۔ چین و فرنگ کے نقوش سے آراستہ تھا۔

اس محل پر سنگِ خام کا نہایت اونچا گنبد بنوایا۔ اس محل کے چاروں کونوں میں چار برج بنائے۔ یہ گنبد اور چاروں برج سنہری بنوائے۔ اس محل کے گرداگرد اونچا چبوترہ بنوایا اس محل کی چاروں طرف چار بڑے محراب بنوائے۔ ہر محراب میں دو حجرے بنوائے۔ محل کے اندر نقاش کا کام بکثرت کیا۔ دیبا کی قسم کے فرش بنوائے۔ بعض نے وعدہ کیا کہ ہم نوبت بنوبت مہیا کرائینگے۔ دروازوں کے پردے شامیانے اور مزار پوش زربفت کے تھے۔ شامیانہ کے لئے اور سامان۔ قبر کے فرش کے لئے پتھر اور عود جلانے کے لئے۔ سونے چاندی کی انگیٹھیاں غرضیکہ ہر قسم کا اعلےٰ سے اعلےٰ شاہانہ سامان وہاں چھوڑا۔ اس قسم کی خوبصورت اور عالیشان عمارت سارے ہندوستان میں نہیں ناعلی سرہندی ؒ نے ایک قصیدہ میں اس روضہ کی بابت لکھا ہے ؎

اے زمین مولد قدسی بنسب وہفت سما	رفعتِ بامِ تو از عالم ایجاد ورا
مغربی روضۂ تو ہست چوں بیت المعمور	گشت فردوس برین مرقدش دہر آرا
مظہر نور خدا ہست مزار ملکوت	مرقد خواجہ کنم نامِ تو باعرش خدا

اپنے دیوان میں جو غزل اس روضہ کی شان میں لکھی ہے اس کا مطلع یہ ہے ؎

در فیض است منشیں از کشاکش ناامید اینجا
برنگ دانہ از ہر قفل مے روید کلید اینجا

اس روضہ کی تاریخ بنا جو دیوار روضہ پر لکھی ہے یہ ہے "مرقد محبوب حق قطب زماں"۔ ایک اور شخص نے یوں تاریخ بنا رکھی ہے۔ "بہشتے بنا شد" ✤

آنحضرت ؓ کے خلیفہ شیخ عطاء اللہ نے اپنے ہاتھ سے نہایت جلی قلم سے جس کا خط تقریباً دو انگل چوڑا ہے قرآن شریف لکھ کر روضہ مبارک میں رکھا ہوا ہے اس قرآن شریف کی جلد کا طول دو گز اور عرض ایک گز ہے ✤

آنحضرت ؓ کے فرزندوں نے اپنے حلقہ اور مراقبہ کے لئے روضہ مبارک کے گرداگرد چھوٹی چھوٹی عمارتیں بنوائی ہیں۔ حضرت مروج الشریعت نے اپنے واسطے مغرب کی طرف روضہ مبارک کے بالمقابل ایک چھوٹا سا محل بنوایا اور حضرت حجۃ اللہ کو دے دیا اور حضرت شیخ سیف الدین نے حضرت مروج الشریعت سے اجازت لیکر مشرق کی طرف محل بنوایا۔ دوسرے فرزندوں نے بھی اپنے اپنے لئے عمارتیں بنوائیں

حضرت مروج الشریعت نے روضہ مبارک کے شمال کی طرف ایک عالیشان مسجد بنوائی۔ اور اُسی مسجد پر اُونچے مینار بنوائے۔ ایک بڑا وسیع حوض لوگوں کے وضو کے واسطے بنوایا۔ روضہ مبارک اور مسجد کی عمارت اس قدر مضبوط بنوائی ہے کہ کئی مرتبہ روضہ مبارک کے گنبد پر بجلی گری۔ لیکن نقصان نہ پہنچا۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ کے وقت میں جب سرہند پر کافر غالب آئے۔ تو کئی ہزار بدکار کافر آنحضرت کے روضہ مبارک پر چڑھ گئے اور گنبد کو گرانا چاہا۔ لیکن نہ گرا سکے۔ تین سو کافر گنبد سے گر کر ہلاک ہوئے۔ مجبور ہوکر روضہ سے بھاگ گئے +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے اندر آٹھ قبریں ہیں۔ (۱) آنحضرت رضی اللہ عنہ کی (۲) حضرت مروج الشریعت کی (۳) حضرت قیوم رابع کے والد ماجد حضرت ابو العلی کی (۴) حضرت محمد اشرف کی (۵) حضرت محمد صبغۃ اللہ کی (۶) میرے (مصنف) دادا حضرت شیخ محمد ہادی کی (۷) حضرت محمد پارسا کے فرزند شیخ الاسلام کی (۸) حضرت محمد پارسا کے پوتے نور معصوم کی۔ یہ تینوں قبریں پانچ قبروں کی پائنتی کی طرف ہیں۔ روضہ مبارک کے باہر چبوترہ کے ایک کونے میں حضرت محمد پارسا کا گنبد ہے۔ حضرت محمد صدیق کا روضہ مبارک آنحضرت کے روضہ منورہ کے شمال کی طرف ہے۔ مسجد کے متقابل حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ کی بلندی اس قدر ہے کہ کئی میلوں سے نظر آتا ہے +

کہتے ہیں کہ اس روضہ منورہ کی عمارت اور سامان فرش فروش پر ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ خرچ ہوا۔ پانچہزار اشرفی گنبدوں پر صرف ہوئیں۔ چالیس ہزار روپیہ مسجد پر خرچ ہوا +

ذکر دوم بیان

اولاد امجاد حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اولاد بے واسطہ میں چھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں جن فرزندان نرینہ کے اسما یہ ہیں:۔

حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ۔ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعت۔ حضرت محمد اشرف۔ حضرت شیخ سیف الدین۔ حضرت شیخ محمد صدیق رضوان اللہ تعالیٰ عنہم۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ان چھ کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ آنجناب کی بیٹیوں کے اسمائے مبارک یہ ہیں۔ امۃ اللہ۔ عائشہ۔ عارفہ۔ عاقلہ۔ صفیہ۔

حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ ۱۰۳۲ھ ہجری کو حضرت مجدد الف ثانی کی زندگی میں پیدا ہوئے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں حضرت قیوم ثانی کو فرمایا کہ محمد معصوم! اس فرزند میں اصلی نور دکھائی دیتا ہے۔ اس کا نام صبغۃ اللہ رکھو۔

میرے (مصنفؒ) قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز میں بھائیوں سمیت بیٹھا تھا۔ کہ حضرت قیوم اول کی حضرت صبغۃ اللہ کو بشارت دینے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ بعض نے کہا اصل سے مراد طینیت ہے۔ بعض نے کہا اصل سے مراد اسماء وصفات کے کمالات عین ہیں۔ اس اثنا میں حضرت صبغۃ اللہ کی سواری آپہنچی۔ لوگوں نے کہا کہ آؤ انہیں سے پوچھ لیں۔ آنحضرت کی خدمت میں آکر اس بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ اصل سے مراد ظلال سے اوپر کے کمالات ہیں۔ جو عین اسماء وصفات سے تعلق رکھتے ہیں۔ سوائے حضرت قیوم ثانی کے اور کسی کو یہ طینیت حاصل نہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ حضرت مجدد الف ثانی رضی کے حضور میں بیمار ہوئے۔ مرض اس قدر غالب آیا کہ زیست کی امید باقی نہ رہی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے اپنے فرزند کی شفا کے بارے میں دعا کے لئے التجا کی۔ تو حضرت قیوم اول رضی نے فرمایا کہ اس فرزند کے بارے میں کچھ فکر نہ کرو۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لئے ہوئے ہے۔ اور ہزارہا مرید اس کے گرد کھڑے ہیں۔ واقعی حضرت مجدد الف ثانی کی خوشخبری جو انہوں نے حضرت صبغۃ اللہ کے بارے میں دی تھی۔ پوری ہوئی۔ حضرت صبغۃ اللہ کی عمر قریباً سو سال کی ہوئی۔ ہزارہا لوگ مرید ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سفر اجمیر سے واپس آئے تو انہیں دیکھ کر فرمایا" السلام علیکم یا صبغۃ اللہ"۔ حضرت

صبغۃ اللہ نے علوم معقول منقول۔ فروع اور اصول انتہائی درجے تک حاصل کیا بعد ازاں والد امجد کی خدمت میں باطنی علم حاصل کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص و کمالات حاصل کئے۔ آنحضرت نے اس فرزند کو ولایت کابل اور غور کی خلافت مطلق دے کر رخصت فرمایا۔ اس ولایت کے تمام چھوٹے بڑے آپ سے رجوع ہوئے ہزارہا آدمی مرید ہوئے۔ آپ کے حلقہ میں ہر صبح و شام ہزارہا آدمی شامل ہوا کرتے تھے +

میرے (مؤلف) حضرت قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ کابل میں ایک روز حضرت صبغۃ اللہ استنجا کر رہے تھے بعد ایک کونے میں پھر رہے تھے۔ ہاتھ میں اسی طرح استنجا کا ڈھیلا تھا۔ اتنے میں ایک فقیر نے آکر سوال کیا۔ آنجناب نے وہی ڈھیلا اُسے عنایت کیا۔ اس فقیر نے کہا کیا آپ مجھے استنجا کا ڈھیلا دیتے ہیں! آنجناب نے ناراض ہو کر فرمایا کہ لے لو۔ اس نے مجبوراً لے لیا۔ جب غور سے دیکھا تو وہ خالص سونا تھا۔ آنحضرت پیٹ کے درد کے وقت چنوں کی روٹی جو سراسر مخالف مرض ہے کھایا کرتے۔ تو پیٹ کا درد رفع ہو جاتا +

ایک روز آپ حقہ پی رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک شخص آپ کی زیارت کے لئے آیا۔ جو حقے کا سخت مخالف تھا۔ لیکن وہ ادب کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکا۔ لیکن آپ نے اس کے خیال سے واقف ہو کر فرمایا۔ کہ دیکھ اس حقہ میں کیا بھرا ہے۔ جب چلم اُلٹ کر دیکھا۔ تو بجائے تمباکو کے چنبیلی کے پھول تھے۔ جن پر آگ کا اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ شخص آنحضرت کا بہت معتقد ہو گیا +

حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تین آدمی افضل تھے۔ ایک حضرت حجۃ اللہ۔ دوم حضرت مروج الشریعت سوم حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ مَیں نے ان میں سے دو کو دیکھا۔ ایک حضرت حجۃ اللہ۔ دوم حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ حضرت صبغۃ اللہ کا وصال ۹۔ ربیع الثانی ۱۱۲۰ھ ہجری جمعہ کے روز عصر کے وقت غلبہ کفار میں شہر سرہند کے اندر ہوا۔ باوجود کفار کے غلبہ کے آنجناب کا جنازہ نہایت بلند آواز سے صلوٰۃ و تکبیرات کہکر ہزارہا مسلمان ساتھ تھے اور بڑی عزت اور دھوم دھام سے حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ مبارک میں لاکر دفن کیا۔ لیکن کافروں نے دم نہ مارا۔ یہ آنحضرت کا تصرف تھا۔ حضرت صبغۃ اللہ کی قبر حضرت

امام معصوم رضی اللہ عنہ کے گنبد میں مغربی دروازہ کے اندر حضرت محمد اشرف کی مرقد کے پہلو میں واقع ہے۔ آپ کی اولاد چار لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں +

شیخ ابوالقاسم - آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ کی عمر حضرت قیوم ثانی کی زندگی میں پچیس سال کی تھی۔ باطن سلوک حضرت قیوم ثانی رض سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ ظاہری علم اپنے والد بزرگوار اور چچوں سے انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔ شیخ ابوالقاسم حضرت محمد صبغۃ اللہ کے سارے فرزندوں سے بڑھکر مقبول و منظور تھے۔ آپ حضرت حجت اللہ کے داماد اور حضرت مروج الشریعت کے متبنٰے اور حضرت محمد اشرف کے شاگرد تھے۔ تمام کتابیں تحصیل کرکے حضرت شیخ سیف الدین کی خانقاہ کے میر سامان ہوئے۔ حضرت محمد صدیق کے ہم عمر تھے ۱۰۸۱ھ ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں چبوترے کے باہر جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ سب سے پہلے قبر جو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں تھی یہ تھی +

کہتے ہیں حضرت مروج الشریعت نے اپنے دست مبارک سے شیخ ابوالقاسم کو قبر میں اُتارا۔ نہایت غمگین ہوئے۔ آنحضرت کے تمام فرزندوں نے آپ کی وفات پر اظہار افسوس کیا۔ آپ دنیا سے لاولد گئے +

شیخ محمد اسمٰعیل - آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ رض کے دوسرے فرزند ہیں آپ پہلے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ کے مرید تھے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں باطنی سلوک طے کرکے خلافت پائی۔ والد بزرگوار نے شیخ محمد اسمٰعیل کو اپنے فرزندوں سے اپنا قائم مقام بنایا۔ اور تمام مریدوں پر خلیفہ مقرر فرمایا۔ ایک سال خود حضرت شیخ کابل میں تشریف لیجاتے تھے اور ایک سال شیخ محمد اسمٰعیل کو اپنا قائم مقام بناکر کابل بھیجتے تھے تمام مریدوں نے آپ سے رجوع کیا۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ کی وفات کے بعد تمام مریدوں نے شیخ محمد اسمٰعیل سے بیعت کی۔ شیخ محمد اسمٰعیل بھی اپنے آباو اجداد کے طریقے پر ثابت قدم رہے۔ آپ حضرت مروج الشریعت کی بیٹی سے منسوب تھے ۱۱۲۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد ذکور چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں +

شیخ محمد صبغۃ اللہ۔ آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے بڑے بیٹے اپنے دادا کے مرید تھے۔ سلوک باطنی بھی انہیں سے حاصل کیا۔ میرے (مصنفؒ) والد ماجد فرماتے تھے۔ کہ شیخ صبغۃ اللہ حضرت حجت اللہ کی اولاد میں سُستے ہیں۔ لڑکپن میں ایک دفعہ آپ بیمار ہوگئے۔ حتےٰ کہ زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ آپ کی والدہ جو حضرت مروج الشریعت کی بیٹی تھیں۔ باپ کے پاس آکر ملتجی ہوئیں۔ آنحضرت نے ظاہر ہوکر اس کا مرض اپنے پر لیا۔ آپ کو شفا ہوئی۔ آنجناب مریض ہوئے اور اسی مرض میں وفات پائی۔ شیخ صبغۃ اللہ ورع تقوےٰ اور استقامت حضرات سرہند سے موصوف تھے لیکن آپ کی اولاد سے کوئی زندہ نہ رہا ✤

شیخ غلام معصوم۔ آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے دوسرے فرزند اپنے دادا کے مرید ہیں۔ سلوک باطنی بھی انہیں سے حاصل کرکے خلافت سے مشرف ہوئے۔ دادا صاحب کے تمام مریدوں نے آپ سے رجوع کیا۔ آج کل حضرت محمد صبغۃ اللہ کے قائم مقام ہیں۔ اور اکثروں کو خلافت بھی عطا فرمائی ہے۔ احمدیہ معصومیہ طریقے پر ثابت قدم ہیں۔ آپ اپنے وقت کے مشہور آدمی تھے۔ آپ کی مشیخیت اس زمانے ابنائے جنس میں ممتاز ہے آپ حضرت قیوم رابع کی بہن اور حضرت ابو العلی کی بیٹی سے منسوب ہیں آپ کے نو لڑکے اور ایک لڑکی تھی ✤

غلام احمد۔ آپ حضرت قیوم رابع کے بھانجے اور شیخ معصوم کے بڑے بیٹے ہیں۔ صالح اور متقی مرد تھے ✤

غلام محمد۔ آپ شیخ غلام معصوم کے دوسرے بیٹے ہیں آپ نے سلوک باطنی باپ سے حاصل کرکے خلافت پائی۔ آپ کو ان کے والد ماجد نے اپنا قائم مقام اور خلیفہ بنایا۔ آپکے سات لڑکے ہیں۔ لیکن اُن کے نام معلوم نہیں۔ آپکے سات اور لڑکے بھی ہیں۔ اُن کے بھی نام معلوم نہیں۔ آپ کی صرف ایک لڑکی ہے جو حضرت شیخ محمد ہادی کے پوتے نور سبحان کی منسوبہ تھیں۔ شیخ محمد اسمٰعیل کی مذکورہ بالا اولاد حضرت مروج الشریعت کی بیٹی سے ہوئی ✤

محمد اسحاق۔ آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے تیسرے فرزند اعلےٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کے طریقہ پر ثابت قدم تھے ✤

عبدالرزاق - آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے چوتھے فرزند اور اپنے باپ کے مرید تھے نہایت صالح اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر مستقل تھے +

شیخ محمد اسمٰعیل کی پانچ لڑکیاں ہیں۔ ایک منور خانم جو شیخ حسام الدین سے منسوب ہے، دوسری منیرہ مخدومہ - تیسری منیرہ جو شیخ کلمۃ اللہ سے منسوب تھی - چوتھی خدیجہ خانم جو محمد فاروق کی منسوب تھی - پانچویں فاطمہ خانم جو محمد معاذ کی منسوبہ تھی +

شیخ اہل اللہ - آپ حضرت صبغۃ اللہ کے تیسرے فرزند نہایت قابل اور نیکو خصال مرد تھے آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے۔ آپ کی اولاد میں سے صرف ایک بیٹی تھی جو شیخ محمد سے منسوب تھی +

شیخ پیر - آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے چوتھے فرزند ہیں اپنے والد ماجد کی خدمت میں باطنی سلوک طے کر کے خلافت پائی - آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر ثابت قدم تھے +

حضرت محمد صبغۃ اللہ کی ایک بیٹی صائمہ شیخ محمد کاظم قدس سرہ سے منسوب تھی دوسری اضیبہ جو نہایت عالمہ اور محدثہ تھیں شیخ محمد کاظم کی منسوبہ تھیں - تیسری عالیہ شیخ محمد موسٰے سے منسوب تھیں - چوتھی ماریہ میر صفا احمد کی منسوبہ تھیں - پانچویں رافعہ جو شیخ عبدالحی کی منسوبہ تھیں - چھٹی باقیہ المشہور بہ ہودنہ بیگم جو شاہ گدا سے منسوب تھیں - ساتویں روشن آرا - جو شیخ محمد برکت اللہ کی منسوبہ تھیں +

صوفی عبدالرشید - آپ حضرت صبغۃ اللہ کے خلیفہ ہیں - سلوک باطنی آنجناب سے حاصل کر کے خلافت پائی - حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس اکثر آیا کرتے تھے - مستقیم الاحوال تھے - شجرہ نقشبندی کو آپ نے منظوم کیا - جس کا مقطع یہ ہے ؎

رشیدی کلب ایشاں را امید است　　　که یابد لقمہ از خوان ایشاں

صوفی عبداللطیف - آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے خلیفہ ہیں طریقہ احمدیہ پر پورے پورے ثابت قدم تھے - بہت لوگوں کو آپ سے فائدہ ہوا +

میرزا شاہ عالم - آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے خلیفہ ہیں - کہتے ہیں آپ نے شیخ غلام معصوم سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی - بہت سے پٹھان آپ کے مرید ہوئے آپ ملک مالوہ میں رہتے تھے - حضرت صبغۃ اللہ کے خلفا بکثرت ہیں کہاں تک ان کے

حالات لکھوں ✤

حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضؓ کے دوسرے فرزند تھے۔ انشاء اللہ تعالےٰ آپ کے حالات اور آپ کے فرزندوں اور خلفا کے حالات اس کتاب کے تیسرے حصہ میں لکھے جائینگے ✤

حضرت امام الطریقت مروج الشریعت خواجہ محمد عبید اللہ رضی اللہ عنہ

کے مجمل حالات

زساز دگر پردہ بنیاد کن	زنقش عبید اللّٰہی یاد کن
طراوت دہ گلشن خاکیاں	معطر کن بزم افلاکیاں
شریعت از دیافت زیب و ذکر	طریقت از یافت تازہ زسر
بدو گفت آں والد نامدار	کہ اے در طریقت شہ کامگار
بقطبیت گر بخواہم سزاست	بقیومیت گر بگویم رواست

آنجناب حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ۲۱۔ شعبان ۱۰۳۴ھ ہجری کو پیدا ہوئے ✤

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی زبانی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مروج الشریعت کی ولادت کے دن فرشتے آسمان سے اُترے جن سے تمام روئے زمین پر ہو گیا۔ فرشتے بحکم خدا یہ آیت پڑھتے تھے۔ جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں وارد ہے "یَوْمَ وَلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا"[۱] اور حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دیتے ہیں ✤

تو ضیحہ میں لکھا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے فرزند محمد عبید اللہ کی ولادت کے روز جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع دوسرے انبیا علیہم السلام تشریف آور ہوئے اور اس فرزند کے دائیں کان میں اذان بائیں میں تکبیر پڑھکر فرمایا کہ یہ فرزند صاحب طینت و اصالت ہے اپنے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا ✤

---

[۱] جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرا اور جس دن اٹھیگا زندہ ہوکر ✤ پ ۱۶ ع ۴

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کا اسم شریف محمد عبید اللہ، لقب بہاؤالدین، اور کنیت ابوالعباس مقرر فرمائی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو آپ سے اس طرح محبت تھی جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے تھی۔ کبھی اُن کے پلنگ کو اپنے سے جدا نہ کیا۔ ایک روز حضرت مروج الشریعت باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اتفاقاً رات ہوگئی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خود دست مبارک سے رقعہ لکھا کہ اے فرزند! جلدی جلدی پہنچو۔ کیونکہ میری طبیعت تمہاری طرف متوجہ ہے۔ دین و دنیا کے کام تمہارے آنے پر موقوف ہیں۔ چونکہ آنحضرت قیوم زمان تھے اس واسطے آپ کے کسی اور طرف متوجہ ہونے سے اہل زمانہ کے کاروبار میں فرق پڑتا تھا حضرت مروج الشریعت خط کے دیکھتے ہی والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت بسبب کثرت محبت اس فرزند کو حضرت جیو صاحب کہا کرتے تھے۔ اسی واسطے حضرت مروج الشریعت کو حضرات سرہند حضرت جیو کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

حضرت صاحب کہ شاہ دلبران است	سراپا دلبراں را دلبر ان است
چو عنصر نہ فلک سرگشتہ او	بہ جسم و روح و عقل اول آن است
نہ علم و حلم او آخر چہ گویم	علی وقت زین عارفان است
ہمہ اسرار علم بندۂ او	عبید اللّٰہش فخر جہان است
حضرت صاحب کہ مہرش در دل من	نہ جسم و جان بل خود جانِ جان است
میان بوستانِ شرع اسلام	خراماں ہمچو سروِ بوستان است
بہارش را خزاں ہرگز مبادا	کہ او سرو رواں و راتس و جان است

حضرت مروج الشریعت کی والدہ ماجدہ فرماتی تھیں کہ مجھ پر حضرت جیو صاحب کا احسان کلی ہے کیونکہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے ان کی ولادت کے بعد مجھے فرمایا کہ تو نے ایسا بچہ جنا ہے کہ آئندہ تمہاری زندگی میں میں اور کسی عورت سے نکاح نہیں کرونگا۔ ایک لونڈی جو اس سے پہلے موجود تھی اُسے بھی جواب دے دیا۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا تھا کہ تیرے فرزند میری طرح ہونگے۔ ان فرزندوں سے مراد محمد نقشبند اور

محمد عبید اللہ ہیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت کو طینت واصالت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشخبری دی تھی۔ نیز آنحضرت اس فرزند کو فرماتے تھے۔ کہ تم میرے ساتھ برابر جاتے ہو۔ بیچ کی انگلی سبابہ سے اشارہ کر کے فرماتے تھے۔ کہ میرا اور تیرا عروج برابر ہے اور میرا اور تیرا نزول علام صرف کے نقطہ میں ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت جیو صاحب کو خاص حضور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری دی ٭

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب کبھی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ وہاں پہلے ہی مروج الشریعت کو موجود پاتا ہوں

ذکر در بیان

نشستن حضرت جیو صاحب خواجہ محمد عبید اللہ بر مسند ارشاد و رجوع کردن اصاغر و اکابر عالم بخدمت آنحضرت و خطاب یافتن حضرت مروج الشریعت و بیان سال اول ارشاد آنحضرت رضی اللہ عنہ :۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت جیو صاحب نے سوموار کے روز ۱۱۔ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ ہجری کو مسند ارشاد پر جلوس فرمایا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے اکثر مریدوں اور خلفا نے آنحضرت سے بیعت کی۔ بہت سے بڑے بڑے علما اور مشائخ نے اپنی مشیخیت ترک کر کے آنحضرت کے حلقہ مریدی میں داخل ہوئے ہر روز گروہا گروہ خلقت اطراف وجوانب عالم سے آنجناب کی خدمت میں آکر مرید ہوتی تھی۔ اور اس قدر ہجوم ہوتا۔ کہ مراقبہ کے لئے بیٹھنے کے واسطے جگہ نہ ملتی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے جس خلیفہ نے آپ سے بیعت کی۔ وہ شیخ ابوالمظفر برہانپوری تھے۔ بعد ازاں باقی کے مرید اور خلفا بھی حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے خلفائے معصومی کو از سر نو خلافت عنایت فرمائی۔ اور باقی مریدوں کو اپنی طرف سے خلافت عنایت کر کے روئے زمین کے مختلف حصّوں میں بھیج دیا۔ جہاں جہاں آنجناب کے خلفا گئے۔ ہزارہا آدمی ان کے مرید ہوئے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خانقاہ کی رونق و طراوت حضرت جیو صاحب سے بدستور قائم رہی۔ اور آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے نائب مناب اور قائم مقام بنے

۵ عبید اللہ شاہِ اولیا بود ... ہمیں فرزند قیومِ زماں بود
زمعصوم ازل محبوبیت یافت ... زنورِ فیض بر عالم ازاں تافت
جبینش از اصالت گشتہ پرنور ... چو در مصحف نمایاں آیتے نور
زہر جامش جہان مست و مدہوش ... بہر کشور زفیض جوش در جوش

حضرت جیو صاحب کے چچا کے بیٹے شیخ سعد الدین شیخ عبد الاحد اور شیخ خلیل اللہ آپ کے مرید ہوئے۔ شیخ سعد الدینؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں۔ کہ محمد عبید اللہ قرب الٰہی میں میری طرح ہیں۔ جو شخص میرے خاص کمالات حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے لازم ہے کہ محمد عبید اللہ سے رجوع کرے۔ صبح آکر آنجناب کا میں مرید ہو گیا۔ شیخ عبد الاحد کو قدیم سے حضرت جیو صاحب سے خصوصیت تھی۔ جیسا کہ پنتیسویں سال قیومیت میں بیان ہو چکا ہے۔ سو وہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت جیو صاحبؒ کے حلقہ مراقبہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب کبھی میں آنجناب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تو حضرت امام معصومؒ اور حضرت جیو صاحبؒ کو کمالات الٰہی میں یکساں دیکھتا ہوں +

شیخ خلیل اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت قیوم ثانی رضؓ سے پوچھا کہ آنجناب کے بعد بھی کوئی صاحب طینت اصالت ہے یا نہیں فرمایا میرے فرزند محمد معصوم عبید اللہ میں طینت اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور وہ میرا قائم مقام ہے۔ میں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت جیو صاحب سے رجوع کیا جس قسم کا فیض حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کرتا تھا اسی طرح کا حضرت جیو صاحب سے حاصل کیا +

میں (مصنفؒ) نے شیخ خلیل اللہ کی زبانی سنا ہے جو فرماتے تھے کہ اگر حضرت صاحب زندہ ہوتے تو میں کسی اور کی طرف رجوع نہ کرتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کی اکثر اولاد نے باطنی رجوع حضرت سے کیا۔ اور فیض حاصل کیا حتےٰ کہ حضرت امام معصومؒ کے فرزندوں نے بھی آنحضرت کے کمالات کا اقرار کیا +

میرے (مصنفؒ) جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت

شیخ سیف الدین کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ حضرت شیخ نے فرمایا۔ کہ کیا حضرت قیوم ثانی رضؓ
کے بعد کسی کو بھی طینت و اصالت حاصل ہے۔ میں نے کہا حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت
کو طینت و اصالت حاصل ہے پھر حضرت شیخ نے پوچھا۔ یہ کیونکر معلوم ہوا۔ میں نے
کہا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت کو طینت کی خوشخبری
دی ہے۔ حضرت صاحب نے اس خوشخبری کو اپنے دست مبارک سے لکھا ہے
اگر آپ اپنے بھائی کے دستخط پہچان سکتے ہیں تو میں لاؤں۔ فرمایا ہاں پہچانتا ہوں۔
وہ کاغذ لاؤ۔ دوسرے روز وہ کاغذ میں لایا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ فلاں روز حضرت
قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری دی
ہے اور بعض اعضا بھی منور فرمائے "اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ"۔ جب حضرت
شیخ نے اس کاغذ کو دیکھا۔ تو مطالعہ کے بعد فرمایا کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے بعد
شیخین مکرمین اس لائق ہیں کہ انہیں طینت و اصالت حاصل ہو۔ ان شیخین سے
مراد حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت ہیں۔ اس سال حق تعالےٰ نے حضرت صاحب
کو مروج الشریعت کا خطاب دیا۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایک روز میں فجر کی نماز کے بعد مراقبہ
کئے بیٹھا تھا کہ ایک باغ دکھائی دیا جس میں دو محل ہیں۔ ایک چھوٹا دوسرا اونچا
میں نیچے کے محل میں بیٹھ گیا۔ کہ اچانک مجھے اونچے محل میں لے گیا۔ الہام ہوا۔
کہ تجھے تمہارے محل سے تمہارے جد امجد کے محل میں پہنچایا گیا ہے۔ جد امجد سے
مراد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ یعنی حضرت صاحب کے کمالات
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات کی طرح ہیں۔ بعد ازاں الہام ہوا
کہ تمہیں مروج الشریعت کا خطاب دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت صاحب لکھتے ہیں
کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ تم مروج الشریعت ہو۔

ذکر دربیان

سال دوم ارشاد حضرت مروج الشریعت و بنا مسجد کہ در روضۂ
منورہ حضرت ایشاں است و بیان دیگر وقائع و قضایا کہ واقع شد

اِس سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا۔ آنجناب کے ہر ایک مرید و مخلص نے اپنے حسب مقدور اس سفر کی تیاری کے لئے روپیہ بطور ہدیہ و نذر پیش کیا۔ اتفاقاً بعض وجوہات سے سفر کا ارادہ ملتوی ہو گیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ روپیہ سفر حج کے واسطے جمع کیا ہوا ہے۔ یہ روپیہ اپنے مصرف میں نہیں لانا چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ اس روپیہ سے ایک مسجد بنوائی جائے۔ حکم دیا کہ روضہ مبارک کے شمال کی طرف ایک عالیشان مسجد بنائیں۔ تھوڑے عرصہ میں اینٹ پتھر اور چونے کی نہایت خوبصورت اور عالیشان مسجد بنکر تیار ہو گئی۔ دیواریں اور محراب پکے کے بنائے گئے۔ دو نو طرف دو اونچے مینار اور تین بڑے گنبد اس مسجد پر بنائے۔ اور ان کے اندر بیل بوٹے کا نہایت عجیب و غریب کام کروایا۔ مسجد کے شمال کی طرف ساٹھ گز مربع ایک حوض بنوایا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد قدیم حوض کو بند کیا گیا۔ اور ایک اور عمارت بنوائی گئی۔ اور مسجد کے جنوب کی طرف روضہ مبارک اور محل کے مابین حوض مقرر کیا۔

اسی سال حضرت مروج الشریعتؓ حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی دوسری شادی کے لئے آنجناب کے ساتھ کابل تشریف لے گئے۔ اس سفر میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تین فرزند ہمراہ تھے۔ یعنی حضرت حجۃ اللہؓ۔ حضرت مروج الشریعتؓ اور حضرت محمد صدیق۔ حضرت مروج الشریعت کا یہ طریقہ تھا۔ کہ اپنے خاص مریدوں سمیت آدھی رات کو سفر کرتے اور صبح ہوتے منزل پر پہنچ جاتے۔ باقی کے ہمراہی فجر کے وقت روانہ ہو کر دوپہر کو منزل پر پہنچتے۔ اثنائے راہ میں ایک رات ایک خرقہ پوش نے آکر سلام کیا۔ اور کہا کہ آپ نے کابل میں مجھ سے ایک ہزار روپیہ قرض لیا تھا۔ اب ادا کر دیں۔ آنحضرت نے فرمایا میں تو کبھی کابل نہیں گیا۔ اور نہ تیری صورت کا آشنا ہوں۔ اسنے کہا ضرور بالضرور آپ ہی نے مجھ سے لئے ہیں۔ آنجنابؓ نے فرمایا۔ اگر ہزار روپیہ لینا چاہتے ہو۔ تو منزل پر اتر کر دینگے۔ اس نے کہا میں ایک قدم آگے نہیں جانے دونگا۔ اسی جگہ لونگا۔ آنحضرت ازراہ خُلق وہیں کھڑے ہو گئے۔ اور ایک شخص کو پیچھے بھیجا کہ ہزار روپیہ لے آؤ۔ جب روپیہ لایا گیا۔ تو اس مکار نے روپیہ لینے کے بعد کہا۔ جب آپ نے مجھ سے قرض لیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کا وزن

اس سے زیادہ تھا یا کم اگر کم و بیش ہے۔ تو میں نے بخشا۔ اور روپیہ مجھے بخشو حضرت صاحب نے مسکرا کر فرمایا میں نے بخش دیا۔ بعد ازاں آدمیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس مرد نے اپنی عاقبت کو بھی پاک کر لیا ہے +

اِسی سفر کی اثنا میں ایک روز فجر کی نماز کے بعد مراقبہ کیا اور فرمایا کہ لوح محفوظ مجھ پر منکشف ہوئی۔ وہاں میں نے لکھا دیکھا۔ کہ محمد معصوم صدیق ولی۔ ایک شخص نے کہا۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ محمد معصوم ولی صادق ہے۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد میرے بھائی محمد صدیق ہیں +

حاجی عبید اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مروج الشریعت حضرت حجۃ اللہ کا نکاح پشاور میں کر کے واپس لاہور پہنچے تھے۔ کہ خوارزم کے مشہور شیخ شیخ عبدالرحمٰن خوارزمی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ انہوں نے کہا مرید ہونے کا سبب یہ ہے کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک جنگل میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور اُن کے گرداگرد ہزار ہا آدمی کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں۔ اور یہ گرد و نواح کھڑے ہوئے کون ہیں کہا یہ بزرگ محمد عبید اللہ مروج الشریعت ہیں۔ اور یہ لوگ شریعت اور طریقت کے رکن ہیں۔ جنہیں حق تعالےٰ نے ان کی تابع کیا ہے۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد آنحضرت کی زیارت کا شوق از حد ہوا۔ جس کے بے قرار ہو کر سفر ہند کا ارادہ کیا۔ جب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا۔ تو خواب وہ الانظارہ دیکھا +

شیخ عبدالرحمٰن آنحضرت رضؓ کے بڑے خلفا سے ہیں جب تینوں بھائی سرہند میں آئے۔ تو حضرت صاحب اور حضرت محمد صدیق کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں۔ دونو کو حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں لایا گیا۔ کہ اپنی نسل کو پہچانتے ہیں یا نہیں آنحضرت رضؓ نے اپنی لڑکی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ یہ ہماری بیٹی ہے۔ اُس کا نام حسن النسا مقرر کیا +

ذکر در بیان

سال سوم ارشاد حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ طلبیدن آنحضرت

(اسلطان عالمگیر و اباکردن آنجناب از رفتن و بیان دیگر قضایا:-

پہلے بیان ہوچکا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے سلطان عالمگیر کو حضرت شیخ سیف الدین کے حوالے کیا۔ ان دنوں حضرت شیخ بعض دشمنوں کے کہنے سے بادشاہ سے ناراض ہو گئے۔ حالانکہ بادشاہ محض بے قصور تھا۔ بادشاہ نے بہتیرا کہا کہ کسی نے میری طرف سے محض جھوٹ آپ کی خدمت میں کہا ہے۔ لیکن حضرت شیخ نے بادشاہ کی طرف ذرا توجہ نہ کی۔ بادشاہ اس بات سے بہت گھبرایا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے باطن کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک رات آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ میرا فرزند محمد عبید اللہ صاحب طینت و اصالت ہے اور قرب الٰہی میں میرے برابر ہے جاکر اس کے مرید ہو جاؤ۔ بادشاہ یہ خواب دیکھ کر نہایت خوش ہوا۔ اپنے ہاتھ سے ایک عرضی حضرت مروج الشریعتؓ کی خدمت میں لکھی۔ کہ آنجناب کی ملازمت کا اشتیاق حد سے زیادہ ہے۔ طبیعت بے اختیار چاہتی کہ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوؤں لیکن بعض امور کی وجہ سے میرا وہاں آنا نہیں ہوسکتا۔ اگر آنجناب از راہ کرم اس طرف قدم رنجہ فرمائیں۔ تو بہت لوگ گرداب ضلالت سے نکل کر ساحل نجات پر پہنچیں گے اور مذکورہ بالا خواب عرضی میں لکھ دیا۔ آنجناب نے اس عرضی کے جواب میں لکھا کہ میرا شاہ جہان آباد آنا سخت مشکل ہے۔ ہم دعائے غائبانہ میں جو سریع الاثر ہے مشغول ہیں۔ بادشاہ نے دوبارہ آنحضرت کی طلب کے لئے عرضی لکھی۔ آنجنابؓ نے بھی ویسا ہی جواب لکھا حتیٰ کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے چودہ خط لکھے۔ لیکن ایک بھی مفید نہ پڑا۔ آنجناب نے بادشاہ کے پاس جانا منظور نہ فرمایا +

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دنوں ایک رات عشا کی نماز کے بعد حضرت حجۃ اللہؓ اور مروج الشریعتؓ بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ میں نے دونو بزرگوں کی دعوت کی ہے۔ میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلو۔ دونو صاحبوں نے سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق دعوت قبول فرمائی۔ اور اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ لوگوں نے اس سے گھر کا پتہ پوچھا۔ کہا پاس ہی ہے۔ دونو بزرگ پیادہ پا ہوئے۔ اُس نے پھر عرض کیا۔ کہ مجھ میں اتنے آدمیوں کو کھانا کھلانے کی طاقت نہیں۔ آپ دونو بھائی اکیلے تشریف لے چلو۔ حضرت مروج الشریعت نے تمام یاروں کو

رخصت کیا۔ جب تھوڑا راستہ طے کر چکے تو پوچھا کہ تمہارا گھر کہاں ہے کہا۔ آپ کے سامنے۔ حتیٰ کہ شہر کے باہر ایک جھونپڑی میں لے گیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں سخت درد تھا۔ راستہ چلنے کے باعث اور بھی زیادہ تکلیف ہوئی۔ وہ شخص تھوڑی سی کھچڑی جو ایک آدمی کی خوراک کا تیسرا حصہ تھی لایا۔ جسے دونو بھائی کھا کر واپس آئے۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ یہ دعوت کرنے والا وہی شخص ہے۔ جس کی سفارش آنجناب نے بادشاہ سے کئی مرتبہ کی۔ جب کہ بادشاہ سرہند میں آیا۔ جب اس کے کام میں ذرا دیر ہوتی۔ تو وہ دعوت یاد دلاتا +

انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل تشریف لے گئے۔ حضرت مروج الشریعت بھی بھائی کے ساتھ گئے۔ جب ستلج پار ہوئے۔ تو حضرت کو تپ دق کا عارضہ ہوا۔ آنجناب وہیں سے سرہند میں واپس آگئے۔ اس مرض کا اس قدر غلبہ ہوگیا۔ کہ اسی آزار سے آپکا وصال ہوگیا +

اسی سال شیخ شاہ محمد حضرت مروج الشریعت کے مرید ہوئے۔ آپکے مرید ہونیکا سبب یہ ہؤا۔ کہ ایک رات جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور حضرت مروج الشریعت تمام امت کے احوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں۔ اور اہل دنیا کے کام سرانجام کروا رہے ہیں۔ اس نے بھی اپنے مقصد کو ظاہر کیا۔ آنجناب نے اس کا کام بھی درست کرایا۔ اور فرمایا تو فلاں وزیر ہمارے پاس آئیگا۔ تو تمہارے دوسرے کام بھی ٹھیک ٹھاک کردونگا۔ اس خواب کے دوسرے روز میں نے آنحضرت کی زیارت کا ارادہ کیا۔ حاضر خدمت ہوکر مرید ہوا۔ حضرت مروج الشریعت نے اُسے کچھ عرصہ اپنے پاس رکھ کر خلافت دیکر رخصت کیا +

ذکر دربیان

سال چہارم ارشاد حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ تشریف بردن آنحضرت از سرہند بہ شاہجہان آباد و مرید شدن سلطان عالمگیر وبیان دیگر واقعاتے کہ رو دادہ اند:۔

اس سال خراسان اور ماوراء النہر کے بہت سے لوگ آکر حضرت مروج الشریعت کے

مرید ہوئے۔ ان کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ بخارا کے جید عالم خواجہ ابراہیم خراسانی نے خواب میں دیکھا۔ کہ بہت سے لوگ ایک بڑے وسیع دریا کے کنارے کھڑے ہیں۔ لیکن گذرنے کا کوئی رستہ نہیں ملتا۔ اتنے میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہوا ظاہر ہوا۔ دریا بیچ میں سے پھٹ گیا۔ اور اس مرد خدا کو رستہ دے دیا۔ وہ کھڑے ہوئے لوگ سب اس کے پیچھے ہوئے۔ ایک شخص نے منادی کی۔ کہ جو شخص دریا پار ہونا چاہتا ہے وہ آئے۔ اور اس عزیز کے پیچھے دریا پار ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس مرد بزرگ کی خاطر دریا پھاڑ دیا ہے۔ بہت سے آدمی اس بزرگ کے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب پار ہو گئے تو دریا کا پانی پھر مل گیا۔ خواجہ صاحب نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ مرد خدا کون ہے؟ کہا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعت رضی اللہ عنہ ہیں حق تعالےٰ نے انہیں باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ اور طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عنایت فرمائی ہے۔ دوسرے روز خواجہ آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ خواجہ صاحب خراسان اور ماوراء النہر میں نہایت معتبر تھے۔ اس لئے بہت سے لوگ آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ شیخ حبیب اللہ بخاری نے بھی ان کے ہاتھ ایک عرضی معہ تحف و ہدایا حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں بھیجی۔ جب وہ لوگ سرہند پہنچے۔ آنجناب نے اُن پر بہت مہربانی کر کے انہیں مرید کیا۔ اور خواجہ ابراہیم کو عرصہ اپنے پاس رکھ کر خلافت عنایت فرمائی۔

اسی سال حضرت حجۃ اللہ نے کابل سے ایک خط آنجناب کی خدمت میں لکھا جس میں اپنی قیومیت کا اظہار کیا۔ آنحضرت رضؓ نے اس خط کو جمعہ کی نماز کے بعد جب کہ تمام وضیع و شریف موجود تھے۔ بلند آواز سے پڑھا۔ اور فرمایا کہ سب سے پہلے خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کی قیومیت کو میں تسلیم کرتا ہوں۔ سبحان اللہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا انصاف دیکھو۔ کہ باوجود ان کمالات کے حضرت حجۃ اللہؓ کی قیومیت کے مقر ہوئے۔

اسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ پر مرض کا بہت غلبہ ہوا۔ بادشاہ نے پھر آنحضرت کی خدمت میں عرضی بھیجی۔ کہ اس تپ دق کے مرض میں سیر کرنا بہت مفید ہے۔

اگر بطور سیر اس طرف تشریف لائیں۔ تو یہاں اس مرض کا علاج بھی عمدہ طور پر کیا
جائیگا۔ لیکن آنجنابؒ نے شاہجہان آباد جانا منظور نہ فرمایا۔ بادشاہ نے اسی مضمون کا
ایک خط حضرت مروج الشریعت کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں ارسال کیا۔ کہ آنجناب کو
یہاں بھیج دیں۔ چونکہ والدہ صاحبہ تیمارداری میں مشغول تھیں۔ دل میں خیال آیا کہ
شائد اسی طرح ہی مرض زائل ہو جائے۔ اپنے فرزند (حضرت مروج الشریعت) کو فرمایا کہ
شاہجہان آباد چلے جاؤ۔ حضرت صاحب والدہ صاحبہ کے فرمان سے مجبور ہو کر
شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بادشاہ کو حضرت مروج الشریعت
کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو ارکان سلطنت کو معہ شاہزادہ معظم بہادر شاہ آنحضرتؒ کی
استقبال کے لئے بھیجا۔ خود بھی بارہ میل تک استقبال کے لئے گیا۔ اور بڑی تعظیم و
تکریم سے شہر میں لایا۔ اور خاص قلعہ میں اپنے محل کے قریب فروکش کیا۔ آنحضرتؒ سے
تجدید بیعت اور اخذ فیض کیا۔ جب حضرت صاحبؒ نے بادشاہ کو القائے نسبت
اور توجہ باطنی سے مشرف فرمایا۔ تو بادشاہ کے دل کی کیفیت دگرگوں ہوگئی۔ توجہ لینے
کے بعد بادشاہ نے کہا کہ مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی ہے۔ جسے میں بیان نہیں
کر سکتا۔ یہ حالت کبھی کبھی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے وقت مجھ پر طاری
ہوتی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ آج آسمان تلے آپ جیسا کوئی نہیں۔ آنجنابؒ نے
فرمایا۔ کہ اگر میرے بڑے بھائی حجۃ اللہ سے توجہ لو۔ تو ان حالات سے بھی زیادہ
ترقی کرو۔ اس روز سے بادشاہ کو حضرت حجۃ اللہ کی زیارت کا بہت شوق ہوگیا
صبح شام آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر رہتا۔ صبح شام آپ کے حلقہ میں ہزارہا
آدمی حاضر ہوتے تھے۔ تمام شاہی آدمیوں۔ ارکان سلطنت اور وضیع و شریف نے
حضرت مروج الشریعت سے بیعت کی۔ اور آنجناب کے مرید ہو گئے۔ ایک روز آنحضرت
شاہجہان آباد میں اشراق کی نماز کے بعد مسجد چوبین سے جو کہ قلعہ کے اندر ہے محل کے
اندر چلے گئے۔ اس اثنا میں ایک فقیر سر پاؤں سے ننگا بدن کو آلودہ کئے ہوئے
آیا۔ اور آنجناب سے بڑے زور سے بغلگیر ہوا۔ لوگوں نے اسے دور کرنا چاہا۔ لیکن
آنحضرت نے تاکیداً لوگوں کو منع فرمایا۔ وہ فقیر دیر تک پکڑے کھڑا رہا۔ پھر چھوڑا
کسی نے معلوم نہ کیا۔ کہ وہ کون تھا۔ میرے (مصنفؒ) قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ وہ

فرشتہ آزمائش تھا +

شاہزادہ عظیم شاہ کی بیگم حضرت مروج الشریعت رضؓ کی مرید تھی۔ آنحضرت رضؓ کی زیارت کے لئے آئی۔ اور چند روز رہکر گھر چلی آئی۔ شاہزادہ نے اس سے پوچھا اتنے دن کہاں رہی ہو۔ اُس نے کہا۔ میں اپنے پیر کی زیارت کے لئے گئی ہوئی تھی۔ شاہزادہ نے کہا وہ ہمارے دشمن ہیں۔ وہ معظم کی سلطنت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ یہ کہکر اس بیگم پر سخت ناراض ہوا۔ شاہزادے کے پہلے لڑکے بھی مر چکے تھے اب جو باقی تھا وہ بھی اتنا بیمار رہا۔ کہ زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ بیگم نے کہا حضرت صاحب کا تصرف دیکھا۔ شاہزادے نے کہا۔ اب کیا کروں۔ اس نے کہا اس کا علاج بادشاہ سے ہوگا۔ شاہزادہ نے باپ سے لڑکے کی حالت بیان کی بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے آنحضرت رضؓ کی طرف عرضی لکھی۔ کہ محمد بیدار بخت کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے۔ اگر اُس کو یہاں لایا جائے تو شک ہے کہ جو دم باقی ہے شائد وہ بھی ختم ہو جاوے۔ اگر جناب کا مزاج شریف بحال ہو۔ تو قدم رنجہ فرمائیں تاکہ جناب کے قدوم میمنت لزوم سے میرے فرزند کو اللہ تعالےٰ شفائے کامل نصیب کرے۔ آنحضرت سوار ہو کر معہ فرزندوں کے اعظم شاہ کے گھر تشریف لائے +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند شیخ محمد ہادی فرماتے ہیں کہ جب ہم آنحضرت رضؓ کے ساتھ اعظم شاہ کے گھر گئے۔ اس وقت وہ لڑکا پلنگ پر مردہ پڑا تھا۔ بہتیرا غور کیا لیکن زندگی کی کوئی علامت نہ پائی جاتی تھی۔ آنحضرت نے بچے پر نگاہ کر کے فرمایا کہ یہ مردہ ہے دیکھئے کلام خدا کا کیا اثر ہوتا ہے آنحضرت رضؓ نے کچھ پڑھکر اُس پر دم کیا۔ دم کرتے ہی لڑکے کا پلنگ ہلنے لگا۔ آنجناب نے دوبارہ دم کیا تو لڑکا رونے لگا تیسری مرتبہ جب دم کیا تو لڑکا پلنگ پر سے اُٹھ کر زمین پر ہو بیٹھا۔ اور کھیلنے لگا گویا بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اعظم شاہ یہ تصرف دیکھ آنحضرت کے قدموں پر گرا اور نہایت معتقد ہو گیا۔ بادشاہ کے وزیر اعظم جعفر خاں نے جو ہر روز جناب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور بڑا معتقد تھا +

ایک روز عرض کیا کہ میں آنجناب کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ اگر قبول فرمائیں آنجناب نے اس کی التماس کو منظور فرمایا۔ اور اس کام کے لئے ایک روز مقرر کیا شاہزادہ نے طرح طرح کے کھانے پکائے۔ حلوے اور میوے مہیا کئے۔ اور اپنے

گھر کو سجایا۔ لوگوں کو آنحضرتؓ کے لانے کے لئے بھیجا۔ ایک شخص کی زبان سے نکلا کہ جعفر خاں نے ہزارہا روپیہ بطور تحفہ و ہدیہ مقرر کئے ہیں۔ جب آنجناب نے یہ بات سُنی تو سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ شاید جعفر خاں نے ہمیں مول لیا ہے۔ کہ اس قسم کی باتیں کرتا ہے۔ کل اَور کوئی ہمیں مول لے گا۔ ہم اس کے گھر نہیں جاتے۔ اُس نے کہا۔ یہ بات مجھ سے بھول کر نکل گئی ہے۔ آنحضرتؓ نے فرمایا۔ خواہ تم نے کسی طرح کہی ہے۔ لیکن ہم نہیں جائیں گے۔ جعفر خاں نے خود آکر منت و سماجت کی لیکن آپ نے منظور نہ فرمایا۔ اس کے گھر نہ گئے۔

انہیں دنوں بادشاہ کا متبنّےٰ نو سر مرید ہونے کے لئے آیا اس وقت ظاہرا کوئی خلاف شرع بات اس میں نہ پائی جاتی تھی۔ لیکن آنحضرت نے سخت ناراض ہو کر اُسے دور کر دیا۔ اُس نے بہتیرا کہا۔ کہ مَیں توبہ کرتا ہوں۔ پھر ایسا نہ کروں گا لیکن آنحضرتؓ نے ذرا توجہ نہ کی۔

انہیں دنوں بعض آدمیوں نے بعض کے بہکانے سے بادشاہ کو کہا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ قرضدار ہو گئے تھے اس واسطے آئے ہیں۔ بادشاہ نے پچیس ہزار روپیہ ادائے قرض کے لئے بھیجا۔ جب وہ روپیہ آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ اور ساتھ ہی رقعہ کا مطالعہ کیا۔ تو روپیہ واپس کیا۔ اور بادشاہ کی طرف ایک رقعہ لکھا کہ مَیں قرضدار نہیں کسی نے تمہیں جھوٹ کہا ہے۔ بادشاہ نے جب آنحضرت کا رقعہ دیکھا۔ تو جن شخصوں نے کہا تھا۔ انہیں اپنے پاس سے دور کر دیا

انہیں دنوں ایک وزیر بادشاہ نے ایک نہایت نفیس دوشالہ قیمتی چار سو روپیہ بطریق تحفہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آنحضرت اس دوشالے کو کندھے پر ڈال ایک کونے میں نماز اوابین ادا کر رہے تھے۔ اور وہاں کوئی شخص تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کسی شخص نے پیچھے سے آکر وہ دوشالہ مجھ سے کھینچ لینا چاہا اس دوشالے کا ایک کونہ میرے بائیں ہاتھ تلے تھا۔ اُسے بھی کھینچا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ دیدہ دانستہ اپنا مال کسی کو کیوں دوں۔ میں کونے کو مضبوطی سے پکڑا۔ اس نے بہتیرا زور مارا لیکن نہ چھوڑ سکا۔ دیر تک دونو کھینچتے رہے۔ آنحضرت قرآن شریف کا ایک ربع نماز اوابین میں تلاوت فرمایا کرتے تھے نماز کے آخر تک وہ شخص زور مارتا رہا جب دیکھا کہ اسلام کا وقت ہے تو ہاتھ ڈھیلے چھوڑ دئے معلوم کیا کہ اب شرمندہ

ہوگا وہ چھوڑنے ہی کو تھا۔ کہ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اس نے اتنی محنت کی ہے۔ اب وہ ضائع جاتی ہے۔ اور یہ خالی جارہا ہے۔ اس لئے مَیں نے وہ کونہ بھی چھوڑ دیا۔ وہ دوشالہ لے کر چلتا بنا۔ اس شخص کو مَیں پہچانتا ہوں۔ صبح شام میرے پاس آتا رہتا ہے۔

ذکر در بیان

شمہ کرامات و مکاشفہ و خصائص حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

کرامت۔ زبدیہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ایک مرید نے بیان کیا ہے۔ کہ مجھے جنگل میں ایک نہایت عظیم الجثہ اژدہا ملا۔ جس نے مجھے نگلنا چاہا۔ میں حضرت مروج الشریعت کی طرف متوجہ ہوا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اسی وقت آکر اژدہا کو عصا سے مار ڈالا۔ اور مجھے اس مصیبت سے نجات دلائی۔

کرامت۔ کابل کے حاکم پر ناراض ہو کر بادشاہ نے اسے بلا بھیجا۔ تاکہ اُسے قتل کرائے۔ جب امیر مذکور سرہند پہنچا۔ تو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اُسے تسلی دے کر فرمایا۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ تمہیں تکلیف نہیں پہنچے گی۔ بلکہ بادشاہ اور تم پر عنایت کریگا۔ جب وہ امیر بادشاہ کے پاس گیا۔ تو بادشاہ نے کہا۔ مَیں نے اسے نہایت غصے سے بلایا تھا۔ کہ اسے قتل کرونگا لیکن اب میرے دل میں اس کی ایسی محبت ہوگئی ہے کہ مَیں اسے انعام و اکرام دیتا ہوں اُسی وقت خلعت اور تلوار بخشی۔ اور پھر کابل کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا۔

کرامت۔ ایک امیر کا لڑکا نہایت بیباک اوباش اور خلاف شرع امور میں مشغول تھا۔ اُس امیر کے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر آنحضرت میرے بیٹے کو نصیحت کریں اور وہ راہ راست پر آجائے۔ تو مَیں آنجناب کا مرید ہو جاؤنگا۔ اتفاقاً ایک روز وہ امیر بیٹے سمیت آنحضرت کی زیارت کو آیا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے جب اس کے بیٹے کو اوباش پایا۔ تو اُسے نصیحتاً فرمایا۔ کہ اپنی اس وضع سے توبہ کرو۔ آنحضرت کے فرماتے ہی وہ رونے لگا۔ اور توبہ کر کے آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید ہو گیا۔ نہایت صالح بن گیا۔ باپ بھی اپنے اقرار کے مطابق مرید ہوا۔

کرامت - ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی سواری شاہجہان آباد میں جارہی تھی - کہ ایک مست ہاتھی سامنے سے آیا - لوگوں نقصان پہنچاتا چلا آرہا تھا - جو لوگ سواری کے اہتمام میں تھے - ہاتھی کے قریب آپہنچے - اور تو ڈرے لیکن کنارہ کرنے کی انہیں مجال نہ تھی - اسی طرح اہتمام کرتے ہوئے سواری کے ساتھ چلے آرہے تھے - وہ ہاتھی آنجناب کی سواری کو دیکھتے ہی بھاگ اٹھا +

کرامت - ایک دفعہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ بیمار ہوئیں - لوگوں نے آکر آنحضرت سے التجا کی - کہ آپ ان کی شفا کے لئے دعا کریں - آنجناب نے اپنی والدہ ماجدہ کے حق میں دعا کر کے فرمایا - کہ انشاء اللہ تین دن بعد شفا ہوگی - جب تیسرا روز ہوا - تو کامل شفا نصیب ہوئی +

کرامت - آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پوتے شیخ صبغۃ اللہ بیمار ہوئے - اس مرض کا اس قدر غلبہ ہوا - کہ زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی - اُن کی والدہ نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا - تو آنحضرت نے تشریف فرما ہو کر اُس بچے کی بیماری اپنے پر لی - اُس لڑکے نے شفا پائی - اور آنحضرت کا وصال ہوگیا +

کرامت - حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد ہادی کو فرمایا - کہ میری وفات کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا اس شکل وصورت کا ہوگا - آنحضرت کے وصال کے بعد فی الواقعہ ویسا ہی فرزند آپ کے ہاں ہوئے - جن کا نام محمد بشیر رکھا گیا +

کرامت - آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بیٹے کو یہ خوشخبری بھی دی کہ تمہارے ہاں اور لڑکے بھی پیدا ہونگے - جو سب کے سب صالح اور متقی ہونگے - واقعی آنحضرت کے بڑے فرزند کے ہاں لڑکے پیدا ہوئے - جو سب کے سب صالح متقی اور عارف باللہ ہوئے

کرامت - ایک دفعہ ایک شخص کو مرض جذام ہوگیا - اُس نے آنحضرت کی خدمت میں اپنی حالت بیان کی - آنجناب نے اپنے وضو کا پانی اُسے پینے کے لئے دیا - جس کے پیتے ہی اس نے کامل شفا پائی +

کرامت - ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت مروج الشریعت کی گستاخی کی - اسی رات اُس نے خواب میں دیکھا - کہ قیامت قائم ہے - اور اسے فرشتے مار پیٹ کرتے

دوزخ میں لیجارہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تو ہی جس نے حضرت مروج الشریعت کو بُرا بھلا کہا ہے۔ اُس نے کہا مَیں نے توبہ کی۔ فرشتوں نے اُسے چھوڑ دیا۔ دوسرے روز حاضر خدمت ہو کر مرید ہوا۔ اور اپنا خواب بیان کیا +

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کرامات تواریخ کی دوسری کتابوں میں مفصل بیان ہوئی ہیں +

بیان مکاشفات حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

مکاشفہ۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر وہ مقام منکشف فرمایا۔ جو کمالات نبوت کا انتہائی مقام ہے جو شخص اس مقام پر پہنچتا ہے۔ اُس کا ہمزاد مسلمان ہو جاتا ہے۔ لیکن اس مقام پر پہنچنا سخت مشکل ہے +

مکاشفہ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ مجھ پر منکشف ہوا۔ کہ جو شخص درود پڑھتا ہے "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ"۔ اسے دس ہزار درود کا ثواب ملتا ہے اور یہ درود تمام درودوں سے افضل ہے +

مکاشفہ۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ اس عرض داشت میں جو آپ نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت سلامت! مَیں نے اپنے آپ کو کئی مرتبہ نورانی عریان حالت میں رحمانی تبارک و تعالیٰ کے دونو ہاتھوں میں دیکھا ہے۔ آنحضرت کے مکاشفات آپ کے مکتوبات میں مفصّل لکھے ہوئے ہیں +

بیان خصائص حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خاص خدمت سپرد کی۔ تمام امت کے احوال کا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کرنا آپ کے سپرد ہوا +

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

عطا فرمائی۔ آنجناب کا جسد مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بقیہ خمیر سے بنا۔

خاصہ ۔ پروردگار نے آنحضرت کو مروج الشریعت کا خطاب دیا ہے۔

خاصہ حضرت عروۃ الوثقیٰ حضرت مروج الشریعت کو اپنے تمام فرزندوں کی نسبت آپ سے زیادہ محبت کرتے تھے چنانچہ ایک دم اپنے آپ سے جدا نہیں کرتے تھے۔

خاصہ حضرت قیوم ثانی نے فرمایا کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا تھا کہ تمہارے فرزند میری طرح ہونگے۔ اُن سے مراد محمد نقشبند اور محمد عبید اللہ ہیں۔

خاصہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجناب کو فرمایا تم ہر پہلو سے میرے برابر ہو۔

خاصہ ۔ حضرت امام معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجناب کو فرمایا تھا کہ میرا اور تمہارا عروج برابر ہے۔ اور میرا اور تمہارا نزول عدم صرف کے نقطہ میں ہے۔

خاصہ ۔ آنحضرت کو الہام ہوا۔ کہ تجھے تیرے محل سے تیرے اجداد امجد کے محل میں پہنچایا گیا ہے۔ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مقابل میں پہنچایا۔

خاصہ ۔ آنحضرت کے چچا کے بیٹوں نے جو پہلے حضرت عروۃ الوثقےٰ کے مرید تھے۔ آنجنابؓ کے مرید ہوئے۔ اور باطنی فیض آپ سے اخذ کیا۔

خاصہ ۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہؒ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے گئے۔ زیارت سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ مجھے معلوم تھا کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی شان اس قدر ہے۔ مجھے حضرت مروج الشریعتؒ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔ صرف اتنا فرق ہے کہ وہ بیٹے ہیں اور یہ باپ۔ قرب الٰہی میں دونو کا مرتبہ برابر ہے۔

خاصہ ۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ کو مرض کا غلبہ ہوا۔ تو لوگوں نے آپ کی شفا کے لئے دعائیں مانگیں۔ آنحضرتؒ کو الہام ہوا۔ کہ اگر چاہو تو تمہیں شفا دی جائے اور تم سے اس قدر ارشاد ہو۔ جتنا تمہارے باپ دادا سے ہوا ہے لیکن آنحضرتؓ نے باوجود اس بات کے تمام کام اپنے بڑے بھائی محمد نقشبند کے حوالے کئے۔ اور خود اس مرض سے وفات پائی۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خصائص۔ کمالات باطنی اور کرامات حیطہ تحریر و تقریر سے باہر ہیں۔ یہاں پر صرف چند ایک تبرکاً و تیمناً لکھی گئی ہیں۔ آنحضرت کا وقار و تمکین

اس درجہ تھا۔ کہ ایک روز آپ حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ کہ جناب کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ نہ پوچھی پھر بھی ایسا ہی ہوا۔ اس مرتبہ بھی کسی نے آپ سے وجہ نہ پوچھی۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا تو حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کہ بار بار تمہارا رنگ کیوں بدلتا ہے عرض کیا شائد میری پیٹھ میں کوئی کانٹا چبھا ہوا ہے۔ جب کرتہ ہٹا کر دیکھا تو چار بچھو تھے۔ جنہوں نے کاٹ کاٹ کر ساری پیٹھ چھلنی کر دی تھی ✤

ایک دفعہ آنحضرت رضی اللہ عنہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص ہندی میں لکھا ہوا ایک خط امین دین کے بارے میں آنحضرت کی خدمت میں لایا۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ کسی ایسے شخص کو بلاؤ۔ جو ہندی خط سے واقف ہو۔ حضرت مروج الشریعتؒ نے حالانکہ ہندی خط کے عالم نہ تھے۔ اس خط کو پڑھا۔ اور اس کا مطلب بیان کیا ✤

ایک دفعہ حضرت مروج الشریعت بیت الخلا میں گئے۔ جب وہاں بیٹھے تو دیوار میں سے ایک سانپ نکلکر آنجناب کی پیشانی کے بالمقابل آگیا۔ بعد ازاں آنحضرتؒ نے پائے مبارک سے جوتی اُتار اس سانپ کو ہلاک کیا ✤

میرے (مصنفؒ) قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت مروج الشریعت کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ اور اس قسم کی یاوہ گوئی کرنے لگا۔ کہ اس کے منہ میں جھاگ آگئی۔ آنجناب خاموش رہے۔ لوگوں نے اس کا متعرض ہونا چاہا۔ آنحضرت رضؓ نے انہیں روکا۔ آپ ایک شخص سے پچاس روپے لیکر اس کے پاس روپیہ دینے اور اُس کے غصہ کو فرو کرنے کے لیے آئے۔ جب اس کے قریب پہنچے۔ تو اس نالائق نے آپ سے منہ پھیر لیا۔ اور نماز نفل نیت لی۔ آنحضرت اسی طرح منتظر کھڑے رہے اس نے بیٹھ کر نماز پڑھنی شروع کی۔ دیر تک آپ کھڑے رہے جب سلام سے فارغ ہوتا۔ تو پھر نیت کر لیتا۔ چند دفعہ اُس نے سلام سے فارغ ہو کر پھر نیت باندھ لی۔ آخر جب نماز سے فارغ ہوا۔ تو آنجناب رضؓ نے بڑی عاجزی سے اُسے فرمایا۔ کہ اب تو غصہ تھوک دو۔ اور چونکہ تمہارا دماغ خالی ہو گیا ہے یہ لو روپیہ اس کے بادام کھاتا تا کہ تمہارے دماغ کی کمزوری رفع ہو جائے۔ سبحان اللہ! کس درجہ کی تواضع اور فروتنی ہے ✤

ذکر و بیان

وفات حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ - در بیان وقائع کہ بعد وفات آنجناب واقع شدہ اند:-

اس سے پہلے لکھا گیا ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کو تپ دق کا عارضہ تھا- دن بدن مرض بڑہتا گیا- جو دوائی کرتے مخالف پڑتی- بادشاہ نے ہند- ایران اور دوسری ولایتوں کے طبیبوں کو جمع کیا- سب نے متفق ہو کر علاج کرنا شروع کیا لیکن کوئی اثر نہ ہوا

مرأت جہاں نما و مرأت العالم میں لکھا ہے- کہ جب آنحضرت کے پاس دوا لائی جاتی- تو آنجناب فرماتے- کہ مجھے پورا یقین ہے کہ یہ دوا فائدہ نہیں دے گی- لیکن لوگوں کے پاس خاطر کے لئے کھا لیتا ہوں- آنجناب کو براہ باطن معلوم ہو چکا تھا- کہ یہ مرض موت ہے- تمام اطبا نے متفق ہو کر کہدیا- کہ ہم نے جہان بھر کے بادشاہوں کا علاج کیا- اور ان کی خدمت میں رہے- لیکن حضرت مروج الشریعت جیسا معتدل مزاج کسی کا نہیں دیکھا

کہتے ہیں جب آنحضرت بیت الخلا میں جاتے تو بدبو بالکل نہ آتی تھی- اور آنجناب کا بدن مبارک ایسا لطیف تھا- کہ جب انار کھاتے تو جناب کا منہ خون آلود ہو جاتا

میرے (مصنف) والد ماجد فرماتے ہیں- کہ لوگوں نے جب نہایت منت و سماجت سے حضرت مروج الشریعت سے عرض کیا کہ آپ اپنی صحت کے لئے توجہ فرمائیں جب توجہ کی- تو الہام ہوا- کہ اگر تم چاہو تو تمہاری عمر بڑہا دی جائے- اور تمہارے ارشاد کو تمہارے باپ دادا کی طرح کر دیا جائے- لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ کارخانہ اپنے بڑے بھائی حضرت محمد نقشبند کو سونپو اور خود دنیا سے سفر کر جاؤ- آنحضرت نے کارخانہ بھائی کے سپرد کیا اور یہ بات اپنے یاروں پر بھی ظاہر کر دی- حضرت حجۃ اللہ کو اس بارے میں خط لکھا- جس کے اخیر پر حسب ذیل دو شعر لکھ دئیے

گر بماندیم زندہ بر دوزیم	ور بر فتیم عذر ما بپذیر
جامۂ صبر کز وچاک شدہ	اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

جب آنحضرت پر مرض کا غلبہ ہوا۔ تو بادشاہ سے رخصت لی۔ بادشاہ کا بیان ہے
کہ حضرت مروج الشریعت کو رخصت کرتے وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ بہتر ہو کہ آنحضرت
مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آنحضرت رضؓ نے اس خیال سے واقف ہو کر فرمایا کہ حضرت
حجۃ اللہ سے باطنی رجوع کرنا۔ میری اولاد کی عزت کرنا۔ ایسا نہ ہو ابنائے جنس میں ذلیل ہو
اس کے علاوہ اور نصیحتیں کر کے بادشاہ کو رخصت کیا۔ بادشاہ نے اپنے بڑے بڑے
امرا آپ کے ساتھ کیئے۔ جب آپ سنبھالکہ کی منزل پر پہنچے۔ جو شاہجہان آباد سے تنتیس میل
کے فاصلہ پر ہے۔ تو پوچھا کہ اس منزل کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے عرض کیا سنبھالکہ
فرمایا ہماری منزل موعودہ یہی ہے۔ خبردار ہو جاؤ۔ سنبھال کے معنی ہندی میں "خبردار
ہو جا" کے ہیں۔ اس منزل کی سرائے کے اس برج میں جو جنوب مشرقی کونے میں
ہے۔ اُترے۔ صبح کی نماز پڑھکر مراقبہ کیا۔ اتنے میں آنجنابؓ کے اہلبیت کی اسواری
بھی آپہنچی۔ چونکہ پہلے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ اسی منزل میں فوت ہوئے تھے
اس واسطے عورتوں کو وہم تھا۔ کہنے لگیں کہ یہاں سے جلدی کوچ کرنا چاہیئے۔ آنحضرت
نے فرمایا اب سواری کی طاقت نہیں رہی۔ بعد ازاں لوگوں سے پوچھا کہ کیا اشراق
کا وقت ہوا ہے۔ عرض کیا جناب ہو گیا ہے۔ آنحضرت رضؓ نے بڑی احتیاط سے تیمم
کر کے نماز کی نیت کی۔ میرے (مصنفؒ) جد امجد ترویجہ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب
آنجناب نے سورہ فاتحہ پڑھی۔ اُس وقت مَیں آپ کے پاس ہی تھا۔ پھر ہاتھ
کھولکر تکیہ پر بیٹھ لگائی۔ لیکن لبیں متحرک تھیں۔ مَیں نے کان لگا کر سُنا تو آپ
قل ہو اللہ پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں پھر ہاتھ باندھ کر قدرے سیدھے ہو کر بیٹھے
اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہکر رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُوْنَ ○

آنحضرت اہل یقین و مرشد ارباب دین
برلبست رخت زندگی زین تنگنائے اسفلین

از دیدہا شد خون رواں و زماتمش اندر جہاں
پوشید ہر کس بر بدن پیراہن نیلے آستین

افسوس زاں پیر جواں اندر دل پیر و جواں
داغ فراق ازیں جہاں جا کردہ چوں نقش نگیں

تا شد رواں او از جہاں گشتہ رہ مہر و زماں
یارب شفیع ما کنی آں پیر را روز پسیں

گفتم کہ کو شد زیں جہاں تفت آورد ایں فغاں
در یکہزار و سی و شش شد عازم خلد بریں

صوفی شاہ محمد نے کہا کہ ہم نے سُنا تھا۔ کہ جو شخص صاحب طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے آخری وقت میں ضرور اس کے پاس جناب سرکائنات صلے اللہ علیہ وسلم تشریف آور ہوتے ہیں۔ سو حضرت مروج الشریعت کی بابت ہم نے یہ بات اپنی آنکھوں سے دیکھ لی +

اسی برج میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کو غسل دے کر نعش مبارک سرہند لائے۔ کفن حضرت مجدد الف ثانی رضؓ اور حضرت قیوم ثانی کی طرح آپ کو پہنایا گیا۔ نعش اٹھانے میں بعض آدمی ایسے بھی شامل تھے۔ جن پر رفض کا شبہ تھا۔ جنازہ ان کے ہاتھ سے اوپر کو اُڑا۔ تو انہیں ہٹایا گیا۔ آنحضرت کے خاص مرید اور خلفا جنازہ اٹھا کر سرہند گئے۔ تروایجہ میں لکھا ہے کہ جس برج میں آنحضرت کا وصال ہوا۔ لوگوں نے اس مقام کی قدر نہ کی۔ ایک سپاہی کو وہاں اُتارا اور اس کے گھوڑے کو بھی وہیں باندھا۔ حضرت مروج الشریعت رضؓ نے رات کو خواب میں اس سپاہی کو ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ یہاں سے دور ہو جا۔ یہ میرے نہلانے کا مقام ہے۔ پھر اُسے زمین پر دے پٹکا۔ اور اس مکان والوں پر نہایت غصّے ہوئے۔ کہ تم نے میرے مغسل کی حرمت نہیں کی آپ نے مار پیٹ بھی کی۔ حتیٰ کہ وہ بیدار ہو گئے۔ اور بیداری میں بھی وہ چوٹ کا درد محسوس کرنے لگے۔ وہ سپاہی بہت پشیمان ہوا۔ اسی وقت وہاں سے اٹھکر اور جگہ رات بسر کرنے کے لئے چلا گیا۔ اور وہاں کے آدمیوں کو ملامت کی۔ کہ مجھے ایسے متبرک مقام میں کیوں اُتارا۔ اور پھر اپنا خواب بیان کیا۔ بعد ازاں برج کو صاف کر کے وہاں طرح طرح کی خوشبودار چیزیں رکھیں۔ اور وہاں مزار بنا دیا۔ اور ہر روز اس مکان کی خدمت کرنے لگے۔ حد سے زیادہ ادب بجالانے لگے۔ آج کل وہ مقام خاص و عام کی زیارتگاہ ہے +

مختصر یہ کہ آنحضرت کی نعش مبارک کو سرہند لایا گیا۔ تو پہنچنے سے پہلے لوگ ضیافت و مہمانداری کے سامان تیار کرنے میں مشغول ہو گئے۔ پہلے روز حضرت شیخ سیف الدین رضؓ نے ضیافت کی۔ والدہ صاحبہ کے پاس بیٹھ کر ضیافت کی صلاح کی۔ کہ اتنے میں یہ وحشت ناک خبر آپہنچی۔ لوگوں کی خوشی کی صبح غم کی شام سے بدل گئی۔ والدہ صاحبہ نے اپنے آپ کو کنوئیں میں گرانا چاہا۔ لیکن حضرت الشیخ

سیف الدین رضؓ نے پکڑ لیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سُنکر بیہوش ہوگئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے باقی فرزند بھی نعش کے استقبال کے لئے آئے۔ اور بڑی عزت سے شہر میں لائے۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ کے گنبد کے اندر مشرق کی طرف دفن کیا۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ ہجری جمعہ کے روز اشراق کے وقت ہوا۔ جیساکہ اس تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے ؎

قطب عالم برفت از عالم

آنحضرتؓ کے وفات کے تیسرے روز وصیت کے بموجب آنجنابؓ کے سارے خلفاء اور مریدوں نے حضرت حجۃ اللہؓ سے بیعت کی۔ اور ان کے مرید ہوئے۔ جب بادشاہ کو آنحضرت کے وصال کی خبر ملی۔ تو سخت افسوس کرکے کہا۔ کہ میں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ" یعنی جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے وہ زمین میں بہت دن رہتا ہے۔ جو نفع حضرت مروج الشریعت کی ذات مبارک سے پہنچا ہے۔ اس قدر کسی سے نہیں ہوگا۔ یہ جوانی کی حالت میں کیوں فوت ہوگئے۔ بعد ازاں کہا کہ سنبھالکہ میں کوئی چیز ضرور ہے کہ دو جوان بزرگ یہاں فوت ہوئے ہیں۔ ایک خازن الرحمتؓ دوسرے مروج الشریعتؓ۔ بادشاہ نے شاہزادہ معظم کو آنحضرت کی ماتم پرسی کے لئے بھیجا۔ اور آنحضرتؓ کے فرزندوں کو بلایا۔ شاہزادہ سرہند میں آکر ماتم پرسی کے لوازمات بجالایا۔ اور آنحضرت کے فرزندوں کو اپنے ساتھ لایا۔ بادشاہ نے انہیں نہایت عزت کے ساتھ خاص قلعہ کے اندر اس محل میں اُتارا جس میں حضرت مروج الشریعت رہتے تھے۔ اور خود مخدوم زادوں کی خدمت میں آکر فاتحہ پڑھا۔ جس طرح آنحضرت سے سلوک کرتا تھا۔ اسی طرح آنحضرت کے فرزندوں سے کیا ⁂

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہؓ فرماتے تھے کہ دنیا سے تین عجیب جوان گئے۔ اگر ان کی عمر زیادہ ہوتی۔ تو جہان کو اُن سے زیادہ فائدہ پہنچتا۔ اول میرے بھائی مروج الشریعت رضؓ دوسرے شیخ سیف الدینؓ تیسرے فرزند ابو العلی رضی اللہ عنہ ⁂

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی تصانیف بہت ہیں۔ ایک جلد مکتوبات دوسرے رد فخر الدین رازی۔ ابن ہمام نے حنفی مذہب کی تقویت کے دلائل لکھے ہیں اُن کا

رد فخرالدین رازی نے لکھا۔ اور فخرالدین رازی کا رد آپ نے لکھا۔ اور بھی تصنیفات آپ کی بہت ہیں۔ آپ کی عمر چوالیس سال کی تھی۔ آنجناب کی اولاد میں پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ بیٹوں کے اسما یہ ہیں۔ عبدالرحمٰن، عبدالرحیم، یہ دونو لڑکپن میں فوت ہو گئے حضرت شیخ محمد ہادی، حضرت خواجہ محمد پارسا، اور شیخ محمد سالم۔ بیٹیوں کے اسما یہ ہیں فضل النسا شائستہ بیگم، اور حسن النساء ✤

حضرت ابوالحسن تاج الدین شیخ محمد ہادی رضی اللہ عنہ۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ ۱۰۶۲ہجری کو ماہ رمضان میں پیدا ہوئے۔ سلوک باطنی حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنجناب نے حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کی مختار بشارات عنایت کیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری توجہ باطن آنجناب کو دی۔ اس کے بعد کسی کو نہ دی۔ حدیث اور تفسیر کا سبق بھی حضرت قیوم ثانی رضؓ نے آپ پر ہی ختم کیا۔ پھر کسی کو سبق نہ دیا ✤

ایک روز حضرت مروج الشریعت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اس وقت اپنے پوتے محمد ہادی کو بلا کر توجہ باطنی دی۔ توجہ دینے کے بعد حضرت مروج الشریعت کے کان میں کچھ فرمایا۔ جب حضرت حجۃ اللہ حضرت ہادئے زمانہ کو عمدہ بشارات دے رہے تھے۔ فرمایا کہ تمہارے بارے میں میں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے وہ بات سُنی ہے۔ جس کے باعث اللہ تعالےٰ نے تمہیں تمام اولیائے امت سے افضل کیا ہے۔ سو وہ بات اللہ تعالےٰ قیامت کے دن ظاہر کرے گا۔ حضرت ہادی صاحب رضؓ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار سے بھی خلافت پائی۔ اور والد کے بعد اپنے چچا حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص اور کمالات اخذ کئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو نیابت قیومیت عنایت فرمائی ✤

ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری دیکھی ہے۔ جس کے آگے آگے میرے فرزند محمد ہادی گھوڑے پر سوار ہاتھ میں سنہری عصا لئے انتظام کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے محمد ہادی کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میر سامان مقرر فرمایا ہے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ

نے آپ کو ولایت صغرےٰ کبرےٰ اور علیا۔ کمالات نبوت۔ کمالات رسالات او حقیقت کعبہ حقیقت قرآن حقیقت صلوٰۃ۔ خلعت محبوبیت ذاتی بہ ضمنیت اور حضرت قیوم اول رض کے خصائص عنایت فرمائے۔ اور سرہند کے مفصلات کی قطبیت سہانپور تک عطا فرمائی۔ آنحضرت نے علم ظاہری بدرجہ کمال حاصل کیا۔ اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے فارغ التحصیل ہوئے آپ کی مولویت گذشتہ مجتہدوں کی سی تھی +

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عم شریف شیخ محمد ہادی علم ظاہری میں مجتہد وقت تھے۔ اور علم باطنی میں تمام اولیائے امت سے ممتاز تھے۔ آنجناب رض نے اپنی طرف سے قرآن شریف کی تفسیر لکھنی چاہی بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کی تفسیر میں چالیس جز یں لکھیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ایسی تفسیر لکھنے کو حضرت نوح علیہ السلام کی سی عمر درکار ہے۔ صرف بسم اللہ کی تفسیر پر اکتفا کرکے اس کتاب کا نام بسمل رکھو +

ایک دفعہ میر محمد نعمان کے پوتے میر اسمٰعیل کو علم تصوف میں چند ایک شبہات واقع ہوئے۔ آنجناب سے اُس نے ان کا جواب پوچھ بھیجا۔ آنحضرت رض نے قاصد کو فرمایا کہ بیٹھ جاؤ میں ابھی ان جواب لکھے دیتا ہوں۔ لکھنا شروع کیا تو بتیس جزیں لکھیں +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تصانیف بکثرت ہیں۔ ایک کواکب دریہ جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزندوں کے حالات لکھے ہیں۔ اس کے پانچ دفتر ہیں۔ حجۃ الاحمدیہ بھی اپنے مشائخ کے احوال میں لکھی ہے ترویجہ میں حضرت مروج الشریعت رض کے حالات مندرج ہیں۔ تجدید احوال میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تجدید کا بیان ہے۔ نصوص الدقائق جو نصوص الحقائق کے جواب میں لکھی ہے معقول و منقول کی تمام کتابوں پر حاشئے اور ان کی شروح لکھی ہے آنحضرت اپنے مشائخ میں حد سے زیادہ مصروف تھے +

آپ کا ایک اعتقاد یہ ہے کہ جب حضرت حجۃ اللہ حج کے دوسرے سفر سے سمندر پار ہوئے۔ تو آپ آنحضرت رض کے استقبال کے لئے سرہند سے روانہ ہوئے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بادشاہی لشکر میں تشریف لائے تھے۔ کہ آپ بھی حاضر خدمت ہوگئے بادشاہ نے بڑے بڑے امرا کو آپ کی استقبال کے واسطے بھیجا +

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاؒ فرماتے ہیں۔ کہ عم شریف شیخ محمد ہادیؓ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ جب میں شاہی لشکر میں داخل ہوا۔ اور لوگ میرے استقبال کے لئے آئے تو میرے دل میں خیال آیا کہ تو اس مشیخیت کے ساتھ جارہا ہے اگر حضرت حجۃ اللہ نوکروں کو حکم کر دیں کہ تجھے جوتیاں مار کر لشکر سے نکال دیں تو جو اعتقاد تجھے آنحضرتؓ پر ہے اس میں کچھ فرق آئے یا نہ۔ جب خوب غور کیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس عقیدے میں بال بھر فرق نہ آئیگا۔ بلکہ زیادہ ہو جائیگا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جو کچھ میرے حق میں بہتر ہے وہی میرے واسطے کرتے ہیں +

کرامت۔ میرے والد ماجد فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ہادی زمانہ کابل جا رہے تھے اور ہم بھی ساتھ تھے۔ جب خیبر کے قریب پہنچے۔ تو دور سے ایک سوار دکھائی دیا جس کے ہاتھ میں حلوے کا بھرا ہوا ایک تھال تھا۔ اس نے آکر کہا۔ میں نے آج آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ کل ہمارے فرزند فلاں مقام پر آئینگے۔ تم نے اُنکی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہونا ہو گا۔ پھر اس فرزند کی شکل و صورت بیان فرمائی۔ میں حسب الارشاد روانہ ہوا۔ جب آپ کو دیکھا تو وہی شکل و صورت تھی۔ جو آنحضرتؐ نے بیان فرمائی تھی۔ پھر اعتقاد کامل سے مرید ہوا۔ جب آنجناب نے القائے نسبت کیا۔ تو وہ اپنا سر پتھروں اور درختوں پر پٹکتا تھا +

کرامت۔ میرے والد ماجد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سفر میں ایک سوداگر آپ کے ساتھ تھا۔ اثنائے راہ میں اندھیری رات کو سونے سے لدی ہوئی ایک خچر گم ہو گئی۔ اس سوداگر نے آپ کی خدمت میں اپنی حالت ظاہر کی۔ آپ نے اس کے حق میں دعا کی۔ اور توجہ کے بعد فرمایا کہ فلاں مقام پر خچر درخت سے بندھی ہوئی ہے۔ جب اس مقام پر جاکر دیکھا۔ تو واقعی خچر ایک درخت سے بندھی ہوئی تھی +

کرامت۔ میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ایک کشتی جس میں آنجناب بھی سوار تھے۔ عین منجدھار میں ٹوٹ گئی۔ لوگ ڈوبنے کے قریب تھے۔ آنجناب نے فرمایا کہ کشتی پر سے اتر جاؤ۔ لوگ اُترنے سے ڈرتے تھے۔ لیکن آپ کے حکم سے اُترے۔ دریا کا پانی لوگوں کو گھٹنوں تک آیا۔ آنجناب کی توجہ شریف سے لوگوں نے نجات پائی +

کرامت۔ میرے والد ماجد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دریائے سندھ میں آنجناب کشتی پر سوار تھے۔ کوہ جلالہ کے نیچے ایک بھنور میں کشتی پھنس گئی۔ جب کشتی اس مقام پر پہنچتی ہے تو ضرور بالضرور غرق ہو جاتی ہے۔ لوگ گھبرائے آنجناب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے۔ کہ کشتی اس بھنور سے نکل کنارے پر پہنچ گئی +

کرامت۔ میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ غازی الدین خاں سپہ سالار شاہ ہند نے غنیم پر فوج بھیجی۔ مدت گذر گئی۔ لیکن اس فوج کی کوئی خبر نہ پہنچی۔ اُس نے آنحضرت کی خدمت میں حالت عرض کی۔ آنجناب نے توجہ فرما کر خوشخبری دی۔ کہ تین دن بعد فتح کی خبر آئے گی۔ جب تیسرا روز ہوا تو دوپہر کے وقت فتح کی خوشخبری پہنچ گئی۔ کرامت۔ میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت رض نے بہادر شاہ کے بڑے لڑکے شاہزادہ معزالدین کو خوشخبری دی۔ کہ باپ کے بعد حکمران تم ہی ہو گے۔ واقعی بہادر شاہ کے بعد معزالدین ہی بادشاہ ہوا +

کرامت۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مخصوص خادم محمد عیسٰے کا بیان ہے۔ کہ آنحضرت اپنی عمر کے آخری سال ایک گاؤں میں جو لبطور اخراجات خانقاہ ملا ہوا تھا تشریف لیگئے وہاں کے لوگوں نے روپیہ کے دینے میں ٹال مٹول کیا۔ آپ نے ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ خدایا! نہ یہ گاؤں رہے نہ میں رہوں۔ اِس بات کو سال بھی گذرنے نہ پایا تھا۔ کہ وہ گاؤں اس طرح اُجڑا۔ کہ آج تک آباد نہیں ہوا +

کرامت۔ میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ آنجناب کا ایک مرید فوت ہو گیا۔ آنحضرت رض نے اس کے پاس جا کر اُس کا نام لے کر پکارا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ یہ مُردہ ہے، آنحضرت نے لوگوں کو جھڑکا اور پھر اُسے پکارا۔ تین دفعہ آواز دینے کے بعد وہ شخص زندہ ہو کر اُٹھ بیٹھا +

حضرت ماوی زمانہ بہت رقیق القلب تھے۔ اگر کسی بچہ کو روتا دیکھتے۔ تو خود بھی آبدیدہ ہو جاتے۔ اور جس طرح ہو سکتا اُسے رونے سے روکتے۔ اور بچوں کے رونے کو روکنے کے لئے کئی ختم کراتے تھے +

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کے مال میں سے بہت سا روپیہ اور جواہرات چُرا لئے جب اُسے پکڑ کر آنحضرت رض کے پاس لائے۔ تو اُس نے اقرار کیا کہ میں نے چُرا کر وہ روپیہ

وغیرہ فلاں جگہ رکھا ہوا ہے۔ جب اُس نے اتنا کہا۔ تو آنجناب روئے اور فرمایا کہ جا ئیں نے تجھے وہ مال بخشا۔ جب وہ چلا گیا۔ تو لوگوں کو فرمایا کہ جب اُس نے کہا کہ مَیں نے چرایا ہے۔ تو معلوم نہیں اس کے دل پر کیا گذری ہوگی۔ اسی بات کا میرے دل پر اثر ہوا +

ایک دفعہ گرو گوبند سنگھ نے جسے تمام ہندو اوتار مانتے تھے۔ آنحضرت کو کہلا بھیجا۔ کہ مَیں آپ کے سلام کو آتا ہوں۔ اگر آپ مجھے اپنے ساتھ برابر بٹھائیں اور میرا سلام منظور کریں۔ تو مَیں ایک ہزار روپیہ نذر دونگا۔ آپ نے قبول نہ کیا +

ہر سال آنجناب کی پشت اور گردن پر آبلے ہو جایا کرتے تھے۔ اور دوا لگانے سے آرام ہو جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جب آبلے نکلے۔ تو بہتیرے علاج کئے کچھ افاقہ نہ ہوا بلکہ مرض دن بدن بڑہتا گیا۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے دن تھے۔ کہ اس مرض کا آپ پر غلبہ ہوا۔ ہر روز بارگاہ الٰہی میں دعا مانگتے۔ کہ مَیں اِن دنوں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے مشرف ہو جاؤں۔ آپ کو جناب سیّد الکونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبّت حد سے زیادہ تھی +

حضرت قیوم رابعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا شیخ محمد ہادی رہ نے مجھے فرمایا۔ کہ مَیں حضرت مروج الشریعت رہ کا عُرس ۱۹۔ ربیع الاوّل کو بڑے تکلف سے کیا کرتا تھا مجھے الہام ہوا۔ کہ اِسی مہینے میں ہمارے محبُوب کا عرس ہے اور اسی میں تیرے باپ کا۔ تو اپنے باپ کا عرس کرتا ہے لیکن ہمارے محبوب کا عرس نہیں کرتا۔ یہ الہام ہوتے ہی مجھ پر رعب سا چھا گیا۔ مَیں نے ۱۲ ربیع الاوّل کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا عرس مقرر کیا۔ اور جو ثواب مجھے اس عُرس سے حاصل ہوا اُسے مَیں نے اپنے والد بزرگوار سے بیان کیا۔ ۱۹۔ ربیع الاوّل کو بھی طعام پکا کر لوگوں کو تقسیم کیا۔ جب ربیع الاوّل کی گیارھویں تاریخ ہوئی۔ تو آنحضرت پر مرض کا غلبہ بہت تھا۔ آپکی پیشانی پر ورم ہو گیا۔ اپنے فرزند کو بلا کر فرمایا۔ کہ میری یہ حالت ہو گئی ہے۔ تم نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا عُرس بدستور کرنا۔ اس کام سے جلدی فارغ ہونا۔ کیونکہ اور کام درپیش ہے۔ فرزندوں نے حسب الارشاد بارھویں ربیع الاوّل کی رات کو شہر کے تمام آدمیوں کو عُرس کے لئے بلایا۔ اور طرح طرح کے کھانے حلوے عطریات اور میوے اور سامان عرس مہیا کیا۔ اور عشا کے بعد تیسرا حصہ رات گذرنے پر عُرس سے

فارغ ہوئے۔ تو تمام چھوٹے بڑے اور وضیع وشریف آنحضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے سب کو رخصت کیا ❖

میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ جب لوگ چلے آئے۔ تو آنجناب نے لباس تبدیل کیا۔ اور بول کے واسطے اُٹھے۔ جب بول کرنے لگے۔ تو فرمایا اللہ اکبر اسی وقت کا ڈر تھا۔ بول نہ کیا۔ پھر چارپائی پر تکیہ لگایا۔ سورۃ یٰسین پڑھنا شروع کی۔ اتنے میں پھر بڑے بڑے حضرات احمدیہ و معصومیہ جمع ہو گئے۔ کسی نے آپ کو اُن کے آنے کی اطلاع دی۔ آنحضرتؒ نے ان کی تعظیم کیلئے اپنے دونو ہاتھ سر پر رکھے۔ اور یٰسین پڑھتے رہے۔ ابھی سورۃ ختم ہونے نہ پائی تھی۔ کہ اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ اور اپنی روح کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نثار کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ آپ کا وصال روز جمعرات ۱۲۔ ربیع الاول ۱۱۲۱ھ ہجری کو ہوا۔ جیسا کہ حسب ذیل دو تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے۔ "ہیہات برفت ہادی"۔ اور "افسوس کہ رفت امام اسلام" حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے اندر جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپکی اولاد چھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں ❖

محمد بشیر۔ آپ حضرت شیخ محمد ہادیؒ کے پہلے فرزند ہیں جب حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ تو آپ شکم مادر میں تھے۔ آنجنابؒ نے فرمایا۔ کہ اس شکل و صوت کا ایک لڑکا پیدا ہو گا۔ بعینہٖ اسی شکل وصوت کا لڑکا پیدا ہوا۔ اِس واسطے آپکا نام محمد بشیر رکھا گیا۔ لیکن آپ لڑکپن ہی میں فوت ہو گئے ❖

شیخ محمد میر۔ آپ حضرت شیخ محمد ہادی کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ عالم۔ عامل۔ صالح۔ متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہؒ کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور آنحضرتؒ کے ساتھ حج کو گئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو تینوں ولایتوں (صُغریٰ کُبریٰ علیا) اور کمالات نبوت کی خوشخبری دی۔ ظاہری علم کو بھی مولویت کے درجہ تک حاصل کیا۔ قرآن شریف تجوید سے حفظ کیا۔ قیوم ثالث کے بعد اپنے باپ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ اور فنائے اتم۔ بے نفسی اور زوال عین کا مقام حاصل کیا۔ ۱۱۴۹ھ ہجری کو وفات پائی۔ اور حضرت قیوم ثانیؒ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آنجناب دنیا سے لاولد گئے ❖

ابوالعباس بدرالدین شیخ حسن احمد قدس سرہٗ - آپ حضرت ہادی زمانہ کے تیسرے
فرزند ہیں - آپ ۹ - صفر ۱۰۹۰ سنہ ہجری کو پیدا ہوئے ◆

میرے (مصنفؒ) دادا صاحب اپنے بیاض میں لکھتے ہیں کہ میرے فرزند
عزیز حسن احمد کی شب پیدائش حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو
تمہارے بھتیجے محمد ہادی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے - جو نہایت صاحب کمال ہوگا
ہم نے اس کا نام احمد مقرر کیا ہے - اس واسطے اس پر اضافہ کر کے حسن احمد نام اور
ابوالعباس کنیت اور بدرالدین لقب مقرر کیا ہے - آنجناب کی تاریخ شیخ حسن احمدی سے
نکلتی ہے - آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کیا - انہوں نے
آپ کو ولایت احمدی کی خوشخبری دی - آپ کمالات نبوت میں راسخ قدم تھے - حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کو اچھی طرح سمجھتے تھے - حضرت قیوم اولؓ کے
مکتوبات جاننے میں یگانہ روزگار تھے ◆

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پیشاور میں ایک مغل نے آپ کی خدمت میں اپنی تنگی کا
ذکر کیا - اور توجہ کے لئے التماس کی - آنحضرتؓ نے پوری توجہ سے اس کی حاجت
برآری کے لئے فاتحہ پڑھکر فرمایا - معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے دنوں میں اللہ تعالیٰ تمہیں
بہت مال و دولت عنایت کریگا - اور تمہارے وسیلے سے ہزاروں لوگ امیر کبیر اور
صاحب دولت بنجائینگے - لیکن جتنی جلدی ہوسکے شاہجہان آباد چلے جاؤ - وہ حسب الارشاد
دوسرے روز شاہجہان آباد روانہ ہوا - جب وہاں پہنچا تو بعض آدمی اُسے بادشاہ کے
پاس لے گئے - بادشاہ نے اُسے دیکھتے ہی مہربان ہوکر بہت انعام و اکرام دیا - اور
اپنے امیروں میں شامل کرلیا - ابھی ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا - کہ بادشاہ کا
ایک بڑا امیر بن گیا ◆

ایک دفعہ کوئی شخص اپنے بیٹے کو آپ کی خدمت میں لایا - جو قریب المرگ تھا
اور آنجناب سے اس کی شفا کے لئے التماس کی - آنجناب نے قرآن شریف کی
چند ایک آیتیں پڑھکر دم کیا - تو ایک گھڑی بعد اُسے آرام ہوگیا ◆

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بادشاہ کے دو امیروں میں دشمنی ہوگئی - اُن میں
سے ایک لڑکا آپ کا مخلص تھا - وہ اپنے باپ کی فتح کے لئے ہر روز آنجناب کی خدمت

عرض کرتا۔ ایک رات اس کی التماس کے مطابق توجہ فرمائی۔ تو صبح کو فرمایا۔ کہ مَیں نے فلاں شخص کے باپ کے واسطے استخارہ کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ دوسری طرف غالب رہیگی۔ اَور فتح اسی کی رہیگی۔ لیکن اس کے لڑکے کو اس واسطے نہ کہا۔ کہ اس کا دل ٹوٹ جائیگا۔ ابھی ایک مہینہ گذرنے نہ پایا تھا کہ اس امیر کے شہید ہونے کی خبر پہنچگئی۔ جب کہ تُوران کے مغلوں اور قطب الملک عبداللہ خاں اور حسین علی خاں میں سخت دشمنی تھی۔ اور تورانیوں کی حالت بہت نازک ہوچکی تھی۔ اِن دنوں بعض نے آنجناب رضؓ سے عرض کیا۔ کہ اس کا انجام کیونکر ہوگا۔ ایک روز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمام ہندوستان مغلوں سے پُر ہوگیا ہے۔ اَور اُن کے مخالف مغلوب ہوتے ہیں۔ چند روز بعد حسین علی خاں مغلوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور عبداللہ خاں گرفتار ہوگیا +

آنحضرت کو علم۔ حلم فیضل۔ بذل۔ ورع۔ تقوے۔ توکل۔ عبادت۔ تواضع فروتنی۔ کسر نفسی میں بیضا حاصل تھا۔ آپ ہمیشہ بیمار رہا کرتے۔ آنجناب کا مرض اس قسم کا تھا۔ کہ تمام جہان کے اطبا کہتے تھے۔ کہ اس قسم کا مرض کتابوں میں نہیں لکھا۔ اس مرض کی اونٰے تکلیف یہ تھی۔ کہ جب کچھ افاقہ ہوتا۔ تو آپ دوپہر تک بیت الخلا میں بیٹھے رہتے۔ اگر غلبہ ہوتا۔ تو تمام دن اور کبھی ایک دن اور ایک رات بیٹھے گذر جاتی۔ بلکہ بعض اوقات تو دوسرا دن بھی بیت الخلا میں بیٹھے گذر جاتا۔ آپ فرماتے تھے کہ جو تکلیفیں مجھے اس مرض میں جھیلنی پڑی ہیں۔ اِن میں سے آسان سی تکلیف یہ تھی کہ میں آٹھ آٹھ پہر بیت الخلا میں دونو پاؤں کے بل بیٹھا رہتا۔ دوسری تکلیفوں کا اندازہ اِسی سے کرلو۔ سوائے چاول کے آپ کچھ نہ کھاتے۔ اور اگر اتفاقاً کوئی اور چیز کھا بھی لیتے۔ تو زیادہ تکلیف پاتے۔ اور مرض غلبہ کرجاتا۔ اشد البلاء علی الانبیاء ثم الاولیاء" سب سے زیادہ بلا انبیا کو اور اس سے کم اولیا کو ہوتی ہے۔ آنجناب پر صادق آتا تھا +

• آنجناب کی منجھلی لڑکی بھی دائم المریض تھی۔ ایک دفعہ جب لڑکی پر مرض کا غلبہ ہوا۔ تو آپ نے اُس کے پاس جاکر آسمان کی طرف مُنہ کرکے کہا۔ اے بار خدایا! اگر فی الواقعہ اس کی اجل آگئی ہے تو مجھے اس کے بدلے لے لے۔ یہ کہتے ہی آنجناب کو

تپ ہوگیا۔ اسی تپ سے چھٹے روز وفات پائی۔ آپ کا وصال ۹۔ رجب ۱۱۴۹ھ ہجری سوموار کی رات کو ہوا +

جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو آنجناب کی وفات کی خبر ملی۔ تو آب دیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ جو محبت مجھے بھائی حسن احمد سے تھی۔ اس کا عشر عشیر بھی اور سے نہیں اچھا بھائی جان اگر تم گئے ہو۔ تو لو ہم بھی آئے۔ اس کے تین سال اور تین ماہ اور تین دن بعد آنحضرت کا بھی وصال ہوگیا۔ پھر آپ کی نماز جنازہ ادا کر کے نعش مبارک کو سرہند بھیجدیا۔ جس کے استقبال کے لئے تمام چھوٹے بڑے امیر غریب آئے۔ اور بڑی شان و شوکت اور عزت کے ساتھ شہر میں لائے۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مشرق کی طرف گنبد کے اندر دفن کیا۔ میں کوہ کمایوں کی تبلیغ میں تھا۔ کہ یہ وحشت اثر خبر سُنی۔ گھبرا کر حواس باختہ ہوگیا۔ آنجناب کی عمر شریف ساٹھ سال تھی۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور آٹھ لڑکیاں ہیں +

شیخ محمد احسن سلمہ ربہٗ۔ آپ حضرت شیخ حسن احمدؒ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف تھے۔ علم ظاہری کو بدرجہ کمال حاصل کیا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ حضرت خلیفۃ اللہ کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی۔ آپ ظاہری اور باطنی قابلیت۔ عقلمندی۔ اور دانائی میں یگانہ روزگار تھے۔ حضرت خواجہ محمد پارسا جن کی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت قیوم ثالث رض نے پرورش کی تھی۔ اور حضرات سرہند کے سردار تھے۔ لڑکپن ہی سے آپ پر حد سے زیادہ مہربان تھے۔ انہوں نے کمال مہربانی سے آپ کو القائے نسبت کیا۔ اور توجہ باطنی عنایت فرمائی +

محمد انور غلام زبیرؒ۔ آپ شیخ محمد احسن کے فرزند تھے۔ پہلے آپ کے ہاں لڑکا ہوا۔ تو چھٹے روز فوت ہوگیا۔ آپ بڑے غمگین ہوئے۔ میں (مصنفؒ) نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آنجناب نے توجہ کے بعد فرمایا۔ خاطر جمع رکھو تمہارے ہاں ایک اور لڑکا ہوگا۔ اسی سال آنجناب کی توجہ سے یہ فرزند پیدا ہوا۔ اس کا نام حضرت خلیفۃ اللہؓ اور میرے والد بزرگوار نے غلام زبیر مقرر کیا۔ حق تعالےٰ اس کی عمر دراز کرے اور اُسے صالح اور اپنے اجداد کے کمالات کا وارث بنائے +

محمد منوّر غلام عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ - آپ شیخ محمد حسن کے دوسرے فرزند تھے لیکن بچپن ہی میں فوت ہو گئے +

شیخ محمد کریم - آپ شیخ محمد حسن کے تیسرے فرزند ہیں حق تعالےٰ آپ کی عمر دراز کرے - اور صالح اور صاحب کمال بنائے +

شیخ محمد احسن کی ایک لڑکی منوّرہ نام فوت ہو گئی تھی +

شیخ محمد محسن سلّمہ ربہٗ - آپ حضرت شیخ حسن احمد کے دوسرے فرزند ہیں - آپ اس زمانے کے بڑے ولی اور متقی ہیں - آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کیا - آپ لڑکپن ہی سے آنحضرت رض کے منظور نظر تھے - خصوصاً آخری عمر میں کوئی شخص بھی آپکے برابر قرب میں نہ تھا - آپکے حالات اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ رض کے خلفا کے حالات میں لکھے جائینگے - آپ کی دو لڑکیاں ہیں ایک معصومہ بیگم - دوسری نعیم النسا - محمد فاروق غلام قیوم رض شیخ محمد محسن کے فرزند ہیں شیخ محمد محسن کے تین بیٹے تھے - ایک محمد فاروق دوسرے محمد - تیسرے محمد حسین - اور چار لڑکیاں تھیں - ایک عزیز النسا - دوسری زینت النساء تیسری نعیم النسا اور چوتھی کریم النسا - اس بیٹے کو مَیں نے لیکر متبنّٰی کیا ہے - لیکن ابھی چھوٹا ہے - اللہ تعالےٰ اس کی عمر دراز کرے اور اپنے آباؤ اجداد کے کمالات کا وارث بنائے - آمین یا رب العالمین +

ابو الفیض کمال الدین محمد احسان عفی عنہ - اس کتاب کا مولف - گو اس فقیر میں اتنی لیاقت نہیں کہ اپنے آپ کو آنجناب کی اولاد میں شمار کرے - لیکن کیا کروں قطع نسل تو نہیں ہو سکتا - اگرچہ بعض بنی اسرائیل کافر ہو گئے - لیکن حق تعالےٰ پھر بھی انہیں یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے نام سے یاد کیا ہے +

مَیں شیخ حسن احمد کا سب سے نالائق اور کمترین فرزند ہوں لڑکپن سے حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوا - اور عرصہ دراز تک آنحضرت رض کی خدمت میں رہا - بعد ازاں آنجناب نے مجھے خلافت دیکر مشرق کی طرف بھیجا - مدت تک وہاں رہکر پھر حاضر خدمت ہوا - آنحضرت رض نے پھر مجھے اس طرف جانے کا حکم دیا - حسب الارشاد میں اس طرف روانہ ہوا - اس سفر میں معلوم ہوا کہ آنحضرت رض عنقریب

دنیا سے رحلت کر جائینگے۔ گھبرا کر بہت جلدی پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ واقعی ڈیڑھ ماہ بعد امام زمان اس جہان سے کوچ کر گئے۔ مَیں آنجناب کی نعش کے ساتھ سرہند گیا۔ اور کچھ عرصہ آنجناب کے مزار فائض الانوار پر رہا۔ بعد ازاں پھر مشرقی علاقے میں چلا گیا۔ مَیں نے دو سال بعد جب غم و الم کو قدرے تخفیف ہوئی تو اس کتاب کو تالیف کرنا شروع کیا۔ امید قوی ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ شریف سے ایمان سلامت لیجاؤنگا +

میری اولاد میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکے کا نام محمد غلام مجدد ہے۔ جو ۱۱۶۴ھ ہجری کو پیدا ہؤا۔ چنانچہ اس کی تاریخ ولادت "با ہزاراں برکات مبارک باد" ہے۔ اس بچے کی ولادت مسلمانوں کے حق میں نہایت مبارک ہوئی۔ کیونکہ ان دنوں کافروں نے مسلمانوں کا محاصرہ کیا ہؤا تھا۔ اس فرزند کے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو کافروں کے پنجے سے نجات دی۔ مجھ پر بھی ظاہری و باطنی برکت کا ظہور ہؤا۔ اس واسطے اس کی کنیت ابوالبرکات۔ لقب شمس الدین اور نام محمد اور عرف غلام مجدد مقرر کیا گیا۔ سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار اس کی پیشانی سے نمایاں ہیں۔ پیشانی پر کا نشان نور کی طرح چمکتا ہے۔ استعداد نہایت اعلےٰ درجے کی ہے۔ امید غالب ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے چراغ ہو گا۔ اور اس سے ایک جہان منور ہو گا۔ اے پروردگار! اس فرزند کی عمر اپنے حبیب کے صدقے دراز کرنا۔ اور خلق میں سے سب سے صالح اور حضرت مجدد الف ثانیؓ کے کمالات کا وارث بنانا۔ آمین رب العالمین +

لڑکیوں میں سے ایک بادشاہ بیگم تھی۔ جو شیر خوارگی کی حالات میں فوت ہو گئی تھی۔ دوسری حضرت بیگم اللہ تعالےٰ اس کی عمر دراز کرے۔ آمین +

میرے قبلہ گاہ شیخ حسن احمد کی آٹھ لڑکیاں تھیں۔ ایک ام کلثوم اختر افروز بیگم جو حضرت محمد اشرف کے پوتے محمد شاہ نور کی منسوبہ تھی۔ اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ امت النبی۔ دوجہہ النسا۔ دوسری میمونہ جو شیخ جلال الدین سے منسوبہ تھی۔ تیسری ام حبیبہ مبشرہ جو شیخ اسد اللہ کی منسوبہ ہے۔ اس سے ایک لڑکا پیدا

ہؤا۔ جس کا نام مبارک اللہ ہے۔ باقی لڑکیاں بچپن ہی میں فوت ہو گئیں۔ ان کے اسماء مبارک یہ ہیں۔ بدر النسا۔ نشاط۔ مبارک النسا۔ دہرارائے۔ رابعہ +

خواجہ نور الصمد حضرت شیخ محمد ہادی کے چوتھے فرزند ہیں سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہؒ اور اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو کمالات نبوت کی خوشخبری دی تھی۔ خواجہ نور الصمد نہایت عزیز الوجود تھے۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ ۱۱۳۰ھ ہجری کو وفات پائی۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے +

نور الرحمان۔ آپ خواجہ نور الصمد کے فرزند ہیں۔ باطنی سلوک شیخ ضیاؤ الدین یوسف کی خدمت سے حاصل کیا۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے +

نور السبحان۔ آپ خواجہ نور الصمد کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت قابل جوان تھے۔ لیکن جوانی ہی میں فوت ہو گئے +

محمد اکبر۔ آپ نور السبحان کے فرزند ہیں۔ لیکن بچے ہیں۔ اللہ تعالےٰ عمر دراز کرے۔ اور نیک بنائے +

خواجہ نور الصمد کی دو لڑکیاں تھیں ایک جہان آرا بیگم۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے شیخ محمد عبید اللہ سے منسوب تھی۔ اس سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ علیم اللہ وغیرہ۔ دوسری لڑکی گیتی آرائے۔ محمد احسن اللہ سے منسوب تھی +

محمد رضاء اللہ۔ آپ حضرت شیخ محمد ہادی کے پانچویں فرزند ہیں۔ سات سال کی عمر میں دکن میں فوت ہوئے۔ نعش سرہند لاکر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں دفن کی گئی +

شیخ محمد برکت اللہ۔ آپ حضرت شیخ محمد ہادیؒ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔ سیاحت بہت کی۔ چنانچہ ایران۔ توران۔ یمن۔ عرب۔ روم اور شام وغیرہ ملکوں کی سیر کی۔ ہزار ہا لوگوں کو آپ سے باطنی فائدہ ہؤا۔ جہاں گئے نکاح کیا جب روم گئے۔ تو بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ کہ اپنی لڑکی مجھے دو۔ بادشاہ نے بہتیری تدبیریں سوچیں کہ آپ کو تکلیف دے لیکن اسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عالیشان بارگاہ

میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہے اور ہزار ہا آدمی ہاتھوں میں سنہری عصا لئے ہوئے اس کے گرد اگرد کھڑے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ معصومی بارگاہ ہے۔ اور اس تخت پر حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ بادشاہ نے بارگاہ کے اندر جانا چاہا۔ لیکن حضرت امام معصوم رضؓ نے فرمایا۔ کہ اسے نکال دو۔ کیونکہ اس نے میرے فرزند کی حرمت نہیں کی۔ جب بیدار ہوا۔ تو شیخ صاحب کو بلا کر ان سے معافی مانگی۔ اور اپنی لڑکی کا نکاح اُن سے کر دیا۔ آپ نے ملک شام میں وفات پائی۔ آپ کا مزار بیت المقدس میں ہے جو عام و خاص کی زیارت گاہ ہے آپ کی دو لڑکیاں ہیں۔ ایک گوہرا لے جو غلام معصوم کے بیٹے غلام محمد سے منسوب ہے۔ دوسری امت الرحمٰن جو محمد محفوظ کی منسوبہ ہے ✣

حضرت شیخ محمد ہادی کی دو لڑکیاں تھیں۔ ایک بدۃ النسا جو شیخ شہاب الدین کی منسوبہ تھیں۔ اور دوسری زیب النسا جو شیخ عبد الباقی سے منسوب تھیں ✣

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ آپ حضرت مروج الشریعت رضؓ کے دوسرے فرزند ہیں آپ ۱۰۶۱ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ سلوک باطنی حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ پھر اپنے والد بزرگوار اور اپنے چچا حضرت حجۃ اللہ رضؓ سے بقیہ سلوک پورا کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے تمام خصائص کی بشارات دیں۔ جن کے ذریعہ آپ ممتاز تھے۔ حضرت حجۃ اللہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ کوئی کام اُن کے مشورے کے بغیر نہ کرتے عالمگیر بادشاہ اور حضرت حجۃ اللہ رضؓ کے مابین سوال و جواب کا وسیلہ آپ ہی تھے۔ جو مقدمہ کہ بادشاہ حضرت حجۃ اللہ سے چاہتا۔ اور آسانی سے حاصل نہ ہوتا۔ تو وہ آپ سے عرض کرتا آپ اس مقدمہ کو اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کروا لاتے ✣

چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حضرت قیوم ثالث رضؓ نے چاہا۔ کہ ایران کی راہ حج کو جائیں۔ بلکہ کابل تک تشریف لے بھی گئے۔ لیکن بادشاہ کی مرضی تھی کہ دکن کی راہ حج کو تشریف لے جائیں۔ آنحضرت رضؓ نے قبول نہ فرمایا۔ آخر بادشاہ نے آپ کو بیچ میں ڈالا۔ آپ کابل جا کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو واپس لے آئے۔ چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ اس کتاب کے تیسرے حصے میں مفصل لکھا جائیگا ✣

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو حقیقت معصومی کی خوشخبری دی ہے اور دوم تبہ اپنے ساتھ حج کو بھی لے گئے۔ آپ ہر لعزیز اور مقبول عام تھے۔ جو شخص آپ کو دیکھ لیتا۔ آپ پر مفتون ہوجاتا۔ تمام سردار اور سرکش لوگ آپ کے فرمانبردار تھے۔ سارے امرا شرفا۔ خوانین۔ خواقین۔ سلاطین اور رعایا آپ کے فرمانبردار غلام تھے۔ ہندوستان کے بادشاہ آپ کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرتے تھے۔ عالمگیر بادشاہ نے ہرچند آپ کو اپنا وزیر بنانا چاہا۔ لیکن آپ نے نہ مانا۔

ایک شخص نے مجھ (مؤلف کتاب) سے بیان کیا کہ میں بادشاہی قلعہ میں تھا اور اور امرا بھی حاضر تھے۔ کہ حضرت خواجہ محمد پارسا کا ذکر خیر چھڑا۔ دو امیروں نے کہا کہ انہیں دنیاوی مال و دولت بہت حاصل ہے۔ انہیں کیوں کوئی چیز دی جائے۔ بعد ازاں انہوں نے قسم کھائی۔ کہ آیندہ اُنہیں کچھ نہیں دینگے۔ وہ اسی گفتگو میں تھے۔ کہ اتنے میں آپ بھی تشریف لائے۔ آپ کو دیکھتے ہی دونو نے بہت سارو پیہ بطور نذر پیش کیا۔ مجلس برخاست ہونے کے بعد لوگوں نے اُن امیروں سے پوچھا۔ کہ تم نے تو قسم کھائی تھی۔ کہ انہیں کچھ نہ دینگے۔ پھر کیوں دیا۔ کہا۔ ہمیں معلوم نہیں۔ جب ہم نے انہیں دیکھا۔ تو اُن کی محبت ہم پر اس درجہ غالب آئی۔ کہ ہم نے بے اختیار ہو کر انہیں کچھ دیا۔ بعد ازاں تمام اہل مجلس معتقد ہو گئے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میر شرف الدین حسین نے مجھے کہا کہ میں حضرت خواجہ محمد پارسا سے بہ سبب اہل دنیا کے اختلاط ناراض تھا۔ ایک رات میں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ آنحضرتؐ کی گود میں ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا محمد پارسا میرا فرزند ہے۔ اس سے ناراض ہونا مجھ سے ناراض ہونا ہے۔ اس سے ناراضگی کو رفع کردو۔

ایک مغل حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کیلئے آیا۔ لیکن بعض مخالفوں کے کہنے سننے پر آپ سے ملاقات نہ کی۔ اُس نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو سخت ناراض ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ تو نے میرے فرزند محمد پارسا سے ملاقات کیوں نہیں کی۔ جاؤ اس کی زیارت کرو۔ کہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ دوسرے دن وہ آپ کی

زیارت کیلئے آیا - اور معافی مانگی +

ملک مالوہ میں خواجہ احرار کے فرزند خواجہ عبدالصمد نے آپ سے ملاقات کی - اس وقت وہ مفلس تھا - ان سے کچھ بطور قرضہ مانگا - آپ نے سو مہریں عنایت کیں - اور فرمایا کہ تمہیں اللہ تعالےٰ ہمارے ملک کے قرب جوار میں ریاست عظیم عطا فرمائیگا تھوڑی ہی مدت بعد وہ لاہور - کشمیر - ور ملتان کا حاکم مقرر ہؤا - جب تک زندہ رہا خود حکمراں رہا - بعدازاں اس کی اولاد اس ملک پر حکمراں رہی - چنانچہ آج کل اس کا بیٹا سلطنت کا سب سے بڑا رکن شمار کیا جاتا ہے +

حضرت خواجہ کبھی کسی سے بدلہ نہ لیتے - نہ کسی کو بددعا دیتے - بلکہ اپنے دشمنوں اور مخالفوں پر بھی احسان کرتے - ایک شخص آپ کے متعلقین میں سے تھا - جو تحفہ اور نعمت اطراف و جوانب سے آپ کی خدمت میں لایا جاتا - آپ پہلے اُسی دیتے لیکن وہ نالائق ہر روز بادشاہ کے پاس آپ کی شکایت کرتا - کہ محمد پارسا نے میرا اتنا روپیہ زبردستی چھین لیا ہے - بادشاہ جانتا تھا - کہ یہ سراسر جھوٹا ہے - اس واسطے اس کی طرف توجہ نہ کرتا تھا - ایک دفعہ اُس نے اپنے آپ کو دریا میں بھی پھینک دیا - لیکن پھر بھی بادشاہ نے توجہ نہ کی - جب گھر سے فریاد کے لئے جاتا - تو حضرت خواجہ کو تاکید کرتا کہ کھانا جلدی لاؤ کیونکہ میری فریاد کا وقت ہے - وہ بہت جلدی نفیس کھانا لاتے - آپ مکھیاں اُڑاتے - ایک روز بادشاہ کے روبرو اُس نے حضرت خواجہ کے حق میں برا بھلا کہا - بادشاہ نے اس کے قتل کا حکم دیا - جب حضرت خواجہ نے سُنا - تو بادشاہ کے پاس جا کر اُسے قتل ہونے سے بچایا - آخر بادشاہ نے اُس کے ملک بدر کرنے کا حکم دیا +

آپ پیر کے دن ۱۰ - ربیع الاوّل ۱۱۴۲ھ ہجری کو فوت ہوئے - آپ نے دو سال پہلے ہی اپنی وفات کی اطلاع دیدی تھی +

حضرت خواجہ "حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کا عرس بڑا پر تکلف کیا کرتے تھے - آخری ایام میں اپنے فرزندوں کو وصیت کی - کہ آج حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک ہے - جلدی اس مہم سے فارغ ہو جاؤ - کیونکہ اور کام بھی درپیش ہے - شام کے وقت عرس سے فارغ ہو کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہو گئے -

آپ نے فرمایا۔ الحمد للہ! بڑے کام سے خلاصی ہوئی۔ بعد ازاں تند ہوا چلی۔ اور جہان سے شور اُٹھا۔ روضہ منورہ کے گرد ہزارہا قندیلیں روشن تھیں۔ پتھر کے فرش پر ان کے گرنے سے بجلی کی طرح آواز نکلتی تھی۔ جب قندیلیں بُجھ گئیں۔ تو ہوا بھی دھیمی ہو گئی۔ اسی وقت خواجہ نے اس جہان فانی سے عالم بقا کی طرف کوچ کیا۔ آپ کا جنازہ آپ کی وصیت کے مطابق حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ کے گرد پھرا کر چبوترے کے جنوب مغربی کونے میں جہاں آپ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ یہاں میری قبر بنانا۔ دفن کئے گئے۔ آپ کی قبر پر ایک عالیشان گنبد بنایا گیا۔

حضرت خواجہ صاحب کی ایک بزرگی یہ ہے کہ حالانکہ آپ نے حضرت قیوم ثانی رضؓ اور قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت سے یہ کمالات حاصل کئے تھے۔ بڑے بلند آواز سے عام مجلس میں حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا کی قیومیت اور قطب الاقطابی کا اقرار کرتے۔ آپ نے علم تصوف میں ایک کتاب مسمی بہ "فکر پارسا" تصنیف کی ہے۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

شیخ محمد علی۔ آپ خواجہ محمد پارسا کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کر کے ظاہری علم کو پایہ تحصیل تک حاصل کیا! و حضرت قیوم ثالث کیساتھ حج بھی کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ دنیا سے جوان ہی گئے۔ اور لاولد بھی۔

محمد شیخ الاسلام۔ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے دوسرے فرزند ہیں حضرت حجۃ اللہ رضؓ کے مرید تھے۔ علم ظاہری انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ قرآن شریف تجوید سے حفظ کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج بھی کیا۔ نہایت صالح اور متقی تھے۔ سخاوت اور بخشش میں بے نظیر تھے۔ بادشاہ نے آپ کو منصب سلطانی اور سرہند کی اکثر خدمات سپرد کیں۔ اس ذریعہ سے ہزارہا آدمیوں کو آپ سے فائدہ ہوا۔ اور آپ کے ممنون احسان ہوئے۔ آپ کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ آپ کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے قبے کے اندر جگہ ملی۔ آپ کی اولاد صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

محمد نور الاسلام۔ آپ شیخ الاسلام کے فرزند نہایت جوان قابل اور صالح ہیں۔ اپنے دادا بزرگوار کے مرید ہوئے۔ آپ نہایت صاحب فطرت بلند تھے۔ آپ کا صرف

ایک لڑکا ہے۔ سراج الاسلام نام۔ دو لڑکیاں امت نقشبند و امت معصوم شیخ الاسلام کی بیٹی بیگما نام حضرت شاہ جیو کے پوتے سعادت اللہ سے منسوب تھی +

شیخ محمد رسا سلمہ ربہٗ۔ مشہور بشاہ صاحب۔ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے تیسرے فرزند ہیں۔ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف تھے۔ سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ حضرت خواجہ فرماتے تھے۔ کہ محمد رسا میرا نائب اتم ہے +

شاہ صاحب ؒ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ جب پیر مرشد نے مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبت خاص کا القا کیا۔ میں حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مراقبہ کر رہا تھا۔ کہ مجھے ایک زرد کی خلعت فاخرہ مرحمت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبت خاص ہے۔ شیخ محمد رسا موجودہ زمانے کے مشائخ کے سردار ہیں۔ اپنے آبا و اجداد کے طریقے کے پورے پابند ہیں +

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شاہ محمد پارسا اہل اللہ میں سے مستثنےٰ ہیں۔ ایک روز شاہ صاحب نے حضرت قیوم رابع کو کہا۔ کہ میں آپ کو قطب الاقطاب اور قیوم زمان جانتا ہوں۔ اور آپ کے فیض و برکات کا امیدوار ہوں۔ آنحضرت رضہ نے فرمایا ہم بھی تمہارے باطن کی طرف متوجہ ہیں۔ آج کل حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کے زینت بخش اور سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے خانقاہ مذکور کی ملازمت اختیار کی ہے۔ آپ ہر صبح شام اپنے یاروں سمیت حضرت امام معصوم رضہ کے روضہ مبارک میں حلقہ اور مراقبہ کرتے۔ خانقاہ کی برکت آپ کے سبب سے ہے۔ آپ سے کرامات عجیبہ اور خوارق غریبہ ظہور میں آتے ہیں۔ حق تعالےٰ آپ کو بحق نون و صاد سلامت رکھے۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں +

محمد احد رسا۔ آپ شاہ محمد رسا کے فرزند بزرگ ہیں۔ آپ اپنے باپ کے مرید ہیں۔ نہایت صالح اور قابل ہیں۔ حضرت قیوم رابع رضہ آپ پر ازبس مہربان تھے۔ آپ اپنے آبائی طریقے پر پورے پورے کاربند تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں۔ سراج معصوم اور میر احمد لیکن ابھی بچے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کی عمر دراز اور انہیں صالح کرے +

محمد فیض رسا۔ آپ شاہ محمد رسا کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے والد بزرگوار کے

مرید ہیں - آپ کے دادا نے آپ کے حق میں بشارت عظمےٰ فرمائی - نہایت صالح مرد ہیں +

سید احمد - آپ شاہ محمد رسا کے تیسرے فرزند ہیں - آپ صالح جوان ہیں - سعادت کی علامتیں آپ کی پیشانی سے ظاہر ہیں +

شاہ محمد پارسا کی بیٹیوں میں سے ایک حور النسا - محمد شبیل معروف بہ بھیکھ سے منسوب ہے - دوسری ولس بیگم شیخ نیاز احمد کی منسوبہ ہے - اور تیسری جانا بیگم صاحبزادہ والا گہر بلند اقبال سلالہ دودمان قیومیت فرزند حضرت قیوم رابع شیخ عبدالقادر ثانی سے منسوب ہے - چوتھی قطبی بیگم +

میر محمد نعمان حق رسا سلمہ اللہ تعالٰے - آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے چوتھے فرزند ہیں - اپنے باپ کے مرید تھے - ان کی وفات کے بعد حج کے لئے گئے - وہیں آپ کو حکم ہوا کہ حضرت قیوم رابع کی خدمت میں رجوع کرو - جب ہند میں واپس آئے - تو حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے - اور سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا - آنحضرت آپ پر اس درجہ عنایت کرتے تھے - کہ کسی اور پر اس کا عشر عشیر بھی نہ کرتے - میر صاحب بھی آنحضرت پر پورے طور پر فدا تھے - آنحضرت نے میر صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے عمدہ خصائص کی بشارات عنایت کیں - میر صاحب شریعت اور طریقت پر پورے پورے کاربند تھے - ان دونوں دونو بھائی شاہ محمد رسا اور میر محمد نعمان حق رسا موجودہ اولیا سے ممتاز ہیں - میر محمد نعمان صاحب تصرفات ظاہرہ وکرامات باہرہ ہیں - آپ کے باقی احوال انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت قیوم رابع کے خلفا کے حالات میں لکھے جائینگے - آپ کی اولاد تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے +

نور معصوم - آپ میر محمد نعمان کے بڑے فرزند تھے - سات سال کی عمر میں دنیا سے سفر کیا - اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے +

غلام ابراہیم، حامد پارسا، اور غلام قاسم - یہ تینوں میر محمد نعمان کے بیٹے ہیں - میر محمد نعمان کی بیٹی بخشی بیگم محمد احد رسا سے منسوب ہے +

حضرت خواجہ صاحب کی ایک بیٹی رقیہ میرے (مولف کتاب) چچا شیخ محمد میر سے منسوب ہے - دوسری عزت النسا مرزا محمد نجیب کی منسوبہ تھی - اس سے پانچ لڑکے پیدا ہوئے +

محمد جان ؒ - حضرت خواجہ محمد پارسا کے پوتے ہیں - آپ حضرت خواجہ کے مرید ہیں - نہایت صالح اور پرہیزگار ہیں - آپ کی اولاد ایک لڑکا چار لڑکیاں ہیں - بیٹے کا نام غلام رسول - اور لڑکیاں امت معصوم وغیرہ ہیں +

محمد وجیہ - آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے دوسرے پوتے ہیں - نہایت صالح جوان تھے - لیکن عین شباب میں راہی ملک بقا ہوئے آپ کا صرف ایک لڑکا باقی رہا

احمد گل - آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے تیسرے پوتے ہیں - نہایت صالح اور پرہیزگار ہیں - آپ میر محمد نعمان حق رسا کے مرید ہیں +

محمد مجیب - آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے چوتھے پوتے ہیں نہایت صالح پرہیزگار ہیں - محمد سعید - آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے پانچویں پوتے ہیں نہایت قابل وصالح جوان ہیں +

شیخ محمد سالم قدس سرہٗ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ محمد معصوم عروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند ہیں - آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا - آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے - حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات وخصائص کی عمدہ عمدہ بشارات آپ کو دیں - شیخ صاحب کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ میں نہایت راسخ قدم تھے - حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں سب سے ممتاز تھے - سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پورے کاربند اور طریقہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے - موجودہ چیز کا خرچ کرنا آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا - تمام غربا مساکین اور فقرا آپ کی خانقاہ میں پڑے رہتے - آپ ہر ایک کی خبرگیری اس کی حالت کے مطابق کرتے - آپ سے کرامات ظاہرہ اور خوارق باہرہ ظہور میں آتے تھے - آپ ۱۱۱۷ھ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے - اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ کے روضہ منورہ میں چبوترے پر مشرق کی طرف مدفون ہوئے آپ کی اولاد ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے +

محمد کرامت اللہ - آپ شیخ محمد سالم کے فرزند ہیں - حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید تھے - بلکہ آنجناب نے آپ کو خوشخبری بھی دی - پھر حضرت محمد صدیق کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کیا - اور اس طریقے کی عمدہ بشارتیں حاصل کیں - آپ صبح شام

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں رہتے - آپ کی اولاد میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے +

محمد نور اللہ - آپ محمد کرامت اللہ کے لڑکے ہیں - نہایت صالح جوان ہیں آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید ہیں - قرآن شریف بھی حفظ کر لیا ہے +

شیخ محمد سالم کی بیٹی نور النسا شیخ عبداللہ سے منسوب ہے +

حضرت مروج الشریعت کی ایک بیٹی شیخ محمد اسمٰعیل سے منسوب ہے - دوسری شائستہ بیگم میر فضل اللہ سے منسوب ہے - تیسری حسن النسا شیخ اسمٰعیل عزیز الدین سے منسوب ہے +

صوفی شاہ محمد - آپ حضرت مروج الشریعت کے پہلے خلیفہ ہیں - آپ نے آنجناب ہی سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی - طریقہ احمدیہ کے پکے پابند تھے +

صوفی عبدالرحمٰن خوارزمی - آپ حضرت مروج الشریعت کے خلیفہ ہیں آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے - آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے خلافت دیکر خوارزم بھیجا - وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی - ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے اور بے شمار آدمیوں نے آپ سے فائدہ اُٹھایا +

صوفی کمال - آپ حضرت مروج الشریعت کے خلیفہ ہیں - سلوک باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت پائی +

صوفی محمد کامل اندرابی - اندراب کابل کے گرد نواح میں ایک علاقہ ہے - عرصہ دراز تک حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہکر سلوک باطنی حاصل کیا - پھر خلافت دیکر اندراب بھیجے گئے وہاں کے اکثر آدمی آپ کے مرید ہوئے +

صوفی عبدالرزاق - آپ حضرت مروج الشریعت کے خلیفہ ہیں - سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا - آنجناب نے آپ کو خلافت دی - طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے تمام خلفا اور فرزند آنحضرت کے وصال کے بعد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے +

حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ عنہ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے چوتھے فرزند ہیں آپ ۱۰۴۸ھ ہجری میں پیدا ہوئے - آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد شافی الحال اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں - کہ ایک دن آنحضرت نے محمد اشرف کے سامنے

فرمایا۔ کہ میری زندگی کے دو سال باقی ہیں۔ اب میں تم پر ایسی توجہ کرتا ہوں۔ جو اس سے پہلے کسی شیخ نے اپنے کسی مرید پر نہیں کی۔ اور آیندہ بھی نہیں کریگا۔ پھر انہیں بلا کر القائے نسبت و توجہ باطنی کیا۔ اس ایک توجہ میں گذشتہ و آیندہ اولیا کے کمالات اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام مقامات مثلاً ہر سہ ولایت صغرے کبرے اور علیا۔ کمالات نبوت۔ حقائق ثلاثہ یعنی حقیقت کعبہ۔ حقیقت قرآن اور حقیقت نماز اور خلاجیت وصلاحیت وغیرہ القا فرمائے۔ آنجناب فرماتے تھے۔ کہ میں نے ان تمام مقامات کو اسی وقت سمجھ لیا۔ آپ نے علوم معقول و منقول۔ فروع۔ و اصول۔ فقہ کلام تفسیر۔ حدیث۔ پورے طور پر حاصل کئے۔ اور ان علوم کی کتب مشہورہ میں سے تقریباً ہر ایک پر شروح و حواشی لکھے ✤

ایک دفعہ کسی امیر کی لڑکی بیمار ہوگئی۔ جب قریب المرگ ہوگئی تو امیر اسے آپ کی خدمت میں لایا۔ آپ نے کچھ پڑھ کر دم کیا۔ تو فی الفور صحتیاب ہوگئی۔ گویا بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا۔ ہزارہا آدمیوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بیشمار تصرفات آپ سے ظاہر ہوئے۔ آپ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور طریقہ احمدیہ پر پورے طور کاربند تھے ✤

شیخ محمد سعید لاہوری فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک مرد خدا کسی باغ میں تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ان کے گرداگرد کھڑے ہیں۔ ایک شخص کہ رہا ہے کہ یہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ کے فرزند شیخ محمد اشرف ؓ ہیں۔ صبح میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ آپ نے مجھے خلافت عنایت فرمائی ✤

آپ ۲۷۔ صفر ۱۱۷۱ھ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرقد کی مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ نزع کے وقت آپ "حسبی اللہ ونعم الوکیل" بار بار پڑھتے تھے۔ آپ کی اولاد چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں ✤

شیخ محمد جعفر۔ آپ حضرت محمد اشرف ؓ کے بڑے لڑکے ہیں۔ آپ نہایت صالح متقی پرہیزگار۔ اور اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے۔ آپ اپنے مشائخ باطنی کے

احوال کتاب کی صورت میں لکھے ہیں۔ جب کافر لوگ سرہند پر چڑھ آئے تو آپ فی سبیل اللہ اُن سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ محمد الیاس آپ شیخ محمد جعفر کے فرزند ہیں! آپ حضرت حجۃ اللہ کے مرید اور صالح و متقی تھے۔ محمد شاہ نور۔ آپ شیخ محمد جعفر کے دوسرے فرزند ہیں آپ حضرت حجۃ اللہ کے مرید اور صالح مرد تھے! آپ شیخ حسن احمد کی لڑکی (موئف کی بہن) سے منسوب تھی۔ آپ کے ہاں دو لڑکیاں ہوئیں! ایک امت الٰہی جو حضرت شاہ جیو کے پوتے شریف احمد کی منسوبہ تھی! اور دوسری جمیلۃ النساء جو حضرت خازن الرحمت کی کی اولاد معز الحق سے منسوب تھی۔ شیخ محمد جعفر کی بیٹی امت الرسول محمد جان کی منسوبہ ہے۔ شیخ محمد روح اللہ۔ آپ حضرت محمد اشرف کے دوسرے لڑکے ہیں آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کر کے آنجناب سے عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آپ شریعت و طریقت کے پکے پابند تھے آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے +

شیخ نور احمد۔ آپ شیخ روح اللہ کے فرزند نہایت صالح غریب اور مسکین مرد تھے۔

شیخ روح اللہ کی لڑکی امت النجیب ضیاء الحق سے منسوب ہے +

شیخ محمد حیات۔ آپ محمد اشرف کے تیسرے فرزند ہیں اپنے باپ کے مرید تھے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ سے حاصل کیا۔ نہایت متقی اور پرہیز گار تھے +

شیخ محمد شافی الحال۔ آپ حضرت محمد اشرف کے چوتھے بیٹے ہیں۔ سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں پورا کیا! اور بشارات عمدہ مثلاً حقیقت قرآن حقیقت نماز۔ سابقیت اور خالصیت وغیرہ حاصل کیں۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ آپ سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پکے پابند اور طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔ آپ نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ بلکہ اس علم میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ آپ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو اچھی طرح سمجھتے تھے! اور سبق پڑھایا کرتے تھے۔ بعض مخالفوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات پر شبھے کئے ہیں۔ اُن کا رد خوب لکھا ہے۔ حضرات احمدیہ معصومیہ کے حالات میں ایک تاریخ لکھی ہے۔ آپ اس وقت بڑے شیخ شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ نے سنہ ۱۱۵۰ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت کی! اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے

روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آپ کے تین لڑکے ہیں ✣

شاہ جلال۔ آپ حضرت شیخ شافی الحال کے بڑے لڑکے ہیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی اپنے باپ سے حاصل کیا۔ آبا و اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے۔ افغانستان میں دریائے سندھ کے قریب وفات پائی۔ وہیں آپ کا مزار بنایا گیا۔ جو عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں ✣

نیاز معصوم۔ آپ شاہ جلال کے فرزند نہایت صالح جوان ہیں ✣

مرید معصوم۔ آپ شاہ جلال کے دوسرے فرزند اور مجذوب الاحوال ہیں ✣

شاہ جلال کی لڑکیوں میں سے ایک نور احمد سے منسوب ہے، دوسری محمد عاشق سے ✣

شیخ محمد عبید اللہ۔ آپ حضرت شیخ محمد شافی الحال کے دوسرے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ قرآن شریف باتجوید حفظ کیا۔ آبائی طریقے کے پکے پابند تھے۔ کسر نفسی۔ تواضع اور فروتنی آپ کا شیوہ مرضیہ ہے۔ اسی بزرگ کی زبانی سن کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد کے اسامی اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں ✣

شیخ محمد۔ آپ شیخ شافی الحال کے تیسرے لڑکے تھے۔ اپنے باپ کے مرید نہایت صالح اور متقی مرد تھے۔ قابلیت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ جو آپ کی ہم نشینی کرتا آپ پر شیفتہ ہو جاتا۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے ✣

شیخ احمد آپ شیخ محمد کے لڑکے ہیں۔ نوجوان ہیں۔ اللہ تعالے ان کی عمر دراز کرے۔ آپ کی لڑکی محمد بیگم غلام احرار سے منسوب ہے ✣

حضرت محمد اشرف کی لڑکیوں میں سے ایک پرہیزگار زمانہ پرہیز بانو حضرت شیخ محمد ہادی کی منسوبہ ہیں۔ دوسری منیرہ بیگم حضرت محمد پارسا سے منسوب تھی۔ نجابت بانو خورشید نام اس کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ بیٹوں کے نام عبد الخالق اور غلام محمد اور لڑکیوں میں سے ایک محمد مشائخ سے منسوب ہے۔ اور دوسری رضی الدین کے لڑکے سے ✣

صوفی عبد الخالق۔ آپ حضرت محمد اشرف رضی اللہ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت صاحب استقامت اور کرامت تھے۔ بہت سے آدمیوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔ تحریر

صوفی عبد الحی۔ آپ حضرت محمد اشرف کے خلیفہ ہیں۔ صاحب حالات بلند

اور مقامات ارجمند تھے ✤

صوفی عبدالرحیم ۔ آپ حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ کے خلیفہ صاحب جذب قوی تھے ۔ آپ کی حالت عجیب تھی ۔ حضرت محمد اشرف کے خلفا بہت تھے ۔ کہاں تک لکھوں ✤

حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں ۔ آپ ۱۰۵۵ ہجری میں پیدا ہوئے ۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات اور خصائص کی بشارت دی ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے ۔ آنحضرت نے بادشاہ ہند معہ شاہزادہ اعظم شاہ اور دیگر ارکان سلطنت آپکے حوالے کیا ۔ کہ ان سے سلوک باطنی حاصل کریں ۔ آنحضرت نے آپکو شاہجہان آباد میں بھیجا ۔ آپ جب وہاں پہنچے ۔ تو بادشاہ آپکے استقبال کے لئے آیا ۔ اور نہایت عزت سے شہر میں لاکر اپنے قلعہ خاص میں فروکش کیا ۔ جب حضرت شیخ قلعہ کے دروازہ میں پہنچے ۔ تو دروازے پر بہت سی تصویریں تھیں ۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں اُس وقت قلعہ میں آؤنگا ۔ جب تک ان تصویروں کو مٹا لوگے ۔ دوسرے دن آپ نے حکم دیا ۔ کہ تمام گویوں ۔ گانٹوں اور بے ریش ناچنے گانے والے لڑکوں اور گانے بجانے والوں اور بدعتیوں کو ہند سے نکال دیا جائے ۔ بادشاہ نے بھی قطعی حکم دیا ۔ کہ تمام اہل بدعت کو ہند سے نکال دو ۔ چنانچہ اس کا مفصل حال قیومیت کے پنتالیسویں سال میں لکھا گیا ہے ۔ آپ نے امر معروف اور نہی منکر اس طرح کیا ۔ کہ اس سے پہلے کسی شیخ نے نہ کیا ۔ جب تک آپ زندہ رہے ۔ سارے ہندوستان میں کسی کو جرأت نہ تھی ۔ کہ کھلم کھلا سرود کرے ۔ یا ڈھولک بجائے ۔ آپکے جاسوس جابجا پھرتے جہاں کہیں بدعت کی علامت پاتے تنبیہ کرتے ۔ دکن میں ایک امیر نے خفیہ مجلس سرود قائم کرکے یاروں کو کہا ۔ کہ اگر شیخ صاحب کو اس مجلس کی خبر ہوجائے ۔ تو مجھے بے عزت کرینگے ۔ یہ کہکر گویوں کو نکال دیا ✤

یہی وجہ ہے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ شیخ صاحب کو محتسب امت کہتے تھے ۔ آپکا ارشاد اس درجہ تھا کہ امرا اور سلاطین میں قدرت نہ تھی کہ شیخ صاحب کے حضور میں بیٹھیں ۔ آپ کی بارگاہ عالی اطلس کی بنی ہوئی تھی جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے ۔ اس بارگاہ میں سُنہری کرسی جواہرات سے جڑاؤ رکھی جاتی ۔ جس پر آپ

بیٹھتے تھے۔ اس کے گرد نواح امرا بادشاہ خان نہایت ادب سے دست بستہ کھڑے رہتے +
ایک بزرگ کا بیان ہے۔ کہ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ شیخ صاحب درویش ہیں
انہیں اس قدر شان و شوکت کی کیا ضرورت ہے۔ یہ خیال آتے ہی حضرت شیخ نے میری
طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ ہمارا تکبر اس کی کبریائی سے ہے +
ایک معتبر آدمی نے بیان کیا۔ کہ میں نے ٹھان لی کہ آئندہ کبھی شیخ صاحب کی
خدمت میں نہیں جاؤنگا۔ کیونکہ وہ تکبر کرتے ہیں۔ اسی رات خواب میں دیکھا۔ کہ سپاہی
مجھے پکڑ کر لاٹھیوں سے مارتے ہیں۔ میں نے بیدار ہو کر اپنے خیال سے توبہ کی۔ اور
حضرت شیخ کی خدمت میں آکر مرید ہو گیا +
ایک شخص نے کہا۔ مجھے جذام کا مرض تھا۔ میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں
آکر دفع مرض کے لئے التماس کی انہوں نے کچھ پڑھکر دم کیا۔ فی الفور شفا نصیب ہوئی +
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت قیوم رابع کو لڑکپن میں مرض شدید لاحق ہوا۔ حضرت
شیخ آنجناب رض کے دیکھنے کے واسطے آئے۔ حضرت قیوم رابع کی خالہ جو حضرت شیخ کی کیلن
بہو تھی۔ آنحضرت کی شفا کے لئے التماس کی حضرت شیخ نے متوجہ ہو کر فرمایا۔ اس
لڑکے کا اللہ تعالےٰ حافظ و مددگار ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ بچہ شیخ عظیم ہوگا۔ ہزارہا
لوگ اس کے حلقہ میں بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کو اس سے ابھی بہت کام لینے ہیں
جن میں سے ابھی ایک کا بھی ظہور نہیں ہوا۔ واقعی حضرت شیخ کا مکاشفہ حضرت
قیوم رابع رض کے حق میں بالکل صادق آیا۔ حضرت شیخ کو جذبہ بہت حاصل تھا۔ آپ کی توجہ
سے لوگ بے اختیار ہو جاتے۔ ہزارہا آدمیوں نے آپ سے فائدہ اُٹھایا۔ اور کامل
و مکمل ہو گئے۔ آپ سے بے شمار کرامات ظاہر ہوئیں سنہ ۱۰۹۵ہجری میں وفات پائی +
کہتے ہیں آخری وقت میں حضرت شیخ کے پاس ایک طبیب کو لایا گیا۔ جو اہل سنت
وجماعت کے عقائد کا مخالف تھا۔ آنجناب نے فرمایا کہ یہ کونسا وقت ہے کہ
تم مخالف مشرب کو میرے پاس لائے ہو اسے دور کرو۔ آنجناب کا مزار حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک سے جنوب کی طرف ایک تیر پرتاب کے
فاصلے پر ہے۔ آپ کے مزار پر نہایت عالیشان گنبد بنا ہوا ہے اس کے گرداگرد
باغ لگایا گیا ہے۔ آپ کی اولاد آٹھ لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں +

شیخ محمد اعظم - آپ حضرت شیخ سیف الدین کے بڑے لڑکے ہیں - ظاہری اور باطنی علوم کے عالم تھے - سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے ظاہری علم بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا - بلکہ اس علم میں بہت سی کتابیں تصنیف بھی کیں - بے شمار آدمیوں نے آپ سے استفادہ کیا - بہت لوگوں نے آپ سے سلوک باطنی ختم کر کے خلافت بھی حاصل کی - آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کے سخت پابند تھے - آپ کی اولادیں تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں +

شیخ فقیر احمد - آپ شیخ محمد اعظم کے بڑے لڑکے ہیں - سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا - طریقہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند ہیں - آپ کی اولاد ایک لڑکا اور پانچ لڑکیاں ہیں - جو سب کی سب اپنے قبیلے میں شادی شدہ ہیں +

بشیر احمد - آپ فقیر احمد کے لڑکے ہیں - اپنے باپ کے مرید اور صالح جوان ہیں +

زین الدین و معز الدین - یہ دونو شیخ محمد اعظم کے دوسرے تیسرے فرزند ہیں اپنے باپ کے مرید ہیں - دونو صالح جوان ہیں - دونو ہی دنیا سے صالح جوان لاولد گئے ہیں - شیخ محمد اعظم کی لڑکیوں میں سے ایک شرافت نام محمد درویش سے منسوب ہے دوسری زیب النسا محمد ضیاء اللہ سے منسوب ہے +

شیخ میاں داد - آپ شیخ محمد اعظم کے خلیفہ ہیں افغانستان میں رہتے تھے - ہزاروں پٹھان آپ کے مرید تھے - عجیب و غریب حالات پیدا کئے - بلکہ بہت لوگوں کو خلافت بھی دی - آپ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے +

شیخ محمد شعیب - آپ حضرت شیخ سیف الدین کے دوسرے لڑکے ہیں - سلوک باطنی اپنے والد سے حاصل کر کے باپ کی طرح خانقاہ میں صبح شام یاروں کے ساتھ مراقبہ کرتے تھے - سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کاربند تھے - آپ کی اولادیں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں ہیں +

محمد عباس - آپ شیخ محمد شعیب کے بیٹے ہیں - اپنے باپ کے مرید تھے نہایت صالح اور پرہیزگار جوان ہیں - نہایت قابل تھے - جو شخص آپ کی مجلس میں بیٹھتا آپ پر فریفتہ ہو جاتا - آپ کی اولادیں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے +

محمد الیاس - آپ محمد عباس کے لڑکے ہیں - نہایت قابل شخص ہیں آپکی

لڑکی اعز النسا سید آگاہ سے منسوب ہے +

شیخ محمد شعیب کی لڑکیوں میں سے ایک خیر النسا محمد معاذ سے منسوب ہے۔ اور دوسری ضمیرا اور تیسری امہانی +

شیخ محمد حسین۔ حضرت شیخ سیف الدین کے تیسرے لڑکے ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ زہد ورع اور تقوے میں آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔ شریعت اور طریقت پر پورے طور پر کاربند تھے۔ آپکے دو بیٹے دو بیٹیاں ہیں +

محمد معظم۔ آپ شیخ محمد حسین کے بڑے لڑکے ہیں۔ آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے مرید ہیں۔ سلوک باطنی حضرت محمد صدیق سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت پر کاربند تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکی محمد محفوظ سے منسوب ہے +

محمد مسیح اللہ۔ آپ شیخ محمد حسین کے دوسرے لڑکے ہیں۔ اپنے والد ماجد کے مرید تھے۔ صلاحیت و تقوے میں بےنظیر تھے۔ دنیا سے لاولد گئے +

شیخ محمد حسین کی لڑکیوں میں سے ایک ہاجرہ شیخ پیر سے منسوب تھی۔ دوسری عائکہ رفیع القدر کی منسوبہ تھی +

شیخ محمد عیسٰے۔ آپ حضرت شیخ سیف الدین کے چوتھے بیٹے تھے سلوک باطنی اپنے بھائی شیخ محمد اعظم سے حاصل کیا۔ علم حلم فضل اور بذل میں مستثنےٰ تھے قابلیت نہایت اعلےٰ تھی۔ شریعت اور طریقت پر کاربند تھے۔ اولاد میں تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے +

محمد رفیع القدر۔ آپ شیخ محمد عیسٰے کے بڑے فرزند ہیں۔ نہایت قابل اور صالح آدمی ہیں۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے +

محمد عزیز القدر۔ آپ شیخ محمد عیسٰے کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے والد کے مرید تھے۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں۔ محمد حفیظ آپ محمد عزیز القدر کے بیٹے ہیں حافظ قرآن اور مسکین ہیں +

محمد عظیم القدر آپ شیخ محمد عیسٰے کے تیسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور قابل آدمی تھے۔ جوانی میں فوت ہو گئے۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں +

محمد مستقیم - آپ محمد عظیم القدر کے لڑکے ہیں - لیکن ابھی بچے ہیں - دو اور چھوٹے لڑکے بھی ہیں - لڑکیوں میں سے ایک محمد حفیظ کی منسوبہ ہے اور باقی چھوٹی ہیں +

شیخ محمد عیسےٰ کی بیٹی عمدۃ النسا معزالدین سے منسوب ہے +

شیخ محمد موسےٰ - آپ شیخ سیف الدین کے پانچویں لڑکے ہیں - آپ اپنی چچوں کے مرید ہیں - شریعت و طریقت پر خوب کاربند ہیں - آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں - فدائی احمد - آپ شیخ محمد موسےٰ کے فرزند ہیں - نہایت صالح مرد ہیں دوسرے لڑکے کا نام معلوم نہیں +

شیخ کلمۃ اللہ - آپ حضرت شیخ سیف الدین کے چھٹے فرزند ہیں - سلوک باطنی حضرت محمد صدیق سے حاصل کیا - آپ اپنے آباواجداد کے طریقے کے سخت پابند ہیں - آپ کا صرف ایک لڑکا ہے +

سیف اللہ - آپ شیخ کلمۃ اللہ کے نہایت صالح اور جوان فرزند ہیں +

محمد عثمان و عبدالرحمٰن - آپ حضرت شیخ سیف الدین کے ساتویں اور آٹھویں فرزند ہیں - دونو دنیا سے لاولد گئے +

حضرت شیخ کی لڑکیوں میں سے ایک جنت نام شیخ محمد عمر سے منسوب ہے - دوسری حبیبہ شیخ محمد حیات سے - تیسری سائرہ محمد جواد سے - چوتھی شہری عزالدین اور پانچویں رفیع النسا حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کے پوتے محمد صالح سے منسوب ہے +

صوفی صدرالدین آپ حضرت شیخ سیف الدین رضؓ کے خلیفہ ہیں - نہایت صاحب جمال آدمی تھے - جذبہ نہایت قوی تھا - بہت سی لوگوں نے آپ سے فائدہ حاصل کیا +

شیخ ابوالقاسم - آپ حضرت شیخ کے خلیفہ ہیں - صاحب مقامات عالیہ تھے - بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا +

شاہ عباس بشتی - کابل کے گرد و نواح بشت ایک علاقہ ہے آپ وہاں کے سید - سید علی ترمذی کی اولاد سے تھے - حضرت شیخ کے مرید ہوئے خلافت حاصل کی - بشت میں بہت لوگوں کو آپ سے فیض حاصل ہوا +

شاہ عیسےٰ آپ حضرت شیخ کے نہایت عزیزالوجود اور از بس منکسرالمزاج خلیفہ

ہیں۔ آپ کا ارشاد بدرجہ غایت تھا ✦

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے خلفا بے شمار ہیں۔ کہاں تک لکھوں۔ یہاں حضرت چند ایک کے حالات لکھے گئے ہیں ✦

حضرت شیخ محمد صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ۔ آپ حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ ۱۰۵۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص و کمالات کی خوشخبری دی ✦

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ مجھ پر لوح محفوظ کا انکشاف ہوا۔ وہاں پر مَیں نے لکھا دیکھا۔ کہ محمد معصومؒ اور اُس کے تلے صدیق ولیؒ۔ ایک شخص نے اس کی بابت کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد معصومؒ ولی صادق ہے۔ پھر آنحضرتؒ نے فرمایا کہ اس سے مراد میرے بھائی محمد صدیق ہیں۔ حضرت شیخ حضرت قیوم ثانی رضہ کے وصال کے چند سال بعد حج کو گئے۔ وہاں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ جب حج سے واپس آئے۔ تو شاہجہان آباد میں سکونت اختیار کی۔ اور آخری دم تک وہیں رہے۔ ہزارہا آدمیوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بہت سے لوگ خلافت سے بھی مشرف ہوئے ✦

کہتے ہیں کہ آخری عمر میں آپ کے ارشاد کی یہ کیفیت تھی۔ کہ ہر روز صبح شام ہزارہا آدمی آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ سلطان فرخ سیر بھی کامل اعتقاد سے آپ کا مرید ہو گیا ✦

سید عبد الباسط جو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے فرماتے ہیں۔ کہ میں عرب میں تھا۔ کہ خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نورانی شکل عزیز تخت پر بیٹھا ہے۔ اور مجھے نسبت باطنی کا القا کر رہا ہے۔ جس سے میرا دل ذاکر ہو گیا ہے۔ اور میں اپنے آپ کو محض نور پاتا ہوں۔ مَیں نے اُن کا اسم مبارک پوچھا۔ تو فرمایا میرا نام صدیق ہے۔ اور میرا مقام سرہند ہے۔ جب میں جاگا۔ تو خواب کی حالت کا اثر مجھ پر باقی تھا۔ آپ کے ایک مرید نے مجھے ذکر کی تعلیم کی۔ جو حالت خواب میں مجھ پر طاری ہوئی تھی۔ وہ اس کی ہم نشینی سے بھی حاصل ہوئی۔ پھر اُس نے

مجھے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے کہا۔ مَیں عرب سے ہند آیا۔ شاہجہان پہنچکر آنحضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہوُا۔ جو صورت مَیں نے خواب میں دیکھی تھی۔ ظاہر آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور وہی حالت بلکہ اس سے سوگنا مجھ پر طاری ہوئی +

ایک مردِ بزرگ کا بیان ہے۔ کہ مَیں نے عرفات میں ایک شیخ صاحب کو دیکھا کہ حاجیوں کے ساتھ پھر رہے ہیں۔ جب میں قریب گیا تو نظر نہ آئے۔ پھر دو چلا گیا۔ تو معلوم ہوُا کہ آپ کا باطن اس صورت میں ممثل ہوُا ہے +

بادشاہ آپکے عرس میں ہر سال حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی نذر کے طور پر بہت سا روپیہ بھیجا کرتا تھا۔ آخری دو سال میں کچھ کم بھیجا۔ اس پر ناراض ہو کر آپ نے فرمایا۔ خود حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ لے لینگے۔ ابھی ایک مہینہ بھی گذرنے نہ پایا تھا۔ کہ ارکانِ سلطنت نے بادشاہ کو پکڑ کر بُری طرح قتل کیا +

حضرت شیخ علم۔ حلم۔ فضل۔ بذل۔ وَرع۔ تقوےٰ۔ خلق۔ اور کسرِ نفسی سے موصوف تھے۔ آپ سے کرامات و خوارق عادات بکثرت ظہور میں آئے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ آپ کی ایک بزرگی یہ ہے۔ کہ حالانکہ حضرت قیوم رابع آپکے بھائی کے پوتے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کو قطب کہا کرتے تھے شیخ محمد معظم فرماتے ہیں۔ کہ مَیں نے حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آنحضرت کے مرید شیخ محمد زبیر کو قطب و قیوم کہتے ہیں۔ فرمایا سچ کہتے ہیں۔ واقعی شیخ محمد زبیر قطب وقت ہیں +

آپ ۱۱۳۰ھ ہجری کو اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی نعش مبارک سرہند پہنچائی گئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے شمال کی طرف خانقاہ کے محاذ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے مزار پر ایک عالیشان گنبد بنایا گیا ہے آپکی اولاد میں دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں +

شیخ محمد مہدی۔ آپ حضرت شیخ محمد صدیقؓ کے بڑے لڑکے ہیں سلوکِ باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ ہر وقت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں عبادت اور طاعت میں مشغول رہتے۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ آپکا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے +

محمد رضی - آپ شیخ مہدی کے فرزند ہیں - بالغ ہونے کے قریب ہیں قابلیت اچھی ہے - شیخ صاحب کی لڑکی محمد عظیم القدر کی منسوبہ ہے ؛

شیخ عبد الباقی - آپ حضرت محمد صدیق کے دوسرے فرزند ہیں آپ نے سلوک باطنی اپنے والد ماجد کی خدمت سے حاصل کرکے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا - آپ حافظ قرآن شریف بھی تھے - اپنے والد بزرگوار کی طرح صبح شام حلقہ اور مراقبہ کرتے - اپنے آباو اجداد کے طریقے پر خوب کاربند تھے - ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا - آپ کا ایک لڑکا معصوم احمد نام ہے ؛

حضرت شیخ کی لڑکیوں میں سے ایک مہر النسا نام تارک الدنیا ہوکر طاعت الٰہی میں مشغول ہے - دوسری عظیم النسا محمد عباس سے منسوب ہے ؛

شیخ فتح اللہ - آپ حضرت شیخ کے خلیفہ ملک بہار کے رہنے والے ہیں - جب فرخ سیر بادشاہ بنگالے سے آرہا تھا - تو آپ سے ملاقات کی - آپ نے اُسے سلطنت کی خوشخبری دی - اس سبب سے بادشاہ آپ کا مرید ہوگیا - آپ نہایت عزیز الوجود تھے - بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے ؛

شیخ عبد الباسط گیلانی - آپ حضرت شیخ کے خلیفہ اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں - آپ کے مرید ہونے کا قصہ پہلے لکھا گیا ہے - آپ بہت صاحب حال تھے - حضرت شیخ نے آپ کو کمالات نبوت کی خوشخبری دی تھی طریقہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے ؛

حافظ سعد اللہ - آپ حضرت شیخ کے خلیفہ ہیں - سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں رہکر حاصل کیا - طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے - ہزاروں آدمی آپ کے مرید ہوئے - خصوصاً آج کل حافظ سعد اللہ مشہور وقت ہیں - بہت سے لوگ آپ کے حلقہ میں صبح شام ہوتے تھے ؛

محمد کامل - آپ حضرت شیخ کے خلیفہ صاحب استقامت و کرامت تھے - باطنی احوال نہایت اعلےٰ پائے تھے - بہت سی لوگوں نے آپ سی باطنی فائدہ حاصل کیا ؛

حضرت شیخ کے خلفا بکثرت ہیں - سب کے سب صاحب قوت و تصرف ہیں - لیکن اُن سب کے احوال کا لکھنا موجب طوالت کلام ہے ؛

حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کی لڑکیوں میں ایک امت اللہ تھیں ۔ جنہیں حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دی گئی تھی دوسری عائشہ صاحبہ شاہ لطف اللہ سے منسوب تھی ۔ تیسری عاقلہ شیخ سعد الدین کی منسوبہ تھی ۔ چوتھی عارفہ پانچویں صفیہ حاجی فضل اللہ سے منسوب تھی آنجناب کی پانچوں بیٹیاں صاحب کمالات ظاہرہ وخوارق باہرہ تھیں ۔ اپنے والد ماجد سے کمالات نبوت کی خوشخبری پائی تھی ۔ ہزار ہا عورتوں نے ان سے استفادہ کیا ۔ اور عجیب وغریب حالات پیدا کئے ؛

ذکر وبیان

احوال خلفاعظام حضرت ایشان عروۃ الوثقےٰ امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلفا بیشمار ہیں ۔ اگر صرف ان کے خادم ہی لکھے جائیں ۔ تو ایک خاصی کتاب بن جاتی ہے ۔ لیکن ان میں سے صرف چند ایک مشہور خلفا کا ذکر لکھتا ہوں ؛

کہتے ہیں کہ سوائے فرزندوں اور خلفا کے صرف آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر نو لاکھ آدمیوں نے بیعت کی ۔ سات ہزار آدمیوں کو آنحضرت رضؓ نے خلافت عطا فرمائی ؛

کہتے ہیں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک ہفتہ رہنے سے فنا کے درجے کو پہنچ جاتا اور ایک مہینہ رہنے سے سارا سلوک باطنی اور کمالات ولایت حاصل کر کے خلافت حاصل کر لیتا ۔ جیسا کہ خود آنحضرت رضؓ نے اس کا حال اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے دوسو چونتیسویں مکتوب میں جو حضرت شیخ سیف الدین کے نام لکھا ہے تحریر فرمایا ہے ؛

خواجہ محمد حنیف کابلیؒ ۔ فرزندوں کے بعد آپ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پہلے خلیفہ ہیں ۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے ۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غائت مہربان تھے ۔ اس طریقہ کی عمدہ بشارات عنایت کر کے خلافت دیکر کابل بھیجا ۔ اس گرد نواح میں بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے ۔ اور احوالات بلند اور مقامات ارجمند سے مشرف ہوئے ؛

حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہؓ کی شب نکاح کو درد شقیقہ کا حسب عادت دورہ تھا۔ خواجہ صاحب نے آنحضرتؓ سے جاکر عرض کیا۔ کہ جناب باہر تشریف لائیں۔ کیونکہ لوگ منتظر بیٹھے ہیں۔ آنجنابؓ نے اپنی حالت بیان کی۔ خواجہ صاحب نے اس درد کو اپنے پر لیا۔ اور آنحضرتؓ نے صحت پائی ✣

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ صاحب نے کابل سے حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض لکھی۔ جس میں اشتیاق ملاقات اور اپنے حاضر خدمت ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ آنحضرتؓ نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ آپ نے جو حاضر خدمت ہونے کا اشتیاق ظاہر کیا ہے۔ سو مخدومانہ حضور میں جو اس وقت یار موجود ہیں۔ وہ ان مقامات کے خواہشمند ہیں۔ جو حق تعالٰے نے آپ کو عطا فرما رکھے ہیں۔ خواجہ صاحب میں تصرفات عظیمہ اور خوارقات کریمہ تھے۔ ۱۰۷۵ھ ہجری کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے حضور میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کو آپ کے ارتحال کا سخت افسوس ہوا۔ خواجہ صاحب کا مزار کابل کے قریب ماما خاتو گاؤں میں خاص و عام کی زیارت گاہ ہے ✣

خواجہ محمد صدیق پیشاوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے خلیفہ ہیں سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرتؓ نے آپ کو خلافت دیکر پیشاور بھیجا۔ وہاں پر آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ بیشمار لوگ آپ کی طفیل گمراہی کے بھنور سے نکل نجات کے ساحل پر پہنچے۔ اور بہت سے لوگوں کو خواجہ صاحب نے کامل و مکمل کرکے خلافت عنایت کی ✣

ایک مرتبہ خواجہ صاحب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں طلب اصالت کے بارے میں عرضی بھیجی۔ آنحضرتؓ نے جواب میں لکھا۔ کہ مخدوما! آپ کا مطلب کس اصالت سے ہے۔ آیا وہ اصالت چاہتے ہو جس میں خواجہ بہاؤالدین نقشبندی نے اپنی عمر صرف کردی اور جس کی خاطر چند مرتبہ مولانا عارف کے ساتھ حج کو گئے۔ تاکہ اصل کی بو ہی سونگھیں۔ سو وہ مارت سے خود تمہیں حاصل ہے۔ بلکہ اس اصل الاصول سے تم ترقی کر گئے ہو یا آپ کا مطلب اُس اصالت سے ہے۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ممتاز تھے۔ یعنی خمیر طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اگر یہ ہے۔ تو خیال خام اور سودائے محض ہے یہ اصالت

تمام امت میں سوائے دو تین شخصوں کے اور کسی کو نصیب نہیں +

ایک دفعہ کسی نابینا نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں آکر روشنی چشم کی درخواست کی خواجہ صاحب نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ اور کچھ پڑھ کر دم کیا۔ فی الفور اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ خواجہ صاحب سے بہت سی کرامات وخوارق کا اظہار ہؤا۔ طریقہ علیہ احمدیہ کے سخت پابند تھے +

خواجہ محمد صادق۔ آپ خواجہ محمد صدیق کے فرزند ہیں۔ اپنے والد ماجد اور حضرت قیوم ثالث رضہ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے +

مولنا شریف کابلی۔ آپ خواجہ محمد صدیق کے خلیفہ ہیں۔ بیشمار لوگوں کا آپ سے رجوع تھا۔ بعض حاسدوں کے کہنے سُننے سے خواجہ صاحب مولنا سے ناراض ہوگئے۔ اور نسبت سلب کرلی۔ مولنا نے سرہند آنا چاہا۔ خواجہ صاحب نے اپنی ناراضگی کا اظہار حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کیا۔ آنحضرت رضہ نے مولانا کو لکھا۔ کہ جس طرح ہو۔ خواجہ محمد صدیق کو راضی کرو۔ اگر خواجہ صاحب تم سے راضی ہونگے۔ تو ہم بھی راضی ہیں۔ ورنہ نہیں مولنا مجبوراً اپنا چہرہ سیاہ کرکے خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خواجہ صاحب نے بھی آپکا قصور معاف کیا۔ مولنا خوب مستقیم الاحوال تھے +

شیخ ابوالمظفر برہانپوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے انتہائی کمالات کی خوشخبری دی۔ پھر خلافت عنایت کرکے برہانپور بھیجدیا وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ اُٹھایا۔ بلند احوال سے مشرف ہوئے شیخ صاحب کے خلفا بکثرت ہیں۔ جو سب کے سب صاحب استقامت وکرامت ہیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت مروج الشریعت رضہ سے رجوع باطنی کیا۔ اور فیض حاصل کیا۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں حضرت مروج الشریعت رضہ کا غلام ہوں +

ایک دن آپ جنگل میں گئے تھے۔ اچانک ایک سوکھے درخت پاس چلے گئے آپکے بعض مخالفوں نے جو ساتھ تھے کہا۔ کہ گذشتہ اولیا میں یہ کرامت تھی۔ کہ اگر خشک درخت پر نظر کرتے۔ تو سبز ہوجاتا۔ آپ نے فرمایا اس وقت بھی ایسے ہیں۔ جن کی

خاطر اللہ تعالےٰ ایسا کرتا ہے۔ بعد ازاں اس درخت کی طرف دیکھ کر فرمایا اللہ تعالےٰ اس بات پر قادر ہے۔ کہ یہ درخت سبز ہو کر پھلدار ہو جائے۔ فی الفور وہ درخت سبز ہو گیا! اور اس میں پھل لگ گیا۔ آپ کثیر الکرامت تھے۔ طریقہ معصومیہ کے پورے پورے پابند تھے۔ ۱۰۸۳ھ ہجری میں وفات پائی +

حسین عشاق آپ شیخ ابو المظفر کے خلیفہ اعظم ہیں نہایت عزیز الوجود تھے۔ جذبہ قوی تھا آپکی توجہ کی کوئی شخص تاب نہ لاسکتا جس پر توجہ کرتے بیہوش ہو جاتا +

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی فرماتے ہیں۔ کہ حسین عشاق نے مجھے کہا کہ اب میری زندگی کے سات سال اور رہگئے ہیں۔ سات سال بعد ہم سرہند میں تھے۔ کہ ان کے فوت ہونے کی خبر پہنچ گئی شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے +

شیخ حبیب اللہ بخاری آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ کے بڑے خلفا سے ہیں سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا! اور اس طریقہ کی انتہائی بشارات حاصل کیں آنجناب نے آپ کو خلافت دیکر بخارا بھیجا۔ وہاں پر جو واقعات آپکو پیش آئے۔ قیومیت کے پچیسویں سال میں لکھے گئے ہیں۔ اس ملک میں بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ ہزارہا آدمی ہر صبح شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف خوانین و سلاطین اور رعایا۔ برایا آپکے مرید ہوئے۔ چارسو آدمیوں کو کامل و مکمل کر کے خلافت عنایت فرمائی آپکے تمام خلفا صاحب استقامت و کرامت ہیں۔ آپ خراسان اور ماوراء النہر کے سب سے بڑے شیخ تھے! آپکا طریقہ اس ملک میں پورے طور پر رائج ہے +

شیخ محمد نعمان۔ آپ شیخ حبیب اللہ کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی باپ سے حاصل کیا۔ طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ کے پابند تھے آج باپ کی خانقاہ میں ان کے قائم مقام ہیں۔ باپ کے جتنے مرید تھے۔ سب نے دوبارہ آپ سے بیعت کی شیخ حبیب اللہ کا دوسرا بیٹا حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کا مرید ہے +

شیخ محمد مراد شامی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت رضی نے آپ کا کام ایک ہی ہفتے میں ٹھیک ٹھاک کر کے خلافت دیکر ملک شام میں بھیجدیا لیکن حکم دیا کہ ماوراء النہر کی راہ جانا۔ چند روز شیخ حبیب اللہ کے پاس رہنا۔

پھر شام جانا۔ آپ کے دونو پاؤں تسمہ کی طرح تھے۔ ہڈی بالکل نہ تھی۔ نہ ہی آپ نے ظاہری علم پڑھا تھا۔ آنحضرت سے عرض کیا۔ کہ میں معذور آدمی ہوں۔ اور امی ہوں۔ آپ مجھ کو ملک شام میں جانے کے لئے فرماتے ہیں۔ اس ملک میں مجھ سے کیا ہوگا۔ آنحضرت نے فرمایا اس ملک میں آپ سے طریقہ کو بڑا رواج ہوگا۔ آپ آنحضرت کے حسب الارشاد شام کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے توران گئے چند روز شیخ حبیب اللہ کے پاس رہکر شام پہنچکر دمشق میں سکونت اختیار کی۔ شام و روم کے تقریباً تمام آدمی آپکے مرید ہوئے۔ وہاں کے تمام امرا اور بادشاہ آپکے حلقہ ارادت میں آئے۔ خنگار روم بھی آپکا بہت معتقد ہوگیا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا غائبانہ مرید تھا۔ خنگار روم نے تین لاکھ اشرفی سالانہ شیخ صاحب کی خانقاہ کے اخراجات کیلئے مقرر کیا۔ دو لاکھ اشرفی کے قریب بالائی آمدنی تھی۔ یہ ساری رقم فقراء پر تقسیم ہو جاتی +

کہتے ہیں ہر صبح و شام دو ہزار آدمی آپ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے۔ جب شیخ صاحب حج کے لئے آتے۔ تو دو ہزار اونٹ آپ کے ساتھ ہوتے۔ جب آپ پہلی دفعہ حج کیلئے گئے۔ تو شریف مکہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے کہتے ہیں کہ کل اللہ تعالےٰ کا دوست آئیگا اے شریف! تم نے استقبال کرنا۔ اس کے تخت کو مسجد الحرام میں لانا۔ دوسرے دن شریف مکہ آپکا استقبال کرکے آپ کو تخت پر سوار کرکے مسجد الحرام میں لایا۔ کیونکہ شیخ صاحب پاؤں سے معذور تھے۔ صحابہ کرام کے وقت سے لیکر آج تک کوئی شخص بحالت سواری مسجد الحرام میں داخل نہیں ہوا۔ صرف شیخ صاحب کا تخت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی توجہ سے داخل ہوا۔ شیخ مراد ملک شام۔ روم۔ عرب اور یمن کے تمام مشائخ سے زیادہ بزرگ تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے طفیل صاحب کمال ہوئے اور خلافت پائی۔ آپ کا طریقہ آج کل اس ولایت میں پورے طور پر رائج ہے آپکے حالات اور تھوڑی سی کرامات قیومیت کے انتیسویں سال میں پہلے لکھی گئی ہیں +

شیخ مصطفےٰ آپ شیخ مراد کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند تھے۔ شیخ صاحب کے دوسرے فرزند حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں۔ باپ کی طرح دونو بدستور مشائخ ہیں +

اخون موسے ننگرہاری۔ نواح کابل میں ننگرہار ایک علاقہ ہے۔ اخون صاحب حضرت

قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ سلوک باطنی پورے طور پر آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت ؓ نے آپ کو خلافت دیکر ننگرہار بھیجدیا۔ اس علاقے میں اخون صاحب کے طفیل سے طریقہ احمدیہ کو خوب رواج ہوا۔ اس ولایت کے اکثر خاص و عام آپ کے مرید ہوئے اور حالات عالیہ پیدا کئے۔ بہت لوگوں نے خلافت پائی۔ اخون صاحب طریقہ احمدیہ پر بخوبی کاربند تھے۔ آپ کا یہ تصرف اب تک ہے۔ کہ جس کسی کو سانپ ڈسے۔ وہ اگر اخون صاحب کا نام لیکر دم کرے تو فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ اخون صاحب ؒ کے فرزند رشید حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں +

خواجہ عبد الصمد بیہ یعقوبی۔ کابل کے دو کوس کے فاصلے پر بیہ یعقوبی ایک گاؤں ہے۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں سلوک باطنی انتہائی درجے تک آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنجناب ؓ نے آپ کو اپنے وطن میں بھیج دیا۔ وہاں پر بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ شریعت اور طریقت کے پکے پابند تھے +

اخون میر محسن سیالکوٹی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتبر خلفا سے ہیں۔ آپ نہایت صاحب استقامت و کرامت تھے۔ آپ کے حالات نہایت بلند پایہ کے تھے۔ سلوک باطنی آپ نے انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اُٹھایا۔ خلافت پائی۔ آپ طریقہ علیہ احمدیہ پر پُورے طور پر کاربند تھے +

حافظ نور محمد۔ آپ میر محسن کے خلیفہ ہیں۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثالث ؓ اور حضرت قیوم رابع ؓ کی خدمت سے بہت کچھ باطنی فائدہ اٹھایا۔ میر محسن کے ساتھ حضرت امام معصوم ؒ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت سے فیض حاصل کر کے صاحب کمال ہوئے۔ بہت سی کرامات آپ سے ظہور میں آئیں۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ حاصل کیا۔ اکثروں نے خلافت بھی پائی۔ جب حافظ صاحب ؒ نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ تو اپنے تمام خلفا اور مریدوں کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا +

حاجی عاشور۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص یاروں سے ہیں سلوک باطنی آنحضرت ؓ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت

مہربان تھے ۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی دوسری جلد آپ نے ہی جمع کی تھی ✚

اخون بدرالدین سلطان پوری ۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں ۔ ظاہری اور باطنی دونو علوم کے عالم تھے ۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی ۔ آنحضرت نے آپ کو وطن بھیجا جہاں قبولیت علمہ نصیب ہوئی ۔ بے شمار آدمی آپکے مرید ہوئے ۔ بہت سے مرتبہ کمال کو پہنچے آپ مخدومزادوں کے ظاہری علم کے اُستاد تھے ✚

شیخ نجم الدین آپ اخون بدرالدین کے فرزند ہیں ۔ آپ نے حضرت قیوم ثانی رض کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی ۔ آپ کے وطن کے تمام لوگ آپکے مرید ہوئے ۔ بہت سوں نے باطنی فائدہ اٹھایا ۔ آپ شیخ وقت تھے ۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے سخت پابند تھے ✚

شیخ انور نور سرائی لاہوری ۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خاص اصحاب میں سے تھے ۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی آنجناب نے آپ کو عمدہ بشارات عنایت کیں ۔ آپ دل و جان سے حضرت امام معصوم رض کی خدمت میں مشغول تھے ۔ آنجناب کے باطنی احوال کے بارے میں چند ایک کتابیں تصنیف فرمائی ہیں ۔ جن میں سے ایک کنبر الہدایت ہے ✚

صوفی پائندہ طلا ۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں ۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہکر سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی ۔ اپنے مشائخ کے طریقے پر خوب کاربند تھے ۔ آپ سے خوارق عادات بکثرت ظہور میں آئے ۔ اُن میں سے ایک یہ تھا ۔ کہ زرد کاغذ منہ میں ڈال روپیہ بنا کر مستحقوں کو دیتے ۔ اس وجہ سے لوگ بکثرت آپ سے رجوع کرتے ۔ اِسی واسطے آپکو پائندہ طلا کہا جاتا ہے ✚

صوفی پائندہ پلاس پوش ۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کامل خلیفہ تھے سلوک باطنی آنحضرت سے پورے طور پر حاصل کر کے خلافت پائی ورع ۔ تقوےٰ ۔ زہد توکل قطع تعلق میں بے نظیر تھے ۔ پلاس کے پتے بن کر پہنتے ✚

میرزاہد کابلی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص اصحاب سے تھے علم ظاہر و باطن دونو کے عالم تھے - سلوک باطنی پورے طور پر آنحضرت کی خدمت سے حاصل کرکے خلافت پائی - آپ اپنے وقت کے جید عالم تھے - علم منطق کی معتبر کتاب میرزاہد آپ ہی کی تصنیف ہے - اس کے علاوہ اور بہت سی آپ کی تصانیف ہیں +

شیخ آدم تہیی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں - مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے - آنحضرت رضؓ نے آپ کو خلافت دیکر وطن بھیجدیا - وہاں پر آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی - ہزارہا آدمی آپ کے مرید ہوئے - بہت سوں نے خلافت پائی - آپ شریعت اور طریقت پر کاربند تھے +

شیخ ابوبکر - آپ شیخ محمد آدم کے فرزند ہیں - سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا - طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے +

شیخ محمد یوسف پیرزادہ ملتانی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے - آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے - خلافت دیکر آپ کو ملتان بھیجا - اس گرد نواح میں آپ سے اس طریقہ کو عام رواج ہوا - آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے +

شیخ عبداللہ قہوچی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتبر اصحاب سے تھے آنحضرت رضؓ کے قہوہ پکانے کی خدمت آپ کے سپرد تھی - سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا - آنجناب رضؓ نے آپ کو خلافت دیکر مکہ معظمہ بھیجا - وہاں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے - اور حالات عالیہ سے مشرف ہوئے +

حافظ صادق - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے نہایت کامل خلفا سے ہیں - جب عالمگیر بادشاہ نے آنحضرت رضؓ سے ایک خلیفہ کی طلب کی - تو آنحضرت نے حافظ صادق کو اس کے ساتھ کیا - بادشاہ نے آپ کی صحبت سی بہت کچھ استفادہ کیا - لشکر کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہوئے +

خواجہ ارغون خطائی - آپ آنحضرت رضؓ کے سب سے بڑے خلفا سے ہیں آنحضرت رضؓ نے آپ کو خلافت دیکر ملک خطا میں بھیجا وہاں آپ کے ہاتھ سے دین اسلام کو بہت کچھ رواج ہوا - وہاں کے سارے سردار اور سرکش مسلمان ہو کر مرید بن گئے - چنانچہ ایک دفعہ آپ نے بتوں کو حکم دیا - کہ ہتھیار لیکر خطا والوں سے جنگ کرو - تو سارے بُت ہتھیار

لیکر اُن سے لڑنے لگے خطائیوں کو شکست ہوئی۔ تمام اہل خطا یہ دیکھ کر گھبرا اُٹھے۔ اور دین اسلام میں داخل ہوکر خواجہ صاحب کے مرید بن گئے۔ آپ کے حلقہ میں صبح شام ہزارہا آدمی شامل ہوا کرتے۔ وہ سارا ملک طریقہ احمدیہ معصومیہ سے پُر ہوگیا۔ کہتے ہیں۔ ایک ہزار آدمی کو خواجہ صاحب نے مجاز طریقہ بنایا۔ یہ قصہ اس سے پہلے قیومیت کے ساتویں سال میں مفصل لکھا گیا ہے۔ خواجہ صاحب کا مزار خطا کے پایہ تخت خان بالغ میں ہے۔ آپ کے طریقہ کو وہاں رواج کلی حاصل ہے +

شیخ عطاء اللہ سُورتی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتبر اصحاب سے ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ آنجناب رضؓ نے آپ کو بندر سُورت میں بھیجدیا۔ وہاں پر آپ کو قبولیت عامہ و تامہ نصیب ہوئی۔ آنحضرت رضؓ کے روضہ مبارک میں ایک قرآن شریف آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جس کا طول دو گز اور عرض ایک گز سے زیادہ ہے۔ آپ کے دو لڑکے تھے۔ فضلے اور شیخا دونو صالح اور متقی اور ہندی کے اچھے شاعر تھے +

خواجہ کلاں سمرقندی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے قدیمی خلیفہ ہیں۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کو خلافت دیکر سمرقند بھیجدیا۔ وہاں بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے طریقہ احمدیہ پر خوب کاربند تھے +

خواجہ عبدالرحمان قرا آسمانی۔ قرا آسمان ترکستان میں ایک علاقے کا نام ہے آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلفا سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی نہایت مشقت سے آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنجناب رضؓ نے آپ کو خلافت دے کر ترکستان بھیج دیا۔ اس ملک میں ہزارہا ترک آپ کے مرید ہوگئے۔ آپ نے قرا آسمان میں سکونت اختیار کی۔ خواجہ صاحب سے کرامات و خوارق بکثرت ظہور میں آئے +

خواجہ یوسف ترکستانی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دیکر ترکستان بھیجدیا وہاں بے شمار آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ طریقہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے +

خواجہ اسحاق ترکستانی۔ آپ حضرت امام معصوم کے بڑے خلفا سے ہیں۔
آنحضرت رضؓ نے آپ کو خلافت دیکر ترکستان بھیجا۔ دشت قبچاق اور ترکستان کے تمام
خان اور بادشاہ آپ کے مرید ہوئے۔ ایک روز خواجہ صاحب دشت قبچاق کے بادشاہ
کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی اثنا میں ایک تازہ انگور لایا۔ بادشاہ نے کہا یہ زمرد
کے مشابہ ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ انگور زمرد ہو جائیں۔ بادشاہ
نے عرض کیا۔ چاہتا ہوں۔ خواجہ صاحب نے انگوروں پر ہاتھ رکھا۔ تو زمرد بن گئے۔
حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفا ترکستان اور دشت قبچاق میں ہزار سے بھی زیادہ تھے۔

شیخ علی یمنی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔
آنحضرت رضؓ نے آپ کو خلافت دیکر یمن بھیجدیا۔ امام یمن آپ کا مرید ہؤا۔ اور۔ اور
اہل یمن بھی آپ کے مرید ہوئے۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے ✤

خواجہ معین الدین بدخشی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ
ہیں۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دیکر
بدخشان بھیجا۔ اس گرد و نواح میں بہت قبولیت نصیب ہوئی۔ اکثر اہل بدخشان آپ کے
مرید ہوئے۔ آپ اس ملک کے بڑے شیخ شمار ہوتے تھے ✤

خواجہ محمد کاشف کاشغری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے قدیم خلفا
سے تھے۔ سلوک باطنی تمام پابندیوں سمیت انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت
نے آپ کو اجازت ارشاد عنایت کر کے کاشغر بھیجدیا۔ اس ملک کے تمام آدمی
آپ کے مرید ہوئی۔ کاشغر کا بادشاہ بھی آپ کا مرید ہؤا۔ نہایت صاحب استقامت تھے ✤

میر شرف الدین حسین۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے
مقبول تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی ✤

میر مفاخر حسین۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے مخصوص اصحاب سے
تھے۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کو خوشخبری دے کر خلافت عنایت فرمائی ✤

میر مظفر حسین۔ آپ آنحضرت رضؓ کے مخصوص یار تھے۔ آنحضرت رضؓ نے آپ کو خلافت
عنایت فرمائی ✤

میر جلال الدین حسین۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے۔

سلوک باطنی آنحضرتؓ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے آدمیوں نے آپ سے
استفادہ کیا۔ اکثروں نے خلافت بھی پائی۔ آپ شریعت و طریقت کی سخت پابند تھے۔

خلیفہ محمد ابراہیم۔ آپ میر جلال الدین حسین کے پہلے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی
میر صاحب کی خدمت سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ راہ خدا طلبی میں محنت شاقہ اٹھائی۔
خلافت حاصل کی۔ بہت لوگوں کو آپ سے باطنی فائدہ ہوا۔ آپ اپنے وقت کے مشہور
آدمی ہیں۔ طریقہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند تھے۔ آپ علم حقائق و معارف اور اس کے
سمجھنے میں اپنے وقت میں لاثانی ہیں۔ اس علم میں ایک کتاب تصنیف کی ہے۔
مثنوی مولوی بزاز کا ساتواں دفتر۔ اس دفتر کی خوب تحقیق و تدقیق کی ہے۔

شیخ حسن علی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے صاحب استقامت خلیفہ ہیں۔

شیخ حامد۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرتؓ نے آپ کے حق
میں فرمایا تھا۔ کہ اس کا نور ساتویں آسمان سے بھی اوپر تک پہنچا ہے۔

مولانا جلال الدین۔ آپ آنحضرتؓ کے مخصوص خلفا سے ہیں۔ صاحب استقامت و کرامت تھے۔

حاجی عارف۔ آنحضرتؓ کے خاص خلیفہ اور طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے۔

خواجہ احمد بخاری۔ آپ آنحضرتؓ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ سے بہت کچھ ارشاد ہوا
آپکے بہت سے مرید صاحب کشف و کرامات ہوئے۔

خواجہ محمد شریف بخاری۔ آپ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں آنحضرتؓ نے
آپ کو ولایات ثلاثہ کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دے کر خلافت عنایت
فرمائی۔

یار محمد۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں آنحضرتؓ نے آپ کو
فنائے اتم کی خوشخبری دیکر خلافت عنایت فرمائی۔

مولنا محمد امین۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو
ہر سہ ولایت کی خوشخبری دی۔

ملا نعمت اللہ۔ آپ حضرت قیوم ثانیؓ کے خلفا سے ہیں شریعت و طریقت پر کاربند تھے

مولانا الہ داد۔ آپ حضرت قیوم ثانیؓ کے مستقیم الاحوال خلیفہ تھے۔

مولانا محمد امین بخاری۔ آپ حضرت قیوم ثانیؓ کے صاحب جذب قوی خلیفہ ہیں۔

اخون فصیح الدین - آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ کے صاحب کشف وکرامت خلیفہ ہیں حافظ پیر محمد
آپ حضرت قیوم ثانی رضہ کے نہایت عزیزالوجود خلیفہ ہیں - صوفی پیر محمد آپ حضرت قیوم ثانی رضہ کے خلیفہ
صاحب تجرد وانقطاع ہیں - صوفی محمد زاہد محدث - آپ حضرت قیوم ثانی کے زہد وورع سے موصوف
تھے - شیخ زین العابدین یمنی - آپ عرب کے بڑے جید عالم تھے - آپ درس تدریس چھوڑ کر
آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے - سلوک باطنی حاصل کرکے خلافت پائی -
پھر مدینہ چلے گئے وہاں کے بہت سی لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا +

شیخ عمرو شافعی یمنی - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں - آپ یمن کے علماے
جید میں سے تھے - درس وتدریس چھوڑکر آنحضرت کے مرید ہوئے - سلوک باطنی حاصل
کرکے خلافت پائی - آپ نے پیر کی متابعت کرتے ہوئے حنفی مذہب اختیار کیا لیکن
آنحضرت رضہ نے فرمایا - کہ شافعی مذہب پر رہو - یمن میں آپ کا ارشاد بکثرت ہوا +

خواجہ محمد صادق بخاری - آپ حضرت قیوم ثانی رضہ کے خلیفہ ہیں - آنحضرت رضہ نے آپ کو خلافت
دیکر عرب میں بھیجا وہاں بہت سے اہل عرب آپ کے مرید ہوئے +

حاجی شریف - آپ آنحضرت کے صاحب ارشاد ومشیخیت خلیفہ تھے +

خواجہ محمد حسین کابلی آپ حضرت قیوم ثانی رضہ کے خلیفہ ہیں - نواح کابل میں آپ کا ارشاد بکثرت ہوا +

صوفی سعد اللہ - آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ کے صاحب تصرفات وکرامات خلیفہ ہیں +

صوفی عبداللہ مغربی - آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں - آنحضرت نے آپ کو
خلافت دیکر مغرب میں بھیجدیا وہاں بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا +

خواجہ وفا قندری - آنحضرت رضہ کے خلیفہ ہیں - آپ سے قندر میں بہت کچھ ارشاد ہوا +

اخون قاسم خراسانی - آپ حضرت قیوم ثانی رضہ کے خلیفہ ہیں - آپ سے خراسان میں بکثرت ارشاد ہوا +

شاہ محمد پٹنی - آپ حضرت قیوم ثانی رضہ کے خلیفہ ہیں - پٹنہ میں آپ سے بہت کچھ ارشاد ہوا +

شاہ محمد رخمی - آپ آنحضرت رضہ کے خلیفہ ہیں - نہایت صاحب استقامت وکرامت تھے +

رفعت بیگ - آپ آنحضرت رضہ کے صاحب ارشاد ومشیخیت خلیفہ تھے +

مولانا عارف - آپ آنحضرت کے خلیفہ ہیں - کمالات نبوت سے مشرف ہوئے +

شیخ محمد شریف کابلی - آپ حضرت قیوم ثانی رضہ کے مستثنائے وقت خلیفہ تھے +

صوفی نور محمد - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں - آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارات عنایت فرمائیں +

مولانا محمد فضل - آپ آنحضرت رضی اللہ کے بڑے خلیفہ اور اولیائے وقت تھے +

میرک عبداللہ - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں - آنجناب نے آپ کو حقیقت کعبہ کی خوشخبری دی ہے +

شیخ فیض اللہ - آپ حضرت قیوم ثانی رض کے صاحب قوت باطن و تصرف ظاہر تھے +

صوفی مزائی - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں - پیشاور میں آپ کا سلسلہ پیری مریدی بکثرت ہے +

محمد سالم کابلی - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں - کابل میں آپ کی مشیخیت کا خوب رواج ہوا +

مولانا عبدالرزاق - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ صاحب جذبہ قوی خلیفہ تھے +

اخون ابوالفیض کابلی - آپ آنحضرت کے خلیفہ ہیں - کابل میں آپ کے مرید بکثرت ہیں +

شیخ مصطفے اندرابی - آپ حضرت عروۃ الوثقے رض کے خلیفہ ہیں - اندراب میں صاحب ارشاد تھے +

حاجی مصطفے جلال آبادی - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں - جلال آباد میں آپ کے مرید بکثرت تھے +

محمد سعید سہارنپوری - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں - سہارنپور میں آپ ایک مشہور شیخ تھے +

حاجی بوتراب - آپ حضرت عروۃ الوثقے رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے - ماوراالنہر میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی وہاں کے تمام خان اور بادشاہ آپ کے مرید تھے +

جان محمد درسکی - آپ حضرت قیوم ثانی رض کے خلیفہ ہیں - بدخشان کے شہر درسک میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی +

ملا ولی جہتی - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں - جہت میں آپ کے مرید بہت ہیں +

میر اسحاق - آپ حضرت عروۃ الوثقے کے مرید ہیں دہلی میں آپ کے مرید بکثرت تھے +

محمد شاکر - آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں - صاحب فنا و بقا تھے +

مولانا محمد امین بدخشی - آپ حضرت عروۃ الوثقے رض کے خلیفہ اور بدخشان میں صاحب ارشاد تھے +

شیخ محمد سعید نارنولی - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں نارنول میں صاحب مشیخیت تھے +

خواجہ عبداللہ کولابی - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں کولاب میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی +

ملا مشتاق - آپ آنحضرت رض کے صاحب قوت باطن و تصرف ظاہر خلیفہ تھے +

غلام محمد افغان - آپ نے آنحضرت کی خدمت میں سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی +

عبدالرحمن بخاری - آپ آنحضرت رض کے خلیفہ ہیں - بخارا میں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے +

حاجی مصطفے بنگالی - آپ آنحضرت کے خلیفہ ہیں - بنگالہ میں آپ کو قبولیت تامہ نصیب ہوئی +

اخون قائم روپڑی - آپ حضرت قیوم ثانی رض کے خلیفہ ہیں روپڑ میں بہت سے آدمی آپ کے مرید ہوئے +

محمد برک۔ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے۔ بدخشان میں سلسلۂ مشیخت جاری کیا ۔

محمد سعید سارنگپوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں سارنگپور میں آپ کے مرید بہت ہیں ۔

اخون فاضل کابلی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں کابل میں آپ کے مرید بکثرت تھے ۔

اخون عبدالحق سجاول۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ ظاہری اور باطنی ہر دو علوم کے ماہر تھے۔ شرح وقایہ بزبان فارسی آپ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے نام سے لکھی ہے ۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفاء بے شمار ہیں۔ اگر ان کے صرف نام ہی لکھے جائیں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ ان میں سے صرف چند ایک کے حالات لکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں باقی خلفا جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ اور جو صاحب حالات اور بلند مقامات ارجمند کرامات ظاہرہ اور خوارق باہرہ ہیں۔ اور جن کی مشیخت و ارشاد کا سلسلہ بہت ہے۔ اُن کے اسما ذیل میں درج کرتا ہوں ۔

صوفی تمر بیگ کولابی۔ شہریار بیگ بلخی۔ امام الدین سجانی۔ خواجہ نکی۔ حافظ اسحاق میر عثمان کولابی۔ خواجہ اتان بدخشی۔ صوفی محمد یحییٰ۔ حافظ عبداللہ۔ نوشیر خان۔ میر عزیز میر عمر۔ دوست بیگ۔ شیخ عبدالخالق۔ خواجہ قاسم ٹپنی۔ خواجہ عبداللطیف۔ خواجہ بقا۔ حاجی باقی شیخ بایزید۔ شیخ عبدالمومن۔ شیخ حسین مقصود۔ شیخ عبدالکریم کابلی۔ شیخ بہاؤالدین۔ شیخ فقیر بنگالی۔ شیخ عبدالنبی۔ شیخ محمد مراد لاہوری۔ شیخ امان اللہ۔ شیخ محمد صدیق۔ شیخ مصطفیٰ اخون صالح کابلی۔ خواجہ عبدالآخر۔ خواجہ محمد عارف۔ شیخ عبدالحکیم۔ حافظ محمد امین شیخ عبدالرحمن گجراتی۔ اخون فیض محمد فتح آبادی۔ صوفی عبدالرحمن ترمذی۔ محمد صادق کابلی میر ابوالفتح اکبر آبادی۔ حاجی عبداللہ محدث۔ صوفی جان محمد۔ حافظ صبور۔ صوفی جمال خواجہ عبدالرحمن معروف بہ خواجہ ماہ۔ صوفی محمد کشمیری۔ شیخ عبدالعلیم جلال آبادی۔ خواجہ ولی مولانا عارف۔ مرزا غضنفر۔ محمد علی ملتانی۔ ملا محمود ملتانی۔ شیخ ابوالقاسم بلخی۔ مولانا شرف الدین سلطانپوری۔ محمد باقر کشمیری۔ شیخ بدیع الدین۔ شیخ فضل اللہ۔ شیخ محمد یوسف۔ شیخ عبداللطیف۔ شیخ عبدالاحد۔ شیخ عبدالواحد۔ حاجی الٰہ بخش۔ شیخ جلیل۔ میر محمد زمان۔ شیخ ابوالمظفر۔ اخون رحمت اللہ۔ میر موسےٰ۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔

مذکورہ بالا اصحاب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بڑے مشہور خلفا ہیں

ہر ایک کی شیخیت و ارشاد بدرجہ کمال پہنچا ہے۔ چنانچہ ان کا سلسلہ آج تک موجود ہے۔ اُن کے حالات اس واسطے نہیں لکھے گئے۔ کہ کلام میں طوالت آجاتی ہے بلکہ جن خلفا کی نام لات لکھے بھی گئے ہیں وہ بھی مجمل تاکہ سننے والوں کو ملالت نہ آئے۔ ورنہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ایک ایک خلیفہ کے حالات کیلئے ضخیم کتاب درکار ہے ان کے علاوہ ہزارہا اور خلفا صاحب استقامت و کرامت وارشاد و مشیخیت ہیں۔ طوالت کلام کے ڈر سے اُن کے نام بھی نہیں لکھے گئے آنحضرت رضؓ نے سات ہزار آدمیوں کو خلافت عنایت فرمائی۔ کہاں تک لکھوں صرف مشہور مشہور چند ایک خلفا کے مجمل حالات لکھے گئے ہیں +

ذکر در بیان

شمہ احوال اولیٰا و علما و شعرا و سلاطین کہ ہمعصر حضرت ایشان
عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بودہ اند۔

شاہ نعمت اللہ قادری۔ آپ حضرت امام معصوم کے ہمعصر ہندوستان کے مشہور شیخ صاحب کشف و کرامت تھے آنحضرت سے آپکا سلسلہ خط وکتابت جاری تھا۔ چنانچہ آنحضرت رضؓ کے مکتوبات کی پہلی جلد کے دو مکتوب آنحضرت رضؓ نے آپ کے نام لکھے ہیں۔ شاہجہان کا دوسرا بیٹا شاہ شجاع آپ کا مرید تھا۔ جن دنوں وہ بنگالے میں تھا۔ آپ کو چار لاکھ اشرفی سالانہ بطور خرچ دیتا۔ آپ وہ سارا روپیہ فقرا کو بانٹ دیتے +

شیخ عبد الجلیل الہ آبادی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں ہندوستان کے مشہور شیخ صاحب کمال تھے۔ لوگوں نے آپ سے فائدہ اُٹھایا۔ اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ ظاہر و باطن کا تصرف آپ کو حاصل تھا آنحضرت کی قیومیت کے مقر تھے +

شیخ عبد العزیز بدخشی۔ آپ بھی حضرت امام معصوم کے ہمعصر ہیں۔ نہایت صاحب جذب و خوارق تھے۔ بہت آدمیوں نے آپ سے استفادہ کیا +

شاہ میر لاہوری۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے ہمعصر ہندوستان کے بڑے

شیخ اور تجرید تفرید اور توحید میں یگانہ روزگار تھے آپ کا استغنا اس قسم کا تھا۔ کہ ایک دفعہ آپ نے اپنا خرقہ ایک شخص کو دیا۔ کہ اس میں سے جوئیں نکالو۔ اُس نے بڑی خوشی سے آکر کہا۔ کہ بادشاہ آرہا ہے۔ آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو نے بڑی جُوں پکڑی ہے۔ آپ کسی سے کوئی چیز نہیں لیتے تھے۔ اعلےٰ درجے کے مستغرق تھے۔ چنانچہ کبھی کبھی صبح سے لیکر ظہر تک مستغرق رہتے۔ آپ کے خلفا اور مرید بکثرت تھے سب اپنے شیخ کی طرح تھے۔ آپ کا مقولہ تھا۔ کہ اگر دنیا دار خدا کیلئے دنیا ترک نہیں کرسکتا۔ تو وہ اپنے نفسانی آرام کے لئے بھی ترک نہیں کرسکتا۔ آپ کے کرامات و خوارق کا ظہور بکثرت ہوا۔

شاہ بلاول لاہوری۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ نہایت عزیز الوجود اور صاحب بلند احوال باطنی تھے۔ آپ سے خوارق و کرامات بکثرت ظہور میں آئیں۔ لاہور کے اکثر آدمی آپ کے معتقد تھے۔ اپنے وقت میں نہایت مشہور و معروف تھے۔

شاہ سرمد۔ آپ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ بہت لوگ آپ کے معتقد تھے۔ اور بہت سے منکر صاحب کمال و مجذوب الاحوال تھے۔ آپ مادر زاد ننگے پھرا کرتے۔ بادشاہ نے ملا عبد القوی کے ہاتھ کہلا بھیجا۔ کہ ستر ڈھانپنا چاہیئے آپ نے جواب دیا کہ شیطان قوی ہے۔ ملا نے جاکر بادشاہ کو کہدیا۔ کہ سرمد نے ایسا کلمہ کہا ہے۔ جس کے سبب وہ واجب القتل ہوگیا ہے۔ بادشاہ آپ کے قتل کے لئے راضی ہوگیا۔ جلاد نے آپ پر تلوار کا وار کیا۔ تو آپ اس وقت کلمہ طیبہ پڑھ رہے تھے۔ ابھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے پائے تھے۔ کہ سر جُدا ہوکر زمین پر جا پڑا۔ اس وقت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا۔

شیخ پیر محمد لکھنوی۔ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر نہایت متورع و متقی تھے۔ علم ظاہری میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ کے تمام مرید عالم تھے۔ آپ جاہل کو مرید نہیں بناتے تھے۔ آپ زہد۔ توکل۔ قناعت اور استغنا از اغنیا میں بےنظیر تھے۔

شیخ عبد الرحمٰن۔ آپ بھی حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ نہایت صاحب کمال تھے۔ لوگ آپ کے عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہیں۔

شیخ اسمٰعیل۔ آپ سرہند کے رہنے والے اور حضرت قیوم ثانی کے ہمعصر تھے۔

نہایت کامل اور صاحب حال تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو آپ نے قبول کیا۔

میر ہاشم بلخی۔ آپ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے ہمعصر صاحب جذبہ تھے۔ قوت باطنی آپ کو بدرجہ غایت حاصل تھی۔ آنحضرت کی زیارت کیلئے بلخ سے سرہند آئے۔ آنجناب سے استفادہ کرکے پھر وطن کو لوٹ آئے۔ وہاں کے اکثر آدمی آپکے معتقد ہوئے۔ آپ وہاں کے مشہور شیخ تھے۔

میر ابوالعلی اکبرآبادی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں پہلے توران میں ایک بزرگ سے طریقہ نقشبندی اخذ کیا۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رض کے خلیفہ میر محمد نعمان سے فیض اخذ کرکے سلوک باطنی حاصل کیا۔

شیخ عبد اللطیف آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ آپ نے محمد نعمان سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ نہایت متقی پرہیزگار اور متشرع آدمی تھے۔ لیکن کسی کو مرید نہ کرتے تھے۔

شیخ برہان برہانپوری۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے ہمعصر تھے۔ شیخ محمد عیسیٰ کے مرید اور محمد غوث کے خلیفہ ہیں۔ برہانپور کے بہت سے لوگ آپکے معتقد تھے۔ آپ دکن کے مشہور شیخ تھے۔

شیخ عبد الکریم۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر۔ مرد سالک اور صاحب حال تھے۔ پیر محمد سلوٰی آپ کے خلیفہ تھے۔

شاہ دولا گجراتی۔ آپ آنحضرت رض کے ہمعصر تھے صاحب جذبہ تھے لیکن آپ سے کسی کو باطنی فائدہ نہیں پہنچا۔

حاجی نوشہ۔ آنحضرت رض کے ہمعصر۔ نہایت عزیز الوجود۔ صاحب ذوق و شوق تھے۔ آپ کا جذبہ نہایت قوی تھا۔

شیخ عبد اللہ۔ آپ صاحب دعوت اور آنحضرت رض کے ہمعصر تھے۔ کہتے ہیں۔ متاخرین میں سوائے محمد غوث رح کے کوئی شخص آپ جیسا صاحب دعوت نہیں ہوا۔

شاہ مرتضےٰ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ بہت لوگ آپ کے منکر تھے۔ اور چند ایک معتقد تھے۔ آپ کے تصرفات مشہور ہیں۔ لیکن

آپ مجذوب اور آزاد وضع تھے۔ اکثر آزاد فقیر اپنے آپ کو آپ سے منسوب کرتے ہیں*

نور الحق۔ آپ ملا عبدالحق دہلوی کے فرزند اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ آپ ہندوستان کے مشہور عالم ہو گذرے ہیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد کے اخیر میں جو مکتوب حضرت یعقوبؑ کے حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں گرفتار ہونے کے بھید میں لکھا گیا ہے۔ وہ انہیں ملا نور الحق کے نام لکھا گیا تھا*

ملا عبداللہ۔ آپ مولوی عبدالحکیم صاحب کے فرزند اور آنحضرت رض کے ہمعصر ہیں۔ آپ ہندوستان کے مشہور عالم تھے۔ ظاہری علم میں آپ کی تصنیفات نہایت اعلےٰ پایہ کی ہیں*

اخون عوض وجیہ۔ آپ آنحضرت کے ہمعصر اور توران کے مشہور عالم تھے۔ علم ظاہری میں آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔ سلوک باطنی آپ نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رض سے حاصل کیا*

ملا وجیہ الدین۔ آپ ہندوستان رض کے جید عالم تھے۔ ہزارہا آدمیوں نے ظاہری علم میں آپ سے فائدہ اُٹھایا۔ علم معقول اور منقول میں آپکی بہت تصنیفات ہیں۔ اکثر کتابوں پر حاشئے۔ اور اُنکی شرح لکھی ہیں*

ملا جیون۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ نہایت متقی و پرہیز گار تھے۔ ظاہری علم بدرجہ کمال حاصل کیا تھا۔ اس علم میں آپ کی تصنیفات بہت ہیں*

مذکورہ بالا اشخاص کے علاوہ اور بہت سے علما بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ ملا سعد اللہ وزیر سلطان ہند تھے*

کہتے ہیں۔ ملا سعد اللہ ہندوستان کا سب سے بڑا عالم تھا۔ لیکن چونکہ وزیر تھا۔ اس واسطے دنیاوی کاروبار میں مشغول رہنے کے سبب اس کے علم کو رواج نہ ہُوا*

دوسرا ملا زاہد کابلی صاحب زاہدین۔ آپکے حالات آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا میں بیان ہو چکے ہیں*

تیسرا سید محمد قنوجی - اُن کے علاوہ اور بھی بہت تھے +

مولانا شریف کسکنہ بخاری - آپ بخارا کے مشہور عالم تھے - علم معقول اور منقول میں اپنے ملک میں لاثانی تھے - آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفا سے سلوک باطنی حاصل کر کے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے مقر ہوئے +

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر شعرا میں سے ملک الشعرا ناصر علی سرہندی ہے - جس کا حال پہلے بھی لکھا ہے - آنحضرت کا مرید تھا - نزع کے وقت یہ نظم کہی ؎

از عبادت باز دار دیاد احسانِ توام
زیں ادب بے توشہ مے آیم کہ مہمانِ توام

- صائب ایران سے ہند میں آیا - مدت تک یہاں رہکر ایران چلا گیا - صائب کی مثال گوئی مشہور ہے - چنانچہ کہتا ہے ؎

پیشانئے عفو ترا بر جبیں نساز د جرم ما
آئینہ کے برھم خورد از زشتئے تمثالہا

جلال امیر شاہزادۂ ایران کو اس کے یہ اشعار پسند آئے ؎

بخود صد پیرہن مالیدہ باشد اگر بر روئے گل خندیدہ باشد

غنی کشمیر کا رہنے والا مشہور شاعر ہوا ہے ؎

سنگیں دل است آنکہ بظاہر ملائم است
پنہاں درون پنبہ بود پنبہ دانہ را

غنیمت کنجاہی کی مثنوی بہت مشہور ہے - چنانچہ کہتا ہے ؎

بمکتب میرود طفل پریزاد مبارک باد مرگ نو باستاد

مرزا ایمان نیر بہت مشہور ہے اور اس کے شعر بھی نہایت رنگین اور سنگین ہیں - چنانچہ کہتا ہے

حلقۂ زلف او نباب شدہ عینک چشم آفتاب شدہ

قصائد مغز فطرت بہت اچھے ہیں - حسب ذیل شعر انہیں کے قصائد سے ہے ؎

حرمانِ وصل چیست چو مطلب رضائے تست
خواہی بغمزہ مے کش خواہی بانتظار

جو شعرا نسر ہند میں تھے مثلاً شرف الدین حسین - مفاخر حسین - مظفر حسین اور

محمد زمان راسخ اِن کے حالات۔ اس سے پہلے کچھ کچھ لکھے گئے ہیں +

آنحضرت کے ہمعصر بادشاہ ہند میں جہانگیر۔ شاہجہان اور اورنگزیب۔
جہانگیر کے وقت میں مسند قیومیت پر بیٹھے۔ شاہجہان کے وقت سے لیکر اورنگزیب
کی ابتدائی سلطنت تک آپ کا دور دورہ رہا۔ تینوں بادشاہ آنحضرت کے مرید
جیساکہ پہلے بیان ہوچکا ہے +

توران میں عبدالعزیز خان بادشاہ تھا۔ اور ایران میں شاہ سلیمان۔ یہ دونوں
آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے +

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰے عَلٰی حَبِیْبِہٖ

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ

وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھْلِبَیْتِہٖ

اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ٥

+

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِمُؤَلِّفِہٖ وَلِکَاتِبِہٖ وَلِحَافِظِہٖ وَلِقَارِیْہٖ وَلِمَنْ سَعٰی فِیْہٖ

ضروری اطلاع

اردو ترجمہ سہ دفتر

مکتوبات شریف

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

مع مفصل سوانح عمری

کون شخص ہے جو مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے نام نامی و اسم گرامی سے واقف نہ ہو۔ یہ وہ مجموعہ مکتوبات ہے۔ جو آپ نے وقتاً فوقتاً اپنے پیر حضرت باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں اور نیز دیگر احباب کی طرف ارقام فرمائے تھے۔ اور جن کی تلاش اور جستجو میں مدت مدید اور عرصہ بعید سے طالبان مولے عموماً اور حلقہ بگوشان سرکار عالیہ نقشبندیہ خصوصاً اور حیران و سرگردان پھرتے تھے۔ چونکہ یہ گنجینہ اسرار معانی نہایت دقیق فارسی زبان میں ہر ادنے و اعلےٰ کی فہمید سے باہر تھا۔ لہٰذا ہم خادمان فقراء نے بپاس خاطر ہر چہار سلاسل عالیہ اور حلقہ بگوشان خاندان عالیہ نقشبندیہ کیلئے بصرف زر کثیر اردو ترجمہ کرا کر نہایت خوشخط اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر طبع کرائے ہیں۔

جن کو خرید کر ہر ایک طالب مولے بیساختہ یہ شعر ورد کریگا ؎

جمالے چند دادم جاں خریدم ۔۔۔ بنام ایزد عجب ارزاں خریدم

قیمت دفتر اول	قیمت دفتر دوم	قیمت دفتر سوم
۸ ؎	۸ عہ	۱۲ عہ

سوانحعمری مجدد علیہ الرحمۃ علیحدہ بھی ملسکتی ہے قیمت ۸/

المشتہران

ملک فضل الدین چنن الدین تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی

کوچہ ککے زیاں ۔ منزل نقشبندیہ ۔ بازار کشمیری

لاہور

سلسلہ تصوف نمبر ۱۲۳

اردو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ

رکن سوم و رکن چہارم

از

تصنیف جناب خواجہ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ حسن احمد بن شیخ محمد ہادی بن امام الطریقت مروج الشریعت حضرت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت عروۃ الوثقی معصوم ربانی رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین

رکن سوم

در احوال قیوم ثالث حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی حجت اللہ معہ احوال فرزندان و خلفائے آنجناب رضی اللہ تعالے عنہم

رکن چہارم

در احوال قیوم رابع حضرت سلطان الاولیا خلیفۃ اللہ محمد زبیر معہ احوال فرزندان و خلفائے آنجناب رضی اللہ تعالے عنہم

جسے
ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زئیاں ———— بازار کشمیری

لاہور نے

بصرف زر کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر

سٹیم پریس لاہور باہتمام گوکل چند پرنٹر کے چھپوایا

قیمت ہر دو رکن ۳ روپے

اردو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ

رکن سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دربیان احوال قیوم ثالث حضرت خواجہ نقشبند حجت اللہ رضی اللہ عنہ

ذکر ولادت باسعادت آنحضرت رضی اللہ تعالے عنہ و احوال ایام طفولیت و شباب و تربیت یافتن در علم ظاہر و باطن از والدہ ماجدہ خود و بیان بشارت کہ آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالے عنہ درحق حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالے عنہ فرمودہ اند و مشرف شدن آنحضرت بہ قطب الاقطابی و قیومیت

بیا اے سخن در زمن یادگیر	حدیث عجب از امام کبیر
خدا نام آں نامدار بلند	نہادہ شہ عارفاں نقشبند
بہ محبوبیت حق گواہی دہند	بہ قیومیت آسماں سر نہند
نگین ید خاتم انبیاء	کنوں دار دایں خسرو اولیاء

آنجناب حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند ہیں جناب کی ولادت باسعادت بروز جمعہ ۷ رمضان ۱۰۳۴ھ ہجری کو ہوئی۔ اس سال کو حضرات قیوم رابع کے طریقہ میں قیومیت کا سال مطلق کہتے ہیں کیونکہ ایک قیوم کا وصال ہوا۔ دوسرا قیومیت کی

مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوا اور تیسرا قیوم پیدا ہوا یعنی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے رحلت فرمائی۔ حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقٰی مسند قیومیت پر بیٹھے اور حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مرض موت میں حضرت عروۃ الوثقٰی کو فرمایا۔ کہ اس سال میرے وصال کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو قرب الٰہی کے کمالات میں میرے برابر ہوگا +

واقعہ حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سے منقول ہے:۔

کہ میں نے اپنے فرزند محمد نقشبند کی ولادت کے دن رات کو خواب میں دیکھا۔ کہ ہزار ہا فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ اور اس فرزند کو بوسہ دیکر کہتے ہیں۔ کہ پروردگار کا حکم یوں ہے۔ کہ فرشتو! آج ہمارا محبوب پیدا ہوا ہے تم اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو جاکر اس کی زیارت کرو۔ کیونکہ وہ اپنے باپ اور دادا کو چھوڑ کر باقی تمام اولیائے امّت سے اشرف ہے۔ جو شخص اخلاص سے اس کی زیارت کریگا۔ بخشا جائیگا +

واقعہ حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ میرے فرزند محمد نقشبند کے پیدا ہونے کے دن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر اس فرزند کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی۔ بعد ازاں مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ یہ فرزند باپ اور دادا کی طرح تمام اولیاء امّت سے افضل ہوگا۔ اور منصب قیومیت آپکے بعد اسکو نصیب ہوگا۔ میں نے آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق اس فرزند کا لقب شرف الدین کنیت ابوالقاسم اور اسم مبارک خواجہ محمد نقشبند مقرر فرمایا۔ اور بہت سا کھانا پکا کر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے نام پر تقسیم کیا +

لڑکپن ہی میں سعادت کے آثار ولایت کے انوار قطبیت کی علامت اور قیومیت کی نشانی آنجناب کی پیشانی مبارک پر ظاہر تھی۔ جو شخص آپ کو دیکھتا۔ بے اختیار بول اٹھتا۔ کہ یہ محبوب خدا ہے۔ اور پروردگار کا دوست ہے +

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے بالغ ہونے سے پہلے پہلے اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے ظاہری علم تحصیل کرلیا۔ آپ ظاہری علم میں اجتہاد کے پایہ کو پہنچے ہوئے تھے۔ خاصکر تفسیر میں تو امام تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ تفسیر میں قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی رائے علیحدہ تھی۔ چنانچہ ہر روز قرآن شریف کی تلاوت کے وقت آیات کے

طرح طرح کے معانی بیان فرماتے تھے۔ ہر ایک آیت کی سات طرح تفسیر کرتے تھے بمفرد مسائل جو آنحضرت نے اپنے واسطے بیان فرمائے ہیں۔ اور آیات اور احادیث سے انہیں ثابت کیا ہے بکثرت ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حج ادا کرنے کے بعد بندے کا حق جو اس کے ذمے ہوتا ہے ساقط ہو جاتا ہے اور اسے دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے۔ آنجناب نے اس قسم کے مسائل بہت بیان کئے ہیں جن کا یہاں لکھنا طوالت کا باعث ہے۔

حضرت خازن الرحمۃ فرماتے تھے کہ اس بچے کی شان نہایت اعلیٰ وارفع ہوگی کشف میں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اپنے باپ اور دادے کی طرح ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات عنایت کرے گا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو لڑکپن میں خواجہ جیو کہا کرتے تھے۔

حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ ہمارے خواجہ صاحب عسکر الحق جن کی خدمت میں بہت سے بادشاہوں کے لشکر مرید ہوئے یعنی حضرت **عروۃ الوثقیٰ** فرماتے تھے۔ کہ مجھ پر منکشف ہوا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات اس فرزند کو عنایت کرے گا۔ نیز یہ کہ جب میرا فرزند خواجہ نقشبند میرے پاس آتا ہے۔ تو میرا دل اس کی تعظیم کرنیکو چاہتا ہے لیکن یہ رسم ہند میں نہیں کہ باپ بیٹے کی تعظیم کرے حضرت **قیوم ثانی** رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات وخصائص کی خوشخبری دی۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ لڑکپن ہی سے اکثر بیمار رہتے تھے۔ ایک روز ایام مرض میں یہ عرضی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ کہ حضرت سلامت آجکل مجھے بعض عجیب الہامات اور غریب خطابات سے سرافراز فرمایا جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے انت من اولیائی وانت من عبادی الصّٰلحین انت لاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون تو میرا دوست ہے۔ تو میرا نیک بندہ ہے۔ تو ان لوگوں میں سے ہے۔ جنہیں نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، اور یہ کہ جو قرب تجھے حاصل ہے اور کسی کو نہیں۔ حضرت سلامت! ایک روز میں بالاخانے پر بیٹھا تھا۔ مرض کو کچھ افاقہ تھا۔ کعبۂ مقصود پر جو نگاہ پڑی۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میں بارگاہ مقدس میں کسی کے وسیلے کے بغیر پہنچا ہوں۔

اتنے میں آپ کی صورت مبارک ظاہر ہوئی۔ تو میں نے اپنے آپ کو اور آنجناب کو ایک پایا۔ پھر باخیر و برکت نزدل ہوا اور مجھے الہام ہوا۔ کہ آج تجھے تیرے باپ کے ساتھ ایک کر دیا ہے۔ اس قسم کی دید اس سے پہلے بھی کبھی کبھی ہوا کرتی تھی۔ لیکن الہام نہیں ہوا تھا۔ اس روز سے آج تک یہ حالت ہے۔ کہ جب کبھی متوجہ ہوتا ہوں۔ تو اس کے خلاف ظاہر نہیں ہوتا۔ میں تصدیق کا امیدوار ہوں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اس عرضی کے جواب میں لکھا۔ کہ کیا لکھوں کہ اس رقعہ شریف کے مطالعہ سے کیا کچھ خوشی و خورمی ہوئی جن میں الہامات عجیبہ اور خطابات غریبہ مندرج تھے۔ کام میں یہاں تک ترقی ہوئی ہے۔ کہ معاملات میں شراکت پیدا ہو گئی ہے۔ اس پر بھی اکتفا نہ کر کے ملہم کیا۔ آپ کے مکاشفات کو میری تصدیق کی کوئی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی میں تصدیق در تصدیق کرتا ہوں۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت حضرت حجۃ اللہ کو فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اعلیٰ درجے کی خلعت عنایت فرمائی ہے۔ ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ نے حضرت حجۃ اللہ کو محبوبیت ذاتی کی خوشخبری دیکر فرمایا۔ کہ آپ میری محبوبیت پر نظر باطنی کریں۔ آپ نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق آنحضرت کی محبوبیت کی طرف توجہ کی۔ تو عرض کیا۔ کہ آنجناب کی محبوبیت حضرت سید المرسلین رضی اللہ عنہ کی محبوبیت ہے۔ جو سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آپ کی محبوبیت بھی اسی قسم کی ہے۔ نیز حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آپ کی محبوبیت کو دیکھنے کے لئے تمام انبیاء اور فرشتے آئے ہیں۔ یہ آنحضرت صلعم کی خاص محبوبیت ہے۔ اس کا شکریہ بجالاؤ۔

ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے اپنے والد ماجد کی خدمت بابرکت میں ان علوم و حقایق و معارف کا ذکر کیا۔ جو اللہ تعالےٰ نے آپ پر منکشف فرمائے تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جن معارف کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ یہ مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ اور یہ اسرار سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کسی اور ولی پر ظاہر نہیں ہوئے۔

حضرت قیوم ثانی عُروۃ الوثقیٰ نے ۱۰۷۴ھ ہجری میں حضرت حجۃ اللہ کو خلوت

میں بلاکر قطب الاقطابی اور قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور ساتھ ہی فرمایا۔ کہ مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تاج مجھے عنایت فرمایا تھا۔ وہ تاج اب آپ کو عنایت ہوا ہے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ وہ تاج قیومیت۔ ومحبوبیت ذاتی ۔طینت اور اصالت محمدی کا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اس تاج کا بقیہ اللہ تعالیٰ نے آپکو عنایت فرمایا ہے۔ اور قیومیت۔ محبوبیت ذاتی اور اصالت محمدی آپ کو مرحمت فرمائی ہے۔ کیونکہ قیومیت اور ذاتی محبوبیت طینت اور اصالت پر موقوف ہے۔

حضرت سلطان الاولیاء قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔ کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ بھائی میری قیومیت کو نہیں مانیں گے۔ تو میں حضرت عروۃ الوثقٰی سے عرض کرتا کہ یہ خوشخبری مجھے ان کے سامنے عنایت کرتے۔

کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام مریدوں خلیفوں اور فرزندوں کے سامنے فرمایا۔ کہ میرا فرزند خواجہ محمد نقشبند میرے برابر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات اسے عنایت فرمائے ہیں۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کی جو عنایت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ پر تھی اپنے کسی اور فرزند پر نہ تھی۔ گو حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے لیکن جو محبت قلبی آنحضرت کو حضرت مروج الشریعت سے تھی وہ کسی اور فرزند سے نہ تھی چونکہ حضرت قیوم ثالثؒ اپنے تمام بھائیوں سے افضل تھے اسواسطے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا سلوک آپ سے زیادہ تھا۔ اور آپ پر صرف للہ مہربانی کیا کرتے تھے۔

اب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے سال بسال کے حالات لکھے جاتے ہیں۔ قیومیت کی تعریف اس کتاب کے پہلے دونو حصوں میں لکھی گئی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ حضرت حجۃ اللہ اس امت کے قیوم ثالث ہیں۔ تمام قطب۔ فرد ابدال غوث وغیرہ قیوم کے نائب اور پیشکار ہوتے ہیں۔ جہان اور اہل جہان کا قبلہ توجہ وہی ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا نائب اتم اور وزیر اعظم بھی قیوم ہی ہوتا ہے۔

ذکر بیان

نشستن قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ بر مسند ارشاد و بیان احوال سال اوّل قیومیت آنحضرت بیعت کردن مردم آنجناب و سفر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بکابل و نکاح کردن بہ دختر میر عبداللہ۔

۱۱ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ ہجری کو اشراق کے وقت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے مسند ارشاد پر جلوس فرمایا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ۱۱ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ ہجری کو فجر کی نماز کے بعد میں نے مراقبہ میں دیکھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے معہ تمام انبیاء اور فرشتوں کے تشریف فرما ہوکر مجھے اعلیٰ درجے کی خلعت پہنائی۔ اور اپنے دست مبارک سے جواہرات اور یاقوتوں سے جڑا ہوا تاج میرے سر پر رکھا۔ اور قیومیت کی مبارکباد دی۔ اور فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں تمام مخلوقات کا قیوم بنایا ہے۔ بعد ازاں فرشتوں کو فرمایا کہ ان سے بیعت کرو۔ تمام فرشتوں نے مجھ سے بیعت کی۔ اور تمام مخلوقات نے آکر میری اطاعت کی۔ مراقبہ سے فارغ ہوکر تمام آدمیوں نے آنحضرت سے بیعت قیومیت کی۔ سب سے پہلے خواجہ محمد صدّیق رضی اللہ عنہ پشاوری نے بیعت کی پھر آہستہ آہستہ اور آدمیوں نے آکر بیعت کی۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے تمام خلفا اور مرید اطراف و جوانب اور روئے زمین کے مختلف حصوں سے آکر آپکے مرید ہوئے کیا بادشاہ کیا فقیر کیا امیر کیا غریب کیا چھوٹے کیا بڑے سبھی اپنے اپنے وطن سے سرہند آکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے حضور میں اپنے تمام مرید اور خلفا اپنے فرزندوں پر تقسیم کر دیئے تھے جیسا کہ اس کتاب کے رکن دوم کے چوالیسویں ۴۴ سال میں ذکر ہو چکا ہے۔ انہوں نے آکر آنحضرت کے دوسرے فرزندوں سے تجدید بیعت کی۔ ہندوستان۔ بدخشاں۔ ترکستان۔ دشت قبچاق۔ کاشغر خطا۔ روم۔ شام۔ یمن۔ وغیرہ ولائتوں کے اکثر آدمی حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ توران۔ خراسان۔ کیچ۔ غور۔ کوہستان۔ سجستان۔ طبرستان وغیرہ کے آدمیوں نے حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ کابل کے آدمی حضرت محمد صبغۃ اللہ کے

مرید ہوئے۔ دکن اور پنجاب کے حضرت محمد اشرف کے اور ہند کے بہت سے امرا معہ
بادشاہ حضرت شیخ سیف الدین کے۔ اور شرق و غرق اور بحرین کے بہت لوگ
حضرت شیخ محمد صدیق کے مرید ہوئے۔ لیکن آخر کار سب کے سب حضرت حجۃ اللہ کی
طرف متوجہ ہوئے۔ تمام ولائتوں کے بادشاہوں نے اپنے اپنے وکیل معہ تحف و ہدایا ہند
بھیجے۔ کہ ہماری طرف سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے بیعت قیومیت کرو۔ تمام وکلاء نے
ایسا ہی کیا۔ جو لوگ آنحضرتؓ کے دوسرے فرزندوں کے مرید تھے انہوں نے انہیں سے
تجدید بیعت کی۔ ترکستان اور دشت قبچاق کے بعض خان بذات خود حاضر ہو کر شرف بیعت سے
مشرف ہوئے۔ اور اکثروں نے اس مطلب کے لئے اپنے وکیلوں کو بھیجا۔ حضرت قیوم ثانی
رضی اللہ عنہ کے تمام فرزندوں نے قطب الاقطابی اور اپنے والد ماجد کی ولی عہدی کا دعوٰی
کیا۔ دو بڑوں یعنی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور مروج الشریعت نے قطب الاقطابی اور
قیومت کا دعوے کیا اور باقی چاروں حضرت محمد صبغۃ اللہؓ حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ
حضرت شیخ سیف الدینؓ اور حضرت شیخ محمد صدیقؓ نے صرف قطب الاقطابی کا دعوے
کیا۔ کیونکہ ان چاروں کا خیال تھا کہ قیومیت۔ جو اصالت یعنی خمیر طینت محمدی پر موقوف
ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعد کسی کو نصیب نہیں۔ حضرت قیوم ثانیؒ نے حضرت
حجۃ اللہ کو قیومیت کی بشارت اور حضرت مروج الشریعت کو طینت و اصالت کی
خوشخبری خلوت میں عنایت فرمائی تھی۔ لیکن اس معاملہ کی خبر دوسرے فرزندوں کو نہ تھی
اسواسطے آنحضرت کے بعد قیومیت کا انکار کرتے تھے۔ مگر حضرت مروج الشریعت کا لحاظ
کر کے علانیہ اپنی قطبیت کا اظہار نہ کرتے تھے۔ لیکن خلوت میں اپنے خاص مریدوں کو
کہتے تھے۔ کیونکہ حضرت قیوم ثانیؓ کے حضور میں حضرت مروج الشریعتؓ ہی تمام
بھائیوں پر غالب تھے۔ حضرت قیوم ثانیؓ کے تمام فرزندوں کے مرید اپنے اپنے پیر
کو قطب الاقطاب سمجھتے تھے۔ اس واسطے ان مریدوں میں آئے دن جھگڑا رہتا۔ چنانچہ
اخون میر محسن سیالکوٹی نے تو سرہند آنا موقوف کر دیا۔ ایک شخص نے جب آپ سے اس
نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ تو فرمایا کہ میں سرہند اسواسطے نہیں جاتا کہ وہاں شیروں کی آپس میں
جنگ ہو رہی ہے۔ ڈرتا ہوں کہ کسی سے مجھے تکلیف نہ پہنچے۔

میرے (منصفؒ) والد ماجد فرماتے تھے۔ کہ جب حضرت محمد صبغۃ اللہ نے

سنا کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند اپنے آپ کو قیوم وقت کہتے ہیں۔ تو فرمایا کہ اگر قطب الاقطاب کہیں تو ہم تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ قیومیت کے ہم قائل نہیں۔ کسی نے یہ بات حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائی تو آنجناب نے فرمایا کہ قطب بھی جھوٹ کہتا ہے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے سنا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضؓ اپنے آپ کو قیوم وقت کہتے ہیں۔ تو ایک روز اپنے بھائی سے ملاقات کر کے وہ کاغذ جس پر اپنی قیومیت لکھی تھی۔ پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ جب آپ اپنے آپ کو قیوم وقت کہتے ہیں۔ تو پھر ہمارے لئے مناسب نہیں کہ یہ منصب ہم اپنے سے منسوب کریں۔ کیونکہ کشف والہامات کے ذریعے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ ہماری کشف میں اس معاملہ میں ضرور خطا ہوئی ہے۔

حضرت حجۃ اللہ رضؓ فرماتے تھے۔ کہ حضرت قیوم ثانیؓ نے مجھے خلوت میں قیومیت کی بشارت عنایت فرمائی۔ اور اپنی کشف سے بھی مجھے معلوم ہوا ہے۔ حضرت مروج الشریعت نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا قیوم ہونا تسلیم کر لیا۔ اسی واسطے بہت سے لوگ حضرت حجۃ اللہ رضؓ کے مرید ہو گئے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزندوں کے اکثر مرید حضرت حجۃ اللہ رضؓ کے حلقہ ارشاد میں شامل ہوئے۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کابل تشریف لے گئے۔ وہاں کے تمام رؤسا آنجناب کے مرید ہوئے۔ اگرچہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے کابل کے آدمی حضرت محمد صبغتہ اللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کئے تھے۔ لیکن حضرت قیوم ثالث رضؓ کے وہاں تشریف لے جانے پر تمام بڑے بڑے آدمی آنجناب کے مرید ہو گئے۔ اور ادنیٰ درجہ کے حضرت محمد صبغتہ اللہ کے مرید ہی رہے۔

خراسان کے مشہور سید میر عبد اللہ نے ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ اور ایک شخص آنحضرت کی گود میں بیٹھا ہے۔ جس کے سر منہ کو آنحضرت چوم رہے ہیں۔ اور فرزندوں کی طرح اس پر شفقت فرما رہے ہیں۔ پھر میر عبد اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ یہ شخص محمد نقشبند بن محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ہے۔ جسے حقتعالےٰ نے اُسکے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل کیا ہے۔ تم جا کر ان کے مرید ہو جاؤ۔ اور اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر دو

میر عبداللہ نے یہ خواب دیکھکر آنحضرت کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اس وقت آنجناب پیشاور میں تھے۔ میر صاحب نے شرف آستان بوسی حاصل کیا اور مرید ہو گئے۔ اور اپنی لڑکی عائشہ بیگم کا نکاح آنجناب سے کر دیا۔ یہ حضرت قیوم ثالث رضؓ کا دوسرا نکاح تھا۔ آنجناب کا پہلا نکاح حضرت عروۃ الوثقیٰ کی بھانجی سے ہوا تھا۔ آنجناب کی اکثر اولاد پہلی بیوی سے تھی۔ اس سے صرف ایک لڑکی اس وقت زندہ ہے۔ کہتے ہیں عائشہ بیگم کا حق مہر ایک لاکھ روپیہ تھا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے یہ سارا روپیہ ادا کر دیا۔ آنحضرت کا دوسرا نکاح ۲۷ ربیع الاول ۱۰۸۰ھ ہجری کو ہوا۔ اسی واسطے یہ حالات حضرت مروج الشریعت کے ارشاد کے دوسرے سال سے لکھے گئے ہیں۔ یہاں پر صرف وسط دینے کے لئے پہلے سال قیومیت میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

ذکر در بیان

سال دوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضؓ مراجعت نمودن آنجناب از کابل بہ سرہند آمدن علما و مشائخ عرب بزیارت آنحضرت و مرید شدن آنہا۔

حضرت قیوم ثالث رضؓ میر عبداللہ کی لڑکی سے شادی کرنے کے بعد کابل سے اپنے وطن مالوف سرہند میں واپس آئے اسی سال عرب کے بہت سے علما اور مشائخ آنحضرت کی زیارت کیلئے آئے اور مرید ہوئے۔ ان کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ شیخ عبدالوہاب مکی جو مشائخ عرب کے رئیس تھے اور اس علاقہ کے تمام علما اور مشائخ ان کے مطیع تھے۔ اور کوئی کام ان کے اذن بغیر شروع نہ کرتے تھے۔ جو کام کرتے ان کی رضامندی سے کرتے۔ عرب کے تمام امیر غریب بادشاہ فقیر چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف آپکے تابعدار تھے۔ شیخ مذکور فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات آدھی رات گذری میں مسجد الحرام میں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ مسجد میں جمع ہیں۔ لیکن سب کے سب محو ہیں۔ صرف شیخ فخر الدین خطیب اور مولانا شمس الدین ملک العلماء عرب دونو حطیم کے قریب بیٹھے ہیں لیکن نہایت حیرت زدہ۔ مجہول الاحوال اور خبر کے منتظر آسمان کی طرف اور بام کعبہ پر ٹکٹکی لگائے ہوئے ہیں میں نے انہیں سلام کیا۔ تو انہوں نے بہ سبب مستغرق ہونے کے جواب نہ دیا۔ میں بھی ان دونو کے پاس بیٹھ گیا۔ اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں

کہ تمام آسمان آفتاب کی طرح روشن ہو گیا ہے۔ اور نورانی لوگ آسمان سے کعبہ کی چھت پر اُتر رہے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک مرد بزرگ تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور ہزار ہا آدمی جنکے چہروں سے نور چمک رہا ہے اس کے ساتھ مشرق کی طرف سے نمودار ہوئے ہیں۔ اور گروہا گروہ لوگ جہاں کے اطراف وجوانب سے مسجد الحرام میں آ رہے ہیں۔ اور اس مرد بزرگ کے پاس دست بستہ کھڑے ہو رہے ہیں۔ اور آسمان سے بھی اُتر رہے ہیں۔ اور تخت کے گرد و نواح بھی حلقہ باندھے کھڑے ہیں۔ اس مرد بزرگ سے ایسا نور چمک رہا ہے کہ مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ اور وہ نور دم بدم ترقی پر ہے اسی اثناء میں منادی نے ندا کی۔ کہ اس تخت کے صاحب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت خواجہ محمد نقشبند ہیں انہیں حقتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل کیا ہے قیومیت کی خدمت اور اپنی ذاتی محبوبیت عنایت فرمائی ہے۔ آسمانی فرشتو! زمین کے رہنے والو!! اس کی اطاعت کرو۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ جو شخص اس کا مرید ہو گا۔ وہ نجات پائیگا۔ اور جو اس کے خلاف ہو گا۔ سخت عذاب الٰہی میں گرفتار ہو گا۔ پھر تخت کے گرد کے آدمیوں نے تخت پر بوسہ دیا۔ میں نے ان میں سے ایک سے پوچھا کہ یہ تخت کے گرد و نواح کے بزرگ کون ہیں۔ کہا یہ تمام اولیائے وقت ہیں۔ اور جو مسجد پر ہیں۔ وہ فرشتے اور گذشتہ اولیا ہیں۔ جو اس مرد بزرگ کی زیارت کو آئے ہیں بعد ازاں اس مرد بزرگ نے ہر ایک پر مہربانی کر کے رخصت کیا۔ اور خود معہ ایک جماعت کے مشرق کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ یہ تینوں علماء و مشائخ عرب کے سردار تھے۔ اس واسطے ہزار ہا آدمی اُنکے ساتھ آنحضرتؐ کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے سکتے ہیں عرب کے تین سو عالم حافظ قاری اور شیخ آنحضرت کی زیارت کے لئے عرب سے ہند میں آئے۔ جب منزلیں طے کر کے سرہند پہنچے۔ تو شرف ملازمت حاصل کیا۔ آنجناب نے ہر ایک پر بہت بہت مہربانی کر کے فرمایا۔ کہ تم واجب التعظیم ہو کیونکہ تمہارے ملک پر پروردگار کی خاص عنایت ہے۔ جس کا عشر عشیر بھی کسی اور ملک پر نہیں۔ علاوہ ازیں اپنے محبوب کو اسی ملک میں پیدا کیا۔ خانہ کعبہ یہیں مقرر کیا۔ پھر وہ سب کے سب نہایت صدق اعتقاد اور نیاز سے آنحضرت کے مرید ہوئے۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت رضؓ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے محاذی ایک نہایت خوبصورت اور وسیع مسجد بنوائی۔

ذکر در بیان

سال سوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ رفتن آنحضرتؓ بکابل بخبر دادن حضرت مروج الشریعت خلق را از قیومیت حضرت حجۃ اللہؓ

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات عشا کے بعد حضرت حجۃ اللہؓ اور مروج الشریعتؓ بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ کہ میں نے آپ دونو صاحبان کی دعوت کی ہے۔ میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمائیں۔ دونو صاحب سنت نبویؐ کے بموجب دعوت کو قبول کر کے اس کے ساتھ ہوئے۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تیرا گھر کہاں ہے۔ اس نے کہا یہ رہا پاس ہی تو ہے۔ دونو بھائی بسبب نزدیکی مکان پیدل روانہ ہوئے۔ اس نے پھر عرض کیا کہ مجھ میں اس قدر آدمیوں کو کھانا کھلانیکی طاقت نہیں۔ صرف آپ دونو صاحب تشریف لے چلیں۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے تمام آدمیوں کو رخصت کیا۔ جب تھوڑا سا فاصلہ طے کر چکے۔ تو پوچھا کہ تمہارا گھر کونسا ہے؟ عرض کیا وہ رہا سامنے حتیٰ کہ شہر کے باہر ایک کٹیا میں لے گیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو پاؤں کا درد بڑی شدت سے ہو رہا تھا۔ رستہ چلنے کے سبب آپ پر ضعف طاری ہوا۔ اور سخت تکلیف ہوئی۔ وہ شخص تھوڑی سی کھچڑی جو شاید ایک آدمی کی خوراک کا تیسرا حصہ ہوگی لے آیا۔ دونو صاحب اسے کھا کر واپس چلے آئے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ دعوت کنندہ جب کبھی بادشاہ حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اپنے کئی کام پیش کرتا اور آنجناب کی سفارش کراتا آنجناب بھی سفارش کر کے اس کے کام پورے کرواتے۔ اگر کوئی مہتمم اس کے کام میں ذرا دیر کرتا۔ تو وہ فوراً حضرت مروج الشریعتؓ کی خدمت میں آکر دعوت کی رات یاد دلاتا۔

اسی سال اہل کابل نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ جس میں آنجناب کے دیدار فائض الانوار کا اشتیاق اور اس ولایت میں

آنحضرت کی تشریف آوری کی خواہش کا اظہار مندرج تھا۔ آنحضرت بھی اہل کابل پر نہایت مہربان تھے۔ اس واسطے کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ حضرت مروج الشریعت اپنے بھائی کے بڑے مخلص تھے اس واسطے اس سفر میں آنجناب کے ساتھ ہوئے۔ جب شہر سے تین منزل کا فاصلہ طے کر چکے تو حضرت مروج الشریعت کو تپ دق کا عارضہ ہو گیا اسواسطے پھر واپس سرہند آئے۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ جب اہل کابل کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو سب کے سب سر کے بل سات منزل آگے استقبال کے لئے آئے۔ کہتے ہیں۔ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ شہر کابل میں آئے۔ تو اسقدر ہجوم ہوا۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ بدخشان۔ خراسان توران اور ترکستان کے لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس کثرت سے جیسے کوئی ٹڈی دل ہو اور اس شوق سے جیسے پروانہ شمع پر گرتا ہے۔ ان ولایتوں کے بادشاہوں نے جو اس آستانہ علیہ کے مرید تھے اپنے اپنے ایلچی معہ تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں بھیجے۔ اور خود بھی کڑی منزلیں طے کر کے حاضر خدمت ہوئے ہر روز ہزارہا لوگ آنجناب کے مرید ہوئے۔ بہت سے ترک مغل اور پٹھان شرف ارادت سے مشرف ہوئے۔ ہر صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں ہزارہا آدمی شامل ہوتے۔

مقامات نقشبندی میں لکھا ہے کہ اسی سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو ماہ رمضان کابل میں آیا۔ ہر رات ہزارہا آدمی نماز تراویح کے لئے جمع ہوتے۔ آخر آدمیوں کی اس قدر کثرت ہوئی۔ کہ کابل کی مسجدیں حالانکہ اسقدر وسیع ہیں۔ پھر بھی آدمی ان میں سما نہیں سکتے تھے۔ آنحضرت شہر کے باہر باغ میں نماز تراویح پڑھتے تھے۔ ایک رات آنجناب کے دل میں خیال آیا کہ میں کون ہوں کہ اس قدر لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی حق تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ کہ تو ہمارا معشوق ہے اور تیری قرب و منزلت ہمارے ہاں عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ اور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے برابر ہے۔ ہم نے تجھے تیرے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل کیا ہے۔ اور تجھے قیوم زمان اور قطب جہان بنایا ہے۔ بعد ازاں تمام فرشتے اور روحانی آنحضرتؐ کے گرداگرد جمع ہوئے۔ اور آپ کو بوسہ دینے لگے۔ اور کہتے کہ حق تعالےٰ نے ہمیں آپ کا فرمانبردار بنایا ہے۔ آپ محبوب پروردگار اور

قیوم روزگار ہیں۔ تمام جہان آپکے فیوض وبرکات کا منتظر ہے۔ آپ ہی اہل جہان کے قبلہ توجہ ہیں۔ تمام مخلوقات آلہی آپ کیطرف رخ کئے ہوئے ہے۔ ساری موجودات کی نیکی بدی فرحت۔ تنگی سب کچھ آپ کے ہاتھ ہے۔

؎ کار جہان بسر نرود بے رضائے تو ورد ست تست بختی نہ چرخ راچہار

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ کے مشاہدہ کے بعد یہ سارا واقعہ بلاکم وکاست اپنے پیارے بھائی حضرت مروج الشریعت کی طرف لکھا۔ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کا یہ مکتوب حضرت مروج الشریعت کو ملا۔ اس وقت آپ نے جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر جب کہ تمام وضیع وشریف حاضر تھے۔ بلند آواز سے پڑھا۔ بعد ازاں فرمایا کہ سب سے پہلے جو شخص حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ کے کمالات کا مقر ہوتا ہے۔ وہ یہ فقیر حقیر محمد عبداللہ ہے۔ لوگو! تمہیں واضح رہے کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں۔ جو شخص دینی ودنیاوی سعادت چاہتا ہے وہ آنجناب کی قیومیت کو تسلیم کر کے مرید ہو جائے ورنہ سخت عذاب الہی میں گرفتار ہوگا۔ سبحان اللہ! حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا انصاف دیکھئے۔ کہ باوجود خود صاحب کمالات ہونے کے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو تسلیم کیا جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ خود حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے قائل ہیں۔ تو سب کو قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کا یقین ہوگیا۔ کیونکہ تمام لوگ حضرت مروج الشریعت کو حضرت عروۃ الوثقی کے برابر بزرگ جانتے تھے۔ جب آنجناب نے تسلیم کیا۔ تو پھر کسی کو بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت میں شک وشبہ نہ رہا۔ بعد ازاں حضرت مروج الشریعت نے ایک خط حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا۔ جس میں آنجناب کی قیومیت کا ذکر تھا۔ مکتوب کے اخیر پر اس جہان سے اپنے رخصت ہونے کی خبر درج کی۔

اسی سال آنحضرتؒ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلی کو قبولیت کی خوشخبری دی۔ جب آنحضرتؒ کا وصال ہوگیا۔ تو وہی خوشخبری آنجناب کے فرزند حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ پر عاید ہوئی۔

ذکر وبیان

سال چہارم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مراجعت نمودن آنجناب از کابل بہ سرہند و وفات یافتن حضرت مروج الشریعت وبیان دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ است۔

جب حضرت مروج الشریعت کا مکتوب جس میں حضرت قیوم ثالث رضؓ کی قیومیت اور دنیا سے اپنے سفر کی خبر درج تھی۔ حضرت حجۃ اللہ رضؓ کو ملا۔ تو مطالعہ کرتے ہی آنجناب کابل سے سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ اہل کابل نے بہتیری منت وسماجت کی۔ کہ چند روز اور اقامت فرمائیں کیونکہ دور دراز ملکوں کے بہت سے لوگ جناب کی زیارت کو آرہے ہیں۔ انہیں زیارت سے مشرف ہو لینے دیں۔ لیکن آنحضرت کو خط دیکھتے ہی اپنے بھائی کے دیدار کا اشتیاق اس درجہ ہوا۔ کہ ان کی ایک نہ مانی جب حضرت مروج الشریعت کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو معہ تمام بھائیوں اور وضیع و شریف علما و مشائخ کے شہر سے بارہ میل کے فاصلہ پر استقبال کے لئے آئے۔ دونو بھائی ملاقات کے وقت نہایت تپاک سے ایک دوسرے کے گلے ملے۔ اور بہ سبب کثرت شوق آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ سارے لوگ بھی دونو صاحبوں کی موافقت سے رونے لگے۔ ؎

گرفتند مریکدگر را کنار خروشے بر آمد زہر دو ہزار

کہتے ہیں کہ حضرت مروج الشریعت رضؓ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا ادب اس طرح کیا۔ جیسا آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا کیا کرتے تھے۔ بلکہ زبان سے بھی فرماتے تھے۔ کہ میں آپ کو بعینہ حضرت عروۃ الوثقٰی جانتا ہوں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ میں بھی آپ کو حضرت قیوم ثانی رضؓ کی بجائے یقین کرتا ہوں۔ لوگ دونو بھائیوں کے اس طریق ملاقات سے حیران رہگئے اور پہلے کی نسبت دونو کے زیادہ معتقد ہوگئے۔ پھر شہر میں داخل ہوئے۔ اسی اثناء میں بادشاہ ہند نے اس مضمون کی ایک عرضی حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں لکھی۔ کہ سننے میں آیا ہے کہ آنجناب پر مرض کا غلبہ زیادہ ہوگیا ہے۔ تمام اطباء کی رائے

ہے۔ کہ اس مرض کے لئے سیر بہت مفید ہے۔ اگر آنجناب شاہجہان آباد تشریف لائیں تو امید غالب ہے۔ کہ اس تکلیف کو ضرور تخفیف ہو گی۔ اور آنجناب کے کمالات سے یہاں کے لوگ بھی مستفید ہوں گے۔ اور بہت سے لوگ گمراہی کے بھنور سے نکل ساحل ہدایت و نجات پر پہنچیں گے۔ ساتھ ہی اسی مضمون کا ایک خط آنجناب کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بھیجا۔ کہ جس طرح ہو سکے آپ حضرت مروج الشریعت کو شاہجہان آباد میں بھیج دیں۔ آخر والدہ ماجدہ نے آنحضرت کو شاہجہان آباد جانے کی سخت تاکید فرمائی۔ تو آنحضرت مجبوراً شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بادشاہ کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو شہر سے بارہ میل کے فاصلہ پر آپ کا استقبال کیا اور اپنے خاص قلعہ میں آپکی قیامگاہ مقرر کی۔

حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب بادشاہ حضرت مروج الشریعت سے توجہ باطنی لے چکا تو کہنے لگا۔ کہ مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی ہے۔ جسے میں بیان نہیں کر سکتا۔ یہ حالت کبھی کبھی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے حضور میں ہوا کرتی تھی۔ آج آسمان تلے آپ جیسا اور کوئی نہیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ اگر میرے بڑے بھائی خواجہ محمد نقشبند سے توجہ باطنی حاصل کرو۔ تو ان حالات سے بھی زیادہ ترقی کرو۔ کیونکہ وہ قیوم وقت اور خلیفہ روزگار ہیں۔ اس دن سے بادشاہ کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے دیدار کا اشتیاق ہو گیا۔ مختصر یہ کہ دن بدن آنجناب پر مرض غالب آتا گیا۔ اطباء بہتیرا علاج معالجہ کرتے لیکن سب بے سود۔ کہتے ہیں جب کوئی دوائی آنجناب کی خدمت میں پیش کی جاتی۔ تو فرماتے۔ کہ یہ تو مجھے یقین ہے۔ کہ یہ دوا اثر تو نہیں کریگی۔ لیکن تمہاری خاطر کھا لیتا ہوں۔ انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک مکتوب لکھا جس کے اخیر میں حسب ذیل دو شعر تحریر فرمائے۔ ؎

گر بمانیدیم زندہ بر دوزیم　　　ور برفتیم عذر ما بہ پذیر
اے بسا آرزو کہ زیر خاک شدہ　　　جامۂ صبر کز وچاک شد

جب مرض حد سے زیادہ غالب ہوا۔ اور زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ تو بادشاہ سے رخصت لیکر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ بوقت رخصت بادشاہ کو وصیت کی کہ میری عمر کے چار دن اور رہ گئے ہیں۔ میرے بعد حضرت حجۃ اللہؒ کا مرید ہونا کیونکہ

وہ قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں۔ بادشاہ یہ خبر سُنکر رو یا اور آنحضرت رخصت ہوئے۔ جب سنبھالک منزل پر پہنچے جو شاہجہان آباد سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ تو اپنے تمام فرزندوں اور خلفاء کو اکٹھا کر کے فرمایا کہ اب میرا آخری وقت آگیا ہے۔ تم اب میرے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد نقشبند سے رجوع کرنا کیونکہ وہ اس وقت قطب جہان اور قیوم زمان ہیں۔ پھر نماز اشراق کی نیت کی۔ عین نماز میں تھے۔ کہ بلند آواز سے "اسلام علیک یارسول اللہ" کہکر اس دار فانی سے کوچ کیا۔ آنجناب کا وصال جمعہ کے روز اشراق کے وقت ۱۹ ربیع الاول سنہ[۱] کو ہوا۔ وہیں تجہیز و تکفین کر کے نعش مبارک کو سرہند میں لائے۔ اب حضرت مروج الشریعت کا مغسل (جہاں پر آنجناب کو غسل دیا گیا) سرائے سنبھالکہ کے جنوب مشرقی برج میں خواص وعام کی زیارت گاہ ہے۔ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت مروج الشریعت رض کے وصال کی اطلاع ہوئی۔ مارے غم والم کے بیہوش ہو گئے۔ اور بھائی کی نعش کے استقبال کو آئے۔ اور حضرت عروۃ الوثقٰی رض کے روضہ مبارک میں قبر مبارک کے محاذی مشرق کی طرف مدفون ہوئے۔ جب آنحضرت رض کو دفن کر چکے اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو افاقہ ہوا۔ تو پوچھا کہ میرا بھائی کہاں ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ دفن کر دیئے گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی پھر بیہوش ہو گئے۔ اسی طرح کئی دفعہ بیہوش ہوئے۔ آخر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے صبح وشام کا حلقہ و مراقبہ اپنے گھر میں ترک کر دیا اور حضرت مروج الشریعت کے محل میں صبح وشام حلقہ ومراقبہ کرتے۔ اور دوسرے بھائیوں کو دلاسا دیتے۔

ذکر در بیان

سال پنجم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رجوع نمودن وارادت آوردن فرزنداں حضرت مروج الشریعت رض بآنحضرت و برنفع برروئے اند اختن حضرت ابو العلی بسبب شرف صحبت پیغمبر خدا۔

حضرت مروج الشریعت کے فرزند اپنے والد بزرگوار کی وصیت کے بموجب اپنے چچا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ میرے (مصنف رح) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مروج الشریعت کے ارتحال کے بعد ایسے غم والم

[۱] جو قلمی نسخے ملے ہیں ان میں کوئی سنہ کی تعداد نہیں۔

میں گرفتار ہوا۔کہ ہوش و حواس بجا نہ رہے۔صبح شام حلقہ میں بیٹھتا لیکن طبیعت ہرگز باطن کی طرف متوجہ نہ ہوتی۔اچانک ایک روز صبح کی نماز کے بعد حلقہ میں یاروں کے ساتھ بیٹھا تھا۔کہ مجھ پر بیہوشی طاری ہوئی تو اس حالت غیب میں کیا دیکھتا ہوں۔کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ امام معصوم ایک تخت پر بیٹھے ہیں۔اور حضرت حجۃ اللہ رض بھی آنجناب کے برابر بیٹھے ہیں۔حضرت امام معصوم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر ملکر فرمایا۔کہ اسقدر غمگین کیوں ہو۔محمد نقشبند تمہارے باپ ہیں۔ان کی خدمت میں حاضر ہو کیونکہ انہیں قرب الہی بدرجہ اتم حاصل ہے۔میرے سینے پر ہاتھ ملنے اور یہ فرمانے سے وہ شدت غم زائل ہو گئی۔بعد ازاں میں نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر توجہ باطنی حاصل کی۔واقعی آنجناب نے مجھ پر باپ سے بھی زیادہ شفقت فرمائی بعد ازاں دوسرے بھائی حضرت خواجہ محمد پارسا۔شیخ محمد سالم اور حضرت مروج الشریعت کے تمام خلفاء اور مرید حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے۔اور آنحضرت کی خدمت کو لازم سمجھا۔کہتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث حضرت مروج الشریعت کے فرزندوں میں اس طرح مشغول تھے۔کہ کوئی باپ بھی اپنے بیٹوں میں مصروف نہ ہوتا ہوگا۔ان کے آئے بغیر کھانا نہ کھاتے۔جہاں تشریف لے جاتے۔انہیں ساتھ لیجاتے اور کوئی کام ان کے مشورے کے بغیر نہ کرتے۔باوجود اس قدر شفقت و محبت کے فرماتے کہ مجھ سے ان کی کماحقہ دلداری نہیں ہو سکتی۔اگر میں مرجاتا اور میرے بھائی حضرت مروج الشریعت زندہ ہوتے۔تو اپنے تمام کام چھوڑ کر ہاتھ میں عصا لے کر صبح شام میرے فرزندوں کے پیچھے پیچھے پھرتے۔

اسی سال حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلی نے اپنے چہرہ پر نقاب لیا۔اور لوگوں کی ہمنشینی کو ترک کیا۔حضرت ابوالعلی کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔کہ حضرت حجۃ اللہ نے حضرت ابوالعلی سے پوچھا کہ آپنے چہرے پر نقاب کیوں لیا؟ عرض کیا۔کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے بیٹھے ہیں۔میں اب کسی اور طرف نگاہ نہیں کر سکتا۔اور نہ کسی سے بات کر سکتا ہوں۔اس واسطے میں نے برقعہ اوڑھ لیا ہے۔تاکہ کسی اور پر نگاہ نہ پڑے۔پھر آنحضرت نے پوچھا کہ کیا اب بھی حضرت صلعم آپ کے سامنے ہیں۔عرض کیا موجود ہیں۔حضرت

قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ میرے باپ کے دانت میں درد ہے۔ کب آرام ہوگا۔ آپ نے ایک گھڑی بعد جواب دیا کہ جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ آج سے تیسرے دن ایک پہر دن نکلے آرام ہو جائیگا۔ واقعی تیسرے روز ٹھیک اسی وقت بالکل آرام ہو گیا۔ گویا کبھی درد تھا ہی نہیں۔ حضرت حجۃ اللہ نے جو حضرت ابو العلی سے اس قسم کے سوال جواب کئے یہ لوگوں کے یقین کو زیادہ کرنے کے واسطے تھے ورنہ آنجناب کو تو پہلے ہی خبر تھی کہ حضرت ابو العلی ہر وقت جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔ آٹھ سال تک حضرت ابو العلی برقعہ پوش رہے۔ اس عرصے میں کسی سے گفتگو نہ کی۔ صرف اپنی والدہ ماجدہ سے یا حضرت حجۃ اللہ سے بعض ضروری امور کے لئے۔ عالمگیر بادشاہ نے آپ سے بہتیرا چاہا کہ ہمکلام ہو لیکن میسر نہ ہوا۔ اس آٹھ سال میں آپ کبھی نہ سوئے۔ نہ تکیہ لگا کر بیٹھے۔ ہر وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھتے صرف نماز کے لئے کھڑے ہوتے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس آٹھ سال کے عرصہ میں ایک گھڑی بھی آنحضرت صلیلم سے جدا نہ ہوئے۔ آپ نے ظاہری آنکھوں سے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور کو دیکھا۔ اسی واسطے آپ نے برقعہ اوڑھ لیا جب چہرہ مبارک سے برقعہ اٹھایا۔ تو حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ حضرت ابو العلیٰ سے وجود میں آئے۔ معلوم ہوا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم جو حضرت ابو العلیٰ کی تربیت فرما رہے تھے وہ اسی خاطر تھی۔ کہ ان سے حضرت رابعؓ جیسا موتی پیدا ہو جو حقیقت محمدی کا مظہر اتم اور کمالات احمدی کا مہتمم ہو۔ چنانچہ انشاء اللہ حسب موقعہ اسے مفصل بیان کیا جائیگا۔ ایک روایت ہے۔ کہ قیومیت کے دوسرے سال آپ نے برقعہ پہنا۔ اور قیومیت کے بارھویں سال تک اوڑھے رہے۔

ذکر در بیان

سال ششم از قیومیت حضرت قیوم ثالثؓ رجوع کردن وارادت آوردن فرزندان حضرت خازن الرحمۃ بآنحضرت وخطاب یافتن آنجناب از درگاہ حضرت وہاب حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔

اس سال حضرت خازن الرحمت کے فرزند حضرت قیوم ثالث کے مرید ہوئے حضرت خازن الرحمت کے پانچویں فرزند شیخ خلیل اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضہ کے بعد ہم حضرت مروج الشریعت کے مرید ہوئے اور انھوں نے رحلت کے وقت وصیت کی کہ تمام فرزند اور باطنی یار حضرت خواجہ محمد نقشبند کے مرید ہونا اور انہیں سے فیض اخذ کرنا۔ میں نے حضرت مروج الشریعت کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت بڑے دریا میں ایک عالیشان محل کے اندر سرخ یاقوت کے تخت پر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں اور گردونواح فرشتے صفیں باندھیں دست بستہ کھڑے کہ رہے ہیں۔ کہ حقتعالیٰ نے اس عزیز کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب اور اپنی رحمت کا تقسیم کنندہ بنایا ہے۔ یہ قرب الٰہی میں اپنے باپ دادا کے برابر ہے۔ یہ واقعہ دیکھکر میں آنحضرت کی خدمت میں آکر مرید ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں میں سے سب سے پہلے شیخ عبدالاحد حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ میرے (مولف رح) والد ماجد شیخ عبدالاحد کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک روز فجر کی نماز کے بعد حلقہ میں بیٹھا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ ایک نہایت عالیشان باغ کے اندر زمرد کے بنے ہوئے محل میں ایک تخت پر تین بزرگ بیٹھے ہیں۔ ایک حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ دوسرے حضرت عروۃ الوثقیٰ تیسرے حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ۔ ایک شخص کہتا ہے کہ پروردگار عالم نے ان تینوں کو تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ پھر اول الذکر دو نو بزرگ نظر سے غائب ہو گئے اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی صورت و شکل حضرت مجدد الف ثانی کی سی ہو گئی۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد میں حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ عبدالاحد حضرت قیوم ثالث کے معتقد اس حد تک تھے کہ اس بارے میں لاثانی تھے۔ اکثر اوقات سواری میں آنجناب کی نعلین مبارک کو بغل میں لئے پیادہ پا آنحضرت کے ساتھ جاتے۔ میرے (مصنف رح) والد ماجد فرماتے تھے۔ کہ شیخ عبدالاحد فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں بہت عرصہ حضرت امام معصوم کی خدمت میں رہا ہوں۔ اور آنجناب کی خدمت بھی بہت کی ہے۔ لیکن جو باتیں ذات و صفات کی تحقیق میں حضرت خواجہ محمد نقشبند رح فرماتے ہیں۔ میں نے پہلے کسی سے نہیں سنیں۔

بلکہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ کلمات عالی جو میں نے پہلے سنی ہیں۔ وہ گم ہوجاتیں۔ ہم حضرت خواجہ محمد نقشبند کو تمام اولیائے امت سے افضل جانتے ہیں۔ ہم کسی کو بھی آپ سے افضل نہیں جانتے۔ حتیٰ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بھی آپ پر فضیلت نہیں دے سکتے بلکہ حضرت قیوم ثالث۔ قیوم ثانی اور قیوم اول رضی اللہ عنہم کمالات الٰہی میں ایک ہی ہیں۔ شیخ عبدالاحد نے حضرت قیوم ثالث کی شان میں بسبب کمال اعتقاد کے حسب ذیل نظم رکھی ہے۔

در گل از رنگ تو یک گونہ اثر یافتہ ایم	بلبل از لوئے تو جوشد خبر یافتہ ایم
سر و پا سوختہ یکداغ دل افروختہ ایم	ابر ریختہ چوں شمع گہر یافتہ ایم
نالہ میکند از تربت فرہاد ہنوز	باز شیریں دہاں طرفہ اثر یافتہ ایم
دل بہر نقش نہ بندیم برنگ وحدت	نقشبند یست کز و فیض نظر یافتہ ایم

حضرت قیوم ثالث رض بھی شیخ صاحب پر بدرجہ غایت مہربان تھے دوسرے مریدوں پر اتنے مہربان نہ تھے جتنے شیخ صاحب پر تھے۔ آنحضرت نے حضرت مجدد الف ثانی کے سلوک باطنی کے تمام مقامات کی خوشخبری شیخ صاحب کو عنایت فرمائی۔

حضرت خازن الرحمت کے چوتھے فرزند شیخ سعد الدین فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت امام معصوم کی وفات کے بعد حضرت مروج الشریعت کا مرید ہوا۔ جو کچھ میرے نصیب سے تھا۔ آنحضرت سے ملا۔ لیکن آنحضرت نے اپنے وصال کے وقت وصیتاً اپنے یاروں کو فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند سے رجوع کرنا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ جو قسمت کا تھا مل گیا ہے۔ پیر کا حق مرید پر بہت ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو مجھ سے کوئی خلاف ادب حرکت ظہور میں آئے۔ اور پہلی حاصل شدہ چیز برباد ہوجائے۔ اسواسطے مجھے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے توجہ لینے میں تامل تھا۔ اسی اثناء میں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے ہیں۔ کہ سعد الدین! تم حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی وصیت کو بھول گئے۔ خواجہ محمد نقشبند وہ شخص ہے۔ جسے پروردگار نے اس امت محمدی کے تمام اولیاء پر فضیلت دی ہے جسطرح مجھے کمالات الٰہی میں بزرگ جانتے ہو اسی طرح خواجہ محمد نقشبند کو جاننا اگر قرب الٰہی بدرجہ انتہا حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کے مرید بن جاؤ۔ ورنہ جو کچھ پہلے حاصل کر چکے ہو۔ وہ بھی برباد جائیگا۔ یہ خواب

دیکھنے کے بعد میں حاضر خدمت ہو کر مرید ہوا۔ بعد ازاں حضرت خازن الرحمت کے تمام فرزند حضرت **قیوم ثالث** رضؓ کے مرید ہوئے۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو جناب الٰہی سے حجۃ اللہ کا خطاب عطا ہوا جس کی تفصیل یوں ہے جسے میرے مصنفؒ احمد شریف نے کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ جب میں نے کواکب دریہ کے تیسرے دفتر میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حالات لکھنے شروع کئے۔ دکواکب دریہ میں پانچ دفتر ہیں پہلے تین دفتروں میں قیوم ثلاثہ رضؓ کے حالات درج ہیں چوتھے میں حضرت مروج الشریعت کے اور پانچویں میں حضرت مجدد الف ثانی کی باقی اولاد کے۔ تو میں نے پہلے حضرت قیوم ثالث سے عرض کیا۔ کہ میں آنجناب کے احوال مبارک کتاب کی صورت میں لکھنا چاہتا ہوں امیدوار ہوں کہ جسطرح حضرت قیوم اولؒ کو جناب الٰہی سے **مجدد الف ثانی** رضؓ اور حضرت قیوم ثانی کو عروۃ الوثقیٰؒ کا خطاب ہوا اسی طرح آنجناب کو بھی پروردگار سے کوئی خطاب عطا ہوا ہوگا۔ جسے میں اس کتاب میں لکھنا چاہتا ہوں۔ آنحضرت نے نہایت کسر نفسی اور دید قصور سے فرمایا۔ کہ میرا نام دھوڈالو میں نے عرض کیا۔ کیا میں اپنے ایمان کے دفتر کو دھو ڈالوں۔ اس کے دوسرے دن فجر کے حلقہ کے بعد مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ کل تم نے پوچھا تھا۔ کہ حقتعالےٰ نے آپ کو بھی خطاب عنایت فرمایا ہوگا۔ سو آج رات اللہ تعالےٰ نے اپنے کمال فضل وکرم سے مجھے حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ تہجد کی نماز کے بعد میں بیٹھا تھا کہ مجھے الہام ہوا "انت محبوب رب العالمین وحجۃ اللہ فی العالمین" اسی اثناء میں ایک منادی نے ندا کی کہ پروردگار نے خواجہ محمد نقشبند کو جہان میں اپنی حجت بنایا ہے۔ اور انہیں ان کے باپ دادا کی طرح اولیاءِ امت سے افضل بنایا ہے۔ مخلوقات! تم ان کی اطاعت کرو۔ فرشتو۔ جنوں۔ آدمیو! تم سب اُن کی فرمانبرداری کرو۔ تاکہ قیامت کے دن نجات پاؤ۔ بعد ازاں میں نے دیکھا کہ فرشتے اور تمام اولیائے امت کی روحیں میرے گرداگرد صفیں باندھیں دست بستہ کھڑی ہیں۔ اور کہتی ہیں۔ السلام علیکم یا حجت اللہ اور میرے سر منہ کو چومتے ہیں۔ یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

ذکر و بیان

سال ہفتم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ مناظرہ نمودن فرزندان حضرت عروۃ الوثقیٰ ؓ امام معصوم در قیومیت حضرت حجۃ اللہ رحؒ و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

پہلے لکھا گیا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو خلوت میں قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔ دوسرے بھائیوں کو اس معاملہ کی خبر نہ تھی۔ اسی واسطے آنجناب کے وصال کے بعد بھائیوں میں اختلاف ہوا۔ اور ہر ایک نے قطب الاقطابی کا دعوےٰ کیا۔ حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت نے قطب الاقطابی اور قیومیت دونو کا دعوے کیا۔ اور باقی چاروں حضرت محمد صبغتہ اللہ حضرت محمد اشرف۔ شیخ محمد سیف الدین اور حضرت شیخ محمد صدیق رضی اللہ عنہ نے فقط قطب الاقطابی کا دعوےٰ کیا۔ کیونکہ ان چاروں کا اعتقاد تھا۔ کہ اصالت محمدی یعنی طینت محمدی ضمیر پر قیومیت کا دارومدار ہے۔ جو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعد کسی کو نصیب نہیں۔ اس واسطے یہ چاروں کسی کی قیومیت کے قائل نہ تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت مروج الشریعت نے سنا کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو قیوم کہتے ہیں۔ تو اسی وقت اپنا بیاض مانگا اس میں جو قیومیت کی بابت لکھا تھا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لاکر پھاڑ ڈالا۔ اب دوسرے بھائی حضرت مروج الشریعت کی یہ حالت دیکھکر اپنی قطبیت کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ البتہ پوشیدہ طور پر اپنے مخصوص مریدوں کو کہتے تھے کہ ہم بھی قطب ہیں۔ کیونکہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضؓ کی زندگی میں حضرت مروج الشریعت تمام بھائیوں پر غالب تھے۔ اس واسطے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو آنجناب سے بدرجہ غایت محبت تھی جب حضرت مروج الشریعت رحؒ کا وصال ہو گیا۔ تو تمام بھائی مجلسوں اور محلوں میں علانیہ اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہنے لگے۔ اور ان میں باہم بڑا جھگڑا و فساد برپا ہوا۔ ایک دوسرے کے مرید آپس میں آئے دن مناظرہ کرتے۔ بلکہ ہاتھا پائی بھی کرتے۔ آخر جنگ کی نوبت پہنچی۔ جب حضرت حجۃ اللہ مدظلہ نے سنا کہ میرے بھائی میری قیومیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہتے ہیں۔ اور آئے دن ان کے مرید بھی آپس میں دنگہ فساد

کرتے ہیں۔ تو آنحضرت نے فرمایا کیا کروں حضرت عروۃ الوثقیٰ کا پاس خاطر ہے۔ آنجناب کے فرزند ہیں اور آنجناب سے ہی باطنی سلوک حاصل کیا ہے نہیں تو میں ان سے ایسا سلوک کرتا کہ یاد رکھتے۔ میرے (مصنف) والد ماجد مشائخ زمانہ مثلاً شیخ عبدالاحد وغیرہ کی زبانی فرماتے ہیں۔ کہ کشف میں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثالثؒ کے منکر ہونیکی وجہ سے انکے بھائیوں کے دلوں پر کدورت عظیم ظاہر ہوتی ہے لیکن حضرت عروۃ الوثقیٰ اس کدورت کو دور کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کے باطن کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنے دیتے۔ گویا آنحضرت کی روحانیت ان کے باطن کو تمام مکروہات سے بچائے ہوئے ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزندوں کی باہمی یہ نزاع صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے باہمی جھگڑے سے مشابہ ہے۔ جو کسی نفسانی خواہش پر مبنی نہ تھا۔ اس میں صرف اجتہادی غلطی تھی۔ اور اس میں کشفی خطا تھی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے تمام فرزندوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل یقین کرنا چاہیے۔ کیونکہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے ان چھتیوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ ایک روز حضرت شیخ سیف الدین جو اہل مناظرہ کے سردار تھے۔ اور بڑے شدومد سے اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہتے تھے۔ دوسرے بھائیوں سے مل کر حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مشورہ کیا کہ کل حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے طینت محمدی اور قیومیت کی بابت روبرو پوچھنا چاہئے۔ کہ آپ کسی دلیل سے اس منصب اعظم کا دعوے کرتے ہیں۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے محل میں مجلس قرار پائی۔ طرح طرح کے کھانے حلوے اور میوے مہیا و مرتب کئے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے یاروں نے بھی اس معاملہ سے باخبر ہو کر کہا۔ ؎

چو فردا شود آفتاب بلند　　نمایم بایشاں ہج ارجمند

انشاء اللہ کل جو دلیل آنحضرت کی قیومیت کے اثبات میں وہ چاہیں گے ہم از روئے عقل و نقل کہینگے۔ جب صبح ہوئی۔ ؎

روز دیگر کیں جہانِ پُر غرور　　یافت از سر چشمۂ خورشید نور

تو حضرت شیخ سیف الدین معہ تمام فرزندوں اور دیگر ارکان مشیخت مثلاً شیخ عبداللطیف اور حاجی فضل اللہ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے دستے تھے حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے محل میں آکر بیٹھے۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بلانے کیواسطے

آدمی نہ بھیجے۔ کہ تشریف فرما ہو کر ما حضر تناول فرمائیں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سنت نبوی کے مطابق دعوت قبول کر کے اپنے فرزندوں اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزندوں اور دوسرے مشائخ مثلاً احمدیہ شیخ عبدالاحد اور شیخ خلیل اللہ وغیرہ محل مذکور میں تشریف لائے۔ کہتے ہیں کہ سوائے مولوی فرخشاہ کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تینوں فرزند اس مناظرہ میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے رفیق تھے کیونکہ وہ سب آنحضرت کے مرید تھے۔ میرے (مصنف) جد امجد کو اکبر دریہ میں لکھتے ہیں کہ جب مجلس منعقد ہوئی۔ تو میں بھی اس مجلس میں حاضر تھا۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے تمام بیٹے پوتے اور بھتیجے اس مجلس میں موجود تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعد قیومیت کے اثبات کا ذکر کرنا ہی چاہتے تھے کہ ایک دوسرے کی دلیلیں سنیں کہ اتنے میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور موت کا ذکر ہوا یعنی آیا حضرت رسالت پناہ کا وجود مبارک قبر میں زندہ ہے یا مردہ۔ حضرت شیخ سیف الدین نے فرمایا۔ کہ قبر میں آنحضرت صلعم کا وجود مبارک زندہ ہے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بہت تکلف ہے کہ زندہ بدن قبر میں ہو۔ بلکہ بدن مردہ ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کی روح مبارک کو قوت حیات دے رکھی ہے۔ جو کام لوگوں کے جسم سے ہو سکتا ہے۔ وہ آنحضرت صلعم کی روح پاک سے ہو سکتا ہے۔ حضرت شیخ سیف الدین نے فرمایا۔ یہ کہنا کفر ہے۔ میں نے کہا آپ مسلمان ہیں جناب سے اپنے آپ کو وہ نسبت دے سکتا ہے۔ جو قطب الاقطاب۔ قیوم زمانہ اور خلیفہ پروردگار ہے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی بزرگی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ حقتعالےٰ نے میرے فرزند محمد نقشبند کو تمام اولیائے امت سے ممتاز فرمایا ہے۔ جب وہ میرے پاس آتا ہے تو میں اس کی تعظیم کرنی چاہتا ہوں۔ آپ نے بھی آنحضرت سے یہ بات کئی مرتبہ سنی ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوبات میں اپنے خاص کمالات حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حق میں لکھے ہیں۔ اور آنجناب کے مکاشفات کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس حقیر کی تصدیق کی ضرورت نہیں۔ لیکن پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں آنحضرت کے مکتوبات کو دیکھو:۔ **مصرعہ**

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

یہ سُنکر حضرت شیخ خاموش رہگئے - حاجی فضل اللہ جو اسوقت حضرت شیخ کے ساتھ تھا ہاتھ میں کتاب لیکر کہنے لگا - کہ اس کتاب میں دیکھو - کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی موت وحیات کا بیان کیا خوب لکھا ہے - ایک شخص نے پوچھا اس کتاب کا مصنف کون ہے - کہا میں ہوں - لوگوں نے کہا - تو پھر کتاب دیکھنے کی کیا ضرورت ہے - زبانی بیان کردو - آخر شیخ کے بعض رفیقوں نے تذکرہ شروع کیا - حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے یار شیر ژیاں کی طرح تذکرہ کے وقت جوش میں آئے - سخت مناظرہ ہوا - طرفین سے آوازیں بلند ہوئیں - پھر بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ ہی از روئے تذکرہ علمی عقلی اور نقلی دلائل سے غالب آئے - اور فریق ثانی کو عاجز اور پریشان کردیا مجلس میں عجب بے لطفی ہوئی حضرت شیخ اٹھ کھڑے ہوئے - اُٹھتے وقت شیخ صاحب کے فرزند شیخ محمد حسین نے جو حافظ تھا - یہ آیت پڑھی - ان جندنا لھم الغالبون " ہمارا لشکر واقعی غالب ہے " میرے (مصنف) جد امجد نے جو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے - فرمایا کہ ہمارا لشکر غالب ہے - کیونکہ امام برحق ہمارے ساتھ ہیں - اور حضرت مجدد والف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند اور تمام اکابر مشائخ احمدیہ ہمارے ساتھ ہیں اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قطبیت اور قیومیت کو قبول کیا ہے - بعد از اں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بھی اُٹھ کھڑے ہوئے - اور اس مجلس سے سخت ناراض تھے - اٹھتے وقت حضرت محمد صبغتہ اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا - کہ کھانا تیار ہے کچھ کھا کر تو جائیں - حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ جو سخت ناراض تھے فرمایا تم نے عجب قسم کی دعوت کی ہے - ہمیں لڑائی کے لئے بلایا ہے ہم ایسے کھانے سے باز آئے - یہ فرما کر آپ اپنے گھر تشریف لے آئے - اور اپنے بھائیوں کا بہت کچھ گلہ کیا حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کو یاد کر کے فرمایا میرے بھائی تو حضرت جیو صاحب مروج الشریعت رضی اللہ عنہ تھے - موجودہ بھائی تو صرف لڑنے جھگڑنے کے لئے رہ گئے ہیں - جس دن صبح کو یہ مناظرہ ہوا اسی دن عصر کے وقت حضرت حجۃ اللہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کو آئے - باقی بھائی بھی وہیں موجود تھے - آنحضرت نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ جو سلوک تم نے مجھ سے اب کیا ہے اگر حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی زندگی میں کرتے تو میں تمہیں

مرد میدان جانتا۔ مجھے حلیم سمجھ کر جو تمہارے دل میں آتا ہے کرتے ہو۔ اس مناظرہ کے چند روز بعد ایک دن حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ کہ اتنے میں حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ عنہ بھی آئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے سخت ناراض ہو کر شیخ صاحب کو فرمایا کہ جیسا سلوک تو نے مجھ سے کیا ہے اگر کوئی یہودی اور نصارے ہوتا تو کبھی مجھ سے ایسی بد سلوکی سے پیش نہ آتا۔ اتنے میں والدہ صاحبہ نے اپنا سر ننگا کر کے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے قدموں پر رکھ دیا۔ کہ برائے خدا سیف الدین کو بچا لو۔ کیونکہ وہ تمہاری غیرت کی تاب نہیں لا سکتا۔ حضرت شیخ نے بھی معافی مانگی۔ اور عرض کیا۔ کہ استغفر اللہ میں ہرگز آپ پر بد اعتقاد نہیں۔ بلکہ آپ کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کی بجائے جانتا ہوں۔ صرف میں نے سنا تھا کہ آپ اپنے آپ کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضؓ سے افضل کہتے ہیں۔ اس واسطے قدرے کشیدگی وقوع میں آئی۔ آنحضرتؓ نے فرمایا۔ کہ آپ سے کسی نے جھوٹ کہا ہے۔ میں نے ایسا کبھی نہیں کہا۔ اور نہ ہی میرا عقیدہ اس قسم کا ہے۔

میرے (مصنفؒ) جد امجد کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں اپنے چچا حضرت شیخ سیف الدین کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے بعد طینت و اصالت محمدی اور قیومیت کسی کو نصیب نہیں۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند جو اپنے آپ کو قیوم کہتے ہیں اور اپنے میں طینت محمدی کا ہونا بتلاتے ہیں۔ ہماری کشف اسے تسلیم نہیں کرتی۔ ہماری کشف میں بھی ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ لیکن ہم اس معاملے میں اپنی کشف پر بھروسہ نہیں کرتے۔ کیونکہ ایسا کرنے میں حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کی سراسر مخالفت ہے۔ میں نے کہا کہ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے بعد طینت محمدی اور قیومیت کسی کو نصیب نہیں۔ لیکن خود حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو قیومیت اور حضرت مروج الشریعتؒ کو طینت محمدی کی خوشخبری عنایت فرمائی ہے۔ اور حضرت مروج الشریعت نے اس خوشخبری کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ چنانچہ وہ دستخط میرے پاس موجود ہیں۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ ہم حضرت حجۃ اللہ کے کشف کو تسلیم نہیں کرتے۔ خود حضرت عروۃ الوثقیٰ نے آنجناب کے مکاشفات کے بارے میں فرمایا ہے۔ کہ آپ کے مکاشفات کو تصدیق کی ضرورت نہیں

لیکن پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں۔ کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسی ویسی باتیں کرتے ہو۔ پھر حضرت مروج الشریعت کے دستخط حضرت شیخ آدم کے ہاتھ منگا کر دکھائے پھر شیخ صاحب نے پوچھا کہ کیا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بھی قیومیت کی خوشخبری دی ہے میں نے کہا۔ ہاں۔ بعدازاں حضرت شیخ نے پوچھا کیا شیخین بکر مین طینت وقیومیت کے حقدار ہیں۔ ان شیخین سے مراد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور مروج الشریعت ہیں۔

حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے بھائی میری قیومیت کا انکار کریں گے۔ تو میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے عرض کرتا کہ یہ خوشخبری مجھے ان کے روبرو عطا فرمائے۔ تاکہ اُن کا اختلاف جاتا رہتا۔ ایک روز حضرت محمد صبغۃ اللہ رض نے لوگوں کو فرمایا کہ اگر میرے بھائی خواجہ محمد نقشبند اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہیں۔ تو ہم ماننے کو تیار ہیں لیکن قیومیت بڑا منصب ہے اُسے ہم تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ ایک شخص نے یہ بات حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ قطب الاقطاب کہنا بھی جھوٹ ہے۔ لیکن آخر میں حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ نے لوگوں کو فرمایا کہ جو کچھ بھائی صاحب محمد نقشبند اپنے امور باطنی کی نسبت فرماتے ہیں اسے تسلیم کرنا چاہئے۔ کیونکہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے آپ کو تمام اولیائے امت سے افضل فرمایا ہے۔

حضرت محمد صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک خاص مرید کا بیان ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ایک مرید سے میرا جھگڑا ہو پڑا۔ میں نے حضرت محمد صدیق رض کو قطب الاقطاب لکھا تھا اور وہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو جب میرے پیر کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ تو مجھے جھڑک کر فرمایا کہ قطب الاقطاب اور امام برحق حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جاؤ اس جھگڑے سے توبہ کرو۔ اور جو کچھ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسے قبول کرو۔

حضرت محمد صدیق رض کے فرزند شیخ عبدالباقی نے مجھ (مصنف رح) سے بیان کیا کہ ایک روز میں نے اپنے والد بزرگوار کے سامنے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو اپنا چچا کہکر پکارا تو میرے والد ماجد نے ناراض ہو کر میرے منہ پر دھپڑ مارا۔ اور فرمایا کہ تم انہیں چچا کہتے ہو میں تو انہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے جانتا ہوں۔ اور جو کچھ

وہ اپنے کمالات باطنی بیان کرتے ہیں میں تسلیم کرتا ہوں +

حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو قیوم زمان تسلیم کیا۔ حتیٰ کہ اپنے فرزندوں کو تربیت کے لئے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا +

حضرت محمد اشرف کے فرزند شیخ محمد شافی الحال نے مجھ (مؤلف) سے بیان کیا۔ کہ میرے والد ماجد نے ہم بھائیوں کو فرمایا کہ تم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاکر کمالات باطنی حاصل کرو۔ کیونکہ وہ قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں۔ ہم سارے بھائی اپنے والد ماجد کے حسب الارشاد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ پھر جو کچھ دیکھا سو دیکھا مقصد اعلےٰ کو حاصل کیا +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد کیا چھوٹے کیا بڑے سبھی نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ اور آنحضرت کے مرید بنے سرہند کے بڑے بڑے شیخ آنحضرت رضہ کی نعلین مبارک کو ہاتھ میں لیکر پیادہ پا آنحضرت کی سواری کے ساتھ ساتھ چلنے کو فخر سمجھتے تھے +

ذکر در بیان

سال ہشتم قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اذعان کردن حضرت شاہ جیو فرزند خورد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بر قیومیت حضرت حجۃ اللہ رضہ و بیان قضایائے دیگر

مقامات نقشبندیہ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سب سے چھوٹے فرزند حضرت شاہ جیو فرماتے تھے۔ کہ ایک روز میں صبح کے وقت حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے ساتھ مراقبہ میں بیٹھا تھا۔ کہ آنحضرت نے مجھ پر ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ خواجہ محمد نقشبند اس امت کے تمام اولیا سے افضل ہیں۔ اور کمالات قرب الٰہی میں میرے برابر ہیں۔ جاکر اُن کی قیومیت کو تسلیم کرو۔ اور ان سے اپنے حق میں دعا کراؤ۔ اور توجہ باطنی کے لئے التماس کرو۔ حضرت شاہ جیو نے یہ واقعہ دیکھا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حرف بحرف بیان کیا۔ اور فرمایا کہ میں آپ کو حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے جانتا ہوں۔ آپ کو طینت و اصالت محمدی حاصل ہے۔ قیوم وقت ہیں۔ میں امیدوار ہوں کہ آپ میرے حق میں دعا اور توجہ باطنی فرمائینگے حضرت شاہ جیو رضی اللہ عنہ صبح شام حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ اور فیض باطنی حاصل کرنے لگے۔ جو آداب حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے بجالایا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت حجۃ اللہؓ کی خدمت میں بجالانے لگے۔ اپنے فرزندوں کو لاکر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید کرائے اور عرض کیا کہ میرے فرزند آپ کے غلام ہیں۔ ان پر نظر عنایت فرمائیں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی ہیں انشاء اللہ حتی المقدور میں ان کو مرتبہ کمال پر پہنچاؤں گا۔ آخر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت شاہ جیو کے فرزندوں کو مکمل کرکے خلافت مطلق عنایت فرمائی۔ حضرت شاہ جیو کی تمام اولاد حضرت حجۃ اللہؓ کی مرید ہے۔ اور آنجناب کی محبت میں بے اختیار ہے۔ حضرت شاہ جیو لوگوں کو باواز بلند فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے جانتا ہوں۔ اور آنجناب سے فیض باطنی حاصل کرتا ہوں۔

اسی سال حضرت شیخ محمد ہادی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ جس رات یہ لڑکا پیدا ہوا۔ اس رات حضرت حجۃ اللہؓ کو الہام ہوا۔ کہ تمہارے بھتیجے کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس کا نام احمد رکھنا۔ کیونکہ یہ بہت عزیز الوجود ہیں آنجناب نے اس فرزند کا نام الہام کے مطابق حسن احمد رکھا اور ابو العباس کنیت اور بدر الدین لقب مقرر فرمایا۔ مولف کتاب اسی حسن احمد کا کمترین فرزند ہے۔

اسی سال شیخ عبد الاحد سعیدی نے ایک رسالہ حضرت حجۃ اللہؓ کی قیومیت کے اثبات میں تصنیف کرکے آنحضرت کی نظر فیض اثر میں گذارا۔ شیخ صاحب نے اس رسالے میں اثبات قیومیت کے لئے نہایت قومی دلائل و براہین بیان فرمائیں۔ جنہیں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے پسند فرمایا۔ اس رسالے میں پہلی دلیل یہ درج تھی۔ کہ جو لوگ حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے بعد کسی میں طینت محمدی کے ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے بہت سے آدمیوں کے سامنے حضرت مروج الشریعت کو طینت محمدی کی خوشخبری دی۔ جو حضرت مروج الشریعت نے اپنے دست مبارک سے لکھی ہے۔ جب ایک شخص کو یہ مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ تو مناسب اور ضروری ہے۔ کہ

حقتعالٰے کسی اور کو بھی اپنے فضل و کرم سے اس نعمت سے سرافراز فرمائے۔ خاصکر ایسے شخص کو تو ضرور حاصل ہونی چاہئے۔ جسے خود حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ اپنے سے افضل جانتے ہوں۔ اور زبان مبارک سے اسے قطب الاقطاب اور قیوم روزگار فرماتے ہوں۔ اور جس کی نسبت حضرت **قیوم ثانی** رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہو کہ ہمارے مکاشفات کی تصدیق کی ضرورت نہیں۔ لیکن پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں قیومیت کی خوشخبری طینت محمدی و اصالت پر موقوف ہے۔ سو وہ اس کی نعمت بھی خلوت میں آنجناب کو خوشخبری عطا ہوئی۔ پس ایسا بزرگ کیونکر جھوٹ کہہ سکتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالٰے نے اپنے فضل و کرم سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حجۃ **اللہ** رضی اللہ عنہ کو طینت و اصالت محمدی اور قیومیت عنایت فرمائی ÷

اسی سال اور آدمیوں نے بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے اثبات میں مختلف رسائل تصنیف فرمائے۔ ان میں سے ایک میرے مولف اجد امجد نے بھی تصنیف فرمایا۔ کہتے ہیں چالیس رسالے لوگوں نے حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کے اثبات میں لکھے۔ جو قیومیت کے ساتویں سال سے شروع ہو کر نویں سال میں ختم ہوئے اسی واسطے اس سال میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب قیومیت کے منکروں نے یہ رسایل دیکھے۔ تو تمام دم بخود رہ گئے انکار سے باز آئے اور آنجناب کی قیومیت کے معتقد ہوئے ÷

ذکر در بیان

سال نہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رض رفتن آنحضرت بسیر دامن کوہ تشریف آوردن حضرت خاتم الرسل و عنایت بے غایت نمودن برحضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ و بیان مقدمات سفر حج

اس سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ تفریح طبع کے لئے سیر کیواسطے دامن کوہ میں تشریف لے گئے آنجناب کے چچوں کے اکثر بیٹے مثلاً شیخ عبد الاحد اور شیخ خلیل وغیرہ اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزند آنحضرت کی سعادت انتساب رکاب کے ہمراہ تھے۔ میرے مصنف رح اجد امجد کو کب در یہ میں لکھتے ہیں

کہ ایک روز دامن کوہ کی سیر کرتے ہوئے صبح کی نماز کے بعد دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ آج حضرت انبیاء نے تشریف لاکر مجھ پر بدرجہ غایت مہربانی کر کے فرمایا کہ ہم تمہاری محبوبیت دیکھنے کے لئے آئے ہیں۔ کیونکہ حقتعالےٰ نے تمہیں محبوبیت ذاتی کمال انفعالی عنایت فرمائی ہے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ دامن کوہ کی سیر کی اثناء میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ان دنوں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز تشریف فرما ہوتے ہیں۔ حد سے زیادہ مہربانی کرتے ہیں سفر حجاز کی سخت تاکید فرماتے ہیں اور از روئے لطف وکرم فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند میں تمہارے لینے کے لئے آیا ہوں۔ تمہیں اس سفر میں برکت ونعمت بہت نصیب ہوگی۔ کہتے ہیں۔ متواتر تین مہینے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز تشریف فرما ہوکر سفر حجاز کی تاکید مزید فرماتے رہے۔ اور ان دنوں دوسرے انبیاء اور رسول بھی تشریف فرما ہوکر بہت بہت عنایت کرتے رہے چنانچہ ایک روز عصر کی نماز کے بعد فرمایا کہ آج حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بہت سے انبیاء اور رسولوں سمیت تشریف فرما ہوکر مجھ پر بہت بہت عنایات کیں۔ اور فرمایا کہ حکم الہی یوں ہے۔ کہ آپ جلدی عرب کا رخ کریں کیونکہ وہاں پر آپ کے لئے بہت سی نعمتیں تیار ہیں۔ ان دنوں تمام اولیائے امت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف فرما ہوتے۔ کیونکہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز ازراہ کرم وبندہ نوازی تشریف فرما ہوتے تھے۔ اسواسطے تمام انبیاء اور اولیاء بھی ازراہ لطف وکرم قدم رنجہ فرماتے تھے۔ ان دنوں حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ نے اپنے ایک مخلص کے نام حسب ذیل مضمون کا ایک رقعہ لکھا الحمد للہ والسلام علےٰ رسولہ۔ آج کل یہ فقیر سیر کے لئے دامن کوہ میں آنکلا ہے یہاں پر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہوکر حد سے زیادہ مہربانی فرمائی اور تاکید مزید فرمائی۔ کہ سفر حجاز اختیار کرو۔ بلکہ ازراہ بندہ نوازی ہر روز تشریف فرما ہوتے ہیں۔ لاانتہا عنایات کر کے اس سفر کی بہت بہت برکتیں بیان فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ محمد نقشبند ہم تمہارے لینے کے لئے آئے ہیں۔ اس سفر کی ایک برکت تو یہی تھی۔ کہ حضرت سید المرسلین نے حضرت قیوم ثالث کو اپنی خاص نسبت کا القا فرمایا جس کے سبب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ جو کمالات

محمدی کے مظہر اتم ہوئے جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب ہی ذکر کیا جائیگا القصہ بعض موانعات کی وجہ سے سفر حجاز میں توقف ہوا تو ہر روز آنحضرت صلعم سفر کے بارے میں تاکید مزید فرماتے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ آج جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر ازراہ لطف و کرم فرمایا۔ کہ محمد نقشبند تین مہینے سے مواتر ہر روز میں تمہارے لینے کے واسطے ہندوستان آتا ہوں۔ جلدی سفر حجاز کی تیاری کرو۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ دیکھکر بہت جلدی سرہند پہنچکر سفر حجاز کی تیاری کی اور حرمین الشریفین کی طرف متوجہ ہوئے÷

ذکر و بیان

سال وہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ بیان سفر دویم حج آنحضرت و تجدید بیعت کردن سلطان ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر بجناب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ

جب حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حجۃ اللہ کو سفر حجاز کی بہت تاکید کی تو آنجناب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق دامن کوہ کی سیر سے سرہند واپس آکر اسباب سفر کی تیاری میں مشغول ہوئے۔ کئی ہزار آدمی اس سفر میں آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوئے۔ اگرچہ سفر کے موانعات بہت تھے۔ مثلاً کمزوری بدن قلت زادراہ۔ لیکن آنحضرت نے ان باتوں کی ذرا پرواہ نہ کی۔ اور سفر حج کے لئے پورے طور پر کمربستہ ہو گئے۔ اور لوگوں کو برملا کہدیا کہ جو شخص حج کرنا چاہتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہولے۔ اور زادراہ کی قلت کا کچھ خیال نہ کرے۔ میں خود زادراہ دوں گا۔ اس واسطے بے شمار لوگ آنحضرت کے ہمراہ ہوئے۔ آنحضرت نے پہلے ارادہ کیا کہ خشکی کی راہ سفر کریں لیکن بادشاہ ہند نے خواہش کی کہ دکن کی راہ حج کو تشریف لے جائیں آنجناب نے اس کی خواہش کو قبول کر کے دکن کی راہ جانا اختیار فرمایا۔ آنجناب نے گھر کا تمام مال اسباب زیور فروخت کر کے ان فقراء اور مساکین کو بانٹ دیا۔ جو سفر حجاز کا ارادہ رکھتے تھے۔ کئی ہزار روپیہ آنحضرت کی والدہ ماجدہ نے دیا۔ جو شاہ جہان آباد تک پہنچنے

کے لئے کافی تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بہت سے پوتے مثلاً شیخ
عبدالاحد اور شیخ خلیل اللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ
محمد پارسا بھی اس سفر میں آنحضرت کے ہمراہ ہوئے۔ کہتے ہیں کل سات ہزار آدمی تھے۔
جن میں سے چار سو بڑے بڑے علما اور مشائخ تھے ان میں سے دو سو حضرت امام معصوم
رضی اللہ عنہ کے خلفاء تھے۔ جو سرہند سے سفر حج کے ارادہ سے حضرت قیوم ثالث
رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روانہ ہوئے جب سلطان ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر نے آنجناب
کی تشریف آواری کی خبر سنی۔ تو چونکہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرمان کے
مطابق پہلے ہی سے اسے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دیدار فائض الانوار کا اشتیاق بدرجہ غایت تھا جیسا
کہ اس سے پہلے قیومیت کے چوتھے سال میں درج ہو چکا ہے۔ اس واسطے سنتے
ہی اپنے بڑے بڑے امراء کو پہلے ہی آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیجدیا
اور خود بھی بارہ میل تک آنحضرت کا استقبال کیا۔ نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لاکر
خاص قلعہ میں اتارا۔ بادشاہ نے پہلی ہی ملاقات میں تجدید بیعت کی۔ اور صبح شام آنحضرت
کے حلقہ میں شامل ہونے لگا۔ اکثر امیر اپنے تمام لشکر سمیت آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے مرید ہوئے۔ آنجناب کے حلقہ میں صبح شام کئی ہزار آدمیوں کا مجمع ہوتا تھا۔ کہتے
ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس قدر صوفی۔ سالک اور فقرا حاضر
ہوتے کہ شاہی قلعہ میں رحالانکہ وہ اس قدر وسیع ہے گنجایش نہ رہتی۔ سلطنت کے کارکن
بوجہ کثرت مردم کاروبار نہ ہو سکنے سے تنگ آ گئے۔ بادشاہ نے ان کے لئے الگ خیمے
نصب کرائے جہاں پر وہ عدالت کی کارروائی کرتے تھے۔ قلعہ کے اکثر محل اور کمرے
آنحضرت کے خلفا اور مریدوں سے پُر تھے۔ چالیس ستونوں والے محل میں بادشاہی
عام دربار ہوتا تھا اس کے سامنے ایک وسیع میدان تھا۔ یہاں پر آنحضرت صبح کے
وقت حلقہ کرتے۔ اور قریبًا دوپہر تک وہاں بیٹھے رہتے۔ تمام غربا اور مساکین آنحضرت
کی خدمت میں آتے۔ بادشاہ اپنے امیروں سمیت عام آدمیوں کی طرح انہیں میں بیٹھا رہتا
حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حضور میں اعلےٰ ادنےٰ اور امیر و غریب بادشاہ
فقیر سب یکساں تھے۔ آپ کسی بادشاہ کی تعظیم بجا نہ لاتے۔ ظہر کی نماز قلعہ کے اندر کی
سنہری مسجد میں ادا کر کے حیات بخش باغ میں تشریف لے جاتے۔ یہ باغ دیوان خاص کے

محاذی کا بنا ہوا ہے۔ شام کا حلقہ وہیں کرتے اور آدھی رات تک اسی باغ میں بیٹھے رہتے۔ لیکن نمازیں شہری مسجد میں ادا کرتے۔ کیونکہ وہ مسجد باغ کے پاس ہی ہے۔ ان دنوں شاہی قلعہ گویا ایک خانقاہ تھی۔ اکثر غربا مساکین اور فقرا بلا تکلف خاص سلطانی محلوں میں جہاں بڑے بڑے امیروں کو جانا نصیب نہیں ہوتا تھا جاتے تھے۔ اور بادشاہ بھی انہیں کے ساتھ برابر درجے پر بیٹھتا۔ بادشاہ اور ایک عاجز مفلس کی جائے نشست میں کوئی تمیز نہ تھی۔ ایک روز بادشاہ نے حضرت ابوالعلی سے جنہوں نے برقعہ اوڑھا ہوا تھا خواہش ظاہر کی کہ مجھ سے ہمکلام ہوں۔ لیکن آپ نے ذرا توجہ نہ فرمائی۔ آخر جب اس کی خواہش انتہا کو پہنچ چکی۔ اور حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا۔ کہ کوئی بات کرو۔ تو صرف سورۂ فاتحہ پڑھی جو بادشاہ نے سنی۔ چند روز شاہجہان آباد میں رہکر عرب جانا چاہا۔ لیکن بادشاہ حیلہ اور عذر پیش کرتا۔ آجکل کرتا رہتا حتیٰ کہ قریبًا ایک سال گذر گیا۔ آخر آنحضرت اس کے حیلے اور عذر کو رد کر کے حرمین الشریفین کی طرف روانہ ہوئے۔

ذکر و بیان

سال یازدہم از قیومیت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ رفتن آنحضرت از شاہجہان آباد بسمت عرب و واقعاتیکہ در اثنائے راہ رونمودہ

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے شاہجہان آباد سے عرب جانے کا ارادہ کیا۔ تو کئی ہزار شاہی آدمیوں نے تارک الدنیا ہو کر سفر حج کا پختہ ارادہ کر لیا۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ شاہجہان آباد میں حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بطور نذر و نیاز اس قدر زر و جواہر اور نقد و جنس اکٹھا ہوا کہ جس کا اٹھانا مشکل تھا۔ بادشاہ نے ایک ہزار سوار آنجناب کے ہمراہ کئے۔ اور راستے میں جتنے حاکم اور افسر پڑتے تھے سب کے نام احکام لکھے کہ تم سب آنحضرت کے استقبال کے واسطے آؤ۔ اور نہایت عمدہ طور پر لوازمات مہمانداری بجا لا کر اپنی حدود سے دوسری حد میں چھوڑ آؤ۔ اثنائے راہ میں جس گاؤں قصبہ اور شہر سے آنحضرت کا گذر ہوتا۔ وہاں کے حاکم اپنی حد تک استقبال کے لئے حاضر خدمت ہوتے

اور مہمانداری کی شرطیں بطریق احسن بجالاکر دوسری حد تک وداع کرآتے۔ ان میں سے اکثر اپنے جاہ وحشم کو چھوڑ آنجناب کے ساتھ ہولیتے۔ اسی طرح دوسری حدود کے لوگ سلوک کرتے۔ کہتے ہیں سرہند سے لیکر سمندر کے کنارے پہنچنے تک ستائیس ہزار ۲۷۰۰۰ آدمی حج کے ارادہ سے آنحضرت کے ہمراہ ہو گئے۔ غیاث خاں والئے بندر سورت آنحضرت کا مرید ہوا۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ غیاث خاں آنحضرت کی خدمت میں نیاز کے طور پر بے شمار نقد وجنس اور جواہرات لایا چنانچہ جنس اور جواہرات کو چھوڑ کر ایک لاکھ اشرفی اور تین لاکھ روپیہ نقد پیش کیا بعد ازاں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ جہاز پر سوار ہوئے۔ بادشاہ نے سات جہاز آنجناب کی نذر کئے تھے۔ چار جہاز خود آنحضرت نے کرایہ پر لئے ہندوستان کے دوسو ۲۰۰ رئیس اور امیر جن کے پاس اپنے سینکڑوں آدمی تھے آنحضرت کے ساتھ تھے۔ دو ہزار علما و مشائخ تھے ان دو ہزار میں سے تین سو آدمی اس قسم کے تھے کہ جنکے ہزارہا مرید صاحب باطن اور شاگرد تھے۔ کہتے ہیں اس سفر میں بہت سے رافضی دنیاوی مال کی خاطر اپنے مذہب کو چھپا کر آنحضرت کے مرید ہوئے اور سفر حج میں آپ کے ہمراہ ہوئے لیکن آنحضرت نے ان کے رفض کو نور قیومیت سے معلوم کر کے فرمایا۔ کہ اس سفر میں ہمارے ساتھ بعض خلاف مذہب آدمی بھی ہیں۔ دیکھئے ان کی وجہ سے کیا بلا پیش آتی ہے۔ واقعی مصیبت پیش آئی۔ چنانچہ جب جہاز بندر سورت سے عرب کی طرف روانہ ہوئے۔ تو چند روز بعد باد مخالف چلی جس نے رافضیوں کو مسقط میں جو جائے خوارج ہے پھینکدیا اور اس سے اہل سنت و جماعت کو بھی تکلیف ہوئی۔

ذکر و بیان

تباہی شدن جہاز ہائے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ وقضایا
کہ در جہاز رونمودہ و رسیدن بمسقط خوارج و بیان منازعات و مناظرات
کہ آنجناب را با خوارج روئے دادہ اندوحادثاتیکہ در آنجا بوقوع آمدہ اند

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے جہاز بندر سورت سے روانہ

ہوئے۔ تو جو رافضی اپنے مذہب کو چھپا کر آنجناب کے ہمراہ ہوئے تھے۔ انکے
سبب ہر روز رافضیوں اور اہل سنت وجماعت میں تکرار رہتی۔ اہل سنت انہیں
رافضی کہکر گالی دیتے اور وہ اس بات سے انکار کرتے۔ حتیٰ کہ ایک روز سحر کیوقت
ایک رافضی نے اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی جو ایک اہل سنت
وجماعت نے سنکر اسے لعنت ملامت کی اور آنحضرت کی خدمت میں اسے لے آیا۔
اس رافضی نے آکر اپنے ایمان کی قسم غلیظ کھائی کہ میں نے یہ بات نہیں کہی۔ ابھی یہی
باتیں کر رہے تھے۔ کہ باد مخالف چلی اور سمندر میں طوفان عظیم برپا ہوا۔ لوگ رونے
چلانے لگے اور ان رافضیوں کو ملامت کرتے تھے کہ تمہاری شامت اعمال سے
یہ آفت ہم پر نازل ہوئی ہے۔ آنحضرت رضؓ کی خدمت میں آکر عاجزی کی اور اس بلا کے
دفعیہ کے لئے التماس کی۔ آنجناب نے ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا مانگی اور لوگوں کو فرمایا
کہ اللہ تعالےٰ تمہیں اس تکلیف سے تو بچالیگا لیکن کچھ مدت اور ایک قسم کی سختی
میں مبتلا رہو گے۔ لوگوں کو اس خوشخبری سے قدرے تسلی ہوئی۔ طوفان بھی ایک گھڑی
بعد تھم گیا۔ ملاح وغیرہ طوفان کی کثرت کے باعث حواس باختہ ہو رہے تھے عرب
کی راہ غلط کر دی۔ جہاز دل کو ہوا اور طرف نکال لے گئی۔ جو عرب کی راہ سے بہت
دور تھی۔ حتیٰ کہ دو مہینے تک جہاز ہوا کے رخ چلتا رہا لیکن اس عرصے میں کسی جزیرہ
یا آبادی کا نشان تک نہ تھا۔ لوگ بہت گھبرائے۔ کہ دیکھئے جہاز کہاں جاتے ہیں
اس بات کا انہیں بہت ڈر تھا۔ کہ خدا نخواستہ اگر جہاز تاریکی میں جا نکلا۔ تو سب کے
سب ہلاک ہو جائیں گے۔ جہاز کی تکلیف سے بہت سے آدمی بیمار ہو گئے۔ چنانچہ
حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند حضرت ابو العلیٰ بھی مریض ہو گئے
اور مرض کی شدت اس درجہ ہوئی کہ زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ لوگ آپ کی
موت کے منتظر تھے۔ ایک رات جب مرض کا حد سے زیادہ غلبہ ہوا۔ اور اسہال
وپیچش اور قے کا زور ہوا۔ تو آدھی رات کے قریب غشی طاری ہوئی۔ حضرت حجۃ اللہ
رضی اللہ عنہ فرزند عزیز کو گود میں لئے بیٹھے تھے اور بو علی جو اطبائے روزگار کا
سردار تھا آنحضرتؓ کے ہمراہ تھا اسے بلا کر آنجناب نے فرمایا کہ جو علاج تمہیں معلوم
ہے کرو۔ کیونکہ تمام دوائیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ اگر کوئی اور دوا درکار ہو تو

ملاحوں سے لے لو۔ بوعلی نے عرض کیا کہ اس مرض کا کوئی علاج نہیں یہ عنقریب فوت ہو جائیگا۔ آنجناب نے اسے فرمایا۔ کہ جا چلا جا ہم حکیم علی الاطلاق (اللہ تعالیٰ) سے اپنی احتیاج عرض کریں گے۔ آنحضرت نے اپنے فرزند بزرگ کے لئے توجہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے شفائے کلی عنایت فرمائی۔ مرض کا نام ونشان تک نہ رہا۔ جب بوعلی نے صبح آکر آپ کو دیکھا کہ شفائے کلی حاصل ہے۔ تو لوگوں نے بوعلی سے پوچھا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ یہ مرض لاعلاج ہے۔ یہ کیونکر تندرست ہو گئے کہا یہ شفا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ سے ہوئی ہے ورنہ میں تو اس فکر میں تھا۔ کہ چندروز ہوئے مقیم خاں کی ماں اسی مرض سے جہاز میں فوت ہو گئی جسے کفن بھی نصیب نہیں ہوا۔ بوریئے میں لپیٹ کر سمندر میں پھینکدی گئی انہیں بھی سمندر میں پھینک دیں گے۔ القصہ چندروز بعد جہاز یمن کے علاقے کے قریب آگئے۔ حضرت حجۃ اللہؓ نے فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم غالباً عراق کی طرف جائیں گے۔ کیونکہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اکثر تشریف فرما ہو کر اس بات کی خواہش کرتے ہیں۔ کہ ہمارے فاتحہ کے لئے آئیں۔ انشاء اللہ حج سے فارغ ہو کر اس طرف سے گذریں گے۔ ابھی ایسی گفتگو میں تھے کہ باد مخالف چلی اور طوفان عظیم برپا ہوا۔ لوگوں نے آہ وزاری اور چیخنا چلانا شروع کیا اور آنحضرت کی خدمت میں آکر عجز وزاری کی۔ آنجناب نے اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ فرمائی دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تمہیں اس بلا سے نجات بخشیگا۔ ابھی ایک لحہ نہ گذرنے پایا تھا۔ کہ طوفان تھم گیا۔ لیکن ہوا نے جہاز کو اور طرف ڈالدیا جو راہ حجاز سے بہت دور تھا۔ چندروز بعد دو بہت ہی اونچے ستون دو کوس کے فاصلہ پر نظر آئے۔ لوگوں نے خیال کیا شاید کوئی جزیرہ ہے۔ آخر جب قریب پہنچے۔ تو دیکھا۔ کہ ستون پانی میں کھڑے ہیں۔ بلکہ جہاز کا راستہ بھی ان دو ستونوں کے بیچ میں سے ہو کر ہے۔ اور سارے جہاز ان ستونوں کے درمیان سے گذر گئے جب رافضیوں کا جہاز گذرنے لگا۔ تو وہ دونو ستون اس جہاز پر گرے اور اسی جہاز سمیت غرق ہو گئے۔ آخر معلوم ہوا۔ کہ وہ دونو ستون جو جہاز پر گرے کسی سمندری جانوروں کے کانٹے تھے۔ چندروز بعد جہاز مسقط کے قریب پہنچے۔ لوگوں کی یہ رائے ہوئی۔ کہ کچھ دن مسقط میں ٹھیرنا چاہیئے۔ آخر بندر مذکور پر اترے۔ چونکہ مسقط عراق

وبغداد کے گرد و نواح میں ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے بھائی غوث الاعظم مجھے
اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ بعدازاں بغداد کا رخ کرکے فاتحہ پڑھا۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے
کہ اس طوفان میں اہل جہاز پر حد سے زیادہ سختی گذری۔ مسقط میں اتر کر اور بھی مصیبت
پیش آئی۔ بہت سے بیمار ہوئے۔ تین سو سے زیادہ تو جہاز سے اترتے ہی مر گئے
بعدازاں وبائے عظیم پھوٹ پڑی۔ ہر روز آنحضرت کے بہت رفیق مرتے تھے
تاریخ مناقب نقشبندی جو حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے فرزند کلاں
اور حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار حضرت ابو العلی کی تصنیف ہے
اور جس میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی ولادت سے لیکر پچیسویں سال قیومیت
تک کے حالات مندرج ہیں خاصکر اس سفر حج کے حالات تو نہایت مفصل لکھے
ہیں۔ اور ان مصیبتوں اور بلاؤں کا تفصیلاً بیان کیا ہے۔ اس کتاب میں اس سفر
کے مفصل حالات کی گنجایش نہیں۔ اس تاریخ نقشبندی میں لکھا ہے۔ کہ حضرت
حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ جب سے جہاز میں سوار ہوئے تھے فرماتے تھے۔ کہ
جہاز سے اتر کر اہل جہاز پر سخت مصیبت نازل ہوگی۔ خاصکر ان دو چھوٹے
بچوں کو تو مرض موت لاحق ہوگا۔ یہ بالضرور دنیا سے کوچ کر جائیں گے۔ ان کی
والدہ پر بھی مصیبت کا نازل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ لوگوں پر سختی
اور مصیبت نازل ہوئی۔ چنانچہ موت۔ اور بیماری لوگوں میں عام ہوگئی۔ آنحضرت کے
اہل بیت کو سخت بیماری کا سامنا کرنا پڑا۔ ان مصیبتوں کے علاوہ بڑی سختی یہ تھی کہ
مسقط کے خارجی حد سے زیادہ تکلیف دیتے تھے۔ خرید و فروخت میں چیزیں بیچتے
مہنگی اور لیتے سستی حتےٰ کہ دس گنی قیمت لیتے اور دسواں حصہ قیمت دیتے تھے۔
بیمار لوگ جب ان سے دوا لینے جاتے۔ تو مخالف مرض دوا دیتے جس سے الٹی
تکلیف ہوتی۔ اسوجہ سے بھی بہت لوگ ہلاک ہوئے۔ بعض جو کسی ضروری کام کیلئے
کہیں جاتے۔ تو خارجی انہیں مار پیٹ کرتے۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے۔
اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت۔ اور حضرت علی۔ حضرت فاطمہ
اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو کھلم کھلا گالی بکتے۔ اور حد سے زیادہ لعن طعن کرتے
تھے۔ اس معاملے پر ہر روز اہل سنت وجماعت وخوارج میں جنگ ہوتی۔ اہل سنت و

جماعت بہت سے خارجیوں کو قتل کرتے۔ اور کچھ اہل سنت وجماعت کے بھی شہید ہوجاتے۔ ایک روز آنجناب کا خاص مرید شہید ہوا۔ تو طرح طرح کے کھانے پکا کر اس کی روح کو بخشنے لگے۔ ان خارجیوں کی عادت و رسم ہے کہ ایک مقررہ دن جنگل میں حضرت امام حسینؑ کا بُت تیار کرکے منبر پر کھڑا کرتے ہیں اور اس پر پتھر برساتے ہیں اور آنجناب پر لعن وطعن کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے ایسے بُرے عقاید سے اللہ تعالیٰ کی پناہ ۰

؎ ترسم این قوم کہ بادرویشاں مے خندند — برسر کار خرابات کنند ایمان را

جن دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مسقط میں تھے۔ تو خارجیوں کا وہ مقررہ تیوہار بھی آگیا خارجیوں نے حسب رسم و عادت وہ کام شروع کیا۔ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ نے بہ سبب حمیت اسلامی جہاد کا ارادہ کیا۔ اگرچہ اہل سنت وجماعت مقدار میں تھوڑے تھے۔ اور خارجی زیادہ کیونکہ وہ ان کا ملک تھا۔ اور آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اکثر ہمراہی بیمار تھے اور بہت سے مر چکے تھے۔ لیکن آنجناب نے ان باتوں کی ذرا پرواہ نہ کرکے باقی ماندہ کو ساتھ لے اس آیۂ کریمہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت علیٰ فئۃ کثیرۃ باذن اللہ بسا اوقات تھوڑا لشکر بہت سے لشکر پر بحکم الٰہی غالب آتا ہے، پر عمل کرکے سوار ہوکر خارجیوں پر چڑھ آئے۔ یہ ملعون بھی تیر تلوار لیکر مستعد ہوئے۔ بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ہزارہا خارجی کھیت رہے۔ اور بہت سے اہل اسلام بھی شہید ہوئے لیکن اخیر میں غلبہ اہل سنت وجماعت کا ہوا۔ اور خارجی نوک دم بھاگ اُٹھے اہل سنت وجماعت نے تیس کوس تک ان کا تعاقب کیا۔ خارجیوں نے اس فاصلے تک دم نہ لیا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ فاتح ومنصور ہوکر لوٹے۔ اور اللہ تعالےٰ کا شکر بجالائے۔ پھر خارجیوں نے جمع ہوکر جنگ کرنی چاہی۔ لیکن ایسے ذلیل ہوچکے تھے۔ اور ان کے دلوں پر خوف چھاگیا تھا۔ کہ بغیر مقابلہ کئے بھاگ اُٹھے۔ اور چپ چاپ اپنے گھروں میں جا گھسے۔ لیکن اہل سنت وجماعت کے لشکر کی رسد رسانی انہوں نے بالکل بند کردی۔ فوج اسلام میں قحط پڑگیا۔ حتےٰ کہ بڑے بڑے آدمیوں کو جَو کی روٹی بھی نصیب نہ ہوتی۔ گھوڑے۔ گائیں۔ اونٹ وغیرہ مویشی جو ساتھ تھے ذبح کرکے اُن کا گوشت توت لایموت کے موافق کھاتے۔ بسا اوقات یہ بھی نہ ملتا مرنفض

اور زخمیوں کے لئے دوائی بھی میسّر نہ ہوتی۔ وہ بدکار رات کے وقت آکر چوری کرتے۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی۔ اور اہل اسلام کا ناک میں دم آگیا۔ تو ان رافضیوں کو جو ہمراہ تھے بہت سرزنش کرنے لگے کہ تمہاری شامت اعمال کے سبب ہم اس بلامیں گرفتار ہوئے۔ حق تعالےٰ نے ان کے دلوں کے قفل کھولے۔ وہ کہنے لگے۔ کہ واقعی ہمارا مذہب بُرا ہے ہمیں اب معلوم ہوا ہے کہ ہمارا مذہب باطل ہے۔ اور اہل سنت وجماعت کا مذہب برحق ہے۔ ہم اس مذہب سے توبہ کرتے ہیں۔ پھر آنحضرت کی خدمت میں آکر دل وجان سے توبہ کی۔ آنحضرتؓ نے اُنکے بارے میں فرمایا کہ اب تم صالح ہوگئے ہو۔ پھر وہ سب کے سب آنحضرتؓ کے مرید ہوگئے۔ جب مسلمانوں پر سختی حد سے بڑھ گئی۔ تو سب آنجنابؒ کی خدمت میں فریاد لیکر آئے۔ کہ برائے خدا توجہ بلیغ فرمائیں کہ مسلمانوں کو اس بلائے عظیم سے نجات ہو۔ یا سب کے سب ہلاک ہوجائیں۔ کیونکہ ہم زندگی سے عاجز آگئے ہیں۔ آنجناب کو ان کے حال پر اسقدر رحم آیا کہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ تازہ وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کرکے اس بلا کے دفیعہ کے لئے متوجہ ہوئے اور مراقبہ طویلہ کے بعد سر اٹھاکر فرمایا۔ کہ یہ بلا تر لقمہ مانگتی ہے۔ سو ہم تمہارے عوض اپنے فرزند کو اس بلا کے منہ میں ڈالتے ہیں۔ تاکہ مسلمان اس بلا سے بچ جائیں۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ آنحضرتؓ کے فرزند خواجہ عبد الرحمن جن کی عمر سات سال کی تھی۔ مریض ہوگئے۔ اور دوسرے روز اس دار فانی سے کوچ کرگئے لیکن وبا لوگوں میں سے پھر بھی نہ گئی۔ پھر خلق خدا آنحضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر دادخواہ ہوئی۔ تو پھر آنحضرت نے اپنے دوسرے فرزند کو خلقت پر فدا کیا۔ چنانچہ آنحضرت کے دوسرے فرزند خواجہ عبد الرحیم جن کی عمر اس وقت پانچ سال کی تھی اسی روز فوت ہوگئے۔ آنجناب دونو فرزندوں کو وہیں دفن کرکے شکر خدا بجالائے۔ کہتے ہیں۔ کہ تین دن کے عرصے میں دونو مخدوم زادے فوت ہوگئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو ان دونو فرزندوں سے بڑی محبت تھی۔ اگرچہ آنحضرتؓ سختی میں مبتلا تھے۔ دونو فرزند بھی گذر گئے۔ اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلیں لیکن بے قرار نہ ہوئے بلکہ مستقل مزاج رہکر شکر الٰہی بجالاتے رہے۔ اور اپنے ہمراہیوں کو بھی شکر الٰہی کی تاکید کرتے تھے۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ یہ بلا ہماری

شامت اعمال کا نتیجہ ہے۔ در اصل یہ حق تعالےٰ کا عین فضل و کرم ہے۔ ہم اس مصیبت کو اپنے درجات کی ترقی کا باعث جانتے ہیں۔ مخدوم زادوں کی وفات کے بعد بھی وبا میں تخفیف نہ ہوئی۔ تو پھر سارے مسلمان آہ و زاری کرتے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی عالم پناہ بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور اس قسم کی بیقراری ظاہر کی۔ کہ زمین و آسمان اور مرغ و ماہی سب ان کی حالت دیکھکر رونے لگے۔ حضرت قیوم ثالث رض نے خلق اللہ کی یہ حالت دیکھکر بارگاہ الٰہی میں بڑی عاجزی سے عرض کیا۔ کہ اے پروردگار! اگر تیرا ارادہ ان بندوں کو مارنے ہی کا ہے۔ تو میں اپنے آپ کو اُن پر فدا کرتا ہوں۔ مجھے ان کے بدلے لے۔ اور انہیں اس بلا سے خلاصی عنایت کر۔ یہ دعا ختم ہوتے ہی آنحضرت رض اما م اتام مریض ہو گئے۔ اور مرض کا دم بدم غلبہ ہوتا گیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کی والدہ ماجدہ بھی بیمار ہو گئیں۔ وہ تو حد درجہ لاچار ہو گئیں۔ جب لوگوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو بیمار دیکھا تو جان گئے۔ کہ آنحضرت نے خود دعا کر کے یہ بیماری لی ہے۔ تاکہ اپنے آپ کو لوگوں پر فدا کریں۔ بہت گھبرائے اور ننگے سر آنحضرت رض کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اور نہایت عاجزی سے عرض کیا۔ کہ ہم اپنی ہلاکت پر راضی ہیں۔ لیکن آنجناب ہمارے سر پر سلامت رہیں+

ے در ظل آفتاب تو آسودہ اند خلق　　　یارب مباد تا بقیامت زوالِ تو

خواہ ہم پر ہزارہا مصائب ہیں لیکن جب آنجناب کی زیارت کرتے ہیں۔ تو سارے رنج و غم فرحت و مسرت سے بدل جاتے ہیں۔ یہ رنج و غم اور محنت و مشقت ہمیں دل و جان سے منظور ہے۔ بشرطیکہ حضرت حجۃ اللہ رض کی قیومیت کا سایہ ہمارے سر پر رہے۔ اگر واقعی حق تعالےٰ کا ارادہ ہمیں ہلاک ہی کر دینے کا ہے۔ تو ہم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے روبرو فوت ہونے کو اپنی سعادت ابدی جانتے ہیں۔ آنجناب ہمارے خاتمہ بالخیر کے لئے دعا کریں اور اپنی توجہ مبارک سے ہمیں قیامت کی سختی سے نجات بخشیں۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلی اور حضرت قیوم رابع رض کی والدہ نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ دعا کی کہ پروردگار! ہم اپنے آپ کو خلق خدا پر قربان کرتے ہیں۔ اپنے ان بندوں کو اس آفت سے نجات دے۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو شفا بخش۔ ہمیں ان کے بدلے لے۔ الہام ہوا۔ کہ تمہیں کیونکر

دنیا سے اٹھالوں۔ جبکہ تم سے ایک لڑکا ہونا ہے جو کمالات محمدی کا متمم اور منصب قیومیت کا خاتم ہوگا۔ آنحضرت کے ہر ایک مرید اور تمام خلقت نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ ہم اپنے آپ کو خلق خدا پر قربان کرتے ہیں۔ لیکن کسی کی دعا قبول نہ ہوئی۔ اور آنجناب کا مرض دمبدم زیادہ ہوتا گیا۔ لوگ یہ حالت دیکھ کر گھبرائے۔ اور چیخے چلائے۔ روئے دھوئے۔ اور ان کی آہ و فریاد سے زمین و زماں کانپ اٹھے۔ چرند پرند ان لوگوں کی حالت پر روئے۔ کروبی فرشتے ان کی بیقراری سے اپنی تسبیح بھول گئے سب نے بارگاہ الٰہی میں اس مخلص گروہ کے حق میں دعا کی۔ اتنے میں رحمت حق آپہنچی۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا کہ ہم نے ان لوگوں کو اس بلا سے رہائی دی اور تمہیں شفا۔ آنجناب نے یہ خوشخبری لوگوں کو سنائی۔ تو شام غم صبح شادی سے بدل گئی۔ اور مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے۔ سب نے کہا۔ یہ خوشی ہماری خلاصی کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرتؑ کی سلامتی کے لئے ہے۔ اس قدر خوشی ہم اس واسطے کرتے ہیں۔ کہ پروردگار نے اپنا بہت بڑا فضل کیا ہے۔ انشاء اللہ مسلمانوں کا اس بلا سے نجات پانا عنقریب بیان کریں گے۔

ذکر دربیان

سال دوازدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رسیدن رحمت الٰہی وبیان انعامات او سبحانہ بر آنحضرت و بشارت یافتن از جناب پروردگار کہ ہفت ہزار آدم کہ بر آنہا دوزخ واجب شدہ باشد سوائے مریدان تو بہ شفاعت تو در جنت داخل خواہند شد و خلاص شدن مسلمانان ازاں بلیہ و توبہ کردن و مرید شدن خوارج مسقط بمع بادشاہ خود بجناب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ و مراجعت آنجناب از مسقط بہ حجاز

جب حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کو لوگوں کی خلاصی اور اپنی شفا کا الہام ہوا۔ تو شکر الٰہی بجالائے۔ اور لوگوں کو یہ خوشخبری دی۔ تو وہ بھی اللہ تعالٰے کا شکر بجالائے۔ اور اس خوشخبری پر ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے خاصکر آنحضرت کی شفا کی خبر سے ان کا وہ سب رنج و غم آرام اور خوشی سے بدل گیا۔ جو لوگ

مریض تھے۔خوشی سے ان کا مرض بھی جاتا رہا۔ علےٰ ہذا القیاس ہر قسم کا دکھ اور تکلیف اسی خوشی میں بھول گئے ✣

انہیں دنوں فجر کی نماز کے بعد حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج نزول کیفیت باخیر و برکت ظہور میں آیا۔اس خاکسار بیمقدار پر بدرجہ غایت مہربانی کر کے آہ و زاری کہ خدا تمہارے گھر آیا ہے۔اور اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرتا ہے۔تم محبوب پروردگار ہو۔تمہیں حق تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ اور قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل کیا ہے۔اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص محبوبیت تمہیں عنایت فرمائی ہے۔اسی اثنا میں میرے گرد تمام انبیاء اولیاء اصفیا ساتوں آسمانوں کے فرشتے اور تمام مخلوقات الٰہی صف بستہ ہے۔اور بڑے اشتیاق سے میری طرف دیکھ رہے ہیں۔الہام ہوا کہ یہ تمہاری محبوبیت کا نظارہ دیکھنے آئے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی اسقدر مہربانی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔کہ اس واقعہ کے دوسرے روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔کہ آج پروردگار کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ تمہارے مریدوں کے علاوہ سات ہزار آدمی جن پر دوزخ واجب ہوگا۔تمہاری سفارش سے بہشت میں داخل ہوں گے۔پھر دوگانہ شکر ادا کیا جب کھانے کا وقت ہوا۔تو فرمایا کہ آج ہم یہ کھانا نہیں کھائیں گے۔لوگوں نے عرض کیا۔کہ اور کھانا پکائیں۔فرمایا آج اللہ تعالےٰ نے ہماری دعوت کی ہے۔سب حیران رہ گئے۔کہ خدائی دعوت کیونکر ہوگی۔ظہر کی نماز ادا کر کے بیٹھے تھے۔کہ ایک عورت دسترخوان سر پر اٹھائے آئی۔اس دسترخوان میں ایک پیالہ آش کا اور دو روٹیاں تھیں۔وہ عورت صالح نام آنحضرتؒ کی خاص مریدہ ہندوستان کی رہنے والی نہایت مشہور عورت تھی جو گھر بار ترک کر کے آنجناب کے ہمراہ حج کو آئی تھی۔اس نے آکر عرض کیا کہ بیگم نے سلام عرض کیا ہے۔اور یہ آش آج بہت عمدہ تیار ہوا تھا۔اسواسطے ایک پیالہ آنجناب کی خاطر بھیجا ہے۔حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔کہ آج یہ دو روٹیاں ہمارے لئے تمام روئے زمین کی سلطنت سے بہتر ہیں۔پھر لوگوں سے مخاطب کر کے فرمایا کہ پروردگار کی دعوت یہی ہے۔جب مجھے یہ الہام ہوا۔تو میں نے

انبیاء کی نسبت اللہ تعالےٰ سے طلب کی۔ چنانچہ حضرت ذکریا علیہ السلام یحیٰی علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری میں کی ہے۔ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ بولا اے رب مجھ کو کچھ نشانی دے کہا نشانی تیری یہ کہ نہ بات کرے تو لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے +

یحیٰی ۱۲

اللہ تعالیٰ نے مجھے ملہم فرمایا۔ کہ اس بشارت کا مطلب یہی ہے کہ آج فلاں نیک عورت تمہیں کچھ کھانا بھیجے گی۔ پھر تمہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ خوشخبری سچی ہے۔ بعد ازاں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے وہ کھانا تناول فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ کا بے شمار شکر بجا لائے +

مناقب نقشبندی میں حضرت ابو العلیٰ لکھتے ہیں۔ کہ عین شدت وبا میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اب وبا رُوبہ تنزل ہے۔ میں حیران رہ گیا کیونکہ اس وقت وبا زوروں پر تھی۔ میں اس بھید کی کشف کے لئے متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں پھر نماز سے فارغ ہو کر ان آدمیوں کی طرف رخ کر کے فرماتے ہیں "السلام علیکم یا ایہا المسلمون من اہل البلایا" پھر بالفاظ فارسی فرمایا۔ "سلام باد بر شما اے گروہ مسلمانان کہ دریں فتنہ وبلیہ ومحنت ومصیبت افتادہ اید اما الحال شمارا حسن جلی وعلیٰ ازیں بلا خلاص کرد وتمام گناہاں شمارا آمرزیدہ وفردائے قیامت بے حساب از فضل خود در جنت داخل خواہد کرد" +

مصیبت میں گرفتار مسلمانو! تم پر سلام ہو۔ تم فتنہ وبلا اور رنج ومصیبت میں گرفتار تھے۔ لیکن اب اللہ تعالےٰ نے تمہیں اس بلا سے نجات دی ہے۔ تمہارے سارے گناہ بخش دیئے ہیں۔ اور قیامت کے دن اپنے فضل ورحمت سے تمہیں بغیر حساب بہشت میں داخل کرے گا۔ پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اس مصیبت کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہیں وہ چیز عنایت کریگا جس سے سارا جہان قیامت تک فائدہ اٹھاتا رہیگا۔ اس سے مراد فرزند کی پیدائش ہے۔ جو اس سفر سے واپس آ کر اللہ تعالےٰ نے آپ کو عنایت فرمایا۔ جو بعد میں خاتم منصب قیومیت اور مظہر اتم کمالات محمدیؐ ہوا۔ قیامت تک لوگ اسکے باطن سے سیراب ہوتے رہیں گے۔ یہ واقعہ میں نے حضرت

حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کیا۔ آنجناب نے فرمایا کہ مجھے بھی اللہ تعالیٰ
کی طرف سے الہام ہوا ہے۔ کہ جو لوگ اس مصیبت میں گرفتار رہے ہیں سب کو
اس نے بخشدیا ہے۔ انکے تمام قصور معاف کر دیئے ہیں۔ اس بلا سے بھی خلاصی عنایت
فرمائی ہے۔ اور مجھے یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اس مصیبت کے بدلے تمہیں ایسی
نعمت دی جائے گی جس سے لوگ قیامت تک فیض حاصل کرتے رہیں گے۔ دوسرے
روز وبا تھم گئی۔ لوگوں کی تکلیف بھی کم ہو گئی۔ تین روز بعد وبا کا نام ونشان تک نہ
رہا۔ لیکن قحط اور گرانی اشیا بدستور تھی۔ کیونکہ خارجیوں نے اہل سنت وجماعت
کا سامان رسد بند کر دیا تھا۔ تمام لوگوں نے اس بارے میں آنحضرت رضی اللہ عنہ
کی خدمت میں شکایت کی اور توجہ بلیغ کی درخواست کی۔ آنجناب دیر تک ہاتھ اٹھائے
دعا کرتے رہے۔ دعا سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس مصیبت
سے بھی نجات دیگا۔ لیکن اب لڑائی کا سامان ٹھیک ٹھاک کر کے خارجیوں پر حملہ بول دو
اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ تمام آدمی حسب الارشاد خارجیوں پر ٹوٹ پڑے
حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر ایسا خوف طاری کیا۔ کہ اہل سنت وجماعت کو دیکھتے
ہی باوجود اس کثرت اور شان کے بھاگ اٹھے۔ سنیوں نے ان کا پیچھا کیا خارجیوں
کے قدم نہ جمنے پائے تمام خارجیوں نے اپنے بادشاہ کے پاس جا کر سنیوں سے جنگ
کرنیکی ترغیب اسے دی۔ بادشاہ نے انہیں بہت ملامت کر کے کہا۔ یہ لوگ تمہارے
مہمان ہیں۔ ان کی حرمت کرنا اور لوازمات مہمانداری بجالانے چاہیں۔ ہم نے سنا ہے
کہ ان کا قافلہ سالار اہل سنت وجماعت کا پیشوا اور مقتدا ہے۔ تمام سنی اس کے مرید
ہیں۔ ساتوں ولائتوں کے بادشاہ اسکے حلقہ بگوش غلام اور مرید ہیں۔ بہتر یہ ہے۔ کہ تم
اس کی خدمت کرو۔ اور ضیافت کی شرطیں بجالاؤ۔ اور اپنے ملک کے تحف وہدایا اس
کی خدمت میں پیش کرو۔ اور جو سلوک پہلے کر چکے ہو اس کی بابت معافی مانگو۔ تاکہ تمہارے
سابقہ افعال بد کی تلافی ہو جائے۔ اور وہ تم سے خوش ہو کر اس ملک سے جائے۔
اور تمہاری خوش اخلاقی کا شہرہ تمام جہان میں ہو جائے۔ ایسا کرنے سے تمام جہان کے
بادشاہ تمہارے ممنون احسان ہو جائینگے۔ جو معاملہ تم نے ان سے کیا ہے عنقریب اسکا بد
نتیجہ تم دیکھو گے۔ اور اس بدفعالی کا خمیازہ اٹھاؤ گے۔ اور دیکھو گے کہ اس غفلت اعمال

کی شراب کا خمار کیونکر ہوگا کیونکہ تمہارے ملک کی ضروریات کی اکثر چیزیں غیر ملکوں سے آتی ہیں۔ یہ حالت سنکر کوئی تاجر ادھر کا رخ نہیں کریگا۔ جب تم ضروریات کے لئے دوسرے ملکوں میں جاؤ گے۔ تو وہاں کے لوگ تمہیں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائینگے۔ جو شخص اس ملک کا پائینگے اسے ہلاک کریں گے۔ دنیاوی زندگی تمہارے لئے سخت تلخ ہو جائیگی اور زلیست دوبھر ہو جائے گی۔ جب شیخ کی تکلیف کی اور ملکوں کے بادشاہ جو اسکے مرید ہیں سنیں گے تو ضرور ہے کہ اس ملک پر چڑھائی کریں۔ اور تمہارا ناک میں دم کر دیں۔ اور یہ جو تم نے ان سے جنگ کرنیکی صلاح دی ہے سراسر بعید از عقل وقیاس ہے۔ کیونکہ پہلے تم ان سے شکست کھا چکے ہو۔ اور ان کا رعب تمہارے دلوں پر چھایا ہوا ہے۔ وہ بڑے دلیر ہیں۔ جو فوج ایک دفعہ کسی سے شکست کھا چکے دوسری دفعہ مقابلہ کی اسے جرأت نہیں پڑتی۔ جیسا کہ اب ہوا ہے۔ اس سفر میں شیخ کے تمام آدمیوں نے مرنے کی ٹھان لی ہے۔ اب تو سوائے مرنے کے اور کچھ انہیں دکھائی نہیں دیتا۔ اگر بھاگیں بھی تو اس ملک میں جہاں جائیں گے قتل کئے جائیں گے۔ اسواسطے انہوں نے مرنے مارنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ تب تم پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ یہ بہت مشکل ہے کہ تم ان ہزاروں آدمیوں پر جنہوں نے مرنے کی ٹھان لی ہو کامیابی حاصل کر سکو۔ اسکا نتیجہ یہی ہوگا کہ تم خود ہلاک ہو جاؤ گے۔ اگر بفرض محال تم نے انہیں قتل بھی کیا۔ تو شیخ کے خلفا اور مرید جو روئے زمین کے مختلف حصوں میں آباد ہیں سب شیخ کے قصاص پر آمادہ ہوں گے۔ اور جہاں بھر کے بادشاہ جو شیخ کے مرید ہیں۔ تم پر حملہ کریں گے اور تمام جہان اس ملک کو نشانہ تیر بنائیگا۔ اور متفق ہو کر تم پر تیر اندازی کرے گا۔ پھر ہم تم نیست و نابود ہو جائیں گے۔ اور کتے کی موت مارے جائینگے۔ سارے ملک کو جلا دینگے۔ اس کی خاکستر کو سمندر میں پھینکدیں گے۔ اور اس سرزمین کا نام ونشان تک مٹا دینگے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں۔ کہ اس کی خدمت کرو اور عمدہ طور سے لوازمات جہمان نوازی بجا لاؤ۔ اور سابقہ بدسلوکی کے لیئے معافی مانگو۔ تاکہ تمہارا ملک و آبرو اور تمہارا مال وجان سلامت رہے۔ نہیں تو نہ ہم تم ہوں گے نہ مال و ملک۔ نہ آبرو و عزت سب کچھ خاک میں مل جائیں گے ۔

چناں بہ کہ باو مدارا کنید ‌ ‌ ‌ بنالید و عذر آشکارا کنید

تمام ارکان سلطنت اور خارجی امرا وزرا اور علما نے بادشاہ کی رائے کی تعریف کی۔ آخر یہ قرار پایا۔ کہ شیخ سے علمی مناظرہ و مذاکرہ کرنا چاہئے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون حق مذہب پر ہے۔ دوسرے روز تمام علمائے شیعہ حضرت قیوم ثالث رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سوالات کرنے شروع کئے۔ آنجنابؓ نے تمام سوالوں کے ایسے شافی جوابات دیئے۔ کہ سب دم بخود رہ گئے۔ اور از روئے علم کچھ جواب نہ دے سکے۔ دوسرے روز علمائے شیعہ نے پھر وہی سوالات کرنے شروع کئے جو پہلے دن کئے تھے۔ آنحضرتؓ نے فرمایا یہ وہی سوالات ہیں جن کے جوابات ہم دے چکے ہیں۔ لیکن آنجناب نے پہلے دن سے بھی زیادہ قوی دلایل و براہین اہل سنت وجماعت کے مذہب کے بارے میں بیان فرمائیں۔ اور محققانہ اور مدققانہ جوابات دیئے تیسرے روز پھر انہوں نے وہی سوالات کرنے شروع کئے۔ لیکن بفضل خدا اس روز بھی مات رہے حتےٰ کہ دس روز تک برابر وہی سوال کرتے رہے اور ہر روز نیچا ہی دیکھتے رہے۔ جب آنحضرتؓ کی لسانی وخوش بیانی اور سرمایہ علمی دیکھتے تو عش عش کرا ٹھتے اور بے اختیار بول اٹھتے کہ واقعی شیخ صاحب عالم متبحر ہیں۔ دسویں روز بادشاہ نے علما کو بلا کر مناظرہ کی کیفیت پوچھی۔ تو انہوں نے کہا کہ شیخ کی خوش بیانی۔ لسانی تحقیق و تدقیق اس قسم کی ہے کہ ہمیں اس کے سامنے بات کرنے کی قدرت نہیں۔ واقعی اس بزرگ کو تائید غیبی حاصل ہے۔ جو کچھ کہتا ہے خدا سے کہتا ہے۔ بادشاہ نے کہا میں نے پہلے ہی تمہیں کہا تھا۔ کہ شیخ معظم ہے۔ اور تائید آسمانی اس کے ساتھ ہے۔ اب بہتر یہ ہے۔ کہ اس کی خدمت کرو اور سابقہ قصوروں کی معافی مانگو۔ اسی رات علمائے شیعہ کے سردار نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک بہت بڑے وسیع جنگل میں یاقوت سرخ کا ایک پہاڑ ہے۔ جس کی روشنی سے سارا جنگل جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر زمرد کا ایک تخت رکھا ہوا ہے۔ جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیٹھے ہیں۔ اور گرداگرد جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اصحابؓ اور اولیائے امت دست بستہ کھڑے ہیں۔ اتنے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ آرہے ہیں تم آنجناب کا استقبال کرو سارے آدمی جو اس وقت کھڑے تھے حسب الارشاد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے

استقبال کے لئے پہاڑ پر سے اترے۔ پہاڑ کے نیچے ایک نورانی شکل آدمی ابلق گھوڑے
پر سوار معہ بہت سے مریدوں اور خلفاء کے نمودار ہوا۔ بعد ازاں پہاڑ پر چڑھ آیا۔
جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ تو نہایت
مہربانی سے اُٹھکر بغلگیر ہوئے۔ اور اپنے پاس برابر تخت پر بٹھایا۔ اور لوگوں کو مخاطب
کر کے فرمایا کہ محمد نقشبند **حجۃ اللہ** قیوم ثالث اور پروردگار کے خاص محبوب ہیں
اور باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جو شخص ان سے محبت کریگا
اللہ تعالےٰ دین و دنیا میں اس کی عزت کرے گا۔ اور جس کے دل میں اُن کی دوستی
نہ ہوگی۔ اس کی دنیا و آخرت دونو برباد جائینگی بعد ازاں فرمایا کہ مسقط کے خارجیوں
کو لاؤ۔ آنجناب کے حکم کے بموجب خارجی لائے گئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے
سخت ناراض ہو کر انہیں فرمایا کہ چونکہ تم جناب رسول صلعم کے اہل بیت سے عداوت
رکھتے ہو اسواسطے تم اپنی عاقبت خراب کرتے ہو۔ دوسرے حق تعالےٰ نے اپنے
محبوب خاص کو جو قیوم وقت ہے۔ تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ سو تم نے اسے
سخت سخت تکلیفیں پہنچائی ہیں۔ تمہیں ذرا خوف خدا نہیں آیا۔ اللہ تعالےٰ تم سے
خوش نہیں۔ اس واسطے تمہارا ایمان بھی ضائع گیا۔ پھر سخت غضبناک ہو کر خوارج
کی تنبیہ کے لئے حکم کیا۔ تو فی الفور حسب الحکم بعض کے ہاتھ پر ہاتھ باندھ کر انہیں مار
پیٹ شروع کی۔ بعض جوتیوں سے پیٹے گئے۔ بعض کے پاؤں میں رسی باندھ کر
گھسیٹا گیا۔ اور شیعہ علما کے سردار کی پیٹھ اور چہرے پر زدوکوب کی حتیٰ کہ خوارج
نے اپنے افعال سے توبہ کی۔ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ نے ان کی سفارش
کی۔ اور انہیں اس مار پیٹ سے نجات دلوائی۔ دوسرے دن علما کے رئیس نے بادشاہ
کے سامنے جب کہ تمام چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف حاضر تھے۔ یہ سارا خواب
بیان کیا۔ ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے بھی اسی قسم کا خواب دیکھا ہے۔ جس وقت
لوگوں کو تکلیف دے رہے تھے۔ مجھے پتھر مارا اور رئیس العلما کو مکہ۔ فلاں کو لکڑی سے
مارا۔ اور فلاں جوتیوں سے پٹا گیا۔ رئیس العلما نے کہا واقعی مجھے مُکّے اور دھپڑ لگے
جن کا درد اب تک محسوس کرتا ہوں۔ ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے بھی یہ واقعہ دیکھا
ہے۔ مجھے الٹا لٹکایا کوڑے لگائے گئے تھے۔ اور دوسرے آدمیوں کو اور قسم کی

مارپیٹ ہوئی۔ اسی طرح چالیس معتبر آدمیوں نے اس واقعہ کو بلاکم وکاست بیان کیا۔
بادشاہ نے کہا۔ آج رات میں نے بھی خواب میں دیکھا ہے۔ کہ نہایت عالی شان باغ
میں مروارید کے ایک محل کے اندر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ اور حضرت
عمرؓ اور حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رحؒ دونو بیٹھے ہیں۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ
نے از روئے لطف وکرم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے سر اور چہرے پر بوسہ
دیا۔ اس محل کے گرداگرد بہت سے لوگ دست بستہ کھڑے ہیں حضرت عمر رضی اللہ
عنہ لوگوں کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند حجۃ اللہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم
اور جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب اتم ہیں۔ اس عزیز کی محبت تمام
مسلمانوں پر واجب ہے۔ جو اس عزیز کی محبت سے روگردانی کرے گا غضب
الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ بعدازاں مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ حق تعالیٰ نے اس عزیز
کو تمہاری سعادت اور تمہاری قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا لیکن تم نے اس کی
قدر نہ کی۔ بلکہ اُلٹی تکلیفیں پہنچائیں۔ تم نے خدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذرا
خوف نہ کیا۔ پھر آدمیوں کو حکم دیا کہ اسے کوڑے لگاؤ۔ چنانچہ مجھے کوڑے
لگائے گئے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں اس بارے میں بے گناہ ہوں۔ کیونکہ میں راضی
نہ تھا کہ لوگ انہیں تکلیف پہنچائیں۔ بلکہ جنہوں نے انہیں ستایا ہے انہیں میں نے
نصیحت کی ہے۔ پھر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ تم انکے پادشاہ
تھے۔ اگر جھڑک کر انہیں منع کرتے۔ تو کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ ان کا بال بیکا کرتا میں نے
عرض کیا۔ کہ جو تقصیر مجھ سے ہوئی میں معافی کا خواستگار ہوں۔ اور توبہ کرتا ہوں
آنجناب نے فرمایا پہلے اپنے مذہب سے توبہ کرو۔ اور اہل بیت کے محب بن جاؤ
پھر اس مرد عزیز کے مرید ہوجاؤ۔ اس کی خدمت کو دین و دنیا کی سعادت سمجھو۔
میں نے یہ تمام باتیں منظور کیں۔ سو اب میں اپنے عقیدے سے توبہ کرتا ہوں۔ اور
اس بزرگ کی خدمت میں جاکر مرید ہونا اور گناہ معاف کرانا چاہتا ہوں۔ تم میں سے
جسے یہ بات منظور ہو۔ میرے ساتھ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں
حاضر ہوکر مرید ہوجائے۔ اگر کوئی انکار کرے گا تو بے دریغ تہ تیغ کیا جائیگا۔ سب
نے کہا۔ چونکہ آپ ہمارے پیشوا ہیں۔ جو کچھ آپ کو قبول ہے ہم بھی جان دل سے

سے قبول کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس مرد کی بزرگی ہم پر روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ اسمیں شک وشبہ کی گنجایش ہی نہیں۔ بعد ازاں بادشاہ معہ تمام علما چھوٹوں بڑوں وضیع وشریف کے حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ننگے سر پگڑی گلے میں ڈال حاضر ہوا۔ پہلے سب نے اپنے مذہب سے توبہ کی۔ پھر جو تکلیفیں پہنچائی تھیں ان کی بابت معافی مانگی۔ لیکن آنجناب نے ذرا توجہ نہ کی۔ وہ بیچارے صبح سے عصر تک ننگے سر کھڑے رہے جب انہوں نے حد سے زیادہ عاجزی کی۔ اور عرض کیا کہ آنجناب نے جب خواب میں تقصیرات معاف فرمائی ہیں۔ تو ہم امیدوار ہیں کہ ظاہر میں بھی ہمارے قصوروں سے درگذر فرمائیں گے۔ اور ہماری توبہ کو قبول ومنظور فرمائیں گے۔ پھر سب نے اپنے اپنے خواب عرض خدمت کئے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بھی ان کی حالت زار پر رحم آیا۔ ان کے جرموں کو معاف فرمایا سلطان مسقط معہ تمام علما و دیگر اراکین سلطنت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوا۔ دوسرے دن بادشاہ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو معہ تمام خلفا اور مریدوں کے ضیافت کے لئے قلعہ میں مدعو کیا اور ضیافت کی تمام رسمیں کماحقہ پوری کیں۔ اور اپنے ملک کے تحفے اور ہدیے پیش کئے۔ اپنا تمام مال واسباب اور اندوختہ بطور نذر آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پیش کیا آنجناب نے سب کچھ لے کر پھر اس کو واپس دے دیا۔ اور فرمایا کہ ہم فقیر لوگ اس قدر مال وجنس کو کیا کریں گے۔ بادشاہ نے جب بہت کچھ اصرار کیا۔ تو آنجناب نے اس میں سے قدرے قبول فرمایا۔ بادشاہ مسقط نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو تین روز اپنے خاص قلعہ میں بطور مہمان رکھا تیسرے روز آنحضرت رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لائے۔ بادشاہ بھی بطور وداع آنجناب کے ساتھ آیا۔ بادشاہ ہر صبح وشام حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں شامل ہوتا۔ مسقط کے ہزارہا آدمی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی حاصل کر کے پروردگار کی ذات وصفات کے قرب کمال سے مشرف ہوئے اور ان میں سے بہت لوگوں کو آنحضرت نے اس طریقہ احمدیہ معصومیہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور وہاں کے اکثر علما کو خلافت عطا فرمائی۔ وہ سارا

ملک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے سلسلے سے پُر ہوگیا۔ جب تک وہ
بادشاہ زندہ رہا آنجناب کا مرید رہا۔ اور یہ طریقہ بھی اس ملک میں رائج رہا۔ جب
بادشاہ فوت ہوگیا۔ اور ارکان سلطنت نے اس کے رشتہ داروں میں سے ایک کو تخت
پر بٹھایا۔ یہ بادشاہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے کمالات سے چنداں باخبر نہ
تھا کچھ عرصے بعد دوسرے علما اور اکابر سلطنت جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید
تھے۔ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ تو جاہل خارجی جو آنحضرتؓ کے ڈر سے
پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا چھپے تھے۔ اور گمنامی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے
تھے۔ جب تک وہ نیک بادشاہ زندہ رہا ان کی مجال نہ تھی۔ کہ ملک میں داخل ہوں
اب موقع پا کر اس بادشاہ سے آملے۔ اور پھر اسے خارجی مذہب کی طرف مائل کیا
یہ خفیف العقل بادشاہ ان پر ایسا فریفتہ ہوا کہ جو کچھ وہ کہتے تھے۔ وہی کرتا تھا۔
ان کی آبلہ فریب باتوں میں آکر خارجیوں کے ناقص دین کو قبول کیا۔ اور لوگ بھی
الناس علٰے دین ملوکھم لوگ بادشاہ کا دین اختیار کر رہے ہیں۔ کے
بموجب خارجیوں کا دین قبول کیا۔ اور پھر اس دین باطل کا پورا پورا رواج ہوگیا۔
اور یہ غیر حق مذہب دوبارہ ملک مسقط میں رائج ہوا۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ
عنہ کے سلسلہ والے مستقل رہے کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ انہیں اس طریقہ سے روکے
بلکہ ان سے ڈرتے تھے۔ اور اپنے مذہب کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ آنحضرت رضی اللہ
عنہ کے جو فرزند اور خلفا اس ملک میں موجود تھے۔ بادشاہ ان کی بہت عزت و حرمت
کرتا۔ اور اکثر ان کی زیارت کے لئے آیا کرتا۔ جو کچھ وہ فرماتے وہی مانتا۔ خانقاہ
کے اخراجات کے لئے گاؤں دے رکھے تھے۔ اور دوسرے مریدوں کے لئے
بڑے بڑے معقول وظیفے اور مدد معاشیں اور روزینے مقرر کئے ہوئے تھے
بہت سی خانقاہیں اور مدرسے ان کی خاطر بنوائے تھے۔ جو آج تک موجود ہیں۔
اور اس وقت تک اس ملک میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا طریقہ بڑی شان و
شوکت کے ساتھ جاری ہے۔ اب ہم اصلی قصہ بیان کرتے ہیں جب حضرت حجۃ اللہ
رضی اللہ عنہ کو مسقط میں رہتے ہوئے قریباً ایک سال ہوگیا۔ تو پھر سفر حجاز کا ارادہ
کیا۔ ماہ شعبان کے آخری حصہ میں معہ تمام لواحقین و تابعین جہاز پر سوار ہوئے مسقط

کے بہت سے علماو امیر و ارکان سلطنت بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حج کے
ارادہ سے روانہ ہوئے۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ جس قدر آنجناب کے ہمراہی
وبا اور دوسری تکالیف سے مسقط میں ضایع ہوئے تھے ان سے زیادہ مسقط کے
لوگ آنجناب کے ہمراہ ہوئے۔ شاہ مسقط نے سارے ملک کا ایک سال کا خراج
بطور زادراہ آنحضرت کی نذر کیا۔ آنحضرت نے شیخ عبد الکریم یمنی کو خلافت عنایت
کر کے مسقط میں خلق خدا کی تربیت کے لئے چھوڑا۔ اور وہاں کے بعض اور آدمیوں
کو بھی خلافت عنایت فرمائی۔ اور شیخ صاحب کو ان سب کا سردار مقرر کیا۔ کہتے ہیں
شیخ صاحب کو وہاں قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا آدمی آپکے مرید ہوئے۔ اور
عجیب وغریب حالات پیدا کئے۔ شیخ صاحب نے بھی بہتیروں کو خلافت عطا فرمائی
شیخ صاحب اسی ملک میں اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ شیخ صاحب کے ایک
سال بعد وہ بادشاہ بھی جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید تھا اس دنیا ناپایدار سے چل
بسا حضرت ابو العلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ
عنہ نے اس احقر کو فرمایا۔ کہ نماز تراویح میں قرآن شریف ختم کرو۔ مجھے امامت کے
لئے مقرر فرمایا۔ میں حسب الارشاد امام تراویح بنا۔ آنجناب پر عجیب معاملات
منکشف ہوئے۔ جو لوگ آنحضرت کے خاص جہاز میں تھے۔ وہ آنجناب کے
ساتھ نماز تراویح میں شامل ہو کر سعادت حاصل کرتے تھے۔ دوسرے جہازوں
کے آدمی اس بارے میں کف افسوس ملتے تھے۔ کہ ہم کیوں اس نعمت عظمےٰ سے
محروم رہے۔ ایک ایک جہاز کے آدمی کشتیوں میں بیٹھ کر ہمارے جہاز میں آکر آنحضرت
کے ساتھ نماز تراویح میں شامل ہو کر چلے جاتے۔ دوسری رات دوسرے جہاز کے
آدمی آتے۔ ایک رات عین نماز میں تھے۔ کہ آنجناب سے آواز ظاہر ہوئی۔ میں نے
نماز سے فارغ ہو کر پوچھا۔ کہ نماز میں کیا معاملہ ہوا تھا۔ فرمایا اسکوت خیر من الکلام
فی ھذا الکلام اس مقام پر خاموشی بہ نسبت کلام کرنے کے اچھی ہے، حافظ
یہ قصہ دراز ہے بحد امت پوچھو۔ جب میں نے بہت کچھ الحاح کیا تو فرمایا۔ کہ
میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے سخت شرمسار تھا اور مارے شرم کے گھلا جاتا تھا کہ
من تواضع للہ رفع اللہ القدر۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کی خاطر تواضع

کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے کہ مطابق قرب محبوبیت و خلوت کے اسرار سے
سرافراز فرمایا جنہیں میں بیان نہیں کرسکتا۔ گویا مجھ سے نور ظاہر ہوا ہے جس نے
سارے عالم سفلی و علوی کو گھیر لیا ہے اور عرش سے مرکز فرش تک سرایت کرگیا
ہے پھر مجھے ان حکمات سے سرافراز فرمایا ان اللہ یباھی لک الملائکۃ من احبک
احبہ اللہ ومن ابغضک ابغض اللہ بیشک اللہ تعالےٰ تیرے وجود سے فرشتوں پر فخر کرتا
ہے جو تجھ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس سے پیار کرتا ہے اور جو تجھ سے دشمنی رکھتا
ہے اللہ تعالےٰ اس کا دشمن بنجاتا ہے۔ اور یہ کہ جو لوگ اس وقت تیرے ہمراہ تھے
ہم نے ان سب کو اپنے دوستوں میں داخل کیا۔ اس سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ
کی علو شان کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام مکشوفات پر ایمان
لانا چاہیئے۔ ہر رات اسی قسم کے معاملات و واردات ظہور میں آئیں اور برکات
و تجلیات ہونے لگیں جن کا بیان حیطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے۔ باقی جہازوں کے
آدمیوں نے عرض کیا۔ کہ ہم امید کرتے ہیں کہ آنجناب کی صحبت کے سبب باقی عشرہ
میں برکات نصیب ہوں گی۔ اور لیلۃ القدر بھی اسی عشرے میں ہے۔ اگر آنحضرت
از راہ کرم توجہ فرمائیں کہ جہاز دو تین دن میں کہیں ٹھیر جائیں۔ تو ہم لیلۃ القدر کی برکات
سے مستفیض ہوجائیں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ملاح سے پوچھا۔ کہ ہم کتنے روز میں
مخا پہنچ جائیں گے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ اگر باد مراد چل پڑی تو ہم ایک ماہ بعد ضرور
مخا پہنچ جائیں گے۔ حالانکہ باد مراد چند روز سے بند تھی۔ اور بڑی وقت سے
جہاز ایک روز کی راہ دس روز میں طے کر رہے تھے۔ آنحضرت رض نے فرمایا اللہ تعالےٰ
قادر ہے کہ ایک ماہ کی راہ ایک دن میں طے کرا دے۔ جب دوسرا دن ہوا۔ تو آنجناب
فجر کے مراقبہ سے فارغ ہوکر نماز اشراق پڑھ رہے تھے کہ دور سے ایک بندرگاہ پر
نظر پڑی ملاح نے کہا پہلے میں نے کبھی یہاں بندرگاہ نہیں دیکھی۔ یہ کہاں سے آگئی
جب قریب پہنچے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ مخا کا بندرگاہ ہے۔ تمام حیران رہ گئے۔ اور جان
گئے کہ یہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ کی کشش کا نتیجہ ہے۔ لوگوں کو آنحضرت
پر اور بھی اعتقاد ہوگیا۔ جب اہل یمن کو آنحضرت رض کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی
تو سب کے سب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لئے آئے اور مرید و غلام

بن گئے۔ والئے مخہ خدمتگاری اور مہانداری کی تمام شرطیں کماحقہ بجالایا۔ جب امام یمن نے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ آنحضرت کے قدوم میمنت لزوم ورود سے اطلاع پائی۔ تو سر کے بل حاضر خدمت ہو کر تجدید بیعت کی۔ اور صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہونے لگا۔ اس کے اراکین سلطنت بھی معہ اپنے اپنے لشکروں کے آنحضرت کے مرید ہوئے۔ کہتے ہیں لیلۃ القدر کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے ان تمام آدمیوں کو جو آنجناب کے ہمسفر تھے۔ اور مسقط میں مصیبتیں اٹھا چکے تھے۔ ولایت۔ قرب حق۔ فنا و بقائے ذات وصفات پروردگار کی خوشخبری سنائی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جسے چاہے عنایت کرے۔ اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

ذکر و بیان

داخل شدن حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ در مکہ معظمہ وبیان وقائع کہ آنجناب را در آنجا روئے دادہ

حضرت ابوالعلیؒ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ نے ماہ شوال مخہ میں بسر کیا اور ذیقعدہ کی پہلی تاریخ کو حرمین الشریفین زاد اللہ شرفاً و کرماً کی طرف متوجہ ہوئے۔ راستے میں آنجناب پر اس قدر تازہ عنایات اور بے اندازہ رحمتیں وارد ہوئیں کہ جن کا ظاہر کرنا موجب فتنہ و فساد ہے۔ عاقل کو اشارہ ہی کافی ہے۔ جب اہل عرب کو آنجناب کی تشریف آوری کی خبر ہوئی۔ تو تمام وضیع و شریف اور چھوٹے بڑے مثلاً شیخ المشائخ شیخ عبدالوہاب۔ شیخ فخر الدین خطیب۔ ملک العلما مولانا شمس الدین وغیرہ اور شریف مکہ استقبال کے لئے آئے۔ شیخ مراد شامی معہ ان تمام خلفائے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ جو شام روم اور عرب کے گرد و نواح میں رہتے تھے۔ حاضر خدمت ہوئے۔ اور آنحضرت سے تجدید بیعت کی۔ خنکار روم نے بھی اپنے بڑے بڑے امیروں کو معہ تحف و ہدایا ایک لاکھ اشرفی اور تین لاکھ روپیہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ اور آنجناب سے تجدید بیعت کی۔ روم شام اور عرب کے تمام امرا نے آنحضرت سے از سر نو بیعت

کی۔ مناقب نقشبندیہ میں لکھا ہے۔ کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ مکہ میں پہنچے۔ تو کعبہ حسنہ آنجناب کے استقبال کے لئے آیا اور گلے ملا۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ میری حقیقت کو حقیقت کعبہ سے خاص طوق حاصل ہوا ہے۔ چونکہ کعبہ کی حقیقت صفات الہی کے اصول کے کمالات کا انتہائی مقام اور تمام ممکنات کے حقایق کی سجدہ گاہ ہے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی حقیقت بھی اصول صفات کے انتہائی مقام تک پہنچی ہے۔ اور ذات بحت سے مل گئی ہے۔ اس واسطے آنحضرت رضی اللہ عنہ تمام مخلوقات کا مرجع و مآب ہوئے۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ حرم میں پہنچے۔ تو پاؤں کے درد کی وجہ سے پیادہ نہیں جا سکتے تھے۔ اس واسطے آنجناب کا تخت مسجد الحرام میں لے گئے۔ اور تخت پر ہی بٹھا کر طواف کرایا۔ شیخ مراد شامی کے پاؤں بھی تسمہ کی طرح تھے۔ اس لئے اٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ انہیں بھی آنحضرت کے طفیل سے تخت پر بٹھا کر طواف کرایا گیا۔ پہلے آنحضرت کا تخت مسجد الحرام میں گیا۔ جب آنجناب کا تخت مسجد میں پہنچ چکا۔ تو آنجناب کے حکم سے شیخ مراد شامی کا تخت بھی لایا گیا حرمین الشریفین میں یہ عزت وحرمت اور یہ معاملہ سوائے ان دو بزرگوں کے کسی اور کو نصیب نہیں ہوا ⁂

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے مرید اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حرمین الشریفین میں یہ عزت وحرمت نصیب ہوئی۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ کے تمام علما و مشائخ اور عرب کے بڑے بڑے رئیس پیادہ پا آنجناب کی سواری کے ساتھ جاتے تھے۔ اور صبح شام آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے تھے۔ مسجد الحرام میں لوگ پانچوں وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے انتظار میں رہتے جب تشریف فرما ہوتے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ کو امام بنا کر نماز با جماعت ادا کرتے۔ جب حج کے لئے عرفات میں گئے۔ تمام علما و مشائخ آنجناب کے ساتھ تھے۔ اور آنجناب سب اہل حج کے قافلہ سالار تھے۔ آنجناب فرماتے تھے۔ کہ عرفات میں مجھ پر اس قدر عنایات ربی ہوئیں۔ کہ جنہیں میں بیان نہیں کر سکتا۔ بعد ازاں الہام ہوا۔ کہ عنقریب حق تعالےٰ آپ کو ایسی نعمت عظیم عطا فرمائیگا۔ کہ تمام جہان قیامت تک اس سے فیض حاصل کرتا رہیگا۔ اس نعمت سے مراد حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی

پیدائش ہے۔ کہ قیامت تک ان سے فیض وہدایات لوگوں کو نصیب ہوتی رہیگی جب
عرفات سے واپس آئے۔ تو آنحضرت کے خزانے کا ایک اونٹ جس پر ایک لاکھ اشرفی
لدی ہوئی تھی۔ چوری گیا لیکن آنجناب بیٹے کی خوشی میں اس قدر محو تھے کہ ذرا پرواہ
نہ کی۔ لوگوں نے سمجھا کہ آج آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خوشی ہوئی ہے اس واسطے
پرواہ نہیں کرتے۔ شریف مکہ اور امراء اور امیر عرب چوروں کو معہ مال واسباب پکڑ کرلے
آئے۔ اور چوروں کو ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا بہت جلدی جیل میں بھیجدیا۔ جب حضرت
قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو چوروں کے جیل میں جانے کی اطلاع ہوئی۔ تو والعافین
عن الناس کے مطابق انہیں قید سے چھڑایا۔ اور وہ روپیہ بھی انہیں بخشدیا۔ دوسرے
روز جب عید الضحیٰ کا دن تھا۔ عین طواف کے وقت ایک مہر شدہ کاغذ قبولیت
جناب پروردگار کی طرف سے آنحضرت کو عنایت ہوا۔ اور سفید رنگ کی خلعت
بھی مرحمت ہوئی۔ اور آنحضرت کے فرزند اکبر حضرت ابو العلی کو بھی اسی قسم کی خلعت
عنایت ہوئی۔ مناقب نقشبندی میں حضرت ابو العلی تحریر فرماتے ہیں کہ مکہ شریف میں
حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ پر مرض کا غلبہ ہوا۔ جو ایک ماہ سے زیادہ تک رہا
لیکن آنجناب کبھی نہ گھبرائے۔ ہمیشہ صبر وشکر کرتے رہے۔ یہی کلمہ ورد زبان تھا۔ کہ
اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروں اور اپنا چہرہ اس مبارک دہلیز پر
ملوں۔ تو بہت کچھ امید ہوسکتی ہے۔ اگر اسی شوق اور طلب میں جان گئی۔ تو بھی دونو
جہان کی سعادت حاصل ہے۔ عین شدت مرض میں مجھ حقیر کو فرمایا۔ کہ شفائے مرض
کے لئے استخارہ کرو۔ میں نے بیت العتیق کے باہر استخارہ کیا اور پھر استخارہ کے
بعد کی دعا پڑھنی شروع کی۔ تو اس قدر انوار وبرکات معلوم ہوئے جن کی شرح نہیں
کرسکتے۔ گویا عالم اولین وآخرین آنحضرت کی شفا کے لئے دست بدعا ہیں۔ پتھر
درخت زمین آسمان اور تمام مخلوقات آمین کہتی ہوئی اس دعا کے قبول ہونے کے
لئے عاجزی کر رہے ہیں۔ ایک گھڑی بعد مجھے الہام ہوا۔ کہ تیری دعا ہم نے قبول کر
لی ہے۔ عنقریب تیرے باپ کو شفا ہوجائے گی۔ ابھی بعض معاملات واسرار
حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی ذات سے وابستہ ہیں جن کے واسطے وہ اس
جہان میں ہیں۔ اس خوشخبری سے فارغ ہوکر آنحضرت کے بارے میں اس قدر الطاف

و عنایات معلوم ہوئیں جنہیں میں بیان نہیں کرسکتا۔ گویا حق تعالیٰ از روے فخر فرشتوں کو فرماتا ہے۔ کہ دیکھو میرا بندہ محمد نقشبند ایسا ہے:۔

حضرت ابو العلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو مرض سے بدرجہ غایت تکلیف ہوئی۔ حتےٰ کہ بسبب ضعف مسجد الحرام میں نماز کے لئے نہیں جا سکتے تھے۔ اس واسطے آنحضرت رضی اللہ بہت حیران و نادم تھے۔ ایک روز فجر کی نماز کے بعد بیت اللہ شریف کی طرف رخ کئے ہوئے جو آنجناب کے گھر کے سامنے ہی تھا۔ بیٹھے تھے۔ طواف کے نہ حاصل ہوسکنے کا افسوس کر رہے تھے۔ اسی وقت آنحضرت پر منکشف ہوا کہ خود بیت اللہ آنجناب کی ملاقات کیلئے آکر آنجناب کے گرد اگرد اپھر رہا ہے۔ اور بغلگیر ہوکر بوسہ دے رہا ہے۔ اور حقیقت کعبہ اور آنحضرت کی حقیقت دونو آپس میں خوب مل گئی ہیں۔ اور مخفی اسرار کا اظہار ہوا ہے:۔

میرے (مصنفؒ) جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب عارف کی سیر جو قیوم وقت ہو حقیقت کعبہ سے ترقی کرکے ذات بحت تک ہوجاتی ہے۔ اور وہاں سے حصہ لے کر نزول کرتا ہے۔ نزول کے وقت کعبہ قیوم کی ان برکات کی وجہ سے جو اسے ذات بحت سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور ان انوار و اسرار کے سبب جو وہ ساتھ لاتا ہے۔ اس کا طواف کرتا ہے۔ در اصل یہ طواف ان اسرار و برکات کا ہوتا ہے۔ جو قیوم کو حاصل ہوتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو لازم آتا ہے کہ کعبہ سے قیوم افضل ہو۔ لیکن قیوم کی حقیقت کعبہ کی حقیقت کے نیچے ہے۔ نیز کعبہ کی حقیقت کو قیوم بھی سجدہ کرتا ہے۔ بلکہ کعبہ کی حقیقت تمام حقایق بشری سے افضل ہے۔ قیوم کی یہ ترقی ذات اقدس کے سبب المرء مع من احب کے موافق ہے:۔

مناقب نقشبندی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مسجد الحرام میں بیٹھے تھے۔ جب مراقبہ کیا تو دیکھا کہ شیطان ملعون ذلیل و خوار اور ننگے سر اور بے رونق ہوکر بیت اللہ کے قریب چوروں کی طرح چھپا چھپا پھرتا ہے۔ جب آنجناب کی نگاہ اس پر پڑی تو آنحضرت کو دیکھتے ہی ڈر کر دور بھاگا۔ وہی قصہ ہے کہ شیطان عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی حضرت عمرؓ کے فرزند

کامل تھے۔ اس واسطے آنجناب سے شیطان بھاگ اٹھا۔ کیونکہ مشہور ہے کہ بیٹا باپ کا عبید ہوتا ہے۔ جب مکہ معظمہ میں آنحضرت کی خدمت میں لوگوں کا ہجوم بکثرت ہو گیا اور ہزارہا لوگ مرید ہونے کے لئے اطراف وجوانب سے آنے لگے۔ تو ایک روز آنجناب کے دل میں خیال آیا۔ کہ بندگان خدا پر اس قدر تصرف کرنا ٹھیک نہیں۔ یہ خیال آتے ہی جناب الٰہی سے خلعت عنایت ہوئی۔ اور الہام ہوا کہ یہ خلعت ارشاد ہے اور اپنے ان بندوں کو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ ابھی مکہ معظمہ میں تھے۔ کہ ایک روز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے پروردگار سے قلمدان عنایت ہوا ہے اور الہام ہوا ہے کہ تم حق تعالٰے کے وزیر اعظم اور نائب اتم ہو میں نے دیکھا کہ فرشتے مخلوقات کی طرح طرح کے مقاصد کے کاغذات میرے پاس لا رہے ہیں۔ اور میرے دستخط کرا کر ان کاموں کو سرانجام کرتے ہیں۔ میں تمام موجودات کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں۔ اور تمام کائنات مجھ سے فیض و نور حاصل کرتی ہے۔ ۱۰ محرم الحرام کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خانہ کعبہ کے اندر جانا میسر ہوا۔ آنجناب فرماتے تھے۔ کہ اس گھر کے اندر اس قدر انوار و برکات کا ظہور ہوا۔ کہ باہر اس کا عشر عشیر بھی نہ تھا۔ وہاں پر مجھے خلعت مرحمت ہوئی۔ پہلے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اپنے چھوٹے اور بڑے بیٹے کے ساتھ اس گھر کے اندر تشریف لائے۔ اور چوتھا ان کے ساتھ کوئی نہ تھا جب آنجناب باہر تشریف لائے تو اور لوگوں کو اندر جانا نصیب ہوا اس کے بعد آنجناب پر مرض کا سخت غلبہ ہوا جس کے سبب طبیعت میں نہایت ضعف آگیا اس واسطے کمال اشتیاق کی وجہ سے مدینہ منورہ کی طرف رخ کیا۔

ذکر در بیان

توجہ حضرت قیوم ثالث از مکہ معظمہ بمدینہ منورہ و واقعاتیکہ بر آنحضرت در آنجا روئے داوہ۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ عین شدت مرض میں بسبب اشتیاق و محبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عنایات آنجناب پر

ہوئیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت فضل و کرم سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے بغلگیر ہو کر آنجناب کی بہت کچھ تعریف کی ان میں ایک یہ ہے کہ انت فخر امتی "تم میری امت کا فخر ہو" علیٰ ہذا القیاس اور بھی جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے۔ وہاں کے تمام چھوٹے بڑے اعلےٰ اودنےٰ وضیع وشریف آنجناب کے استقبال کے لئے آئے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ خلیفۃ اللہ اپنی والدہ ماجدہ کی زبانی فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اس روز خلقت کا اس قدر ہجوم ہو گیا۔ کہ بڑے بڑے امرا اور مشائخ کو آنحضرت کی زیارت بدقت نصیب ہوتی تھی۔ آنجناب سے مصافحہ کرنے کی بہتیری کوشش کرتے لیکن میسر نہ ہوتا سب نے یکزبان ہو کر کہا ھذا شیخ مثل الشیخین و مستثنا من جمیع الاولیاء امت یہ شیخ دو شیخوں کی طرح ہے اور تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ اس ملک کے ایک شیخ نے مجھے کہا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بعد تمام اولیائے امت سے حضرت غوث الاعظم رضہ افضل ہیں۔ میں نے کہا۔ ان بزرگوں کے بعد حضرت خواجہ بہاؤالدین باقی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ اسی اثناء میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ تم بھائی خواجہ بہاؤالدین کو کس وجہ سے فضیلت دیتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جیسا کہ حضرات سرہند کا عقیدہ ہے۔ ہم ان دونو صاحبوں کو برابر سمجھیں گے۔ ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ وسلم کا روضہ مبارک دکھائی دیا۔ ہم جا کر روضہ منورہ کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے۔ حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں اسوقت آنجناب کے ساتھ تھا آنجناب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے سامنے کھڑے ہوئے۔ دیر تک روتے رہے بعد ازاں حجرہ کے قریب بیٹھ کر مراقبہ کیا۔ اور دیر تک رسالت کے بحر احسان و انعام میں مستغرق رہے اور یہ کلمہ فرماتے رہے۔ افدیت نفسی وروحی واولادی علیک یا رسول اللہ یا رسول اللہ! میرا نفس روح اور اولاد آپ پر قربان ہو اس اثناء میں بحت رسالت کے ظہور سے اہل مجلس انوار میں مضمحل ہو گئے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کمال لطف و کرم سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو

عنایات خاصہ اور تشریفات مخصوصہ سے ممتاز فرمایا۔ اور اس قسم کی مہربانی فرمائی جس کا چھپائے رکھنا ہی بہتر ہے۔ نہایت عنایت سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ برابر بٹھایا۔ اور اپنا نائب اتم بنایا۔ اور اپنی خاص خلعت آنجناب کو پہنائی +

حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں عرب اور ترک وغیرہ بے شمار آدمی آنحضرت کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے آئے۔ تو آنجناب نے بپاس ادب جناب رسالت مآب سلسلہ ارشاد بند کر دیا۔ اور لوگوں کو ٹالتے رہے اسی اثناء میں ایک روز جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ سامنے بیٹھے تھے۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے حجرہ خاص سے قدم رنجہ فرما کر حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور اس لقب سے ملقب فرمایا کہ تم میرے اسی طرح بیٹے ہو جیسے ابراہیم تھا۔ خلعت ارشاد تمہیں مبارک ہو یہ کام تمہارے ہی متعلق ہے۔ تم میرے قائم مقام اور مسند نشین ہو۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ ان دنوں مرض میں بری طرح مبتلا تھے۔ چنانچہ طالبوں کو توجہ دینے کی طاقت بھی آنجناب میں نہ تھی۔ اس واسطے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی شفا کے لئے عرض کیا۔ الہام ہوا۔ کہ جلیل القدر خدمت کیلئے چند روز تک شفا ہو گی۔ چنانچہ اس کے بعد پچیس روز تک آپ مدینہ میں رہے۔ اس عرصہ میں جناب کو کامل صحت رہی۔ اور خلقت کی طرف متوجہ رہے۔ ہزارہا آدمیوں نے آنجناب سے کامل باطنی حصہ حاصل کیا۔ کہتے ہیں ہر روز سینکڑوں نئے طالب آنجناب کی خدمت میں مرید ہوتے۔ شیخ الاسلام مدینہ اسی ملک کا سب سے بڑا عالم تھا۔ سات سو عالم اس کے مدرسے میں پڑھانے پر مامور تھے۔ اس نے آنحضرت کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آج رات خواب میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم مجھے فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند میرا خلیفہ اکمل اور نائب اعظم ہے۔ تم اس کی خدمت میں جا کر مرید ہو جاؤ۔ بعد ازاں صدق اعتقاد سے اپنے تمام شاگردوں سمیت آنجناب کا مرید ہوا۔ دوسرے روز شیخ العرب نے جو اس ملک کا سب سے بڑا شیخ تھا۔ اور جس کی خانقاہ میں قریباً ایک ہزار شیخ عالم فقیر اور صالح آدمی رہا کرتے تھے۔ اور

جس سے لوگوں کو ظاہری اور باطنی فائدہ پہنچا کرتا تھا۔ آنحضرتؒ کی خدمت میں آکر عرض کیا
کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے
ہیں۔ کہ خواجہ محمد نقشبند کے پاس جاکر اس کے مرید ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ اولیائے امت
سے افضل ہے۔ پھر وہ بھی معہ تمام توابع ولواحقین اور شاگردوں کے مرید ہوا۔ ان دونو
صاحبوں نے بقیہ تمام سلوک باطنی حاصل کیا۔ آنحضرت نے ان دونو کو ولایت کی
خوشخبری عنایت کر کے اجازت تعلیم طریقہ مرحمت کر کے اپنی خلافت سے بھی مشرف
فرمایا۔ کہتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہؒ کی خدمت میں عرب والے جس قدر مرید ہوئے
ان میں سے اکثر خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضی اللہ عنہ سے خوشخبری
پاکر مرید ہوئے۔ جن کا مفصل لکھنا موجب طوالت کلام ہے۔ میرے مصنفؒ ا
جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بہت سے
مریدوں سمیت جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک میں داخل
ہونے کی اجازت ملی۔ اس کے اندر معہ یاروں کے استغراق ہوا۔ دیر تک مراقبہ کیا
بعد ازاں بڑی عاجزی سے سرمنہ خاص پردہ کے اندر ملکہ باہر تشریف لائے اور
حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کی۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ روضہ
منورہ کے اندر مجھے نہایت عالیشان خلعت عطا ہوئی۔ اور شیخین کی طرف سے بھی
دو خلعتیں مرحمت ہوئیں حسب معمول عشاء کی نماز کے بعد لوگوں کو وہاں سے دور
کیا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ معہ مریدوں کے آدھی رات تک وہیں بیٹھے مراقبہ کرتے
رہے اور روضہ منورہ کے خادم نہایت ادب سے حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ
عنہ کی خدمت میں کھڑے رہے۔ ہفتے میں دو رات یعنی جمعہ اور پیر کی رات کو تمام
رات اپنے خاص مریدوں سمیت روضہ منورہ میں حلقہ اور مراقبہ کرتے تیسرے
دن آنحضرت مدینہ سے بقیع کی زیارت کو گئے اور فرمایا کہ حضرت عثمان۔ حضرت
امام حسن اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی نسبت نہایت عظمت وجلالت سے ظاہر
ہوئی اور ہر ایک نے خلعت عنایت فرمائی۔ بعد ازاں حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
نے ظہور فرمایا۔ اور مجھے بیٹوں کی طرح گود میں لیا۔ اور نہایت مہربانی فرماکر خلعت عنایت
فرمائی۔ بقیع میں تمام صحابہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر حد سے زیادہ مہربانی

فرمائی اور ہر ایک اپنی قبر سے نکل کر میرے آنے کا منتظر ہوا۔ اور میری ملاقات کو آکر مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ میں ان بزرگوں کے درمیان حیران تھا کہ اول کس کی تواضع کروں۔ میں ان بزرگوں کی خدمت میں مضمحل اور متواتر ہی ہوا۔ کہ دیکھتا ہوں کہ ان کی نسبت کے انوار میں غرق ہوں۔ بعد ازاں آنحضرت سید الشہدا حمزہ وغیرہ شہدائے احد کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے جو معاملہ بقیع میں ہوا تھا وہیں یہاں پیش آیا۔

مناقب نقشبندی میں لکھا ہے۔ کہ ایک روز حضرت قیوم ثالثؓ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منور کے سامنے بیٹھے تھے۔ کہ فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے روضہ منورہ سے باہر تشریف فرما ہو کر مجھے بغل میں لیا اس وقت مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص حقیقت کا طوق نصیب ہوا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مکون و بروز حاصل ہوا۔ مکون و بروز کا یہ مطلب ہے۔ کہ جب کامل شیخ اپنے کمالات اپنے مرید صادق کو القا کرنا چاہئے تو وہ اپنے آپ سے غائب ہو کر نفس مرید میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس وقت مرید ظاہر و باطن میں مرشد کا ہم رنگ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے دقایق و حقایق سے متحقق ہو جاتا ہے۔ یہ معاملہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کو بھی نصیب ہوا تھا۔ چنانچہ اس کا ذکر اس کتاب کے پہلے اور دوسرے حصے میں ہو چکا ہے۔ وہی معاملہ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ یہ فضل الٰہی ہے۔ جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ اسی اثناء میں حضرت عروۃ الوثقٰی نے ہزار ہا آدمیوں سمیت ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ محمد نقشبند! جسطرح تم نے مجھے اولین وآخرین میں سرخرو کیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ تمہیں سرخرو اور سربلند کرے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر رکھا ہے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ تمام اولیاء اللہ کی گردن پر تیرا قدم ہے۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ نے حضرت حجۃ اللہ کو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان اسرار سے مشرف فرمایا

آنجناب کے والد بزرگوار اس وجہ سے اولین و آخرین میں سرخرو اور سربلند ہوئے۔ اگرچہ بذات خود بھی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سرافراز تھے۔ خلف ارشد بھی آنجناب کی سرافرازی کا باعث ہوا۔

ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے قریب قرآن شریف ختم کر رہے تھے۔ ختم سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ اس اثناء میں مجھ سے ایک نور ظاہر ہوا جس نے تمام عالم سفلی و علوی کو گھیر لیا۔ جب سوچ بچار کی تو معلوم ہوا۔ کہ یہ وہی معاملہ اور خلعت ہے جس نے کماحقہ ظہور کیا ہے۔ مجھ فقیر پر عجیب و غریب وقت ظاہر ہوا۔ گویا آج سے سینکڑوں خلعتیں از سر نو جلوہ گر ہیں۔ اور نہایت خوبصورتی کی حالت میں نمودار ہوئی ہیں۔ مجھے الہام ہوا۔ کہ یہ خلعت حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت سے لیکر کسی کو عطا نہیں ہوئی۔ جو تمہیں عنایت ہوئی ہے۔ تمہارے لئے یہ خلعت مبارک ہو۔ اتنے میں اس خلعت کی مبارکباد اولین و آخرین اور اہل زمین و آسمان کی طرف سے ملی۔ موجودات کے تمام ذرات اور انبیاء و فرشتے مجھے مبارکباد دیتے تھے۔ میں حیران تھا۔ کہ یہ کس قسم کی خلعت ہے۔ جو حضرت داؤد علیہ السلام کو نصیب ہوئی۔ اور یہ خصوصیت میرے سوا اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ الہام ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو ہم نے سلیمان کا سا بیٹا دیا جو تمام جہان اور اہل جہان کا پیغمبر اور بادشاہ تھا۔ اور تمام مخلوقات اس کی مطیع و مستقار تھی۔ اس کے بعد اس قسم کی سلطنت آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ بلکہ دیو پری جن وغیرہ سب اس کے فرمانبردار تھے۔ تمہیں بھی ہم نے ایسا فرزند عطا فرمایا ہے۔ جو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم نائب اعظم اور خاتم کمالات ہو گا۔ تمام مخلوقات کی معنوی سلطنت اور قیومیت کا منصب اسی پر ختم ہو گا۔ اور تمام جہان اور اہل جہان قیامت تک اس سے فیض رشد اور ہدایت حاصل کرتے رہیں گے۔ جب تک دنیا قایم ہے جسے فیض حاصل ہو گا۔ اس کے وسیلہ سے ہو گا۔ اس دنیا میں آئندہ اس جیسا کوئی پیدا نہ ہو گا۔ اسی اثناء میں جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے روضہ مبارک سے نکلکر فرمایا کہ میں نے تمہیں ہند سے بڑی تاکید سے منگایا اور متواتر تین مہینے ہند میں تمہارے لینے کیلئے جاتا رہا۔ اور اس سفر کی برکتیں تمہیں بتلاتا رہا۔ ان ساری باتوں کی غرض یہی تھی کہ میں

تمہیں بلاکر اپنی خاص نسبت کا القاکروں جس کے القاکی وجہ سے تمہارے ہاں ایک فرزند ہوگا۔ جو میرے کمالات کا خاتم اور مظہر اتم ہوگا۔ اور جس کے سبب سے تمہارے خاندان میں برکت عظیم رہیگی۔ اور لوگ قیامت تک اس سے فیض حاصل کرتے رہیں گے۔ اس کے بعد پھر اس جیسا کوئی پیدا نہ ہوگا۔ بعد ازاں مجھ سے بغلگیر ہوکر اپنے سینے کو میرے سینے سے ملایا اور اپنی نسبت خاصہ کا القافرمایا۔ بعد ازاں میرے فرزند ابوالعلی کو بلاکر اس سے بغلگیر ہوکر فرمایا۔ کہ وہ فرزند اس عزیز کی پشت سے ہوگا۔ اس واسطے کئی سال اسے اپنے پاس بٹھایا میں نے اس کی تربیت کی۔ اور اس کے چہرے پر برقعہ ڈال اس کی نگاہ ہر طرف سے بند کرکے اپنی طرف متوجہ رکھا۔ تاکہ اسکے ہاں ایسا بزرگ فرزند پیدا ہو۔ پھر فرمایا کہ وہ فرزند باطنی تربیت تم سے حاصل کرے گا۔ یہ نسبت جو میں نے تمہیں دی ہے اسے دنیا مستقط میں جو اس قدر تکلیفیں اور مصیبتیں تمہیں پہنچیں ان کے بدلے حق تعالےٰ نے تمہیں یہ نعمت عظمےٰ عطا فرمائی حضرت حجۃ اللہ رضؓ نے یہ خوشخبری سنکر دوگانہ ادا کیا۔ اور اس کے شکریہ میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے نام طعام پکاکر فقراء کو تقسیم کیا۔ تمام اہل مدینہ کو بلایا جب لوگ آئے اور مجلس منعقد ہوئی۔ ابھی کھانا نہیں چنا گیا تھا۔ کہ آنحضرت نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف مبداء و معاد کے بعض معارف جو پنجگانہ عالم امر کے متعلق ہیں۔ بیان کرنے شروع کئے اہل مجلس ان کے سننے میں محو تھے اتنے میں ایک اہل عناد جسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے قدیمی عداوت اس واسطے تھی کہ آنحضرت نے معارف لدنیہ میں جو آنجناب کی تصنیفات سے ہے مرشد ولی کے مرشد نے اس کو جو سراسر دائرہ شریعت سے خارج تھا۔ اور اس کو دین و مذہب سے سروکار نہ رکھتا تھا۔ حد سے زیادہ طعن و تشنیع کی ہے۔ اس نے مرشد بدنہاد سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے حق میں بُری بھلی باتیں بیان کیں۔ جنہیں سنکر حضرت قیوم ثالث سخت ناراض ہوئے۔ اہل مجلس نے اس ملعون کو مارپیٹ کرنی چاہی۔ لیکن آنحضرت نے بتاکید تمام منع فرمایا۔ اور خود تحمل کو کام میں لائے۔ مجلس طعام سے فارغ ہوکر اس مرد بدبخت نے گھر پہنچکر ایک رسالہ رفض و عناد کا لکھکر آنحضرت کی خدمت میں بھیجدیا۔ جب آنحضرت نے اس کا مطالعہ کیا۔ تو سر جھکالیا۔ اور نہایت مغموم ہوئے

اسے ہاتھ سے پھینک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مغموم ہوکر جا کر بیٹھے۔ جناب رسالت مآب نے ازراہ لطف وکرم ظاہر ہوکر فرمایا۔ کہ جو تیرا مردود ہے وہ میرا بھی مردود ہے۔ جو کچھ چاہتے ہو اس کے حق میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ آنجناب کی عادت تھی کہ کسی سے کبھی بدلہ نہ لیتے تھے۔ جب کبھی کوئی خلاف ادب بات کرتا آپ برداشت کرتے۔ اس کا بدلہ لینے کی کوشش ہی نہ کرتے۔ اپنے طالبوں اور مریدوں کو بھی یہی نصیحت کرتے۔ کہ اگر ہم بھی بدلہ لینے پر اتر آئیں تو پھر خاص وعام میں فرق ہی کیا رہا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ افضل البشر اور دیگر انبیاء نے کفار اور منافقوں کے ہاتھ سے طرح طرح کی اذیتیں سہیں لیکن انتقام نہ لیا۔ حتےٰ کہ مر گئے کہتے ہیں وہ دشمن اسی رات قے اور اسہال کے سبب ہلاک ہوگیا اور داخل فی النار ہوا ؂

حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ حج کے قبول ہونے کی یہ تین علامتیں ہیں۔ ایک آنحضرت کا آزار بدنی دوسری وہ تکلیف جو مکہ معظمہ میں حج سے فارغ ہوکر ہوئی۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے تیسری وہ تکلیف جو اس مردود ملعون سے پہنچی۔ یہ تینوں حج کے بعد ہوئیں بعد ازاں خطاب ہوا۔ کہ جو تیرا مردود ہے وہ میرا بھی مردود ہے اس وقت آنجناب نے اس بدمذہب کے حق میں دعا نہ کی کیونکہ آنجناب کا طریقہ بدلہ لینے کا نہ تھا پچیس روز مدینہ منورہ میں رہکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوکر مکہ معظمہ کا رخ کیا ؂

حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثالث وداع ہونے کے لئے جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ پر آئے تو نہایت عاجزی اور زاری سے سر جھکا لیا۔ اور رونے لگے پھر اونا رھے گریے یہی حالت تمام مریدوں کی تھی۔ رخصت سے فارغ ہوکر آنجناب نے فرمایا کہ میں نے دیکھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم دست مبارک میں عصا لئے ہوئے حجرہ سے تشریف فرما ہوئے اور بڑے تپاک سے مجھ سے بغلگیر ہوکر فرماتے ہیں۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور خلعت خاص مرحمت کرکے پھر حجرہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں میرے تمام یاروں اور خلفا پر بھی بہت کچھ عنایات فرمائیں۔ بادشاہ ہند نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں سلام عرض کر بھیجا تھا۔ آنحضرت نے وہ سلام عرض کیا۔ تو اس کے جواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ مُؤْمِنٌ مُحْسَادٌ اَنَا مُحِبُّہٗ وَسَلَامٌ جس مومن کے ساتھ حسد کیا گیا ہو میں اُسے دوست رکھتا ہوں اور سلام بعد ازاں بقیع میں جاکر اصحاب رضی اللہ عنہ رخصت ہوئے۔ صحابہ میں سے ہر ایک نے آنحضرت پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آنحضرت مدینہ منورہ سے باہر نکلے تو مرض کا دورہ ہوا۔ کیونکہ شفا صرف اتنے دن تک تھی جتنے دن آپ شہر میں رہے۔ اسواسطے کہ آنحضرت کی ذات سے اس ملک کے لوگوں کو باطنی فائدہ پہنچے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے۔ آنحضرت نے اس مرض میں ایک روز فرمایا کہ نزول بکیف باخیر و برکت واقع ہوا۔ اور ایسا معلوم کرایا گیا کہ میں تیری بیمار پرسی کے لئے آیا ہوں۔ بعد ازاں تمام انبیاء اولیا اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے تشریف لاکر فرماتے ہیں۔ کہ ہم سب اللہ تعالےٰ کے حکم سے تمہاری بیمار پرسی کے لئے آئے ہیں۔ جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو کعبہ معظمہ پھر آنجناب کے استقبال کو آیا۔ جب اہل مکہ کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو سب سر کے بل آنحضرت کے استقبال کو آئے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے چند روز مکہ معظمہ میں رہکر ہندوستان کا رخ کیا۔

ذکر و بیان

سال سیزدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ و مراجعت ایشاں از عرب بہ ہند و برداشتن برقع حضرت ابو العلی از روے خود و واقعاتیکہ دریں سال بوقوع پیوستہ

جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو چند روز وہاں رہکر ہندوستان جانے کا ارادہ کیا۔ عرب شام۔ روم اور یمن وغیرہ ممالک کے تمام مشائخ اور علما آنجناب کے ساتھ تھے۔ سب کو رخصت فرمایا۔ اور اپنے خلفاء مثلاً شیخ مراد شامی شیخ الاسلام مدنی اور شیخ العرب مدنی وغیرہ کو بھی رخصت کیا اور خود ہندی آدمیوں سمیت جہاز میں سوار ہوئے۔ جہاز میں سوار ہوتے وقت جو لوگ

مسقط سے حج کے واسطے آنجناب کے ساتھ آئے تھے۔ انہیں بھی رخصت فرمایا جب سمندر طے کر کے بندرگاہ سورت میں پہنچے۔ تو ہند کے تمام بڑے بڑے رئیس اور امیر آنحضرت کے استقبال کو آئے سکتے ہیں۔ کہ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے فرزند اکبر حضرت ابو العلی نے قیومیت کے پانچویں سال میں چہرے پر برقع ڈالا پھر کسی سے گفتگو نہ کی۔ بندرگاہ سورت میں پہنچکر وہ برقعہ اٹھایا آٹھ سال تک آنجناب برقعہ اوڑھے رہے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے قبلہ گاہ حضرت ابو العلی حضرت **حجۃ اللہ** کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اور آپ کے چہرے پر نقاب تھا۔ اچانک وہ برقعہ چہرہ پر سے اٹھا دیا۔ جسے دیکھکر حاضرین دنگ رہ گئے۔ آپنے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا ہے کہ چہرے پر سے نقاب دور کر دو جس کام کے لئے برقعہ پوش ہوئے تھے وہ مقصد حاصل ہو گیا ہے۔ یعنی تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کی طفیل پروردگار دین و دنیا کا کارخانہ آباد رکھیگا۔ اب جلدی سے اپنا نکاح کرو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مجھے بھی الہام ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو تمہاری یہ تربیت فرمائی تو محض اس خاطر کہ تم سے ایسا فرزند پیدا ہو۔ جو کمالات محمدی کا مظہر اتم ہو۔ حضرت ابو العلی آٹھ سال برقعہ پوش رہے۔ اس آٹھ سال کے عرصہ میں ہر وقت جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے بیٹھکر آپ کی تربیت میں شاغل رہتے۔ ایک روایت یہ ہے۔ کہ آپ بارہ سال تک برقعہ اوڑھے رہے۔ جب آپ نے چہرہ پر سے نقاب اٹھایا۔ تو کسی نے آپ کو نہ پہچانا۔ کیونکہ جب آپ برقعہ پوش ہوئے تھے۔ تو بے ریش تھے۔ اور جب نقاب چہرے پر سے اٹھایا تو اس وقت خط آیا ہوا تھا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند حضرت ابو العلی کے لئے خازن الرحمت کے بیٹے شیخ سعد الدین کی لڑکی طلب کی۔ سفر سے واپس آکر چند روز میں نکاح ہو گیا۔ القصہ جب آنحضرت بندرگاہ سورت سے ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ تو جس گاؤں یا شہر سے آنجناب کا گذر ہوتا۔ وہاں کے رہنے والے سبھی آنجناب کے استقبال کے لئے آتے۔ بادشاہ ہند نے تمام حکام کے نام احکام جاری کئے کہ اپنی حدود تک آنحضرت کا استقبال کر و اور پھر اپنی حدود سے باہر تک

وداع کرو۔ اسی طرح شاہجہان آباد تک پہنچے۔ بادشاہ ان دنوں حسن ابدال میں تھا۔
اس واسطے کہ جب اس نے مسقط میں آنحضرت کو تکلیف پہنچنے کی خبر سنی۔ تو گھبرا کر
ایران کا رخ کیا۔ کیونکہ مسقط عراق ایران کے نواح میں ہے۔ اس کا خیال تھا کہ ایران
کے آدمی بھی آنجناب کے دشمن ہیں۔ اس واسطے جو تکلیف آنحضرت کو پہنچی ہے
وہ شاہ ایران کے اشارہ سے پہنچی ہے۔ کیونکہ والیئے مسقط عراق ایران کا باجگذار
ہے اس واسطے بادشاہ نے ایران کو تہ تیغ کرنا چاہا اور اس مطلب کے لئے ایک
جرار لشکر لیکر دریائے سندھ کے قریب حسن ابدال میں جا پہنچا۔ جب شاہ ایران نے
شاہ ہند کے آنے کی خبر سنی۔ تو آمادہ جنگ ہوا۔ لیکن ارکان سلطنت نے اسے
شاہ ہند کے دبدبہ سے بہت کچھ ڈرایا۔ اس لئے شاہ ایران نے ڈر کر زہر کھا کر
خودکشی کرلی۔ اراکین سلطنت نے اپنے عجز و انکسار کی ایک عرضی بادشاہ ہند کی خدمت
میں لکھی۔ کہ ہمارا بادشاہ فوت ہوگیا ہے۔ اب یہ بیوہ عورتیں رہ گئی ہیں۔ جنکی حالت
قابل رحم ہے۔ امید ہے کہ آپ ان شکستہ حال بڑھیوں پر رحم فرمائیں گے۔ اور ارادہ
کی باگ شاہجہان آباد کی طرف پھیریں گے۔ اسی اثناء میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ
عنہ کی تشریف آوری کی فرحت اثر خبر پہنچ گئی۔ کہ والیئے مسقط اور وہاں کے اور
باشندے کامل اعتقاد سے آنحضرت کے مرید ہوگئے ہیں اور آنجناب بخیر و عافیت
مسقط سے حرمین الشریفین کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ بادشاہ یہ خبر سنکر
ازبس خوش ہوا اس لئے ایران جانے کا ارادہ ترک کردیا۔ چونکہ حسن ابدال کی آب و
ہوا خوشگوار تھی اس لئے چند ماہ وہیں قیام کیا جب آنحضرت کے سمندر پار ہونے
کی خبر بادشاہ نے سنی۔ تو اسی وقت حسن ابدال سے آنحضرت کے استقبال کے لئے
شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔

اسی سال حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اس سرائے فانی سے سرائے
جاودانی میں کوچ کرگئیں اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کے
مشرقی محراب میں مدفون ہوئیں۔ محراب کے دروازے کو بند کردیا گیا اور اور طرف
محراب نکالی گئی۔ جب بادشاہ ہند سرہند پہنچا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے
روضہ منورہ میں آکر فاتحہ پڑھا۔ اور آنحضرت کے جو فرزند سرہند میں اس وقت موجود

تھے۔ ان کی والدہ کی ماتم پرسی کی۔ اور تاکیداً حکم کیا۔ کہ حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ کو والدہ ماجدہ کے انتقال کی خبر نہ ہونے پائے۔ اور خود جلدی شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ یہ خبر شاہجہان آباد میں سنکر غم کی صورت بنائے سرہند کی طرف آرہے تھے۔ سرہند سے چالیس کوس کے فاصلہ پر تھانیسر میں بادشاہ نے آنحضرت کی قدمبوسی حاصل کی۔ پہلے آنحضرت کی والدہ ماجدہ کی ماتم پرسی کی۔ پھر عرض کیا کہ آنجناب میرے ساتھ شاہجہان آباد تشریف لے چلیں۔ جب آنحضرت نے اس بات سے انکار کیا تو بادشاہ نے حد سے زیادہ منت سماجت کی۔ آنحضرت نے کمال لطف وکرم سے اس کی التماس کو منظور فرماکر شاہجہان آباد کا رخ کیا۔ بادشاہ نے قلعہ خاص میں آنحضرت کا قیام کروایا۔ اور صبح شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کیا۔ تمام اراکین سلطنت آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے تھے۔ ہر صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں ہزارہا آدمیوں کا مجمع ہوا کرتا۔ آنحضرت نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عنایت کو بادشاہ پر ظاہر کیا۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ عنایت محض آنجناب کی طفیل سے ہے۔ اللہ تعالے کا شکر ہے جس نے مجھے جناب کی خدمت میں پہنچایا جس کی وجہ سے میں اس مرتبہ سے مشرف ہوا۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اس قدر عنایت وشفقت فرمائی ان دنوں بادشاہ نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمود کو بعض حاسدوں کے بہکانے سے قید کر رکھا تھا۔ اور بارہ سال سے جیل میں تھا۔ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ نے اسے قید سے چھڑایا۔ بادشاہ کو اس سے بڑی محبت تھی اسے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کا مرید کرایا تھا۔ آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ یہ شاہزادہ مرگیا۔ تو بادشاہ بہت ہی غمگین ہوا۔ اسے سلطان ہمایوں کے مقبرہ میں جہاں سلاطین ہند کے مقابر ہیں۔ دفن کیا۔ ایک روز بادشاہ نے بیٹے کے فاتحہ کے لئے جانا چاہا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سلطان محمود کی قبر کا حال معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کام جناب کی توجہ اشرف سے ہوگا۔ امید ہے کہ میرے سینے پر تصرف فرمائیں۔ تاکہ اس کے حالات مجھ پر منکشف ہوجائیں آنحضرت نے اپنے باطن کی طرف تھوڑی سی توجہ کرکے فرمایا جاؤ بیٹے کی قبر پر انشاءاللہ بفضل

خدا اس کے حالات تم پر منکشف ہو جائیں گے - بادشاہ بیٹے کی قبر پر گیا - جب وہاں سے واپس آیا تو آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا - کہ الحمد للہ آنجناب کی توجہ شریف سے بیٹے کی قبر کے حالات میں نے معلوم کرلئے - جو جناب کی توجہ اور فضل خدا سے اچھے ہیں جب حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کو شاہجہان آباد میں رہتے ہوئے چند ماہ کا عرصہ ہو گیا - تو تمام حضرات سرہند جناب کی خدمت میں حاضر ہوئے - آنحضرت کو بھی شوق وطن بکثرت ہوا - بادشاہ سے رخصت چاہی - بادشاہ آنجناب سے جدا نہیں ہونا چاہتا تھا بہتیرا عرض معروض کیا لیکن آنحضرت سرہند کی طرف روانہ ہو گئے ؛

ذکر دربیان

سال چہار دہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رفتن آنحضرت از شاہجہان آباد بہ سرہند و ولادت باسعادت حضرت قیوم رابع وقضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بادشاہ سے رخصت ہو کر سرہند جانا چاہا - بادشاہ نے عرض کیا کہ چند روز اور توقف فرمائیں - تاکہ یہاں کے لوگ جناب کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کریں - اور مجھے بھی نجات ابدی اور سعادت سرمدی نصیب ہو - آنحضرت نے فرمایا کہ اشتیاق وطن اب غالب ہے - اب میں ضرور وطن جاؤں گا - پھر بادشاہ نے بہت کچھ منت وسماجت کی لیکن آنجناب نے قبول نہ فرمائی اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے - جب اہل شہر کو آنجناب کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو سر کے بل استقبال کے لئے آئے - حضرت قیوم ثالثؓ نے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی پھر حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ کی زیارت کر کے تھوڑی دیر توقف فرمایا - اور محل میں تشریف لے گئے ؛

اسی سال حضرت قیوم ثالث کے فرزند حضرت ابوالعلی کے ہاں بروز پیر ۵ ذیقعدہ کو فرزند پیدا ہوا ؛

چہ فرزند یکہ نازو شادی اندے ٭ جہاں راشد مبارکبادی از وے

جب حضرت حجۃ اللہ کو اس فرزند کے پیدا ہونے کی اطلاع ہوئی - تو فرزند

بزرگوار کے دیکھنے کے لئے تشریف لائے اور فرمایا کہ جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور فرشتوں سمیت تشریف فرما ہوتے ہیں - گود میں لیکر دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہکر محمد زبیر نام - ابوالبرکات کنیت اور شمس الدین لقب فرمایا ہے - اور نہایت کرم سے فرماتے ہیں - کہ یہ فرزند خاتم منصب قیومیت ہوگا - اور جب تک دنیا ہے - اس کے ارشاد اور نور ہدایت سے جہان روشن رہیگا - اُسکے بعد کوئی ایسا مقرب بارگاہ الہی پیدا نہیں ہوگا - حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو پروردگار کی طرف سے کئی دفعہ معلوم ہوا تھا - کہ یہ فرزند ایسا بلند مرتبہ ہوگا - کہ حضرت مجدد الفثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیائے اُمّت سے افضل ہوگا - چنانچہ یہ حالات اس کتاب کے چوتھے حصہ میں انشاء اللہ مفصل بیان کئے جائیں گے - اس بچے کی بلندی مرتبہ اس سے قیاس کرسکتے ہیں - کہ دو فرضوں یعنی روزہ حج کے مابین واقع ہوا اور دو عیدوں کے درمیان پیدا ہوا - ماہ ذیقعدہ جس میں حضرت قیوم رابع پیدا ہوئے - ہندی میں اُسے خالی مہینہ کہتے ہیں - لیکن اب یہ حضرت قیوم رابعؒ کی ولادت کے سبب پُر ہوگیا - اور واقعی یہ مہینہ ذیقعدۃ المعمور ہوگیا - شعراء نے اس فرزند ارجمند کی تاریخ ولادت کہکر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کی جو درج ذیل ہے -

آں شیخ مجدد کہ بالف ثانیش	نبود ثانیش در ہمہ انسان غیر
حق داد باو منصب قیومی را	زو ماند بمعصوم شہے عالم سیر
معصوم چو از جرم و خطا بد معصوم	زاں نطفہ پاک خواجہ شد صاحب خیر
آں خواجہ کہ بود نقشبند عالم	اعلی درجہ ابو العلی ماند بخیر
فرزند چو حق داد ابو العلی را	چوں گوہر پاک آمد از معدن خیر
تاریخ ولادتش چو جستم گفتند	قیوم زماں قطب بادشاہ زبیر

ایک اور نے یہ تاریخ کہی ہے "مخدوم زمانہ قطب الاقطاب" امداد شاعر نے کہا - سروش آمد ولی قیوم رابع مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ علیٰ ہذا القیاس بہت سی تواریخ مختلف اشخاص نے کہیں - جو خواب مختلف اشخاص نے اس رات دیکھے وہ اس کتاب کے چوتھے حصے میں انشاء اللہ درج کئے جائیں گے -

اسی سال ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ پر دیدہ قصور یہاں تک

غالب آئی۔ کہ شہر کے کوتوال کو بلاکر فرمایا کہ مجھ پر تعزیر کرو اور حد شرع لگاؤ اس نے کہا۔ اس نے کہا میری کیا مجال کہ آپ کو تعزیر کروں۔ آنحضرتؓ نے پھر تاکیداً فرمایا کہ ضرور بالضرور مجھ پر تعزیر لگاؤ۔ کوتوال نے کہا آپ سے کوئی ایسا قصور نہیں ہوا آنجناب نے فرمایا میں بہت گنہگار ہوں مجھ پر تعزیر لگاؤ تاکہ اللہ تعالےٰ مجھے بخشدے کوتوال نے پھر عذر کیا۔ تو آنجناب نے اصرار سے فرمایا کہ بالضرور سزا دو۔ آخر اس نے مجبور ہوکر آنحضرت کو کوڑے مارنے شروع کئے۔ صوفی عبدالوہاب اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے کوتوال کو کہا کہ آنحضرتؓ کے بدلے میرے بدن پر کوڑے مار۔ صوفی صاحب ایک ہی کوڑا کھاکر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے۔ تو کہا کہ آنحضرت محض اپنے تصرف سے بیٹھے کوڑے کھاتے تھے۔ جب کوتوال کوڑے مار مارکر تھک گیا۔ اور اس کے ہاتھ کام سے رہ گئے۔ تو کوڑا ہاتھ سے پھینکدیا۔ کوڑوں سے فارغ ہوتے ہی دیوانہ ہو گیا اور گوہ کھانے لگا۔ لوگوں نے کہا اس کی یہ حالت اسواسطے ہوئی ہے کہ اس نے آنجناب پر اس زور سے کوڑے لگائے کہ کوئی مجرم کو بھی اس زور سے نہ مارتا ہوگا۔ اسے مناسب تھا کہ اگر آنحضرت نے اصرار کیا تھا۔ تو آہستہ سے ایک کوڑا مار دیتا ؂

ذکر در بیان

سال پانزدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و شورش کردن بعضے مخالفان بر کلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ و غرق شدن بر زندی و بیان واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال بعض مخالفوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کی مخالفت کی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ جب طریقہ احمدیہ معصومیہ تمام جہان میں شائع ہو گیا اور جہان بھر کے سرکش اس طریقہ میں داخل ہو گئے اور ساتوں ؓ ولایتوں کے بادشاہ اور امرا اس طریقہ کے غلام ہو گئے۔ اور بڑے بڑے مشائخ اور علمائے وقت اس سلسلہ کے مرید ہو گئے۔ اور دن بدن اس عالی خاندان کو رونق و زینت ہونے لگی۔ اور حضرت امام معصوم کے فرزندوں اور خلفاء کا ارشاد ساعت بساعت

ترقی پر تھا۔ اور اُن کی بزرگی اظہر من الشمس ہوگئی۔ خاصکر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے تمام جہان پُر ہوگیا۔ چنانچہ جہان بھر کے وضیع و شریف آنجناب کے مرید ہوگئے۔ اور دین متین کا ہنگامہ گرم ہوا اور اسلام اور مسلمانی کو زیب و زینت حاصل ہوئی۔ تو دشمنان دین متین یہ حالت دیکھکر مارے حسد کے جلے بھنے جاتے تھے۔ دن رات اسی فکر میں تھے۔ کہ کسی طرح اس طریقہ کو تکلیف پہنچائیں۔ حتٰے ایک روز مجلس منعقد کر کے قرار پایا کہ ملا یعقوب اس مہم کا سرغنہ بنانا چاہیئے تاکہ اُن کے پیشوا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر نکتہ چینی کرے۔ کہ اس کلام کے بعض حصے مخالف شریعت ہیں۔ بادشاہ کو بھی مخالفوں نے کہا۔ کہ یہ کلام خارج از شریعت ہے۔ اس نے کہا۔ کہ یہ کلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جنہوں نے تمام بدعتوں گمراہیوں اور مخالف شرع امور کا قلع قمع کیا۔ دین متین کو تازہ کیا۔ اور شریعت کو زیب و زینت دی۔ اس سے پہلے تمام اولیا مخالف شرع تھے۔ ان کے سلسلوں کو آنجناب نے منسوخ کیا۔ آنجناب کے طریقہ میں ایک ادب کی ترک کو بھی حرام سمجھتے ہیں شریعت کو رواج دینے اور سنّت نبوی کو زندہ کرنے کی خاطر آنجناب نے حد درجہ کی کوششیں کیں۔ اپنے پر تکلیفیں سہیں۔ تب کہیں شریعت کا رواج ہوا اور دین محمدی نے از سر نو رونق پائی اس سبب سے پروردگار کی طرف سے آنجناب کو مجدد الف ثانی کا خطاب عطا ہوا پس ان کا کلام کیونکر مخالف شرع ہو سکتا ہے اس میں الجھنا تمہارے لئے نہایت نازیبا اور نامناسب ہے۔ ایسے کام سے جس کا نتیجہ سراپا عذاب ہی عذاب ہے توبہ کرو۔ تاکہ تمہارے دین و ایمان میں خلل نہ آجائے۔ مخالف سخت شرمندہ ہوکر بادشاہ کے پاس سے کھسک گئے۔ اب ایک اور منصوبہ باندھا وہ یہ کہ تین خط بادشاہ کیطرف سے جعلی لکھکر سرہند بھیجے جن کی بادشاہ کو مطلق خبر نہ تھی۔ ایک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے نام دوسرا حضرت شیخ سیف الدین کے نام اور تیسرا مولوی فرخشاہ صاحب کی طرف جن کا مضمون یہ تھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی بعض عبارتیں بظاہر مخالف شرع ہیں۔ اور تمام علما نے متفق ہو کر اس بات کا فتوے دیا ہے۔ کہ مکتوبات کا پڑھنا پڑھانا بند کر دیا جائے۔ اس بارے میں ایک محضر پر تمام

علما کے دستخط کر کے سارے مخالف اکٹھے ہو کر دار الخلافہ میں آئے۔ اور اس طریقہ کے خلفا کو پیغام بھیجا کہ تمہارے شیخ کے کلام کے بعض حصے شریعت کے موافق نہیں۔ تم آکر اس کا جواب دو۔ جو شرع کے مطابق ہو۔ شیخ عبد الاحد شاہ گل بھی ان دنوں شاہجہان آباد میں تھے۔ انہیں بھی شمولیت کی تکلیف دی۔ بادشاہ کو جب معلوم ہوا۔ تو اس نے شیخ عبد الاحد کو کہلا بھیجا۔ کہ تمہارا اس مجمع میں آنا مناسب نہیں تمام احمدی اور معصومی تمام خلفاء دار الخلافہ میں جمع ہوئے۔ مخالفوں نے جو سوال کئے اسکے شافی اور شریعت کے مطابق جوابات دیئے کہ مخالفوں کو اعتراض کی گنجایش نہ رہی اور ان کی تسلی کردی گئی۔ از روئے بحث مخالف مات پڑ گئے۔ پھر بادشاہ نے انہیں اپنے پاس قلعہ میں بلایا۔ شیخ عبد الاحد بھی بادشاہ کے سامنے حاضر ہوئے پھر مناظرہ ہونے لگا جس میں مخالفوں نے نیچا دیکھا بادشاہ نے انہیں بہت شرمندہ کیا اور ملامت کر کے کہا۔ کہ میں نے تمہیں پہلے نہیں کہا تھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا کلام حق اور سچ ہے۔ اور یہی شریعت کی حقیقت ہے۔ جو آنجناب نے بیان فرمایا ہے وہ لوگ سخت شرمسار ہوئے۔ بادشاہ نے انہیں بڑی بیعزتی سے مجلس سے دور کیا۔ جب تینوں خط سرہند پہنچے۔ تو انہیں مطالعہ کر کے تمام حضرات مشائخ احمدیہ و معصومیہ سخت غضبناک ہوئے۔ اور بادشاہ کو ملامت کرنے لگے۔ حضرت حجتہ اللہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک تو مارے غصہ کے سرخ ہو گیا۔ اور بادشاہ کی طرف اس مضمون کا ایک خط لکھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر ہمارا دین و ایمان ہے۔ اسی کو ہم پڑھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اسی عقیدے پر ہمارا خاتمہ کرے اور قیامت کے دن بھی ہمارا حشر اسی پر ہو۔ مسلمانوں کے لئے اس پر یقین کرنا واجب ہے جس نے اس پر اعتقاد نہ کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کو نہ مانا۔ اس کا دین و ایمان خراب ہوا۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے قہر و غضب میں گرفتار رہوا۔ حضرت شیخ سیف الدین نے بھی اسی قسم کا غضب آلود خط لکھا۔ اور مولوی فرخشاہ صاحب نے تو خود شاہجہان آباد جانیکا ارادہ کیا۔ تمام مشائخ نے ان شبہات کے رد میں رسالے لکھے جو مخالفوں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے کلام پر کئے۔ سب سے پہلے حضرت حجتہ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے

ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں اس قسم کی عقلی اور نقلی صحیح ساطعہ و براہین قاطعہ مندرج فرمائی جنہیں پڑھکر ثابت ہو جاتا تھا۔ کہ ہر ایک مسلم پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کے کلام اور کمالات کا ماننا واجب ہے۔ اسی طرح حضرت محمد اشرف حضرت شیخ سیف الدین۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور میرے (مصنفؒ) جد امجد حضرت شیخ محمد ہادی نے کتابیں اور رسالے تصنیف کئے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد نے بہتر ۷۲ رسالے اس بارے میں لکھے۔ اس طریقہ کے خلفاء نے بھی مختلف رسالے لکھے سب کی مجموعی تعداد تین سو ساٹھ ۳۶۰ تھی جب مولوی فرخشاہ صاحب مذکورہ بالا مکاتیب و رسایل سمیت شاہجہان آباد پہنچے۔ تو بادشاہ نے آپ کی بہت عزت کی لیکن مولوی صاحب نے بادشاہ کو ڈانٹا اور بہت کچھ ملامت کی۔ کہ تو نے خط بھیجے کہ مکتوبات کا پڑھنا پڑھانا بند کر دیا جائے۔ بادشاہ نے قسم کھا کر عرض کیا۔ کہ مجھے اس معاملہ کی بالکل خبر نہیں۔ میں بے قصور ہوں۔ مولوی صاحب نے وہ خط بادشاہ کو دکھائے۔ بادشاہ نے تفتیش کر کے ان آدمیوں کو سخت سزائیں دیں جنہوں نے ایسے جعلی خط بھیجے تھے۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ میں جانتا ہوں۔ کہ مخالفین پھر جمع ہوں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کا ذکر چھیڑے۔ بادشاہ نے علما کے جمع ہونے کا حکم دیا تمام صاحب علم بادشاہی قلعہ میں جمع ہوئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ ان میں سے ایک شخص مقرر کر لو جس کا ساختہ پرداختہ سب کو منظور ہو۔ بادشاہ نے سر بلند خاں کو جو تمام علما کا سردار تھا۔ حکم پر مقرر کیا۔ کہ جو کچھ یہ کہے منظور ہے۔ مولوی صاحب نے رسالہ کشف الغطا جو مخالفین کے شکوک کے رد میں لکھا تھا۔ سر بلند کو دیا جس نے مطالعہ کے بعد پسند کیا اور جو رسالہ حضرت قیوم ثالث نے لکھا تھا۔ وہ بادشاہ نے علما کو دیا۔ جسے دیکھکر وہ حیران رہ گئے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام اور کمالات کو مان گئے۔ بعد ازاں سارے رسالوں کو دیکھا۔ تو لوگوں کا اعتقاد بڑھ گیا۔ بادشاہ کو کہنے لگے۔ کہ ہمیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزندوں کی قدر معلوم نہ تھی۔ واقعی جو کچھ وہ کہتے ہیں سچ اور ٹھیک ہے اور تمام لوگوں پر واجب ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام اور کمالات کو تسلیم کریں۔ بعد ازاں بہت

سے مخالفوں نے توبہ کی۔ اور سرہند پہنچکر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت
میں حاضر ہوکر مرید ہوئے۔ بادشاہ نے بھی آنجناب کی خدمت میں اس مضمون کی عرضی
لکھی۔ کہ مجھے اس معاملے کی بالکل خبر نہ تھی۔ اس ہنگامہ کے بعد مولوی صاحب حج
کو چلے گئے۔ بعض مخالف جو اس ہنگامہ میں نیچا دیکھ چکے تھے۔ شیطان نے رجعت
کی دولتی ان کی کوتہ اندیش عقل پر ماری۔ ان کی عداوت پہلے سے بھی بڑھ گئی۔ بہت
سے رافضی بھی ان کے شریک ہو گئے۔ اور بہت سا روپیہ جمع کر کے عرب میں برزندی
کے پاس بھیجا۔ جو علمائے شیعہ کا سردار تھا۔ تاکہ مناظرہ کے لئے وہ ہند میں آئے جب
برزندی نے روپیہ دیکھا تو دنیاوی طمع کے سبب اس کی باطنی آنکھیں اندھی ہوگئیں
اور ہند کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت قیوم سابع فرماتے ہیں کہ برزندی نے مولوی فرخشاہ
صاحب سے عرب میں ملاقات کی تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر بعض
شبہات پیش کئے مولوی صاحب نے ایسا شافی جواب دیا کہ برزندی دم بخود رہ گیا۔
اور ساتھ ہی شاہجہان آباد والا معاملہ بھی سنا دیا کہ تمام مخالفین جمع ہوئے تھے مگر
حضرات سرہند سے انہوں نے زک اٹھائی۔ یہ سنکر برزندی نے ہند جانے کا ارادہ
توڑ دیا۔ پھر منافقوں نے دوسری دفعہ زر کثیر مع منت و سماجت بھیجا۔ اور اور بہت
سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہند میں آئیں تو بادشاہ سے
بھی اسقدر روپیہ دلائیں گے۔ آخر دنیاوی طمع اسے ہند کی طرف لائی لیکن اس نے
جان و مال سب کچھ برباد کر دیا۔ تین سو سے زیادہ شاگردوں سمیت جہاز پر سوار ہوا
جب برزندی کے ہند میں آنیکی خبر مخالفوں نے سنی تو بغلیں بجانے لگے۔ اور کہنے
لگے کہ اب برزندی آتا ہے دیکھیں گے حضرات سرہند اسکے مقابلے میں کیونکر ٹھیر
سکتے ہیں۔ یہ ہند کے علما تھے جو مقابلہ نہ کر سکے۔ برزندی کو زک دینا ٹیڑھی کھیر ہے
یہ بات کسی نے حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں پہنچا دی۔ آنحضرت نے سخت ناراض
ہوکر بے اختیار زبان مبارک سے نکلا۔ کہ حق تعالٰے اسے ہند میں پہنچنے کی مہلت
نہیں دیگا۔ جلدی ہی وہ غضب پروردگار میں غرق ہوگا۔ یہ خبر لوگوں میں بھی پھیل
گئی۔ حضرت قیوم ثالث کے تمام مرید کہتے تھے کہ اگر برزندی ہلاک ہوگیا تو حضرت
حجۃ اللہ کا عین تصرف ہے۔ اور آنجناب کی بزرگی روز روشن کی طرح ہو جائیگی ایسی اثنا

میں خبر آئی کہ جس جہاز میں برزندی سوار تھا۔ وہ غرق ہو گیا۔ اور اس نے معہ لواحقین و توابع عدم کی راہ لی ہے۔ اس جہاز پر سے صرف ایک شخص زندہ بچا۔ وہ جہاز کی غرقابی کی کیفیت یوں بیان کرتا ہے کہ جب جہاز بندرگاہ سورت کے قریب پہنچا تو برزندی نے اپنے شاگردوں کو کہا کہ کل ہم ملک ہند میں داخل ہونگے ہمارا مقابلہ جنگی شیروں سے پڑا ہے یعنی حضرات سرہند سے دعا کرو حق تعالےٰ ہمیں فتح و نصرت عطا فرمائے۔ تمام شاگرد اس بات کے لئے دست بدعا ہوے اور برزندی نے بھی ہاتھ اٹھائے۔ ابھی دعا ہی کر رہے تھے۔ کہ باد مخالف نے اٹھکر جہاز کے پرخچے اڑا دیئے۔ میں گھبرایا اور سمجھ گیا کہ یہ حضرات سرہند کی نصرت ہے۔ میں نے برزندی کی رفاقت سے توبہ کی۔ اور مشائخ سرہند کا معتقد ہوا۔ برزندی کے غرق ہونے کی خبر سنکر تمام مخالف حیران رہ گئے اور انہیں یقین ہو گیا۔ کہ یہ محض حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے تصرف سے ظہور میں آیا ہے جنہوں نے اسے بلایا تھا۔ تائب ہو کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہو گئے۔

ذکر دربیان

سال شانزدہم از قیومیت حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث آمدن سلطان کاشغر و مرید شدن او بخدمت آنحضرت و رفتن سلطان بلخ و رفتن سلطان ہند از ہند بہ دکن و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال شاہ کاشغر حضرت **قیوم ثالث** رضؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہے۔ اور اس کے گرد ہزارہا آدمی دست بستہ کھڑے ہیں جن کی پیشانیوں سے نور چمک رہا ہے۔ اس نے پوچھا یہ کون بزرگ ہے۔ اتنے میں آواز آئی۔ کہ یہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ہیں جنہیں حق تعالےٰ نے تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ جو شخص کامل اعتقاد سے آنجناب کی زیارت کرے گا۔ حق تعالےٰ اسے بغیر حساب بہشت میں داخل کرے گا۔ اور اپنے

فضل وکرم سے اس کے سارے گناہ بخشدے گا۔ جب بادشاہ جاگا۔ تو آنحضرت
کے دیدار فایض الانوار کے اشتیاق نے اسے بے قرار کر ڈالا۔ دوسرے دن
سلطنت بیٹے کے سپرد کر کے خود ہند کی طرف روانہ ہوا۔ جب منزلیں طے کر کے
سرہند میں آیا۔ تو حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ آنحضرت نے
بھی اس پر بے شمار عنایات فرمائیں۔ تھوڑی مدت آنحضرت کی خدمت میں رہکر حج کا
ارادہ کیا۔ آنحضرت نے اسے حج کی اجازت دی۔ اور وہ حسب الارشاد روانہ ہوا۔
جب شاہجہان آباد میں پہنچا۔ تو اورنگ زیب نے اس کی نہایت عزت وتوقیر کی
اور ضیافت ومہانداری کی شرطیں بجالایا اور برادرانہ سلوک کیا۔ دونو بادشاہ ایک
ہی مسند پر بیٹھے۔ چند روز دونو بادشاہ اکٹھے رہے بعد ازاں شاہ کاشغر رخصت
ہو کر عرب کی طرف روانہ ہوا۔ جب دکن پہنچا تو سیواجی مرہٹہ جو دکنی دشمن تھا۔
اور اکثر اس کے اور شاہی لشکر کے مابین لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ اور جس نے تمام
ممالک محروسہ میں فساد ڈال رکھا تھا۔ شاہ کاشغر پر چڑھ آیا۔ اور اسے تکلیفیں
اور اذیتیں پہنچائیں۔ اور تمام مال وخزانہ لوٹ لیا۔ اس کے گھوڑوں اور اونٹوں کو
پکڑ لیا۔ اور حد سے زیادہ بے عزتی کی۔ حتےٰ کہ بادشاہ کو پاپیادہ اپنے گھوڑے
کے آگے دوڑایا۔ اس قسم کی رسوائی کر کے پھر اسے چھوڑ دیا جب یہ خبر بادشاہ
ہند نے سنی تو نہایت جوش میں آیا۔ اسی وقت دکن کی طرف کوچ کیا اور اس مہم کا
مصمم ارادہ کر لیا۔ اس اثناء میں بعض فتنہ پردازوں نے غنیم لئیم کے ایما سے
شاہزادہ سلطان محمد اکبر کو ورغلایا اور باپ سے باغی کرادیا۔ شہزادہ بہت سا لشکر
لیکر باپ پر چڑھ آیا۔ بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں
ایک عرضی لکھی۔ کہ آنجناب مجھ عاجز کی فتح ونصرت کے لئے توجہ فرمائیں آنحضرت
نے جواب میں لکھا۔ کہ ہم دعا اور توجہ میں ہیں۔ خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں دشمنوں
پر فتح عنایت کریگا۔ جہاں جاؤ گے فتح پاؤ گے۔ کشفی نظر میں دشمنوں پر تمہاری فتح
روز روشن کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ بادشاہ اس فیض اشارت بشارت سے
نہایت خوش وخورم ہوا۔ اور لڑائی کا سامان ٹھیک ٹھاک کر کے سلطان محمد اکبر کی
طرف متوجہ ہوا۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو حق تعالےٰ نے محمد اکبر

کے دل میں بادشاہ کی طرف سے خوف ڈالدیا۔فتنہ پرواز جو اسکے ساتھ تھے بھاگ گئے۔خود بھی بھاگ گیا۔اور بادشاہی فوج نے اُس کا تعاقب کیا شہزادہ بھاگا بھاگا ملک ہند سے نکل ایران پہنچا۔شاہ ایران نے اُس کی بڑی عزت کی۔اور شاہانہ سلوک کیا۔اور بھائیوں کی طرح رکھا۔آدھے ملک کا خراج اسے دیا شہزادہ نے وہیں رہنا اختیار کیا اور وہیں وفات پائی۔اور امام موسےٰ علی رضا رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔بادشاہ ہند شاہزادہ کو بھگانے کے بعد دکنی دشمن کی طرف متوجہ ہوا۔جب دکن پہنچا۔تو دشمن مقابلے کی تاب نہ لاکر بھاگ اٹھا شاہی لشکر نے اس کا پیچھا کیا۔لیکن ہاتھ نہ آیا۔بادشاہ نے ان فتوح کے شکریہ میں ایک عرضی معہ تحف وہدایا حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کی دشمنوں کو گرفتار کرنے۔اور فتنہ وفساد مٹانے کے لئے دکن میں سکونت اختیار کی جب تک زندہ رہا پھر شاہجہان آباد نہ آیا۔بلکہ ہند کا رخ بھی نہ کیا دکن ہی میں مرگیا۔

حضرت ابو العلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں فجر کی نماز کے بعد یاروں کے حلقہ سمیت بیٹھے تھے۔جب حلقہ سے فارغ ہوئے۔تو فرمایا۔کہ میں نے مراقبہ میں دیکھا۔کہ ایک بلند قد آدمی آکر میرے سامنے بیٹھ گیا ہے میں جب اس کے حال کی طرف متوجہ ہوا۔تو اس نے اٹھ کر مجھے سلام کیا۔اور پروردگار کی طرف سے بھی سلام پہنچایا میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے طریقے پر اسے کہا۔اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ۔الخ بعد ازاں اس نے کہا کہ حق تعالےٰ تمہارے گھر آیا ہے۔اس خبر کے علاوہ تمہیں ارشاد عظیم نصیب ہوگا۔اسی اثناء میں زندہ دل بکیفیت باخیر وبرکت ظاہر ہوا۔حکم ہوا کہ اپنے گھر چلے جاؤ۔جب میں گھر آیا۔تو عنایت پروردگار کے آثار نے مجھے گھیر لیا۔اور مجھ پر لطف وکرم الٰہی اس قسم کا ہوا جو بیان سے باہر ہے۔میں فرحت اثر خبر کا منتظر تھا ظہر کی نماز کے بعد مجھے خوشخبری ملی۔جو میرے فرزند عزیز کی شادی کے متعلق تھی اور مدت سے اس کام کے لئے توجہات فرماتے تھے۔لیکن حاصل نہیں ہوئی تھی۔جب وقت آیا تو حاصل ہوگئی۔آنحضرت بہت خوش ہوئے اور شکر الٰہی بجالائے ؀

ذکر دربیان

سال ہفد ہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ عنایت شدن قسمت تمام رحمت پروردگار بہ نیابت حضرت خاتم الرسل حضرت حجۃ اللہ را و عنایت شدن مرکز ججرہ محبوبیت ذاتی بآنجناب وسفر آنحضرت از سرہند بدکن بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

میرے (مصنف کے) اجد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رض روضہ مبارک میں جاکر یاروں سمیت مراقبہ کیا۔ اور ظہر تک مراقبہ میں رہے مراقبہ سے فارغ ہوکر نماز ظہر ادا کر کے لوگوں کو فرمایا۔ کہ آج مراقبہ میں عجیب معاملہ گذرا۔ میدان قیامت مجھ پر منکشف ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ تمام انبیاء اور اولیاء جمع ہیں تمام عاصی گنہگار اور کافر موجود ہیں تمام لوگ جزع و فزع میں ہیں۔ فرشتگان عذاب لوگوں کو طرح طرح کے عذاب دے رہے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقی (رض) لوگوں کو عذاب سے بچا رہے ہیں۔ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کمال قرب پروردگار میں عظمت وکبریائی کے پردوں کے اندر بیٹھے ہیں۔ جیسے کوئی عاشق معشوق کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے۔ یا بادشاہ وزیر سے صلاح ومشورہ کرتا ہے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بھی اس خلوت میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہیں۔ اسی اثناء میں منادی نے حضرت عروۃ الوثقی کو آواز دی کہ حق تعالےٰ نے اپنے کمال فضل سے اپنی رحمت کی تقسیم جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے تمہارے فرزند خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی ہے۔ فرشتگان رحمت نے آکر مجھے گھیر لیا۔ اور جواہرات اور یاقوتوں کا جڑاؤ تخت لاکر کہنے لگے کہ حکم الٰہی ہے کہ اس تخت پر بیٹھو پھر منادی نے آواز دی کہ اللہ تعالےٰ نے محمد نقشبند حجۃ اللہ رض کو اپنے فضل وکرم سے اپنی رحمت کی تقسیم جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے سونپی ہے۔ یہ

تخت کرامت ہے اس پر بیٹھکر اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے بندوں پر تقسیم کرو۔ اور اللہ کا شکر بجالاؤ۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے آکر میرا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا اور ساری خلقت میری طرف متوجہ ہوئی۔ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق خلق خدا پر ان کے اعمال کے موافق رحمت الٰہی تقسیم کی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ "یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے"۔ واقعی رحمت پروردگار کی ایک صفت ہے جس کے تقسیم کرنیوالے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس رحمت کا خزانہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ آپ کا خطاب خزینۃ الرحمۃ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد سعید کو اپنی نیابت سے مرحمت فرمایا اور خازن الرحمت لقب مقرر فرمایا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے تمام رحمت کی تقسیم سپرد ہوئی وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ "اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے"۔

مناقب نقشبندی میں حضرت ابوالعلیٰ لکھتے ہیں۔ کہ اس معاملہ کے چند روز بعد حضرت قیوم ثالث نے مراقبہ کے بعد فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے اَلْجِبْرَئِیْلُ خادم اللہ کہ جبرائیل اللہ تعالیٰ کا خادم ہے۔ آج میں نے مراقبہ میں دیکھا ہے کہ جبرائیل اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ خدمت سے منزہ ہے لیکن یہ ایک بھید ہے۔ ہر انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ یہ بات ان الفاظ میں کہی جاسکتی ہے۔ کہ قرآن شریف میں وجہ دید کا لفظ وارد ہے۔ پھر ایک نہایت عالیشان اور بہت ہی بلند مقام ظاہر ہوا جس کی شکل وصورت حجرے کی سی تھی۔ اس حجرے کے اندر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور اس حجرے کے اردگرد تمام اولیا اور انبیاء جمع تھے وہ سب اندر جانیکی آرزو کرتے لیکن نصیب نہ ہوتا اتنے میں آواز آئی کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کو خدمت کیلئے بلاتے ہیں۔ بعد ازاں فرشتوں نے باآواز بلند کہا کہ پروردگار کا حکم یوں ہے کہ

خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے جائیں۔ میں حسب الحکم حجرے کے اندر گیا۔ اور آنحضرتؐ کی خدمت اس طرح کرنے لگا جیسے شادی کی رات دلہن کی آرایش وزیبایش کرتے ہیں۔ ایک وقت ایسا آیا کہ میں اور جبرائیل دونو بیہوش ہو گئے۔ خدمت سے فارغ ہونے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لباس فاخرہ جو زیب تن تھا۔ اتار کر مجھے پہنایا۔ جب میں اس مقام سے باہر نکلا تو جتنے انبیاء اور اولیاء حجرے کے باہر کھڑے تھے۔ میرے پاس آکر مجھے چومنے لگے کہ تو ایسے مقام سے آیا ہے۔ جسے مرکز حجرۂ محبوبیت ذاتی کمال انفعالی کہتے ہیں۔ جو حق تعالےٰ نے اپنے کمال فضل سے حضرت حجۃ اللہ کو عنایات فرمایا:۔

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت شیخ سیف الدین کا انتقال ہو گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ سے جنوب کی طرف ایک تیر پرتاب کے فاصلے پر مدفون ہوئے۔ جناب کے مزار پر ایک عالیشان گنبد بنایا جس کے گرداگرد ایک باغ لگایا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو اپنے بھائی کی وفات کا سخت افسوس ہوا۔ چونکہ ان دنوں آنحضرت پر خدا و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بڑی بڑی نعمتیں اور کرامتیں نصیب ہوئیں۔ اس لئے آنحضرت نے ان نعمتوں کے شکریہ میں حرمین الشریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔ کہ وہاں زیارت کرکے شکریہ ادا کروں اور اس مولود نور العین حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو جو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری سے وجود میں آئے۔ لیجاکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے مشرف کراؤں۔ سفر کی تیاری کرکے تمام لواحقین اور نور العین کو ساتھ لے عرب کا رخ کیا۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا بھی ہمراہ ہوئے۔ اور علما و مشائخ کئی ہزار حج کے ارادے سے آنجناب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آنحضرت نے دکن کی راہ سمندر کنارے پہنچنا چاہا۔ جب منزلیں طے کرکے دکن پہنچے۔ تو بادشاہ ہند بھی ان دنوں دکن میں تھا۔ آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سن کر سر کے بل آنحضرت کے استقبال کو آیا۔ جب حضرت حجۃ اللہ رضؓ شاہی لشکر میں داخل ہوئے۔ تو بادشاہ صبح شام آنجناب کی خدمت میں حاضر رہنے لگا۔ دن رات تمام ارکین سلطنت حضور پر نور میں دست بستہ کھڑے رہتے

ہزار ہا آدمی آنحضرت کے حلقہ میں صبح شام حاضر ہوتے۔ آنحضرت نے چند روز شاہی لشکر میں رہکر عرب جانا چاہا۔ کہ اتنے میں خبر آئی کہ فرنگیوں اور ہندیوں میں جنگ عظیم چھڑی ہوئی ہے۔ اس واسطے عرب جانے کے لئے رستہ بند ہے۔ اسلئے آنجناب نے تھوڑی مدت کے لئے عرب جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

ذکر در بیان

سال ہژدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و درخواست کردن سلطان ہند بشارت فتح حیدر آباد از آنحضرت و بشارت فتح دادن آنجناب وظفر یافتن سلطان ہند بر حیدر آباد و دستگیر شدن ابوالحسن از توجہ آنجناب و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال سلطان ہند نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حکم سے حیدر آباد دکن پر چڑھائی کی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ سلطان ہند کو متواتر خبریں پہنچیں۔ کہ حیدر آباد میں خلفائے ثلاثہ اور حضرت عائشہ صدیقہ اور تمام اصحاب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو علانیہ برا بھلا کہا جاتا ہے۔ اور علاوہ بریں فسق و فجور کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ وہاں بادشاہ ابوالحسن تانا شاہ دن رات شراب میں مست پڑا رہتا ہے۔ اسے اپنے آپ کی سدھ بدھ نہیں ہوتی۔ رعیت پر ہر قسم کا ظلم و ستم ہو رہا ہے۔ لیکن اس کی خبر تک اسے نہیں ہوتی۔ اور نہ مظلوموں کی داد رسی کی جاتی ہے۔ صبح شام رنڈیوں کا ناچ ہوتا ہے۔ اگر کبھی باہر آتا ہے تو عورتوں کے گلے میں بانہیں ڈالکر چلتا ہے۔ ان کے سوائے اور کسی سے بات نہیں کرتا۔ اور نہ کسی کی سنتا ہے۔ ایسی صورت میں رعایا کی کون خبر گیری کرے۔ بادشاہ نے یہ خبریں سنکر جہاد کا مصمم ارادہ کر لیا اور اس بارے میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اور بہت سے لوگوں سے اس بات کی گواہی دلوائی کہ اہل حیدر آباد رافضی ہیں اور صحابہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو برملا برا بھلا کہتے ہیں۔ ساتھ ہی حضرت عروۃ الوثقیٰ کا وہ مکتوب جو آنجناب نے رافضیوں سے جہاد کی تحریص میں اس کی طرف لکھا تھا۔ کہ یہ دشمن رسول ہیں جب کہ بادشاہ ابھی شاہزادہ تھا۔ اور ایران گیا تھا چنانچہ اسکی مفصل

کیفیت اس کتاب کے دوسرے حصے کے اٹھارھویں سال قیومیت حضرت عروۃ الوثقیٰ میں لکھی گئی ہے۔ آنحضرت کو دکھایا۔ اور رافضیوں پر اپنی فتح کی خوشخبری کی درخواست کی۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کو فرمایا کہ آج کی رات ہم اس بارے میں استخارہ کرتے ہیں۔ جو کچھ حق تعالےٰ کی طرف سے ظاہر ہوگا۔ تبایا جائیگا۔ بادشاہ نے بھی اس بات کو قبول کیا۔ دوسرے دن بادشاہ بشارت فتح کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ کہ آج رات ہم نے اس بارے میں توجہ بلیغ کی ہے۔ امید غالب ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے دشمنوں پر تمہیں فتح نصیب ہوگی۔ اور تیرے مخالف رسوا و ذلیل ہوں گے۔ بادشاہ اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ اور آداب قیومیت بجالا کر ابوالحسن تاناشاہ کی طرف خط لکھا۔ کہ حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں تمام ممالک محروسہ ہند و دکن کا بادشاہ کیا ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں۔ کہ حیدرآباد اور بیجاپور کا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کریں۔ تمہاری سلطنت دُھُر کی طرح ہے۔ کہ تاج شاہی کے نام کے سوا اور کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ ابوالحسن نے اس کے جواب میں ایک خط لکھا جو اپنی بہادری دلیری اور سختی پر مشتمل تھا۔ بادشاہ ہند نے یہ خط دیکھتے ہی جنگ کی تیاری کی اور حیدرآباد کی طرف کوچ کیا۔ ابوالحسن نے بھی جنگ کی تیاری کر کے بادشاہ کا مقابلہ کیا۔ حیدرآباد میں گورکنڈہ کا قلعہ دکن بھر میں بہ لحاظ مضبوطی بے نظیر ہے۔ تمام ضروریات زندگی قلعہ میں موجود تھیں حتےٰ کہ کھیتی باڑی بھی اندر ہی ہوتی تھی۔ نہایت وسیع قلعہ تھا۔ ابوالحسن اس قلعہ میں ہو بیٹھا اور اطراف و جوانب میں آدمی بھیج دیئے۔ کہ شاہی لشکر کے لئے سامان رسد بند کردیں عالمگیر نے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ گولہ باروت کی لڑائی ہونے لگی۔ قلعہ والوں کے گولے شاہی لشکر میں پڑ کر لوگوں کو ہلاک کرتے تھے۔ لیکن شاہی لشکر کے گولے قلعہ میں نہیں پہنچ سکتے تھے۔ غلہ وغیرہ بھی لشکر ہند سے بند کر دیا گیا عالمگیر ہر روز سوار ہو کر قلعہ کے نیچے لڑائی کے لئے جا کھڑا ہوتا۔ اور جنگ بھی کرتا لیکن اہل قلعہ پر گولوں کا خاک بھی اثر نہ ہوتا۔ مگر قلعہ والوں کے گولے شاہی لشکر میں پڑ کر اسے تباہ کرتے۔ بلکہ ان کا اثر بادشاہ کے قریب تک بھی ہوتا۔ حتےٰ کہ ایکدفعہ شاہی تخت کا ایک پہلو گولے سے ٹوٹ گیا۔ لیکن شاہ ہند توکل بر خدا مستقل مزاج رہکر وہاں سے

نہ ہلا۔ بلکہ قدم آگے ہی بڑھاتا گیا۔ لشکر ہند میں قحط بھی حد سے زیادہ ہو گیا۔ چنانچہ پچاس روپے کو ایک سیر آٹا بھی ہاتھ نہیں آتا تھا۔ ہر روز ہزارہا جوان بھوک کے سبب ہلاک ہوتے۔ لوگوں نے عمدہ عمدہ گھوڑے اور اونٹ ذبح کر کے ان کے سوکھے گوشت کو قوت لایموت کے طور پر کھایا اور بسا اوقات یہ بھی نصیب نہ ہوا ابوالحسن قلعہ کے اندر سے زہر آلودہ طعام شاہی لشکر میں پھینکواتا۔ لوگ کھا کر ہلاک ہوتے حالانکہ انہیں یقین ہوتا کہ زہر آلود کھانا ہے۔ پھر بھی بھوک سے لاچار ہو کر کھاتے اور کھاتے ہی ہلاک ہو جاتے۔ حضرت قیوم رابع رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ ان دنوں بادشاہ ہر روز دو اونٹ گیہوں کے لدے ہوئے خانقاہ کے آدمیوں کے لئے بھیجتا۔ اور سو آدمیوں کے لئے نفیس کھانا اپنے مطبخ سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کے آدمیوں کے لئے بھیجتا رہا۔ مختصر یہ کہ جب لشکر ہند کا قافیہ تنگ ہو گیا چنانچہ ہر روز ہزارہا آدمی مرنے لگے اور کچھ گولوں کی نذر ہونے لگے۔ تو بادشاہ نے قلعہ لینے کے لئے حد سے زیادہ کوشش کی۔ چنانچہ ایک روز سوار ہو کر قلعہ کے قریب پہنچ گیا۔ اور کہنے لگا۔ کاش گولہ مجھ پر پڑتا تاکہ میں شہید ہو جاتا اور یہ بندگان خدا بلا سے بچ جاتے۔ ابوالحسن قلعہ پر بیٹھ شراب پی رہا تھا۔ اور رنڈیاں ناچ رہی تھیں۔ اس نے شاہ ہند کو دیکھ کر کہا۔ کہ جو کچھ ہونا ہے ہو کر رہیگا۔ اس سے زیادہ اور کیا ہوگا۔ کہ آج میں اس نازو نعمت اور عیش و عشرت میں بیٹھا ہوں اور شاہ ہند اس رسوائی اور بے عزتی سے میرے سامنے کھڑا ہے۔ جب شاہ ہند نے اس کی یہ بات سنی تو نہایت غضبناک ہو کر کہا۔ کہ عنقریب ہی تمہیں کہ اس شراب کا خمار بُری طرح اُٹھانا پڑیگا اور اس عیش و عشرت کی لذت بُری طرح چکھنی پڑے گی جو تکلیف میرے لشکر نے تیرے ہاتھ سے اٹھائی ہے میں اس سے زیادہ تجھے پہنچاؤں گا اتنے میں ایک گولہ شاہ ہند کے پاس کھڑے ہوئے ایک فقیر پر پڑا۔ جو فی الفور ہلاک ہو گیا۔ اور اس کے سر کا مغز اڑ کر بادشاہ پر پڑا۔ بادشاہ بہت ناراض ہوا عصر کے وقت اپنے ڈیرے پر چلا آیا۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ جب بادشاہ ڈیرے پر لوٹ آیا۔ تو حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ کہ آنجناب نے اس قلعہ کی فتح کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی لیکن ابھی تک قلعہ فتح نہیں ہوا

آنحضرتؓ نے سنکر ناراض ہوکر فرمایا۔ کہ میں نے مدت مقرر نہیں کی تھی لیکن عنقریب ہی بفضل خدا فتح ونصرت نصیب ہوگی۔ ہم ہروقت دعا میں مشغول ہیں حضرت ابوالعلیٰ جو والد بزرگوار کے ساتھ ہی تھے۔ بادشاہ کی اس بات سے بہت ملول ہوئے کہ اس نے ایسی بے ادبانہ بات کیوں کی۔ اسی وقت اٹھ کر خلوت میں چلے گئے اور ایک گھڑی بعد آئے تو آپ کے ہاتھ میں ایک لکھا ہوا کاغذ تھا۔ ابھی بادشاہ آنحضرتؓ کی خدمت میں ہی تھا۔ کہ آپ نے وہ کاغذ بادشاہ کو دیا جس میں لکھا ہوا تھا۔ کہ حیدر آباد کا یہ قلعہ تیسرے دن صبح کے وقت فتح ہوگا اور پھر دن چڑھے قلعے کی کنجیاں تمہارے ہاتھ آئیں گی بادشاہ نے پوچھا کیا اسی طرح ہوگا جیسا آپ نے لکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔ میں نے حق تعالےٰ سے تحقیق کر کے لکھا ہے بادشاہ سن کر نہایت خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ اس فتح کے بعد تمام مال اور ذخیرہ آنجناب کی نذر کروں گا۔ واقعی تیسرے روز قلعہ فتح ہوگیا۔ اور پہر دن چڑھے کنجیاں بادشاہ کے پاس پہنچ گئیں۔ بادشاہ نے قلعہ کے محاذی مٹی کا ایک ٹیلہ بلند کیا اور اس پر توپیں نصب کیں۔ لیکن اس دمدمے سے کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ گولہ چھٹے وقت مٹی پر جا پڑتا۔ اور بعض گولے لڑھک کر لشکر پر آپڑتے۔ کہتے ہیں۔ پانچ لاکھ روپیہ اس دمدمے کی تیاری پر صرف ہوا۔ آخر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ اور حضرت ابوالعلیٰ کی توجہ سے اللہ تعالےٰ نے اہل قلعہ کے دل میں خوف وہراس ڈالدیا چنانچہ انہوں نے خود بخود قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور الامان پکار اٹھے شاہزادہ اعظم شاہ اور روح اللہ خاں امیر الامرا نے آکر بندوبست کیا۔ کہتے ہیں۔ ابوالحسن کے لئے دسترخوان پر کھانا چنا گیا تھا۔ کہ یہ پہنچ گئے۔ اُسے اٹھا کر لے آئے کہتے ہیں اس قلعہ میں ہیرے کی کان تھی۔ جب قلعے کا محاصرہ ہوا۔ تو اس کان کو گم کر دیا گیا۔ اس کی لڑکی جو بعد میں حضرت حجۃ اللہؓ کے فرزند شیخ محمد عمر کے نکاح میں آئی کہتی تھی کہ جب میرے باپ نے عالمگیر بادشاہ کی آمد آمد سنی تو لڑائی سے چھ مہینے پہلے ہر روز ہیروں کے تھال بھر بھر کر کنوئیں میں پھنکوا تا رہا۔ عالمگیر چھ ماہ تک ابوالحسن کے جواہرات دیکھتا رہا لیکن ابھی ختم نہ ہوئے۔ کہ بادشاہ انکے دیکھنے سے عاجز آگیا جب ابوالحسن بادشاہ کے پاس لایا گیا۔ تو بادشاہ نے اسے بہت ہی ذلیل کیا۔ ایک

تنگ و تاریک مقام میں اسے قید کر دیا۔ جو تکلیف اور رسوائی ممکن تھی اسے پہنچائی گئی۔ آخر سختی کے مارے وہ قید ہی میں مرگیا۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ جب قلعہ حیدرآباد فتح ہوا۔ تو بادشاہ اسی وقت حضرت حجۃ اللہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور فتح کا شکرانہ بجالایا۔ اور طرح طرح کے تحفے اور ہدیے نذر کئے۔ اور عرض کیا کہ مجھے اس فتح کی امید نہ تھی محض جناب کی توجہ مبارک سے یہ فتح نصیب ہوئی۔ آنحضرت کی اس نے بہت کچھ دعا وثنا کی۔ بعد ازاں حضرت ابوالعلی سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ یہ وہی دن ہے جو آپ نے لکھا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے اسی وقت کہا تھا۔ کہ لکھے ہوئے میں ذرا شک وشبہ نہیں میں نے تحقیق کر کے لکھا ہے۔ بعد ازاں بادشاہ نے کہا۔ کہ میں ابوالحسن کی لڑکی کو معہ اس کے مال واسباب کے آپ کی نذر کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جس کے گھر بیوی ہو۔ حیف ہے کہ وہ دوسری عورت کرے۔ اس کے مال کی مجھے ضرورت نہیں۔ میرے بھائی محمد عمر کی عورت فوت ہوگئی ہے۔ یہ انہیں دو۔ بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر کا نکاح ابوالحسن کی لڑکی سے کر دیا۔ اور بہت سا مال وجواہر جہیز میں دیا۔

ذکر دربیان

سال نوزدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ بعد دعا کردن بادشاہ ہند برائے بشارت فتح بیجاپور وظفر یافتن او براں دیار از توجہ آں قبلہ اخیار و بیان اخبار اموات کہ از آنحضرت واقع شدہ و بیان دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب عالمگیر بادشاہ حیدرآباد کی فتح سے فارغ ہوا۔ تو بیجاپور کا رخ کیا۔ کہ اسے بھی مسخر کرے۔ اس مطلب کا اظہار آنجناب کی خدمت میں کیا۔ تو آنحضرت نے اس بارے میں متوجہ ہو کر بادشاہ کو فرمایا۔ کہ حق تعالٰے تمہیں اس ملک پر فتح ونصرت نصیب کریگا۔ اور باسانی وہ ملک تمہارے ہاتھ آئے گا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا جنگ کی تیاری کی۔ اور بیجاپور کا رخ کیا۔ حضرت قیوم رابعؓ فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ بیجاپور کے قریب پہنچا تو حضرت حجۃ اللہؓ نے اپنے دوسرے فرزند حضرت

محمد عمر کو بادشاہ ہند کے پاس بھیجا۔ کہ یہ قلعہ بھی بغیر جنگ کئے تمہارے ہاتھ آئیگا۔ جب عالمگیر بیجاپور سے چھ میل کے فاصلے پر پہنچ گیا۔ تو وہاں کے بادشاہ سکندر نے جب دیکھا کہ ابوالحسن تاناشاہ اس قدر لشکر کثیر تھے اور دکن کے بادشاہوں میں سے سب سے ممتاز ہونے کے اورنگ زیب کے ہاتھوں تباہ وخستہ حال ہو گیا۔ تو میں کس گنتی میں ہوں۔ اپنے اراکین سلطنت کو بُلا کر مشورہ کیا۔ تو یہ صلاح ٹھیری۔ کہ اسطرح صلح کرنی چاہیئے کہ پہلے بادشاہ خود جاکر شاہ ہند سے ملاقات کرے۔ بعد ازاں جو مرضی عالمگیر کی ہو کرے۔ کیونکہ ہم میں اس کے مقابلہ کی تاب نہیں۔ سکندر نے بھی اس رائے کو پسند کیا۔ اور مال خزانے کی کنجیاں لیکر عالمگیر کی ملاقات کے لئے روانہ ہوا۔ جب عالمگیر کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو اپنے ارکان سلطنت کو استقبال کے لئے بھیجا۔ بڑی عزت سے بلا کر شاہانہ طور پر اس سے ملاقات کی۔ اور اپنے ساتھ برابر بٹھایا۔ سکندر نے عالمگیر کو کہا۔ کہ میں چھوٹا سا بادشاہ ہوں۔ مجھ میں مقابلہ کی طاقت نہیں۔ اب میں اس واسطے حاضر ہوا ہوں کہ جس طرح حکم ہو اس پر عمل کیا جائے۔ ملک کو اپنے قبضے میں لاؤ۔ اور یہ رہیں مال وخزانے کی کنجیاں۔ انہی لے لو۔ عالمگیر نے بہت کچھ دلاسا دیا۔ اور کہا یہ تیرا گھر ہے میں تمہیں اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ بعد ازاں ایک شاہانہ خیمہ الگ اس کے لئے نصب کرایا۔ اور بڑی عزت سے اپنے ساتھ رکھا اور بادشاہوں کی طرح اس سے سلوک کیا۔ اور لوگوں کو تاکید کی کہ جو سلوک میرے بیٹوں سے کرتے ہو۔ ویسا ہی اس سے کرو۔ بعد ازاں اس کے لواحقین کو قلعہ بیجاپور سے منگا کر سکندر کے ساتھ اپنے لشکر میں رکھا۔ اور بیجاپور کا بند وبست کرنے کے لئے اپنے آدمی مقرر کئے۔ جا بجا عامل مقرر کئے۔ بادشاہ ہند نے ابوالحسن کی دوسری لڑکی کا نکاح سکندر سے کیا جس کی وہ منسوبہ تھی۔ ابوالحسن کی تین لڑکیاں تھیں۔ ایک کا نکاح حضرت قیوم ثالث کے فرزند دوم شیخ محمد عمر سے ہوا دوسری کا سکندر سے اور تیسری کا بادشاہ ہند کے خالہ زاد بھائی سے ہوا جو ایک رکن سلطنت تھا جب ابوالحسن کو لڑکیوں کے نکاح کی خبر ہوئی۔ تو کہا بہت اچھا ہوا۔ کہ مشائخ ہند سے میری لڑکی منسوب ہوئی۔ کیونکہ وہ از روئے حسب ونسب اور فضائل تمام جہان سے افضل ہیں۔ دوسری لڑکی کی جو سکندر سے شادی ہوئی تو یہ بھی اچھا ہوا۔ کیونکہ وہ

پہلے ہی اس کی منسوبہ تھی۔ رہی تیسری لڑکی جو شاہ ہند کے خالہ زاد بھائی سے بیاہی گئی یہ بہت بیجا ہوا ہے۔ کیونکہ وہ بادشاہوں کی نسل سے نہیں۔ اچھا یہ میری لڑکیاں نہ تھیں عالمگیر کی تھیں۔ جہاں اس نے چاہا نکاح کر دیا۔ پہلے ان دو بہنوں کا نکاح ہوا۔ جو سکندر اور شاہ ہند کے خالہ زاد بھائی سے منسوب تھیں۔ بعد ازاں شیخ محمد عمر کا نکاح ہوا۔ پہلی دونوں بہنیں تیسری پر فخر کرتی تھیں۔ کہ ہم بادشاہ کے گھر گئی ہیں۔ اور یہ ایک فقیر کے گھر گئی ہے۔ یہ تینوں لڑکیاں معہ دوسری عورتوں کے بادشاہی محل میں داخل ہوئیں جب پہلی دو داخل ہوئیں۔ تو صبح سے لیکر عصر تک کھڑی رہیں تب کہیں اندر جانے کی اجازت ملی۔ جب اندر گئیں تو آداب سلطنت کا حکم ہوا۔ ان کی کمریں مارے ادب کے دوہری ہوئی رہیں۔ دیر تک دست بستہ کھڑی رہیں۔ تب کہیں بیٹھنے کا حکم ہوا۔ انہوں نے اپنی آرائش زیور وغیرہ سے خوب کی ہوئی تھی۔ لیکن ہندوستان کی خاتونوں نے ہر ایک کی آرائش پر طعن کیا۔ جب شیخ محمد عمر کے نکاح کی باری آئی۔ تو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کی والدہ معہ اپنی لڑکیوں کے ابوالحسن کی لڑکی سمیت شاہی محل میں داخل ہوئی تو شاہی محل کی عورتیں ان کی آمد کی خبر پاتے ہی دروازے تک استقبال کے واسطے آئیں۔ اور دیر تک کھڑی رہیں۔ جب محل میں داخل ہوئیں۔ تو بادشاہی بیگمات ان کا اس طرح آداب بجا لائیں۔ جیسے کوئی ادنے شخص بادشاہ کا ادب کرتا ہے۔ دست بستہ کھڑی رہیں۔ جب ان دونوں لڑکیوں نے یہ حالت دیکھی تو شیخ محمد عمر کی منسوبہ کو کہنے لگیں۔ کہ تو حقیقی بادشاہ کے گھر گئی ہے۔ کہ اس جہان کے تمام بادشاہ اس کے خادم ہیں۔ تیری قدر و منزلت ہم سے بدرجہا بہتر ہے۔ تیری شرافت کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ تمہیں ہر طرح سے ہم پر فضیلت حاصل ہے ایران کے رافضیوں کو شیخ محمد عمر سے اس لڑکی کا نکاح نہایت شاق گزرتا تھا۔ کیونکہ ابوالحسن صحیح النسب سید تھا۔ اور ایران کے تمام رافضی اس کے مرید تھے اور ایران کے بادشاہوں سے اس کا رشتہ ناطہ بھی تھا۔ آپس میں کہتے تھے کہ ابوالحسن کی لڑکی کی شادی جو مشائخ سرہند اور خصوصاً محمد عمر نامی سے ہوئی ہے۔ عین نامناسب واقع ہوئی ہے۔ لیکن مجبور تھے۔ سوائے صبر کے کوئی علاج نہ تھا۔ بیجاپور کی فتح کے

بعد، بادشاہ ہند شکرانہ کے طور بہت سے تحفے اور ہدیے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا۔

اسی سال بادشاہ نے بعض حاسدوں کے کہنے سے شاہزادہ معظم پر ناراض ہو کر اسے قید کر لیا لیکن اس کے قید کرنے سے حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے کیونکہ شاہزادہ آنجناب کا مرید تھا۔

حضرت قیوم رابع رضی فرماتے ہیں۔ کہ اسی سال ایک روز چند ایک عورتیں آکر عرض گذار ہوئیں کہ آج کل ہماری آمدنی کا وسیلہ بند ہے۔ امید ہے کہ آنجناب دعا فرمائیں۔ تاکہ ہمارا کسب جاری ہو۔ کسی نے پوچھا کہ تم کیا کسب کرتی ہو انہوں نے کہا ہم مردہ شو ہیں۔ آنحضرت نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے چاہے تھے جب یہ بات سنی۔ تو دعا نہ کی۔ لوگوں نے ہر طرف سے ان لوگوں کو لعن طعن کی۔ کہ تمہاری حالت پر سخت افسوس ہے۔ کہ آنحضرت سے دعا کراتی ہو کہ لوگ مریں۔ اور تمہاری کاربرآری ہو۔ آنجناب نے غایت کرم سے بادشاہ کو فرمایا کہ ان کے لئے وظیفہ مقرر کرو۔ اس نے مقرر کر دیا۔

اسی سال حضرت قیوم رابع رضی کی بہن حضرت ابوالعلیٰ کی بیٹی تاج النسا نام بیمار ہو گئی۔ اور یہ مرض دن بدن ترقی پر تھا۔ حتےٰ کہ مر گئی۔ جب اس کے مرنے کی خبر آنحضرت نے سنی۔ تو فرمایا کہ وہ زندہ ہے۔ لوگ حیران رہ گئے کہ کیونکر زندہ ہے۔ اس میں زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔ لشکر ہند کے تمام اطبا نے آکر دیکھا۔ بادشاہ نے بھی حاذق حکما کو بھیجا سب نے غور کر کے کہا کہ مردہ ہے پھر بھی آنحضرت نے فرمایا کہ وہ زندہ ہے۔ تمام خلقت حیران رہ گئی۔ کور باطن مخالف اس بات پر ہنستے تھے۔ حتیٰ کہ تین روز مردہ پڑی رہی۔ اور اس کی زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی تھی اور اس پر چیونٹیاں چمٹی ہوئی تھیں۔ بعض طبیبوں نے رگ جان پر نشتر مارا تو خون نہ نکلا۔ یہ حالت دیکھ کر سب نے آنحضرت سے عرض کیا۔ کہ یا اس کی تجہیز و تکفین کا حکم ہو۔ یا پھر اسے زندہ کرو۔ آنحضرت نے اس مردہ خاتون کے پاس جا کر آواز دی آواز دیتے ہی وہ زندہ ہو گئی۔ اور اٹھ کر بیٹھ گئی یہ دیکھ کر لوگوں کا اعتقاد زیادہ ہو گیا۔ اور بہت سے مخالف بھی آکر آنحضرت کے مرید ہوئے۔ یہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی سب سے

بڑی کرامت ہے *

اسی سال حضرت خازن الرحمت کے فرزند مولوی فرخشاہ نے بادشاہ کی طرف ایک خط لکھا اس مکتوب کے آخیر میں لکھا تھا۔ کہ اس معاملہ سے قطب الاقطاب خواجہ محمد نقشبند واقف ہیں۔ بادشاہ نے اس خط کا مطالعہ کر کے کہا کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کی بزرگی کی کافی دلیل ہے کہ ان کے چچا کے بیٹے ان کی قطب الاقطابی کو قبول کرتے ہیں *

ذکر در بیان

سال بیستم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نہضت نمودن سلطان ہند بر قلعہ ستارہ بموجب امر آنحضرت وظفر یافتن او بر آں مرزبوم از توجہ آں قیوم وجلس کردن سلطان محمدی را باشارت آنحضرت بسبب اعتقاد بداو و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب بادشاہ ہند دکن کے بادشاہوں کی مہمات سے فارغ ہوا۔ تو غنیم بعیم کی بیخ کنی کا پختہ ارادہ کیا۔ اس کا اظہار جب حضرت حجۃ اللہ رض کی خدمت میں گیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ سے توجہ کی درخواست کی۔ تو آنحضرت رض نے اس بارے میں توجہ فرمائی اور فاتحہ طویل کے بعد بادشاہ کو فرمایا کہ خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں دشمن پر فتح نصیب کرے گا جس طرح رُخ کرو گے فتح ہی فتح حاصل ہوگی۔ بادشاہ اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ اور قلعہ ستارہ کا رُخ کیا جو غنیم کے رہنے کی جگہ تھی اور جو بلندی اور مضبوطی میں دکن کے تمام قلعوں سے بڑھکر تھا۔ غنیم نے قلعہ کی فصیل اور برجوں کو اور بھی مضبوط کر کے مقابلہ کیا۔ بادشاہ ہند نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا دونو طرف سے تیر بندوق اور توپ کی لڑائی ہونے لگی۔ بادشاہ نے حد سے زیادہ کوشش کی۔ لیکن کسی طرح غالب نہ آسکا۔ اور فتح کی کوئی علامت نظر نہ آتی تھی۔ شاہی لشکر کے بہت لوگ ہر روز ضائع ہوتے تھے۔ آخر یہ صلاح ٹھہری کہ قلعہ کے سب سے بڑے برج تلے نقب لگائی جائے۔ اور اس نقب میں بارود بھر کر آگ لگا دی جائے

جب آگ لگائی گئی۔ تو بادشاہ نے حکم دیا کہ سارا لشکر یکبارگی قلعہ پر حملہ کرے۔ تمام شاہی فوج نے ہلہ بول دیا۔ اور ادھر آگ لگادی۔ اس برج پر سات سو آدمی تھے ان کا نام ونشان تک نہ رہا۔ شاہی لشکر بھی ہلاک ہوگیا۔ جو قلعہ میں رہ گئے انہوں نے پناہ مانگی۔ اور قلعہ بادشاہ کے حوالے کیا بادشاہ فاتح ومنصور ہوکر اپنی لشکرگاہ میں لوٹ آیا۔ اور غنیم کے تعاقب کے لئے جو کنوئں اور اور قلعوں میں تھا فوج کو مقرر کیا۔ غنیم کے بہت سے قلعے بادشاہ کے قبضے میں آئے۔ اور غنیم کی فوج کا اکثر حصہ قتل ہوا۔ غنیم بھاگ اُٹھا۔ بادشاہی لشکر نے اس کا پیچھا کیا لیکن ہاتھ نہ آیا۔ کیونکہ جہاں شاہی لشکر جاتا وہیں سے بھاگ جاتا۔ مقابلہ بالکل نہ کرتا۔ جب تک عالمگیر زندہ رہا۔ دشمن نے کبھی شاہی لشکر کا مقابلہ نہ کیا۔ بادشاہ اس فتح کے شکرانہ میں بہت سے تحف وہدایا حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا۔ اور آنحضرت کی بہت سی دعا وثنا کی۔ اور عرض کیا کہ یہ تمام فتوح آنجناب کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے حاصل ہورہی ہیں۔ وگرنہ مجھ سے کچھ نہیں ہوسکتا۔ جب ان فتوح کی خبر سرہند پہنچی۔ تو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بڑے فرزند حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ فتوح عالمگیر کے ہاتھ سے نہیں ہوئیں یہ میرے بھائی محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ مبارک سے ہوئیں ہیں +

اسی سال محب اللہ الہ آبادی کے خلیفہ اعظم محمدی کو بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حکم سے قید کرلیا۔ اس کے قید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ لوگوں نے آنحضرت کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ محمدی کا عقیدہ دہریوں کا سا ہے اسلام سے اسے کچھ سروکار نہیں۔ بلکہ لوگوں کو گمراہ کررہا ہے۔ بہت سے لوگ اس کے باطل مذہب میں شامل ہوکر گمراہ ہوگئے ہیں۔ آنجناب نے لوگوں کی بات کو حسد پر مبنی خیال کرکے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ اور لوگوں نے بھی آکر ایسا ہی عرض کیا چنانچہ ہر روز بہت سے آدمی آکر آنحضرت سے اس کے باطل عقاید کا ذکر کرتے۔ جب پے درپے آنحضرت نے محمدی کی گمراہی کی خبریں سنیں۔ تو ایک دن ایک شخص نے محب اللہ کی تصنیف شدہ کتاب لاکر آنحضرت کے پیش کی۔ اس کتاب میں محب اللہ نے وجود باری کے اثبات میں لکھا تھا کہ اگر فرض کریں

کہ اللہ تعالےٰ انہیں افراد عالم میں موجود ہے۔ یہ بات جو اس نے اس کتاب میں لکھی ہے کفر محض ہے۔ جب آنحضرت نے دیکھا۔ کہ بہت سے لوگ اس کی وجہ سے گمراہ ہو رہے ہیں۔ تو مجبوراً بادشاہ کو فرمایا کہ مہدی کو قید کر لو۔ شاید اپنے عقیدہ سے توبہ کرے۔ بادشاہ نے حسب الارشاد آنجناب اسے شاہی نقار خانہ میں قید کر دیا۔ بہت سے بڑے بڑے امیر اس کے مرید تھے۔ خاص کر روح اللہ خاں امیر الامرا اس کا مخصوص مرید تھا۔ وہ اس کی قید سے بہت سٹ پٹایا اور اس کی رہائی کے لئے بہتیری کوششیں کیں لیکن سب بے سود۔ کئی دفعہ بادشاہ سے بھی عرض کیا۔ لیکن اس نے قبول نہ کیا کہتے ہیں کہ مہدی مرتے دم تک قید رہا۔ ایک دفعہ بادشاہ نے مہدی کو مکہ جانے کا حکم دیا۔ شاہی آدمی اس کے ساتھ گئے جب مکہ سے واپس آیا۔ تو بادشاہ نے قید سخت کا حکم دیا۔ اس کے تھوڑی مدت بعد قید ہی میں مر گیا۔ لوگ بہت سے واہیات کلمے اس سے منسوب کرتے ہیں۔ جو دین اسلام کے مخالف ہیں۔ اکثر ذو معنی کلام کیا کرتا تھا۔ اگر کوئی گرفت کرتا تو کہتا کہ اس سے میری غرض یہ ہے۔ چنانچہ جب مکہ سے واپس آیا تو ایک شخص نے پوچھا کہ تو نے کعبہ کو کیسا پایا۔ کہا احتیاج بشری کا طہارتخانہ ہے لوگوں نے کہا یہ کیسی بُری اور بے ادبانہ بات کرتے ہو۔ کہا میں نے کونسی بُری بات کہی ہے۔ پاک جگہ ہے اور لوگوں کو احتیاج ہوتی ہے۔ کہ وہاں جاتے ہیں۔ کسی نے کہا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ کہا فلاں دوا کا روغن جو شخص بدن پر ملتا ہے اس کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ علیٰ ہذا القیاس بہت سی باطل باتیں اس سے منسوب ہیں *

ذکر دربیان

سال لبست ویکم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ ولادت میر عبد اللہ کہ فرزند آنحضرت بود۔ ووفات او وعرضداشت کردن بادشاہ بدخشاں بجناب حضرت قیوم ثالث وقضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام میر عبداللہ رکھا گیا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ اس فرزند کی پیدائش کے دن میں نے دیکھا کہ فرشتے کہتے تھے کہ آج قطب وقت پیدا ہوا ہے۔ اور مجھے مبارک باد دیتے تھے۔ نظر کشفی میں اس بچے کی استعداد قطبیت معلوم ہوتی تھی۔ جب یہ خوشخبری بچے کی والدہ نے سنی۔ تو نہایت خوش ہوئی۔ کیونکہ اسکا کوئی لڑکا نہ تھا۔ حق تعالےٰ نے فرزند بھی دیا تو قطبیت کی استعداد کا۔ آنحضرت کے دوسرے فرزندوں کی والدہ ماجدہ آنحضرت کی زندگی میں فوت ہو چکی تھیں۔ جب کبھی اس بچے کی والدہ اسے گود میں لیتی تو کہتی کہ تو قطب وقت اور قیوم روزگار ہے۔ یہ بات حضرت ابوالعلی کو شاق گذرتی۔ کیونکہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے پہلے یہ خوشخبری انہیں دی۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حسب المعمول بچے کی والدہ نے اسے گود میں لیکر کہا۔ تو قطب وقت اور قیوم زماں ہے۔ حضرت ابوالعلی رضؓ نے ناراض ہو کر یہ بات حضرت قیوم ثالث سے عرض کی۔ کہ حضرت سلامت بیگم فقیروں سے نہیں ڈرتی۔ کہ اس شیرخوار بچے کو قیوم وقت بتلاتی ہے۔ عنقریب ہی یہ بچہ مر جائے گا۔ حضرت حجۃ اللہ رضؓ نے فرمایا کسی کی کیا مجال کہ تمہارے سوا کسی کو قطب وقیوم کہے۔ یہ منصب تمہیں مبارک رہے۔ جس روز یہ گفتگو ہوئی اسی دن وہ بچہ بیمار ہو گیا۔ اور مرض دن بدن بڑھتا گیا۔ حتےٰ کہ چند روز بعد فوت ہو گیا آنحضرت کو اس کی موت کا بڑا غم ہوا اس کی نعش سرہند بھیجی۔ اور امام معصوم رضؓ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئی بچے کی والدہ کو اس وفات کا نہایت ہی قلق ہوا ہر روز اس طرح روتی کہ جو اسے دیکھتا اسی کا دل جل جاتا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز میرے قبلہ گاہ حضرت ابوالعلی نے بیگم کو کہا کہ میں نے حق تعالےٰ سے اور فرزند مانگا ہے جو عنقریب پیدا ہو گا۔ بیگم نے کہا میں بانجھ ہوں۔ میرے ہاں بچہ نہیں ہو گا۔ آپ نے فرمایا ضرور ہو گا۔ کہا ہو گا تو کیا۔ میں اس بچے کے واسطے اس لئے افسوس کرتی ہوں کہ وہ قطب وقیوم تھا۔ حضرت ابوالعلیٰ نے فرمایا۔ اب تمہارے ہاں نہ کوئی لڑکا ہو گا نہ لڑکی۔ واقعی اس کے بعد بیگم کے ہاں اولاد نہ ہوئی۔ بہتیری کوشش کی بزرگوں

سے دعائیں بھی منگوائیں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ حضرت ابوالعلی نے فرمایا۔ کہ میں نے یہ
بات اللہ تعالٰے سے مانگ کر اپنے قبضے میں کرلی ہے۔ دوسرے کے کہنے سے کبھی نہیں
ہوگی۔ اگر میں چاہوں۔ تو ابھی اس کے ہاں اولاد ہو۔ کئی مرتبہ بیگم نے اولاد کے لئے
حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ یہ کام
اللہ تعالٰے نے ابوالعلیٰ کے ہاتھ دیا ہوا ہے۔ بیگم اس وجہ سے حضرت ابوالعلیٰ پر
ناراض ہوگئی۔ اور اس بات کے درپے ہوئی کہ ہیں کسی طرح ان کی کشف کو جھوٹا ثابت
کرے۔ چنانچہ اتفاق سے انہیں دنوں حضرت **قیوم ثالث**رض بیمار ہوگئے۔ مرض
کا غلبہ ہوتا گیا۔ بیگم نے حضرت ابوالعلیٰ کو کہا کہ جب تک تم آنحضرت کی شفا کی بابت
اپنی کشف سے مجھے خوشخبری نہ دوگے میری دلجمعی نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا کل
جس وقت موذن شام کی اذان کہیگا اس کے کہتے ہی آنحضرت کی بینی پر پسینہ
آئیگا۔ پھر پیشانی پر اور پھر سارے بدن پر۔ اس وقت آنحضرت کو صحت کلی نصیب
ہوگی۔ دوسرے دن ٹھیک اسی وقت بیگم نے ہاتھ آنحضرت کی بینی مبارک پر رکھا
اور ایک شخص کو جلدی مسجد بھیجا کہ جاکر موذن کو اذان کے لئے کہے۔ جب موذن
نے اللہ اکبر کہا تو اسی وقت آنحضرت کی بینی مبارک پر پسینہ آیا پھر پیشانی پر پھر
چہرہ مبارک اور تمام بدن پر۔ بعدازاں آنحضرت کو شفائے کلی نصیب ہوئی +

میرے (مصنف رح) جد شریف کو اکبر دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ اس سال میں
سرہند سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے دکن گیا۔ جب
میں شاہی لشکر میں گیا۔ تو بادشاہ نے میرے استقبال کے لئے اپنے بڑے بڑے
امرا بھیجے جب لشکر میں داخل ہوا۔ تو جوق درجوق لوگ آکر مجھ سے ملاقات کرنے
لگے۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ تو ایسی بزرگی سے جاتا ہے۔ اگر اسی
وقت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مہتروں کو حکم دیں۔ کہ مجھے جوتیوں سے پیٹ کر
لشکر سے نکال دیں تو جو اعتقاد مجھے اس وقت آنحضرت پر ہے اس میں کچھ کمی آئیگی
یا ویسا ہی رہیگا۔ اس بارے میں جب خوب غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہرگز اس اعتقاد
میں فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ مجھے کامل یقین ہے۔ کہ جو کچھ میرے حق میں بہتر ہوگا
وہی آنحضرت مجھ سے کریں گے۔ پس میری بہتری اسی میں تھی۔ کہ مجھے ایسی سزا دیں

جب یہ بات میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کی۔ تو آنحضرت نے مجھ پر بدرجہ غایت مہربانی کی اور فرمایا تو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے کمالات کا وارث کامل ہے

اسی سال شاہ بدخشاں نے آنحضرت کی خدمت میں عرضی لکھی کہ میں عاجز ہوں مجھے اپنا مرید بنالیں اس عرضی کے بھیجنے کا باعث یہ تھا کہ بدخشاں کا پہلا بادشاہ جو آنجناب کا مرید تھا۔ اسکے بجائے اور تخت نشین ہوا تھا۔ اس نے آنجناب کا مرید ہونا قبول نہ کیا اور عیش و عشرت میں مشغول ہوگیا۔ آنحضرت کے خلفاء کی بھی چنداں پرواہ نہ کی۔ لوگ اُسے بہتر اسمجھاتے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے خلفاء کی خدمت میں جاؤ۔ اور ان کے مرید بن جاؤ۔ اور یہ عیش و عشرت چھوڑ دو۔ تاکہ تمہاری سلطنت قایم رہے۔ لیکن وہ ایک نہ سنتا تھا۔ آخر کار ملک باغی ہوگیا۔ ہر طرف سے دشمن نے چڑھائی کی۔ امیر اس کا حکم نہ مانتے۔ اسی اثنا میں ایک روز سخت گھبرایا۔ رات کو دو رکعت نماز ادا کر کے بارگاہ الٰہی میں نہایت عاجزی سے دعا مانگنے لگا اثنائے دعا میں اس کی آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہے کہ زر لفت کا ایک عالی شان خیمہ جواہرات سے جڑا ہوا ہے۔ جس کے اندر ایک نہایت نفیس تخت پر ایک مرد صابیٹھا ہے۔ جس کے گرداگرد بہت سے لوگ ہاتھوں میں سنہری عصا لیئے ہوئے کھڑے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کون بزرگ ہے۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ہیں۔ اسی بزرگ کی وجہ سے تیری سلطنت میں خلل آیا۔ اگر سلطنت کا استقلال اور دین و ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو اس بزرگ کے خلفاء کی خدمت میں جاکر ان سے دعا کراؤ۔ جب بادشاہ ہوش میں آیا۔ تو اپنے پچھلے افعال سے نادم ہوا اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے خلفاء کی خدمت میں آکر مرید ہوا۔ اور آنحضرت کی خدمت میں ایک عرضی معہ تحف و ہدایا بھیجی۔ جب اس کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچی تو اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی ؛

ذکر و بیان

سال بست و دوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و مراجعت آنحضرت از لشکر بہند بدار الارشاد سرہند و واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند

جب حضرت حجۃ اللہ کو شاہی لشکر میں رہتے پانچ سال گذر گئے - اور فرنگیوں اور ہندیوں کی باہمی جنگ کی وجہ سے حج کی راہ بالکل بند رہی - تو آنحضرت ہر روز وطن مالوف کو لوٹ آنے کی خواہش کرتے لیکن بادشاہ آنحضرت سے ایک دم جدا نہ ہونا چاہتا کیونکہ آنحضرت کی برکت سے اسے اسقدر فتوحات نصیب ہوئی تھیں - آنحضرت بھی بپاس خاطر بادشاہ توقف فرماتے رہے جب بادشاہ نے شاہزادہ معظم کو جو آنحضرت کا مرید تھا - قید کر لیا اور اس کی قید کی سختی دن بدن بڑھتی گئی - تو آنحضرت کو یہ بات ناگوار گذرنے لگی - جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے - ایک روز آنحضرت نے بادشاہ کو فرمایا - کہ معظم کو رہا کر دو - بادشاہ نے عرض کیا - اس کے رہا کرنیسے ملک میں خلل عظیم کا اندیشہ ہے - فتنہ و فساد برپا ہوگا - اور ناحق مسلمانوں کی خونریزی ہوگی - آنحضرت خاموش رہے - چند روز بعد آنجناب نے پھر شہزادہ کی رہائی کے لئے فرمایا بادشاہ نے پھر بھی وہی عذر پیش کیا - اسی طرح آنحضرت ہر روز شہزادہ کی رہائی کے لئے فرماتے - اور بادشاہ عذر کرتا رہتا - یہ بات آنحضرت کو سخت ناگوار گذری - ایک روز نہایت غصے سے بادشاہ کو فرمایا جو تکلیف شہزادہ کو پہنچ رہی ہے اس سے تو اس کا مر جانا بہتر ہے - اگر اسے رہا نہیں کرتے تو اسے قتل ہی کر دو - بادشاہ نے عرض کیا - مجھے چند ماہ کی مہلت عنایت ہو - کہ جناب کی خاطر توکل بر خدا میں معظم کو رہا کر دوں گا -

انہیں دنوں ایک روز روح اللہ خاں امیر الامراء ہند جو محمدی کا مرید تھا حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر کی خدمت میں خواستگار ہوا کہ ازراہ لطف و کرم کوشش کر کے محمدی کو شاہی قید سے چھڑائیں شیخ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ ہم سے یہ امید مت رکھو کہ ہم دشمن خدا کی مدد کریں گے - بلکہ اسے ہر طرح کی ممکن سے ممکن تکلیف پہنچائیں گے - روح اللہ شرمندہ ہو کر اٹھ بیٹھا - شیخ صاحب نے بادشاہ کو کہلا بھیجا - کہ محمدی پر تکلیف اور بھی زیادہ کر دی جائے - روح اللہ یہ دیکھکر بہت جلا اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کا سخت دشمن ہو گیا - دن رات اسی فکر میں تھا کہ کسی طرح آنحضرت کو تکلیف پہنچائے ایک روز بعض آدمیوں کی زبانی بادشاہ کو کہلا بھیجا - کہ حضرت حجۃ اللہ

تیری سلطنت کی نسبت شاہزادہ معظم کی سلطنت پر زیادہ راضی ہیں۔ اور معظم نے اس مطلب کے لئے بے شمار روپیہ آنخضرت کو دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنخضرت ہر روز اس کی رہائی کے لئے خواہش کرتے ہیں۔ بادشاہ نے ان لوگوں کی بات نہ مانی۔ بلکہ کہا۔ کہ آنجناب میرے پیر و مرشد ہیں۔ جو کچھ میرے حق میں بہتر ہوگا وہی کریں گے۔ تم نامناسب اور نامعقول باتیں کہتے ہو۔ وہ اپنے کہے سے شرمندہ ہوئے۔ اور حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کرنے لگے کہ بادشاہ جناب سے بہت ناخوش ہے۔ اور یہ یہ باتیں کہتا ہے۔ آنخضرت نے فرمایا کہ ہم نے بادشاہ کے حق میں کونسی برائی کی ہے۔ ہم تو صبح شام اس کی سلطنت کے حامی و مددگار ہیں۔ ہم سے کیوں ناراض ہے پھر ان لوگوں نے معظم کو جا کر کہا کہ بادشاہ کے دوسرے بیٹے اعظم شاہ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بہت سا روپیہ دیا ہے۔ کہ بادشاہ کو کہہ کر معظم کو قتل کرادیں۔ چنانچہ آنخضرت نے ایک مرتبہ بادشاہ کو فرمایا بھی تھا۔ کہ اگر اسے رہا نہیں کرتے۔ تو اُسے قتل ہی کردو اسی بات کو لیکر انہوں نے معظم کو لکھ دیا۔ انہیں دنوں ایک روز روح اللہ خاں بعض اور مخالفوں سمیت شاہی مجلس میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی شکایت کر رہا تھا۔ اعظم شاہ بھی ان کے ساتھ شریک تھا۔ بادشاہ نے ان سے منہ پھیر لیا اور اور طرف متوجہ ہوا۔ جب یہ خبر آنخضرت نے سنی۔ تو سخت ناراض ہوئے اور بے اختیار زبان سے نکل گیا۔ کہ روح اللہ خاں غضب الٰہی میں گرفتار ہو گیا اور اعظم شاہ سلطنت سے معزول ہو گیا۔ آنخضرت کے یہ فرماتے ہی روح اللہ خاں بیمار ہو گیا۔ اس کی زبان میں لکنت آگئی اور تیسرے روز مر گیا۔ اعظم شاہ بھی بادشاہی سے محروم رہا۔ کیونکہ باپ کے بعد سلطنت محمد معظم کو ملی۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ حضرت حجۃ اللہ ناراض ہو گئے ہیں۔ اور روح اللہ خاں غضب الٰہی میں گرفتار ہو کر مر چکا ہے تو گھبرایا ہوا دیوانوں کی طرح آنخضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی مانگی۔ لیکن آنخضرت نے ذرہ بھی توجہ نہ کی۔ بادشاہ نے توجہ کی درخواست کی۔ پہلے ہفتہ میں ایک دفعہ توجہ فرمایا کرتے تھے۔ اب وہ بھی ترک کردی۔ جب بادشاہ حاضر خدمت ہوتا۔ تو آنجناب نہ اس کی طرف دیکھتے۔ اور نہ توجہ باطنی فرماتے۔

آخر آنحضرت نے ایران کی راہ حج کے سفر کا ارادہ کیا۔ اور بادشاہ سے رخصت ہوئے۔ بادشاہ نے بہتیری منت وسماجت کی کہ چند روز اور توقف فرمائیں لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ بادشاہ کو آنحضرت کے جانے کا سخت قلق ہوا۔ پھر اپنے تمام اراکین سلطنت کو آنجناب کی خدمت میں بھیجا۔ اور نہایت عجز ونیاز سے عرضی بھی لکھی۔ کہ آنحضرت تشریف لائیں تو حسب الارشاد کارروائی ہوگی۔ معظم کو بھی رہائی دی جائے گی۔ لیکن آنجناب نے ذرہ پرواہ نہ کی۔ خنے اکہ عرضی کو دیکھا تک نہیں۔ شاہی آدمی مایوس ہوکر لشکر میں لوٹ آئے۔ اور ساری کیفیت آکر بادشاہ کو سنائی جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ دار الارشاد سرہند میں آئے۔ تو وہاں کے تمام چھوٹے بڑے آنجناب کے استقبال کو آئے۔ میرے (مصنف کے) جد شریف کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب سرہند کے لوگ استقبال کے لئے آئے۔ تو مجھے خیال آیا کہ اگر میرے بھائی مروج الشریعت رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو استقبال کے لئے آتے۔ جب بھائی کے فراق کا مجھ پر غلبہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے بھائی مروج الشریعت گھوڑے پر سوار بہت سے اولیا اللہ ساتھ لئے ظاہر ہوکر فرماتے ہیں۔ بھائی صاحب دیکھو میں بھی استقبال کے لئے آگیا ہوں۔ بھائی کے دیکھنے سے مجھے فرح وسرور حاصل ہوا۔ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سرہند میں داخل ہوئے۔ تو پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کرکے مراقبہ کیا۔ بعد ازاں دولتخانہ میں تشریف لائے اور ایک گھڑی لوگوں میں بیٹھ کر محل کے اندر تشریف لے گئے۔

ذکر و بیان

بسال بست وسوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ ومرید شدن وآمدن وعرضداشت سبحان قلی خاں بادشاہ توران بخدمت آنحضرت وبیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال سبحان قلی خاں بادشاہ توران حضرت حجۃ اللہ کا غائبانہ مرید ہوا۔

اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ وہ اس سے پہلے سمرقند میں تھا۔ وہاں خواب میں دیکھا کہ یاقوت سرخ کے ایک محل پر ایک بزرگ کھڑا ہے۔ اور اس محل کے گردا گرد ہزارہا اولیا اللہ دست بستہ کھڑے ہیں۔ سبحان قلی خاں نے لوگوں سے پوچھا کہ محل پر کھڑا ہوا بزرگ کون ہے انہوں نے کہا خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قیوم وقت ہیں۔ اتنے میں حضرت **قیوم ثالث** رضؓ نے سبحان قلی خاں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ کہ ہم نے تمہیں توران کا بادشاہ مقرر کیا ہے۔ اب بخارا چلے جاؤ۔ وہاں کا تخت سلطنت تمہارے لئے ہے۔ ہمارے خلفا کی خدمت کرنا تاکہ تمہاری سلطنت کو استقلال ہو۔ قیامت میں بھی اللہ تعالے تمہیں بلند مرتبہ عطا فرمائے گا۔ اور تمہارے گناہ بخشے جائیں گے۔ سبحان قلی خاں نے بیدار ہوکر حسب الارشاد بخارا کا رخ کیا۔ مخالفوں نے اسے قتل کرانا چاہا۔ لیکن آنحضرت کی توجہ اسکے شامل حال تھی۔ اس پر قابو نہ پاسکے۔ سبحان قلی خاں دشمنوں کے خوف سے بہت گھبرایا کئی راتیں ڈر کے مارے نہ سویا ایک رات پھر آنحضرت نے خواب میں اُسے فرمایا کہ ہم تیری مدد و حمایت پر ہیں۔ کسی کی مجال نہیں کہ تجھے تکلیف پہنچائے۔ کل ہمارے خلیفہ مرزا خواجہ کی خانقاہ میں جا کر اس سے میری کلاہ لیکر سر پر رکھنا اور بخارا چلے جانا۔ دوسرے روز وہ مرزا خواجہ کی خانقاہ میں گیا۔ پیشتر اس کے کہ سبحان قلی کچھ بیان کرے۔ مرزا صاحب نے فرمایا۔ کہ تمہیں حضرت حجۃ اللہ رضؓ نے کلاہ دینے کے لئے بھیجا ہے۔ یہ وہی کلاہ بھی تمہارا تاج سلطنت ہے۔ بارہ ہزار جنگی ترک مرزا صاحب کے مرید تھے سب کو سبحان قلی خاں کے ماتحت کیا تمام اس کی اطاعت پر کمربستہ ہوئے۔ سبحان قلی سر پر کلاہ رکھ ان ترکوں کو ساتھ لے بخارا گیا۔ ابھی عبدالعزیز خاں بادشاہ بخارا زندہ تھا سلطنت اس نے اور کے سپرد کردی تھی۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ کی توجہ سے لوگوں کے دلوں میں سبحان قلی خاں کی محبت گھر کرگئی۔ اور وہ سلطنت کا مالک قرار پایا۔ دشمن اسکے زور و قوت سے ڈر کر راتوں رات بھاگ گئے۔ جب عبدالعزیز خاں مرگیا تو سبحان قلی خاں توران کا بادشاہ ہوا۔ تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے خلفا کا مرید ہوا۔ اور ایک عرضی آنحضرت کی خدمت میں معہ تحف و ہدایا بھیجی۔ جب اس کی عرضی آنجناب کی خدمت میں

پہنچی۔ تو تحف و ہدایا قبول کر کے اس کے حق میں دعائے خیر کی۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث کی بیٹی امت القیوم عرف جیونی بیگم صاحبہ کی شادی شیخ عبدالاحد کے بیٹے شیخ محمد تقی سے ہوئی۔ آنحضرت نے بیشمار مال و اسباب جواہر، نقد و جنس جہیز میں دیا۔ ایک لاکھ روپے کا صرف زیور ہی تھا۔ باقی سونے چاندی کی اور چیزیں اور جواہرات تھے سرہند کے تمام زن و مرد اور بچوں کی دعوت کی۔ کہتے ہیں۔ اس طرح دھوم دھام سے مشائخ سرہند تو درکنار ہندوستان بھر میں کوئی شادی نہیں ہوئی ہوگی۔

ذکر در بیان

سال بست و چہارم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رفتن آنحضرت از سرہند بہ کابل و استقبال نمودن مردم آنجا و ہلاک و پایمال شدن قبل از کثرت خلایق و بیان واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند۔

پہلے لکھا گیا ہے۔ کہ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ حج کے ارادے سے دکن تشریف لے گئے تھے۔ اور چونکہ فرنگیوں اور ہندیوں میں جنگ چھڑ گئی تھی اس واسطے عرب کی راہ بند تھی۔ چند سال تک آنحضرت شاہی لشکر میں رہے جب دیکھا کہ اس رستے جانا ممکن نہیں تو اس واسطے ایران کی راہ جانے کا ارادہ کیا۔ اس ارادے سے دکن سے سرہند میں تشریف لائے۔ اور ایک سال وہاں قیام فرما کر کابل کا رخ کیا۔ جب کابل کے مغل اور پٹھانوں کو آنحضرت رض کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو آنحضرت رض کے استقبال کے لئے روانہ ہوئے۔ آنحضرت رض ابھی آنحضرت رض سرہند ہی میں تھے کہ کابل کے آدمی حاضر خدمت ہو گئے۔ آنحضرت رض پیر کے روز ۱۵ جمادی الاول کو کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ ہر منزل پر کابل کے بہت سے آدمی حاضر خدمت ہوتے تھے۔ جب لاہور پہنچے۔ تو کابل کا ایک ہزار آدمی آنحضرت رض کی خدمت سے شرف ہوا۔ جب آگے بڑھے تو ہر منزل پر جوق جوق آدمی آنحضرت کی خدمت میں شامل ہوتے گئے۔ جب سندھ پار ہوئے تو خدمت اقدس میں لوگوں کا اسقدر ہجوم ہوا کہ قلم ان کے شمار سے عاجز ہے۔ میرے مصنف رح

قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ جن دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل تشریف لے گئے۔ ہم اس وقت پشاور میں تھے۔ ہم پشاور سے پندرہ کوس کے فاصلے پر نوشہرہ تک استقبال کے لئے گئے۔ نوشہرہ سے پشاور تک آدمیوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے زمین نظر نہ آتی تھی۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو آنجناب نماز کے لئے اترے۔ آدمیوں کو نماز کے لئے اچھی طرح جگہ نہ ملتی تھی۔ ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرتے تھے جنگل حالانکہ اس قدر وسیع تھا پھر بھی تل بھر جگہ خالی نہ تھی۔ پشاور کا حاکم ہاتھی پر سوار ہو کر آنحضرت رضی کے استقبال کو آیا بعض نے اسے کہا۔ کہ ہاتھی پر سوار ہو کر قیوم وقت کی ملاقات کو جانا سخت بے ادبی ہے۔ اس نے کہا ان لوگوں کے لئے بے ادبی ہے۔ جو اس کے مرید ہیں۔ میں اس کا معتقد نہیں۔ جب آنحضرت رضی کے قریب پہنچا تو ہاتھی بٹھا کر اترا۔ لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا۔ کہ ہاتھی لوگوں کے تلے آ کر ہلاک ہو گیا۔ اژدحام خلقت سے حواس باختہ ہو گیا اور آنحضرت تک نہ پہنچ سکا۔ ہاتھی کا ہلاک ہونا محض آنحضرت کے تصرف کی وجہ سے تھا۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ اور میرے قبلہ گاہ نے بارہا یہ فرمایا۔ کہ ہاتھی کو ہم نے بیٹھتے دیکھا۔ لیکن پھر اٹھتے نہ دیکھا۔ جب ہاتھی کے قریب پہنچے۔ تو اسے مردہ پایا۔ جو لوگ آنحضرت کے استقبال کے واسطے آتے تھے۔ اکثر آنحضرت کی زیارت بھی نصیب نہ ہوتی تھی۔ صرف دور سے آنجناب کی سواری کو دیکھ لیتے تھے ہزار میں صرف ایک کو زیارت نصیب ہوتی تھی۔ آنحضرت ایک مہینہ پشاور میں رہ کر کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ جب امیر خاں والئے کابل نے جو دریائے سندھ سے لیکر قندھار تک سارے علاقے کا حاکم تھا۔ سنا کہ آنحضرت پشاور تک تشریف لے آئے ہیں۔ تو اس نے سارے علاقے میں حکم بھیجدیا کہ جتنے گاؤں رستے میں پڑتے ہیں۔ ان میں کوئی خلاف شرع اور بدعت کا کام مثلاً بھنگ۔ پوست۔ افیم شراب ڈھول۔ طنبور وغیرہ دور کر دیں۔ کیونکہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں جب آنحضرت کے خیمے سندھ پار نصب ہوئے۔ تو اس ملک میں بدعت و خلاف شرع کوئی کام نہ پایا جاتا تھا۔ جب آنحضرت پشاور سے کابل کی طرف روانہ ہوئے تو توران بدخشاں ترکستان وغیرہ ممالک کے ہزار ہا لوگ آنحضرت کی خدمت میں مشرف

ہوتے تھے۔ اسی اثناء میں کابل کا رئیس حاجی عبد اللہ آنحضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ میں نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تھی۔ کہ میں قطب وقت کو دیکھوں۔ ایک رات میں نے خواب میں تین آدمیوں کو دیکھا۔ ایک بوڑھا۔ دوسرا جوان۔ تیسرا بچہ۔ لیکن بوڑھے اور بچے کے کپڑے پر تمام اسم ذات لکھا ہوا تھا۔ اور جوان کے کپڑے پر کمر تک اسم ذات لکھا ہوا تھا۔ کسی نے کہا کہ تینوں قطب ہیں۔ جب میں نے آنحضرت کو دیکھا۔ تو جناب کی شکل و صورت اس بوڑھے سے ملتی تھی۔ اور جس جوان اور بچے کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ وہ آنحضرت کا بیٹا اور پوتا تھا۔ جوان کے لباس پر کمر تک جو اسم ذات دیکھا تھا اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اسے صرف قطبیت کے کمالات حاصل تھے۔ اور بچے اور بوڑھے کو منصب قیومیت بھی حاصل تھا۔ اس بچے سے مراد حضرت قیوم رابع ہیں۔ جب آنحضرت پشاور سے تین منزل کے فاصلہ پر کوہ خیبر میں پہنچے۔ جہاں سے کابل سات روز کی راہ ہے۔ تو امیر خاں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اور طرح طرح کے تحفے نذر کئے۔ جب آنحضرت کابل پہنچے تو خلقت کا اسقدر ہجوم ہوا کہ سوائے حضرت **عروۃ الوثقیٰ** کے اور کسی کی خدمت میں کہیں اتنا ہجوم نہیں ہوا شہر میں کوئی ایسا فرد بشر نہ تھا جو آنحضرت کے استقبال کو نہ آیا ہو۔ حتیٰ کہ عورتیں بھی برقعہ پہن آئیں بلکہ شیر خوار بچوں والی اور حاملہ عورتیں بھی آئیں۔ کابل کے بعض آدمیوں نے مجھ (مصنفؒ) سے بیان کیا۔ کہ جن دنوں حضرت قیوم ثالثؓ کابل میں تھے ہم بچے ہی تھے۔ کہ شہر میں شور مچ گیا کہ حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ لوگو ان کے استقبال کے واسطے جاؤ۔ سارے آدمی نکل آئے۔ ہم بھی کندھوں پر سوار ہو کر آئے۔ کابل کے تمام چھوٹے بڑے معہ وہاں کے حاکم کے آنحضرت کے ساتھ پا پیادہ جا رہے تھے۔ کابل کا قاضی قاضی جان محمد آنحضرت کی نعلین مبارک اٹھا کر پیدل ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ جب اس انبوہ کثیر کے ساتھ آنحضرتؒ شہر میں داخل ہوئے۔ تو کابل کی دوکانیں پائمال ہو گئیں لوگوں کا بہت سا مال و اسباب ضائع ہوا۔ شہر کابل میں آدمیوں کی گنجائیش نہ رہی۔ دوسرے ملکوں سے ہر روز ہزارہا آدمی زیارت کے لئے آتے تھے۔ اور دن بدن لوگوں کی

کثرت ہوتی جاتی تھی۔

ذکر در بیان

سال بست و پنجم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ وکثرت ارشاد و سلطنت آنحضرت رجوع تمام خلایق علماو مشائخ وسلاطین و دیگر اصاغر و اکابر جہاں وجہانیاں بخدمت قیوم ثالث و عرضداشت کردن شاہ ایران بجناب قیومیت آب و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال حضرت قیوم ثالث کی کثرت ارشاد کی یہ کیفیت تھی کہ ہر روز چار پانچسو بلکہ اس سے زیادہ آدمی حاضر خدمت ہو کر مرید ہوتے۔ اور جہاں کے تمام چھوٹے بڑے آنحضرت کی طرف رجوع کرنے لگے۔ بڑے بڑے مشائخ اور علماء اپنی اپنی مشیخیت اور درس و تدریس چھوڑ کر آنحضرت کے مرید ہوئے۔ بادشاہ سلطنت چھوڑ کر آنجناب کے حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ روئے زمین کے مختلف حصوں سے لوگ ٹڈی دل کی طرح آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خاصکر توران بدخشاں کاشغر ترکستان اور دشت قبچاق کے بیشمار لوگ حاضر خدمت ہوئے۔ مذکورہ بالا ملکوں کے ہزارہا لوگ ہر روز آنجناب کی خدمت سے مشرف ہوتے تھے توران ترکستان اور بدخشاں کے بادشاہ اپنی اپنی حدود تک استقبال کے لئے آئے اور اپنے اپنے ایلچی مع تحف وہدایا آنجناب کی خدمت میں بھیجے۔ ایلچیوں کے ساتھ ہزارہا آدمی زیارت کے لئے آئے۔ اس قدر لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ کابل میں گنجایش نہ رہی۔ جو لوگ آنحضرت کی زیارت کو آئے وہ شہر کے باہر خیموں میں رہنے لگے شہر کے اردگرد ایک ایک کوس تک بڑا بھاری لشکر پڑا ہوا تھا۔ صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں اسقدر لوگ شامل ہوتے اور مجلس اقدس کا دبدبہ اس طرح کا تھا کہ بادشاہ اور امراء کو اتنی جرات نہ تھی۔ کہ بات کریں۔ آنجناب کے نزدیک اعلےٰ ادنےٰ امیر غریب برابر تھے۔ آنحضرت کی خدمت میں غربا امراء یا بادشاہوں کی تعظیم نہ کرتے۔ اور بادشاہوں کو آنحضرت کی مجلس میں بیٹھنے

کی مجال نہ تھی۔ آنحضرت کی مجلس کا جاہ و جلال کہاں تک لکھوں۔ اندک نوشتہ را بسیار بایار دانست۔ جب ایران کے بادشاہ نے آنحضرت کی تشریف آوری کی خبر سنی۔ تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ایران آرہے ہیں۔ اگر دین و دنیا کی خیریت چاہتے ہو۔ تو ان کا استقبال کرو۔ اور آداب خدمت بجالاؤ۔ اور ان کے مرید ہو جاؤ۔ تاکہ تمہاری سلطنت مستقل رہے۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالےٰ تمہارے گناہ بخش دے۔ شاہ ایران یہ خواب دیکھکر آنحضرتؓ کے استقبال کے لئے گیا۔ جب اپنے ملک کی حد پر پہنچا۔ تو ایلچی کو تحفے اور ہدیئے دیکر آنحضرتؓ کی خدمت میں بھیجا اور ایک لاکھ روپیہ بھی نذر کیا۔ اور ساتھ ہی مرید ہونے کے لئے ایک عرضی لکھی۔ جب ایران کے بادشاہ کا ایلچی معہ تحف و ہدایا اور عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچا تو آنحضرت نے تحفے اور ہدیئے قبول کرکے اور اس کے حق میں دعائے خیر کی۔

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے بڑے بیٹے محمد صبغۃ اللہ کابل تشریف لے گئے۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کے استقبال کے لئے آئے۔ کہتے ہیں۔ اس دن لوگوں کا نہایت ہی ہجوم تھا۔ کیونکہ تمام اکابران سلطنت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ اور تمام چھوٹے حضرت محمد صبغۃ اللہ کے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے بڑے بھائی کا استقبال کرکے انہیں نہایت عزت سے شہر میں لائے۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز کابل میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اور میرے ہاتھ میں ایک سیب تھا۔ اتفاقاً وہ سیب میرے ہاتھ سے گر کر لڑھکتا ہوا آنحضرتؓ کے خلیفہ خواجہ مرزا کے آگے چلا گیا۔ خواجہ صاحب نے وہ سیب اٹھا مجھے دے دیا۔ پھر ایسا ہوا۔ تو خواجہ صاحب نے پھر بھی اٹھا کر مجھے دیا۔ تیسری دفعہ جب گر کر اس کے پاس گیا تو اٹھا کر مجھے دینا ہی چاہتے تھے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔ خواجہ صاحب اس سیب کو اپنے پاس رکھو تمہیں اس سے نعمت حاصل ہوگی۔ حسب الارشاد خواجہ صاحب نے وہ سیب سنبھال کر رکھا۔ جب حضرت حجۃ اللہؒ نے حضرت قیوم رابعؓ کو خلیفہ بنا کر کابل بھیجا۔ تو خواجہ مرزا نے حاضر خدمت

ہوکر وہ موعودہ نعمت حاصل کی جب کابل میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں حد سے
زیادہ ہجوم ہوگیا۔ اور مغل پٹھان۔ ترک اور تاجیک بکثرت آئے۔ اور دن بدن
خلقت کا انبوہ زیادہ ہوتا گیا۔ ہر روز گروہا گروہ اور جوق در جوق ترک مغل اور
پٹھان آنحضرت کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ ہندوستان کے بھی بہت سے
آدمی حاضر خدمت ہوکر مرید ہوئے۔ امیر خاں والئے کابل اللہ والوں کا اسقدر
ہجوم دیکھکر حیران رہ گیا۔ اور ترک مغل اور پٹھانوں کی کثرت دیکھ کر گھبرا بھی گیا۔ اور
ایک خط اس مضمون کا عالمگیر کی طرف لکھا۔ کہ شیخ زماں خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ
رضی اللہ عنہ کے کابل میں تشریف لانے کے سبب دین و دنیا میں خلل عظیم
واقع ہے۔ اول یہ کہ نائب شرع قاضی شیخ صاحب کی نعلین کو سر پر اٹھا پیادہ پا
ان کے ساتھ جاتا ہے اور اس میں شریعت کی اہانت ہے۔ دوسرے یہ کہ شیخ
صاحب کی سواری کے سبب بازار کی دکانیں پائمال ہوئی ہیں۔ اور اہل بازار کا
مال و اسباب ضائع ہوگیا۔ شیخ صاحب کی سواری میں میرا ہاتھی لوگوں کے پاؤں
تلے آکر مر گیا ہے۔ ایسے کام تو کبھی بادشاہوں کی سواری کے وقت بھی نہیں ہوتے
اس سے بڑی بات یہ ہے کہ ترک مغل۔ پٹھان اس کثرت سے شیخ صاحب کے
پاس جمع ہوئے ہیں۔ اور توران ایران۔ بدخشاں اور ترکستان کے بادشاہ اپنی اپنی
حدود پر جو سرحد ہند سے ملتی ہیں۔ آکر بیٹھے ہوئے ہیں اس وجہ سے اندیشہ ہے
کہ سلطنت ہند میں فساد عظیم برپا ہو۔ جو بعد میں بُری اور لا علاج صورت اختیار
کرے۔ اب کابل میری حکمرانی نہیں۔ شیخ صاحب کے حکم کے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا
بادشاہ نے اس کے جواب میں ایک غضب آلود حکم لکھا کہ اس ملک اور اس سلطنت
کی سعادت اسی میں ہے۔ کہ اسی قسم کا شیخ میرے وقت میں پیدا ہوا ہے لعیر خاں
کو برطرف کردیا۔ یہ خط و کتابت اور امیر خاں کی معزولی مفصل بیان کی جائیں گی۔

ذکر دربیان

سال بست و ششم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ عرضداشت
کردن سلطان ہند بخدمت آنحضرت کہ مشتمل بود بر سعادتِ آنجناب

از آندیار و فرستادن سلطان خواجہ محمد پارسا پیش حضرت قیوم ثالث برائے ایں امر و مراجعت آنحضرت از کابل بدار الارشاد سرہند۔

جب امیر خاں والئے کابل نے بادشاہ کی طرف لکھا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ کے کابل میں آنے سے دین و دنیا میں خلل آگیا ہے۔ اول شرع کی اہانت ہوئی ہے۔ کہ قاضی شیخ صاحب کی نعلیں سر پر دھرے پاپیادہ شیخصاحب کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ دوسرے یہ کہ شیخ صاحب کی سواری کے وقت بازار پائمال ہوا اور ہاتھی تو لوگوں کے پاؤں تلے آکر روندا گیا۔ اور مر گیا۔ تیسرے مغل پٹھان اور ترک اس کثرت سے شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور مختلف ولایتوں کے بادشاہ سلطنت ہند کی سرحد پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے عنقریب ہی ملک میں بھاری فساد ہوگا جس کا دفعیہ بعد میں محال ہو جائے گا۔ جب یہ خط بادشاہ ہند کو ملا۔ تو سخت ناراض ہوا اور امیر خاں کی طرف لکھا کہ امیر خاں کے کمینہ پن پر مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ ایسی نامناسب اور نامعقول باتیں لکھتا ہے۔ میں کیا ہی خوش نصیب ہوں۔ کہ ایسا شیخ میرے وقت میں میرے ملک میں پیدا ہوا ہے کہ اس قدر لوگ اس کے فرمانبردار غلام ہیں اور اس قدر ہجوم ہوا ہے۔ کہ بازار پائمال اور ہاتھی ہلاک ہو گیا۔ اگر آدمیوں کی کثرت سے دکانیں ضائع ہوئیں۔ ہاتھی مر گیا تو کچھ مضایقہ نہیں اور یہ کہ جو تو نے لکھا ہے۔ کہ قاضی شہر شیخ صاحب کی نعلیں کو سر پر اُٹھائے پیادہ پا ساتھ چلتا ہے۔ سو قاضی صاحب شیخصاحب کے مرید ہیں مرید اپنے پیر کا جو ادب بھی کرے بجا ہے۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ مغل پٹھان اور ترک شیخ صاحب کی خدمت میں بکثرت جمع ہو گئے ہیں۔ اور بادشاہ اپنی اپنی سرحدوں پر آئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے سلطنت ہند میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ سو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ میری سلطنت کے حامی و مددگار ہیں۔ انہیں کے طفیل مجھے تخت نصیب ہوا ہے ان کے سبب سے میری سلطنت میں کیونکر خلل آسکتا ہے۔ تم میں کابل کا حاکم ہونے کی قابلیت نہیں۔ میں تجھے موقوف کرتا ہوں اور آئندہ کیلئے حکم دیتا ہوں کہ حضرت حجۃ اللہ کی طرف سے کسی قسم کا نامناسب کلمہ زبان پر نہ لانا۔ ورنہ دین و دنیا کھو دو گے۔ کیونکہ آنجناب قیوم وقت ہیں۔ جہان کی غمی اور خوشحالی

اور بدحالی اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کے ہاتھ دے رکھی ہے۔ اسی اثناء میں عالمگیر نے ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص کہہ رہا ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ تجھ سے ناراض ہوکر ایران کی راہ حج کو جاتے ہیں۔ واضح رہے۔ کہ اگر ایسا ہوا تو یاد رکھو کہ تمہارے ملک سے خیر و برکت جاتی رہے گی جب بادشاہ جاگا تو گھبرایا۔ حضرت مروج الشریعت کے دوسرے بیٹے خواجہ محمد پارسا کو بلا کر خواب کا واقعہ بیان کر کے عرض کیا۔ کہ جس طرح ہو سکے حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ کو لوٹا لاؤ۔ آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہوگا۔ آپ نے فرمایا میں حتے المقدور کوشش کروں گا کہ آنحضرت کو واپس لاؤں امید غالب ہے کہ لے بھی آؤں گا۔

نہ خسپم تا نخسپانم سرت را نیایم تا نیارم دلبرت را

بادشاہ نے بھی اپنی عرضی عجز و نیاز سے اس مضمون کی ارسال خدمت کی کہ تعجب ہے کہ آنجناب نے سفر کو مخالفوں کی راہ ہوکر جانا اختیار فرمایا ہے۔ الحمد للہ کہ یہ بات ظاہر ہوگئی ہے۔ جس نے میری طرف سے جناب کی خدمت میں کچھ عرض کیا ہے وہ محض جھوٹ ہے۔

ما نجی اللہ والرسول معًا من لسان الوری فکیف انا

جب کہ اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول دنیا کی زبان سے نہیں بچ سکے تو ہم کیونکر بچ سکتے ہیں

اگر آنجناب اس علاقے میں تشریف فرما ہوں۔ تو مجھ کو گمراہی کے بھنور سے نکال ہدایت و نجات کے ساحل پر پہنچ جائیں گے۔ اور یہ بات کرم کریمانہ سے بعید نہیں۔

گر شاہ کند میل ہلالی عجبے نیست شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

در اصل بادشاہ آنجناب ہی ہیں میں تو ایک گداگر ہوں۔ معظم کو بھی حسب الارشاد رہا کرتا ہوں۔ جب خواجہ محمد پارسا عالمگیر کی یہ عرضی لیکر حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ اور بہت کچھ منت و سماجت کی۔ اور بادشاہ کی عاجزی اور گھبراہٹ کو عرض کیا۔ تو آنحضرت کے دل میں رحم آیا۔ اور کابل سے دکن جانے پر راضی ہوئے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آنجناب کے اکثر خلفاء اور مرید غزنی بلکہ قندھار تک چلے گئے تھے۔ آنحضرت نے انہیں بھی واپس بلالیا۔ اور جو لوگ توران۔ ترکستان وغیرہ ممالک سے زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوئے تھے

انہیں بھی رخصت فرمایا۔ ان میں سے بعض آنحضرت کی خدمت ہی میں رہے اور جدائی اختیار نہ کر سکے۔ حضرت حجۃ اللہ معہ تمام لواحقین وتوابعین دارالارشاد سرہند کیطرف متوجہ ہوئے۔ رخصت ہوتے وقت امیر خاں والئے کابل نے عرض کیا۔ کہ بادشاہ مجھ پر ناراض ہے۔ آنحضرت نے ایک مکتوب بطور سفارش عالمگیر کی طرف لکھا بادشاہ نے آنحضرت کی سفارش سے مہربان ہوکر امیر خاں کو پھر کابل کا حاکم مقرر کیا۔ خواجہ میرزا کے بیٹے خواجہ نوراللہ اپنے باپ کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت روانہ ہوئے۔ تو میر خورد در دولت پر حاضر ہوکر آنجناب سے توجہ باطنی کے خواستگار ہوئے۔ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میر صاحب تم پہلے بھی ہمارے حلقہ میں داخل ہو چکے ہو۔ اور ہم سے باطنی توجہات لے چکے ہو۔ میر صاحب نے عرض کیا جو کچھ مجھے حاصل ہے۔ جناب ہی کی توجہ کی برکت ہے لیکن بدقسمتی سے کچھ عرصہ کے لئے بسبب بعضے تعلقات میں جناب کی خدمت سے مہجور رہا ہوں۔ نیز میں اس ملک میں بھی نہ تھا۔ اب مدت بعد آیا ہوں آنجناب نے فرمایا۔ اب تو ہم جا رہے ہیں۔ ورنہ تمہیں قرب الہی کے انتہائی مقام تک پہنچا دیتے۔ اچھا اب بھی تمہاری باطنی حالت اچھی ہے۔ پہلے سفر میں جب آنحضرت کابل تشریف لے گئے تھے۔ تو میر خورد نے حاضر خدمت ہوکر فیض اور نسبت باطنی اخذ کئے تھے۔ اب کی مرتبہ جب آنحضرت کابل تشریف لے گئے۔ تو میر خورد بدخشاں گئے ہوئے تھے۔ وہاں سے آنحضرت کی خبر سن کر حاضر خدمت ہوئے لیکن اس وقت جب کہ آنحضرت واپس تشریف لانے کو تھے۔ جب حضرت قیوم ثالث رض منزلیں طے کرکے سرہند پہنچے۔ تو تمام مشائخ و روسائے سرہند استقبال کے لئے آئے۔ اور سرہند سے تین منزل پر حاضر خدمت ہوئے۔ آنحضرت پہلے حضرت **مجدد الف ثانی** اور حضرت عروۃ الوثقی کے روضہ منورہ کی زیارت کرکے اپنے خاص محل میں تشریف لے گئے ؛

ذکر در بیان

سال بست و ہفتم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ

اذعان نمودن حضرت محمد اشرف بر قیومیت حضرت حجۃ اللہ و فرستادن
فرزندان خود را برائے تربیت باطن بخدمت آنحضرت و مرید شدن
اکثر اولاد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بہ پیش حضرت قیوم ثالث

اس سال حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے چوتھے فرزند حضرت محمد اشرف نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت تسلیم کی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل سے تشریف لائے۔ اور ابھی سرہند میں داخل نہ ہوئے تھے۔ اور لوگ آنجناب کے استقبال کو جا چکے تھے۔ کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد حضرت محمد اشرف کو الہام ہوا۔ کہ قطب الاقطاب اور قیوم زمان خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ تشریف لا رہے ہیں۔ محمد اشرف! تم ان کا استقبال کرو۔ کیونکہ وہ میرا محبوب ہے۔ حضرت محمد اشرف حسب اشارت فیض بشارت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے استقبال کو گئے۔ اور اپنا یہ الہام عرض خدمت کیا اس وقت تمام چھوٹے بڑے حاضر خدمت تھے۔ فرمایا لوگو! تمہیں واضح رہے کہ قطب جہان اور قیوم زمان خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ہیں۔ اور وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جو شخص آنجناب کی قیومیت کو قبول کریگا۔ اس سے اللہ تعالےٰ راضی ہوگا۔ اور قیامت میں اس کے گناہ بخش کر اسے بہشت میں داخل کریگا۔ اور جو آنحضرت کی قیومیت کو قبول نہ کرے گا وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ اور نہ تسلیم کرنے کی شامت سے اپنے ایمان کو ضائع کرے گا۔ نیز فرمایا کہ قیوم زمان اور قطب الاقطاب خواجہ محمد نقشبند ہیں ان کی خدمت میں جا کر باطنی استفادہ کرو۔ اور میرے حق میں بھی دعا منگوانا۔ اور توجہ کے لئے التماس کرنا۔ حضرت محمد اشرف کے فرزند اپنے والد ماجد کے حکم سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر مرید ہوئے اور باطنی کمالات اخذ کئے۔ حضرت محمد اشرف کے چار لڑکے تھے۔ شیخ محمد جعفر شیخ محمد روح اللہ شیخ محمد حیات اور شیخ محمد شافی الحال۔ چاروں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آنجناب بھی ان چاروں پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات کی بشارات مرحمت فرمائیں۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ

کی مرید ہوئی۔ حضرت محمد صبغتہ اللہ۔ شیخ سیف الدین کے فرزند اور حضرت شیخ محمد صدیقؒ کے فرزند اپنے اپنے باپ کے مرید تھے۔ ان کے سوائے باقی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد حضرت قیوم ثالثؓ کی مرید تھی +

حضرت مجدد الف ثانیؓ کے دہتے حاجی فضل اللہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ ایک روز میں حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ مبارک میں بیٹھا تھا۔ کہ مجھ پر غیب طاری ہوئی جس میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت قیوم ثانیؒ تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بھی اسی تخت پر آنجناب کے ساتھ برابر بیٹھے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند حجۃ اللہ بھی قیوم زمان ہے اور قرب الہی میں میرے برابر ہے۔ یہ واقعہ دیکھنے کے بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ پھر دیکھا جو کچھ دیکھا۔ اسی طرح دوسرے آدمی بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت قیوم ثانیؒ سے بشارات حاصل کر کے حضرت حجۃ اللہؒ کے مرید ہوئے۔ لیکن ان سب کا لکھنا طوالت کلام کا موجب ہے۔ کہتے ہیں۔ سوائے مذکورہ بالا تین فرزندوں کے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے باقی فرزند حضرت حجۃ اللہ کی سواری میں پیادہ پا جاتے تھے +

ذکر در بیان

سال بست و ششم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رفتن
آنحضرت کرت سوم بسفر حج و ارتحال حضرت ابو علی و خلاص شدن
شاہزادہ معظم از توجہ آنجناب و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال حضرت قیوم ثالثؓ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں جا کر سفر حج کے لئے استخارہ کیا۔ کہ کئی سال سے حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ لیکن میسر نہیں ہوتا۔ چنانچہ پہلے میں دکن گیا۔ تو وہاں چھ سال رہا۔ بعد ازاں کابل گیا۔ تو تین سال وہاں رہنا پڑا۔ لیکن اس دیر کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ الہام ہوا۔ کہ یہ سفر اس فرزند عزیز کے لئے ہے جس کے بارے میں عمدہ عمدہ بشارات و اشارت وقوع میں آئی ہیں۔ یعنی حضرت قیوم رابع ابھی آپ سن بلوغت کو نہ پہنچے تھے اسواسطے

اس سفر میں توقف ہو رہا تھا۔ اب وہ فرزند بالغ ہو گیا ہے۔ خاطر جمع سے سفر حج اختیار کرو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مکہ میں اس فرزند کے لئے بے شمار نعمتیں مقرر فرمائی ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ یہ خوشخبری سن کر ازبس مسرور و شاد ہوئے۔ اور لوگوں کو بھی اس کی اطلاع دی۔ سفر کی تیاریاں ہونے لگیں۔ سرہند کے اکثر مشائخ مثلاً شیخ عبدالاحد۔ شیخ خلیل اللہ۔ خواجہ محمد پارسا۔ میرے (مولف رح) کے چچا شیخ محمد میر اور بہت سے مشائخ و علما اور چھوٹے بڑے آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوئے جب آنحضرت شاہجہان آباد پہنچے تو آنجناب کے فرزند کلاں حضرت ابوالعلیٰ بیمار ہوئے اور دن بدن مرض غالب آتا گیا حتےٰ کہ زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی اور تین مہینے بعد اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو خارج از بیان غم و افسوس ہوا۔ آپ کی نعش کو سرہند بھیجا۔ اور میرے (مصنف رح) دادا صاحب کی طرف لکھا۔ کہ نعش مذکور کو حضرت قیوم ثانی رضؓ کے روضہ مبارک میں جو میری قبر کے لئے جگہ مقرر ہے دفن کرنا۔ جب نعش سرہند پہنچائی گئی۔ تو سرہند کے تمام چھوٹے بڑے استقبال کے واسطے آئے۔ اور شہر لے گئے۔ میرے (مصنف رح) دادا صاحب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مشرق کی طرف حضرت مروج الشریعت کے پہلو میں دفن کیا۔ لوگوں نے کہا۔ ابھی حضرت قیوم ثانی رضؓ کے فرزند زندہ ہیں پہلے آنجناب رضؓ کے فرزندوں کی قبریں روضہ مبارک کے اندر ہونی چاہیں۔ پھر پوتوں کی باری آنی چاہیئے۔ میرے جدامجد نے فرمایا کہ آنجناب کا یہ پوتا بھی کمالات میں آپ کے فرزندوں سے کچھ کم نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر حضرت حجۃ اللہ کسی ادنےٰ آدمی کے لئے بھی حکم دیتے تو میں اس کی قبر روضہ منورہ کے اندر بناتا یہ تو خود آنحضرت کے فرزند ہیں۔ حضرت قیوم ثالث نے اپنے فرزند کی وفات کے بعد اپنی ساری ہمت اور توجہ اپنے پوتے کی تربیت پر صرف کرنی شروع کی۔ تھوڑی ہی مدت میں وہ پوتا بفضل الٰہی اپنے والد بزرگوار سے بڑھ گیا۔ اور قیومیت کا منصب باپ سے بیٹے میں منتقل ہو گیا جب بیٹا باپ سے افضل ہو گیا اور شاہ ہند کو حضرت حجۃ اللہ رضؓ کے شہر میں تشریف لانے کی اطلاع ہوئی۔ تو اس نے شاہزادہ معظم کو جو مدت سے قید میں تھا۔ آنحضرت کے حسب الارشاد رہا کیا۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ آنحضرت

بادشاہ کو شہزادہ معظم کی رہائی کا حکم دے چکے تھے اور بادشاہ نے بھی عریضہ میں لکھا تھا۔ کہ جب آنحضرت کابل سے واپس تشریف لائیں گے تو شاہزادہ معظم کو رہا کیا جائیگا۔ جب سنا کہ آنحضرت دکن جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو شہزادہ معظم کو رہا کر کے آنحضرت کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ آنحضرت فرزند کی ماتم پرسی کے دن گذار شاہجہان آباد سے دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی اکبر آباد پہنچے تھے کہ شاہزادہ معظم آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب قیومیت بجالایا۔ آنحضرت نے بھی اس پر بدرجہ غایت مہربانی کی اور اسے لیکر شاہی لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔

ذکر دربیان

سال بست و نہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و دخول آنحضرت بلشکر سلطان ہند و از آنجا تشریف بردن آنجناب بہ سمت عرب و فرستادن سلطان معظم را بہ کابل و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب عالمگیر بادشاہ کو آنحضرت کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو تمام ارکان سلطنت سمیت سر کے بل بارہ میل تک آنحضرت کا استقبال کیا۔ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے ایک مخصوص مرید صوفی عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضؓ صبح کی نماز کے بعد یاروں سمیت حلقہ مراقبہ میں بیٹھے تھے۔ کہ عالمگیر بادشاہ بھی حاضر خدمت ہوا۔ وہ بھی ایک گوشے میں مراقبہ ہو بیٹھا۔ کسی نے اس کی تواضع نہ کی حتےٰ کہ کسی نے جانا بھی نہیں کہ کون آیا ہے۔ جب آنحضرت مراقبہ سے فارغ ہوئے۔ تو بادشاہ حاضر خدمت ہو کر آداب قیومیت بجالایا۔ آنجناب حنے بھی اس پر بہت کچھ مہربانی فرمائی۔ بادشاہ نے کہا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ اس وقت ایسا شخص موجود ہے۔ کہ میرے جیسا بادشاہ جس کے ڈر سے ایران توران اور روم وغیرہ کے بادشاہ بھی حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ جب اس کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے تو میرے نوکر چاکر اس شیخ کی تعظیم کو مدنظر رکھتے ہوئے تواضع نہیں کرتے بلکہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کون شخص آیا ہے۔ بعد ازاں آنحضرت سوار ہوئے اور بادشاہ

پاپیادہ آنحضرتؓ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اس روز صرف آنحضرتؓ ہی سوار تھے
اور سب پیدل تھے۔ صوفی عبدالوہاب فرماتے ہیں۔ کہ اچانک میرے دل میں خیال
آیا۔ کہ عالمگیر جیسا بادشاہ جس کا نظیر و ثانی دنیا بھر میں موجود نہیں اس وقت آنحضرت
کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہا ہے۔ ضرور آنحضرتؓ کے دل میں خیال آیا ہوگا کہ
عالمگیر جیسا بادشاہ میرے ساتھ پیدل جا رہا ہے۔ یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے
متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ عبدالوہاب! اگر عالمگیر جیسے لاکھوں بادشاہ میرے ساتھ پیدل
چلیں تو بھی میرے دل میں کوئی خیال نہیں آئے گا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ واقعی آنجناب
کی ذات شریف ایسی ہی ہے۔ اتنے میں بادشاہ نے آنحضرتؓ کے پائے مبارک
پر بوسہ دیکر عرض کیا۔ کہ کیا آنجناب کو معلوم ہے۔ کہ میں یہ آداب و سلوک اور تواضع
کس واسطے کرتا ہوں۔ آنحضرتؓ نے پوچھا کیوں کرتے ہو۔ عرض کیا۔ میں بادشاہ
ہوں اور آنجناب درویش۔ قیامت کے دن معاملہ بالعکس ہوگا۔ آپ بادشاہ ہونگے
اور میں ظالموں کے گروہ میں کھڑا ہوں گا۔ جو مقام غضب خدا ہوگا۔ کیا جناب کو
اس وقت یہ تواضع یاد آئے گی۔ آنحضرتؓ نے فرمایا ضرور یاد رکھوں گا۔ جب
حضرت **قیوم ثالث**ؓ لشکر میں داخل ہوئے۔ تو بادشاہ نے آنحضرت سے
توجہ باطنی کی درخواست کی۔ آنجناب نے توجہ باطنی کی حضرت قیوم رابع فرماتے
ہیں کہ توجہ لینے کے بعد بادشاہ آنحضرتؓ کے برابر تخت پر بیٹھا۔ تو عرض کیا۔ کہ
کہ آج تو میں آنجناب کے ساتھ بیٹھا ہوں۔ قیامت کے دن آپ اللہ تعالیٰ کے
نزدیک بیٹھے ہوں گے اور میرے ہاتھ پاؤں جکڑ کر مجرموں میں کھڑا کیا ہوا ہوگا۔
کیا آپ اس وقت مجھے گنہگاروں کے گروہ سے رہائی دلائیں گے۔ آنجناب نے
فرمایا خاطر جمع رکھو۔ تمہیں گنہگاروں میں نہیں رہنے دوں گا۔

اسی سال خبر آئی کہ امیر خاں والئے کابل فوت ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے
آنحضرت کے حکم کے مطابق شاہزادہ معظم کو بہادر شاہ کا خطاب دیکر کابل بھیجا اور
ہندوستان کا سارا علاقہ اسے دیا۔ اور خطوں میں اسے والئے ہند لکھا جاتا۔ دکن
کا علاقہ اعظم شاہ کے سپرد کیا۔ معظم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے رخصت ہو کر
کابل کی طرف روانہ ہوا۔ آنحضرتؓ نے رخصت کیوقت تمام ہندوستان اور دکن کی

سلطنت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ کہتے ہیں۔ رخصت ہوتے وقت معظم بہادر شاہ نے اپنی تمام اولاد کو آنحضرت کی خدمت میں مرید کروایا۔ بہادر شاہ نے سرہند پہنچکر حضرت مجدد الف ثانی رضؓ اور حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی۔ اور پھر کابل گیا۔ تھوڑی مدت میں آنحضرت کی توجہ سے ہندوستان اور دکن دونو کا بادشاہ ہوگیا۔ اب تک آنحضرت کی دعا سے سلطنت اس کی اولاد میں ہے +

حضرت قیوم رابع رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ اسی سال آنحضرت نے مجھے شاہی لشکر میں محبوبیت ذاتی کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور فرمایا کہ اسی مقام پر حضرت قیوم ثانی رضؓ نے مجھے محبوبیت ذاتی کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔ بشارت عطا فرمانے کے بعد مجھے فرمایا۔ کہ میری محبوبیت کی طرف دیکھو۔ میں نے حسب الارشاد نگاہ کر کے عرض کیا کہ جناب کی محبوبیت ذاتی ہے جو سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اور کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئی۔ فرمایا حق تعالےٰ نے یہی محبوبیت تمہیں عنایت فرمائی ہے۔ وہ محبوبیت جس کی خوشخبری حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے عطا فرمائی تھی تمہیں عنایت ہوئی ہے۔ تم اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالاؤ۔

حضرت حجۃ اللہ رضؓ چند ماہ شاہی لشکر میں رہکر عرب کی طرف روانہ ہوئے۔ شاہی لشکر میں سے کئی ہزار آدمی تارک الدنیا ہو کر حج کی نیت سے آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ کہتے ہیں ڈیڑھ ہزار ۱۵۰۰ مشائخ اس سفر میں آنحضرت کے ہمراہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہزاروں ہی مرید تھے۔ ان کے علاوہ دو ہزار علما۔ طالب علم اور صالح آدمی آنجناب کے ساتھ تھے۔ علاوہ بریں کئی ہزار اور چھوٹے بڑے آنحضرت کے ہمراہ تھے۔ عالمگیر نے آنحضرت کے ہاتھ ایک عرضی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی جس کے جواب کی بھی درخواست کی۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ حج کے موقعہ پر اس قدر لوگوں کا ہجوم جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد صرف تین مرتبہ ہوا ہے۔ ایک دفعہ جب کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضؓ حج کو گئے۔ دوسری دفعہ جب حضرت حجۃ اللہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اور تیسری مرتبہ اب کی دفعہ جب آنحضرت حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اس سفر میں تو اسقدر ہجوم تھا کہ مکہ معظمہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ شہر سے باہر اردگرد دور تک

لشکر پڑا ہوا تھا۔ مذکورہ بالا تینوں موقعوں پر کئی ہزار اولیاء اللہ جمع ہوئے تھے۔ چند ایک جہاز بادشاہ نے آنحضرت کی نذر کئے۔ اور کئی خود آنجناب نے کرایہ پر لئے آنجناب نے اپنی گرہ سے بے شمار روپیہ فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا۔ اور ہفتہ کے روز ۵ رشوال کو جہاز پر سوار ہوئے۔ لیکن ہوا کے متحرک نہ ہونے کے باعث ساٹھ روز میں مخہ پہنچے۔ جب جہاز سے اترے تو حج کے دن گذر چکے تھے بدیں واسطے مجبوراً یمن میں ٹھیرے ؀

ذکر و بیان

سال سیوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ فرود آمدن آنحضرت از جہاز ہا در یمن و رفتن آنجناب بحرمین الشریفین و وقائعیکہ دریں سال واقع شدہ اند

جب شاہ یمن کو آنحضرت کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو تمام اراکین سلطنت سمیت استقبال کے لئے آیا۔ اور ضیافت و مہمانداری کی شرطیں بجالایا آنحضرت نے مکہ میں رہائش اختیار کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن شاہ یمن نے عرض کیا کہ آخر جناب نے حج کے لئے جانا ہی ہے۔ اگر چند روز اس ملک میں اقامت فرمائیں۔ تو اس ملک کے لوگ جناب کی قیومیت سے مستفید ہوں گے۔ اس بارے میں جب اس نے بہت کچھ منت و سماجت کی۔ تو آنحضرت نے بھی بپاس خاطر وہیں اقامت فرمائی۔ وہ صبح شام آنجناب کی خدمت میں حاضر رہتا۔ اور خانقاہ کے تمام اخراجات کا خود ہی متحمل ہوتا۔ جب خنکار روم کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو ایک عرضی معہ تحف و ہدایا ایلچی کے ہاتھ خدمت والا میں بھیجی۔ روم شام اور عرب کے تمام بڑے بڑے مشائخ اور علما آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ ان علاقوں میں جو آنحضرت کے مرید اور خلفاء تھے مثلاً شیخ مراد شامی۔ شیخ المدنی اور شیخ العرب مدنی وغیرہ سبھی اپنے اپنے مقامات سے چلکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ہر ایک اپنی حیثیت کے موافق آنحضرت کی خدمت میں تحفے اور ہدیے لایا۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت حجۃ اللہ

نے یمن میں مجھ سے پوچھا۔ کہ تمہیں کشف حقایق کہاں تک حاصل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ تمام اشیاء کے حقایق کی کشف حاصل ہے۔ تمام سالکوں کے مشرب معلوم ہیں جانتا ہوں کہ فلاں شخص اپنے نبی کی ولایت کے چوتھے حصے تک پہنچا ہے۔ کسی نے تیسرا حصہ کسی نے نصف حصہ ان سب کی حالت مجھ پر منکشف ہے۔ حضرت **قیوم ثالث** رض نے فرمایا۔ کہ یہ کشف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رض کے سوا کسی گذشتہ یا آئندہ ولی کو نصیب نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے تمہیں عنایت کی ہے۔ اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالاؤ +

انہیں دنوں ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا وجود بڑا ہو گیا ہے جس سے تمام جہان زمین سے آسمان تک پُر ہو گیا ہے۔ جب میں نے یہ خواب آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ تو فرمایا کہ یہ قطبیت اور قیومیت کی علامت ہے تمہیں اللہ تعالےٰ قیوم وقت بنائے گا۔ جب یمن میں آنحضرت کو رہتے ہوئے تین مہینے گذر گئے۔ تو ایک روز فرمایا کہ آج کعبہ ملاقات کے لئے آیا تھا۔ اور گلہ کرتا تھا کہ تم آکر یمن میں بیٹھ رہے ہو۔ میرے پاس کیوں نہیں آتے۔ بعد ازاں بہت جلدی معہ توابع ولواحق مکہ کا رخ کیا۔ ایک روز اثنائے راہ میں فرمایا۔ کہ کعبہ ہمارے استقبال کے واسطے آیا ہے اور مجھے گھیر لیا ہے۔ گویا میرے گردا گرد پھرتا ہے۔ تمام آدمی جو کعبہ کو سجدہ کرتے ہیں وہ گویا مجھے کرتے ہیں۔ کیونکہ کعبہ نے مجھے گھیرا ہوا تھا۔ جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ تمام جنگل اور صحرا کعبہ کے نور سے پُر ہے۔ تمام اہل مکہ آنجناب کے استقبال کے واسطے آئے۔ حضرت حجۃ اللہ پاؤں کے درد کی وجہ سے تخت پر سوار ہو کر مسجد الحرام کے اندر گئے۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ آپ فرماتے تھے کہ عین طواف کیوقت کعبہ میرے گلے ملا۔ اور مجھے بھینچا۔ اور میرے چہرے پر اس نے بوسہ دیا۔ ایک روز مکہ میں فرمایا کہ آج رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ اور بدرجہ غایت مہربانی کرکے فرمایا کہ ہم تمہارے بہت مشتاق ہیں۔ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ دوسرے دن آنحضرت نے مدینہ منورہ کا رُخ کیا۔ اثنائے راہ میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ میری ماں نے مجھے بڑے پیار سے گلے لگایا۔ جب مدینہ منورہ میں پہنچے۔ تو وہاں کے تمام باشندوں نے استقبال کیا

آنحضرت نے حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر اپنا سر مُنہ آستانہ علیہ پر ملا۔ دوسرے دن آنحضرت کے بہت سے خلفاء کو روضۂ منورہ کے اندر جانے کی اجازت ملی۔ پردہ خاص کے اندر آنجناب پر بے خودی طاری ہوئی۔ جب وہاں سے باہر آئے۔ تو لوگوں کو فرمایا کہ جناب سرور کائنات میرے حال پر بدرجہ غایت مہربان ہو کر مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سے خاص لحوق حاصل ہوا۔ بعدازاں مجھے خلعت عنایت فرمائی۔ آنجناب نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ تمہیں نہایت تپاک سے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے گود میں بٹھا تمہارے سر مُنہ کو چوما۔ اور اس طرح مہربان ہوئے جیسے باپ بیٹے پر ہوتا ہے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ وہی فرزند ہے۔ کہ جس کے باپ کی تربیت میں بارہ سال تک کرتا رہا۔ تاکہ اس سے ایسا فرزند پیدا ہو۔ جو میرے کمالات کا مظہر اتم ہو۔ پھر یہ فرزند پیدا ہوا۔ جو پروردگار کا خلیفہ اور میرا اکمل نائب ہے۔ اسی فرزند کی خاطر میں نے تمہیں پہلے ہندوستان سے منگایا۔ اور القائے نسبت کیا تھا۔ کہ یہ مرد بزرگ پیدا ہو جب تک دنیا قائم ہے سارا جہان اس عزیز الوجود کے کمالات سے فائدہ اٹھاتا رہیگا۔ بعدازاں اپنے سینے کو تمہارے سینے سے ملا کر اپنی خاص نسبت کا القا فرمایا حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے اپنے جد امجد کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں نے آنحضرت کی توجہ سے خود بھی یہی معاملہ مشاہدہ کیا ہے۔ الحمد للہ علے ذالک۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ دوسرے روز بقیع کی زیارت کے لئے گئے۔ اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ہر ایک کی قبر پر فاتحہ طویل پڑھا۔ فاتح سے فارغ ہو کر فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے مجھ پر مہربانی کی خاصکر حضرت عثمان۔ حضرت امام حسن۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عباس رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے بہت بہت عنایت فرمائی اور میری ملاقات کے لئے تمام اصحاب جمع ہوئے۔ اور مجھے بیچ میں گھیر لیا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم پر بھی ایسی ہی مہربانی کی۔ آدھی رات تک روضہ منورہ میں معہ تمام خلفا بیٹھے رہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کا دستور ہے۔ کہ عشاء کی نماز کے بعد تمام

آدمیوں کو وہاں سے نکال دیا جاتا ہے۔ لیکن جب تک آنحضرت بیٹھے رہتے۔ کوئی
خادم بھی متعرض نہ ہوتا۔ حضرت قیوم رابع ساری رات خاص پردہ کے اندر مراقبہ
کئے بیٹھے رہتے۔ جب اٹھتے تو اور آدمیوں کو بھی ساتھ لاتے۔ ایک روز حضرت
قیوم ثالث رض روضہ منورہ کے اندر خاص پردہ میں بیٹھے تھے کہ جناب سرور
کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر بہت کچھ عنایات فرمائیں۔ اور
فرمایا کہ میری امت کے تمام اولیا میں سے چار شخص افضل ہیں۔ ایک حضرت مجدد الف ثانی رض
دوسرے عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تیسرے تم اور چوتھے تمہارے پوتے قیوم رابع
دو مہینے تک آپ مدینہ منورہ میں رہے۔ بعد ازاں ماہ رمضان آپہنچا۔ حدیث
کی کتابوں سے معلوم ہوا۔ کہ ماہ رمضان مکہ معظمہ میں بسر کرنا از روئے اجر افضل
ہے۔ اس واسطے آنجناب نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا۔ اور حضرت خاتم النبین
سے رخصت ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آنجناب کو اور حضرت
قیوم رابع کو خلعت عنایت فرمائی۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ رخصت کے
وقت بادشاہ ہند کی عرضی پیش خدمت کی۔ اور اس کے جواب کے لئے التماس کی
جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے عرضی کو پڑھ کر فرمایا۔ کہ بادشاہ ہند ہمارا
یار ہے۔ حضرت حجۃ اللہ رخصت کے لئے اصحاب بقیع شہدائے اُحد کے پاس گئے
یہاں کی زیارت سے فارغ ہو کر شیخ آدم بنوری رح کی قبر پر جو حضرت عثمان رضی اللہ
تعالےٰ عنہ کے روضہ کے محاذی ہے گئے۔ فاتحہ پڑھا۔ جب وہاں سے لوٹے تو
فرمایا کہ تمام صحابہ نے مجھ پر مہربانی کر کے خلعتیں عنایت فرمائیں۔ آنحضرت ۷ شعبان
کو مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے جب حرم کے قریب پہنچے۔ تو فرمایا کہ کعبہ کے انوار
ظاہر ہونے لگے ہیں۔ اور بیت اللہ ہمارے استقبال کے لئے آیا ہے تمام اہل مکہ
آنحضرت کے استقبال کیو اسطے آئے۔ آنحضرت تراویح کی نماز مسجد الحرام میں ادا
کرتے تھے۔ بہت سے لوگ نماز تراویح آنجناب کے ساتھ ادا کرنے کے لئے جمع ہو
جایا کرتے حتےٰ کہ ایک دوسرے کی پشت پر سجدہ کرتے تھے۔ اہل مکہ کہتے تھے کہ ماہ رمضان
اس قدر لوگوں کے ہجوم سے آج تک نہیں گذرا۔ اس ماہ رمضان میں عجیب برکات
انوار۔ ظہورات اور تجلیات وارد ہوتی تھیں۔ کہ قلم ان کے لکھنے سے عاجز ہے۔ انہیں

دنوں ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم رابع رضؓ کو ذات موہوبہ کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ ذات موہوبہ سے مراد قیومیت ہے۔ حضرت قیوم رابعؓ نے عرض کیا۔ کہ یہ منصب اعظم اب آپ کے متعلق ہے۔ مجھے آپ کیونکر خوشخبری عنایت کرتے ہیں۔ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ تم بھی اس مقام کے سائے میں پہنچ چکے ہو۔ عنقریب بالاصالت بھی یہ منصب تمہیں ملیگا جب حج کے دن آئے۔ تو آنحضرت نے تمام پوتوں خلفاء اور مریدوں سمیت احرام باندھا۔ اور ذوالحجہ کا پہلا عشرہ قطع تعلقی میں بسر کیا اور عرفات اکبر کے معشر میں روانہ ہوئے۔ عرب یمن شام اور روم وغیرہ ممالک کے تمام چھوٹے بڑے جو حج کے لئے آئے تھے۔ سب آنحضرت کے ہمراہ تھے۔ آنجناب تمام قافلوں کے سردار تھے۔ عین عرفات میں الہام ہوا۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ حج کی قبولیت کا ایک کاغذ مجھے دیا گیا ہے۔ لوگ یہ خوشخبری سنکر اللہ تعالے کا شکر بجالائے *

ذکر در بیان

سال سی و کیم از قیّومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ بشارت دادن آنجناب نبیرۂ خود حضرت قیوم رابع را بہ قطب الاقطابی و قیومیت و مراجعت آنحضرت از عرب بہ ہندوستان و بیان واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال حضرت **قیوم ثالث** رضؓ نے اپنے پوتے حضرت قیوم رابع رضؓ کو قطب الاقطابی اور قیّومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہؓ نے حج کے بعد ہندوستان جانا چاہا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ خدا جانے پھر جناب کا دیدار نصیب ہو یا نہ ہو۔ بہتر ہے کہ کچھ دن اور اس ولایت میں توقف فرمادیں۔ آنجناب بھی ان کی خاطر چندروز اور مکہ میں ٹھہرے۔ ایک روز صبح کی نماز کے بعد حلقہ مراقبہ سے فارغ ہو کر حضرت قیوم رابع کو فرمایا۔ کہ آج میں نے کعبہ کو دیکھا ہے۔ کہ تمہاری طرف سرنگوں ہوا ہے۔ تمہاری سیر باطنی تمام اسماء صفات شیونات۔ اعتبارات سے گذر کر ذات بحت تک پہنچ گئی ہے۔ پروردگار نے تمہیں

اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے تمام اسماء و صفات کا مظہر اتم بنایا ہے قطب الاقطابی اور قیومیت کی خلعت تمہیں پہنائی۔ اب میری رحلت کے دن نزدیک ہیں قریب ہی ہیں اس جہان فانی سے کوچ کر جاؤنگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے تمہارے وصف بیان کرتا ہے اور فرشتوں کو فخر یہ فرماتا ہے کہ روئے زمین پر میرا ایسا بندہ ہے حضرت قیوم رابع یہ خوشخبری سنکر شکر پروردگار بجالائے لیکن حضرت قیوم ثالث رض کے جلدی ارتحال کر جانے کا سخت افسوس کیا جب آنحضرت نے اپنے پوتے کو نہایت غم و افسوس میں دیکھا۔ تو تسلی کے لئے فرمایا خاطر جمع رکھو ابھی میرے ارتحال میں چند ایک سال باقی ہیں اس فرمان سے حضرت قیوم رابع کو قدرے تسلی ہوئی ؛

انہیں دنوں ایک روز شیخ مراد شامی اپنے بیٹے کو جو حضرت قیوم رابع کا ہمعصر تھا مرید کرانے کیلئے حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں لائے۔ آنحضرت نے اسے قیوم رابع رض کے سپرد کیا۔ کہ اسے تم مرید کرو۔ آپنے آنحضرت کے فرمان کے مطابق اسے مرید کیا بعد ازاں حضرت حجۃ اللہ رض نے عرب یمن شام اور روم کے تمام آدمیوں کو حکم دیا کہ حضرت قیوم رابع رض کے مرید ہو جاؤ۔ اس ولایت کے تمام وضیع و شریف حضرت قیوم رابع رض کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں آنحضرت نے روم شام عرب اور یمن کے تمام آدمیوں کو رخصت کیا اور خود ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت قیوم رابع نے شیخ مراد کے بیٹے محمد کو خلافت عنایت فرمائی۔ عرب و یمن کے اکثر آدمی سمندر تک آنجناب کے ہمراہ گئے۔ بعد ازاں ان لوگوں کو رخصت کر کے جہاز پر سوار ہوئے۔ جب جہاز کو چلتے ہوئے تین دن گذر گئے۔ تو فرنگی آکر لڑنے لگے۔ اور گولے وغیرہ پھینکنے لگے۔ جہاز گولوں کے صدموں سے کانپنے لگے۔ لوگ گھبرا کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عاجزی شروع کی اور اس بلا کے دفعیہ کے واسطے التماس کی آنحضرت نے فاتحہ طویل کے بعد فرمایا۔ کہ اہل اسلام فاتح و منصور ہوں گے اور کافر لوگ نیچا دیکھینگے۔ تمہیں اس مصیبت سے رہائی نصیب ہو گی لوگوں نے عرض کیا۔ کہ گولوں سے ہمارے جہاز پاش پاش ہو گئے ہیں۔ اب تختے جدا ہو کر غرق ہوا چاہتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ گولوں سے جہاز پختہ ہو گئے ہیں اگر اعتبار نہ ہو تو جا کر دیکھ لو جب ملاح کمروں میں رسے باندھ کر نیچے اترے۔ تو غور سے دیکھنے کے بعد معلوم کیا کہ گولے سیخوں کیطرح تختوں میں لگے ہیں جن سے تختے اور بھی مضبوط ہو گئے ہیں۔

ملاحوں نے آکر کیفیت عرض کی اسی اثناء میں آنحضرت کے تصرف سے فرنگی آپس میں لڑ مرے اور اہل اسلام خیر و عافیت سے کنارے آ لگے۔ بندرگاہ سورت میں اُترے۔ اور اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لائے۔ جب اہل ہند کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو اعلےٰ ادنےٰ سبھی آنحضرت کے استقبال کیواسطے آئے۔ بادشاہ ہند بھی معہ تمام اراکین سلطنت سات منزل تک استقبال کے لئے آیا۔ اور آداب قیومیت بجا لایا۔ آنحضرت نہایت مہربانی سے پیش آئے اور جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے جو عنایت ہوئی تھی۔ وہ بھی ظاہر کی۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ کہ یہ سب جناب کی توجہ کا نتیجہ ہے ؞

میرے (مصنفؒ) والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ہم معہ اپنے والد ماجد شاہزادہ معظم کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ حضرت حجۃ اللہؓ کے بندرگاہ میں آجانیکی خبر پہنچی۔ شاہزادہ نے اسی وقت ایک عریضہ معہ تحف و ہدایا اور ایک لاکھ روپیہ کے ایلچی کے ہاتھ آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا ؞

ذکر دربیان

سال سی و دوم از قیومیت ثالث حجۃ اللہ و مرید شدن شاہزادہ کام بخش بخدمت آنحضرت و واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند

آنحضرت نے سمندر پار ہوکر شاہی لشکر میں چند روز رہنے کے بعد سرہند جانے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ کہ میری عمر نوّے ۹۰ سال گذر چکی ہے۔ اب مجھے اپنی زندگی کی کوئی امید نہیں رہی معلوم نہیں کہ جناب کی قدمبوسی پھر نصیب ہو۔ اگر آنحضرت تھوڑی مدت اور یہاں توقف فرمائیں۔ تو میں فائدہ باطنی جناب کی صحبت سے حاصل کرلوں تاکہ میرے ایمان کی سلامتی کا موجب ہو۔ اور یہ بات جناب کے کرم کریمانہ سے کچھ بعید بھی نہیں۔ آنحضرت بادشاہ کی خاطر چند روز اور شاہی لشکر میں رہے۔ بادشاہ صبح شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتا اور کئی رات تنہا آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ چنانچہ صوفی عبداللہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات خانقاہ کے اندر چند جوان دروازہ بند کئے شعر خوانی اور ہنسی مخول میں مشغول تھے۔ انہیں میں ناصر علی شاعر بھی تھا۔ اس رات شدت کی بارش اور ہوا تھی۔ آدھی رات کے وقت کسی شخص نے خانقاہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

لیکن اس کی آواز بہ سبب قہقہ اور خندہ اور شعر خوانی کسی نے نہ سنی۔ پھر اس نے زور سے آواز دی۔ لیکن کسی نے نہ سنی۔ دیر تک کھڑا آوازیں دیتا رہا لیکن آدمیوں نے نہ سنا۔ جب اس نے زور سے کھٹکھٹایا اور بلند آواز سے پکارا۔ تو پھر آدمیوں نے سنکر اسے کہا۔ کہ دور ہوجا ہمارے عیش کو بے لطف نہ کر۔ اس شخص نے کہا مجھے ضروری کام ہے سن لو۔ آخر دروازہ کھولکر دیکھا تو خواجہ سرائے کھڑا تھا اور اس کے پیچھے عالمگیر بادشاہ وہ آدمی شرمندہ ہوئے۔ بادشاہ نے کہا میرے آنے سے یاروں کی مجلس میں خلل آیا ہے۔ پھر پوچھا۔ کہ آنحضرت سوئے ہوئے ہیں۔ یا جاگتے ہیں۔ انہوں نے کہا آرام کر رہے ہیں لیکن اب بیدار ہونیکا وقت قریب ہے۔ بادشاہ انتظار میں بیٹھ گیا۔ ایک گھڑی بعد آنحضرت بیدار ہوئے جب حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرت نے ایسے وقت میں حاضر خدمت ہونیکا سبب پوچھا۔ تو عرض کیا۔ کہ جب میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ بارش ہو رہی ہے۔ یہ بھی معلوم تھا کہ ایسے وقت میں رستہ چلنا دشوار ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ ایسی تکلیف کے ساتھ ایسے وقت میں حاضر خدمت ہونے سے آنجناب مجھ پر خوش ہوں گے۔ اور میرے حق میں دعا فرمائیں گے جس سے مجھے ایمان کی سلامتی نصیب ہوگی۔ آنحضرت نے تہجد کی نماز کے بعد بادشاہ کو باطنی توجہ دی اور اس کے حق میں دعا کی اور ولایت صغریٰ کی خوشخبری عنایت فرما کر رخصت کیا۔

اسی سال سلطان ہند کا چوتھا بیٹا شاہزادہ کام بخش حضرت قیوم ثالث رح کا مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونیکا سبب یہ ہوا۔ کہ آنحضرت کے سفر حج سے آنیسے پیشتر کام بخش نے بادشاہ کو کہا۔ کہ آپ مجھے کسی کا مرید کرائیں۔ بادشاہ نے اسے کہا صبر کرو قطب جہان اور قیوم زمان آرہے ہیں۔ تجھے ان کا مرید بناؤں گا۔ چونکہ آنحضرت نے سلطنت کی خوشخبری شاہزادہ معظم کو عطا فرمائی تھی اس واسطے باقی شاہزادے آنحضرت کے چنداں مخلص نہ تھے۔ کام بخش نے بادشاہ کے روبرو ٹال مٹول کیا۔ تو اسی رات خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص کہہ رہا ہے۔ کہ او کام بخش! اگر اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو۔ تو خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کے مرید ہوجاؤ۔ کیونکہ وہ محبوب پروردگار اور قیوم روزگار ہیں۔ اگر کامل اعتقاد سے آنحضرت کے مرید نہ ہوگے۔ تو اپنے دین و ایمان کو خراب کر لوگے اور غضب خدا میں گرفتار ہوگے۔ کام بخش ڈر کر چونک پڑا اور باپ کے پاس آکر رات کا ماجرا بیان کیا۔ باپ نے کہا میں نے پہلے ہی کہا تھا۔ کہ آنحضرت قیوم زمان ہیں۔

جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ لشکر میں داخل ہوئے۔ تو کام بخش کو آنحضرت کا مرید کرایا۔ اور اس کے خواب کو بھی عرض کیا۔ آنحضرت نے اس کے حال پر عنایت فرمائی۔ اور بادشاہ کو فرمایا کہ اسے بھی ملک کا کوئی حصہ دو۔ جیسا کہ اور بیٹوں کو دیا ہے۔ بادشاہ نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق حیدرآباد کا علاقہ کام بخش کو دیا۔

ذکر و بیان

سال ہی سوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و ولی عہد کردن آنحضرت جناب قیوم رابع را و مراجعت آنجناب از لشکر سلطان ہندبہ شاہجہان آباد و واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال آنحضرت نے اپنے پوتے قیوم رابع کو جو آنحضرت کے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلیٰ کے فرزند تھے۔ اپنا قائم مقام اور ولی عہد مقرر فرمایا۔ اور اپنے تمام خلفاء اور مریدوں کو حکم دیا کہ ان کے مرید ہو جاؤ۔ تمام حسب الامر حضرت قیوم رابع کے مرید ہو گئے اور آنحضرت نے اپنے خلفا اور مریدوں کو یہ بھی فرمایا کہ تم سب قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے حلقہ و مراقبہ میں شامل ہوا کرو۔ اور انہیں سے توجہ باطنی لو۔ تمام لوگ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے حلقہ و مراقبہ میں بیٹھنے اور انہیں سے توجہ باطنی لینے لگے۔ بادشاہ بھی حضرت قیوم رابع کا مرید ہوا۔ اور انہیں سے فیض باطنی اخذ کیا۔ حضرت قیوم ثالث نے حضرت قیوم رابع کو فرمایا کہ ایک طرف سے تم توجہ دو اور دوسری طرف سے میں دیتا ہوں لیکن آپ بپاس ادب توجہ دینے میں متوقف ہوئے تو آنحضرت نے فرمایا کہ اب تم میرے برابر ہو۔ خلعت کی تربیت کیلئے مستعد ہو جاؤ۔ اور لوگوں کو توجہ دو۔ ایک طرف سے آنحضرت توجہ دینے لگے۔ اور دوسری طرف سے آپ نے۔ حتیٰ کہ حلقہ ختم ہوا۔ اسی طرح ہر روز کرتے۔ شاہی لشکر میں ہر روز یہی معاملہ ہوتا۔ تمام لشکر اور بادشاہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی رسائی عقل اور ذکاوت طبیعت دیکھتے اور ان کی خوردسالی پر نگاہ کر کے حیران ہو کر کہتے کہ جو عقلمندی اور دانائی اس خوردسال میں دیکھنے میں آتی ہے۔ وہ صد سالہ بوڑھوں میں کبھی نہیں پائی جاتی حضرت حجۃ اللہ نے اپنے پوتے کو اپنا قائم مقام اور ولی عہد بنا کے سرہند جانے کا ارادہ کیا بادشاہ نے عرض کیا کہ آنجناب خود تو تشریف لے جاتے ہیں۔ اگر مخدومزادہ محمد زبیر کو لشکر

میں چند روز اقامت کے لئے فرمائیں۔ تو میں ان کی صحبت سے مستفید ہولوں۔ آنحضرت نے قیوم رابع سے پوچھا کہ اگر تمہارا دل چاہے تو چند روز بادشاہ کے پاس رہو۔ آپ نے عرض کیا۔ کہ اگر جناب فرمائیں تو مجبور ہوں۔ اگر میری مرضی پوچھیں۔ تو میں ایک گھڑی بھی بادشاہ کے پاس نہیں رہنا چاہتا۔ آنحضرتؒ نے فرمایا کہ جب تمہاری مرضی نہیں تو میں کیونکر مجبور کر سکتا ہوں جب بادشاہ حضرتؓ قیوم رابع سے مایوس ہوا۔ تو پھر عرض کیا۔ کہ کسی مخصوص خلیفہ ہی کو چھوڑ جائیں۔ تاکہ مجھے کچھ تو تسلی ہو۔ آنحضرتؓ شاہ عبداللہ کو بادشاہ کے پاس چھوڑ سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ رخصت کے وقت بادشاہ بہت رویا کیونکہ اُسے یقیناً معلوم تھا۔ کہ پھر آنحضرت کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔ آنجناب نے بادشاہ پر عنایت فرما کر اسے رخصت کیا جب آنحضرت اورنگ آباد میں آئے تو بعض قدیمی مخالفوں نے شورش کی۔ ان کا سرغنہ صالح نام ایک شخص تھا۔ اس نے دند اوباش جمع کر کے آنحضرت کے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ آنحضرت کے مرید و معتقد اس معاملہ سے بالکل بے خبر تھے۔ جب اس شور و شغب سے آنحضرت مطلع ہوئے۔ تو فرمایا۔ کہ حق تعالےٰ ان لوگوں کو بلائے عظیم میں مبتلا کرے گا۔ یہ فرماتے ہی ان لوگوں کے دل پر خوف چھا گیا۔ نہایت پریشان ہوئے۔ حواس باختہ ہو کر اوزار پھینک بھاگ گئے جب آنحضرت کے مریدوں کو اس معاملہ کی خبر ہوئی۔ تو ان کا تعاقب کیا۔ لیکن وہ بدکار اس طرح روپوش ہوئے کہ ان کا پتا تک نہ لگا۔ بعد ازاں بعض آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہو کر مرید ہوئے اور بہت سے دیوانے ہو گئے اور صالح بدبخت جوان کا سرغنہ تھا اس طرح جنون میں مبتلا ہوا کہ گو کھاتا تھا۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے۔
مصرعہ قدر رنداں راچہ داند طالع دیوانہ۔ اور بعض سخت مرض میں مبتلا ہو کر طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر ہلاک ہوئے۔ غرضیکہ تمام مخالف جنہوں نے محاصرہ کیا تھا تھوڑے دنوں میں کُتّے کی موت مرے۔ آنحضرت اورنگ آباد سے برہانپور میں آئے۔ رئیس غنیم آنحضرت کی زیارت کے لئے آیا۔ اور اس نے تحفے اور ہدیے آنجناب کی نذر کئے۔ جب وہ زیارت کر کے واپس ہو گیا۔ تو غنیم کا ایک اور رفیق چند ایک اوباش ساتھ لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خانقاہ کے ایک یار نے اس کے لباس پر اسے باز پرس کی۔ بلکہ اس کے مُنہ پر دھپڑ مار کر اس کی پگڑی اُتار ڈالی۔ تو ان بدبختوں نے فساد شروع کیا اور تیر تلوار سنبھال مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس طرف کے آدمی بھی مستعد ہوئے قریب تھا کہ خونریز لڑائی

ہو کہ اتنے میں سرغنہ کو خبر ہو گئی۔ اس نے سب کو جھڑک کر روکا۔ اور آنحضرت سے معافی مانگی آنحضرت برہانپور سے اکبر آباد آئے۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ اکبر آباد میں حضرت قیوم ثالث رضؓ کے خلیفہ شیخ عبدالکریم نے مجھ سے باطنی توجہ طلب کی تو میں نے یہ بات آنحضرت کی خدمت میں عرض کی آنحضرت نے فرمایا کہ میرے تمام خلفا اور مریدوں کو تمہارا مرید ہونا چاہئے۔ اب سے قبلہ توجہ باطنی تم ہی ہو۔ بعد ازاں آنحضرت نے حلقہ مراقبہ اور توجہ کا سارا کارخانہ حضرت قیوم رابع کے سپرد کیا۔ اور اپنا قائم مقام بنا کر اپنی مسند پر بٹھایا اور اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حکم دیا کہ ان سے توجہ باطنی لیا کریں حضرت قیوم ثالث رضؓ کے تمام مرید حضرت قیوم رابع کے مرید ہوئے۔ اور انہیں سے فیض باطنی اخذ کرنے لگے صبح و شام انہیں کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔ بعد ازاں حضرت حجۃ اللہ اکبر آباد سے شاہجہان آباد میں آئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند حضرت محمد صدیق پہلے ہی سے اس شہر میں رہتے تھے۔ وہ تمام باشندوں سمیت آنحضرت کے استقبال کے لئے آئے آنجناب قلعہ سلطانی کے مقابل فیض اللہ کے محل میں اترے ؛

ذکر و بیان

سال سی و چہارم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ فرستادن
آنحضرت قیوم رابع را بہ کابل و تشریف بردن آنجناب از شاہجہان آباد
بدارالارشاد سرہند و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب حضرت قیوم ثالث شاہجہان آباد میں تشریف آور ہوئے۔ تو شہر کے تمام وضیع و شریف نے آنجناب کی طرف رجوع کیا۔ صبح شام آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوتے تھے۔ جب لوگ آنحضرت کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت انہیں حضرت قیوم رابع کے حوالے کرتے۔ اور ان کے مرید بننے کے لئے فرماتے۔ جب شاہجہان میں رہتے دو تین مہینے کا عرصہ گذر گیا۔ تو حضرت قیوم رابع کو فرمایا۔ کہ اب تم کابل جا کر وہاں کے باشندوں کو اپنے باطنی فیض سے سیراب کرو۔ اور خلقت کی تربیت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حضرت قیوم رابع حسب الارشاد کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت قیوم ثالث رضؓ نے اپنے اکثر مرید اور خلفا آپکے ساتھ کر کے رخصت فرمایا۔ جب آپ سرہند پہنچے۔ تو شہر کا

حاکم معہ تمام اہل شہر آپ کے استقبال کے واسطے آیا۔ آپ نے چند روز سرہند رہکر کابل کی راہ لی
اس علاقے کے لوگوں نے جس طرح حضرت قیوم ثالثؓ کا استقبال کیا تھا۔ اسی طرح آپ کا
کیا شاہزادہ معظم بھی استقبال کے لئے آیا اور شرائط مہمانداری باحسن وجوہ بجالایا۔ وہاں کے
تمام باشندے آپکے مرید ہوئے۔ اور صبح شام آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ کئی ہزار لوگ
آنجناب کے حلقہ میں صبح شام حاضر ہوتے تھے۔ حضرت قیوم ثانیؒ اور حضرت قیوم ثالثؓ
کے تمام بڑے بڑے خلفاء مثلاً اخون موسےٰ خواجہ مرزا اور خواجہ خسرو وغیرہ نے حضرت
قیوم رابع کی خدمت میں حاضر ہوکر اخذ فیض کیا۔ اور توجہ باطنی لی حضرت قیوم رابع کو انہیں
توجہ دینے میں تامل تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں پہلے ہی حضرت **قیوم ثالثؓ** نے
فرمایا تھا۔ کہ جناب سے فیض اخذ کریں۔ خواجہ مرزا نے وہ سیب والا قصہ یاد دلایا۔ کہ جناب
کے دست مبارک سے سیب کئی مرتبہ آکر میری طرف آیا۔ اور میں نے اٹھا کر جناب کو دیا تھا
آخر حضرت قیوم ثالثؓ نے مجھے فرمایا تھا کہ اس سیب کو اپنے پاس محفوظ رکھو کیونکہ تمہیں
ان سے نعمت حاصل ہوگی۔ میں نے اس سیب کو سنبھال کر رکھا لو اب وہ نعمت لینے کا
وقت آگیا ہے۔ جب ان لوگوں نے حد سے زیادہ منت سماجت کی۔ تو حضرت قیوم رابعؓ
نے انہیں توجہ باطنی عنایت فرمائی۔ یہ بزرگ اپنے بیٹوں کو آنجناب کی خدمت میں تربیت
باطنی اخذ کرانے کے واسطے لائے تھے۔ آنجناب نے ان کے بیٹوں کی پوری پوری تربیت
کرکے انہیں خلافت عنایت فرمائی۔ حضرت حجۃ اللہ نے شاہجہان آباد میں کچھ مہینے رہکر سرہند
آنا چاہا۔ عالمگیر کی بہن شاہجہان کی بیٹی گوہر آرا نے جو حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث
کی خاص مرید تھی۔ عرض کیا کہ اگر آنجناب چند روز اور یہاں تشریف فرمارہیں۔ تو ہمارے
حق میں بہتر ہوگا۔ اس بارے میں جب اس نے منت وسماجت کی۔ تو آنحضرت نے اسکی
خاطر چند روز اور شاہجہان آباد میں گذارے۔ خانقاہ کے اخراجات کی متحمل گوہر آرا تھی
حضرت قیوم رابعؓ فرماتے ہیں کہ گوہر آرا نے حضرت قیوم ثالثؓ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا
کیا۔ اور اس کے علاوہ آنحضرت نے اسے خوشخبری دی تھی۔ کہ جنت میں تم جناب رسول
کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجات میں داخل ہوگی۔ یہ خوشخبری حضرت قیوم ثالث نے
بھی اسے دی تھی۔ جب حضرت قیوم ثالث کو شاہجہان آباد میں رہتے ایک سال ہوگیا
تو پھر سرہند کی طرف روانہ ہوئے جب مشائخ سرہند کو آنحضرت کی تشریف آوری کی خبر ہوئی

تو سر کے بل پانچ منزل تک استقبال کیا۔ اور طرح طرح کی ضیافتیں کیں۔ لوگ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے۔ شکر الٰہی بجا لاتے تھے۔ جب آنحضرت سرہند میں داخل ہوئے تو پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے روضہ مبارک پر دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی کے روضہ مبارک پر آکر دیر تک مراقبہ کیا۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہوکر چند ایک سخن فرماکر محل کے اندر تشریف لے گئے۔ اس سفر سے واپس آکر اپنا تمام مال و اسباب اپنی لڑکی حضرت بیگم کو بخشا اور تمام مشائخ سرہند کے روبرو ہبہ نامہ لکھ دیا۔

ذکر در بیان

سال سی و پنجم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ مراجعت کردن آنحضرت قیوم رابع از کابل بہ سرہند و ملازمت جد بزرگوار نمودن و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب حضرت قیوم رابعؒ نے سنا کہ حضرت حجۃ اللہ شاہجہان آباد سے سرہند تشریف لے آئے ہیں۔ تو وہ بھی اپنے جد امجد کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے جب روانہ ہونے لگے تو لوگوں نے کہا کہ راستے میں شیروں کا خوف ہے۔ بہت سے لوگ جو زیارت کے ارادہ سے آنحضرت کے ساتھ جانیکو آمادہ ہوئے تھے انہوں نے ارادہ توڑ دیا میرے (مصنفؒ) جد امجد بھی ان دنوں کابل میں تھے۔ انہوں نے حضرت قیوم رابعؒ سے پوچھا۔ کہ آپکی کشف میں راستے کے خوف کی کیا کیفیت ہے۔ آنجناب نے فرمایا خیریت ہے کسی قسم کی تکلیف رستے میں لوگوں کو نہ ہوگی۔ میرے (مصنفؒ) جد امجد نے عرض کیا۔ کہ ہمیں آپ کی کشف کافی ہے۔ ہم جناب کے ساتھ چلتے ہیں۔ حضرت قیوم رابع معہ لواحق و توابع کابل سے روانہ ہوئے۔ میرے جد امجد بھی آنجناب کے ہمراہ تھے۔ اتفاق سے پہلے ہی منزل میں چند ایک اوباش ظاہر ہوئے۔ اور میرے جد امجد کے اونٹ کا نمدہ لے گئے لوگوں نے یہ ماجرا آنجناب کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آنجناب نے فرمایا۔ کہ صرف اتنا ہی خطرہ تھا۔ آگے بالکل خیریت ہے۔ خاطر جمع ہوکر چلو۔ واقعی اسکے بعد کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔ حضرت قیوم رابع نے کابل سے روانہ ہوتے وقت اخون موسےٰ کے بیٹے میر سعد اللہ خواجہ خسرو

کے بیٹوں خواجہ عبیداللہ اور خواجہ فیض اللہ اور خواجہ مرزا کے بیٹے خواجہ محمد امین کو خلافت دیکر ان کے وطنوں کی طرف رخصت فرمایا۔ شاہزادہ معظم ان دنوں کابل میں تھا رخصت کے وقت اس نے طرح طرح کے تحفے اور ہدیے اور دس ہزار روپیہ بطور زاد راہ نذر کیا۔ آنجناب بہت جلدی کابل سے سرہند پہنچ گئے۔ اور اپنے جد امجد کے دیدار فیض الانوار سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت اپنے فرزند کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور حضرت قیوم رابع کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ لوگ تمہاری قدر نہیں جانتے +

اس سال حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تمام اولاد نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو حضرت قیوم ثالثؒ کا مرید کرایا حتٰے کہ تین سالہ بچے بھی مرید کرائے۔ میری (مصنفؒ) ایک بہن اس وقت پندرہ مہینے کی تھی۔ میرے والد بزرگوار اسے بھی آنحضرت کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا کہ اس پر بھی نگاہ لطف وعنایت فرمائیں۔ تاکہ یہ بھی جناب کے مریدوں میں شامل ہو جاوے جب حضرت قیوم رابع سوار ہوتے تھے۔ تو تمام مشائخ علما اور چھوٹے بڑے۔ وضیع و شریف۔ بادشاہ۔ فقیر بوڑھے جوان آنحضرت کے ساتھ پیادہ چلتے تھے اور بچے آنحضرت کی سواری کے ساتھ اس طرح دوڑتے اور آنحضرت کی محبت میں اس درجہ بے اختیار تھے۔ کہ جوانوں اور بوڑھوں سے سبقت لے جاتے تھے +

اسی سال آنحضرت نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ سے شمال کی طرف تین تیر پرتاب کے فاصلہ پر ایک عالی شان خوبصورت مسجد بنوائی۔ اس کے تین گنبد اور دو برج بنوائے صحن میں ایک حوض لوگوں کے وضو کی خاطر بنوایا۔ اور مسجد کے مقابل ایک محل اور چند ایک حجرے سالکوں کو توجہ دینے اور مراقبہ کے لئے بنوائے۔ کہتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے چار جمعے اس مسجد میں نماز ادا کی۔ بعد ازاں داعی حق کو لبیک کہہ کر جنت میں جا بسے آنحضرت کی زوجہ خاص حضرت بیگم نے اس مسجد کے مقابل مشرق کی طرف بادشاہوں کی طرح نہایت عالیشان اور خوبصورت محل بنوائے۔ اور ان میں نہریں اور حوض تیار کروائے چند ایک فراخ مکانات تعمیر کرائے۔ کہتے ہیں ان عمارتوں پر زر کثیر صرف ہوا۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثالثؒ نماز کے لئے مسجد میں آتے اور ان عمارتوں کو دیکھتے تو پوچھتے کہ ان عمارتوں کو کون بنوا رہا ہے لوگ عرض کرتے کہ حضرت بیگم کے حکم سے تعمیر ہو رہی ہیں فرماتے کہ آخرت کی عمارت اختیار کرے دنیاوی عمارت باقی نہیں رہتی خواجہ محمد پارسا فرماتے ہیں کہ اس سال کے آخر میں

نے حضرت قیوم ثالثؒ کی ضیافت کی۔ اور اپنے گھر بلایا کھانے سے فارغ ہو کر آنجناب نے فرمایا۔ کہ یہ میری عمر کا آخری سال ہے۔ میں نے پوچھا کہ قیومیت کا یہ منصب اعظم کسے نصیب ہوگا۔ فرمایا میرے فرزند محمد زبیر کو میں نے پہلے بھی ایک مرتبہ یہی سوال کیا تھا۔ کہ کیا محمد زبیر کو بھی اس منصب سے کچھ ہاتھ آئیگا۔ فرمایا۔ ضرور۔ پھر جو میں نے پوچھا۔ تو جناب نے صریحاً فرمایا کہ میرے بعد قطب الاقطاب اور قیوم زمان محمد زبیر ہوگا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے سنوات قیومیت ختم ہوئے۔ اب آنحضرت کی بعض کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ذکر در بیان کرامات و خوارق عادات حضرت قیوم ثالثؒ حجۃ اللہ

حضرت حجۃ اللہ کی قدر و منزلت اس سے برتر ہے۔ کہ اس جہان کی کرامات سے آنحضرت کی توصیف کی جائے۔ لیکن انبیاء اور اولیا کی تواریخ کے مطابق چند ایک خوارق جو آنجناب کے خلفاء کبار اور آنجناب کے احوال کی معتبر کتابوں سے معلوم ہوئے لکھتا ہوں۔

کرامت۔ مناقب نقشبندی میں لکھا ہے کہ ایک روز آنحضرت کے ایک چھوٹے بچے نے رونا شروع کیا۔ اور ضد کی کہ مجھے عرش دکھائیں۔ آنحضرت نے اس بچے کا سر اپنی بغل میں لیکر اس کا چہرہ آسمان کی طرف کیا۔ اور فرمایا دیکھ۔ لوگوں نے اس بچے کو پوچھا۔ کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ کہا۔ آسمان میں ایک چھوٹا سا دروازہ دکھائی دیتا ہے جس میں سے مختلف شکلیں اور بہت سی روشنی نظر آتی ہے۔ اور فلاں فلاں شے نظر آتی ہے۔ اور فلاں مقام دکھائی دیتا ہے۔ آسمان کی مختلف منزلوں کے نام لیتا تھا۔ حتےٰ کہ اس نے کہدیا۔ کہ عرش دکھائی دیتا ہے۔ یہ کہہ کر اپنے ہاتھوں سے آنکھوں اور چہرہ کو چھپا لیا بعد ازاں لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو نے عرش کو کیسا دیکھا۔ کہا۔ اس قسم کا نور دیکھا جو آفتاب کی روشنی سے ہزار گنا تیز تھا۔ میری آنکھیں اسے دیکھ کر چندھیا گئیں۔ ایک نے آسمان پر سے آواز دیا۔ کہ عرش مجید یہی ہے۔ اس روشنی کی تیزی کی وجہ سے میں نے ہاتھوں سے چہرے کو ڈھانپ لیا۔

کرامت۔ ایک دفعہ سرہند میں بارش نہ ہوئی۔ والئے شہر تمام اہل شہر کو لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور درخواست کی۔ کہ آنجناب طلب باران کے لئے تشریف لائیں۔ لیکن آنحضرت نے جانا منظور نہ کیا۔ شہر کا حاکم معہ باشندوں کے عیدگاہ میں گیا جب وہاں سے واپس آیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ

پچیس روز تک بارش نہ ہوگی۔ واقعی پچیس روز تک بارش نہ ہوئی چھبیویں دن حد سے زیادہ بارش ہوئی ؛

کرامت۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ایک اہل حقوق کو ایک ساحرہ سے تکلیف پہنچا کرتی تھی۔ اس نے آنحضرت سے التماس کی۔ کہ اس بارے میں توجہ فرمائیں۔ کہ اس کی تکلیف سے محفوظ رہوں آنجناب نے توجہ کے بعد فرمایا۔ کہ آئندہ تم اس کے سحر سے محفوظ رہو گے۔ پھر جب تک زندہ رہا سحر کا اس پر اثر نہ ہوا ؛

کرامت۔ میرے (مصنفؒ) کے جدامجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت والدہ ماجدہ کو مرض لاحق ہوا۔ آنجناب نے ان کی شفاء کے لئے دعا کر کے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ شفائے کامل نصیب کرے گا چند روز بعد شفائے کلی نصیب ہوئی ؛

کرامت۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت جب کابل گئے تو تو والئے سرہند ایک منزل تک وداع کرنے کے لئے گیا۔ شہر کے ایک رئیس کا گاؤں والئے سرہند نے بوجہ عداوت اجاڑ دیا تھا۔ آنجناب نے اس سے رئیس کی سفارش کی۔ اس وقت اس نے منظور کر لیا لیکن پھر اس پر عمل نہ کیا۔ جب آنحضرت نے سنا کہ اس نے وہ کام نہیں کیا تو فرمایا۔ کہ عنقریب ہی والئے سرہند مصیبت میں مبتلا ہوگا جس دن آنجناب نے یہ کلمات فرمائے اسی روز والئے سرہند شہزادہ کے آدمیوں سے لڑا۔ آخر شاہزادہ کے آدمی غالب آکر اسے گرفتار کر کے شاہزادہ کے پاس لے گئے۔ شاہزادہ نے اسے قید میں ڈالا اور بڑی بے عزتی سے ہلاک کیا ؛

کرامت۔ میرے (مصنفؒ) اجدامجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل سے آئے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے شیطانوں کو بھگا رہے ہیں اور اس قدر ان پر آگ برسائی ہے۔ کہ کوئی شیطان بھی نہیں رہا۔ جب یہ معاملہ میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ تو شیخ ضیاء الدین یوسف نے کہا۔ کہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ اسی طرح سات آدمیوں نے یہ خواب بیان کیا

کرامت۔ خواجہ شریف بخاری فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اکبر آباد میں ایسا مرض ہوا۔ کہ ہاتھ پاؤں میں حرکت کی طاقت نہ رہی جب ہلاکت کی نوبت پہنچی اور زندگی

کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ تو انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ حرمین الشریفین سے تشریف لائے تھے۔ تمام آدمی آنحضرت کے استقبال کے لئے گئے آنجناب نے پوچھا۔ کہ اور سب آئے ہیں۔ لیکن محمد شریف نہیں آیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ وہ ایسی مرض میں مبتلا ہے کہ ہلاکت کے قریب پہنچا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ پہلے اس کی بیمار پرسی کریں گے اور پھر مکان پر جائیں گے۔ آنحضرت میری بیمار پرسی کیلئے آئے۔ مجھ میں اس قدر طاقت نہ تھی کہ اٹھ کر قدمبوسی ہی کرتا۔ آنجناب نے میری بیماری کے دفعیہ کے لئے توجہ فرمائی توفی الفور مجھے شفائے کلی نصیب ہوئی۔ مجھ میں اس قدر قوت آگئی کہ جب آنحضرت اٹھے تو میں جناب کے ہمراہ منزل تک آیا +

کرامت۔ میرے (مصنف) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں میں الہ آباد جا رہا تھا۔ راستے میں لٹیرے بکثرت تھے۔ میں نے آنحضرت سے توجہ کی درخواست کی۔ فرمایا بالکل خیریت ہے۔ اسی طرح محفوظ رہو گے۔ میں چل کر منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ اور لوگ تو بہت لٹے لیکن میں خیر و عافیت سے منزل پر پہنچ گیا +

کرامت۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ میں شولاپور سے سرہند آ رہا تھا۔ آنحضرت سے اس بارے میں فاتحہ خیر کے لئے التجا کی۔ فرمایا بخیر و عافیت پہنچو گے۔ راہ میں کئی جگہ لٹیرے ملے اور لوگوں کو لوٹا بھی۔ لیکن مجھے کسی نے پوچھا تک نہیں۔ میں بآرام و بلا تکلیف سرہند پہنچ گیا +

کرامت۔ ایک دفعہ شہزادہ پر ایک دشمن نے چڑہائی کی جس سے شہزادہ کا قافیہ تنگ ہو گیا۔ بادشاہ نے آدھی رات کے قریب آنحضرت کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ اور دفع غنیم کے لئے توجہ کا خواستگار ہوا۔ آنجناب نے فتح کی خوشخبری دی۔ دوسرے دن ہی شاہزادہ دشمن پر غالب آیا اور وہ بھاگ گیا

کرامت۔ ایک دفعہ شیخ محمد تقی کی لڑکی بیمار ہو گئی۔ جب زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی تو اسے آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ آنحضرت نے اپنا لعاب دہن اسے کھانے کو دیا۔ اس کے نگلتے ہی فوراً شفا پائی +

کرامت۔ قاضی سلطان محمد سخت بیمار ہو گیا۔ حرکت کی طاقت جاتی رہی تو اسے اٹھا کر آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ آنحضرت نے اپنا دست

مبارک اس کی پیشانی پر رکھ کر چند آیات پڑھکر دم کیا۔ تو فی الفور شفایاب ہو کر اپنے پاؤں چل کر گھر گیا۔

کرامت ۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت کا ایک مرید فوت ہو گیا ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کچھ ارشاد فرما رہے تھے۔ میرے دل میں آنحضرت کے کلام سے کچھ برا سا خیال پیدا ہوا۔ یہ خیال آتے ہی مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اگر تیرے دل میں کچھ شک آگیا ہے تو اعتقاد کو نہ بگاڑ لینا۔ میں نے اس خیال سے توبہ کی۔

کرامت ۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ مولانا محمد عابد نے فرمایا۔ کہ شروع شروع میں میرے دل میں خیال آیا۔ کہ مرشد کو اسقدر کشف ضرور ہونی چاہیئے۔ کہ سالک کے بعض خطرات سے واقف ہو کر ان کا دفعیہ کر سکے آنحضرت نے اسی وقت مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اولیاء اللہ اللہ کے بندے ہوتے ہیں۔ انہیں علم غیب کا ہونا واجب نہیں۔ کہ ان سے کرامات صادر ہوں۔ اس بات کے نہ ہونے سے ان کے کمال میں نقص لازم نہیں آتا حضرت ابو بکر رضؓ میں جو انبیاء کے بعد تمام بنی نوع انسان سے افضل ہیں۔ اس قدر کرامات نہ تھیں جتنی ایک ولی میں ہوتی ہیں

کرامت ۔ میرے (مصنفؒ) جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز میں حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ کہ مجھ پر عجیب و غریب حالت طاری ہوئی۔ جو دیر تک رہی۔ اچانک میرے دل میں ایک نامناسب خیال آیا۔ اس کے آتے ہی وہ حالت جاتی رہی۔ پھر میں نے اس خیال سے توبہ کی۔ تو حالت مذکور عود کر آئی۔ آنحضرت نے میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ ایسا خیال دل میں نہیں لانا چاہیئے۔

کرامت ۔ ایک دفعہ آنحضرت کی دختر نیک اختر نے قے کی جب طبیعت بہت بگڑ گئی۔ تو باپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ قے کے آنے سے مجھے بے حضوری ہو گئی ہے۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ آئندہ تمہیں کبھی قے نہ ہو گی۔ واقعی جب تک آپ زندہ رہیں کبھی قے نہ کی۔ بلکہ آپ کی اولاد میں سے کسی کو قے نہیں ہوئی۔

کرامت ۔ شاہ محمد یحییٰ کے بیٹے شیخ ضیاء الدین یوسف فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رحؒ مراقبہ میں تھے۔ اور میں بھی اس حلقہ میں مراقب تھا۔ اچانک اس

حلقہ میں آنجناب نے مجھے توجہ کی۔ باطنی کشش کی وجہ سے میری ظاہری صورت خود بخود آنحضرت کی طرف دوڑی۔ حالانکہ میں مراقبہ کئے بیٹھا تھا :۔

کرامت ۔ مناقب نقشبندی میں لکھا ہے۔ کہ مولانا عابد مذکور کے دل میں کچھ شبہ تھا۔ جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آنجناب تلاوت قرآنی میں مشغول تھے۔ از راہ ادب پوچھ نہ سکا۔ تلاوت کے بعد بغیر اس کے کہ وہ آنجناب سے سوال کرے۔ خود ہی اس شبے کو حل کر دیا :۔

کرامت ۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز میں اپنی خرابیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اور رو رہا تھا۔ کہ اتنے میں من تواضع اللہ رفعہ اللہ جس نے اللہ تعالےٰ کی خاطر تواضع کی اللہ تعالےٰ نے اس کا مرتبہ بلند کر دیا کے مطابق الہام ہوا۔ کہ مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کے کمالات سے کافی ووافی حصہ عطا کیا ہے۔ میں اس الہام سے خوش ہوا۔ اور اپنے دل میں کہنے لگا۔ کہ میں اس بشارت کی تصدیق حضرت حجۃ اللہ رضؓ سے کراؤں گا۔ اسی خیال میں تھا کہ آنحضرت نے مجھے بلا کر توجہ دی۔ اور توجہ سے فارغ ہو کر فرمایا کہ حق تعالےٰ نے تمہارے حق میں القاء فرمایا ہے وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب کہ حق تعالےٰ نے قرآن شریف میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے اس خوشخبری سے میری خوشی دوبالا ہو گئی :۔

کرامت ۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ میری اہلیہ اور میرے بھائی محمد عمر کی اہلیہ دونو حاملہ تھیں۔ آنحضرت نے مجھے فرمایا کہ تمہارے ہاں لڑکی ہوگی اور محمد عمر کے ہاں لڑکا ہوگا۔ واقعی مدت منقضی ہونے پر میرے ہاں لڑکی ہوئی۔ اور میرے بھائی کے ہاں لڑکا :۔

کرامت ۔ جن دنوں آنحضرت حج کے لئے روانہ ہوئے۔ دکن میں غنیم کا سخت خوف تھا۔ اتفاقاً آدھی رات کے وقت شور مچ گیا۔ کہ غنیم آیا غنیم آیا۔ لوگوں نے آنحضرت سے دفع غنیم کے لئے توجہ کی درخواست کی۔ آنحضرت نے غور کے بعد فرمایا۔ خاطر جمع رکھو۔ دشمن خود بخود بھاگ جائے گا اتنے میں آنحضرت کے تصرف سے دشمن کے دل پر خوف چھا گیا۔ اور بھاگ اٹھا۔ آنجناب کے تمام ہمراہی اس

مصیبت سے محفوظ رہے ؞

کرامت ۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں ۔ کہ ایک روز میرے دل میں آیا ۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے جو فصوص میں لکھا ہے ۔ کہ ایک بڑا سانپ ہوتا ہے جب وہ اپنی صورت دیکھتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے ۔ جب لوگوں کے پاس آتا ہے ۔ تو لوگ اسے آئینہ دکھاتے ہیں ۔ وہ مرجاتا ہے ۔ بس شے کا سایہ عین شے ہے ۔ بجدا یہ خیال آتے ہی میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کرنا چاہا بغیر اس کے کہ میں کچھ آنجناب سے پوچھوں ۔ آنجناب نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ جو کچھ شیخ نے لکھا ہے کہ شے کا سایہ عین شے ہوتی ہے اور اس کی تائید میں مذکورہ بالا قصہ لکھا ہے پھر آنجناب نے اس شبہے کو اچھی طرح حل کر دیا جس کا یہاں لکھنا موجب طوالت کلام ہے ۔ مناقب نقشبندیہ میں مفصل لکھا ہوا ہے ؞

کرامت ۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں ۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے کابل کو جاتے ہوئے تمام یاروں کو حکم دیا کہ تین مرتبہ اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق پڑھو ۔ جب ہم منزل پر اترے تو وہاں سانپ بچھو بکثرت تھے ۔ ایک بچھو نے مجھے کاٹا لیکن تکلیف نہ ہوئی ۔ اسی طرح بعض شخصوں کو سانپ نے ڈسا لیکن اس کے زہر نے سرایت نہ کی ؞

کرامت ۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سیر کرتے ہوئے جنگل جانکلے ۔ آنجناب کا ایک یار قطب نام پیچھے رہ گیا ۔ اتفاقاً اس کی نگاہ جو ایک خوبصورت عورت پر پڑی ۔ تو دیر تک اسے دیکھتا رہا ۔ جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت نے فرمایا یا القطب یزنی ؛

کرامت ۔ محمد یوسف کابلی جو لڑکپن میں آنحضرت کے مرید ہوئے تھے بعد میں سیدھی راہ سے منحرف ہو کر کفار سے جا ملے زنار پہن لیا ۔ ایک روز اسی طرح زنار پہنے ہوئے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ آنحضرت نے توجہ کی تو فی الفور زنار توڑ کر توبہ کی اور از سر نو مسلمان ہو کر مرید ہوئے ؞

کرامت۔ جن دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ لاہور میں تھے۔ ایک یار کے دل میں خیال آیا۔ کہ کیا اچھا ہو کہ آنحضرت حضرت مجدد الف ثانی رض کے خلیفہ شیخ طاہر کی زیارت کے لئے جائیں۔ یہ خیال آتے ہی آنحضرت رض نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ میں شیخ طاہر کے فاتحہ کے لئے جاتا ہوں۔ بعدازاں سوار ہو کر گئے ؛

کرامت۔ میرے (مصنف) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت ابوالعلیٰ ایک لونڈی پر فدا تھے۔ جب آنحضرت کی بھانجی سے انکا نکاح ہوا۔ تو آنحضرت کی بھانجی اس لونڈی سے کبیدہ خاطر رہتی۔ جیسا کہ سوکنیں آپس میں ہوا کرتی ہیں۔ آخر آنحضرت کی خدمت میں یہ معاملہ عرض کیا گیا۔ آنحضرت نے توجہ کی تو اسی دن اس عشق نے نفرت کی صورت اختیار کی۔ اور ابوالعلیٰ نے اس لونڈی کو گھر سے نکالدیا ؛

کرامت۔ آنحضرت کی بیٹی اور شیخ محمد عمر کی بیٹی دونو بیمار ہوگئیں۔ آنحضرت نے اپنی لڑکی کے حق میں فرمایا کہ مرجائے گی۔ اور شیخ محمد عمر کی لڑکی کو شفائے کامل کی خوشخبری عطا فرمائی۔ چند روز بعد آنجناب کی لڑکی فوت ہوگئی اور حضرت محمد عمر کی تندرست ہوگئی ؛

کرامت۔ میرے (مصنف) قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے گھر میں شادی تھی۔ میں آنحضرت کو اس شادی میں شامل ہونے کے لئے لینے گیا۔ آنحضرت کے پاس چار کھٹے تھے۔ بے اختیار میرے دل میں خیال آیا۔ کہ کیا اچھا ہو کہ آنحضرت یہ کھٹے مجھے عنایت فرماویں۔ یہ خیال آتے ہی میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا کہ اگر تمہارا دل چاہتا ہے۔ تو لے لو۔ بعدازاں وہ اٹھا کر مجھے عنایت فرمائے ؛

آنحضرت کی کرامات حیطہ تحریر سے خارج ہیں۔ اب آنحضرت کے چند مکاشفات لکھے جاتے ہیں ؛

ذکر در بیان مکاشفات حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت حجۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کو خاص محبوبیت کے حجرے کے اندر دیکھا اور باقی پیغمبروں اور اصفیاء کو اس حجرہ کے باہر دیکھا۔

مکاشفہ۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ میں نے قیامت کے روز حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت عروۃ الوثقیؒ کو تمام اولیائے امت سے افضل پایا۔ اور اپنے آپ کو بھی اسی عنوان میں دیکھا۔

مکاشفہ۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ میں نے میاں حضرت جیو صاحب یعنی حضرت مروج الشریعت کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کی نظیر دیکھا۔ اور مقام محبوبیت میں انکا شان عظیم دیکھا۔

مکاشفہ۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ حضرت قیوم ثانیؒ کی زیارت کے لئے گئے۔ زیارت سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی شان اس قدر اعلےٰ وارفع ہے۔ مجھے حضرت مروج الشریعت اور حضرت قیوم ثانیؒ میں کچھ فرق معلوم نہیں ہوا۔ صرف اس قدر فرق ضرور ہے کہ حضرت قیوم ثانی باپ ہیں اور حضرت مروج الشریعت بیٹے ہیں۔

مکاشفہ۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ میرے منکروں پر جو اپنے آپ کو شیخ کہلاتے ہیں۔ بلائے عظیم نازل ہوئی۔ آج رات میں نے اس کے دفعیہ کی کوشش کی۔

مکاشفہ۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ مجھے دوبارہ الہام ہوا۔ کہ میرے منکروں پر سخت مصیبت نازل ہوگی۔

مکاشفہ۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ مجھے میرے مخلصوں کے حق میں بشارات عظیم عنایت ہوتی ہیں اور مجھے الہام ہوتا ہے کہ تیرے دوست بخشے ہوئے اور سیدھی راہ پر ہیں۔ نیز الہام ہوا۔ کہ تیرے اصحاب ہمارے اصحاب ہیں۔

مکاشفہ۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ مجھے الہام ہوا کہ جو تیرا یار ہے۔ وہ عذاب دوزخ سے آزاد ہے۔

مکاشفہ۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ سلوک باطنی بندگان خدا پر فرض ہے۔

مکاشفہ۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت عروۃ الوثقیٰ اور انکے فرزندوں کے سوا باقی تمام اولیائے امت سے خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ اور

غوث الاعظم رضی افضل ہیں +

حضرت قیوم ثالث رضی کے مکاشفات بے شمار ہیں۔ کہاں تک لکھوں۔ یہ چند ایک مکاشفات تبرکاً لکھے گئے ہیں۔ آنحضرت کے مکاشفات آنجناب کے مکتوبات میں مفصل لکھے ہوئے ہیں۔ اور تواریخ کی دوسری کتابوں میں بھی مفصل لکھے ہوئے ہیں +

ذکر دربیان

احوال شب و روز و ماہ و سال حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و بیان عادات و عبادات آنحضرت رضی اللہ عنہ

حضرت حجۃ اللہ کا عمل سنت نبوی کی پیروی تھی۔ رخصت کو اعمال میں بالکل دخل نہ دیتے تھے۔ اور اپنے یاروں کو بھی اسی بات کی تاکید کرتے تھے۔ آنحضرت کا طریق شروع سے لیکر اخیر تک یہ رہا۔ کہ رات کا تیسرا حصہ لیکر بیدار ہوتے۔ بڑی احتیاط سے تازہ وضو کر کے بارہ رکعت نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ اس نماز میں سورہ یٰسین پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں مراقبہ کر کے اونگھ لیتے تاکہ تہجد بین النومین ہو۔ فجر کی نماز زردی کے وقت یاروں ہمیت ادا کرتے تھے۔ پھر حلقہ و مراقبہ کرتے۔ جب سورج اچھی طرح نکل آتا۔ تو مراقبہ سے اُٹھکر چار رکعت نماز اشراق ادا کرتے۔ بعد ازاں یاروں کو بلا کر توجہ باطنی دیتے۔ جب تیسرا حصہ دن گذر جاتا۔ تو آٹھ رکعت نماز الضحٰے پڑھتے۔ بعد ازاں محل کے اندر تشریف لے جاتے۔ اور بعض وظایف جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے پڑھتے۔ دوپہر کیوقت عیال و اطفال سمیت کھانا کھاتے۔ خلفا اور مریدوں کے لئے الگ باورچیخانے میں کھانا تیار ہوتا۔ اور اعلٰے ادنٰے سب کو برابر تقسیم ہوتا کھانا کھانے کے بعد سنت نبوی کے مطابق خواب قیلولہ فرماتے۔ پھر جلدی ہی بیدار ہو کر وضو کر کے چار رکعت فی الزوال پڑھتے۔ بعد ازاں ظہر کی نماز ادا کرتے۔ ظہر کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ تلاوت کے وقت قرآن شریف کی تفسیر بیان کرتے تھے۔ آنحضرت نزول آیات مختلف معانی سے بیان فرماتے تھے۔ تفسیر میں جناب کی رائے الگ تھی۔ گویا تفسیر کے امام تھے اپنے اجتہاد سے معانی۔ اشارات۔ نکات اور تاویلات قرآن جدا بیان فرماتے تھے۔ ظہر سے عصر تک تلاوت میں مشغول رہتے۔ پھر عصر کی

نماز پڑھکر فقہ حدیث اور مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ کے درس کا شغل کرتے۔ پھر نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نماز اوابین تین سلام سے ادا کرتے تھے۔ اس نماز میں بار بار سورہ واقعہ پڑھتے۔ نماز اشراق والضحی اور فی الزوال میں سورہ یٰسین پڑھتے۔ اوابین کے بعد وظایف اور اوراد میں مشغول ہوتے۔ اور یاروں کو باطنی توجہ دیتے تھے۔ جب رات کا تیسرا حصہ گذر جاتا۔ تو عشاء کی نماز ادا کرتے۔ سنت اور وتر کے مابین چار رکعت نماز قیام اللیل اس طرح ادا کرتے۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ دوسری میں دخان تیسری میں سورہ ملک اور چوتھی میں سورہ قیامت پڑھتے۔ حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ ہر نماز عشا کے وقت آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوتے تھے۔ وتر کے بعد پوری مد سے سبحان الملک القدوس پڑھتے۔ اور چار رکعت دو سلام سے ادا کرتے دیر تک دعا مانگتے بعد ازاں محل میں تشریف لے جاتے۔ تھوڑا سا کھانا تناول فرما کر آدھی رات کے وقت آرام کرتے۔ آنحضرت پانچوں وقت بہت سے خلفا اور مریدوں سمیت مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز اول وقت میں پڑھتے تھے۔ دونو عیدوں کی نمازیں عید گاہ میں جا کر ادا کرتے۔ ماہ رمضان میں تین مرتبہ کلام مجید ختم کرتے۔ ہر تراویح کے بعد دیر تک مراقبہ کرتے۔ آنجناب نے اپنی قیومیت میں کل سات سفر کئے ہیں تین کابل کی طرف ایک دامن کوہ کی سیر کیلئے دو حج کے لئے اور ایک دکن کا سفر۔ ساری عمر میں آنحضرت نے تین مرتبہ حج کیا۔ ایک دفعہ حضرت امام معصومؒ کے ہمراہ اور دو دفعہ بذات خود۔ آنجناب کے دو سفر بھی حج کے لئے تھے۔ ایک کابل کا دوسرے دکن کا۔ آنحضرت نہایت متواضع۔ متورع خاشع اور خاضع تھے۔ مریض کی بیمار پرسی کے لئے بالضرور جاتے۔ بہت سے مریضوں کو آنجناب کی توجہ سے شفا نصیب ہوئی۔ غربا اور مساکین کی دلجوئی کرتے۔ اعلیٰ اور ادنےٰ آنحضرت کے نزدیک برابر تھے۔ آنجناب کی دن رات کی عادات و عبادات کے حوال کواکب دریہ اور مناقب نقشبندی وغیرہ کتب تواریخ میں مفصل لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں مفصل لکھنے کی گنجایش نہیں۔ صرف مجملاً تبرک کے طور پر بیان کئے گئے ہیں۔

ذکر دربیان خصائص حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت قیوم ثالث کے خصائص بے شمار ہیں۔ قلم کو لکھنے کا یارا نہیں۔ مگر تواریخ کی کتابوں سے چند ایک منتخب کر کے بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھے جاتے ہیں۔

خاصہ۔ حضرت حجۃ اللہ کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بقیہ ضمیر طینت سے بنایا گیا۔

خاصہ۔ آنحضرت قیوم زمان حجۃ اللہ ہوئے۔

خاصہ۔ باوجود ضمنیت کے مقام اصالت آنجناب کو عنایت ہوا۔

خاصہ۔ محبوبیت ذاتی جو خاصہ پیغمبر تھی اور طینت و اصالت محمدی پر موقوف تھی۔ آنحضرت کو مرحمت ہوئی۔

خاصہ۔ حجرہ محبوبیت آنجناب کو عنایت ہوا۔

خاصہ۔ مقطعات قرآنی آنجناب پر مکشوف ہوئے۔

خاصہ۔ خلعت ابراہیمی آنحضرت کو مرحمت ہوئی۔

خاصہ۔ تمام رحمت الہی کا تقسیم کرنا بہ ماتحتی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم عطا ہوا۔

خاصہ۔ آنحضرت امام اور خلیفہ حق تھے۔

خاصہ۔ کئی بڑے بڑے منصب مثلاً قیومیت۔ خلافت۔ امامت قطبیت فردیت۔ غوثیت وغیرہ آنحضرت کو مرحمت ہوئے۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مذکورہ بالا مناصب آنحضرت کے مریدوں کو بھی عطا فرمائے۔

خاصہ۔ تمام باطنی منازل اور مقامات آنحضرت پر منکشف ہوئے۔

خاصہ۔ پروردگار نے تینوں ولائتیں صغرے۔ کبرے اور علیا۔ کمالات نبوت کمالات رسالت۔ حقیقت کعبہ حقیقت قرآن۔ اور حقیقت نماز وغیرہ آنحضرت کو مرحمت فرمائے۔

خاصہ۔ اللہ تعالے نے تمام مذکورہ بالا مقامات اور کمالات آنحضرت کے مریدوں کو عطا فرمائے۔

خاصہ۔ تین مہینے تک جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حجۃ اللہ کو ملنے کے لئے ہندوستان تشریف لاتے رہے۔

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو خوشخبری دی کہ سوائے مریدوں کے ستر ہزار آدمی تمہاری سفارش سے قیامت کے دن بخشے جائیں گے ÷

خاصہ۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے آنحضرت کے وجود کی اطلاع بخشی اور فرمایا کہ یہ میری طرح ہوں گے ÷

خاصہ۔ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ نے آنجناب کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ جب محمد نقشبند آتا ہے تو میرا جی اس کی تعظیم کو چاہتا ہے ÷

خاصہ۔ حضرت مروج الشریعتؒ جیسے بزرگ نے آنحضرت کی قیومیت کو قبول فرمایا ÷

خاصہ۔ آنحضرت کے چچا کے بیٹے جنہوں نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا تھا آنحضرت کے مرید ہوئے ÷

خاصہ۔ آنحضرت کے مکشوفات کی نسبت حضرت عروۃ الوثقیٰ نے لکھا ہے۔ کہ انکے تصدیق کی کیا ضرورت ہے لیکن باوجود اس کے میں پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں ÷

خاصہ۔ سوائے چند ایک اشخاص کے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تمام اولاد آنحضرت کی مرید ہوئی ÷

خاصہ۔ حضرت قیوم رابعؒ سلطان الاولیا اور خلیفۃ اللہ جیسے شخص جو کمالات محمدی کے مظہر اتم اور خاتم قیومیت ہیں۔ آنحضرت کے پوتے اور مرید۔ یہ خاصہ باقی تمام اصحاب سے افضل ہے۔ کیونکہ اس سبب سے آنجناب کا فیض قیامت تک جاری رہیگا ÷

ذکر در بیان وفات حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم ثالثؒ مدت سے مریض رہتے تھے۔ خاصکر خفقان اور پاؤں کا درد بہت غالب رہتے۔ اس واسطے آنجناب کے قدمین قدرے خم بھی آگیا تھا۔ آخر سال قیومیت میں امراض کا اس قدر غلبہ ہوا کہ ایک کا علاج دوسرے کی مضرت کا باعث ہوتا تھا۔ اور روز بروز امراض کا غلبہ ہوتا گیا۔ ایک روز آنحضرتؒ نے جمعہ کی نماز کے بعد حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے روضہ مبارک میں تمام چھوٹے بڑوں کے سامنے فرمایا۔ کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ تیری عمر اسی سال سے اوپر ہوگئی ہے۔ اور یہ اس امت کی اوسط عمر ہے۔ اگر اور عمر

چاہتے ہو۔ تو دنیا میں رہو۔ اگر چاہتے ہو۔ تو ہمارے پاس آجاؤ۔ سو میں نے لقاء پروردگار اختیار کیا ہے۔ تم سنت نبوی کی پیروی کرتے رہنا۔ اور حضرت مجدد الف ثانیؓ کے طریقہ پر پورے پورے پابند رہنا۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ منصب قیومیت کے تمام کمالات اس پوتے محمد زبیر کو حاصل ہوئے ہیں۔ تم اس کی اطاعت کرنا۔ اور وعظ و نصیحت کر کے خلوتخانہ میں آئے۔ اور چند مرتبہ مذکورہ بالا نصیحتیں لوگوں کو کہیں۔ حضرت قیوم رابعؓ فرماتے ہیں۔ کہ اتوار کے روز ۲۴ محرم کو حضرت قیوم ثالثؓ اس محل میں جو آنحضرت کی مسجد کے مقابل ہے۔ فجر کے حلقہ کے بعد بیٹھے تھے کہ اچانک آنحضرت پر ضعف طاری ہوا۔ اسی وقت لوگ آنحضرت کو سوار کر کے دولت خانہ میں لائے۔ ضعف حد سے زیادہ ہو گیا۔ اور دمبدم بے ہوش ہوتے جاتے تھے۔ یہ حالت دیکھکر لوگ گھبرائے۔ اور شور مچ گیا۔ شہر کے تمام چھوٹے بڑے اعلےٰ ادنےٰ سبھی آنحضرت کی خانقاہ میں آجمع ہوئے جب نماز کا وقت ہوا۔ تو آنجناب وضو کر کے مسجد میں آئے۔ اور تمام یاروں سمیت نماز ادا کی۔ اطباء نے اس مرض میں پانی کے استعمال کو منع کیا تھا۔ آنحضرت کو پیاس کا بہتیرا غلبہ ہوتا اور پانی مانگتے لیکن حضرت بیگم حکما کے حکم کے مطابق پانی نہیں دیتی تھی۔ حتیٰ کہ آنجناب کا حلق مبارک خشک ہوتا جاتا تھا۔ اور تکلیف بڑھتی جاتی تھی۔ اور سختی کے باعث بیخودی حد سے زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اکثر اوقات بے ہوش رہتے۔ صرف نماز کیوقت قدرے افاقہ ہوتا۔ نماز خلوتخانہ میں مخصوص یاروں کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ ان دنوں آنحضرت کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر شاہجہان آباد میں تھے۔ جب آنحضرت کو افاقہ ہوتا۔ تو پوچھتے۔ کہ کیا محمد عمر آگیا ہے۔ جمعرات کے روز ۲۸ محرم کو آنحضرت پر مرض حد سے زیادہ غالب آگیا تمام روز سوائے پانچ وقت کے غش میں رہے۔ جب جمعہ کی رات آئی۔ تو سانس میں تیزی آگئی لیکن بڑے وقار سے وظائف اور اوراد پڑھتے رہے۔ کسی قسم کی بیقراری نہ کی آدھی رات کے قریب عشا تعدیل ارکان کے ساتھ یاروں سمیت نہایت خشوع و خضوع سے پڑھی۔ وتر سے فارغ ہو کر بعض دعائیں جن کا ذکر حصن حصین میں ہے۔ پڑھیں۔ اور چند مرتبہ سورہ یٰسین پڑھی۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ گیا تو تہجد کی نماز ادا کر کے دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے۔ بعد ازاں لیٹ گئے۔ سر قطب کی طرف تھا اور چہرہ کعبہ کی طرف تین دفعہ کلمہ شہادت پڑھ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت قیوم رابعؒ نے اسی وقت اپنے جد بزرگوار کی

جبین مبین پر بوسہ دیکر رونا شروع کیا۔ آپکے رونے سے لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ آنحضرت کا وصال ہوگیا ہے۔ تمام نے چیخنا چلانا شروع کیا۔ اسی رات تمام اہل شہر آنجناب کی خانقاہ میں جمع ہو گئے۔ اور مارے غم کے مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ رہے تھے۔ انکے شور و فغاں سے زمین و زماں میں زلزلہ آگیا تھا۔ اس قدر شور و غوغا مچا۔ کہ وزیر خاں والئے سرہند قلعہ کے اندر خوابگاہ میں سویا ہوا تھا جاگ پڑا معلوم کیا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رح دنیا سے سفر کر گئے ہیں اسی وقت دیوانہ وار چیختا چلاتا خانقاہ میں آکر شریک ہوا۔ تمام حضرات مشائخ احمدیہ معصومیہ مارے درد و غم کے بیہوش تھے۔ لوگ حواس باختہ تھے۔ اس حادثہ کی کیفیت خارج از بیان ہے آنحضرت جمعہ کی رات ۲۹ محرم ۱۱۴۴؁ ہجری کو اس دار فانی سے دار البقاء کی طرف تشریف لیگئے۔ شمسی حساب کے مطابق ۷ ماہ حمل تھی اور اہل شام کے نزدیک ۱۱ ازفیراع۔ آنحضرت کی تاریخ حسب ذیل قطعہ سے نکلتی ہے۔ ؎

فغاں از دست ایں چرخ نگونسار — کنم گر مے سزد من کر مارا
کہ ہر ساعت برنگے میخراند — نہد داغ نوی بر داغہا را
ہنوز آں داغ پیشین بود ناصو — نمک پاشیدہ ریش سینہا را
قلم میریخت چوں قول بقرطاس — زباں تابود گرم ایں مدعا را
فغاں افتاد در عالم زہر سو — چو شد وقت رحیل اولیا را
بجستم از خرد سال وفاتش — زنامش چار کم کرد او خدا را
بگفتا خواند حق بہر لقایک — محمد نقشبند رح پیشوا را ۱۱۴۴

ذکر در بیان

تجہیز و تکفین و تدفین حضرت قیوم ثالث رح حجۃ اللہ و بنائے روضہ منورۂ آنحضرت و بیان واقعاتیکہ بعد وفات آنجناب روئے دادہ اند

جب صبح ہوئی۔ تو لوگوں نے نماز صبح ادا کر کے حضرت قیوم ثالث رض کو غسل دیا۔ غسل دیتے وقت تمام خلفاء نے سارے کام کئے۔ بعد ازاں تین سفید کپڑوں کا کفن دیا۔ لفافہ قمیص اور تہ بند۔ قمیص کندھوں پر سے پھاڑ دی گئی۔ بعد ازاں جنازے میں رکھا۔ کہتے ہیں۔ جب جنازے کو اٹھایا۔ تو تمام وضیع و شریف اعلےٰ ادنےٰ چھوٹے بڑے سر پیٹتے

روتے چلاتے جنازہ کیساتھ جارہے تھے۔ بڑے بڑے مشائخ علمائے کرام سر پاؤں سے
ننگے گریبان چاک کئے ہوئے نعرہ مارتے واحسرتا پکارتے چیختے چلاتے نعش کے گرداگرد پھر رہے
تھے۔ جہاں پر حضرت عروۃ الوثقیٰ رضہ کی نماز جنازہ ادا کی گئی تھی اسی مقام پر آنحضرت کی نماز جنازہ
پڑھی۔ لاانتہا آدمیوں کا مجمع تھا۔ بعد ازاں آنجناب کو اس مکان میں جو قدیم سے آنجناب کی
ملکیت تھا حضرت عروۃ الوثقیٰ رضہ کے روضہ مبارک سے شمال کی طرف تین پرتاب کے فاصلہ پر
فتح باغ کے قریب دفن کیا۔ میرے (مصنف رح) جا. شریف اپنے گاؤں میں جو سرہند سے تیس میل
تھا۔ گئے ہوئے تھے۔ آنحضرت کی بیماری کی خبر سنکر روانہ ہوئے۔ جب دفن کر رہے تھے۔ تو پیچھے
مرقد کی خاک سر پر ڈالی۔ آپکے آنیسے لوگ اور بھی رونے چلانے لگے۔ آنحضرت کی وفات کے
بعد جہاں میں تاریکی پھیل گئی۔ اور آفتاب سیاہ ہوگیا۔ دن کو ستارے نظر آنے لگے۔ لوگوں کو یقین
ہوگیا۔ کہ بس قیامت آگئی۔ حد سے زیادہ گھبرائے جناب الٰہی میں عاجزی کرنے لگے۔ دیر تک
تاریکی پھیلی رہی۔ پھر عصر کے وقت دنیا میں روشنی ہوئی پورے دوپہر تاریکی چھائی رہی۔ دس
بجے کے قریب سے لیکر چار بجے تک اندھیرا رہا۔ آنحضرت کے مرقد پر نہایت عالیشان خوبصورت
روضہ بنوایا۔ اور طرح طرح کے بیل بوٹوں سے آراستہ کیا۔ اور ایک نہایت اونچا گنبد بنوایا جس
میں چار برج چاروں کونوں میں تھے۔ ہر ایک برج میں دو حجرے تھے۔ چاروں طرف چار محراب تھے
ہر ایک محراب میں روضہ مبارک کا دروازہ رکھا۔ روضہ کے گرد و نواح دس ہاتھ چوڑا چبوترہ
بنایا۔ روضہ کے جنوب کی طرف سالکوں کے حلقہ اور مراقبہ کے لئے ایک محل بنوایا۔ اور روضہ
کے گرد باغ میں میوہ دار درخت لگائے۔ اور گلزار کے چمن درست کئے۔ اب آنحضرت کے مقبرہ
میں چار قبریں ہیں۔ ایک آنحضرت کی دوسرا آنحضرت کے فرزند محمد عمر کی تیسری آنجناب کی بیٹی
کی۔ چوتھی آنجناب کی زوجہ کی۔ آنحضرت کی وفات کے تیسرے دن تمام مشائخ احمدیہ و معصومیہ نے
آنحضرت کے پوتے کو جنہیں آنحضرت نے اپنی زندگی میں اپنا ولی عہد اور قایم مقام مقرر فرمایا
تھا۔ مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور حضرت قیوم ثالث رضہ کے تمام خلفاء اور مرید حضرت قیوم رابع رح
کے مرید ہوئے اور آنحضرت کو قیوم ماننے گئے۔ حضرت حجۃ اللہ کے جو خلفاء اور مرید مختلف
ممالک میں تھے۔ تمام نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ بہت سے اپنے اپنے مقامات
سے چلکر سرہند میں آئے۔ اور حضرت قیوم ثالث رضہ کی ماتم پرسی کر کے حضرت قیوم رابع رضہ کے
مرید ہوئے۔ اور بعض لوگ جو حاضر خدمت نہ ہو سکے وہ غائبانہ مرید ہوئے۔ لیکن حضرت

حجۃ اللہ کے وصال کے بعد مشائخ سرہند میں اختلاف پیدا ہوا۔ ہر ایک اپنے آپکو قیوم کہتا تھا۔ اور ہجو او دیگرے نیست پکارتا تھا حضرت بیگم نے تمام مال و متاع اپنے داماد کو دیکر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا خرقہ اسے پہنایا۔ اور مسند ارشاد پر بٹھادیا۔ دوسرے بھی اپنے آپ کو قیوم ثالث کا قائم مقام کہکر مسند ارشاد پر بیٹھے۔ حضرت قیوم رابع کو قیوم تسلیم نہ کرتے تھے۔ جو خوشخبریاں حضرت قیوم ثالث رضؓ نے حضرت قیوم رابعؓ کے حق میں فرمائی تھیں ان کی تاویلیں کرتے تھے۔ حضرت قیوم رابعؒ نے بھی ان سے کنارہ کشی کی۔ محفلوں اور مجلسوں میں نہ جاتے۔ گوشہ تنہائی اختیار کیا۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا مجلسوں میں علانیہ لوگوں کو کہتے تھے کہ اس وقت قطب جہان قیوم زمان شیخ محمد زبیر ہیں جنہیں حضرت حجۃ اللہ رضؓ نے خوشخبری دیکر اپنا ولی عہد اور قائم مقام مقرر فرمایا ہے۔ لوگو! کیوں جان بوجھ کر انکی قیومیت اور قطبیت کا انکار کرتے ہو۔ بارہا تم نے سنا ہے کہ حضرت قیوم ثالث رضؓ نے انہیں اس منصب اعظم کی خوشخبری دی ہے۔ اور حضرت قیوم رابعؓ کو فرماتے تھے۔ کہ میں تمہیں قطب و قیوم جانتا ہوں۔ انکی بہت تواضع کیا کرتے تھے۔ اور ان کے حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ انہیں دنوں حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے دوہتے حاجی فضل اللہ اور بعض اور مشائخ سرہند نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ اور ان سے باطنی فیض اخذ کیا بعد ازاں تمام مشائخ نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت کا اقرار کیا۔ جب عالمگیر بادشاہ کو حضرت حجۃ اللہ کی وفات کی اطلاع ہوئی۔ تو بہت غم کیا رو دیا پیٹا۔ اور بارگاہ الہی میں دعا کی کہ مجھے اب دنیا سے اٹھالے۔ تھوڑی مدت بعد بادشاہ فوت ہوگیا۔ ایک تعزیت نامہ معہ تحف و ہدایا حضرت کے پوتے قیوم رابع کی خدمت میں بھیجا۔

ذکر اولاد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

آنحضرت کی اولاد چھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں بیٹیوں کے نام حسب ذیل ہیں حضرت ابو العلی شیخ محمد عمر۔ شیخ محمد کاظم۔ خواجہ عبد الرحیم۔ خواجہ عبد الرحمن۔ میر عبد اللہ۔ بیٹیوں کے نام یہ ہیں۔ امۃ الکریم امۃ القیوم مشہور بجیونی بیگم۔ ان کے علاوہ آنحضرت کی اور اولاد بھی تھی لیکن ان کے نام معلوم نہیں ہو سکے۔

حضرت ابو العلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ حضرت قیوم ثالث کے

کے بڑے بیٹے ہیں ۱۰۶۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن سے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے منظور نظر تھے۔ آنجناب انہیں اپنے بیٹوں کی طرح پیار کرتے اور حضرت مجدد الف ثانی رض کے تمام خصائص کی خوشخبری آپ کو عطا فرمائی۔ میرے (مصنف رح) جد شریف کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت مروج الشریعت فرمایا کرتے تھے۔ کہ حق تعالےٰ نے قرآن شریف میں والد اور ولد کی بھی قسم کھائی ہے چنانچہ فرماتا ہے ووالدٍ وما ولد۔ ہم حضرت حجۃ اللہ اور ان کے فرزند شیخ ابوالعلی کو اس والد اور ولد کی طرح جانتے ہیں۔ نیز حضرت مروج الشریعت نے آپکے حق میں فرمایا تھا کہ شیخ ابوالعلی کی پیٹھ میں وہ نور بطور امانت رکھا ہے جس کی شعاعوں سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں روشن و منور ہیں۔ یہ اشارہ حضرت قیوم رابع کے وجود مبارک کی طرف تھا یعنی حضرت ابوالعلی کی پشت سے ایک فرزند نرینہ ہوگا۔ جو قطبیت و قیومیت کا منصب حاصل کرے گا۔ اور تمام جہان اس کے نور سے منور ہو جائیگا۔ حضرت حجۃ اللہ رح نے اس فرزند کو قیومیت کی خوشخبری دی تھی۔ جب آپنے وفات پائی تو وہ منصب آپ کے فرزند حضرت محمد زبیر قیوم رابع کو ملا۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے آپکے حق میں فرمایا۔ کہ اس فرزند کی طرف سے میرا دل مطمئن ہے کیونکہ یہ بچہ انبیاء کا ہمنشین ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ الٰہی لشکر اور تمام مخلوقات اس فرزند کی محبوبیت دیکھنے کے لئے آتی ہے۔ ایک روز آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ابوالعلی کی کشف بہت صحیح بلکہ نہایت ہی صحیح ہے۔ جب کبھی آنحضرت کسی شخص کے کسی کام میں توجہ فرماتے تو آپ کو بھی توجہ کرنے کا ارشاد فرماتے۔ اور آپ سے پوچھتے کہ تم پر کیا ظاہر ہوا ہے۔ جو کچھ آپ عرض کرتے اسی کو آنحضرت پسند فرماتے۔ جب بڑے اسرار جو برزخ کبریٰ کے متعلق تھے آنجناب پر ظاہر ہوئے۔ تو آپ کو بھی ان اسرار میں شامل کیا۔ نیز آنحضرت نے آپکو فرمایا۔ کہ تم میرے عدیل ہو اور یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رض کے تمام کمالات مجملاً اور مفصلاً تم میں پائے جاتے ہیں۔ اور ہمارا دل صفوں میں داخل ہونا تمہیں نصیب ہے۔

شیخ عبد الاحد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت حجۃ اللہ سے یاروں کے حالات پوچھے۔ ہر ایک کی نسبت کچھ نہ کچھ فرمایا۔ جب حضرت ابوالعلی کی نسبت پوچھا۔ تو فرمایا کہ وہ میری طرح ہے۔ ایک روایت کے مطابق آٹھ سال اور ایک روایت کے مطابق دس سال تک حضرت ابوالعلی برقعہ پوش رہے۔ اس عرصہ میں سوائے حضرت حجۃ اللہ رض کے کسی سے ہمکلام نہ ہوئے۔ بادشاہ ہند نے بہتیری آرزو کی کہ ایک دفعہ مجھ سے ہمکلام ہوں

لیکن آپ نے بالکل کلام نہ کیا۔ کہتے ہیں اس مدت میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس میں آپ کے سامنے بیٹھے رہتے۔ اسی واسطے آپ نے چہرے پر برقع ڈال رکھا تھا۔ اور کسی سے بات نہ کرتے تھے۔ چنانچہ یہ قصہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ حضرت قیوم ثالث رضؓ نے آپ کی ولایت کو محمدی القیومی فرمایا ہے۔ حضرت قیوم ثالث نے اپنے بہت سے مریدوں اور خلفاء کو باطنی تربیت کے لئے آپ کے حوالے کیا۔ جو آپ کی توجہ کے سبب قرب الہی کے انتہائی درجہ کو پہنچے۔ آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور رہوا۔ اگر ان کو لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب بنتی ہے۔

حضرت قیوم رابع رضؓ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔ کہ آپ سے دن رات بے شمار خوارق ظاہر ہوتے تھے جو کام میں کرتی آپ سے پوچھ کر کرتی جس طرح آپ فرماتے اس پر عملدرآمد کرتی تھی۔ جس طرح فرماتے اسی طرح ظہور میں آیا۔ حضرت بیگم عموماً ہر معاملہ میں آپ کی رائے پر عمل کرتی تھیں۔ لیکن ان کی غرض یہ تھی کہ کسی طرح آپ کی کشف کو غلط ثابت کریں لیکن آپ کی کشف میں کبھی غلطی نہ ہوئی۔ حالانکہ آپ ہر کام کے لئے وقت مقرر کر دیتے تھے۔ اور وہ کام ٹھیک اسی وقت ہوتا۔ چنانچہ آپ کی کشف کے متعلق چند ایک مقدمات کا بیان گذر چکا ہے۔ ایک یہ کہ بادشاہ ہند کو لکھ دیا۔ کہ حیدرآباد کا قلعہ فلاں روز فلاں وقت فتح ہو گا۔ جو آپ کے لکھے کے مطابق ظہور میں آیا۔ دوسرے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی بیماری کے وقت حضرت بیگم نے حضرت ابو العلی سے شفاء کی بابت پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مغرب کی نماز کی اذان کے وقت آنحضرتؓ کو پسینہ آئیگا جس سے شفا نصیب ہو گی۔ علے ہذا القیاس اسی طرح میرے (مصنفؒ) جد شریف کوا کب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور حضرت ابو العلی بھی موجود تھے۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ آپ کو کہوں تاکہ آنحضرت کی خدمت میں عرض کریں۔ کہ مجھے توجہ دیں۔ یہ خیال آتے ہی آپ نے میری طرف دیکھ کر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میرے بھائی محمد ہادی توجہ کی خواہش کرتے ہیں۔ آنحضرتؓ نے مجھے بلا کر توجہ دی۔

میرے (مصنفؒ) جد شریف کوا کب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں ایک سفر کیلئے روانہ ہوا۔ رخصت ہوتے وقت حضرت ابو العلی نے مجھے فرمایا کہ اس سفر میں تمہیں برکت عظیم

نصیب ہوگی۔ واقعی اس سفر میں مجھے بہت ظاہری باطنی برکت نصیب ہوئی۔ نیز میرے جد شریف فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت ابوالعلیٰ نے مجھے محبوبیت کی خوشخبری دی جب میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آنجناب نے بھی مجھے محبوبیت کی بشارت دی +

حضرت ابوالعلیٰ سے اسقدر کشف وکرامات منسوب ہیں۔ کہ کسی گذشتہ ولی سے ظہور میں نہیں آئیں حضرت ابوالعلیٰ کے فضائل حیطہ تحریر سے بڑھکر ہیں لیکن چند ایک کو تبرکاً ذکر کیا ہے۔ عادات وعبادات میں آپ والد بزرگوار کے قدم بقدم تھے۔ قرآن شریف کے حافظ تھے۔ تراویح میں دو دفعہ قرآن شریف سنایا کرتے تھے۔ اوابین اور تہجد میں ختم کیا کرتے تھے۔ آنجناب کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ حضرت قیوم رابع رضؓ جیسا شخص آپ کا فرزند تھا۔ ۱۱۰۰ھ ہجری میں اس دارفانی سے رحلت فرمائی۔ حضرت امام معصومؓ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں +

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ آپ حضرت ابوالعلیٰ کے بڑے بیٹے اور قیوم وقت اور خلیفہ پروردگار ہیں۔ آنحضرت کے خیر مآل احوال الگ دفتر میں لکھے گئے ہیں۔ حضرت ابوالعلیٰ کی بیٹیوں میں سے ایک تاج النسا حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ کے پوتے غلام معصوم سے منسوب تھیں اور دوسری فقیرہ خاتم حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ محمد علی کی منسوبہ تھیں +

شیخ محمد عمر۔ آپ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضؓ کے دوسرے فرزند ہیں آنحضرت کو اس فرزند سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ آپ کی استعداد کی تعریف بہت ہی کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ شیخ محمد عمر کو درگاہ صمدیت میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے راہ ہے +

مناقب نقشبندیہ میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو معہ تمام صحابہ ایک مجلس میں دیکھا جس میں آنحضرت کے قول کے مطابق شیخ محمد عمر بھی موجود تھے۔ نیز آنحضرت نے فرمایا۔ کہ مجھے الہام ہوا کہ جس طرح تم محمد عمر سے محبت کرتے ہو اسی طرح ہم اسے محبت کرتے ہیں اور اس کی تربیت میں رہتے ہیں۔ حضرت قیوم ثالث فرماتے تھے۔ کہ میرا فرزند شیخ محمد عمر حضرت

خازن الرحمت کے ارتحال کیوقت پیدا ہوا۔ چونکہ اس وقت گذشتہ بزرگان بکثرت تشریف فرما ہوئے تھے امید غالب ہے۔ کہ ان کے کمالات کا ظہور اس مولود میں ہوگا جب آنحضرت پر میدان قیامت ظاہر ہوا۔ تو شیخ محمد عمر کے حق میں فرمایا۔ کہ میں نے اسے میدان قیامت میں بڑی شان و شوکت میں دیکھا۔ شیخ صاحب اعلےٰ درجہ کے ذکی اور سخی تھے۔ ۱۰۱۸؁ھ ہجری میں وفات پائی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے اندر مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی باقی ہیں۔

محمد انس۔ آپ شیخ محمد عمر کے فرزند ہیں لیکن بالغ ہونے سے پہلے ہی ملک بقا کو سدھارے۔

شیخ محمد عمر کی لڑکی فیض جہان بیگم بادشاہ دکن کی بیٹی کے پیٹ سے ہوئی۔ حضرت قیوم رابع اس لڑکی کو فرمایا کرتے تھے۔ کہ تیرے دادا صاحب قطب دوران اور قیوم زمان ہیں اور تمہارے نانا جہان کے بادشاہ ہیں۔

شیخ محمد کاظم۔ آپ حضرت حجۃ اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ قطع تعلق میں سے موصوف تھے۔ آپ نے عزلت کو عشرت سے بہتر سمجھا ہوا تھا۔ خلقت کی آمد و رفت بند کر رکھی تھی۔ غربت شکستگی اور بےنفسی آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ جب اپنے والد ماجد کے ساتھ سفر کو جاتے تو جہاں جا کر بیٹھتے دن کے وقت وہاں موجود نہ رہتے۔ دولتمندوں اور بادشاہوں کی مجلس میں کبھی نہ جاتے جب جمعہ کے روز نماز کے لئے مسجد میں جاتے۔ تو اخیر صف میں کھڑے ہوتے۔ فرشتہ خصلت تھے۔ دنیا سے آپکو کوئی مناسبت نہ تھی۔ حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مجھے الہام ہوا۔ کہ محمد کاظم میرا خاص مقبول ہے اور یہ کہ میری نظر رحمت اس پر ہے۔ نیز مناقب نقشبندی میں لکھا ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد کاظم بڑا ولی اللہ ہے۔ ایک روز شیخ محمد کاظم نے جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ازراہ لطف و کرم آپ کو خلعت فاخرہ عطا فرمائی۔ نیز شیخ محمد کاظم کو الہام ہوا کہ ہم تم سے کسی قسم کی بازپرس نہیں کریں گے۔ اور یہ کہ ہم نے تمہارے دل کو نور محمدی سے منور کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپکو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں

شیخ محمد کاظم نے آخری عمر میں اورنگ آباد میں سکونت اختیار کی حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثالثؒ اورنگ آباد سے رخصت ہوئے۔ تو اپنے مریدوں کو فرمایا کہ محمد کاظم کے پاس آیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ جناب ہم تو حاضر ہوتے ہیں لیکن انکا دیدار نصیب نہیں ہوتا۔ آپ ۱۱۲۵ھ ہجری کو اورنگ آباد میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ وہیں مدفون ہوئے آپ کی اولاد میں سے کوئی زندہ نہیں ؀

خواجہ عبدالرحمنؒ۔ آپ حضرت قیوم ثالثؒ کے چوتھے فرزند ہیں۔ پانچ سال کی عمر میں مستقط میں لوگوں پر فدا ہو کر وفات پائی۔ چنانچہ یہ واقعہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے

خواجہ عبدالرحیم۔ آپ حضرت حجۃ اللہؒ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ بھی سات سال کی عمر میں مستقط میں لوگوں پر فدا ہو کر راہئے ملک بقا ہوئے ؀

میر عبداللہ۔ آپ حضرت قیوم ثالثؒ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپکی پیدائش کے روز حضرت قیوم ثالثؒ نے فرمایا کہ اس بچے میں قطب الاقطابی کی استعداد ہے اس واسطے ابوالعلی کو غیرت آئی اور دعائے بد کر کے اس فرزند کو ہلاک کیا۔ کیونکہ یہ منصب آپ کے لئے مقرر ہو چکا تھا جیسا کہ آنحضرت کے اکیسویں سال قیومت میں مفصل بیان ہو چکا ہے ؀

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں سے ایک امۃ الکریم نام حضرت محمد صبغۃ اللہ کے بیٹے شیخ ابوالقاسم سے منسوب تھی۔ دوسری امۃ القیوم المعروف بہ جیونی بیگم صاحب شیخ عبدالاحد کے بیٹے شیخ محمد تقی کی منسوبہ تھیں۔ اب حضرت قیوم ثالث کی اولاد نرینہ صرف حضرت قیوم رابع سے ہے۔ اور اولاد دختری جیونی بیگم صاحب سے

ذکر و بیان خلفائے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے خلفاء بے شمار ہیں۔ آنحضرت نے کئی ہزار آدمیوں کو خلافت دی۔ کہاں تک کے حالات لکھے جائیں ان میں سے چند ایک جو نہایت مشہور ہیں۔ اور جن میں سے ہر ایک کے ہزاروں مرید ہیں۔ ان میں سے بھی انتخاب کر کے بعض کے حالات مجملاً بیان کرتا ہوں۔ ان میں سے اول وہ ہیں۔ جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد میں سے آنحضرت کے مرید ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ میرے (مصنفؒ) کے جد امجد شیخ محمد ہادی

بعہ فرزندوں کے آنحضرت کے مرید ہوئے۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا
شیخ محمد سالم۔ حضرت محمد اشرف کے فرزند شیخ روح اللہ شیخ محمد حیات اور شیخ محمد شافی الجال
حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ سعد الدین۔ شیخ عبد الاحد۔ شیخ خلیل اللہ۔ شیخ
محمد یعقوب اور شیخ محمد تقی۔ حضرت شیخ محمد یحییٰ کے فرزند شیخ ضیاء الدین یوسف اور
شیخ فقر اللہ حضرت خواجہ محمد صادق کے پوتے شیخ محمد عابد اور ان کے دوسرے بھائی۔
حضرت مجدد الف ثانیؓ کے دہتے حاجی فضل اللہ۔ حضرت خازن الرحمت کے دہتے شیخ حکیم اللہ
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ سب سرہند کے بڑے شیخ ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ہزارہا مرید
ہیں۔ یہ سارے مع اپنے فرزندوں کے حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے
غرض حضرت محمد صبغۃ اللہ حضرت شیخ سیف الدین اور حضرت محمد صدیق کے فرزندوں کے
سوا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد حضرت قیوم ثالثؓ کی مرید
ہوئی۔ چونکہ ان بزرگوں کے حالات اس کتاب کے دوسرے حصے میں لکھے گئے ہیں۔
اس واسطے دوبارہ نہیں لکھے گئے۔ صرف ان کے اسماء گرامی پر اکتفا کی گئی ہے اب آنحضرت
کے باقی خلفاء میں سے چند ایک کے مجمل حالات بیان کئے جاتے ہیں۔

شیخ عبد الکریمؒ۔ آپ حضرت حجۃ اللہؓ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے
آپ کو حضرت مجدد الف ثانیؓ کے طریقہ کی انتہائی خوشخبریاں عطا فرمائیں۔ خلافت
عنایت فرمائی۔ شیخ صاحب سے ہزارہا لوگوں نے باطنی فائدہ اٹھایا اور قرب پروردگار
حاصل کیا۔ شیخ صاحب سے کرامات و خوارق عادات بکثرت ظہور میں آئے چنانچہ
ایک دن ایک دولتمند آپکے پاس آیا۔ تو آپ نے چنداں پرواہ نہ کی۔ وہ ناراض ہوکر
اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے آدمیوں کو کہنے لگا۔ کہ آجکل درویش اپنی مشیخیت کے گھمنڈ
میں دولتمندوں کی ذرا پرواہ نہیں کرتے۔ یہ کہتے ہی اس کے پیٹ میں درد اٹھا جس
سے وہ بہت عاجز ہوگیا سمجھا کہ یہ شیخ صاحب کا تصرف ہے۔ حاضر خدمت ہوکر معافی
مانگی اور اپنی شفا کے لئے التجا کی۔ شیخ صاحب نے دعا کی تو وہ تندرست ہوگیا۔

حاجی عبد اللہ خوشابی۔ آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے خلیفہ
ہیں۔ آنحضرت کی خدمت میں سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کرکے خلافت
پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا قصہ پہلے درج ہو چکا ہے۔ حضرت قیوم ثالثؓ نے

تمام قوم خوشبائی آپ کے حوالے کی۔ کہ ان لوگوں کی تربیت کرنا۔ بہت لوگ آپ کے طفیل صاحب کمال ہوئے۔ ایک روز ایک آدمی اپنے ایک اندھے بیٹے کو حاجی صاحب کی خدمت میں لایا اور دعائے شفا کے لئے درخواست کی۔ حاجی صاحب نے قرآن شریف کی چند آیتیں پڑھ کر دم کیا۔ تو فی الفور اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اس قسم کی کرامات حاجی صاحب سے بکثرت منسوب ہیں ؎

حاجی عبد الغفار سجانی۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضؓ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں بقید تمام حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ صاحب کرامات ظاہرہ و خوارق باہرہ تھے۔ آنحضرت نے قوم سجانی کو تربیت کے واسطے حاجی صاحب کے سپرد کیا۔ بہت لوگوں نے حاجی صاحب سے فیض اخذ کیا اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے ؎

خواجہ مرزا۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلیفہ ہیں۔ آپ کابل کے بزرگ زادوں میں سے تھے۔ بے شمار لوگ آپکے معتقد تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے قوم اعز کو آپ کے حوالے کیا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے ہدایت پائی اور قرب الٰہی حاصل کیا۔ خواجہ صاحب صاحب تصرف تھے۔ اور جذبہ نہایت قوی تھا ؎

خواجہ خسرو۔ آپ بھی کابل کے بزرگ زادوں میں سے ہیں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے معتبر خلیفہ تھے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ ہزار ہا آدمیوں کو آپ سے فیض حاصل ہوا۔ اور فنا و بقا حاصل کی خواجہ مذکور صاحب کرامات و استقامت تھے ؎

خواجہ میر۔ آپ خواجہ عبد الصمد کے فرزند اور حضرت امام معصوم رضؓ کے خلیفہ تھے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس طریقہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت عطا فرمائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور فیض یاب ہوئے ؎

حاجی پایندہ باقی۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے نہایت

ہی کامل خلفاء سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی بقید تمام آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت وطریقت کے بڑے پابند تھے ؎

حاجی قلندر۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی ابتدا سے انتہا تک آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ صاحب جذب وتصرف تھے طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے ؎

صوفی سکندر خوشابی۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں ؎

شیخ ابوالقاسم۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مشہور خلیفہ ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ مقبول عام تھے۔ لوگوں نے آپ سے بہت فوائد حاصل کیئے ؎

ملا گدا۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضؓ کے معتبر اصحاب سے ہیں۔ صاحب استقامت وکرامت تھے۔ بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور عجیب وغریب حالات ومقامات پیدا کیئے ؎

حافظ احمد۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے ؎

صوفی عبدالوہاب۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے خاص خلیفہ تھے۔ صاحب تصرف وجذبہ قوی تھے ؎

شاہ عبداللہ نزرباری۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے۔ جب آنحضرت سلطان سے رخصت ہوئے۔ تو بادشاہ نے خواہش ظاہر کی کہ جناب اپنے کسی خلیفہ کو یہاں چھوڑتے جائیں تاکہ اس کی صحبت سے مستفید ہو سکوں۔ آنحضرت نے شاہ عبداللہ کو بادشاہ کے پاس چھوڑا۔ بادشاہ نے شاہ عبداللہ سے بہت استفادہ کیا۔ اور شاہی لشکر کے بہت آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ آخری عمر میں آپ نے ملک دکن کے ایک گاؤں نزرباری میں سکونت اختیار کی اور وہیں وفات پائی ؎

شیخ الاسلام مدنیؒ۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ کے بڑے خلیفہ اور عرب کے مشہور شیخ ہیں۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے۔ سفر حج کی اثناء میں آپ مرید ہوئے تھے۔ سلوک باطنی آنحضرتؒ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی عمدہ عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آنجناب نے رخصت کیوقت آپ کو اس ولایت کا خلیفہ بنایا۔ اس ملک کے ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور کمالات باطنی حاصل کئے۔

شیخ العرب۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ کے بڑے خلیفہ اور ملک عرب کے مشہور شیخ ہیں۔ جب آنحضرت دوسری مرتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ مرید ہوئے۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ اہل عرب آپ کے مرید ہوئے۔ آپ طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے۔

شیخ عبدالکریم یمنی۔ آپ یمن کے رئیس تھے۔ آپکو خواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خواجہ محمد نقشبند اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ جا کر ان کے مرید ہو۔ آپ حسب بشارت فیض اشارت حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے اور سلوک باطنی حاصل کیا۔ جب آنحضرت مسقط سے عرب کی طرف روانہ ہوئے۔ تو شیخ صاحب کو خلافت دیکر مسقط میں چھوڑا۔ شیخ صاحب کو وہاں قبولیت تامہ نصیب ہوئی اور وہیں وفات پائی۔

شیخ محمد سیالکوٹی۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے معتبر یار ہیں۔ پہلے آپ حافظ نور محمد کے مرید تھے۔ جب خود حافظ صاحب آنحضرت کے مرید ہوئے تو شیخ محمد بھی آنجناب کے مرید ہو گئے اور بقیہ تمام سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ چونکہ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور مشیخت کا سلسلہ بڑھ گیا۔ اس لئے حافظ صاحب سے منحرف ہو گئے۔ حافظ صاحب نے غیرت میں آکر آپکے باطن پر کدورت ڈالدی۔ حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثالث رضی حج سے واپس آئے۔ تو شیخ محمد دکن میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے وطن کی بدمزگی عرض کی۔ آنجناب نے القاء نورانیت فرمایا۔ اور حکم دیا کہ حافظ صاحب کو راضی کرو۔ تب تمہارا باطن صاف ہو گا۔ بعد ازاں حافظ صاحب سے معافی

مانگی۔ لیکن پھر حافظ صاحب اور آپ کے درمیان رنجش ہوگئی جو مرتے دم تک رہی÷

خواجہ عبدالرحمن بدخشی۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات میں نے خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو مجھے فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ محبوب خدا ہے جو اس کا مرید ہوگا۔ نجات پائے گا۔ یہ خواب دیکھ کر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ اور سلوک باطنی پورا کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے مجھے بدخشاں روانہ فرمایا۔ وہاں ہزارہا لوگ مرید ہوئے

شیخ عبداللطیف۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ نے بہت سے درویشوں کو لیکر دکن کے علاقے میں سمندر کے کنارے پر سکونت اختیار کی۔ اور زاہد و تارک الدنیا ہو کر زندگی بسر کی۔ آپ صاحب کرامات و خوارق تھے÷

شیخ عبدالرزاق۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ معتبر یار تھے سلوک باطنی بقید تمام آنحضرت کی خدمت میں رہکر حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ نے مشرقی ہند میں سمندر کنارے سکونت اختیار کی۔ آپ کی مشیخیت اس علاقے میں بکثرت ہوئی۔ اس ملک کے تمام سردار اور سرکش آپ کے مرید ہوئے۔ آپ طریقہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے÷

شیخ امام الدین رومی۔ آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ ایک دفعہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے۔ ایک رات جب مرض کا بہت غلبہ ہوا۔ تو شیخ صاحب ساری رات خدمت میں کھڑے رہے آنحضرت نے مہربان ہو کر خلافت عطا فرمائی۔ اور ملک روم کی قطبیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور اس طرف روانہ کیا۔ شیخ صاحب کو اس ملک میں شہرت عظیم نصیب ہوئی وہاں کے بڑے بڑے اکثر رئیس آپ کے مرید ہوئے÷

خواجہ بابا صوفی ترکستانی۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے۔ آنجناب نے آپکو

عمدہ بشارات عنایت کر کے خلافت عطا فرمائی اور ترکستان کی طرف رخصت فرمایا۔ کہتے ہیں۔ جب خواجہ بابا صوفی ترکستان پہنچے۔ اور ترک بکثرت جمع ہوئے تو خواجہ صاحب نے ایک ہی نگاہ میں سب کو بے حال کر دیا۔ مرغ نیم بسمل کیطرح تڑپنے لگے۔ جب دیر بعد ہوش میں آئے۔ تو تارک الدنیا ہو کر خواجہ صاحب کی خدمت میں رہنے لگے۔ اور سب کے سب صاحب کمال ہوئے۔

خواجہ ابوالعباس کاشغری۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب کو سلوک کی انتہائی درجہ کی بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت عطا کر کے کاشغر کی طرف رخصت کیا۔ خواجہ صاحب کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی۔ اس ملک کے ہزارہا باشندے آپکے مرید ہوئے۔ اور وہاں کے رؤسا حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ کہتے ہیں ایک روز خواجہ صاحب کاشغر میں بیٹھے تھے۔ اور وہاں کے اکثر رؤسا حاضر خدمت تھے۔ کہ بے اختیار خواجہ صاحب کی زبان سے نکل گیا کہ میں محبوب خدا اور اس ملک کا قطب ہوں۔ آپ کا فرمانا تھا کہ درختوں سے آواز آئی کہ آپ سچ کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس ملک کا قطب مقرر کیا ہے۔ اور اپنی محبوبیت آپ کو عطا فرمائی ہے۔ سات مرتبہ یہی آواز درختوں میں سے آئی۔ بعد ازاں درختوں نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ ہم آپ کی قطبیت کو قبول کرتے ہیں لوگ یہ حالت دیکھ کر خواجہ صاحب کے بڑے پکے معتقد ہو گئے۔ اور وہاں کے تمام باشندے آپکے مرید بن گئے۔

حضرت **قیوم ثالث** رض کے خلفاء کے حالات کہاں تک لکھوں۔ قلم اُن کی تحریر سے عاجز ہے۔ صرف اگر اُن کے نام ہی لکھوں۔ تو بھی دفتر درکار ہے صرف چند ایک کے حالات لکھے گئے ہیں۔ تاکہ پڑھنے والے کو گراں نہ گذرے۔ اگر کسی کو آنحضرت کے خلفاء کے حالات دیکھنے منظور ہوں۔ تو مناقب نقشبندیہ اور کواکب دریہ میں دیکھے۔ ان کتابوں میں مفصل حالات مندرج ہیں۔ لیکن اس مختصر کتاب میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اب یہاں سے حضرت قیوم ثالث رض کے ہمعصر علما۔ مشائخ شعرا اور سلاطین کے حالات مجمل طور پر لکھے جاتے ہیں۔

ذکر و بیان

شمہ احوال علماء و مشائخ و شعرا و سلاطین کہ ہمعصر حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ بودند

شیخ پیر محمد سلونی - شاہجہان آباد سے پچیس منزل مشرق کی طرف سلون نام ایک شہر ہے - آپ یہاں کے رہنے والے ہندوستان کے مشہور شیخ تھے - ہندوستان کے ہزارہا باشندے آپ کے مرید ہوئے - آپ کے حالات نہایت عالی قدر تھے زہد و توکل آپکا پسندیدہ طریقہ تھا - آپ شیخ عبد الکریم کے خلیفہ تھے - حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کو آپ نے تسلیم کیا حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں - کہ شیخ پیر محمد نہایت عزیز الوجود تھے

شیخ عبد الرزاق - کہتے ہیں آپ صاحب جذبہ تھے - بہت سے علما آپ کے مرید ہوئے *

بابا مسافر - آپ صاحب نسبت تھے - دکن میں آپکی مشیخیت کا چرچا بکثرت تھا اکثر قلندر اپنے آپ کو بابا مسافر سے منسوب کرتے ہیں *

سید ابراہیم گیلانی - آپ حضرت شیخ الجن و الانس شیخ عبد القادر گیلانی کے فرزندوں میں سے ہیں اپنے اصلی وطن خامان سے ہند میں آئے - آپ صاحب حالات بلند و مقامات ارجمند تھے - آپ سے کرامات و خوارق بکثرت ظہور میں آئے - آپکے ایک مخلص امیر نے مہم پر جاتے ہوئے آپ سے فتح کی درخواست کی - آپنے فرمایا اس جنگ میں یا تم مارے جاؤ گے یا بھاگ جاؤ گے - امیر نے عرض کیا میں ہمیشہ جناب کی خدمت کرتا ہوں صرف اسی خاطر کہ ایسی مصیبت کے وقت آپ کام آئیں - آپنے فرمایا جاؤ میں نے اس سختی کو اپنی جان پر لیا تمہیں فتح نصیب ہو گی - لیکن میں اس جہان میں نہیں رہوں گا جس محل میں آپ بیٹھے تھے - وہ گرا اور آپ کا وصال ہو گیا - اس امیر کو فتح نصیب ہوئی - آپ کی قبر اورنگ آباد میں ہے - آپ کی وفات کے بعد آپ کے بیٹے نے وطن سے آکر ہند میں سکونت اختیار کی - دنیاوی مال بکثرت جمع ہوا - اور اولاد بھی بہت ہوئی - سید ابراہیم کے پوتے سید داؤد اپنے آباد اجداد کے طریقہ پر کاربند ہیں آپ فرماتے ہیں کہ ہم سے پہلے ہمارا کوئی بھائی یعنی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی

اولاد میں سے کوئی ہندوستان میں نہیں آیا۔

میر خورد استانفی۔ کابل کے مفصلات میں استانفا ایک گاؤں ہے آپ اس علاقے کے مشہور شیخ ہیں۔ صاحب حالات عالیہ اور جذب قوی تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے معتقد تھے۔ بعض کو آپ نے خلافت بھی دی۔ لوگ بہت سی کرامات اور خوارق کو میر صاحب سے منسوب کرتے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رض کے معتقد ہوئے اور آنحضرت سے باطنی توجہات حاصل کیں۔

خواجہ نصر اللہ بلخی۔ آپ بلخ کے مشہور اشخاص میں سے ہیں صاحب حالات بلند تھے۔ وہاں کے بہت سے باشندے آپکے معتقد تھے۔ آپ نے حضرت قیوم ثالث رض کی قیومیت کو تسلیم کیا۔

سید حسن دہلوی۔ آپ دہلی کے بڑے شیخ ہیں۔ لیکن نہایت نڈر۔ جو کچھ زبان پر آتا کہہ ڈالتے۔ اور لوگوں کو متنفر بنا دیتے لیکن اس طریق کے ہوتے بھی بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں۔ کہتے ہیں۔ آپ اسماء دعوت کے عالم تھے۔ آپ کے حالات باطنی عمدہ تھے۔

شیخ محمد وارث۔ میرے (مصنف رح) والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ جوانی کے دنوں میں میں اپنی وضع تبدیل کرکے شیخ محمد وارث کے پاس گیا۔ اس وقت آپ حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ جواہرات سنگریزوں میں چھپے نہیں رہتے۔ واقعی آپ صاحب حال اور صاحب استقامت تھے۔

فتح قلندر۔ آپ سلسلہ قلندریہ کے نہایت عزیز الوجود صاحب جذبہ اور صاحب کرامات واستقامت شیخ تھے لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ اٹھایا۔

ملا شاہ۔ آپ شاہ میر لاہوری کے خلیفہ ہیں۔ اپنے پیر کی طرح تفرید وتجرید میں ثابت قدم تھے۔ اور وحدت وجود کے مشرب میں مستغرق تھے۔

محب اللہ الہ آبادی۔ بعض نے آپ کو قبول کیا۔ اور اُن کی رائے میں وہ صاحب کمال تھے۔ لیکن بہت آپ کے منکر تھے اور آپ کو ملحد کہتے تھے کیونکہ آپ کی مصنفہ کتاب میں وجود باری کا اثبات مندرج ہے۔ کہ اگر وجود کو فرض کریں تو انہیں افراد عالم میں ہے۔ سو واقعی یہ عقیدہ کفر محض ہے۔ اسی بات پر حضرت حجۃ اللہ نے

محب اللہ کے خلیفہ محمدی کو قید کرایا تھا۔ بلکہ وہ قید ہی میں مرگیا چنانچہ اسکا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

محمد سعید افغان ۔ آپ شیخ اسمعیل کے خلیفہ ہیں۔ اپنے پیر کی طرح صاحب استقامت تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

شیخ محمد چشتی ۔ آپ شیخ عبدالعزیز چشتی کے خلیفہ صاحب انکسار و افتقار تھے صفائے باطنی میں مشہور تھے۔

ملا قطب الدین ۔ آپ ولایت مشرق کے مشہور عالم تھے آپکے ہزارہا شاگرد تھے اور سینکڑوں طالب عالم مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ بہت سے لوگ آپ سے فارغ التحصیل ہوئے۔

قاضی شہاب ۔ آپ مشرق کے بڑے عالم تھے۔ بہت لوگوں نے ظاہری علم میں آپ سے فائدہ اٹھایا اور بعض فارغ التحصیل بھی ہوئے۔

سید محمد کال قومی ۔ آپ پیر ابو العلیٰ کے خلیفہ ہیں۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اپنے پیر کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔

شاہ جلال ۔ آپ بھی پیر ابو العلیٰ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب ذوق و وجد تھے بہت لوگ آپ کے معتقد تھے۔

ملا محب اللہ ۔ آپ علمائے مشرق میں سے سب سے بڑھکر تھے کتاب سلم و مسلم آپ کی تصنیف ہے۔ بیشمار لوگ ظاہری علم میں آپ سے مستفید ہوئے۔

ملا نور محمد مدقق ۔ آپ ہندوستان کے معتبر عالم تھے۔ بہت لوگوں نے آپ سے علم ظاہر حاصل کیا۔ بلکہ اکثر فارغ التحصیل ہوئے۔

ملا یعقوب ۔ آپ شاہجہان آباد میں بڑے عالم شمار ہوتے تھے۔ بہت دوگوں نے آپ سے علم ظاہری حاصل کیا۔ اور بعض فارغ التحصیل بھی ہوئے۔

حسب ذیل شعراء حضرت قیوم ثالث رضؓ کے ہمعصر تھے۔ مرزا بیدل۔ غنیمت۔ منیر۔ راضی۔ خاشع۔ واثق۔ شایق۔ وغیرہ ان میں سے بیدل کی مثنوی۔ رباعیات اور دیوان مشہور رہے۔ چنانچہ یہ غزل اسی کے دیوان کی ہے۔

ستم است گر ہوست کشد کہ بسیر سرو سمن در آ ‌‌ ‌ تو ز غنچہ کم ندمیدۂ در دل کشا بچمن در آ

بکدام آئینہ مالی کہ زفرصت ایں ہمہ غافلی | تونگاہ دیدۂ بسملی مثرہ واکن و بکفن درآ
پئے نافہائے رمیدۂ بوپسند رحمت جست وجو | تو بیاد حلقہ چو زلف او گرہے خوردبہ ختن درا

کہتے ہیں مرزا بیدل نے دس لاکھ شعر کہے ہیں۔ گذشتہ اور موجودہ شاعروں میں سے اس قدر شعر کسی نے نہیں کہے۔ غنیمت کی مثنوی نیرنگ عشق بہت مشہور ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے :۔ ؎

بنام شاہد نازک خیالاں | عزیز خاطر آشفتہ حالاں

مرزا یاق مثنوی میں بہت مشہور ہے۔ یہ شعر دیوان منیر کے ہیں :۔ ؎

ما برنگ شیشہ صاحب مشرب آزادہ ایم | صاف دل مانند شبنم سادہ دل چوں بادہ ایم
چوں حباب بادہ از مستی دریں بزم نشاط | رفتہ ایم از خویشتن تا چشم را بکشادہ ایم
نام ما مردو و طالع قسمت ما خون و غم | ما و غم گویا کہ ہر دو رنگ مادر زادہ ایم

شاہجہان آباد کے حاکم قلعہ دار عاقل خاں کی مثنوی جس میں مدہ مالت کا قصہ نظم کیا ہے۔ اور جس میں اپنا تخلص رضی ظاہر کرتا ہے۔ بہت مشہور ہے :۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہمعصر بادشاہ حسب ذیل تھے

ہندوستان میں عالمگیر بادشاہ۔ عالمگیر کو یہ شرف حاصل ہے۔ کہ اس نے چاروں قیوموں کی زیارت کی۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے وقت اس کی عمر دس سال کی تھی۔ اور آنحضرت کی زیارت اس نے کی تھی۔ حضرت قیوم ثانی رضؓ اور قیوم ثالث رضؓ سے اس نے فیض باطنی اخذ کیا۔ حضرت قیوم رابع کی بھی زیارت کی۔ بلکہ انکی قیومیت کے وقت زندہ تھا۔ تین قیوم اس کی سلطنت میں ہوئے۔ توران میں سبحان قلی خاں آنحضرت کا ہمعصر تھا۔ یہ بھی آنجناب کا مرید تھا۔ ایران میں شاہ حسین بادشاہ تھا۔ یہ بھی آنحضرت کا معتقد تھا :۔

تمت بالخیر

۲۳۔ رمضان المبارک ۱۳۳۵ ہجری

اردو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ

رکن چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دربیان احوال قیوم رابع حضرت سلطان الاولیا خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قعات بشارات کہ دلالت میکند بوجود مسعود آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

واقعہ اول - حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوشخبری دینا: - ایک روز امام الاولیا حضرت عروۃ الوثقی جامع علوم دینی و یقینی، ہادئ راہ حقیقت گرہینی، سالک محقق، کامل مدقق، کاشف حقائق معقول و منقول، واقف اسرار فرع و اصول، معلم دقائق مکتوم حضرت محمد معصوم رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام پوتوں کو جن میں سے ہر ایک اپنے زمانے کا صاحب عارف اور برگذیدہ تھا - بلایا - سب سے پہلے حضرت ابو العلی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت رضی نے اپنی خاص نسبت کا القا اس بوستان قیومیت کے نئے پودے میں رکھا اور حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کو جو حضرت ابو العلی رح کے باپ تھے - فرمایا، کہ اس طالع بیدار فرزند کے مطلع سے ایسا آفتاب ظہور میں آئیگا جس سے تمام جہان روشن ہو گا - جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات تھوڑے ہی عرصہ میں ظاہر ہونگے - اللہ تعالےٰ کا شکر ہے - کہ حضرت ابو العلی کے فرزند حضرت قیوم زماں خلیفۃ اللہ محمد زبیر رض کی طفیل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات باطنی سے مشرق سے مغرب تک لوگ مستفید ہو رہے ہیں - اس طرح حضرت قیوم ثانی رح کا

مکاشفہ حرف بحرف ٹھیک نکلا ✤

واقعہ دوم۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے وجود مبارک کی خوشخبری دینا۔ میرے (مصنفؒ) جد امجد کو اکب دیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک رات نماز تراویح میں حضرتؒ مروج الشریعت قرآن شریف سن رہے تھے حضرت ابوالعلی بھی نماز تراویح میں موجود تھے نماز سے فارغ ہو کر حضرت مروج الشریعت نے فرمایا کہ میں نے شیخ ابوالعلی کی پیٹھ پر ایک ایسا نور دیکھا ہے جس سے آسمان کے ساتوں طبقات اور زمین روشن ہو رہے ہیں۔ ضرور ہے۔ کہ شیخ ابوالعلی کی پشت سے ایسا فرزند پیدا ہو جس سے تمام کائنات منوّر ہو جائے۔ واقعی حضرت ابوالعلیؒ کے فرزند حضرت محمد زبیر قیوم رابع سے تمام جہان منور ہوا۔ آنجناب کے نور ہدایت نے مشرق سے مغرب تک ذرے ذرے کو گھیر لیا۔ اور حضرت مروج الشریعتؓ کا مکاشفہ بالکل سچ نکلا ✤

واقعہ سوم۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ کے طواف کیلئے جانا۔ اور وہاں حضرت خلیفۃ اللہ رضؓ کے وجود مسعود کی خوشخبری دینا۔ حضرت قیوم ثالث حجت اللہ دوسری مرتبہ سفر حج کو جانے سے پہلے فرماتے تھے۔ کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کل تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور مجھے سفر حج کا حکم دیتے ہیں۔ اور اس سفر کی برکتوں کا اظہار فرماتے ہیں۔ اور از راہ لطف و کرم فرماتے ہیں۔ کہ حضرت محمد نقشبند ہم تمہارے لینے کیلئے آئے ہیں۔ چنانچہ متواتر تین مہینہ تک تشریف فرما ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت قیوم ثالث حج کو گئے۔ اور حضرت سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت کی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنجنابؓ کو اپنی نسبت خاص کا القا کر کے فرمایا۔ کہ اس نسبت کی وجہ سے تمہارے ہاں ایک فرزند ہوگا۔ جو میرا نائب اتم اور خلیفہ اعظم ہوگا۔ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سفر حج سے واپس آئے۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ آنجنابؓ کے پیدا ہونے کے بعد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ فرزند جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص نسبت سے پیدا ہوا ہے۔ جس کا القا مدینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا ✤

واقعہ چہارم۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا حضرت خلیفۃ اللہ رضؓ

کے وجود مسعود کی خوشخبری بنایہ۔ اکثر اوقات جناب قدسی صفات رکن جہان۔ قیوم زمان حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار آنحضرتؓ سے منصب قیومیت اور مراتب خلت کی تفتیش و تجسس کرتے۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت قیومیت کا مسند آرا اور ولی عہد اور شمع قطبیت کا نور افزا کون ہوگا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جلیل القدر ہادئے راہ ہدا حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے امر کے مطابق اور اپنی کشف باطنی کے موافق فرمایا۔ کہ نور الابصار ابو العلیؒ کے مدامی بہار گلستان میں نہایت عز و جلال سے نہال پر کمال پھلے پھولیگا۔ مقبول بارگاہ الوہیت۔ موصوف حسنات قیومیت عارف بلند سیر اور کامل نو قدر ہوگا۔ کہ ہزار سال میں ایسا موحد ذو الجلال عالم قدس اور الہام معلم انس کے اشراقات سے ظہور میں آیا ہوگا۔ زمانہ کیا ہی خوش نصیب ہے۔ کہ اس جامع علوم کے شرف قدوم سے مشرف ممتاز ہوگا ؎

وآں مرشد رہنمائے آں قطب زماں	واں قبلہ ارباب دل و کعبہ جاں
تا طفل باشد جواں پیر باشد بجہاں	پیر است مرید اوست ہر پیر و جواں

واقعہ پنجم۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا برقعہ پوش ہونا اور آنجنابؓ کے ظہور کے لئے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے تربیت حاصل کرنا۔ حضرت حجت اللہ کے فرزند حضرت ابو العلی نے بارہ سال کی عمر میں اپنے چہرہ مبارک پر برقعہ اوڑھا۔ شروع میں ایک روز حضرت حجت اللہؓ نے آپ سے برقعہ پوش ہونیکی وجہ پوچھی۔ تو عرض کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم صبح شام میرے پاس بیٹھے رہتے ہیں اس واسطے میں اپنے چہرہ سے برقعہ نہیں اُٹھاتا۔ ایسا نہ ہو کہ کسی اور پر نگاہ پڑے اور بے ادبی ہو جائے۔ آنحضرتؓ نے امتحاناً پوچھا۔ کہ اگر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تمہارے پاس بیٹھے ہیں۔ تو اُن سے پوچھو کہ ہمارے باپ کو دانتوں کا درد ہے کب شفا ہوگی۔ آنجنابؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا۔ تو جواب ملا کہ پرسوں پہلے پہر درد رفع ہو جائیگا۔ چنانچہ اسی روز آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان کے مطابق درد رفع ہوگیا۔ حضرت ابو العلیؒ بارہ سال تک برقعہ پوش رہے۔ تا کہ توجہ مبارک سے ایسا فرزند ارجمند پیدا ہو۔ آخر بارہ سال بعد حبیب روئے مبارک سے نقاب اُٹھایا۔ تو حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ وجود میں آئے ؁

واقعہ ششم ۔حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے
وجود مسعود کے بارے میں ممکنات کا مبارکباد دینا۔ جب امام الاولیا حضرت خلیفۃ اللہ
اپنے قبلہ گاہ والد ماجد کی پشت سے والدہ شریفہ کے رحم میں آئے۔ تو ملائکہ عظام نے جو
قضاو قدر کے کارکن ہیں۔ اعضا کی مناسب ترتیب، ہڈیوں کی ترکیب، آنکھوں
اور پلکوں وغیرہ کے بیان میں مشغول ہو گئے۔ اس بات کے درپے تھے۔ کہ کسی طرح شاہ سبحانی
محبوب یزدانی کو جو مشیت ایزدی کے حجرہ میں چھپا ہوا ہے۔ اور جلالی اور جمالی پردوں میں
پردہ نشین ہے۔ معہودہ شان و شوکت سے مقررہ وقت پر خلوت گاہ میں جلوہ دیں
اس وقت حضرت حجۃ اللہ کو نظر کشفی اور الہام شافیہ سے معلوم ہوا۔ کہ ممکنات اور
تمام اشیا کے حقائق ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ کو بھی
مبارکباد اور سلام دیتے ہیں۔ اور برہان الاولیا خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی محل سعادت والدہ ماجدہ
کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس بشارت سے جو خوشی و خورمی کا
سرمایہ تھی۔ خوش ہو کر دوگانہ شکرانہ ادا کیا۔ اور فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ حقائق اشیا
اور ممکنات کی توجہ اس صاحب حمل کی طرف ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مولود قبلہ عالم
و عالمیان اور کعبہ التفات جہانیاں ہوگا +

واقعہ ہفتم ہاتف غیب کا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے وجود
مسعود کی بشارت دینا۔ جب اس جوہر قابل کے ایام وضع حمل قریب پہنچے۔ اور ولادت
باسعادت جس سے زمانہ کو خوشی اور آنکھوں کو تر و تازگی نصیب ہوتی تھی۔ واقع
ہونے والی تھی۔ تو عالم روحانی میں ایک نورانی شخص نے نہایت خوشی و خنجرہ داؤدی جیسی
خوش الحانی سے اس کلبہ ظلمانی میں نسیم گلستانی سے زمانہ کو طرح طرح کی شگفتگی بخشی کہ قریب
ہے۔ کہ امام زمانہ فرد یگانہ عدم کے پردہ سے ظاہر ہو۔ مرحبا کہ اسرار الٰہی کا ماہتاب
واقف ہو۔ امام حزب اللہ حجت اللہ یہ غیبی مژدہ اور لاریبی خوشخبری سنکر پھول کی
طرح شگفتہ ہوئے۔ اور مارے خوشی کے جامے میں نہ سمائے۔ موجودات کے باغ کی زینت
کنندہ کا ہزارہا شکر بجا لائے۔ کہ اس نے باغ جہان کو ایسے پودے سے رونق بخشی۔ اور
بوڑھے جہان کو یہ سر یہ دیگر جوان بنا دیا۔ اور زمانے کے چمنستان کو ایسے نگارنگ پھول سے
شگفتگی عنایت کی +

ذکر در بیان

ولادت باسعادت قیوم رابع حضرت پیر دستگیر خلیفۃ اللہ قیوم زمان قطب جہان رضی اللہ تعالےٰ عنہ

خزینہ اسرار کے دانشوروں اور گنجینہ ابرار کے ہنر پروروں نے وہ قصہ جو تمام قصوں سے عمدہ اور وہ ذکر جو تمام اذکار سے اشرف ہے۔ بیان کے صفحہ پر یوں ثبت کیا ہے۔ کہ مکرمت کے افق سے صبح سعادت اور معرفت کے آسمان پر خورشید ہدایت کا طلوع ہونا یعنی آنحضرت معدن کمالات نبوت کرم اللہ بالخیر حضرت خواجہ محمد زبیر کی ولادت باسعادت پیر کے دن ۵۔ ذیقعدۃ المعمور ۱۰۹۳ھ ہجری کو ہوئی ؎

از محیط فیض زیبا گوہرے آمد پدید — بر سپہر شرع روشن اخترے آمد پدید

اس مبارک وقت سے لیکر تمام رعایا و برایا کی امیدوں اور خواہشوں کے باغ کو تر و تازگی اور آنکھوں کو بدرجہ غایت بصارت نصیب ہوئی۔ اس نسیم کی خوشبو سے خاص و عام کی علیش و نشاط کا دماغ معطر ہو گیا۔ تمام جہان کا باغ طرح طرح کے شگوفوں اور رنگا رنگ کے پھولوں سے بہشت بریں پر بھی فوقیت لے گیا ؎

از نکہت ایں مژدہ زماں گشت معطر — در پرتو ایں لمعہ زمیں گشت منور

ہر مطلب امید کہ بود از رہ دل — از دولت و اقبال تو شد جملہ میسر

چونکہ اس رحمت الٰہی کی دولت کا پورا پورا وصف لکھنا یا بیان کرنا حیطہ تقریر و تحریر سے باہر ہے۔ اس لئے اس افسر زمان کے مجمل حالات قلمبند کئے جاتے ہیں اللہ تعالےٰ کا احسان ہے۔ کہ جہان کا باغ مکرمت و افضال کے بادل کے ترشحات سے اس لطف یزدانی کے سایہ سے بہار سے بھی بڑھکر تر و تازہ ہوا ہے۔ اور بنی آدم کا چار باغ اس چمن آرا کی ندی کے پانی سے سرسبز ہوا ہے۔ اس مژدہ دلکشا کی نسیم سے غنچہ پھولا نہ سمایا عشرت زمانہ کے تار نے اس ٹیڑھے چنگ کے دلنواز نغموں کے غم کا پردہ پھاڑ ڈالا ہے اس خوشخبری سے دلوں کے غنچے پھول کی طرح جامے میں نہیں سماتے۔ اور غمگساروں کی جان نے خوشی کے پھول بغل میں دبائے۔ نامقصود مندوں کے دلی مقاصد مقصودمندی کے میووں سے لد گئے۔ طالبوں کو شاہد مقصود ہاتھ آیا۔ حسب دلخواہ مرادیں پوری ہوئیں۔ اہلجہان نے

دل کی ڈبیاں خوش دلی کے جواہرات سے پر کیں۔ جہان والوں نے اپنے پوت کو موتی سے بدل لیا۔ آنکھوں کو سکھ کلیجے کو ٹھنڈک ہوئی۔ دل کے ویرانے کو خوشی کا گوشہ بنایا معکوس فلک کی کشت عشرت مالامال ہوگئی۔ اہل آسمان کی عیش کا پودا زمین تک جھک آیا

؎ شکر کز لطف جہاندار ازل — شد خلیفہ والی ودار الملل

سبحان اللہ کیا عجیب ظہور ہے۔ کہ خدا ہے۔ ظہور کبریائی کا جلوہ خط ربوبیت کا شاہد ہے اور شاہد خط الوہیت ہے۔ زبان کی ناطقہ غیب ہے۔ اور ناطقہ کی زبان لاریب ہے کشتی شریعت کا سمندر ہے۔ اور حقیقت کے سمندر کی کشتی ہے۔ مشرق کمال کا آفتاب برج یقین کا ستارہ ہے۔ اختر دین کا برج۔ ماہ یکتائی کا آسمان۔ آسمان یکتائی چاند گدائی کا کمان گوشہ ہے۔ کمان بادشاہی کا گوشہ۔ معدن آفرینش کا جوہر۔ جوہر بینش کی کان درخت دولت کا پھل۔ ملت بیاض کا ثمرہ۔ حدیقہ نور۔ اور صفحہ بیاض سرور ہے۔ ؎

زیب دین ودولت لطف آلہ — شد بہفت اقلیم دنیا پادشاہ دین پناہ

آں شہے یکتا کہ تا روزے قیامت زیر سپہر — در زمین خیالش آمدہ یکسر درنا

اس قسم کا معشوق بہت سے قرون اور زمانہ ہائے دراز کے بعد عدم کے پردہ اور خلوت سے ظہور میں آیا۔ کہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کے وقت سے لیکر کمالات الٰہی اور رحمت نامتناہی انبیا اور اصفیا کی ذات بابرکات میں نزول فرماتی رہی۔ اور جب حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ آیا۔ تو تمام کمالات نبوت رحمانی۔ اور عرفان سبحانی اختتام اور اتمام کو پہنچے۔ علے ہذا القیاس مکملات نبوت کا آفتاب اور ولایت ثلاثہ کی حقیقت کا خورشید طلوع ہوا۔ اور سلسلہ کبرے اور طریقہ اتقیا میں ہمیشہ تشریف فرما ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت خاتم الاولیا خورشید عنوان خاتمہ قیومیت۔ خاتمہ عنوان خلافت انگشت رسالت۔ مہر سلطان سپہر کمالات نبوت۔ اور آسمان ولایت کا آفتاب عالمتاب حمل زمانہ کی تحویل کے سبب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے ایک ہزار ایک سو بارہ سال بعد تاریک عالم کون ومکان کو منور کیا ؎

جشنے کہ چنیں بروزگاراں — درخواب ندیدہ نوبہاراں

نہ احسن کہ نقش چرخ اختر — مجموعہ حسن ہفت کشور

یہ قصہ "کشف الحقائق مقامات قیومیت" میں مفصل لکھا ہوا ہے۔ کہ اختر شناس منجموں اور ستارہ شناس عقلمندوں نے تنجیم و نجوم کے میزان کو دیکھ کر عرض کیا۔ کہ ایسا اتفاق حسنہ اور آسمانی سیاروں کا مبارک وقت نہ اس سے پہلے کبھی ہؤا۔ اور نہ بعد میں آنا ممکن ہے۔ چنانچہ طالع سعد تھا۔ عطارد نے سرطان کو زیب و زینت بخشی ہوئی تھی۔ زہرہ و مشتری ایک برج میں تھے۔ جو دشمنوں کی جان کو حوادث پر پھینکتے ہیں۔ اور دوستوں کا گل مراد کھلاتے ہیں۔ علیٰ ہذالقیاس ہر ایک ستارہ اپنے مقام محمودہ پر مسعود و مشرف اور خوشی کو بڑھانیوالا تھا ؎

اسد بود طالع حسد اوندرو　　کزو دیدۂ دشمناں گشت کور

عطارد بجوزا بروں تاختہ　　مہ و زہرہ در ثور دم ساختہ

برآراستہ قوس را مشتری　　زحل در برآرد ساز بگری

ششم خانہ را کرد بہرام جائے　　چو خدمت گراں گشت خدمت نمائے

چنیں طالع بداں بود ازو　　چگویم زہے چشم بد دور زو

چو زاد آں گرامی لقائے چنیں　　برافروخت باغ از نہال چنیں

مرتبہ کیسا ہی عالی ہے کہ آنجناب کی ولادت باسعادت نے صیام و حج کے مابین واقع ہونے سے سرائے فانی کے خراب آباد کو زینت بخشی۔ کیا ہی اعلےٰ درجہ کی منزلت ہے کہ آنجناب کی ولادت باسعادت نے دو عیدوں کے درمیان واقع ہونے سے اِس خاکدان غمکدہ کو نشاط آباد کیا۔ اور ذیقعدۃ المعمور جسے اہل ہند کی اصلاح میں خالی کا مہینہ کہتے ہیں وہ اب آنحضرت کی ولادت باسعادت کی برکت سے کمالات کے درجوں اور حسنات کے رتبوں سے پُر ہو گیا۔ واقعی اس مہینہ یعنی ذیقعدۃ المعمور کو نہایت اعلےٰ مرتبہ اور بلند درجہ حاصل ہؤا کہ رمضان المبارک کا ہمپلہ ہو گیا۔ اور ذالحجہ پر بھی فوقیت لیگیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے جد شریف حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس تاریک کٹیا اور خالی آستانے پر اس معدن نورانی کے تشریف لانے کو اعلےٰ درجہ کی بخشش اور عنایت تصور فرما کر خاک منت پر جبین نیاز گھسائی۔ اور کئی حقہ شکر و سپاس ادا کیا مشائخ نتائج احمدیہ اور اکابر ثمرہ معصومیہ اس فرائی خوشخبری سے اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر سر کے بل اس خوشخبری کو بڑھانے والے کے جمال جہاں آرا کو دیکھنے کیلئے گئے۔ کروبی فرشتوں کا گروہ اور مقرب بلا نگہ کا

قافلہ اس فصاحت مآب کے حسن کو دیکھنے کیلئے فرش زمین سے لیکر عرش بریں تک صفیں بنائے حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ اور سُریانی زبان میں گا رہے تھے۔ جن کا مطلب بزبان پارسی یہ ہے ؎

دلا گوہرے کہ از ارجمندی — در نام پدر نہد بلندی
یکتا گوہرے کہ چوں کشد اوج — دریا شود و چو آسمان موج

آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے۔ اور ربّ الارباب کی بارگاہ سے اس منبع برکات کیلئے سلام وتحیات لاتے تھے جناب سرورکائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیائؑ اور مرسلوںؑ کی روحوں سمیت تشریف فرما ہوکر تحیات وتبارک ادا فرمائی۔ اور مشفقانہ طور پر مربیانہ آغوش میں لیا۔ اس سراپا ہوش کے گوش مبارک میں اذان وتکبیر کہکر فرمایا کہ یہ فرزند کئی ہزار سال کمالات نبوت کے قبہ میں پرورش پاتا رہا۔ اور یہ ہزاروں ماہ کا نتیجہ خزینہ ولایت میں تربیت حاصل کرتا رہا ؎

مہ بر اوج فلک بلند طالع شد — کہ کس ندید چنیں ماہ در ہزاراں سال

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ یہ فرزند میری آخری امت کا قیوّم اور میری امت کا مشہور شیخ ہے۔ اس کے بعد اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی قیوم نہ ہوگا۔ اور کوئی ایسا شخص مسند ارشاد پر جلوہ افروز نہیں ہوگا۔ نیک وقت اور مبارک گھڑی میں آنجناب کا کنیت ابوالبرکات۔ لقب شمس الدین اور اسم مبارک محمد زبیر قرار پایا۔ زبیر۔ زبر کی تصغیر ہے یعنی کمالات کتب منزلہ الٰہی۔ اور صحف متبرکہ غیر متناہی بطریق اجمال اس صاحب کمال کی ذات میں اُترے۔ طرح طرح کے کھانے حسب دلخواہ پینے۔ قسم قسم کے لباس اور رنگا رنگ کی خوشبوئیں ؎

دریا دریا عنبر بیں بر — صحرا صحرا شدہ از فر
گل بوئے عبیر پرنیاں سنج — پروردہ بصد بہار تارنج
از صندل و عود شیشہ شیشہ — در گوہر و لعل دستہ دستہ
اکسوں پرندہ رنگ در رنگ — سنجاب و سمور تنگ در تنگ

مہیا ومرتب کرکے مستحق اشخاص کو تقسیم کی گئیں۔ دانشور مؤرخوں اور ہنر پرور مصنفوں نے

جن میں سے ہر ایک ذہن سلیم طبع مستقیم سخن پروری کی استعداد اور اشعار گستری کی قابلیت عرفی و انوری کی طرح رکھتا تھا۔ عمدہ عمدہ تاریخیں اور دلپسند شعر کہکر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں لایا جسب ذیل تاریخ ولادت باسعادت ہے ؎

آں شیخ مجدد الف ثانیؒ
کہ نبود تا بیش در ہمہ انسان غیر

حق داد باو منصب قیومی را
زو ماندہ معصوم شاہ عالم سیر

معصوم چو از جرم و خطا بود معصوم
زاں نطفہ پاک خواجہ شد صاحب خبر

خواجہ کہ بود نقشبند عالم
اعلے درجہ ابو العلی ماند بخیر

فرزند چو حق داد ابو العلی را
چوں گوہر پاک آمد از معدن خیر

تاریخ تولدش گفتند چو جستند
قیوم زماں قطب پارسا و زاہد

؎

قطبے کہ چو مہر جہاں تاب آمد
محبوب حق از برش القاب آمد

تاریخ تولدش گفت ہاتف
مخدوم قطب الاقطاب آمد

؎

بحمد اللہ کہ روشن شد بعالم قطب ربانی
امام الحق محمد ذبیر آں محبوب صمدانی

روا چوں خواست تاریخ ولادت باسعادت را
سرش آمد ولی قیوم رابع مجدد ثانی

ایک سعادت مند بخت بلند دایہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تربیت اور پرورش کیلئے مقرر فرمائی۔ آنجناب کے چچا شیخ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے برادر زادہ بلند ارادہ کی ولادت باسعادت کے دن عمدہ عمدہ قصائد اور مرغوب طبع ابیات سے یہ مضمون معلوم کرکے کہ والئے طینت قطبیت اور قیومیت پیدا ہوا ہے۔ بہتیری کوشش کی گئی لیکن واضح طور پر معلوم نہ ہوا۔ کہ واقعی یہ مولود مسعود قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہوگا آخر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں میں نے مراقبہ کیا۔ اور اس معاملہ کے منکشف ہونے کیلئے توجہ کی۔ تو معلوم ہوا کہ امام ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ خوشی خوشی فرماتے ہیں۔ کہ تجھے مبارک ہو۔ تیرا بھتیجا پیدا ہوا ہے جو نہایت بلند ہمت عالی فطرت اور اصالت سے بہرہ ور ہوگا۔ اور قیوم زماں بھی ہوگا۔ جو اس قبیلہ جمیلہ کا باعث فخر ہوگا ؛

واقعاتے کہ والدہ آنحضرت رضی اللہ عنہ مشاہدہ کردہ اند

ایک رات مریم زمانی، فاطمہ ثانی، والدہ آں محبوب سبحانی، قیوم زمانی نے خواب دیکھا۔ کہ رئیس الاولیاء، عروۃ الوثقیٰ، مخزن علوم حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ اپنے روضہ مبارک میں کھڑے ہیں۔ اور ہزار ہا مشائخ اس روضہ منورہ کے گرداگرد کھڑے ہیں۔ آخر مجھے مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ کہ یہ انبیاء مرسل اور اولیا کی روحیں ہیں جو تمہارے فرزند سعادت مند محمد زبیر کی پیدائش پر مبارک دینے کیلئے تشریف لائے ہیں۔ میں نے بگوش خود سنا کہ مجھ عاجزہ کو زبان گوہر فشان سے مبارک باد دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ وہ وقت آنیوالا ہے کہ یہ مولود مسعود قیومیت اصالت اور محبوبیت سے مشرف و ممتاز ہوگا۔ اور قطب زمانہ و فرد یگانہ ہوگا۔ اس کے ارشاد کے انوار سے تمام جہان پُر ہو جائیگا ؎

مبارک طالع فرخندہ فالے بباغ حور مے زیبد نہالے

اس خلیل رحمانی کے باطنی طفیل جمیل سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور طریقہ سنیہ احمدیہ کو رواج ہوگا۔ اور قیامت تک یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہیگا۔ یہ فرزند احمدی کمالات کا متمم اور مراتب محمدیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم ہوگا۔ ہندوستان کا یہ خارستان گلستان سے بدل جائیگا مصرعہ

بیا بباغ کہ گلہا شگفتہ خار نماند

ذکر دربیان بشارت یافتن والدہ آنجناب از حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ

اس دُر یگانہ اور فرد زمانہ یعنی حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی والدہ عفیفہ فرماتی ہیں۔ کہ جس دن میرے فرزند ارجمند معدن الخیر محمد زبیر نے زمانے کے اس غمکدہ کو خوشی و خورمی کا باغ بنا دیا۔ تو مجھ عاجزہ پر بے ہوشی کی حالت طاری ہوئی کیا دیکھتی ہوں کہ جد بزرگوار منبع اسرار خازن الرحمۃ محمد سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ مولود مسعود برگزیدہ احمدیہ و قبلہ معصومیہ ہے عنقریب ہی یہ مرتبہ اعلےٰ اور درجہ کبرےٰ سے مشرف و ممتاز ہوگا۔ اور مشائخ دین کا رئیس اور شیوخ یقین امت کا

ہم نشین ہوگا۔ اور سب سے آخری مشہور شیخ ہوگا ؎

زہے دولتِ مادرِ روزگار
کہ نورے چنیں پرورد در کنار

اللہ تعالٰے کا شکر و احسان ہے کہ فقیر کا طریقہ اس بلند مرتبہ گوہر سے مروج ہوا +

ذکر دربیان

بشارت یافتن صوفی کبار از روضہ منورہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالٰے عنہ

رئیس الاولیا حضرت حجۃ اللہ کے ایک معتبر یار اور خلیفہ ارشد صوفی کامل فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ کا روضہ منورہ نہایت تعظیم و تکریم سے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ رکوع میں ہے اس معاملہ حیرت افزا کے بارے میں میں نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ کی طرف توجہ کی۔ آخرکار آنحضرت عنہ کے باطن کی طرف متوجہ ہونے سے مراقبہ میں آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میرے نورچشم ابوالعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک فرزند بہرہ مند پیدا ہوا اس واسطے ہم اُس کی تعظیم کر رہے ہیں +

ذکر دربیان

بشارت دادن ملائکہ در روز عقیقہ آنحضرت رضے اللہ عنہ

آنحضرت رضے اللہ عنہ کے عقیقہ کے دن آنجناب کے جد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ اس با بیہ خلق کی پیدائش کے دن آسمان سے فرشتے نازل ہو کر کہتے تھے۔ کہ قریب ہے کہ یہ بچہ محبوب الٰہی اور قیوم زماں ہو +

ذکر دربیان

آمدن بجہت زیارت حضرت خلیفۃ اللہ در روز عرفہ و احوال چہار پالگی از ایام صبا

امام حزب اللہ حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ عرفہ ذالحج کے روز دیکھا کہ گروہا گروہ

فرشتے اور جوق در جوق کروبی آسمان سے فرش زمین پر اس کلبہ ظلمانی میں آ رہے ہیں۔ اور اس فرزند ارجمند کی آستان بوسی کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالے کا حکم اور فرمان یوں صادر ہوا ہے کہ پہلے محمد زبیر بزرگوار کی زیارت کرو جو کہ ابدی سعادت اور سرمدی سطریہ ہے بعد ازاں طواف کعبہ اور مناسک حج بجا لاؤ۔ مصرعہ

زہے سعادت آنکس کہ شہ کند یادش

ذکر در بیان

بشارت یافتن از ندائے غیب حضرت حجۃ اللہ در حق حضرت محمد زبیر خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ

امام حزب اللہ حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ اکثر اوقات غیب سے آواز آتی تھی۔ کہ گذشتہ و آیندہ تمام اولیا اور اصفیا کے کمالات حضرت محمد زبیر کی ذات برکات میں ودیعت درج کئے گئے ہیں۔ اور یہ کہ وہ خاتم الاولیا ہوگا +

ذکر در بیان

آمدن جن بہ شکل مار برائے زیارت آنحضرت رضے اللہ عنہ

ایک روز ایک سیاہ اژدہا دیو ہیکل فرصت پاکر اس درثمین صفوت اور اس گوہر صدف ولایت کے سرور آگیں مہد نگارین میں ہو بیٹھا۔ اور اس صاحب کمال کے جمال کو دیکھنے میں مشغول ہوا۔ کبھی آنحضرت کے ہاتھوں کو چومتا اور کبھی قدم مبارک کو کوتہ اندیش نگہبان اور کوتہ بین حفاظت کنندے یہ حالت دیکھ کر حیران و پریشان ہوکر اِدھر اُدھر سے لکڑی، اینٹ، پتھر اٹھالائے اور اُسے مارنے کیلئے آ جمع ہوئے۔ اس اژدہا نے زبان پُر فصاحت سے یوں عرض کیا۔ کہ خدا و رسول کے واسطے مجھے ایک گھڑی کی فرصت دو تاکہ مَیں اچھی طرح دیدار کر لوں۔ کیونکہ ہم اس طفل بزرگوار کے مشتاق و محتاج سالہا سال سے تھے۔ آج ہمیں خوش نصیبی و خوش بختی سے اس کی صحبت بابرکت میں حاضر ہونے کا موقع ملا ہے۔ ہم اصل و نسل سے جن ہیں۔ لیکن قباحت شرارت سے مبرا ہیں۔ یہ کہکر نظر سے غائب ہوگیا +

ذکر در بیان

احوال ایام طفولیت آنحضرت رضی اللہ عنہ

اس محبوب الٰہی کے دودھ بھائی کا بیان ہے۔ کہ آنجناب نے اوائل بچپن میں جو تصدیع و تکلیف شرعی سے مبرا زمانہ ہوتا ہے عام بچوں کی طرح کبھی بستر یا بدن کو غائط و بول سے ملوث نہ کیا۔ اور ننگا رہنے سے بالطبع متنفر تھے۔ کبھی آپ نے خود بخود دایہ سے دودھ نہ مانگا۔ اور نہ بچوں کی طرح کبھی روئے۔ اور نہ ہی کھیل کود میں مصروف ہوئے۔ اگر بالفرض اپنے ہمعصر اور آپ کی مجلس میں آتے۔ اور آپ کو کھیل کود کی رغبت دلاتے۔ تو آپ ہرگز مائل و راغب نہ ہوتے۔ اور نہ خواہش کرتے۔ بلکہ زبان مبارک سے فرماتے۔ کہ پیری مریدی میں وقت کا صرف کرنا خوش وقتی ہے۔ آپ حضرت حجت اللہ کی طرح لوگوں کو مخاطب کر کے توجہ دیا کرتے اور خوشخبری سے مشرف فرمایا کرتے تھے۔

ذکر در بیان

احوال از عمر چہار سالگی تا بدوازدہ سالگی بشارت دادن حضرت حجۃ اللہ کہ جمیع کمالات اولیا درین طفل ودیعت کردند

امام حزب اللہ حجت اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اکثر اوقات غیب سے آواز آتی تھی۔ کہ ہم نے محمد زبیر کی ذات بابرکات میں تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا اور اصفیا کے تمام کمالات رکھ دیئے ہیں۔ اور وہ خاتم اولیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی عمر کے چار سال اور چار ماہ گذر گئے۔ تو آنحضرت کو ایک سعادتمند ادیب اور طالع مند معلم کے سپرد کیا گیا۔ اور آنجناب کی طبع مبارک کی اصلاح کیلئے کئی دانشوران سخنور اور دانایان خرد پرور مقرر کئے۔ تاکہ اپنا وقت تکمیل علوم اور تحصیل فضائل میں صرف کریں۔ اپنے قدوم میمنت لزوم سے استاد یگانہ کی آنکھوں میں گھر کر لیا

دلستان از قدوش شد گلستان کہ یابد ہمچنیں حولی استاں

میرے (مصنف) کے قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ میں تعلیم میں مدت مدید رئیس الاولیا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا ہمنشین ہوا۔ بعض اوقات آنجناب پر اپنے باطنی بڑے احوال

طاری ہوئے۔ تو آنجناب کی طبع مبارک میں تغیر واقع ہوتا۔ اور کانپنے لگتے۔ حتیٰ کہ بے ہوش ہو کر گر پڑتے۔ اگر کوئی لڑکا آپ کے اس حال کی بابت پوچھتا۔ تو آپ اُسے مطلع نہ فرماتے۔ واقعی ؎

ہر کسے را سر حق آموختند مہر کردند و دہانش دوختند

آخر کار اپنے عارف آگاہ حضرت قبلہ گاہ سے یہ حالت عرض کی۔ حضرت جد شریف نے فرمایا کہ مناصب احمدیہ کے دفینہ اور کمالات موروثہ معصومیہ کے خزینہ کے حقیقیہ اسرار ہیں۔ جو مبارک وقت میں جلوہ گر ہوتے ہیں +

ذکر در بیان

آرزو کردن والدۂ آنحضرت برائے فرزند دیگر و بشارت دادن حضرت حجۃ اللہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔ کہ فرزند بلند فطرت محمد زبیر کی ولادت باسعادت کے بعد میں نے حضرت حجت اللہؒ کی خدمت میں ایک اور فرزند کیلئے التجا کی۔ میں چاہتی تھی۔ کہ ایک اور لڑکا پیدا ہو۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمام شیروں سے بڑھکر بہادر اور دلاور اور شیروں کا پچھاڑنے والا شیر تمہارے شکم سے اس طرح ہے۔ جیسے سیپی میں جوہر لطیف۔ واقعی فرزند بہرہ مند معدن الخیر محمد زبیر گوہر وحید الدہر ہے +

چو خواہد شد قطب در دو جہاں کہ ہرگز نرسند ورا تواماں

ساتھ ہی خوشخبری سنائی کہ انشاء اللہ بیس سال کی عمر میں تمام کمالات مناصب احمدیہ اور تمام مراتب معصومیہ سے معزز و مشرف ہوگا +

ذکر در بیان

احوال آنحضرت ہمراہ جد شریف حضرت حجۃ اللہ بلشکر سلطان عصر

میرے (مصنفؒ) جد شریف فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ کے جد بزرگوار منبع اسرار سفر حج کے ارادہ سے جا رہے تھے۔ اور حضرت قیوم رابع بھی

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ چونکہ حق سبحانہ تعالےٰ اپنی درگاہ کے برگزیدوں کو ازل ہی سے قابل جوہر عطا فرماتا ہے۔ اس لئے اس بزرگ زادہ بلند امرادہ (حضرت قیوم رابع) کو وہ ہمت عالی اور مرتبہ بلند دے رکھا تھا۔ کہ سات سال کی عمر میں بسبب وسعت حوصلہ اور رفعت منزلت بڑے بڑے ارادے کئے۔ آنجناب کی شائستگئے حال آراستگئے مقال فصاحت کلام اور لیاقت زبان روشن ضمیر بادشاہ کی افواج بحر امواج میں شہرۂ آفاق تھی صفائی کا ستارہ اور ولایت کا اختر آنجناب کی پیشانئے مبارک سے ظاہر ہوتا تھا ؎

بالائے سرش زہوشمندی ۔ مے تافت ستارۂ بلندی

جو شخص آنجناب رضی کے انوار دیدار سے منور ہوتا تھا۔ وہ اس دُریگانہ اور فرد زمانہ کی اوضاع کریمانہ اور اطوار بزرگانہ سے حیران ہو جاتا تھا۔ اور کہتا تھا ؎

بزرگی بعقل است نہ بسال ۔ ونشر کے بہوش است نہ بمال

حضرت امام معصوم رحہ کے خلیفہ شیخ ابو المظفر برہانپوری رحہ کے مرید حسین عشاق جب کبھی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے یہی فرماتے کہ یہ مخدوم زادہ اپنے وقت کا قطب ہوگا۔ جب آنحضرت کو شاہی لشکر میں رہتے کچھ عرصہ ہوگیا۔ تو بادشاہ کی فوج کو فرنگیوں کی فوج سے لڑنا پڑا۔ اس واسطے عرب و ہند کا درمیانی رستہ بند ہوگیا۔ اس لئے حضرت حجت اللہ رضی نے اس راہ سے حج کو جانا ملتوی کردیا۔ اور واپس چلے آئے +

ذکر دربیان

بشارت دادن حضرت شیخ سیف الدین درحق حضرت خلیفۃ اللہ در ایام طفولیت

ایک دفعہ جناب امام الامام، اکرم دوران۔ منبع صبر و تحمل قبیر رضی اللہ عنہ کو لڑکپن میں مرض ہوا۔ ان دنوں حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے۔ حضرت قیوم رابع کی والدہ ماجدہ نے اپنے نور چشم کی شفا کے لئے عرض کیا۔ کہ چند روز سے اس کی طبیعت ناساز ہے اور حدیقہ زندگانی کے اس نونہال اور سرچشمہ فیض ربانی کے سرچشمہ کو کچھ عارضہ سا ہوگیا ہے۔ اس صورت ان معنی و معنی شناس نے اس عالم معدودہ پارسا کے جمال پر کمال کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ زمانے کے

باغ میں ایسا پھول پہلے کبھی نہیں کھلا ہے! اور روئے زمیں پر ایسا والئے ولایت کوئی نہیں ہوا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے یہ صفات رسالہ ادر مناقبات الکمل میں مشہور و معروف ہوگا +

ذکر در بیان سفر کعبہ ہمراہ جد شریف خود

حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ کعبہ معظمہ کے طواف اور حرم مکرمہ کی زیارت کے ارادہ سے جیسا کہ اس کتاب کے تیسرے حصے میں درج ہوچکا ہے۔ کابل کی طرف روانہ ہوئے! اور وہ سرزمین نے بصارت کے قدوم میمنت لزوم کی طفیل بے اندازہ تر وتازگی پائی۔ اور تمام اہل کابل کو طرح طرح کی سعادت کے اوصاف اور روز افزوں بشاشت نصیب ہوئی +

ایک روز حضرت سلطان الاولیائے نے ایک عمدہ سا سیب اپنے دست مبارک میں پکڑا ہوا تھا کبھی اُسے دیکھ کر خوش ہوتے! اور کبھی اس کی خوشبو سونگھتے۔ اتفاقاً وہ سیب آنجناب کے دست مبارک سے ڈھلک کر خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ کے فرزندوں میں سے خواجہ مرزا جو حضرت حجت اللہ کے عمدہ خلفا میں سے تھے" کے قریب پہنچا۔ آپ نے وہ سیب نہایت تعظیم سے اٹھا کر آنجناب کو دیا۔ چنانچہ تین مرتبہ وہ سیب آنجناب کے دست مبارک سے گرا۔ اور تینوں مرتبہ آپنے اٹھا کر آنجنابؒ کے پیش کیا۔ آخر حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ یہ سیب جو ہمارے فرزند کے ساتھ سے جدا ہوکر جو جاتا ہے۔ یہ نعمت عظمےٰ ہے۔ اغلب ہے کہ اس سے ہمیں دولت ابدی اور سرمایہ سرمدی نصیب ہو۔ اُسے سنبھال کر رکھو۔ کہ منصب قیومیت وقطبیت کے اس والی سے ہمیں دائمی نفع اور جاودانی فائدہ پہنچیگا۔ خواجہ صاحبؒ نے وہ سیب بڑی حفاظت سے رکھا۔ اور آداب بجالایا۔ بعد ازاں آنحضرتؒ نے فرمایا۔ کہ اس فرزند کی قیومیت کے طلوع آفتاب اور صبح قطبیت کے ظہور کا وقت قریب ہے اور تمہیں اس سے فائدہ پہنچیگا۔ اور فیض باطنی حاصل ہوگا۔ اس سیب کا قصہ عنقریب مفصل لکھا جائیگا +

ذکر در بیان

احوال آنحضرت کہ از عمر دوازدہ سالگی تا بست سالگی رفتن آنجناب رضی اللہ عنہ سفر حج ہمراہ جد بزرگوار و بمرتبہ قیومیت رسیدن

مبارک سال اور نیک مہینے میں نائب مناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے خاتم اولیا حضرت خلیفۃ اللہؓ کی ولادت باسعادت کے بعد کعبہ معظمہ کے طواف اور مدینہ منورہ کی زیارت کا عزم بالجزم کیا۔ کیونکہ آنحضرتؓ اس امر کے لئے منجانب اللہ مامور ہوئے تھے۔ کہ یہ وہی طفل بزرگوار ہے۔ کہ اس سے پہلے بسبب القائے نسبت علیہ وہ ولی ازلی سفر حج کے لئے مامور ہوئے تھے۔ آیت کریمہ اَنَا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اِسْمُهٗ يَحْيٰی کے قصہ کی طرح مشہور ہو گیا۔ مصرعہ٭

دادیم ترا از گنج مقصود نشاں

چند سال تک حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور روح جو تمام عالم کا مربی ہے آنحضرت (خلیفۃ اللہ) رضی اللہ کے والد بزرگوار کو اپنی حضوری میں تربیت کرتا رہا۔ چنانچہ یہ بات مفصل طور پر پہلے بیان ہو چکی ہے

پدر نور و پسر نور یست مشہور ۔۔۔ ازینجا فہم کن نور علی نور

پس آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خیال آیا۔ کہ اب السفر وسیلہ ظفر کو طے کرنا۔ اور اس عزیز الوجود کو حرم شریف کی زیارت کا شرف حاصل کرانا چاہیئے: تاکہ اُسے بے انتہا کمالات اور لا انتہا عنایات حاصل ہوں۔ ایران کی راہ سفر حج کے ارادے سے کابل تک پہنچے۔ لیکن بادشاہ ہند نے نہایت عجز آمیز عرضی لکھی۔ کہ جناب کابل سے واپس آجائیں۔ اور دکن کی راہ حج کے لئے تشریف لے جائیں۔ تاکہ میں قبلہ اخیار کے دیدار فائض الانوار سے مستفید ہوسکوں۔ حضرت حجۃ اللہ رضہ بپاس خاطر بادشاہ کابل سے دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سے پہلے بھی آنحضرت نے سفر حج کا ارادہ کیا تھا لیکن بعض موانعات کی وجہ سے تشریف نہ لیجا سکے توقف کی وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے۔ چونکہ اب جناب کا سن شریف بارہ چھوڑ تیرہ سال کا ہو گیا۔ تو حضرت قیوم ثالث رضہ

کو الہام ہوا۔ کہ حج میں توقف اس واسطے ہوا۔ کہ محمد زبیر ابھی خورد سال تھا۔ اب بالغ ہوگیا ہے۔ خاطر جمع سے حج کیلئے روانہ ہوجاؤ۔ حضرت حجۃ اللہ رضہ اس فیض اشارت بشارت سے خوش و خرم ہو کر اپنے بزرگوار فرزند کو ساتھ لے حرمین الشریفین کی زیارت کیلئے روانہ ہوئے +

حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں۔ کہ راہ مکہ کی اثنا میں حضرت حجۃ اللہ رضہ نے ایک راز کی بات مجھ سے پوچھی۔ وہ یہ کہ کشف حقائق کہاں تک حاصل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تمام اولیا اور انبیا کے حقائق معلوم ہیں چنانچہ اگر میں چاہوں تو ایک ایک کو جدا بیان کر سکتا ہوں۔ تمام سالکوں کے سلوک کی کیفیت مجھ پر منکشف ہے۔ کہ فلاں سالک ربع ولایت طے کر چکا ہے۔ اور فلاں نصف اور فلاں دو تہائی۔ اور تمام اولیا کے مشارب مجھے معلوم ہیں۔ کہ فلاں شخص محمدی المشرب ہے اور فلاں عیسوی المذہب وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے کشف الٰہی و کونی مفصل مجھے معلوم ہے۔ حضرت حجۃ اللہ رضہ نے یہ سنکر نہایت ہی خوش ہو کر فرمایا کہ اس قدر کشف سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقٰی رضے اللہ عنہ کے اور کسی کو نصیب نہیں۔ شیخ نجم الدینؒ جو اس امت کے بڑے ولی ہو گذرے ہیں اپنی ولایت کے کشف سے واقف نہ تھے۔ کہ کس نبی کے زیر قدم ہے۔ ایک دفعہ آپ کے شہر میں ایک بزرگ وارد ہوا جسے ولایت مشارب کا کشف حاصل تھا۔ شیخ صاحبؒ نے اپنے مرید کو اس کی خدمت میں بھیجکر پوچھا کہ میری ولایت کا مشرب کونسا ہے یعنی کس نبی کے زیر قدم ہے۔ جب اس نے شیخ صاحب کے مرید کو دیکھا۔ تو کہا یہودی توجہ کرتا ہے۔ وہ مرید سخت ناراض ہو کر لوٹا۔ اور اپنے پیر سے ماجرا بیان کیا۔ شیخ نے کہا ناراض کیوں ہوتے ہو۔ واقعی میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہوں۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثالث رضہ نے حضرت قیوم رابع کو فرمایا کہ اس نعمت کا شکر بجا لاؤ +

حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں جن دنوں جہاز پر سوار تھا ایک دن خواب میں دیکھا کہ تمام جہان عرش سے فرش تک میرے وجود سے پر ہوگیا ہے۔ جب میں نے یہ خواب آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کیا۔ تو

فرمایا۔ یہ قیومیت کی علامت ہے۔ تم تمام مخلوق خدا کے قیوم ہوگئے۔ اور قیومیت وہ مقام ہے۔ جو گذشتہ و آیندہ اولیا میں سے سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کے کسی کو نصیب نہیں۔ قطبیت۔ فردیت غوثیت وغیرہ تمام مناصب قیومیت کے ظل ظلال ہیں۔ قیوم ہی تمام جہان و اہل جہان کا قبلہ توجہ ہوتا ہے۔ اور اُسے پروردگار کی طرف سے "ذات موہوب" حاصل ہوتی ہے۔ جس سے تمام چیزیں قائم ہوتی ہیں۔ ہزار سال بعد امت محمدی میں سے ایک شخص اس منصب کیلئے مبعوث ہوتا ہے۔ ہزارہا خدمتگار **قیوم** کے ماتحت جہان کی کارروائی کرتے ہیں۔ **قطب، غوث، فرد** سب قیوم کے ملازم ہوتے ہیں۔ انبیا کو یہ منصب عطا ہوتا ہے۔ یعنی انبیا اولوالعزم کو جو ہزار سال بعد مبعوث ہوتے ہیں جناب خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہزار سال بعد یہ منصب اللہ تعالےٰ نے حضرت **مجدد الف ثانی** رضے اللہ عنہ کو عنایت فرمایا۔ اور آنحضرت کے دو تین فرزندوں کو بھی اس منصب سے سرفراز فرمایا۔ **قیوم** پروردگار کا وزیر اعظم اور نائب ہوتا ہے اور تمام مخلوق بمنزلہ عرض ہوتی ہے۔ اور وہ بمنزلہ جوہر۔ منصب قیومیت حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر طینت پر موقوف ہوتی ہے۔ حق تعالےٰ نے یہ منصب تمہیں عنایت فرمایا ہے۔ طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خمیر بھی تمہارے جسم میں بطور امانت ہے۔ اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالاؤ۔ "کشف الحقائق قیومیت" میں اس بات کی مفصل وجہ درج ہے۔ کہ اس قلیل عرصے میں کیوں اتنے قیوم ہوئے +

جب منزلیں طے کر کے حرمین الشریفین زادہم اللہ شرفاً و کرماً میں پہنچے۔ تو حضرت **خلیفۃ اللہ** رضے اللہ عنہ آدھی رات اور دوپہر تک دیدار کعبہ پر مراقبہ کرتے رہتے۔ بعض اوقات سارا دن اور ساری رات ہی مراقبہ میں گذر جاتا۔ انہیں دنوں حضرت **حجۃ اللہ** نے حضرت **خلیفۃ اللہ** رضے اللہ عنہ کو قیومیت اور قطب الاقطابی کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ اب تو یہ منصب جناب کی ذات مبارک کے متعلق ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اب میری رحلت کا وقت قریب ہے۔ یہ منصب اب تمہیں عنایت ہوگا جب مدینہ منورہ پہنچے۔ تو حضرت **خلیفۃ اللہ** رضے اللہ سارا دن اور ساری رات جناب

رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ میں پردہ خاص کے اندر مراقبہ کئے رہتے۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کے پاس حضرت خلیفۃ اللہ رض کو فرمایا کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہیں خلعت قیومیت پہنائی ہے اب تم کمالات الٰہی کے قرب میں میرے برابر ہو۔ کوئی ایسا کمال نہیں جو حق تعالےٰ نے تمہیں عنایت نہیں فرمایا۔ اس روز سے حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ سے برادرانہ سلوک کرنا اور اپنے برابر سمجھنا شروع کیا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ محمد زبیر تم قرب پروردگار میں میرے بھائی کی طرح ہو۔ پھر آنجناب رض نے اپنے روبرو سالکوں کو توجہ دینے کا حکم دیا۔ آنجناب رض نے عرض کیا کہ مَیں بپاس ادب جناب کے روبرو لوگوں کو توجہ نہیں دے سکتا۔ پھر جب حضرت قیوم ثالث رض نے تاکیداً فرمایا۔ تو عذر کی مجال نہ رہی۔ ایک طرف حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ توجہ دیتے اور دوسری طرف سے حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ اس طرح مریدوں کا حلقہ ختم کرتے تھے۔ بعض اہل عرب کو خیال آیا کہ تعجب ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رض نے ایک بچے کو خلقت کا پیشوا بنا دیا ہے اُسی رات ان لوگوں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ محمد زبیر میرا خلیفہ ہے۔ مَیں نے اُسے تمہاری تربیت کیلئے مقرر کیا ہے ؛

انہیں دنوں حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ محمد زبیر کی قدر کوئی کیا جانے۔ یہ وہ شخص ہے کہ مَیں مدت مدید تک اُس کے باپ کی تربیت کرتا رہا۔ تمہیں ہند سے بلا کر اپنی خاص نسبت کا القا کیا۔ تب یہ فرزند پیدا ہوا۔ اس کی بزرگی کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ میری امت میں چار شخص اولیائے امت میں سے افضل ہیں۔ مجدد الف ثانی، عروۃ الوثقےٰ، حجت اللہ، اور محمد زبیر خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہم۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؛

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ مراد شامی علیہ الرحمۃ نے جو ملک شام کا سب سے بڑا شیخ تھا۔ اپنے بیٹے محمد کو حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کا مرید کرایا۔ آنجناب رض نے اُس کی تربیت کر کے خلافت عنایت فرمائی۔ آج کل ملک شام کا بڑا شیخ خیال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سلطان روم اُسی کا مرید ہے۔

اس ملک کے اکثر مشائخ نے اس سے باطنی استفادہ کیا۔ کہتے ہیں اُس کی خانقاہ کا سالانہ خرچ تین لاکھ دینار ہے۔ جن دنوں آنجناب مدینہ میں تھے۔ تو حاکم مدینہ کو حکم ہوا۔ کہ ایک شخص اس صورت و شکل کا ہے۔ اُسے روضہ نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چار دیواری میں داخل نہ ہونے دینا۔ اس شخص کے ملازم نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ فلاں شخص جو اکثر جناب کی خدمت بابرکت میں حاضر رہتا ہے۔ اب اس کے لئے روضہ منورہ کی چار دیواری میں آنا حکماً منع ہے۔ امید ہے کہ جناب اُس کی سفارش فرمائینگے۔ حضرت قیوم ثالث اس کے بارے میں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ بعد ازاں اس شخص کو کہا کہ اس نے حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیرؓ کے بارے میں اپنے دل میں بدگمانی کی ہے۔ اس واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اس پر ناراض ہیں۔ اس شخص نے خود حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ واقعی حضرت خلیفۃ اللہ کی نسبت میرے دل میں بُرا خیال آیا تھا۔ سو اب میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ حضرت حجۃ اللہؓ نے حضرت خلیفۃ اللہؓ سے اس کی تقصیر معاف کرائی۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ حرمین الشریفین سے لوٹ کر ہند آئے۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کو محبوبیت ذاتی کمال انفعالی کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا۔ کہ حضرت نے مجھے بھی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے حج سے واپس آکر محبوبیت ذاتی کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔ واضح رہے کہ یہ محبوبیت ذاتی خمیر طینت محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر موقوف ہے۔ اور محبوبیت صفاتی و افعالی بغیر طینت کے حاصل ہو سکتی ہے۔ محبوبیت ذاتی تمام اولیائے امت میں سے سوائے قیوم اربعہ اور مروج الشریعت کے کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں محبوبیت صفاتی و افعالی باقی اولیا کو بھی درجہ بدرجہ حاصل ہے *

ذکر و بیان

حوالہ کردن حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ جمیع مریدان و خلفائے خود را بحضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ و ولیعہد کردن و خلعت قیومیت و قطبیت پوشانیدن حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ را و رفتن آنحضرت بہ کابل :-

حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پورے سو سال بعد ۱۱۱۱ھ ہجری میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر قطب الاقطابی اور قیومیت کی خلعت پہنائی۔ اور اپنا ولیعہد بنایا اور اپنے تمام مریدوں اور خلفا کو تربیت باطنی کے لئے ان کے حوالے کیا۔ ایک مجلس میں اپنے سامنے حضرت قیوم رابع کو فرمایا کہ لوگوں کو توجہ دو۔ اور اپنے مقابل مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور عام مریدوں کو حکم دیا۔ کہ محمد زبیرؒ کے حلقہ میں بیٹھا کرو۔ اور اسی سے فیض اخذ کیا کرو۔ اور اس کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح جانو۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے تمام مریدوں اور خلیفوں نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور ان کے مرید ہو گئے۔ انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ پروردگار اپنے فرشتوں سے تمہارے اوصاف بیان کر کے فخریہ فرماتا ہے۔ کہ دیکھو میرے بندے ایسے بھی ہوا کرتے ہیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ قرب الٰہی کے تمام کمالات جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کو عنایت ہوئے تھے۔ وہ تمام بلا کم و کاست حق تعالےٰ نے تمہیں مرحمت فرمائے ہیں +

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سمندر عبور کر آئے۔ تو عالمگیر بادشاہ استقبال کر کے آنجناب کو اپنے لشکر میں لے آیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے شاہی لشکر میں پہنچکر آنجنابؒ کو اپنا ولیعہد مقرر فرمایا۔ جہاں دیدہ آدمی اور کہن سال بادشاہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی ذکاوت طبع و فہم و فراست دیکھکر حیران تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ یہ بزرگی اور فراست جو اس خوردسال بچے میں ہے۔ کسی سال خوردہ میں بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ واقعی اس میں قطبیت و قیومیت کی قابلیت ہے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو ولیعہد بنانے کے بعد سرہند جانیکا ارادہ کیا۔ عالمگیر نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے اوضاع و اطوار دیکھ کر بے اختیار عرض کیا۔ کہ اگر آنحضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو کچھ عرصہ کیلئے یہاں چھوڑ جائیں تو میں ان کی صحبت سے فائدہ اٹھاؤں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا۔ کہ اگر چاہو تو

میرے ساتھ چلو۔ چاہو تو بادشاہ کے پاس رہو۔ آنجناب رض نے عرض کیا۔ کہ اگر آپ کا حکم ہے تو مجبور رہوں۔ اگر میری مرضی پوچھتے ہو۔ تو میں ایک گھڑی بھی بادشاہ کے پاس رہنا نہیں چاہتا +

حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم اکبرآباد آئے تو حضرت قیوم ثالث رض کے بڑے خلیفہ شیخ عبدالکریم علیہ الرحمۃ نے مجھ سے توجہ طلب کی۔ میں نے آنحضرت رض سے عرض کیا۔ کہ اگر حکم ہو تو اسے توجہ دوں آنحضرت نے فرمایا۔ کہ میرے تمام مرید او خلفا تمہارے مرید ہیں۔ سب کو لازم ہے کہ تمہارے معتقد ہو جائیں۔ تم بلا توقف انہیں توجہ دو۔ بعد ازاں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جو شخص اپنی سعادت چاہتا ہے۔ وہ قطب زماں قیوم جہاں شیخ محمد زبیر رضے اللہ عنہ کا مرید ہو جائے کیونکہ خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی مرضی یہی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ سے جو کمالات مجھے حاصل ہوئے! اب وہ تمام کمالات میرے فرزند محمد زبیر رضے اللہ عنہ کو عطا ہوئے ہیں۔ تمام تورات و ممکنات نے اس سے رجوع کیا ہے +

جب شاہجہان آباد آئے۔ تو حضرت قیوم ثالث رض نے حضرت خلیفۃ اللہ کو کابل جانے کا حکم دیا۔ کہ وہاں جا کر لوگوں کو ہدایت کرو۔ آنجناب حسب الحکم کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے لوگوں کو جب آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو سب اُسے اپنی سعادت خیال کر کے استقبال کیلئے آئے۔ اور وہاں کے تمام چھوٹے بڑے آنجناب رض کے مرید ہوئے۔ وہاں کے تمام چھوٹے بڑے مشائخ آنجناب رض کے حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کے سب سے بڑے خلیفہ حاجی عبداللہ نے رجوع کیا اور طلب توجہ کی۔ جب آنجناب رض نے بپاس ادب حاجی صاحب کو توجہ دینے میں تامل کیا۔ کیونکہ حاجی صاحب بزرگ اور سن رسیدہ آدمی تھے۔ تو حاجی صاحب رض نے عرض کیا۔ کہ میں نے ایک رات بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ کہ پروردگارا! مجھے قطب وقت کا مرید بنا۔ اسی رات میں نے خواب میں تین شخصوں کو دیکھا۔ ایک بوڑھا دوسرا جوان اور تیسرا بچہ۔ بوڑھے اور بچے کے تمام لباس پر اسم ذات لکھا ہوا تھا۔ لیکن جوان کے صرف کمر تک تھا۔ ایک نے آواز دی کہ تینوں قطب ہیں جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

کابل میں تشریف لائے۔ تو جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا ظاہری آنکھوں سے دیکھ لیا بوڑھا شخص حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تھے۔ جوان اُن کے فرزند حضرت ابوالعلے رضی اللہ عنہ اور بچہ ان کے پوتے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔ پھر منت و سماجت سے توجہ کیلئے عرض کیا۔ آنجناب رضؓ نے حاجی صاحب کو توجہ باطنی دی۔ بعدازاں خواجہ خسرو خواجہ میرزا اور اخوند موسیٰ وغیرہ نے حضرت قیوم رابع سے توجہ کی درخواست کی۔ انہیں بھی آنجناب رضؓ نے فرمایا کہ تم بزرگ ہو مجھ سے توجہ لینے کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ ہم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مامور ہیں کہ جناب سے فیض حاصل کریں۔ خواجہ میرزا نے وہ سبب واقعہ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے عرض کیا۔ جب انہوں نے بہت منت و سماجت کی تو حضرت خلیفۃ اللہ رضؓ نے ہر ایک پر مہربانی کر کے نسبت باطنی کا القا فرمایا۔ ان سب بزرگوں نے اپنے اپنے فرزندوں کو بھی آنجناب کی خدمت میں لاکر مرید کرایا۔ چنانچہ اخون موسےٰ کے فرزند میر سعد اللہ خواجہ خسرو کے فرزند خواجہ فیض اللہ و عباد اللہ خواجہ میرزا کے فرزند خواجہ محمد امین کو حضرت خلیفۃ اللہ رضؓ نے مرید کر کے تربیت کی اور انہیں دونوں خلافت عنایت فرمائی۔ اُن میں سے ہر ایک کو اس ملک میں قبولیت عظیم نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ اُن کے مرید ہوگئے۔ اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ جیسا کہ اپنے مقام پر لکھا جائیگا۔ ہر صبح شام ہزارہا لوگ آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ اور ہر روز کابل کے اطراف و جوانب سے سینکڑوں آدمی حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوتے۔ تقلیدی لباس کندھے سے اُتار خلعت تحقیقی پہنتے۔ اس مرشد عالم کا ہنگامہ رشد و ارشاد گرم ہوا۔ جیسا کہ ان عرضیوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جو آنجناب رضؓ نے اپنے جد بزرگوار کی خدمت میں لکھی ہیں۔ نیز ذات وصفات کے حقائق و معارف بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنی محبوبیت پر نگاہ کی۔ تو اُس نے ایسا غلبہ کیا۔ کہ میں اپنا عاشق بن گیا۔ علیٰ ہذا القیاس آنجناب رضؓ نے نہایت نازک اسرار بھی بیان فرمائے ہیں جن تک عقل سلیم بھی نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن اُن عرضیوں کو اس کتاب میں بخوف طوالت نہیں لکھا مختصر یہ کہ حضرت قیوم رابع رضؓ نے چند ماہ تک کابل میں رہکر اپنے جد امجد کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ان دنوں سرہند کے اکثر بزرگ کابل میں تھے۔ چنانچہ میرے (مصنف رحؒ) جد شریف

بھی کابل ہی میں تھے۔ تمام عزیزوں نے آنحضرت رضے اللہ عنہ کے ساتھ جانا چاہا۔ اتنے میں خبر آئی۔ کہ آج کل شاہزادہ معظم اور دشمن میں لڑائی ہے۔ اور کابل سے پیشاور تک دشمن کا لشکر پڑا ہوا ہے۔ جو ملکی یا فوجی آدمی انہیں ملتا ہے اُسے قتل کر دیتے ہیں۔ تمام بزرگوں نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو کہا کہ ہمارا باطن اجازت نہیں دیتا۔ میرے جد شریف رحمۃ اللہ علیہ نے آنجناب سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارا باطن جانے کی اجازت دیتا ہے۔ میرے جد امجد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔ کہ جناب کا فرمانا ہمارے لئے نص قاطع ہے۔ ہم جناب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چلینگے۔ پہلی ہی منزل میں میرے جد امجد کے اونٹ کا نمدہ اُٹھا کر لے گئے۔ جب یہ خبر حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے سُنی۔ تو فرمایا کہ مَیں نے اپنی توجہ سے دشمن کے فساد کو نمدے پر ٹال دیا ہے۔ آیندہ کوئی مصیبت پیش نہیں آئیگی۔ صرف اسی قدر تھی جو گذر گئی۔ اب سرہند تک خیریت محض ہے۔ واقعی پھر سرھند تک کوئی مصیبت پیش نہ آئی ✤

حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے اپنے جد امجد کی زیارت کی حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اہل کابل نے تمہاری قدر کیا پہچانی ہوگی۔ تمہاری قدر خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معلوم ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ محمد زبیر! حق تعالٰے نے تمہاری دنیا کو بمنزلہ آخرت کر دیا ہے۔ اور تمہیں سابقین کے زمرے میں داخل فرمایا ہے" والسابقون السابقون اولئک المقربون" جو بشارات حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائیں۔ اگر ساری لکھی جائیں تو الگ ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے اس واسطے انہیں مفصل نہیں لکھا ✤

حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ چودہ سالہ تھے کہ حق تعالٰے نے آنجناب کو گذشتہ و آیندہ تمام اولیا کے سارے کمالات عنایت فرمائے۔ اور اکیس سال کی عمر میں آنجناب رضی اللہ عنہ نے ارشاد قیومیت کی مسند پر جلوس فرمایا ✤

اب یہاں سے آنحضرت رضے اللہ عنہ کے عہد قیومیت کے سال بسال کے حالات درج کیئے جاتے ہیں ✤

ذکر در بیان

نشستن حضرت خلیفۃ اللہ بر مسند ارشاد و احوال سال اول قیومیت آنحضرت و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے ماہ صفر کی پہلی تاریخ سنیچر کے روز ۱۱۱۴ھ کو ارشاد قیومیت کی مسند پر جلوس فرمایا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ فجر کی نماز کے بعد میں حلقہ مراقبہ میں بیٹھا تھا۔ کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ تمام انبیاء و ملائکہ تشریف فرما ہوئے۔ اور جواہرات و یاقوتوں کی جڑاؤ خلعت فاخرہ مجھے پہنائی۔ اور خود دست مبارک سے میرے سر پر پگڑی باندھی۔ تمام انبیاء اور فرشتوں نے مجھے قیومیت کی مبارکبادی تمام موجودات اور کائنات اور مخلوقات نے مجھ سے رجوع کیا۔ اور فرشتوں نے آواز دی کہ حق تعالے نے محمد زبیر رضے اللہ عنہ کو قیوم روزگار بنایا ہے۔ اے بندگان خدا اسکی اطاعت کرو۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ مراقبہ کے بعد حضرت قیوم ثالث رض کے تمام مرید اور خلفا حضرت قیوم رابع رض کے مرید ہوئے۔ اطراف و جوانب میں جس قدر خلفا حضرت قیوم ثالث رض کے تھے۔ سب سرہند آئے۔ پہلے ماتم پرسی کی اور پھر آنجناب کے مرید ہو گئے۔ مدت تک روے زمین کے مختلف حصوں میں سے حضرت قیوم ثالث رض کے مرید سرہند آکر حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کے مرید ہوتے رہے لیکن حضرت حجۃ اللہ رض کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی اولاد میں باہمی سخت اختلاف ہوا۔ ہر ایک قطبیت کا دعوے کرتا تھا۔ اور "ہمچو ما دیگرے نیست" کا مصداق بنا بیٹھا تھا۔ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی زوجہ حضرت بیگم رض نے تمام مال و اسباب زر و زیور اور نقد و جنس اپنے داماد کو دیکر مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور جدی ورثہ سے حضرت قیوم رابع رض کے لئے ایک دام بھی نہ چھوڑا۔ ہر جگہ اسی بات کا چرچا تھا۔ لوگ دیدہ و دانستہ حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کی قطب الاقطابی کا انکار کرتے تھے۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ رض کے تمام خلفاء اور مرید حضرت خلیفۃ اللہ رض کے مرید ہوئے۔ اور صبح و شام آنجناب رض کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ مگر آنجناب اپنے خویش و اقارب کی مجلسوں میں شریک نہ ہوا کرتے تھے۔ بلکہ گوشہ تنہائی اختیار کر رکھا تھا۔ حضرت مروج الشریعت رض کے

فرزند خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نصیحتاً لوگوں کو فرماتے ۔ کہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت حجۃ اللہ رضؓ نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو اپنا ولیعہد مقرر فرما کر قطبیت و قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی ۔ تم جان بوجھکر اس کی قیومیت کا انکار کرتے ہو ۔ جو فیض الٰہی اس وقت تمہارے باطن میں ہے وہ سب زائل ہو جائیگا ۔ میں نے بارہا حضرت حجۃ اللہ کی زبانی سُنا ہے ۔ کہ میرے بعد محمد زبیر قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہے ۔ اس کا انکار موجب مضرت ہے ۔ جب خواجہ محمد پارسا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ۔ تو فرماتے کہ میں آپ کو قطب جہاں اور قیوم زماں جانتا ہوں ۔ اور افضل زمانہ سمجھتا ہوں ۔ اکثر اوقات آنحضرتؓ کے حلقہ میں شامل ہوتے ۔ انہیں دنوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے ۔ حاجی فیض اللہؒ نے حضرت خلیفۃ اللہؓ کا شرف ارادت اور باطنی فیض حاصل کیا ۔ اور ہر روز آنحضرتؓ کے حلقہ میں حاضر ہوتے تھے ۔ آپ اکثر محفلوں میں بیٹھ کر لوگوں کو فرماتے کہ تم بڑی سخت غلطی کرتے ہو ۔ کہ حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کے مرید و معتقد نہیں ہوتے اور اس کی قیومیت کا انکار کرتے ہو ۔ حالانکہ یہ منصب اعظم حضرت حجۃ اللہؓ سے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ کو ملا ہے چنانچہ حق تعالےٰ فرمایا ہے "اِنَّ اللّٰهَ[1] لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ" ۔ اس عزیز کی قیومیت کا انکار غضب خدا کا موجب ہے ۔ دیکھیے اس کا انجام کیا ہوتا ہے ۔ لیکن سرہند کے لوگ پھر بھی حضرت خلیفۃ اللہؓ کے معتقد نہ ہوئے پر نہ ہوئے ۔ دوسری ولایتوں کے بہت سے لوگ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوتے ۔ ہر روز آنجناب کے حلقہ میں مجمع کثیر ہونے لگا ۔ اللہ تعالےٰ کا مروجہ طریقہ یوں ہے ۔ کہ جسے اعلےٰ درجے پر پہنچانا چاہتا ہے ۔ پہلے اس کی جلالی تربیت کرتا ہے یعنی مدارج کی قدر دریافت کرنے کیلئے اُسے تکالیف و مصائب میں مبتلا رکھتا ہے ۔ بعد ازاں اس مرتبے پر پہنچاتا ہے ۔ جو ازل میں اس کے واسطے مقرر ہوتا ہے ۔ پھر اپنے بیگانے سبھی اس کے مطیع ہو جاتے ہیں ۔ چنانچہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ معظمہ میں اپنے خویش و اقارب سے طرح طرح کی صعوبتیں اٹھانی پڑیں ۔ بعد میں سبھی مطیع ہو گئے ۔ چنانچہ

[1] تحقیق اللہ نہیں بدلتا جو ہے کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدلیں جو اپنے بیچ ہے ۱۲ ۔

خاتم قیومین جناب سرور کائنات خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اعظم و مظہر اتم تھے۔ اس واسطے وہی حالت آنجناب کی ہوئی۔ جو معاملہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا تھا۔ وہی آنجناب رضؓ سے ہوا۔ آخر کار تمام خویش و اقارب حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کے مطیع ہو گئے +

ذکر در بیان

سال دوئم قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سفر اول آنجناب بہ شاہجہان آباد ولادت مخدوم زادہ عالی قدر خواجہ محمد عزیزؓ و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند:۔

جب سرہند کے لوگ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے معتقد ہو چکے تو آنحضرتؓ اشارہ غیبی کے بموجب شاہجہان آباد کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب منزلیں طے کر کے دار الخلافہ میں پہنچے۔ تو وہاں کے وضیع و شریف آنجناب کے استقبال کے لئے آئے۔ آنحضرت اجمیری دروازہ کے قریب اپنی مخصوصہ مریدہ فاخرہ بیگم کے محل میں اُترے۔ اس ملک کے تمام چھوٹے بڑے آنجنابؓ کے مرید ہو گئے۔ اور صبح شام آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔ وہاں ہزارہا لوگ آنجنابؓ کے مرید ہوئے۔ اور اس عنصر لطیف کی توجہ شریف سے انتہائی قرب الٰہی کو پہنچے۔ انہیں دنوں جب کہ آنحضرت شاہجہان آباد میں تھے۔ آپ کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا ؎

زہے بہ لطف کرمہائے قادرے جاوید شگفتہ شد گل رویت ببوستان امید

برج حمل سے ایسا آفتاب طلوع ہوا۔ جس نے اپنے نورانی چہرے کی شعاعوں سے زمین و زمان کو منور فرمایا ؎

برآمد آفتاب از برج آمال منور کرد عالم را با طلال

یہ پہلا فرزند ہے۔ جو آنجنابؓ کے ہاں ہوا۔ آنحضرتؓ نے بڑا بھاری جشن کیا۔ اور حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح کے نام طرح طرح کے طعام حلوے اور میوہ جات تقسیم کئے۔ عقیقہ کے روز شہر کے تمام رئیس جمع ہوئے۔ حضرت امام معصومؓ کے چھوٹے بیٹے حضرت شیخ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مجلس

میں موجود تھے۔ حضرت خلیفۃ اللہؓ نے مولود مسعود کو حضرت شیخ محمد صدیقؒ کے پاس لا کر فرمایا۔ کہ ہم نے اس نور دیدہ کا نام محمد عزیزؒ مقرر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نام مبارک ہے ؎

چو در طالع او نمودند سیر ۔ نہادند نامش محمد عزیز
سعادت ز نامش سعادت پذیر ۔ بہ عالم ز نیک اختری بے نظیر

سب نے اسی نام کیلئے دعائے خیر کی۔ حضرت خلیفۃ اللہؓ چار مہینے شاہجہان آباد میں رہے ؎

نماندند تا مدتِ چار ماہ ۔ بیفزود آں شہر را پایگاہ
درانجا ہمہ شہری و لشکری ۔ پذیرا شدندش بہ نیک اختری

بعد ازاں آنحضرت رضی اللہ عنہ سرہند شریف واپس تشریف لائے وہاں کے لوگ آنحضرت کے استقبال کے لئے آئے۔ آنحضرتؓ نے پہلے حضرات قیوم ثلثہ کے مزارات کی زیارت کی۔ پھر اپنے مقام پر تشریف لائے۔ جب آپ شاہجہان آباد سے آئے۔ تو بدخشان اور توران کے کئی ہزار آدمی حاضر خدمت ہو کر مرید ہوئے +

ذکر در بیان

سال سوم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ
مرید شدن حنبیان بخدمت آنحضرتؓ و بیان واقعاتے کہ دریں سال
واقع شدہ اند

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا خاص مرید میر عبداللہ حاکم بنور زیارت کیلئے سرہند آیا اور عرض کیا۔ کہ اگر آنجناب بطور سیر بنود تشریف فرما ہوں۔ تو وہاں کے لوگ جناب کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف ہوں۔ جب اس بارے میں منت و سماجت کی۔ تو آنحضرت بھی مہربان ہو کر بنور روانہ ہوئے۔ وہاں کے تمام باشندوں نے استقبال کر کے یہ شعر گایا ؎

از نسیم قدم پاک تو اے مایۂ جاں
گر بود گلشن فردوس سزد خانۂ ما

وہاں کے بہت سے باشندے آنجنابؒ کے مرید ہوئے۔ اور میر صاحب کے تمام توابع و لواحق آنحضرتؒ کے حلقۂ ارادت میں آئے +

ایک وزیر صاحب اپنے اہل بیت کو آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں لائے آنجناب نے اُسے اپنی مریدی سے سرافراز فرمایا۔ عین توجہ و القائے نسبت کے وقت وہ پاک دامن مراقبہ کئے بیٹھی تھی۔ کہ ناگاہ بیس۲۰ سالہ رفیق جن نے اپنا اثر اسپر کیا۔ اس واسطے لوگوں کے اعتقاد میں خلل آگیا۔ مرید ہونے کے بعد جب اسے آسیب جن سے افاقہ ہوا تو ایک گھڑی بعد دیوار میں سے نکلکر ایک شخص مجلس میں آبیٹھا۔ اور آنجناب سے عرض کرنے لگا۔ کہ مَیں وہی جن ہوں جس نے اس عورت پر اثر کیا تھا چونکہ مَیں نے علم رمل و نجوم کے ذریعے معلوم کر لیا تھا۔ کہ یہ عورت قطب الاقطاب محبوب رب العالمین کی خدمت میں مرید ہوگی۔ اس واسطے مَیں نے اس کی رفاقت اختیار کی۔ اب مَیں بھی اس کے ساتھ ہی جناب کا مرید ہو جاتا ہوں۔ امید ہے کہ مجھے خاص طور پر القائے نسبت فرمائینگے۔ حضرت خلیفۃ اللہ؎ نے مہربان ہو کر اُسے توجہ باطنی عنایت فرمائی۔ جنّ نے مرید ہونے کے بعد آداب قیومیت بجالاکر حسب ذیل شعر پڑھا ؎

شکر للہ پیر کامل یافتم اندر جہاں
مے سزد گر نیز طاعت باشد عصیانہائے من

پھر عرض کیا۔ کہ مَیں اپنی قوم کا سردار ہوں۔ اگر اجازت ہو تو اپنی قوم کو جناب کے مرید ہونے کیلئے بلالاؤں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے اجازت بخشی۔ تو وہ رخصت ہوتے وقت اتنا اقرار کر گیا۔ کہ مَیں آئندہ اس عورت کے پاس نہ آؤنگا۔ واقعی جب تک وہ عورت زندہ رہی۔ اُس پر کبھی جنّ کا اثر نہ ہوا۔ چند روز بعد آنحضرت دار الارشاد سرھند میں تشریف لائے۔ جب وہ جن اپنی قوم کے پاس گیا۔ تو جنّوں سے حضرت قیومیت مآب خلیفۃ اللہ؎ کے اوصاف بیان کئے۔ اور آنحضرت رضے اللہ عنہ کی قطبیت و قیومیت کا اظہار کر کے یہ شعر پڑھا ؎

آخر دلم بآرزوئے خویشتن رسید   آنچہ از خدا خواستہ بودم بمن رسید

جنّوں کو آنحضرت کی ارادت کی دعوت کی۔ تو سب نے قبول کیا۔ اور اس کے ساتھ آنحضرت کی زیارت کیلئے روانہ ہوئے ✤

کہتے ہیں کہ ہزار گروہ اس کے ماتحت تھے۔ جن میں سے ہر ایک میں ہزارہا جن تھے۔ جب وہ جن تمام گروہوں کو لیکر آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر

ہؤا۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں گئے۔ وہاں گروہا گروہ جن آنحضرت کی خدمت میں آکر مرید ہوتے۔ حتٰے کہ تمام شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں آنحضرت ؓ نے جنوں کو وعظ و نصیحت کرکے رخصت کیا۔ اور جنوں کے سردار کو اس قوم کی خلافت عنایت فرمائی +

اسی سال حضرت امام معصوم عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کے چوتھے فرزند حضرت محمد اشرف ۲۷۔ ماہ صفر بروز بدھ مغرب کے وقت اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اور آنحضرت کے روضہ میں مرقد مبارک کے پاس مغرب کی طرف مدفون ہوئے +

ذکر و بیان

سال چہارم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ رفتن آنجناب بسمت کابل و فوت شدن سلطان عالمگیر و التجا نمودن بہادر شاہ با آنحضرت و بشارت دادن آنجناب اورا بسلطنت و جنگ بہادر شاہ و اعظم شاہ و فتح یافتن و بسلطنت رسیدن بہادر شاہ و مرید شدن صوفی فرہاد

اس سال کابل کے باشندوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دربارہ اشتیاق ملاقات و تشریف آوری عرضیاں لکھیں۔ آنحضرت سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مطابق دعوت کو قبول کرکے کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے باشندے آنحضرت کی تشریف آوری سے مطلع ہوکر استقبال کے لئے آئے۔ چنانچہ ہر ایک منزل پر جوق در جوق آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب آنجناب دریائے سندھ پہنچے۔ تو کابل کے ہزارہا آدمی دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔ اُن میں سے ایک شخص فرہاد نام جس کی پیشانی پر نور ہدایت ظاہر تھا۔ آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوئے۔ اُس نے کہا کہ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہؤا۔ کہ ایک رات مَیں نے خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے آسمان سے اُترے ہیں۔ اور شیطانوں کو دور کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ قطب جہاں و قیوم زماں خواجہ محمد زبیر آتے ہیں۔ جو شخص ان کی زیارت کریگا۔ حق تعالٰے اُن کے تمام گناہ بخشدیگا۔ صبح مَیں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت

کی - وہ پھر آنجناب رضے اللہ عنہ سے جدا نہ ہوا - بلکہ تا حال آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خانقاہ میں موجود ہے +

جب آنحضرت رضے اللہ عنہ پیشاور پہنچے - اس وقت شہزادہ معظم بہادر شاہ جو شاہ ہند کی طرف سے کابل کا حاکم تھا - آنجناب کے استقبال کیلئے پیشاور تک آیا کابل کے تمام چھوٹے بڑے آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوئے - ارشاد کا ہنگامہ گرم ہوا - صبح شام کئی ہزار آدمی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے - آنحضرت چند روز پیشاور میں رہکر کابل کی طرف روانہ ہوئے - ابھی پیشاور سے دو منزل پر جمرود میں پہنچے تھے - کہ بادشاہ عالمگیر کی وفات کی خبر آپہنچی - شاہزادہ نے اسی وقت ہندوستان کا رخ کیا - اور حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں آکر عرض کیا - کہ میرے حق میں دعا اور توجہ فرمائیں - کہ اللہ تعالے میری عزت و آبرو سلامت رکھے - اور دشمن پر فتح عنایت کرے اور ہندوستان کی سلطنت میرے ہاتھ آئے - آنحضرت نے اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو کر دیر تک دعائے خیر کی - بعد ازاں شہزادہ کو خوشخبری دی - کہ خاطر جمع رکھو حق تعالے تمہیں دشمن پر فتح نصیب کرے گا - اور سلطنت ہند تمہارے ہاتھ آئیگی - بلکہ مدت مدید تک سلطنت تمہاری اولاد میں رہیگی - شاہزادہ اس خوشخبری سے نہایت خوش و خورم ہوا اور آنحضرت رضے اللہ عنہ سے عرض کیا - کہ اگر جناب میرے ساتھ ہندوستان تشریف لے چلیں تو یہ سفر میرے حق میں مبارک ہوگا - اور جناب کے میمنت لزوم قدوم سے مجھے برکت نصیب ہوگی - اس بارے میں جب بہت منت و سماجت کی - تو آنحضرت اُس کی خاطر شاہزادہ کے ساتھ ہندوستان واپس تشریف لے آئے - شاہ ہند کی وفات کے بعد اُس کا دوسرا فرزند اعظم شاہ باپ کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھا - تمام اراکین سلطنت و امرائے عظام نے اس کی اطاعت قبول کی - ایک روز اعظم شاہ شاہی خزانے کی چیزوں کا ملاحظہ کر رہا تھا کہ ایک سربمہر گھڑا دیکھا - خزانچی سے پوچھا کہ اس گھڑے میں کیا ہے - لوگوں نے کہا یہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی خاک ہے - اس کے خواص یہ ہیں - کہ اگر اس میں سے قدرے کسی کی قبر میں رکھ دیں - تو اس میت کی بخشش کی امید قوی ہے - اور وہ بغیر حساب بہشت میں داخل ہوتا ہے - جو کنواں آنحضرت کے روضہ مبارک میں ہے - اگر اس کا پانی تین قرط کوئی پی لے - تو حق تعالے اس کے گناہ بخش دیتا ہے

اور مرنے کے بعد اُسے بغیر حساب جنت میں داخل کرتا ہے۔ کیونکہ خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ ہمارے روضہ کی خاک جنتی خاک ہے۔ اگر ہمارے مقبرہ کی ایک مٹھی خاک کسی مقبرہ میں ڈال دیں۔ تو اللہ تعالےٰ کی عنایتوں کی بہت کچھ اُمید ہو سکتی ہے۔ جو شخص وہاں دفن ہو۔ تو وہ نہایت ہی خوش قسمت ہے۔ اور جو کنواں زمین جنت میں داخل ہے۔ اگر تین قرط اس کا پانی کوئی پیئے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس کے لئے بہشت میں ایک محل تیار کرواتا ہے ؎

کسے کہ خورد آب ازاں چہے شود در بہشتش چو شاہنشہے

عالمگیر بادشاہ نے یہ خوشخبری سُن کر اس خاک پاک کا ایک گھڑا بھر کر شاہی خزانہ میں رکھا۔ چنانچہ اس میں سے تھوڑی سی مٹی شہنشاہ مغفور کی قبر میں رکھی گئی۔ باقی اولاد کے لئے بطور ورثہ رکھ چھوڑی اس بدبخت تباہ روزگار نے خزانچی سے یہ سُنکر اس گھڑے کو توڑ ڈالا۔ اور خاک ادبار اپنے سر پر ڈالی۔ اور کہا کیوں نہ ہو۔ یہ مٹی ایسے بادشاہوں کو ہی زیب دیتی ہے۔ بعد ازاں ارکین سلطنت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ معظم کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد مجھے مشائخ سرہند سے نزاع عظیم ہے۔ اگر اُنہوں نے میری اطاعت کی۔ اور شیعہ مذہب قبول کیا۔ تو میں تمام امور سلطنت اور مہمات بادشاہی اُن کے اختیار میں دے دونگا۔ اور اگر انکار کیا اور شیعہ مذہب قبول نہ کیا۔ تو سب کو تہ تیغ کر دوں گا۔ اعظم شاہ بڑا کٹر رافضی تھا۔ اور اُسے مشائخ سرہند سے سخت

دشمنی تھی ۔

جب حضرات احمدیہ معصومیہ نے یہ خبر سنی تو تمام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے روضہ مبارک میں آئے ۔ اور حلف اٹھایا ۔ کہ اس کے ساتھ لڑنا چاہیئے ۔ اور ہرگز ہرگز اس کی اطاعت نہیں کرنی چاہیئے ۔ مشائخ سرہند اعظم شاہ کے قتل پر کمربستہ ہوگئے ۔

القصہ اعظم شاہ تمام اراکین و افواج سلطانی سمیت دکن سے معظم شاہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا ۔ معظم کے پاس فوج بہت کم تھی ۔ حتٰی کہ اس کے آدمی کہتے تھے ۔ کہ ہم بہادر شاہ کو زندہ پکڑ کر لے آئینگے ۔ بہادر شاہ یہ سنکر گھبرایا ہوا تھا ۔ ہر وقت حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ سے دعائیں منگواتا رہتا ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ۔ کہ خاطر جمع رکھو ۔ اللہ تعالٰی فتح تمہیں ہی عنایت فرمائے گا ۔ اور تم ہی ہندوستان کے بادشاہ ہو گے ۔ جب شاہزادہ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ لاہور پہنچے اور شاہزادہ تخت شاہی پر بیٹھا ۔ تو حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے خود دست مبارک سے تاج شاہی شاہزادہ کے سر پر رکھا ۔ اتنے میں بہادر شاہ کا بڑا بیٹا معزالدین حاکم ملتان بھی ایک جرار لشکر لے کر باپ سے آملا ۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ لاہور میں ٹھیرے ۔ اور شاہزادہ کو فتح و نصرت کی خوشخبری عطا فرما کر رخصت کیا ۔ اور اپنے بہت سے صاحب حال مخصوص یاروں کو شاہزادہ تسلی و

اطمینان کے لئے اس کے ساتھ کیا - جب بہادر شاہ لاہور سے سرہند آیا - تو قیوم ثلاثہ رضؓ کے روضہ مبارک کی زیارت کی - اور تمام حضرات سرہند کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر ایک سے دعائے خیر کی التماس کی ؛

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رضؓ نے حضرت امام معصوم کی آخیری دستار مبارک شاہزادہ کے سر پر باندھی شاہزادہ اسے نعمتِ عظمےٰ خیال کر کے پھُولا نہ سمایا بعد ازاں شاہجہان آباد کا رُخ کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت محمدؐ صدیق رضؓ پہلے ہی سے دہلی میں تھے - شاہزادہ نے اُن سے بھی طلبِ دعا کی - اُنہوں نے بھی شاہزادہ کو فتح کی خوشخبری عنایت فرمائی - شاہزادہ نے پھر اکبر آباد کا رُخ کیا - وہاں اس کا دوسرا بیٹا حاکم بنگالہ اپنے بیٹے فرخ سیر کو وہاں چھوڑ لشکر لے کر باپ سے آملا - اکبر آباد کے قلعہ دار نے قلعہ دینے میں مزاحمت کی - اور کہلا بھیجا - کہ اس قلعہ کا وارث تمہارا باپ اور تمہارا چچا ہے - ان میں سے جو پہلے آئے گا - میں قلعہ اس کے حوالے کر دوں گا - اعظم شاہ نے قلعہ کے لینے کی کوشش کی - تو قلعہ دار بھی آمادہ جنگ ہُوا - دونوں طرف سے توپ بندوق کی لڑائی ہونے لگی - اتنے میں بہادر شاہ اکبر آباد پہنچ گیا - قلعہ دار نے قلعہ اس کے حوالے کیا - اسی اثناء میں اعظم شاہ بھی اکبر آباد کے قریب پہنچا - بہادر شاہ نے اُسے

کہلا بھیجا۔ کہ باپ نے مجھے والئے ہند مقرر کیا ہے۔ ہند میں لیتا ہوں۔ دکن پر تم قانع رہو۔ اعظم شاہ نے اس بات سے انکار کیا۔ دوبارہ بہادر شاہ نے پیغام بھیجا۔ کہ اچھا دکن مجھے دے دو۔ ہند تم لے لو۔ اعظم شاہ نے کہا کہ کشمیر لیتے ہو تو لے لو ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ بہادر شاہ نے تیسری مرتبہ کہلا بھیجا۔ کہ نزاع تو ہم بھائیوں میں ہے۔ کیوں ناحق خلقِ خدا کی خونریزی کرواتے ہو۔ میں تم سے شاہانہ طور پر لڑنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ گذشتہ بادشاہ کرتے آئے ہیں۔ ہم بھی اسی طرح لڑتے ہیں۔ اعظم شاہ اپنی بہادری اور کثرتِ فوج پر مغرور تھا۔ کہا کہ ہم معظم پر تلوار نہیں اٹھائیں گے۔ بلکہ لکڑی سے جو ہمارے ہاتھ میں ہے اسی سے اُسے ہلاک کرینگے۔ جب لڑائی کے لئے سوار ہوا۔ اور اپنی فوج کی کثرت کو دیکھا۔ تو کہا شائد اس لشکر کثیر سے خدا ہی جنگ کرے۔ تو کرے۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔

شنیدم ز گویندگانِ بنرد
کہ اعظم معظم چنیں جنگ کرد

تو اعظم شاہ کے لشکر نے بہادر شاہ کے ہراول عظیم الشان پر حملہ کیا۔ اور اس کے خیمہ و خرگاہ کو جلا دیا۔ معظم شاہ بھی خشمناک شیر کی طرح اُن پر ٹوٹ پڑا۔ اس کی پشت پر بہادر شاہ تینوں بیٹوں اور پوتوں سمیت آمادۂ جنگ تھا۔ اس طرف سے اعظم شاہ معہ بیٹوں اور افسروں کے لڑائی میں مشغول ہوا۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا ؎

ز غریدنِ کوس خالی دماغ
بر افتادہ تپ لرزہ بر کوہ و راغ
دو لشکر فتادند در حرب و جنگ
چناں رزم کردند بر نام و ننگ
غبارِ ہوا بر زمیں بستہ راہ
کہ پوشیدہ شد روے خورشید و ماہ
ز بانگ قبرغہ صداے صہیل
نفیرِ نہنگاں بر آمد ز نیل
ز بانگِ دہل فتنہ بیدار شد
بر آسودگاں کارِ دیوار شد
دمِ نائے رویش بر آمد باوج
کہ دریائے لشکر بر آمد بہ موج
خروشِ یلاں برد آرام
ز سر ہوش مے برد قوت ز پاء
ہم کوہ و دریا بجنگ آمدہ
جہاں زاں خصومت بہ تنگ آمدہ
کیانی کمانہا در آمد بزہ
یکے گفت بستاں یکے گفت داہ
خدنگ از کمانہا گسستن گرفت
ز قوس قزح برق جستن گرفت
ز سم ستوران پیکانہ سوز
زمیں پردہا بست بر روئے روز
ز بسیاریئے نیزہ کردہ چو قیر
رہ رفتنِ خویش گم کردہ شیر
ز خونِ دلیران و پیکان تیر

زمیں لالہ خیز آسماں ژالہ ریز
خروشیدن نائے رویئں اساس
بگردون گرداں در آمد ہراس
خرامیدن شرزہ شیران مست
کمر گاہ گاوِ زمیں مے شکست

نہایت خونریز جنگ واقع ہوئی۔ شاید چشم زمانہ نے اس سے پہلے ایسی سخت لڑائی کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ اعظم شاہ کی فوج بہادر شاہ کے لشکر پر غالب آئی۔ اور عظیم الشان فوج جو بطور ہراول تھی بکثرت قتل ہوئی اور اکثر بھاگ گئی۔ بہادر شاہ کے سارے سپاہی حیران و پریشان تھے۔ کیونکہ اُن میں مقابلہ کی تاب نہ تھی ؎

چناں خواست کز خصم تا بد عناں
رہائی دہد سینہ را از سناں

قریب تھا کہ بہادر شاہ کو نقصان عظیم پہنچے۔ کہ اس نے ننگے سر ہو کر حضرت قیوم رابع کی طرف توجہ کی۔ اور اپنی فتح کے لئے مدد طلب کی۔ اسی وقت شمال کی طرف سے یعنی بہادر شاہ کے لشکر کی پیٹھ کے رُخ اور اعظم شاہ کے لشکر کے سامنے کے رُخ اس قسم کی آندھی آئی۔ کہ گھٹا ٹوپ اندھیرا ہوگیا۔ اور اعظم شاہ اور اس کی فوج کی آنکھوں اور کانوں میں اس قدر مٹی بھر گئی۔ کہ سب اندھے بہرے ہو گئے۔ آندھی آدمیوں کو اُٹھا اٹھا کر زمین پر پھینکتی تھی۔ اور توپ و بندوق کے وار سبھی اعظم شاہ کے لشکر پر ہوتے تھے۔ اور اسی کی فوج ہلاک ہو رہی تھی۔ اس کی فوج میں تھلکہ عظیم مچ گیا۔ اور اکثریوں ہی بھاگ گئے۔ لشکر کے پاؤں نہ جمے رہے۔

اعظم شاہ نے حمید الدین خاں اور عنایت اللہ خاں سے پوچھا۔ کہ اب جو فتح و نصرت کی نسیم چل رہی تھی۔ یہ گرد و غبار رسوائی اور خرابی کا باعث کیوں ہوا۔ اسی اثناء میں غیب سے آواز آئی کہ یہ وہی خاک ہے۔ جو تو نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک بکھیر دی تھی۔ اسی بے ادبی کے سبب تیری سلطنت کو زوال آیا ہے۔ یہ آواز سُن کر بہت سٹ پٹایا۔ لیکن بے سود

ندارد پشیمانی آنگاہ سُود ؎

اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اتنے میں اعظم شاہ کا بڑا بیٹا بیدار بخت جو اس کا ہراول تھا مارا گیا۔ اُس کے مارے جانے سے اعظم شاہ نے حواس باختہ ہو کر کہا۔ کہ میں بیدار بخت کے لئے سلطنت لیتا تھا۔ اب میں بادشاہی کیا کروں گا۔ ہاتھی کی پیشانی پر بجائے مہاوت کے خود ہو بیٹھا۔ اور کہا کہ معظم کو کہدو۔ کہ اب مجھ سے اکیلا جنگ کرے۔ کیونکہ شروع میں اس کی خواہش یہ تھی۔ جب اُس کے بڑے بڑے امیر بھاگتے تو کہتا یہ بے شرم اسی لائق تھا۔ اتنے میں معز الدین رح اس کے مقابل ہوا۔ تو کہا دور ہو جا۔ میرا مقابلہ تیرے باپ سے ہے۔ لیکن معز الدین رح نے اُسے گولی مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ ایک سپاہی نے اُس کا سر قلم کر دیا۔ جب اعظم شاہ کو بہادر شاہ کے پاس لایا گیا۔ تو دیکھتے ہی غش کھا گیا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو پوچھنے لگا۔ کہ میرے بھائی کو کس نے قتل کیا۔ اس سپاہی نے کہا میں نے قتل کیا ہے۔ بہادر شاہ نے اس فدائی پر تیر کا ایسا وار کیا۔ کہ اُس کی پشت سے پار ہو گیا۔

بعد ازاں اعظم شاہ کے دوسرے بیٹے کو نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے بیٹوں کے برابر رکھا۔ بہادر شاہ نے اس فتح کے شکرانہ میں تحف و ہدایا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کئے اور تمام حضرات سرہند کی خدمت میں زر کثیر بطور ہدیہ بھیجا۔ اس فتح کے بعد بہادر شاہ نے دکن کا رُخ کیا۔ سلطان عالمگیر نے اپنے چھوٹے بیٹے کام بخش کو حیدر آباد کا علاقہ دے رکھا تھا۔ باپ کی وفات کے بعد اس نے بھی تخت پر بیٹھ کر اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ یہ بات بہادر شاہ کو ناگوار گذری۔ اُسے دُور کرنا چاہا۔ چنانچہ منزلیں طے کر کے حیدر آباد کے قریب پہنچا۔ تو کام بخش نے کہلا بھیجا۔ کہ علاقہ مجھ کو باپ نے دیا ہے۔ تم میرے ملک میں کیوں آئے ہو۔ بہادر شاہ نے کہلا بھیجا کہ تم آکر مجھ سے ملاقات کرو۔ تاکہ میں بھی یہ علاقہ تمہارے ہی پاس رہنے دوں یا یہاں سے چلے جاؤ۔ میں بھی ہرمیر کی طرف جاتا ہوں میرے چلے جانے کے بعد پھر شہر میں آ جانا کام بخش نے یہ بات منظور نہ کی۔ بلکہ لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ اور شہر سے نکل بھائی کے بہت سے لشکر کو قتل کر ڈالا۔ لیکن اتنے میں کام بخش کے تمام امراء کام آئے۔ اور خود بھی زخموں کی کثرت سے بیہوش ہو گیا۔ کہتے ہیں عین جنگ میں بہادر شاہ کے ایک لڑکے نے اُس کے سامنے ہو کر کہا۔ چچا صاحب آپ نے کیوں اپنے آپ کو اس تکلیف میں ڈالا۔ آؤ تمہیں بادشاہ سلامت بلاتے ہیں۔ کام بخش نے کہا کہ تم بھی باپ کے بعد ایسا ہی کرو گے۔ جیسا اب کہہ رہے ہو۔ جب مارے زخموں کے بالکل بیہوش ہو گیا

تو بہادر شاہ کے لڑکے اُسے اُٹھا کر باپ کے پاس لے گئے ۔ اس نے اُس کی خوب خبرگیری کی ۔ جلدی اُس کے زخموں کو سلوایا ۔ اور حکماً تاکید کی ۔ کہ اس کا جلدی علاج کرو ۔ انھوں نے کہا ایک ہفتے تک زخم درست ہو جائینگے جب کام بخش کو قدرے ہوش آیا ۔ تو بہادر شاہ نے اسے کہا میں تو یہ نہیں چاہتا کہ تمہاری یہ حالت ہوتی کام بخش نے کہا کہ مَیں تیرا مُنہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا ۔ بعد ازاں اپنے ہاتھوں سے زخموں کے ٹانکے اُدھیڑ دئے اور کسی کو اپنا علاج نہ کرنے دیا ۔ وہ تین دن بعد مر گیا ۔ بادشاہ کو اُس کے مرنے کا نہایت قلق ہوُا ۔ اور اُس کی اولاد کی بہت عزت کی ۔ بہادر شاہ کا یہ خاصہ تھا ۔ کہ بھائیوں کے بیٹوں سے جو اس کی جان و مال اور ملک کے مُدعی تھے ۔ رہا کر کے بیٹوں کی طرح سلوک کرتا ۔ کسی بادشاہ نے اپنے بھتیجوں سے ایسا سلوک نہیں کیا ۔ بہادر شاہ نہایت حلیم خلیق اور عالی ہمت تھا ۔ چُنانچہ اپنے عہدِ سلطنت میں بے شمار سخاوت و بخشش کی ۔ اپنے وقت کا خود بعید عالم تھا ۔ چُنانچہ دس ہزار حدیثیں معہ شانِ نزول اُسے حفظ تھیں ۔ مذاکرہ میں کوئی عالم اُس کا لگا نہ کھاتا تھا ؏

ذکر در بیان

سال پنجم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ مراجعت آنحضرت از لاہور بہ سرہند و مرید شدن رئیسِ قوم افغان و بیان قضایا کہ واقع شدہ اند

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے لاہور میں رہنا اختیار کیا۔ تو وہاں کے باشندے صبح و شام آنحضرت کی خدمت میں رہنے لگے۔ اور آنجناب کے حلقہ میں مجمع عظیم ہونے لگا۔ اس علاقے کے ہزارہا آدمی آنحضرت رضؓ کے مرید ہوئے۔ اور اُن میں سے اکثروں نے عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ اور وہ فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔ اُن میں سے بہتوں کو آنحضرت رضؓ نے خلافت بھی عنایت فرمائی ؛

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا خاص مرید میر یوسف حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے مکتوبات شریف آنحضرت رضی اللہ عنہ سے پڑھا کرتا تھا۔ لیکن طبیعت کا نہایت غبی تھا۔ آسان سے آسان کتاب کا مطلب بھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ مکتوبات شریف وہ کتاب ہے۔ کہ فہیم و زکی بھی انہیں کما حقہٗ نہیں سمجھ سکتے۔ لیکن آنحضرت رضی اللہ عنہ کی توجہ شریف سے میر صاحب کو وہ جودت و ذکاوت طبع نصیب ہوئی۔ کہ مکتوبات کے تمام غوامض و حقائق بخوبی سمجھنے لگا۔ یہی میر یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ مکتوبات میں بیان کردہ ہر ایک معرفت پروردگار کی جو تشریح کرتے اُس کا القا اپنی توجہ باطنی سے میرے باطن میں کر دیتے۔ اور وہ معرفت میں اپنے آپ میں پاتا۔ میں نے مکتوبات شریف کی تینوں جلدیں آنحضرت رضؓ سے سبقاً سبقاً پڑھیں ؛

انہیں دنوں مخدوم زادہ عالی درجہ خواجہ محمد عزیز مریض ہوئے۔ مرض غالب آتا گیا۔ آنحضرت کو اس نونہال کا بڑا خیال تھا۔ ایک روز جب آنحضرت شالامار باغ کی

سیر کو تشریف لے گئے۔ تو عصر کے بعد مجلس سکوت کی۔ مجلس سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر حد سے زیادہ عنایت کی اور فرمایا کہ تم میرے نائب ہو۔ پروردگار نے تمہیں تمام اولیائے اُمت کے کمالات مرحمت فرمائے ہیں۔ اور تمہیں اہل جہان کا مرجع و مآب بنایا ہے۔ تمہارے ارشاد کا وقت اب قریب ہے۔ اب سرہند جاؤ۔ پھر جو کچھ اللہ تعالےٰ نے تمہارے واسطے مقرر کیا ہے۔ ہوگا۔ اور تمہارے فرزند ارجمند محمد عزیز کو بھی صحت ہو گئی ہے +

جب حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ گھر تشریف لائے۔ تو وہ دودمان قیومیت کا خلاصہ اور خاندان قطبیت کا برگزیدہ بالکل تندرست تھا۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے اپنے بڑے خلیفہ شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عنایت کر کے لاہور کے تمام آدمی اس کے سپرد کئے۔ اور خود یاروں سمیت سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ سرہند کے تمام باشندے آنحضرت رضے اللہ عنہ کے استقبال کے لئے آئے۔ آنحضرت سرہند پہنچکر قیوم ثلاثہ رض کے مزارات کی زیارت کر کے دولت خانہ میں تشریف فرما ہوئے +

ان دنوں آنحضرت اکثر خلوت میں معشوق حقیقی سے مشغول رہتے۔ صرف پانچ وقت نماز کے لئے مسجد میں تشریف لاتے۔ یا کبھی باغ کی سیر کو جاتے سرہند کے لوگ اپنی بدبختی کے باعث آنحضرت رض کے معتقد نہ ہوتے +

اسی اثناء میں قوم اعز کا سردار اعز خاں حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کا مرید ہؤا۔ مجھ (مصنفؒ) سے صوفی فرہاد نے آعز خاں کی زبانی بیان کیا۔ کہ میرے مُرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ میں شروع سے بزرگوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اور اُن سے دُعا توجہ کے لئے التماس کیا کرتا تھا۔ اُن میں سے ایک نے مجھے یہی کہا تھا۔ کہ تم قیوم زماں قطب الاقطاب کے مرید ہوگے اور اس بزرگ کی علامتیں بھی مجھے بتا رکھی تھیں۔ بعد ازاں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نورانی شکل بزرگِ خدا کھڑا ہے۔ جس کی روشنی سے تمام جہان منور ہے۔ اور ایک شخص کہتا ہے۔ کہ یہ مرد خدا قطب الاقطاب ہے۔ اور سرہند کا رہنے والا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر میں سرہند آیا۔ جب آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت کی۔ تو وہی شکل و صورت جو خواب میں دیکھی تھی۔ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور جو علامات بزرگوں نے مجھے بتائی تھیں موجود تھیں +

حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ سرہند میں اَور بھی شیخ ہیں۔ اُن کے پاس جاؤ میں نے عرض کیا۔ کہ میرا مصمم ارادہ جناب کی خدمت میں مُرید ہونے کا ہے۔ پھر آنحضرت رضہ نے فرمایا۔ کہ دوسرے مشائخ کے پاس جاؤ۔ میں نے دوسرے مشائخ کی قدمبوسی کی۔ تو سب کو کامل و مکمل پایا۔ لیکن میرا اعتقاد حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ پر جما ہؤا تھا۔ پھر میں آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں

حاضر ہؤا۔ اَب کی مرتبہ بھی آنحضرت نے یہی فرمایا کہ دوسرے مشائخ کے پاس جاؤ۔ اس طرح تین روز دوسرے مشائخ کے پاس جاتا رہا۔ آخر چوتھے روز لوگوں نے میری سفارش کی۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مجھے مُرید کیا۔ آنحضرت رہ کی صحبت میں مَیں نے دیکھا جو دیکھا ؛

اعزخان نہایت قابل بلکہ اپنے وقت کا بے نظیر شخص ہے۔ چاروں زبانوں عربی، فارسی، ترکی، ہندیؔ میں خوب شعر کہتا ہے۔ اس قابلیت کے علاوہ اور لیاقتیں بھی اس میں موجود ہیں۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ اُسے خسرو وقت فرمایا کرتے تھے۔ اس نے ایک کتاب خواجگان اور حضرات قیوم رابع کے حالات میں لکھی ہے۔ واقعی اُس کتاب میں اس نے عجیب و غریب حقائق درج کئے ہیں ؛

ذکر در بیان

سال ششم از قیومیت حضرت قیوم رابع
خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ و خطاب شدن
از جنابِ اِلٰہی بہ حضرت سلطان الاولیاء
و مرید شدن شیخ عادل و قضایا دیگر
کہ دریں سال شدہ اند :-

اس سال ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ عنہ نے فجر کے حلقہ سے فارغ ہو کر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ آج صبح کی نماز کے بعد مراقبہ میں مَیں نے دیکھا۔ کہ فرشتے آسمان سے یاقوت

سرخ کا ایک تخت لائے ہیں ۔ اور مجھے کہتے ہیں ۔ کہ اس تخت پر بیٹھ جاؤ ۔ یہ حق تعالےٰ نے آپ کے واسطے بھیجا ہے ۔ تمام اولیاء کی سلطنت آپ کو مرحمت فرمائی ہے ۔ میں امرِ الٰہی کے بموجب اس تخت پر بیٹھا ۔ اس تخت کے گرد و نواح ہزار ہا اولیاء دست بستہ میرے سامنے کھڑے ہیں ۔ منادندا کرتا ہے ۔ کہ پروردگار نے شیخ محمد زبیر رض کو تمام اولیاء اللہ کی سلطنت عنایت فرمائی ہے ۔ اور تمام اولیاء کا اسے بادشاہ بنایا ہے ۔ اے بندگانِ خدا ! اس کی اطاعت کرو ۔ اسی اثناء میں جناب الٰہی سے الہام ہوا ۔ کہ تو تمام اولیاء کا بادشاہ ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے مبارک باد دی ۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے ۔ جسے چاہے عطا فرمائے ۔ اللہ تعالےٰ صاحبِ فضل عظیم ہے +

اسی سال ایک صالح مرد شیخ عادل نام حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کا مرید ہوا ۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا ۔ کہ آپ خدا طلبی کے لئے گاؤں بہ گاؤں اور شہر بہ شہر پھرتے تھے ۔ لیکن کہیں سے مطلب حاصل نہ ہوتا تھا ۔ اچانک آپ نے سنا کہ دکن کے علاقے میں ایک بزرگ صاحب معنی رہتا ہے ۔ آپ منزلیں طے کرکے شہر اورنگ آباد (دکن) میں پہنچے ۔ اور اس بزرگ کی زیارت کی ۔ جو یادِ الٰہی میں مستغرق تھا ۔ آپ نے اس سے اپنے مطلب کا اظہار کیا ۔ اس نے کہا میں چھوٹی ندی

ہوں - تمہیں ایک بحرِ ذخار بتلاتا ہوں - یعنی حضرت شیخ محمد زبیر رح قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں - اور موجودہ تمام اولیاء اُن سے فیض و برکات حاصل کرنے کے لئے منتظر ہیں - اُن سے جا کر فیض حاصل کرو - ان کی ایک ہی توجہ سے تم سیراب ہو جاؤگے اور تمہارا سارا مطلب حاصل ہو جائے گا - جلدی جا کر سرمدی دولت اور ابدی سعادت حاصل کرو ؎

زما خوشدلی دریاب دریاب
کہ دائم در صدف گوہر نباشد

آپ نے یہ فرحت اثر خبر سُن کر آنحضرت رضے اللہ عنہ کی زیارت کا ارادہ کیا - اثنائے راہ میں خواب میں دیکھا - کہ فرشتے آسمان سے اُتر کر کہتے ہیں - کہ ہم شیخ محمد زبیر رضہ کی زیارت کے لئے آسمان سے اُترے ہیں - کیونکہ پروردگار کا حکم یوں ہی ہے جو شخص کامل اعتقاد سے شیخ محمد زبیر رضہ کی زیارت کرے گا - اس کے سارے گناہ بخشے جائینگے - اور قیامت کے دن بغیر حساب جنت میں داخل ہو گا - اور اس بندے پر اللہ تعالےٰ کی نظرِ عنایت ہو گی - آپ یہ خواب دیکھ کر جلدی اس قبلہ دین و دُنیا کی سعادت مُلازمت حاصل کر کے مُرید ہوئے - اور آنجناب رضہ کے خلفاے عظام میں شمار ہونے لگے اور مرتے دم تک اپنے پیر دستگیر رحمۃ اللہ کی خانقاہ میں رہے ؏

اسی سال بدخشاں کے بہت سے باشندے حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے -

اُن کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ بدخشاں کے دار الخلافہ فیض آباد سے ایک قافلہ بلخ کو جا رہا تھا۔ اثنائے راہ میں ایک رات قافلہ سالار معہ چند آدمیوں کے قافلہ کے باہر سیر کے لئے آیا۔ تو اُس نے ایک عجیب معاملہ دیکھا۔ وہ یہ کہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر بہت سے نورانی مرد جمع ہیں۔ اور کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص نے آواز دی۔ کہ قطب وقت شیخ محمدؐ زبیر رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے ہیں۔ یہ آواز سنتے ہی تمام لوگ آنحضرتؒ کے استقبال کے لئے آئے۔ اور دست بستہ آنحضرت کی خدمت میں کھڑے ہو گئے۔ پھر ایک شخص نے آواز دی کہ خراسان کا قطب وقت فوت ہو گیا ہے۔ اس کی بجائے کسی اور کو مقرر کرنا چاہئے حضرت خلیفۃ اللہ رضؓ نے اُن میں سے ایک کو خلعت قطبیت پہنا کر لوگوں کو رخصت کیا۔ اور جدھر سے آئے تھے چلے گئے۔ قافلہ سالار نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ یہ بزرگ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ ایک نے کہا یہ بزرگ قطب زمانہ ہیں۔ اور سرہند میں رہتے ہیں وہ قافلہ سالار بہت لوگوں سمیت سرہند آیا۔ اور حاضر خدمت ہو کر آنجناب کا مرید ہوا۔

ذکر در بیان

سال ہفتم از جلوس قیومیت سلطان للاولیاء حضرت خلیفۃ اللہ و بیانِ عدم گرویدن

مردم سرہند و سوءِ مزاج شدن آنحضرت
ازاں قوم و بشارت یافتن از جنابِ الٰہی
بہ تخریبِ آں قوم و بیانِ سفر آنحضرت
از سرہند بہ شاہجہان آباد

طریقتِ الٰہی کے وہ نور و سالکِ اور اہلِ صفوت نا متناہی کے صوفی نہاد فیضِ مواطن باطن کے دفاتر سے شہود کے میدان اور نمود کے صفحہ پر یوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وہ قیوم زمانہ و امام یگانہ۔ مجدد دوران۔ قطبِ زمان۔ جو جہان اور اہلِ جہان کے مرجع اور اہلِ عالم کی جائے باز گشت ہیں۔

شعر
کارِ جہاں بسر نرود بے رضائے او
در دستِ اوست نحتئے نہ چرخ را مہار

کئی سال دار الارشاد سرہند میں ناہموار کندہ ناتراش خلق کے ارشاد اور عالم بدکردار کی رہنمائی کے لئے مسند قیومیت پر جو بمنزلہ وزارت بارگاہ الٰہی ہے۔ اور مسند قطبیّت پر جو اہلِ ولایت کی امارت ہے۔ جلوس فرما رہے۔ اور اپنے باطن سے جو جہان اور اہلِ جہان کا قبلہ توجہ ہے۔ اپنے ہمعصروں کو فیض پہنچاتے رہے۔ لیکن شہر کے آدمی اپنی بدبختی اور کم نصیبی کی وجہ سے اس والائے ولایت کے معتقد نہ ہوئے۔ بلکہ اس صاحب

شریعت کی اہانت اور ذلت کے درپے ہوئے لیکن نہ کر سکے۔ ۶

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

ریاض شریعت کے انجمن آرا اور بزم معرفت کے نکتہ پیرا۔ خورشید خصلت۔ بدر منیر روشنضمیر یگانہ کار خانہ تقدیر، سلیمان سریر۔ سکندر تدبیر۔ اسرار آگاہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ ۵

سلطانِ خلافتش وظیفہ
بر تختِ خلیفہ بن خلیفہ
در وہم نیائد از سترگی
در عقل نگنجد از بزرگی
ظلمت ز صفائی گوہرے دور
سیراب دلش چو چشمۂ نور
مہتاب گلے ز نور شستہ
از چشمۂ آفتاب رستہ
نورش ز کرانہ تا کرانہ
افروختہ شمع جاودانہ
شانش ہمہ شان بے نشان است
او با حق و حق باد چہ شان است
زیں پیش زارو کس نشانہ
کو چرخ نیاز بر زمانہ

کج طبع اہل ہوس اور اللہ تعالےٰ سے نہ ڈرنے والے لالچیوں کے منحرف ہو جانے سے جو وادئے ضلالت وگمراہی کے سرگردان ۔ اور ظلمت ناکامی کے جنگل کو طے کرنے والے میدانِ نارسائی کے حیران نابینائی کے کوچہ کے نارسا تھے ۔ اگرچہ کبھی کبھی خاطر عاطر پر ملال آتا ۔ لیکن صبر وتحمل کو کام فرماتے ؎

صبوری ضروری ست لیکن درد دل را
بغیر از صبوری دوائے نباشد

مشیتِ ازلی اور ارادہ لم یزلی پر توقع و توکل کئے تنہائی اور گوشہ نشینی میں یادِ الٰہی میں مشغول رہ کر ریاضتہائے شاقہ میں زندگی بسر کرتے ۔ لیکن ذاتی تجلیات اور صفاتی انوار کے مشاہدہ سے جو عارف باللہ کی خوراک اور سیر عن اللہ کا ثمرہ ہے ۔ خوش و خرم رہتے ؎

عارفاں را قوتِ ذکر و فکرِ حق
نیست پیشِ عارف اِلّا فکرِ حق

اِس صادقِ اقوال صاحبِ پر کمال نے کئی سال اسی حالت میں بسر کر دئے ۔ محفلوں اور مجلسوں میں تشریف نہ لیجاتے ۔ چونکہ عادت سبحانی اور سُنّتِ رحمانی یہ ہے ۔ کہ پہلے اپنے دوستوں کو تھلکہ میں مبتلا کرتا ہے ۔ اور پھر عیش و نشاط کی بلندی پر پہنچاتا ہے ۔

اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ رضا اختیار کرنی چاہی۔
اور سر تسلیم جھکانا چاہیئے۔ جب اس فرخندہ فال
کی الٰہی جلالی تربیت رو بزوال ہوئی۔ تو پرورش
جمالی کے ہلال نے چہرہ دکھلایا۔ آنحضرت چونکہ جناب
سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نائب
مناب۔ الوالعزم اور قائم مقام تھے۔ اس لئے حق سُبحانہٗ
تعالےٰ نے انبیاء کی سُنّت سنیہ اور مرسلوں کا
طریقہ مسنونہ اس وارث اکمل پر بھی برتا۔ کیونکہ
گذشتہ زمانوں سے یہ دستور چلا آیا ہے۔ کہ جتنے
شخص زیور نبوت سے آراستہ اور لباس رسالت
سے پیراستہ ہو کر کسی قوم کی رہبری کے لئے
مقرر ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور وہ پسندیدہ افعال
اور برگزیدہ خصال اس واحد حقیقی کی واحدانیت اور
اس حقائق تحقیقی کی ہدایت کرتے آئے ہیں۔ اور
اپنی رسالت کی اِطلاع دیتے آئے ہیں۔ لیکن
وادئے کفر و ضلالت کے گمراہ۔ کوچہ شرک و
ندامت کے حیران۔ اُن کی نصائح ارجمند اور پندہائے
سُود مند کو گوش ہوش سے نہیں سُنا کرتے تھے۔
بلکہ وہ اوباش بدمعاش قوم اپنے مرسل کے قتل و
ایذا کے درپے رہی ہے۔ مگر وہ رسول مقبول علیہم السّلام
اس زمانہ میں اپنے پروردگار کی طرف سے مامور ہو کر

نیک لوگوں کی ہمسائگی میں رہتے آئے ہیں۔ بعد ازاں وہ قوم شوم قہر قہاری اور جبر جباری میں گرفتار ہوتی آئی ہے۔ اور طرح طرح کے رنج و عناد اور سختی و مصیبت میں مبتلا ہوتی رہی۔ ایسے شخصوں کی حالت پر سخت افسوس ہے۔ علیٰ ہذاالقیاس وہ خیرالناس (قیوم رابع رضؓ) کارساز غریب نواز کی جناب مستطاب سے شہر کی تخریب تعذیب اور بدکردار لوگوں کی آوارگی اور اضطرار کے بارہ میں ملہم ہوئے۔ ساتھ ہی مفصّلات و مضافات بھی قہر الٰہی میں گرفتار ہوئے۔ قریب ہے۔ کہ یہ نالائق دیو سیرت اور گنہگار وحوش خصلت اپنے اعمال شنیعہ و افعال قبیحہ کی سزا پائیں۔ بلکہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پستا ہے۔ یعنی نیک لوگ جو اُن کے گرد و نواح اور پاس پڑوس میں رہتے ہیں وہ بھی خرابی و رسوائی میں مبتلا ہونگے ؎

تریاق زہر است مرا بر سر زباں
آں را بدوستاں دہم ایں را بدشمناں

بعد ازاں اس امام ربانی محبوبِ صمدانی نے آفتِ ناگہانی و مزاحمت آسمانی سے جو بلائے پنہانی و آفتِ جانی اور مایۂ پریشانی و حیرانی تھی۔ ہر چند خلقت کو پورے طور پر واقف کیا۔ لیکن لوگ

اپنی جہالت و خود پرستی کی وجہ سے مُقر نہ ہُوئے۔
اور آنجناب کی سود مند وعظ و نصیحت نے اِس قوم مدہوش کے کانوں میں اثر نہ کیا۔ بلکہ غرور و تکبر کی شراب کے نشہ میں بدمست رہ کر اُلٹی ہنسی اڑاتے ے

ترسم این قوم کہ بر دُرد کشاں مے خندد
در سرکار خرابات کنند ایماں را

آنحضرت رضے اللہ عنہ نے ما علے الرسول اِلا البلاغ "بر رسولاں بلاغ باشد و بس" پر عمل کر کے ان لوگوں کی کج طبعی اور بدطینتی کو اپنی خاطر عاطر سے دور کر دیا ے

آئین اوست سینہ چو آئینہ داشتن
کفر است در طریقت او کینہ داشتن

پہلے تو کما حقہٗ انہیں سمجھایا۔ لیکن یہ جب اُن کے کان پر جُوں بھی نہ چلی تو آخر زبان ندرت بیان پر مہر سکوت و خاموشی لگائی ے

بجوش بے دماغی عندلیبی ہمزباں خواہم
کہ باشد سایۂ مژگانِ خواب آلودہ منقادش

اس مایۂ حکیم وقت کے ارادے کا بلند پرواز شاہباز قریب پرواز تھا۔ بعض عقلمندوں اور داناؤں مثلاً شیخ عبد الاحد وغیرہ نے جو فریدِ وقت۔ جنید عہد۔ شبلی زمانہ تھے۔ اور جن کی رائے زریں صورت نما اور مصلحت مُشکلکشاء تھی۔ باہم جمع ہو کر اس بارے میں عقل دوڑائی۔ اور حیران

ہو کر کہا کہ اس سبب سے نیک اور صادق جوان کے الہام و مکاشفہ کے احکام بالکل ٹھیک اور پکے معلوم ہوتے ہیں ؎

نہ باشد مخالف قول و فعل راستاں باہم
کہ گفتارِ قلم باشد ز رفتارِ قلم پیدا

اب دیکھنا چاہئے۔ کہ پردۂ غیب سے عرصۂ شہود پر کیا کچھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور غیب کی دلہن لاریبی شاد رواں سے کس غمزے سے پیش آتی ہے۔ بہتر اور مناسب تو یہی ہے کہ اس والئے کمالاتِ نبوّت کی موافقت سے ہم بھی وطنِ مالوفہ اور مولد معلومہ کو ترک کر کے اس بلائے بیکراں اور آفت آسمانی سے رہائی پائیں ٭

میرے (مصنف رہ) قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ انہیں دنوں ایک رات شیخ عبدالاحد رہ نے فرمایا کہ مَیں نے تو مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس شہر کو چھوڑ کر کسی اور شہر میں چلا جاؤں تاکہ آنے والی مصیبت سے بچ جاؤں۔ چونکہ مجھ پر کشف ہوا ہے۔ کہ اس شہر پر بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے اس واسطے لوگوں کو یہ شہر چھوڑ جانا چاہئے۔ تاکہ بلائے ناگہانی سے بچ جائیں۔ جب اس بلائے ناگہانی کا مقررہ وقت آپہنچا۔ کیونکہ ہر ایک کے لئے مقررہ وقت ہوتا ہے۔ تو حضرت قیوم رابع رضؓ معہ توابع رہ شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے ؎

حضرت دہلی کنف دین و داد جنت عدن است کہ آباد باد

اس جگہ کی زیب و زینت آنجناب کے قدوم میمنت لزوم سے ایک سے لاکھ گنا ہو گئی ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است ہمین است وہمین است وہمین است

شیخ عبد الاحد رہ نے مصیبت پر غربت کو ترجیح دی اور وطن مالوفہ کو ترک کر دیا۔ ؎ کہ مقبول را رد نباشد سخن

ذکر در بیان

دخول حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا به دار الخلافت شاہجہان آباد و تولد مخدومزادہ والا گوہر شیخ عبد القادر ثانی رحمتہ اللہ علیہ۔

جب حضرت سلطان الاولیاء شہر سرہند سے لوگوں کی وجہ سے ناراض ہو کر معہ تمام توابع و لواحق شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ تو اثنائے راہ میں جس جس گاؤں اور شہر سے گذر ہوتا وہاں کے باشندے آنحضرت رض کے استقبال کے لئے آتے۔ اور آنجناب کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتے۔ پیر کے روز ۱۵ ر رجب کو شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ شہر کے تمام چھوٹے بڑے استقبال کے لئے آئے۔ پہلے آنجناب کا گذر اس مکان پر ہوا۔ جو شہر کے کنارے پر تھا۔ وہاں پر مدت مدید سے ایک مسجد ویران پڑی تھی۔ اس مسجد کے صحن میں قد آدم سے بھی اونچی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ اکثر اوقات چور اس مسجد میں پناہ لیتے۔ اور گائیں بھینس

اس مسجد میں چرتیں ۔ اُن کے گوبر سے وہ مسجد آلودہ تھی ۔
اس مسجد کے گردونواح میں سنگین احاطے تھے ۔ جن میں امارتیں تھیں
لیکن رہنے کے قابل نہ تھیں ۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
ہم یہیں رہتے ہیں ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ مکان رہنے کے قابل
نہیں ۔ شہر کے اندر چلکر ہمارے مکانوں میں اقامت فرمائیگا ۔ عین
عنایت ہوگی ۔ ہر ایک نے اپنا اپنا مقام رہائش کے لئے پیش کیا ۔
آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم کی ناقہ مقررہ مقام پر بیٹھنے کے لئے مامور تھی ۔ تو ہم بھی اپنے
پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تابع ہیں ۔ یہ فرماتے ہی آنجناب رضؓ
کی اسواری اسی مقام پر خود بخود ٹھیر گئی آگے قدم اُٹھانے کی مجال
نہ رہی ۔ پھر آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ ہمارا مقام یہی ہے ۔ لوگوں
نے عرض کیا کہ جو کچھ خاطر مبارک میں آیا ہے ۔ وہی کرنا ۔ لیکن اب
شہر میں چلکر اُتریں ۔ اِتنے میں یہ مکان درست ہو جائیگا ۔ پھر
یہاں تشریف لے آئیں ۔ یہ بات آنجنابؓ نے منظور فرمائی ۔ اور
شہر میں جاکر ایک عالیشان محل میں رہائش اختیار کی ۔ وہ
احاطہ جو مسجد کے ارد گرد تھا ۔ ایک بیوہ عورت کا تھا ۔
جو آنحضرت کی مُریدہ تھی ۔ اُس نے اُن مکانات کو آنحضرت کی نذر
کیا ۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے پہلے مسجد کو خس و خاشاک
سے صاف کرایا ۔ شکست و ریخت کی مرمت کرائی ۔ مسجد جو تعمیر طلب
تھی تعمیر کرائی ۔ ہفتہ کے روز ۵ شعبان کو حضرت سلطان الاولیاء
ان عمارات میں داخل ہوئے ۔ بہت سے لوگوں نے آنحضرت کے

ساتھ وہیں بود و باش اختیار کی۔ آنحضرت کے وہاں رہنے سے کئی ہزار خانہ دار مغل وہاں رہنے سہنے لگے۔ اور ہزاروں گھر وہاں تعمیر ہو گئے۔ آجکل وہ مکان آنحضرت کے قدم مبارک کی برکت سے عین شاہجہان آباد کا مرکز ہے۔ اور جو رونق وہاں ہے کسی اور جگہ نہیں۔ بڑے بڑے مغل امیر وہاں رہتے ہیں۔ سارا شاہجہان آباد آنجناب کی برکت سے نہایت آباد اور پُر رونق ہو گیا ہے۔ کیونکہ بادشاہ چالیس سال سے شاہجہان آباد میں داخل نہ ہوا تھا۔ جب حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ تو بادشاہ نے بھی آکر وہیں سکونت اختیار کی۔ اب تک بادشاہوں کا دارالخلافہ شاہجہان آباد ہی چلا آتا ہے۔ جب اُن عمارتوں کی مالکہ فوت ہو گئی۔ تو آنحضرت نے اس کے وارثوں سے بہت سا روپیہ دیکر بیع کرالیا۔ اُن کے علاوہ اور عمارتیں بھی خریدیں +

اِسی سال دوسرے مخدوم زادہ والاگہر پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش سے پہلے حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ ان دنوں تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو نہایت صاحب کمال ہوگا۔ اور قرب الٰہی کا انتہائی درجہ حاصل کریگا۔ اس کا نام عبدالقادر رکھنا۔ جب مخدوم زادہ پیدا ہوئے۔ تو آنحضرت رض نے حسب الامر "شیخ الجن والانس عبدالقادر نام مقرر کیا" آنجناب نے اس مولود مسعود کی بہت کچھ تعریف کی۔ واقعی آجکل یہ مخدوم زادہ

حضرت خلیفہ اللہ رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کو روشن کرنے والے اور آنحضرت رض کے قائم مقام اور نائب مناب ہیں +

اسی سال حضرت مروج الشریعت کے بڑے بیٹے حضرت عروۃ الوثقٰے کے پوتے حضرت شیخ محمد ہادی جو تربیت باطنی آنحضرت سے حاصل کرکے خلافت سے مشرف ہوئے تھے۔ اور میرے (مصنف رح) جد امجد تھے۔ اِس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ حضرت قیوم ثانی کے روضۂ مبارک میں جنوبی دروازہ کی طرف مرقد مبارک کی پائنتی میں مدفون ہوئے +

ذکر دربیان

سال ہشتم و نہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء تکلیف کردن بہادر شاہ علماء راکہ درخطبہ حضرت علی کرم اللہ وجہ را وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بگوئید۔ و قرآنِ مجید رابطوریکہ نزول شدہ است ہمانقسم ترتیب دہند و انکار کردن علماء ازیں امر و داد خواہ شدن خلق اللہ ازیں حرکت بیجا سلطان بجناب حضرت قیوم رابع وبشارت دادن آنحضرت بہ ہلاکتِ سُلطان و بیانِ واقعات وحادثات سلطنت کہ دریں سال واقع شدہ اند:۔

جب بہادر شاہ کو اس قسم کی فتح عظیم نصیب ہوئی۔

تو غرور و تکبّر سے اترانے لگا۔ بعض بُرے ارادے اس کے دل میں پیدا ہوئے۔ کہ دین متین میں کوئی ایسا نیا طریقہ نکالے جو کسی گذشتہ بادشاہ نے نہ کیا ہو۔ اور لوگ اس مصنوعی طریقہ میں اسے مقتدائے تسلیم کریں۔ بادشاہ جو خود بھی بڑا جید عالم تھا چنانچہ بارہ ہزار حدیثیں معہ شانِ نزول اسے حفظ تھیں۔ چاہتا تھا۔ کہ شریعت میں کوئی ایسی اختراع کرے۔ جو قیامت تک اس کی یادگار رہے۔ علماء کو بُلا کر کہا کہ حدیث نبوی میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو وصی کہا گیا ہے۔ اِس لئے خطبہ میں بھی علی الوصی کہنا چاہیئے۔ اور قرآن مجید کو بہ ترتیب نزول مرتب کیا جائے۔ یعنی بجائے الحمد کے شروع میں الف لام میم سورۂ اقراء جو تمام سُورتوں سے پہلے نازل ہُوئی۔ پہلے درج کرنی چاہیئے۔ بعد ازاں وہ آیات اور سورتیں جس ترتیب سے نازل ہوئیں۔ اسی ترتیب سے مرتب کرنا چاہیئے۔ علماء نے کہا۔ کہ اس سے پیشتر تم سے بہتر علمائے مجتہدین گزرے ہیں۔ اور جو علم و تقوٰے انہیں حاصل تھا۔ وہ تم میں نہیں۔ اور بہ سبب قربِ عہد اخبارات نبوت کی تصیح جو انہیں حاصل تھی۔ تمہیں حاصل نہیں۔ پس جو کچھ حق اور صدق تھا۔ اُنہوں نے مقرر کر دیا ہے۔ جس نے ان اکابر دین کی مخالفت کی اُس نے اپنے دین و ایمان کو ضائع کیا۔ تم کیوں ان کی مخالفت کرتے ہو ؟

اس سے پیشتر بہت سے لوگ از روے شوکت و حشمت اور جاہ و جلال اور زور و قوت کے تم سے زیادہ بہتر ہو گذرے

ہیں ۔ کیا وہ دین میں کوئی نئی بات پیدا نہیں کر سکتے تھے ۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو چند ایک وصایا فرمائیں ۔ جو محض مقید ہیں ۔ اگر خطبہ میں ہم وصی کہیں گے تو وہ وصی مطلق ہو جائیں گے اور وصی مطلق نبی کا قائم مقام اور نائب مناب ہوتا ہے اس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضے اللہ عنہ پر فضیلت لازم آئے گی ۔ اس واسطے علماء اور مجتہدین نے خطبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کو وصی نہیں کہا ۔ ہم بھی ان کی مخالفت نہیں کر سکتے ۔ قرآن شریف کو موجودہ ترتیب سے حضرت عثمان رضی اللہ نے مرتب کیا ۔ دوسرے کی کیا مجال ہے کہ اس ترتیب کو اُلٹ پلٹ کرے ۔ اور دوسری طرح جمع کرے ۔ ایسا کرنے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دشمن ہوگا ۔ جس کا قتل واجب ہوگا اس خیالِ محال سے توبہ کرو ۔ تمہاری ایک پیش نہ جائیگی ۔ بادشاہ نے اپنے مدعا کے ثبوت میں دلایل و براہین پیش کیں علماء نے مذاکرہ علمی سے انہیں دفع کیا ۔ اور سخت غضبناک ہو کر بادشاہ کے ہاں سے اُٹھ آئے ۔ اور ایک جگہ جمع ہو کر اتفاق کیا ۔ کہ خواہ بادشاہ ہمیں کسی طرح ہی کی تکلیف کیوں نہ پہنچائے ۔ ہمیں اس کے کہنے کو ماننا نہیں چاہیئے ۔ تمام اہلِ اسلام اس امر میں شریک ہوئے ۔ اور علماء کی رفاقت اختیار کی ۔ اور مذہب حق پر کمر بستہ ہوگئے بادشاہ کے تینوں بیٹوں نے بھی علماء کو کہلا بھیجا کہ ہم بھی تمہارے

ساتھ ہیں۔ اور حق مذہب پر قائم ہیں۔ دوسرے روز بادشاہ نے علماء کی طرف اِس مضمون کا رقعہ لکھا کہ او فاضلو! تہ دِل سے مفضول کی طرف واپس آؤ۔ علماء نے اس کے جواب میں لکھا۔ "ہم گُھٹے کی طرف آنا نہیں چاہتے" بادشاہ نے غضب ناک ہو کر انہیں پکڑ منگایا۔ جب مسلمان اور اہل علم آئے۔ تو بادشاہ نے انہیں کہا کہ میں تمہیں کُتوں کے ساتھ کھانا کھلاؤں گا۔ علما نے کہا۔ الحمد للہ۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کُتوں کے ساتھ کھانے پر شکر خدا بجا لانے کا کیا موقع کہا۔ اس واسطے کہ تُو نے یہ نہیں کہہ دیا۔ کہ میں اپنے ساتھ کھانا کھلاؤں گا۔ اگر ہم کتّوں سے مل کر کھائیں گے۔ تو پھر دھو کر مُنہ پاک کر لیں گے۔ لیکن اگر تیرے ساتھ کھانا کھائینگے تو ہمارے دِل ناپاک ہو جائیں گے۔ جو قیامت تک پاک نہیں ہونگے۔ بہادر شاہ نے اَور بھی ناراض ہو کر علماء کو قید کر لینے کا حکم دیا۔ اور تمام اہلِ علم کو سخت عذاب کیا۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی۔ تو سب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہلاکت سُلطان کے لئے دعا کرانے کے واسطے حاضر ہوئے ؎

در اں میداں کہ کردم جمع گشتند
تپاں سوزاں بہر سوے گذشتند
دواں گشتہ خلائق سوئے قیوم
دُعاہا خواستند از بہرِ مظلوم

ایا محبوبِ سبحانی خدا را
کرامت کن بدستم مدعا را

آنحضرت نے حمیتِ دینی میں آکر علماء کو اس بلاء سے چھڑانے کے لئے دیر تک دُعا کی - بعد ازاں لوگوں کو خوشخبری دی کہ عنقریب ہی بادشاہ اعجاز نبوی سے کُتّوں سے ہلاک ہوگا - اور مسلمانوں کو اس کے ہاتھ سے رہائی نصیب ہوگی - واقعی زیادہ مُدّت گذرنے نہ پائی - کہ بہادر شاہ ہلاک ہوگیا - اور مسلمانوں کو اس کے ہاتھ سے نجات ملی - بہادر شاہ نے علماء کو قید کرنے کے بعد اپنے چاروں بیٹوں کو بُلاکر اپنا ارادہ ظاہر کیا - بڑے بیٹے معزالدین نے جواب دیا کہ جلال الدین اکبر نے دین محمدی کی مخالفت کی تھی - جس کے باعث ہم تمام بادشاہوں میں بدنام چلے آتے ہیں - اور ابھی وہ سیاہی کا داغ ہم سے چھٹا نہیں - تم چاہتے ہو کہ ہمیں دوبارہ روسیاہی نصیب ہو - اور تمام جہان کے بادشاہوں میں ہم شرمسار ہوں - دوسرے بیٹے عظیم الشان نے کہا کہ عالمگیری مذہب کے تابع ہوں وہ عالمگیر نے اختیار کیا تھا - تیسرے بیٹے شاہجہان نے کہا - میں علمائے حق کے دین پر ہوں - میں ان کی مخالفت نہیں کروں گا - بلکہ جو مخالفت کریگا - اسی تلوار سے اس کا سر قلم کروں گا - چوتھے بیٹے رفیع الشان نے کہا - میں بادشاہ کے مذہب کی تابع ہوں - جو کچھ آپ فرمائیں گے - میں

قبول کرونگا۔ بادشاہ چوتھے بیٹے پر مہربان ہوا۔ اور
پھر خطبہ تالیف کرکے اس کے موافق ایک خطیب مقرر
کیا۔ اور اسے لاہور کی جامع مسجد میں بھیجدیا۔ کہ
جمعہ کے روز یہ خطبہ پڑھنا۔ اور قطعی حکم دے دیا۔ کہ
کوئی شخص دوسری مسجدوں میں جانا نہ پائے۔ تمام مسلمان
شاہی جامع مسجد میں حاضر ہوں۔ لیکن چونکہ سبھی بادشاہ سے
برگشتہ تھے۔ اِس لئے اُنہوں نے ٹھان لی۔ کہ ہم خطبہ نہیں
پڑھنے دینگے۔ جب بہادر شاہ نے سُنا کہ لوگ مجھ
سے منحرف ہو گئے ہیں۔ تو سلطان رفیع الشان کو تمام
شاہی لشکر مع سامان جنگ دیکر جامع مسجد کی طرف
بھیجدیا۔ کہ جو شخص شورش کرے۔ اسے تنبیہ کرو۔ جب
توپخانہ مسجد کے پاس لایا گیا۔ تو ہزاروں مسلمانوں نے اپنے
سینے توپوں کے مُنہ پر رکھ کر کہا۔ کہ داغ دو۔ کیا تم ہمیں
مرنے سے ڈرانے آئے ہو۔ ہم نے مرنے مارنے کی ٹھان
لی ہے۔ ہمیں موت کا ذرہ بھر خوف نہیں۔ جب خطیب
منبر پر چڑھا۔ تو ایک مغل نے اسے تلوار دکھا کر کہا خبردار!
جو خطبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کو وصی کہا۔ اسی تلوار
سے تمہارا سر قلم کر دوں گا۔ خطیب ڈر کر کانپنے لگا۔
جب حضرت عثمان کا نام اس نے خطبہ میں لیا۔ اور حضرت
علی کا نام لینے نہیں پایا تھا۔ کہ اس مغل نے خطیب پر
تلوار کا وار کیا۔ خطیب ڈر کے مارے شہزادے کی بغل

میں آگیا۔ مغل گرفتار ہوا۔ لوگوں میں شور مچ گیا۔ قریب تھا کہ فساد برپا ہو لیکن شاہزادہ اس خطیب کو پکڑ کر مسجد سے باہر لے آیا۔ اس مغل سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ ابھی تو خطیب نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کا نام بھی نہیں لیا تھا۔ تم نے اس پر تلوار کا وار کیوں کیا۔ اس نے کہا مجھے یقین تھا۔ کہ وہ بالضرور حضرت علی کرم اللہ وجہ کو وصی کہے گا۔ اس واسطے میں نے اسے کہنے کی مہلت نہیں دی آخر جہان شاہ نے اُس مغل کو رہا کر دیا۔

انہیں دنوں بہادر شاہ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے۔ اور لوگوں کو طرح طرح کی تکلیف و عذاب پہنچا رہے ہیں۔ اتنے میں کُتّوں نے آکر بھونک کر اُسے کاٹنا شروع کیا۔ یہ خواب دیکھ کر جاگ پڑا۔ حکم دیا۔ کہ شہر و لشکر کے کتے نکال کر دریائے راوی سے پار کر دو۔ بادشاہ اس خواب کی دہشت سے مریض ہو گیا اور چند یوم میں مر گیا۔ شاہزادوں نے علماء کو انعام و اکرام دیکر رہا کیا۔ اور تمام لوگ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکر گذار ہوئے اور یہ شعر گانے لگے ؎

شریعت را بلند آوازگی داد
بخرگاہِ شریعت بستہ بنیاد
طرازِ دین و آئینِ شریعت

ہمایوں رہبرِ راہ طریقت
بہارستانِ مُلک دولت و دیں
بقیومی سرِتاجِ سلاطیں

جب بہادر شاہ مرگیا تو اس کے چاروں بیٹے تخت پر بیٹھے - ایک شہر میں چاروں بادشاہ موجود تھے - چاروں میں سے محمدؐ عظیم الشان بلحاظ خزانہ و سپاہ دوسرے بھائیوں سے طاقتور تھا - کہتے ہیں - اس کے پاس اِس قدر روپیہ تھا - کہ اِس کے خیمہ و خرگاہ کے گرد خزانہ ہی خزانہ تھا - اِس نے لڑائی میں اس واسطے تاخیر کی - کہ اپنے بیٹے کا انتظار کر رہا تھا - جو بنگالہ سے سپاہ و خزانہ لیکر آرہا تھا - لیکن معزالدین اور جہاں شاہ نے متفق ہو کر جنگ شروع کر دی ؎

اگر بادشاہے بمیداں در آیے
زما ہر کہ را ملک بخشد خدا

عظیم الشان نے رقعہ لکھ بھیجا - کہ تم دونو بڑے بھائی میرے ساتھ بر سرِ پیکار ہو - آؤ آکر ہم ولایت کو تقسیم کرلیں - لیکن وہ اس کے ارادہ سے واقف ہو کر لڑائی کے لئے تیار ہو گئے - دونو طرف سے صفیں آراستہ ہوئیں - خونخوار جوان اور نامدار دلیر جنگ میں مشغول ہُوئے - جنگ و جدال کا ہنگامہ گرم ہُوا - ہزاروں

مرد میدان میں کام آئے ؎

زمیں گشت از کشتگاں لعل گوں
بہر سو رواں سیل دریاے خوں

لڑائی بڑی سخت ہوئی۔ آخر فتح و نصرت کی نسیم سے معزالدین اور جہان شاہ کے پھریرے ہلنے لگے۔ اور عظیم الشان قتل ہوا۔ دوسرا بیٹا کریم الدین بھاگ گیا۔ لیکن گرفتار کیا گیا۔ اور معزالدین نے اسے بھی قتل کر ڈالا۔ لڑائی کے بعد دونو بھائیوں نے باہم ملک تقسیم کرنا چاہا۔ اس کے فیصلہ کے لئے معزالدین نے اپنے وزیر ذوالفقار خاں کو جہان شاہ کے پاس بھیجا۔ ذوالفقار خان نے جہان شاہ کو کہا۔ کہ دکن کی آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے یعنی میں شاہجہان آباد لیتا ہوں۔ تم دکن لو۔ جہان شاہ نے کہا۔ شاہجہان آباد کی آب و ہوا عمدہ ہے۔ یعنی میں شاہجہان آباد لیتا ہوں۔ تم دکن لو۔ اِتنے میں جہان شاہ کے ایک قریبی نے خفیہ طور پر اسے کہا۔ کہ ذوالفقار خاں کو گرفتار کر لو۔ پھر معزالدین کچھ نہیں کر سکیگا۔ ذوالفقار خاں نے یہ بات تاڑ کر جہان شاہ کو کہا۔ کہ میں اپنا مال و اسباب معزالدین کے لشکر سے اس لشکر میں لانا چاہتا ہوں۔ جہان شاہ نے اس بات کو غنیمت سمجھ کر اسے رخصت کیا۔ اس نے آکر ساری کیفیت معزالدین سے بیان کی۔ اور سامانِ جنگ

تیار کر کے آمادہ کارزار ہوئے۔ جہان شاہ بھی لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ اور میدانِ جنگ میں آیا ؎

دو لشکر بہم بر شد آراستہ
شد آں رزمہا خاک برخاستہ

بڑی سخت لڑائی کے بعد جہاں شاہ معزالدین پر غالب آیا۔ اس کی فوج غالب آگئی۔ اور معزالدین بہت پریشان ہوا۔ اسی اثناء میں جہان شاہ ایک طرف فارغ البالی سے چند آدمیوں سمیت کھڑا تھا۔ کہ عبد الصمد نے چند آدمیوں کو ساتھ لیکر اس پر تیروں کی بوچھاڑ کی۔ جہان شاہ نے عبد الصمد خاں کو کہا۔ کہ یہ کیا نمک حرامی کر رہے ہو۔ عبد الصمد خاں نے کہا۔ یہ مغل میرے اختیار میں نہیں۔ جہان شاہ مغلوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بہادر شاہ کا چوتھا بیٹا رفیع الشان گوشہ گمنامی سے نکل معزالدین کے مقابلے پر آیا۔ اور مردانہ وار جنگ کیا۔ ہاتھی سے اُتر تلوار ہاتھ میں لے بہت سوں کو قتل کیا۔ اور آخرکار خود بھی قتل ہو گیا۔ معزالدین فتح حاصل کر کے تمام سلطنتِ ہند و دکن کا بادشاہ ہو گیا۔ بعد ازاں حضرات قیوم ثلاثہ رضی اللہ عنہما کے مزارات کی زیارت کے لئے لاہور سے دارالارشاد سرہند شریف میں آکر نہایت عاجزی سے حضرات قیوم ثلاثہ کے مزارات کی زیارت کی۔ اور ہر ایک روضہ

کی خاک سرِ شتہ پر مل کر اسے دین و دُنیا کی سعادت سمجھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ہر فرد بشر کو حد سے زیادہ دلاسا دیا۔ اور ان کے لائق تحفے اور ہدیے پیش کئے۔ ہر ایک سے اپنے حق میں دعا د توجہ کرا کر شاہجہان آباد کی طرف چلا گیا۔ لیکن شاہجہان آباد میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونا میسّر نہ ہوا۔ ایک شخص کو جس سے مخالف شرع امور ظہور میں آنے کے باعث حضرات سرہند اس سے بیزار ہو گئے تھے رفیق بنایا۔ وہ شخص اپنی کور باطنی کے سبب خود انقلاب پر فخر کرتا تھا۔ معز الدین شاہجہان آباد میں بدعت میں مبتلا ہو گیا۔ تمام گویّے۔ مطرب اور گائن اور طوائف اس کی بارگاہ میں آموجود ہوئے۔ بلکہ مطرب ہی بڑے بڑے امیر ہوئے۔ اور سلطنت کے کار و بار بھی انہیں کے ہاتھ میں آ گئے۔ اس واسطے کہ معز الدین ایک رنڈی پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ اور اس سے نکاح کر لیا تھا۔ اس کے خویش و اقربا سلطنت کے اراکین عظام بن گئے تمام سلطنت کا انتظام اور بندوبست انہیں کے ہاتھ تھا۔ معز الدین اس نابکار کے ہاتھ میں کٹھ پتلی تھا۔ جو ناچ نچاتی ناچتا۔ اسی وجہ سے اس سے کئی ناشائستہ حرکات ظہور میں آئیں۔ چنانچہ اس کی بیگم پردہ کر کے مردوں میں آکر بیٹھتی۔ اور سارا دن بازار میں گشت لگاتی پھرتی۔ ایک روز بادشاہ کو کہنے

لگی - کہ ہیں نے کبھی کشتی غرق ہوتے نہیں دیکھی - ملاحوں کو حکم دو کہ کشتی غرق کر کے دکھلائیں - ملاحوں نے کشتی غرق کر کے دکھائی - لوگوں نے کشتی کے ڈوبنے کو بدفالی قرار دیا - اس کے علاوہ اور کئی نامعقول حرکتیں اس سے سرزد ہوئیں - لوگ معزالدین سے سخت ناراض تھے - اس لئے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کیا - کہ ہم اِس بادشاہ کے ہاتھوں تنگ آ گئے ہیں - آنحضرت نے فرمایا - جلدی ہی تم ان تکلیفوں سے بچ جاؤگے - کوئی اور بادشاہ تخت پر بیٹھے گا - کہتے ہیں - اس شخص نے جس کا معتقد معزالدین تھا حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہٗ کا عرس کیا - اور حضرت محمد صدیق کو بلایا - اُنھوں نے اس کے ناشائستہ افعال سے ناراض ہو کر فرمایا نہ تُو ہی رہے گا نہ معزالدین رہیگا جس پر تو اِتنا فخر کرتا ہے ؎

نہ توماند نہ بل شاہِ جہانی
وگر شاہے شود فغفور ثانی
ہمیں مغروری و جاہ و جلالت
شود پامال از شاہِ عدالت

ارکانِ سلطنت و امرائے عظام قدیم معزالدین سے بیزار ہو گئے - ایک روز ذوالفقار خان وزیر نے ایک قدیمی امیر زادے کے ہاتھ میں ڈھولک اور طنبور

دیگر بادشاہ کے سامنے کھڑا کیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ طنبور لیکر کیوں
آئے ہو۔ ذوالفقار خاں نے کہا ان کا روزگار مطربوں نے
لیا ہے۔ اور مطربوں کا پیشہ انہوں نے اختیار کیا ہے۔ تورانی
مغل بادشاہ سے بہت ہی ناراض ہوئے۔ آخر نظام الملک
اور محمدؐ امین خان نے مخفی طور پر عظیم الشان کے بیٹے
فرخ سیر سے خط و کتابت کی کہ جہاں تک ہو سکے ایک جرار
لشکر لیکر پہنچ جاؤ۔ ہم تمہارے رفیق ہیں۔ چند مغل امیر
مثلاً برلاس خان اور ابو تراب خان وغیرہ معز الدین سے
جُدا ہو کر فرخ سیر کے پاس چلے گئے۔ الہ باد اور بہار
کا حاکم حسن علی خان سید بارہ بھی بہت سی جمعیت لیکر
فرخ سیر سے جا ملا۔ جب فرخ سیر کے پاس بہت سے لشکر
جمع ہو گئے۔ تو شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ ابو تراب نے
مجھ (مصنف رہ) سے بیان کیا۔ کہ پہلے فرخ سیر بہت گھبرایا
کیونکہ اس کے پاس فوج تھوڑی تھی۔ ہند کے تمام
لشکر معز الدین کے ساتھ تھے۔ بعض مغلوں نے فرخ سیر
کو کہا۔ کہ اگر تم سلطنت ہند لینا اور دشمن پر فتح حاصل
کرنا چاہتے ہو۔ تو قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ
حضرت محمدؐ زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر
ہو کر دُعا و توجہ کی درخواست کرو۔ تاکہ تمہارا مطلب
حاصل ہو جائے۔ فرخ سیر نے مغلوں کی وساطت
سے حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں اپنا حال عرض

کر کے دعا و توجہ کی درخواست کی۔ جب اس کا ایلچی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آنحضرت نے اس کے مدعا کے حاصل ہونے کے لئے دعا کر کے ایلچی کو فرمایا۔ کہ انشاء اللہ سلطنت ہند فرخ سیر کو نصیب ہوگی۔

بنگاہِ نیکمردانِ الٰہی
گدائے را دہد تشریف شاہی
توئی خورشید گردونِ عدالت
توئی شاہنشہِ ملکِ ولایت
شنیدستم توئی مقبولِ سبحاں
توانی مشکلم را کردہ آساں
چو رازِ آں براں شہ شد ہویدا
ہماندم ابرِ رحمت گشت پیدا
بگفتند باشہِ فرخندہ کار
ترا فضلِ خدا بہت گشتہ گلزار
بفرخ سیر را فرمودہ دائم
بہ تختِ سلطنت باشی تو قائم

فرخ سیر اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ جب معزالدین کو فرخ سیر کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو اپنے بیٹے عزالدین کو لشکر دیکر اس کے مقابلے پر روانہ کیا۔ جب دونو کی مٹ بھیڑ ہوئی تو سخت لڑائی کے بعد عزالدین شکست کھا کر بھاگ گیا۔ معزالدین بیشمار لشکر لیکر فرخ سیر سے لڑنے کے لئے آیا اور اکبر آباد

کے گردو نواح دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ہنگامہ قتل گرم ہوا۔ آتشِ جنگ بھڑک اٹھی سہ

چو دیدند گردانِ قلب سپاہ | کہ بازاژدہا تاخت بر فیل گاہ
کشیدو کشادند تیر و کماں | بر آمد فغاں از زمین و زماں
زبس در ہوا تیر بر زد ہم | نہ بر رفت گردوں نہ بنشست نم
چو شد در نوا دیدہ میدان تیر | کشیدند شمشیر برنا و پیر
بر آمد چکا چاک شمشیر ہا | کشید آں چکا چاک تا دیرہا
زخوں کہ تیرک زدہ از فرق گاہ | یلاں را بر افراخت بہر کلاہ
شدہ خود ہا چاک چوں لالہ ہا | سپر ہا چو گل گشتہ پر کالہا
گراں گرز در دسر سروراں | وزاں دردہا سرزاں سرگراں
سنانیکہ در دست سفاک بود | سر و مغز را مارِ ضحاک بود
بتر زین بخونِ یلاں گشتہ غرق | چو تاجِ خروسانِ جنگی بفرق
ہم خوں نشانیدہ گردِ سپاہ | چو گردیکہ برشد زماہی بماہ
برافروختہ شاہ رخ در مصاف | برافروختہ تیغ مصر از غلاف

معز الدین کے اکثر امیر قتل ہوئے عبد الصمد خان نے اس جنگ میں کارہائے نمایاں کئے۔ فرخ سیر کے بہت سرداروں کو قتل کیا۔ لیکن نظام الملک اور محمد امین خاں نے ہاتھ تک نہ ہلایا۔ بلکہ عبد الصمد خاں کو کہا کہ تو کیوں لڑتا ہے پھر رنڈی سے جوتیاں کھانا چاہتا ہے۔ جب معز الدین کے امیر مارے گئے۔ تو وہ رنڈی بہت گھبرائی اور پریشان ہو کر کہنے لگی کہ افسوس دوست مر گئے۔ حالانکہ ابھی فوج بکثرت تھی۔ معز الدین کو ہودج میں ڈال بھاگ گئی۔ اور ذوالفقار خان وزیر فوج کو لئے آدھی رات تک کھڑا لڑتا رہا۔ اور پکار کر کہتا کہ بادشاہ یا شہزادے کو میرے پاس لاؤ۔ جب بادشاہ کے بھاگ جانے کا اسے یقین ہو گیا تو وہ فوج لیکر شاہجہان آباد چلا آیا۔ معز الدین اور ذوالفقار خان متفق ہو کر لاہور جانا چاہتے تھے لیکن ذوالفقار خان کے باپ نے نہ جانے دیا اور معز الدین کو قید کر لیا۔ ذوالفقار خان نے بہتیرا کہا۔ کہ اسے چھوڑ دو ہم جا کر لشکر جمع کر کے پھر جنگ کریں لیکن باپ نے کہا۔ کہ بھگوڑے کے ساتھ جا کر کیا کرو گے۔ اب فرخ سیر بادشاہ ہو گیا ہے۔ میں اسے پکڑ کر اسے دونگا

وہ میرا ممنونِ احسان ہوگا۔ جب فرخ سیر شاہجہاں آباد میں آیا۔ تو اسد خاں نے معز الدین کو اس کے حوالے کیا۔ فرخ سیر نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے کہا میری ہڈی مجھے دو اور گذارے کے لئے روٹی۔ میں سلطنت سے باز آیا۔ مجھے زندہ رہنے دو۔ لیکن فرخ سیر نے اسے قتل کر دیا۔ ذوالفقار خاں کو بھی بڑی اذیت سے ہلاک کیا۔ فرخ سیر نے شاہی تخت پر جلوس فرما کر تحائف و ہدایا حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں ارسال کئے۔

ذکر دربیان

سال دہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ التجا کردن سلطان فرخ سیر از آنحضرت برمہم گرو لعین و بشارت دادن آنجناب بر فتح آں ملعون و دستگیر شدن و بقتل رسیدن آں شقی و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب فرخ سیر تخت سلطنت پر بیٹھا تو تمام ارکان سلطنت کو بلا کر کفار کی بیخ کنی کیلئے مشورہ کیا۔ جو بہادر شاہ سے بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے تھے سب نے کہا کہ ہم فرمانبردار بندے ہیں۔ جو حکم ہو گا بجالائیں گے۔ اسی اثنار میں ایک جاسوس نے اطلاع دی کہ گرو اس وقت لاہور سے چالیس کوس کے فاصلے پر گورداسپور کے قریب دامنِ کوہ میں لشکر جمع کرنے کی فکر میں ہے۔ بادشاہ نے قاضی شہر کو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں بھیجکر مہم کفار میں فتح و نصرت کیلئے دعا و توجہ کی التماس کی۔ جب قاضیٔ شہر نے جناب قیومیت مآب رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں دینِ اسلام کی نصرت اور کفار کی مذلت کے لئے درخواست کی تو دیر تک باطنی توجہ کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام کو فتح نصیب ہوگی اور کفار ذلیل ہونگے۔ اور گرو گرفتار ہو گا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا اور عبد الصمد خان کو لاہور کا حاکم بنا کہ اس شرط پر روانہ کیا۔ کہ گرو سے بر سر پیکار ہو۔ محمد امین خان کے بیٹے قمر الدین خان کو بھی ایک جرار لشکر دیکر اس کے ساتھ روانہ کیا۔ جب منزلیں طے کر کے فوج بحر امواج گورداسپور کے قریب پہنچی۔ تو

گرو نے عین شکار کھیلتے وقت ان کی آمد کی خبر سنی۔ اگر وہ دوسری طرف بھاگ جاتا تو بچ جاتا۔ لیکن چونکہ مشیت ایزدی کو کفار کی ذلت اور ان کے فتنہ کا بجھانا منظور تھا اس لئے وہ ملعون ڈر کر قلعہ میں چلا گیا اور فصیل و برج کو ٹھیک ٹھاک کر کے مقابلہ کیلئے تیار ہو گیا۔ عبدالصمد خان اور قمر الدین خان نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور قلعہ کی رسد بندی کر دی۔ اور گولے پھینکنے شروع کئے۔ گرو نے محاصرہ سے تنگ آکر دیوار قلعہ کو توڑ نکل جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن جس طرف جاتا ایک سوار آگ اور تلوار لئے آگے موجود ہوتا۔ اس کو کسی طرف سے نکلنے نہ دیا۔ جس طرف جاتے آگے سپاہی موجود ہوتے اور ان ملعونوں پر آگ کے شعلے پھینکتے۔ جب گرو نے یہ حالت دیکھی۔ تو ہمراہیوں کو کہا کہ اب موت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ موت کے منتظر رہو۔ عبدالصمد خان نے گرو کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہاری بادشاہ سے سفارش کروں گا۔ تاکہ تمہاری تقصیرات معاف کر دے۔ گرو نے اس کے قاصد سے پوچھا کہ عبدالصمد خان کے پاس کس قدر لشکر ہے۔ اس نے کہا کئی ہزار سوار ہیں۔ اس ملعون نے کہا اگر تمام جہان اس کے ساتھ ہو تو بھی میں نہیں ڈرتا۔ بعد ازاں اسی آدمیوں کو جو ایک طرف کھڑے تھے حکم دیا کہ خودکشی کر لو۔ سب نے اپنے پیٹ خنجر سے پھاڑ ڈالے اور یا گرو کہکر زمین پر گر پڑے۔ اور داخل فی النار ہوئے۔ گرو نے کہا کہ جس کی فوج اس قسم کی ہو۔ اُسے دوسرے کا کیا ڈر ہے۔ اور تمام ہندوستان میرے اسی قسم کے لشکر سے پُر ہے۔ اس قصے کے مطابق زمانہ سابق کا ایک قصہ یاد آیا ہے۔ جو یہاں درج کیا جاتا ہے۔ **تمثیل**۔ خلیفہ مقتدر باللہ کے عہد میں جو خلفائے بنی عباس میں سے تھا۔ ۳۱۹ہجری میں قرامطہ بحرین جن کا پیشوا ابو سعید جہانی تھا۔ غالب آئے۔ اور مکہ معظمہ میں جا کر انہوں نے قتل عام مچایا۔ اور چاہ زمزم کو مقتولوں سے پُر کر دیا اور تین ہزار مقتول خانہ کعبہ کے گرد مسجد الحرام میں ڈال دیئے۔ اور حجر اسود کو اُکھیڑ کر بیت الخلا میں پھینک دیا۔ بعد ازاں ابو سعید مکہ معظمہ سے مقتدر باللہ کے ساتھ لڑنے کے لیئے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ پانسو آدمی لیکر ملک ہند میں اُترا۔ مقتدر باللہ نے اپنے ایک بڑے امیر ابی ساج کو تیس ہزار سوار دیکر ابو سعید سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ ابی ساج نے دشمن کو حقیر سمجھ کر خلیفہ کو لکھا کہ میں ابو سعید کو پکڑ کر آپ کے پاس

بھیجدوں گا۔ مقتدر باللہ نے جواب میں لکھا کہ اس کا پکڑنا آسان کام نہیں۔ پُل توڑ دو
تاکہ وہ آنہ سکے۔ ابی ساج نے اس بات کی پرواہ نہ کی۔ اور ابو سعید کو پیغام بھیجا
اور میں اور تم پُرانے ہمنشیں ہیں۔ تم میں میرے مقابلے کی تاب نہیں۔ اگر میری
اطاعت کرو۔ تاکہ تمہارے قصور خلیفہ سے معاف کراؤں۔ یا کسی اور طرف
بھاگ جاؤ تاکہ تمہیں کوئی نہ دیکھے اور سلامت رہو۔ ابو سعید نے اس کے پیغام کو
سُنکر ہنس دیا۔ اور قاصد سے پوچھا کہ ابی ساج کے پاس کتنے مرد ہیں۔ اس نے
کہا تیس ہزار۔ اس نے کہا بخدا! تین بھی نہیں۔ پھر اپنے ایک آدمی کو کہا کہ اپنا سر
کاٹ ڈالو۔ اس نے سر کاٹ ڈالا دوسرے کو کہا پانی میں ڈوب مرو۔ وہ پانی میں
غرق ہو گیا۔ تیسرے کو کہا بلندی پر سے گر کر مرجاؤ۔ وہ بلندی سے گر کر مر گیا۔ ابو سعید
نے کہا جس کے پاس ایسا لشکر ہو اسے دشمن کا کیا خوف۔ قاصد کو کہا۔ جاؤ
تمہاری جان بخشی کی لیکن ابی ساج کو کتوں کے ساتھ زنجیر میں جکڑا ہوا تمہیں دکھاؤنگا
اسی رات ابی ساج پر شبخون کر کے بہت سوں کو قتل کیا۔ اور بعض کو بھگا دیا اور
ابی ساج کو پکڑ کر زنجیروں سے جکڑ کتوں کے ساتھ باندھا۔" القصہ جب عبد الصمد خان
نے دیکھا کہ گرو اپنی ہٹ پر قائم ہے۔ تو ایک منصوبہ باندھا اور گرو کو پیغام بھیجا کہ
ہم بادشاہ سے بہت تنگ آگئے ہیں۔ کیونکہ وہ سلطنت کے لائق نہیں لاؤ تمہیں
دار الخلافے میں لیجا کر تخت سلطنت پر بٹھادوں۔ وہ کور باطن اس دھوکے میں
آگیا۔ لیکن اس کے چیلوں نے اسے قلعہ سے باہر نہ جانے دیا اِتنے میں اہل قلعہ
مارے فاقوں کے مرنے لگے۔ بہت سے بھوک سے تنگ آکر قلعہ کی دیوار پر کھڑے
ہوکر مسلمانوں سے روٹی مانگتے جب مسلمان انہیں روٹی دیتے تو وہ روٹی لینے کیلئے
اس قدر جلدی کرتے کہ قلعہ پر سے گر کر مرجاتے۔ جب قلعہ والوں کا ناک میں دم
آگیا تو گرو نے مجبور ہو کر عبد الصمد خان سے صلح کر لی۔ عبد الصمد خان نے اس ملعون
کو قلعہ سے نکال لوہے کے پنجرے میں بند کر کے اس کے سات سو چیلوں کو
زنجیروں سے جکڑ دار الخلافہ کی راہ لی۔ جب سرہند پہنچا۔ تو گرو کے سر کے چاروں
طرف آہنی سیخیں لگادیں تاکہ سر کو اِدھر اُدھر نہ کر سکے۔ ایک شخص کے ہاتھ میں ننگی
تلوار دیکر اس کے پاس کھڑا کر دیا۔ اور اس کے چیلوں کو نہایت بیعزتی اور رسوائی

سے شہر میں پھرایا۔ جب سرہند کے باشندوں نے گرو کو اس ذلت کی حالت میں دیکھا
تو نہایت خوش ہوئے۔ اور پھولے نہ سماتے تھے۔ کیونکہ اسی کے ہاتھ سے انہوں نے
طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائی تھیں۔ سرہند کے لوگ گرو کو گالی دیتے اور پتھر مارتے تھے
تین روز سرہند میں رکھ کر اس ملعون کو دار الخلافہ میں پہنچایا۔ لیکن نہایت بے عزتی و
رسوائی سے اور اس کے چیلوں کے سروں پر لکڑی کی ٹوپیاں پہنا کر شہر میں لایا
بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سخت عذاب دیکر قتل کرو۔ پہلے اس کے شیرخوار بچے کو اسکی
گود میں قتل کر کے اس کا جگر نکال کر گرو کے منہ میں دیا۔ اس نے کہا اس بچے کی کیا تقصیر
ہے۔ انہوں نے کہا مسلمانوں کے اس قدر بچوں کا کیا قصور تھا جنہیں ان کی ماؤں
کے پیٹ پھاڑ کر تو نے نکالا اور ذبح کیا۔ بعد ازآں گوشت کو ریزہ ریزہ کر کے ہزار ہا
تکلیف سے اسے قتل کیا۔ اور اس کے چیلوں کی بھی یہی گت بنائی۔ گرو کے قتل
ہونے سے مسلمان نہایت ہی خوش ہوئے۔ دوگانہ شکر بجا لائے اور حضرت خلیفۃ اللہ
رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے روانہ کئے۔ آنحضرت بھی اس ملعون کے
قتل سے نہایت خوش ہوئے۔ اور بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوئے۔

ذکر دربیان

بشارت دادن حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ پسر حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ مریدان خود را بقطبیت حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

ایک روز حضرت محمد سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ
کے خلیفہ شیخ محمد معظم نے اپنے پیر کی خدمت میں عرض کیا کہ شیخ محمد زبیر کے مرید اپنے
پیر کو قطب و قیوم بتلاتے ہیں۔ یہ سخت گستاخی ہے کہ جناب کے حضور میں کسی اور سے
اس منصب اعظم کو منسوب کریں۔ حضرت محمد صدیق نے صدق باطن سے فرمایا۔ کہ جب
ہم دونوں اکٹھے ہوں مجھے یاد دلانا۔ جب ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ
کسی تقریب سے حضرت محمد صدیق کی ملاقات کے لئے تشریف لیگئے تو شیخ محمد معظم نے
وہ بات حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کو یاد دلائی۔ آنجناب اس جلیل القدر امر کے
انکشاف کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب مجلس برخاست ہوئی۔ اور حضرت سلطان الاولیاء

اپنے دولتخانہ کی طرف تشریف لیجانے لگے۔ تو شیخ محمد معظم نے حضرت محمد صدیق رح سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اس بارے میں خوب توجہ کی ہے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ منصب شیخ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے کسی اور کو حاصل نہیں۔ جو شخص انہیں قیوم و قطب الاقطاب نہ مانے گا وہ جنابِ الٰہی سے دور جا پڑے گا۔ حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کا انصاف دیکھو سے

چو صدیق اکبر در و صدق دید　　　　بہم نامیِ خویشتن بر گزید

اس روز سے شیخ محمد معظم حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بڑے معتقد ہو گئے۔

ذکر در بیان

سال یازدہم از جلوس قیومیت و بیان سلطنت و ارشاد آنحضرت و رجوع آوردن خلائق از مشرق تا مغرب از مشائخ عظام و علمائے کرام و سلاطین ہفت اقلیم بجناب قیومیت مآب سلطان الاولیار حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

کامل عقل والے سخن پرداز اور صاحب فضیلت معنی طراز اشخاص نے بات کی یوں شیرازہ بندی کی ہے کہ صبح نفس معنی رسوں نے ادراک کامل اور ابلاغ فاضل سے کوئے ضلالت کے کور باطنوں کے لئے شاہراہ حق شناسی راست کیش اور نیک نہادی پر ہدایت کا چراغ رکھ کر کمالات صوری و معنوی کے مقبول اور اندرونی و بیرونی تجلیات کے مظہر ہوئے ہیں سے

روشن گہراں ور بطن ہمہ درخشند　　　　در جلوہ گری جملہ جہان جلوہ بخشند

والامناقبت۔ شفا بخش بیماران بادیہ ضلالت۔ ہادیِ گم گشتگان زاویۂ ذلت۔ عارف محقق۔ کامل مدقق۔ مظہر تجلیات جمالی و جلالی۔ مورد کرامات عالی متعالی آفتاب عالمتاب۔ منبع عبادت و عرفان۔ بہار گلزار دین و ایمان۔ پیر پیران۔ ملجاء عالمیان۔ دستگیر درماندگان۔ محمود الاصفیار۔ مکارم الاتقیار۔ سلطان الاولیار رضی اللہ عنہ الہامات الٰہی کی تائیدات سے مسند ارشاد اور وسادۂ اجلال پر جلوہ افروز ہو کر کارخانہ ایجاد کی زینت کو بڑھانے والے۔ محافل عظمت کی شان کو دوبالا

کرنے والے ۔جلوہ افروز عالم و عالمیان ۔ اور رونق آرائے جہان و جہانیاں ہوئے اس سعادت آمیز وقت میں گلزار زمانہ نقش و نگار سے شاداں تھا ۔بہار معنی کے باغبان اور گلستانِ نکتہ دانی کے خوش الحان بلبل کو تازہ رونق اور بشاشت حاصل ہوئی ۔جہان بمنزلہ باغ نشو و نما پا رہا تھا ۔مدارج عظمت کے باغ اور مدامت مکرمت کے بوستان میں چاروں طرف سے خلقت گول سر چکور اور موروں کیطرح خیابان میں جلوہ افروز تھیں اور صوفی نہاد قمریوں کی طرح شوق کے نعرے مار رہے تھے ؎

گل کرد و بہار عشق سازاں جو شبید دماغ عشق بازاں
از جلوۂ او بہفت اقلیم چند ہزار تخت و دیہیم

جہان کی چھ طرفوں سے بلند اقبال بادشاہ ۔صاحب حال صوفی اور تمام چھوٹے بڑے اس مرشد زمانہ ۔قیوم زمان ۔ والئے ملک عرفان کی ہدایت و ارشاد کا شہرہ سنکر ٹڈی دل کی طرح امڈے چلے آتے تھے ۔خلق اللہ کی کثرت ہجوم سے بادشاہوں کو بھی آنحضرت کی کرامت مآب جناب میں ہزار دقت سے داخل ہونا نصیب ہوتا ۔ آنجناب کے قدوم میمنت لزوم سے لوگ مغرور و مفتخر ہوتے تھے ۔ اس چمن روزگار کی نوبہار اس عالی نژاد کے ارشاد کی نسیم کے فیض سے خوشۂ پروین و ماہ سے بھی زیادہ شگفتہ تھی ؎

چوں از دم باد نوبہاری گل بر سر شعلہ زد عماری
بر دست صبا نگار بستند پیرایہ نوبہار بستند
دوراں بہ بہار رنگ و بو داد گلدستہ بدست آرزو داد
زانگونہ کہ ابر در چکانی کز مغز خرد چکد معانی
بر سر و چمن بباد شبگیر دشت تبت و بہار کشمیر
باد سحر و ترانہ ہمدوش بوئے گل و مل بہم در آغوش
بستند بہ نوبہار آئیں شد ہند بنگار خانۂ چیں
طاؤس چمن بجلوہ سازی بلبل ز جنوں بہ شعلہ بازی
خضرائے زمیں شگفتہ گل گل در سایہ گل رمیدہ سنبل

سوری و سمن بہم نشستہ برساعد لالہ پارہ بستہ
سنبل کف پائے سروبستاں خلخال بپائے نوعروساں
گل رابکفِ نگار پیوند مشاطۂ صبح حنابند
نوکردہ بہار عشقِ دیریں پیچیدہ صبا بہ شاخ نسریں
گلبرگ چکاند چشمۂ نوش فوارۂ غنچہ آتشیں جوش
مرغانِ چمن بہ نکتہ دانی چوں برہمناں بہ بید خوانی
بروند بنفشہ را بہ تعجیل کہ ایں جانہد جامہ در نیل
آب ازلب جوئے نغمہ پیوند برسوسن دہ زباں زباں بند
ازسبزۂ تربہ چشم بیناں مستانہ ہوا شکستہ سیناں
سرگوشیٔ گل بدوش شمشاد برمرغِ چمن کشاد فریاد
گل پردۂ شرم درکشیدہ بلبل دمِ گرم برکشیدہ
درمطلع ایں چنیں بہارے کادرد فلک بہ روزگارے

اس سعادت قراں۔ بہجت تواماں میں دستگیر بیکساں ملجاء مریداں مقبول الانام۔ مکارم الاصفیاء سلطان الاولیاء محامد اوصاف کریمہ خلوت وجلوت میں کمالات الٰہی اور رحمت نامتناہی سے ہر روز ہزارہا آدمیوں کو صحرائے گمراہی کی حیرانی و پریشانی سے نکال ان کی رہنمائی کرتے تھے ؎

زہے قیوم ظل اللہ سبحاں ہدایت بخش گمراہان خذلاں
تہی مرہم دل شکستہ مجروح زطوفانِ ولایت کشتیٔ نوح
درآمد در عبادت جملہ اشیأ بدرگاہِ شہِ خورشید سیما
درآمد رحمتِ حق اندر آں دم دوائے تو منم اے قطب عالم
دگربار آمد ندائے حق بدرگاہ زمن بشنو سریر فیض را شاہ
چراغ راہِ گمراہاں تو باشی مریداں را ازدستِ تو مناصی
بفرمانِ ندائے غیب سلطاں عمل کردہ بجا آوردہ فرماں
ہمہ ذرات عالم شاد فرخ مبارکباد میموں باد فرخ
ہمہ طائر پذیراں را آشیانہا دعا کردند بر سلطانِ جانہا

همہ گشتہ نثارِ سرورِ دیں چہ طاؤس و کبوتر باز و شاہیں
همہ حیواں نثارِ شاہ گشتند ہم گاو و غزالاں شیر مستند
همہ عالم باطرافش دویدند ز افلاک ملائک صف کشیدند
شدندش جمع در درگاہِ وافی گناہِ جملہ مردم شد معافی
مرید معتقد گشتند شہ را نثاراں گشت فرق مہر ومہ را
عفو آمد عفو بر حضرت شاہ درخشندہ برنگِ صورتِ ماہ
ولایت را بلند آوازگی داد کرامت زو گرفتہ فیض ارشاد
بہ قیومی شفاعت باز کردہ طفیلِ تو جہاں گلزار کردہ
باوصافِ کرامت شہرہ یافت بسا اہلِ کرامت را برانداخت
بہ ہر جا شیخ و زاہد مے شنیدی بہ شب رختِ اقامت میکشیدی
مریدے گشت در عالی جنابی سپہرِ معرفت را آفتابی
مطیع اوست ہر جا شیخ و زاہد بود میعادِ ہر جا ہست عابد
سگِ درگاہ آں شاہنشہِ دیں شرف دارد بر شیرانِ خونیں
کمال الدین یوسف شاہِ اعلیٰ زدہ گردوں بر اوجِ کوس والا
کراماتش چہ ساں تحریر سازم زشرمِ خود سیاہی میگدازم
بفضلِ کن لکا ربا بالفضل زبا رغِ خود ببیں ایں بلبلِ گل
چراغ از غیب نہ تا راہ بینم گلِ باغِ ہدایت را بچینم

آنحضرت کا جاہ و جلال اس قسم کا تھا کہ جناب کی مجلس مبارک میں بڑے بڑے امیر اور بادشاہ دم نہیں مار سکتے تھے۔ اور نہ ایک دوسرے سے کلام کرتے تھے بلکہ نقش بر دیوار کی طرح بیٹھے رہتے تھے جب کبھی آنحضرت ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ یا کسی شیخ سے کچھ پوچھتے تو وہ اس طرح سٹ پٹا جاتے کہ جواب دینے کی سکت ان میں نہ رہتی۔ زبان میں لکنت آجاتی۔ اگر اتفاقاً بیٹھے ہوتے تو بڑی جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور آنحضرت کی تعظیم کے لئے اپنے آپکو اس قدر جھکاتے کہ ان کا سر زمین تک پہنچ جاتا۔ جب تک آنحضرت بیٹھنے کے لئے حکم نہ دیتے اسی ہیئت میں کھڑے رہتے۔ اس قبلہ دوجہاں کے حضور میں بیٹھنے کی کسی کو مجال نہ تھی۔ صرف وہ

شخص بیٹھتا جسے امر ہوتا۔ جب آنحضرت لوگوں کی طرف نگاہ کرتے۔ تو لوگ بے اختیار ہاتھوں کو سر پر رکھ کر تعظیم کرتے۔ آنحضرت کے فرزند بھی دوسروں کی طرح ڈرتے رہتے انہیں بھی بات کرنے کی مجال نہ تھی۔ اور نہ ہی اجازت بغیر بے تکلف بیٹھ سکتے تھے۔ جب آنحضرت خلوت خانہ سے مسجد میں تشریف لائے۔ تو اثنا تئے راہ میں مرید اور امیر لوگ اپنی عمدہ عمدہ چادریں اور شالیں غرضیکہ اپنا لباسِ فاخرہ آنحضرت کی راہ میں بچھاتے۔ آنحضرت اس فرش پر سے گذر کر مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے جاتے بعد ازاں لوگ اس لباس کو بطور تبرک رکھ چھوڑتے۔ اور اس پر فخر کرتے کہ آنحضرت نے اس لباس پر اپنا قدم مبارک رکھا ہے۔ آنحضرت کی مسند سے لیکر مصلّے تک تمام فرش ہی فرش ہوتا۔ علاوہ ازیں اُٹھتے بیٹھتے وقت بھی لوگ ایسا ہی کرتے۔ سلطنت کے اراکین عظام آنحضرت کو نعلین پہنانے کے لئے ایک دوسرے کو زر کثیر دیکر اس کی باری خرید کر لیتے۔ پھر بھی نصیب نہ ہوتا۔ کسی شخص کی جرأت نہ تھی کہ آنحضرت کے دولتخانہ کے پاس سے سوار ہو کر گذرے۔ جب دور سے دیکھتے تو پا پیادہ ہو جاتے اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ دولتخانہ کے پاس سے گذر جاتے۔ پھر دور جا کر سوار ہوتے۔ حالانکہ خانقاہ شارع عام میں تھی لیکن کسی کو سوار ہو کر گذرنے کی جرأت نہ تھی۔ ہر اعلیٰ ادنیٰ خواہ مرید ہوتا یا غیر مرید آنحضرت کی سواری کے وقت سامنے سے سوار ہو کر نہ آتا۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ جن شخصوں کی سواری میں ہزار ہزار سوار تھے۔ وہ بھی آنحضرت کو دُور سے دیکھ کر بے اختیار پا پیادہ ہو لیتے۔ کسی شخص کیلئے آنحضرت کی سواری نہ ٹھیرتی۔ خواہ کیسا ہی امیر کیوں نہ ہوتا۔ بڑے بڑے امیر آنحضرت کی سواری کے ساتھ عوام الناس کی طرح پیدل چلتے۔ آنحضرت کی سواری کے وقت شہر و بازار میں وہ شور و غوغا ہوتا کہ بادشاہوں کی سواری کے وقت بھی نہ ہوتا تھا۔ آنجناب کے حضور میں کسی کی جرأت نہ پڑتی تھی کہ امرا کی تعظیم کرے۔ حتیٰ کہ ان کے اپنے نوکر بھی تعظیم نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز میں (مصنف رح) بیٹھا ہوا تھا۔ کہ خبر آئی کہ سلطان ہند کا وزیر اعظم زیارت کے لئے آتا ہے۔ آنحضرت نے تامل کے بعد فرمایا۔ کہ آنے دو۔ آنحضرت کا طریقہ یہ تھا۔ کہ جب کوئی رئیس یا امیر زیارت کے لئے آتا تو پہلے اس کی اطلاع آنحضرت کو دی جاتی۔ اگر حکم ہوتا تو اسے آنے دیتے ورنہ

واپس چلا جاتا۔ اگر آتا تھا۔ تو دیر تک آنحضرت اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ بعد ازاں جب متوجہ ہوتے تو صرف ایک آدھ بات سُنکر اسے رخصت کر دیتے تھے۔ جب وزیر اعظم آنحضرت کی بارگاہ قیومیت میں داخل ہوا۔ تو اس کے ملازم جو پہلے آنحضرت کی خدمت میں موجود تھے۔ اس کی تعظیم بجا نہ لائے۔ دیر بعد آنحضرت اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے کچھ اپنے مطالب عرض کئے لیکن آنحضرت نے جواب نہ دیا۔ آخر دو تین نصیحتیں کر کے رخصت کر دیا۔ اس نے پھر اپنے مطالب عرض کئے تو بھی آنجناب نے پرواہ نہ کی۔ آخر اس نے بڑے مخدوم زادہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ موقع پا کر ان کے جوابات حاصل کریں۔ اور تبرک کے طور پر کچھ لے لیں۔ مخدوم زادہ بھی ڈر کے مارے عرض نہ کر سکے۔ اور نہ ہی تبرک کے طور پر کچھ لے سکے۔

ایک شخص نے مجھ (مصنف رح) سے بیان کیا۔ کہ میں ایران۔ توران اور ہندوستان وغیرہ ممالک کے بادشاہوں کی مجلسوں میں اکثر رہا ہوں۔ اور مشائخ کے احوال کی کتابیں بھی مطالعہ کی ہیں لیکن اس قسم کا بے اختیاری ادب اور تواضع وتعظیم جو حضرت شیخ محمد زبیر کا ہوتے دیکھا ہے۔ نہ کسی بادشاہ کا ہوتے دیکھا نہ مشائخ سلف کا ہوا سُنا۔ واقعی جیسا اس نے بیان کیا ایسا ہی تھا۔ میں (مصنف رح) نے امرا اور بادشاہوں کی اکثر مجلسیں دیکھی ہیں۔ اور گذشتہ مشائخ کے احوال کا مطالعہ کیا ہے لیکن اس قسم کا ادب نہ دیکھا نہ سُنا۔ یہ آنحضرت کا خاصہ تھا۔ بلکہ بعض قصداً آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہم اس قدر تعظیم نہیں کریں گے لیکن جب آنحضرت کی زیارت کی۔ تو دوسروں کی طرح آداب بجا لائے۔ اور اپنے خیال سے توبہ کی۔

آنحضرت کی کثرت ارشاد اس درجہ تھی۔ کہ امت محمدی کے کسی شیخ کو نصیب نہیں ہوئی اور نہ کسی مورخ نے کسی کی بابت کسی کتاب میں لکھا ہے۔ البتہ حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم رضی اللہ عنہ کا ارشاد اس درجہ کا تھا۔ دنیا کے مختلف حصّوں سے اس عالم پناہ کی بارگاہ میں خلقت اس کثرت سے حاضر ہوتی کہ اس کا شمار نہ ہو سکتا تھا۔ جن مشائخ کبار کے ہزارہا مرید تھے وہ اپنی شخصیت ترک کر کے آنحضرت کے مرید ہوتے تھے۔ اور ہر روز سینکڑوں آنجناب کے دستِ مبارک پر

توبہ وانابت کر کے شرف سعادت سے مشرف ہوتے۔ جو لوگ آنحضرت کی خدمت میں
سلوک باطنی حاصل کرتے آنحضرت انہیں ایک ہفتے بعد توجہ اور نسبت کا القا فرماتے
ہر روز سو سے زیادہ آدمیوں کو توجہ دیتے تھے۔ پس اس حساب سے سات روز میں
ہزار کے قریب آدمی ہو جاتے ہیں۔ جو آنحضرت کی خانقاہ میں موجود رہتے تھے۔
ان کے علاوہ کئی ہزار خانقاہ سے باہر رہتے تھے۔ ان کے بغیر جو خلافت سے
مشرف ہو کر چلے جاتے وہ جدا ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ گزشتہ و
آیندہ مشائخ میں سے کسی کا ارشاد اس قدر نہیں ہوا۔ یہ کثرت ارشاد صرف
آنحضرت کو حاصل تھی۔ اسی واسطے آنحضرت کو جناب الہی سے الہام ہوا۔ کہ تم اس
اُمت کے آخری مشہور شیخ ہو۔ یعنی آئندہ کوئی ایسا شیخ نہیں ہوگا ؎

بعد ازیں ہرگز نہ بیند صبح و شام ہمچو قطبے در زمانہ ہمچو احسان کلام

ذکر دربیان

سال دوازدہم از قیومیت حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ،
عرضداشت کردن والیِ شام بخدمت آنحضرت قضایا کہ دریں
سال واقع شدہ اند

جس سال حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے جد امجد حضرت حجۃ اللہ
رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو تشریف لے گئے۔ اسی سال شیخ مراد شامی خلیفہ حضرت
عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے محمد کو جو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ
کا ہم عمر تھا۔ آنحضرت کی خدمت میں مرید کرایا۔ آنحضرت نے انہیں دنوں اسے
خلافت عنایت کر کے ملک شام میں بھیج دیا۔ اس ملک میں اسے قبولیت عامہ
نصیب ہوئی۔ اور اس کی مشیخیت کا بہت کچھ رواج ہو گیا۔ ملک شام کے تمام چھوٹے
بڑے اعلیٰ ادنےٰ اس کے معتقد و مرید ہو گئے۔ لیکن بسبب مفارقت اور درازیٔ
فاصلہ اس کے اعتقاد میں کچھ فرق آ گیا۔ اپنے آپ کو آنحضرت سے مستغنی سمجھنے لگا
ایک روز فجر کی نماز کے بعد مراقبہ کے حلقہ میں یاروں سمیت بیٹھا تھا۔ کہ اپنے باطن
کو بہت کچھ مکدر پایا۔ بہتیرا حق تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوتا لیکن فیض کا اثر ظاہر نہ ہوتا

جن مُریدوں کو القاکرتا انہیں بھی کشائش باطنی حاصل نہ ہوتی۔ اسواسطے بہت گھبرایا اور نہایت عاجزی سے بارگاہ الٰہی میں اپنے باطن کی ترقی کے لئے التجا کی۔ اِسی اثنار میں غیب سے آواز آئی کہ شیخ محمد زبیر اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ ہے اور اہل عالم کا قبلہ توجہ ہے۔ تو اس کا مرید ہوکر اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ تیرے باطن کو کیونکر ترقی نصیب ہو۔ جو شخص اپنے آپ کو قیومِ وقت سے مستغنی سمجھتا ہے اس کا دین وایمان خراب ہو جاتا ہے۔ شیخ محمد نے اسی وقت حد سے زیادہ توبہ و توجہ کی۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور آنجناب سے فیض کا منتظر ہوا۔ آنحضرت کی طرف توجہ کرتے ہی اس کے باطن میں ترقی پیدا ہوئی بعد ازآں ایک عرضی مع تحفہ وہدایا حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ والئے شام نے صرف یہ خیال کیا تھا۔ کہ میں انبیار کے مزارات اور بیت المقدس کی خدمت کرتا ہوں۔ مجھے کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔ اسی رات خواب میں دیکھا۔ کہ چند سپاہی اُسے پکڑ کر لوہے کے ڈنڈوں سے مارپیٹ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تم قطب الاقطاب وقیومِ زماں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہو حالانکہ وہ محبوب خدا ہے اور تمام اولیا اس کے محتاج اور اس کے فیض برکات کے منتظر ہیں۔ جو شخص اس کا معتقد اور اس کی قیومیت کا قائل نہیں ہوتا۔ وہ فیض الٰہی سے محروم اور غضب الٰہی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اسی صبح والئِ شام شیخ محمد کے پاس آکر اپنے کیے سے تائب ہوا۔ اور غائبانہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا مرید ہوگیا ایک عرضی مشتمل بر عجز ونیاز وبیعت مع تحف وہدایائے شام حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ جب شیخ محمد اور والئِ شام کے قاصد آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت نے ان دونو کے حق میں دعائے خیر کی اور تحفے ہدیئے قبول فرمائے۔

ایک دفعہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے یار مخصوص حاجی سعادت اللہ ملک شام میں شیخ محمد کے پاس گئے۔ مدت تک وہاں رہکر پھر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ شیخ محمد حد سے زیادہ آنحضرت کی زیارت کا مشتاق ہے۔ چنانچہ اس کی آرزو تھی۔ کہ جس طرح حضرت قیوم ثالث

حج کے لئے تشریف لائے تھے اور میرے باپ نے استقبال کیا تھا۔ اسی طرح اگر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ حج کے لئے تشریف لائیں۔ تو میں آنحضرت کا استقبال کروں اور یہ محل اور مکانات آنحضرت کی رہائش کے لئے نذر کر رکھے ہیں۔ لیکن اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔

میرے (مصنف رح) چچا شیخ محمد برکت اللہ ملک شام میں گئے۔ تو شیخ محمد اور والیٔ شام نے آپ کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھ کر حد سے زیادہ آپ کی خاطر تواضع کی۔ شیخ محمد برکت اللہ شام ہی میں فوت ہوئے۔ آپ کا مزار نہایت پُرتکلف بنایا گیا شیخ محمد اور ملک شام کے اور بڑے بڑے آدمی ہر سال حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں اپنی اپنی عرضداشت معہ تحف وہدایا ارسال کرتے ہیں۔

ذکر دربیان

سال سیزدہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ۔ عرضداشت کردن والیٔ روم بخدمت آنحضرت وبیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہٗ کے خلیفہ شیخ مراد شامی کے دو لڑکے تھے ایک شیخ محمد جو باپ کے بعد مسندِ ارشاد پر بیٹھا اور تمام شام و روم کے لوگ اسی کے مُرید ہوئے۔ بادشاہِ روم بھی اس کا معتقد تھا۔ چنانچہ تمام چھوٹے بڑے کام اسی کے مشورے سے کرتا۔ دوسرے بیٹے کا نام شیخ مصطفےٰ تھا۔ جو بادشاہ روم کا وزیر تھا۔ اور تمام سلطنت روم اسی کے اختیار میں تھی۔ جو چاہتا کرتا۔ یہ دونو بھائی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے مرید تھے۔ شیخ محمد کو آنحضرت نے خلافت دے رکھی تھی۔ مصطفےٰ کو اپنے باپ سے خلافت عطا ہوئی تھی۔ جب اِن دونو بھائیوں نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں تو مصطفےٰ نے سلطان روم کو کہا۔ کہ تمہارے باپ دادا اسی خاندان کے مُرید تھے۔ تم بھی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے مرید ہو جاؤ۔ اور آنحضرت سے دعا و توجہ طلب کرو تاکہ تمہاری سلطنت کو استقلال ہو۔ آنحضرت اس وقت اہل عالم کے قبلہ توجہ ہیں۔ بادشاہ نے اس بات کی پرواہ نہ کی۔ مصطفےٰ نے دوسرے روز

پھر کہا - بادشاہ نے کہا میں حرمین الشریفین کی خدمت کرتا ہوں - اور بیت المقدس اور مزارات انبیاء کی خدمت میرے سپرد ہے - میرے سلطنت کا استقلال ان کے طفیل ہے - میں پھر کسی کا مرید کیوں بنوں - مصطفےٰ یہ سُنکر اس سے بیزار ہوگیا اور اس کے پاس سے اُٹھ کر گھر چلا آیا اور وزارت کا عہدہ چھوڑ دیا - ایک رات بڑی عاجزی سے بارگاہ الٰہی میں التجا کی کہ اے پروردگار! اگر حضرت محمد زبیر قیوم وقت ہیں - تو اس بادشاہ کو کوئی نشانی دکھلا - اُسی رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ تمام انبیاء کرام معہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں بیٹھے ہیں اور حضرت سلطان الاولیاء بھی اس جگہ موجود ہیں - تمام انبیاء مجھے جھڑک کر فرماتے ہیں کہ محمد زبیر کی خدمت کیوں نہیں کرتے وہ تو قیوم وقت اور قطب الاقطاب اور محبوب پروردگار ہے - جو شخص اس کا معتقد نہیں وہ فیض الٰہی سے محروم ہے - پھر اس کا کان اینٹھ کر کہا - کہ یاد رکھو اس کی خدمت کرنا ہوگی - صبح بادشاہ نے مصطفےٰ کو بُلا کر رات کا خواب سُنا اور اپنے کیے سے توبہ کر کے ایک عرضی دوبارہ عجز و نیاز معہ تحف و ہدایا جناب قیومیت مآب کی خدمت میں ارسال کی -

اسی سال ایک صاحب حال درویش محمد شاکر نام آنحضرت کا مرید ہوا - اس نے مجھ (مصنف رح) سے اپنے مرید ہونے کا باعث یہ بیان کیا - کہ ایک روز میں خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کے مزار پر مراقبہ کئے بیٹھا تھا - کہ خواجہ صاحب نے مجھے فرمایا کہ اگر قرب الٰہی کا انتہائی درجہ چاہتے ہو - تو قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ حضرت شیخ محمد زبیر کے مرید بنو - میں خواجہ صاحب کے فرمان کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بعیت سے مشرف ہوا - ایک روز میں آنحضرت کے حلقہ مراقبہ میں بیٹھا تھا - کہ اچانک میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی طرف متوجہ ہوا اور آنجناب سے فیض باطنی کا منتظر ہوا - اتنے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر ظاہر ہو کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے سر اور منہ کو چوم کر فرمایا ؎

در انجمن کہ نسیمے ز زلف طرۂ دوست　　چہ جائے دم زدن نافہ ہائے تاتار یست

بعد ازاں مجھے مخاطب کر کے فرمایا - کہ جہاں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہٗ ہے وہیں

مَیں ہوں۔ تم کیوں ان کے حضور کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور انہیں چھوڑ کر دوسری طرف خیال کرتے ہو۔ مَیں نے توبہ کی اور آئندہ کسی کی طرف متوجہ نہ ہوا۔

اسی سال ایک عزیز جن کی پیشانی سے آثار ہدایت اور انوار سعادت نمایاں تھے احمد آباد سے آکر آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوا۔ اس نے بھی مجھ (مصنف رحمہ) سے اپنے مرید ہونے کا سبب بیان کیا جو حسب ذیل ہے۔

مَیں خدا طلبی کے لئے فقرا اور گوشہ نشینوں کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے سُنا کہ ایک درویش پہاڑ میں رہتا ہے۔ جس نے خلقت کی آمد و رفت کا دروازہ اپنے لئے بند کر رکھا ہے۔ اور عشرت پر عزلت کو ترجیح دے رکھی ہے مَیں منزلیں طے کر کے اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور فیض کے لئے التماس کی تو اس نے کہا کہ مَیں تجھے قطب الاقطاب کے پاس بھیجتا ہوں۔ جاؤ شاہجہاں آباد میں جا کر حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کے مرید بنو۔ جو اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم زماں ہیں اور تمام اولیا انہیں کے فیض برکات کے منتظر ہیں ؎

دریں زمانہ اگر مدعائے خود خواہی　　در آبدر کیہ فیاض حضرت ابن شاہی

اور میرے حق میں توجہ و دعا کے لئے التماس کرنا۔ مَیں اس بزرگ کے فرمان کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مُرید ہوا۔

اسی سال شیخ عبدالاحد المعروف بہ شاہ گل جو حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں کے سردار تھے اور جنہوں نے اپنے باپ اور چچا یعنی حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہما سے کمالاتِ باطنی حاصل کر کے خلافت پائی تھی اور نہایت صاحبِ کمال تھے۔ اس دارفانی سے کوچ کیا۔ جب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو آپ کی وفات کی اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا "گل بجنت رسید" پھول باغ میں پہنچ گیا۔ خود بنفس نفیس آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور آپ کی نعش کو سرہند بھیجدیا جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بڑی خانقاہ میں حوض کے اوپر مدفون ہوئی۔ آپ کے مرقد پر ایک حجرہ تعمیر کیا گیا۔ شیخ عبدالاحد شعر خوب کہا کرتے تھے چنانچہ آپ کا دیوان اور مثنوی مشہور و معروف ہیں۔ آپ کا تخلص "وحدت" تھا واقعی تخلص بھی عمدہ تھا۔ چنانچہ یہ شعر آپ کا ہے ؎

در آبِ حدیث بازیچۂ دوئی بگذار درونِ کعبہ ہم از کعبتین بے ادبی است

ذکر در بیان

سال چہار دہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ رجوع کردن حافظ نور محمد سیالکوٹی و شاہ گل کہ از مشائخ عظام وقتِ خود بودند بخدمت آنحضرت وطلبِ استمداد و توجہ کردن سلطان محمود قندھاری از آنجناب بر مہم ایران و فتح یافتن او برآں ولایت

اس سال حافظ نور محمد سیالکوٹی جو اپنے وقت کے ایک بڑے شیخ تھے۔ آنحضرت کے مرید ہوئے۔ جس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ حافظ نور محمد صاحب پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہٗ کے خلیفہ میر محسن کے مرید تھے۔ اور حضرت امام معصوم اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہما سے بھی فیض حاصل کر چکے تھے۔ غرضیکہ نہایت صاحبِ حال تھے۔ اور آپ کے ارشاد سے بہت لوگوں کو فائدہ ہوا۔ ایک روز حافظ صاحب نے بڑی عاجزی سے بارگاہِ الٰہی میں مناجات کی کہ پروردگار میں اس زمانے میں تیرے کس دوست سے رجوع باطنی کروں۔ آپ کو الہام ہوا کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں رجوع کرو کیونکہ وہ قطب الاقطاب اور قیوم روزگار ہے

در آں دم شاد شد شکرِ خدا کرد ثنائے حق در آں ساعت ادا کرد

اپنے تمام مخلصوں اور مریدوں کو حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں بھیجا لیکن خود بسبب ضعفِ بدن حاضرِ خدمت نہ ہو سکے۔ اِس مضمون کی ایک عرضی آنجناب کی خدمت میں بھیجی۔ کہ یہ بے پر و بال اس عالی خاندان کا تربیت یافتہ ہے۔ بسبب ضعف باطنی حاضر خدمت نہیں ہو سکتا۔ امید ہے کہ اس مسکین بے تسکین پر توجہ فرمائیں گے تاکہ حق تعالیٰ اسے باطنی استقلال عنایت فرمائے

شہنشاہا خدایت کارساز است کہ او از بہرِ تو عالم نواز است
تو بنوازی تو بنوازی گدا را برآری بہرِ حق حاجاتِ ما را
نخواہی ہرچہ از سبحاں بیابی توئی ملک کرامت کامیابی

جب حافظ نور محمد کی عرضی آنجناب کی خدمت میں پہنچی۔ تو آنحضرت نے

حافظ صاحب کے حق میں دعا و توجہ فرمائی - اور آپ کے باطن میں اپنی خاص نسبت کا القا فرما کر گڑھے سے نکال کمالات الٰہی کے اوج پر پہنچا دیا - اور قرب الٰہی کے انتہائی درجہ پر لے گئے - جب حافظ صاحب نے آنحضرت کی توجہ کا اثر اپنے باطن پر دیکھا - تو بعد شکر گزاری اپنے یاروں کو فرمایا - کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس کمزور بوڑھے کو از سرِ نو جوان کر دیا ہے - مَیں آنحضرت کا شکریہ نہیں ادا کر سکتا - ایک روایت یہ ہے کہ جناب حافظ صاحب نے تیسرے سال قیومیت میں آنحضرت سے رجوع کیا - چونکہ اِس سال آپ کے اکثر یار آنحضرت کی خدمت میں پہنچے - اسواسطے اس سال میں مَیں نے لکھا ہے -

ایک روز جناب حافظ صاحب کا ایک یار آپ سے رخصت ہو کر سرہند کی طرف روانہ ہوا - حافظ صاحب نے پوچھا کہ کس ارادے سے وہاں جاتے ہو - کہا - میں شیخ عبدالاحد کے پاس جاتا ہوں - آپ نے فرمایا - ہم حضرت محمد زبیر قیوم زماں رضی اللہ عنہ کے معتقد ہیں - ان کی خدمت میں جاؤ یا جو کچھ ہم سے لیا ہے - واپس دو - آپ کا جو یار کسی اَور کا معتقد ہوتا آپ اس سے قطع تعلق کر لیتے

اسی سال شاہ گلشن جو اپنے وقت کے بڑے شیخ خیال کئے جاتے تھے آنحضرت کے مرید ہوئے - آپ نے اپنے مرید ہونے کا باعث یہ بیان کیا - کہ مَیں ایک روز صبح کی نماز کے بعد مراقبہ کئے بیٹھا تھا - کہ مجھے الہام ہوا کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ قیوم و قطب وقت ہیں - ان کی خدمت میں حاضر ہو - ایک روز شاہ گلشن ایک مقام پر بیٹھے تھے - کہ اچانک شمال کی طرف دست بستہ ہو کر کھڑے ہو گئے - اور دیر تک کھڑے رہے - آپ کے تمام یار حیران رہ گئے - اور وجہ پوچھنے لگے - آپ نے فرمایا کہ شمال کی طرف سے نور عظیم آتا ہوا دکھائی دیتا ہے - جس سے تمام جہان عرش سے فرش تک منور ہو رہا ہے - اسواسطے مَیں بے اختیار ہو کر اٹھ کھڑا ہوا - دیر بعد حضرت خلیفۃ اللہ اپنے ہزاروں یاروں سمیت شمال کی طرف سے نمودار ہوئے شاہ گلشن نے اپنے یاروں کو فرمایا کہ جو نور شمال کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیتا تھا وہ اس عزیز الوجود کا نور تھا - اب وہ نور اس بزرگ کے سر پر دکھائی دیتا ہے - بعد ازاں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوسی کی - اور آنجناب کے مرید ہو گئے

اور اپنے تمام یاروں کو آنحضرت کے مُرید کرایا۔ شاہ گلشن شعر نہایت نفیس کہا کرتے تھے۔ اِس کے علاوہ اور قابلیتیں بھی آپ میں پائی جاتی تھیں۔ علم باطنی میں بھی بہت بزرگ تھے۔

اسی سال سلطان محمود قندھاری نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض لکھی کہ ایران کی مہم میں میری فتح ونصرت کے لئے توجہ فرمائیں۔ اس قصہ کی اصلیت یوں ہے۔ کہ میر وِیس پٹھان نے جو قندھار کا رئیس تھا بہت سے پٹھانوں کو جمع کر کے باغی ہو گیا۔ اور حاکم قندھار نے کئی بار اس کا دفعیہ کرنا چاہا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر وہ حاکم قندھار پر معہ مضافات غالب و قابض ہوا۔ اور سکّہ و خطبہ میں سے ایران کے بادشاہ کا نام نکال دیا۔ اور بادشاہِ ہند کو لکھا کہ میں قندھار پر قابض ہو کر تمہارے ملک میں داخل ہو گیا ہوں۔ اگر خزانہ اور فوج سے میری مدد کرو تو میں ایران کو بھی لے لوں۔ چونکہ ان دنوں سلطنت ہند میں کوئی صاحبِ عزم نہ تھا۔ اس واسطے اس کے ایلچی کو ٹال مٹولے میں رکھا اور اس بات کا بندوبست نہ کیا۔ آخر میر وِیس نے معلوم کر لیا کہ سلطنتِ ہند بہت کمزور ہو چکی ہے۔ ہند سے کوئی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ آخر چاروں طرف سے پٹھانوں کو اکٹھا کر کے قندھار کے قریب کے علاقوں کو تاخت و تاراج کر ہی رہا تھا کہ اسکی اجل آ پہنچی اس کا قائم مقام اس کا بھائی عبد العزیز ہوا۔ اس نے بھی ایران کے گرد و نواح کو لوٹا۔ مدت بعد وہ بھی مر گیا۔ میر ویس کا لڑکا محمود جو قابل حکمرانی تھا باپ اور چچا کی جگہ حاکم ہوا چونکہ محمود صاحبِ ارادہ و بلند حوصلہ تھا۔ اِسلئے تمام پٹھان قبیلوں کو جمع کر کے ایران پر حملہ آور ہوا۔ والیٔ ایران بھی اس کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ جب محمود نے دیکھا کہ ایران کا لشکر بہت ہے۔ فتح بآسانی نہیں ہو گی تو ایران کے چند ایک شہروں کو لوٹ کر واپس چلا آیا۔ اور اخون بغم سے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سلسلے کا مرید تھا دعائے فتح کا خواستگار رہا۔ اخون نے اس کے حق میں دعا کر کے اپنے مرید حاجی ولیجاں کو محمود کے ساتھ کیا۔ اخون نے اسے کہا۔ کہ تیری فتح کی چابی قطب الاقطاب کی دعا ہے۔ محمود نے پوچھا قطب وقت کون ہے؟ اخون صاحب نے فرمایا کہ

شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ اس وقت کے قطب ہیں۔ محمود نے آنحضرت کے باطن کی طرف
متوجہ ہوکر دوسری مرتبہ ایران کا ارادہ کیا۔ اس دفعہ بھی محمود کو کامیابی نہ ہوئی۔ بہت
دل تنگ ہوکر رات کے وقت وضو کرکے دوگانہ ادا کیا۔ اور بارگاہِ الٰہی میں اپنی فتح
کے لئے التجا کی۔ کچھ اونگھ سی آگئی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص کہتا ہے۔ ارے
محمود! اگر اپنی فتح چاہتا ہے۔ تو شیخ محمد زبیر قطب جہاں وقیوم زماں رضی اللہ عنہ کی خدمت
میں جاؤ۔ اور ان سے دعا منگاؤ۔ دوسرے دن محمود نے اپنا ایلچی آنحضرت کی خدمت
میں بھیجنا چاہا۔ کہ اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا۔ کہ اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک صاحب تصرف
اور صاحب خوارق وکرامات ظاہرہ وباہرہ فقیر رہتا ہے۔ محمود اکیلا اس بزرگ کی خدمت
میں جاکر ملتجی ہوا۔ اس نے کہا تیری فتح قیومِ وقت کی دعا پر منحصر ہے۔ جو محمد زبیر قطب الاقطاب
اور قیومِ زماں رضی اللہ عنہ ہے۔ محمود نے اسی وقت پوچھا۔ کہ میرے لشکر میں حضرت
خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید کون کون سے ہیں۔ آنحضرت کے ہزاروں مرید اس
لشکر میں موجود تھے۔ اس وقت آنحضرت کے خلیفہ خواجہ فیض اللہ کا ایک مرید موجود
تھا۔ اس کی وساطت سے خواجہ فیض اللہ کی طرف لکھا۔ کہ میری فتح کی دعا کے واسطے
حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھیں۔ اور خود بھی نہایت
عجز آمیز عرضی مع تحف وہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کی۔ اور اپنے عمدہ آدمی
جو آنحضرت کے مرید تھے آنجناب کی خدمت میں بھیجے۔ خواجہ فیض اللہ نے بھی اس بارے
میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی۔ جب محمود اور خواجہ
فیض اللہ کی عرضیاں آنجناب کی خدمت میں پہنچیں۔ تو آنحضرت نے اس کی فتح کے
بارے میں توجہ بلیغ فرمائی۔ اور محمود کے ایلچیوں کو فتح ونصرت کی خوشخبری عطا فرمائی۔ جب
یہ خوشخبری محمود نے سنی۔ تو قوی دل ہوکر لشکروں کو جمع کرکے ایران کے پایہ تخت
اصفہان کا رُخ کیا۔ والئِ ایران نے بھی اس کے مقابلہ کے لئے بسملانہ حرکت کی
لیکن حضرت خلیفۃ اللہ کی توجہ سے اس کے لشکر کو شکست ہوئی۔ اور بھاگ اٹھا
پٹھانوں نے ان کا تعاقب کرکے انہیں قتل کرنا شروع کیا۔ جو جہاں نظر پڑا اسی کا
قتل کر دیا۔ ایران کا بادشاہ پنجہ تقدیر میں گرفتار ہوگیا۔ پٹھانوں نے تمام ایران کے
زن ومرد اور بچوں تک سب کو گرفتار کر لیا ان میں سے جتنے بے ریش تھے سب کو

تہ تیغ کیا۔ خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ خصوصاً جمعہ کے روز جب محمود جمعہ کی نماز کے لئے جاتا نماز سے فارغ ہو کر قتل عام کراتا ہزارہا رافضی اس کے سامنے لاکر قتل کئے جاتے۔ محمود اس فتح غیر معمولہ پر شکر الٰہی بجالایا اور تخت سلطنت پر بیٹھ گیا۔ اور معہ تحف و ہدایا ایک عرضی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ محمود نہایت عادل اور صالح مرد تھا فقراء اور علماء کی بہت خدمت کیا کرتا تھا۔ جو راہ حج رافضیوں نے اہل سنت جماعت کے لئے بند کر رکھی تھی۔ جاری کی۔ جابجا کنوئیں کھدوائے۔ سرائیں بنوائیں۔ تاکہ حاجیوں کو آسانی ہو۔ ہر منزل پر اپنی طرف سے حاجیوں کی ضیافت مقرر کی۔ انہیں زادراہ اور سواری بھی دیتا۔ جہاں کہیں رافضی رہ گئے ان پر جزیہ لگا دیا۔ پھر ہندوستان کی طرف کمربستہ ہوا۔ کہ اسے بھی لے لوں۔ لیکن اس کی زندگی نے وفا نہ کی۔ جب ایران کے بندوبست سے فارغ ہوا۔ تو اجل نے آدبایا۔ اس کے بعد اس کا بھانجا اشرف تخت ایران پر بیٹھا۔ اشرف نے ایران کے آدمیوں پر اعتبار کر کے امور سلطنت انکے حوالے کر دیئے۔ پٹھان اس وجہ سے بددل ہو گئے۔ اور بہت سے اس کی ملازمت چھوڑ کر قندھار میں آگئے۔ اور انہوں نے حسین کو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اصفہان میں اشرف بادشاہ تھا۔ اور قندھار میں حسین۔ میرے (مولف رح) چچا شیخ محمد برکت اللہ ایران گئے۔ اشرف نے آپ کی بہت خدمت کی۔ اور آپ کا مرید ہو گیا۔ آخر آپ حج کو گئے اور وہاں سے ملک شام میں جا کر وفات پائی۔ جب پٹھان اشرف سے ناراض ہو گئے۔ تو اہل ایران نے خفیہ خفیہ اشرف کی بیخ کنی کی۔ حتیٰ کہ نادر نکل آیا۔ اور اس نے اشرف سے سلطنت چھین لی اور قندھار حسین سے۔ چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ ستائیسویں سال قیومیت میں لکھا جائے گا۔

ذکر دربیان

سال پانزدہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ
بیان انحراف مزاج سلطان فرخ سیر از آئین آباد آباؤ اجداد خود
و معاف نمودن جزیہ از کفار ہند و غضب نمودن حضرت سلطان الاولیا
رضی اللہ عنہ ازیں حرکت و بیان مآل کار سلطان

بادشاہ ہند اپنے آبائی طریقہ کے خلاف سلطنت کی سیاست کو ترک کر کے غفلت کے بھنور میں پھنس گیا۔ اور ہندو راجاؤں سے سلوک کرنے لگا۔ چنانچہ اس رعایت میں ان سے جزیہ لینا بھی موقوف کر دیا جزیہ کی معافی ارکین سلطنت یعنی سادات بارہ کے طفیل ہوئی۔ جو ہندو راجاؤں سے مل گئے اور بادشاہ کو خدا و رسول سے ورغلا کر کفار کو ذلت سے بچایا۔ چونکہ بادشاہ ان کے اختیار میں تھا۔ اسلئے اس نے ان کے کہنے سے جزیہ بالکل معاف کر دیا۔ جب یہ خبر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے سُنی تو حمیتِ اسلامی سے جوش میں آ کر بادشاہ کے حق میں بد دعا کی کہ یا خدایا اس بادشاہ کو دنیا سے اُٹھا لے۔ آنحضرت کے بد دعا کرنے سے تھوڑی ہی مدت میں امیروں اور بادشاہ میں ناراضگی ہو گئی۔ طرفین ایک دوسرے کو گرفتار کرنے کے درپے ہوئے۔ آخر ارکان سلطنت نے موقعہ پا کر بادشاہ سے دھوکا کیا اور مکر و فریب سے اُسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ جس کا مفصل لکھنا موجبِ طوالت ہے صرف مجملاً تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے۔ جب ارکان سلطنت اور بادشاہ میں نفاق ہوا۔ تو قطب الملک کا بھائی امام الملک حاکم دکن بادشاہ کے حکم بغیر شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ بادشاہ نے فیروز جنگ محمد امین خان حاکم مالوہ کو قطعی حکم بھیجا۔ کہ خبردار امام الملک آگے نہ بڑھنے پائے۔ فیروز جنگ میں امام الملک کے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ اسواسطے مجبور ہو کر اس سے سازش کی۔ دونو متفق ہو کر دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بادشاہ یہ دیکھ کر بہت خفا ہوا۔ نظام الملک نے بادشاہ کی ناراضگی کو تاڑ کر عرض کیا کہ اگر اکبر بادشاہ تخت پر بیٹھ کر برملا حکم کرے تو میں ان دونو بھائیوں کا علاج کر لوں گا۔ لیکن چونکہ بادشاہ بامروت تھا اسواسطے برملا حکم نہ دے سکا۔ بہر حال امام الملک اور فیروز جنگ آگے پیچھے دار الخلافہ میں داخل ہوئے۔ بادشاہ نے فیروز جنگ پر ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ اسے قلعہ میں نہ آنے دو لیکن امام الملک سے ڈر کر اسے کچھ نہ کہا۔ وہ آ کر قلعہ کے محاذی شائستہ خان کے محل میں اُترا۔ اور فیروز جنگ بھی مصلحت وقت اور عدم اطلاع کے باعث خود اسے بلا کر اپنے پاس بٹھایا۔ کہ ایسا نہ ہو اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو۔ جس سے ان کے منصوبے میں خلل آئے۔ بعد ازاں قطب الملک نے بادشاہ سے عرض کیا۔ کہ میرا

بھائی قلعہ کے باہر بیٹھا ہے ڈر کے مارے اندر نہیں آسکتا۔ اگر اس وقت ایک لحظہ کے لئے شاہی آدمی قلعہ سے نکل آئیں تو فراخ دلی سے حاضر خدمت ہو کر ملاقات کر لے۔ قرآن شریف درمیان رکھ کر قسم کھائی۔ کہ بادشاہ ہم دونو بھائیوں سے کسی قسم کا وسواس نہ کرے۔ سادہ دل بادشاہ نے اس بات کو منظور کر لیا۔ اور حکم دیا کہ لوگ قلعہ سے نکل آئیں۔ فدائیوں نے قلعہ سے نکلنا قبول نہ کیا۔ بلکہ کہا کہ ہم بادشاہ کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جاتے کیونکہ انہیں معلوم تھا۔ اسواسطے وہ قلعہ سے نکلنے کے بارے میں ٹال مٹولا کرتے تھے۔ آخر قطب الملک نے بادشاہ سے کہلا کر انہیں قلعہ سے نکلوا ہی دیا۔ وہ بیچارے روتے ہوئے قلعہ سے نکلے۔ کیونکہ انہیں یقیناً معلوم تھا کہ بادشاہ پر بلائے عظیم نازل ہو گی۔ جب وہ قلعہ سے نکل آئے۔ تو خالی قلعہ قطب الملک کے قبضہ میں آگیا۔ اپنے تمام آدمیوں کو قلعہ میں بٹھا کر قلعہ کے اندر کے باغ حیات بخش میں بیٹھ گیا۔ اور روشن الدولہ کے ہاتھ بادشاہ کو پیغام بھیجا۔ کہ اب مصلحت اسی میں ہے۔ کہ تمام خدمت شاہی اور اختیار سلطنت ہمیں دیئے جائے جسے ہم اجازت دیں وہ بادشاہ کے پاس آئے جسے چاہیں نہ آنے دیں۔ کیونکہ جو شخص بادشاہ کے پاس آتا ہے ہماری چغلی کھاتا ہے۔ اور بادشاہ ہم سے بدظن ہو جاتا ہے۔ خود بھی اس کے ساتھ جا کر پردہ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ جب روشن الدولہ نے یہ پیغام بادشاہ کو پہنچایا۔ تو بادشاہ نے ناراض ہو کر سخت سست کہا اور گالی دیکر کہا کہ انہوں نے کیا سمجھ رکھا ہے۔ میں انہیں جوتیاں مار کر دار الخلافہ سے نکال دوں گا روشن الدولہ نے آنکھوں کے اشارہ سے بہتیرا سمجھایا کہ اب ایسی باتوں کا وقت نہیں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بعد ازاں روشن الدولہ نے قطب الملک کو آکر کہا کہ تم نے سن ہی لیا ہے۔ جو کچھ بادشاہ نے کہا ہے۔ آخر اس نمک حرام نے اپنے بھتیجے کو ایک ہزار آدمی دیکر بھیجا۔ کہ بادشاہ کو گرفتار کر لو۔ بادشاہ یہ حال دیکھ کر گھبرایا اور محل میں جا گھسا۔ قطب الملک نے کہا۔ کہ اندر جا کر پکڑ لو۔ جب انہوں نے اندر گھسنا چاہا تو عورتوں اور خانگی ملازموں نے تیروں کی بوچھاڑ سے انہیں پسپا کر دیا قطب الملک نے انہیں لعنت ملامت کر کے کہا کہ تم عورتوں سے بھی گئے گذرے ہو۔ اور ایک ہزار آدمی اور مقرر کئے کہ محل کے اندر جا کر بادشاہ کو پکڑ لائیں سلطان

نے بہتیری منت وسماجت کی لیکن اُنہوں نے ایک نہ مانی۔ بادشاہ کی لڑکی باپ کی
یہ حالت دیکھ کر اس پر جا پڑی۔ نمک حرام نے اسے دور پھینک دیا۔ چنانچہ اس کا
چہرہ زخمی ہوگیا۔ آخر بادشاہ کو بڑی بے عزتی سے گرفتار کر کے سنگ خام کے حجرے
میں قید کر دیا گیا۔ اور پھر وہاں سے نکال کر ایک تنگ وتاریک جہاں ہاتھ کو ہاتھ
سجھائی نہ دیتا تھا اور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی پھینک دیا۔ اس معاملہ
کی خبر قلعہ کے باہر کے آدمیوں میں سے کسی کو نہ تھی۔ جب دوسرے بادشاہ کو تخت پر
بٹھا چکے۔ تو انہیں اطلاع کی مغل اس ہنگامہ سے واقف ہوئے۔ عبدالصمد خان
اور محمد امین خان کے بیٹے لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ چونکہ کام ہاتھ سے نکل گیا تھا
دونو باپوں نے بیٹوں کو تسلی دی۔ کہ اب کچھ نہیں ہوسکتا۔ نظام الملک ناراض ہوکر
دکن چلا گیا۔ انہیں دنوں شاہجہان آباد میں طرفہ ہنگامہ ہوا۔ چند روز بعد بادشاہ
کو نکال کر قتل کیا گیا۔ جب یہ مفصل خبر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے سُنی کہ
معافی جزیہ میں بادشاہ بالکل بے قصور تھا۔ صرف ارکان سلطنت کی وجہ سے اس سے
یہ سرزد ہوا تو اِس بارے میں آنحضرت نے فرمایا کہ بادشاہ نے کیوں دین پر دنیا کو
اختیار کیا۔ کہ ارکانِ سلطنت سے ڈر کر جزیہ کی معافی کا حکم دیدیا۔ اس کی سزا ہی
یہی تھی۔ جو شخص دین پر دنیا کو ترجیح دیتا ہے۔ حق تعالیٰ دنیا بھی اس سے لے لیتا
ہے۔ بعد ازاں بادشاہ کی بخشش کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی اور فرمایا کہ وہ
ہمارے طریقے کا مرید تھا۔ حق تعالےٰ اسے بخشے اور امید غالب ہے کہ بخشا جائیگا
لیکن بادشاہ کے حق میں دعائے مغفرت مانگنے کے بعد سادات بارہ پر سخت
ناراض ہوئے۔ ایک اسواسطے کہ اُنہوں نے جزیہ معاف کرایا دوسرا اسواسطے کہ
اپنے ولی نعمت سے نمکحرامی کی۔ ان کی دولت کے زوال کیلئے دعا کی۔ چنانچہ عنقریب
ہی انشاء اللہ مفصل لکھا جائے گا۔

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت محمد صدیق کا وصال ہوگیا
حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ آپ کے جنازے میں شامل ہوئے۔ نماز جنازہ پڑھ کر
آپ کی نعش مبارک کو سرہند بھیجدیا۔ جو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ کے
شمال کی طرف حضرت مروج الشریعت کی خانقاہ کے مقابل مدفون ہوئی۔ آپکے

مرقد مبارک پر ایک عالیشان قبہ بنایا گیا۔

اسی سال صاحبزادوں کی والدہ صاحبہ نے مرض تپ دق سے وفات پائی آنحضرت کو ان کی وفات کا بڑا قلق ہوا لیکن خلقت پر اس کا اظہار نہ کیا۔ اس پاکدامن کی نعش کو سرہند بھیجدیا۔ جسے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ میں دفن کیا گیا۔

ذکر دربیان

سال شانزدہم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ وبیان استیلاء قطب الملک و امام الملک ہندوستان وظہور آمدن افغانان شنیعہ ازانہا و التجا آوردن مغلیہ اہل ایران از صدمات سادات و آزردہ شدن حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ ازینہا و انجام کار شان

سخن سنج معنی سرا اور معنی سنج سخن سرائے مشک آگیں نگارین کلک سے سلسلہ تحریر اور رشتہ تقریر میں قیمتی موتی اور رنگین گوہر یوں پروئے ہیں۔ کہ حسن علیخان اور حسین علی خاں الملقب بہ قطب الملک و امام الملک شہرۂ آفاق اور بارہیہ کے مشہور سید تھے۔ دونو وزارت اور امیر الامرائی اور سرلشکری سے شرفِ امتیاز رکھتے تھے بادشاہ عالی جاہ عدل گستر فرخ سیر انہیں دونو بہادروں کی خنجر نمونۂ سام اور صمصام خون آشام کی صفدری اعتضاد و مدد سے ادنےٰ رتبہ سے ہندوستان کی فرمانروائی وسلطنت کے اعلیٰ عہدے پر پہنچا خلیفہ زمان سلطان آوان دوراں پناہ محمد شاہ کو تخت رنگین کا والی اور صاحب افسر و نگین بنا کر وہ تمام ہندوستان میں بہادری اور دلیری میں انگشت نما ہوئے۔ ان دونوں میدان جنگ میں اِن رستم و اسفندیار ثانی کے مقابلے کی تاب کسی میں نہ تھی۔ ان دونو صاحب عزم کے فرمان اس طرح جاری تھے۔ کہ بڑے بڑے امرا اور حکمران ان کے واجب الاذعان فرمان اور قضا جریان حکم سے سرمو مخالفت نہ کرتے۔ ان کا تسلط و تغلب مغلوں اور تورانی امیروں مثلاً نظام الملک اور محمد امین خان سے بھی بڑھ گیا تھا۔ ان کے پاس بارش کے قطروں سے بھی بڑھ کر فوج تھی۔ انہوں نے اپنے خویش و اقارب کو ہندو دکن کے

مختلف حصوں میں حاکم مقرر کر رکھا تھا حتیٰ کہ ہند اور دکن میں سادات بارہیہ اور انکے رشتہ داروں سے کوئی جگہ خالی نہ تھی سلطنت کا کوئی منصب یا مرتبہ ان کے بغیر با قیوں کے لئے خواب و خیال ہو رہا تھا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ انہوں نے فرخ سیر کو جس نے انہیں خاک مذلت سے اُٹھا وزیر اعظم اور امراء ملک بنا دیا جبراً قہراً تخت سے اُتار نہایت بے عزتی و رسوائی سے قتل کیا۔ اور اس طرح بے ستری کی کہ عام لوگ ان کے محل میں بے دھڑک گھس آئے۔ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے ؎

دیدی کہ چہ بادشاہ گرامی کردند　　صد جور و جفا زراہ خامی کردند

شہود و بے شرم چہ و بد آخر کار　　سادات بوے نمک حرامی کردند

اس غم افزا اور روح فرسا خوفناک واقعہ سے عبدالصمد خان اور محمد امین خان مغل اور اور تورانی ہلاکت کے بھنور اور گمراہی کے گرداب میں معشوقوں کی کاکل کی طرح پُر پیچ و تاب اور سنبل کی طرح پُر اضطرار اور رسوا و خراب تھے۔ ان کے دلوں پر تازہ حسرتوں بے اندازہ ملالتوں کے داغ کلفت اور زخم زحمت گل لالہ کی طرح نمودار تھے۔ نصیبہ کی نارسائی اور طالع کی بے رہنمائی کے سبب ان کے جگر گل صد برگ کی طرح پارہ پارہ تھے۔ آنکھیں آئینہ کی طرح حیرت ناک نرگس کی طرح کھولی ہوئی تھیں اور عذاب و بدبختی میں مبتلا تھے۔ کثرتِ غم و الم سے ان کے جسم بید کی طرح کانپتے تھے اور رنگ زعفران کی طرح زرد ہو گئے تھے۔ جگر سوز گلہ اور مہر افروز شکوہ سادات کے اقبال کی نسبت سوسن دہ زباں کی طرح نہایت چرب زبانی سے ہر گلی کوچے میں ہر مرد و زن کے پاس کرتے تھے اور جانگداز اور غم نما نعرے خزاں کی بلبلوں کی طرح خرابی و رسوائی کے سبب مار کر قمریوں کی طرح خرابی و خجلت کا حلقہ اور ندامت و رسوائی کا طوق اپنی ہمت کے ذمے رکھ کر آنکھوں سے فوارے کی طرح ماتم پژدہ آنسو گراتے تھے۔ غرضیکہ سیدوں کے غلبہ سے ان کا ناک میں دم آ گیا تھا۔ اگرچہ یہ بھی قرب سلطانی میں سادات سے کچھ کم نہ تھے۔ چنانچہ سادات نے بزورِ بازو ان میں کمی کرنی چاہی لیکن نہ کر سکے۔ چونکہ بادشاہ ان کے اختیار میں تھا اس واسطے امور سلطنت میں جس طرح کا تغیر و تبدل چاہتے کرتے۔ کسی غیر کو انکی

مخالفت کی جرأت نہ تھی - اگر کسی اور سے اتفاقاً کوئی مخالفت ہو بھی جاتی - تو بادشاہ اس پر سخت ناراض ہوتا - اس واسطے مغل ہمیشہ کڑھتے رہتے - ایک روز مغل اور تورانی بادیہ جہالت کے سرگردانوں کے رہنما اور وادیئے ضلالت کے واماندوں کے ہادی پیر دستگیر روشن ضمیر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور جناب قدسی مآب کی بساط بوسی کے بعد عرض پرداز ہوئے کہ اے کوئے ناکامی کے درماندوں کے دستگیر! اے عالم بے سر انجانی کے بیچاروں کے کارساز! اے عرصۂ حیرانی کے عاجزوں کی پناہ! اے فانی غمکدہ کے مغموموں کے غمخوار! اے ماتم زدہ مظلوموں کے فریادرس! اے صحرائے پریشانی کے غریبوں کے تکیہ گاہ! اے کوئے مقصودی کے نارساؤں کے رہنما! اے عقدۂ لاینحل کے گرہ کشا! اے مشکل کاموں کی چابی - اے غمناک و آشفتہ اشخاص کی خوشی کو بڑھانے والے - اے جان باختہ ماتم زدوں کی خوشی کو زیادہ کرنے والے - اے کلفت کی تاریکی کو دور کرنے والے خورشید! اے رنج وملال کے اندھیرے کو دور کرنے والے چاند! اے منصب قیومیت کے تاج کے موتی - اے تاج قطبیت کے گوہر - اے کمالاتِ نبوت کے گوہرِ نفیس - اے گنجینۂ وحدیت کے بے نظیر لعل - ہم بیچاروں کی التماس ہے کہ فضل ودعا جو اہل عالم وعالمیاں کی کارکشا ہے اور توجہ اقدس جو جہان اور اہلِ جہان کی رہنما ہے اس معاملہ میں جو بمنزلہ عقدہ لاینحل ہے - فرمائیں مصرعہ - گر قبول افتد زہے عزّ وشرف - تاکہ ہم مہجور ومغموم رسوائی اور اضطراب کے بھنور سے نکل کر ساحل مراد پر پہنچ جائیں اور گوہر مقصود ہمارے ہاتھ آئے ؎

برمن غمِ روزگار سخت است — دریاب مرا کہ کار سخت است
سخت است سیاہیِ شبِ من — لختے ز شب است کوکبِ من
ہم کوکب و ہم شبم سیاہ است — میگویم و آسماں گواہ است
زیں شب بدر آر کوکبم را — پیشانیِ روز دہ شبم را
ہر دم بامید روشنائی — صبح بدہاں بہ شب زدائی
دارم گرہِ گرہ گشا نیست — سنگیں ترازیں بلا بلا نیست
ایں قفلِ غم از دلم جدا کن — دستم بہ کلید آشنا کن

اس سرور عالم اور نائب مناب الوالعزم کی خاطر عاطر ان دونو بھائیوں سے جنھوں نے اپنے ولی نعمت شاہ بحر و بر فرخ سیر کے قتل کی جرأت کی تھی۔ اور جزیہ جو شعار اسلامی اور حکم شرعی ہے۔ روسیاہ کافروں اور ہندوؤں سے لینا بند کر دیا تھا۔ ناراض ہوگئی۔ علاوہ بریں مغلوں کی خرابی و تباہی جو کہ آنجناب مستطاب کے فدوی اور منظور نظر تھے۔ آنجناب کی اور بھی ناراضگی کا باعث ہوئی۔ ع
یکے بو مجنوں دگر خورد مے۔ مغلوں کی خوش نصیبی سے جو اس کامل الوجود اکمل بہبود کے جان و دل سے غلام تھے زبان معجز بیان سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ آجکل ہی سادات کی دولت کو زوال آنے والا ہے۔ آنحضرت کا فرمانا تھا کہ ان کی دولت میں زوال آنا شروع ہوگیا۔ بعد ازاں مغلوں کو خوشخبری سنائی۔ کہ نظر کشفی اور الہام شافی سے جو برہان قاطع اور حجت ساطع ہے اور آفتاب عالمتاب کی چمک کی طرح بلا شک و شبہ ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ بارگاہِ شاہی کے تمام مناصب اور فرمانروائی کی درگاہ۔ کے سارے مراتب سادات سے منتقل ہو کر محمد امین خان۔ نظام الملک اور عبد الصمد خان وغیرہ مغلوں اور تورانیوں کے سپرد ہونگے ؎

خداوند بالا و پست آفرید زبر دست ہر دست آفرید
بہ مورے دہد مالش نرہ شیر کند پشہ بر پیل جنگی دلیر

مغل یہ دائمی خوشخبری سنکر آداب قیومیت باحسن وجوہ بجا لا کر رخصت ہوئے یہ وحشت اثر خبر سنکر وزارت پناہ قطب الملک و الاجاہ نے مغل پورہ کی بیخ کنی کے لئے مصمم ارادہ کر لیا اور ایک لشکر جرار لیکر وندناتا ہوا لاہوری دروازہ میں پہنچا لیکن اس لشکر کو آگے ایک قدم اٹھانے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ یہ دیکھ کر قطب الملک حیران و متعجب رہ گیا اپنے عالیشان مصاحبوں سے پوچھا بعض سلیم العقل اور عالی فطرت مصاحبوں نے کہا۔ کہ شیخ صاحب کی کرامات و خوارق زبان زدِ عام و خاص ہیں۔ یہ عجیب معاملہ بھی اس برگزیدۂ خالق و پسندیدۂ خلائق کی کرامت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اگر فتح کا ارادہ ہے۔ تو پہلے شیخ صاحب سے معافی مانگ لیں تاکہ دینی و دنیوی بہتری نصیب ہو قطب الملک کرامت کے ڈر سے واپس گھر چلا آیا اور سخت شرمندہ ہوا۔ پھر اس حامیِ دین کو تکلیف دینے کی جرأت نہ کی۔ چونکہ ہر خوشی کے

بعد غمی لازمی ہے۔ اور ہر عیش و عشرت کے لئے زوال و ملامت ضروری ہے۔ اِسلئے
سادات کے زوال کے دن نزدیک آ گئے تھے۔ اس کی کیفیت یوں ہے۔ کہ جب
نظام الملک ناراض ہو کر دکن چلا گیا۔ تو جہاں جہاں سادات کے آدمی تھے انہیں
نکال کر ان کی جگہ اپنے آدمی بھرتی کئے۔ سادات کے بھانجے دلاور علی خان حاکم دکن
نے ساٹھ ہزار سوار سے نظام الملک کا مقابلہ کیا۔ نظام الملک بھی برسر پیکار رہا۔
اور آخر آنحضرت کی توجہ سے فتح پائی۔ قطب الملک نے اپنے بھتیجے عالم علی خان
کو اسی ہزار جنگی سوار دیکر نظام الملک کے مقابلہ پر بھیجا۔ مغلوں نے اِس بارے میں
آنحضرت سے فتح کے لئے التماس کی آنجناب نے بھی ازراہِ لطف و کرم فتح کی
خوشخبری عنایت فرمائی۔ واقعی اب بھی آنحضرت کی توجہ سے پہلی طرح فتح نصیب ہوئی
سادات یہ حالت دیکھکر بہت گھبرائے۔ آخر امام الملک بادشاہ کو لیکر نظام الملک
کی طرف روانہ ہوا۔ اور قطب الملک سلطنت کا انتظام کرنے کے لئے دار الخلافہ میں
رہا۔ ابھی امام الملک بادشاہ کو لیکر اکبر آباد تک پہنچا تھا کہ محمد امین خان نے مغلوں سے
مشورہ کر کے میر حیدر خان کو امام الملک کی ساری فوج لیکر مغلوں سے لڑائی کی۔ آخر
ان میں سے اکثر قتل ہوئے باقی بھاگ کر قطب الملک سے جا ملے۔ مغل حضرت خلیفۃ اللہ
رضی اللہ عنہ کا شکریہ بجا لائے اور آنحضرت کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے ارسال
کئے۔ اس جانگداز اور غم افزا واقعہ کے بعد قطب الملک بیشمار لشکرِ جرار لیکر مغلوں پر
ٹوٹ پڑا۔ چونکہ مغل اس منبع کمالاتِ نبوت اور مخزن مراتبِ ولایت کی حمایت میں تھے
اِس لئے غالب آئے اور آنحضرت کی دعا پایۂ اجابت کو پہنچی۔ وزارت و امارت
کی خدمت غرضیکہ سلطنت کے تمام عہدے اور مرتبے مغلوں کو ملے۔ ذالک فضل اللہ
یوتی من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ط

ذکر در بیان

واقعات و حادثات سلطنت کہ دریں سال بہ ظہور آمدہ اند و التجا
کردن بادر سلطان عصر روشن اختر محمد شاہ بجہت سلطنت پسر خود
بجناب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ و بشارت دادن آنحضرت

اور اس کا سلطنت روشن اختر و بہ سلطنت رسیدن او از توجہ مبارک آنحضرت۔

پاکدامن بیگم جو سلطان عصر محمد شاہ روشن اختر کی والدہ تھی ہمیشہ صبح و شام فرخ سیر کے عہد میں حضرت قطب الاقطاب کی جناب مستطاب میں جو کمالات نبوت کے آفتاب اور مراتب ولایت کے ماہتاب ہیں۔ اپنے فرزند دلبند کی کامرانی اور خلافت کے لئے جو فرخ سیر کا قیدی تھا التجا کیا کرتی تھی۔ کہ کیا ہی اچھا ہو کہ حدیقہ خاقان کا یہ نونہال اور شجرۂ شاہجہان کا یہ پھل جو اب خاقانی و قواعد سلطانی ہے تخت و تاج کو زینت دینے والا بن جائے ؎

چہ شود گر بکرم مرحمتے فرمائی گرہ از کار فرو بستۂ من بکشائی

اور شاہزادہ نازک مزاج درۃ التاج کی تکلیفوں سے جس کے نصیبے کا آفتاب مغرب ادبار میں گرفتار ہے۔ اور ملک زادۂ لطیف الطبع اور لطیف الوضع کی سختیوں سے جس کی دولت کا چاند گرہن میں آیا ہوا ہے اس زال آشفتہ حال جسے سوائے رنج و محنت اور سختی کے اور کچھ حاصل نہیں۔ اور جس کی سرگردان جان کو ہر گلی کوچے میں سوائے خرابی و پریشانی اور بدحالی کے اور کچھ میسر نہیں۔ کسے دیوانے دل کو تسکین آجائے۔ ؎

باہر کسے کہ شرح دہم استان خویش صد داغ تازہ بر دل آں ناتواں دہم

چونکہ روشن ضمیر درویشوں کی خاطر خطیر سینہ سوز مظلوموں کے درد اور ستم رسیدوں کے غم کے بارے میں خدا رس اور فریاد رس ہوتی ہے۔ اس لئے اس بیگم قدسیہ کی مطلوبہ دعا قبول ہوئی۔ آنحضرت نے اسے خوشخبری دی کہ محمد شاہ روشن اختر ہند اور دکن کے تخت و تاج کا زینت افزاء ہوگا۔ بیگم مذکورہ خوشی کو بڑھانے والی اور غم و اندوہ کو دور کرنے والی خوشخبری کو سنکر دوگانہ شکر بجالائی۔ اور آنحضرت کا آداب قیومیت بجا لا کر سلطان الاولیاء کی بہت کچھ تعریف کی ؎

در ظل آفتاب تو آسودہ اند خلق یارب مباد تا بہ قیامت زوال تو

تھوڑے ہی عرصہ میں قضا و قدر کے کارکنوں نے تقدیر کے رجسٹر اور تدبیر کے کارخانہ سے فرخ سیر صاحب سریر کو برہم کر دیا یعنی وہ اپنے امرائے عظام اور خوانین کرام سادات بارہہ کے ہاتھوں بڑی ذلت اور رسوائی سے قتل ہوا و اتعی ؎

کدام بادِ بہاری وزید در دوراں — کہ باز در عقبش نکبت و خرابی نیست
دوام پرورش اندر کنارِ مادرِ دہر — طمع مکن کہ درو بوئے مہربانی نیست

بعدازاں امراء وارکان سلطنت نے ورثہ کے طور پر رفیع الدولہ کو جو بہادر شاہ والا جاہ کے ابنائے کبار سے قابلِ سلطنت تھا تختِ سلطنت پر بٹھا مبارک وخوشی کے نقارے اور شادیانے بجائے۔ بیگم قدسیہ یہ واقعہ خلافِ توقع دیکھ کر روتی گڑھتی جناب قطبِ زماں رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ اے پیرِ روشن ضمیر اکارخانہ تقدیر سے یہ کس قسم کی تدبیر ظہور میں آئی ہے۔ اور یہ کیسا ناپسندیدہ معاملہ اور نامرضیہ قضیہ نمودار ہوا ہے۔ آنحضرت نے متوجہ ہوکر فرمایا۔ کہ اس ہنگامہ کی گرمی اور اس خلیفہ کی سلطنت صرف دو تین مہینے نظر آتی ہے۔ آخر کار صاحبِ تخت و تاج روشن اختر ہی ہے۔ اِس دیوانی اور حیران زمانہ کا دل آنحضرت کے فرمان سے مطمئن ہوا۔ جب دو تین مہینے گذر گئے۔ تو آنحضرت کے فرمان کے موافق موجودہ بادشاہ مرگیا۔ اسکے بعد رفیع الدرجات کو بطور وارث اعیان وارکان سلطنت نے تختِ شاہی پر بٹھایا پھر وہ بیگم غم واندوہ سے بھری ہوئی واویلا مچاتی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ کہ اب بھی اس سراپا امید کی امید کا غنچہ باغ عشرت میں نہ کھلا۔ بلکہ الٹا پژمردہ ہوگیا۔ میری حالت پر سخت افسوس ہے۔ پہلی طرح پھر آنحضرت نے فرمایا کہ یہ نقش بر آب وشل حباب نظر آتا ہے۔ خاطر جمع رکھو صاحب چتر روشن اختر ہی ہے۔ وہ خاتون جلیس حجرہ غموم وانیس حجلہ سموم چونکہ آنحضرت کی مخلصہ ومعتقدہ بدرجہ غایت تھی۔ اسواسطے مطمئن ہوکر چلی گئی۔ واقعی درویشوں کی زبان سیف قاطع ہوتی ہے رفیع الدرجات کی سلطنت بھی دو تین ماہ سے زیادہ نہ رہی۔ عین جوانی میں باحسرت وناکامی اکبر آباد میں جبکہ امام الملک اسے لئے ہوئے دکن جارہا تھا مرگیا ؎

مادرِ دہر نہ پرورد کسی را کہ نکشت — بینی ائے دوست کہ این دایۂ بے مہر و وفاست

بعدازاں امراء ووزرائے متفق ہوکر عالی گہر روشن اختر کو دارالخلافہ سے منگا تاجِ شاہی سر پر رکھ اکبر آباد میں تختِ شاہی پر بٹھایا ؎

روشن اختر بود اکنوں ماہ شد — یوسف از زنداں بر آمد شاہ شد

بیگم قدسیہ عمدہ ونفیس تحف وہدایا اس غریب نواز کی خدمت میں لائی۔ اور شکریہ

ادا کیا۔ اس ضمن میں چند آرزوں کے بعد مغل حمیت اسلامی اور اپنے ولی نعمت کے قتل کی وجہ سے قطب الملک اور امام الملک کے سخت دشمن تھے۔ موقعہ پاکر انہیں انکے برے اعمال کی سزا دی۔ چنانچہ امام الملک کو جو امیر الامراء تھا قتل کر دیا جیساکہ پہلے بیان ہو چکا ہے ؎

غمگیں مشو کہ ساقیٔ قدرت ز جام دہر　　گر صاف لطف میدہد و گاہ جام زہر

قطب الملک نے یہ وحشت ناک خبر سنکر شاہی لشکر سمیت ابراہیم کو تخت شاہی پر بٹھا کر روشن اختر پر حملہ کیا۔ چونکہ قطب الملک بہادری اور دلیری میں شہرۂ آفاق تھا۔ اسواسطے بیگم قدسیہ مغموما نہ حالت بنائے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئی ؎

دردمندیم خبر میدہد ارسوز دروں　　دہن خشک و لب تشنہ و چشم ترما

جبکہ دریائے رنج سے ساحل گنج پر آلگا ہے ؎

اے دستگیر عالم دست مرا بگیر　　دستم چناں بگیر کہ گویند دستگیر

قطب الملک سخت کوش اور خدا فراموش ہے ؎

اگر دست یابد بتورانیاں　　شود قوم تورانیاں رازیاں

چونکہ وہ قدسیہ بیگم اس خدا آگاہ ولایت پناہ کی فیض گستری اور نوازش گری سے ممتاز و سرفراز تھی۔ اسواسطے اس کی یہ التماس بھی قبول ہوئی اور فرمایا کہ روشن اختر صاحب تخت و تاج اور ہماری دعا کے زیر سایہ ہے اللہ تعالےٰ اس کا حامی و مددگار ہوگا۔ اگر لاکھ قطب الملک بھی ہوں تو بھی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد　　ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

واقعی بزرگوں کی توجہ جوڑ کے ہوئے کاموں کو حل کرنے والی اور عارفوں کی مہربانی سے جو نارسائوں کا ذریعہ کامیابی ہوتی ہے۔ محمد شاہ کو فتح و نصرت نصیب ہوئی۔ قطب الملک کے بہادر اور دلیر سوار برخلاف دلاوری کے بجائے برقرار رہنے کے فرار ہو گئے۔ قطب الملک کو شاہی آدمیوں نے گرفتار کر لیا۔ اسکے بعد ابراہیم کو قید میں ڈالا گیا۔ قطب الملک نہایت سختی اور بیرحمی سے قتل کیا گیا۔ چونکہ حقیقی منصب اور تحقیقی عادل جس کے ہاتھ میں جہان اور اہل جہان کی تدبیر کا کارخانہ اور تقدیر کا دفتر ہے۔ ناحق کو رواج نہیں دیتا ؎

ہر کہ بدی کرد بجز بد ندید   آفت آں در بروے در رسید

جس عذاب اور سختی سے قطب الملک نے فرخ سیر کو ہلاک کیا تھا۔ اس سے زیادہ مغلوں سے دیکھی ؎

چنیں گفت دانائے آموزگار   مکن بد کہ بد بینی از روزگار

سادات کی وہ دولت و عظمت اور جاہ و جلال اور قطب الملک کا باغ نوبہار باد سموم سے پائمال ہو گیا ؎

تا فلک معمار ایں معمور شد بے خارِ غم   یک گلِ شادی بباغ زندگانی کس نیافت

گلستانِ عمر را در مرغزارِ روزگار   نوبہارے خالی از باغ خزانی کس نیافت

جب روشن اختر بادشاہ کا ظفر اثر لشکر اکبر آباد سے شاہجہان آباد میں آیا تو ارکانِ دولت نے روشن اختر سے خواہش ظاہر کی کہ آپ جناب قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جب آنحضرت نے سُنا کہ روشن اختر حاضر خدمت ہونا چاہتا ہے۔ تو فرمایا۔ کہ اس کے آنے کی ضرورت نہیں۔ ہم ہر وقت دعا گو ہیں۔ اپنی دستار مبارک بطور تبرک بھیجی کہ یہ روشن اختر کے سر پر باندھ دینا۔ اور آنحضرت نے محمد شاہ لقب مقرر فرمایا۔ اس اثناء میں بادشاہ کو بھی آنحضرت کی زیارت کا اشتیاق ہوا۔ اپنے ہاتھ سے نیازمندانہ عرضی لکھ کر بھیجی کہ اگر حکم ہو تو جناب کی آستان بوسی کا شرف حاصل کروں۔ چونکہ آنحضرت امراء و سلاطین کی ملاقات کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ اسواسطے فرمایا کہ تمہارے آنے کی ضرورت نہیں میں صبح شام غائبانہ دعا کیا کرتا ہوں۔ اصل غرض آنے کی فقیروں کی دعا لینا ہے۔ سو میں خود کرتا رہتا ہوں۔ اسواسطے آنیکی تکلیف نہ کرنا۔ بادشاہ نے بہتیری مرتبہ منت و سماجت کی عرضیاں لکھ بھیجیں لیکن بے سود۔ جب تک آنحضرت زندہ رہے ہر سال بادشاہ زیارت کے لئے عرضی ارسال خدمت کرتا لیکن آنحضرت منظور نہ فرماتے۔ بارہا حضرت خلیفۃ اللہ کی والدہ ماجدہ مریم مکانی کے وسیلہ سے کہلوایا اور بارگاہ قیومیت کے اکثر مریدوں اور خلفاء نے بھی عرض کیا۔ لیکن تمام بے فائدہ و رائیگاں۔ چنانچہ حسب موقع انشاء اللہ بیان کیا جائیگا

ذکر در بیان

سال ہفدہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

ولادت مخدوم زادہ خواجہ محمد احرار و مرید شدن خواجہ ضیاء اللہ کشمیری
وعنایت شدن خلعت تجدید از حق تعالیٰ بجناب و مرید شدن مولف
این کتاب فقیر محمد احسان و بیان قصہ اصحاب بساط آنحضرت۔

اس سال خواجہ ضیاء اللہ کشمیری آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آپکے مرید ہونیکا سبب یہ ہوا۔ کہ آپ نے ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دست مبارک پکڑے ہوئے ایک مسجد میں آئے جہاں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں۔ حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی شکل وصورت ایک ہوگئی۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خواجہ ضیاء اللہ کو فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ کہ تم جاکر شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کے مرید بنو۔ کیونکہ وہ قطب جہاں اور قیوم زماں ہے۔ دوسرے دن خواجہ صاحب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت خواجہ صاحب پر بدرجہ غایت مہربان تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ فخر کشمیر ہیں۔ خواجہ ضیاء اللہ نہایت حلیم ومتواضع تھے۔ اسی واسطے آنحضرت نے انہیں "ہیّنٌ لیّنٌ" کا خطاب دے رکھا تھا۔

اسی سال مخدوم زادہ عالی قدر خواجہ محمد احرار متولد ہوئے۔ آنحضرت نے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی اور لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ اگر یہ فرزند زندہ رہا۔ تو اعلیٰ درجے کا ولی ہوگا اور وادیئے ضلالت کے بہت سے راہ گم کردوں کو ہدایت کریگا۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کے بعد حلقہ مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ پروردگار کی طرف سے آنحضرت کو خلعت تجدید عنایت ہوئی لوگو! ان کی اطاعت کرو تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ آنحضرت نے خلعت تجدید بروز پیر ۲۷ رجب ۱۱۰۳ھ ہجری کو پہنی۔ حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بعد دوسری صدی قیومیت کے مجدد ہیں۔

اسی سال یہ فقیر حقیر پر تقصیر محمد احسان مولف کتاب جناب قیومیت مآب کی خدمت میں مرید ہوا۔ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ میں نے لڑکپن سے

ٹھانی ہوئی تھی۔ کہ میں قطب وقت کا مرید ہوں گا۔ میں ہمیشہ بارگاہِ الٰہی میں ملتجی رہتا
ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ قیامت قائم ہے۔ اور لوگ حرج مرج میں
گرفتار ہیں۔ اسی اثناء میں میدان قیامت میں شور مچ گیا کہ قطب الاقطاب آرہے
ہیں۔ اور بہت سے لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ وہ قطب پل صراط پر سے گذرنے
لگا۔ میں بھی اس کے ساتھ ہولیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ پل صراط چوڑا ہو گیا ہے۔ ہم
بلا تکلف و تکلیف اس پر سے گذر گئے۔ پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو پل صراط پھر بدستور تنگ
ہے۔ اور سمیٹ لی گئی ہے۔ اور ایک شخص باآواز بلند کہتا ہے۔ کہ پل صراط صرف
قطب الاقطاب اور اس کے مریدوں کے لئے چوڑی کی گئی تھی۔ میں نے پوچھا
کہ اس قطب کا نام کیا ہے لوگوں نے کہا اس کا نام شیخ محمد زبیر ہے۔ جو اس
زمانے کا قطب ہے۔ جب میں جاگا تو اس قطب کا حلیہ میں نے یاد رکھا۔ ابھی
میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف نہیں ہوا تھا
کیونکہ ان دنوں ہم سرہند میں رہتے تھے اور میں کبھی شاہجہان آباد نہیں گیا تھا۔ کہ
آنحضرت کی زیارت کرتا۔ نیز آنجناب میری پیدائش سے پہلے ہی شاہجہان آباد تشریف
لے گئے تھے۔ اس خواب کے دیکھنے کے بعد ایک دن میں نے اپنے والد ماجد سے
پوچھا۔ کہ قطب وقت کون ہے؟ فرمایا حضرت محمد زبیر قطب وقت ہیں۔ میں نے
اپنا خواب بمعہ نیت ظاہر کیا۔ اور اس قطب کا حلیہ بھی بیان کیا۔ فرمایا۔ یہ حلیہ
حضرت محمد زبیر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ وہ قطب زمانہ ہیں۔ تمہارا خواب بالکل صحیح
اور سچا ہے۔ اب میں شاہجہان آباد جا کر تمہیں مرید کراؤں گا۔ جب میں اپنے
والد ماجد کے ساتھ شاہجہان آباد گیا۔ اور آنحضرت کی زیارت کی۔ تو جو حلیہ میں
نے خواب میں دیکھا تھا ظاہری آنکھوں سے دیکھ لیا۔ بعد ازاں میرے قبلہ گاہ
نے مجھے آنحضرت کا مرید کرایا۔ آنحضرت نے مجھ پر بدرجہ کمال مہربانی فرمائی۔

اسی سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء باغ جنت آثار کی سیر کو تشریف
لے گئے۔ آنحضرت ظہر کی نماز ادا کر کے ایک بساط پر یاروں سمیت بیٹھے اور
مراقبہ کرتے رہے چنانچہ عصر کی نماز تک مراقب رہے۔ مراقبہ سے سر اٹھا کر لوگوں
کو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس وقت تم پر خاص نظر عنایت فرمائی ہے۔ اپنے فضل و کرم

سے تم سب کے گناہ بخش دیئے ہیں اور اپنے مقربوں میں داخل فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ۔ تمام یار جو اس وقت بساط پر موجود تھے۔ دوگانہ شکر الٰہی بجالائے۔ اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں اپنے مقربوں میں داخل فرمایا ہے۔ جو لوگ اس بساط پر موجود نہ تھے۔ وہ اس بشارت سے محروم رہے۔ اور سخت افسوس کرتے تھے۔ جو اصحاب بساط پر تھے ان کی تعداد ستر تھی۔ اور سب کے سب آنحضرت کے بڑے بڑے خلفاء تھے۔

ذکر در بیان

سال ہژدہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ مرید شدن خواجہ عبدالرحمان و قصہ اصحاب ارم و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال خواجہ عبدالرحمان مرادآبادی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مولف رح) سے یہ بیان کیا۔ کہ میں خدا طلبی کے لئے فقراء کے پیچھے پھرا کرتا تھا۔ اچانک ایک جنگل میں جا نکلا۔ جہاں ایک نورانی شکل پیر مرد کو دیکھ کر بے اختیار اس کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور اپنا مدعا ظاہر کیا۔ اس نے کہا میں خضر ہوں۔ تو ہر طرف کیوں مارا مارا پھرتا ہے۔ اور اپنے پیارے وقت کو ضائع کرتا ہے۔ میں تجھے قیوم وقت کا پتہ دیتا ہوں۔ ان کا نام محمد زبیر رضی اللہ عنہٗ ہے اور شاہجہان آباد میں رہتے ہیں۔ ان کی توجہ سے تو سیراب ہو جائے گا۔ یہ کہکر وہ عزیز غائب ہو گیا۔ لیکن اس کے کہنے سے مجھے پورا اطمینان ہو گیا چنانچہ میں آنحضرت کی قدم بوسی کیلئے روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں ایک عزیز صاحب حال سے میری ملاقات ہوئی میری حالت پوچھی میں نے بیان کر دی۔ اس نے کہا کہ اگر قرب الٰہی کا انتہائی درجہ چاہتے ہو تو اس وقت کے قطب الاقطاب کے پاؤں جا پڑو۔ میں نے پوچھا کیا تم اسے پہچانتے ہو۔ اس نے کہا۔ تمام اولیائے وقت انہیں سے فیض کے منتظر ہیں۔ میں کیونکر نہیں پہچانتا۔ میں نے پوچھا۔ تو پھر وہ کون ہیں۔ کہا حضرت

شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ۔ جن کی توجہ سے ہزارہا آدمی کامل اولیا ہو گئے ہیں۔ اسکے کہنے سے میرا اعتقاد اور بھی زیادہ ہو گیا۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ عرش و کرسی پر حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک لکھا ہوا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر میں بہت جلدی حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔

اسی سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء بادشاہی باغ کی سیر کے لئے تشریف لیگئے باغ کے پھول جناب کے قدوم میمنت لزوم سے بڑھتے تھے اور شاخ سے جوان کے لئے بمنزلہ محل آنحضرت کی پائے بوسی کے لئے جھکتے تھے آنحضرت نہایت خوش و خورم ہو کر اس باغ ارم میں بیٹھے۔ جناب الٰہی سے آنحضرت پر بدرجہ غایت عنایت ہوئی۔ آنحضرت نے معہ تمام یاروں کے مراقبہ کیا۔ دیر تک مراقبہ میں رہ کر اپنے تمام اصحاب کو جو اس وقت اس باغ میں آنجناب کے نزدیک یا دور بیٹھے تھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے فضل و کرم سے اکمل اولیاء میں داخل فرمایا ہے اور کمال درجے کا اپنا قرب عطا فرمایا ہے۔ ایک شخص ایک تیر کے فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا اس کے حق میں بھی فرمایا کہ یہ بھی انہیں میں سے ہے یعنی اسے بھی وہی خوشخبری حاصل ہے آنحضرت کے فرمانے سے اس شخص کا لقب "ھذا الرجل منہم" ہو گیا۔ اب وہ اسی نام سے مشہور ہے۔

ذکر دربیان

سال نوزدہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

بیان عشرہ مبشرہ کہ حق تعالیٰ بہ بعیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بآنحضرت بشارت دادہ اند وبیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال حضرت سلطان الاولیاء سلطان ہند کی والدہ ماجدہ کے باغ کی سیر کو تشریف لے گئے جو خوبصورتی اور نفاست میں بے نظیر تھا۔ اس باغ کے پھولوں میں آنجناب کے وجود مسعود سے بے اندازہ تروتازگی اور طراوت و نضارت آگئی۔ گویا باغ ارم پر سبقت لے گئے ہیں۔ اور باغ بہشت کی برابری کرتے تھے۔ پھول۔ گلزار۔ گلگشت اور لالہ زار جس سے جسم کو فرحت اور آنکھونکو

بصارت حاصل ہوتی تھی - ان کی آب و تاب سے گل اندام گل جبینوں کے چہرے پر عرق شرم آتا تھا - اور نرگس کے رشک سے معشوقوں کی آنکھ بیمار تھی - اس کا گل لالہ لالہ عذاروں پر سبقت لے گیا تھا - بلکہ اس نے بازار حسرت کو رونق دے رکھی تھی - اس کے داغ دل پر محبوب کا خال حسد کرتا تھا - بلکہ محبوبوں کے دل کا سویدا اس پر رشک کرتا تھا - وہ ایک دانہ سپند ہے - اس کا گل نافرمان ناز پرداز نازنینوں کو نافرمانی کی تعلیم کرتا ہے - اس کے سمن کو گل اندام کے اندام سے پوری نسبت ہے - اور اس کے سرو کو سرو سہی سے پوری مشابہت - اس کی سوسن کے رشک سے آسمان نیلگوں لباس پہنے ہوئے ہے - اس کے گل شبو کے مقابلہ میں سیارے دندان حسرت نکالے ہوئے ہیں - اس کا سورج مکھی آفتاب کو مات کر رہا ہے ؎

ہر برگ گلشن زبس طراوت جوشید زجوششِ نزاکت

اس کی سنبل نے زلف خورشید کی طرح نظارہ کرنے والوں کو دریائے شوق کی لہروں میں پھنسایا ہوا تھا - اور اس کے عشق پیچہ نے عاشقوں کو پیچ و تاب سکھایا ہوا تھا ؎

از جوش بہار ہر طرف گُل بردست نہاد ساغرِ مُل

اس کے چاروں کونوں میں چار تالاب اجسام میں بمنزلہ عناصر مُرتّب تھے جو حوض کوثر کی برابری کرتے اور چشمہ تسنیم پر ہنسی اُڑاتے تھے - باد صبا اور باد شمال ہر دم ان کی بلائیں لیتی تھیں - اگر ان کی لہروں کے سلسلے کو تماشائیوں کی زنجیر پا کہا جائے تو مناسب ہے اور اگر محبوبوں کے گلے کا ہار کہا جائے تو بجا ہے - شاید جمال یار کی مجذوب ہیں - کہ لہر کی زنجیر ان کے پاؤں میں ہے اور ہر دم جوش کے مارے لبوں پر کف لاتی ہیں - چنانچہ کسی نے ان کی تعریف میں کہا ہے کہ ؎

دجلہ را امروز رفتارے عجب مستانۂ پائے در زنجیر کف برلب مگر دیوانۂ

اس کے کنارے کا سبزہ غمزہ معشوقوں کے گھائل شدگان کیلئے بستر راحت ہے - اس کے آگے زہرہ جبینوں کے خط نے عاجزی کا خط کھینچا ہوا ہے - آنحضرت پر عالم خوشوقتی تھا - اسی اثناء میں باخیر و برکت نزول واقع ہوا - حضرت خلیفۃ اللہ

رضی اللہ عنہ نے مع تمام یاروں کے مراقبہ کیا - دیر بعد سر اٹھا کر نماز عصر ادا کی نماز سے فارغ ہو کر یاروں کو فرمایا - کہ عین نماز کے وقت مجھے الہام ہوا ہے - کہ جن یاروں نے تیرے پیچھے نماز ادا کی ہے ان میں سے دسؔ کو میں نے بخش دیا ہے میں نے عرض کیا - کہ یہاں جس قدر تیرے بندے موجود ہیں سبھی تیری بخشش کے امیدوار ہیں - پھر الہام ہوا کہ یہ بشارت بہ تبعیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تجھے عنایت کی ہے - جس طرح آنحضرت صلعم کا عشرہ مبشرہ تھا - اسی طرح تیرے دس یاروں کو بھی ہم نے بخش دیا ہے - مَیں شکر بجا لایا - آنحضرت کے تمام یار اس خوشخبری کو سُنکر شکر الٰہی بجا لائے - اور اس عشرہ مبشرہ کو مبارکباد دی -

اسی سال ایک سوداگر قندھار سے آکر آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوا وہ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان کرتا ہے - کہ مَیں جنگل میں اپنے قافلے کے ساتھ جا رہا تھا - اچانک مَیں نے ایک مرد خدا کو دیکھا جس کی پیشانی سے انوار ولایت واطوار سعادت نمایاں تھے - مجھے کہا - کہ اس سے اچھی تجارت کر جس کے حق میں پروردگار نے فرمایا ہے رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جنہیں خرید و فروخت یاد الٰہی سے نہیں روک سکتی، مَیں نے پوچھا وہ تجارت کیونکر ہاتھ آتی ہے - اس نے کہا حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر مرید ہو جاؤ کیونکہ وہ قیوم قطب زماں ہیں - تاکہ حق تعالیٰ انکی طفیل تجھے اپنے قرب کا انتہائی درجہ عطا فرمائے یہ کہکر وہ غائب ہو گیا میں سمجھ گیا کہ وہ رجال الغیب سے تھا - اسی رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ اولیاء اللہ کی مجلس منعقد ہے - صدر مجلس ایک بزرگ ہے جس کے سامنے تمام دست بستہ بیٹھے ہیں میں نے ایک سے پوچھا یہ کون ہیں - اچانک وہ شخص نمودار ہوا جس نے مجھے نصیحت کی تھی - پھر اس نے مجھے کہا کہ یہ تمام اولیائے وقت ہیں - اور صدر جلسہ حضرت شیخ محمد زبیر قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ ہیں - پھر وہ عزیز مجھے لا کر مُرید کرا گیا - جب میں بیدار ہوا - تو آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوا - جب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا - تو ٹھیک وہی شکل و صورت تھی جو مَیں نے خواب میں دیکھی تھی - مَیں جان و دل سے معتقد ہو کر مرید بنا -

ذکر در بیان

سال ستم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ وبیان خلافت دادن صوفی فرمان را فرستادن او را بہ کابل وپارہ بیان احوال خواجہ محمد امین

اس سال صوفی فرمان جو شیخ محمد عابد سے اُتر کر آنحضرت کے تمام خلفاء سے افضل تھے خلافت دیکر کابل بھیجا وہاں کے لوگوں نے آپ کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھا اور اس قدر مائل و معتقد اور مرید ہوئے۔ کہ وہاں کے موجودہ مشائخ نے بڑا حسد کیا۔ کیونکہ ان کے تمام مرید صوفی صاحب کے مرید ہو گئے۔ ایک روز وہاں کے مشائخ آپ کے معترض ہوئے کہ تم نے ہمارے مریدوں کو کیوں اپنا مُرید کر لیا ہے۔ صوفی صاحب نے نہایت غصے ہو کر فرمایا کہ تم ان بیچاروں کی راہزنی کرتے ہو۔ تم انہیں راہ خدا پر آنے نہیں دیتے۔ اُنہوں نے پوچھا تمہیں کیونکر معلوم ہے کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔ اور تم صاحب کمال ہو۔ صوفی صاحب نے فرمایا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ آزمائش کر لو۔ سب نے اس بات کو قبول کیا۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ ایک شخص ڈھکا ہوا دستر خوان لایا صوفی صاحب نے پوچھا بتاؤ اس میں کیا ہے پھر صوفی صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا ہمارے تمہارے امتحان کے لئے یہی کافی ہے بتاؤ اس میں کیا کیا چیز ہے۔ صوفی صاحب نے کشف باطنی سے معلوم کر کے ساری چیزیں بتا دیں۔ وہ شرمندے ہو کر اُٹھ گئے۔

اس سال خواجہ محمد امین کو جن کا حال پہلے بھی کچھ لکھا گیا ہے۔ آنحضرت نے خلافت دیکر کابل کے گرد و نواح میں بھیجا۔ وہاں جب قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ تو خودی اور تکبر میں آ کر خیال کیا۔ کہ جو قوت ارشاد مجھے حاصل ہے۔ اسے آنحضرت لینا بھی چاہیں تو نہیں لے سکتے۔ آنجناب بنور باطن اس کے اس خیال سے آگاہ ہو کر اس سے ناراض ہو گئے۔ جب خواجہ نے اپنے باطن میں بے مزگی دیکھی۔ تو بے قرار ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔ چونکہ آنحضرت ناراض تھے اسواسطے پرواہ نہ کی۔ خواجہ صاحب کی باطنی بدمزگی اور بھی زیادہ ہو گئی۔ اِس لئے روتے

اور واویلا کرتے پھرتے تھے کہ میں اب لاعلاج ہوں۔ پھر واپس وطن گئے۔ رخصت کے وقت آنحضرت نے نیاز کو بھی قبول نہ فرمایا۔ ایک ہفتہ گذرا تھا۔ کہ یہ خبر کابل میں پہنچ گئی کہ خواجہ صاحب سے قطب وقت ناراض ہیں۔ یہ سنکر خواجہ صاحب کے معتقد منحرف ہو گئے ع

چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

ابھی خواجہ صاحب آدھی راہ طے کر چکے تھے کہ یہ خبر وحشت اثر سنی گھبرا کر پھر درگاہ عرش اشتباہ میں حاضر ہوئے۔ اور اس طرح کی عاجزی کی۔ کہ آنحضرت کو بھی آپ کی نامرادی اور حالت زار پر رحم آیا۔ پھر آپ کے حق میں عنایت فرمائی اور توجہ دیگر بحال کیا۔ لیکن قوت ارشاد لے لی۔ پھر خواجہ صاحب سے ارشاد نہ ہو سکا اور نہ ہی پہلی طرح کا استقلال باطنی نصیب ہوا۔

ذکر دربیان

سال بست ویکم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ بیان اصحاب مطر و ذکر جنگ کردن مبارز خان و نظام الملک و استمداد توجہ خواستن نظام الملک از آنحضرت و بشارت دادن آنجناب اورا بآں شہادت مبارز خاں و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کی دعوت خواجہ ضیاء اللہ کشمیری الملقب بہ حسن دین نے کی اور اپنے گھر لے گیا۔ آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اس کی دعوت کو قبول کر کے اس کے گھر تشریف لیگئے کھانا کھانے سے فارغ ہو کر تفریح کے لئے چھت پر تشریف لے گئے اسی اثنا میں نماز کا وقت ہوا۔ ہمراہیوں نے وضو کر لیا۔ تو اس کثرت سے مینہ برسنا شروع ہوا کہ چھت سے اُترنے کی مہلت نہ ملی۔ آنحضرت نے عین بارش میں تمام ہمراہیوں سمیت نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر یاروں کو فرمایا۔ کہ میں نے عین نماز کے وقت جناب الٰہی میں عرض کیا تھا۔ کہ آدمیوں کے کپڑے بھیگ گئے ہیں۔ اور بہ سبب بارش

نماز میں مطلوبہ احتیاط نہیں ہوسکی کیونکر نماز قبول ہوگی۔ اتنے میں الہام ہوا۔ کہ میں نے ان کی نماز کو قبول کرلیا ہے۔ جو شخص اس نماز میں تمہارا شریک تھا اسے بھی بخش دیا یہ تمام میری بارگاہ کے مقربوں کے صدر نشین ہیں۔ اصحاب مطر ستائیس ۲۷ آدمی تھے۔ جو سب کے سب آنحضرت کے مشہور خلفاء تھے۔

اسی سال نظام الملک نے مبارز خاں پر فتح حاصل کرنے کے لئے مدد کی درخواست آنحضرت کی خدمت میں کی۔ اس کی اصلیت یہ ہے کہ جب بادشاہ عیش وعشرت اور فسق وفجور میں مشغول ہوگیا۔ اور امور سلطنت کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور تمام ممالک محروسہ ہند میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ بادشاہی ضبط اٹھ گیا تھا اور سلطنت کا خوف و رعب رعایا پر سے اُٹھ گیا تھا تو نظام الملک جو عالمگیر اورنگزیب کا تربیت کردہ تھا اور عقلمندی اور دانائی میں بے نظیر تھا۔ ہر روز بادشاہ کو وعظ ونصیحت کرتا۔ لیکن بادشاہ کے کان پر جوں بھی نہ چلتی بلکہ اُلٹا ہنسی اڑاتا۔ نظام الملک نے اس بات سے ناراض ہوکر شکار کے بہانے دکن کی راہ لی۔ بادشاہ نے اس کے بلا اجازت چلے جانے پر ناراض ہوکر امیروں سے مشورہ کیا۔ اور اس کی بیخکنی کرنی چاہی۔ لیکن اس کے رعب کے مارے کسی امیر کا حوصلہ نہیں پڑتا تھا۔ کہ اس مہم کا بیڑا اُٹھائے۔ مبارز خاں کے بیٹے عبد المعبود خاں نے جس کا باپ حیدر آباد کا حاکم اور بہادری اور دلیری میں شہرۂ آفاق تھا کہا۔ کہ میرا باپ نظام الملک کا مقابلہ کریگا اور اس کی مہم کے لئے کافی ہوگا اور اس کا قلع وقمع کریگا۔ بادشاہ نے تمام دکن کی حکمرانی اس کے نام لکھ قطعی حکم دیا کہ نظام الملک کو دریائے نربدہ سے پار نہ ہونے دینا۔ اور دکن کی سرحد میں داخل نہ ہونے دینا۔ مبارز خاں حیدر آباد سے چل کر اورنگ آباد میں آیا۔ اتنے میں نظام الملک نے دریائے نربدا سے گذر کر ملک دکن میں خیمے نصب کر لئے۔ مبارز خاں نے اسے پیغام بھیجا کہ تو میرے ملک میں کیوں داخل ہوا ہے۔ تو میں قدیمی آشنا ہیں۔ بہتر یہ ہے۔ کہ اپنی راہ لے اور اس ملک سے اپنی جان سلامت لے جا۔ ورنہ بزور شمشیر تجھے نکال کرونگا۔ نظام الملک نے اس کے جواب میں یہ خط "ہمارے اور تمہارے درمیان قدیم سے دوستانہ حقوق چلے آتے ہیں۔ جو اخلاص مجھے آپ سے حاصل ہے وہ کسی اور سے نہیں۔

اسی طرح آپ بھی میرے مخلص ہیں لیکن افسوس ہے کہ اب وہ محبت دشمنی سے بدل رہی ہے۔ اور اتفاق نفاق کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ آؤ ملک دکن کو باہمی تقسیم کر لیں۔ آپ بادشاہ کے کہنے پر نہ جائیں۔ کیونکہ میں نے اسے دیکھ لیا ہے وہ بیوقوف اور بے عقل ہو رہا ہے۔ وہ امور سلطنت کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں دیتا۔ میں نے اسے بہتیرا سمجھایا بجھایا لیکن اس نے ایک نہ مانی۔ بلکہ اُلٹی مجھ پر ہی ہنسی اُڑائی۔ اس واسطے میں وہاں سے کنارہ کش ہو آیا ہوں۔ آپ بھی آخر کار بادشاہ کی ناشائستہ حرکات سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور میرے ساتھ جو دشمنی کرنے لگے ہو اس کے بارے میں بعد میں پچتاؤ گے لیکن پھر یہ موقع ہاتھ نہیں آئے گا بہتر یہ ہے کہ اس خیال محال سے باز آجائیں" معہ تحائف وحلوے اور میوہ جات ایلچی کے ہاتھ مبارز خاں کے پاس بھیجا۔ مبارز خاں نے اس کی بھیجی ہوئی چیزوں کو دریا میں پھینکوایا اور نظام الملک کو پیغام بھیجا کہ میں تجھے حقیقی بھائی سے بھی بہتر جانتا تھا اور تمام کاموں میں تیرا شریک تھا لیکن کیا کروں اولوالامر کی مخالفت نہیں کر سکتا اور اپنے ولی نعمت کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ مناسب یہی ہے کہ یا واپس چلے جاؤ یا آمادۂ جنگ ہو جاؤ۔ نظام الملک نے صلح کی درخواست بھی کی لیکن اس نے صلح کو منظور نہ کیا۔ اور جنگ کی تیاری میں مشغول ہو گیا۔ جب لڑائی کا دن مقرر ہو گیا، تو نظام الملک اور مغل اور تورانی بہ سبب مبارز خاں کی دلیری اور بہادری کے ڈرنے لگے۔ نظام الملک نے ایک عرضی دربارہ توجہ باطنی بغرض فتح ونصرت حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں آنحضرت کے خلیفہ صوفی ابوالحسن کی وساطت سے بھیجی۔ شاہجہان آباد میں جس قدر مغل رہتے تھے سب نے آنحضرت کی خدمت میں فتح ونصرت کی درخواست کی۔ چونکہ آنحضرت طرفین کے جنگ سے خوش نہ تھے کیونکہ مبارز خاں ایک متقی پرہیز گار اور خدا دوست آدمی تھا اس لئے فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے صلح کر لو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ نظام الملک نے صلح کے لئے بدرجہ غایت کوشش کی ہے۔ لیکن مبارز خاں کسی طرح بھی صلح نہیں کرتا۔ آخر آنحضرت نے متوجہ ہونے کے بعد فرمایا کہ انجام کار نظام الملک فتح پائیگا۔ اور مبارز خاں شہید ہو جائیگا لیکن اس شہادت سے ملول ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر روز مغل

اور نظام الملک کے رشتہ دار جو شاہجہان آباد میں تھے۔ آنحضرت کی خدمت میں نظام الملک کی فتح کے لئے ملتجی ہوتے۔ انہیں دنوں ایک روز عبدالمعبود خان ولد مبارز خاں نے میرے والد بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ میرے باپ کی فتح کے لئے استخارہ کریں جب آنجناب متوجہ ہوئے تو مبارز خاں کا شہید ہونا ظاہر ہوا۔ اُسی وقت اپنے بڑے بیٹے شیخ محمد احسن کو بتا دیا لیکن اس کی دل شکنی کی وجہ سے اس پر ظاہر نہ کیا۔ صرف اتنا فرمایا کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ تمہارے باپ کا انجام بخیر کرے۔ القصہ جب دونو کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ تو عالمگیر رومی خورشید شجاع سطوت سے اورنگ خاور پر نمودار ہوا اور شاہ شام سپاہ بیجان اور شکست خوردہ کو لیکر گوشہ مغرب میں جا گھسا ؎

نمودار شد فوج بہرِ نبرد — بر آمد ز گردون گردندہ گرد
ازاں سو مبارز خانِ دلیر — بغرید در رزم چوں نرہ شیر
بغرید نقارہ بر پشتِ پیل — ز رنگش شدہ خشک لب و دیل
بر آمد غریو از چشم ہفت جوش — ملک مضطرب شد فلک در خموش
بجوشید مغز دلیرانِ جنگ — بر آمد بہر جانب شور و شنگ
چو بستند شمشیر ہا بر کمر — کہ سازند عدو را چو شق القمر

کہتے ہیں بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔ دونو طرف کے بہادروں نے بدرجہ غایت کوشش کی شجاعت اور بہادری سے شیر مست کی طرح پھرتے تھے اور زبان سے نعرے مارتے تھے۔ اور ہاتھ سے تلوار چلاتے تھے۔ طرفین کے ہزار ہا آدمی ہلاک ہوئے ؎

روا رو در آمد ز راہِ نبرد — ہزا ہز در آمد بمردانِ مرد
سیاست در آمد بگردن زنی — ز چشم جہاں دور شد روشنی
نمودند بسیار مردانگی — ہم از زیرکی ہم ز دیوانگی
چو خانِ مبارز در آمد بجوش — بر آورد آواز فرخ سروش
کہ اے جنگجویانِ غیرت نہاد — درِ مرگ بر خویشتن کرد باز
چو امروز پیش آمدہ روز جنگ — نظر کردہ باید بناموس و ننگ

دلیرانِ جنگی و گردن فراز | ہمہ شیر گردوں ہمہ رزم ساز
ز ہر چار جانب فراہم شدند | پئے ننگ و ناموس باہم شدند
چناں خواست گرد از سمِ ہر طرف | زمیں شش شد و آسماں گشت ہف
کمانہا کہ بودند در گوشہا | چو حیلہ نشینانِ بے توشہا
زسرہائے کشتہ چناں زیر بود | کہ چوں ہندوانہ بہ فالیز بود

لڑائی کی آگ کچھ اس قسم کی بھڑکی۔ کہ اس سے پہلے چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ گویا رستم و اسفندیار کی جنگ کا نمونہ تھی مبارز خاں کا لشکر نظام الملک کے لشکر پر غالب آیا اور ہزاروں نامور اور مشہور آدمی کام آئے۔ نظام الملک کے لشکر کی حالت نہایت خستہ ہو گئی قریب تھا کہ ان کے سپہ سالار کو نقصان عظیم پہنچے۔ نظام الملک نے یہ حالت دیکھ گھبرا کر آنحضرت کی طرف توجہ کی۔ اِتنے میں مبارز خاں کو گولی لگی جس سے اس کا کام تمام ہو گیا۔ جہان نے اس کی شہادت کا افسوس کیا۔ اس کی موت سے بہادری اور دلیری دنیا سے جاتی رہی۔ اگر رستم اور افراسیاب اس وقت ہوتے۔ تو اس کے غلام بن جاتے۔ اس کی بہادری اور دلیری ہندوستان بھر میں ضرب المثل ہو گئی تھی۔ کہتے ہیں پچپن ہزار آدمی اس میدان میں کام آئے۔ اور اتنی بڑے بڑے امیر جو ہاتھیوں پر سوار ہوا کرتے تھے۔ قتل ہوئے۔ سات ہاتھی مارے گئے۔ نظام الملک نے مبارز خاں کے باقی لڑکوں کو دلاسا اور تسلی دی اور اسی فتح کا شکرانہ جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ تھا ادا کیا۔ اور تحف و ہدایا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں ارسال کئے۔ آنحضرت نے مبارز خاں کی شہادت پر بڑا افسوس کیا۔ اور اس کے لئے دعائے خیر کی۔

اسی سال بدخشاں کے رئیس خواجہ خلیل اللہ بدخشی کے فرزند خواجہ عزیز اللہ بدخشی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ خلیل اللہ مجھے فرماتے ہیں۔ کہ تم ہندوستان جاؤ اور قطب الاقطاب اور قیوم روزگار حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے لئے توجہ باطنی اور دعا کے لئے التماس کرو۔ بعد ازآں اگر ہماری خانقاہ کو روشن کرنا آپ کا یہ فرمانا تھا

کہ زمین و آسمان کے درمیان ایک تخت نمودار ہوا جس پر ایک نورانی شکل آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے نور سے تمام جہان منور ہو رہا تھا۔ ہزاروں نورانی آدمی اس تخت کے گرد ہوا میں دست بستہ کھڑے تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے باواز بلند کہا کہ یہ بزرگ شیخ محمد زبیر قطب الاقطاب اور قیوم زماں رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور باقی کے اولیائے امت ہیں۔ جو اس بزرگ کا مرید ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اسے اپنے دوستوں میں داخل کریگا۔ اور جو اس کی اطاعت نہ کریگا غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا یہ خواب دیکھنے کے بعد میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بعیت سے مشرف ہوا۔ اور جو صورت آنحضرت کی خواب میں دیکھی تھی۔ وہ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی۔ آنحضرت کی خدمت سے جو کچھ حاصل ہوا سو ہوا۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ آنحضرت کا طریقہ یہ تھا کہ سارا دن اور ساری رات باغ میں رہتے۔ کبھی دو دن اور دو راتیں بھی گذر جاتیں۔ ایک رات آنحضرت باغ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک جنازہ اس باغ کے پاس سے گذرا۔ آنحضرت نے غائبانہ دیر تک فاتحہ کہکر لوگوں کو فرمایا کہ میں اس میت کے حال کی طرف متوجہ ہوا۔ تو دیکھا کہ سخت عذاب میں گرفتار ہے۔ جب اس کے اعمال کی طرف دیکھا تو تمام گناہ ہی گناہ تھے نیکی ایک بھی نہ تھی۔ لیکن ایمان کا چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ اس کی بخشش کے لئے میں نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی۔ اور حد سے زیادہ دعا اور توجہ کی۔ تب کہیں پروردگار نے اپنے فضل و کرم سے اُسے بخشا۔ اور اپنی رحمت میں مستغرق کیا بعد ازاں فرمایا کہ میں نے ایسا عذاب آجتک کسی کو ہوتے نہیں دیکھا معلوم نہیں اس سے کیسا گناہ صادر ہوا۔ جب دن چڑھا تو ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ کہ وہ جنازہ ایک رنڈی کا تھا۔ جو فاحشہ بھی تھی۔

اسی سال آنحضرت کا مرید صفدر شاہ قتل ہوا۔ چونکہ قاتل بھی آنحضرت کے مرید ہی تھے۔ اور دونو خوب لڑے اور زخمی ہوئے تھے اور قریب المرگ تھے۔ اسواسطے آنحضرت نے کچھ نہ فرمایا البتہ صفدر شاہ کے لئے افسوس کیا اور اسکی بخشش کے لئے دعا کی اور فرمایا کہ صفدر شاہ اپنی قوم میں مستثنیٰ تھا۔ اسے جنت

میں بھی بلند درجہ عطا ہوا ہے۔

ذکر در بیان

سال بست و دوم از قیومیت آنحضرت رضی اللہ عنہ و بیان واقع کہ دریں سال بہ وقوع آمدہ و بیان جنگ عاملان بہ سرہند و فتح یافتن عامل منصوب بر عامل معزول از توجہ آنحضرت رضی اللہ عنہ۔

آنجناب کے فدوی عثمان یار خان کے دل میں تمنا تھی۔ کہ کسی طرح سرہند کا حاکم ہو جائے لیکن بعض مخالفوں کی وجہ سے اس کی پیش نہ جاتی تھی۔ یہ خواہش آنحضرت کی خدمت میں ظاہر کی۔ آنحضرت نے ازراہ عنایت خوشخبری دی۔ کہ عنقریب ہی تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ اسی اثنار میں ایک اور شخص نے ارکان سلطنت کو بہت سا روپیہ بطور رشوت دیکر سرہند کی حکمرانی اپنے نام کرالی۔ خان مذکور یہ حالت دیکھ کر کڑھا اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نہایت منت و سماجت کی۔ آنحضرت نے پھر متوجہ ہو کر فرمایا کہ خاطر جمع رکھو کہ جو فرمان اس کے واسطے لکھا گیا ہے وہ تمہیں ملے گا۔ واقعی ایسا ہی ہوا کہ آنجناب کی توجہ سے صبح وہ منشور جو دوسرے کے لئے لکھا گیا تھا۔ اس میں سے اس کا نام مٹا کر عثمان یار خان کا نام لکھ دیا۔ خان مذکور خوش و خورم ہو کر اس نعمت عظمےٰ کا شکریہ بجا لایا۔ آنحضرت نے اسے اپنے سر مبارک کا پٹکا مرحمت کر کے سرہند رخصت کیا حاکم معزول ازراہ کوتاہ اندیشی و غرور بارہ ہزار فوج لیکر لڑائی کے لئے تیار ہوا عثمان یار خان تین ہزار سوار لیکر توکل بر خدا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے باطن کی طرف متوجہ ہو کر بموجب آیہ کریمہ "کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ" اللہ تعالیٰ کے حکم سے بسا اوقات تھوڑا لشکر زیادہ لشکر پر غالب آتا ہے، مخالفوں پر حملہ آور ہوا ؎

سپاہ از دو سو در خروش آمدند ٭ دو دریائے آتش بجوش آمدند

بر آمد ز نقارہا طمطراق ٭ بر آواز گردید آں نہ رواق

بہ غربدن نو بتہائے کلاں ٭ بہ جنبش در آمد زمین و زماں

تفنگ بر تفنگ سر بہ سر سبز شد | تنِ دشمناں ہمچو کفگیر شد
قشا قاش پیکان جوشن شکن | زرہ کردہ بر جسمِ مرداں کفن
چکا چاک شمشیر در کار زار | بر آورد از مغز دشمن دمار

آخر کار صف شکن اور روئیں تن خان تہور ذاتی اور استعداد معنوی سے پولاد کو چبانے والے جوانوں سمیت لڑنے لگا۔ جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔ قریب تھا کہ عثمان بلار خان کے لشکر فیروزی اثر کو نقصان عظیم پہنچے۔ کہ خان مذکور نے نہایت عاجزی سے آنحضرت کے باطن کی طرف توجہ کی۔ اور آنحضرت کا عمامہ دشمنوں کو دکھایا جس کے دکھاتے ہی دشمنوں کو شکست ہوئی۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کے مخلص کو فتح ہوئی۔ خان مذکور نے معبود حقیقی کی بارگاہ پر جبین نیاز گھسی۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے بطور شکرانہ بھیجے۔

اسی سال آنحضرت کے ہاں تیسرا فرزند پیدا ہوا جس کا نام آنحضرت نے شیخ محمد رکھا۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ اگر یہ فرزند زندہ رہا تو نہایت صاحب کمال ہوگا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد فوت ہوگیا آنجناب کو اس کی موت کا بڑا غم ہوا۔

ذکر در بیان

سال بست و سوم از قیومیت حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ وبیان طلب کردن دعا ذکریا خان والئے لاہور برائے فتح قلعہ کوہ جموں از آنحضرت

اس سال ذکریا خان نے قلعہ جموں کی فتح کے لئے آنحضرت کی خدمت میں عرضی لکھی۔ اس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ ذکریا خاں لاہور کا حاکم تھا اور اس کا باپ حاکم ملتان تھا۔ دونو نے متفق ہوکر ان مفسدوں کی بیخکنی کے لئے حملہ کیا۔ جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہتے اور علاقہ لاہور کو تاخت وتاراج کیا کرتے تھے۔ وہ لٹیرے پہاڑ کی چوٹیوں کے قلعوں میں گھس گئے۔ یہ قلعے نہایت مضبوط اور بلند تھے۔ ان تک پہنچنے کی راہ بھی نہایت دشوار گذار تھی۔ سب سامان ٹھیک ٹھاک کرکے لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ ان قلعوں کی راہ اس قسم کی تھی کہ اگر اوپر سے پتھر بھی پھینکیں

توبھی کئی ہزار آدمیوں کو ہلاک کر سکتے تھے۔ اس واسطے کوئی امیر یا بادشاہ ان کے حال کا متعرض نہ ہوتا تھا۔ جب ان دونو باپ بیٹوں نے ان کی بیخ کنی کرنی چاہی۔ تو پہلے جناب قیومیت مآب کی خدمت میں عرضی بھیجکر دعائے فتح کی درخواست کی۔ آنحضرت نے توجہ کے بعد خوشخبری سُنائی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فتح ہوگی۔ ذکریا خاں آنحضرت کی فیض اشارت بشارت کے بموجب اس طرف روانہ ہوا اور اپنے چند معتبروں کو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ ہر رات دعائے فتح کے لئے عرض کرتے رہیں۔ جب ذکریا خان دامن کوہ میں پہنچا۔ تو اس کا باپ بھی ملتان سے چل کر آملا۔ دونو باپ بیٹوں نے پہاڑ پر چڑھنا چاہا۔ جب تھوڑا سا رستہ طے کر چکے تو مخالفوں کو پتہ لگ گیا۔ انہوں نے چاروں طرف سے حملہ کیا۔ لڑائی بڑی سخت ہوئی چونکہ انہیں پہاڑی لڑائی کی مہارت نہ تھی۔ اسواسطے ان کی فوج کا اکثر حصہ ضائع ہوا کئی ہزار آدمی مارے گئے۔ دونو نے کئی مرتبہ حملہ کیا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ان حملوں سے ان کی باقی فوج بھی کمزور ہوگئی۔ آنحضرت نے ان کی فوج کی طرف توجہ کی اور جو لوگ ذکریا خاں نے آنحضرت کی خدمت میں دعائے فتح کی یاد دہانی کے لئے چھوڑے تھے انہیں فرمایا۔ کہ فلاں فلاں شخص قتل ہوگیا اور فلاں فلاں زخمی ہے چونکہ اس لشکر میں آنحضرت کے بہت سے مرید تھے۔ اسواسطے ان کی طرف زیادہ متوجہ تھے۔ بعد ازاں فرمایا کہ بس سختی گذر گئی آئندہ نقصان نہیں ہوگا۔ اسی اثناء میں ذکریا خاں کی عرضی در بارہ استمداد پہنچی۔ آنحضرت نے تسلی کر بھیجی کہ خاطر جمع رکھو عنقریب ہی فتح نصیب ہوگی۔ پھر حملہ کرو اس دفعہ قلعے والے گرفتار ہو جائیں گے۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ اس دفعہ جب حملہ کیا تو سارے قلعے فتح ہوگئے اور بائیس راجے گرفتار ہوئے۔ ان کی اکثر فوج تہ تیغ ہوئی۔ ذکریا خاں انتظام کے لئے کچھ فوج وہاں چھوڑ خود لاہور آیا اور آنحضرت کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے بھیجے۔ جب لشکری آدمی لڑائی کے بعد واپس آئے۔ تو انہوں نے جنگ کی وہی کیفیت بیان کی جو آنحضرت نے اس سے پہلے بیان فرمائی تھی

ذکر در بیان

سال بست و چہارم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

عرضداشت کردن والیِ کاشغر بخدمت آنحضرت و بیان قضایا که دریں سال واقع شده اند

اس سال کاشغر کا ایک امیر حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں مرید ہوا۔ وہ اپنے مرید ہونے کا باعث یوں بیان کرتا ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی بڑا اور روشن دریا ہے جس کی روشنی سے تمام جنگل منور ہو رہا ہے۔ اور ہزاروں آدمی اس دریا سے پانی پیتے اور نہاتے ہیں۔ پانی پینے اور نہانے سے انکے چہرے روشن اور خوش شکل وخوبصورت ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا حسن آفتاب کی طرح چمکتا ہے۔ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ یہ دریا قطب جہاں اور قیوم زماں کا باطن ہے اے بندگانِ خدا! آؤ۔ قطب وقت کے باطنی دریا سے سیراب ہو لو۔ اللہ تعالےٰ تمہارے گناہ بخش دیگا۔ اور اپنے مقربوں میں داخل کرلیگا۔ اسی اثناء میں ایک عزیز کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اور یہ دریا اس کے تخت تلے سے جوش مار کر نکل رہا ہے میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ عزیز کون ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ اور شاہجہاں آباد میں رہتے ہیں۔ جب میں جاگا۔ تو ہند کے سفر کا مصمم ارادہ کرلیا۔ اور اپنے بادشاہ سے رخصت مانگی۔ بادشاہ مجھ پر نہایت مہربان تھا اور سلطنت کے اکثر کام میرے متعلق تھے۔ مجھے اجازت نہ دی۔ میں نے اپنا خواب سربسر بیان کیا۔ وہ بھی سنکر متعجب سا رہ گیا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تو نے ایسا خواب دیکھا ہے تو جا اور میرے لئے بھی دعا کے واسطے التماس کرنا۔ اسی رات بادشاہ نے بھی خواب میں دیکھا کہ ایک شخص بآواز بلند کہتا ہے کہ شیخ محمد زبیر اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ جو شخص ان کا مرید ہوگا اللہ تعالیٰ اسے بخش دیگا۔ اور دین و دنیا میں اسے معزز کریگا۔ دوسرے دن بادشاہ نے مجھے بلاکر اپنا خواب بیان کیا پھر اپنے حالات کی ایک عرضی معہ تحف وہدایا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کی۔ اور مجھے رخصت کیا۔ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا اور اپنے بادشاہ کے تحفے اور ہدیئے نذر کئے۔ آنحضرت نے والئے کاشغر کے حق میں دعائے خیر کی اور تحائف وہدایا کو قبول فرمایا۔

اسی سال حاجی امان بدخشی جو عزیز زمانہ تھے حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت

میں مرید ہوئے۔ آپ اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مولف رح) سے یہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات مَیں نے خواب میں خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ عنہٗ کو دیکھا۔ جو مجھے فرماتے ہیں۔ کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہٗ اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ تم جاکر ان کے مرید ہو جاؤ۔ مَیں نے پوچھا کس شہر میں رہتے ہیں۔ فرمایا۔ شاہجہاں آباد میں۔ مَیں آنجناب کے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔

اسی سال وزیر ہند کی بیوی ولائتی بیگم جو صالح زمانہ تھی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی مریدہ بنی وہ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان کرتی ہے۔ کہ ایک رات مَیں نے خواب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جو فرماتے ہیں۔ کہ شیخ محمد زبیر جو قطب الاقطاب اور میرا نائب کامل ہے اس کی خدمت میں جاکر مرید ہو۔ دوسرے دن میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئی۔

اسی سال ایک شخص کابل سے ہند میں آیا۔ جو اپنی سرگذشت یُوں بیان کرتا ہے۔ جب دریائے چناب کے قریب پہنچا تو ایک جنگل میں مجھے رات ہوگئی۔ ایک درخت تلے بیٹھ گیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گذر گیا۔ تو بہت سے نورانی چہرے والے آدمی ظاہر ہوئے۔ میں نے پوچھا کون ہیں۔ ایک نے کہا یہ چشت کے رئیس ہیں۔ لیکن وہ سبھی کسی کا انتظار کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک نورانی شکل عزیز گھوڑے پر سوار نمودار ہوا جس کے نور سے تمام زمین و آسمان روشن ہو رہے تھے۔ تمام بزرگانِ چشت اس کا ادب بجالائے۔ اور پیادہ پا اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ میں نے ایک سے پوچھا کہ یہ عزیز کون ہے۔ اس نے کہا یہ عزیز شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہٗ قطب وقت ہیں اور شاہجہاں آباد کے محلہ مغل پورہ میں رہتے ہیں۔ یہ معاملہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ جب شاہجہاں آباد پہنچا اور حضرت خلیفۃ اللہ کی زیارت کی۔ تو جو صورت مَیں نے جنگل میں دیکھی تھی بعینہ ویسی صورت تھی۔

اسی سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء جنگل کی سیر کو تشریف لے گئے جب شہر سے باہر آئے تو بیری کے چند درخت دیکھ کر ان کے تلے بیٹھ گئے اور مراقبہ کرنے لگے۔ دیر تک مراقبہ میں رہکر لوگوں کو فرمایا کہ مَیں نے اس درخت سدرہ پر

نور الٰہی دیکھا تھا اسواسطے اس کے تلے بیٹھ گیا۔ اس وقت باخیر و برکت نزول واقع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت بدرجہ غایت مجھ پر ہوئی۔ اور مجھے الہام ہوا کہ تجھے مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ۔ اور حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل بنایا ہے۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ تمام رات اسی درخت تلے انوار و برکات الٰہی میں مستغرق رہے۔ اتفاق سے اُسی رات آنحضرت کے ایک رفیق کی گائے گم ہوگئی۔ اس نے آنحضرت سے التجا کی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ تیری گائے کہیں نہیں جائے گی۔ تلاش کر۔ یہیں ہوگی۔ بہتیری تلاش کی مشعلیں لیکر تمام جنگل کھوندمارا لیکن گائے نہ ملی۔ جب صبح ہوئی۔ تو پھر گائے کا مالک آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت نے پھر فرمایا کہ گائے تمہاری کہیں نہیں گئی۔ یہ دیکھو فلاں درخت تلے کھڑی ہے۔ جاؤ جاکر لے آؤ۔ جب گیا تو اسی درخت تلے کھڑی تھی۔ سب کو یقین ہوگیا۔ کہ گائے آنحضرت کے تصرف سے واپس آئی۔ کیونکہ ساری رات ہم جنگل میں تلاش کرتے رہے ہیں۔ کہیں پتہ نہ تھا۔ بعد ازاں آنحضرت اس بیری تلے سے اُٹھ کر بادشاہ کی والدہ کے باغ تک تشریف لائے۔ آنحضرت کی یہ عادت تھی۔ کہ جہاں کہیں تشریف لیجاتے سارا دن وہاں رہتے۔ آدھی رات کو گھر تشریف فرما ہوتے۔

اسی سال مولوی عبدالحکیم قصوری نے جو اپنے وقت کے مشہور عالم تھے اور آنحضرت کے مخلص و معتقد تھے۔ آنحضرت کی دعوت کی۔ سارا دن وہاں گذار کر آدھی رات کے وقت وہاں سے اُٹھے۔ میرے (مؤلف رح) بڑے بھائی شیخ محمد محسن فرماتے ہیں۔ کہ میں اس رات آنجناب کے ساتھ تھا۔ آنحضرت کی سواری کے سامنے سے بہت سے لوگ شور و واویلا مچاتے آرہے تھے۔ جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ فیلبان ہیں۔ اور ان کے پیچھے ایک مست ہاتھی چلا آرہا ہے۔ بادشاہ نے اس ہاتھی کو منگایا تھا۔ مستی کے سبب وہ دن کے وقت نہیں آسکتا تھا اسواسطے رات کو لا رہے تھے۔ بلکہ رات کو بھی چند ایک آدمی جو مکانوں پر سوتے تھے اس نے پکڑ کو ہلاک کر دیئے ہیں۔ مہاوتوں نے گذارش کی کہ اگر آنحضرت کی سواری ایک گھڑی کے لئے ایک طرف کو ہو جائے۔ اور کسی کوچے میں کھڑی ہو جائے تو بہتر ہے

تاکہ ہاتھی گذر جائے۔لیکن آنحضرت نے منظور نہ فرمایا۔ دوسرے آدمیوں نے بہتیرا عرض کیا۔لیکن بے سود۔جب چند قدم آگے بڑھے تو ہاتھی کے پاؤں کی زنجیروں کی آواز سُنائی دینے لگی۔پھر لوگوں نے عرض کیا۔کہ اب تو ہاتھی دکھائی دیتا ہے۔لیکن اس پر مہاوت نہیں۔لوگ ڈر گئے اور ہاتھی آنحضرت کی سواری کے مقابل آکھڑا ہوا۔آنحضرت نے فرمایا کہ ٹھیرو مت۔ لوگوں نے عرض کیا رستہ بہت تنگ ہے۔ایک آدمی سے زیادہ نہیں گذر سکتا۔ پہلے بذات خود اپنا گھوڑا ہاتھی کے سامنے سے گذارا۔پھر پیدل سوار ہاتھی کے پاس سے ہوکر گذر گئے بلکہ بعض اس کے پیٹ تلے سے ہوکر گذرے ہاتھی پتھر کی مورت کی طرح کھڑا رہا۔ لوگ اس کے پاؤں اور سونڈ پر ہاتھ مارتے تھے لیکن وہ ہلتا بھی نہ تھا۔جب آنحضرت کی سواری کے سارے آدمی گذر چکے تو پھر وہ ہاتھی روانہ ہوا۔پھر اپنی شرارت کرنے لگا۔جو آدمی دوکانوں پر سوئے ہوئے تھے انکو گھسیٹ کر پاؤں میں روندتا جاتا تھا۔لیکن آنحضرت کے حضور میں اس کی ساری مستی زائل ہوگئی تھی۔ اور لومڑی کی طرح عاجز ہوگیا تھا۔

ذکر دہبان

سال بست و پنجم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔عرضداشت فرستادن شاہ چترال بجناب قیومیت و در بیان واقعات دیگر کہ دریں سال واقع شدہ اند

اُس سال شاہ چترال نے ایک عرضی مشتمل بر عجز و نیاز اور ارادت اور طلب خلیفہ آنحضرت کی خدمت میں بھیجی اس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔کہ شاہ چترال نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت اور قطبیت کے اوصاف بکثرت سُنے تھے۔اِس لئے آنحضرت کا نہایت معتقد اور مخلص تھا۔جو شخص ہند سے آتا اسی سے آنحضرت کے حالات پوچھتا۔ اور اس کی خاطر تواضع کرتا۔ایک رات شاہ چترال نے خواب میں دیکھا کہ ایک باغ میں سُرخ یاقوت کا ایک نہایت عالیشان محل بنا ہوا ہے جس کے گرداگرد ہزارہا اولیاء دست بستہ کھڑے ہیں۔اس محل کے اوپر ایک مرد خدا بیٹھا ہے اور ایک شخص باواز بلند کہتا ہے۔کہ یہ عزیز جو محل پر ہے۔شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ

قطب جہاں وقیوم زماں ہے۔ جو شخص اس کا مرید ہوگا۔ دین و دنیا میں اسکی بہتری ہوگی۔ اور جو اس کی قطبیت وقیومیت کا انکار کریگا۔ وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا اے بندگانِ خدا! اس کی اطاعت کرو۔ اور اس کے مرید ہو جاؤ۔ تاکہ حق تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے۔ اور اپنے نیک بندوں میں شامل کرلے۔ اسی اثناء میں چاروں طرف سے آواز آئی۔ کہ ہم اس شخص کی قطبیت وقیومیت کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کے حلقہ بگوش غلام ہیں۔ شاہ چترال یہ خواب دیکھ کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کا بہت ہی معتقد اور مخلص ہوگیا۔ اور اس مضمون کی ایک عرضی آنحضرت کی خدمت میں بھیجی کہ ہم مدت سے آنجناب کے دیدار فائض الانوار کے آرزومند ہیں لیکن بعض مواقعات کی وجہ سے حاضر خدمت نہیں ہو سکتے۔ امید ہے کہ جناب اپنے مریدوں میں داخل فرمائیں گے اور اپنے ایک خلیفہ کو اس ملک میں بھیجیں گے۔ تاکہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور دریائے ضلالت سے نجات پاکر ساحل ہدایت پر پہنچیں۔ اس مضمون کی عرضی معہ تحف وہدایا حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں بھیجی۔ جب اس کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچی تو آنحضرت نے تحائف وہدایا قبول فرما کر اس کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور خلیفہ لعل کو چترال بھیجا۔ شاہ چترال نے معہ اُمراو فوج اس کا استقبال کیا اور اس کا مرید ہوا۔

اسی سال صوفی نور محمد سفید پوش آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا باعث مجھ (مؤلف رح) سے یہ بیان کیا کہ ایک رات مَیں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کو خواب میں دیکھا۔ کہ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے ہیں۔ اور اس خطبہ میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے اوصاف بیان فرماتے ہیں۔ اور لوگوں کو آنحضرت کی ارادت کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ اے بندگانِ خدا! اللہ تعالیٰ نے تمہیں نعمت عظمےٰ عنایت فرمائی ہے کہ تمہارے درمیان شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہٗ کو جو پروردگار کا نائب اتم اور محبوب کردگار کا خلیفہ اعظم ہے مبعوث کیا ہے۔ وہ مجدد الف ثانی۔ عروۃ الوثقیٰ اور حجۃ اللہ رضی اللہ عنہما کی طرح اس امت کے تمام اولیاء سے افضل ہے۔ دوڑو اس کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن جاؤ جس قدر ہو سکے اس سے کمالاتِ الٰہی حاصل کرو۔ کیونکہ بعد میں پچھتاؤ گے۔ اس وقت کا

پچھتانا مفید نہیں ہوگا۔ یہ خواب دیکھکر میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوا جو کچھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ واقعی اسی طرح حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو پایا۔

اسی سال حاجی سعادت اللہ جو صالح وقت تھا حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں مرید ہوا۔ اس نے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مؤلف رح) سے یہ بیان کیا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مقام پر تمام اولیائے امت جمع ہیں ان میں چار تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور تمام اولیا ان کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں۔ اور ایک شخص بلند آواز سے کہتا ہے۔ کہ جس طرح جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چار اصحاب خلفاء تھے۔ اسی طرح ان کے علاوہ چار قیوم تمام اولیائے اُمت سے افضل ہیں۔ میں نے پوچھا وہ چاروں قیوم کون سے ہیں لوگوں نے کہا کہ پہلے تخت پر حضرت قیوم اول۔ دوسرے پر عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی تیسرے پر حجۃ اللہ قیوم ثالث اور چوتھے پر قیوم رابع شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہا ہیں۔

ذکر در بیان

سال بست وششم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ
وبیان تشریف آوردن حضرات مشائخ احمدیہ سرہندیہ برائے دعوائے
حق اللہ وقضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال ایک شخص متصدی پیشہ سرہند میں تھا بلکہ زمانہ بھر کا اجڈ سمجھو تمام شہر اور مضافات پر غالب تھا۔ بسبب شقاوت ازلی اس کی زبان سے بے اختیار جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں نامناسب کلمات نکلے۔ جب یہ خبر حضرات مشائخ احمدیہ نے سُنی۔ تو مارے حمیت اسلامی کے جوش میں آئے۔ اور اسے وہیں اسکی سزا دینی چاہی لیکن پھر سلطنت کی بدنامی سے ڈر گئے کہ کہیں کوئی شخص خلاف واقعہ بادشاہ سے نہ کہدے۔ آخر اکٹھے ہوکر مشورہ کیا جس میں قرار پایا کہ اس مقدمے کا فیصلہ شاہجہان آباد میں بادشاہ کے روبرو کرنا چاہئے۔ تمام بڑے بڑے مشائخ احمدیہ شاہجہان آباد تشریف لائے۔ پہلے آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے اور یہ تذکرہ چھیڑا۔ اور التماس

گیا کہ آنحضرت بھی اس مجلس میں رونق افروز ہوں۔ گو آنحضرت ایسی مجلسوں میں تشریف نہیں لیجایا کرتے تھے۔ لیکن آنحضرت نے فرمایا کہ مجھ سے جہاں تک ہو سکے گا دریغ نہیں کرونگا لیکن مجلس میں نہیں جاؤں گا۔ انہوں نے اس بات کو مان لیا۔ جب بادشاہ اور وزیر نے سُنا کہ حضرات سرہند تشریف لا رہے ہیں۔ تو اپنے بڑے بڑے امرا کو اُنکے استقبال کے لئے بھیجا۔ اور نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لاکر اتارا۔ ان میں سے اکثر شیخ محمد پارسا کے ہاں اُترے۔ نیز شیخ صاحب سوائے حضرت قیوم رابعہ کے تمام حضرات سرہند کے ویسے بھی سردار تھے۔ اور تمام ارکان سلطنت معہ بادشاہ آنجناب کے معتقد تھے۔ اور باقی کے غازی الدین خان کے مدرسہ میں اُترے۔ بعد ازاں خود وزیر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کی خاطر خواہ اور شرع کے موافق اس مقدمے کا فیصلہ کیا۔ بعد ازاں سرہند کے تمام کارکنوں کو معطل و معزول کیا اور حاکم کو بدل دیا اور نئے کارکن اور نیا حاکم مقرر کیا۔ بادشاہ نے حضرات سرہند کو تحف و ہدایا دیکر نہایت تعظیم سے رخصت کیا بعض مشائخ احمدیہ نے جو حضرت سلطان الاولیار کی قیومیت کے قائل نہ تھے۔ اور اپنی خود نمائی چاہتے تھے۔ اپنے آپ کو شاہجہان آباد میں اس طریقہ علیہ کا سردار ظاہر کرنا چاہا اور اس بارے میں بہتیری کوششیں کیں لیکن سوائے ذلت و رسوائی کے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ حالانکہ شاہجہان آباد کے کئی رئیس ان کے مرید تھے اور وہ خود بھی اس بات کے خواہاں تھے لیکن پھر بھی کچھ فائدہ نہ ہوا جب دیکھا کہ یہ کوشش رائیگاں گئی۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے قائل ہوئے کیونکہ آنحضرت کا ارشاد دن بدن ترقی پر تھا۔ اور آنحضرت کی قیومیت آفتاب کی طرح چمک رہی تھی۔ اسلئے مجبوراً آنحضرت کے مرید ہوئے اور مشائخ نے بھی اس خیال محال سے توبہ و استغفار کی ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ہر آنکس تف کند ریشش بسوزد

ذکر در بیان

سال بست و ہفتم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ و کشتہ شدن کفش فروش کہ از مریدان آنحضرت بود و بیان

واقعات و حادثات دیگر کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال آنحضرت کا ایک مرید جو جوتیاں بیچا کرتا تھا ایک کافر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ موسم بہار میں ہندوستان کے کافر عیش و عشرت کرتے اور دف طنبور اور چنگ و رباب بجاتے ہیں زعفران اور زرد رنگ ایک دوسرے پر پھینکتے ہیں۔ اور خوب رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ جسے ان کی اصطلاح میں ہولی کہتے ہیں۔ اور مارے خوشی کے دیوانے ہوتے ہیں۔ ہولی کے دنوں میں ایک رات ایک جوہری جو بادشاہ کا مقرب تھا اور تمام ارکان سلطنت کو اس سے واسطہ پڑتا تھا بازار میں بہت سے لوگوں سمیت بانسری بجا رہا تھا۔ اور وہ آپس میں ایکدوسرے پر سرخ اور زرد رنگ چھڑک رہے تھے۔ اس طرح گاتے بجاتے اور رنگ رلیاں مناتے گذرے۔ اتفاق سے زعفران کے چند قطرے اس کفش فروش مرد کے کپڑے پر پڑے۔ اس نے ناراض ہو کر کہا عقل کے اندھو یہ تم نے کیا کیا۔ وہ ملعون بسبب غرور و تکبر اس سے لپٹ گئے۔ وہ بھی لڑنے لگا۔ اتنے میں ایک ملعون نے پیچھے سے آکر اس پر تلوار کا وار کیا جس سے وہ صالح مرد شہید ہو گیا۔ اس واقعہ سے بازار میں شور مچ گیا۔ اور وہ بدبخت جوہری بھاگ گیا۔ اس واقعہ سے اس ملعون کی غفلت کی آنکھ کھلی۔ تو حواس باختہ ہو کر گلی کوچوں میں پھرنے لگا۔ حتیٰ کہ ایک رکن سلطنت روشن الدولہ کے گھر جا چھپا اور ساری حقیقت اسے بتا دی چونکہ روشن الدولہ اس کافر کا مخلص تھا۔ اسواسطے اسے بہت دلاسا دیکر چھپا لیا۔ اس مقتول کے خویش و اقارب اور تمام مسلمان اس ملعون کی گرفتاری کے درپے تھے۔ انہوں نے بہتیری تلاش کی لیکن ہاتھ نہ آیا۔ اس واسطے لوگ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے قاضی شہر کو کہلا بھیجا کہ مدعا علیہ کو حاضر کرکے شریعت کے موافق مستحق کو حق دلایا جائے۔ روشن الدولہ کو بھی اطلاع کر دی کہ وہ کافر جہاں ہو اسے حاضر کرو۔ کیونکہ تمہاری خیریت اسی میں ہے لیکن روشن الدولہ نے اسے کسی اور جگہ چھپا کر کہدیا۔ کہ مجھے معلوم نہیں۔ مسلمانوں نے اس کے تلاش کرنے میں بدرجہ غائت کوشش کی لیکن نہ ملا۔ آخر مجبور ہو کر پھر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توجہ باطنی کے طالب ہوئے۔ آنحضرت یہ سنکر سخت ناراض

ہوئے اور بادشاہ اور وزیر کو کہلا بھیجا۔ کہ اس ملعون کو حاضر کر کے موافق شریعت فیصلہ کرو لیکن وہ آنحضرت کے حکم کو ٹالتے رہے۔ آنحضرت حد سے زیادہ ناراض ہوئے اور تمام علما اور مشائخ کو کہلا بھیجا کہ اگر اس مقدمہ کا فیصلہ نہ ہو۔ تو جمعہ کے روز شاہی جامع مسجد میں خطبہ نہ پڑھنے دینا۔ تمام مسلمان اس مصلحت پر راضی ہوئے بعد ازآں حضرت سلطان الاولیا نے بارگاہ الٰہی میں دین اسلام کی تقویت اور کفر کی ذلت کے لئے توجہ کی۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازآں لوگوں کو خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دین اسلام غالب آئے گا۔ اور وہ ملعون بے عزت ہوگا تمام علما مشائخ اور باقی مسلمان جامع مسجد میں جمع ہوئے۔ بادشاہ ان کے اس مشورے سے واقف تھا۔ اس لئے خود جمعہ کے لئے نہ گیا۔ صرف قاضی کو بھیجا کہ جا کر خطبہ پڑھ دینا۔ جب قاضی نے خطبہ پڑھنا چاہا تو لوگوں نے اٹھکر قاضی کی خوب گت بنائی حتیٰ کہ قریب المرگ کر دیا وہ بیچارہ وہاں سے بہزار وقت باہر نکلا۔ جب عام بلوے کی خبر بادشاہ نے سنی۔ تو اس کے فرو کرنے کے لئے روشن الدولہ کو بھیجا۔ جب لوگوں نے اسے دیکھا۔ تو بے اختیار اس کی طرف جوتیاں برسائیں۔ اور مارے جوتوں کے ذلیل کر دیا۔ روشن الدولہ کے آدمی ان لوگوں سے لڑنے لگے جنہوں نے روشن الدولہ پر جوتیاں برسائی تھیں۔ وہ بھی مستقل مزاج ہو کر ان سے لڑنے لگے اسی اثناء میں اعتماد الدولہ وزیر مسلمانوں کی مدد کے لئے مسجد میں آیا تمام امیر اور باقی مسلمان جو آنحضرت کے مرید تھے مسجد میں آئے۔ اور ہاتھی گھوڑے اونٹ وغیرہ مسجد میں اکٹھے ہو گئے۔ دونو طرف کی سپاہ پہاڑ کی طرح ڈٹ گئی۔ اور سیاہ بادل کی طرح گرجنے لگی اور تیر تفنگ اور گولے برسنے لگے ہر در و دیوار سے خون برسنے لگا۔ خنجر اور تلوار بجلی کی طرح لوگوں پر پڑتی تھی۔ مسجد کا صحن مردوں کا قتل گاہ یا انسانی مذبح بنا ہوا تھا۔ یا اسے شفق خورشید کہ سکتے ہیں۔ نہیں نہیں دریائے خون تھا جس میں آفتاب کا عکس بمنزلہ کشتی تھا۔ اور مقتولوں کے سر بمنزلہ حباب تھے۔ اور ان کے بدن نہنگوں اور مچھلیوں کی طرح اس میں تیرتے پھرتے تھے۔ غازی لوگ بزور شمشیر دشمنوں کی زندگی کی کشتی غرق کر رہے تھے۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر اللہ تعالےٰ کے فضل اور حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہٗ کی توجہ سے مغل لوگ غالب آئے۔ اور

وہ سیاہ بخت روشن الدولہ اسم بے مسمٰی جان بچانے کو روتا اور گڑھتا ہوا مسجد سے نیچے گرا۔ اور بھاگ گیا۔ فتح ونصرت کی نسیم وزیر ہند کے پھریرے پر چلنے لگی۔ روشن الدولہ کے بہت سے آدمی کام آئے۔ جو امیر اس کے ساتھ تھے بہت ذلیل ہوئے اور بُری طرح دُم دبا کر بھاگے۔ بازاری آدمیوں نے ان کا لباس اتار لیا۔ بعض تو مادر زاد ننگے ہو گئے۔ چند روز بعد بادشاہ نے اس جوہری کو حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں بھیجا۔ کہ جس طرح مزاج مبارک میں آئے کریں۔ کیونکہ آنجناب کی رضامندی سلطنت کے استقلال کا باعث ہے۔ اعتماد الدولہ وزیر اور روشن الدولہ دونوں اس جوہری کو لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے شرع کے مطابق اس مرد کے قاتل کو قتل کرایا۔ اور جوہری کا مال مقتول کے وارثوں کو دلایا اور اس کے گھر کو گرا کر مسجد بنوائی اور وہیں اس مقتول کی قبر بنوائی لیکن جوہری کی جان بخشی کی۔

ذکر در بیان

سال بست وہشتم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، نمامت کردن بعضے حاسداں از حضرت سلطان الاولیاء بر سلطان ہند و مآل کار ایشاں و بیان وقائع کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب اس قبلہ ولایت کی ہدایت کا نقارہ جہان اور اہل جہان تک پہنچا۔ اور حضرت قطب الاقطاب خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت وارشاد کے انوار نے آفتاب عالمتاب کی شعاعوں کی طرح جہان کو روشن کیا۔ اور آنحضرت کی قطبیت وقیومیت کی تعریف وتوصیف تمام چھوٹے بڑے اور وضیع وشریف نے سنی۔ اور آنجناب قیومیت مآب ساتوں ولایتوں کے بادشاہوں اور ربع مسکون کے سلطانوں عظیم الشان امراء اور جمہور انام کے مرجع ومدار ہو گئے اور اطراف جوانب سے ٹڈی دل کی طرح لوگ امڈے چلے آتے تھے۔ اور آنجناب کے آستان عرش نشان پر جو انوار تجلیات الٰہی اور رحمت نامتناہی کا مورد تھا۔ سعادت قدمبوسی حاصل کرنے کے لئے ہمہ تن چشم بن کر منتظر تھے۔ جنہیں کوئی شمار بھی نہیں کر سکتا

اور اس مرشد کامل کے خلفائے راشدین جہان کے ہر ایک ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔ ہر جگہ ہر شخص استغنا کے چار بالش پر مربع بیٹھ کر اذکار حق کا غلغلہ اور ادرار کا طنطنہ بند کئے ہوئے تھا۔ دین متین کا ہنگامہ گرم تھا۔ چنانچہ تمام جہان کے بادشاہ آنحضرت کے مرید تھے۔ اور قریباً دو سو آدمی صاحب حال ہر روز آنجناب سے توجہ باطنی جس سے مراد کمالات الٰہی کا القاء ہے حاصل کرتے تھے۔ اور پھر ان آدمیوں کی باری ہفتہ کے بعد آیا کرتی یعنی ایک ہزار سے زیادہ آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ جو لوگ نئے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوتے اور تقلیدی لباس اتار خلعت تحقیق سے سرفراز ہوتے خارج از تحریر و بیان ہیں۔ کہاں تک لکھوں۔ تمام اُمرا۔ خان اور خاقانِ ہند آنجناب کے مرید تھے۔ چونکہ آنحضرت کی ذات بابرکات کے طفیل چاروں طرف شریعت۔ طریقت اور حقیقت کا بازار گرم تھا اور معرفت کو تازہ رونق حاصل تھی۔ اسلیئے مخالفانِ دین اور منافقان راہ یقین حسد اور حسرت کی آگ میں حرمل کے دانے کی طرح بھنے جاتے تھے لیکن سوائے حسرت کے اور کچھ کر نہ سکتے تھے۔ اسی اثناء میں آنحضرت کا ایک مرید نواح پنجاب میں ایک آدمی کے ہاتھ سے شہید ہوا۔ وارثوں نے آنحضرت سے عرض کیا آنحضرت نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ اس مقدمے کا فیصلہ شرع کے مطابق ہونا چاہیئے لیکن اس کے مخالفوں نے جو بادشاہ کے مقرب تھے اس مقدمہ کو التوا میں ڈال دیا۔ پھر آنجناب نے تاکیداً وزیر کو کہلا بھیجا کہ اس مقدمے کا جلدی فیصلہ کرو۔ وزیر نے مقتول کے وارثوں کو اپنے پاس بلا کر ان کی مرضی کے مطابق مقدمے کا فیصلہ کیا

اسی اثناء میں ایک روز مولوی عبدالحکیم جو اپنے وقت کے مشہور عالم تھے حسب ذیل مضمون کا ایک محضر لکھ کر آنحضرت کی خدمت میں لائے "کہ بادشاہ دین اسلام کے کاموں میں سستی اور سہل انگاری سے کام لیتا ہے۔ اور کفار سے جزیہ نہیں لیتا۔ ضروری ہے کہ احکام شرعی میں کوشش کرے اور کفار سے جزیہ لے اور جس طرح پہلے بادشاہ کرتے آئے ہیں اسی طرح یہ بھی کرے"۔ اور عرض کیا۔ کہ اول آنجناب اس پر مہر لگائیں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بارے میں استخارہ کرتا ہوں پھر مہر لگاؤنگا۔ کل پر رہنے دو۔ دیکھوں استخارے

میں کیا ظاہر ہوتا ہے۔ مولوی صاحب نے اس بات کو منظور کیا۔ دوسرے دن، جب مولوی صاحب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت نے زبان الہام ترجمان سے فرمایا کہ بہتر یہ ہے۔ کہ اس بات سے درگذر کرو کیونکہ یہ سرانجام ہوتی نظر نہیں آتی۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اگر آنجناب مہر لگا دیں۔ تو یہ کام ضرور بالضرور سرانجام ہوگا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر میرے مہر سے احکام شرعی کو رواج ہوتا ہے۔ تو لو یہ رہی مہر۔ لے لو۔ مولوی صاحب نے اس مہر سے محضر کو زینت بخشی۔ جب یہ خبر جراحت اثر عبد الغفور خان کے گوش بد خروش میں پہنچی۔ جو کہ بہتان طرازی افترا پردازی اور سحر سازی میں سامری کا منہ بولا بھائی تھا۔ تو دوسرے بدبخت مخالفوں مثلاً جان محمد کی دختر بد اختر خیر النساء جو اپنے آپ کو بادشاہ کی دودھ بہن کہتی تھی اور لائق سقر والنار خواجہ سرائے خدمتگار برگشتہ روزگار مونس ناساز روشن الدولہ طرہ باز خاں سے اس بات کو چھیڑا۔ یہ بدنہاد اسواسطے جناب قیومیت مآب کے حاسد تھے کہ ایک تو ان کے خود باطنی ہی خبیث تھے۔ دوسرے یہ کہ عبد الغفور فقیری حیثیت کا دشمن تھا جس نے اپنے آپ کو درویش نما شیطان بنا رکھا تھا۔ خیر النساء کا باپ بھی اسی قسم کا فقیر تھا۔ روشن الدولہ ہر مہینے ایک مجلس کر کے تمام مشائخ کی ضیافت کیا کرتا تھا کئی مرتبہ آنحضرت سے بھی التجا کی۔ کہ تشریف فرما ہوں۔ لیکن آنجناب نے ہرگز نہ مانا۔ بہتیری منت وسماجت بھی کی لیکن بے فائدہ۔ اسواسطے ان سب نے جمع ہو کر ایک محض جھوٹا محضر لکھا انہیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی شرم نہ آئی اپنے دین وایمان کو برباد کیا اور وہ محضر بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور کہا کہ یہ محضر شیخ محمد زبیر نے لکھا ہے۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ وہ بادشاہ دین محمدی پر قائم نہیں اس میں سلطنت کی لیاقت نہیں۔ مجھے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ تم خود خلافت کے ضامن بنو۔ اور تاج شاہی سر پر رکھو۔ تا کہ دین قدیم رونق پائے"۔ ساتھ ہی زبانی بھی کہا۔ کہ شیخ صاحب کے دل میں سلطنت کی خواہش ہے۔ اور انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو جس کا علاج بعد میں محال ہوگا۔ اس حادثہ کے وقوع ہونے سے پہلے ہی اس کا تدارک کرنا چاہیے۔ لیکن بادشاہ نے ان کی یاوہ گوئی کا اعتبار نہ کیا۔ اور نہ انکی

بات کا چنداں خیال کیا۔ لیکن چونکہ بادشاہ اکثر اوقات جناب قیومیت مآب کے دیدار فائض الانوار کی آرزو کیا کرتا تھا۔ اور آنحضرت قبول نہ کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ پہلے بھی لکھا گیا ہے۔ اس وقت حاسدوں نے موقع پاکر بادشاہ کو کہا کہ دیکھو شیخ صاحب کس قدر متکبر ہیں۔ کہ بادشاہ وقت کا کہا نہیں مانتے۔ یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ وہ سلطنت کی خواہش رکھتے ہیں۔ بادشاہ کو ان کے کہنے سے کچھ وہم سا پیدا ہو گیا۔ اور اپنی والدہ سے جو نہایت عقیلہ وفہیمہ تھی بیان کیا۔ اس نے کہا۔ بیٹا! تمہارے بادشاہ ہونے سے پانچ سال پیشتر آنحضرت نے تمہارے بادشاہ ہونیکی خوشخبری دی تھی۔ اور جب قطب الملک نے تم پر چڑھائی کی تھی۔ اس وقت آنجناب نے تمہیں اپنی دعا کی پناہ میں لیا تھا۔ اب بھی تمہاری سلطنت کے حامی ہیں۔ یہ کسی نے محض بناوٹی بات کہی ہے۔ خبردار کسی قسم کا خیال نہ لانا۔ ورنہ نہ تم رہو گے اور نہ تمہاری سلطنت۔ ماں کے کہنے سے بادشاہ نے جو کدورت اس کے دل میں تھی دور کر دی۔ پھر وزیر کو بلا کر اس سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ وزیر سنکر حیران رہگیا اور کہنے لگا کہ آنحضرت تمہاری سلطنت کے ممد ومعاون ہیں۔ اور تمہاری بادشاہی کو استقلال بھی آنجناب کے طفیل سے ہے۔ یہ بات کسی نے تم سے بہت ہی بُری کہی ہے۔ اور وہ تیرا دشمن ہے۔ اگر تمہارے دل میں یہ خیال جم گیا۔ تو تمہاری سلطنت کے زوال کا موجب ہوگا۔ کیونکہ وہ اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم روزگار ہیں اور جہان کے تمام بادشاہ آنحضرت کے نائب ہیں۔ پس جس وقت نائب منیب کے حق میں فاسد خیال کرتا ہے۔ تو اس کی نیابت کو ضرور زوال آتا ہے۔ بادشاہ کو وزیر کے کہنے سے کامل یقین ہو گیا۔ کہ جو کچھ میں نے سُنا ہے محض جھوٹ ہے۔ جب حاسدوں کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کا ارادہ نہیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے برسر پرخاش ہو۔ تو پھر وہ جھوٹا محضر بادشاہ کو دکھلایا اور کہا کہ اس بارے میں جان بوجھ کر غفلت کرنا سوائے خسارت اور ندامت کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جہاں تک ہو سکے جلدی اس کا تدارک کرو۔ بادشاہ نے ان سے منہ پھیر لیا انہیں دنوں ایک روز بادشاہ باغ کی سیر کے لئے گیا۔ اس باغ میں پتھر کا تراشا ہوا ایک تخت بادشاہ کے لئے بنا ہوا تھا۔ اتفاقاً اس تخت کا ایک پایہ ٹوٹ گیا

بادشاہ نے خیر النسا اور خواجہ سرا سے اس کی وجہ پوچھی خیر النسا نے کہا حضرت شیخ محمد زبیر نے اس تخت پر بیٹھ کر شراب پی اور بدمستی کر کے تخت کے پائے کو توڑ ڈالا۔ بادشاہ نے یہ واہیات بات سن کر منہ پھیر لیا۔ جب بادشاہ باغ سے نکلا۔ تو عبد الغفور خاں نے ارکان سلطنت کو بلا کر بتایا کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے۔ کہ تمام شاہی فوج لیکر حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خانقاہ پر ہلہ بولو اور انہیں مع خلفا قتل کر دو جب یہ خبر عام لوگوں نے سنی۔ تو شور مچ گیا۔ آناً فاناً حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے تمام مرید اور فدائی ہزاروں کی تعداد میں پروانہ کی طرح خانقاہ کے گرد جمع ہو گئے۔ اور آنحضرت سے عرض کیا کہ اگر لوہے کا پہاڑ بھی ہو تو بھی ہم اکھیڑ ڈالیں گے۔ اور اس نالائق بادشاہ کو گرا کر چھوڑیں گے۔ آنحضرت نے ان سب کو دلاسا دیا۔ اور فرمایا کہ بادشاہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ خاطر جمع رکھو۔ بیٹھ جاؤ۔ لیکن احتیاطاً بہت سے مغل خانقاہ کے گرد دن رات موجود رہتے۔ اسی اثنا میں مخالفوں نے موقع پا کر بادشاہ کو کہا کہ جو ہم خیال کرتے تھے اس کا ظہور ہو گیا ہے۔ تمام ہند کا لشکر شیخ محمد زبیر کے ساتھ ہے اور بادشاہ سے لڑنے مرنے پر تلا ہوا ہے۔ عنقریب ہی فتنہ عظیم برپا ہونے والا ہے۔ جس کا فرو کرنا ناممکن ہو گا۔ بادشاہ یہ وحشت اثر خبر سنکر ڈرا۔ اور اعتماد الدولہ وزیر کو بلا کر یہ ماجرا اس سے بیان کیا۔ عبد الغفور نے کہا۔ اب کام ہاتھ سے نکل گیا ہے جو کر سکتے ہو جلدی کرو۔ وزیر نے کہا۔ یہ بات محض بہتان اور افترا ہے۔ آنحضرت اس بات سے بری ہیں بلکہ سلطنت کو آنحضرت سے منسوب کرنا بھی آنحضرت کی سخت اہانت ہے۔ ان دنوں مشہور ہو گیا ہے۔ کہ بادشاہی فوج آنحضرت کی خانقاہ پر حملہ کرنا چاہتی ہے۔ اسواسطے آنحضرت کے مرید احتیاطاً جمع ہو گئے ہیں لیکن آنحضرت نے سب کو واپس کر دیا ہے۔ اگر بالفرض آنحضرت سلطنت کا ارادہ بھی کریں تو انہیں روکنے والا کون ہے۔ کیونکہ شاہی فوج کا اکثر حصہ آنحضرت کا مرید ہے۔ اور باقی مرید لشکر سے بھی کہیں بڑھ کر ہیں۔ اگر بادشاہ آنحضرت پر حملہ کرنا بھی چاہے تو بادشاہ کے مخصوص فدائی بھی بادشاہ کے دشمن ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ سب آنحضرت کے مرید ہیں روشن الدولہ نے کہا شیخ صاحب کو ہند سے نکال دینا چاہیئے تا کہ فتنہ فرو ہو جائے وزیر نے جواب دیا کہ ساتوں ولائتوں میں آنحضرت کے خلفاء اور مرید پھیلے ہوئے ہیں

ہزار ہا آدمی آنحضرت کے طریقہ میں داخل ہیں۔ جہان بھر کے بادشاہ آنحضرت کے مرید ہیں۔ جب آنجناب کے مرید سنیں گے کہ ان کے شیخ کو ملک بدر کیا گیا ہے۔ تو سب شیخ کے ننگ و ناموس کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور تمام بادشاہ انتقام لینے پر کمربستہ ہوجائیں گے۔ جو لوگ ہند میں آنحضرت کے مرید ہیں۔ وہ بھی ان سے مل جائیں گے اور سارے ہند کو اپنے تیر کا نشانہ بنائیں گے۔ اور اہل ہند کا ناک میں دم کردیں گے اس وقت کیا علاج کروگے۔ اس کے سوا اب کوئی چارہ نہیں۔ کہ آنحضرت کی خدمت سے دعا و توجہ کے لئے التماس کرو۔ اور سلطنت کا استقلال انہیں کے طفیل سے سمجھو مملکت کی خیریت انہیں سے طلب کرو۔ اور اس خیال فاسد۔ وہم کاسد۔ کلمات واہیہ اور شیطانی پھسلاؤں سے باز آجاؤ۔ نہیں تو نہ تم رہو گے نہ تمہاری سلطنت یہ کلمات سُن کر بادشاہ نہایت خوش ہوا جو وہم اس کے دل میں تھا دور کردیا۔ اسی اثناء میں شہر میں شور مچ گیا کہ بادشاہ نے وزیر کو بلایا ہے۔ کہ خانقاہ کے لئے فوج مقرر کرے۔ یہ سنکر تمام مغل لڑائی کے لئے تیار ہوکر وزیر کے پاس گئے۔ اور اس بات کی اصلیت دریافت کی۔ وزیر نے ساری کہانی کہ سنائی۔ پھر جاکر بادشاہ سے کہا۔ کہ جاکر آنحضرت سے معافی مانگو ورنہ مغل میرے بس کے نہیں رہے۔ یہ واہیات باتیں جو تمہاری مجلس میں ہوتی رہی ہیں۔ ان کا نتیجہ سوائے ندامت اور پشیمانی کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ بادشاہ نے وزیر کو کہا۔ کہ تم آنحضرت کی خدمت میں میری طرف سے عرض کرو کہ ہم آباؤ اجداد سے اس عالی خاندان کے مرید چلے آئے ہیں۔ اور ہمیں سلطنت بھی جناب ہی کی توجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ میں بھی اپنی سلطنت کا استقلال آنجناب کے طفیل سے جانتا ہوں پھر محضر کی حقیقت بیان کرنا۔ وزیر نے بادشاہ کے کہنے کے مطابق حاضر خدمت ہوکر پیغام پہنچایا اور جھوٹے محضر کی حقیقت بیان کی آنحضرت نے اس کے جواب میں فرمایا۔ میں ہر رات محمد شاہ کی سلطنت کے استقلال کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور تمام کاموں میں اس کا حامی و مددگار ہوں۔ باوجود اتنے حقوق کے پھر وہ میری طرف سے وہم کرتا ہے۔ یہ محضر بالکل بناوٹی ہے۔ مجھے اس کی خبر بھی نہیں۔ کفار سے جزیہ لینے کے بارے میں علماء نے ایک محضر لکھا ہے۔ اس محضر میں میں بھی شریک ہوں۔ میری اور محمد شاہ کی مثال خواجہ بہاؤ الدین نقشبند

رضی اللہ عنہ اور امیر تیمور کی سی ہے - کہ خواجہ نقشبند رضؓ نے اپنی توجہ کی قوت سے امیر تیمور کو بادشاہ بنایا تھا لیکن امیر تیمور اپنی بادشاہی میں آنجناب کا ممنون احسان نہ تھا میں نے بھی محمد شاہ کی سلطنت کے لئے بہت کوشش کی ہے - تب کہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے بادشاہ بنایا - اس کوشش کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم سے ایسا سلوک کرتا ہے اور حاسدوں کے ایک ہی دفعہ کے کہنے سے مجھ سے بدظن ہوتا ہے وزیر نے آنحضرت کی خدمت سے رخصت ہو کر بادشاہ سے سارا ماجرا بیان کیا - بادشاہ کو یہ سنکر تشفی ہو گئی - اسی رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا - کہ ایک نہایت وسیع جنگل میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہے - اور ہزارہا اولیا اس کے تخت کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں - جہان بھر کے بادشاہ اس عزیز کے پاس آتے ہیں - اور ہر ایک کو سلطنت کا حکم دیتا ہے - ایک شخص پکار کر کہ رہا ہے - کہ یہ عزیز جو تخت پر بیٹھا ہے قطب جہاں اور قیوم زماں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہٗ ہے - جہان بھر کے بادشاہ اس کے پیشکار ہیں - وہ اس وقت جہان اور اہل جہان کا قبلہ توجہ ہے - جو اس پر اعتقاد کامل رکھے گا اس کی دنیا اور دین دونو سلامت رہیں گے اور جو معتقد نہ ہوگا وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا - اسی اثنار میں تمام آدمیوں نے بادشاہ ہند کو ملامت کی - کہ تجھی نے حضرت قطب الاقطاب کے بارے میں خیال فاسد کیا تھا - حالانکہ ان کے اس قدر حقوق تیرے ذمے ہیں - دوسرے دن بادشاہ نے اس مضمون کا ایک رقعہ آنحضرت کی خدمت میں لکھا "حقائق و معارف آگاہ قطبیت وقیومیت پناہ - قدوۃ العارفین رئیس الواصلین یعنی شیخ محمد زبیر سلمہ اللہ تعالیٰ - اشتیاق ملاقات حد سے زیادہ ہے خدا کرے کسی طرح آنجناب کا دیدار فائض البرکات نصیب ہو - باقی حالات زبانی عرض کئے جائیں گے - والسلام" جب بادشاہ کا یہ خط آنحضرت کو ملا - اور قاصد نے زبانی عرض بھی کہا کہ بادشاہ آنحضرت کی ملاقات کا نہایت خواہشمند ہے - تو آنحضرت نے منظور نہ فرمایا - بادشاہ نے آنحضرت کی والدہ ماجدہ کی بھی سفارش کرائی - اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ مسجد خانہ خدا ہے - اگر حکم ہو تو وہاں جناب کی زیارت کر لوں - یا جمعہ کے روز باغ میں تشریف لے چلیں تو وہاں دیدار فائض الانوار سے مشرف ہو لوں لیکن پھر بھی آنحضرت نے قبول نہ کیا - اس دفعہ حضرت خلیفۃ اللہ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کرلیا ہے۔ کہ جب تک ہم زندہ ہیں۔ تمہارے سوا ملک ہند پر کسی کو حکمران نہ دیکھیں۔ واقعی ایسا ہی ہوا چنانچہ جب نادرشاہ ہندوستان پر قابض ہوا تو وہ بھی دہلی سے لوٹ گیا آگے نہیں بڑھا۔ اور محمد شاہ کو دوبارہ اپنی سلطنت ملی۔ یہ بات انشاء اللہ حسب موقع مفصل بیان ہوگی بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاکر حضرت قیومیت مآب کی جناب میں بہت تحفے اور ہدیئے بھیجے اور معتقد ہوگیا۔ اس فساد کے مٹ جانیکے بعد ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جو لوگ اس فساد کے بانی مبانی تھے۔ عنقریب غضب الٰہی میں گرفتار ہونگے۔ آنحضرت کے فرماتے ہی عبدالغفور۔ خیرالنسا روشن الدولہ اور خواجہ سرا پر جو شاہی عنایت تھی۔ قہر سے بدل گئی۔ اور یہ شاہی قرب واعتبار کے مرتبہ سے گر گئے عبدالغفور خان کا سحر باطل ہوگیا۔ چنانچہ بادشاہ نے قطعی حکم دیدیا کہ عبدالغفور کا تمام مال واسباب زر و زیور۔ اونٹ گھوڑا ہاتھی اور سارا گھر لوٹ لیا جائے۔ اسی وقت سپاہی آسمانی بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے اور اسکے گھر کا محاصرہ کرلیا۔ اس جادوگر کو معہ اس کے بیٹے کے گرفتار کرلیا۔ اور سیخ دار آہنی پنجرے میں قید کرکے بڑے عذاب سے قتل کیا۔ اور اس کا تمام مال واسباب شاہی خزانے میں داخل کیا۔ باقی چیزوں کا اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جنس کے علاوہ تیس ہزار روپیہ نقد اس کے گھر سے نکلا۔ کہتے ہیں۔ عبدالغفور خاں اعلیٰ درجے کا جادوگر تھا۔ اس واسطے اس نے بادشاہ کو مطیع کر رکھا تھا۔ کہتے ہیں بعض جادو ایسے بھی ہیں جنہیں استعمال کرتے وقت گوہ کھانا پڑتا ہے۔ اور استنجا نہیں کیا جاتا۔ عبدالغفور خاں بھی اسی قسم کا جادو کیا کرتا تھا۔ خواجہ سرا دیوانہ ہوگیا۔ اور چند روز بعد مرگیا روشن الدولہ بھی غضب شاہی میں گرفتار رہا۔ اس کا تمام مال واسباب لے لیا گیا انہیں دنوں وہ اسی غم میں بیمار ہوگیا۔ اور زمانے کے ہاتھ سے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاکر مرا۔ شاہجہاں آباد میں شاہی قلعہ کے مقابل سنہری مسجد اسی کی یادگار ہے۔ خیرالنسائ جو بادشاہ کی دودھ بہن بنی ہوئی تھی قہر سلطانی میں گرفتار ہوئی۔ بادشاہ نے اسے شاہی قلعہ سے رسوا کرکے نکال دیا۔ اور اس کے مال واسباب کو شاہی بیت المال میں داخل کیا۔ یہ چاروں شخص سلطنت ہند میں اس قدر غالب تھے اور ان کا رعب اسقدر

تھا کہ تمام امور سلطنت انہیں کے اختیار میں تھے۔ جو چاہتے تھے کرتے تھے حتیٰ کہ جو کاغذ بادشاہ کے پاس دستخط کے واسطے آتے ان پر خیر النسا ہی دستخط کر دیتی۔ غرضیکہ بادشاہ اور وزیر برائے نام تھے۔ سلطنت کے سارے کاروبار وہ خود ہی کیا کرتے تھے چنانچہ نظام الملک نے کہا ہے ؎

در ملک ہند نے شاہ نہ وزیرے یک قحبہ ویک حیز ویک فقیرے

اسی واسطے نظام الملک ناراض ہو کر دکن چلا گیا تھا۔ اور بادشاہ نے مبارز خاں کو دکن کا حاکم مقرر کر کے اس سے لڑنے کے واسطے بھیجا تھا۔ جیسا کہ اکیسویں سال قیومیت میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔ باوجود اس جاہ و جلال اور شان و شوکت کے یہ چاروں یعنی عبد الغفور۔ خیر النسا۔ خواجہ سرائے اور روشن الدولہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی مخالفت کے سبب خاک مذلت میں گر پڑے۔ اور کتے کی موت مرے ؎

خدائیکہ بالا و پست آفرید زبردست ہر دست آفرید

اس فتنہ کے سبب جو انہوں نے برپا کیا تھا۔ ایک ہی سال میں عیش و کامرانی کی مسند اور نشاط و شادمانی کی گدی سے ذلت و حیرانی کے دریا اور عدم کے قید خانے میں جا پڑے ؎

گنج قاروں کہ فرو میرود از قہر زمیں خوانده باشی کہ ہم از غیرت درویشانست

جو فقراء سے الجھا وہ مرا۔

ذکر دربیان

سال بست و نہم از قیومیت حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہٗ۔ بیان قصہ اصحاب جبل

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی ایک صالحہ مریدہ دن رات پروردگار کی عبادت میں مشغول رہا کرتی تھی۔ سلوک باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے فنا و بقا کے درجے کو پہنچا چاہتی تھی۔ کہ وہ اس سال بیمار ہو گئی۔ جب قریب المرگ ہوئی۔ تو اس نے اپنی یہ حالت دیکھ کر اپنا حال آنحضرت سے عرض کر بھیجا۔ کہ میں نزع میں ہوں اگر جناب کے جہاں آرا جمال سے مشرف ہو جاؤں تو امید غالب ہے کہ گذشتہ گناہ

بخشے جائیں گے۔ اور ایمان کی سلامتی بھی حاصل ہو جائے گی۔ آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اس کی حالت سنتے ہی جلدی اس کے پاس پہنچ گئے جب اسے اس نعمت غیر مترقبہ کی اطلاع ہوئی۔ تو مارے خوشی کے پھولی نہ سمائی اور یہ شعر بے اختیار اس کی زبان سے نکل گیا ؎

وقت جاں دادن نگارم بر سر بالیں رسید بخت ما بیدار شد وقتے کہ مارا خواب برد

بعد از آں شادی مرگ ہو کر جان جاناں کے حوالے کی۔ آنحضرت اس کی موت سے حسرت زدہ اور رضا بقضا ہو کر اس کے مکان سے باہر تشریف لے آئے۔ جو اس مسافر عالم بالا کی جدائی کا غم جناب کے دل مبارک پر اس طرح ہوا جیسے سانس سے آئینہ پر تیرگی آجاتی ہے۔ کیوں نہو ؎

خاطر روشن دلاں بسیار صائب نازک است میتواں کردن ز آہے زنگبار آئینہ را

اپنی باطنی تشفی اور ظاہری رنج والم کے دفعیہ کے لئے سیر کا ارادہ کیا۔ اس وقت چھوٹے بڑے بہت سے مرید آنحضرت کے ہمراہ سعادت دارین حاصل کر رہے تھے وہ مقبول انام نہایت شوق سے ایسے انبوہ کثیر کے ساتھ قدرت قادر کا تماشا دیکھنے کے لئے اس شعر کے مطابق ؎

جا بجا جلوہ گاہ معشوق است چشم باید کہ تا نظارہ کند

گلی کوچوں سے گذرتے راستہ طے کرتے جا رہے تھے۔ جب آنحضرت کے ہمراہیوں پر تکان اور سستی کا غلبہ ہوا۔ تو آنجناب ہمراہیوں کے آرام لینے کے واسطے شہر کے درمیان ہی ایک نہایت اونچا پہاڑ تھا۔ جس کی چوٹی پر ایک عمارت سلطان فیروز شاہ کی یادگار تھی۔ اس پہاڑ کے روبرو ایک مینار بھی بنا ہوا تھا۔ اس مکان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک ارم بنایا۔ یہاں پر قلم سیر ہے میں اس قدوۃ السالکین کی صاف شراب سے مخمور ہو کر پوروؤں کی مدد سے صفحہ قرطاس پر اسے چلاتا ہوں اور کہتا ہوں۔ کہ جب ہادیٔ راہ ریاضت نے اس عمارت پر جلوس میمنت مانوس فرمایا۔ گویا آفتاب افلاک کی بلندی سے طلوع ہوا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انوار الٰہی کی تجلی لینے کے لئے کوہ طور کو زینت بخشی۔ تو پے در پے تجلیات کا ظہور ہوا اور حق تعالیٰ کی عنایت بے غایت نے آنجناب کو گھیر لیا۔ اس اثناء میں آنحضرت

نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ کہ اے پروردگار! میرے ہمراہی صبح سے عشا تک بھوکے پیاسے محض تیری خاطر میرے ساتھ رہے ہیں اب یہ تیری نظر عنایت و رحمت کے امیدوار ہیں۔ دعا کے بعد بارگاہ الٰہی سے الہام ہوا کہ میں نے ان سب کو قبول کیا۔ اور ان کے گناہ بخش کر انہیں اپنی بارگاہ کے مقربوں کا صدر نشین کیا۔ آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کی اس عنایت کو اپنے ہمراہیوں پر ظاہر کیا اور فرمایا کہ اس نعمت عظمےٰ کا شکریہ بجالاؤ۔ اصحاب جبل (آنجناب کے ہمراہی) تعداد میں ۷۲ بہتر تھے۔

اسی سال مخدوم زادہ شیخ محمد کی والدہ اس جہان فانی سے سرائے جاودانی کو سدھاریں آنحضرت نے غمزدہ ہو کر ان کی نعش سرہند بھیج دی جو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں مدفون کی گئی۔

شیخ عادل اور حاجی سعادت اللہ جو قدیم الایام سے آنحضرت کی خانقاہ میں رہا کرتے تھے۔ اور آنحضرت کے مقرب خاص تھے اس سال فوت ہوئے۔

اسی سال شاہجہان آباد میں وبائے عظیم پھوٹ پڑی۔ ایک ایک دن میں ہزارہا لوگ مرتے تھے۔ لوگوں نے عاجز آکر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک لکھ کر دیتے تھے۔ مریض کے گلے میں باندھتے ہی اسے شفا ہو جاتی۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ اس مرض پر خواجہ صاحب کا اسم مبارک مجرب ہے۔ اس نام سے وبا دفع ہو جاتی ہے کیونکہ آپ کا وصال اسی وبا سے ہوا تھا۔ اور آپ نے فرمایا تھا۔ کہ جس مریض کے گلے میں میرا نام لکھ کر باندھو گے شفا پائے گا۔ ایک پیسہ اس کی نیاز ہے۔ جب وبا حد سے زیادہ ہو گئی۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ بھی تپ سے بیمار ہو گئے۔ لوگ آنجناب کی بلائیں لیتے تھے۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ یہ وبا اس وقت تک نہیں جائے گی جب تک ہم اس بلا کو اپنے اوپر نہ لیں گے۔ بعد ازاں آپ کو اس شدت کا تپ ہوا حتیٰ کہ پندرہ روز تک کچھ نہ کھایا۔ پھر فضل الٰہی سے شفائے کلی ہوئی اور خلقت کو بھی اس بلا سے نجات ملی۔

ذکر در بیان

سال سیم ۳۰ از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

آمدن خواجہ سعد اللہ کہ از اکابر مشائخ بخارا بود بخدمت آنحضرت
عرضداشت کردن بادشاہ توران بجناب قیومیت مآب وبیان قضایا
کہ دریں سال واقع شدہ اند وعنایت شدن آنحضرت را از جناب الٰہی
خدمت پل صراط کہ مردم بآسانی بگذرانند

اس سال بخارا کے بڑے شیخ خواجہ اسد اللہ آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آپ اپنے مرید ہونیکا سبب یہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ حبیب اللہ بخاری کے دو فرزند صاحب کمال سجادہ نشین ہوئے۔ ایک شیخ محمد نعمان دوسرا خواجہ اسد اللہ۔ توران کے تمام آدمی ان دونو بھائیوں کے مرید تھے۔ ابوالفیض خاں بادشاہ توران ان دونو کا بڑا نیازمند تھا۔ ہفتہ میں دو دفعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ جو کام شروع کرتا ان سے پوچھ لیتا۔ اگر وہ اجازت دیتے تو کرتا۔ ورنہ ترک کر دیتا ایک رات خواجہ اسد اللہ نے خواب میں دیکھا کہ تمام حضرات خواجگان نقشبند ایک جگہ جمع ہو کر کہیں جانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگ کہاں جانا چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں جو قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ ہیں۔ پروردگار کا حکم ہے کہ جو شخص کامل اعتقاد سے ان کی زیارت کریگا۔ اس کے تمام گناہ بخشے جاویں گے اور بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوگا۔ اسی اثناء میں یہ تمام مردان خدا ہند کی طرف روانہ ہوئے حتیٰ کہ شاہجہان آباد پہنچ گئے۔ اور سب نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔ لیکن تمام دست بستہ آنحضرت کی خدمت میں کھڑے رہے اس وقت آنجناب نے اسد اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ یہ سنتے ہی خواجہ صاحب بیدار ہوئے اور آنحضرت کے دیدار کا اشتیاق غالب آیا۔ یہ خواب خواجہ صاحب نے اپنے بھائی شیخ محمد نعمان سے بیان کیا۔ جس نے کہا میں نے بھی ان دنوں ایک خواب دیکھا ہے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے ہیں کہ تم جاکر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہو جاؤ۔ خواجہ اسد اللہ نے کہا میں ہند جاکر آنحضرت کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ جب بادشاہ کو آپ کے ہند جانے کی خبر ہوئی تو اپنے آدمی بھیج کر خواجہ صاحب کو ہند جانے سے روکنا

چاہا۔ لیکن خواجہ صاحب نے اس کی ایک نہ سنی اور ہند کا ارادہ کر لیا۔ خواجہ صاحب کے روانہ ہوتے وقت بادشاہ نے حاضر خدمت ہو کر کہا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے۔ کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز کی خانقاہ میں تمام اولیا جمع ہیں۔ اور حضرت خواجہ بھی ان میں بیٹھے فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت شیخ محمد زبیر قطب ہیں۔ اور پروردگار کے خلیفہ ہیں۔ لوگو ان کی اطاعت کرو۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو موجودہ تمام اولیا ان کی برکات و فیوض کے منتظر ہیں۔ جو ان کا معتقد و مرید ہو گا حق تعالیٰ اسے دین و دنیا میں عزت بخشے گا۔ اتنے میں ایک بزرگ نورانی شکل ابلق گھوڑے پر سوار نمودار ہوا۔ اور ایک شخص نے بلند آواز سے پکارا کہ یہ سوار شیخ محمد زبیر محبوب الٰہی ہیں۔ اے دوستان خدا! ان سے مصافحہ کرو اور ان کی پیروی اختیار کرو۔ تاکہ تمہارا قرب الٰہی زیادہ ہو جائے تمام بزرگ جو کھڑے تھے۔ سب نے آنحضرت سے مصافحہ کیا اور پیادہ پا آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اتنے میں میری آنکھ کھلی۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اپنی عرضی معہ تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کروں۔ پہلے میں آپکو جانے سے روکتا تھا لیکن اب اجازت دیتا ہوں۔ کہ میری طرف سے جا کر میری حالت عرض کرنا اور دعا و توجہ کی درخواست کرنا۔ خواجہ اسد اللہ نے اس بات کو منظور کیا۔ بادشاہ نے اپنی عرضی معہ تحف و ہدایا خواجہ صاحب کے سپرد کر کے رخصت کیا۔ خواجہ صاحب منزلیں طے کر کے شاہجہاں آباد پہنچے۔ اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بادشاہ کی عرضی معہ تحف و ہدایا خدمت والا میں پیش کی اور اپنے بھائی شیخ محمد نعمان کا حال بھی عرض کیا۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب کے بھائی اور بادشاہ کے حق میں دعا کر کے فرمایا کہ توران کے بادشاہ حضرت قیوم اول کے زمانہ سے لیکر آج تک اس سلسلہ کے مخصوص مرید ہوتے آئے ہیں۔ پھر خواجہ صاحب پر بہت کچھ مہربانی فرمائی۔ خواجہ صاحب بھی خانقاہ عالم پناہ کے غلام ہو گئے۔ حتیٰ کہ سلوک باطنی ختم کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب کے بھائی کے حق میں فرمایا۔ کہ ہم ہر رات شیخ محمد نعمان کے باطن کی طرف متوجہ ہیں۔

اسی سال ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میں نے میدان قیامت دیکھا ہے اور لوگ جزع و فزع میں مبتلا ہیں۔ مجھے

حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ کہ جا کر پُل صراط پر کھڑے ہو جاؤ۔ اور مسلمانوں کو آسانی سے اس پر سے گذار دو۔ میں حسب الحکم پل صراط پر جا کھڑا ہوا۔ اِتنے میں منادی ہوئی کہ اے اہل اسلام حق تعالیٰ نے پُل صراط کی خدمت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی ہے۔ تمام آکر حاضر خدمت ہو جاؤ۔ تاکہ تمہیں بآسانی پل صراط پر سے گذار دیں بعد از آں جوق جوق اور گروہ گروہ مسلمان آنے لگے۔ میں ان کا ہاتھ پکڑ کر پل صراط سے گذارتا گیا۔ حتیٰ کہ تمام گذشتہ و آیندہ مسلمانوں کو پل صراط پر سے گذارا۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بیٹے حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ وجیہہ الدین آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مصنف رح) سے یہ بیان کیا کہ میں ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں بیٹھا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کھڑے فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت شیخ محمد زبیر قطب و قیوم وقت ہیں۔ ان سے جا کر کمالاتِ باطنی حاصل کرو۔ پھر آپ وطن مالوف سے آکر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی کرامت مآب جناب میں مشرف ہوئے اور توجہ کی طلب کی۔ آنحضرت نے اس بارے میں تامل کیا۔ اور فرمایا کہ میں تمہارے پہلے پیر کی اجازت بغیر تمہیں اپنا مرید نہیں کر سکتا۔ اِسی اثنا میں مَیں (مولف کتاب) کسی تقریب سے سرہند جانا چاہتا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ محمد احسان تم سرہند جاتے ہو۔ جاؤ۔ جا کر شیخ ضیاء الدین سے پوچھنا کہ اگر اجازت ہو تو شیخ وجیہہ الدین کو مرید کر لیا جائے۔ آخر میں نے حسب الارشاد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت لی اور آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مرید کیا۔ اور بتدریج عمدہ عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ انشاء اللہ ان کے احوال میں لکھی جائیں گی۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد پارسا کا وصال ہو گیا۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئے آپ کی قبر پر ایک اور گنبد بنایا گیا۔

ذکر در بیان

سال سی ویکم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا رضی اللہ عنہٗ بیان خلافت دادن آنحضرت بہ مولف ایں کتاب فقیر محمد احسان و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال بادشاہ ہند کے وزیر نے مشرقی اور جنوبی مفسدوں کی تنبیہ کیلئے توجہ کی۔ چونکہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی مرضی مبارک نہ تھی کہ وزیر اس کام کے لئے جائے۔ اس واسطے مفت میں چار پانچ مہینے گشت و گرد کر کے ناکامیابی کا منہ دیکھ شاہجہان آباد لوٹ آیا۔

اسی سال منجھلے مخدوم زادے عبدالقادر ثانی کی شادی حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہٗ کے پوتے شاہ محمد پارسا کی لڑکی سے ہوئی۔ شاہ محمد پارسا حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہٗ کے سجادہ نشین تھے۔ آنحضرت نے شادی کا سامان بادشاہوں کی طرح کیا اور اپنی چھوٹی بہن اور اکثر یاروں اور خلیفوں کو سرہند بھیجدیا۔ قیومیت کے اس نونہال نے سرہند پہنچکر بڑی دھوم دھام سے شادی کی اور واپس شاہجہان آباد آکر اپنے والد ماجد کی قدمبوسی حاصل کی۔

اسی سال مؤلف کتاب یعنی فقیر محمد احسان کو جو جناب قیومیت مآب کا جبہ سا ہے۔ آنحضرت نے اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ ۱۱ ماہ جمادی الثانی ۱۱۴۵ھ ہجری بروز پیر اشراق کی نماز کے بعد اس فقیر کو اپنے سر مبارک سے عمامہ اتار میرے سر پر رکھا۔ اور اپنا طیلسان مراقبہ مبارک جو چھ مہینے تک مراقبہ کے وقت آنحضرت نے اپنے چہرہ مبارک پر رکھا تھا۔ مجھے عنایت فرمایا۔ ان دنوں ایک شخص ایک عصا بطور نیاز لایا تھا۔ اور چند مرتبہ آنجناب دست مبارک میں لیکر مسجد تشریف لے گئے تھے۔ وہ بھی مرحمت فرمایا۔ اور ایک مچھور طاؤسی جو بطور تحفہ امرائے عظام نے بھیجا تھا۔ عنایت کیا۔ اور قبا جو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ نے سالگرہ کے موقعہ پر پہنی تھی۔ از راہ کرم مجھے پہنائی۔ فرماتے تھے کہ میں نے اس قباء میں اپنا خاصہ ودیعت کر رکھا ہے۔ اسے پہن کر میں اپنے باطن کی طرف متوجہ ہوا کرتا تھا۔ پھر خلافت نامہ

اپنے دست مبارک سے لکھ کر عنایت فرمایا۔ خلافت نامہ یہ ہے۔

خلافت نامہ

فقیر حقیر محمد احسان ابوالفیض کمال الدین کہ حضرت خلیفۃ اللہ
رضی اللہ عنہ بدست مبارک خود نوشتہ اند

"الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ خصوص علی سید المرسلین صاحب قاب قوسین او ادنیٰ وعلی آلہ واصحابہ نجوم الہدیٰ اما بعد مخفی نہ رہے کہ چونکہ برادر عزیز محمد احسان مدت تک خدا طلبی کے لئے اس فقیر کے ہمراہ رہے اور اس راہ کی ضروریات حاصل کیں بلکہ اپنے بزرگوں کی نسبت بطور ورثہ انہیں ملی۔ اس واسطے اس فقیر نے برادر مذکور کو طریقہ علیہ نقشبندیہ اور قادریہ کی تعلیم طریقہ دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ جو برادر مذکور کا ہم نشین ہوگا۔ دونو طریقوں کی برکات سے بہرہ مند ہوگا۔ اجازت اس شرط پر مشروط ہے کہ شریعت اور طریقت پر ثابت قدم رہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

کتبہ فقیر محمد زبیر"

انہیں دنوں آنحضرت ایک روز باغ کی سیر کے لئے تشریف لیگئے میں بھی آنحضرت کے ہمراہ تھا۔ وقت خوش تھا حق تعالیٰ کی عنایات آنحضرت پر وارد ہوئیں اچانک زبان الہام ترجمان سے نکلا۔ کہ میں ایسے مقام تک گیا جہاں کوئی شخص نہ تھا میں نے بہتیرا چاہا کہ اپنے کسی یار کو بھی وہاں لے چلوں۔ بعد ازآں الہام ہوا کہ اس مقام میں پہلے بہت آدمی تھے لیکن اس وقت تمہارے سوا کوئی نہیں۔ پھر مجھے (مصنف رح) مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ محمد احسان! اگر تم چاہو۔ تو میں تمہیں اس مقام پر لے چلوں۔ تو میرے لئے فلاں بازار سے حلوا لاؤ۔ بعد ازآں میں نے آداب بجالا کر اس نعمت کا شکر ادا کیا سے

منکہ باشم کہ برآں خاطر عاطر گذرم لطفہا میکنی اے خاک درت تاج سرم

بعد ازآں میرے حال پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ انہیں دنوں ایک روز مجھے فرمایا کہ تمہیں خلقت کی ارشاد کے لئے پورب بھیجا جاتا ہے۔ چونکہ مجھے آنحضرت کی مفارقت دوبھر تھی۔ اور اپنے آپ کو کسی طرح بھی اس کام کے قابل نہ سمجھتا تھا اسواسطے عرض

کیا کہ مجھے اس آستانہ علیہ سے جدا ہونا ناگوار گذرتا ہے۔ آنحضرت نے حد سے زیادہ تاکید کی۔ کہ عذر کی مجال نہ رہی۔ اور از راہ بندہ نوازی فرمایا۔ کہ میں تمہیں اپنے سامنے قوت ارشاد دیتا ہوں۔ آخر لاچار ہو کر یہ عرضی منظوم کرکے آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔

عرضی قصیدہ

سر زور ز آتش دل و جان شعلہ و شرار　　چنداں بسوختم کہ شدم اخگر و غبار

دل و جان کی آگ سے اس قسم کے شعلے اور شرارے پیدا ہوئے جن سے میں جل کر کوئلہ ہوا اور پھر غبار بن گیا

از آتش فراق دل و جان من بسوخت　　خونناہ بہ شد روان ز دو چشمان اشکبار

جدائی کی آگ سے میرے جان و دل جل گئے　　دونوں آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہو گئے

نوعے کہ من بسوختم از ترس بیم ہجر　　ہرگز کسے نہ سوختہ ز ابنائے روزگار

جیسا کہ ہجر کے ڈر سے میں جلا ہوں　　ابنائے روزگار میں سے کوئی نہیں جلا

طاقت نماند آنکہ دہم شرح دردِ او　　ز اندوہ فرقت و ز جدائی آں نگار

مجھ میں اس معشوق کی جدائی اور فرقت کے سبب اتنی بھی طاقت نہیں کہ اس کے درد کی شرح کر سکوں

ہر شام تا بہ صبح بسوزم ز دستِ ہجر　　ہر صبح تا بہ شام نہ آرام و نے قرار

شام سے صبح تک ہجر کے ہاتھوں جلتا ہوں　　اور صبح سے شام تک نہ آرام ہے نہ قرار

یا رب چگونہ زندگی خود بسر کنم　　در فرقتش چگونہ بود طاقت و قرار

اے پروردگار! میں اپنی زندگی کیونکر بسر کروں　　اس کی جدائی میں کیونکر طاقت و قرار ہو

او حکم میکند کہ برو ملک خاوری　　من در غم فراق چناں گشتہ ام نزار

وہ پورب میں جانے کا حکم دیتا ہے (میری یہ حالت ہے)　　کہ میں غم فراق میں اس قدر دبلا پتلا ہو گیا ہوں

نے طاقتِ جدائی و نے تاب حکم او　　یا رب چہاں کنم کہ چنیں زارم و نزار

کہ نہ مجھ میں جدائی کی طاقت ہے نہ اسکا حکم بجالانے کی تاب　　اے پروردگار! میں اب کیا کروں کیونکہ میں بہت نحیف ہو گیا ہوں

چوں حکم اوست محکم حرماں ہلاکِ جاں　　آمد بیاد مصرع فطرت کسے بکار

جب اس کا یہی حکم ہے کہ حرماں سے جان ہلاک کروں　　تو مجھے کسی کا اتفاقیہ یہ مصرع یاد پڑا

حرمان و وصل چیست چو مطلب رضائے تست　　خواہی بغمزہ میکش خواہی بانتظار

جب اُسکی رضا مطلوب ہے پھر وصل و جدائی کیا حقیقت رکھتی ہے　　خواہ تو غمزہ سے ہلاک کر خواہ انتظار سے

جاں زیر پائے تست چو چشم آرزو چہ باک
جسمیکہ جاں نداشتہ باشد چہ اعتبار

جان تیرے پاؤں تلے ہے
جس جسم میں جان نہ ہو اس کا کیا اعتبار

اے آفتاب مطلع انوار حق زسر
ہستی خلیفۃ اللہ قیوم روزگار

اے باعث سر انوار حق کے مطلع
تو خلیفۃ اللہ اور قیوم روزگار ہے

قطب زمانہ عارف حق نائب رسول
بر مسند شریعت و دیں دائم استوار

زمانے کا قطب عارف باللہ اور رسول صلعم کا نائب ہے،
شریعت و دین کی گدی پر ہمیشہ قائم رہیو

روشن بود چو دین محمد ز نور تو
از فیض باطن تو جہاں را بود قرار

تیرے نور کی وجہ سے دین محمدی روشن ہو جیو
تیرے باطنی فیض سے جہان کو قرار حاصل ہے

گردندگی اگرچہ بود پیشۂ فلک
از بہر آنکہ گرد تو گردد ہزار بار

اگر آسمان کا پیشہ ہی گردش کرنا ہے لیکن اسواسطے ہے
کہ تیرے گرد ہزار بار پھرے

احساں امیدوار عنایات و فضل تست
لیکن اگرچہ ہست غلام گناہگار

احسان (محمد احسان مولف) تیری عنایت و مہربانی کا امیدوار ہے
اگرچہ وہ ایک گنہگار غلام ہے۔

بعد از آں مجھے نہایت مہربان ہو کر رخصت فرمایا۔ میں آنحضرت کے قضا تمثال امر کے بموجب مشرقی علاقے کو روانہ ہو لیا۔ جب دریائے گنگا سے پار ہوا۔ تو علی محمد خان کے علاقے میں داخل ہوا۔ علی محمد خان سالک اور صاحب حال مرد تھا عدل بذل کرم۔ اور حلم۔ اور نیک خصلتوں میں بے نظیر تھا۔ ہزار ہا آدمی اسکے انعام واکرام کے طفیل آسودہ تھے۔ اور بہت سے گاؤں اور قصبے اس کے زیر سایہ محفوظ و مامون ہیں۔ وہاں کے مفسدوں کی اس نے بیخکنی کر ڈالی ہے ہندوؤں کے بت خانوں کو مسمار کرا کے ان کی جگہ مدرسے اور مسجدیں بنوائیں۔ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف و متصف تھا۔ اکثر علما و فضلاء نے اس سے باطنی استفادہ کیا۔ جو عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہیں۔ اسواسطے قطب وقت حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ اسے برادر مہربان لکھا کرتے تھے۔ نہایت صالح متقی اور خدا دوست تھا۔ راتوں جاگنا اس کا پسندیدہ طریقہ تھا اس کی مجلس علما اور مشائخ سے بھری رہتی۔ سوائے تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ تصوف اور مراقبہ کے اور کوئی کام نہ تھا۔ کبھی ضرورتاً اذکار و عبادات سے فارغ ہو کر مسلمانوں

کی خبر گیری اور احوال پرسی کرتا۔ اس کا علاقہ اس کے عدل کے سبب جنت آباد تھا۔ اور سیاح لوگ اسے سمرقند اور بخارا کا ثانی بتلاتے تھے۔ محمد علی خان میرا نہایت مخلص تھا۔ کیونکہ میں اس سے پیشتر مجذوب ہو کر آوارہ پھرا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُدھر بھی آنکلا۔ اس وقت اس رئیس سے ملاقات کا اتفاق ہوا تھا پھر جب جناب قیومیت مآب کی آستان بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اور آنحضرت نے مجھے اس سفر کا حکم دیا۔ اور میرا گذر یہاں ہوا۔ تو اس عزیز نے مجھ پر نہایت مہربانی کی اور مجھے بھی اس کے حالات پسند آئے۔ چونکہ آنحضرت کی مرضی مبارک یہی تھی کہ میں اسی جگہ رہوں۔ اس واسطے مجبوراً یہیں رہنے سہنے لگا۔ اور آج تک یہیں رہتا ہوں وہ عزیز اور اس کے لواحق و توابع میرے مخلص ہیں۔ انہیں دنوں ایک منظوم عرضی آنحضرت کی خدمت میں لکھی جس کا جواب آنحضرت نے نظم میں دیا۔ ہر دو درج ذیل ہیں۔

عرضداشت فقیر محمد احسان بجناب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

اے پیک صبا رسان سلامے | از ذرۂ کمترین غلامے

اے صبا کے قاصد! کمترین غلام ذرۂ بمقدار کی طرف سے

در حضرتِ پاک ہادیٔ راہ | قیوم زمان خلیفۃ اللہ

ہادیٔ راہ قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام پہنچانا

قیوم چہارم جہان است | ثانیِ مجددِ زمان است

وہ جہاں کے چوتھے قیوم اور زمانے کے دوسرے مجدد ہیں

اے خاتمِ مظہرِ محمد | اتمام کمال دین احمد

اے مظہر محمد کے خاتم اور | دین احمد کے کمال کے متمم

گز امر تو این سفر گزیدم | در قصبہ آنولہ رسیدم

آپ ہی کے حکم سے میں نے یہ سفر اختیار کیا | اور قصبہ آنولہ میں پہنچا

سالار دریں نواحی واحد | خانیست کلاں علی محمد

اس علاقے کا سردار علی محمد نام ایک بڑا خان ہے

از داد و کرم کمال دارد | ہر دم بحق اشتغال دارد

جسے بخشش اور انصاف میں کمال حاصل ہے | اور جو ہر دم حق میں مشغول ہے

خدمات مرا سعادت انگاشت   از دل علم ارادت افراشت

اس نے میری خدمت کو سعادت سمجھا   اور تہ دل سے میرا مرید ہوا

اندر طلب خدا است زاخلاص   مصروف شریعت بہ نیت خاص

اخلاص دلی سے وہ خدا کا طالب ہے   اور شریعت میں خاص نیت سے مصروف ہے

امید کہ خاص خود شمارند   در جرگۂ خاصگاں درآرند

امید ہے کہ جناب اسے اپنے خاصوں میں شمار کر کے اپنے مخصوصوں کے گروہ میں شامل فرمائینگے

پے رشد زمن امیدوار است   مارا بجواب انتظار است

وہ مجھ سے ارشاد کی تمنا کرتا ہے   لیکن میں اس کے مرید کرنے میں متامل ہوں

چندیں افغاں گرفتہ تلقین   زاں جان محمد و صدر دین

کئی پٹھانوں نے مجھ سے تلقین حاصل کی ہے   انمیں سے جان محمد اور صدر دین کی حالت اچھی ہے

یک سر ز فنائے دل کشیدہ   دیگر بہ فنائے دل رسیدہ

ایک تو فنائے دل سے آگے ترقی کر گیا ہے   اور دوسرا ابھی فنائے دل تک پہنچا ہے

بعضے بہ لطیفہ ہائے خمسہ   مشغول شدہ صباح و امسہ

باقیوں میں سے بعض صبح و شام لطائف خمسہ میں مشغول ہیں

دو واقعہ عجیب دیدیم   یک طرفہ تر و غریب دیدیم

میں نے خواب میں ایک نہایت عجیب و غریب معاملہ دیکھا۔ وہ یہ کہ

در جامۂ سرخ یک نسائے   در خوبی و حسن دلربائے

ایک نہایت ہی حسین اور دلربا عورت سُرخ لباس پہنے ہوئے ہے

پائم ز غلط بر او بر افتاد   از دیگر سو زنے ندا داد

اس پر جب غلطی سے میرا پاؤں پڑا   تو دوسری طرف سے ایک عورت نے آواز دی

کہ احساں بنگر و ایں جمالم   من نور خدائے ذوالجلالم

کرلے احسان! ذرا میرے جمال کو تو دیکھ   میں تو خدائے ذوالجلال کا نور ہوں

دیگر کہ شدیم مست سرشار   مدہوش خمار سخت خمار

دوسرے یہ کہ میں مست و سرشار ہو گیا   اور پھر سخت خمار میں مبتلا ہوا

دیگر شدہ دائرہ نمودار   گم شد ز میانش نقطہ پرکار

اور یہ ایک دائرہ نمودار ہوا لیکن اس کا مرکز گم ہے

زلبم لعاب بآں ہمہ ریخت خلقے بہ ملامتم درآویخت

اس دائرے میں میرا لعاب دہن گرتا ہے میری یہ حالت دیکھکر لوگ مجھے ملامت کرنے لگے

جملہ بجواب باز گشتند گفتند زمانہ ساز رفتند

سب نے مجھے یہ کہکر کہ یہ زمانہ ساز ہے جواب دے دیا اور چلتے بنے

حل کن ہمہ مشکلات مارا مے بیں بہ تفضلات مارا

جناب میری ان مشکلات کو حل فرمائیں اور نگاہ تفضل سے دیکھیں

احساں کہ از حضرت زبیر است متوقع از دعائے خیر است

احسان زبیری بارگاہ سے دعائے خیر کا امیدوار ہے

مکتوب آنحضرت در جواب عرضداشت ایں مسکین

اے نسیمِ صبا بصد عنواں گر توانی سلام ما برساں

اے نسیم صبا! اگر تجھ سے ہو سکے تو سینکڑوں طرح سے ہمارا سلام

بر آنکہ ہست شیخ زماں صاحب ارشاد و مردمانِ جہاں

شیخ زماں اہل جہاں کے صاحب ارشاد

غرق دریائے وحدت و عرفاں سالکِ راہ حق میاں احساں

دریائے وحدت و عرفان میں غرق شدہ اور راہ حق کے سالک میاں احسان کو پہنچا

ہر کہ باشد ز حالِ ما پرساں یک بیک را سلامِ ما برساں

جو جو ہمارا حال پوچھے انہیں ایک ایک کر کے ہمارا سلام پہنچاؤ۔ دوسرے یہ کہ

کہ ماہ مبارک رمضاں بہ شب ختم حضرتِ قرآں

کہ ماہ مبارک رمضان میں جس رات قرآن شریف ختم ہوتا تھا

عرضیٔ آں محب با اخلاص گشت روشن چو سورۂ اخلاص

اس مخلص محبید کی عرضی سورۂ اخلاص کی طرح روشن ہوئی

عرضیٔ مثل گلستاں رنگیں پائے تا سر چو نیشکر شیریں

وہ عرضی پھلواڑی کی طرح رنگین تھی اور سر تا پا گنے کی طرح میٹھی تھی

چوں شدم آگہ از مضامینش — بکشودم زباں بہ تحسینش

جب میں اس کے مضامین سے آگاہ ہوا — تو میں نے اسکی تعریف کیلئے زبان کھولی

کہ ہمہ بود حسب اہل اللہ — معنئِ لا الٰہ الا اللہ

کیونکہ وہ ساری کی ساری اہل اللہ کے حسب حال — لا الٰہ الا اللہ کے معانی تھی

کردہ بودی ز حبِ خود تحریر — بر شما نیست حاجتِ تقریر

جو تو نے محض اپنی محبت سے لکھی — تمہیں اپنی محبت کے اظہار کی ضرورت نہیں

صدق ہر کس بقدر دانشِ اوست — پیشِ ما ظاہر است دشمن و دوست

کیونکہ ہر شخص کا صدق اس کے علم کے مطابق ہوتا ہے۔ اور ہمیں دوست و دشمن معلوم ہیں

آں قدر مقبل و وفا کیشی — ہر چہ بنوشتۂ از آں بیشی

تم اس قدر مقبل اور وفادار ہو — کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے تم اس سے بھی زیادہ ہو

حق تعالیٰ سلامتت دارد — تا ابد بے ملامتت دارد

اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے — اور ابد تک بے ملامت رکھے

ہستی از گلشنِ مجدد دیں — آں شہِ رہنمائے راہِ یقیں

تم مجدد دین کے باغ سے ہو — جو راہ یقین کے رہنما تھے

تو ہم اولادِ آں شہنشاہی — بیش زیں از خدا چہ میخواہی

تم اسی شہنشاہ کی اولاد ہو — اس سے زیادہ اور کیا خدا سے چاہتے ہو

اے پسر از نصیحتم مخروش — سخنم را بکن چو دُر در گوش

بیٹا! میری نصیحت سے جوش و خروش میں نہ آنا — میری بات کو کان میں موتی کی طرح پہن لینا

خود بخود طالبِ مرید مشو — ہمچو یارانِ روزِ عید مشو

خود بخود مرید کا طالب نہ ہو جانا — اور نہ ہی عید کے دن کے یاروں کی طرح بن جانا

ہر کہ آید ز راہ صدق و صفا — بنشاں بر دلش نہالِ وفا

جو سچے دل سے حلقہ مریدی میں داخل ہونا چاہے — اس کے دل میں وفا کا پودا لگا دینا

شو بہ تلقین ذکر او مشغول — تا کہ گردد بہ نزد حق مقبول

اور اسے ذکر الٰہی تلقین کرنا — تا کہ وہ حق تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جائے

بطفیلِ خدا اثر بینند — قدرتِ حق بچشمِ سر بینند

وہ اللہ تعالیٰ کے طفیل سے اثر دیکھے اور قدرت حق کو ظاہری آنکھوں سے دیکھ لے

دلِ ہر کس شبہ ناک بود شغل ناداوَیش چہ باک بود

جس کے دل میں شبہ ہو اُسکو شغل الٰہی میں مشغول کرنا کچھ مضایقہ نہیں

نکنی بہر طالباں تاخیر زیں سبب نیست حاجت تحریر

طالبوں کے واسطے دیر نہ کرنا کیونکہ اس بارے میں لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں

زینہار اے پسر بصد زنہار کہ حذر کن زنفس آدم خوار

خبردار! ہرگز ہرگز نفس آدم خوار کے کہنے میں نہ آنا - اور اس سے ڈرتے رہنا

نفس را در طریقہ راہ مدہ پائے در راہ اشتباہ منہ

نفس کو طریق راہ میں دخل نہ دینا اور کسی مشتبہ طریقے میں پاؤں نہ رکھنا

تا بنزدِ خدا شوی مقبول راہ یابی بحق رسی بحصول

تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی راہ تمہیں مل جائے

مندرج بود در عریضہ چنیں کہ بدیدم بخواب مہرجبیں

تمہارے عریضہ میں یہ بھی لکھا تھا - کہ میں نے خواب میں ایک مہرجبین کو دیکھا ہے

او بمن التفات بحد کرد نشہ ساں ہوش از سرم رد کرد

جس نے حد سے زیادہ توجہ کی ہے جس کے سبب میں متوالا ہو گیا ہوں

مژدہ باد ا ترا ازیں شادی کز خرابی رسی بہ آبادی

سو تمہیں اس خوشی کی خوشخبری دی جاتی ہے کہ خرابی سے نکل آبادی نصیب ہوگی

ایں خبر مے دہد ز استعداد کہ خدایت نمود استمداد

اس سے تمہاری استعداد کا پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی

ایں ولایت ز سرورِ دیں است کہ بہ معنی نشانِ او ایں است

یہ سرور دین کی ولایت ہے کیونکہ حقیقت میں یہ نشان اسی کا ہے

ز آں ولایت ترا شمر باشد زایں ولایت ترا خبر باشد

تم اس ولایت (ولایت محمدی) میں شمار کیے جاؤ گے اور اس ولایت کی تمہیں خبر ہوگی

ذکر دربیان

قضایا کہ در سال سی ودوم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع

سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہٗ بوقوع آمدہ اند۔ آمدن حضرت
شیخ ضیاء الدین یوسف کہ بلا واسطہ نبیرہ حضرت مجدد الف
ثانی رضی اللہ عنہٗ بودند از سرہند بزیارت آنحضرت

اس سال شیخ ضیاء الدین جو حضرت شیخ محمد یحییٰ المشہور بہ شاہ جیو کے بلاواسطہ فرزند اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کے پوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی زیارت کے لئے سرہند سے شاہجہاں آباد آئے۔ اسکی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ حضرت شیخ ضیاء الدین نے سلوک باطنی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہٗ سے حاصل کر کے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ سے پورا کیا اور خلافت پائی۔ ان دنوں آپ خلق اللہ کے مرجع ومآب تھے۔ اور تمام حضرات سرہند آپکی اطاعت کیا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ بواسطہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کے پوتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کا کوئی اور پوتا زندہ نہ تھا۔ علاوہ ازیں آپ عمر میں بھی تمام مشائخ سرہند سے بڑے تھے۔ اسواسطے سارے آپ کی عزت کیا کرتے تھے۔ اور زیارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ جمعہ کے روز سارے لوگ آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوتا کہ بیان سے باہر ہے۔ جب آپ کی عمر اخیر کو پہنچی۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ اب تمہاری زندگی تھوڑے دن اور ہے۔ بہتر ہے کہ قطب زماں قیوم جہاں کی خدمت میں جا کر اپنے واسطے توجہ کی درخواست کرو۔ آپ نے یہ کشف دیکھکر شاہجہاں آباد جانیکا ارادہ کیا۔ جب شہر کے رؤساء نے آپ کا یہ ارادہ سنا۔ تو سارے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ اس ضعف وپیری میں سفر کرنا مناسب نہیں اس عارف باللہ نے مذکورہ بالا ماجرا انہیں سنایا۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہاں جانے پر مامور ہوں۔ یہ کہکر شاہجہاں آباد کی راہ لی۔ صبح کے وقت حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔ اور مریدانہ سلوک تواضع اور ادب کیا۔ آنحضرت نے آپ سے بھی زیادہ آپ کا ادب کیا کیونکہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کے پوتے تھے۔ آپ نے اپنا مکاشفہ عرض کیا اور فیض باطنی کے لئے درخواست کی۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں توجہ باطنی

اور القائے نسبت کیا۔ بعد ازاں آپ چند روز آنحضرت کی خدمت میں رہکر واپس سرہند آئے۔ سرہند پہنچتے ہی آپ مرض موت میں مبتلا ہوئے۔ اور تھوڑے دن بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ اپنے والد کے قبہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کے قبہ کے محاذی مدفون ہوئے۔ لوگوں کو آپ کی وفات کا سخت افسوس ہوا کیونکہ اب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کا کوئی بیواسطہ پوتا زندہ نہ تھا۔

ذکر انتقال مخدوم زادہ خواجہ محمدؐ احرار ازیں جہان پر ملالؐ

اس سال مخدوم زادہ خواجہ محمدؐ احرار جو آنحضرت کے تیسرے فرزند تھے۔ بیمار ہو گئے۔ حضرت سلطان الاولیاء کو آپ کی بیماری کا ازبس غم ہوا۔ کیونکہ آنحضرت اس سلالۂ دودمان قیومیت کی طرف بہت متوجہ تھے۔ اور اس مخدوم زادہ کی استعداد کی حد سے زیادہ تعریف کیا کرتے تھے۔ بلکہ ان بشارات کا اشارہ کیا کرتے تھے جن سے مشائخ کبار ممتاز ہوتے ہیں۔ جوں جوں مخدوم زادہ صاحب زیادہ بیمار ہوتے جاتے تھے۔ آنجناب زیادہ ملول ہوتے جاتے تھے۔ انہیں دنوں ایک روز میرے (مولف رح) والد بزرگوار کو فرمایا کہ بھائی صاحب میں نے محمدؐ احرار پر اس طرح کی توجہ کی ہے کہ اگر پہاڑ پر بھی کرتا تو موم کی طرح پگھل جاتا۔ لیکن تقدیر حق کا کوئی علاج نہیں۔ اغلب ہے کہ یہ فرزند اس مرض سے نجات نہیں پائے گا۔ یہ کہتے ہی مخدوم زادہ کا مرض ایک سے سوگنا ہو گیا اور دن بدن حالت بدلتی گئی۔ جس دن فوت ہونا تھا۔ اس دن صبح کے وقت آپ کی حالت میں کچھ تبدیلی ہوئی۔ جیسا کہ موت کے قریب پہنچکر اکثر ہوا کرتا ہے۔ ایک شخص نے آکر یہ خبر آنحضرت کو دی تو آنحضرت نے فرمایا کہ یہی نامبارک دن ہے۔ اس بات کو ابھی ایک لمحہ بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ خبر آگئی کہ مخدوم زادہ صاحب جانکنی میں ہیں۔ آنجناب یہ وحشت اثر خبر سنکر گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابھی گھر کے دروازے پر پہنچے تھے کہ شاہزادہ نے جان خدا کے سپرد کی اور پاس بیٹھے ہوئے اشخاص سے گریہ وزاری کی آواز نکلی۔ آنحضرت فصبر جمیل کہکر دروازے کے پاس سے کنوئیں پر بیٹھ گئے لیکن وقار کو ہاتھ سے نہ دیا۔ افسوس وغیرہ کا کوئی لفظ تک

زبان سے نہ نکالا کبھی کبھی آنکھوں سے آنسو رخساروں پر گرتے تھے۔ سوائے اسکے
اور کوئی بیقراری یا افسوس کی علامت نہ دیکھی گئی۔ بعد ازآں مخدوم زادہ کو غسل
دے کر نماز جنازہ پڑھ کر نعش سرہند بھیج دی۔ منجھلے مخدوم زادہ صاحب پہلے ہی
سرہند میں تھے وہ اور اور اکابر شہر نعش کے استقبال کو آئے۔ اور حضرت
عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہٗ کے روضہ منورہ میں قبہ کی پائنتی کی طرف دفن کیا ؎

از مرغ فغاں سرود برخاست	وز چشمۂ غنچہ گرد برخاست
ہم باد برابر آستیں زد	ہم آب کلاہ برزمیں زد
باد ے چو دم نہنگ خونریز	آبے چو سحاب اژدہا تیز
گلزار شد از گل افسردہ	غمخانۂ صد چراغ مردہ
برخاست خزاں بہر کنارے	افتاد چمن بجا بکارے

ماتم پرسی کے دن گذرنے پر خواجہ عبدالقادر والد بزرگوار کی خدمت میں
حاضر ہوئے۔ آنحضرت کو اس واقعہ سے اس قسم کا غم والم ہوا کہ قلم اس کے تحریر
کرنے سے قاصر ہے۔ ہر ہفتے جمعہ کے روز باغ کی سیر کو تشریف لیجایا کرتے تھے
وہ بھی ترک کر دیا۔ اور مریدوں کو توجہ دینا بھی چندروز کے لئے موقوف کر دیا۔
صبح وشام کے اوراد میں بھی تغیّر و تبدّل ہوگیا ضعف بدن بھی حد سے زیادہ ہوگیا
طرح طرح کے امراض پیدا ہوئے۔ چنانچہ چند مرتبہ ایسا ضعف طاری ہوا۔ کہ
لوگوں کو آنحضرت کی ناامیدی ہوگئی۔ پھر تخفیف ہو جاتی۔ لیکن پھر عود کر آتا۔ گو
آنحضرت اپنے آپ کو بہ تکلف تندرست ظاہر کرتے تھے۔ لیکن زیادہ کمزور ہوتے
جاتے تھے۔ سات سال یہی حالت رہی۔ ایک دن بھی صحت میں نہ گذرا۔ ان دنوں
اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے اندر شیخ رہ گیا ہے۔ آخر اس ضعف کا نتیجہ یہ ہوا کہ سل
وق کا عارضہ ہوگیا اور اسی عارضہ سے آنحضرت کا وصال ہوگیا۔

ذکر در بیان

سال سی و سوم از جلوس قیومیت آنحضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ
رضی اللہ عنہٗ بیان وقائع کہ دریں سال واقع شدہ اند۔ باز

نمامت کردن حاسداں بہ سلطان عصر از حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

اس سال بعض حاسدوں نے اپنی شقاوت ازلی کے سبب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی نسبت خلاف واقع کلمات بادشاہ وقت سے کہے۔ بادشاہ کو اپنی معہودہ عادت کے مطابق وہم سا ہوگیا۔ گو بادشاہ آنحضرت کا بڑا معتقد تھا۔ لیکن مغلوں کی وجہ سے جو آنحضرت کے غلام تھے۔ اور کبھی کبھی بادشاہ اور ان کے درمیان نفاق ہوجاتا تھا جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوچکا ہے۔ اکثر بادشاہ سے دینی امور میں کوئی ایسی بات ظاہر ہوجاتی جس کی بابت مغل آنحضرت کی خدمت میں شکایت کرتے تھے اسواسطے بادشاہ کو ان کا رعب غالب معلوم ہوتا تھا۔ واقعی سلطنت میں سراسر ڈر اور خوف ہوتا ہے۔ بادشاہ نے تنگ آکر اپنے بعض فدائیوں کو تفتیش کے لئے آنحضرت کی خانقاہ میں بھیجا۔ اسی اثنا میں حاجی امان بدخشی جو آنحضرت کا خلیفہ تھا۔ بطور مسافر دو تین دن سے آنحضرت کی خانقاہ میں آیا ہوا تھا اسے مارپیٹ ہوئی کہ یہ شاہی جاسوس ہے۔ جب آنحضرت نے اسے پٹتے دیکھا۔ تو جھڑک کر لوگوں کو منع کیا اور فرمایا کہ وہ جاسوس نہیں بلکہ (ایک پاس کھڑے ہوئے شخص کی طرف اشارہ کرکے) یہ جاسوس ہے۔ پھر اسے اپنے پاس بلا کر فرمایا۔ کہ خبردار! اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو کسی قسم کی جھوٹی خبر بادشاہ کو نہ دینا۔ اس نے عرض کیا کہ کیا مجال کہ میں قطب زماں کو ناراض کروں۔ اور غضب الٰہی میں گرفتار ہوجاؤں۔ آنحضرت نے اسکے حق میں دعا کی۔ انہیں دنوں ایک اور جاسوس نے بعض حاسدوں کے کہنے سے جھوٹی خبر بادشاہ کو پہنچائی۔ خبر پہنچاتے ہی اس کا سارا چہرہ سوج گیا اور اس کی زبان بند ہوگئی۔ جب بادشاہ نے اس بات کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ خبر محض جھوٹ تھی اسلئے شرمندہ ہوکر آنحضرت سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ اگر آنحضرت جمعہ کے روز منبر پہ کھڑے ہوکر مغل وغیرہ مسلمانوں کو میری اطاعت کا حکم دیں۔ تو میری سلطنت کو نہایت تقویت ہوجائے گی۔ آنجناب نے اس بات کو منظور فرما کر جمعہ کے روز نماز سے فارغ ہوکر منبر پہ آکر تمام وضیع و شریف کے روبرو اپنی خانقاہ میں فرمایا۔ یاایہا الناس اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ بادشاہ وقت کی اطاعت کو واجب جانو۔ سب نے جان و دل سے آنجناب کے فرمان کو قبول کیا۔ بادشاہ یہ

خبر سنکر نہایت ہی خوش ہوا۔ اس کے شکریہ میں تحف و ہدایا نذر کئے۔ بعد از آں آنحضرت کے بارے میں حاسدوں کی بات کو نہ سُنا۔ تھوڑی مدت میں حاسدوں کا جان و مال نیست و نابود ہو گیا لیکن آنجناب کا مزاج مبارک بادشاہ سے بہت منحرف ہو گیا۔ کہ باوجود اس قدر توجہات کے پھر فاسد خیالات اس نے کئے۔ آنحضرت ان دنوں فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے نزدیک سلطنت رائی کے دانے کی طرح ہے لیکن میں نہیں جانتا۔ کہ محمد شاہ کن خیالات میں ہے۔ تھوڑے ہی عرصے بعد ان خیالات کا بدلہ اسے مل گیا۔ لیکن پھر آنحضرت نے از راہ بندہ نوازی اس کو اس بلا سے نجات دلوائی۔ جو انشاء اللہ عنقریب ہی بیان کیا جائے گا۔ اس ہنگامہ کے بعد بادشاہ نے پھر آنحضرت کی ملاقات کی خواہش کی لیکن بے سود۔ آنحضرت نے وہی پہلا جواب دیا اور عذر کر بھیجا۔

ذکر در بیان

خلافت دادن خواجہ عزیز اللہ و فرستادن اورا بہ بدخشان و بیان قضایا کہ خواجہ را در آں ملک دست دادہ و عرضداشت شاہ بدخشان بجناب آنحضرت رضی اللہ عنہٗ

اسی سال حضرت سلطان الاولیا نے خواجہ عزیز اللہ بدخشی کو خلافت دیکر بدخشان روانہ فرمایا۔ جب آپ وہاں پہنچے۔ تو وہاں کا بادشاہ جو آپ کے آباؤ اجداد کا قدیمی مرید تھا۔ آپ کے استقبال کے واسطے آیا۔ اور آپ کو نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لے گیا۔ اس ملک کے تمام باشندے آپ کے مرید ہوئے۔ اور علما و مشائخ حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ وہاں کے چھوٹے بڑے صبح شام آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ ایک روز بادشاہ نے خواجہ صاحب سے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے حالات دریافت کئے۔ خواجہ صاحب نے آنحضرت کی بزرگی کما حقہٗ بیان کی۔ بادشاہ نے کہا۔ اس وقت ایسے بزرگ کا ہونا بہت غنیمت ہے لیکن گذشتہ اولیاء کو اپنی ولایت میں عجب استقلال ہوا کرتا تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا آجکل ہزاروں ویسے کیا بلکہ ان سے بڑھ کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خانقاہ میں موجود ہیں۔ اور آنحضرت سے باطنی فیض حاصل کرتے ہیں۔ تم نے حضرت سلطان الاولیائؒ

رضی اللہ عنہ کو کیا سمجھ رکھا ہے آنجناب قیوم زمانہ ہیں اور آنجناب کا بدن مبارک جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیہ خمیر طینت سے بنا ہوا ہے۔ تمام قطب فرد اور غوث قیوم کے نائب ہوتے ہیں۔ سو سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ۔ حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے اور کوئی شخص قیوم نہیں ہوا۔ تمام اولیائے سلف و خلف حضرت سلطان الاولیا کے ظل کمالات کے دائرہ میں ہیں۔ بادشاہ یہ سنکر خاموش ہوگیا۔ ہاں یا نا کچھ بھی نہ کی۔ دیر کے بعد کہا۔ کہ بیشک تم انہیں اس قدر بزرگ سمجھتے ہوگے۔ لیکن میرے خیال میں تمہارے دادا الشیخ خلیل اللہ بدخشی جیسا ایک بھی نہیں۔ خواجہ صاحب سخت ناراض ہوکر مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور بلند آواز سے کہا۔ کہ اے بادشاہ! دیر نہیں گذریگی کہ تم حضرت خلیفۃ اللہ کے غضب میں گرفتار ہوگے۔ تم نے حضرت سلطان الاولیا کی سلطنت کو قبول نہیں کیا۔ ہم تمہیں بدخشاں کی سلطنت سے معزول کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب ناراض ہوکر اپنے گھر لوٹ آئے۔ اور اپنے تمام یاروں کو جمع کر کے فرمایا۔ کہ آؤ اس کے حق میں بددعا کریں کہ حق تعالیٰ اسے اس جہان سے اٹھالے۔ پھر نہایت عاجزی سے دعا کی دعا کرتے ہی بادشاہ کے پیٹ میں درد اُٹھا۔ اور اسی رات اس جہان فانی سے چل بسا۔ دوسرے دن ارکان سلطنت نے ایک اور کو تخت شاہی پر بٹھایا۔ اس بادشاہ کو خواجہ صاحب کی خدمت میں لاکر آپ سے استقلال سلطنت کے لئے دعا مانگائی۔ خواجہ صاحب نے تاج شاہی اس کے سر پر رکھکر دعائے استقامت کی۔ اور اسے فرمایا تمہاری سلطنت کا قیام حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے کمالات اور قیومیت کے اعتقاد پر موقوف ہے۔ اس نے کہا میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ بدخشان میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اور بہت سے نورانی چہروں والے آنحضرت کے ساتھ ہیں۔ اور سخت ناراض ہوکر فرماتے ہیں۔ کہ شاہ بدخشاں کو حاضر کرو۔ اتنے میں مردہ بادشاہ کو لائے آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ہم نے تمہاری ہدایت اور تمہاری سلطنت کے استقلال کے لئے اپنا خلیفہ بھیجا۔ لیکن تم نے اس کی قدر نہ کی بلکہ بجائے شکر گذار ہونے کے کفران نعمت کیا۔ تم سلطنت کے لائق نہیں۔ ہم

تمہیں سلطنت سے معزول کر کے اس جہان کو تمہارے وجود سے پاک کرتے ہیں۔ پھر مجھے بلا کر تاج شاہی میرے سر پر رکھ کر فرمایا۔ ہم نے تجھے بدخشان کا بادشاہ کیا۔ اپنی سلطنت میں عدل کرنا اور قیوم اربعہ کی قیومیت کا معتقد رہنا۔ ہمارے خلفاء کی خدمت کرنا جب میں جاگا تو شہر میں شور مچا ہوا تھا کہ بادشاہ مرگیا ہے۔ ارکان سلطنت نے آکر مجھے شاہی تخت پر بٹھایا بعد ازآں خواجہ عزیز اللہ کا مرید ہوا اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی بیعت قیومیت بھی خواجہ صاحب کے ہاتھ پر کی۔ اور اپنی عرضی معہ تحف وہدایا حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں بھیجی۔ جب اس کی عرضی معہ خواجہ صاحب کی عرضی کے آنحضرت کی خدمت میں پہنچی۔ تو آنحضرت نے بادشاہ کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور اپنے مخلصوں کے زمرے میں شامل کیا۔

ذکر دربیان

مراجعت شیخ محمد نعمان حق رسا کہ نبیرۂ حضرت مروج الشریعت کہ رئیس مشائخ سرہند اند از حرمین الشریفین و اخذ فیض کردن از حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ

اسی سال شیخ محمد نعمان حق رسا جو شیخ محمد پارسا کے فرزند رشید اور حضرت مروج الشریعت کے پوتے اور تمام حضرات سرہند کے سردار تھے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں مرید ہوئے، اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ شیخ محمد نعمان نے اپنے والد ماجد کی خدمت سے کسب و کمال حاصل کیا تھا۔ ان کے وصال کے بعد حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفاً و کرماً گئے۔ وہاں آپکو بے شمار اور لا انتہا باطنی ترقیات نصیب ہوئیں۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے کمالات کو بھی دیکھ لیا۔ بلکہ جناب الٰہی سے الہام ہوا کہ جو سالک اس زمانہ میں ہیں اگر اپنے باطن کی سلامتی چاہتے ہیں۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے مرید ہو جائیں خصوصاً آپ کو تو حکم ہوا کہ تم جا کر قیوم زماں کی خدمت سے فیض اخذ کرو۔ علاوہ بریں شیخ محمد نعمان نے اپنے والد ماجد سے سنا تھا۔ کہ قطب الاقطابی کا منصب حضرت شیخ محمد زبیر کو حاصل ہے۔ اس واسطے آنحضرت کی قطب الاقطابی کے معتقد تھے۔ اس سفر سے واپس آکر

آنحضرت کی خدمت سراسر سعادت میں حاضر ہو کر طلب توجہ کی۔ آنجناب نے غور وتامل اور آپ کی منت وخوشامد کرنے کے بعد توجہ باطنی اور اپنی خاص نسبت کا القا فرمایا۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ کسی اور پر اس کا عشر عشیر بھی نہ تھے آپ آنحضرت کی تواضع اس طرح کرتے۔ جیسے مرید پیروں کی کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ خود تمام حضرات سرہند کے سردار تھے اور تمام امراء بادشاہ اور سلاطین آپ کے نیازمند تھے۔ اور ہزارہا لوگ آپ کے محتاج تھے۔ باوجود ان تمام باتوں کے حضرت خلیفۃ اللہ کے آداب بجالانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے۔ آپ کا گھر خانقاہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر تھا۔ بسا اوقات اندھاری راتوں کو کیچڑ میں پاپیادہ چلکر بے خبر آکر آنحضرت کی خانقاہ کے ایک گوشے میں بیٹھ رہتے۔ جب آنحضرت کو آپ کے آنے کی اطلاع ہوتی۔ تو نہایت اعزاز واکرام سے اپنے برابر بٹھاتے اور اکثر اُٹھتے وقت نعلین پکڑ لیتے کہ آنجناب کے پاؤں میں پہنائیں۔ آنحضرت بہتیرا منع کرتے لیکن آپ عرض کرتے۔ کہ میں یہ خدمت للہ کرتا ہوں۔ مجھے اجر سے کیوں محروم رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رض کے اعلےٰ خصائص اور بشارات سے سرافراز فرمایا۔ آپ مجھ (مؤلف رہ کتاب) سے زیادہ خصوصیت رکھتے ہیں کیونکہ میرا غم بھی سُنتے ہیں۔ مجھے فرماتے تھے کہ بھائی صاحب! مجھے حضرت خلیفۃ اللہ مجھے مقاماتِ ولایت اور کمالاتِ نبوت میں اس طرح کشاں کشاں لیجاتے ہیں۔ کہ میں اس نعمتِ عظمےٰ کا شکریہ بجا ہی نہیں لا سکتا ؎

گر بر تنِ من شود زبان ہر موئے   یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

ذکر در بیان

سال سی وچہارم از جلوس قیومت حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء وبیان تنازع عامل سرہند با مخدوم زادہ وسزائے رسیدن او وبیان وقائع کہ دریں سال بہ وقوع آمدہ اند :۔

اس سال سرہند کے حاکم اور حضرات مخدوم زادوں میں بعض امور کی وجہ سے نزاع ہوگئی۔ حتےٰ کہ فریقین آمادہ جنگ ہو گئے۔ قریب تھا کہ فتنہ و

فساد کی آگ بھڑک اُٹھے۔ سارا شہر اور مضافات حضرات مخدوم زادوں کے ساتھ تھے اور حاکم تھوڑی سی فوج لئے شہر کے باہر پڑا تھا۔ لیکن حضرات کی مخالفت سے ڈر گیا۔ کہ کہیں غضب سلطانی میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ اس واسطے معافی مانگ لی۔ لیکن حضرات نے معافی نہ دی۔ جب یہ خبر حضرت خلیفۃ اللہ نے سُنی تو سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ سرہند کا حاکم خدا سے نہیں ڈرتا۔ کہ حضرات مخدوم زادوں کی مخالفت کرتا ہے

اسی اثناء میں بادشاہِ وقت کو بھی اس بات کی اطلاع ہو گئی۔ اُس نے یہ خبر سُنتے ہی حاکم سرہند کو معزول کیا۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ سے بہت کچھ معافی مانگی۔ ایک اور حاکم تجویز کر کے مقرر کیا۔ اور قطعی حکم دیا۔ کہ جس طرح مخدوم زادے چاہیں کریں۔ تم نے معترض نہ ہونا۔ مخدوم زادوں اور عامل کی باہمی نزاع کا باعث یہ ہُوا کرتا تھا۔ کہ شہر کے گرد و نواح اور مضافات کی مددِ معاش میں مخدوم زادوں کا تصرف تھا۔ اور بہت سے لوگ اُن کی قوت کے بھروسے ہر سال دیہات اور قصبات کی آمدنی مخدوم زادوں کے نام کر کے اپنے قبضے میں لاتے۔ حاکم اس سبب سے ان لوگوں سے لڑتا اور روپیہ مانگتا۔ وہ مخدوم زادوں کی طرف اشارہ کرتے۔ تو عامل مخدوم زادوں کی طاقت سے ڈر کر نصف یا چوتھا حصہ زر کا لینا چاہتا وہ لوگ یہ بھی نہ دینا چاہتے۔ اس واسطے عامل اُن کے درپے آزار ہوتا۔ وہ مخدوم زادوں کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور اس بارے میں مدد طلب کرتے۔ وہ کمال کرم اور خیر خواہی خلق اللہ سے جو اس خاندانِ عالی کا شیوہ مرضیہ ہے عامل سے لڑتے وہ ادب کر کے فروگذاشت کرتا۔ اگر کبھی مخالفت کرتا تو وہ بھی لڑائی کے لئے آمادہ ہو جاتے۔ آخر رئیس بیچ بچاؤ کر کے صلح کرا دیتے۔ عامل مجبوراً صلح کر لیتا کہ کہیں بادشاہ ناراض نہ ہو جائے اور معافی مانگتا۔ بعض اوقات مخدوم زادے اُس کے عذر کو قبول نہ کر کے یہ معاملات وزیر اور بادشاہ کے پاس بھیج دیتے۔ وزیر اور بادشاہ اِن معاملات کو مخدوم زادوں کی رضی کے مطابق سرانجام دے کر انہیں خوشدل کرتے۔ اور عامل اور کارکنوں کو سزا دیتے ۔

اسی سال اس مؤلف کتاب نے مشرقی علاقہ سے جہاں وہ رہا کرتا تھا۔ حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں حسب ذیل منظومہ عرضی بھیجی :-

عریضہ الثنت فقیر حقیر محمد احسان معصومی سرہندی بجناب حضرت خلیفۃ اللہ در قصیدہ نظم :-

الا اے ہدہد فرخ سرفرازی سخندانی — کہ بادا بر سرت زیبندۂ دیہیم سلیمانی

اے سرفرازی و سخندانی کے مبارک ہدہد ! — تمہارے سر پر سلیمانی تاج زیبندہ ہو

رساں ز احساں سلام عجز انجامے بدرگاہی — کہ بگذارد در آنجا عقل کل در سجدہ پیشانی

احسان کی طرف سے عجز آموز سلام اس درگاہ میں پہنچانا — جہاں عقل کل بھی سربسجود ہوتی ہے

امام المسلمین شیخ الشیوخ ہادئے عالم — گرامی دودۂ فاروق را شمع است نورانی

اس درگاہ کے مالک مسلمانوں کے امام شیخ الشیوخ جہان کو راہنما — فاروقؓ کے معزز گھرانے کی روشن منور شمع

امیر المومنین سلطان صدیقین زیب دین — محمد زبیر آں قیوم رابع مجدد ثانی

مومنین کے امیر صدیقوں کے بادشاہ دین کی زینت — محمد زبیر قیوم رابع مجدد ثانی

رئیس الواصلین قائم مقام انبیائے دین — کہ تاج العارفین و اولیاء را قبلۂ ثانی

واصلوں کے سردار انبیاء دین کے قائم مقام — عارفوں کے تاج اور اولیا کے قبلۂ ثانی ہیں

برائے اتقیا شرف و رحیل اصفیا سرور — نتیجہ مرسلین و مظہر اسرار ربانی

پرہیزگاروں کے لئے باعث شرف اور اصفیا کے سردار ہیں — مرسلین کے نتیجہ اور اسرار ربانی کے مظہر ہیں۔

ولایت را بود معدن حقیقت را بود مخزن — شریعت را بود ناصر طریقت را بود بانی

آنحضرت ولایت کی کان اور حقیقت کے خزانے ہیں۔ — شریعت کے مددگار اور طریقت کے بانی ہیں۔

بود از انش مسند قیومیت را زینت تازہ — کہ نازل آمدہ در شان او آیات رحمانی

آنحضرت کے علم سے قیومیت کی مسند کو تازہ زینت حاصل ہے — جس کی شان میں رحمانی آیات نازل ہوئی ہیں

بود بیت نبوت را قد او مصرع زیبا — عیاں زو مطلع انوار کیفیات یزدانی

نبوت کے گھر کے عمدہ کواڑ اور مصرع زیبا ہیں — آنحضرت سے کیفیات یزدانی کا مطلع انوار ظاہر ہے

کسے نتواند آں قیوم رابع را ثنا کردن — کہ در اوصاف او عاجز بود عرفی و خاقانی

کوئی شخص قیوم چہارم کی ثنا نہیں کر سکتا — عرفی و خاقانی جیسے زبردست شعرا آنحضرت کی توصیف کے عاجز ہیں

بہ پیغمبر نیست بعد از انبیاء کس را چنیں شانے — کہ او آمد امام الحق و ہم محبوب صمدانی

انبیاء کو چھوڑ کر باقیوں میں سے کسی کو یہ شان حاصل نہیں — کیونکہ آنحضرت امام الحق بھی ہیں اور محبوب صمدانی بھی

غلط گفتم کہ ذات پاک او را نیست فخر و شانے — از یں عالی مقاماتے کہ در انفاس او دانی

میں نے غلط کہا ہے کہ اس کی ذات پاک کا فخر وشان نہیں

کمالاتِ رسالت را بود او جامع او لامع

آنحضرت کمالات رسالت کے جامع اور روشن کنندہ ہیں۔

شہ قائم مقام انبیائے اولی العزم آمد

آنجناب انبیائے اولوالعزم کے قائم مقام بادشاہ ہیں

بدین وملت از دانشش رواج و رونق دیگر

دین وملت کو آنحضرت کے علم کے سبب خاص ہی رواج اور رونق حاصل ہے

دلِ او مظہرِ نورِ تجلّے از خدایابی

آنحضرت کا دل الٰہی نور کی تجلی کا مظہر ہے

مبرا تر بود انفاسش از دنیا و ما فیہا

آنحضرت کے انفاس دنیا و ما فیہا سے مبرا ہیں

برائے منصبِ خلّت از و شد پایہ برتر

خلت کے منصب کی قدر آنجناب کے طفیل سے زیادہ ہو گئی ہے

بزہد و ورع باشد ناز انفاس پاک او

آنحضرت کے انفاس پاک بلحاظ زہد و ورع ہمارے لئے باعث ناز ہیں

نجابت را ز والا گوہرئے او شرف حاصل

نجابت کو آنجناب کی والا گوہری کے سبب شرف حاصل ہے

فروغِ شمعِ بزمِ معرفت یعنی خداوندِ من

بزم معرفت کی شمع کا فروغ یعنی میرے بادشاہ

محمد عزیز و عبد قادر را سلام کن

محمد عزیز اور عبد القادر کو میری طرف سے سلام

بگو کز جوشش استیلائے شوقِ آستانِ بوسِ

آنحضرت کی آستان بوسی کے غلبہ شوق کی وجہ سے

فلک رفعت جنابِ فیض پیرِ دستگیرِ من

میرے پیر دستگیر کی آسمان جیسی بلند بارگاہ ہے

بلکہ جسقدر وہم و خیال میں آ سکتا ہو حضرت کے مقامات اس سے بھی اعلیٰ ہیں

صفاتِ احمدی را سر بسر در ذاتِ او خوانی

جناب کی ذات میں صفات احمدی کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے

مہ نائب مناب ایزد و خلّاق دو جہانی

دو نو جہان کے خالق ایزد متعال کے نائب مناب ہیں

بید موسیٰ بدم عیسےٰ بخوبی ماہِ کنعانی

یوں سمجھو کہ بلحاظ ید بیضا موسیٰ بلحاظ دم عیسیٰ اور بلحاظ خوبی حضرت یوسف ہیں

ضمیرِ روشن او مورد آیاتِ قرآنی

اور ضمیر روشن آیات قرآنی کے وارد ہونے کا مقام

ملک پیشش نیارد کرد لافِ پاک دامانی

فرشتہ بھی آنجناب کے روبرو پاکدامنی کی لاف زنی نہیں کر سکتا

ز محبوبیتِ ذاتی بود یکتائے سبحانی

بلحاظ محبوبیت ذاتی یکتائے زمانہ ہیں۔

بتقوائے و صلاح از ذاتِ او چون فخر ارزانی

اور ہمیں آنحضرت کے تقوے و صلاحیت پر فخر حاصل ہے

نقابت را ز عالی نسبتش فخر فراوانی

اور آنحضرت کی عالی نسبتی کی وجہ سے نقابت کو بہت بڑا فخر ہے

جمالِ حق کمالِ احمدی قیوم ربّانی

جمالِ حق کمالِ احمدی قیّوم ربّانی

کہ ہستند آں دو نجم روشن خورشید پیشانی

وہ دونو خورشید کی سی پیشانی والے روشن ستارہ ہیں

برنگِ گل کند دل ہر زماں چاک گریبانی

دل ہر وقت پھول کی طرح گریباں چاک کرتا ہے

ملک سیرت قدر قدرت خلیل کعبۂ ربانی

اور آنحضرت فرشتہ خصلت قدر قدرت اور ربانی کعبہ کے خلیل ہیں

چو ماہی ام کہ دور از آب دارد بیقراریہا — طپاں بر روئے ریگ آتشیں افتادہ ام دانی

میں ماہئ بے آب کی طرح بے قرار ہوں — یوں سمجھو کہ میں انگاروں پر لوٹتا ہوں

دمادم چوں رگِ سیماب سیدارم طپیدنہا — چو مرغ نیم بسمل سینہا یم مال جنبانی

میں دمبدم پارے کی طرح تڑپتا ہوں — اور نیم بسمل پرندکیطرح پر و بال پھڑ پھڑاتا ہوں

براں میداشتم شوقِ جمالِ پائے بوس او — کہ در رمضان رسم خدمت محبوب سبحانی

مجھے آنحضرت کی پابوسی کا شوق اس بات پر آمادہ کرتا تھا — کہ میں اس محبوب سبحانی کی خدمت میں ماہ رمضان میں پہنچ جاؤں

چو بشنید ایں ارادہ را ز من علی محمد خاں — بہ پیشم آمد و اظہار کرد از عجز و گریانی

جب میرے اس ارادے کی خبر علی محمد خاں کو ہوئی — تو اس نے عاجزی اور منت وسماجت سے کہا

نمے شاید کہ از برکات ایں ایام متبرک — مرا و مسلمیں را ایں ہمہ محروم گردانی

کہ یہ مناسب نہیں کہ آپ ان متبرک ایام کی برکتوں سے — مجھے اور مسلمانوں کو محروم کریں

چو زینساں التجا آورد خانِ دوستِ فقرا — ازیں معنی بماندم از دولتِ خدمت بحرمانی

جب اس فقرا کے دوست خاں نے اسطرح التجا کی — اسواسطے میں آنحضرت کی دولت خدمت سے محروم رہگیا

ہمہ از بعضے سعادتہا کہ حاصل میشد از خدمت — دریں ایام متبرک ازاں فیاض دورانی

اس فیاض زمان سے ان مبارک دنوں میں بعض سعادتیں — صرف حاضر خدمت ہی ہو کر حاصل ہو سکتی ہیں

کنوں شرح مکاشفہائے خود را بیشک و شبہ — بہ پیشِ قبلۂ دیں مینمایم داستان رانی

اب میں اپنے بعض مکاشفات بلا شک وشبہ — اس قبلۂ دین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں

بروز غرۂ رمضاں فرخ در مکاشفہ ام — ز جسم من بر آمد نور نہ آں شخص انسانی

ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کو مجھ پر منکشف ہوا — کہ میرے جسم سے نور نکلا ہے لیکن وہ انسانی قالب نہیں

پس آنگہ در ہماں ساعت ازاں قالب برگشتہ — بہ پیشِ چشمِ ایں عاجز گرفتہ شکل انسانی

بعد ازاں آناً فاناً اس قالب سے ایک انسانی شکل نکل — مجھ عاجز کے سامنے آئی اور

در آمد در تکلم آنکہ من نفس تو میباشم — کنوں گردیدہ ام من بہرہ اندوز مسلمانی

کہنے لگی کہ میں تیرا نفس ہوں۔ لیکن اب — مجھے مسلمانی سے کچھ حصہ نصیب ہوا ہے

صلاحیت ازو پیدا توجہ تام میبایم — فلاحیت ازو ظاہر چو مقبولان ربانی

اس سے صلاحیت ٹپکتی ہے اور اس میں توجہ تام پاتا ہوں — اور مقبولان ربانی کی طرح اس سے فلاحیت ظاہر ہوتی ہے

ازاں ساعت انانیت شدہ وہم سرکشی ہرگز — نمے آید ز من اے خسرو ملکِ خدادانی

اس وقت سے انانیت اور سرکشی باقی رہی
بعد ازاں اے مالک خدا دانی کہ بادشاہ مجھ سے سرکشی نہیں ہوئی

زوالِ عین و اثر الحال خوق الفوق مے بینم
بحالِ خویش مے یابم کمالِ لطفِ سُبحانی

میں سے زوالِ عین اور خوق الفوق حال کا خیال کرتا ہوں
اور اپنی حالت پر لطف سبحانی بدرجہ کمال پاتا ہوں

گہے میدانم اعراض وجودِ خویش راز نیساں
کہ ملحق گشت گویا با وجودِ پاک جبنانی

کبھی میں جانتا ہوں کہ میرا وجود اس طرح بہشتی
وجود پاک سے مل گیا اور اصلی حالت کو چھوڑ گیا ہے

سپس شد در شب آدینہ قدِ من چناں اطول
کہ نتواں کرد شرح ایں چنیں بسیار طولانی

بعد ازاں جمعہ کی رات میرا قد اتنا لمبا ہو گیا
کہ اس طول کی شرح ہی نہیں کر سکتے

میانِ سایۂ او عالمے دیدم بچشمِ خود
در عین سایہ سر یافتم خورشید نورانی

اس کے سائے میں میں نے اپنی آنکھوں سے ایک جہان کو دیکھا
اور عین سایہ سر میں نورانی آفتاب کو دیکھا

بدیدم پرتوِ او بر جہاں ہا و اہل آں یکسر
دراں خورشید تاباں شہر ہا و قصر ہا دانی

میں نے اس کا پرتو سارے جہان پر پڑا ہوا دیکھا
اُس چمکتے ہوئے سورج میں شہر اور محل موجود تھے

زمانے آمد الہامم کہ اے تو راں جہاں باستی
ہر آنکس را کہ گردد دستِ بیعت از زماں خوانی

کچھ دیر بعد مجھے الہام ہوا کہ ایک تو ہستی میں ہے
جس شخص کو تو بیعت کریگا گویا وہ ہم سے ہوگا

بوقتے از جناب سرورِ عالم توجہ را
کہ نتواں در قلم آورد شرحش از فراوانی

ایک وقت مجھے جناب سرور کائنات سے توجہ
نصیب ہوئی جس کی شرح بسبب کثرت احاطہ تحریر سے خارج ہے

بشنوانے کہ در حقِ بشر از باب مے آید
بحالِ خویش دیدم بذلِ زاں ہمتائے ربانی

اس انسان کے حق میں جو تیرے دروازہ سے آتا ہے
میں نے اپنی طرح اوس ہمتائے ربانی کا بذل خاص دیکھا

چناں گشت از عنایاتِ فراواں بر زباں جاری
کہ تو فرزندِ مائی نورِ چشمی جسمی و جانی

بسبب کثرتِ عنایت زبان پر یوں جاری ہوا
کہ تو میرا فرزند اور میرا جسمی و جانی نور چشم ہے

ازاں پس در تہجد خود مجدد الف ثانی ام
بساطِ سبز گسترده چو خضرائے گلستانی

بعد ازاں میں تہجد میں گویا خود مجدد الف ثانی ہوں
اور سبزہ باغ کی طرح بساطِ سبز بچھی ہوئی ہے۔

براں مسند نشستہ یافتم خود را ہماں ساعت
بائیں کہ نشیند شاہ بر تختِ جہانبانی

میں نے اپنے آپ کو اسی وقت اس مسند پر اس طرح بیٹھا ہوا پایا
جس طرح کہ تختِ جہانبانی پر بادشاہ بیٹھا کرتے ہیں

دگر مستر شدیں من کہ مے بینند حالاتی
زحیرتہا برو دل را فرو در قعرِ عمانی

مجھ سے ارشاد سیکھنے والے ان حالات کو دیکھ کر
بحرِ حیرت میں ڈوبے جاتے ہیں۔

نمے آید زمن بظہور توفیق و ارادتی
کہ نامنظور گردد در جناب پاک یزدانی

مجھ سے توفیق وارادت ظہور میں نہیں آیش
کہ کہیں اللہ تعالے کی پاک جناب میں نامنظور نہ ہو جائے

سرانجامیکہ واصل جانب یزداں تواند شد
نمے آید سرانجام از رہ بے سروسامانی

وہ سرانجام جو یزداں کی طرف ملا سکتا ہے
وہ بسبب بے سروسامانی سرانجام نہیں ہوتا

گرفتار تعجب ہم باز مانند متکبر
فرو ہستم بہائم وار در لذات نفسانی

پھر میں متکبر کی طرح تعجب میں گرفتار ہوں
اور نفسانی لذتوں میں چارپایوں کیطرح مستغرق ہوں

چناں دارم امید واثق از انفاس قدسیہ
کہ گردد از دل من مرتفع خطرات شیطانی

مجھے آنحضرت کے انفاس قدسیہ سے یہ امید واثق ہے
کہ میرے دل سے خطرات شیطانی اٹھ جائیں گے

چو ایں فدوی زمان ان بودن در خدمت والا
در ایام صیام از عتبہ چوں بیت ربانی

جب یہ فدوی خدمت والا میں حاضر تھا۔ تو
ماہ رمضان میں کعبہ کی سی دہلیز اور

بشاراتیکہ باشد قدسیانرا آرزوئے او
بجودے یافتم زاں کعبہ معبود دوجہانی

معبود جہانی کے کعبہ سے وہ بشارات حاصل کیا کرتا تھا
جن کی آرزو فرشتوں کو بھی ہوا کرتی ہے

کنوں از مدت سہ سال زیں برکات قدسیہ
جمال خویشتن گردیدہ ام موسوم حرمانی

اب میں تین سال سے ان قدسیہ برکات سے
محروم ہو گیا ہوں۔

امید از فضل آں دارم کہ از وکرم بخشی
تلافی گذشتہ را بود الطاف ارزانی

مجھے جناب کے فضل سے امید ہے کہ از راہ کرم
نوازش گذشتہ کی تلافی فرمائینگے

بارشادات کرم بنوازی احقر را
سر فخرم بباہات تا ماہ برسانی

اگر ارشادات سے مجھ احقر کی نوازش فرمائیں
تو یہ سبب فخر و ناز میرا سر چاند تک پہنچ جائیگا

وگرنہ خویشتن را بے نصیب دانم آں قبلہ
بیابم مہربانی تو کمتر زاں فراوانی

نہیں تو میں اپنے آپ کو بے نصیب
جانونگا اگر آپ کی مہربانی کو فراوانی سے کم پاؤں

روانہ کردہ ام اکنوں بخدمت نور محمد را
کہ باشد از مریداں اخص ایں فدوی جانی

اب میں نے خدمت والا میں اپنے خاص الخاص مرید
اور فدوی جانی نور محمد کو روانہ کیا ہے

سرافرازم کنی از روئے مستر وشد نوازیہا
جواب باصواب نامہ ام را باز گردانی

امید ہے کہ مجھے آنجناب از روئے مرید نوازی
میرے نیاز نامہ کے جواب سے سرفراز فرمائینگے

ازیں پس جز دعا دیگر چہ آید از من عاجز
بود تا قائم عالم تو خود قائم در جہاں بانی

بعد ازاں مجھ عاجز سے سوائے دعا کے اور کیا ہو سکتا ہے
خدا کرے آنجناب آخر تک جہان میں زندہ قائم رہیں

تمامی دوستان خانقاہ فیض منزل را
رسد از من سلامے شوق مسنون مسلمانی

فیض منزل خانقاہ کے تمام دوستوں کو
میری طرف سے مسلمانی مسنون سلام قبول ہو

ادا کرد عریضۂ احسان شصت و پنج فرو آورد
امید فضل دارد از در قیوم ربانی

امید ہے کہ جناب مجھے اس شصت و پنج کو پہنچنے سے نجات دینگے گو
اور مجھے درگاہ قیوم سے امید قوی ہے۔

مکتوب حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء در جواب
عریضہ اشرف مؤلف این کتاب فقیر ابوالفیض کمال الدین محمد احسان مجددی سرہندی

سلام ما رساں اے باد بر مقبول ربانی
کہ در کشف و کرامت نیست اورا در جہاں ثانی

اے ہوا ہمارا سلام اس مقبول ربانی کو پہنچانا
جو جہان بھر میں بلحاظ کشف و کرامت لاثانی ہے

بتاریخ ماہ شوال یوم پانزدہ رفتہ
بہ پیش چشم من نور محمد گشت نورانی

پندرہ ماہ شوال کو نورانی شکل نور محمد
میرے پاس آیا۔

چو نیکو گشت معلوم کہ از دوست ہے آید
سلامت را زبانش میل شکر افشانی

جب مجھے ٹھیک طور پر معلوم ہوا کہ یہ دوست کی طرف سے آرہا ہے
اور اسکی زبان تمہارے سلام سے شکر افشانی کرتی ہے

بدستش عرضیت دیدم محبت در خروش آمد
کہ شرح حال خود بنوشتہ باشد مخلص جانی

اس کے ہاتھ میں تمہاری عرضی دیکھ کر محبت جوش زن ہوئی
کیونکہ اس میں مخلص جانی نے اپنے مفصل حالات درج کئے ہوئے

کشودم عرضی رنگین تر از گلزار معنی ہا
جوابش را اگر گوید درین دم خسرو ثانی

میں نے تمہاری رنگین عرضی کو فی الحقیقت گلزار معانی دیکھا
اس کا جواب لکھنے کیلئے اب کوئی خسرو ثانی ہونا چاہئے

نخستین ورطۂ اخلاص را تحریر بنمودی
خدا میداند و من دانم اجر تو ہم دانی

پہلے تم نے اپنے اخلاص کا اظہار کیا۔ سو اس امر کو
یا اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا میں جانتا ہوں یا تم جانتے ہو

چہ حاجت شرح اخلاص و محبت در وفاداری
خموشی بہتر است اینجا زبان [illegible]

وفاداری میں اخلاص و محبت کی شرح کی ضرورت نہیں
یہاں پر خموشی زبان حال سے [illegible]

بشارتہائے پے در پے کہ در عرضی رقم کردی
مبارک باشدت ہر یک زتحریرات عرفانی

وہ بشارات جن کا ذکر اس عرضی میں بار بار کیا گیا ہے
وہ تمہیں تحریرات عرفانی سے ایک [illegible] مبارک ہوں

زروئے کشف بنوشتی کہ میمونی زخود دیدم
جو او از من جدا گردید [illegible] گشت نورانی

تم نے اپنے کشف کے لحاظ سے یہ لکھا ہے کہ میں نے اپنے آپ سے
ایک شکل نکلتی ہوئی دیکھی جب وہ مجھ سے جدا [illegible] نورانی ہو گئی

بانذک وقت آں ہمہ دوں برابر چشم خود دیدم
تھوڑے وقت بعد میں نے اسے ظاہری آنکھوں سے دیکھا

کہ شکل او بظاہر ہمچوں شکل بود انسانی
کہ اسکی شکل انسانی ہو گئی ہے ۔

ضمیر پاک بازم رہ اچناں ظاہر شد از معنی
میرے پاک ضمیر میں یہ آتا ہے کہ تمہارا نفس کافر

کہ نفس کافرت آوردہ روئے بر مسلمانی
اب مسلمانی کا رخ کئے ہوئے ہے

ہمہ از فیض پیران طریقت میتواں گفتن
یہ سب کچھ پیران طریقت کے فیض سے تمہیں حاصل ہوا ہے

نمے آید بدست کس چنیں معنی باسانی
ایسی بات ہر کسی کو بآسانی حاصل نہیں ہو سکتی

جناب سرور دیں بکشف خود اگر دیدی
اگر تم نے بذریعہ کشف جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے

ازیں دولت چہ بہتر اے برادر بر تو ارزانی
تو بس پھر بھائی جان اس سے بڑھ کر اور کیا دولت ہو گی

مجدد الف ثانی را بکشف خود اگر دیدی
اگر تم نے اپنے کشف میں حضرت مجدد الف ثانی کی زیارت کی ہے

رہیدی از بلاہائے خدا و از پریشانی
تو سمجھو کہ تم پریشانی اور بلائے خدا سے نجات پا گئے

ز تاثیر توجہ فیض باطن بود ایمائی
توجہ کی تاثیر سے فیض باطنی حاصل ہوا کرتا ہے

چہ مشکل باشد از فیض عموم پیر عرفانی
سو یہ بات پیر خدا شناس کے عام فیض سے کچھ مشکل نہیں

تو ہم اولاد آں شہباز بالا سیر لاہوتی
تم بھی لاہوتی سیر والے شہباز کی اولاد ہو

کہ خود را کردہ از شوق بہر دوست قربانی
جس نے اپنے آپ کو بسبب شوق دوست کے واسطے قربان کر دیا ہے

زما ہم دمبدم یاد آوری در خاطرت باشد
ہم بھی تمہیں دمبدم یاد کرتے رہتے ہیں ۔

کہ دلہا را بدلہا راہ مے باشد بہ پنہانی
مشہور ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوا کرتی ہے

بوصل دوست آساں نیست تا واصل شود انساں
دوست کا وصل حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں

بغیر از رنگ زرد و آہ سرد و چشم گریانی
بغیر زرد رنگ سرد آہ اور روتی ہوئی آنکھ کے انسان وصل نہیں ہو سکتا

برفعت خویش را دیدی بکشف فائض مردم
پھر جو تم نے کشف میں اپنے آپ کو بلند اور لوگوں کو فیض پہنچاتے ہوئے دیکھا ہے

شود قدرت بلند از پیش تو در سلک خدا دانی
سو ملک خدا دانی میں تمہاری قدر و منزلت بڑھ جائیگی

زوال عین در عرضی من تحریر بنمودی
اپنی عرضی میں جو تم نے زوال عین لکھا ہے ۔

اثر شاید نمودت ظاہر از فیض سبحانی
شاید فیض سبحانی نے ظاہر اثر دکھلایا ہو

بقدر اعتقاد خود کہ داری بر من عاجز
جس قدر تمہیں مجھ عاجز پر اعتقاد ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے

بحمد اللہ چہ دوستہا عنایت کرد ربانی
کہ اسی قدر اللہ تعالیٰ نے تمہیں دولتیں عنایت فرمائی ہیں

نصیحت بشنو از من ہمچو دُر در گوش خود جا دہ

اگر دریافتن بر لب بنہ مہر سلیمانی

میری نصیحت کو سن کر موتی کیطرح کان میں پہن لو۔
ورنہ کہ اگر تمہیں عرفان کا ترقی ہوتا تو آگے ہوتا اپنی لبوں پر مہر خاموشی لگا دو

کس از کشف و کرامت این قدر ظاہر نمے سازد
بکس ظاہر مکن با ما ہمین اسرار پنہانی

کوئی شخص اسقدر کشف و کرامت کو ظاہر نہیں کرتا
مجھ سے یا کسی اور پر یہ اسرار پنہاں ظاہر نہ کر

ہمیں معنی نشانِ بختگی را میکند باطل
چرا مانند طفلاں میشوی مشہور نادانی

یہی بات (بھید کا ظاہر کرنا) پختگی کو باطل کر دیتا ہے
تم اپنے آپ کو بچوں کی طرح کیوں نادانی میں مشہور کرتے ہو

مکن باور کہ این نفس سگ امارہ عاجز شد
بود چند کہ ہا ور پردہ زیر گاہ پنہانی

یہ ہرگز یقین نہ کرنا کہ نفس امارہ کا کتا عاجز ہو گیا ہے
بلکہ اسے تنکوں تلے آگ سمجھنا

فریبِ نفسِ سرکش را مخور اے سادہ دل بشنو
کہ صنعاں شیخ کامل کردہ خوکا نرا نگہبانی

اے سادہ دل! نفس سرکش کے فریب میں نہ آنا
سنو! صنعان جیسے شیخ کامل نے سور چرائے تھے

زحالِ شیخ برصیصا مگر نشنیدۂ ہرگز
کہ او را در چہ حالی انداخت آں خطرات شیطانی

شاید تم نے نہیں سنا کہ خطرات شیطانی نے برصیصا کی
کیا حالت بنا دی جبکہ اس شیخ کو حالات اس قسم کی پائے

بباعورا مگر کاندر زمان حضرت موسیٰ
بہ پیغمبر دعائے بد نمود از شر شیطانی

بلعم باعور نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں
شرِ شیطانی سے پیغمبر وقت کے حق میں کیا دعائے بد کی

الٰہی جملہ مومن را ز شرِ نفس امارہ
بفضلِ خود مرا ہم از فریبِ نفس برہانی

اے پروردگار! تمام مومنوں کو نفس امارہ کے شر سے بچا
اور مجھے بھی اپنے فضل و کرم سے فریب نفس سے آزاد کر

ز انشاد غزل یکدم نشیں بر مسند شیخی
حدیثِ مخبرِ صادق بخوان و قصہ کیدانی

غزل کے گانے سے ایکدم مسند شیخی پر بیٹھ
مخبر صادق کی حدیث و قصہ کیدانی پڑھ

بخواں صرف بہائی را و تصریف مجرد را
مخواں در گوش مردم صفحہائے زنجانی

صرف بہائی اور تصریف مجرد کو پڑھ
لیکن زنجانی کے صفحات لوگوں کو نہ سنا

ز صاحبزادہا باد اسلامے آن برادر را
سلامِ آں برادر ہم رسید از فضل [illegible]

صاحبزادوں کی طرف سے اس بھائی کو سلام ہو
اس بھائی کا سلام بھی فضل ربانی سے پہنچ [illegible]

ز احقر آں سلامے آں رہبرِ شمع ہدایت را
کہ دارد رشتۂ اخلاص محکم چوں سلیمانی

مجھ احقر کی طرف سے اس شمع ہدایت کے رہبر کو سلام ہو
جو سلیمان کی طرح اخلاص کا سلسلہ مضبوط [illegible]

اسی سال حضرت خلیفۃ اللہ کی ہمشیرہ صاحبہ جو حضرت صبغۃ اللہ [illegible]
غلام معصوم کی منکوحہ تھیں اس سرائے فانی سے سرائے جاودانی کو رحلت فرما گئیں

آنحضرت نے نماز جنازہ پڑھ کر نعش کو سرہند بھیجدیا جو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئی ؎

اس سال میرے (مصنف رح) والد ماجد حضرت شیخ حسن احمد کا وصال ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ اللہ کو آپ کی وفات کا بڑا افسوس ہوا۔ کیونکہ خویش و اقربا میں سے کسی سے آنحضرت کو اس قدر محبت نہ تھی جتنی آپ سے تھی۔ چنانچہ جب آپ کا جنازہ خانقاہ میں لایا گیا۔ تو آنحضرت اس قدر روئے کہ رخساروں پر سے آنسو بہنے لگے۔ اور فرمایا۔ جو محبت بے اختیاری مجھے آپ سے تھی۔ دنیا میں کسی سے اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ اچھا بھائی جان! تم نے پہل کی ہم بھی تمہارے پیچھے جلدی آتے ہیں۔ چنانچہ تین سال تین ماہ اور تین روز بعد آنحضرت نے بھی اس جہان کو وداع کیا۔ آنحضرت نے رنج و افسوس کے بعد نماز جنازہ پڑھی۔ اور نعش سرہند بھیجدی۔ شاہ محمد رسا اور شیخ محمد نعمان حق رسا جو تمام حضرات سرہند کے رئیس تھے مع روسائے شہر نعش کے استقبال کو آئے۔ اور نہایت اعزاز سے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ میں دفن کیا۔ میں (مصنف رح) ان دنوں دامن کوہ کی سیر کو گیا ہوا تھا۔ کہ اچانک اس وحشتناک خبر کو سنا۔ سنتے ہی بدحواس ہو گیا۔ اس طرح غم و الم میں مبتلا ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔ لیکن جب حضرت سلطان الاولیا پر نگاہ ڈالتا تو اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لا کر دل کو اس اندوہ و غم سے تسلی دیتا کہ خیر والد ماجد گذر گئے ہیں تو آنحضرت کا سایہ تو مجھ پر ہے۔ لیکن جب آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ تو پھر دل کو کس طرح تسلی دوں گا۔ حضرت خلیفۃ اللہ کو ہزار درجہ والد سے دوست رکھتا تھا۔

ذکر در بیان

سال سی و پنجم از جلوس قیومیت قیوم رابع سلطان الاولیاء بیان آمدن غنیم بر شاہجہان آباد از دکن و باز منہزم شدن او از توجہ حضرت خلیفۃ اللہ و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند ؎

اس سال سیواجی نے شاہجہان آباد پر حملہ کیا۔ پرانے بازار کا اکثر حصہ اور اس کا گرد و نواح اور خواجہ قطب الدین کے مزار کے گرد کی آبادی سب تاخت و تاراج کر دی۔ جس کی مختصر کیفیت یوں ہے کہ قدیم الایام میں ملک دکن میں ایک مفسد رہتا

تھا۔ بادشاہانِ ہند ہمیشہ اس کی نیک بختی کی کوشش کرتے رہے۔ چنانچہ عالمگیر نے پورے چالیس برس اس ملک میں بسر کئے اور اُس کے قلع قمع کے لئے بار بار کوشش کی لیکن ایک پیش نہ گئی۔ چونکہ ان دنوں سلطنت بہت کمزور ہو گئی تھی۔ بادشاہ اور ارکانِ سلطنت میں نفاق تھا۔ امراء بھی آپس میں ایک دوسرے کی ہلاکت کے درپے تھے۔ اس واسطے ممالک محروسہ میں سخت کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ اور سیواجی ہر سال دار الخلافہ پر حملہ کیا کرتا تھا۔ اس طرف سے امراء بھی باری باری اس کے دفعیہ کے لئے آتے۔ ایک سال وزیر ان کی تادیب کے لئے آجایا کرتا تھا اور دوسرے سال امیر الامراء ان لٹیروں کی بیخکنی کے لئے جایا کرتا تھا جس سال وزیر کی باری تھی تو وہ شاہجہان آباد سے سات منزل کے فاصلے پر اکبر آباد میں پہنچ گیا۔ غنیم بعض امراء کے اشارے سے دوسرے رستے دار الخلافہ میں پہنچ گیا۔ جب بادشاہ کو ان بدبختوں کے آنے کی اطلاع ہوئی کہ انہوں نے خواجہ قطب الدین کے بازار کو لوٹ لیا ہے۔ اور شاہی قلعہ کا رُخ کیا ہے تو بہت گھبرایا اور قلعے کے دروازوں کو مضبوطی سے بند کر لیا اور برجوں اور فصیلوں کو مضبوط کر لیا۔ اور اپنے آدمی آنحضرت کی خدمت میں بھیجے تاکہ آنحضرت اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ فرمائیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اس بلا کو اس شہر سے جلد ہی دفع کرے۔ تمام اہل شہر نے بھی حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بھی التجا کی۔ آنحضرت اُنکی حالتِ زار پر رحم کھا اس بلا کے دفعیہ کے لئے متوجہ ہوئے۔ ظہر کا وقت تھا۔ کہ آنجناب کے چہرہ مبارک پر خوشی و خورمی کے آثار نمایاں ہوئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ اب دُعا کی اجابت کا وقت آپہنچا ہے۔ بعد ازاں آنجناب نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ لوگو! خاطر جمع رکھو۔ اللہ تعالےٰ نے اس بلا کو شہر سے دفع کر دیا ہے۔ بادشاہی آدمیوں کو بھی خوشخبری دی کہ اپنے بادشاہ کو ہمارا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ حافظ حقیقی نے اپنے فضل و کرم سے تمہیں اس بلا سے بچا لیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لاؤ۔ اور جو امیر شہر میں موجود ہیں۔ انہیں اس کے مقابلہ کے لئے بھیجو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اُمید واثق ہے کہ فتح ہو گی۔ لیکن بڑے بڑے امیروں میں سے کوئی بھی شہر میں نہ تھا۔ کیونکہ بادشاہ انہیں غنیم کے مقابلے پر بھیج چکا تھا۔ اس واسطے کہ جب وزیر روانہ ہوا۔ تو اس نے بادشاہ سے باقی امیروں کو بھی بلوا لیا۔

جو لوگ اس فساد کے محرک تھے وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح شہر سے کنارہ کریں۔ غنیم نے موقع پا کر شاہجہان آباد پر حملہ کیا۔ جو تھوڑی سی سپاہ خاصہ تھی۔ اسے آنحضرت کے ارشاد کے مطابق توکل برخدا اس آیۂ کریمہ کم فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ، کے موافق دشمنوں کے لشکر پر جس نے عیدگاہ کے قریب ادوہم مچا رکھا تھا۔ حملہ کیا۔ جب دشمنوں نے تھوڑی سی فوج دیکھی۔ تو اور بھی دلیر ہو گئے۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ قریب تھا کہ شاہی لشکر کو سخت نقصان پہنچے۔ لیکن مسلمان سپاہیوں نے درخت کی جڑوں کی طرح قدم جمائے اور مردانہ کوشش کرتے رہے۔ بجلی کیطرح متواتر حملے کرتے رہے۔ مردی اور مردانگی کو اس معرکہ میں جلاوی ؎

نمودند بسیار مردانگی	ہم از زیرکی ہم ز دیوانگی
زمونۂ خربہائے سنان	برقص آمدہ اسپ زیرعناں
فرو رفت بر رفت روز نبرد	بماہی نم خون و برماہ گرد

آخر کار فھزموا ھم باذن اللہ، کے بموجب دشمنوں کو شکست ہوئی اور بھاگ اُٹھے۔ اور مسلمان فتح و نصرت سے واپس آئے۔ بادشاہ اس نعمت عظمےٰ کا شکریہ بجا لایا اور حضرت خلیفہ اللہ کا بھی شکر گذار ہوا۔ وزیر یہ حالت سن کر راتوں رات اپنے بعض مخلصوں سمیت دار الخلافہ میں پہنچ گیا۔ لیکن اس کے آنے سے پہلے ہی اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو فتح عطاء فرمائی۔ پھر لشکر کو دشمن کے پیچھے بھیجا۔ آنحضرت کی توجہ سے دشمن نے دکن تک آرام نہ لیا ؛

ذکر و بیان

سال سی و ششم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ و بیان استدعا کردن وزیر ہند برائے فتح ملک بارہ از آنحضرت و بیان وقائع کہ دریں سال واقع شدہ اند :-

اس سال وزیر ہند کا ایک عمدہ امیر اور عامل ملک بارہ میں سیدوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ وزیر اور سادات میں پرانی عداوت چلی آتی تھی۔ جیسا کہ سولہویں سال قیومیت میں قدرے بیان ہو چکا ہے۔ اس شخص کے قتل

کا موجب یہ تھا۔ کہ بادشاہ وقت نے ملک کا اکثر حصہ وزیر کو بطور جاگیر دیا ہوا تھا۔ ملک بارہہ میں بھی اس کی جاگیر کا کچھ علاقہ تھا۔ اس علاقے کے حاکم سادات تھے۔ لیکن برائے نام سادات تھے۔ ورنہ اصل میں دین و آئین کی انہیں مطلق خبر نہ تھی ہمیشہ شراب نوشی۔ قماربازی۔ داڑھی منڈوانا ان کا طریقہ تھا۔ تارک الصلوۃ اس قسم کے تھے۔ کہ میں نے اس علاقہ میں بہتیری سیر کی مسجدوں کا نشان بہت کم دیکھنے میں آیا۔ اور اگر کہیں تھی بھی۔ تو وہ خراب حالت میں۔ گویا کبھی کسی نے یہاں نماز پڑھی ہی نہیں۔ اس کا انجام معلوم نہیں کہ کیا ہو۔ جاہل اس درجہ کے تھے کہ کفر و اسلام کے لفظوں کا فرق تک معلوم نہ تھا۔ باوجود ان باتوں کے رافضی مذہب کو حد افراط تک پہنچایا ہوا تھا۔ وہ وزیر کے عاملوں سے بدسلوکی کرتے۔ وزیر انہیں بہتیرا سمجھاتا لیکن وہ پرواہ نہ کرتے آخر اس نے اپنے ایک سردار کو اس علاقے پر مقرر کیا۔ انہوں نے موقعہ پاکر اسے قتل کر دیا۔ وزیر یہ سنکر سخت ناراض ہوا۔ اور خود اس مہم پر جانا چاہا۔ لیکن اس کے ہمراہیوں نے روکا اور کہا کہ تمہارا جانا قرین مصلحت نہیں۔ بہتر ہے کہ تم اپنے بھائی کو ایک جرار لشکر دیکر روانہ کرو۔ وزیر نے اس بارے میں حضرت خلیفۃ اللہ سے پوچھا کہ آیا میں جاؤں یا اپنے بھائی کو بھیجوں جناب اس بارے میں توجہ بلیغ فرما کر فتح کی خوشخبری عنایت فرمائیں۔ آنحضرت نے اس کی خواہش کو منظور فرمایا۔ دوسرے دن پھر بشارت فتح کے لئے عرض کیا۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ کہ تمہارے جانے کی ضرورت نہیں۔ اپنے بھائی کو بھیجدو۔ امید غالب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فتح و نصرت نصیب ہوگی۔ وزیر یہ خوشخبری سُن کر بہت خوش ہوا۔ اور اپنے چچازاد بھائی کو جو اس کا بہنوئی بھی تھا۔ ایک جرار لشکر دیکر اس مہم کے لئے روانہ کیا۔ چونکہ سادات کی کثرت شجاعت مشہور تھی اس لئے وہ بھی آنحضرت کی خدمت میں بشارت فتح حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ جب نہایت عجز و انکسار سے عرض کیا کہ اگر جناب اپنے دست مبارک سے فتح کی خوشخبری لکھدیں۔ تو دل کو اطمینان نصیب ہوگا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ کشفی نظر میں تمہاری فتح صبح کی طرح نظر آتی ہے خاطر جمع رکھو بعد ازاں اُس کے اطمینان کے واسطے اپنے دست مبارک سے فتح کی خوشخبری لکھدی۔ وہ نہایت خوشی سے آداب قیومیت بجا لاکر رخصت ہوا۔ اور دریائے جمن

سے گذرا جو شہر قنلے سے گذرتا ہے۔ اتنے میں مشرقی علاقے کا حاکم علی محمد خان جس کے کچھ حالات اکتیسویں سال قیومیت میں درج ہو چکے ہیں۔ اور بہادری اور جرار فوج کی کثرت کے سبب ہند میں ضرب المثل تھا۔ اور جسے وزیر نے اس مہم میں مدد دینے کے لئے لکھا تھا آ کر اس لشکر سے مل گیا۔ تاکہ دونوں ملکر اس مہم کو سرانجام دیں۔ چونکہ بارہہ کا علاقہ علی محمد خاں کے علاقہ سے متصل تھا۔ اس واسطے وزیر کی خاطر اپنے ملک سے حرکت کر کے ملک بارہہ میں داخل ہوا۔ وزیر کا بھائی جو اس فوج کا منتظم تھا اس کے آتے ہی بہت جلدی علی محمد خاں سے جا ملا۔ دونوں متفق ہو کر دشمن کی طرف روانہ ہوئے پہلے صلح کا پیغام بھیجا لیکن سیدوں نے تکبر و غرور۔ اپنی بہادری اور کثرت فوج کے سبب صلح نہ کی۔ چونکہ مؤلف کتاب بھی علی محمد خاں کے ساتھ تھا۔ حافظ رحمت اللہ جو علی محمد خاں کا بھائی تھا۔ نہایت صالح متقی۔ پرہیزگار خدا طلب اور درویش مرد تھا۔ حافظ مذکور اور مؤلف لشکر میں اکٹھے رہا کرتے تھے اور شہر میں بھی ایک ہی جگہ رہا کرتے تھے۔ غرضیکہ صلح کے بارے میں بہت کچھ کوشش کی گئی لیکن بے سود۔ کیونکہ سادات صلح پر مائل نہ تھے۔ اس واسطے مجبور ہو کر جنگ کی ٹھانی۔ میں (مؤلف رح) نے ان دونوں فریقین کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس طرف کی فتح معلوم ہوئی۔ میں نے علی محمد خاں کو خوشخبری دی بہرحال دونو طرفیں لڑائی کے لئے آمادہ ہوئیں۔ دونو کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ وزیر کے بھائی اور علی محمد خاں کی فوجیں جنوب شمال کی ایک تیر پرتاب کے فاصلے پر جا رہی تھیں ؎

همه نامداران جوشن دراں ۔۔۔ برفتند با تیغهائے گراں
دلیران یک یک چو شیر ژیاں ۔۔۔ همه بسته بر کیں خونی میاں
شد از سم اسپاں زمیں لعل رنگ ۔۔۔ ز نیزه هوا شد چو پشت پلنگ

پہلے ہی حملہ میں ان کا مقابلہ علی محمد خاں کے ہراول سے ہوا۔ جو بہادری اور دلیری میں زمانہ بھر میں مشہور تھا ؎

بگیتی کسے مرد زینساں ندید ۔۔۔ نه از نامداراں پیشیں شنید
بصحرا چو شیریست فیروز جنگ ۔۔۔ بدریا دلیر است همچوں نهنگ

اور ایسی جد و جہد کی کہ اگر سام نریمان۔ بہمن اور اسفندیار اس وقت ہوتے۔ تو غلام

بن جاتے۔ اور اس طرح جنگ کی کہ جلاد فلک بھی شرمندہ ہوتا تھا ؎

بہر تیرے از شصتِ آں پہلواں	تن جنگ جوئے بپرداخت جاں
کسے راکہ زد تیغ سنداں شگاف	دو پیکر نمود از سرش تا بناف
کسے راکہ زد تیر بر فرقِ سر	کلہ خود از شکم بہر پدر

ایسی سخت لڑائی ہوئی۔ کہ اس قسم کی جنگ چشم فلک نے نہ دیکھی ہوگی۔ اور زمانے کے کان نے وہ فسانہ نہ سنا ہوگا ؎

آنچہ روزے بود یارب گر تیغ زد	آسمان در اضطراب آمد زمیں در اضطرا

دشمن یہ حالت دیکھ کر گھبرائے اور نیم بسملانہ حرکت کی۔ بہت سے عدم آباد کو سدھارے۔ پھر اس طرف سے رخ پھیر کر وزیر کے بھائی کی طرف متوجہ ہوئے۔ تلواریں سونت گھوڑوں کو ایڑ لگا اچانک اس کی فوج پر جا پڑے۔ اس کا ہراول ان کے صدمے سے بھاگ اٹھا۔ علی محمد خاں یہ حالت دیکھ کر غضبناک ہوا۔ اور خشمناک شیر کی طرح دھاڑ کر اپنی جگہ سے ہلا اور باز کی طرح دشمن کا رخ کیا۔ لیکن وہ سد سکندری کی طرح جگہ سے نہ ہلے اور مردانہ جنگ کی۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا ؎

دو لشکر چو مور و ملخ تاختند	ہنر و جہاں در جہاں ساختند
بہ شمشیر و خنجر بگرز و کمند	گذرگاہ کردند بر مور تنگ
طرائفے کہ از معرکہ خاستہ	بروں رفتہ زیر طاق آراستہ
بر پشت پیلانِ تیر دزباں	خروشاں و جوشاں ویلہ کناں
سناں بر سر سوئے بازی کناں	بخوں روئے دشمن نماری کناں

اسی اثناء میں وزیر کا بھائی جو میدانِ جنگ سے دور کھڑا ہوا جنگ کا تماشہ دیکھ رہا تھا یہ پکڑ دھکڑ دیکھ کر رستم و اسفندیار کی طرح لڑا ؎

رواں کرد مرکب شتابندۂ	ز پولاد چوں برقِ تابندۂ
بجولاں زدن سرفرازی کناں	ز شمشیر چوں برقِ بازی کناں
در آمد نہادر و چالش کناں	بخونِ مخالف سگالش کناں

علی محمد خاں نے انہیں اسطرح پریشان کر دیا جیسے ہرن شیر سے عاجز آجاتا ہے۔

بجمدار شیرے کہ بر گور نر	زند پنجۂ گور آید بسر

وزیر کے بھائی کے داخل ہونے کی دیر تھی تو اس کے پھریرے پر فتح و نصرت کی ہوا چلنے لگی۔ دشمنوں کی جمعیت ٹوٹ گئی اور ان کا مجمع پروین بنات النعش اور فرق فرقدان کی طرح متفرق اور تتر بتر ہو گیا۔ ان کا سردار قطب الملک کا بھائی سیف الدین قتل ہوا۔ بعد ازاں خوشی کے نقارے بجا کر اس ملک کا بندوبست کیا۔ اور پھر شاہجہان آباد واپس چلا آیا۔ علی محمد خاں اپنے علاقے میں چلا گیا۔ میں (مؤلف رح) بھی اس سے جدا ہو کر حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وزیر اس فتح سے خوش ہو کر حضرت سلطان الاولیاء کا شکر گذار ہوا۔ اور اپنے بھائی کو مع تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا ٭

ذکر در بیان

رسیدن مؤلف ایں کتاب بخدمت سراسر سعادت حضرت خلیفۃ اللہ و بہ نظر مبارک گذرانیدن کتاب کشف الحقائق مقامات قیومیت تحسین و آفرین کردن آنجناب و خبر دادن آنحضرت از قرب ارتحال خویش ازیں جہان ٭

اس کتاب کا مؤلف فقیر محمد احسان اس مہم کے بخیر سرانجام ہونے کے بعد حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن مجھے آنحضرت کی خانقاہ کا نقشہ بالکل بدلا ہوا نظر آیا۔ جیسے کوئی کارکن اپنے کام سے فارغ ہو کر اٹھنے کو ہوتا ہے ان دنوں آنحضرت اکثر حسب ذیل شعر ورد زبان رکھتے ؎

بحمد اللہ کہ بر زعم زمانہ　　بپایاں آمد ایں دلکش فسانہ

مذکورہ بالا شعر مولوی جامی رح نے یوسف زلیخا کی تصنیف سے فارغ ہو کر آخیر پر لکھا ہے بعض اوقات یہ مصرعہ پڑھتے۔ مصرع

برخیز ازیں بزم نشستم بسیار

مجھے یہ حالت دیکھ کر وہم سا ہو گیا۔ آخر ایک روز آرام کے وقت آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ جناب کے اس شعر اور مصرعہ کے پڑھنے سے مجھے بہت وہم ہو گیا ہے۔ اگر نہ پڑھیں تو بہتر ہے۔ آنجناب نے فرمایا کہ یہ کیسی باتیں کرتے ہو لیکن چونکہ مجھ پر بدرجہ

غایت مہربان تھے۔ اس واسطے یہ شعر پڑھنا ترک کر دیا۔ اتنے میں آنحضرت کے بڑے خلیفہ صوفی مرزا حاجی ایک روز مجھ سے آنجناب کی کثرت ارشاد کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ اچانک اُن کی زبان سے نکلا۔ کہ حضرت پیر دستگیر فرماتے ہیں۔ کہ اب آخری وقت ہے جو قوت ارشاد حق تعالےٰ نے مجھے عنایت فرمائی ہے اسے میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ ان کی اس بات سے میرا وہم اور بھی زیادہ ہوگیا۔ وہ یہ کہ آنجناب کی عمر کا آخیر وقت آپہنچا ہے پھر میں نے صوفی صاحب سے پوچھا۔ کہ یہ کیا بات ہے۔ صوفی صاحب نے میرے گمان کو تاڑ کر فرمایا کہ آخری وقت سے مراد قرب قیامت ہے۔ انہوں نے پھر میری تشفی کے لئے حضرت حجۃ اللہ کا مکاشفہ درباره حضرت خلیفۃ اللہ بیان کیا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے اپنے مکاشفہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کو مسن اور ضعیف مشاہدہ کیا ہے۔ اس سے مجھے گونہ تسلی ہوئی۔ اس خوشخبری کے شکرانہ میں میں نے مٹھائی منگا کر آنحضرت کے حضور پر نور میں رکھی اور ساری بات عرض کر دی۔ آنجناب نے فرمایا۔ واقعی حضرت حجۃ اللہ نے مجھے فرمایا تھا کہ کشفی نظر میں ایسا معلوم ہوا ہے کہ تم مسن اور ضعیف ہو گے یعنی بڑی عمر کو پہنچو گے بعد ازاں فرمایا کہ اس وقت میری عمر کے قریباً ساٹھ سال گذر چکے ہیں۔ ضعف بھی غالب آگیا ہے داڑھی بھی سفید ہو چکی ہے۔ دانت گر چکے ہیں۔ سو حضرت حجۃ اللہ کا مکاشفہ صادق آچکا ہے ؎

انہیں دنوں ایک روز آنحضرت باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں قبرستان سے گذرے آنحضرت نے کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھا۔ میں حاضر خدمت تھا۔ عرض کیا۔ کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں جناب کی زندگی میں اس جہان سے گذر جاؤں اور جناب میری قبر پر فاتحہ پڑھیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ دیکھا جائیگا۔ اول ہم مرتے ہیں یا تم بلکہ جو کچھ تم کہتے ہو عنقریب ہی اس کے برعکس ظہور میں آئیگا ؎

اسی سال میں نے اپنی تصنیف کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔ قرآن شریف کی تلاوت کے بعد ہر روز چار ورق اس کے نظر ثانی کرتے تھے حضرت خلیفۃ اللہ نے اس کتاب کے حق میں فرمایا۔ کہ اس کتاب کے علوم و معارف نہایت عجیب و غریب ہیں جنہیں اس سے پہلے کسی شیخ نے بیان نہیں کیا۔ یہ حضرت مجدد الف ثانی رح کے خاصہ علوم ہیں۔ جو ابھی تک تحریر میں نہ آئے تھے۔ حقتعالےٰ نے تم پر ظاہر کئے اور ان کا

تحریر کرنا تمہیں پر موقوف تھا۔ اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالاؤ۔ کہ پروردگار نے تمہیں ابنائے جنس سے ممتاز فرمایا ہے۔ چونکہ اس کتاب میں آپکے متعلقہ حقائق و معارف ظاہر کئے ہیں اور قیومیت کے عجیب و غریب علوم کا ذکر کیا ہے۔ ہم اس کتاب کا نام کشف الحقائق مقامات قیومیت مقرر کرتے ہیں۔ اسی نام پر دعائے خیر کی۔ اس کی تاریخ "مقامات قیومیت" سے نکلتی ہے۔ اس واسطے اس کا بھی نام قرار پایا۔ نیز اس کی تاریخ "ظہور اول" سے برآمد ہوتی ہے +

انہیں دنوں حضرت خلیفۃ اللہ نے مجھے منصب قیومیت کے خاصہ مقطعات قرآنی کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ واضح ہے کہ مقطعات قرآنی کے اسرار جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حق تعالےٰ نے سوائے حضرات قیوم اربعہ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضہ حضرت عروۃ الوثقےٰ حضرت حجۃ اللہ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہم کے سوا اور کسی پر ظاہر نہیں کئے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ نے اپنے والد بزرگوار کی بہت منت و سماجت کی۔ کہ ان اسرار سے مجھے بھی مطلع فرمائیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں کسی ولی نے ان اسرار کے بارے میں لب کشائی نہیں کی۔ اور نہ ہی ان کے باطن کو اس سے آگاہی تھی۔ میں کیونکر ظاہر کروں۔ دشمن بڑا قوی دشمن ہے۔ ایسا نہ ہو چوری کُشن سے پھر پھر عرض کیا۔ جناب قادر ہیں شیطان کو دفع کرلیں۔ آخر آنجناب نے اپنے فرزند عزیز کی خاطر صرف حرف ق کے اسرار بیان فرمائے۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقےٰ پر باقی اسرار خود بخود منکشف ہوئے۔ چنانچہ یہ بات حضرت قیوم اول کے حالات میں مفصل بیان ہو چکی ہے۔ پھر یہی اسرار حضرت عروۃ الوثقےٰ نے حضرت حجۃ اللہ کو بذریعہ توجہ باطنی القا کئے۔ عشا کی ہر نماز کے وقت یہ اسرار حضرت خلیفۃ اللہ پر وارد ہوتے تھے۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت خلیفۃ اللہ کو بھی ان اسرار کی خوشخبری دی۔ نماز عشا میں حضرت خلیفۃ اللہ پر بھی ظہور ہوا۔ اس فقیر کو بھی آنحضرت نے از راہ کرم و بندہ نوازی بشارت عظیم دی۔ آنحضرت کی توجہ مبارک سے انہیں دنوں ان اسرار کے علم سے سرفراز فرمایا۔ یہ فضل الٰہی ہے۔ جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے ؎

اگر بادشاہ بر در پیرہ زن ۔۔۔ بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

اللہ تعالےٰ کی مغفرت نہایت وسیع ہے ان اسرار کو بطور اشارہ کشف الحقائق مقامات قیومیت

میں بیان کیا ہے۔ بلکہ اس کتاب کی تصنیف کا باعث ہی یہی اسرار ہیں۔ اس کتاب کی تصنیف سے پہلے آنحضرت کی توجہ سے یہ اسرار مجھ پر ظاہر ہوئے تھے جنہیں میں نے آنحضرت سے بیان کیا تھا۔ اور آنجناب نے فرمایا تھا۔ کہ یہ مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں۔ حقتعالے نے اپنے فضل وکرم سے تم پر ظاہر کئے ہیں۔ بہتر ہے کہ انہیں کتاب کی صورت میں لکھو۔ میں نے حسب الارشاد وکشف الحقائق مقامات قیومیت تصنیف کر کے آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ نے ان اسرار کی خوشخبری معہ انکے لوازمات کو عنایت فرمائی۔ اور اس بشارت کی خلعت اپنی خاص قبا مجھے پہنائی۔ اس واسطے میں نے اس بشارت کو اس سال کے حالات میں لکھدیا ہے۔ پھر مجھے آنحضرت نے مشرقی علاقے میں جانے کا حکم دیا۔ لیکن میں مشوش تھا۔ کہ یہ کام مجھ سے کیونکر نبھیگا۔ نیز میں آنحضرت کی خدمت سے جدا نہیں ہونا چاہتا تھا۔ جب آنحضرت نے سخت تاکید کی۔ تو مجبور ہو کر میں نے یہ ظاہر کیا آنحضرت نے فرمایا۔ خاطر جمع رکھو۔ تم پھر بھی مجھ سے ملوگے۔ اس بات سے میری تسلی ہوتی۔ پھر مجھے مشرق علاقے کی طرف روانہ کیا۔ میں مدت تک اس علاقے میں رہا۔ لیکن صبح شام قلق میں تھا۔ ہر روز وحشت ناک خواب آتے جیساکہ آگے لکھے جائینگے +

اسی سال حضرت خلیفۃ اللہ کی چھوٹی لڑکی اس دار فانی سے رحلت کر گئی۔ آنحضرت کو اس کی وفات کا نہایت قلق ہوا۔ اس کی نعش سرہند بھیجدی جو حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئی +

ذکر در بیان

سال سی و ہفتم از جلوس قیومیت رابع در انحراف مزاج مبارک آنحضرت از سلطان ہمہ ارکان او و سکنۂ شہر دار الخلافت شاہجہان آباد از کثرت اعمال سیئات ایشاں و سزا یافتن آنہا از بدکرداری خود و شمۂ احوال نذر قتیلی کہ الحال موسوم بہ نادر شاہ است و تسلط و غلبہ او بر ملک ہندوستان :-

اس سال شاہجہان آباد کے باشندے اس طرح فسق و فجور میں مبتلا ہوئے کہ خارج از تحریر ہے۔ غریبوں پر اس قدر ظلم و تعدی ہوتا تھا کہ زبردست حتی المقدور زیردستوں

پر طرح طرح کے ظلم کرتے تھے۔ لیکن کوئی اُن کی نہیں سُنتا تھا۔ بادشاہِ وقت ایسا غافل تھا۔ کہ اسے اپنے قلعہ کی بھی خبر نہ تھی۔ کہ لوگوں کی کیا حالت ہے اور کس فکر میں ہیں سوائے شراب نوشی اور فاحشہ عورتوں کے شغل کے اور کوئی کام نہ تھا۔ ایسی صورت میں رعایا کی کون خبر لیتا ہے ؎

وزیرے چناں شہریارے چناں　　جہاں چون نگیرد قرارے چناں

ارکانِ سلطنت بھی عیش وعشرت بدعت اور مردم آزاری میں مشغول تھے۔ سرکار سے مستحق لوگوں کے جو وظائف مقرر تھے۔ یک قلم موقوف کردئے۔ جب وہ عدالت کو عرض کرتے تو کوئی اُن کی طرف توجہ نہ کرتا۔ جو لوگ صاحب مرتبہ تھے وہ اس درجہ بخیل تھے کہ ایک پیسہ تک مسکینوں کو نہ دیتے تھے۔ گداگر اس کثرت سے تھے۔ کہ گلی کوچوں میں حشرات الارض کی طرح پھرتے تھے جن کی آنتیں قل ہو اللہ پڑھتی تھیں۔ کوئی ان کا پرساں حال نہ ہوتا۔ میں ان دنوں حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں تھا۔ دیکھا کرتا تھا۔ کہ بیشمار فقراء آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور گداگر آنجناب کی خانقاہ کے گرداگرد روتے پھرتے تھے۔ آنحضرت حتی المقدور اُن کی غور وپرداخت کرتے۔ اور اکثر مجھ فقیر کو مخاطب کرکے فرماتے تھے۔ کہ شہر کے باشندے۔ ارکان سلطنت مع بادشاہ اللہ تعالے کی نافرمانی کرتے تھے۔ اور خلق اللہ کے حق میں تساہل کرتے ہیں۔ اہل احتیاج کے وظائف بند کرلئے ہیں۔ اور مسکین بھوکوں مر رہے ہیں۔ اُن کی خبر گیری نہیں کرتے۔ ظلم وتعدی بکثرت کرتے ہیں۔ ان باتوں کا انجام بُرا معلوم ہوتا ہے۔ نظر کشفی میں یہ آتا ہے کہ یہ لوگ عنقریب ہی بلائے عظیم میں مبتلاء ہونگے جس سے مخلصی محال ہوگی۔ کافر لوگ بہ سبب صمصام الدولہ مسلمانوں پر غالب آئے تھے کیونکہ فوج کا سپہ سالار صمصام الدولہ تورانیوں سے ڈر کر راجگانِ ہند سے جو کافر بت پرست تھے۔ دوستی کرتا تھا۔ اور ان کا ممد ومعاون بنا ہوا تھا۔ اور بادشاہ کو ورغلایا ہوا تھا۔ کہ یہ تیرے دوست ہیں۔ بادشاہ نے اس کی ابلہ فریب باتوں میں آکر اکبر آباد کا حاکم بنا کر بھیجا۔ ان ملعونوں نے وہاں کے مسلمانوں پر طرح طرح کے ستم توڑنے شروع کئے۔ اور کفر کی رسموں کو جاری کیا۔ اور گائے کی قربانی جو اسلامی شعار ہے مطلق بند کردی۔ علانیہ کوچہ وبازار میں بُت پرستی شروع ہوگئی۔ کفار کے معبد جو عالمگیر نے گرا کر مسجدیں تعمیر کرا کے اسلام آباد نام رکھا ہوا تھا ان دنوں ان بدبختوں نے موقع پاکر انہیں گرایا اور پھر اپنے معبد از سر نو بنائے اور بدعت کو جاری

کیا مسلمانوں کا ناک میں دم کر رکھا تھا مغل اِن حرکات سے ناراض تھے صمصام الدولہ نے اُن کی
ناراضگی کو بادشاہ سے کسی اَور طرح ظاہر کیا۔ کہ یہ تمہارے پکڑنے کی فکر میں ہیں۔ کم عقل بادشاہ
نے اس کے کہنے کو قبول کر لیا۔ اور مغلوں کی طرف سے بدخیال ہو گیا۔ اور اپنے ارکان سلف
سے بگاڑ لی۔ بادشاہ اور ارکانِ سلطنت کی آپس میں بگڑ گئی۔ تمام جہان میں کھلبلی مچ گئی۔
ہر ایک سر میں جدا ہی خیال اور ہر ایک گوشے میں الگ ہی کانا پھوسی ہو رہی تھی۔ اس
شہر کے باشندے اس سے پہلے اگرچہ بُرے افعال کے مرتکب ہوتے تھے۔ لیکن
جب حضرت خلیفۃ اللہ انہیں وعظ و نصیحت کرتے تھے تو یہ تائب ہو جاتے تھے۔ اور اپنے
بُرے افعال سے باز آجاتے تھے۔ فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور بخل میں اس طرح منہمک
تھے کہ پھر خدا کا رُخ نہ کیا۔ کئی سال اسی جہالت و تاریکی میں بسر کئے۔ خاصکر اس سال تو ان
کی سرکشی اور نافرمانی کی کوئی حد نہ رہی۔ بہت سے ستم رسیدہ اور مستحق لوگ آنحضرت کی
خدمت میں حاضر ہوتے۔ آنحضرت اُن کی تسلی کرتے اور دلداری دیتے۔ اور ارکان سلطنت
اور بادشاہ کو وعظ و نصیحت کرتے۔ وہ منافقانہ طور پر سمعاً و طاعتاً کہہ دیتے تھے۔ لیکن کرتے نہیں
تھے۔ آنحضرت سخت ناراض تھے۔ ایک تو اس واسطے کہ بادشاہ سے ناشائستہ حرکات ظہور
میں آتی تھیں۔ دوسرے اس واسطے کہ خلق اللہ فسق و فجور اور نافرمانی میں مشغول تھی لیکن
پھر بھی آنحضرت انہیں وعظ و نصیحت کرتے مگر کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ ایک مرتبہ آنحضرت اس قدر
غضبناک ہوئے کہ روئے مبارک کا رنگ سرخ ہو گیا۔ تیسری مرتبہ از حد غضبناک ہو کر امراء
و بادشاہ کو فرمایا کہ اگر بُرے کاموں سے باز آجاؤ تو بہتر ورنہ تم پر اور اس شہر پر ایسی بلا
نازل ہو گی۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی ہو۔ لیکن پھر بھی اِن کم بختوں کے کان پر جوں
تک نہ چلی۔ آنحضرت نے "واعرض عن الجاھلین" کے مطابق ان سے روگردانی
کر لی۔ لیکن آنحضرت کا غضب و غصہ دن بدن بلکہ ساعت بساعت زیادہ ہوتا گیا۔ کیونکہ
آنحضرت نے اپنی توجہ سے بادشاہ اور ارکان سلطنت کو خاک سے اُٹھا آسمان پر پہنچایا تھا
چنانچہ بادشاہ پہلے قید خانے میں گلتا سڑتا تھا۔ اسے اپنی توجہ سے تخت و تاج کا مالک
بنایا۔ دوسرے امراء جب قطب الملک اور امام الملک کے پنجے میں گرفتار تھے۔ اور
انہیں ایسا عاجز کر رکھا تھا۔ زندگی سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ انہیں اپنی حمایت میں
لیکر قطب الملک اور امام الملک کی جگہ مقرر کر دیا۔ پھر جبکہ قطب الملک نے ان پر حملہ کیا،

جبکہ امام الملک ان کے ہاتھ سے قتل ہو چکا تھا۔ تو وہ پریشان حال ہو کر آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ اور آنحضرت سے توجہ کی درخواست کی تھی۔ تو آنحضرت نے بادشاہ اور امراء دونوں کو اپنی دعا کی حمایت میں لیا۔ اور اس بلا سے نجات دلا کر مظفر و منصور کیا۔ باوجود اس قدر احسانات اور حقوق کے سب کو فراموش کر کے آنحضرت کی مرضی کے خلاف عمل کرتے تھے۔ بلکہ بادشاہ تو بعض حاسدوں کے کہنے سے آنحضرت کی نسبت بدگمان ہو چلا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو کہیں شیخ صاحب خود ہی سلطنت نہ سنبھال لیں۔ چنانچہ یہ بات مفصل لکھی گئی ہے کہ بادشاہ کے دل میں کیونکر خیال و وہم پیدا ہوا اور آنحضرت نے اُسے کس طرح رفع کر کے پھر بادشاہ کے حالات کی طرف توجہ فرمائی۔ پھر ایسی حالت میں آنحضرت غضبناک نہ ہوں تو کیا کریں۔ آنحضرت کے غضب کا نتیجہ جلدی ہی بادشاہ اور امراء کو مل گیا۔ جو انشاء اللہ عنقریب ہی لکھا جائیگا۔ اس موقعہ پر بنی اسرائیل کے انبیاء کی ایک سرگذشت یاد آئی ہے جو بجنسہٖ لکھی جاتی ہے:۔

تمثیل۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بنی اسرائیل کے ایک نبی ارمیا نام شہر بیت المقدس میں مبعوث ہوئے۔ اور خلقت کو امر نہی کی دعوت کرنے لگے۔ اور اخروی عذاب سے ڈرانے لگے۔ لیکن لوگ اپنے بُرے افعال سے باز نہ آتے تھے۔ اس حالت پر عرصہ دراز گذر گیا۔ تو آخر بذریعہ وحی نبیؑ کو حکم ہوا کہ خلقت کو کہدو کہ اگر بُرے افعال سے باز آجائے تو بہتر ورنہ عذاب کے لئے منتظر رہے۔ ہم ان پر وہ لوگ مقرر کرینگے جو انہیں بھیڑ بکری کی طرح ذبح کرینگے۔ اس نبیؑ نے اللہ تعالےٰ کا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دیا۔ لیکن وہ پھر بھی افعال شنیعہ سے باز نہ آئے۔ تھوڑی مدت بعد اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو وہاں بھیجا جس نے وہاں کے ہزارہا باشندوں کو بیدریغ ہو کر تہ تیغ کیا۔ بخت نصر نے قسم کھائی۔ کہ جب تک یہ چھتیس میل تک خون کا دریا نہ بہیگا میں تلوار نیام میں نہیں ڈالونگا۔ واقعی اس نے ایسا ہی کیا۔ کہ خون کا دریا بہا دیا۔ اور جو تلوار سے بچ رہے وہ مصر بھاگ گئے بخت نصر نے پیغمبر وقت سے بھی یہی سلوک کرنا چاہا۔ لیکن اس کے آدمی جو بطور جاسوس اس ملک میں آئے تھے۔ اور پیغمبر وقت کی وعظ و نصیحت سے واقف تھے۔ اُنہوں نے بخت نصر کو کہا۔ کہ اس بزرگ نے اس قوم کو بہت کچھ وعظ و نصیحت کی۔ لیکن یہ اپنے بُرے افعال سے باز نہ آتے تھے۔ بخت نصر نے پیغمبر وقت سے معافی مانگ کر رخصت کیا۔ پیغمبر خدا ازراہ

کرم جو انبیاء کا خاصہ ہے - بھاگے ہوئے لوگوں کے پیچھے مصر گئے کہ شائد اس مصیبت سے بچکر سمجھ جائیں اور راہِ راست پر آجائیں - اس خیال سے پھر انہیں وعظ و نصیحت کی - لیکن پھر بھی کچھ فائدہ نہ ہوا - جو لوگ اپنی ہٹ پر تھے - وہ برابر مُصر ہی رہے - ان کے اعتقاد میں بال بھر فرق نہ آیا - پھر اللہ تعالیٰ کی حکم کے مُطابق پیغمبرِ خدا نے ان لوگوں کو اطلاع دی - کہ تمہاری شامت اعمال سے مصر خراب ہو جائیگا - جو مصیبت بیت المقدس پر تم پر نازل ہوئی تھی وہی یہاں پر ہو گی یعنی بخت نصر یہاں بھی آجائیگا - اور چار پتھر پکڑ کر ایک جگہ رکھدئے اور کہا کہ بخت نصر کو لاکر یہاں رکھیگا - اور تمہاری سخت سے سخت بے عزتی کرے گا - بہتر ہے کہ توبہ کرو - لیکن ان لوگوں نے ایک نہ مانی - جب بخت نصر بنی اسرائیل کے قتل سے فارغ ہوا - تو ایلیا یعنی بیت المقدس کو لوٹا کھوٹا اور مسجد اقصےٰ کو جس میں حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ نے یاقوت جڑوائے تھے - گرائی - اور پھر مصر کا رُخ کیا - پہلے وہاں کے بادشاہ کو پیغام بھیجا - کہ جو لوگ بھاگ کر تمہارے ہاں پناہ گزین ہوئے - اگر انہیں واپس دے دو تو بہتر ورنہ وہی گت بناؤں گا جو بیت المقدس کی بنائی ہے - بادشاہ نے لکھ بھیجا کہ وہ پیغمبر زادے ہیں - یہ آزاد ہیں - بندے نہیں - دوسرے یہ بات مروّت سے بعید ہے کہ یہ میری پناہ میں ہوں - اور میں انہیں تمہارے سپرد کر دوں - یہ کبھی نہ ہوگا - جو کچھ تم سے ہو سکتا ہے کر و - جب بخت نصر نے ایسا جواب سُنا تو ناراض ہو کر مصر کا رُخ کیا وہاں پہنچ کر تمام باشندوں کو مع بادشاہ قتل کر دیا - اور جو بیت المقدس سے بھاگ کر آئے تھے اُن پر بھی ہاتھ صاف کیا - اتنے میں بخت نصر کی نگاہ ایلیا پیغمبر پر پڑی - ناراض ہو کر انہیں بھی تکلیف پہنچانی چاہی - اور کہا کہ میں نے تجھ پر احسان کیا پھر تو نے کیوں دشمنوں کا ساتھ دیا اس نے کہا - میں انہیں وعظ و نصیحت کرنے کے لئے آیا تھا - کہ شائد اپنے افعال قبیحہ سے باز آجائیں - لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا - میں نے تمہارے آنے کی اطلاع انہیں دے دی تھی - لیکن اُنہوں نے نہ مانی - چنانچہ چار پتھر جو تمہارے تخت تلے ہیں - میں نے ہی رکھے تھے کہ ان پتھروں پر اس کا تخت ٹکیگا - بخت نصر کے آدمیوں نے جو اس معاملہ کی خبر بادشاہ کے پاس لائے تھے گواہی دی - کہ حضرت ایلیاؑ ٹھیک کہتے ہیں - پھر بخت نصر نے پیغمبر صاحب کو کچھ نہ کہا - بلکہ بہت سا ہدیہ دے کر معافی مانگی - اور رخصت کیا ؛

ذکر در بیان

ابتدائے احوال نذر قلی کہ مشہور بنادر شاہ است و بسلطنت رسیدن او

نادر شاہ کے ابتدائی حالات اور اُس کا سلطنت تک پہنچنا مؤرخوں نے مختلف طور پر بیان کیا ہے لیکن ایک قول صحیح ہے جو معتبر اشخاص کی زبانی سُنا ہے وہ یہ ہے کہ قندھار کے خاقان جب پھر غالب آکر ایران پر قابض رہے ان سے پھر نادر شاہ نے لیا۔ اور انہیں گرفتار کر کے نہایت عزت کے ساتھ اپنے ہمراہ رکھا۔ جب نادر شاہ ہند کو فتح کر کے اپنے وطن مالوف کو گیا۔ تو اُنہوں نے ہند میں بود و باش اختیار کر لی۔ ان میں سے ایک رسول خاں نامی میرا (مؤلف) مرید ہوا۔ اس نے بیان کیا۔ کہ نادر شاہ اصل میں قبیلہ افشار سے۔ اس کا باپ شتربانی کیا کرتا تھا۔ اور ایک گاؤں میں رہا کرتا تھا۔ اور بھلی بُری کھیتی باڑی بھی کر لیا کرتا تھا۔ وہ گاؤں خراسان کے علاقے میں تھا۔ اس ساربان کے ہاں یہ لڑکا سنہ ۱۱۰۰ ہجری میں پیدا ہوا۔ قہر الٰہی کی علامات اس کی پیشانی سے نمایاں تھیں۔ اور سختی رعب دار اور ہیبت کی نشانیاں اس کے چہرے پر نمودار تھیں ؎

اگر مار زاید زنِ باردار به از آدمی زادۂ دیو سار

اس کا نام والدین نے نذر قلی رکھا۔ جب بالغ ہوا۔ تو اس کا باپ مر گیا۔ گاؤں کا نمبردار اس کی غور و پرداخت کیا کرتا تھا۔ بلکہ اس کا تمام کاروبار اسی کے سپرد تھا۔ جب وہ نمبردار مر گیا۔ تو اس کا مال و اسباب سب نذر قلی کے ہاتھ آیا۔ پھر ساز و سامان ٹھیک ٹھاک کر کے پاس کے ایک رئیس سے مل بانٹ کی۔ اور ترقی کرنے لگا۔ جس کام کو شروع کرتا اسے انجام تک پہنچا کر چھوڑتا حتیٰ کہ صاحبِ اختیار اور اس کا منتظم ہو گیا ایک رات موقعہ پا کر اسے قتل کر دیا۔ اور خود اس کی ریاست پر قبضہ کر لیا۔ اس تمام مال و اسباب پر قابض ہو کر اس علاقے کا بندوبست کر کے وہاں کا مستقل حاکم بن بیٹھا۔ جدھر توجہ کرتا بآسانی وہ علاقہ فتح ہو جاتا۔ ڈاکہ بھی ڈالا کرتا۔ راہزنی بھی کیا کرتا۔ اور شاہی علاقے میں بھی لوٹ مار کیا کرتا تھا۔ جب اس نے اس کام میں خاص ترقی کر لی۔ تو شاہِ ایران کو خبر پہنچی۔ کہ خراسان کے ملک میں ایک شخص قزاقی اور رہزنی

کرتا ہے۔ اور وہاں کے اکثر شہر اس کے ظلم کے باعث ویران ہو گئے ہیں بادشاہ نے یہ سُنتے ہی اُس کے دفعیہ کے لئے فوج بھیجی۔ چند مرتبہ شاہی فوج اور نادر کے مابین چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں۔ آخر شاہی فوج اسے تسلی دے کر بادشاہ کے پاس لائی بادشاہ نے اُس کی پیشانی پر سرداری کے آثار دیکھ کر اسے رکن سلطنت بنا لیا۔ چونکہ اس کی اصل میں خطا تھی۔ اس لئے موقع پاکر ایرانیوں سے مل ایک قدیمی شہزادے کو تخت پر بٹھا کر شورش برپا کی بادشاہ نے اس کا بہتر دفعیہ کرنا چاہا۔ لیکن ایک پیش نہ گئی۔ آخر نادر نے ایران پر قابض ہو کر بادشاہ کو قتل کیا۔ اور جس شہزادے کو تخت پر بٹھایا تھا اس کا کام بھی تمام کر دیا۔ اور تخت شاہی پر بیٹھ کر نادر شاہ بن بیٹھا۔ تھوڑی مدت سلطنت ایران کا بندوبست کر کے روم کا رُخ کیا۔ رومیوں اور اس کے مابین چند مرتبہ سخت لڑائی ہوئی جس میں روم والوں کو نیچا دیکھنا پڑا۔ آخر رومیوں نے متفق ہو کر اسے شکست فاش دی چنانچہ تاریخ میں اس قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کے آنے جانے کی بابت لکھا ہے۔ کہ اس کی آمد و رفت مدو جزر (جوار بھاٹا) کی طرح ہوئی۔ جب شکست کھا کر ایران آیا۔ تو پھر لشکر جمع کر کے روم پہنچکر کسر نکالی۔ چنانچہ عراق و عرب میں قتل عام کیا اور پھر ایران پہنچکر بندوبست کر کے گرد و نواح پر ہاتھ صاف کیا۔ پھر قندھار کا ارادہ کیا۔ جب قندھار کے قریب پہنچا۔ تو وہاں کا حاکم مقتول شاہ ایران کا بھائی لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ دو سال تک جنگ جاری رہی۔ جب تنگ آگیا۔ تو صلح کر کے قلعہ نادر کے حوالے کیا۔ نادر شاہ نے وہاں کا انتظام کر کے ہندوستان کا رُخ کیا۔

ذکر در بیان

جنبیدن لشکر ہند و عراق یعنی توجہ نمودن نادر شاہ بسوئے ہندوستان و مقابلہ نمودن عساکر ہندوستان او را۔

جب نادر نے ایران اور قندھار کے انتظام سے فراغت پائی۔ تو ہند کا رُخ کیا۔ ان دنوں چونکہ ہندوستان کی سلطنت بہت کمزور ہو چکی تھی۔ اور امرا اور بادشاہ کی آپس میں بگڑی ہوئی تھی۔ بعض ارکان سلطنت جو بادشاہ کے خیر خواہ تھے۔ وہ بادشاہ کی کم عقلی۔ بداعمالی اور اس کے بدعتیوں سے مل بیٹھنے کے باعث ناراض رہتے تھے اور اکثر مشفقانہ

کلمات بادشاہ سے عرض کرتے۔ لیکن بعض مخالفوں کی وجہ سے ان کی دال نہ گلتی تھی۔ جب نادر نے قندھار پر حملہ کیا۔ تو بعض ارکان سلطنت نے نادر شاہ کو لکھا کہ اگر بادشاہ بطور سیر بھی ہند کا رُخ کرے۔ اور ہمارے بادشاہ کو وعظ و نصیحت سے راہ پر لا کر مخالفوں کو جن کی وجہ سے بادشاہ فسق و فجور میں مبتلا ہے درمیان سے اُٹھا دئے۔ تو بہتر ہوگا لیکن یہ ان کا کمینہ پن تھا۔ کہ بیگانے کو اپنے ملک میں دخل کرتے ہیں اور مخالفوں کو اپنے پر غالب کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو معہ بادشاہ اس کے سامنے ذلیل و خوار کرتے ہیں۔ رعیت کو اس کے تابع کرتے ہیں۔ ایسی رائے دور اندیش عقل سے تو بالکل بعید ہے ؎

بدستِ خویش بتہ میکنی تو صورتِ خود — وگرنہ ساختہ اندت چنانکہ مے باید

لیکن ارادہ ازلی کا اول بدل کرنا محال ہے۔ جب نادر شاہ کو یہ خط پہنچا تو تو تھوڑے ہی عرصہ میں ٹڈی دل لشکر لیکر سنہ ۱۱۵۰ ہجری میں بلائے مبرم کیطرح ہند کا رُخ کیا پہلے غزنی لیا۔ پھر کابل۔ اہل کابل نے پہلے تو مقابلہ کیا۔ لیکن آخر تنگ آکر شہر اور قلعہ دونو اس کے حوالے کئے۔ وہاں کا انتظام کر کے پشاور کا رُخ کیا۔ لیکن پٹھانوں نے مزاحمت کی۔ حتےٰ کہ اِدھر قدم نہیں رکھنے دیتے تھے۔ جب نادر نے دیکھا کہ اب یہاں سے گذرنا ٹیڑھی کھیر ہے۔ تو جلال آباد میں ڈیرے ڈال دِئے۔ یہ سُنکر پشاور کا حاکم شہر سے نکل جمرود کے قریب مقابلہ کے لئے آڈٹا۔ اور پٹھانوں سے ملکر اس نے سارے ناکے اور راستے بند کر دِئے۔ اور ہندوستان کے بادشاہ کی طرف عرضی لکھی۔ کہ یہاں کے تمام آدمی غنیم سے لڑنے کے لئے مستعد ہیں۔ اگر حضور سے کچھ مدد پہنچ جائے۔ تو یہ مہم جلدی سرانجام ہو جائے۔ لیکن بادشاہ نے بسبب غفلت ذرہ پرواہ نہ کی۔ ارکانِ سلطنت نے کہا کہ اس حادثہ کی تدبیر قبل از وقت کرنی چاہیئے۔ اسی اثناء میں حضرت خلیفۃ اللہ نے بادشاہ اور ارکانِ سلطنت کو کہلا بھیجا کہ نظر کشفی میں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر تم جلدی دشمن کے مقابلے پر چلے جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے فتح تمہیں عطا کریگا۔ بادشاہ تو اس حکم کی بجا آوری کے لئے آمادہ ہوا۔ لیکن بعض خوشامدیوں کے کہنے سے پھر عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا۔ حسب ذیل نظم اس وقت کی سلطنت کے کاروبار پر بالکل صادق آتی ہے ؎

نہ بزمِ عشرتِ تو عیش مستمنداں تلخ — نہ ہے عزیمت اندوہ فزائے شادیگاہ

نعوذ باللہ ازاں دم کہ این و آں گوئید که زد مخالف بر شهر خیمه و خرگاه

اس قصہ کے مطابق خوارزم شاہ کی حکایت ہے جو اس وقت دِل میں آئی ہے۔ اور بالکل شاہ ہند کے حالات کے مطابق ہے:۔

تمثیل۔ جب چنگیز خاں پورے طور پر سلطان محمد شاہ خوارزم پر غالب آگیا۔ تو اس وقت بادشاہ نے عیش وعشرت کی بساط کو وداع کیا۔ کہتے ہیں اس وقت بعض محتاج اس کے دروازے پر کھڑے تھے۔ کوئی ان کا پرساں حال نہ تھا۔ اس کی جباری سے حیران اور عاجز تھے۔ ایک روز وزیر سے اُنہوں نے سخت شکایت کی۔ وزیر نے کہا۔ مجھے معاف رکھو۔ پہلے میں بادشاہ کی مطربہ عورتوں کی زیب وزینت کا انتظام کروں جب تک اس سے فارغ نہ ہونگا۔ اور کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاؤنگا۔ اتنے میں خبر آئی۔ کہ چنگیز خاں کی فوج دریائے جیحوں کو عبور کر کے نزدیک آپہنچی ہے۔ پھر بادشاہ کی جو گت بنی سو بنی۔ اِسی طرح ہندوستان کی رعایا کی حالت تھی۔ بادشاہ سے تنگ آکر حسب ذیل اشعار پڑھتے تھے ؎

اے خداوند ہفت سیارہ بادشاہے فرست خونخوارہ

کہ در ودشت را کند چوں دشت جوئے خوں آورد بخوں پارہ

عدو مرد ماں بنفر آمد ہر یکے را کند بصد پارہ

لیکن چونکہ نادرشاہ بہت مُدت ڈیرا ڈالے رہا۔ اس واسطے اس کا لشکر تنگ آگیا۔ چاروں طرف سے پٹھانوں نے سامانِ رسد بند کردیا۔ اور موقعہ پاکر رات کو حملہ آور بھی ہوتے تھے۔ نادرشاہ کے آدمی حیران تھے۔ کہ کریں تو کیا کریں۔ اکثر اوقات اونٹوں اور گھوڑوں کو ذبح کر کے قوت لایموت بناتے بہت سے اپنے وطن کو لوٹ گئے۔ اور باقی جو تھے وہ بھی اس مصیبت سے رہائی کی تدبیریں سوچتے تھے۔ اتنے میں تقدیر الٰہی سے ایک پٹھان رئیس جو اپنے قبیلوں کا دشمن تھا۔ نادرشاہ سے آملا۔ نادر نے اس پر شاہانہ عنایات کیں۔ اس نے عہد کیا۔ کہ اگر بادشاہ اس علاقے کی ریاست مجھے دے تو میں کسی نہ کسی طرح پشاور پہنچا دونگا۔ نادر نے منظور کیا۔ وہ نادر کو شارع عام سے بہت دور ایک اور راہ جمرود سے لایا۔ حاکم پشاور جو وہاں پہلے ہی سے لڑائی کے لئے تیار تھا۔ لڑا۔ اس کی فوج کا اکثر حصہ مارا گیا۔ باقی بھاگ گیا۔ اور خود گرفتار ہوا۔ نادر نے پشاور کو لوٹا۔ اور دریائے سندھ کو عبور کیا۔ راستے میں جو ملتا اسے ہی قتل کردیتا۔ اور گاؤں اور قصبوں

کو جلا دیا۔ تھوڑے دنوں میں لاہور کے قریب آپہنچا۔ وہاں کا حاکم اس کی آمد سے مطلع ہو کر لڑائی کے لئے مستعد ہوا۔ نادر نے اسے کہلا بھیجا۔ کہ ہم سے کیوں لڑتا ہے۔ اگر خود تو سلطنت کا دعویدار ہے۔ تو ہم سے لڑ ورنہ جو غالب آئیگا۔ اس کا مطیع رہنا۔ وہ اس بات کو مان گیا۔ لیکن بعض دلیری کر کے نادر شاہ کے لشکر سے لڑے۔ چنانچہ میرزا عزیز بیگ تین ہزار سوار لیکر سخت لڑائی لڑا۔ اس نے نادر شاہ کی بہت سی سپاہ تباہ کی لیکن آخر شہید ہو گیا۔ اس واسطے لاہور اور اس کے گرد و نواح کے اکثر باشندے قتل ہوئے حاکم لاہور نے نکلکر نادر سے ملاقات کی۔ اور کچھ تحفے دیکر اپنے بیٹے کو نادر کے ساتھ کیا۔ لاہور سے نکلکر جب شاہجہان آباد کا رخ کیا۔ تو حکم دیا کہ رستے میں جو فرد بشر پاؤ کیا بوڑھا کیا جوان کیا مرد کیا عورت سبھی کو قتل کر دو۔ اور ان کے گھر جلا دو۔ سڑک کے دونو طرف کے شہر گاؤں اور قصبوں کو جلایا اور اُن کے باشندوں کو قتل کیا۔ اسی طرح قتل و غارت کرتا سرہند جا پہنچا ٭

ذکر در بیان

رسیدن نادر شاہ خیار الارشاد و سرہند و ملاقات نمودن حضرات مخدوم زادہائے سرہند و امان یافتن شہر از دست غارت او

نادر شاہ نے سرہند میں پہنچنے سے پہلے ٹھانی ہوئی تھی۔ کہ اس شہر کے ایک باشندے کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ حتیٰ کتے بلی تک ہلاک کر دونگا۔ کیونکہ شاہجہان آباد کے بادشاہ آباواجداد سے حضرات سرہند کے مرید چلے آتے تھے۔ اور ان کا سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے منسوب ہے۔ جن کے تمام اہل ایران دشمن ہیں۔ دوسرے یہ کہ تمام تورانی اس خاندان کے مرید ہیں۔ اور ایرانیوں اور تورانیوں میں قدیمی دشمنی چلی آتی ہے اس واسطے نادر نے حکم دے دیا۔ کہ اس شہر کا نام و نشان تک نہ چھوڑنا۔ اسی اثنا میں ایک روز نادر تخت پر سونا ہی چاہتا تھا۔ کہ ایک نورانی شکل سفید ریش کندھے پر مصلے ڈالے ہاتھ میں عصا لئے ہوئے کھڑا کہتا ہے۔ کہ نادر شاہ! اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو اس شہر کو تکلیف نہ پہنچانا۔ بلکہ اس پاک شہر کی عزت کرنا۔ اور اس شہر کے مشائخ کو راضی کرنا تاکہ تُو اس ملک پر فتح حاصل کر سکے۔ نہیں تو ایسی بلا نازل ہوگی۔ کہ اس سے نہ تو بچیگا نہ تیرا

لشکر یہ تین مرتبہ تاکید کر کے وہ شخص نظر سے غائب ہوگیا۔ نادر شاہ یہ کلمات سن کر گھبرایا۔
اور پاسبانوں کو بلا کر ڈانٹنے لگا۔ کہ اس شخص کو تم نے ایسے وقت میں اندر کیوں آنے دیا
انہیں سزا دینی چاہئے۔ تو انہوں نے قسم کھا کر کہا۔ کہ ایسے وقت میں کوئی شخص ہم نے گذرنے
نہیں دیا۔ نادر سمجھا کہ یہ مرد غیب تھا۔ بعد ازاں حاکم لاہور کے لڑکے سے جو اس کے
ساتھ تھا پوچھا کہ اس شہر کے مشائخ کون ہیں۔ اس نے کہا۔ کہ اس شہر میں حضرت
مجدد الف ثانی رض آرام کئے ہوئے ہیں۔ جو جناب غوث الثقلین کے بعد تمام اولیائے
امت کے امام ہیں ؎

نگیں گشتہ در حلقۂ اولیاء چو در انبیاء خاتم انبیاء
ازو تازہ شد دین بعد از ہزار بعالم نبی گوئی آمد دو بار

یہاں کے مشائخ آنحضرت کی اولاد ہیں۔ اور سب کے سب صاحب حال عارف باللہ
اولیائے کبار اور امت محمدی میں سے مستثنےٰ ہیں۔ اس زمانہ میں ان جیسا کوئی ولی
نہیں ؎

ز صاحبزادہ ہائے پاک گوہر چگویم چوں ز ہر وصف اند برتر
بصورت ہر یکے صاحب جمالے بمعنی ہر یکے صاحب کمالے
سپہر معرفت را ہر یکے شاہ سپہر مکرمت را ہر یکے ماہ
بہ سلک سروری علوی گہر ہا ز نخل معرفت شیریں ثمر ہا
بزرگ و خورد ایں پاکیزہ زاداں بخلوت گاہ عصمت پارسایاں
ملک را گرچہ در عصمت سائی است ازیشاں کردہ کسب پارسائی است
فروتر طفلگان آں گذرگاہ قدم بر مسلک پیران آگاہ
چگویم مدحت پیران آں در کہ آمد طفل آں در پیر رہبر
بزرگیئے بزرگانش ازیں داں کہ با خورداں بزرگی داد یزداں

نادر شاہ نے یہ سنکر اپنے خیال سے توبہ کی۔ اور ساٹھ سوار حضرات مخدوم زادوں کی
خدمت میں روانہ کئے۔ کہ انہیں نہایت عزت کے ساتھ ہمارے پاس لاؤ۔ سواروں نے
جب آکر مخدوم زادوں کو کہا۔ کہ آپ کو بادشاہ سلامت بلاتے ہیں۔ چونکہ انہیں اس معاملہ کی خبر
نہ تھی۔ اس واسطے جانے میں لیت و لعل کرتے تھے۔ صرف دو بزرگوں نے جانے کا ارادہ کیا۔

ایک مولوی فرخ شاہ کے فرزند حضرت خازن الرحمۃ کے پوتے حقائق و معارف آگاہ فضائل و کمالات دستگاہ شیخ محمد ضیاء اللہ جو عامل و عالم تھے۔ دوسرے حضرت شیخ سیف الدین کے پوتے شیخ رفیع القدر۔ دونو جب بادشاہ کے پاس گئے جو شہر سے تین میل کے فاصلے پر اترا ہوا تھا۔ نہایت مہربانی سے پیش آیا۔ اور شہر کے تین کوس کے گرداگرد کا علاقہ معافی کے طور پر انہیں لکھدیا۔ اور نہایت عزت سے رخصت کیا۔ اور کہا کہ آپ شہر میں جاکر لوگوں کو تسلّی دیں۔ مَیں بھی آتا ہوں۔ جب خود شہر گیا۔ تو تمام حضرات مخدوم زادوں سے عزت سے پیش آیا۔ اور ہر ایک کے حال کے مناسب خلعت دی۔ اور اِس شہر کا نام دارالامان رکھا۔ دروازوں پر جابجا سپاہی مقرر کر دئے۔ کہ کسی لشکری کو شہر میں نہ آنے دیں۔ جب شاہجہان آباد میں اس نے قتل عام کا حکم دیا تھا۔ اُس وقت بھی جو شخص کہتا کہ میں سرہند کا ہوں۔ تو اُسے چھوڑ دیتے تھے۔ شاہجہان آباد کے اکثر باشندے یہ کہہ کر بچے۔ نادر شاہ بارہا کہا کرتا تھا۔ کہ جو غصہ مجھے سرہند پر تھا۔ ہندوستان کے کسی شہر پر نہ تھا۔ لیکن میں نہیں جانتا۔ کہ کس شخص نے میرے غصّے کو فرو کیا ہے۔ اور اس کے عوض میرے دِل میں رحم ڈال دیا ہے۔ وہ شخص حضرت خلیفۃ اللہ تھے۔ آنحضرت نے باطنی توجہ سے اپنے وطن مالوف کو بچایا۔ ایران سے لیکر شاہجہان آباد تک کوئی شہر یا گاؤں ایسا نہ تھا جو نادر شاہ کے ہاتھ سے تاخت و تاراج نہ ہوا ہو۔ صرف ایک شہر سرہند بچا۔ تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ اس کا لشکر اسی شہر سے ہو کر گذرا۔ بلکہ اب تک بھی اُس کی فوجوں کی آمد و رفت کا رستہ اسی شہر سے ہو کر جاتا ہے۔ لیکن کسی کی مجال نہیں۔ کہ کسی خشک درخت کو بھی ایندھن کے واسطے استعمال کرے۔ اب تک اس کے آدمی آتے جاتے ہیں۔ لیکن یہی دستور ہے۔ یہ سب آنحضرت کا تصرف ہے ؛

ذکر دربیان

حادثہ اعظم یعنی مقابلہ نادر شاہ و محمد شاہ و حرب عساکر ہند و ایران و آل کار ایشاں ؛

جب نادر شاہ سرہند سے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ تو کسی گاؤں یا قصبے یا شہر میں قتل و غارت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ہر جگہ ہزارہا باشندے

قتل کئے۔ جب یہ قیامت اثر خبر بادشاہ نے سُنی۔ کہ ؎

همہ سپرتن و شمشیر دست تیر انگشت | همہ سپہ شکن و دیو بند و پیل شکار
بسانِ دریا لیکن بہ حملہ صاعقہ بار | کہ دیدہ ہرگز دریائے صاعقہ کردار

سرہند سے گذر یہ آرہا ہے۔ قریب تھا کہ اس ہولناک خبر کو سن کر اس قوم کو سختی سے اس کا وجود گر جائے۔ اور اس کی بنیاد اُکھڑ جائے۔ اسی وقت اپنے وزیر کو جناب قیومیت مآب حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا کہ توجہ کے لئے التماس کرے۔ آنحضرت نے سخت غضبناک ہوکر فرمایا۔ کہ جب میں نے بڑی تاکید سے تمہیں کہا تھا۔ کہ اب بھی نکلو۔ تو بفضلِ خدا فتح تمہاری ہوگی۔ اس وقت تم نہ نکلے۔ اب جب موقعہ نکل گیا ہے۔ تو فتح کے لئے دعا کراتے ہو۔ اُس نے بڑی عاجزی ظاہر کی۔ تو آنحضرت نے اُنکی بیچارگی پر رحم کھا کر فرمایا۔ کہ اچھا اگر اب بھی استقامت چاہتے ہو۔ تو کامل تدبیر سے جنگ کرو۔ مخالف نیچا دیکھیگا۔ ہم نے تمہیں معہ بادشاہ اپنی دعا کے ضمن میں لے لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انجام بخیر کریگا۔ بادشاہ نے ارکان سلطنت کو معہ لشکر نادرشاہ کے مقابلے پر بھیجا۔ چند روز بعد خود بھی شہر سے نکل اپنی فوج خاصہ لیکر اس شہر سے جا ملا۔ اور دہلی سے چون۵۴ میل کے فاصلہ پر کرنال میں صف آرائی کی۔ تین لاکھ سوار اور پیادے تھے۔ جن میں سے لاکھ سے زیادہ کابلی تھے۔ باقی ہندوستانی۔ بارہ میل میں لشکر پڑا ہوا تھا۔ یہی ٹھانی کہ جنگ یہیں کرنی چاہئے۔ اس سے آگے بڑھنا قرین مصلحت نہیں۔ یہ رائے ضعیف صمصام الدولہ کی تھی۔ کیونکہ اسے اپنی جان کا ڈر تھا۔ اب اس ڈر نے عملی صورت اختیار کی۔ نادر نے اپنی فوج کو ترتیب دیا۔ اور محمد شاہ کے لشکر سے چھ میل کے فاصلہ پر صف آرا ہوا۔ محمدؐ شاہ نے اپنے لشکر کو یوں ترتیب دیا کہ دائیں فوج صمصام الدولہ کے سپرد کی۔ بائیں فوج اعتماد الدولہ وزیر الملک کو سونپی۔ سامنے کی آصف جاہ نظام الملک کے زیر کمان تھی۔ درمیانی اور اِدھر اُدھر کی باقی امیروں کے ماتحت کیں ۱۱۵۱ھ میں جنگ ہوئی ؎

دو خسرو عناں در عنان آورند | رہ دوستی درمیان آورند

ایک رکن سلطنت برہان الملک مدت سے مشرقی علاقے کا حاکم تھا۔ اس نے پوشیدہ طور پر نادر شاہ سے خط و کتابت کی تھی۔ شاہ جہان آباد سے نکلکر محمد شاہ نے اسے بُلایا۔ وہ تیس ہزار سوار لیکر ساتھ آیا

ابھی وہ خیمے وغیرہ بھی نہ لگانے پایا تھا۔ کہ نادرشاہ کی فوج نے آکر اُسے غارت کر دیا۔ برہان الملک نے یہ سن کر بادشاہ سے لڑائی کی اجازت لی۔ بادشاہ نے کہا۔ آج کا دن ہمارے لئے اچھا نہیں۔ کیونکہ دشمن نے تمہارا مال و اسباب لوٹ لیا ہے۔ کل خاطر جمع سے فوج کو ترتیب دیکر اور سامان ٹھیک ٹھاک کر کے جنگ کرنا۔ لیکن اس مکار نے اس بات کو منظور نہ کیا۔ بلکہ کہا کہ اگر آج میں نہ لڑوں تو میری عزت نہیں رہتی۔ بے عزتی کا باعث ہے۔ یہ کہہ کر بادشاہ سے اُٹھ آیا۔ اور اس فوج پر حملہ آور ہُوا جس نے اس کا مال و اسباب غارت کیا تھا۔ لیکن وہ عمداً بھاگ اُٹھے۔ اُس نے اُنکا پیچھا کیا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی۔ تو اُس کی مدد کے لئے اور فوج مقرر کی۔ جو زیر کمان صمصام الدولہ و دیگر امراء روانہ ہوئے۔ اُس کے بھائی مظفر خاں کو بھی ایک لشکر کثیر دیکر مدد کے لئے بھیجا۔ اور خود بھی نظام الملک اعتماد الدولہ اور تمام ارکان سلطنت سمیت ساری مغلیہ اور تورانی فوج لیکر لشکر سے نکلا۔ جب نادرشاہ کی فوج برہان الملک سے شکست کھا کر بھاگی۔ اور انہوں نے تعاقب کیا۔ اور صمصام الدولہ مع بھائی اور دوسرے امراء کے اس سے جا ملا۔ تو اتنے میں نادر کی ساٹھ ہزار فوج جو گھات لگائے بیٹھی تھی۔ اچانک اُن پر حملہ آور ہوئی اور شکست خوردہ فوج بھی مڑ کر لڑنے لگی۔ اور نادرشاہ نے اپنے تمام امراء کو بھیجدیا۔ اور خود بھی فوج لیکر ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا امرائے ہند کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ایک تو وہ خود لشکر سے جلدی سے نکلے تھے دوسرے بہت سا لشکر فتح کی اُمید پر ان سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ اور لوگ بادشاہ کو فتح کی مبارک باد دے رہے تھے۔ جب امراء نے نازک موقعہ دیکھا تو پہاڑ کی طرح ڈٹ گئے۔ اور اُنہوں نے بدرجہ غایت کوشش کی۔ ہندی تلوار سے بہت سے ایرانیوں کے سر قلم کئے۔ بعد ازاں بڑے گھمسان کا معرکہ ہُوا۔ زمین پارے کی طرح لرزنے لگی۔ اور آسمان مردان جنگی کے شور سے ہل گیا تھا۔ دریا بارے گولوں کے خشک ہو گئے درخت جڑھوں سے اُکھڑ گئے۔ پہاڑ درخت کے پتوں کی طرح ہلنے لگے۔ زمین کے ساتویں طبقہ کی چیزوں میں بھی تہلکہ مچ گیا۔ کروبی فرشتے خلقت کی حیرانی و پریشانی دیکھ کر تسبیح و تہلیل سے باز رہے۔ گرد و غبار اس طرح اُٹھا کہ شب دیجور کا نقشہ جما ہُوا تھا۔ قریب تھا۔ کہ ہنہنزوں اور بہادروں کے نعروں اور طبل و تفنگ کی آواز سے کرہ زمین کے اجزاء

اڑنے کو تھے۔ زمین وزمان میں زلزلہ سا آگیا۔ اور رستم وافراسیاب کی لڑائی کا نقشہ تھا دارا اور سکندر کی لڑائی اس کا ادنےٰ نمونہ تھی ؎

برآمد ز کوس سحابی خروش — درآمد سپاہی ریاحین بجوش
ز رخ خویشتن ابر درہم کشید — بدعوئے کمانہائے رستم کشید
شدہ تیر باران و رستم کماں — مسلح بہ تیر و کمان آسماں
نہاں گشت در آہن تیغ و مہر — بجوشید زاں ابر جوشن سپہر
ز آشوب باراں و جوشن سحاب — ہمہ جوش و خود گردید آب
برآمد خروش خم ہفت جوش — بجوش اندر آمد سپہ را خروش
غریو رود در برآمد بماہ — تزلزل درآمد پے راہ و راہ
ز جنبیدن آں سپاہ گراں — بجنبیدہ گیتی کراں تا کراں
ز پروازِ نازاں طغرل شکار — زمین و زماں سربسر بیقرار
خرامیدن شرزہ شیرانِ مست — کمرگاہ گاوِ زمین بے شکست
ز تیغ سم خنگ برنا و پیر — بر و پشت ماہی شدہ نقش گیر
دراں سہمگین آتش رستخیز — کزاں بود شیرے غریں درگریز
ز سم ستورانِ ہر دو سپاہ — تزلزل درآمد بناوردگاہ
ز ہر دو طرف شیون انداختند — ہزبرانہ بر یکدگر تاختند
دراز یکہ فتنہ پر شد بلند — کہ رحمت نیاید پدید از گزند
نہاں گشت از سختئ آں مصاف — مروت چو سیمرغ در کوہ قاف
سر سینہ پردلاں سینہ سوز — شدہ خاک شمشیر ہا تیرہ روز
اجل آمد از آسماں بیگماں — کمیں کردہ در گوشہائے کماں
غبارِ سیہ بردہ مہر و مہ — زمیں پر ز نم و آسماں بستہ راہ
ز خوں گل شدہ جلوہ گاہ مصاف — فرو رفتہ اسپاں دراں تا بناف
سم بادپایاں شدہ فرق سائے — سر سرکشاں ماندہ در زیر پائے
پذیرفتہ بنیاد مردم خلل — کشادہ شدہ دستگاہ اجل
ز سن گشتہ افتادہ بر خاک راہ — شدہ عرصۂ رزم گاہ قتلگاہ

فتادند ہر سو ہزاراں سپاہ | ز اسپ و پیلہ ہر طرف صد گلہ
روان گرد دریائے چوں مرد جنگ | شناور ہزاراں در آنجا نہنگ
پلانہائے ایران و ساں خون و خاک | ز شمشیر ہندی شدہ چاک چاک
زرہ بر تنِ مرد خون ریختہ | چو غربال گردِ فنا بیختہ
ز ور تیزہا شاں برون نہ بہر | چو باران مردہ بہرہ زہر
شدہ گردہ سر بابش ہائے شاں | بصد درد و غم زیر سرہائے شاں
دلیرانِ ایراں ہمہ دردناک | شد از فوج ہندی ہر زخمناک
چناں کشتہ گشتند پنہاں نگون | کہ سرہا رواں جو در جوئے خون

ہند کے امیروں نے اہلِ ایران پر کچھ ایسے حملے کئے کہ وہ حواس باختہ ہوئے۔ اور نادر شاہ کے بہت سے امراء اور ارکانِ سلطنت قتل ہوئے۔ ہزار ہا ایرانیوں نے ہندی تلوار کی آب سے موت کا ناگوار شربت چکھا۔ جو باقی رہ گئے۔ وہ گلی کوچوں میں چرغ اور گدھ کی طرح مجروح اور نالاں تھے ؎

سپہ ہر زماں پُر آشوفتند | ز مژگانِ دِل خوں ہمے ریختند
فراواں ز ہر دو سپہ کشتہ شد | مرے تختِ ایرانیاں کشتہ شد

قریب تھا کہ نادر شاہ بھاگ اُٹھے اور اُس کی بہت سی فوج بھاگ کر اپنے بقیہ حصے سے جا بھی ملی۔ لیکن چونکہ حکیم علی الاطلاق کے ارادہ میں سلطان ہند اور اُس کی رعایا کی ذلت تھی۔ اسے کیونکر تبدیل کر سکتے تھے۔ نمک حرام برہان الملک جسے جلدی ہی نمکحرامی کی سزا مِل گئی معہ اپنی تمام فوج لشکر سے جدا ہو کر نادر شاہ سے جا ملا صمصام الدولہ اور اس کا بھائی حتے المقدور جنگ میں کوشش کرتے رہے۔ اُن کی فوجیں بہتیری تتر بتر ہوئیں۔ اور صمصام الدولہ کے ہمراہی امیر بکثرت قتل ہوئے۔ لیکن پھر بھی جو باقی رہ گئے تھے۔ اُنہوں نے دشمن پر حملہ کیا۔ اور بہتوں کو قتل کیا۔ اور بہادری اور دلیری کو اس جنگ میں زینت بخشی۔ اگر افراسیاب اس وقت ہوتا۔ تو اُس کا حلقہ بگوش غلام بن جاتا ؎

ہر کجا رش نبود مرداں را دست برد | ہر کجا تیغش بداد مرد و را یادگار
بیضۂ مغفر شکستی در سرِ شیرانِ رزم | جبہ جوشن دریدے در برِ مردانِ کار

جب ایران کی فوج سے سپہ دار ہند کو نرغے میں لے لیا۔ اور اس کا بھائی باقی فوج سمیت قتل ہوا۔ تو صرف پانسو آدمی باقی رہ گئے۔ محمد شاہ اور ارکانِ سلطنت جو کھڑے تھے۔ اُنھوں نے بھی ان بیچاروں کی مدد نہ کی۔ بادشاہ تو اُن کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ارکانِ سلطنت نے پُرانی دشمنی و عداوت کی وجہ سے بادشاہ کو اس سے باز رکھا۔ حتیٰ کہ بیچارے یہ بھی ضائع ہو گئے ؎

وقتیکہ گم شود در سرکشاں خرد	روزیکہ بگسلد زیں پُردلاں رواں
واں آب بیخرد کہ شناخت نامِ او	از تف حملہ در رگِ جاناں شود رواں
در تازی کرانہ چو شیرانِ جنگ جو	گوپال بر زمین تزنی و بانگ بر زماں
آں لحظ کس نیار دپائے تو جز کسیب	وآمد در اکس نگیرد دستِ تو جز عناں

ضرورتاً بعض فدائیوں نے ارادے کی باگ بادشاہی لشکر کی طرف موڑی۔ لیکن مارے زخموں کے نڈھال تھے ؎

سپہ دار چوں بخت برگشتہ دید	سوارانِ ہندی ہمہ کُشتہ دید
ز خود برکشاں سوئے یورت شتافت	از ایرانیاں کام کینہ نتافت
شد آں درنگہ سر بر جوئے خون	علمہائے سلطانِ دہلی نگون

صمصام الدولہ جنگ کے تیسرے روز ہی محمد شاہ سے علیحدہ ہو گیا۔ جسے سُن کر بادشاہ کو سخت افسوس ہوا ⁂

ذکر در بیان

طامہ اکبر استیلائے نادرشاہ بر سلطانِ ہند و گرفتار شدن بعہ ارکانِ سلطنت ⁂

جب نادر شاہ کو ایسی فتح نصیب ہوئی۔ جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ تو دل کو مضبوط کر کے محمد شاہ کے لشکر کے گرد و نواح اپنا لشکر مقرر کیا۔ کہ رسد رسانی کا سلسلہ بند کر دے اور جو شخص لشکر سے نکلنا یا اس میں آنا چاہے اسے قتل کر دے۔ اور بارہ ہزار سوار اس بات کے لئے مقرر کئے کہ محمد شاہ کے لشکر اور شاہجہان آباد کے مابین دیہات اور قصبات کو تاخت و تاراج کریں۔ اور وہاں کے

باشندوں کو قتل کریں۔ شہری اور لشکری آدمیوں کو ایک دوسرے کی خبر نہ لینے دیں۔
چنانچہ لشکر والوں کو دار الخلافہ کی خبر نہ تھی۔ اور دار الخلافے والوں کو لشکر کے حال کی
واقفیت نہ تھی۔ اِن دنوں اہل دہلی خاصکر وزیر آصف جاہ اور نظام الملک کے متعلقین
قیومیت مآب حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بہت منت و سماجت کرتے تھے اور
آنجناب انہیں تسلی دیتے تھے۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ کہ بادشاہ وزیر اور نظام الملک تینوں
بخیریت شہر میں داخل ہونگے۔ ہم نے انہیں اپنی دعا کے زیر سایہ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ
کے فضل و کرم سے اُمید ہے کہ انجام بخیر ہوگا۔ اس خوشخبری سے لوگوں کو اطمینان ہوا
میرے (مصنف رح) بڑے بھائی مخدومی و اعظمی خواجہ محمد احسن بھی لشکر ہند میں تھے۔
بلکہ صمصام الدولہ کے ساتھ ہو کر جنگ میں شریک تھے۔ اس واسطے ہمارے گھر
میں بھی گھبراہٹ تھی لیکن حضرت سلطان الاولیاء نے بارہا خوشخبری دی کہ محمد احسن جلدی
ہی بخیر و عافیت واپس آئیگا۔ اس واسطے گھر والوں کو تسلی تھی۔ چنانچہ تھوڑے ہی
دنوں بعد بادشاہ وزیر نظام الملک اور میرے بھائی خیر و عافیت سے داخل شہر
ہوئے۔ جب لشکر ہند کا ناک میں دم آگیا۔ اور رسد وغیرہ پہنچنی بالکل بند ہو گئی۔ اور
ہزارہا باشندے ہر روز بھوکوں مرنے لگے۔ اور لشکر کے اچھے اچھے آدمی اونٹ
گھوڑوں کو ذبح کر کے اُن کے گوشت سے قوت لایموت بنانے لگے۔ بلکہ بعض اوقات
یہ بھی میسر نہ آتا تھا۔ اور گرداگرد نادر کی فوج پڑی ہوئی تھی۔ کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ
لشکر سے کوئی چیز باہر لیجائے یا اندر پہنچائے۔ تو نظام الملک نے نادر شاہ سے
ملاقات کی اور اس بات پر صلح کرنی چاہی۔ کہ بیس لاکھ روپیہ بطور تاوانِ جنگ
اور دریائے سندھ پار کا علاقہ نادر شاہ کو دیا جائے۔ نادر اس بات پر راضی
ہو گیا۔ بشرطیکہ محمد شاہ ملاقات کرے۔ نظام الملک نے اس بات کو منظور کر کے واپس آیا
دوسرے دن بادشاہ کو معہ اُس کے چند مخصوصوں کے شرط کے بموجب نادر شاہ
کے پاس بھیجا۔ اگرچہ سارے لشکر کی یہ مرضی نہ تھی۔ کہ بادشاہ نادر شاہ کے پاس جائے۔
اعلےٰ سے ادنےٰ تک تمام نے روکا۔ اور بادشاہ کی باگ کو پکڑ کر رونے لگے۔ لیکن
کچھ مفید نہ پڑا۔ بادشاہ نے نظام الملک کو معہ تمام ارکان سلطنت رخصت کیا۔ اور خود اپنے
چند خاصوں کے ساتھ نادر شاہ کے لشکر کی طرف روانہ ہوا۔ جب اُس کی آمد کی خبر

نادر شاہ کو ہوئی - تو اپنے بیٹے کو مع تمام ارکین سلطنت اور امراء و وزراء کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا - اور بڑی تعظیم و تکریم سے لشکر میں لایا - خود نادر شاہ نے اپنے خیمہ خاص سے نکلکر اس کا استقبال کیا - اور نہایت تواضع اور تعظیم سے مسند پر اپنے برابر بٹھایا - دلاسا اور تسلی دے کر بہت سی عمدہ عمدہ نصیحتیں کرنی شروع کیں چنانچہ کہا - کہ اول جب کہ میں نے تمہارے ملک کا رُخ کیا - تو تمہیں ہماری مطلق خبر نہ تھی پھر جب میں داخل ہوا - تو تم نے جان بوجھ کر غفلت کی - حتیٰ کہ میں تمہاری خواب گاہ تک آگیا تب تمہیں تھوڑی سی خبر ہوئی - اور حرکت مذبوحی کی - امور سلطنت اور جہانبانی میں اس قدر غفلت مناسب نہیں - دوسرے یہ کہ شراب پینا چھوڑ دو - کیونکہ بادشاہ خلق اللہ کے پاسباں ہوا کرتے ہیں - اور شراب عقل کو کھو دیتی ہے حیف ہے کہ پاسباں ہوکر غفلت کرے ؎

کہ چوں شد او خراب انگور ولایت کے تواند داشت معمور

تیسرے یہ کہ بادشاہوں کے لئے وقار ضروری ہے - تاکہ سلطنت پر اُن کا رعب ہو ؎

ہے سرمایۂ شاہی وقاراست شہ آں باشد کہ چوں کوہ استواراست

بادشاہ سے کوئی ایسی حرکت ظاہر نہیں ہونی چاہئے - جو باعث خفت ہو - ڈاڑھی مُنڈانا سب سے بڑی ہلکی ہے - بہتر یہ ہے کہ اسے ترک کرو - دیگر یہ کہ تم نے وزیروں کو اس قدر ملک دے رکھا ہے کہ اپنے برابر کر دیا ہے - سب مغرور ہو کر تمہارے حکم سے سر پھیرتے ہیں - اس کے عوض سپاہ کو دو کہ تمہارے کام آئے - امراء کو صاحب خزانہ کرنا سوائے نقصان کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں کرتا - یہی وجہ ہے کہ تمہاری سلطنت کمزور ہو گئی ہے - اس قسم کی بہت سی نصیحتیں کر کے محمد شاہ کو رخصت کیا - بادشاہ جب اپنے لشکر میں آیا - تو ہندوستانی سپاہیوں کی جان میں جان آئی - دوسرے دن محمد شاہ نے صمصام الدولہ کی امیر الامرائی نظام الملک کے بیٹے فیروز جنگ سے سپرد کی - برہان الملک یہ سُن کر بہت کڑھا - کیونکہ وہ آپ اس آسامی کا اُمیدوار تھا - اُس نے نادر کو کہا - کہ بادشاہ ہند میں آیا - اس ملک کو فتح کیا - خدا مبارک کرے - لیکن افسوس ہے - کہ شاہجہان آباد جیسے بے نظیر شہر کی سیر نہ کی - میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ جس قدر رقم اُنہوں نے بطور تاوان جنگ دینی منظور کی ہے - شہر چلکر اُس سے

تو گنا دوں گا۔ نادر نے پوچھا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اُس نے کہا نظام الملک کو بلا کر بٹھا لو پھر جو مانگو گے مل جائیگا۔ کیونکہ ہند میں سوائے نظام الملک کے اور کوئی نہیں۔ اس کے سوا بادشاہ اور وزیر دونوں محض کٹھ پتلی ہیں۔ چنانچہ نظام الملک کو پکڑ منگایا۔ اور کہا اب مصلحت یہی ہے۔ کہ محمد شاہ کو بلاؤ۔ نظام الملک نے جب دیکھا کہ اب کام ہاتھ سے نکل گیا ہے تو مجبوراً بادشاہ کو لکھ بھیجا۔ کہ اگر کچھ آپ سے ہو سکتا ہے تو کر گذرو ورنہ خود آجاؤ۔ جو اللہ تعالےٰ کی مرضی ہے ہو کر رہیگی۔ جب بادشاہ نے دیکھا۔ کہ لوگ بھوکوں مر رہے ہیں۔ اور اناج نام کو نہیں ملتا۔ تو مجبوراً جواہر و یاقوت ہاتھیوں پر لاد نادر شاہ کے پاس لے گیا۔ اور کہا میں حاضر ہوں۔ جو تمہاری مرضی میں آئے کرو۔ لیکن اس قدر بندگانِ خدا کو جو میرے سبب ہلاک ہو رہے ہیں۔ چھوڑ دو۔ نادر شاہ نے بادشاہ کو اطمینان دلایا۔ اور بڑی عزت سے خیمے میں نظر بند کیا۔ اس خیمہ کے گرد اپنے سپاہی بٹھا کر حکم دیا۔ کہ سوائے بادشاہ کے خاصوں یا مقرب امراء کے اور کوئی آدمی ان کے پاس نہ آئے۔ اور نہ بادشاہ کسی کو بلائے۔ جب یہ وحشت اثر خبر محمد شاہ کے لشکر میں پہنچی۔ تو تمام گھبرا اُٹھے۔ اور رونے لگے ؎

دریغا کہ شد ملک شوریدہ بخت | دریغا کہ خالی شد از شاہ تخت
دریغا کہ سلطان کشور نماند | دریغا ضیاء ملک اختر نماند
دریغا کہ از باغ شاہنشہی | بنا کام بشکست سرو سہی
چرا دل بندد بمہرِ جہاں | کہ ناپائدار است نامہرباں
چنیں است رسم جہان از درست | گہے پشت بر زین گہے زیں بہ پشت

دوسرے دن نادر شاہ نے اپنے سپاہی بھیجکر محمد شاہ کا تمام مال و اسباب اور زر و جواہرات اور خزانہ وغیرہ اپنے قبضے میں کر لیا۔ بعد ازاں وزیر اعظم ہند اعتماد الدولہ کو بھی بلا بھیجا۔ اکثر امیروں نے جو اس وقت لشکر میں تھے۔ وزیر سے عرض کیا۔ کہ اب بھی ہماری فوج کی تعداد کافی ہے۔ اگر آپ کی مرضی ہو۔ تو جو سپاہی آئے ہیں۔ انہیں دور کر دیا جائے۔ پھر جو مناسب سمجھیں کریں۔ وزیر نے کہا۔ اب موقع ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ یہ باتیں اب کام کی نہیں۔ یہ کہہ کر وزیر اٹھا اور اپنے سپاہیوں کو کہنے لگا۔ کہ جہاں تمہاری مرضی ہے چلے جاؤ۔ اور خود چند ایک آدمی لے کر

نادر شاہ کے لشکر کی راہ لی۔ اور شاہِ ایران کی خدمت میں جا حاضر ہوا۔ اسے بھی وہیں بٹھا دیا گیا۔ جہاں محمد شاہ اور نظام الملک بیٹھے تھے۔ وزیر کے چلے جانے کے بعد لشکر میں استقلال نہ رہا جس کا جدھر رخ ہوا بھاگ گیا۔ لیکن پھر بھی بیچاروں کو نجات نصیب نہ ہوئی۔ کیونکہ سو سو کوس گرد و نواح تک نادر شاہ کی فوج تاخت و تاراج کر رہی تھی۔ جو ہندی سپاہی ملتا اُسے قتل کر دیتے۔ چنانچہ یہاں سے دہلی تک شہر کے قتل عام کے علاوہ چار لاکھ آدمی قتل ہوئے۔ جب بادشاہ کے نظر بند ہونے کی خبر حضرت پیر دستگیر قیوم زماں خلیفۃ اللہ نے سُنی۔ تو بہت افسوس کیا۔ اہل شہر کے ورد زبان حسب ذیل شعر پڑھا ؎

بصد درد و غم دست بر سر زناں خروشاں و جوشاں و بلیہ کناں

اور نہایت عاجزی سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر توجہ کے لئے درخواست کی۔ آنجناب نے بہت توجہ اور دُعا کے بعد فرمایا۔ کہ جب تک ہم زندہ ہیں۔ کسی اور کو بادشاہ نہیں ہونے دینگے فضل الٰہی سے اُمید غالب ہے۔ کہ پھر بادشاہ تخت سلطنت پر بیٹھیگا۔ اہلِ شہر کو آنحضرت کے فرمانے سے تسلی ہوئی مغل پورہ کے لوگ ان دنوں بکثرت بھاگ رہے تھے کیونکہ مغل پورہ شہر کی شمال کی طرف تھا۔ اور بادشاہی فوج کے شہر میں داخل ہوتے وقت پہلے مغل پورہ ہی رستے میں آتا ہے۔ اس واسطے لوگ اس محلہ کو چھوڑ احتیاطاً قلعہ کے اندر جا رہے تھے۔ آنحضرت نے بہتیرا فرمایا۔ کہ مغل پورہ ہر طرح سے محفوظ ہے اس کے چاروں طرف فرشتے مقرر ہیں۔ جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ جو لوگ آنحضرت کے قول کو نص قاطع سمجھتے تھے۔ وہ تو یہیں رہے۔ لیکن جن کے یقین ٹھیک نہ تھے۔ وہ کچھ تو چلے گئے۔ اور بعض نے اپنے اہل و عیال کو کہیں بھیجدیا۔ جو لوگ مغل پورہ سے نکلے وہ یا تو قتل ہوئے یا بلائے عظیم میں گرفتار ہوئے۔ اور جو اسی محلہ میں رہے۔ انہیں کسی قسم کی بھی تکلیف نہ ہوئی۔ ان دنوں مغل پورہ آنجناب کی برکت سے گویا نوح ؑ کی کشتی بنا ہوا تھا۔ کہ جو اس میں بیٹھا بچ رہا۔ اور جس نے مخالفت کی ہلاک ہوا ؎

مصون گشت آں مسکیں رہنما چو کشتی نوح آں رسول خدا

سب سے تعجب کی بات یہ ہے کہ نادر شاہ کا لشکر مغل پورہ کے قریب شہر کے باہر پڑا تھا

اور مغل پورہ میں سے ہو کر گذرتا تھا۔ لیکن کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ مغل پورہ میں سے کسی کو پوچھے کہ تمہارے منہ میں کے دانت ہیں۔ جب اس محلہ سے باہر نکلتے تو پھر ظلم و تعدی کرتے۔ باقی تمام شہر میں غلہ میسر نہ ہوتا۔ اگر کہیں تھا بھی تو چھپا کر گراں قیمت پر فروخت ہوتا تھا۔ مغل پورہ میں دکانیں کھلی تھیں۔ اور علانیہ سستا فروخت ہوتا تھا۔ تمام شہر کے بازار بند تھے۔ لیکن مغل پورہ کے کھلے تھے۔ دوسرے یہ کہ ان دنوں شہر میں نادری فوج کے ڈر سے لوگ مسجدوں میں نماز باجماعت ادا نہ کرتے تھے۔ بلکہ اکثر مسجدیں خون سے اٹی ہوئی تھیں۔ اور مُردوں سے پٹی ہوئی تھیں۔ کیونکہ لوگ جان کے ڈر سے مسجدوں میں چھپتے تھے اور وہ بدبخت مسجدوں میں بھی گھس کر انہیں قتل کر جاتے تھے۔ لیکن خانقاہ میں پہلے سے بھی زیادہ نماز باجماعت ہوا کرتی تھی۔ کیونکہ شہر کے اکثر آدمی آنحضرت کی عالم پناہ خانقاہ میں آتے تھے۔ جو آئے وہ دینی دنیاوی تکلیف سے محفوظ رہے۔ یہ بھی آنحضرت کی کرامت تھی القصہ نادر شاہ نے برہان الملک اور وزیر ہند کے چچا زاد بھائی ظہیر الدولہ کو شاہجہان آباد کے انتظام کی خاطر بھیجا۔ اور ایک ہزار اپنے سپاہی اُن کے ساتھ دئے۔ جنہوں نے آکر شہر کا بندوبست کیا۔ اور نادری سپاہیوں کو حفاظت کے لیے بھیجا۔ جب نادری آدمیوں کے قبضے میں قلعہ آگیا۔ تو ان بدبختوں نے شہر میں ظلم و ستم شروع کیا۔ برہان الملک اور ظہیر الدولہ نے اپنے اچھے اچھے آدمیوں کو آنحضرت کی خانقاہ بلکہ تمام مغل پورہ کی حفاظت کی سخت تاکید کی۔ کہ کوئی شخص خانقاہ میں آنے نہ پائے۔ نادر شاہ ان دونوں کے بھیجنے کے بعد خود بھی دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوا۔

ذکر دربیان

واہیۂ اکبر دخول نادر شاہ بدار الخلافت شاہجہان آباد
و بیان قتل و غارت کہ دراں شہر واقعہ شدہ است

مؤرخین نے جہان کے احوال پر اختلال اور حادثات عظیمہ تواریخ کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ بخت نصر کا بنی اسرائیل کو قتل کرنا۔ پھر اس کا فارس پر قابض

ہونا۔ چنگیز خاں کا ایران اور توران پر غالب آنا۔ اور اس کا ان ممالک میں خونریزی کرنا ہلاکو خاں کا عراق پر چڑھائی کرنا اور خلفائے بنی عباس کو قتل کرنا۔ اگر گذشتہ واقعات کا مقابلہ نادری کشت و خون سے مقابلہ کیا جائے۔ تو اغلب ہے کہ یہ اُن سے بڑھ جائے۔ کیونکہ گذشتہ حادثات میں صرف قتل ہی تھا۔ لیکن اس میں پہلے طرح طرح کا عذاب دیکر پھر قتل کیا جاتا تھا۔ بے عزتی۔ بے حرمتی۔ اور بے ستری اس کے علاوہ تھی جو ہتک عزت ہندو مسلمان کی نادرشاہی قتل و غارت میں ہوئی۔ کسی گذشتہ لڑائی یا ظلم کے وقت نہ ہوئی۔ بلکہ ان کا لکھنا بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اتنی تکلیفوں مصیبتوں اور عذاب کے بعد قتل کئے جاتے تھے۔ نیز گذشتہ حادثات کسی ایک یا دو ممالک تک محدود تھے۔ صرف چنگیز خاں کا فتنہ و فساد کئی ممالک تک پہنچا لیکن پھر بھی نادرشاہی قتل و غارت سے زیادہ نہ تھا۔ کیونکہ اس میں تقریباً تمام جہان شامل تھا۔ نادرشاہ کے ایران پر غالب آنے سے لیکر شاہجہان آباد میں داخل ہونے تک حسب ذیل ممالک کو اس کے لشکر سے نقصان پہنچا۔ وہ یہ ہیں:۔ ایران و توران۔ ہمدان۔ جرجان۔ آذربائیجان۔ قم۔ کاشان۔ ہیاطل۔ خباطل۔ جاج۔ خجند۔ رشن۔ تشن۔ شروان۔ نہاوند۔ اور گنج۔ گرد و نواح قبچاق۔ سچاق۔ فارس۔ باروس۔ عراق۔ عرب۔ عجم۔ روس۔ طوس۔ قزوین۔ سلطانیہ۔ کرخ۔ ترمارخ۔ گیلانات۔ خوارزم۔ مکری۔ دشت بے۔ سعد۔ چترال۔ کیچ مکران۔ دلرسان۔ کرادستان۔ اترودستان۔ مازندراں۔ حلوان۔ خراسان۔ بدخشان نیمروز۔ سیستان۔ قہستان۔ سجستان۔ طبرستان۔ ترکستان۔ اور ہندوستان وغیرہ جہاں کہیں اس کا لشکر پہنچا۔ قتل و غارت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ بادشاہ رعایا۔ وضیع و شریف۔ چھوٹے بڑے۔ غرضیکہ کوئی ہو۔ سب کو ہزارہا طرح کا عذاب دیکر بُری طرح قتل کیا۔ گویا قیامت کا نقشہ جما ہوا تھا۔ اب میں ان واقعات کا بیان لکھتا ہوں۔ جو نادرشاہی لشکر کے شاہجہان آباد میں داخل ہونے سے وقوع میں آئے۔ جن دنوں محمد شاہ اور نادرشاہ ایک دوسرے کے مقابل پڑے تھے۔ اور لڑائی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اصحاب کو فرمایا۔ کہ آج صبح کی نماز کے بعد

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سیاہ رنگ کا بگولا شمال کی طرف سے اٹھا اور اس شہر میں آیا
یہاں کے لوگ دیکھ کر گھبرا گئے۔ حتیٰ کہ اس بگولے سے شہر میں تاریکی پھیل گئی۔
صرف خانقاہ اور اس کے گردونواح (مغل پورہ) پر اس کا اثر تک نہیں ہوا۔ یہ بیان
کر کے اس کی تعبیر یوں فرمائی۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر پر بلائے عظیم نازل ہوگی۔
لیکن حق تعالےٰ اس محلے کو اس بلا سے نجات دیگا۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ مغل پورہ
آنجناب کی توجہ سے بالکل محفوظ رہا۔ نادر شاہ شاہجہان آباد سے چھ میل کے فاصلے
پر آگیا۔ اور محمد شاہ کو معہ ارکان سلطنت ایک روز پہلے شہر میں بھیجا اور اپنے ایک
ہزار سپاہی اسکے ساتھ کئے۔ اگرچہ شہر میں داخل ہونے وقت سواری کی آرائش اور زینت
بے ترتیب تھی۔ لیکن نہایت عزت سے بادشاہ کو تخت پر بٹھا کر شہر میں لائے امراء
بھی اپنی اپنی فوجوں سمیت بادشاہ کے ساتھ تھے۔ شہر میں داخل ہوتے وقت لوگ
بادشاہ کو سلام کرتے تھے۔ بادشاہ ہاتھ کے اشارے سے انہیں منع کرتا تھا۔ کہ سلام نہ
کرو۔ یہ عجب حالت ہے کہ ایسے جاہ وحشم کے باوجود اپنی باگ دوسرے کے ہاتھ دے رکھی
تھی۔ اپنے آپ کو مخالفوں کے روبرو ذلیل کرنا بعید از عقل ہے۔ بہر حال بادشاہ اپنے
خاص قلعہ میں اترا۔ امرا بھی اپنے اپنے مکانات میں اترے۔ نادری سپاہیوں نے
لوٹ مار شروع کردی۔ ان کے ظلم وستم کی خبر بادشاہ کو ہوئی۔ لیکن پھر بھی وہ ظلم و
تعدی سے باز نہ آئے۔ جب بادشاہ شہر میں داخل ہوا۔ تو اس کے دوسرے روز
۹۔ ذوالحجہ کو نادر شاہ بھی وہاں آگیا۔ گویا قران السعدین ہوگیا۔ نادر نے حکم دیا کہ میری
سواری کے وقت تمام بازار۔ کوچے۔ مکان اور دریچے وغیرہ بند ہوں۔ اگر کوئی کسی حیلے سے
مجھے دیکھیگا تو قتل کیا جائیگا۔ اس کے خاص خیمے سے لیکر قلعے تک دورویہ توپ
بندوق کا پہرہ تھا۔ جو بادشاہ کے گذرتے وقت سر ہوتی تھیں۔ قلعہ میں داخل ہوتے
وقت قطعی حکم دیا کہ شہر اور قلعہ کا بارود خانہ بالکل خالی کردیا جائے۔ اس روز عجیب
قسم کا شور وغوغا تھا۔ نادری سپاہی لوگوں کے گھروں میں بے دھڑک گھس آتے
اور گھر والوں کو وہاں سے نکال کر خود قابض ہو جاتے۔ خلق اللہ نہایت اضطراب اور
تہلکہ میں تھی۔ گویا فزع اکبر کا نمونہ تھا۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی۔ تو ایک نے یہ
افترا پردازی کی۔ کہ جب بادشاہ قلعہ میں داخل ہوا اور بارود وغیرہ خرچ کیا گیا۔ تو گولی لگنے سے

نادر شاہ مرگیا ہے۔ شہر والوں نے جب یہ سنا۔ تو شور مچ گیا۔ جہاں کہیں نادری لشکر تھا قتل کیا گیا۔ چنانچہ کئی ہزار قزلباش قتل ہوئے۔ اور شہر کے اچھے اچھے امیر مثلاً اغر خاں و شہسوار خاں اور خواجہ نیاز خاں وغیرہ تمام شہر سے متفق ہو کر نادر شاہ کی فوج سے لپٹ گئے۔ اور عام بلوہ ہو گیا۔ اس میں ایسے عاجز ہو گئے۔ کہ ٹوپی اُتار ہر رذیل آدمیوں مثلاً حجام اور حمامی آدمیوں کے قدموں پر رکھ کر کہتے تھے۔ کہ خدا و رسُول کے واسطے بچا لو۔ ہم تمہارے ممنون احسان ہو کر اس مُلک سے چلے جائینگے۔ لیکن کوئی اُن کی منت و سماجت نہ سُنتا تھا۔ بھیڑ بکری کی طرح ذبح کئے جاتے تھے۔ جب یہ خبر حضرت پیر دستگیر قیوم زماں خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ اور بعض نے عرض کیا کہ نادر شاہ کی بابت جو خبر اڑی ہے آیا سچ ہے یا جھُوٹ؟ آنحضرت نے توجہ کے بعد فرمایا۔ کہ یہ خبر جو لوگوں میں مشہور ہو گئی ہے محض جھُوٹ ہے۔ بہتر ہے کہ جو لوگ لڑ رہے ہیں باز آ جائیں ورنہ اس کا بدلہ بہت بُرا انہیں ملیگا۔ اور بلائے عظیم نازل ہو گی۔ آنحضرت کا فرمان مفسدوں کو پہنچایا گیا۔ لیکن بلوہ اس قدر عام ہو چکا تھا۔ کہ کان پڑی آواز نہ سُنائی دیتی تھی۔ جب آنحضرت نے دیکھا کہ لوگ جنگ کی مستی میں ہیں۔ اور وعظ و نصیحت اُن پر کارگر نہیں ہوئی۔ تو پھر اس بارے میں متوجہ ہو کر اپنے اصحاب کو فرمایا کہ اگر اس وقت بڑے بڑے ارکان یعنی نظام الملک اور اعتماد الدولہ سوار ہو کر جنگ کریں تو امید غالب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں فتح نصیب ہو گی۔ چند ایک مغل جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہیں فرمایا کہ تم جا کر وزیر اور نظام الملک سے یہ بات کہدو۔ اگر اس پر عمل کریں تو بہتر ورنہ سخت ندامت اُٹھائینگے۔ جب آنحضرت کا پیغام مغلوں نے امراء کو پہنچایا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے صلح کر لی ہے۔ اب ہم کیونکر جنگ کریں۔ بلکہ جو لوگ جنگ کر رہے تھے اُن میں سے بھی اکثروں کو منع کیا۔ اور واقعی سخت ندامت اُٹھائی۔ الغرض دوپہر سے لیکر ساری رات یہ شور و غوغا مچا رہا۔ رات کو جب نادر شاہ اس ہنگامے سے باخبر ہوا۔ تو پوچھا۔ کہ شہر میں شور کیسا ہے؟ کہا شہر باغی ہو گیا۔ بادشاہ سے پوچھا یہ ہنگامہ کیسا ہے؟ بادشاہ نے کہا مجھے اس کی خبر نہیں۔ پھر آدمی بھیج کر وزیر اور نظام الملک سے پوچھا۔ انہوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی۔ ایک شخص نے مجھ

سے بیان کیا کہ میں اس رات نادر کے ساتھ تھا۔ تمام رات گھبرایا ہوا اکھڑا رہا۔ اور کہتا رہا کہ اب رات ہے میں کچھ نہیں کہتا کل جو مناسب ہو گا کرونگا ؎

چو فردا بر آید بلند آفتاب	من و گرز و میداں و افراسیاب

صُبح جبکہ مشرقی بادشاہ خطائی اور چینی ترکوں کی مدد کے لئے نکلا۔ اور ہند کے لشکر کو شکست دی یعنی آفتاب عالمتاب جہاں سوز ستاروں کی سپاہ پر غالب آیا ؎

روز دیگر کہ ایں جہانِ پرغرور	یافت از سرچشمۂ خورشید نور

دوسرے دن صبح کو جو صبح قیامت کا نمونہ تھی۔ نادر شاہ نے توپچیوں کو حکم دیا۔ کہ قزلباش لشکر جمع ہو ؎

بفرمود تا رخش را زیں کنند	دم اندر دم نائے زریں کنند

بفرمود تا زیں براد ہم نہند	بہ پُشتِ صبا مسند جم نہند

نادر شاہ سوار ہو کر سنہری مسجد میں جو قلعہ سے تین تیر پرتاب کے فاصلہ پر تھا آبیٹھا۔ اور اپنی فوج کو ؎

ہمچو سگ تولہ ہمہ دست و پائے	ہمچو زر قلب ہمہ ناروائے

چہرہ شاں دو بہ نیم یافتہ	جائے بجائے گز لک و خم یافتہ

ریش نہ پیراہن چنداں ز رنج	سبزہ کجا بر دمند از روے یخ

جہاں نما جامع مسجد میں بھیجا کہ وہاں خلقت جمع ہے۔ تمام علما صلحا کو یک لخت قتل کر دو۔ ان ملعونوں نے تلواریں سونت لیں۔ اور وہاں جا کر سب کو قتل کر دیا بہتیرے اپنے آپ کو طالب علم ظاہر کرتے اور قرآن شریف کو شفیع بناتے لیکن اُن کی ایک نہ سُنی گئی۔ سب کو قتل کر کے مسجد کو لاشوں سے بھر دیا۔ اور دیواریں صحن اور چھت سب خون آلودہ کر دئے۔ مقتولوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ چند ایک مقامات سے مسجد بھی زخمی ہوئی ؎

اولا بر دند زہر یک از سر او خانمان	ہر چہ بود از نقد و جنس اندر نہان و آشکار

تاج بربودند از منبر چو دستار از خطیب	طاق برکندند از مسجد چو زنبیل از نیاز

بوریا از ناخن عابد زنا ہر یک کہ خبر	حلقہ بیروں کن از گوش و طوق پیش پس نماز

ایسا فعل قبیح کرنے کے بعد وہ ظالم اور خونخوار اسی پر اکتفا نہ کر کے اپنے لشکر کو جو وحوش سیرت اور بہایم سیرت تھے گویا دین و ایمان کی انہیں بو ہی نہ تھی ؎

ہمہ از دین تہی و پُر از ہوس ہمہ تاریک روے و شوم نفس
باد طبعان حسنہ گدائی ہمہ چوں سگ و گربہ ناں ربائی ہمہ

قطعی حکم دیا کہ اس شہر کے ہر ایک جاندار کو قتل کر دو۔ اِن بدبختوں نے شہر کا رُخ کیا۔ جہاں کسی کو پایا قتل کیا۔ حتیٰ کہ کہتے ہیں دیگر حیوانات کو بھی زندہ نہ چھوڑا ؎

سیاست در آمد بگردن زنی ز چشم جہاں دُور شد روشنی
ستونِ علم جامہ در خوں زدہ نجات از جہاں خیمہ بروں زدہ

شہر میں اس قسم کا قتل عام ہوا۔ کہ خون کے دریا بہ نکلے۔ جو تالاب شہر کے اندر تھا وہ خون سے پُر ہو گیا۔ گویا درو دیوار سے خون برس رہا تھا۔ خون کی لہریں آسمان تک پہنچ گئیں ؎

زبس کشتہ پشتہ جہاں گشت خم وزیں سوئے دیگر زمیں داد نم

واقعی جو شخص ملا اسے نابود کیا۔ جو سامنے آیا اسے پناہ نہ ملی ؎

کشتہ ایں تیغ سیاست بسیت آنکہ اماں یافت از وکم کسے است
راند چو بر تختۂ ہستی قلم عالیہا سافلہا زد رقم

غرضیکہ قتل عام اس قدر ہوا۔ کہ کنوئیں۔ مسجدیں۔ بازار اور گھر مُردوں سے پُر ہو گئے ؎

دیدی کہ ہوا چہ حد سردی کرد با پیر و جواں چہ ناجوانمردی کرد

بلکہ گہرے کنوئیں اس طرح مُردوں سے پُر ہوئے کہ معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ یہاں کنوئیں ہیں بھی یا نہیں۔ مسجدوں کی محرابیں کشتوں سے بند ہو گئیں ؎

عقل دریں واقعہ سرمست ماند عاقبت از ہمہ تہی دست ماند

تمام گلی۔ کوچے۔ اور بازاروں میں پہاڑوں کی طرح کشتوں کے پشتے لگے ہوئے تھے۔ جن پر سے گذرنا مشکل تھا ؎

بسکہ چشمانِ تو خونِ اہلِ عالم ریختند پشتہ پشتہ کشتہ در کوے تو برہم ریختند

اس روز بعض بچے جو خوبصورتی میں بے مثل تھے۔ جب اُنہوں نے لوگوں کو قتل ہوتے دیکھا۔ تو بے اختیار گھر کے کونوں سے نکل دوڑنے لگے۔ لوگ انہیں بغل میں لیکر روتے تھے۔ اور خود بھی اُنھی میں شامل ہو جاتے تھے ؎

بر گلِ رخسار سرو قد خوباں چو گل چشم گردوں چو سحاب از روئے عبرت شکبار

تودہ تودہ بے کفن اندامہاے نازنین درمیانِ خاک خوں افتادہ چوں خس خار زار

وہ سنگدل ان نازنینوں کو نہایت بے رحمی سے تہ تیغ کرتے تھے ؎

گماں مبر کہ ز تاثیر ابر و باراں است کہ چرخ روئے زمیں را ہمے کند تزئیں

ز بس کہ ریخت فلک خون شاہداں بر خاک ہمے دمد از زمیں سوسن و گل و نسریں

یہ اس قسم کی بلا تھی کہ نہ زباں سے بیان ہو سکتی ہے نہ قلم سے لکھی جاتی ہے۔ نہ کانوں سنی جاتی ہے۔ اِس قدر ظلم و ستم برپا ہوا۔ کہ گویا موالید ثلاثہ (نباتات حیوانات۔ جمادات) کا قتل عام تھا۔ جہاں کہیں انسان، حیوان یا ذی روح کو پاتے۔ فوراً قتل کرتے۔ اور درختوں کو ہا جڑھ سے اکھاڑتے یا کاٹ ڈالتے عمارتوں کو گراتے۔ آلات و اجناس جسقدر اُٹھا سکتے لے جاتے باقی کو جلا دیتے۔ وہ خناس اور غول بیابانی گویا انسان ہی نہ تھے۔ کہ ان کا کوئی مقابلہ کرے۔ یوں سمجھو کہ پہاڑی حیوانات نے انسانی صورت اختیار کر رکھی تھی ؎

گروہے نہ بر صورتِ آدمی ز مردم جدا دور از مردمی

ز خار و خسک ہر طرف بیشتر ز افعی و عقرب بد اندیش تر

شتابند اول بتاراج مال روند آنگہے سوئے اہل و عیال

جہاں را پس از کشتن کدخداے برا اندوزنند آتش اندر سراے

نہ در دل ترحم نہ در دیدہ شرم زباں ہم نگردد بگفتار نرم

بکثرت فزوں اند از دیو و دد خداوند دیو و از عدد

نترابند ز ایشاں فراواں شبے بعمرے نگیرد یکے را تپے

چو سگ جیفہ خوار اند گندہ دہن ہمہ یادہ گو ہمچو زاغ و زغن

بود ہر چہ بینند در آب و خاک خورند و ندارند و از آں ہیچ باک

چو جُز خارج آواز کوتہ قدم ۔۔۔ چو افعی دارقم سراسر شکم
خرابہ نشینند چوں چغد و بوم ۔۔۔ قدمہائے نازک بدیدار شوم
زنے را گہے نو اشتند دہ تنند ۔۔۔ چو سگ دہ د انذ زلی یکہ ہند
ہمہ بے حمیت بسانِ خروس ۔۔۔ گہے جفت شاں بادرو گہ عروس
بہ شہوت در آیند در پیش ہم ۔۔۔ ندارند شرمے ہم از خویش ہم
نہاں زیر موئینہ چوں دام و دد ۔۔۔ لباس جسد رستہ ہم از جسد
زن و مرد را موئے سرتا بپائے ۔۔۔ شدہ پوشش بانوِ کدخدائے
رود بادشاں گر بسوئے مغل ۔۔۔ رود تا بفرسنگ بوئے بغل
مراں بندرکاں راز نانے عجب ۔۔۔ زباں واں شناں نے عجم نے عرب
ہمہ پیل پائیند و بازو ستون ۔۔۔ زفرہاد در زور بازو فزوں
جو برگردں دو دش بار آورند ۔۔۔ شتر بار بے پیل وار آورند
بتنگ گور را در زبینِ درست ۔۔۔ بگیرند یالا نہندش بہ پشت
نہ ناخن بخارا خراش آورند ۔۔۔ چناں سنگ را در تراش آورند
چنار چہل سالہ را بے سخن ۔۔۔ گرفتن توانند کندن ز بن
برغبت سنجانِد بز بنجیر را ۔۔۔ بدانساں کہ سگ پائے نخچیر را
ہمہ دیو ساراں ژولیدہ موئے ۔۔۔ بریشِ دراز و دراز ے موئے
بود جامہ تن تا بزانوئے شاں ۔۔۔ خدایا نہ بیند کسے روئے شاں
نہ ہر موئے آلودہ ہر بر دت ۔۔۔ گرسنہ سگے را تواں داد قوت
فتادہ بسانند و دنداں دراز ۔۔۔ شتر لب و دانند دنداں گداز
ز سرما و گرما ندارند باک ۔۔۔ نہ سالند د آہن نہ از آب و خاک
ندارند کارے بجز خور د و خواب ۔۔۔ ندانند چیزے بجز نان و آب
بجنگ اندر آیند خورد و بزرگ ۔۔۔ بچنگال و دنداں چو دنداں گرگ
چو در پیش گیرند راہِ گریز ۔۔۔ بخندند بر توسن تیز خیز

جب قتل عام کی خبر حضرت قطب الاقطاب قیوم زماں خلیفۃ اللہ نے سنی۔
دوپہر کے قریب خواب قیلولہ کے وقت میرے (مؤلفؒ) بھائی حقائق آگاہ معارف دستگاہ

شیخ محمد محسن سلمہٗ ربہٗ نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ سارا شہر قتل ہو گیا ہے اور اب اس محلہ کا رُخ کیا ہے۔ چونکہ آنحضرت کو الہامات کے ذریعہ اس محلہ کی حفاظت کا اطمینان تھا۔ اس واسطے آنحضرت کے مزاج مبارک کو کسی قسم کا اضطراب نہ ہوا۔ بلکہ یہ خبر سنکر فرمایا۔ کہ یہ محلہ بلا سے محفوظ ہے فضل الٰہی سے اسے کسی قسم کی مُصیبت نہ ہوگی۔ مطمئن ہو کر گھروں میں بیٹھے رہو۔ بعد ازاں سر سرہانے رکھ سو گئے۔ لیکن حقیقت میں اپنے باطن کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابھی ایک گھڑی بھی نہ گذرنے پائی تھی۔ کہ تمام اہل شہر ٹڈی دل کی طرح قتل عام کے خوف سے آنحضرت کی عالم پناہ خانقاہ میں آئے اور ہزار ہا باشندے آنحضرت کی خانقاہ کے گرد جمع ہو کر آہ و زاری کرنے لگے اچانک بیکسوں کے فریادرس اور جہان اور اہلِ جہان کے قبلہ توجہ اس شور و غوغا سے جاگ پڑے۔ اور کیفیت پوچھی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ شہر کے لوگ جو تلوار سے بچ رہے ہیں۔ وہ قتل کے خوف سے بھاگ کر اس بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور نادری لشکر انکے تعاقب میں ہے۔ چنانچہ قریب آپہنچے ہیں ؎

ہر کس کہ بدرگاہ تو آید بہ نیاز محروم ز درگاہ تو کے گردد باز

آنحضرت کو یہ سُن کر بندگانِ خدا کی حالت پر رحم آیا۔ ہر ایک پر مہربانی کر کے فرمایا۔ کیوں گھبراتے ہو۔ اللہ تعالےٰ نے اب تمہیں اپنے فضل و کرم سے اس بلائے عظیم سے بچالیا۔ چونکہ آنحضرت نے کشف باطنی سے لوگوں کی نجات معلوم کر لی تھی۔ اس واسطے اُن کی تشفی کی۔ چونکہ وہ گھبرائے ہوئے بہت تھے۔ اس واسطے انہیں پوری تسلی نہ ہوئی۔ پھر عرض کیا۔ کہ جتنی فوج ہمارے پیچھے آرہی ہے۔ اگر وہ اپنی قمچیاں بھی پھینکیں تو بھی خانقاہ پُر ہو جاتی ہے۔ جب ان لوگوں نے منت و سماجت بدرجہ غایت کی۔ تو آنجناب نے ازراہِ لطف و کرم جو آنحضرت کو خلقت کے حال پر تھا۔ اُن کی تسلی کے لئے تازہ وضو کیا۔ اور دوگانہ ادا کیا۔ اور بارگاہ الٰہی میں اس بلا کے دفعیہ کے لئے دُعا کی۔ دیر تک دُعا کرنے کے بعد چہرہ مُبارک پر بشاشت کے آثار نمایاں ہوئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ اب خلقت کا رنج و محن خوشی سے بدل گیا۔ پھر آنحضرت نے خلق خدا کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ ہم نے بارگاہِ الٰہی میں منت و سماجت کر کے یہ بلا تم پر سے ٹلوادی ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اس کا عوض

مانگتا ہے۔ دیکھئے اس امر عظیم کا عوض کیا ہو۔ لوگوں کو اس بشارت عظمےٰ سے تسکین ہوئی
القصہ جب شہر میں قتل عام حد کو پہنچ گیا۔ اور صبح سے لیکر ظہر تک لوگ قتل ہوتے رہے
بادشاہ اور ارکانِ سلطنت یہ حال دیکھ کر کڑھتے تھے۔ آخر نظام الملک اور اعتماد الدولہ
وزیر نے نادر شاہ کے پاس آکر معافی مانگی اور عذر کئے۔ اور خدا اور رسول کو شفیع بنایا
تب کہیں اس ظالم کے دل میں رحم آیا۔ اور اُس نے قتل کی ممانعت کی حکم دیا
کہ کسی کو کچھ نہ کہو۔ قاصدوں نے سپاہیوں کو یہ پیغام پہنچایا؎

کنند تہنیت یکدگر کوں بحیات	بقیہ کہ ز انساں بماند در حیوان
بروئے بند گئے درگہش دگر بارہ	ز سر گرفت طبیعت توالد انساں
بدیدہ مے شود آشنائے حرت نسل وجود	وزاں سپس کہ پرورد ھوا عق بطلاں
تو عمر نوح بیابی ازانکہ در عالم	عمارت از سر نو پدید آمد از پس طوفاں

لوگ اس نعمت غیر مترقبہ کا شکرانہ آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ دوسرے دن جن
امراء نے نادری سپاہیوں کو قتل کیا تھا۔ وہ اُنکے عوض قتل کئے گئے۔ ان میں سے ایک
اعزاز خاں بھی تھا۔ کیونکہ اس نے بھی بہت سے نادری سپاہی قتل کئے تھے۔ اس نے
سزا سے ڈر کر حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنجناب نے فرمایا کہ تسلی رکھو
تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ ہم تمہاری طرف متوجہ ہیں۔ آخر آنحضرت کی توجہ
سے نادر شاہ کو رحم آیا۔ اور اعزاز خاں کو خیرہ عافیت سے رخصت کیا۔ بعد ازاں
حکم دیا کہ جس جس محلہ میں نادری فوج قتل ہوئی ہے۔ اُس محلے کو سزا دو۔ مغل پورہ کے
آدمیوں نے بھی تعدی کی تھی۔ اس محلے کو بھی سزا دینی چاہی۔ چند روز مغلپورہ میں
یہ شورش رہی۔ بعض نے آنحضرت سے عرض کیا۔ کہ اگر آنجناب نقل مکان فرمائیں۔ تو
بہتر ہوگا۔ آنحضرت نے انہیں تسلی دیکر فرمایا۔ کہ کسی قسم کا خطرہ نہ کرو۔ یہ محلہ آفت سے
محفوظ ہے۔ آخر آنحضرت کی توجہ سے یہ محلہ محفوظ رہا۔ حتیٰ کہ دوسرے محلوں کے لوگ
اس میں آکر رہنے لگے۔ قتل عام کے بعد شہر ایسا بھیانک ہوگیا۔ کہ خارج از بیان ہے
کیونکہ تمام گلی کوچے۔ اور بازار کشتوں سے پُر تھے۔ بازار کی دُکانیں اور گھر گرے ہوئے
تھے۔ اور مردوں کے گلنے سڑنے سے شہر میں سخت عفونت پھیلی ہوئی تھی۔ لوگ
اپنی زندگی سے تنگ آگئے تھے۔ حتےٰ کہ خود نادر شاہ کی وحوش سیرت فوج بھی

اس معاملہ سے تنگ آگئی تھی۔ مُردوں کو جلایا۔ تو تعفن اور بھی زیادہ ہوگیا۔ شہر کے تمام وضیع و شریف آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سبحان اللہ وہ شہر جو روئے زمین پر رشک ارم و خلدِ بریں تھا۔ خاک سیاہ ہوگیا۔ اس شہر کے حادثہ پر زمانہ سابق کی ایک نقل یاد آگئی ہے جو لکھی جاتی ہے:۔

تمثیل۔ جب چنگیز خاں سلطان محمد خوارزم شاہ کو فتح کر کے اس کے شہروں اور قلعوں کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس کے ایک افسر نے دارالخلافہ ہرات میں ایسا قتل عام کیا۔ کہ ایک ذی روح کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ صرف مولانا شرف الدین خطیب معہ پندرہ آدمیوں کے ایک گوشے میں رہ گئے۔ ان میں سے ایک شخص بازار میں آکر ایک دکان پر بیٹھا۔ اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ جب کوئی نہ پایا۔ تو چہرے پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ اب عمر بھر فراغت سے گذریگی۔ بعد ازاں پچیس آدمی گرد و نواح کے ان سے ملے۔ اور سولہ سال تک صرف چالیس آدمی اس شہر میں آباد رہے۔ وہ گو جان سے بچ گئے۔ لیکن روٹی نہ ملتی تھی۔ مُردوں کے سوکھے گوشت پر گذارہ کرتے تھے ؎

الغرار اے عاقلاں زیں محنت آباد الفرار　　　میکند ہر دم بجائے بلبلاں فریاد بوم

ذکر در بیان

احوال سی و ہشتم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ و بیان تغلب و تسلط نادر شاہ بر مملکت ہند و داد خواہ شدن و استغاثہ نمودن خلائق و سلطانِ ہند بمعہ ارکانِ سلطنت از جور و اذیت بجناب حضرت سلطان الاولیاء

نادر شاہ نے قتل عام کے بعد شہر کے دروازوں کو بند کرا کے اپنی فوج چاروں طرف مقرر کر دی۔ کہ باہر کے لوگوں کو اندر نہ آنے دیں۔ اور غلہ وغیرہ اشیاء کی خرید فروخت نہ ہو۔ اِن بدبختوں نے شہر کے چالیس کوس گرداگرد لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ شہر میں غلہ کی گرانی اس قدر ہوئی۔ کہ بڑے

بڑے امیر بھوکوں مرنے لگے۔ ان کا ظلم وستم افراط کی حد کو پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ بڑے بڑے امیر آدمیوں سے وہ سخت کام کراتے تھے۔ جن کے کرنے سے وہ عاجز تھے۔ جب کرنے سے انکار کرتے۔ تو انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے تھے۔ اس اثناء میں نادر شاہ نے برہان الملک کو کہا۔ کہ جس زر کا وعدہ تم نے کیا تھا ولاؤ۔ اس نے کہا۔ اگر آپ اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھائیں۔ اور جس طرح میں کہوں۔ اس طرح کرو تو تھوڑے عرصے میں بہت سا روپیہ حاصل ہو سکتا ہے۔ نادر نے غضبناک ہو کر کہا۔ او نمک حرام! کیا تجھے یہ بات زیب دیتی ہے کہ اپنے بادشاہ کے بارے میں جس کے وسیلے سے تو اس مرتبہ پر پہنچا ہے۔ ایسی بات کہتا ہے کہ اسے سلطنت سے دور کرنا ہے۔ اگر اس سے تمہارا یہ سلوک ہے۔ تو ہم سے کیا کرو گے۔ بعد ازاں سخت جھڑکی دیکر کہا۔ کہ جس روپیہ کا تو نے ہم سے اقرار کیا ہے جلدی لا ورنہ پچھتائیگا۔ اپنے گھر آکر روپے کا بندوبست کیا۔ لیکن مقررہ روپیہ پورا نہ ہو سکا۔ اس واسطے مجبوراً زہر کھا کر خودکشی کی۔ نادر شاہ نے اپنے دو ہزار سپاہی اُسکے بھتیجے کے ساتھ بھیجے کہ جس قدر روپیہ ہو سکے۔ اسی قدر لے آئے۔ وہ بدبخت دہلی سے لیکر اس کے علاقے تک گئے۔ اور رستے میں جس قدر گاؤں اور قصبات آئے۔ تمام کو برباد کر دیا۔ اس کے علاقے میں اس کا بھانجا جس کے نکاح میں برہان الملک کی لڑکی تھی۔ وہاں کا حاکم تھا۔ اس سے تیس ہزار روپیہ نقد مع تھوڑی سی جنس لیکر واپس آئے۔ واپس آتے وقت علی محمد خاں کے علاقے سے گذرے۔ لیکن ان کی جرأت نہ پڑتی تھی۔ کہ کسی پر ہاتھ اُٹھائیں۔ بلکہ ڈرتے ڈرتے گذرے۔ نادر شاہ نے دہلی کے باشندوں کو سخت عذاب دے دے کر ستر لاکھ روپیہ جمع کیا۔ اور تین کروڑ روپیہ بادشاہ سے لیا ؎

بادشاہِ ہند بر سر چوں زناں چادر گرفت ۔ شامتِ اعمالِ مردم صورتِ نادر گرفت
راست آمد او ز ایران ملک ہندستاں گرفت ۔ قتل و ظلم او کرد و زر از ہر سر افسر گرفت

جواہر اور یاقوت اس قدر بے قیمت ہو رہے تھے۔ کہ کوئی انہیں پوچھتا نہیں تھا۔ اور یہ وحشی انہیں کوڑیوں کے مول بیچتے تھے۔ تمام قیمتی اسباب۔ برتن اور بیش قیمت کتابیں

بازاروں میں پڑی تھیں۔ کوئی اُن کی طرف دیکھتا نہیں تھا۔ کیونکہ نادری سپاہی سوائے سونے چاندی کے اور کچھ نہ لیتے تھے۔ اور ہندوستانیوں میں اتنی قدرت نہ تھی۔ کہ بازار میں آئیں۔ روٹیوں کے محتاج تھے۔ جن کے پاس روپیہ تھا۔ وہ ان چیزوں کو خریدتے تھے۔ وہ بے وقوف اِن چیزوں کو بڑے سستے داموں بیچتے تھے۔ لباس اور کتابیں اور اور قیمتی چیزیں جنکی قیمت ہزاروں روپیہ تھی۔ غلہ کی طرح وزن کر کے چند ایک درہم کے بدلے بیچ ڈالتے تھے۔ غلے کا اس قدر قحط ہو گیا۔ کہ حسب ذیل شعر اس حالت پر صادق آتے ہیں ؂

چناں قرص جویں را اعتبار است ۔ کہ گوئی روئے گندم گوں یار است

تنگی اس درجہ تھی۔ کہ غلہ وغیرہ اجناس عنقا کی طرح نایاب تھیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ؂

ز عنقا ہست نامے پیش مردم زمرغ من بود آں نام ہم گم

اکثر غریب آدمی مارے بھوک کے مردہ حیوانات کا سوکھا گوشت کھاتے تھے۔ بسا اوقات یہ بھی نہ ملتا تھا۔ قریب تھا۔ کہ آدمی آدمی کو کھائے۔ اور طاقتور کمزور کو پکڑ کر اپنا ناشتہ بنائے۔ اس حالت کے مناسب ایک حکایت یاد آئی ہے۔ جو درج ذیل کی جاتی ہے:۔

حکایت:۔ ۵۹۹ ہجری میں جبکہ اتابک تخت نشین ہؤا۔ ملک فارس میں سخت قحط ہؤا۔ اکثر لوگ بھوک کے مارے مر گئے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ اکثر قوی آدمی کمزوروں کو پکڑ کر ناشتہ کر جاتے تھے۔ انہیں دنوں ایک رات ایک مؤذن بارگاہِ الٰہی میں دُعا کر رہا تھا۔ کہ اچانک اس پر کمند پھینکی گئی۔ اُس کی پگڑی کمند میں آگئی۔ اور خود بیچارہ بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگا۔ جب تک اس ولایت میں رہا۔ کسی سے اس کا ذکر نہ کیا۔

اِسی قسم کا تذکرہ ترجمہ یمینی میں لکھا ہے۔ ۴۰۱ ہجری میں نیشاپور میں اِس قسم کا قحط پڑا۔ کہ وہاں لاکھوں آدمی بھوکوں مر گئے۔ شہر کا ایک رئیس بڑے جید عالم شیخ ابو طیب کے پاس آکر کہنے لگا کہ انہیں دنوں ایک رات جب میں فلاں کوچے میں جا رہا تھا۔ کہ اچانک میرے گلے میں کمند آپڑی۔ حتےٰ کہ میرا گلا گھٹنے لگا۔ حتےٰ کہ مجھے گھسیٹ کر ایک کوچے میں پہنچایا گیا۔ وہاں میں نے ایک بڑھیا کو دیکھا۔ جس نے اپنے

دونو زانو میرے خصیتین پر مارے۔ تو مجھے ہوش آیا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ بہت سے آدمی میرے پاس کھڑے میرے چہرے پر چھینٹے دے رہے ہیں۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے مجھے پہچان کر میری حالت پر رحم کھایا۔ اور مجھے ایسی مصیبت سے بچا لیا۔ میں بڑی تکلیف سے اپنے گھر پہنچا۔ بیس روز تک بیمار رہا۔ جب قدرے صحت ہوئی۔ تو صبح نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آرہا تھا۔ کہ اچانک ایک اور کمند میں گرفتار ہو گیا۔ میری پگڑی کھوٹی گئی۔ لیکن میری جان بچ گئی +

جب شاہجہان آباد کے آدمیوں کا ناک میں دم آ گیا۔ اور ہر روز بہت سے آدمی بھوک کے سبب ہلاک ہونے لگے۔ نادر شاہ اپنے مطبخ سے بادشاہ ہند کو صبح شام کھانا وغیرہ بھیجتا۔ اور اپنے باورچی کو حکم دیا۔ کہ بادشاہ ہند کے تمام توابعات اور متعلقین کو کھانا پہنچایا کرے۔ مغلپورہ آنحضرت کی توجہ کی برکت سے بالکل محفوظ تھا غلہ بھی وہاں سستا تھا۔ اور ظلم و ستم بالکل نہ تھا۔ حالانکہ نادر شاہ کا لشکر شہر کے باہر پڑا تھا۔ اور شہر میں جب آتا تو مغلپورہ میں سے ہو کر گذرتا۔ لیکن اہل محلہ کا مستعرض نہ ہوتا۔ جب یہاں سے نکلتا تو پھر خلق خدا پر ظلم و تعدی کرتا۔ جب شہر کے لوگوں کو معلوم ہوا۔ کہ مغلپورہ دارالاماں ہے۔ تو تمام نے اسی کا رُخ کیا چنانچہ تمام حضرت قطب الاقطاب قیوم زمان خلیفۃ اللہ کی عالم پناہ خانقاہ کے گرد و نواح میں پڑے تھے۔ ان دنوں شہر کی مسجدیں ویران پڑی تھیں۔ اور لوگوں کے خون سے آلودہ تھیں۔ کوئی شخص ظالموں کے ہاتھوں مسجد میں آ کر نماز نہ پڑھ سکتا تھا۔ نہ انہیں صاف کر سکتا تھا۔ بلکہ کئی مسجدوں میں نادری فوج کے ٹٹو باندھے جاتے تھے۔ اور بعض میں اُس کا لشکر اُترا ہوا تھا۔ لیکن آنحضرت کی خانقاہ میں نماز باجماعت ادا ہوتی تھی۔ اور شہر کے اکثر مسلمان وہیں آرام کرتے تھے۔ لذت و بیزاری کی اچھی طرح تمیز کرتے تھے۔ اور دین و دُنیا کی تکلیف سے محفوظ رہتے تھے +

تمثیل۔ یہ قصہ اس حکایت کے مشابہ ہے۔ کہ زمانہ سلف میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے پہلے بنی اسرائیل کی قوم میں ایک پیغمبر شعیب نام مبعوث ہوئے۔ اُنہوں نے اپنی قوم کو اللہ تعالےٰ کی طرف بلانا چاہا بعض

اس پر ایمان لائے۔ اور بعض نے انکار کیا۔ جب ان کا فسق و فجور حد کو پہنچ گیا۔ وہ نبی برحق انہیں اُخروی عذاب سے ڈراتا تھا۔ لیکن وہ اپنے بُرے اعمال سے باز نہ آتے تھے۔ آخر پیغمبر نے وحی کے بموجب انہیں اطلاع دی۔ کہ اگر تم ان گناہوں سے باز نہ آؤ گے۔ تو بلائے عظیم کے منتظر رہو۔ پھر بھی انہوں نے بہ سبب گمراہی اُس کی بات کی پرواہ نہ کی۔ اس کے تھوڑی مدت بعد وقیانوس بادشاہ کو جو جباری اور ستمگاری میں یکتائے زمانہ تھا۔ حقتعالےٰ نے اُن پر مقرر کیا۔ جس نے اُس سارے ملک میں قتلِ عام مچادیا۔ اور گاؤں اور قصبات تہ وبالا کر دئے۔ بلکہ اس ولایت میں عمارت کا نام و نشان تک نہ چھوڑا۔ ممکن سے ممکن خرابی اور تباہی اور رسوائی کی صرف پیغمبر وقت اور اُس کے گرد و نواح کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔ جب بدکاروں نے نبی کے مکان کو جائے امن دیکھا۔ تو مجبوراً پناہ لینے کے لئے اس مکان میں آئے۔ اور توبہ کر کے ایمان لائے۔ اور اس ہلاکت سے بچے *

چونکہ حضرت سلطان الاولیاء انبیاء کے نائب مناب اور رسل کے قائم مقام تھے۔ اس واسطے یہ سنت سنیہ بھی آنجناب سے ظہور میں آئی۔ ان دنوں ایک روز نادرشاہ نے شہر کے بڑے بڑے آدمیوں کے حالات دریافت کئے۔ اسی اثناء میں حضرت قیوم زمان قطب جہان حضرت خلیفۃ اللہ کا بھی ذکر خیر آیا۔ تو سلطانِ ہند سے پوچھا۔ کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ بادشاہ نے مناسب طور پر تعریف کی۔ بعدازاں بادشاہ نے کہا۔ کہ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ اگر آئیں تو ہم نہایت تواضع سے پیش آئیں۔ اتنے میں نظام الملک اور اعتماد الدولہ نے اُٹھ کر آداب بجالا کر عرض کیا۔ کہ سلطان ہند جو آبا و اجداد سے آنجناب کا مرید ہے۔ کئی مرتبہ منت و سماجت کر چکا ہے کہ مجھے حاضر خدمت ہو کر زیارت کر لینے دیں۔ لیکن آنجناب نے قبول نہ فرمایا۔ یہ محال ہے کہ آنحضرت قلعہ میں تشریف لائیں۔ آنجناب قطب وقت اور قبلۂ توجہ جہان و جہانیاں ہیں۔ حق تعالےٰ نے جہان کی نیکی بدی آنحضرت کے ہاتھ دے رکھی ہے۔ اور بادشاہوں کا تغیر و تبدل آنجناب کے اختیار میں ہے۔

کارے بجہاں بسر نہ جز رضائے او | در دست اوست بختے نہ چرخ راا ختیار
بر جملہ خاکداں رواست حکم او | چوں جادہ در حجاز چوں موج در بہار

یہ آفت جو ہمارے ملک پر آتی ہے محض اس قطب کی نافرمانی کا باعث ہے۔ بارہا آنحضرت نے لوگوں کو پہلے اطلاع دی۔ کہ تم نیک عمل کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضی کے خلاف نہ کرو۔ لیکن ہم نے آنحضرت کی وعظ و نصیحت پر عمل نہ کیا۔ اسی واسطے ہم اس بلا میں گرفتار ہوئے۔ جس شخص نے آنحضرت کی مخالفت کی اور اس پر آنجناب خفا ہوئے۔ وہی مصیبت میں گرفتار ہوا۔ پھر فرخ سیر قطب الملک اور امام الملک کا قصہ بیان کیا۔ یہ سنکر نادرشاہ کے دل پر رعب چھا گیا ؎

ہستئے حق است ایں از خلق نیست | ہیبتِ ایں مرد صاحب دلق نیست
ہر کہ ترسید از خدا تقوےٰ گزید | ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید
گر بدیدی چشم ایں شاہ را | پس بدیدی گاڈ حزاللہ را
شاہ آں باشد کہ او خود شہ بود | نے کہ از لشکر رعیت شہ بود
رو رعیت باش گر سلطان نہٗ | خود مراں چوں مرد کشتی بان نہٗ
ایں نہ آں شیر یست کز وے جاں بری | باز غضب پنجہ اش ایماں بری

بعد ازاں کہا۔ کہ اگر وہ بطور سیر تشریف لائیں تو ہم زیارت کرلیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا۔ کہ بہتر یہ ہے کہ اول کسی کو بھیجکر آنحضرت کی مرضی دریافت کرنی چاہیئے۔ پھر اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آنحضرت کی مرضی کے خلاف کرنا موجب تکلیف و نقصان ہے بادشاہ نے اس رائے کو پسند کرکے اپنے ہندوستانی آشنا سردار خاں کو جو آنحضرت کا مرید تھا مع فارس کے امراء کے آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ جب نادرشاہ کے تحف و تحائف آنحضرت کی خدمت میں پیش کئے۔ اور بادشاہ کے حاضر خدمت ہونے کے بارے میں التماس کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت کی مرضی نہیں۔ صرف آنجناب نے درویشانہ سلام و دعا بادشاہ کو دیا۔ اور سردار خاں کو رخصت کردیا۔ اس نے سارا ماجرا نادرشاہ سے بیان کیا۔ بادشاہ نے بھی آنحضرت کی دعائے غائبانہ پر اکتفا کی۔ جب تک شہر میں رہا۔ آنجناب سے دعا و توجہ کے لئے التماس کرتا رہا

چہ کردی درندد رامِ تو شد | نگین سعادت بنامِ تو شد

چونکہ نادر شاہ نے آنحضرت کی خدمت میں عاجزی کی۔ اس واسطے ہند سے اپنا سر سلامت لے گیا ورنہ بلامیں گرفتار ہو جاتا۔ نہ خود رہتا نہ اس کا لشکر۔ یہ بات اکثر پہ ظاہر ہوئی۔ کہ اگر آنجناب قیومیت مآب سلطان الاولیاء کا معتقد نہ ہوتا۔ تو جلدی ہی معہ فوج ہلاک ہو جاتا۔ وہ بھی یہ بات دیکھ کر آنحضرت کا معتقد ہو گیا۔ اسی اثناء میں بعض حضرات مخدوم زادوں نے سرہند سے آکر بادشاہ کے پاس اپنے حاکم کی شکایت کی۔ کیونکہ اس نے مدد معاش والے گاؤں میں دخل دیا۔ اسی وقت بادشاہ نے نہایت تہدید آمیز حکم لکھا۔ کہ خبردار حضرات احمدیہ کی وجہ معاش میں کسی قسم کی دست اندازی نہ کرنا۔ اور اُن کے کام میں دخل نہ دینا۔ جو لوگ اس ہنگامے سے پہلے اپنے وطن سے آئے تھے۔ نہایت عزت سے انہیں رخصت کیا۔ اُن کے ساتھ شاہجہان آباد کے ہزارہا آدمی نکلے۔ اور اس ہلاکت سے بچے۔ رُخصت ہوتے وقت حضرت سلطان الاولیاء نے شاہ محمد رسا کے بڑے بیٹے محمد احد رسا کو فرمایا۔ کہ ہم بھی عنقریب اُس علاقے میں آئینگے۔ وہ تاڑ گئے۔ کہ آنجناب جلدی سرہند تشریف لائینگے۔ وہاں آنحضرت کے مکانات کو صاف کرایا۔ اور شکست وریخت کی مرمت کی۔ اور لوگوں کو آنحضرت کی تشریف آوری کی مبارک بادی۔ تمام اہل شہر اس خبر سے نہایت خوش ہوئے۔ اور آنحضرت کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔ کہ دیکھئے وہ آفتاب سعادت اُفق مکرمت سے کب نکلتا ہے۔ سات ماہ بعد اچانک آنحضرت کی نعش مبارک سرہند میں آ پہنچی۔ جو جگہ صاف کی تھی وہیں دفن کی گئی۔ اور مکان مذکور پر ہی آنحضرت کا روضہ مبارک بنایا گیا۔ صبح امید شام مشقت ورنج والم سے تبدیل ہو گئی۔ جب شاہجہان آباد میں قحط بدرجہ غائط ہو گیا۔ بلکہ مغلپورہ میں بھی اس کا اثر ہونے لگا۔ اور لوگ آنجناب سے ارزانی کے لئے التماس کرتے تھے۔ اسی اثناء میں ایک شخص بازار سے تھال میں آٹا لایا۔ اُس وقت آنحضرت خلوت خانہ سے مسجد میں تشریف لائے۔ اچانک آنحضرت کی نگاہ اُس پر پڑی۔ اتنے میں کسی اور نے پہلے سے پُوچھا۔ کہ یہ آٹا کتنے کا لائے ہو۔ اس نے پہلے ماہ کے بھاؤ سے سوگنا قیمت بتلائی۔ آنجناب نے سن کر سخت افسوس کیا۔ اور مسجد میں جاکر ظہر کی نماز ادا کی بعد ازاں غلہ کی ارزانی اور خلق اللہ کے آرام کے واسطے توجہ بلیغ فرمائی۔ عصر کی نماز سے

فارغ ہوئے تھے۔ کہ غلہ کی ارزانی کی خبر آگئی تھی۔ کہ سات آٹھ روز میں نرخ بدستور ہوگیا لوگوں کو آنحضرت کی توجہ سے ارزانی غلہ کی طرف سے تسلی ہوئی۔ لیکن نادری لشکر کے ظلم وستم سے نہایت عاجز آگئے تھے۔ اکثر اس بارے میں آنحضرت سے التماس کرتے تھے۔ کہ کسی طرح اس بلا سے خلاصی پائیں۔ بادشاہ اور امیر ہر روز آنحضرت کی خدمت میں بھیجتے اور نہایت عاجزی سے توجہ و دعا کے لئے التماس کرتے کہ کسی طرح اس ظالم کے ہاتھوں بچ جائیں۔ اور ان نامبارک وحشیوں کا قدم اس ملک سے نکل جائے۔ آنحضرت نے اس بارے میں بہت توجہ کی۔ چنانچہ صبح شام ختم کرتے اور ہر نماز کے بعد دعا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو ان ظالموں سے نجات پانے کی خوشخبری دیتے تھے جن لوگوں کا ظلم وستم حد سے گذر گیا۔ اور مدت تک ہندوستان میں رہے۔ اور لوگوں پر ان کی دست درازی بدرجہ غایت پہنچی۔ اور خلق خدا گھبرا گئی۔ شہر کے تمام آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عجز و نیاز کرتے۔ انکی آہ وزاری آسمان تک پہنچ گئی۔ بارہا عرض کرتے کہ خدا و رسول کے واسطے ہمیں اس نادر شاہی آفت سے اپنی توجہ مبارک کی برکت سے بچائیں۔ کیونکہ اب ہماری طاقت سلب ہو چکی ہے۔ ہم اب ایک روز بھی اس بلا کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ورنہ ہم ہلاک ہو جائینگے یا خودکشی کر لینگے۔ کیونکہ اب تو عزت برباد ہو رہی ہے۔ اور وہ بدبخت بے حرمتی کر رہے ہیں۔ اسی طرح بادشاہ اور امرا نے بھی عرض کر بھیجی۔ اور خدا و رسول صلعم کو شفیع لائے۔ کہ ہمیں اس بلا سے اپنی توجہ مبارک کی برکت سے آزاد فرمائیں۔

ذکر در بیان

بشارت دادن حضرت خلیفۃ اللہ خلق را از تخلیص آفت قزلباش دیر آوردن نادرشاہ را از ہند وجلوس محمد شاہ بر تخت سلطنت ہند کرت ثانی از توجہ شریف خود مراجعت نمودن نادرشاہ از ہند بانغ بورت خود

جب اہل ہند کی عاجزی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں عجز و نیاز بدرجہ غایت ہوئی۔ حتیٰ کہ خانقاہ مبارک کے گرد و نواح ردنے

چلاتے پھرتے تھے۔ چنانچہ ان کے شور و شغب سے اذکار اشغال میں فرق آگیا۔ متواتر تین روز تک یہی حالت رہی۔ ایک گھڑی بھی آرام نہ لیا اور نہ کسی کو لینے دیا۔ بادشاہ اور امراء کے پیغام بھی نہایت پرسوز تھے۔ سننے والا تاب نہیں لا سکتا تھا۔ صبح شام آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ خلقت کا اس قسم کا اضطراب دیکھ کر آنحضرت کا دل بھر آیا۔ اس بارے میں ایسی توجہ فرمائی۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہ فرمائی تھی۔ دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا۔ کہ یہ بلا دعا و توجہ کے متعلق نہیں بلکہ قضائے مبرم ہے۔ جس کا ٹلنا محال ہے۔ پس اس بلا کو ہم اپنی جان پر لیتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو خلق اللہ پہ فدا کرتے ہیں تاکہ لوگ اس مصیبت سے بچ جائیں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں۔ تو ہند میں ایک متنفس بھی زندہ نہ رہیگا۔ اسی طرح حضرت ذکریا پیغمبر نے اپنے آپ کو خلقت پر فدا کیا تھا۔ یہ قصہ یوں ہے۔ کہ ایک دفعہ کفار نے یحییٰ بن ذکریا علیہما السلام کو قتل کر دیا۔ حق تعالیٰ نے ظالم اور جبار بادشاہ ذو نواس کو اس قوم پر مقرر کیا۔ جس نے اکثروں کو قتل کیا۔ جو باقی بچ رہے۔ وہ حضرت ذکریاؑ کے پاس پناہ لے گئے۔ اور اسلام سے مشرف ہوئے حضرت ذکریا علیہ السلام نے ان لوگوں کی نجات کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ کہ اے پروردگار! اگر تیرا ارادہ ان لوگوں کو قتل کرنے کا ہے۔ تو ان کے بدلے میری جان لے لے۔ آپ کی دعا قبول ہو گئی۔ اور ذو نواس نے اپنے آدمیوں کو بھیجکر حضرت ذکریا علیہ السّلام کو پکڑ منگایا۔ جب آنحضرت نے یہ بات سنی۔ تو الفرار مما لایطاق من سنن المرسلین، کے مطابق عمل کیا۔ اور شہر سے نکل جنگل کی راہ لی۔ لشکر نے آپ کا تعاقب کیا۔ جب کفار آپ کے نزدیک پہنچ گئے۔ تو آپ نے ایک درخت کو اشارہ کیا۔ وہ درخت بیچ میں سے پھٹ گیا۔ جب آپ اس میں آگئے۔ تو پھر وہ مل گیا۔ شیطان نے کفار کو ورغلایا۔ کہ ذکریاؑ اسی درخت میں ہے آپ کے داخل ہوتے وقت جو دامن کا نشان رہ گیا تھا۔ دکھلایا۔ انہیں یقین ہو گیا۔ انہوں نے درخت کو معہ ذکریا آرہ سے دو ٹکڑے کر دیا۔ اس وقت وہاں کوئی آرہ موجود نہ تھا۔ شیطان نے لوہے کا ٹکڑا لا کر اس کے دندانے نکالے اور کفار کو دیا۔ آرہ شیطان ہی کی ایجاد ہے۔ جب حضرت سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ نے لوگوں کو اطلاع دی کہ دو تین روز میں یہ آفت اللہ تعالےٰ تم پر سے ٹال دیگا۔

اس خوشخبری سے لوگ پھولے نہ سمائے لیکن جب دوسری خبر سُنی کہ یہ بلا ہم نے اپنے اوپر لی ہے۔ تو بہت ہی غمگین ہوئے۔ گویا وہ خوشی غم سے تبدیل ہو گئی۔ بعض کو اس سے آنحضرت کے انتقال کا یقین ہو گیا۔ اور بعض نے خیال کیا۔ کہ آنحضرت بیمار ہو جائینگے۔ آنحضرت وصال تک اسی عقیدے پر مصر رہے۔ جن دنوں آنحضرت نے اس بلا کو اپنے اوپر لیا۔ اکثر صاحب حال آدمیوں نے بذریعہ کشف معلوم کیا تھا۔ چنانچہ ان دنوں ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک سیاہ رنگ عظیم الجثہ گائے ہاتھی کی مانند ہے۔ اور وہ دیو پیکر مجھے ہلاک کرتا ہے خلقت اس سے ڈر کر کانپتی ہے اور بھاگتی ہے۔ اور کہیں پناہ نہیں ملتی۔ آخر خلق خدا گھبرا کر حضرت سلطان الاولیاء کی خانقاہ عالم پناہ میں آئی۔ اور آنحضرت سے اس بارے میں مدد چاہی۔ آنحضرت نے خانقاہ سے نکلکر اس گائے کے سینگوں کو خوب مضبوطی سے پکڑا اور لوگوں کو فرمایا کہ تم جا کر گھروں میں مطمئن ہو کر بیٹھو۔ ہم یہ بلا تم تک نہیں آنے دینگے۔ بعد ازاں پھر آنحضرت اپنی قوت سے اسے زمین پر لٹا کر اسکے سینے پر بیٹھ گئے۔ اور ایسا زور کیا۔ کہ وہ سُست ہو کر حرکت سے باز آئی۔ پھر اسے سینگوں سے پکڑ کر شہر سے باہر لے گئے۔ اس قسم کے واقعات اکثر آدمیوں نے دیکھے۔ لیکن ان کا لکھنا موجب طوالت ہے۔

القصہ جس روز آنحضرت نے لوگوں کو خوشخبری دی۔ اس کے دوسرے روز نادر شاہ نے تمام امرائے ہند کو جمع کر کے محمد شاہ کو تخت ہند پر بٹھایا۔ اس روز کانون ثانی کی پہلی تاریخ تھی۔ دوسرے دن خود شہر سے نکل اپنے وطن کی طرف روانہ ہوا۔ نادر شاہ سلطنت ہند پر تین ماہ قابض رہا۔ تشرین کی پہلی تاریخ شاہجہان آباد میں داخل ہوا۔ سارا تشرین ثانی اور کانون اول ظلم و ستم بندگان خدا پر جاری رہا۔ کانون ثانی میں واپس چلا گیا۔ تخت طاؤس جو دس کروڑ کی لاگت سے شاہجہان نے تیار کیا تھا۔ اور جس میں قسم قسم کے جواہرات جڑوائے تھے۔ اپنے ساتھ لے گیا۔ عالمگیر کی پوتی کام بخش کی لڑکی ایرانی شاہزادے سے بیاہ لے گیا۔ کہتے ہیں وہ بیگم رستے ہی میں فوت ہو گئی۔ بعض کہتے ہیں زہر کھا کر مر گئی۔ اس کی نعش پھر شاہجہان آباد بھیجدی اور ہمایوں کے مقبرہ میں جہاں سلاطین ہند کا قبرستان ہے دفن ہوئی۔ جب نادر شاہ شاہجہان آباد سے نکل آیا۔ تو تمام اہل شہر نے ہر گانہ شکر ادا کیا۔ بعد ازاں آنحضرت

کی قدمبوسی کی۔ شہر کے تمام چھوٹے بڑے ارکانِ سلطنت مثلاً آصف جاہ نظام الملک اعتماد الدولہ وزیر اور بادشاہ تمام نے آستاں بوسی کی شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہ ملتے تھے ؎

شکرِ نعمت کئے تو نیم از کرامتہائے تو | شکرِ نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو

عذرِ تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

بادشاہ اور تمام اہلِ ہند نے آنحضرت کا شکریہ ادا کیا۔ اور شکرگذار ہوتے ہوئے یہ شعر پڑھے ؎

بسیط روئے زمین گشت باز آباداں | بلطفِ خارق آں قطب مصدر عرفاں

تو داد سبز اسلام بستدے زصلیب | تو برگرفتی ناقوس را بجائے اذاں

ز بازوے تو قوی گشت بازوئے اسلام | کہ از تصادم کفار گشتہ بد ویراں

آنحضرت نے بھی ہر ایک پر مہربانی فرما کر دعائے خیر کی۔ نادر شاہ کے چلے آنے کے ایک مہینہ بعد آنحضرت کی صحت میں فرق آگیا۔ گو اس مہینے کے اندر بھی کبھی درد معدہ اور کبھی دردِ سر کی شکایت ہو جاتی۔ لیکن ایک مہینے کے بعد سے تو تپ شروع ہو کر چھ ماہ تک رہا۔ بعد ازاں آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ اس سال مشرقی ممالک میں سخت بارش ہوئی۔ گویا طوفانِ نوح کا نمونہ تھا۔ پانی کی طغیانی اس قدر تھی۔ کہ گاؤں کے گاؤں بہہ گئے۔ کہتے ہیں چھ سو گاؤں اور چار سو میل ضائع ہوئے۔ جن کا نام و نشان تک نہ ملا۔ ہزاروں آدمی اس طوفان میں ہلاک ہوئے۔ اسی سال دریائے گنگا کے مشرقی کنارے قصبہ سہسواں کے گرد و نواح میں ایک آہنی سی چیز پچاس من وزنی آسمان سے گری اور تین قد آدم کے برابر زمین میں دھس گئی۔ اور جہاں گری تھی۔ آدھا دن وہاں سے آگ کے شعلے نکلتے رہے۔ اس کے گرتے وقت کڑک کی سی آواز پیدا ہوئی۔ اور بارہ بارہ میل تک لوگوں نے سُنی۔ وہ آواز اس قدر مہیب تھی۔ کہ سب کو یقین ہو گیا۔ کہ شاید آسمان پھٹ گیا ہے۔ جب شعلہ بند ہو گیا۔ تو لوگوں نے بڑی مشکل سے جر ثقیل کے آلات کی مدد سے اسے نکالا کر اس علاقے کے حاکم کے سپرد کیا جس کا نام علی محمد خان تھا۔ اس نے اس لوہے کے اوزار بنوانا چاہے لیکن نہ بن سکے کیونکہ کوٹنے سے جینی کی طرح بکھر جاتا تھا۔ میں (مؤلف) نے بھی اسے دیکھا۔ جب

چھُری سے کھُرچا تو پارے کی طرح چمکیلی سی چیز نکلی۔ جو قابل اصلاح نہ تھی۔ واضح رہے۔ کہ یہ
تینوں علامتیں جو اسی سال ظہور میں آئیں۔ جو اس سے پہلے نہ ہوئی تھیں۔ اس بات پر دلالت
کرتی ہیں۔ کہ حقتعالےٰ کی طرف سے جو نعمت عظمےٰ خلق کو حاصل تھی۔ وہ اُٹھالی گئی ہے وہ
نعمت عظمےٰ حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء خواجہ محمد زبیر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ تھے۔ جو منصب قیومیت کے خاتم اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے نائب اُتم تھے۔ جو اس جہان فانی سے رحلت فرماگئے۔ نیز وہ نعمت کبریٰ
جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا خاصہ تھے۔ اس قسم کی
علامات جو اس سال ظہور میں آئیں۔ اس سے پہلے زمانہ قدیم میں بھی صحابہ کرام کے
بعد ایک دفعہ ظاہر ہوئی تھیں *

تمثیل۔ جب خلفائے بنی اُمیہ کا ظلم وستم حد سے بڑھ گیا۔ اور طرح طرح
کا فسق وفجور کرنے لگے۔ جیسا کہ تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھا ہے۔ تو حقتعالیٰ نے ان
کی بداعمالی کے باعث ابومسلم مروزی کو جو خلفائے بنی عباس کا تھا۔ اُن پر مقرر
کیا۔ اسکے ہاتھ سے ان کی جو گت بنی سو بنی۔ اس کے اور خلفاء کے لشکر کی آپس میں
کئی مرتبہ سخت لڑائیاں ہوئیں۔ ایک دفعہ قحطبہ بن شعبہ کو ابومسلم نے خلفائے بنی امیہ
کے آخری خلیفہ مروان حمار کے سردار یزید بن ہبیرا کے مقابلے پر بھیجا۔ رات کے
وقت دونوں لشکروں کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ اتفاقاً قحطبہ گھوڑے پر سے پانی میں گر پڑا
گرتے ہی ڈوب کر مر گیا۔ پیشتر اس کے کہ آدمیوں کو اسکے حال کی خبر ہو۔ یزید بن
ہبیرہ کو جس کی بہادری کی دھاک بندھی ہوئی تھی شکست دی۔ اور اس کے لشکر
کو تہ وبالا کر ڈالا۔ جب یہ خبر مروان نے سنی تو کہا کہ جس لشکر کو ایک ڈوبا ہوا شخص
شکست دے اس میں خیر وبرکت کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ پھر لشکر کو جمع کر کے لڑائی
کے لئے آمادہ ہوا۔ جب دونو فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ تو مروان گھوڑے پر سے
اُتر قضائے حاجت کے لئے بیٹھا۔ اس کا گھوڑا دوڑ کر دونو لشکروں کے بیچ سے
ہو کر گذرا۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید وہ قتل ہو گیا ہے۔ اس واسطے اس کے لشکر کو
شکست ہوئی۔ مروان نے یہ حالت دیکھ کر کہا۔ جب مدت ختم ہو جائے تو تیار کرنا کام
نہیں آتی۔ عرب میں ضرب المثل ہو گئی۔ ذہب الدولۃ ابیولۃ (بول کے بدلے

دولت دے دی۔ مروان بھاگ کر پاس کے ایک جنگل میں جا گھسا۔ ایک فدائی جاکر وہیں اس کا سر قلم کر کے امیر لشکر کے پاس لے آیا۔ جب اس کا سر مجلس میں لایا گیا۔ تو اُس کی زبان مُنہ سے گر پڑی جسے ایک بلی لے بھاگی۔ تمام حاضرین مجلس کو یہ دیکھ کر عبرت ہوئی اور سب نے چند روزہ دُنیا پر افسوس کیا۔ ابو مسلم نے خلفائے بنی اُمیّہ کا تمام محروسہ ملک تہ و بالا کر ڈالا۔ ہزاروں کو تلوار کے گھاٹ اُتارا خلقت بہت گھبرا گئی سب نے مل کر امام انام حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور اس بلا کے دفعیہ کے لئے التجا کی۔ آنجناب نے اُنکی حالت زار پر رحم فرما کر توجہ کی۔ لیکن جب دیکھا۔ کہ اب دُعا کا تیر کارگر نہیں ہوتا۔ تو مجبور ہو کر اس بلا کو اپنے اوپر لیا۔ اور بندگانِ خدا کو اس ہلاکت سے بچایا۔ تھوڑی ہی مدت میں ابو جعفر دوانیق مصنفر باللہ جو خلفائے بنی عباس سے تھا۔ اور ابو مسلم اُن کی طرف سے خلفائے بنی امیہ سے جنگ کر رہا تھا۔ آخر انہیں نکال کر خلافت آلِ عباس کے سپرد کی۔ اس کے اور ابو مسلم کے مابین عداوت ہو گئی۔ جس کی مفصل کیفیت یوں ہے:۔ کہ بنی عباسؓ کے پہلے خلیفہ ابو العباسؓ سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر دوانیق کو اپنا ولیعہد بنایا جب یہ خبر خراسان میں ابو مسلم نے سُنی۔ تو سخت ناراض ہوا۔ کیونکہ اُسے امید تھی۔ کہ یہ کام میرے سپرد ہو گا۔ جب ابو جعفر دوانیق خلیفہ بنا۔ تو اسے ابو مسلم کی دشمنی کا خیال تو تھا ہی۔ اُس نے یہ سوچا کہ کہیں یہ دشمنی فساد کا موجب نہ ہو۔ اس واسطے ابو مُسلم کو فریب دیکر خراسان سے منگا دار الامارۃ عباسیہ میں قتل کر ڈالا۔ انہیں دنوں ابو جعفر دوانیق کے اشارے سے حضرت امام جعفر صادق رضؓ کو بھی زہر دیا گیا۔ انہیں دنوں یمن میں سخت بارش ہوئی۔ جس سے حج کا قافلہ چند ایک گاؤں اور کھیتی باڑی سب غرق ہو گئی۔ اسی سال ملک فارس میں سو من وزنی چیز لوہے کے مشابہ آسمان پر سے گری۔ جب اس کے اوزار بنانے چاہے۔ تو نہ بنا سکے۔ کیونکہ کوٹتے وقت داؤں کی طرح بکھر جاتی تھی۔ یہ مثال میں نے اس واسطے بیان کی ہے۔ کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ اس قسم کی علامتیں اسی بات پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص علوم اور کمالات جو صحابہ میں تھے۔ اور کچھ تھوڑے سے تابعین اور تبع تابعین میں بھی تھے۔ اور ان کمالات کے مظہر و خاتم حضرت امام جعفر صادق

رضی اللہ عنہ تھے۔ جب آنجناب کے وصال کے دن قریب آئے تو لامحالہ وہ علامات بھی ظہور میں آئیں۔ جو ایسے موقعوں پر آیا کرتی ہیں۔ یہ کمالات ان کمالات کے علاوہ ہیں جو اولیاء میں ظاہر ہوئے۔ کیونکہ اس بارے میں حدیث نبوی ہے "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم"

رضی جو دے تھے

اگرچہ وہ کمالات بارہ اماموں اور ستہ باقیہ میں بطریق وراثت حضور اللہ علیہ اور ان کا ظہور بھی ہوا۔ لیکن کسی اور کو نہیں ملے۔ اور بارہ امام اور ستہ باقیہ ن امام جعفر صادق رض کی طرح نہ تھے۔ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ بھی انہیں دنوں دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کے بعد کوئی شخص علم ظاہری و باطنی میں آپ جیسا نہیں ہوا۔ اللہ تعالےٰ کا طریق یہ ہے۔ کہ ہر ہزار سال بعد ذات بحت کے متعلقہ کمالاتِ الٰہی ظہور میں آتے ہیں۔ لیکن وہ کمالات ان کمالات کے علاوہ ہوتے ہیں جو ہزار سال کے عرصہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ صفات کے متعلق ہوتے ہیں اور یہ ذات بحت کے۔ جو شیونات، اعتبارات اور صفات سے مبرا ہوتے ہیں۔ صفات و اسماء وغیرہ سبھی قیود ہیں۔ جس طرح زمانہ قدیم میں ہر ہزار سال بعد پیغمبر اولوالعزم مبعوث ہوتا تھا اور نئی شریعت کو رواج دیتا تھا۔ وہ ان کمالات کی وجہ سے ہزار سال پہلے اور ہزار سال آئندہ کے نبیوں سے افضل ہوتا تھا۔ جیسا کہ اہل حق کا عقیدہ ہے۔ کہ انبیائے اولوالعزم تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ وہ کمالات سو سال تک خلقت میں رہتے ہیں۔ پھر چھپ جاتے ہیں۔ صرف اُن کی مثال رہ جاتی ہے جس سے لوگ مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔

سو اللہ تعالےٰ کے مذکورہ بالا طریق کے موافق ہزار سال بعد ان کمالات کا ظہور ہونا چاہیئے تھا۔ تاکہ اس دین کو تقویت ہو۔ جیسا کہ ہوا۔ اسی واسطے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس امت کے آخری حصہ کی تعریف میں فرمایا ہے۔ حدیث مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولھا خیر ام اٰخرھا "میری اُمت کی مثال بارش کی سی ہے۔ نہیں معلوم اس کا اول اچھا ہے یا آخر۔ نیز فرمایا ہے "الامتی اولھا خیر و اٰخرھا خیر فی وسطھا کدر" میری امت کا پہلا اور پچھلا حصہ اچھا ہے اور بیچ کا مکدر" آنحضرت صلعم نے جو علمائے اُمت کو انبیائے بنی اسرائیل سے مشابہت دی ہے۔ وہ علماء کامل مشائخ ہیں۔ جو ہزار سال بعد وجود میں آئے جو حضرت عیسےٰ اور حضرت موسےٰ علیہما السلام

کے مدمقابل ہیں۔ جو ہزار سال بعد صاحب شریعت ہوئے۔ یہ حالات اس کتاب کے پہلے حصے میں مفصل لکھدئے ہیں۔ وہاں سے دیکھ لینے چاہئیں۔ یہاں پر تفصیل وار بیان کرنیکی گنجائش نہیں۔ کتاب کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت میں بھی نہایت شرح و بسط سے لکھے گئے ہیں۔ القصہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص الخاص کمالات جو نبوت اور محبوبیت ذاتی کے متعلق تھے۔ اور ان کمالات کے علاوہ ہیں۔ جو اس ہزار سال کے اندر اولیاء اللہ میں ظاہر ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وقت ظہور میں آئے۔ حقتعالی نے اپنے فضل و کرم سے انہیں ان کمالات کا صاحب اور نبی اولوالعزم کا قائم مقام بنایا۔ بعد ازاں انکی اولاد کو بھی ان کمالات سے سرافراز فرمایا۔ جو قیوم اربع کہلاتے ہیں۔ یعنی قیوم اول خود حضرت مجدد الف ثانی۔ دوسرے حضرت عروۃ الوثقےؓ۔ تیسرے حجۃ اللہؓ۔ چوتھے سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہؓ اور ان چاروں کے فرزند۔ ان تمام کمالات کے مظہر اتم اور خاتم اکمل حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع ہیں۔ اسی واسطے آنحضرت کے وصال کے سال میں یہ علامات ظاہر ہوئیں۔ جو اس نعمت عظمٰے کے اٹھا لینے پر دلالت کرتی ہیں۔ اس واسطے حق تعالےٰ نے الہام میں حضرت خلیفۃ اللہ کو فرمایا۔ "انت آخر شیخ مشہور فی ھذہ الامۃ" یعنی حضرت خلیفۃ اللہ کے بعد کسی شخص کو ایسا قرب الٰہی نصیب نہیں ہوگا۔ اور سوائے قیوم ثلاثہ کے اور کوئی پہلے بھی ایسا نہیں ہوا ؎

روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش — صوفئے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن

ہفتہا باید کہ تا یک گرد و نِ گرداں یک شبے — عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن

ماہہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل — شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن

سالہا باید کہ تا یک کودکے از فضل طبع — عالمے دانا شود یا شاعرے شیریں سخن

عمرہا باید کہ تا یک بندۂ صاحب کمال — بایزیدے در خراساں یا اویسؓ اندر قرن

قرنہا باید کہ تا یک سنگ دانہ ز آفتاب — لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

بعد ازیں ہرگز نزاید زیر چرخ سبز فام
قطب چوں خواجہ زبیر و ہمچو حساں در سخن

ذکر دربیان

بعض کرامات و خوارق عادات حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خلیفۃ اللہ کی شان اس سے اعلیٰ وارفع ہے۔ کہ کرامات سے آنجناب کی تعریف کی جائے۔ لیکن چونکہ مورخوں کا طریقہ ہے۔ کہ انبیاء اور اولیاء کے حالات میں معجزوں اور کرامتوں کا بیان کرتے ہیں۔ اس واسطے میں بھی آنحضرت کے بعض خوارق لکھتا ہوں۔ اگرچہ یہ کتاب آنحضرت کی کرامات سے پُر ہے۔ لیکن پھر بھی تاریخ کے طور پر چند اصرحی کرامات کے بارے میں لکھتا ہوں۔ دراصل تو کرامت یہی ہے۔ کہ مرید صادق میں القائے نسبت کرے۔ اور اسے ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچائے۔ سو اس قسم کی ہزارہا کرامات آنحضرت سے ظاہر ہوئیں دوسرے جو کونیات سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن ولایت پر موقوف نہیں۔ بلکہ ریاضت پر منحصر ہیں۔ یہ بات یونان کے حکماء اور ہند کے برہمنوں کو بھی حاصل ہے۔ سو یہ بھی آنحضرت کو اپنے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال تابعداری کے سبب کہ نبوت کا خاصہ ظہور معجزہ ہے۔ بہ طریق سنت آنحضرت سے ظہور میں آئیں۔ گو یہ بیشمار ہیں لیکن ان میں سے چند ایک بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھی جاتی ہیں۔ صبح شام ہزارہا کرامات آنحضرت سے ظہور میں آتی تھیں۔ آنجناب کی ہر عادت خرق عادت تھی۔

وفتش ہمہ صرف در عبادت ہر عادت اوست خرق عادت

کرامت آنحضرت کے خاص مرید شاہ مقیم نام نے مجھ (مولف کتاب) سے بیان کیا۔ کہ میں مکہ معظمہ میں تھا۔ کہ مجھے حضرت خلیفۃ اللہ کے دیدار کا اشتیاق اس درجہ ہوا۔ کہ میں ہمیشہ بیت اللہ کے طواف سے دل کو تسلی دیتا۔ لیکن مطمئن نہ ہوتا۔ عین اضطراب کی حالت میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ طواف میں میرے ساتھ ہیں۔ میں نے آنحضرت کی قدمبوسی کرنی چاہی۔ جب قریب پہنچا۔ تو نظر سے غائب ہو گئے۔ جب پھر میں اپنی جگہ پر گیا۔ تو پھر طواف کر رہے تھے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ

جب میں آنحضرت کے قریب ہوتا تو نظر سے غائب ہو جاتے۔ اور جب ہٹ آتا۔ تو دکھائی دینے لگتے۔ بہت لوگوں نے آنحضرت کو حرمین الشریفین میں دیکھا ہے جن کا بیان درج کرنا طوالت کلام کا باعث ہے ❖

کرامت ۔ایک شخص آنحضرت کی زیارت کے ارادہ سے کابل سے روانہ ہوا۔ راستے میں شیر سے دوچار ہوا۔ اس نے آنحضرت کی طرف توجہ کی۔ اس وقت آنجناب نے وہاں حاضر ہو کر پتھر اُٹھا اُس شیر پر پھینکا۔ جس سے وہ لومڑی کی طرح بھاگ اُٹھا۔ آنحضرت بھی نظر سے غائب ہو گئے۔ اس شخص نے صحیح وسلامت حاضر خدمت ہو کر اس کرامت کو بیان کیا ❖

کرامت ۔ آنحضرت کے ایک مقبول اخون محمد موسےٰ نے مجھ (مولف رح) سے بیان کیا۔ کہ جب آنحضرت پہلی مرتبہ شاہجہان آباد تشریف لیگئے تھے۔ تو ایک عورت آنحضرت کے واسطے پان لایا کرتی تھی۔ ایک روز آنجناب کی نگاہ اس کے ہاتھ پر پڑی جس پر سفید داغ تھے۔ اُنکی کیفیت آنحضرت نے پوچھی تو اُس نے ایک بزرگ کا نام لیا جس کے معتقد عام اہل ہند ہیں۔ عرض کیا کہ یہ اس کے تصرف سے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا کیا تم چاہتی ہو کہ میں دعا کردوں تاکہ یہ داغ دُور ہو جائیں۔ اُس نے متعجب ہو کر کہا چاہتی ہوں۔ آنحضرت نے اس مرض کے دفعیہ کے لئے دُعا کی۔ ابھی دُعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ اُس کے ہاتھ پر سے سفید داغ نابود ہو گئے ❖

کرامت ۔ ایک سپاہی نے جو آنحضرت کا مرید بھی تھا مجھ (مولف رح) سے بیان کیا۔ کہ جب امام الملک مغلوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور لوگ اُس کے مال و اسباب اور خزانے کو لوٹ رہے تھے۔ میں بھی اُس وقت اُس کے خزانے پر موجود تھا۔ میں نے بھی کچھ روپیہ لینے کے لئے سامنے پڑے ہوئے بدرے پر ہاتھ مارا۔ ہاتھ مارتے ہی کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ نے ظاہر ہو کر سخت ناراضگی سے مجھے دھپڑ مارا۔ جس سے میری عقل چکرا گئی۔ اور فرمایا فلاں! ہماری مجلس کو بھول گیا۔ اب حرام کا مال لیتا ہے۔ دیر بعد جب مجھے ہوش آیا۔ تو میں نے اس فعل سے نادم ہو کر توبہ کی۔ اور پھر عمر بھر حرام مال کی طرف نگاہ نہ کی ❖

کرامت۔ حضرت خلیفۃ اللہ کے معتبر مرید محمد عادل اکبر آبادی فرماتے ہیں کہ شاہجہان آباد جاتے ہوئے مجھے لٹیرے ملے۔ ایک نے مجھ پر کمند پھینکنی چاہی۔ میں نے گھبرا کر آنحضرت سے التجا کی۔ آنحضرت نے ظاہر ہو کر انہیں ڈانٹا۔ وہ آنحضرت کو دیکھتے ہی بندروں کی طرح بھاگ گئے ؏

کرامت۔ حضرت سلطان الاولیاء ہر سال حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ کے عرس کے دن آپ کے مزار فائض الانوار پر جا کر فاتحہ پڑھتے اور مٹھائی تقسیم کرتے۔ ایک روز حسبِ عادت آنجناب تشریف لے گئے۔ واپس آتے وقت آنحضرت کی سواری اپنے ایک سپاہی مرید کے گھر کے پاس سے گذری جو غایت درجے کا مفلس تھا۔ آنحضرت کے مخلصوں اور مریدوں کی رسم تھی۔ کہ جب آنحضرت کی سواری جب اُن کے دروازے کے پاس سے گذرتی۔ تو حسبِ حیثیت نیاز و تحفہ پیش کرتے۔ جب اس شخص نے سواری دیکھی۔ تو گھبرا کر کچھ موجودہ اسباب بیچا۔ اور کچھ قرض لیکر میوے اور حلوے پیش کئے۔ جب آنحضرت کو اس کے افلاس کی اطلاع ہوئی۔ تو کشائش رزق کے لئے دُعا کی۔ اور اس بارے میں توجہ کی۔ بعد ازاں اسے خوشخبری دی کہ عنقریب ہی تم صاحب ثروت و ریاست ظاہری ہو گے۔ ابھی ایک ہفتہ نہ گذرنے پایا تھا۔ کہ صمصام الدولہ عارض سپاہ نے اسے بلا کر اپنے انعام و اکرام سے مخصوص کیا۔ اور ہزار سوار کا سردار بنایا۔ اور کچھ علاقہ اس کے اخراجات کے لئے مقرر کیا۔ ایک مہینے کے اندر وہ بہت دولتمند ہو گیا۔ اور بادشاہ کے امراء میں شمار ہونے لگا۔ ہر سال حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ کے عرس کے روز آنحضرت کی معہ تمام خلفاء و مریدین ضیافت کیا کرتا۔ اور نیاز و تحفہ پیش کیا کرتا۔ اسی طرح کی کرامت ایک اور شخص کے حق میں آنحضرت سے ظہور میں آئی۔ لیکن چونکہ بعینہٖ اُس کے مشابہ ہے اس واسطے درج نہیں کی گئی۔ اسی سپاہی نے یہ بیان کیا۔ کہ میں عید کے دن بادشاہ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف جا رہا تھا۔ کہ اچانک بادشاہ کی سواری میں ایک مست ہاتھی نے شورش کی۔ بہت سے آدمیوں کو ہلاک کیا۔ بعد ازاں میرا رُخ کیا۔ میرا گھوڑا جو بدکا تو میں گھوڑے پر سے ہاتھی کے پاؤں میں گر پڑا۔ چونکہ زمین پتھریلی تھی۔ میرا پاؤں پتھر پر لگنے سے ٹوٹ گیا۔ ہاتھی نے اپنا پاؤں اُٹھا جب مجھے

روندنا چاہا۔ اس وقت کوئی شخص مجھے اس مصیبت سے بچانے والا نہ تھا۔ سب جان کے خوف سے چھوڑ کر بھاگ اُٹھے۔ مَیں نے حیران ہو کر آنحضرت کو یاد کیا۔ اور اس بلا سے بچنے کے لئے مدد کی درخواست کی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آنحضرت میرے سرہانے کھڑے عصا سے ہاتھی کو مارتے ہیں عصا کے لگتے ہی وہ ہاتھی غلتے کی طرح بھاگ گیا۔ پھر میرے زخم پر دستِ شفقت پھیرا۔ تو اسی وقت زخم اچھا ہو گیا۔ میں اس مصیبت سے آنحضرت کی توجہ کے طفیل بچا۔

کبیر شاعر جو آنحضرت کا مرید تھا۔ نہایت مفلس و قلاش تھا۔ اکثر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مدحیہ قصائد۔ غزلیں۔ مخمس وغیرہ پڑھا کرتا تھا چنانچہ حسب ذیل دو مخمس اسی کے ہیں ؎

اگرچہ ہستم احراری عزیزی — محب قادری آفاق سبری
نہ از بندیم من نہ از نصیری — ولے از جان و دل ہستم زبیری
زبیریم زبیریم زبیری

زبیر آں آفتاب شرع دین است — بجائے مصطفےٰ اوجانشین است
بصدر قرب رب العالمین است — غلام درگہش را ورد این است
زبیریم زبیریم زبیری

یقیں کاں قطب الاقطاب زمانہ — بعصرِ خویش قیوم زمانہ
بود رونق دِہ ایں کارخانہ — بجان و دل ہمیں دارم نشانہ
زبیریم زبیریم زبیری

بفضلت ساز ما را دستگیری — یقیں دانم کہ پیرے دستگیری
جواں بختم بکن در عین پیری — نگہ دارم زبیری و ظہیری
زبیریم زبیریم زبیری

غلام حضرت خواجہ زبیرم — بعشقش مائل و فارغ ز غیرم
بصاحب رازہا در ذکر خیرم — ز عبدالقادر و احرار و عزیرم
زبیریم زبیریم زبیری

۲ ؎ تاکہ ہستم زندہ دریں کہنہ دیر — بندۂ احرار غلام عزیر

کلب ابو القادر آفاق سیر بر ہمہ جن و بشر و وحش و طیر
پیر کبیر است محمد زبیر

ہمچو محمد بود او رہنما ثانی معصوم بہ نشو و نما
بعد شہ خواجہ جیو باصفا بر سرِ سجادہ دین مقتدا
پیر کبیر است محمد زبیر

ہست بہ شرع نبوی مستقیم اُمّت مخصوص نبی کریم
ہر کہ بدو دست زدہ از ترس و بیم یافت نجات از شر دیو رجیم
پیر کبیر است محمد زبیر

مجمع گنجینۂ اسرار اوست مطلع سرچشمۂ انوار اوست
شب ہمہ شب ذاکر دیدار اوست عارف کامل شہ دیندار اوست
پیر کبیر است محمد زبیر

زاں شہ دیگر کنم ذکر خبر آنکہ بحق مائل و فارغ ز غیر
ہست بیقین کامل آفاق سیر دست مرا گیر نمانم بغیر
پیر کبیر است محمد زبیر

ایک اور قصیدہ کہا ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے ؎

تا بفرقم ظلِ اقبالِ شہ دیں پرور است کہنہ دستارِ مرا بہتر ز چتر و افسر است

اسی قصیدہ میں اپنے احوال کا اظہار بھی کیا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

یا زبیر بادشاہِ دوجہاں دستم بگیر رحم بر حالم بفرما زانکہ حالم ابتر است
کارِ دینم ناتمام و کارِ دنیا ہم خراب عمر در افلاس بگذشتن ز مردن بہتر است

ایک روز آنحضرت نہایت خوش وقت تھے۔ از راہِ لطف و کرم کبیر کو فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ اس نے عرض کیا۔ کہ بادشاہ کی گرز برداری کی ریاست۔ گرز برداری میں چند ایک سردار ہوتے ہیں۔ کہ ایک ایک باری باری ہفتے میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہتا ہے۔ آنحضرت نے اُس کے حق میں دُعا کی۔ بادشاہ نے دوسرے دن ہی اسے بلا کر گرز برداروں کا ایک سردار بنا دیا۔ اور عالم بیگ خاں کا خطاب بخشا۔ لوگوں نے اسے ملامت کی۔ کہ تو نے

ایسی ادنٰے درخواست کیوں کی ؟

کرامت - برلاس قبیلے کا ایک مغل ہروقت آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتا تھا - صبح شام کسی وقت بھی جدا نہ ہوتا - ایک روز آنحضرت نے فرمایا - کہ تو نے ہماری بہت خدمت کی ہے - جو تمہارا مدعا ہو بیان کرو - اس نے عرض کیا میں ایک گھوڑا چاہتا ہوں - پھر آنحضرت نے فرمایا - کہ اس سے بھی کوئی بڑی چیز مانگ - پھر بھی اس نے عرض کیا کہ گھوڑا - تین مرتبہ یہی سوال جواب ہوئے - آخر آنحضرت نے فرمایا - میں کیا کروں خدا انہیں دیتا - پھر فاتحہ پڑھ کر اُس کے حق میں دعا کی - اور فرمایا - کہ اللہ تعالےٰ تمہیں گھوڑا بھی دیگا اور ظاہری دولت بھی - دوسرے دن قبیلہ برلاس کے سردار نے اس کو بلا کر معہ ساز و سامان گھوڑا دیا - اور بادشاہ کے ملازموں میں شامل کرلیا - تھوڑی مدت میں صاحب جمعیت و ثروت ہوگیا ؛

کرامت - خواجہ سراؤں کا ایک لڑکا آنحضرت کا مرید تھا - اور آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے - ایک روز محل کے اندر تشریف لے گئے اس وقت وہ لڑکا بھی آنجناب کے ساتھ تھا - آنحضرت نے اُس کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا - کہ کیا تم چاہتے ہو - میں دعا کروں تاکہ حقتعالےٰ تمہیں سلطنت کا ایک رُکن بنادے یا آخرت کی سرداری عطا کرے - اُس نے عرض کیا - جو شخص جناب کا مُرید ہے - اُسے آخرت کی سرداری تو ضرور ملیگی - میں اُمید کرتا ہوں - کہ جناب دُنیا کی سرداری بھی مجھے عنایت فرمائینگے - آنحضرت نے مسکرا کر اس کے حق میں دُعا کی - ابھی ایک مہینہ بھی گذرنے نہ پایا کہ وزیر ہند کا ملازم بن گیا - پھر وزیر نے اسے اپنا مقرب بنالیا - حتّٰی کہ وزارت کا تمام انتظام اُس کے اختیار میں ہوگیا - تمام مغل سردار اس کے محتاج ہوگئے ؛

کرامت - میرے بڑے بھائی حقائق و معارف آگاہ شیخ محمد احسن کے ہاں بڑی آرزوؤں کے بعد لڑکا پیدا ہوا - میرے والد ماجد نے اس کا نام غلام زبیر تجویز کیا - تین دن نہ گذرنے پائے - کہ اس بچے کی حالت ابتر ہوگئی - اور قریب المرگ ہوگیا - ہمارے گھر میں بڑی گھبراہٹ ہوئی - میں نے آنحضرت سے دعائے شفا کی درخواست کی - آنجناب کی عادت یہ تھی - کہ جب کوئی شخص اگر خواستگار ہوتا -

تو اگر کام ہونے والا ہوتا۔ تو فرماتے کہ خیر ہے۔ خاطر جمع رکھو۔ یہ کام بفضلِ خدا سرانجام ہوگا۔ لوگوں کو یقین ہو جاتا کہ یہ کام ضرور ہو جائیگا۔ اور اگر وہ کام ہونے والا نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ یہ کام کردے۔ لوگ سمجھ جاتے کہ یہ کام ہونے والا نہیں۔ جب مَیں نے دعائے شفا کے لئے عرض کیا۔ تو فرمایا کہ خدا قادر ہے۔ کہ شفا دے۔ اسی وقت مجھے یقین ہو گیا۔ کہ لڑکا مر جائیگا۔ جب میں گھر آیا تو دیکھا کہ واقعی لڑکا مرا ہوا ہے۔ مجھے بہت غم ہوا۔ جب آنحضرت نے میرا غم دیکھا۔ تو کمال عنایت سے فرمایا۔ کہ غم نہ کرو میں دُعا کرتا ہوں کہ حق تعالےٰ تمہیں نعم البدل عطا فرمائے ایک گھڑی بعد مراقبہ سے سر اُٹھا کر فرمایا۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ تمہارے بھائی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ میں اس خوشخبری سے خوش ہوا۔ واقعی آنحضرت کے فرمان کے مُطابق دس ماہ بعد میرے بھائی کے ہاں ایک لڑکا ہوا۔ جس کا نام پھر غلام زبیر رکھا۔ حق تعالےٰ اسے حضرت خلیفۃ اللہ کی طفیل سے ظاہری اور باطنی کمالات سے بہرہ مند کرے۔ آمین یارب العالمین ٭

کرامت۔ خواجہ مودود چشتی کی اولاد میں سے سیدی کریم الدین نام جو اس فقیر (مؤلف کتاب) کے یار تھے اور علم معقول و منقول میں خاص قابلیت رکھتے تھے عین جوانی میں مرض تپ دق سے بیمار ہوئے۔ اسی اثناء میں میں حضرت خلیفۃ اللہ کی آستاں بوسی کے لئے روانہ ہُوا۔ اور کریم الدین کو معہ یاروں کے اپنے مکان پر چھوڑ گیا۔ جب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا۔ تو کریم الدین کی شفاء کے لئے دُعا کی درخواست کی۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ اس مرض سے نہ مَیں بچونگا۔ نہ کریم الدین ہمارا یہ خیال نہ تھا۔ کہ وہ اس مرض سے ہلاک ہو جائیگا۔ کیونکہ اس میں کوئی ایسی علامت نہ پائی جاتی تھی۔ بلکہ ان دنوں بیماری میں بہت کچھ تخفیف ہو چکی تھی۔ اور رو بصحت تھا۔ شائد قدرے قلیل باقی رہ گئی ہو۔ تمام حکماء اس کی شفاء پر متفق تھے۔ جب مَیں پھر اپنے مکان پر گیا۔ تو اسے چنگا بھلا چاق چوبند پایا۔ ایک مہینے تک خاصہ تندرست رہا۔ بعد ازاں اس نے وہاں سے جانا چاہا۔ میں نے اسے بہتیرا روکا۔ لیکن باز نہ آیا۔ آخر مجبور ہو کر رخصت کیا۔ جہاں وہ گیا وہاں پھر مرض عود کر آیا۔ اور تھوڑی مُدت بعد مر گیا۔ آنحضرت نے جو کچھ فرمایا تھا سچ نکلا ٭

کرامت ۔ ایک دفعہ میں نے اپنے مخصوص یار نور محمدؐ کے ہاتھ اپنی عرضی حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں ارسال کی۔ راستے میں لٹیروں نے اُسے آگھیرا اس نے گھبرا کر حضرت خلیفۃ اللہ کی طرف توجہ کی۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہے۔ کہ بائیں طرف سے ایک غیبی لشکر نمودار ہوا ہے۔ اُس کے ظاہر ہوتے ہی قزاق بھاگ گئے۔ بعد ازاں وہ لشکر بھی غائب ہوگیا ؛

کرامت ۔ ایک عزیز کا بیان ہے۔ کہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ اور آنحضرت قہوہ پی رہے تھے۔ اور بعض کو ازراہِ عنایت پس خوردہ عطاء فرما رہے تھے۔ میں اگرچہ مجلس کے عمدہ آدمیوں میں سے نہ تھا۔ لیکن بے اختیار میرے دل میں آیا۔ کہ کیا اچھا ہو مجھے یہ پس خوردہ عنایت فرمائیں۔ یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے دستِ مبارک میں کا جام مجھے عنایت فرمایا ؛

کرامت ۔ آنحضرت کا ایک خاص اور صاحب دل مرید لکھتا ہے۔ کہ ایک روز میں آنحضرت کی خدمت سراسر سعادت میں حاضر تھا۔ کہ ایک سوداگر بہت سا زر و مال بطور نذر لایا۔ لوگوں نے چاروں طرف سے اُس کی تحسین و آفرین کی۔ اتنے میں میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ مجھے اس قدر قدرت دے تو میں اس سے دس گنا نذر دوں۔ چونکہ مجھے ایک پیسہ دینے کی بھی توفیق نہ تھی۔ اس واسطے مجھے بڑی حسرت ہوئی۔ اُسی وقت آنحضرت نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نے تمہاری نیاز کو قبول کر لیا ہے۔ تمہارا نیاز یہی تمہاری حسرت ہے۔ تمہاری نیت کے موافق تمہیں اجر ملیگا۔ آنحضرت کے اس فرمانے سے میں پھولا نہ سمایا۔ جتنی پہلے حسرت تھی۔ اتنی ہی مجھے خوشی ہوئی ؛

کرامت ۔ ایک روز آنحضرت باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں ندی کے کنارے نماز کے لئے اُترے۔ نماز سے فارغ ہو کر نزولِ بے کیف باخیر و برکت ہوا۔ جو معاملات اس وقت ہوئے۔ اُنکے بارے میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ نہ آنکھوں نے دیکھے نہ کانوں نے سُنے۔ ہر ایک اپنی حالت کے موافق ان کمالات سے بہرہ مند ہوا۔ میں جو اپنی طرف سے باغ کی سیر کے وقت تحف و ہدایا لایا تھا۔ ان میں دیر ہوگئی۔ میں لینے لگا۔ کہ اتنے میں خاص کمالات کا ظہور ہوا۔ جب

میں تحفے اور ہدیے لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو وہ وقت گذر چکا تھا۔ میں نے بہت افسوس کیا اور ایک گوشے میں جاکر نہایت عاجزی سے جناب الٰہی میں عرض کرنے لگا۔ کہ اے پروردگار! مجھے بھی ان کمالات سے بہرہ مند کر کیونکہ حضرت خلیفۃ اللہ نے مجھے ان کمالات کی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔ دیر تک میں عاجزی کرتا رہا۔ بعد ازاں حقتعالےٰ نے اپنے فضل اور حضرت خلیفۃ اللہ کے طفیل میری دعا کو قبول کیا۔ اور ان کمالات کے حصول کا شافی الہام ہوا۔ جب میں پھر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آنحضرت نے بھی مجھے سرافراز فرمایا۔ کہ حقتعالےٰ نے تمہاری عاجزی قبول کرلی ہے۔ اور جو تمہارا مدعا تھا حاصل ہو گیا ہے +

کرامت۔ رات دن میں آنحضرت کے ہاں کھانے کے چند ایک وقت مقرر تھے۔ پس خوردہ ہزاروں آدمیوں کو عنایت فرمایا کرتے تھے۔ عرس کے دن تو دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ ہزاروں آدمی جمع ہوتے۔ تو ہر ایک کو پس خوردہ مل جاتا۔ بلکہ بعض دو دو دفعہ لیتے۔ طرفہ یہ کہ جو مریض یا دردمند وہ پس خوردہ کھاتا۔ شفا پاتا۔ "سور المومن شفاء" "مومن کا پس خوردہ شفا ہے" یہاں صادق آتا تھا +

کرامت۔ لیلتہ القدر کو حضرت خلیفۃ اللہ کی خانقاہ میں حقتعالےٰ کی تجلیات خاص اور عنایات بے نہایات کا عجیب ظہور آنحضرت کے طفیل لوگوں پر ہوتا۔ اس رات میں وہ خاص وقت جبکہ پورے طور پر رحمت الٰہی شامل حال ہوتی ہے۔ فرشتے اترتے ہیں۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حضرت سلطان الاولیاء کی توجہ سے لوگوں کو حاصل ہوتا۔ اس واسطے خلقت ہر طرف سے ٹڈی دل کی طرح اس رات آنحضرت کی خدمت میں اس نعمت غیر مترقبہ کو حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتی۔ خانقاہ میں اس قدر ہجوم ہوجاتا کہ نماز کے واسطے کھڑے ہونے کو جگہ نہ ملتی۔ نماز تراویح کے وقت ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدے کرتے تھے۔ ایک عزیز بیان کرتا ہے کہ شب مذکورہ کو لوگ حسب عادت آنحضرت کی خدمت میں آئے ہوئے تھے۔ جو شخص آنحضرت کا مقرب تھا۔ آپ اس کی نسبت پوچھتے کہ فلاں شخص آیا ہے۔ وہ آداب بجالا کر آنحضرت کی خدمت میں کھڑا ہو جاتا۔ مجھ میں اس مجلس کی لیاقت نہ تھی کہ آنحضرت

یاد فرماتے۔ لیکن بے اختیار میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی۔ کہ مجھے بھی آنحضرت بلائیں اتنے میں آنحضرت نے میرا نام لیکر پوچھا کہ فلاں شخص بھی آیا ہے۔ مَیں آداب بجا لاکر اٹھا۔ اور نہایت ہی خوش ہوا؀

کرامت۔ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ مَیں نے سُنا ہوا تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں امراء اور بادشاہ حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ اور بادشاہوں سے بھی بڑھ کر تعظیم کرتے ہیں۔ جو شخص آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے بے اختیار تعظیم کرتا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ میں اس ارادے سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ مَیں اوروں کی طرح تعظیم نہیں کروں گا۔ لیکن جب آنحضرت کا جمال مبارک دیکھا۔ تو بے اختیار ہو کر معمول سے زیادہ تعظیم بجا لایا۔ بعد ازاں مجھے یقین ہو گیا۔ کہ یہ بات تائید الٰہی کے سبب سے ہے۔ مَیں نے اپنے خیال سے توبہ کی۔ اور بہت سے لوگ اسی ارادے سے آئے۔ لیکن پھر اس خیال سے تائب ہوئے۔ ان کا بیان کرنا موجب طوالت کلام ہے؀

کرامت۔ سالکوں کے سینے کے ساتھ اپنا سر لگا کر توجہ دینا حضرت خلیفۃ اللہ کا طریقہ ہے۔ اس سے پہلے طریقہ احمدیہ و معصومیہ میں یہ رواج نہ تھا۔ بلکہ زانو بزانو بٹھا کر القائے نسبت کیا کرتے تھے۔ ایک روز اس بارے میں میرے قبلہ گاہ نے وجہ دریافت کرنی چاہی۔ تو بیان کرنے سے پہلے ہی آنحضرت نے بنور باطنی معلوم کر کے فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بعثت سے پہلے اولیاء گذشتہ میں توجہ دینے کا طریقہ نہ تھا۔ کیونکہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد کا قرب تھا۔ ہر شخص میں اسقدر قابلیت تھی کہ صرف شیخ کی مجلس سے ہی فیض حاصل کر لیا کرتا تھا۔ جب جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کو ہزار سال کا عرصہ ہو گیا۔ تو لوگوں کی استعدادیں گم ہو گئیں۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بذریعہ کشف طریق توجہ معلوم کر کے اسے رواج دیا۔ نیز جو کمالات حضرت مجدد الف ثانیؓ کو حاصل ہیں۔ وہ شیخ کی توجہ بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس واسطے طریقہ احمدیہ میں توجہ کی رسم جاری ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے زمانہ سے لیکر اب تک بھی بہت عرصہ گذر چکا ہے۔ اس واسطے لوگوں کی استعداد اور بھی کمزور ہو گئی ہے۔ چونکہ آنحضرت

...وقت تھے۔ اور طبیب مرض کے مطابق علاج کرتا ہے۔ اسی واسطے اس قسم کی توجہ جو مطلوب کے ملنے کی سب سے قریب کی راہ ہے تجویز فرمائی ۔

کرامت ۔حضرت خلیفۃ اللہ کے دو خاص مرید صوفی براتی اور میر مرزا نام آپس میں نہایت مخلص تھے۔ میر مرزا صوفی براتی کو یار عزیز کہا کرتے تھے۔ چونکہ صوفی براتی خانقاہ کے مدار المہام تھے۔ اور میر مرزا باغ کی سیر کے خواہشمند تھے اکثر صوفی براتی کو بھی سیر باغ کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ اس کی غرض یہ تھی۔ کہ اکثر آنحضرت دن رات میر مرزا کی زبانی فرمایا کرتے تھے۔ کہ یار عزیز ایسا کرنا چاہیئے یا ہم نے ایسا کیا ہے یا ہم ایسا کرینگے یا فلاں مقام پر جائینگے۔ یا وہاں سے آئے ہیں علیٰ ہذا القیاس اسی قسم کے سینکڑوں کلمات ہر روز فرماتے۔ ان باتوں کا حاصل یہ تھا کہ بعض آدمی جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور ان کے دل میں گناہوں کا خیال ہوتا تھا۔ یا کسی جگہ جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ یا کسی گناہ کے مرتکب ہو کر آتے تھے۔ یا کسی ایسی جگہ جانا چاہتے تھے۔ جہاں گناہ کے مرتکب ہوتے ہوں۔ سو آنحضرت ان کلمات کے ذریعہ ان لوگوں کو متنبہ کرنا چاہتے تھے۔ جن گناہوں کے مرتکب ہوتے تھے۔ یا مرتکب ہونا چاہتے تھے۔ یا جس مقام سے آتے یا جس مقام پر جانا چاہتے ۔ آنحضرت اشارتًا بتا دیتے۔ لوگ اپنے افعال و خیالات سے آگاہ ہو کر باز آجاتے کیونکہ انہیں یقین ہو جاتا۔ کہ آنحضرت ہمارے افعال و خطرات سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ پھر عمر بھر کے لئے اس فعل سے باز آجاتے۔ بلکہ اس کا خیال تک دل میں نہ لاتے تھے۔ اگر اتفاقًا خیال آبھی جاتا۔ تو اس سے فورًا توبہ کرتے تھے۔ اس قسم کے خوارق آنحضرت کی ستائش میں داخل نہیں۔ جو کچھ قابل تعریف ہے وہ معارف و اسرار ہیں۔ جو سب سے بڑھیا خوارق ہوتے ہیں۔ جو حقتعالےٰ اپنے خاص بندوں کو عنایت فرماتا ہے۔ جس طرح جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرآن شریف ہے۔ جو علوم و معارف اسرار الٰہی ہے۔ حضرات سرہند کا سب سے بڑا خوارق اپنے پیغمبر کے کمال اتباع سے ان کا کلام ہے۔ واقعی جو علوم و معارف حضرت مجدد ثانی رضہ نے بیان فرمائے ہیں۔ ان کا عشر عشیر بھی کسی اور گذشتہ ولی نے بھی بیان نہیں کیا واقعی ان کا کلام حقیقت قرآن کے اسرار ہیں۔ جو اس بات کی پوری دلیل ہے۔ کہ ان کا

کلام عین شریعت کے مطابق ہے۔ اور شریعت عین قرآن ہے۔ اس کے برخلاف دوسرے اولیاء کا کلام مخالف شرع ہے چنانچہ وحدت وجود کے قائل ہیں۔ اور سماع جو چاروں مذہبوں میں حرام ہے۔ اسے حلال سمجھ کر وصل الی اللہ کہتے ہیں۔ مصرع

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

بلکہ حکمائے فلسفی کے علوم سے نسبت تامہ رکھتے ہیں ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی　　این رہ کہ تو مے روی بہ ترکستان است

جب میں نے کشف الحقائق مقامات قیومیت آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔ تو بہت بہت پسند کرکے فرمایا۔ کہ یہ علوم و معارف ہزار ہا کرامتوں سے بہتر ہیں۔ اور اس کتاب کے حق میں فرمایا۔ کہ اس سے پہلے کسی ولی اللہ نے ان علوم و معارف کو جو اسرار مقطعات قرآنی ہیں۔ بیان نہیں کیا۔ واقعی یہ علوم و معارف آنحضرت کے ہیں۔ جو بذریعہ باطنی توجہ اس مسکین کو القا فرمائے۔ اور انہیں میں نے لکھدیا ؎

نیاوردم از خانہ چیزے نخست　　تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

اب آنحضرت کے بعض مکاشفات لکھے جاتے ہیں :-

ذکر در بیان

بعضے مکاشفات حضرت سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

مکاشفہ۔ ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ مراقبہ میں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ نہایت اعلیٰ درجہ کی خلعت پہنے ہوئے ہیں۔ جس پر سونے کے پانی سے اسم اللہ ذاتی لکھا ہوا ہے۔ جب آنحضرت نے یہ مکاشفہ حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بیان کیا۔ تو آنجناب نے فرمایا۔ کہ یہ خلعت منصب قیومیت ہے جو میرے بعد تمہیں نصیب ہوگا +

مکاشفہ۔ ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ نے مکاشفہ میں دیکھا کہ تمام جہان عرش سے فرش تک میرے وجود سے پر ہے۔ جب حضرت حجۃ اللہ سے یہ مکاشفہ

بیان کیا۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ کہ یہ منصب قیومیت کی علامت ہے ۔

مکاشفہ حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے تھے۔ کہ شروع حال میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ محبوبیت الہٰی اس طرح مجھ پر غالب آئی۔ کہ میں اپنا عاشق ہو گیا۔ جب میں نے حضرت حجۃ اللہ سے یہ مکاشفہ بیان کیا۔ تو فرمایا کہ یہ محبوبیت ذاتی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے۔ پھر آنحضرت صلعم کے کمال اتباع سے حضرت مجدد الف ثانی رض اور حضرت عروۃ الوثقٰے کو پہنچا۔ یہ محبوبیت ذاتی طینت محمدی یعنی ضمیر بدن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔ چنانچہ تمام اولیاء میں سے حضرت مجدد الف ثانی رض کو اس نعمت عظمے سے مشرف فرمایا۔ ان کا بدن مبارک سوائے پاؤں کے تلووں کے طینت پیغمبر کے ضمیر سے بنا ہوا تھا۔ آنحضرت کے بعد حضرت عروۃ الوثقٰے کو بھی یہی شرف حاصل ہوا۔ چنانچہ ان کا جسم مبارک اسی ضمیر سے ہے حق تعالےٰ نے اپنے کمال فضل سے وہی نعمت عظمے تمہیں عنایت فرمائی ہے۔ اس کا شکر یہ بجا لاؤ۔ یہ فضل الہٰی ہے۔ جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے ۔

مکاشفہ۔ ایک روز کسی تقریب سے حضرت حجۃ اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ سے آنحضرت کی کشف کی بابت پوچھا۔ آنحضرت نے عرض کیا۔ کہ تمام ولایات کی کشف مفصل طور پر مجھے حاصل ہے۔ سالکوں کی بابت بھی مجھے معلوم ہے۔ کہ فلاں شخص ولایت کا چوتھا حصہ طے کر چکا ہے۔ فلاں نصف اور فلاں تین چوتھائی۔ جب حضرت حجۃ اللہ نے سُنا۔ تو فرمایا۔ کہ اس قسم کی کشف کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئی۔ صرف حضرت مجدد الف ثانی رض اور حضرت عروۃ الوثقٰے کو حاصل تھی۔ اگرچہ تمہارے باپ کی کشف بھی بہت تھی۔ لیکن نہ اس قدر جتنی تم کہتے ہو ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ۔

مکاشفہ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ فنائے قلب کی تعریف میں لکھتے ہیں۔ کہ اسم ذات کے بعد عارف کے قلب پر ایسا نور غالب آتا ہے ۔ کہ اگر اسے نوح علیہ السلام کی عمر بھی دی جائے اور بتکلف دل میں کوئی خطرہ لانا چاہے تو بھی نہیں آئیگا۔ یہ ہمارا پہلا قدم ہے۔ بہت سے اس مقام پر پہنچے۔ لیکن یہ حالت

نہیں پائی گئی۔ یہ بات بعض نے حضرت خلیفتہ اللہ کی خدمت میں بیان کی۔ آنحضرت نے اس امر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ جو کچھ حضرت مجدد الف ثانی رضہ نے لکھا ہے۔ فی الواقعہ ایسا ہی ہے۔ کہ دل میں سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی خیال نہیں آتا۔ خطرہ دل سے نکل دوسرے لطائف میں سرایت کر جاتا ہے۔ لیکن صاحبِ معاملہ کی سمجھ میں نہیں آتا۔ تاوقتیکہ اِن لطائف کو فنائے اتم حاصل نہ ہو۔ وہ ماسوی اللہ کے پھندے سے نہیں نکلتا +

مکاشفہ۔ ایک رات عشا کی نماز کے بعد حضرت خلیفتہ اللہ نے فرمایا۔ کہ اس دعا کے وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ آیا فرشتوں کو بھی لطائف خمسہ حاصل ہیں یا نہیں۔ اتنے میں جو فرشتے آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ ان سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ ہمیں لطائف کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہمارے اجسام بھی لطائف کی طرح ہیں۔ جہاں ہمارا مقام ہے وہیں ہم ہیں۔ چونکہ ان کے اجسام کثیف تھے۔ اس واسطے اپنے مقام پر ترقی نہ کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ حقتعالےٰ نے یہ لطائف انسان میں رکھے۔ تاکہ اپنے مقام سے ترقی کر سکیں اس امر میں ہم انسان سے افضل ہیں۔ کیونکہ ہمارے اجسام عین ہمارے مقامات میں ہیں۔ لیکن انسان میں یہ لیاقت نہیں۔ پھر آنحضرت نے فرمایا۔ کہ بعض انسان اپنے مقام سے بہت بلند جاتے ہیں۔ ملائکہ نے عرض کیا۔ کہ یہ فضیلت انسان کو ہی حاصل ہے۔ کیونکہ ہم صرف اپنے ہی مقام پر پہنچ سکتے ہیں۔ آگے ترقی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ "وما من مقام معلوم" ہم میں سے ہر ایک کا مقام معلوم ہے +

مکاشفہ۔ ایک روز حضرت خلیفتہ اللہ نے فرمایا۔ کہ میں نے فرشتوں سے پوچھا۔ کہ حقتعالیٰ نے انسان کو کھانا، پینا، مجامعت اور لباس فاخرہ جیسی نعمتیں دنیا اور جنت میں انسان کو عطا فرمائیں۔ تم ان لذتوں سے محروم ہو۔ انہوں نے کہا۔ آپ قیوم عالم ہیں۔ تمام اشیاء کے حقائق آپ پر منکشف ہیں۔ بعض اسماء کے خواص کی بابت سوال کیا۔ کہ ان کے پڑھنے سے مذکورہ لذتیں قاری کو حاصل ہوتی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ہاں اسماء کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ ان کے

پڑھنے کرنے سے خاص خاص لذت حاصل ہوئی فرشتوں نے عرض کیا۔ کہ حقتعالے نے ہمیں وہ
اسماء سکھائے ہیں۔ جب ہمیں خواہش ہوتی ہے۔ تو پڑھ کر لذت حاصل کر لیتے ہیں
پھر آنحضرت نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اگر وہ اسماء انسان بھی پڑھے تو مذکورہ
لذتیں حاصل کرسکتا ہے۔ اور ہرگز کھانے پینے، جماع اور لباس کا محتاج نہیں ہوتا
یعنی ان اسماء کے پڑھنے سے جس قسم کے کھانے کا دل میں خیال کرے اس کی لذت
آجاتی ہے۔ اور جس لباس کی نیت کرے۔ وہی پہنے ہوئے دیکھتا ہے۔ اور
لوگ بھی دیکھتے ہیں ؛

مکاشفہ۔ ایک روز میں (مؤلفؒ) نے حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت
میں عرض کیا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے کلام سے علم اور کلام دونو کی صفت
پائی جاتی ہے۔ ان میں سے کونسی افضل ہے۔ آخر آنحضرت نے اس امر کی طرف
متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ کلام کی صفت افضل ہے۔ کیونکہ جنابِ الٰہی سے ایسا
معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام کارخانہ الٰہی کلام پر موقوف ہے۔ کتاب "کشف الحقائق
مقامات قیومیت" میں یہ مقدمہ مفصل لکھا ہوا ہے۔ اگر کسی کو دیکھنے کا شوق ہو
تو اس کتاب میں دیکھے ؛

مکاشفہ۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے ۲۹ ماہ رمضان کو فرمایا کہ آج رات
بہت سے فرشتے آسمان سے اُترے۔ میں حیران رہ گیا۔ کہ شاید لیلۃ القدر ہے۔
حالانکہ یہ رات گذر چکی تھی۔ اس کے نزول کا سبب میں نے پوچھا۔ تو فرشتوں
نے کہا۔ کہ ہم امر الٰہی کے بموجب آپ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ حق تعالے
فرشتوں میں فخریہ فرماتا ہے۔ کہ دیکھو محمد زبیر جیسے بھی میرے بندے ہیں۔
جو شخص پورے اعتقاد سے محمد زبیر کی زیارت کریگا۔ میں اس کے تمام گناہ
بخش دوں گا ؛

مکاشفہ۔ ایک روز کسی تقریب سے آنحضرت نے شیخ
بدیع الدین کے حق میں فاتحہ کے بعد فرمایا۔ کہ شیخ بدیع الدین صاحب
کا جذبہ قوی ہے ؛

ذکر در بیان

عبادات و عادات شب و روز و سال و بیان شمائل و لباس حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ

حضرت پیر دستگیر قیوم زماں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا عمل تمام عبادات اور عادات میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت سنیہ کے موافق تھا۔ متقی اس درجہ کے تھے۔ کہ آیہ کریمہ "وسیجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی" آنجناب کے حق میں صادق آتی تھی۔ چنانچہ ایک روز میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ ایک شخص لاہور سے بہت سا روپیہ آپ کی خدمت میں بطور نذر لایا۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ اس مال کا مالک مرگیا ہے۔ شاید اُس کے بچے ابھی بالغ ہوئے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اس کے مالک نے مرضِ موت سے پہلے یہ روپیہ جناب کی خاطر الگ کردیا تھا۔ اُس کی بیوی نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اور عرض کر بھیجا ہے۔ کہ اگر آنحضرت کو اس کے لینے میں تامل ہو۔ تو عرض کردینا۔ کہ میں نے اپنے مال سے یہ روپیہ بھیجا ہے۔ اور اُس کے بچے بھی بالغ ہوگئے ہیں۔ اور یہ نیاز برضا و رغبت اُنہوں نے بھیجی ہے۔ اس شخص نے بہتیری منت و سماجت کی لیکن بے فائدہ۔ وہ نیاز کا روپیہ آنجناب نے واپس کردیا۔ اس قسم کے ہزارہا واقعات پیش آئے۔ جنہیں اگر لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء سب سے بڑے۔ عالم۔ متقی۔ سخی۔ بہادر۔ صلح۔ عابد۔ زاہد۔ خلیق۔ عارف۔ فاضل۔ شریف۔ اور اعلیٰ تھے۔ آپ کا وقت اس طرح تقسیم ہوا ہوا تھا۔ کہ پہر رات رہے بلکہ اس سے بھی کم لیکر خانقاہ سے اُٹھتے۔ اور کمال ہی احتیاط سے قبلہ رُخ ہو کر تازہ وضو کرتے۔ لیکن پاؤں دھوتے وقت قطب کی طرف مُنہ کرتے۔ الاسلام حق والکفر باطل۔ کہہ کر وضو شروع کرتے۔ بعد ازاں کتب احادیث میں جن ادعیہ ماثورہ کا ذکر ہے مع کلمہ شہادت ہر عضو کے دھوتے وقت پڑھتے تھے۔ ہر عضو میں تین مرتبہ پانی ڈالتے تھے۔ اور ہر وضو کے وقت

مسواک کرتے تھے۔ اکثر آنحضرت کے وضو کا مستعمل پانی لوگ بطور تبرک پیا کرتے۔ جس سے انہیں شفا حاصل ہوتی تھی۔ وضو کے بعد چشم مبارک آسمان کی طرف کرکے دعا مانگتے تھے۔ تہجد کے وقت نماز سے پہلے سورہ آل عمران کے آخر سے چند آیتیں اور یتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلہ، پڑھتے۔ بعد ازاں نہایت خضوع وخشوع سے نماز ادا کرتے۔ نماز پڑھتے وقت آنحضرت کا چہرہ مبارک اس طرح چمکا کرتا کہ تاریک رات میں آنحضرت کے چہرہ مبارک سے سورج کی طرح کرنیں نکلتیں۔ قیام۔ قعدہ۔ رکوع اور سجود کے وقت بلاکیف تجلیات کا ظہور اس قدر ہوتا۔ کہ اس کا اثر لوگوں تک بھی پہنچتا۔ اور نماز میں سورہ یٰس کو بار بار پڑھ کر قرأت کو لمبا کرتے۔ نماز سے فارغ ہو کر سو مرتبہ استغفار پڑھتے۔ پھر بعض نیک عورتوں کو جو سلوک باطن حاصل کیا کرتی بنفس نفیس توجہ دیتے۔ صبح کے قریب بطریق سنت تھوڑی دیر کے لیے سو جاتے۔ تاکہ تہجد بین النومین ہو۔ جب صبح ہوتی۔ تو جلدی اٹھ کر حنفی مذہب کے موافق نماز ادا کرتے۔ اور سنت اور فرض کے درمیان تین مرتبہ ہلکی آواز سے "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" پڑھتے یہ کلمہ سارے دن میں پانسو مرتبہ پڑھتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس کلمہ کی ترقی ضلال اور اصول کے مابین تک ہے۔ اور ظاہری جمعیت پر بھی یہ کلمہ ازبس مؤثر ہے نماز فریضہ کی امامت پانچوں وقت بنفس نفیس کیا کرتے۔ کیونکہ یہ سنت نبوی ہے نماز کے سلام کے بعد تین مرتبہ استغفار۔ تین مرتبہ تکبیر اور ایک مرتبہ "اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذوالجلال والاکرام" پڑھا کرتے فجر کی نماز اور مغرب کی سنتوں کے بعد مذکورہ بالا کلمات پڑھ کر دس مرتبہ "لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدک الخیر انک علیٰ کل شئ قدیر" پڑھتے۔ اور اس کلمہ کے پڑھنے کی تاکید یاروں کو بھی کرتے۔ صبح کی نماز کے بعد مع اصحاب حلقہ مراقبہ کرتے۔ جب آفتاب اچھی طرح نکل آتا۔ تو اشراق کے وقت نماز اشراق بارہ رکعت چھ سلام سے ادا کرتے۔ جب کبھی مراقبہ دیر تک کرتے تو اشراق اور ضحیٰ کو ملا لیتے۔ اس واسطے آنحضرت دونوں نمازوں کو اکٹھا ہی ادا کر لیتے۔ اس

نماز میں بھی بار بار یسین پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد ادعیہ ماثورہ پڑھ کر بعض یاروں کو
بھی اس کلمہ کے پڑھنے کی تاکید کرتے۔ خود آنحضرت پانچہزار مرتبہ کلمہ طیبہ اور
ہزار بار درود دن رات میں پڑھا کرتے تھے۔ جب دوپہر ہوتی تو خواب قیلولہ
کرتے۔ دو تین گھڑی بعد اُٹھ کر نماز زوال یسین بار بار پڑھ کر ادا کرتے۔ بعد ازاں
یاروں کو توجہ دیتے۔ اس وقت توجہ لینے والے چالیس کے قریب ہُوا کرتے تھے
توجہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کا ختم اور ختم خواجگان مع اصحاب بیٹھکر
پڑھتے۔ بعد ازاں سجدہ میں جاکر تیسرا حصہ دن رہے نماز ظہر ادا کرتے۔ پھر خلوتخانہ
میں جاکر قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ یار بھی وہاں جاکر قرآن شریف کی تلاوت
کرتے تھے۔ آنحضرت تکیہ لگا کر بیٹھتے۔ اور خواجہ عبدالرحمن ورق گردانی کرتے
تھے۔ قرآن شریف اور مقطعات قرآنی کے اسرار اور علوم و معارف اس طرح ظہور
کرتے تھے۔ کہ اگر اجنبی بھی اس وقت آتا۔ تو دیکھ لیتا۔ کہ یہ مجلس دُنیاوی مجلس
سے بالکل مناسبت نہیں رکھی۔ جو امور آخرت کے متعلق ہیں۔ وہ اس وقت آنحضرت
پر جلوہ گر ہوتے تھے۔ حضرت خلیفۃ اللہ کی تلاوت حضرت عروۃ الوثقےٰ رضؓ کی
مقرر کردہ منازل پر تھی منزل اول کنتم خیرامتہٍ اخرجت للناس منزل دوم۔
سورۂ انعام۔ منزل سوم نصف واعلموا وقالت الیہود وعزیز ابن اللہ،
منزل چہارم۔ سورۂ ابراہیم۔ منزل پنجم۔ سورہ انبیاء۔ منزل ششم۔ سورۂ قصص۔
منزل ہفتم۔ سورہ صافات۔ منزل ہشتم۔ سورۂ محمد۔ منزل نہم۔ سورۂ ملک۔
منزل دہم ختم قرآن۔ تلاوت کے بعد ایک گھڑی بیٹھ کر حقائق و سعادت کا
تذکرہ ہوتا۔ آخری عمر میں تلاوت کے بعد خلوت کرتے۔ اور لوگوں کو وہاں
سے رخصت کر دیتے۔ صرف ایک دو آدمی حاضر خدمت رہتے۔ جب دن
کا ساتواں حصہ باقی رہتا۔ تو محل کے اندر تشریف لے جاتے۔ اور اہل وعیال سمیت
کھانا کھا کر جلدی ہی نماز عصر کے لئے آتے۔ آنحضرت صرف اسی کھانا کھاتے وقت
اہل وعیال کے حالات کی احوال پُرسی کرتے۔ آنجناب بہت کم کھایا پیا کرتے تھے
کیونکہ دن رات میں صرف ایک دفعہ اور وہ بھی کوئی اڑھائی چھٹانک کے قریب
بلکہ بعض وقت آدھ پاؤ۔ اکثر آنحضرت روٹی۔ چاول اور گوشت گوسفند سے رغبت

کھایا کرتے تھے۔ دسترخوان پر ترش چیزیں مثلاً چٹنی، اچار وغیرہ بھی موجود ہوتیں۔ اور خواہش سے تناول فرماتے۔ بلکہ ترشی بغیر کھانا ہی نہ کھاتے میٹھی چیزیں بھی بڑی خواہش سے کھاتے تھے۔ چنانچہ نفیس ترحلوے آپ کی نیاز مقرر تھا۔ اگر کوئی ترحلوے لاتا بہت خوش ہوتے۔ اور اس کے حق میں دعائے خیر کرتے۔ عصر کی نماز کے بعد سو مرتبہ استغفار کرتے اور یاروں کو بھی پڑھنے کی تاکید کرتے۔ استغفار کے بعد اکثر اوقات خاموش رہتے۔ یار بھی اس وقت حلقہ باندھے باطن کی طرف متوجہ ہوتے۔ جب دربار عام ہوتا۔ تو تمام وضیع و شریف حاضر خدمت ہوتے۔ آنجناب وعظ و نصیحت کیا کرتے اور امراء و سلاطین کی پروانہ کیا کرتے تھے۔ جب شام ہوتی۔ تو مغرب کی نماز ادا کرنے ادعیہ ماثورہ پڑھا کرتے۔ پچیس مرتبہ صبح شام "استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم الحی القیوم الذی لا یموت و اتوب الیہ رب اغفرلی" پڑھتے۔ اور اصحاب کو بھی یہی پڑھنے کی تاکید کرتے اور استغفار کے خواص بیان فرماتے تھے۔ کہ جو شخص اسے پڑھتا ہے اس کے گھر اور شہر پر کوئی آفت نہیں آتی صبح شام تین مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام پر درود بھیجے اور فرماتے جو شخص حضرت آدمؑ پر درود بھیجتا ہے۔ حقتعالےٰ اُسے بہشت میں جگہ دے گا۔ دُعاوں سے فارغ ہو کر چھ رکعت نماز اوابین پڑھتے جس میں سُورہ واقعہ بار بار پڑھتے تھے۔ علاوہ سُورہ واقعہ کے اور سُورتیں بھی اس نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں جن اصحاب کی باری ہوتی انہیں توجہ دیتے تھے۔ اتنے میں آدھی رات کا وقت ہو جاتا تھا۔ پھر تازہ وضو کر کے عشاء کی نماز پڑھتے تھے۔ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ کہ چار سُنتیں آپ نے قضا کی ہوں۔ وتر اور عشاء کے مابین چار رکعت نماز قیام اللیل ادا کرتے تھے۔ اس نماز میں شافعی مذہب پر عمل کرتے تھے۔ یعنی سینے پر ہاتھ باندھتے تھے۔ اِس نماز کی پہلی رکعت میں سُورہ الم سجدہ۔ دوسری میں سورہ حم و دخان تیسری رکعت میں سُورہ ملک اور چوتھی میں سُورہ قیامت پڑھتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ یہ سورۃ قبر اور قیامت کے عذاب کے لئے بہت مُفید ہے۔ وتروں میں قنوت شافعی اور قنوت حنفی کو ملا لیا کرتے

تھے۔ وتر کے بعد سبحان الملک القدوس پڑھتے تھے۔ اور چار رکعت دو سلام سے بیٹھ کر بھی پڑھتے تھے۔ بعد ازاں دیر تک دعا میں مستغرق رہتے۔ اس وقت لوگ اپنی اپنی اُمیدیں اور آرزوئیں عرض کرتے تھے۔ دُعا سے فارغ ہو کر بعض اوقات فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اس وقت اپنے خدا کے پاس ہوتا ہوں۔ لوگ مجھے آکر تکلیف دیتے ہیں۔ اس وقت آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوا کرتے تھے۔ دُعا سے فارغ ہو کر پان کھاتے اور پس خوردہ لوگوں کو عنایت فرماتے۔ بعد ازاں پھر اصحاب کو بلا کر توجہ دیتے تھے۔ جس طرح حضرت خلیفۃ اللہ ارشاد میں مشغول تھے۔ اس طرح کوئی بھی شیخ سُننے میں نہیں آیا۔ آخری مرض میں جبکہ بالکل قوت نہ تھی۔ اور تمام حکماء نے کہدیا تھا۔ کہ اگر چند روز کے لئے توجہ موقوف کر دیں۔ تو اس مرض میں ضرور تخفیف ہو جائے گی۔ لیکن آنحضرت نے اس کی مطلق پرواہ نہ کی۔ اور ارشاد بدستور قائم رکھا۔ اسی واسطے آنحضرت کے خلفا جنید بایزیدؒ ثانی تھے۔ توجہ دینے کے بعد سر مبارک تکیہ پر رکھ کر دبواتے تھے۔ تاکہ تکان دُور ہو جائے۔ پھر جلدی اُٹھ کر تازہ وضو کر کے خلوت میں جا کر نماز تہجد ادا کرتے۔ اس سے پہلے سُنّت عشاء مسجد میں ادا کرتے باقی کی نماز اور توجہ خلوت میں ادا کرتے اور آخری عمر میں جبکہ ضعف غالب آیا۔ تو مسجد سے خلوتخانے میں آدمی کے سہارے آتے تھے۔ اگر اس وقت میں (مصنفؒ) حاضر ہوتا تو یہ سعادت مجھے نصیب ہوتی۔ ساری رات آنحضرت بیدار رہتے۔ دن رات میں صرف گھڑی دو گھڑی سوتے۔ آٹھ پہر میں صرف ایک بار کھانا کھاتے۔ آٹھ پہر میں کوئی وقت عبادت سے خالی نہ تھا۔ آنحضرت کی عادات و عبادات انسانی اور ملکی طاقت سے باہر تھیں ؎

ملک را اگرچہ عصمت پارسائی ست — ازیشاں کردہ کسب پارسائی ست

جمعہ کے روز تلاوت قرآن کی بجائے تین سُورتیں (سورہ کہف۔ آل عمران یہود) پڑھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ سورۂ آل عمران کے سُننے کے لئے بہت سے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ جمعہ اور دونوں عیدوں کی نمازیں خانقاہ میں ادا کیا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد تھوڑی دیر خلوت میں رہ کر سرہندی باغ یا

محسن خاں کے باغ کی سیر کو جایا کرتے تھے۔ خواجہ محمد احرار کی وفات کے بعد باغ کی سیر بھی ترک کر دی۔ ماہ رمضان میں دوسرے دنوں کی نسبت دوچند تلاوت کیا کرتے تھے۔ اور تراویح میں دو مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے۔ ہر تراویح کے بعد دیر تک مراقبہ کرتے اور آہستہ آواز سے تسبیح پڑھتے تھے۔ قیام اللیل والی سورتوں میں سے کوئی سی سورۃ ہر تراویح میں پڑھتے تھے۔ تیسرا حصہ رات گئے تراویح میں مشغول ہوتے تھے۔ چھٹا حصہ رات رہے فارغ ہوتے۔ اس مہینے میں انوار اور تجلیات کا عجب ظہور ہوتا۔ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس مہینے میں رحمت الٰہی بارش کی طرح برستی ہے۔ اور فرشتے اس خانقاہ سے لیکر آسمان تک صف بستہ رہتے ہیں۔ لیلۃ القدر میں انوار الٰہی اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اور تمام فرشتے آسمان سے زمین پر اتر آتے ہیں۔ ہر مہینے میں ایک دو دفعہ بہت خلقت کے ساتھ باغ میں تشریف لیجاتے اور لوگوں کو طرح طرح کے میوے حلوے تقسیم کرتے۔ دن رات وہیں ہنسی خوشی میں مشغول رہتے۔ بعض اوقات دو دن اور دو راتیں گذر جاتیں۔ چونکہ آنحضرت باغ میں لوگوں پر عنایت کیا کرتے تھے۔ اس واسطے باغ سیر کی خبر سن کر ہر شخص تحفے اور ہدیئے آنحضرت کی خدمت میں لاتا۔ بتیس سال آنحضرت شاہجہان آباد میں رہے۔ لیکن سوائے باغ کی سیر کے اور کہیں نہ گئے۔ ہاں آنجناب کا مخصوص یار شریف نیکخاں آپ کو دو دفعہ بڑی منت و سماجت سے شہر سے بارہ میل کے فاصلہ پر اپنے مفوضہ محل میں لے گیا۔ جو شاہجہاں نے بنوایا تھا۔ اور نہایت سیر و تماشا کا مقام تھا۔ کئی مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ نے حضرت خلیفۃ اللہ سے عرض کیا۔ کہ ایک دفعہ ہماری قبر پر شہر کے باہر تشریف لائیں۔ آنحضرت نے جانے کا ارادہ بھی کیا۔ لیکن اتفاق نہ ہوا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کے عرس کے روز تشریف لیجاتے اور فاتحہ پڑھ کر شیرینی تقسیم کرتے آنحضرت سال میں چار عرس خود کیا کرتے تھے۔ تین حضرت مجدد الف ثانیؓ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضؓ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہم کے اور چوتھا اپنے والد ماجد حضرت ابو العلیٰ رح کا۔ ان عرسوں میں حافظ قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ اور آنحضرت بنفس

معہ یاروں کے مراقبہ کرتے تھے۔ بعد ازاں عمدہ عمدہ مٹھائیاں۔ قہوہ۔ لونگ۔ الائچی اور مصری ملا کر فاتحہ پڑھتے۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے عرس کے روز مٹھائی منگا کر فاتحہ پڑھتے تھے۔ آپ کسی کے ہاں تشریف نہیں لیجاتے تھے چند مرتبہ بڑے بڑے امرا نے دعوتیں کیں۔ اور منت وسماجت بھی کی۔ لیکن آپ نے قبول نہ کی۔ اسی وجہ سے روشن الدولہ آپ سے منحرف ہوگیا۔ اور مصیبت میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوا۔ جیسا کہ اٹھائیسویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے۔ لیکن اپنے مخلص مریدوں کی دعوت خواہ وہ ادنے درجہ ہی کے ہوتے قبول کر لیتے بلکہ کبھی کبھی انکی ماتم پرسی کے لئے جاتے۔ اور اپنے خاندان یا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی اولاد کے گھروں میں تشریف لیجاتے۔ اور اُن کی بیمار پرسی اور ماتم پرسی کیا کرتے تھے۔ اور اپنی قوم کے بڑے آدمیوں کی عزت کرتے چنانچہ انہیں اپنے برابر بٹھاتے۔ ویسے اپنی ساری قوم کی عزت کرتے تھے۔ مجلس میں سب سے اونچی جگہ انہیں دیتے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضہ کی اولاد کو تمام جہان سے افضل جانتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ اور حضرت حجۃ اللہ کو صاحب طینت واصالت محمدی اور قیومیت کے باعث تمام خلقت سے افضل جانتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے بلاواسطہ فرزندوں کو سوائے صحابہ وتابعین باقی تمام گذشتہ وآئندہ اولیاء سے افضل سمجھتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ کے فرزندوں میں سے حضرت حجۃ اللہ کے سوا تمام فرزندوں سے حضرت مروج الشریعت کو اچھا سمجھتے تھے۔ اور صاحب طینت واصالت محمدی خیال کرتے تھے۔ سوائے حضرت مروج الشریعت اور حضرات قیوم اربعہ کے کسی کو صاحب طینت واصالت ومقطعات قرآنی نہیں جانتے تھے۔ حضرت خازن الرحمت کو اولیائے اُمت میں سے مستثنےٰ سمجھتے تھے۔ اپنے والد بزرگوار کو بلحاظ بزرگی کے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضہ کے فرزندوں کے برابر سمجھتے تھے۔ اصحاب۔ تابعین۔ تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین کو اولیاء سے افضل جانتے تھے۔ اصحاب کے محاربات کی تاویل کیا کرتے تھے۔ یزید کو لعنت کرنے میں آپ کو تامل تھا۔ اولیائے اُمت کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ ارباب صحو کو ارباب سُکر پر ترجیح دیتے تھے۔ اور ارباب عشرت

کو ارباب عزلت سے افضل جانتے تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزندوں کو حضرت کے لفظ سے یاد فرماتے۔ ماہ محرم میں تین دن یعنی نویں دسویں اور گیارھویں تاریخوں کو روزہ رکھتے۔ اور سنتیں جو روز عاشورہ کو کی جاتی تھیں کرتے لیکن عاشورہ کی نماز نفل باجماعت ادا نہ کرتے تھے۔ سوائے تراویح کے اور کوئی نفلی نماز باجماعت ادا نہ کرتے بلکہ ایسا کرنے سے روکتے تھے۔ ماہ ذوالحجہ کی ساتویں آٹھویں اور نانویں تاریخ کو روزہ رکھتے۔ دعائے عرفہ پڑھتے۔ اس روز صلواۃ التسبیح بھی پڑھا کرتے تھے۔ ماہ شعبان کی چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھتے۔ نماز فریضہ کے بعد فاتحہ و دعا نہ پڑھتے مگر فجر اور عصر کے وقت۔ جس میں کراہت کا شبہ ہوتا وہ عمل نہ کرتے۔ عموماً دونو مذہبوں شافعی اور حنفی کو ملا کر اُن پر عمل کرتے تھے۔ اور امام ابو حنیفہ کو مجتہدوں سے افضل جانتے تھے۔ محی الدین عربی کی تعریف کیا کرتے تھے اُس کے مخالف شرع کلام کو خطائے کشفی کہا کرتے تھے۔ اِس بارے میں اپنے والد بزرگوار کی بابت بیان کرتے ہیں۔ کہ آنجناب خواجہ بہاؤالدین نقشبند رح کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ تم نے بھائی بہاؤالدین میں ہم سے کونسی زیادتی دیکھی ہے جو انہیں ہم سے افضل جانتے ہو۔ میرے والد بزرگوار نے حضرت خلیفۃ اللہ کی رائے بیان کی۔ کہ آئندہ میں تفضیل نہ دوں گا۔ آنحضرت اِن دونوں بزرگوں کو سوائے حضرات سرہند۔ صحابہ اور تابعین کے تمام اولیائے اُمت سے افضل جانتے تھے ؛

ذکر در بیان

حلیہ مبارک حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

اب آنحضرت کا حلیہ مبارک بیان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ سالکوں کے لئے اپنے شیخ کی صورت کو ذہن میں رکھ کر اس کا دیکھنا واجب ہے۔ یہ سایۂ رہبر ہوتا ہے۔ آنحضرت تمام قد اور پُر اندام تھے۔ قد مبارک نہ بہت بلند نہ بہت پست بلکہ متوسط تھا۔ جس کی شان میں "خیر الامور اوسطہا" وارد ہے۔ آنجناب کی جبلت

بھی اوسط درجہ کی تھی۔ سر مبارک گول۔ پیشانی چوڑی اور فراخ۔ سجدے کا نور جبین مبین پر نقش ہوئے ہوئے تھا۔ (سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود) جناب کی پیشانی مبارک پر ظاہر تھا۔

جبینش از سجودش گشتہ پُر نور چو در مصحف نمایاں آیتے نور

ابرو کشادہ تھے۔ نرگس آنکھیں بڑی بڑی اور سفیدی چشم سُرخی مائل تھی۔ جس طرف نگاہ کرتے تھے۔ لوگ بے اختیار ہو جاتے تھے۔ ان میں طاقت نہ رہتی۔ کہ آنجناب کی آنکھوں کی طرف دیکھ سکیں۔ آنجناب کے دیکھنے سے اُن پر ایک کیفیت سی آجاتی ہے

بہر دیدن جہانے مست و مدہوش بہر کشور ز فیضش جوش در جوش

ناک بلند۔ رُخسارے آفتاب کی طرح درخشاں۔ لب بہت باریک۔ اگرچہ آخری عمر میں دندان مبارک گر گئے تھے۔ چنانچہ ایک دانت اب تک میرے (مؤلف کتاب) پاس بھی ہے۔ لیکن کوئی معلوم نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ گفتگو کے وقت سختی سے کلام نہ کرتے تھے۔ جیسا کہ بے دانتوں والے کرتے ہیں۔ ڈاڑھی سیاہ و سفید تھی خط اس قسم کا تھا۔ کہ ایک بال بھی لائن میں سے آگے رُخسارے پر نہ تھا۔ ڈاڑھی نہ زیادہ لمبی تھی نہ زیادہ گھنی۔ سر کے بال سال میں تین مرتبہ منڈواتے تھے۔ خواہ حجامت بنواتے یا خط خواہ ناخن لواتے سب کچھ سوموار کے دن ہوا کرتا تھا۔ جب منڈواتے تھے۔ تو اس روز گرد و نواح کے لوگ بال لینے کے لئے جمع ہو جایا کرتے تھے۔ اور اُنہیں بڑی دقت سے ایک بال ہاتھ آیا کرتا تھا۔ ہر فصل میں فصد کرایا کرتے تھے مونچھیں برابر کر دیا کرتے تھے۔ ہاتھ بہت نازک تھے۔ انگلیوں پر لمبی اور نرم پوست تھی۔ پاؤں لمبے اور چوڑے تھے۔ اور ایڑی معشوقوں کے رُخساروں کی طرح چمکیلی تھی۔ آنحضرت کے تمام بدن پر سوائے مقررہ مقامات کے اور کہیں بال نہ تھے صرف جناب کے سینہ بے کینہ پر بموجب سنت بہت تھوڑے سے بال تھے اور کہیں نہ تھے۔ آنحضرت کا رنگ سُرخ و سپید یعنی ملیح و صبیح تھا۔ جناب کا تمام بدن مبارک ہتھیلی کی طرح بالوں سے صاف تھا۔ کبھی دیکھا نہ گیا۔ کہ آنحضرت کے بدن مبارک پر گرد و غبار یا میل کا نشان ہو۔ غرضیکہ آنحضرت کی خوبئ حُسن اور خود خصلت انبیاء کے مشابہ تھی۔ جو شخص آنحضرت کو دیکھتا بے اختیار بول اُٹھتا۔ کہ

یہ خلیفۃ اللہ اور نائب مناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ؎

بدین و ملّت از دانش رواج و رونق دیگر بہ بید موئے بدم عیسٔے بخوبی ماہ کنعانی

آنحضرت کا لباس مبارک ہند کے طور پر پیراہن، خرقہ قمیص اور فرغل، فرجی آپ نے کبھی زیب تن نہ فرمایا۔ دستار و عمامہ ولائیتوں کی طرح باندھتے تھے۔ شلوار پہنا کرتے تھے۔ جاڑے کے موسم میں روئی دار قبا وغیرہ پہنا کرتے۔ روئی دار رضائی کا استعمال کرتے۔ شال آپ کبھی سر پر نہ اوڑھتے۔ رات کے وقت کبھی کبھی طوسی شال تہ کرکے کندھوں پر ڈال کر سینے مبارک پر گرہ لگا لیتے یا مراقبہ کے وقت چہرہ مبارک پر ڈال لیتے تھے۔ گرمی کے موسم میں بہت باریک چادر ہوا کرتی تھی۔ جس سے چہرہ مبارک کو ڈھانکا کرتے تھے۔ آنحضرت کا لباس بیش قیمت ہوا کرتا تھا۔ لیکن سنہری روپہری نہیں۔ جمعہ اور دو نو عیدوں کے دن غسل کرکے لباس تبدیل کرتے تھے۔ سواری کے وقت کبھی کبھی شلوار کے اندر چھوٹا تہ بند یا لنگوٹ ہوتا۔ پاپوش مبارک باناتی نہایت پرتکلف ہوا کرتی۔ اکثر کاڑھا ہوا رومال یا عمامہ سر پر رکھتے تھے۔ آنجناب کی مسند پر سوئی کا کام کیا ہوا ہوتا تھا نیچے توشک اور اس پر تکیہ۔ مصلے جدا تھا۔ جاڑے میں جو مصلے ہوتا۔ احتیاطاً اس پر رومال ڈال لیا کرتے تھے۔ آنحضرت کی مجلس کا رعب اور دبدبہ اس قدر تھا۔ کہ تمام یار خلفاء اور فرزند ڈرتے، کانپتے، بُت بنے رہتے تھے۔ دم نہیں مار سکتے تھے۔ خواہ اعلےٰ یا ادنےٰ جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا اس کی یہی کیفیت ہوتی۔ جیسا کہ گیارھویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے۔ آنحضرت غرباء اور فقراء کی بہت تواضع کیا کرتے تھے۔ ہر روز اُن کے حالات پوچھا کرتے۔ اُن پر مہربانی کیا کرتے تھے۔ اور ان سے اس طرح ہمکلام ہوتے کہ انہیں یقین ہو جاتا کہ ہمیں سب سے زیادہ چاہتے ہیں۔ ایک روز ایک دیہاتی پٹھان دُور دراز فاصلہ سے آنحضرت کی زیارت کے لئے آیا۔ اور مجلس مبارک میں داخل ہوا۔ جب مجلس کا جاہ و جلال دیکھا۔ تو حیران ہو کر ڈرتا، کانپتا دور کھڑا ہو گیا۔ اس کی مجال نہ تھی۔ کہ آگے بڑھ کر مجلس میں شامل ہو۔ اس کا لباس بھی پھٹا پرانا اور میلا تھا۔ جب آنحضرت نے دیکھا کہ وہ ڈرتا ہے۔ تو از راہِ لطف و کرم اسے بلایا۔ اور اپنے خاص

کپڑے اسے عنایت فرمائے - روز بروز اس پر زیادہ شفقت کرتے - حتیٰ کہ تمام لوگ اس کا حسد کرنے لگے - آنحضرت اکثر اوقات غربا اور فقرا کو اپنے پاس بلا کر انکے حالات پوچھا کرتے تھے - اور کبھی ان کا کھانا منگا کر اپنے ہاتھ سے کھلاتے - اور پھر کچھ دیکر رخصت کرتے - لیکن دولتمندوں کی ذری پرواہ نہ کرتے +

ذکر دربیان

خصائص حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء کہ ممتاز اند از ابنائے جنس خود

آنحضرت کے خصائص بے شمار ہیں - لیکن یہاں پر صرف چند ایک مشہور لکھے جاتے ہیں :-

خاصہ :- آنحضرت کو حقتعالیٰ نے حضرت محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ضمیر طینت سے پیدا کیا - اور اصالت محمدی سے مشرف فرمایا +

خاصہ - آنحضرت قیوم مخلوقات اور خلیفہ پروردگار ہوئے +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے خلت ابراہیمی آنحضرت کو عطا فرمائی +

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو محبوبیت ذاتی جو خاصہ نبوت ہے - بطریق تبعیت عنایت فرمائی +

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے حضرت موسے علیہ السلام کی طرح آنحضرت سے بھی کلام بیواسطہ کیا +

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے +

خاصہ - حقتعالےٰ نے آنحضرت کی دُنیا کو بمنزلہ آخرت کر دیا +

خاصہ - حقتعالیٰ نے آنحضرت پر تینوں ولائیتوں صغرے کبرے اور علیا کے تمام کمالات اور مقامات اور کمالات نبوت کے تمام حقائق جن سے مراد حقیقت کعبہ حقیقت صلوٰۃ اور حقیقت قرآن ہیں مفصل منکشف فرمائے +

خاصہ - اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کے مرید کو آنجناب کے طفیل سے ان

مقامات ولایت اور حقائق کمالات نبوت سے مشرف فرمایا ۔

خاصہ ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو حضرت مجدد الف ثانی رض کے بعد دوسری صدی کا مجدد بنایا ۔

خاصہ ۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا تمام کمالات صرف قیوم اربعہ سے مخصوص ہیں ۔ اور کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئے ۔ ان تمام کمالات کے بانی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رض ہیں ۔ اور ان علوم معارف اور کمالات کے خاتم حضرت خلیفۃ اللہ ہیں ۔

خاصہ ۔ حضرت حجت اللہ نے حضرت خلیفۃ اللہ کو قطبیت ۔ قیومیت محبوبیت ذاتی اور ولایت محمدی کی خوشخبری عنایت فرمائی ۔ نیز آنحضرت امام اور خلیفہ تھے ۔

خاصہ ۔ حقتعالیٰ نے آنحضرت کو فردیت کا منصب عنایت کیا ۔

خاصہ ۔ آنحضرت کے مرید بھی صاحب منصب تھے ۔ چنانچہ شیخ محمد عابد سلطان پور کے قطب تھے ۔ اور صوفی مرزا جانی کو ابدالی رتبہ حاصل تھا ۔ علیٰ ہذا القیاس بعض اور بھی صاحب مرتبہ و منصب تھے ۔

خاصہ ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو بالغ ہونے سے پیشتر ہی ان علوم و معارف سے مشرف فرمایا ۔

خاصہ ۔ حضرت حجۃ اللہ نے آنحضرت کو اپنے سامنے مسند ارشاد پر اپنے برابر بٹھا کر لوگوں کو توجہ دلائی ۔ آنحضرت نے بہتیرا پاس ادب توجہ دینے میں تامل کیا ۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ نے نہایت تاکید سے اپنے سامنے بٹھا کر لوگوں کو ایک طرف سے خود توجہ دی ۔ اور دوسری طرف سے آنحضرت سے دلوائی ۔ اسی طرح حلقہ ختم کیا کرتے تھے ۔ اس قسم کا سلوک کسی پیر نے اپنے مرید سے نہیں کیا ۔

خاصہ ۔ حضرت حجۃ اللہ نے اپنے تمام یاروں اور خلیفوں کو آنحضرت کے سپرد کیا ۔

خاصہ ۔ اس طریقہ علیہ کے بڑے بڑے آدمی مثلاً حضرت عروۃ الوثقےٰ رض کے فرزند حضرت محمد صدیق اور حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پادشاہ اور حاجی فضل اللہ اور شیخ محمد شانی الحال اور اور بزرگ آنحضرت کی قطبیت اور

قیومیت کے معتقد ہوئے۔ بلکہ غیر طریق کے مشائخ نے بھی آنحضرت کی قطبیت کو تسلیم کیا ؛

خاصہ۔ آنحضرت نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال پیروی سے اپنے یاروں کی قبولیت اور مغفرت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ مثلاً اصحاب جبل اصحاب سباط۔ اصحاب ارم۔ اصحاب بطر اور عشرہ مبشرہ۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اصحاب بدر۔ اصحاب تبجیت۔ رضوان اور عشرہ مبشرہ کی قبولیت و مغفرت کی خوشخبری دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ اللہ کے یاروں کو اصحاب کے کمالات سے مشرف فرمایا ؛

خاصہ۔ حضرت حجۃ اللہ کی زندگی میں آنحضرت کا ارشاد اس قدر ہو گیا۔ کہ قریباً سات لاکھ آدمی مرید ہوئے۔ اور تین چار ہزار خلفاء بھی ہو گئے تھے۔ ہر ایک خلیفہ کے ہزاروں مرید تھے۔ آنحضرت کا سلسلہ مریدی حین حیات میں پانچ درجے تک پہنچ چکا تھا ؛

خاصہ۔ بیس سال کی عمر میں تمام کمالاتِ انبیاء بطریقِ وراثت اور کمالات اولیا بطریق ریاست حقتعالیٰ نے آنحضرت کو عنایت فرمائے ؛

خاصہ۔ چند مرتبہ سلطانِ وقت نے حاضر خدمت ہونے کی درخواست کی۔ جو قبول نہ ہوئی ؛

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو سلطان الاولیاء کا خطاب دیا ؛

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ الہام خبر دی کہ تم اس امت کے آخری مشہور شیخ ہو۔ تمہارے بعد کوئی کامل اور وارث اتم شیخ نہیں ہوگا ؛

خاصہ۔ مہدئ موعود حضرت خلیفۃ اللہ کے طریقہ سنیہ میں مبعوث ہونگے ؛

خاصہ۔ قیامت کے دن پلصراط پر سے آدمیوں کو آسانی سے گذارنے کی خدمت آنحضرت کے سپرد ہوئی۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے ایک مرید پر آنحضرت کے طفیل سے مقطعات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے ؛

خاصہ۔ آنحضرت اسم اعظم کے عالم تھے ✦

خاصہ۔ آنحضرت بعض ان اسماء کے عالم تھے۔ جن کے پڑھنے سے دنیاوی لذت حاصل ہو جاتی ہے۔ مثلاً کھانا۔ پینا۔ صحبت کرنا۔ اور لباس وغیرہ ✦

خاصہ۔ نماز کے وقت آنحضرت کا وصال ہوا۔ صبح کی نماز ادا کر کے نماز اشراق کے انتظار میں مراقبہ کر رہے تھے۔ کہ معشوق حقیقی سے جا ملے۔ یہ بھی انبیاء کا طریقہ ہے۔ کہ ان کا آخری قول و فعل نماز ہوتا ہے ✦

ذکر در بیان

واقعاتیکہ دلالت بر انتقال آنحضرت میکند

اول وہ واقعات بیان کرتا ہوں۔ جو میں (مؤلف) نے دیکھے ہیں:۔

واقعہ۔ جب آنحضرت نے مجھے (مؤلف) چھتیسویں سال قیومیت میں تاکید مزید سے رخصت فرمایا۔ تو مجھے مشرقی علاقے میں گئے ہوئے ابھی دو تین مہینے نہ گذرے تھے۔ کہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک شخص نے مجھے تنبیہ کی۔ کہ شاہجہان آباد سے جلدی خبر منگاؤ۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا کیسی خبر؟ اس نے کہا۔ قطب وقت جو تیرے پیر ہیں۔ عنقریب ہی شاہجہان آباد ان کے وجود سے خالی ہو جائے گا۔ میں پریشان اور بے اختیار ہو کر آہ وزاری کرنے لگا حتیٰ کہ روتا چلاتا جاگ پڑا۔ لوگ جو اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے رونے کا سبب پوچھا۔ میں ایسا گھبرایا ہوا تھا۔ کہ بات نہیں کر سکتا تھا ✦

واقعہ۔ جن دنوں میں نے اپنے بعض یاروں کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا ان کے آنے سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ وہ آ کر کہتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ کے وصال کا فاتحہ پڑھو۔ میں یہ سنکر جاگ پڑا۔ اور بہت گھبرایا۔ انہوں نے آ کر ایسے حالات بیان کئے۔ جو آنحضرت کے انتقال پر دلالت کرتے تھے ✦

واقعہ۔ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ آنحضرت کی خانقاہ میں لوگ روتے چلاتے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا۔ تو کہا۔ کہ خلیفۃ اللہ فوت ہو گئے ہیں۔ میں گھبرا کر محل کے اندر گیا۔ اور آنحضرت کی والدہ ماجدہ سے پوچھا۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ کہاں ہیں؟

اُنہوں نے روتے ہوئے فرمایا۔ کہ وہ اس جہان سے سفر کر گئے ہیں۔ میں یہ وحشت ناک خواب۔ دیکھ کر جاگ پڑا۔ اس وقت آنحضرت کا یار محمد اعظم میرے پاس بیٹھا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ آجکل میں شاہجہان آباد سے کوئی خبر آئی ہے۔ اُس نے جب میرے چہرے پر گھبراہٹ کی علامتیں دیکھیں۔ تو کہا ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم نے کوئی ہولناک خواب دیکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا یہ خواب پریشان ہیں ؛

واقعہ۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں آنحضرت کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ جب حویلی میں پہنچا۔ تو صحن میں ایک قبر دیکھی۔ جس کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ حضرت خلیفۃ اللہ کی قبر ہے۔ بعینہٖ وہ قبر جو خواب میں دیکھی تھی۔ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی ؛

واقعہ۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرات سرہند کے روضوں میں اس طریق کے اکثر مشائخ ہزارہا آدمیوں سمیت رو رہے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا۔ تو کہا۔ کہ ہمارے سردار قطب وقت فوت ہو گئے ہیں ؛

واقعہ۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میرے بڑے بھائی شیخ محمد محسن آکر کہتے ہیں۔ کہ سلطان الاولیاء قیوم جہان کا وصال ہو گیا ہے۔ انہیں دنوں انہوں نے آکر آنحضرت کی بیماری کا حال سنایا ؛

واقعہ۔ جب پے در پے یہ ہولناک خواب دیکھے۔ تو میں نے اس بھید کے کشف ہونے کے لئے توجہ کی۔ کہ آیا یہ خواب سچے ہیں یا محض خیالات ہی ہیں۔ حلقہ فجر میں بیٹھا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت کا وصال ہو گیا ہے تمام یار روتے ہوئے نعش اُٹھائے جا رہے ہیں۔ میں یہ بات دیکھ کر گھبرایا اور حاضر خدمت ہونے کے لئے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا ؛

واقعہ۔ جب میں شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ تو مجھے آنحضرت کے وصال کا ایسا یقین ہو گیا۔ کہ خیال کرنے لگا شائد آنحضرت کی زیارت بھی نصیب ہو یا نہ ہو۔ اس واسطے میں بہت ہی گھبرایا ہوا تھا۔ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میں نے جا کر آنحضرت کی زیارت کی ہے۔ اور صوفی مرجانی مرزا بھی بیٹھے ہیں۔ آنحضرت قرآن شریف

کی تلاوت کر رہے ہیں۔ لیکن بہت ہی کمزور ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم بھی اپنے آخری مرض میں فرماتے تھے۔ بعد ازاں آنحضرت کو ظاہری آنکھوں سے اس طرح دیکھا جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ جب میں حاضرِ خدمت ہوا۔ تو آنحضرت تلاوت میں مشغول تھے۔ اور صوفی مرزا جانی بھی انہیں دنوں لاہور سے آئے تھے۔ اور آنحضرت بہت ہی کمزور ہو گئے تھے۔ اور مرض کی شکایت کرتے تھے۔ جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جائے گا ؞

واقعہ۔ میرے (مولف رح) ایک یار نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت عالیشان سنہری روپہری جواہرات سے جڑاؤ ایک عمارت تیار کی گئی ہے۔ اور ہر طرح سے اسے سجایا گیا ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہ مکان شیخ محمد زبیر خلیفۃ اللہ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ جو عنقریب ہی یہاں آنیوالے ہیں ؞

واقعہ۔ میرے (مولف رح) ایک یار نے بیان کیا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت کا وصال ہو گیا ہے۔ اور نعش مبارک کو سرہند لیجا رہے ہیں۔ اتنے میں پھر آنحضرت زندہ ہو گئے ہیں۔ اس زندگی سے مراد قوتِ باطنی ہے ؞

واقعہ۔ آنحضرت کے مخصوص یار عبد اللہ بیگمیان عید فطر کے روز آنحضرت کے سامنے کھڑا ہوا رو رہا تھا۔ میں نے سبب پوچھا تو کہا۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میرا قرآن شریف جل گیا ہے۔ سو ہمارا قرآن حضرت خلیفۃ اللہ ہیں۔ اس واسطے میں روتا ہوں ؞

واقعہ۔ آنحضرت کی خانقاہ میں کا ایک یار بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت عظیم الشان درخت جس کی شاخوں کا سایہ تمام جہان پر ہے۔ یکبارگی ہلکر زمین پر آگرا ؞

واقعہ۔ حضرت اکابر اولیاء خواجہ محمد صادق کے فرزند فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک گر گیا ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ اس کی تعبیر کیا ہو۔ انہیں دنوں حضرت خلیفۃ اللہ کا وصال ہو گیا۔ تمام حضرات سرہند نے متفق ہو کر کہا۔ کہ اس خواب کی تعبیر یہی ہے ؞

واقعہ۔ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک عزیز نے

خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ زمین پر لوٹتے ہیں۔ اس واقعہ کی تعبیر بھی حضرت خلیفۃ اللہ کا وصال تھا۔ اس قسم کے ہزارہا خواب لوگوں نے دیکھے۔ لیکن ان کا لکھنا موجب طوالتِ کلام ہے۔ اس واسطے مختصر طور پر چند ایک لکھے گئے ہیں ؎

ذکر در بیان

مرض وفات حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ و رسیدن مؤلف این کتاب بخدمت سراسر سعادت رضی اللہ عنہٗ

نادر شاہ کے ہند سے چلے جانے کے بعد ایک مہینہ یا کچھ زیادہ صحیح المزاج رہے۔ اس عرصے میں دو تین مرتبہ سواری کی۔ چند ایک مقامات پر ماتم پرسی کے لئے گئے۔ اور دو دفعہ باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ القصہ پیر کے روز ماہ جمادی الاول کو آنحضرت کو تپ ہو گیا۔ آنحضرت دائم المریض تھے۔ اور اکثر خلل معدہ کے لئے جلاب وغیرہ لیا کرتے۔ اور اور علاج کیا کرتے جن سے کچھ افاقہ ہو جایا کرتا تھا۔ لیکن اس مرض سے دو سال پہلے جب مرض غالب آتا تو جو دوا کرتے مفید نہ پڑتی۔ بلکہ مرض دن بدن ترقی پر تھا۔ آنحضرت اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرے سینے میں بلا ہے۔ دیکھئے اس کا انجام کیا ہو۔ جب یہ تپ ہو گیا۔ تو فرمایا۔ ہم اسی تکلیف کے منتظر تھے۔ لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اس مرض کو گذشتہ مرضوں کا سا خیال نہ کرنا۔ اس سے جانبر ہونا محال ہے۔ دن بدن کمزوری بڑھتی گئی۔ چند روز بعد آنحضرت کے ہاتھ پاؤں پر ورم ہو گئی۔ اور سینہ زیادہ درد کرنے لگا۔ کھانسی کا بھی غلبہ ہو گیا۔ کھانستے وقت منہ سے خون آتا۔ لوگ یہ حالت دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور تمام اطبا جمع ہو کر طرح طرح کے علاج کرنے لگے۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آنحضرت بہتیرا فرماتے کہ حقتعالےٰ نے ان دواؤں سے اثر دور کر دیا ہے۔ ان سے شفا نہ ہوگی۔ لیکن چونکہ لوگ منت و سماجت کرتے تھے۔ اس واسطے ان کی خاطر دوا استعمال کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ یارو! ہمیں تکلیف نہ دو۔ تمہیں نہیں معلوم کہ یہ دوا مضرت کا موجب ہے۔ چونکہ آنحضرت نے بذریعہ کشف معلوم کر لیا تھا۔ کہ یہ مرض موت ہے۔ اس کا علاج نہیں ہو سکیگا۔ اس واسطے بالکل پرہیز نہ کرتے تھے۔ لیکن کمزوری اور ضعف کے سبب

غلبہ مرض بکثرت تھا۔ مگر پھر بھی درود وظائف اور عبادات میں کسی قسم کا فتور نہ آیا۔ خانقاہ میں رات کو بیٹھتے، لوگوں کو توجہ دیتے۔ غرضیکہ جو کام صحت کے دنوں میں کرتے بدستور کرتے رہے۔ اس میں سرِمو فرق نہ آیا۔ حکماء نے ورم کے لئے عرق بید مشک اور عرق سونف دیا۔ جس سے ورم کو آرام ہوا۔ لیکن دوسری تکلیف دوگنی ہو گئی۔ اتنے میں ماہ رمضان آ پہنچا۔ حسب دستور تراویح و مراقبہ کراتے رہے۔ چونکہ میں نے اس سے پہلے وحشتناک خواب دیکھے تھے۔ اس لئے گھبرا گیا۔ اور جب گھبراہٹ سے مجبور ہو گیا۔ تو اپنے ایک آدمی کو ایک عرضی اور ستو روپیہ نقد دیکر آنحضرت کی خدمت میں ارسال کیا۔ اس مرض میں جب میری عرضی پہنچی۔ تو آنحضرت پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور مہربانی کر کے میرے آدمی کو ٹھیرالیا۔ کہ فرصت کے وقت اس کا جواب لکھیں دینگے۔ چونکہ قدیمی دستور تھا۔ کہ میری عرضی کا جواب اپنے دستِ خاص سے لکھا کرتے تھے۔ اس دفعہ بھی گو آنحضرت سخت مرض میں مبتلا اور قلم پکڑنے کی طاقت نہ تھی۔ بعض یاروں نے عرض کیا۔ کہ آنجناب اس وقت بہت کمزور ہیں۔ اور مرض کا بھی غلبہ ہے۔ اگر منشی کو حکم ہو۔ تو محمد احسان کی عرضی کا جواب لکھدے۔ آنحضرت نے ازراہِ عنایت فرمایا۔ کہ اگر ہمارے ہاتھ کا لکھا ہوا نہ گیا۔ تو وہ کیونکر زندہ رہیگا۔ کیونکہ آنحضرت کو میری بے اختیاری معلوم تھی۔ بعد ازاں قلمدان منگا کر اپنے ہاتھ سے میری عرضی کا جواب لکھ بھیجا۔ اور میرے آدمی کو سخت تاکید کی۔ کہ بیماری کا ذکر نہ کرنا۔ کیونکہ موجودہ حالت سن کر وہ ننگے پاؤں اُٹھ دوڑیگا۔ اس آدمی نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق مجھے آنحضرت کے مرض کی کیفیت نہ بتلائی۔ صرف اتنا کہا کہ آنحضرت کی طبیعت قدرے علیل ہے۔ لیکن کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ کہ آنحضرت کا اسی مرض میں وصال ہو جائیگا۔ میری عرضی کا جواب جو آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے لکھا ہے حسبِ ذیل ہے:۔

مکتوب حضرت سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ کہ در آخر
مرض وفات بایں فقیر مؤلف این کتاب محمد احسان نوشتہ اندو
مشرف شدن این مسکین بآستان بوسی عتبہ علیہ حضرت خلیفۃ اللہ
رضی اللہ عنہ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ - برادر مہربان صاحب کمالات صوری و معنوی شیخ محمد احسان - اس درویش ناتوان کی طرف سے سلام مسنون ہو - بہت مشتاق جان کر اپنی ظاہری و باطنی ترقی کی دعا میں تصور فرماویں - آجکل ضعف غالب ہے - اکثر تمہاری طرف طبیعت متوجہ رہتی ہے - ہر عشاء اور تہجد کے وقت اپنے باطن کو تمہارے باطن کی طرف متوجہ کرتا ہوں - آپ کا مکتوب مرغوب عین انتظاری کے وقت ملا - اس کے مطالعہ سے نہایت خوش وقت ہوا - جو آپ نے لکھا تھا - کہ محبوبیت ذاتی کمال انفعالی اور حضرت ذات و مقطعات قرآنی سے بہرہ حاصل تھا - نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رض کے خصائص جن سے آنحضرت ممتاز ہیں اپنے آپ میں پاتا ہوں - اور ان مقامات کو معلوم کرتا ہوں - امید ہے کہ ان باتوں کی تصیح کر کے لکھینگے - بھائی صاحب ! مدت سے میں ان معاملات کو آپ کے باطن میں پاتا تھا - سو اللہ تعالٰے کا شکر ہے - کہ آپ پر بھی پورے طور پر ظاہر ہو گئے ہیں - اور قوت سے فعل کی صورت میں آ گئے ہیں - اس نعمت عظمٰے کا شکر بجالائیں - اور فوق کی طرف متوجہ ہوں - خود پسندی کو دخل نہ دیں - اور اپنے بزرگوں کے طریقہ کے سخت پابند رہیں - مبلغ ایک سو روپیہ جو آپ نے بھیجا - پہنچ گیا - اللہ تعالٰے قبول فرمائے - اپنے تمام یاران طریقت کو ہمارا سلام پہنچائیں - اور علی محمد خاں کو بھی - والسلام علی من اتبع الھدٰی - اور فقیر زادوں کی طرف سے مشفقانہ سلام مطالعہ فرمائیں " یہ آنحضرت کی آخری نوشت ہے - اس کے بعد قلم کو ہاتھ نہیں لگایا - میں نے (مصنف رح) اس کے مطالعہ کے بعد بے اختیار سیر کے بہانے شاہجہان آباد کی راہ لی - اور دو دن ماہ رمضان رہے آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہوا - دیکھا کہ آنحضرت بہت ہی لاغر ہو گئے ہیں - اور فرماتے ہیں - کہ اب میری عمر ختم ہونے کے قریب ہے صرف چند روز اور مہمان ہوں - اچھا ہوا جو تم آ گئے - میں بھی تمہارا انتظار کر رہا تھا - یہ باتیں سنکر میں اور بھی بے قرار ہو گیا - آنحضرت نے فرمایا - کیوں اتنے بے قرار ہوتے ہو - سنت نبوی یہی ہے - رجب تک میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا - بہت گھبرایا ہوا تھا - جب میں شہر میں داخل ہوا - تو گھبراہٹ پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی - کہ دیکھئے اب کیا سننے میں آئے - جو شخص خانقاہ کی طرف

سے آتا۔ میں اس سے آنحضرت کا حال پوچھتا۔ اتنے میں ایک شخص۔ مجھے ملا۔ میں نے آنحضرت کا اسم مبارک لیکر حال پوچھا۔ تو اُس کی زبان سے اچانک قدس سرہ کا لفظ نکل گیا۔ میں بہت پریشان ہوا۔ اس نے پھر میری تسلی کے لئے کہا۔ کہ یہ لفظ سہواً میری زبان سے نکل گیا ہے۔ میں ابھی آنحضرت کی خدمت سے آرہا ہوں۔ اتنے میں ایک اور شخص خانقاہ کی طرف سے آیا۔ میں نے آنحضرت کا حال پوچھا۔ اس نے خیریت ظاہر کر کے کہا۔ جلدی جاؤ۔ تمہارا انتظار ہے۔ بعد ازاں میں سر کے بل آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن آنحضرت کے فرمانے سے گھبراہٹ اور بھی زیادہ ہوگئی۔ ماہِ رمضان میں عصر کے وقت آنحضرت کے روبرو حدیث کا درس ہوا کرتا تھا۔ ماہِ رمضان کے آخری دن جب حدیث کی کتابیں درس کے لئے لائی گئیں۔ تو میں نے مشکوٰۃ شریف لیکر روزے کی فضیلت کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں نکالیں۔ لیکن میں انہیں پڑھنا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ جبرئیل علیہ السلام ماہِ رمضان کے آخیر میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کی تعلیم اور وصیت کے لئے حاضر ہوئے۔ اور تحقیق ایمان اور قیامت وغیرہ کر کے چلے گئے۔ آنحضرت نے بھی سنتِ نبوی کے مطابق انہیں احادیث کے پڑھنے کے لئے فرمایا۔ جو مشکوٰۃ شریف کے پہلے باب میں لکھی ہوئی ہیں۔ اس وقت مجھے آنحضرت کے وصال کا پورا یقین ہوگیا۔ ماہ رمضان میں جناب کا طریقہ یہ تھا۔ کہ مغرب کی نماز کے بعد شام کے وظیفے پڑھ کر مسجد کے دوسرے دروازے کی راہ جو بازار کی طرف ہے بازار میں تشریف فرما کر غربا و مساکین کے حالات پوچھا کرتے بعد ازاں محل میں تشریف فرما ہو کر کھانا تناول فرماتے۔ پھر نماز تراویح کے لئے تشریف لاتے۔ اور عام دنوں میں یہ عادت تھی۔ کہ چھوٹے دروازے کی راہ جو محل کے قریب ہے رات کے آخری حصہ میں خلوتخانہ میں تشریف لے جاتے۔ اس ماہ رمضان کے آخیر میں جب اس دروازہ سے نکلے۔ تو فرمایا کہ یہ ہمارا آخری عبور ہے۔ اُمید نہیں کہ ہم پھر اس دروازے سے گذریں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ انشاء اللہ آئندہ سال بھی ایسا ہی ہوگا۔ فرمایا سال تو درکنار اگر ایک مہینہ بھی پورہ زندہ رہیں تو غنیمت سمجھنا۔ بعد ازاں عید کے روز فرمایا۔ کہ یہ ہماری آخری دنیاوی عید ہے۔ آنحضرت ہر روز لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے۔ اور نیک اعمال کی ہدایت کیا کرتے تھے۔ اور ساتھ ہی

فرمایا کرتے۔ کہ اب دنیا سے کوچ کے دن نزدیک ہیں۔ انہیں دنوں آنحضرت کے خلیفہ عظیم شیخ محمد عابد کی وفات کی خبر آئی۔ تو افسوس کرکے فرمایا۔ کہ محمد عابد تم نے بہت جلدی کی۔ اچھا آجکل میں ہم بھی آیا چاہتے ہیں۔ غرض کوئی ایسا دن نہ گزرتا تھا۔ کہ اپنی رحلت کی خبر نہ دیتے تھے۔ ایک روز آنحضرت کی ہمشیرہ نے عرض کیا۔ کہ جب برادر زادہ محمد احرار بیمار ہوا اور میں نے صحت کی خوشخبری کے لئے عرض کیا تھا۔ تو جناب خاموش رہے۔ آخر وہ اس دنیا سے سفر کر گیا۔ پھر بڑی بہن کا بھی یہی حال ہوا۔ پھر محمد احرار کی ہمشیرہ کے بارے میں بھی ایسا ہی ہوا۔ اب جو آپ کی صحت کی خوشخبری کے لئے آپ سے عرض کیا ہے۔ تو پھر بھی آپ خاموش رہے۔ اس سے مجھے تو کچھ شک سا ہو گیا ہے۔ فرمایا۔ میرا آزار بھی محمد احرار وغیرہ سا ہے۔ جو حال تم نے ان کا دیکھا ہے وہی میرا دیکھ لینا۔ پھر اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا۔ کہ میں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں۔ صبر رکھنا۔ کسی قسم کا داویلا نہ کرنا۔ ایک شخص مطلوب نامی آنجناب کا منظور نظر تھا۔ اُسے فرمایا کہ آجکل ہم دُنیا سے جانے والے ہیں۔ ہمارے بعد تجھے کوئی نہیں پوچھیگا۔ جب شوال کا مہینہ آدھا گذر گیا۔ میں ہر سال آنحضرت کی سالگرہ پر ۵۔ ذیقعدہ کو بڑی خوشی منایا کرتا۔ عمدہ عمدہ کھانے تقسیم کیا کرتا۔ فاخرہ لباس پہنا کرتا اور آنحضرت کے واسطے بیش قیمت کپڑے اور تحفے لایا کرتا تھا۔ چنانچہ اس سال بھی ایک زعفرانی شال خریدی۔ چونکہ اس کا رنگ ڈھنگ میرے دل کو بھایا۔ اس واسطے خیال آیا۔ کہ یہ اس سال آنحضرت کی خدمت میں لے چلوں تاکہ آنحضرت اپنی سالگرہ کے موقع پر اسی کو زیب تن فرمائیں۔ جب میں آنحضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ اسے اپنی سالگرہ کے دن زیب تن فرمانا۔ تو فرمایا سالگرہ تک شاید ہی ہم زندہ رہیں۔ اور اغلب ہے کہ یہ ہمارے کام نہیں آئیگی۔ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ اس کا جامہ بنوا کر خود پہنو۔ میں نے پھر منت و سماجت کرکے عرض کیا۔ کہ قبول فرمائیگا جناب نے قبول فرمایا۔ میں نے آداب قیومیت بجالا کر عرض کیا۔ کہ یہ سب سے اعلےٰ آرزو ہے۔ کہ دُنیا میں جو شے سب سے افضل اور اعلےٰ ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ اللہ کے خادموں کے کام آئے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ہم جانتے ہیں۔ کہ تم ہماری محبت و اخلاص میں ایسے بے اختیار ہو کہ کوئی نہ ہوگا۔ اور اس معاملہ میں کوئی بھی تمہاری برابری نہیں کر سکتا۔ میں نے پھر عرض کیا ؎

من کیستم کہ با تو دم دوستی زنم چندیں سگانِ کوئے تو یک کمترین منم

آنحضرت نے عید فطر کے بعد تین مرتبہ قرآن شریف ختم کیا۔ چنانچہ تیسرا ختم ۲۱ شوال بروز جمعرات اختتام کو پہنچا۔ اسی روز سے سالکوں کو توجہ دینا بھی ترک کیا۔ آخری حلقہ میں سترہ آدمیوں کو توجہ دی۔ میں (مؤلف کتاب) بھی اس حلقہ میں داخل تھا۔ بلکہ میں ہی آخری شخص ہوں۔ جسے آنحضرت نے القائے نسبت خاص فرمایا۔ اس کے بعد یاروں کو فرمایا۔ کہ معلوم نہیں کہ پھر ہم یاروں کو توجہ دے سکیں۔ لوگ یہ سنکر زار زار روئے۔ پھر عصر کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ اور عصر سے رات کے آخری حصے تک ۲۹ شوال کو حسب عادت مسجد میں رہے۔ اُس رات آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ مسجد میں ہماری آخری رات ہے۔ عصر۔ مغرب اور عشا کی یہ آخری نمازیں ہیں۔ جو مسجد میں ادا کیں۔ صبح جمعہ کے روز آنحضرت پر غشی طاری ہوئی۔ بڑی مشکل سے نماز جمعہ کے لئے آنحضرت تشریف لائے۔ باوجود اس قدر تکلیف کے جمعہ کی نماز قضا نہ کی۔ نماز جمعہ ادا کر کے خلوت میں تشریف لے گئے۔ جہاں سے پھر نکلنے کی طاقت نہ رہی۔ اس کے پانچویں دن آنحضرت کا وصال ہو گیا۔

ذکر در بیان

ارتحال آں قبلہ کمال حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء

ازیں دار بے مقدار بقرب و جوار پروردگار

اس غم کی داستان کا بیان احاطہ بیان سے باہر ہے۔ اس پرغصہ قصہ کی شرح تقریر سے زیادہ۔ اس قصہ نامرضیہ کا ذکر بیان نہیں ہو سکتا۔ اس حکایت پرشکایت کی شرح نہیں ہو سکتی۔ نہ قلم کو لکھنے کی طاقت۔ نہ ہاتھ کو ہلنے کی سکت۔ نہ زبان کو بیان کرنے کی ہمت۔ نہ کان کو سننے کی تاب ؎

چو آید ایں حکایت بر زبانم ز درد و غم شود آتش جہانم
دگر خواہم کہ در تحریر آرم بسوزد کاغذ و طرقد قلم ہم
بازا ینچہ رستخیز عظیم است کا ززمیں بے نفخ صور خاستہ تا عرش اعظم است
بازایں صباح تیرہ امید از کجا کرد کار جہان و خلق جہاں جملہ درہم است

گویا طلوع میکند از مغرب آفتاب کاشوب در تمام از آب عالم است
جن و ملک بر آدمیاں نوحہ میکنند گویا عزائے اشرف اولاد آدم است
در بارگاہ قدس کہ جائے ملال نیست سرہائے قدسیاں ہمہ بر زانوئے غم است

جمعہ کے روز ۲۹ شوال کو اشراق کی نماز کے بعد آنحضرت پر غشی طاری ہوئی لیکن قوتِ باطنی کے سبب اپنے آپ کو نہ چھوڑ کر بڑے وقار سے حجرہ خاص میں تشریف لے گئے۔ اور بستر مبارک پر تکیہ لگایا۔ یہ حال دیکھ کر لوگ چلا اُٹھے۔ آنحضرت دن کے دو تہائی حصے تک غشی کی حالت میں رہے۔ جب جمعہ کی نماز کا وقت آیا اور مؤذن نے اذاں دی۔ تو اذاں سنتے ہی آنحضرت کو افاقہ ہوا۔ اور عادت قدیمہ کے بموجب ازسرِ نو وضو کرکے کسی کی مدد بغیر مسجد میں تشریف لائے۔ اس روز کسی کو گمان نہ تھا۔ کہ آنحضرت جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائینگے۔ جمعہ کی نماز کے بعد لوگوں کو فرمایا۔ کہ یہ ہمارا آخری جمعہ ہے امید نہیں کہ اگلے جمعہ تک زندہ رہیں۔ پھر خلوتخانہ میں تشریف لیگئے۔ عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں خلوتخانہ ہی میں ادا کیں۔ مسجد اور اہل مسجد حضرت خلیفۃ اللہ کے فراق سے رونے لگے۔ اس رات خانقاہ ایسی وحشت ناک تھی۔ کہ جو شخص مسجد میں آتا تھا۔ اُس پر وحشت کا غلبہ ہوتا تھا۔ آدھی رات گذری تھی۔ کہ حضرت کی والدہ ماجدہ آنحضرت کے دیکھنے کے لئے لوگوں کو دُور کراکے تشریف لائیں۔ اور تمام عالم نسا آنحضرت کے دیدار سے مشرف ہوا۔ بعد ازاں پانچ دن آنحضرت زندہ رہے۔ پھر کسی عورت کو پاس نہ آنے دیا۔ صبح منگل کے روز شوال کی آخری تاریخ فجر کی نماز کے بعد ہچکیاں شروع ہوگئیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اب تو ہچکیاں بھی شروع ہوگئیں۔ سب نے عرض کیا۔ کہ خدا نہ کرے آخری وقت ہو۔ آنحضرت نے فرمایا تین چار دن میں دیکھ لوگے۔ اِن دنوں اکثر سرہند کو یاد کرکے فرمایا کرتے تھے۔ کہ سرہند جانے کو جی چاہتا ہے۔ اتوار کے روز آنحضرت پر ضعف کا اس قدر غلبہ طاری ہوگیا۔ کہ بغیر تکیہ بیٹھنا دشوار تھا۔ پیر کے روز ناطاقتی بکثرت ہوگئی۔ چنانچہ فرض کھڑے ہوکر ادا کئے۔ اور باقی بیٹھکر۔ تمام ارکان سلطنت معہ وزیران دنوں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ خاصکر آج پیر کے دن تو صبح سے لیکر عشا تک خانقاہ میں بیٹھے روتے رہے۔ آخر آنحضرت نے

اعتماد الدولہ وزیر ہند کو چند عمدہ نصیحتیں کر کے رخصت کیا۔ اور دوسروں کو بھی جانے کی اجازت دی۔ بادشاہ وقت ہر روز آنحضرت کی خبر پوچھتا رہتا۔ صبح شام خیر و عافیت پوچھنے کے لئے آدمی بھیجا کرتا تھا۔ چند بار آنحضرت سے بیمار پرسی کے لئے اجازت مانگی۔ لیکن آنحضرت نے قبول نہ فرمایا۔ تمام اہل شہر اپنے گھروں میں بے قرار تھے۔ ہر روز صبح شام خانقاہ کے گرد روتے دھوتے اس طرح پھرتے تھے۔ جس طرح شمع کے گرد پروانے پھرتے ہیں۔ آنحضرت نے اپنے داماد شیخ محمد تقی کو پیر کے روز فرمایا۔ کہ اب زندگی کی امید بالکل منقطع ہو چکی ہے۔ بلکہ معلوم نہیں۔ کہ کل تک بھی زندگی ہو یا نہ ہو منگل کے روز اس قدر کمزوری ہوئی۔ کہ اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ رہی۔ بلکہ نشستگاہ سے حجرے تک بھی تشریف نہیں لیجا سکتے تھے۔ لیکن ہچکیوں میں قدرے تخفیف ہوئی لوگوں کو خوشی ہوئی۔ کہ باقی مرض کو بھی آرام ہو جائیگا۔ اس حالت میں بھی لوگوں نے علاج شروع رکھا۔ آنحضرت نے باوجود اس قدر تکالیف کے ورد و وظائف میں ناغہ نہ کیا۔ تہجد، اشراق، وغیرہ بدستور ادا کرتے رہے۔ جب ضعف غالب آتا۔ تو آنحضرت سر مبارک جھکا لیتے۔ ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا۔ کہ آنحضرت غشی میں ہیں۔ لیکن اس وقت بھی تسبیح ہاتھ میں ہوتی۔ اور حسب عادت ہاتھ اور لب حرکت کرتے رہتے۔ بہر ذیقعدہ بدھ کے روز نماز ادابین سے فارغ ہو کر سانس میں سُرعت آگئی۔ لیکن نہایت وقار و تمکین سے بیٹھے نوافل و وظائف پڑھتے رہے۔ سانس میں اس قدر سُرعت آگئی۔ کہ بمشکل تمام کلام کرتے۔ آدھی رات کے وقت عشا کی نماز باجماعت نہایت خشوع و خضوع سے ادا کی۔ بعد ازاں انگڑائیاں شروع ہوئیں۔ چنانچہ اکثر دست مبارک مجھ پر پھینکتے اور اپنی پیشانی میری پیشانی پر رکھتے۔ آنجناب کا سارہ بوجھ مجھ ذرہ بے مقدار پر پڑتا۔ امید ہے کہ اس سے بیشمار نعمتیں مجھے نصیب ہونگی۔ غش بھی حد سے زیادہ ہو گیا۔ گھڑی گھڑی پانی پیتے تھے۔ پیاس زائل نہ ہوتی تھی۔ میں نے پوچھا کہ اب مزاج مبارک کیسا ہے فرمایا۔ الحمد للہ۔ پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جو لوگ اپنی کشف سے میری صحت کی خوشخبری دیتے تھے۔ اب ان کی کشفوں کا کیا ہو گیا ہے۔ دیکھو اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ میں بہتیرا کہتا تھا۔ کہ یہ مرض زائل نہ ہوگا۔ لیکن کوئی نہیں مانتا تھا۔ جن دنوں آنحضرت بیمار تھے۔ اکثر اہل کشف اپنی کشف کے ذریعہ کہا کرتے تھے۔ کہ

آنحضرت کا یہ مرض زائل ہو جائیگا۔ اور سوگند کھاتے تھے۔ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو گھبرا کر مسجد میں آ کر تازہ وضو کیا۔ اتنے میں صوفی مرزا جانی نے مجھ سے آنحضرت کا حال پوچھا۔ میں نے کہا۔ اب آفتاب غروب ہونے کے قریب ہے۔ آؤ جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو۔ اس نے بھی اس بات کو منظور کر لیا۔ ہم دونو ملکر آنحضرت کی خدمت میں آئے۔ اتنے میں آنحضرت احتیاطاً آخری وقت قضائے حاجت کے لئے تازہ وضو کے واسطے اُٹھے۔ صوفی صاحب نے کہا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت کا مزاج مبارک درست ہے۔ کہ خود اُٹھکر وضو کے لئے گئے ہیں۔ میں نے کہا یہ آخری وضو ہے۔ آنحضرت نے تہجد کی نماز ادا کر کے سحر کے وظائف پڑھے اور صبح کی نماز کا انتظار کرنے لگے۔ میں آنحضرت کے سامنے بیٹھ کر جناب کے دستِ مبارک کو مل رہا تھا۔ اتنے میں مجھے فرمایا۔ کہ اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو۔ جب میں متوجہ ہوا۔ تو ارکانِ طریقت و شریعت بیان فرمائے۔ اور توجہ عنایت کی۔ اس وقت آنحضرت کی پیشانی میری پیشانی سے ملی ہوئی تھی۔ توجہ سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر ارکان اسلام کو نہایت شرح و بسط سے بیان فرمایا۔ اور انگشت شہادت سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور طریقت کے قواعد نہایت تواضع سے بیان فرمائے۔ اور فرمایا کہ مذہب اور طریقت کی ضروریات میں سے حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کی تجدید اور قیوم اربعہ کی قیومیت بھی ہے۔ بعد ازاں بعض شخص جو مرید ہونے کے ارادہ سے حاضر خدمت ہوئے تھے۔ ابھی شرف سعادت سے مشرف نہ ہوئے تھے۔ کہ انہیں غائبانہ مرید کیا۔ ان کے ارادے کی کسی کو خبر نہ تھی۔ اور نہ ہی انہوں نے خود ظاہر کیا تھا۔ آنحضرت رضؓ نے بنور باطن ان کے ارادے سے واقف ہو کر اُن کے حق میں مہربانی فرمائی۔ بعد ازاں کئی مرتبہ کلمہ تمجید پڑھا۔ اس رات اس قدر فرشتے اور ارواح طیبہ انبیاء و اولیاء آسمان سے اُترے۔ کہ عوام الناس اس معاملے کو سمجھنے لگے۔ کیونکہ گھڑی بہ گھڑی آسمان سے اس قدر تند جھونکے آتے تھے۔ کہ مشعلیں شمعیں اور چراغ بجھ بجھ جاتے تھے۔ زمین میں زلزلہ آتا تھا۔ اور ہوا کے جھونکے اس قدر خوشبودار تھے کہ جہان کا دماغ معطر ہو رہا تھا۔ جب لوگ ہوا دیکھنے کو باہر نکلتے تو کہیں ایک

پتہ بھی ہلتا دکھائی نہ دیتا۔ گھڑی بعد پھر ویسا ہی جھونکا آتا۔ جب صبح ہوئی۔ تو آنحضرت نماز کے لئے تیار ہوئے۔ اتنے میں مَیں نے اُٹھ کر عرض کیا۔ کہ ہمارے طریقے کے بارے میں جناب کیا فرماتے ہیں۔ مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تم پہلے بھی کچھ کہنا چاہتے تھے۔ لیکن خواجہ عبدالرحمن نے جسے کچھ اور بھی خیال تھا کہا۔ کہ کیسی باتیں پوچھتے ہو۔ حقتعالیٰ آنحضرت کو سلامت رکھے۔ صوفی محمد رحیم نے بھی اس سے متفق ہو کر یہی کہا۔ بعض میری تائید میں ہوئے۔ جب آواز اونچی ہوئی تو آنحضرت لوگوں سے روگرداں ہو کر نماز میں مشغول ہوئے۔ یہ معاملہ ہو بہو قصہ قرطاس کے مشابہ ہے۔ یہ سُنّت بھی آنحضرت سے قضا نہ ہوئی۔ بعد ازاں آنحضرت نے دس مرتبہ کلمہ تمجید پڑھا۔ پھر دُعا کہ کر یا رسول اللہ کہتے ہی دونوں ہاتھ سر پر رکھے۔ اتنے میں نزول بے کیف ظاہر ہوا۔ آنحضرت سربسجود ہوئے۔ اس وقت پھر ایک شخص نے صوفی مرزا جانی کے اشارے سے طریقہ کے لئے عرض کیا۔ خواجہ عبدالرحمن نے اس مرتبہ بھی روکا۔ آنحضرت نے سجدہ سے سر اُٹھا تھوڑی دیر مراقبہ کر کے پوچھا کہ سورج نکل آیا ہے یا نہیں۔ لوگوں نے نفی میں جواب دیا۔ آنحضرت نے پردہ اُٹھا دینے کا حکم دیا۔ ایک شخص نے شمال کے رُخ کا پردہ اُٹھایا۔ آنحضرت نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں کہ میں اشراق کی نماز ادا کروں یہ کہہ کر بستر پر تکیہ کر کے پاؤں کو خود بخود دراز کیا۔ آنحضرت کا سرِ مبارک مجھ فقیر کے گھٹنے پر تھا۔ میں اپنا سر آنحضرت کے سر کے پاس چومنے کے لئے لے گیا تھا۔ کیونکہ حضرت صدیق اکبرؓ نے بھی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آنحضرت رضؓ کو بوسہ دیا۔ اس وقت آنجناب نے میری طرف تین مرتبہ نگاہ ترحم سے دیکھا۔ اتنے میں صوفی مرزا جانی نے ہاتھ مل کر کہا۔ ہائے پیر دستگیر۔ حضرت سلطان الاولیاء قیوم زمان خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ تین تکبیر کہہ کر مسکراتے ہوئے فردوسِ اعلےٰ میں جا لیٹے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۵

دریغا چہ شہ شاہ اسلام را ۔۔۔ چہ کردی خداوند ایام را

مَیں آنحضرت کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر زمین پر گر پڑا۔ ایک گھڑی بعد مخدوم زادہ عالی قدر خواجہ عبدالقادر آئے۔ اور خواجہ عبدالرحمان سے جو ہر روز

ایام مرض میں ازروئے کشف آنحضرت کی شفا کی خبر دیا کرتا تھا۔ اور اس بارے میں قسمیں کھایا کرتا تھا۔ پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے۔ اُس نے نہایت کمینہ پن سے کہا کہ خاطر جمع رکھو۔ آنحضرت غش کی حالت میں ہیں۔ مخدوم زادہ نے دو تین مرتبہ قبلہ عالم کہہ کر پکارا۔ جب ٹھیک معلوم ہوگیا۔ کہ جہاں آنحضرت کے وجودِ مبارک کے نور سے بالکل تاریک ہوگیا ؎

فلک نیلی لباس از ماتم او ۔۔۔ زمیں ہم خاک برسر از غم او

تو مخدوم زادہ صاحب زمین پر لوٹنے لگے۔ آخر لوگ انہیں اٹھا کر مکان میں لے گئے۔ مخدوم زادہ کلاں خواجہ محمد عزیز نے یہ خبر سُنکر دستار کو زمین پر دے مارا۔ اور دوسرے خلفاء اور مرید بھی مرغ نیم لبسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ میں نے اس وقت تک کسی کی موت بچشم خود ملاحظہ نہیں کی تھی۔ صرف آنحضرت کا وصال ہوتے دیکھا۔ مجھے اس سے پہلے یہ یقین نہ تھا۔ کہ میں آنحضرت کے بعد زندہ رہوں گا۔ مجھے پورا یقین تھا۔ کہ جب آنحضرت رحلت فرمائینگے۔ اسی وقت میرے جسم سے بھی روح نکل جائے گی۔ لیکن میں نے بہتیری کوشش کی۔ کہ کسی طرح مرجاؤں۔ مگر موت میسر نہ ہوئی۔ چنانچہ ان دنوں بارہا میں نے اپنے سر کو دیوار پتھر، درخت اور زمین پر پٹکا۔ کہ کسی طرح ٹوٹ کر ہلاک ہوجاؤں۔ لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ میں ان دنوں محض دیوانہ ہوگیا تھا۔ اور اسی جنون کا بقیہ آج تک چلا آتا ہے ؎

بنیم چو گردہ سوگ وارے ۔۔۔ گریاں ہشاہ بر سر مزارے
من نیز زدم در آں میانہ ۔۔۔ گیریم سر از پئے بہانہ
کہ از وائے چوں کنم وائے ۔۔۔ نے دِل بخود نہ صبر بر جائے
اللہ اللہ چہ چارہ سازم ۔۔۔ با بخت سیاہ چہ حیلہ سازم
من لذتِ زندگی ندانم ۔۔۔ مرگ دگر است ہزار جانم
اے کاش کہ مادرم نزادے ۔۔۔ ور زادے بہ شیر زہر دادے
طوفاں بلاست آ. بجویم ۔۔۔ حسرت زدہ برق بر سبویم
تا از رگ دِل گرہ گشادم ۔۔۔ جیحونِ بلا بہ موج دادم

آشفتہ بدردِ دل خروشاں ‌ در کاسۂ سر دماغ جوشاں
بیگشت طبیباں آتشیں دل ‌ برخاک چو مرغ نیم بسمل
چوں از دمِ سردِ مہرگانی ‌ شد باغ فسردہ زندگانی
گشتند بروزِ تیرہ بختاں ‌ مجنوں و برہنہ سر درختاں
گلزار شدہ از گل فشردہ ‌ غمخانۂ صد چراغ مردہ
برد از تک و تاریک اشارت ‌ صد قافلہ چمن بغاوت
در باغ شکستہ از سمن آب ‌ چوں کرد خسوف روئے مہتاب
دورانِ بمزاج ناتواناں ‌ پیرانِ بہار خاں کراناں
ہر لالہ و باد خاک سنجے ‌ ہر گل بد ماغ غنچہ رنجے
زو عہد خزاں نفس بدستاں ‌ نیلوفر زار شد گلستاں
بگرفت بلوح گل زسردی ‌ شنگرف نگار لاجوردی
نرگس زنظارہ دیدہ بربست ‌ از جلوہ سرو گل نظر بست
گلہائے نمود در جوانی ‌ چوں نرگس گل بناتوانی
نہ برگ درخت ماند ہر سو ‌ چوں برہمن برہنہ بر جوے
از غم دلِ مرغ گشت افگار ‌ بر سینۂ غنچہ ناخنِ خار
با ایں ہمہ خوں کہ در رگ اوست ‌ گل را یرقاں و دیدہ در پوست
از برگ نماند غیر خارے ‌ واز سبزہ نماند جز غبارے
گردید چمن بہ بلبلاں تنگ ‌ بشکست ز روئے بوستاں رنگ
گل شد چو دماغ خشک بیتاب ‌ مے شد چو مزاجِ سینہ بے تاب
بازار گل و بہار بشکست ‌ ہنگامۂ روزگار بشکست
ہم افسر لالہ واژگوں شد ‌ ہم رایت نارون نگوں شد
ہر برگ بخون خویش تیغے ‌ ہر گل بحیات خود دریغے
مے آئینہ دار روئے ساقی ‌ وز عیش نماند ہیچ باقی
چوں رفت زعالم آں یگانہ ‌ آبستنِ فتنہ شد زمانہ
بس زہر ستبر در گلو شد ‌ کیں روز بشامِ غم فرو شد

از ماتم او جہاں بجوشید	صد فتنہ زماں زماں بجوشید
بگرفت فلک ستارہ بازی	بنشست جہاں بہ سوگواری
آشوبِ قیامت از جہاں خاست	شیون ز زمین و زماں خاست
غم سوخت دروں یگان یگاں را	ماتم کدہ شد جہاں جہاں را
از مرغ فغاں سرو برخاست	وز غنچہ گرد بر خاست
ہم باد برابر آستین زد	ہم آب کلاہ بر زمین زد
برخاست ز باد زمہریرے	عناب بجلوہ از تبرے
برخاست خزاں بہ ترکتازی	افتادِ چمن بہ خاکبازی

حضرت خلیفۃ اللہ کے اِس جانکاہ واقعہ کے سُننے سے تمام وضیع و شریف چھوٹے بڑے اور بادشاہ و رعایا غرضیکہ تمام خیر الناس و شر الناس سر پیٹتے۔ روتے، چلاتے آنحضرت کی خانقاہ کے گرد آجمع ہوئے۔ اُس روز ایسا حشر و نشر برپا ہوا۔ کہ گویا فزع اکبر کا نمونہ تھا ؎

فغاں اُفتاد در عالم ز ہر سو	کہ ختمِ اولیاء از اولیا رفت
چرا صبحِ قیامت بر نیاید	کزیں ظلمت کدہ شمع ہدا رفت

دوپہر کے قریب آنحضرت کو آنجناب کے حجرۂ خاص میں غسل دیا گیا۔ آنحضرت کے غسل میں محمد روشن۔ امام تراویح۔ حافظ معمور۔ حافظ سعد اللہ۔ اور مولوی عبد الحکیم کے بیٹے مولوی احمد شریک تھے۔ جو سب کے سب آنحضرت کے مخصوص مُرید تھے۔ جو غسل کے وقت پانی ڈالتے۔ اور ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔ اگرچہ آنحضرت کو سات مہینے سے غسل کرنے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ پھر بھی بدن مبارک پر میل نہ تھا۔ غسل کے وقت کسی کی نگاہ جناب کے ستر پر نہ پڑی۔ لباس اُتارنے سے پہلے ناف سے زانو تک تہ بند باندھ لیا گیا۔ غسل کے وقت خود بخود پہلو بدلے جاتے تھے۔ آنحضرت کے کفن میں لفافہ۔ چادر اور قمیص تھے قمیص کندھوں پر سے پھٹی ہوئی تھی۔ عمامہ حضرات سرہند کی رسم نہیں غسل کے بعد بادشاہ اور تمام اہلِ شہر نے درخواست کی۔ کہ آنحضرت کو دہلی ہی میں دفن کیا جائے اور یہیں ایک عالیشان روضہ بنایا جائے۔ چنانچہ دو تین نہایت ہی نفیس باغ اس

امر کے لئے تجویز کئے۔ لیکن آنحضرت کی والدہ ماجدہ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت کی مرضی سرہند کی ہے۔ بعض نے اصرار کیا۔ کہ یہیں مدفون ہونے چاہئیں۔ لیکن آخر یہی قرار پایا کہ سرہند پہنچانے چاہئیں۔ سبزی فروشوں کے میدان میں جو نہایت وسیع ہے۔ آنحضرت کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آنحضرت کے خلیفہ محمدؐ روشن نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے۔ کہ کہیں کھڑے ہونے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ جنازے پر پرندوں کا اس قدر ہجوم تھا۔ کہ آسمان اچھی طرح نظر نہ آتا تھا۔ اس روز آفتاب بالکل نہیں چمکتا تھا۔ صرف ایک سفید سی ٹکیا معلوم ہوتی تھی۔ جیسا کہ گرہن یا بادل کے وقت ہوتا ہے۔ حالانکہ مطلع بالکل صاف تھا۔ اور سورج گرہن کا دن بھی نہ تھا۔ تمام خلقت پر مصیبت آئی ہوئی تھی۔ تمام چھوٹے بڑے اس طرح نظر آتے تھے۔ کہ کوئی ان کا سب سے عزیز رشتہ دار فوت ہو گیا ہے۔ بلکہ مخالف مذہب مثلاً شیعہ وغیرہ بھی شریک غم تھے۔ اور ننگے سر اور ننگے پاؤں نعش مبارک کے ساتھ جا رہے تھے۔ کافروں وغیرہ نے بھی دکانیں اور کاروبار بند کر دئے۔ اور نعش کے ساتھ سر پیٹتے جاتے تھے۔ دار الخلافہ کی تمام دکانیں بند تھیں خرید و فروخت بالکل نہ ہوتی تھی۔ لیکن آنحضرت کی والدہ ماجدہ ہمشیرہ۔ اہل بیت۔ اور دختر نیک اختر نے بالکل واویلا نہ کیا۔ اور نہ ہی کوئی خلاف کام ان سے ظہور میں آیا۔ آنحضرت کے وصال کو ابھی ایک گھڑی نہ گذری تھی۔ کہ آنحضرت کے داماد شیخ محمد تقی آئے ہیں واویلا کرتا انکی طرف بڑھا۔ تو آپ نے حسب ذیل شعر موافق حال پڑھا ؎

صبت علی مصائب لو انها		صبت علی الایام صرن لیالیا

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ تو صحابہ نے صبر کیا۔ تم بھی صحابہ کی طرح صبر کرو۔ میں نے اس روز بہت ہی واویلا کیا تھا۔ اور یہی وردِ زبان تھا۔ "الصبر ملیح لا علیك یا خلیفة الله والجزع قبیح لا علیك یا خلیفة الله" "صبر عمدہ شے ہے لیکن یا خلیفۃ اللہ آپ پر نہیں اور رونا چلانا بُرا ہے لیکن آپ کی (وفات) پر نہیں"۔ حضرت خازن الرحمت کے پوتے شیخ خلیل الرحمن کے فرزند شیخ نور القدس نے فرمایا۔ کہ آج ارشاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے ؎

در ارشاد بستہ نشد ہدایت چو از راہِ حقیقت راہ نما رفت

بعد ازاں نعش مبارک کو اس مسجد میں رکھا گیا۔ جو شہر کے کنارے پر ہے۔ اور جہاں آنحضرت باغ کی سیر سے آکر ٹھیرا کرتے تھے۔ رات بھی نعش مبارک وہیں رہی۔ صبح ۵۔ ذیقعد جمعرات کے روز نعش لیکر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مسجد کے قریب ایک باغ اور ایک کاروانسرائے ہے۔ کسی نے ان تینوں کی عمدہ تاریخ لکھی ہے ؎ سرائے گلشن سبز۔ مسجد قبلہ گیہاں جس وقت آنحضرت تشریف لایا کرتے تھے۔ یہیں ٹھیرا کرتے تھے۔ یہ تاریخ عموماً بار بار کہا کرتے تھے۔ واقعی بر موقع ہوئی۔ کہ پہلی رات آنحضرت کی نعش مبارک یہیں رہی۔ تمام اہل شہر کیا امیر کیا غریب سب آنحضرت کی نعش کے پاس تمام رات جاگتے رہے۔ اور گریہ وزاری کرتے رہے۔ ان کے شیون وشین سے زمین وزمان کانپ اُٹھے۔ اور کثرتِ غم سے کروبی فرشتے بھی تسبیح وتہلیل بھول گئے ؎

چوں بانگِ موت آں شہ سلطان دیں رسید جوش زمیں بذروۂ عرشِ بریں رسید
نزدیک شد کہ خانۂ ایماں شود خراب از بس شکستہا کہ بارکان دیں رسید
یکبار جامہ درخم گردوں بہ نیل زد چوں ایں خبر بہ عیسٰے گردوں نشیں رسید
پُر شد فلک زغلغلہ چوں نوبتِ خروش از انبیاء بحضرت روح الامین رسید

آنحضرت کا وصال ۴ر ذیقعدہ بدھ کے روز مُطابق ۱۶ ار دلو ہوا۔ آنحضرت کا وصال وتولد ایک ہی روز ہوا۔ یہ بھی سنّت نبوی آنجناب سے ترک نہ ہوئی۔ جناب کا سن شریف اُنسٹھ سال تھا۔ مدّت قیومیت اڑتیس سال تھی۔ تجدید ثانیہ کا عرصہ اکیس سال تھا۔ آنحضرت کا وصال ۱۱۵۲ھ ہجری کو ہوا۔ جیساکہ حسب ذیل تواریخ سے معلوم ہوتا ہے:

ذکر دربیان

تواریخ وصال حضرت خلیفۃ اللہ سُلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رہنمائے امت سید الرسل بود۔ آں وارث سید الرسل بود۔ آں خاتم الاولیاء بود۔ او تاج خلق بود۔ اے افسوس قطب الاقطاب رفت۔ ہے ہے قطب الاقطاب از یں جہان رحلت نمود۔ وائے وائے تمام جہاں بے سرشد۔ فیض معصوم بودہ۔ آں جانشین

مجدد الف ثانی بود - وائے وائے پیر مرید پرور مُرد - وے احمد نقشبند ثانی مرد - او شیخ کامل مکمل بود - آہ آہ از عالم محمد زبیر رفت - او شیخ اکبر بود - آہ آہ قطب الاقطاب واصل جنت شد ٭

مندرجہ بالا تاریخیں حضرت صبغۃ اللہ کے دہتے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند شیخ نیاز احمد نے کہی ہیں ٭

مظہر حد - ماہ ظاہر - فیاض رسا مظہر آمد - مظہر ادب - وارث محمد الرسول آل اللہ احد بود - قیوم اقطاب رحلت نمود - عمر فیومنا سیین سنہ نور احدی قوی رفت - اللہ صبح مجدد تاریک شد - بجد احمدی فورسے نور رفت - وہاب ودود ظاہر بود ہائے ہائے - ظاہر ہائے ہائے - باقی وائے تاج طریقت بود - وائے وائے قیوم صراط مستقیم - وائے قطب زمان معصوم رفت - آہ خواجہ محمد زبیر قطب الاولیاء بودند - خواجہ محمد زبیر کریم اول بود - کریم الاولیا خواجہ محمد زبیر قطب دین مجدد - خواجہ محمد زبیر امام رضوان بود یہ تاریخیں حضرت مجدد الف ثانی کے چھوٹے بیٹے شیخ محمد یحیےٰ کے پوتے شیخ محمدی نے کہی ہیں ٭

'امام اعظم ہند' یہ تاریخ امور شاعر مرزا گرامی نے کہی ہے ٭

قیوم زمان شصت سالہ بود ہائے پیر من خواجہ زبیر ہائے - پیر مکمل خواجہ زبیر زبیر قیوم صدیق ثانی بود - بچہارم ذیقعدہ بود - وائے فیاض مرد - ارتحل اے الفرادالقوم ولئے - خیر محققین - اے دل نورِ ظالم رفت - العجب قطب المدار رفتہ - عجب بی الاقطاب رفتہ - تاج الابدال رفت - وائے وائے قطب العالمین خواجہ زبیر ابد الابرار رفت - حقا کہ سراج الاولیا رفت - وہ چہ حجۃ الہادی رفت - وائے کہ چہ عالم دوربیں سوخت - ہے ہے افسوس کہ قیوم جہاں رفت - وائے وائے وہ چہ معجزہ رسول برفت - ہے ہے وائے وائے چہ فقیرے رفتہ - وائے وائے ہائے ہائے چہ رونق دین رفت - وائے وائے چہ شوق ریز درفت - ہائے وائے چہ آیت ریزد رفت - ہائے وائے گوہر راز رفت - امام مغل ہائے ہائے - چہ حجت ایزد رفت - وائے وائے خدا شناس کامل بود ہے ہے عزیز خدا شناس بود ہے ہے فرزند محبوب مجدد الف ثانی بود وائے وائے عجب جانشین خواجہا بود - وائے وائے نوبادہ بوستان اصالت بود

وائے وائے لوحِ محفوظ بودہ - ہائے ہائے پاک ضمیر بودہ - وائے وائے چہ معدن المعرفت
بودہ فیض الباری بودہ - آں آیتِ رحمت بودہ - آں اعظم الاولیاء بود - یکے از علمار اسخین
بود - بسا ثابت القدم بود - آہ چہ شیخ العالم بودہ - عجب جانشین خواجہا بود - افسوس
کہ آں خلق محمدی بود - ہائے وائے امام اعظم بودہ قیوم الربانی - گلدستہ حقانی بودہ
ہائے وائے مقتدائے وقت بودہ - ہائے وائے حیف مشائخ پناہ بود - ہائے
ہائے وائے شیخ الاسلام بود - ہائے ہائے چہ ہمگی خلّت بود - ہائے ہائے
حقا کہ معشوق بے ہمتا بود - ہائے وائے باغ جناں بود - ہائے وائے چہ اکسیر
معرفت بود - ہائے ہائے چہ ابر باراں رحمت بود - وائے حیف کہ وے حافظ
بود - ہائے وائے باغ جناں بود - چہ وارث المرسلین بود - ہے - ہے
نائبِ جناب رسولِ رحمت ایزد بود - ہائے وائے حیف چہ سالار اولیاء رفت
ہائے وائے افسوس کردہ کامل مکمل رفت - آہ چہ حیات رفت - ہائے وائے
احباب پرور رفت - ہے ہے بس عیش رفت - چہ ولی مقتدائے آں وقت بود - ہے
ہے محبوب انعام بخش - ہے ہے خوش روئے فضل ربہم بود - چہ فضل الرب حبیب الودود
دخفت - حبیب الہادی خفت - خواجگی نقشبند وائے قطب عالمین خواجہ زبیر
عمران شصت - وائے صدغم غم قلب - وائے مات مرشد زماننا - وائے حیف
ماتا مرشد نا - او حافظ قیوم بود - یہ تواریخ حضرت صبغۃ اللہ فرزند حضرت عروۃ الوثقیٰ
کے دُہتے شیخ محمد امام نے کہی ہیں ؂

ذکر دربیان

توجہ نعش مبارک حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء از دار الخلافہ
شاہجہان آباد بدار الارشاد سرہند و بیان واقعاتیکہ بعد
دفن آنحضرت روئے نمودہ اند - تعمیر روضۂ منورۂ آنحضرت

پہلی رات آنحضرت کی نعش مبارک اس مسجد میں رکھی گئی - جو شہر کے کنارہ
پر ہے - دوسرے ۵ ذیقعدہ کو جمعرات کے روز دار الارشاد سرہند کی طرف
روانہ ہوئے - آنحضرت کے اکثر مریدان کرام و خلفائے عظام اور شاہجہان آباد سے

ہزارہا آدمی نعش مبارک کے ساتھ روانہ ہوئے۔ وزیر نے بھی بہت سے سوار پیادے ساتھ کئے۔ آنحضرت کے حسب ذیل خلفا نعش کے ساتھ تھے۔ خواجہ ضیاء اللہ مشہور بہ حسن لبین، صوفی محمد رحیم۔ شاہ مقیم۔ صوفی عوض باقی۔ صوفی حفظ اللہ۔ عبدالحکیم کشمیری وغیرہ میں بھی ان شاہبازان طریقت کی جوتیاں اُٹھانے کے واسطے ساتھ تھا۔ اکثر مخدومزادوں کی تسلی کے واسطے شاہجہان آباد ہی میں رہے۔ راستے میں جن گاؤں یا شہر سے نعش کا عبور ہوتا۔ گویا وہاں از سر نو ماتم ہوتا تھا۔ گرد و نواح کے دیہات و قصبات کے لوگ بھی روتے چلاتے نعش کے ساتھ جاتے تھے۔ تمام جنگل و صحرا لوگوں کی آہ وزاری کے سبب میدان قیامت کا نمونہ بنا ہوا تھا۔ زمین و آسمان میں بڑی بھاری ہلچل مچی ہوئی تھی ؎

درشاہراہ چوں رہ آں کارواں فتاد ۔۔۔ شور نشور آں ہمہ را در گماں فتاد
ہم بانگ نوحہ غلغلہ در شش جہت فگند ۔۔۔ ہم گریہ بر علائک ہفت آسماں فتاد

نعش مبارک اس قدر جلدی جا رہی تھی۔ کہ اُٹھانے والوں کو اس کا بوجھ ہی معلوم نہ ہوتا تھا۔ نہیں معلوم کون نعش کو اُٹھائے جاتا تھا۔ گویا نعش ان لوگوں کو کھینچے لئے جا رہی تھی۔ وہ نعش تلے دوڑے جا رہے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ ہمیں معلوم نہیں یہ ہمارے کندھوں پر سے کون نعش کو کھینچتا ہے۔ یہ بات میں (مؤلف رح) نے بھی کئی دفعہ دیکھی۔ راستے میں نعش پر بادل کا ٹکڑا سایہ کئے تھا۔ اور شبنم کی طرح ترشح بھی ہوتا جاتا تھا۔ جب ہم منزل پر پہنچے۔ تو بڑے زور کی بارش ہوئی وصال سے دفن تک جو نو دن کا عرصہ گذرا۔ اس میں آسمان ابر آلود ہی رہا ؎

بے تابوت آں قطب زمانہ ۔۔۔ چو رعد نعرہ زن احباب در جوش
بنات النعش شد امروز ہیہات ۔۔۔ ہماں مجمع کہ پروین دیدمش دوش
برسم ماتم از ساز ناہید ۔۔۔ فلک از ابر کردہ پنبہ در گوش

جب ہم سرہند کے قریب پہنچے۔ تو تمام حضرات سرہند روتے ہوئے استقبال کے لئے آئے۔ اور شہر کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف چیختے چلاتے نعش مبارک کے پاس آئے۔ پہلے نعش کو پارسا باغ میں ٹھیرایا گیا۔ بعد ازاں شہر میں لائی گئی۔ شیخ محمد نعمان حق رسا جو حضرات سرہند کے اس وقت سردار

تھے۔ گریباں چاک پگڑی پھینک زمین پر لوٹ رہے تھے۔ بڑے بھائی شاہ محمد رسا
بھی اسی طرح جزع و فزع میں مشغول تھے۔ تمام مشائخ سعادت سمجھ کر نعش مبارک
کو اپنے سر پر اٹھا شہر میں لائے۔ اس پر فخر کرتے تھے کہ ہم نے قیوم زمان کی نعش
مبارک اٹھائی ہے۔ شیخ محمد نعمان حق رسا ننگے پاؤں نعش کا اہتمام کر رہے تھے۔
کہتے ہیں کہ سرہند میں حضرت عروۃ الوثقےؓ کے ماتم پر بھی ایسا رونا، چیخنا، چلانا۔
نہیں ہوا تھا۔ آنحضرت کی نعش مبارک شیخ سعد الدین کی حویلی میں جسے آنحضرت
نے شیخ سعد الدین کے فرزند سے چار ہزار روپیہ دیکر خرید کیا تھا دفن کی گئی۔ میں نے
شاہ محمد رسا شیخ محمد نعمان حق رسا اور آنحضرت کے فرزندوں اور بھتیجوں نے
نعش مبارک کو لحد میں رکھا۔ آنحضرت کے وصال کو نو دن گذر چکے تھے۔
لیکن میت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ ۱۲ ذیقعدہ بروز جمعرات نعش مبارک
مدفون ہوئی ؎

کاش آں زماں سرادقِ گردوں نگوں شدے	ایں خرگہِ بلندِ فلک بے ستوں شدے
کاش آں زماں برائے از کوہ تا بکوہ	سیل سیاہ کہ روئے زمیں قیر گوں شدے
کاش آں زماں کہ ایں حرکت کرد آسمان	سیماب وار روئے زمیں بے سکوں شدے
کاش آں زماں کہ پیکرِ او زیر خاک شد	جانِ جہانیاں ہمہ از تن بروں شدے

جب آنحضرت کو دفن کر چکے تو ان زلزلۃ الساعۃ لشیئ عظیم کے موافق
ایک زلزلہ آیا۔ کہ اس جیسا پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ اور نہ کسی مؤرخ نے ایسے زلزلے
کی خبر دی ہے۔ اس قسم کا زلزلہ آیا۔ کہ درخت جڑھوں سے اکھڑ گئے۔ اور اکثر
عمارتیں بنیاد سے اکھڑ گئیں۔ بعض جگہ زمین پھٹ گئی۔ اور وہاں سے پانی نکلنے
لگا۔ اذا زلزلت الارض زلزالہا واخرجت الارض اثقالہا کا سما
آنکھوں میں بندھ گیا ؎

گفتی تمام زلزلہ شد خاک مطمئن	گفتی فتاد از حرکت چرخ بے قرار
عرش آنچناں بلرزہ در آمد و کرسی	کافتاد در گماں کہ قیامت شد آشکار
موج بجنبش آمد و برخاست کوہ کوہ	ابرے بہارش آمد و بگریست زار زار
آں خیمہ کہ گیسوئے حورش طناب بود	شد سرنگوں ز بادِ مخالف حباب وار

متواتر سات روز تک زلزلہ رہا۔ ہر روز زمین کے کنارے ہل جاتے تھے۔ لیکن پہلے دن ایسا زلزلہ آیا۔ کہ اگر اسے قیامت کا زلزلہ کہیں تو بجا ہے۔ میں (مؤلف) آنحضرت کے وصال کے بعد ایک مہینہ آنحضرت کے مزار پر رہا۔ بعد ازاں آنجناب کے عرس اول کی سعادت حاصل کر کے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ شیخ محمد نعمان حق رسا اور شیخ نیاز احمد نے کہا۔ کہ آئندہ یہ عرس کو بھی ترک کر دیگا۔ تو بھی ان سب کا ثواب اس حدیث کے بموجب "ومن سن سنۃ حسنۃ فلہ اجر من عمل بہا" جو کوئی نیک طریقے کی بنیاد رکھتا ہے۔ جو شخص اس طریقے پر عمل کرتا ہے۔ اس کا ثواب بھی بانی کو ملتا ہے" تجھے ملیگا۔ انہیں دنوں آنحضرت کی قبر پر ایک عالیشان روضہ پتھر اور گچ کا بنایا گیا۔ جو رنگا رنگ کے نقش و نگار سے آراستہ تھا۔ اور جس میں چین اور فرنگ کی گلکاری ہوئی ہوئی تھی۔ قبہ مبارک کی اونچائی تیس ہاتھ ہے۔ اندر سے کچھ زیادہ چھ گز۔ گنبد کے گرد چار برج۔ ہر برج میں دو حجرے ہیں۔ روضہ منورہ کے تین دروازے ہیں۔ ایک جنوب کی طرف دو مشرق اور مغرب کی طرف۔ شمال کی طرف ایک جالی دار کھڑکی۔ روضہ مبارک کے گرداگرد پانچ ہاتھ سے کچھ زیادہ چوڑا اور ڈیڑھ ہاتھ اونچا چبوترہ ہے۔ آنحضرت کا روضہ منورہ ۱۱۵۳ھ ہجری میں شروع بھی ہوا اور تیار بھی۔ جیسا کہ حسب ذیل تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے ؎

ذکر در بیان

تواریخ روضہ مبارک حضرت خلیفۃ اللہ

روضہ عالم روضہ اعلم روضہ قطب الریاض۔ ریاض القطب۔ روضہ ہادی اقطاب۔ مقبرہ شریفہ از امام ہادی مقبرہ شریفہ قطب۔ روضہ مجدد اکمل۔ گو روضہ مجدد دین ؎

ایسی عالیشان عمارت دو ماہ کے عرصے میں تیار ہوئی۔ یہ آنحضرت کا تصرف ہے۔ کہ اس قلیل عرصہ میں آنحضرت کا روضہ منورہ تیار ہو گیا۔ ورنہ ایسی عمارت کو تیار ہونے کے لئے کئی سال درکار ہیں۔ کابل کا ایک مغل آنحضرت کی بیماری کی خبر سن کر

بیمار پرسی کے لئے روانہ ہوا۔ جب سرہند سے گذر شاہجہان آباد کے قریب پہنچا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ جنگل میں آنحضرت سفید لباس پہنے ابلق گھوڑے پر سوار بڑی سرعت سے سرہند کی طرف جا رہے ہیں۔ جب اُس نے آنحضرت کو اکیلے دیکھا تو حیران سا رہ گیا۔ کہ اکیلے اس جنگل میں کیونکر آنکلے۔ کیونکہ کبھی اکیلے روانہ نہ ہوئے تھے۔ آخر اس نے بے اختیار ہو کر اپنا چہرہ آنحضرت کے قدموں پر ملا۔ آنحضرت نے ہاتھ کے اشارے سے اسے رخصت فرمایا۔ جب وہ تھوڑا سا فاصلہ طے کر چکا۔ تو دور سے ایک قافلے کو دیکھا نزدیک آنے پر معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت کی نعش مبارک لئے آ رہے ہیں۔ اُس نے لوگوں کو کہا۔ یہ عجب معاملہ ہے۔ میں نے ابھی آنحضرت کو دیکھا ہے کہ قافلے کے آگے آگے جا رہے ہیں۔ لوگوں نے اس سے پوچھا۔ کہ آنحضرت کو کس حالت میں دیکھا ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ سفید لباس میں ابلق گھوڑے پر سوار جا رہے ہیں۔ سارے حیران رہ گئے۔ اور آنحضرت پر اعتقاد زیادہ ہو گیا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد خانقاہ کی مسجد کا فرش مخدومزادوں نے از سر نو درست کیا۔ جہاں آنحضرت وضو کیا کرتے تھے۔ وہاں پتھر اور چونے کا ایک چبوترہ بنایا حضرت قیوم زمان کا ایک تصرف یہ ہے۔ کہ موسم گرما میں جبکہ سخت دھوپ ہوتی کہ پتھر پر روٹی پک سکے۔ لیکن ایسی سخت گرمی میں اس چبوترے پر گرمی کا ذرا اثر نہیں ہوتا۔ چبوترے کے نیچے پاؤں نہیں رکھ سکتے ؎

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود ۔۔۔ سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

ذکر در بیان

احوال اولاد امجاد حضرت قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہٗ

حضرت خلیفۃ اللہ کی اولاد کی تعداد چھ ہے۔ چار لڑکے اور دو لڑکیاں لڑکوں میں سے سب سے بڑے شیخ محمد عزیز سلمہ اللہ تعالےٰ ہیں۔ آپ ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ جیسا کہ قیومیت کے دوسرے سال میں بیان ہو چکا ہے آنحضرت کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی۔ جب آپ آنحضرت کی زندگی میں بیمار ہوا کرتے تھے

تو آنحضرت سارا سارا دن حضرت مجدد الف ثانی رضہ اور خواجگان کا ختم پڑھا کرتے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے سلوک باطنی ولایت تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم تم پر خاص الخاص نظر عنایت رکھتے ہیں۔ لیکن آپ پر جذبہ غالب ہے۔ عموماً مغلوب الاحوال رہتے ہیں۔ اس واسطے لوگوں سے انس بہت کم کرتے ہیں۔ گوشہ نشینی کو میل جول پر ترجیح دیتے ہیں۔ خلق۔ حلم۔ تواضع اور نیستی جیساکہ اہل اللہ کا طریقہ ہے۔ آپ میں پورے طور پر پائی جاتی تھیں۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند نرینہ شیخ محمد کریم بخش ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ اللہ کے وصال کے بعد پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے جد بزرگوار کے کمالات کا وارث بنائے۔ آمین رب العالمین ،،

شیخ عبدالقادر۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے دوسرے فرزند مکارم اخلاق وکثرت فضائل میں سب سے بے نظیر ہیں۔ آپ ۲۹ رمضان سنہ ۱۱۲۰ ہجری کو پیدا ہوئے۔ جیساکہ قیومیت کے ساتویں سال میں لکھا گیا ہے۔ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے حضرت شیخ الجن والانس عبدالقادر جیلانی رضہ نے حضرت خلیفۃ اللہ کو فرمایا تھا۔ کہ اس سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو اپنے وقت میں ممتاز ہوگا۔ اس کا نام عبدالقادر رکھنا۔ آنحضرت نے آپ کی پیدائش کے بعد آپ کا اسم مبارک حسب الارشاد عبدالقادر رکھا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد خانقاہ کے خلیفہ آپ ہی بنائے گئے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کی طرح صبح شام حلقہ مراقبہ ذکر شغل میں مشغول رہتے۔ پانچوں وقت نماز کے لئے مسجد میں آتے ہیں جماعت کثیر کے ساتھ نہایت خشوع وخضوع سے نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کے حالات پوچھتے۔ پھر خلوت میں چلے جاتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد چاشت تک خانقاہ میں مراقبہ کرتے اور پھر اشراق کی نماز ادا کر کے محل میں تشریف لیجاتے ہیں۔ عصر سے لیکر رات کے تیسرے حصے تک خانقاہ میں اوراد و نوافل میں مشغول رہتے ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت میں دائرہ ظلال سے اصول تک اور اصول سے شیونات واعتبارات ذاتیہ تک ترقی کی۔ اور دلالت سے مدلول تک پہنچے۔ شریعت وطریقت کے سخت پابند ہیں۔ خلق۔ وقار۔

تمکین اور خصوصاً استغنا اس قسم کا ہے جیسا آنحضرت کا تھا۔ آپ میں عجز و انکسار بکثرت ہے۔ لیکن دولتمندوں کی تعظیم نہیں کرتے۔ اور ان کی دعوت قبول نہیں کرتے۔ اپنے مخلصوں کی بیمار پرسی اور ماتم پرسی کے لیے جاتے ہیں۔ غرضیکہ اپنے والد ماجد کے قدم بقدم ہیں۔ اور آج سلسلہ طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ نقشبندیہ زبیریہ کے چراغ ہیں ؎

ازو روشن چراغ نقشبندی ازو سرسبز باغ نقشبندی

حضرت خلیفۃ اللہ کی خانقاہ دودمان قیومیت کے برگزیدہ اور خاندان قطبیت کے خلاصہ کے وجود مسعود سے روشن ہے۔ جہان کے نہ حل ہونیوالی مشکلات آپ کی توجہ شریف سے حل ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو حضرت خلیفۃ اللہ کے تمام مریدوں اور خلفاء کے سر پر بحق نون و صاد سلامت رکھے۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور دو لڑکیاں شامل ہیں ٭

شیخ عبدالقدیر و شیخ عبدالمقتدر۔ یہ دونو فرزند حضرت خلیفۃ اللہ کی زندگی میں تین یا اس سے کچھ زیادہ سال کی عمر میں فوت ہو گئے ٭

عبدالقدوس اور عبدالقیوم۔ یہ دو نواب موجود ہیں۔ دونو ہی آنحضرت رضؓ کے وصال کے بعد پیدا ہوئے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ہر دو کو معمر۔ صالح اور اپنے جد بزرگوار کا قائم مقام کرے۔ فرزند کلاں مخدوم زادہ شیخ محمد عزیز یعنی شیخ محمد کریم بخش اور فرزند مخدوم زادہ شیخ عبدالقادر دونو آنحضرت کے وصال کے ایک سال بعد چند روز یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ حدیقہ قیومیت کے ان نونہالوں کو درجہ تکمیل تک پہنچائے۔ لڑکیاں ابھی چھوٹی ہیں۔ شیخ عبدالقادر حضرت عروۃ الوثقےٰ کے فرزند حضرت مروج الشریعت کے پوتے شاہ محمد زبیر کی لڑکی سے منسوب ہیں ٭

خواجہ محمد احرار ثانی نور اللہ مرقدہٗ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ سنہ ۱۱۳۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ جیسا کہ قیومیت کے سترہویں سال میں بیان ہو چکا ہے۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کو تمام فرزندوں سے عزیز تھے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ اتم توجہ فرمایا کرتے تھے۔ اور عمدہ اشارات و بشارات

جن سے اولیا ممتاز ہوتے ہیں۔ آپ کے حق میں فرمایا کرتے تھے۔ لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔ آنحضرت کی زندگی ہی میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ آنحضرت کو آپ کی وفات کا سخت قلق ہوا۔ اغلب ہے کہ اس قسم کا غم آنحضرت کو ساری عمر میں کبھی نہیں ہوا ہوگا۔ چنانچہ آنجناب نے آپ کی وفات کے بعد باغ کی سیر جو ہر جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔ ترک کر دی۔ اور چند روز سالکوں کو توجہ دینا بھی ملتوی کر دیا۔ آنحضرت کے اوقات میں پورا تغیر و تبدل ہوگیا۔ اور اس غم سے آنحضرت لاغر بھی ہو گئے۔ اور دن بدن ضعف غالب آتا گیا۔ حتیٰ کہ آنحضرت مرض سل میں مبتلا ہو گئے۔ اور اسی مرض سے اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ خواجہ محمد احرار کا وصال ۱۰۲۶ھ ہجری میں ہوا۔ حضرت خلیفۃ اللہ نے آپ کی نعش کو سرہند بھیجا۔ جو حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ منورہ میں دفن کی گئی۔ چنانچہ یہ معاملہ قیومیت کے دوسرے سال میں مفصل لکھا گیا ہے ؛

شیخ محمد معصوم مغفور۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ شیر خوارگی ہی میں اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ اگر اس فرزند کی عمر نے وفا کی۔ تو ایک بڑا ولی ہوگا +

حضرت خلیفۃ اللہ کی بیٹیاں رویئں۔ فاطمہ زمانی۔ بدر النساء جو ۱۰۱۲ھ میں پیدا ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ آپ پر نہایت متوجہ تھے۔ اور آپ سے بدرجہ غایت محبت کرتے تھے جو تحفہ آنحضرت کی خدمت میں آتا۔ سب آپ کے پاس بھیجدیتے تھے۔ دن میں ایک دفعہ ضرور بالضرور بنفس نفیس دیکھنے جایا کرتے تھے بلکہ اس آخری مرض میں بھی جبکہ ضعف بدرجۂ کمال ہوگیا۔ جانے میں کبھی ناغہ نہ کیا۔ آنحضرت آپ کی باطنی صفائی کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں سلوکِ باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا تھا۔ دُنیا سے بالکل قطع تعلق کر کے دن رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتی تھیں +

آنحضرت کی دوسری بیٹی کا اسم مبارک سراج النساء جہاں ہے۔ آپ آنحضرت کی زندگی میں چودہ سال کی عمر میں اس جہانِ ناپائدار سے رخصت ہوئیں

آنحضرت نے آپ کی نعش کو سرہند بھیجدیا۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئیں ؁

مذکورہ بالا اولاد کے علاوہ حضرت خلیفۃ اللہ کی اور اولاد بھی ہے لیکن وہ شیر خوارگی کی حالت میں اس دار فانی سے رخصت ہوئی۔ چونکہ ان کے نام بھول گیا ہوں۔ اس واسطے ان کے حالات نہیں لکھے۔ حضرت خلیفۃ اللہ کے اہل بیت تین تھے۔ ایک مخدومزادہ کلاں شیخ محمد عزیز اور شیخ عبد القادر کی والدہ۔ دوسرے خواجہ محمد احرار ثانی۔ فاطمہ زمانی اور رقیہ ثانی کی والدہ۔ تیسرے مخدومزادہ کلاں کی والدہ۔ شیخ محمد کی والدہ ؁ آنحضرت کی زندگی ہی میں چل بسیں جو حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔ خواجہ محمد احرار کی والدہ ابھی زندہ ہیں ؁

ذکر در بیان

خلفائے عظام و یاران مبشرین کرام حضرت قیوم زمان
خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ

جب میں نے اس کتاب کو تالیف کرنا چاہا۔ تو اس خیال کو آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ اور کتاب کی تالیف کی درخواست کی۔ آنحضرت نے استخارہ کے بعد اذن دیا۔ اور نہایت تاکید سے فرمایا۔ جو کچھ سچ سچ ہو گا وہی لکھنا سر مو مبالغہ نہ کرنا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ مجھے جناب کے خلفاء کا حال مفصل معلوم نہیں۔ فرمایا جس وقت ہم یاروں کو توجہ دیتے ہیں۔ تم پاس رہا کرو۔ میں حسب الحکم توجہ کے وقت حاضر رہتا۔ جب آنحضرت لوگوں کو توجہ دیتے تو مجھے پاس بٹھا لیتے جس کو کسی ابتدائی متوسط یا انتہائی حالات کی خوشخبری عنایت کرتے مجھے سنا لیتے۔ جو یار دوسرے علاقوں میں تھے۔ ان کے حالات خود بیان فرمایا کرتے تھے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ بلا کم و کاست یہی حالات لکھدینا۔ کسی کی آشنائی کا خیال نہ کرنا۔ حضرت مجدد الف ثانی رض کے فرزندوں میں سے جو اشخاص میرے مریدوں میں داخل ہیں۔ ان کے حالات پہلے لکھنا۔ کیونکہ وہ باقی تمام جہان سے اشرف ہیں۔ میں (مؤلف رح) نے بارہا کتاب شروع کرنی چاہی۔ لیکن بعض رکاوٹوں کے سبب شروع

نہ کر سکا۔ آنحضرت کے آخری سال جلوس قیومیت میں شروع کی۔ پھر میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ جناب کے یاروں اور خلفا کے حالات کس طرح لکھوں۔ فرمایا اب تمہیں ان کے حالات معلوم ہیں۔ سو اپنے علم کے موافق لکھدو۔ اب جو کچھ مجھے معلوم ہے لکھے دیتا ہوں۔ آنحضرت کی زندگی میں اس کتاب کی چند ایک جزویں تیار ہوئی تھیں۔ بعد ازاں آنحضرت کا وصال ہوگیا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد دو سال تک بہ سبب غم و الم میں بدحواس رہا۔ جب غم کو ذرا تخفیف ہوئی۔ تو پھر اس کتاب کو لکھنا شروع کیا۔

فہرست خلفا و مریدانِ خاص حضرت خلیفۃ اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

میر محمد نعمان حق رسا معصومی۔ شیخ محمد محسن معصومی۔ شیخ محمد احمدی۔ شیخ وجیہ الدین احمدی۔ شیخ عبدالحی احمدی۔ شیخ محمد امام معصومی۔ شیخ فدا احمد۔ شیخ محمد عابد سلطان پوری۔ صوفی فرمان کابلی۔ شیخ عبدالرحیم لاہوری۔ صوفی مرزا جانی ابدال لاہوری۔ شیخ محمد امین لاہوری۔ شیخ گل محمد لاہوری۔ صوفی کامل کابلی۔ شیخ عادل سامانی۔ صوفی فرہاد پشاوری۔ صوفی عوض باقی کابلی۔ صوفی ابوتراب برلاس خوشباسی۔ خواجہ ضیاء اللہ کشمیری۔ صوفی فرہاد پشاوری۔ خواجہ نور اللہ کابلی۔ خواجہ محمد امین کابلی۔ صوفی محمد روشن۔ صوفی نور محمد نیلہ پوش۔ شیخ علی اصغر سیالکوٹی۔ شیخ محمد صدیق سیالکوٹی۔ خواجہ محمد ناصر نقشبندی۔ خواجہ عبدالرحمان۔ خواجہ محمد میر یعقوبی مراد آبادی۔ شیخ احمد کاتب سیالکوٹی میر سعد اللہ ننگرہاری۔ حاجی شکر اللہ کابلی۔ داراب کابلی۔ صوفی فیروز ملتانی۔ خواجہ عباد اللہ خواجہ فیض اللہ کابلی۔ شیخ سعد الدین پشاوری۔ اخون موسے۔ شیخ ابوتراب پشاوری شیخ محمد دمشقی۔ خواجہ اسد اللہ بخاری۔ خواجہ عزیز اللہ بدخشی۔ صوفی لعل سجانی۔ حاجی سعادت اللہ۔ صوفی فیض بخش رہتاسی۔ شیخ محمد فضل ہولوی۔ صوفی محمد رہتاسی۔ خواجہ فقیر سجانی۔ شیخ ولی محمد بہاری۔ صوفی محمد اشرف شمس آبادی۔ حافظ جمال محمد شاہ آبادی۔ شیخ محمد عادل اکبر آبادی۔ شیخ محمد عارف بنگالی۔ شیخ محمد فضل بنگالی۔ صوفی ابوالحسن بلخی۔ صوفی قلندری۔ شاہ مقیم بدخشی۔ صوفی دوزان بدخشی۔ خواجہ عبدالرحمن کولابی۔ غلام محی الدین افغان۔ صوفی نواب افغان +

ذکر دربیان

احوال یاران مبشران حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ،

صوفی میرزا۔ صوفی فقیر احمد۔ صوفی حفیظ اللہ۔ صوفی شیخ علی۔ صوفی محمد اعظم سیالکوٹی۔ صوفی عبدالرحیم سیالکوٹی۔ غلام احمد سلطانپوری۔ صوفی بخشندہ۔ عزیز قلی خاں۔ صوفی عبداللہ۔ خوشبائی۔ صوفی صدیق۔ صوفی گاہی۔ خواجہ عبدالمنان۔ صوفی صفدر شاہ اندرانی۔ صوفی محمد شریف عرب۔ صوفی یار محمد کفش فروش۔ صوفی عبدالحکیم کشمیری۔ صوفی محمد صادق۔ صوفی محمد عاقل۔ مولوی احمد قصوری۔ حافظ سعد اللہ لاہوری۔ مولوی مرزا عبدالرحیم کابلی۔ صوفی محمد عظیم۔ ملا عبداللہ افغان۔ ملا مخدوم۔ میر ہزار کابلی۔ صوفی غلام محمد سرہندی۔ خواجہ عبداللہ کابلی۔ اخون سلطان افغان۔ محمد کبیر شاعر کابلی۔ حاجی جمال اندرابی۔ حاجی جمال آنحضرت کا دودھ بھائی۔ عبدالرحمن سمرقندی۔ حاجی قلندر بدخشی۔ خواجہ عبداللہ۔ ملا شمس الدین کاشغری۔ حافظ سیف اللہ افغان۔ دوست محمد افغان۔ اور محمد سالم کابلی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین +

حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفاء اور یاروں کے حالات لکھنا خارج از تحریر ہے صرف ان کے نام ہی لکھے جائیں تو کئی ضخیم رجسٹر درکار ہیں۔ آنحضرت کے صاحبِ حال یاروں میں سے بعض ایسے بھی ہیں۔ جن کی صورت کا بھی آشنا نہیں ہوں۔ اور نہ ان کے نام کی بھی خبر ہے بعض ایسے ہیں۔ کہ نام سن رکھے ہیں۔ لیکن شکل نہیں دیکھی۔ جن کا نام اور شکل ہر دو یاد نہیں ان کے حالات نہیں لکھے گئے +

سید محمد نعمان حق رسا احمدی معصومی سرہندی۔

حسب ذیل طور پر چار واسطہ سے آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تک پہنچتے ہیں۔ میر محمد نعمان حق رسا بن خواجہ محمد پارسا بن حضرت عبید اللہ مروج الشریعت بن حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ بن حضرت مجدد الف ثانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ والد ماجد کے وصال کے بعد حرمین الشریفین کی زیارت کے لئے چلے گئے۔ وہاں حکم ہوا۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت سے فیض اخذ کردہ۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے بھی سُنا تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ کو قطب الاقطابی کا

منصب حاصل ہے۔ اس واسطے جب سفر حج سے واپس آئے۔ تو آنحضرت کے مرید ہوئے آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے اور تجلی صفات، تجلی ذات، نزدال عین۔ اور ولایت و کمالات نبوت کے انتہائی مقامات کی عمدہ عمدہ خوشخبریاں عنایت فرمائیں تھیں۔ جیسا کہ آنحضرت کے حسب ذیل مکتوب سے معلوم ہوتا ہے:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ علیٰ کل حال۔ برادر مہربان صاحب کمالات صوری و معنوی اس درویش کی طرف سے سلام عافیت انجام قبول فرمائیں۔ اپنا مشتاق دیدار سمجھ کر دعائے ترقی دارین میں مشغول سمجھیں۔ برادر مہربان کا مکتوب مرغوب عین انتظار میں پہنچا۔ اور حقیقت مندرجہ معلوم ہوئی۔ آپ نے لکھا تھا۔ کہ پہلے جو کمالات وجود سے عدم کو پہنچے تھے۔ میں پھر انہیں اصل کی طرف لوٹتا ہوا پاتا تھا۔ اب عدم عدم سے ملحق ہے۔ سو واضح رہے کہ یہ حالت بہت اچھی ہے۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضہ اس حالت کو تجلی ذات سے موسوم فرماتے ہیں۔ میں بھی قریب قریب آپ کی یہی حالت پاتا ہوں۔ اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالائیں۔ اور ترقی کا خیال کریں۔ آپ کی لیاقت اور قابلیت اس سے بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے علمی سے علمی صورت میں لائے۔ میں ہر رات آپ کی ظاہری و باطنی ترقیات کے واسطے دعا کرتا رہتا ہوں۔ نور چشمی یحییٰ بیگم بمعہ والدہ سلام کہتی ہیں۔ ہر رات دعا کے وقت مجھے بھی یاد فرمایا کریں۔ برادر مہربان صاحب کمالات صوری و معنوی شاہ محمد یار کو سلام۔ ہمشیرہ بی بی رقیہ بانو کا سلام۔ میاں محمد احسان مشتاقانہ سلام عرض کرتے ہیں۔ جب آپ کے ہاں فرزند پیدا ہو۔ آپ میرے بھانجے کی دایہ یعنی جو میاں محمد عزیز کی دایہ ہے مقرر کریں"۔ آپ کے کچھ حالات اور آپ کا مرید ہونا قیومیت کے تینتیسویں سال میں بیان ہو چکا ہے۔

شیخ محمد محسن احمدی معصومی سرہندی۔ آپ کا سلسلہ حسب ذیل ترتیب سے پانچ واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رضہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ محمد محسن بن حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی بن حضرت شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعت بن حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ بن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ آپ بچپن ہی سے حضرت خلیفۃ اللہ کے منظور نظر تھے۔ آنجناب آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ خصوصاً آخری عمر

میں آنحضرت کے مخالف آپ ہی تھے۔ اور اکثر حضرت خلیفۃ اللہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے جو انس محمد محسن سے ہے کسی اور سے نہیں۔ حضرت قیوم زمان نے آپ کو عمدہ بشارات جو حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے خصائص سے ہیں۔ عنایت فرمائیں۔ آپ شریعت و طریقت کے سخت پابند اور ورع و تقوےٰ میں بے نظیر ہیں۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کا پسندیدہ طریقہ ہے۔ دن رات میں کوئی ایسا وقت نہیں جو عبادت و طاعت سے خالی ہو۔ حضرات سرہند کے طریقے کے پورے پورے پابند ہیں۔ آج حضرت خلیفۃ اللہ کے یاروں بلکہ تمام طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ میں شیخ محمد محسن بے نظیر ہیں۔

شیخ محمدی احمدی سرہندی۔ آپ کا سلسلہ حسب ذیل طور پر چار واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رضہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ محمدی بن شیخ حسن علی مشہور بہ شاعر چراغ بن شیخ ضیاء الدین یوسف بن حضرت شیخ محمد یحییٰ معروف بہ شاہ جیون بن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ شیخ محمدی نے پہلے اپنے جد بزرگوار شیخ ضیاء الدین یوسف سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ انکے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ آنحضرت نے آپ پر مہربانی کر کے طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں اور تھوڑی مدت میں خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ نے ظاہری علم بھی پایۂ تحصیل تک حاصل کیا تھا۔ علم کلام اور علم تصوف میں بھی بے نظیر تھے۔ آجکل تصوف میں ایک کتاب "مواہب احمدیہ" تصنیف فرمائی ہے۔ جو میں نے بھی دیکھی ہے۔ واقعی اس میں عجیب و غریب علوم بیان فرمائے ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہوتا کہ ان کا بیان کنندہ ابنائے جنس سے ممتاز ہے۔

شیخ وجیہ الدین احمدی سرہندی۔ آپ کا سلسلہ نسب حسب ذیل طور سے چار واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ وجیہ الدین محمد درویش بن شیخ زین العابدین المشہور بہ شیخ فقیر اللہ بن حضرت شیخ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے اپنے جد بزرگوار کے بھائی شیخ ضیاء الدین یوسف سے حاصل کیا۔ ایک روز اثنائے سلوک میں حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے مزار فائض الانوار پر بیٹھے تھے۔ کہ آنحضرت نے آپ پر ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ قطب وقت شیخ حسن زبیری کی خدمت میں جاؤ۔ اور انہیں سے توجہ باطنی کے لئے درخواست کرو۔ آپ نے

آنحضرت ہے کے ارشاد کے مطابق حضرت قیومیت مآب قیوم زمان کی خدمت میں حاضر ہو کر توجہ باطنی کی درخواست کی۔ آنحضرت کو شیخ ضیاء الدین یوسف کی خاطر توجہ دینے میں تامل تھا۔ میں کسی تقریب سے سرہند جا رہا تھا۔ مجھے فرمایا۔ کہ تم جب سرہند جاؤ۔ تو شیخ ضیاء الدین یوسف سے پوچھنا کہ شیخ وجیہ الدین کو مرید کروں یا نہ۔ جب اجازت ملی۔ تو آنحضرت نے آپ کو مرید کیا۔ آپ بھی صبح شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں ولایت صغریٰ کبریٰ اور علیا اور کمالات نبوت وغیرہ کی بشارات فرمائیں۔ آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف تھے۔ ورع۔ تقویٰ۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کا شعار ہے۔

شیخ عبد الحی احمدی سرہندی۔ آپ تین واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ شیخ عبد الحق بن شیخ عبد اللطیف بن دختر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ آپ مع فرزندوں کے حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کے بڑے فرزند کو خلافت بھی عنایت فرمائی۔ آپ صلاح۔ ورع اور تقویٰ سے آراستہ اور شریعت و طریقت کے پکے پابند تھے۔

شیخ محمد امام احمدی سرہندی۔ آپ شیخ عبد الحی کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ کی والدہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے فرزند حضرت صبغۃ اللہ کی دختر فرخندہ اختر ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ شروع ہی سے آپ پر مہربان تھے۔ آنحضرت نے ظلال اور اصول کی بشارات عنایت فرمائیں۔ اور اپنی خلافت سے مشرف فرما کر کابل کی طرف روانہ کیا۔ وہاں آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ اور بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور عجیب و غریب حالت پیدا کی۔ واقعی شیخ محمد امام صاحب جذبہ قوی تھے۔ آنحضرت بھی فرمایا کرتے تھے کہ شیخ امام صاحب جذبہ ہیں۔ آپ ورع۔ تقوٰے۔ صلاح۔ علم۔ حلم۔ خلق۔ تواضع۔ فروتنی میں بے نظیر اور شریعت و طریقت پر کاربند تھے۔ ظاہری علم بھی تحصیل کے درجے تک حاصل کیا۔

شیخ فدا احمد احمدی سرہندی۔ آپ بھی شیخ عبد الحی کے فرزند ہیں۔ اپنے بڑے بھائی شیخ محمد امام کے ساتھ حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ چند مرتبہ بھائی کے ساتھ سرہند سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آنحضرت کی باطنی توجہات کی سعادت

حاصل کی۔ بلکہ آپ کے حق میں آنحضرت نے بعض بشارات بھی عنایت فرمائیں +

شیخ محمد عابد سلطانپوری قدس سرہ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ اس کا عروج اکثر اولیاء سے اونچا واقع ہوا ہے۔ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب عروج سے کرامات بکثرت ظہور میں آئیں۔ واقعی شیخصاحب سے کرامات بکثرت ظاہر ہوئیں۔ آنحضرت نے آپ کو طریقہ احمدیہ معصومیہ کی تمام بشارات عنایت فرمائیں۔ ولایت احمدی تو خاص طور پر فرمائی سرہند اور لاہور کے مابین علاقے کے قطب تھے۔ آپ اوصاف کریمہ واخلاق حسنہ سے موصوف اور شریعت وطریقت کے سخت پابند تھے۔ امراء اور اغنیاء سے سخت متنفر تھے۔ چنانچہ لاہور کے حاکم نے کئی مرتبہ آپ کی زیارت کی خواہش کی لیکن آپ نے منظور نہ فرمائی۔ آخر وہ شکار کے بہانے آپ کی زیارت کے لئے سلطانپور آیا۔ براہِ راست اس واسطے نہ آیا۔ کہ کہیں شیخصاحب سلطانپور نہ چھوڑ جائیں۔ جب آپ کی خانقاہ کے قریب پہنچا۔ تو آپ اس کی آمد کی اطلاع پاکر کہیں جا چھپے۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ شیخصاحب کہاں ہیں۔ حاکم نے خانقاہ میں جاکر دیکھا کہ شیخصاحب موجود نہیں۔ خانقاہ والوں سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ آخر وہ دوپہر تک انتظار کرتا رہا۔ آپ کے یاروں اور شاہی ملازموں نے بہتیری دیکھ بھال کی۔ لیکن آپ کا پتا نہ ملا۔ دو ایک روز اور بھی حاکم وہاں رہا۔ لیکن جب دیکھا۔ شیخصاحب بالکل متنفر ہیں۔ تو ناامید ہوکر لاہور واپس چلا گیا۔ شیخ صاحب آنحضرت کے وصال سے ایک ماہ پیشتر ۱۱۵۲ھ میں دار فانی سے کوچ کر گئے۔ آنحضرت کو آپ کی وفات کا سخت افسوس ہوا۔ فرمایا۔ کہ محمد عابد تم نے جہان سے رخصت ہونے میں سبقت کی ہے۔ اچھا ہم بھی عنقریب آیا چاہتے ہیں۔ نیز آپ کے حق میں فرمایا کہ وہ ہمارے یاروں میں ممتاز اور مستثنیٰ تھا +

صوفی محمد فرمان کابلی سلمہ ربہ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے اجل خلفاء سے ہیں آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے لیکر انتہا تک آنحضرت سے حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی تمام بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت کابل دیکر رخصت کیا۔ وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اس علاقے کے بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ وہاں کے

مشائخ اپنے مریدوں کے منحرف ہونے پر سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتے تھے۔ سب نے اکٹھے ہو کر مشورہ کیا۔ کہ کسی طرح صوفی صاحب کو شرمندہ کرنا چاہیئے۔ آخر یہ قرار پایا۔ کہ تمام مشائخ و علماء اور رؤسائے شہر کی دعوت کرنی چاہیئے۔ اور اس میں صوفی صاحب کو بُلا کر جو مصلحت وقت ہو ان سے پوچھنا چاہیئے۔ دوسرے دن حسب قرارداد شہر کے تمام چھوٹے بڑے جمع کر کے صوفی صاحب کو بلایا۔ جب آپ آئے۔ تو آپ سے دشمنی کے طور پر پوچھا۔ کہ یہ کہاں کے درویش ہیں؟ کہ تم نے ہمارے مریدوں کو منحرف کر لیا ہے یہ بات طریقت میں حرام ہے۔ آپ نے ناراض ہو کر کہا۔ کہ تم نیکی سے کیوں روکتے ہو۔ انہیں خدا شناسی سے منع کرتے ہو۔ نہ تم میں اس قدر طاقت ہے کہ تم انہیں فائدہ پہنچا سکو۔ اور نہ کسی اور سے فائدہ اٹھانے دیتے ہو۔ انہوں نے پوچھا۔ تمہیں یہ کیونکر معلوم ہے۔ کہ ہم سے لوگوں کو باطنی فائدہ نہیں پہنچتا اور تم سے پہنچتا ہے صوفی صاحب نے فرمایا۔ آزما لو۔ وہ بھی اس بات پر آمادہ ہو گئے۔ بعد ازاں کھانے کے تھال سر بمہر صوفی صاحب کے پاس لائے۔ اور پوچھا۔ کہ بتاؤ ان میں کس کس قسم کا کھانا ہے۔ آپ نے بلا کم و کاست تمام چیزیں بتلا دیں۔ تمام مشائخ و علماء دیکھ کر حیران رہ گئے اور اپنے خیال سے توبہ کی۔ اسی مجلس میں اکثر آدمی آنحضرت کے مرید ہوئے ؞

ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ میرے پاس قوت تصرف کا بیان فرما رہے تھے۔ فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے تپ ہو گیا۔ صبح سے ظہر کی نماز تک بڑے شدت کا بخار رہا۔ اتنے میں صوفی محمد فرمان نے آکر عرض کیا۔ کہ ہم جناب کو ایسی حالت میں دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔ میں اس تپ کو اپنے پر لیتا ہوں۔ یہ کہہ کر میرے پاس سے اٹھا اس کے جاتے ہی میرا تپ زائل ہو گیا۔ ایک گھڑی نہ گذری تھی۔ کہ لوگوں نے آکر عرض کیا۔ کہ صوفی صاحب تپ محرقہ میں مبتلا ہیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ صوفی نے ہمارا تپ خود لیا ہے۔ یہ مناسب نہیں۔ کہ اسے تکلیف کی حالت میں چھوڑیں۔ بعد ازاں دُعا کی۔ اور اللہ تعالےٰ نے صوفی صاحب کو شفا عنایت فرمائی ؞

ایک روز میرے والد ماجد نے فرمایا۔ کہ جن دنوں میں اپنے مرض کا علاج کرا رہا تھا۔ میرا بہت سا روپیہ بیماری پر صرف ہوا۔ انہیں دنوں صوفی صاحب نے آکر عرض کیا۔ کہ جناب کو اس قدر تکلیف اور اس قدر روپیہ صرف کیا ہے۔ آپ کا یہ مرض نہ ٹل

نہیں ہوگا۔ بہتر ہے جناب اس پر روپیہ صرف نہ کریں۔ لیکن اس وقت صوفی صاحب کی بات کسی نے نہ مانی۔ بعد ازاں بہتیرے علاج کئے گئے۔ لیکن کچھ افاقہ نہیں ہوا۔

صوفی صاحب دُنیا سے قطع تعلق کئے ہوئے تھے۔ سخت سے سخت مجاہدے اور ریاضتیں کرتے تھے۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ آپ کا رنگ ڈھنگ گذشتہ اولیاء کی طرح تھا۔

شیخ عبدالرحیم لاہوری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتدا سے لیکر انتہا تک آنحضرت سے حاصل کیا۔ آنحضرت نے حضرت حجۃ اللہ کے بعد آپ ہی کو خلافت عنایت فرمائی۔ آپ ورع وتقوےٰ میں کامل اور حضرات سرہند کے طریقہ علیہ پر کاربند تھے۔ سنہ ۱۱۳۲ ہجری میں وفات پائی۔ آنحضرت نے آپ کی بجائے صوفی مرزا جانی ابدال کو لاہور بھیجا۔

صوفی مرزا جانی ابدال لاہوری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے خلیفہ اور منظور نظر ہیں۔ لڑکپن ہی سے آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر خاص طور پر مہربان تھے۔ اس طریقہ علیہ کی تمام بشارات صوفی صاحب کو عنایت فرمائی تھیں اور خلافت دیکر لاہور روانہ کیا۔ آپ ہر سال ماہ رمضان میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ چند ماہ خانقاہ میں رہ کر پھر حسب الارشاد لاہور واپس چلے جاتے۔ بعض اوقات آئندہ ماہ رمضان تک یعنی سال بھر ہی آنحضرت کی خدمت میں رہتے۔ آپ کو اس طریقہ کے خصائص یعنی مقامات بلند اور کمالات ارجمند حاصل تھے۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔ اور ورع اور تقوےٰ سے موصوف۔ ان باتوں کے علاوہ آنحضرت نے ابدالی خدمت بھی آپ کے سپرد کر رکھی تھی۔

ایک روز مَیں نے بھی صوفی صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ سے بھی ویسی ہی کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ جو ابدالوں سے ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ اہل اللہ کے ہاں یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ ابدال کثیر الخوارق ہوا کرتے ہیں۔ صوفی صاحب انکسار سے ہی کام لیتے رہتے۔ ہم یہی گفتگو کر رہے تھے۔ کہ اتفاقاً صوفی صاحب کا ایک مخلص دور دراز کا سفر طے کر کے آنکلا۔ اور کہنے لگا۔ کہ فلاں جنگل میں مَیں

شیر سے دوچار ہوا۔ مجھے وہ ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اسی وقت صوفی صاحب کے باطن کی طرف توجہ کی۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ صوفی صاحب نے وہاں آکر شیر کو جھڑکا جو آپ کو دیکھتے ہی بھاگ گیا۔ اور میں اس بلا سے بال بال بچ گیا۔ جب اس نے صوفی صاحب سے یہ ماجرا بیان کیا۔ تو میں (مؤلفؒ) نے صوفی صاحب کو کہا۔ کہ آپ سے اس موقعہ پر دو کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک وہ جو اس شخص نے بیان کی ہے دوسرے یہ کہ میں آپ سے کرامات کے بارے میں پوچھتا تھا۔ سو میرے سوال کا جواب بھی مل گیا۔ صوفی مرزا جانی آنحضرت کے وصال کے وقت موجود تھے۔

صوفی گل محمد لاہوری۔ آپ خانقاہ کے قدیمی خدمتگذار ہیں آنحضرت نے آپ کو خلافت عنایت کرکے لاہور بھیجا۔ آپ ورع۔ تقویٰ۔ حلم۔ خلق۔ تواضع اور انکسار سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقہ پر کاربند تھے۔ ۱۱۳۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ آنحضرت نے آپ کی بجائے اُس کے بھائی شیخ محمد امین کو لاہور بھیجا۔

شیخ محمد امین لاہوری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے اجل خلفا سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتدا سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت عنایت کرکے لاہور بھیجا۔ آنحضرت آپ کی صفائے باطن۔ تندی وصحت کشف کی تعریف کیا کرتے تھے۔ چنانچہ لاہور میں ایک دفعہ شیخ محمد امین معتکف تھے۔ اس دن ماہ رمضان کی اُنتیسویں ۲۹ تھی۔ لوگوں نے آپ سے بیان کیا۔ کہ نجومیوں کی رائے ہے کہ چاند کل دکھائی دیگا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ماہِ رمضان تو گذشتہ رات رخصت ہو چکا ہے آج بالضرور چاند دکھائی دیگا۔ یہ خبر شہر میں مشہور ہو گئی۔ جب شام ہوئی۔ تو نجم جھوٹے نکلے۔ اور اولیاء اللہ کی کرامت ظاہر ہوئی۔ یعنی چاند نکل آیا۔

ایک دفعہ حاکم لاہور نے کسی تقریب سے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستعفی ہونا چاہا۔ چنانچہ اس ارادے سے وہ شہر سے نکل تین کوس کے فاصلے پر پہنچ گیا۔ بعض دنیاوی امور کے واسطے چند روز وہیں رہا۔ اتنے میں اہل شہر نے شیخ صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم اس عامل سے بہت خوش ہیں۔ ہم کسی اور

حاکم کا آنا پسند نہیں کرتے۔ اس بارے میں آپ دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اِس حاکم کو یہیں رہنے دے۔ آپ نے اس بارے میں دُعا کر کے فرمایا۔ کہ بذریعہ کشف ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارا حاکم آج رات شہر میں آجائیگا۔ اور مُدت تک اس شہر پر حکمران رہیگا۔ عصر کا وقت تھا۔ کہ بادشاہی قاصد آیا۔ اس نے حاکم کو کہا۔ کہ بادشاہ کے پاس تمہارے جانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ وہیں اس خدمت کو انجام دیتے رہو۔ شام کے وقت حاکم پھر لاہور آگیا۔ شیخ صاحب کشف و کرامت سے موصوف اور شریعت و طریقت کے پابند تھے۔

صوفی محمد کامل کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ پہلے آپ حضرت حجۃ اللہ کے مرید تھے۔ بلکہ بعض بشارات بھی حاصل کی تھیں۔ لیکن ان دنوں حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں بھی رہتے تھے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ کمال مہربان تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ صوفی ہمارا ہم پیر ہے۔ آنحضرت نے صوفی صاحب کو اس طریقہ احمدیہ معصومیہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت سے سرفراز فرمایا۔ لیکن صوفی صاحب تادمِ مرگ آنحضرت کی عالم پناہ خانقاہ سے جدا نہ ہوئے۔ صرف ایک دفعہ حسب الارشاد حج کے لئے گئے۔ آپ نہایت متواضع، منکسر المزاج اور فروتن تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے۔ آپ آنحضرت کی زندگی میں ۱۱۳۴ھ ہجری کو فوت ہوئے۔

صوفی محمد فرہاد پشاوری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے لیکر انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ علیا کی تمام بشارات حاصل کر کے آنحضرت کی خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت صوفی صاحب پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ حتیٰ کہ صوفی صاحب کو اپنا ضمنی فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت پورے پینتیس ۳۵ سال کی ہے۔ دن رات خانقاہ میں موجود رہتے۔ چند مرتبہ لوگوں نے صوفی صاحب کو کہا کہ آپ لوگوں کے ارشاد کے واسطے باہر کیوں نہیں جاتے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں آنحضرت کی مفارقت کی تاب نہیں لاسکتا۔ آپ ورع۔ تقوےٰ سے موصوف اور اپنے پیروں کے طریقہ پر کاربند تھے۔

شیخ محمد عادل سامانی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخیر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا اور آنحضرت نے آپ کو خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ نے زندگی کے تیس سال خانقاہ کی خدمت میں بسر کئے۔ ۱۱۶۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ آپ نہایت حلیم۔ فروتن اور شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے ؁

صوفی عوض باقی کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی ابتدا سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں فرمایا۔ کہ عوض باقی اور مرزا جانی دونو نے لڑکپن ہی سے سلوک حاصل کر لیا ہے۔ آنجناب نے خانقاہ کی بشارات صوفی صاحب کو عنایت فرمائیں۔ صوفی صاحب اعلےٰ پایہ کے صاحب کشف اور اپنے پیروں کے طریقہ کے سخت پابند تھے ؁

صوفی ابو تراب برلاس کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ آپ سلوک باطنی ابتداء سے انتہا تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت نے کئی مرتبہ آپ کے حق میں فرمایا۔ کہ ابو تراب نے سلوک باطنی شروع سے لیکر آخیر تک ہماری خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت نے اس طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ کی تمام بشارات صوفی صاحب کو عنایت فرمائیں۔ صوفی صاحب امیر کبیر بھی تھے۔ کیونکہ سلطان ہند کے امراء میں داخل تھے لیکن کئی مرتبہ آنحضرت سے عرض کر چکے۔ کہ میں اس امارت کو ترک کرنا چاہتا ہوں آنحضرت نے فرمایا۔ کہ تم نے اسے اپنے دل سے ترک کر دیا ہے۔ ہاتھ سے کیوں جانے دیتے ہو۔ آپ ورع۔ تقوےٰ۔ تواضع۔ انکسار۔ شکستگی اور نیستی سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقے پر سخت کاربند تھے ؁

جن لوگوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ آنحضرت نے اُنکے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ ہمارے خلفاء کے اول طبقہ میں داخل ہیں ؁

خواجہ ضیاء اللہ کشمیری المشہور بہ احسن لعین۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک اجل خلیفہ ہیں۔ آپ ورع۔ تقوےٰ۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ کے سخت

پابند ہیں۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اور ولایت صغرٰے کبرٰے علیا کمالات نبوت بلکہ حقائق ثلاثہ تک کی بشارات خواجہ صاحب کو عنایت فرما کر اپنی خلافت سے سرافراز فرمایا۔ بارہا خواجہ صاحب کی بابت فرمایا کرتے تھے۔ کہ خواجہ صاحب محبت و اعتقاد میں بے نظیر ہیں ٭

صوفی محمد برات خوشبانی کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں شروع سے آخیر تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ آنحضرت کے مقبول تھے۔ آنحضرت کی خانقاہ کے اخراجات آپ ہی کے متعلق تھے۔ آپ خانقاہ کے تمام یاروں کی خدمت کما حقہ کیا کرتے تھے۔ اور حتی المقدور اہل خانقاہ کی رضامندی کی کوشش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ کوئی بھی آپ سے ناخوش نہ تھا۔ آپ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے ٭

صوفی محمد روشن۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں آنحضرت آپ پر بڑے مہربان تھے۔ اکثر آنحضرت کے مخاطب تھے۔ خانقاہ کی متداولہ بشارات مثلاً تینوں ولایتیں صغرٰے، کبرٰے، علیا۔ کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ وغیرہ آپ کو عنایت فرمائیں۔ اور اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ تمہاری طبیعت ملک مالوہ کے شہر سارنگپور کے لوگوں سے پوری مناسبت رکھتی ہے۔ بلکہ اس علاقے کا قطب بھی آپ ہی کو مقرر کیا۔ صوفی صاحب تقوٰے و ورع اور پیروئے سنت مصطفویہ میں بے نظیر تھے۔ اور طریقہ احمدیہ معصومیہ کے سخت پابند تھے ٭

اخون محمد موسٰے۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ علم ظاہری کے بھی بڑے جید عالم تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں ابتدا سے انتہا تک حاصل کیا۔ اور خانقاہ کی مروجہ بشارات مثلاً ولایت سہ گانہ۔ کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ ایک روز آنحضرت نے اخون صاحب کو فرمایا۔ کہ تمہارا باطن کابل کے علاقہ میں گندہاک کے لوگوں سے مناسبت تامہ رکھتا ہے۔ اغلب ہے کہ وہاں کی خدمت تمہارے سپرد ہو۔ اخون صاحب شریعت و طریقت پر ثابت قدم تھے ٭

مولوی اصغر علی سیالکوٹی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ

ہیں۔ پہلے آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے یک واسطہ خلیفہ حافظ نور محمد کے مرید ہوئے جب حافظ صاحب حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ تو اُنہوں نے مولوی صاحب کو بھی آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ آنحضرت مولوی صاحب پر مہربان تھے۔ خانقاہ کی مروجہ بشارات عنایت کر کے خلافت سے مشرف فرمایا۔ مولوی صاحب ورع تقوےٰ۔ تواضع۔ نیستی۔ شکستگی۔ علم حلم اور خلق سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقہ پر سخت کاربند تھے ؁

ایک روز اتفاقاً مولوی صاحب سے ایسا فعل سرزد ہوا۔ جو از روئے شرع مکروہ تھا۔ مولوی صاحب اس فعل کے سرزد ہونے سے بہت گھبرائے اور کانپے۔ اور اپنا چہرہ سیاہ کر کے شہر میں ڈھونڈورا پیٹا کر نادم و تائب ہوئے آنحضرت نے مولوی صاحب کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ جو شخص مُردہ کو زمین پر چلتے پھرتے دیکھنا چاہے۔ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کو دیکھ لے۔ سو میرے یاروں میں مولوی اصغر علی ہیں۔ آپ علم ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ بلکہ ایک جید عالم تھے۔ بہت سے لوگوں نے دونو علوم میں آپ سے فائدہ اُٹھایا اور اُٹھا رہے ہیں ؁

خواجہ نور اللہ کابلی۔ آپ آنحضرت کے ایک مخصوص و مقبول اور بڑے جلیل القدر خلیفہ ہیں۔ آپ آنحضرت کے خلیفہ خواجہ مرزا کے فرزند ہیں۔ آنحضرت آپ پر بڑے مہربان تھے۔ اور اکثر خواجہ کہکر مخاطب کیا کرتے تھے۔ بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ میں خواجہ صاحب کو اپنے بھائی کی طرح جانتا ہوں۔ اور اس طریقہ کی بشارات مثلاً۔ ولایت صغرےٰ۔ کبرےٰ۔ علیا۔ کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ آپ کو عنایت فرمائیں اور نیز خواجہ صاحب کے حق میں خوشخبری دی۔ کہ تم اسم باطنی سر سے پاؤں تک محض نور ہو گئے ہو۔ خواجہ صاحب شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے ؁

میر سعد اللہ ننگرہاری۔ کابل کے گرد و نواح میں ننگرہار ایک علاقہ ہے۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے خلیفہ اخون موسےٰ کے خلف الرشید اور حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے اخیر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ

کیا - بلکہ اکثروں نے خلافت بھی پائی ہے ہیر صاحب تقوے - ورع سے موصوف اور شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں ؛

صوفی نور محمدؒ - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک صاحب کمال خلیفہ ہیں - آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے انتہائی درجے تک حاصل کیا - آنحضرت آپ کی صفائیے باطن اور تیزی و تندئی کشف کی تعریف کیا کرتے تھے - نیز ولایات ثلاثہ (صغرے - کبرے - علیا) کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ کی بشارات بھی عنایت فرمائیں صوفی صاحب اعلیٰ پایہ کے متقی، پرہیزگار اور خدا پرست تھے - شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے - صبح شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے - سنہ ۱۱۵۱ ہجری میں خانقاہ عالم پناہ میں آنحضرت کی زندگی میں وفات پائی ؛

صوفی ابو الحسن بلخی - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ ہیں آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخیر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا - اور اس طریقہ کی متداولہ بشارات سے مبشر ہوئے - اور آنحضرت نے خلافت سے سرفراز فرمایا - آپ اعلےٰ درجے کے عابد و زاہد اور شریعت و طریقت کے پابند تھے ؛

سکی قندری - ملک توران میں بخارا کے قریب قندر ایک شہر ہے - صوفی صاحب حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک کامل خلیفہ ہیں - آپ نے سلوک باطنی ابتداء سے انتہاء تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا - اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات حاصل کر کے خلافت پائی - آپ شریعت اور اپنے حضرات سرہند کے طریقے پر پورے طور پر کاربند تھے - سنہ ۱۱۴۵ ہجری میں آنحضرت کی زندگی میں وفات پائی ؛

خواجہ عزیز اللہ بدخشی - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک اول خلیفہ اور خلیل اللہ کے فرزند رشید ہیں - آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے انتہائی درجے تک حاصل کیا - اور اس طریقہ کی مروجہ بشارات حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے آنحضرت نے آپ کو انکے وطن مالوف بدخشاں کی طرف روانہ کیا - آپ کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی حتیٰ کہ وہاں کا بادشاہ آپ کے ساتھ پا پیادہ جاتا تھا - ایک روز بادشاہ نے کسی تقریب سے خواجہ صاحب سے حضرت خلیفۃ اللہ کے حالات دریافت کئے - خواجہ صاحب نے فرمایا - کہ آج گذشتہ اولیاء جیسے ہزاروں

حضرت سلطان الاولیاء کے یار ہیں۔ بادشاہ اس وقت خاموش رہا۔ اس مجلس سے فارغ ہو کر اپنے اراکین سلطنت سے خواجہ صاحب کا گلہ کیا۔ کہ دیکھو خواجہ صاحب نے گذشتہ اولیاء کی کیسی اہانت کی ہے۔ خواجہ صاحب یہ سنکر سخت ناراض ہوئے اور بے اختیار آپ کی زبان سے نکل گیا۔ کہ اگر ہم اس معاملے میں سچے ہیں۔ تو حقتعالیٰ اس بادشاہ کو دنیا سے اٹھالے۔ ابھی ایک گھڑی نہ گذری تھی۔ کہ بادشاہ کو درد قولنج ہوا۔ اور اسی رات اس جہان سے گذر گیا۔ دوسرے دن ارکان سلطنت نے جمع ہو کر خواجہ صاحب سے معافی مانگی۔ اور تخت سلطنت کے لئے ایک اور شہزادہ تجویز کیا۔ موجودہ بادشاہ معہ ارکان سلطنت خواجہ صاحب کا مرید ہوا۔ خواجہ صاحب اعلےٰ درجہ کے حلیم۔ علیم۔ خلیق اور متواضع تھے۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے ÷

حاجی امان بدخشی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے انتہائی درجے تک حاصل کر کے خانقاہ کی بشارات مثلاً ولایت صغرےٰ۔ کبرےٰ۔ علیا۔ کمالات نبوت وغیرہ حاصل کیں۔ اور آنحضرت نے آپ کو اپنی خلافت سے مشرف فرمایا۔ حاجی صاحب حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے کے سخت پابند تھے ÷

خواجہ محمد ناصر نقشبندی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک بڑے خلیفہ اور خواجہ بزرگ بہاؤالدین نقشبند کی اولاد سے ہیں۔ آنحضرت کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی۔ آپ نے سلوک باطنی انتہائی درجے تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات مثلاً ولایت سہ گانہ۔ کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لوگ آپ کے طفیل آنحضرت کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی حاصل کر کے بشارات سے مشرف ہوئے خواجہ صاحب کو علم تصوف اور حقائق الٰہی میں ید بیضا حاصل تھا۔ بلکہ اس علم میں کئی ایک رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔ واقعی کلام خوب ہے۔ آپ شریعت اور حضرات سرہند کے طریقہ پر کاربند ہیں ÷

خواجہ عبدالرحمٰن مرادآبادی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔

تیئس ۲۳ سال آنحضرت کی خدمت کی۔ اور سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔
آنحضرت جس وقت قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ خواجہ صاحب ورق گردانی کیا کرتے
تھے۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی مروجہ بشارات عنایت فرمائیں۔ آپ حضرات
احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پورے پابند تھے۔ لیکن آنحضرت کی وفات کے
بعد خواجہ صاحب سے واہیات کلمات سننے میں آئے۔ چنانچہ انہوں نے منصب
قطبیت کا دعوٰے کیا۔ حالانکہ اس منصب اعلےٰ کی کوئی علامت آپ میں نہ پائی جاتی تھی۔
اور نہ ہی آنحضرت نے آپ کو بطریق اشارت فرمایا تھا۔ صرف آپ کی کشفی خطا تھی۔
دوسرے اس طریقہ میں یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ یہ منصب قطبیت حضرت مجدد الف ثانی رضہ
کی اولاد خصوصاً حضرت عروۃ الوثقےٰ کے فرزندوں میں قیامت تک رہیگا۔
جیساکہ حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے فرزندوں کے بعد دوسرے خلیفہ خواجہ ہاشم کشمی
کی تصنیف کردہ "برکات احمدیہ" کی پانچویں فصل میں لکھا گیا ہے۔ نیز خواجہ صاحب
نے مخدوم زادوں کی گستاخی کر کے انہیں ناراض کرلیا۔ حالانکہ مخدوم زادوں کے اس
قدر دینی و دنیاوی حقوق خواجہ صاحب پر تھے۔ آنحضرت کے وصال کے بعد
خواجہ صاحب نے خانقاہ سے نکل ایک اور جگہ سکونت اختیار کی۔ اور مخدوم زادوں
کی زیارت کرنا ترک کردی +

خواجہ محمد امین کابلی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع کے خلیفہ اور
حضرت حجۃ اللہ کے خلیفہ خواجہ مرزا کے فرزند کلاں ہیں۔ جو کابل کے قدیمی بزرگزادہ
تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں شروع سے اخیر تک حاصل کر کے
خانقاہ کی مروجہ بشارات پائیں۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ حضرات
احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند تھے۔ ایک دفعہ خواجہ صاحب سے کچھ
لغزش ہوگئی۔ لیکن اس سے متنبہ ہوکر توبہ کی۔ جیساکہ آنحضرت کے بیسویں سال
قیومیت کے حالات میں لکھا گیا ہے +

شیخ محمد دمشقی۔ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے خلیفہ شیخ محمد مراد شامی کے
فرزند ہیں۔ جب حضرت خلیفۃ اللہ کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اس
وقت شیخ مراد آنحضرت کی زیارت کے لئے آئے۔ جب حضرت خلیفۃ اللہ کو دیکھا۔

تو بہت معتقد ہو گئے۔ اپنے فرزند کو آنحضرت کا مرید بنایا۔ جس نے آنحضرت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آج شیخ محمد ملک شام میں سب سے بڑا شیخ شمار ہوتا ہے۔ اور اس سے وہاں کے بہت سے آدمیوں نے باطنی استفادہ کیا ہے وہاں کے تمام امرا اور بادشاہ اور سلطان رُوم اس کے مُرید ہیں۔ شیخ کی خانقاہ کا سالانہ خرچ تین لاکھ اشرفی ہے۔ حاجی سعادت اللہ جو آنحضرت کے خاص یار ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ ملک شام میں شیخ محمدؒ سے ملا۔ اس نے بہت اخلاص اور خصوصیت ظاہر کی۔ اور کہا۔ کہ میں صبح شام اسی تمنا میں رہتا ہوں۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت حج کے لئے تشریف لائیں۔ وہ ہر سال اس ولایت کے تحفے اور ہدیئے آنحضرت کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا۔ اور ورع۔ تقوےٰ سے موصوف اور حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے پر کاربند تھا +

خواجہ محمد میرویہ یعقوبی۔ کابل کے مضافات میں یعقوب نام ایک گاؤں ہے۔ آپ وہاں کے رہنے والے اور حضرت عروۃ الوثقےٰ کے خلیفہ خواجہ عبد الصمد کے پوتے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت پر کاربند تھے +

شیخ محمد سعید سیالکوٹی۔ آپ حافظ انور محمد کے پوتے ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند تھے +

خواجہ فیض اللہ اور خواجہ عباد اللہ کابلی۔ دونو حضرت حجت اللہ کے خلیفہ خواجہ خسرو کے فرزند ہیں۔ جب حضرت حجت اللہ کے حسب الامر حضرت خلیفۃ اللہ کابل میں تشریف لائے۔ تو باپ نے ان دونو کو آنحضرت کا مرید کرایا۔ آنحضرت نے مہربان ہو کر بعض بشارات عنایت کر کے خلافت سے مشرف فرمایا۔ آج وہ دونو بھائی اس ملک کے بڑے شیخ شمار کئے جاتے ہیں۔ اور حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے پر ثابت قدم ہیں +

صوفی لعل پنجابی کابلی۔ آپ حضرت حجت اللہ کے خلیفہ حاجی عبد الغفار کے فرزند ہیں۔ آپ نے آنحضرت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ

قوم کے مشہور شیخ ہیں۔ اور حضرات سرہند کے طریقے پر ثابت قدم ہیں +

خواجہ شکر اللہ کابلی - آپ خواجہ نیاز کابلی کے فرزند ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پورے پابند ہیں +

خواجہ فقیر سبحانی کابلی - آپ حاجی عبد الغفار کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر ثابت قدم ہیں +

صوفی عبد الرحیم کابلی - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے صوفی صاحب پر بدرجہ کمال کرم فرمایا۔ حتیٰ کہ حوض کوثر کا ساقی ہونے کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ آپ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ پر ثابت قدم ہیں +

حاجی داراب کابلی - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ اور شریعت پر ثابت قدم ہیں +

صوفی فیروز ملتانی - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی شروع سے آخیر تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ اور ملتان بھیجے گئے۔ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند ہیں +

خواجہ عبد الرحمٰن کولابی - ملک بدخشاں میں کولاب ایک شہر ہے۔ آپ آنحضرت کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت سے انتہائی درجہ تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ اور اس طریقہ کی عمدہ بشارات سے مبشر ہو کر خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ سنتِ نبوی اور حضراتِ احمدیہ معصومیہ کے طریقہ پر ثابت قدم ہیں +

صوفی رد زری بدخشی - آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک قدیمی خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی اور

اس طریقہ علیہ کی عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آپ تقوے وعبادت سے موصوف اور طریقہ احمدیہ معصومیہ پر ثابت قدم تھے ؞

شاہ محمد مقیم بدخشی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کرکے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں ؞

شیخ سعدالدین پشاوری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ پہلے حافظ نور محمد کے مرید تھے۔ بعدازاں آنحضرت کی خدمت میں آکر سلوک باطنی حاصل کرکے خلافت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ اُٹھایا۔ بلکہ بعضوں کو طریقہ کی اجازت بھی ملی۔ آپ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقے پر نہایت ثابت قدم تھے ؞

شیخ ابوتراب پشاوری۔ آپ پہلے شیخ سعدالدین کے مُرید تھے۔ بعدازاں حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں آکر سلوک باطنی حاصل کرکے خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرات احمدیہ معصومیہ کے طریقہ پر ثابت قدم تھے ؞

حاجی سعادت اللہ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک قدیمی خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کرکے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ اور شریعت کے سخت پابند تھے ؞

صوفی گل محمد رہتاسی۔ لاہور اور کابل کے درمیان رہتاس ایک قلعہ ہے آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کرکے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت پر کاربند ہیں ؞

صوفی فیض بخش رہتاسی۔ آپ صوفی گل محمد کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کرکے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت پر ثابت قدم ہیں ؞

مولوی محمد افضل رہتاسی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے ایک مخصوص خلیفہ ہیں۔ پہلے حضرت حجت اللہ کے مُرید تھے۔ بعدازاں حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کرکے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ ظاہری و باطنی علم

کے جامع تھے۔ پرہیز گاری اور عبادت سے موصوف اور حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت کے پابند تھے +

شیخ ولی محمد بہاری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ سلوک باطنی انتہائی درجے تک آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں +

شیخ محمد عادل اکبر آبادی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پابند ہیں +

شیخ محمد عارف بنگالی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں +

صوفی محمد اشرف شمس آبادی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی بقید تمام آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ رخصت کے وقت آنحضرت نے آپ کو فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں قبولیت خلق نصیب ہوگی۔ خبردار! اکمیں خودپسندی کو دخل نہ دینا۔ واقعی جب آپ شمس آباد میں آئے تو گرد و نواح کے لوگ بہت معتقد ہوئے۔ اور آپ سے استفادہ کرنے لگے۔ آپ وہاں کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند ہیں +

صوفی احمد کاتب سیالکوٹی۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں +

صوفی غلام محی الدین افغان۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے پر ثابت قدم ہیں +

صوفی محمد افضل بنگالی۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت پر کاربند ہیں +

صوفی نواب افغان پشاوری۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ خانقاہ کی مروجہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت پر ثابت قدم تھے ۔

خواجہ اسد اللہ بخاری۔ آپ حضرت عروۃ الوثقٰی کے خلیفہ شیخ حبیب اللہ بخاری کے فرزند ہیں۔ آپ بخارا سے محض آنحضرت کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ جیساکہ قیومیت کے تیسویں سال میں مذکور ہو چکا ہے۔ پھر آنحضرت سے سلوک باطنی حاصل کرکے خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ حضرات سرہند کے طریقے اور شریعت کے سخت پابند تھے ۔

ذکر در بیان

اصحاب مبشرین حضرت خلیفۃ اللہ کہ بخلافت رسیدہ اند

صوفی میر مرزا۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص اصحاب سے ہیں آنحضرت آپ پر مہربان تھے۔ دن رات کمال مہربانی سے آپ کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارات مثلاً تینوں ولایتیں صغرٰے، کبرٰے اور علیا اور کمالاتِ نبوت وغیرہ عنایت فرمائیں ۔

صوفی حفیظ اللہ۔ آپ بھی حضرت خلیفۃ اللہ کے خاص اصحاب میں سے ہیں۔ آنحضرت آپ پر بڑے مہربان تھے۔ آپ بھی دل و جان سے آنحضرت پر فدا تھے۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی مروجہ بشارات یعنی ہرسہ ولایت۔ ولایت صغرٰے ولایت کبرٰے۔ ولایت علیا۔ کمالاتِ نبوت اور قبولیت وغیرہ عنایت فرمائی۔ آپ طریقہ احمدیہ معصومیہ کے بڑے سخت پابند تھے ۔

صوفی محمد شریف باجوری۔ آپ آنحضرت کے مخصوص اصحاب سے ہیں آنحضرت نے آپ کو ہرسہ ولایات، کمالاتِ نبوت اور حقائق ثلاثہ کی بشارات عنایت فرمائیں ۔

صوفی بند علی کابلی۔ آپ آنحضرت کے قدیمی اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت

نے آپ کو ہرسہ ولایات۔ کمالاتِ نبوت اور ہرسہ حقائق کی بشارات عنایت فرمائیں ؛

صوفی فقیر احمد کابلی ۔ آپ شیخ ابوالقاسم کابلی کے فرزند اور حضرت سلطان الاولیاء کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت آپ پر بہت مہربان تھے ۔ مرض اخیر میں جب آنحضرت بہ سبب ضعف مسجد میں تشریف نہ لاسکے۔ تو صوفی صاحب کو امام مقرر فرمایا۔ اس طریقہ کی بعض بشارات بھی آپ کو عنایت فرمائیں ۔

صوفی شیخ علی ۔ آنحضرت نے آپ کو کمالات نبوت کی بشارات عنایت فرمائیں ۔

صوفی عبداللہ خوشبائی ۔ آنحضرت کے مبشرین سے ہیں ۔ اِس طریقہ کی بشارات سے مشرف ہوئے ۔

صوفی محمداعظم سیالکوٹی ۔ آپ پہلے حافظ نور محمد سیالکوٹی کے معتبر یار بلکہ خلیفہ تھے ۔ بعد میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر مورد عنایت بنے ۔ اور عمدہ بشارات مثلاً ہرسہ ولایات ۔ اور کمالاتِ نبوت سے سرافراز ہوئے ۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ کے سخت پابند تھے ۔

صوفی نفس کابلی ۔ آپ بھی آنحضرت کے مبشرین سے ہیں ۔

صوفی عبدالرحیم سیالکوٹی ۔ آپ حافظ نور محمد سیالکوٹی کے پوتے ہیں کچھ مدت آنحضرت کی خانقاہ عالم پناہ میں رہے ۔ اور آنحضرت سے اس طریقہ کی بشارات حاصل کیں ۔

حاجی جمال ۔ آپ آنحضرت کے دودھ بھائی ہیں ۔ آنحضرت نے آپ کو ولایت صغرٰے، ولایت کبرٰے بلکہ ولایت علیا کی بشارات سے مشرف فرمایا ۔

اخون سلطان افغان ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے معتبر مبشرین سے ہیں ۔

صوفی غلام محمد سرہندی ۔ آپ حضرت مروّج الشریعت کے خلیفہ حاجی کمال کے فرزند اور میرے (مؤلف کے) والد ماجد کے دودھ بھائی ہیں ۔ میرے والد ماجد نے آپ کو آنحضرت کا مرید کرایا ۔ آپ اس طریقہ کی بشارات سے سرفراز ہوئے ۔

صوفی غلام احمد سلطان پوری ۔ آپ آنحضرت کے خلیفہ شیخ محمد عابد سلطانپوری کے فرزند ہیں ۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا ۔ آپ عمدہ بشارات سے مشرف ہوئے ۔

صوفی بخشندہ عزیز قلیخان ۔ آپ آنحضرت کے ایک منظور نظر ہیں ۔ عمدہ بشارات ہر سہ ولایت اور کمالات نبوت سے سرفراز ہوئے ۔

صوفی محمد صدیق کابلی ۔ آپ آنحضرت کے مبشرین سے ہیں ۔ آپ ولایت کبرے تک کی بشارات سے مستعد ہوئے ہیں ۔

صوفی یار محمد کفش فروش ۔ آپ نے آنحضرت سے ہر سہ ولایت ۔ کمالات نبوت حقیقت کعبہ تک کی بشارات حاصل کیں ۔

صوفی عبد الحکیم کشمیری ۔ آپ نے مدت تک سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا ۔ اور ولایت کبرا ے کی بشارت کا شرف حاصل کیا ۔

صوفی خواجہ عبد المنان ۔ آپ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی اولا د سے ہیں ۔ آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارات عنایت فرمائیں ۔

صوفی محمد صادق ۔ آپ مدت مدید تک آنحضرت کی خانقاہ میں رہے اور آنحضرت سے بشارات حاصل کیں ۔

صوفی محمد عاقل ۔ آپ آنحضرت کے مخصوص خادم ہیں ۔ تینوں ولایتوں کی بشارت سے مشرف ہوئے ۔

صوفی مولوی احمد قصوری ۔ آپ مولوی عبد الحکیم قصوری کے فرزند ہیں ۔ آپ نے سلوک باطنی بہمہ شرائط حضرت خلیفۃ اللہ سے حاصل کیا ۔ آنحضرت آپ پر بہت مہربان تھے ۔ آپ آنحضرت کے معتبر یار اور حضرات احمدیہ کے طریقے اور شریعت کے پکے پابند تھے ۔

حافظ سعد اللہ لاہوری ۔ آپ آنحضرت کے مبشرین سے ہیں ۔

مرزا عبد الحکیم کابلی ۔ آپ علم ظاہری و باطنی ہر دو کے عالم [illegible] ۔ آنحضرت نے آپ کو ہر سہ ولایت کی خوشخبری عنایت فرمائی ۔

صوفی محمد عظیم رحمۃ اللہ علیہ ۔ آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے مخصوص یار ہیں ۔ آنحضرت

نے آپ کو ہر سہ ولایت کی بشارات عنایت فرمائیں +

میر ہزار کابلی۔ آپ آنحضرت کے اصحاب سے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کے اعتقاد کی بڑی تعریف کی ہے۔ آپ آنحضرت کے ایک مخصوص مبشر تھے +

صوفی امان اللہ۔ آپ آنحضرت کے خاص مبشر ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو ولایت صغرےٰ اور ولایت کبرےٰ کی خوشخبری عنایت فرمائی +

ملا عبد اللہ افغان۔ آپ آنحضرت کے خاص اصحاب سے ہیں۔ آنجناب نے آپ کو ہر سہ ولایات کی بشارات عنایت فرمائیں +

ملا مخدوم لاہوری۔ آپ آنحضرت کے خاص مبشرین سے ہیں +

محمد کبیر شاعر کابلی۔ آپ کے کچھ حالات آنحضرت کی کرامات کے باب میں لکھے گئے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے ہر سہ ولایات اور کمالات نبوت کی بشارات سے سرافراز ہوئے +

حاجی جمال ابدالی۔ آپ آنحضرت کے خاص مبشرین سے ہین +

صفدر شاہ سحری۔ آپ آنحضرت کے خاص اصحاب سے ہیں آنحضرت نے آپ کو عمدہ بشارات سے سرافراز فرمایا +

صوفی محمد سالم کابلی۔ آپ مدت مدید آنحضرت کی خانقاہ میں رہ کر تینوں ولایتوں کی بشارات کے سرافراز ہوئے +

حافظ ضیف اللہ۔ آپ نے آنحضرت کی بہت خدمت کی ہے آنحضرت نے آپ کو تینوں ولائیتوں کی بشارات سے مخصوص فرمایا۔ اب آپ حضرت خلیفۃ اللہ کے روضہ منورہ کے خادموں کے سردار ہیں +

دوست محمد افغان۔ آپ آنحضرت کے مخصوص خادم تھے۔ آنجناب نے آپ کو اعلےٰ اور عمدہ بشارات سے سرافراز فرمایا +

حاجی نیاز۔ ملا نور بدخشی۔ خواجہ عبد الرحمان سمرقندی۔ ملا شمس الدین کاشغری۔ محمد ارشد حسینی سب آنحضرت کے مبشرین ہیں۔ آنحضرت کے بہت سے خلفاء اور مبشرین کے نام یاد نہیں رہے۔ اس واسطے ان کے حالات نہیں لکھے گئے۔ جیسا کہ اس سے

پہلے بھی عرض کیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی اگر اللہ تعالےٰ ہماری رہنمائی نہ کرتا۔ واقعی ہمارے پروردگار کے رسول حق پر مبعوث ہوئے +

ذکر دربیان

احوال مشائخ وعلماء وشعراء وسلاطین کہ ہمعصر حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء بودہ اند :-

حاجی محمد سعید لاہوری - آپ لاہور کے مشہور شیخ ہیں۔ پہلے آپ شاہ میر لاہوری صاحب ذوق وشوق کے مرید تھے۔ بعدازاں انکے خلیفہ ملا شاہ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ پھر حضرت عروۃ الوثقٰے کے فرزند حضرت محمد اشرف کی خدمت سے فیض حاصل کیا۔ اور نقشبندیہ خلافت پائی۔ آپ صاحب جذب قوی تھے۔ ظاہری علم بھی آپ نے پایۂ تحصیل تک حاصل کیا۔ لوگوں نے دونو علوم میں آپ سے استفادہ کیا۔ حاجی صاحب کے مرید اور شاگرد ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ جو شریعت و طریقت پر کاربند تھے +

شیخ محمد فاضل - آپ ظاہری و باطنی علوم کے عالم اور لاہور سے چار منزل پر بھاکہ کے رہنے والے تھے۔ آپ صاحب کرامت واستقامت تھے۔ آپ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ کے قصیدہ خمریہ کی شرح لکھی ہے۔ جو سو جزو سے زیادہ ہے +

شاہ بھیکھ - آپ بھی آنحضرت کے ہمعصر تھے +

شیخ ابوالفتح سنوری - سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر شہر سنور ہے شیخ صاحب اہل نیستی وانکسار تھے۔ صفائی باطن میں مشہور تھے +

شیخ اشرف سلونی - آپ شیخ پیر محمد سلونی کے فرزند اور ہندوستان کے ایک مشہور شیخ ہیں۔ آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہے۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کی مجلس میں سماع و نغمہ بکثرت ہوا کرتا تھا۔ دعوتِ اسماء کا علم بھی آپ کو حاصل تھا۔ اور قبولیت کی وجہ بھی یہی تھی +

شیخ حبیب اللہ قنوجی۔ آپ قنوج کے مشہور شیخ اور صاحب تصرفت ظاہرہ و خوارق باہرہ تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا +

شیخ برکت اللہ۔ آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ خدا طلبی میں سخت تکلیفیں اُٹھائیں۔ اذکار و اشغال میں مشغول و مصروف رہے۔ عجیب و غریب حالات حاصل کئے۔ بہت لوگ آپ کے معتقد تھے۔ اب آپ کے دو لڑکے آپ کے جانشین ہیں۔ ایک آل محمد جو باپ کا قائم مقام ہے۔ دوسرے شاہ محمدؐ +

شاہ کلیم اللہ۔ آپ شاہجہان آباد کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ صاحب احوالات بلند و مقامات ارجمند ہیں۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے فائدہ اُٹھایا +

شاہ غلام محمد۔ آپ بھی شاہجہان آباد کے معتبر مشائخ سے ہیں۔ صاحبِ زہد و توکل تھے۔ تصوف اور سلوک میں راسخ قدم تھے +

شیخ عبد الرسول انبالوی۔ آپ انبالہ کے مشہور شیخ ہیں۔ زہد و توکل سے موصوف تھے۔ آپ نے خدا طلبی میں ریاضتہائے شاقہ اٹھائیں۔ صفائی باطن میں مشہور تھے۔ بہت سے لوگ آپ سے مستفید ہوئے +

شاہ کمال۔ آپ سید جمال کے فرزند اور شاہجہان آباد کے مشہور شیخ ہیں۔ آپ صاحبِ وجد و شوق تھے۔ رقص و سماع بہت کیا کرتے تھے +

شاہ اجالی بدایونی۔ آپ بدایوں کے مشائخ کبار سے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ آپ صاحبِ ذوق و حال تھے۔ اور انکسار آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ بہت سے لوگ آپ کے منکر بھی تھے۔ وہ آپ کو دیوانہ کہتے تھے۔ بعض جو آپ کے مرید تھے۔ وہ آپ کو صاحب کمال جانتے تھے۔ لیکن آپ کے اوضاع و اطوار سے ثابت ہوتا تھا۔ کہ آپ تمام مشائخ اُمت کے خلاف ہیں۔ چنانچہ آپ کے مُرید ذو الحجہ کے پہلے عشرہ میں روزہ ضرور رکھتے ہیں۔ اور کسی سے کلام نہیں کرتے۔ ساتھ ہی کہتے ہیں۔ کہ ان دنوں ہمیں خدا ظاہری آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے۔ بعد ازاں ساتویں روز عید کی طرح خوشی مناتے ہیں۔ ان دونوں دنوں کو جنگل میں ایک مقررہ جگہ جاکر اپنی عبادت کرتے ہیں۔

ان کی عبادت کا یہ طریقہ ہے۔ کہ نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر چاروں طرف کھڑے ہو کر کچھ پڑھتے ہیں۔ ہر روز اوقات مقررہ پر اس قسم کی عبادت کرتے ہیں۔ سلام علیکم کی بجائے "ابن خفشان" کہتے ہیں۔ جب آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔ تو یہی لفظ پکارتے ہیں۔ وہ حسین خفشان کو پیغمبر اولوالعزم صاحب شریعت مانتے ہیں۔ اس بات کو وہ پوشیدہ رکھتے ہیں۔ جو ان کا محرم راز ہوتا ہے۔ اسی سے یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ محمد امین خاں نے یہ بات معلوم کر کے ظاہر کرنی چاہی۔ لیکن وہ انہیں دنوں فوت ہو گیا اب وہ اپنے میں اسے بطور معجزہ سمجھتے ہیں۔ ایک دفعہ میں (مؤلف کتاب) نے خفشان کے بیٹوں سے ملاقات کی۔ اور اس بات کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے محض انکار کیا۔ صرف استغفر اللہ کہا۔ واللہ اعلم بالصواب *

شیخ جان محمدؒ۔ آپ اعلیٰ درجہ کے زاہد و ریاضت کنندہ اور صاحب استقامت تھے۔ ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ کی ملاقات کے لئے آئے۔ آپ کے جانے کے بعد کسی نے آنحضرت سے آپ کے حالات کی بابت پوچھا فرمایا کہ ریاضت کے باعث اسے باطنی صفائی حاصل ہے *

مولوی عبد الحکیم۔ آپؒ جہان آباد کے ایک مشہور عالم باعمل ہیں۔ حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ عبد اللہ کے مرید اور حضرت خلیفۃ اللہ کے بڑے معتقد تھے۔ چنانچہ دو دو کوس پیادہ پا آنحضرت کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ آنحضرت بھی آپ پر مہربان تھے۔ آپ کے پاس اہل علم حاضر رہتے۔ اکثر امرا آپ کے معتقد تھے۔ اور آپ کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ امر معروف آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا۔ چنانچہ بادشاہ پر بھی شرعی حد لگا دی۔ کہ کفار سے جزیہ لو۔ یہ قصہ قیومیت کے اٹھائیسویں سال میں مفصل بیان ہو چکا ہے *

مولوی نظام الدین۔ آپ ہندوستان کے مشہور عالم ہیں۔ کئی ہزار آدمیوں نے آپ سے ظاہری علم کا فائدہ اٹھایا۔ سینکڑوں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ زہد۔ عبادت اور ریاضت بکثرت کرتے ہیں۔ اور شیخ عبد الرزاق کے مرید ہیں آپ صاحب استقامت و استغنا ہیں *

مولوی صفت اللہ۔ آپ ہندوستان کے مشہور عالم ہیں۔ آپ نے

حدیث کی سند مدینہ منورہ میں حاصل کی۔ آپ کی مجلس میں عموماً علم حدیث پڑھایا جاتا تھا۔ شریعت کے سخت پابند تھے۔ بالعموم رفضی امرا سے آپ کا میل جول تھا۔ لیکن ہر مجلس میں انہیں آپ زک ہی دیتے ✣

مولوی قطب الدین۔ آپ پورب کے بڑے مشہور عالم ہیں۔ کہتے ہیں۔ علم معقولات میں ہندوستان بھر کے علماء آپ سے لگا نہیں کھاتے۔ بہت سے آدمی آپ سے فارغ التحصیل ہوئے ✣

مولوی شیخ محمد۔ آپ ایک معتبر عالم ہیں۔ اور ظاہری علم میں فارغ التحصیل ہوئے ہیں ✣

مولوی عبد الکریم۔ آپ دو واسطہ سے مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی کے شاگرد ہیں۔ بہت سے آدمیوں نے آپ سے ظاہری علم کا استفادہ کیا ✣

مولوی ابو طالب۔ آپ ایک معتبر عالم ہیں۔ اور ساتھ ہی عالم باعمل بھی ہیں ✣

مولوی کمال الدین۔ بڑے جید عالم ہیں۔ ہزاروں آدمی آپ سے مستفید ہوئے ✣

حاجی یار بیگ۔ آپ لاہور کے بڑے مشہور عالم اور شریعت کے بڑے پابند ہیں۔ جب سلطان بہادر شاہ نے لاہور جاکر علماء کو اس بات کی تکلیف دی۔ کہ خطبہ میں حضرت علی کو وصی کہیں۔ اس وقت لاہور کے علماء کے سرگروہ حاجی یار بیگ ہی تھے۔ انہوں نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے ✣

مولوی محمد مقیم۔ آپ علم ظاہری و باطنی دونوں کے عالم ہیں۔ ایک بزرگ سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ عجز و نیستی آپ کا شعار ہے۔ آپ کی تصنیفات نہایت اعلےٰ پائے کی ہیں۔ چنانچہ مولانا روم کی پیروی کی ہے۔ شرح وقایہ پر کا حاشیہ آپ ہی کی تصنیف ہے ✣

حسب ذیل شعرا حضرات خلیفۃ اللہ کے ہمعصر تھے۔ محمد پناہ۔ قابل۔ الفت۔ جعفر روحی۔ مرزا گرامی۔ مظہر۔ سامی۔ آفرین۔ رونق۔ گلشن۔ باجی۔ امین وغیرہ وغیرہ۔ رومی کہتا ہے ؎

گشت چشم تو بے فتنہ قامت باقی ہست — نیست آرام بمردان کہ قیامت باقیست

قائل کہتا ہے ؎

بہ بزم دود بماند ز بعد کشتن شمع — چو مار تیغ تو مردیم آہ ما باقیست

آفرین نے مضمون ناز کو خوب نبھایا ہے ؎

گل اندامے سراپا ناز آمد آمدے دارد — بابہار رفتہ ما باز آمد آمدے دارد

سامی و آفرین نے میر کے قصہ کو چار باب میں لکھا ہے۔ قصیدہ کی رونق کو نظم میں لکھ کر دوبالا کر دیا ہے۔

حسب ذیل بادشاہ حضرت سلطان الاولیاء کے ہمعصر تھے ہندوستان میں سات شخص آنحضرت کے عہد میں تخت سلطنت پر بیٹھے۔ خاندان تیموریہ کے دس بادشاہ قیوم اربعہ کے عہد میں تخت نشین ہوئے۔ جلال الدین اکبر۔ حضرت قیوم اول رضی کے وقت میں۔ جہانگیر۔ حضرت قیوم اول رضی کے عہد میں۔ شاہجہان حضرت قیوم ثانی کے عہد مبارک میں۔ اورنگ زیب عالمگیر کو یہ شرف حاصل ہے۔ کہ اس نے چاروں قیوموں کی زیارت کی۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے اپنے دادا کے ساتھ حضرت قیوم اول کی زیارت کی۔ حضرت قیوم ثانی کے عہد میں تخت نشین ہوا۔ حضرت حجۃ اللہ کا تمام عہد مبارک دیکھا۔ حضرت حجۃ اللہ نے میرے آخری سالوں میں قیومیت کے تخت پر جلوس فرمایا۔ باقی بادشاہ حضرت خلیفۃ اللہ کے عہد میں ہوئے۔ یعنی بہادر شاہ معز الدین۔ فرخ سیر۔ رفیع الدولہ۔ رفیع الدرجات اور محمد شاہ جو موجودہ بادشاہ ہے۔ ایران میں نادر شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہے۔ نادر شاہ سے پہلے قندھار کے چند خان ایران پر قابض تھے۔ جیسا کہ حضرت قیوم رابع کے چودھویں سال قیومیت کے حالات میں لکھا ہے۔ توران میں ابوالفیض حکمران ہے۔ بدخشاں کا بادشاہ میر یار بیگ خاں ہے۔ یہ تمام بادشاہ حضرت قیوم رابع کے مرید و معتقد ہیں۔ والسلام من اتبع الھدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ وصل اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و صحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ؎

بحمد اللہ کہ برزعم زمانہ — بپایاں آمد این دلکش فسانہ

طے کنم این نامہ را گر نیم جوں گنم — حوصلہ خامہ نیست تاب رقم داشتن

تمت

اردو ترجمہ کتاب زبدۃ المقامات

نادر اور بیمثل کتاب حضرت قطب الاقطاب ہادی شیخ و شاب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی خواجہ جہان شاہ والامکان حضرت خواجہ باقی باللہ اور آپکے خلفائے نامدار اور آپ کی اولاد پاک کے حالات پاک سے پُر ہے۔ کتاب قابل دید ہے۔ قیمت .... عہ

اردو ترجمہ کتاب تیسیر السالکین

اس کتاب میں حضرت خواجہ میر کلال کے حالات ہیں۔ طالبان مولا کی خاطر اردو ترجمہ کرایا گیا ہے قیمت ۶ر

اردو ترجمہ کتاب انیس الطالبین

یہ کتاب خواجہ خواجگان حضرت شاہ بہاؤالدین نقشبندی کے مقامات وارشادات کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے قیمت عہ

اردو ترجمہ کتاب سلک سلوک

مصنفہ حضرت مولانا نخشبی اسمیں ۱۵۰ سلک ہیں اور ہر ایک سلک نہایت دلکش پیرایہ میں لکھا ہے قیمت عہ

اردو ترجمہ مقاصد السالکین

حضرت ضیاء اللہ نقشبندی کی قابل قدر تصنیف ہے مسائل شرعیہ کے نکتے سا تھ تصوف کے باریک باریک نکتے بیان فرمائے ہیں عہر

اردو ترجمہ کتاب مقامات احمدیہ و ملفوظات معصومیہ

حضرت خواجہ محمد امین نقشبندی نے حضرت مجدد صاحب اور نیز آپکے صاحبزادگان والا تبار کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔ ہر ایک مجددی نقشبندی کا فرض ہے کہ اس کتاب کو خرید کر مطالعہ کریں اس کتاب میں ۱۲ باب ہیں۔ قابل دید ہے۔ قیمت ۱۲ر

اردو ترجمہ کتاب جواہر علویہ

مولنا شاہ رؤف احمد صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی تک تمام بزرگان نقشبندیہ کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔ قیمت .... عہ ۱۲ر

اردو ترجمہ انیس الارواح

اس کتاب میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ملفوظات ہیں مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قیمت ۴ر

اردو ترجمہ سہ دفتر

مکتوبات شریف

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

مع مفصل سوانح عمری

کون شخص ہے جو مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے نام نامی و اسم گرامی سے واقف نہ ہو۔ یہ وہ مجموعہ مکتوبات ہے۔ جو آپ نے وقتاً فوقتاً اپنے پیر حضرت باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت اقدس میں اور نیز دیگر احباب کی طرف ارقام فرمائے تھے۔ اور جن کی تلاش اور جستجو میں مدت مدید اور عرصہ بعید سے طالبان مولے عموماً اور حلقہ بگوشان سرکار عالیہ نقشبندیہ خصوصاً اور حیران و سرگردان پھرتے تھے۔ چونکہ یہ گنجینہ اسرار معانی نہایت دقیق فارسی زبان میں ہر ادنے و اعلے کی فہمید سے باہر تھا۔ لہذا ہم خادمان فقرائے بپاس خاطر ہر چہار سلاسل عالیہ اور حلقہ بگوشان خاندان عالیہ نقشبندیہ کیلئے بصرف زر کثیر اردو ترجمہ کرا کر نہایت خوشخط اعلے درجہ کے کاغذ پر طبع کرائے ہیں۔ جن کو خرید کر ہر ایک طالب مولے بلیساختہ یہ شعر ورد کریگا ؎

جہانے چند دادم جاں خریدم بنامیزد عجب ارزاں خریدم

قیمت دفتر اول ۸/ — قیمت دفتر دوم عہ ۸/ — قیمت دفتر سوم عہ ۱۲/

سوانحعمری مجدد علیہ الرحمۃ علیحدہ بھی مل سکتی ہے قیمت ۸/

المشتہران
ملک فضل الدین چنن الدین تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی
کوچہ ککے زیاں منزل نقشبندیہ بازار کشمیری
لاہور